Gu-E8

ॐ

-1172

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

फ्र० - ६४

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

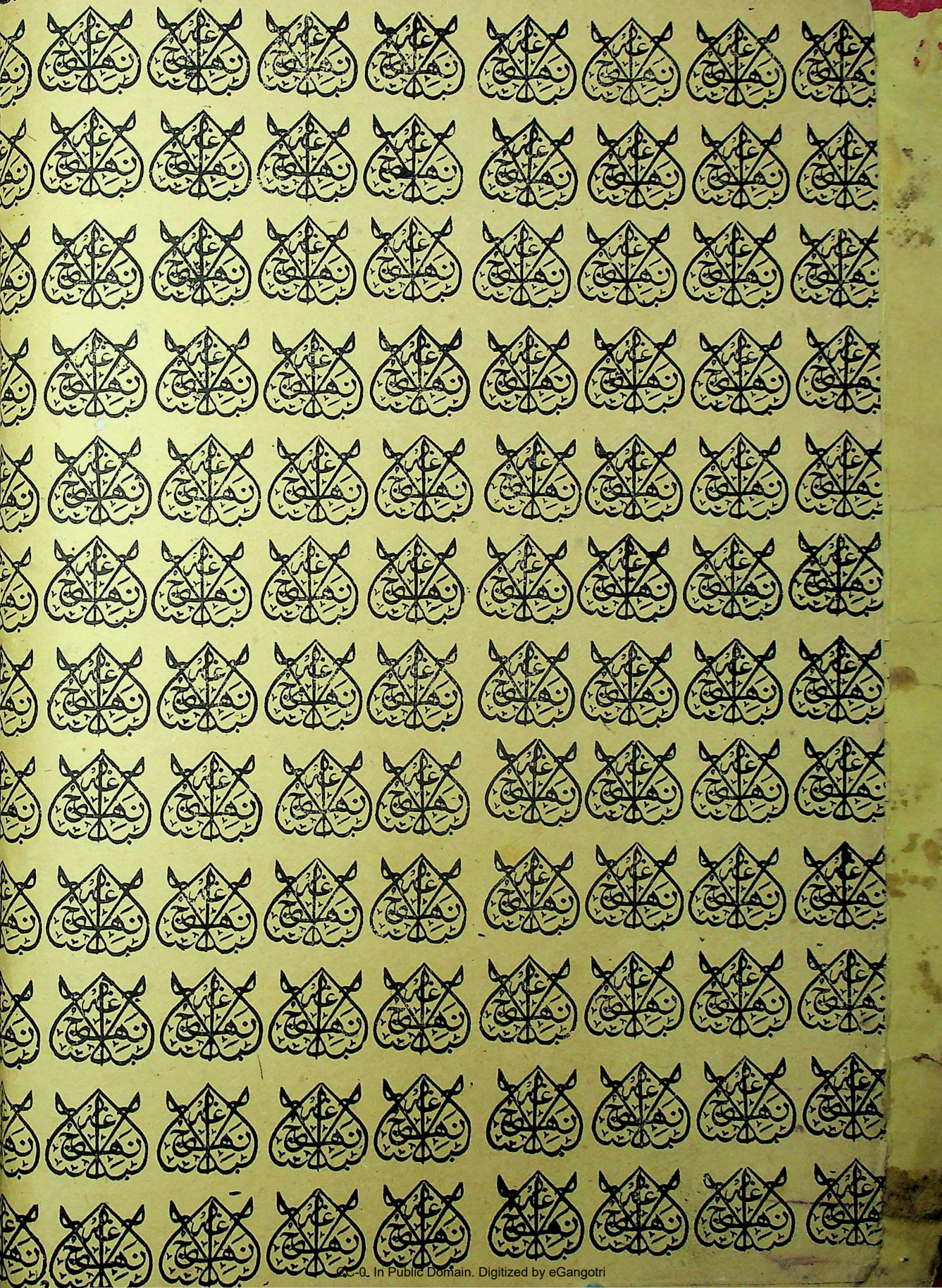
CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

پیش کش

بہ حضرت

مولائے کائنات ، مفکرِ وحدانیت ، واقف اسرار لدنّی ، بابِ مدینۃ العلم

لسان اللہ ، فلسفی اسلام سیّد الاولیاء امام الاتقیا امیر المومنین

علی ابن ابی طالب

علیہ الاف التحیۃ والثناء

میرے آقا و مولا جہاں آپ کے حضور میں ملائے اعلیٰ کے رہنے والے عجز و نیاز سے سر بہ زمین ہیں وہاں آپ کی نگاہِ فیض رساں کا سہارا لے کر مجھ ایسے تہی دامانِ علم کی یہ جسارت حیرت انگیز ہے کہ وہ آپ ہی کے نطقِ گوہر بار کے معجزے ، آپ ہی کے کلماتِ خوش آب اور آپ ہی کے فرمودات صداقت گزیں و ارشادات حقیقت آفریں آپ ہی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے لیکن اس یقین کے ساتھ کہ آپ کی چشمِ کرم اس ہدیہ کو شرف قبولیت بخشے گی ۔ آقائے دوجہاں ! اپنی یہ تمنائے حیات آپ کے حضور میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اس امید پر کہ یہی میری نجات کا وسیلہ ہوگی ۔

سیّد انصار حسین (مالی)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فہرست مضامین ترجمہ نہج البلاغہ

حصّۂ اوّل

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
	عرض ناشر	۱۹
	علامہ سید رضی کے سوانح حیات	۲۱
	دیباچہ از مؤلف نہج البلاغہ	۲۵
خطبہ ۱	معرفتِ باری کے درجات، زمین و آسمان کی خلقت، آدمؑ کی پیدائش، احکام قرآنی کی تقسیم اور حج کا بیان	۴۰
خطبہ ۲	بعثت سے قبل عرب کی حالت، اہلِ بیتؑ کی فضیلت اور ایک جماعت کی مذمت	۶۱
خطبہ شقشقیہ	خلفاء ثلاثہ کی حکومت کے بارے میں آپ کا نظریہ اور	۶۶
خطبہ ۳	آپ کے عہدِ خلافت میں دشمنوں کی شورش انگیزیاں	
خطبہ ۴	حضرت کی دور رس بصیرت اور دین میں یقین کامل اور حضرت موسیٰؑ کے خوفزدہ ہونے کی وجہ	۱۰۵
خطبہ ۵	پیغمبرؐ کے بعد جب ابوسفیان نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہی تو اس موقع پر فرمایا	۱۰۸
خطبہ ۶	جب طلحہ و زبیر کے تعاقب سے آپ کو روکا گیا تو اس موقع پر فرمایا۔	۱۱۰
خطبہ ۷	منافقین کی حالت	۱۱۱
خطبہ ۸	جب زبیر نے یہ کہا کہ میں نے دل سے بیعت نہ کی تھی، تو آپ نے فرمایا	۱۱۲
خطبہ ۹	اصحاب جمل کا بودا پن	۱۱۳
خطبہ ۱۰	طلحہ و زبیر کے بارے میں	۱۱۴
خطبہ ۱۱	محمد ابن حنفیہ کو آداب حرب کی تعلیم	۱۱۵
خطبہ ۱۲	عمل کا دارو مدار نیت پر ہے۔	۱۱۵
خطبہ ۱۳	بصرہ اور اہل بصرہ کی مذمت میں	۱۱۷
خطبہ ۱۴	اہل بصرہ کی مذمت میں	۱۱۹
خطبہ ۱۵	حضرت عثمان کی دی ہوئی جاگیریں جب پلٹا لیں تو فرمایا	۱۲۰
خطبہ ۱۶	جب اہل مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تو فرمایا	۱۲۱
خطبہ ۱۷	مسند قضا پر بیٹھنے والے نااہلوں کی مذمت میں	۱۲۶
خطبہ ۱۸	علماء کے مختلف الآراء ہونے کی مذمت اور تصویب کی رد۔	۱۲۷
خطبہ ۱۹	اشعث ابن قیس کی غداری و نفاق کا تذکرہ۔	۱۳۱
خطبہ ۲۰	موت کی ہولناکی اور اس سے عبرت اندوزی۔	۱۳۴
خطبہ ۲۱	دنیا میں سبک بار رہنے کی تعلیم	۱۳۸
خطبہ ۲۲	قتل عثمان کا الزام عائد کرنے والوں کے بارے میں۔	۱۳۹
خطبہ ۲۳	حسد سے باز رہنے اور عزیز و اقارب سے حسن سلوک کے بارے میں۔	۱۴۰
خطبہ ۲۴	جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے فرمایا۔	۱۴۴
خطبہ ۲۵	بسر ابن ابی ارطاۃ کی تاخت و تاراج کے بعد جنگ سے جی چرانے والے ساتھیوں کے متعلق فرمایا۔	۱۴۹
خطبہ ۲۶	بعثت کے قبل عرب کی حالت اور پیغمبرؐ کے بعد اہلِ دنیا کی بے رخی اور معاویہ و عمرو ابن عاص کا معاہدہ۔	۱۵۰
خطبہ ۲۷	جہاد پر برانگیختہ کرنے کے لئے فرمایا۔	۱۵۶
خطبہ ۲۸	دنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت کی اہمیت کا تذکرہ۔	۱۵۹

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
خطبہ ۲۹	جنگ کے موقع پر حیلے بہانے کرنے والوں کے متعلق فرمایا۔	۱۶۵
خطبہ ۳۰	قتل عثمان کے سلسلہ میں آپ کی روش	۱۷۲
خطبہ ۳۱	جنگ جمل چھڑنے سے پہلے ابن عباس کو زبیر کے پاس جب بھیجا تو ان سے فرمایا۔	۱۷۵
خطبہ ۳۲	دنیا کی مذمت اور اہل دنیا کی قسمیں۔	۱۷۷
خطبہ ۳۳	جب جنگ جمل کے لئے روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۱۷۸
خطبہ ۳۴	اہل شام کے مقابلے میں لوگوں کو آمادۂ جنگ کرنے کے لیے فرمایا۔	۱۸۵
خطبہ ۳۵	تحکیم کے بارے میں فرمایا۔	۱۸۸
خطبہ ۳۶	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کرنے کے لیے فرمایا۔	۱۹۳
خطبہ ۳۷	اپنی استقامت دینی و سبقت ایمانی کے متعلق فرمایا۔	۱۹۷
خطبہ ۳۸	شبہ کی وجہ تسمیہ اور دوستانِ خدا و دشمنانِ خدا کی مذمت۔	۱۹۸
خطبہ ۳۹	جنگ سے جی چرانے والوں کی مذمت میں۔	۱۹۹
خطبہ ۴۰	خوارج کے قول "لاحکم الا اللہ"۔ کے جواب میں فرمایا۔	۲۰۲
خطبہ ۴۱	غداری کی مذمت میں فرمایا۔	۲۰۳
خطبہ ۴۲	نفسانی خواہشوں اور لمبی امیدوں کے متعلق فرمایا۔	۲۰۶
خطبہ ۴۳	جب آپ کے ساتھیوں نے جنگ کی تیاری کے لئے کہا، تو آپ نے فرمایا۔	۲۰۷
خطبہ ۴۴	جب مصقلہ ابن جبیرہ معاویہ کے پاس بھاگ گیا، تو آپ نے فرمایا	۲۰۸
خطبہ ۴۵	اللہ کی عظمت و جلالت اور دنیا کی سبکی و بے وقاری کے متعلق فرمایا۔	۲۱۱
خطبہ ۴۶	جب شام کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۲۱۳

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
خطبہ ۴۷	کوفہ پر وارد ہونے والی مصیبتوں کے متعلق فرمایا۔	۲۱۴
خطبہ ۴۸	جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۲۱۵
خطبہ ۴۹	اللہ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں فرمایا۔	۲۱۶
خطبہ ۵۰	حق و باطل کی آمیزش کے نتائج۔	۲۲۱
خطبہ ۵۱	جب شامیوں نے آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا تو فرمایا۔	۲۲۳
خطبہ ۵۲	دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کے ثواب و عتاب کے متعلق فرمایا۔	۲۲۴
خطبہ ۵۳	گوسفند قربانی کے اوصاف۔	۲۲۵
خطبہ ۵۴	آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کا ہجوم۔	۲۲۹
خطبہ ۵۵	میدانِ صفین میں جب آپ کے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا کہ آپ اذنِ جہاد دینے میں تاخیر فرما رہے ہیں تو فرمایا۔	۲۳۰
خطبہ ۵۶	میدانِ جنگ میں آپ کے صبر و ثبات کی حالت	۲۳۲
خطبہ ۵۷	معاویہ کے بارے میں فرمایا۔	۲۳۴
خطبہ ۵۸	خوارج کے متعلق آپ کی پیشین گوئی۔	۲۳۶
خطبہ ۵۹	خوارج کی ہزیمت کے متعلق آپ کی پیشین گوئی	۲۳۸
خطبہ ۶۰	جب آپ کو اچانک قتل کر دیئے جانے سے ڈرایا تو آپ نے فرمایا۔	۲۴۱
خطبہ ۶۱	دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۲۴۲
خطبہ ۶۲	دنیا کے زوال اور فنا کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۴۳
خطبہ ۶۳	صفاتِ باری کا تذکرہ	۲۴۷
خطبہ ۶۴	جنگ صفین میں تعلیم حرب کے سلسلہ میں فرمایا	۲۵۱
خطبہ ۶۵	سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی سننے کے بعد فرمایا۔	۲۵۳
خطبہ ۶۶	محمد ابن ابی بکر کی خبر شہادت سن کر فرمایا	۲۵۶
خطبہ ۶۷	اپنے اصحاب کی کجروی و بے رخی کے بارے میں فرمایا۔	۲۵۷

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
" ۶۸	شب ضربت سحر کے وقت فرمایا۔	۲۵۸
" ۶۹	اہل عراق کی مذمت میں فرمایا۔	۲۵۹
" ۷۰	پیغمبرؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ	۲۶۲

فہرست مضامین ترجمہ نہج البلاغہ

حصہ دوم

خطبہ ۷۱	جب امام حسنؑ اور امام حسین علیہ السلام نے مروان کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا۔	۲۶۹
" خطبہ ۷۲	جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا۔	۲۷۰
" ۷۳	جب لوگوں نے قتل عثمان میں شرکت کا الزام آپ پر لگایا تو فرمایا۔	۲۷۱
" ۷۴	پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۷۱
" ۷۵	بنی امیہ کے متعلق فرمایا۔	۲۷۲
" ۷۶	دعائیہ کلمات	۲۷۲
" ۷۷	منجمین کی پیشین گوئیوں کی رد۔	۲۷۳
" ۷۸	عورتوں کے فطری نقائص	۲۷۵
" ۷۹	پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا	۲۷۷
" ۸۰	اہل دنیا کے ساتھ دنیا کی روش	۲۷۷
" غراء ۸۱	موت اور موت کے بعد کی حالت انسانی خلقت کے درجات اور پند و نصائح	۲۷۹
" ۸۲	عمرو ابن عاص کے بارے میں۔	۲۹۰
" ۸۳	تنزیہ باری اور پند و نصائح کے سلسلہ میں فرمایا	۲۹۱
" ۸۴	آخرت کی تیاری اور احکام شریعت کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۹۲
" ۸۵	دوستانِ خدا کی حالت اور علماء سوء کی مذمت میں فرمایا۔	۲۹۵
" ۸۶	امت کے مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور پیغمبرؐ و امام کے ارشادات کو پس پشت ڈال دینے کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۰۰
" ۸۷	بعثت کے قبل دنیا کی حالت پراگندگی اور یہ کہ پہلے لوگوں اور موجودہ دور کے لوگوں کے حالات یکساں ہیں۔	۳۰۱
" ۸۸	صفاتِ باری اور پند و موعظت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۰۲
" اشباح ۸۹	آسمان و زمین کی خلقت اور زمین کے پانی پر بچھائے جانے اور اللہ سبحانہٗ کے عالم جزئیات ہونے کے بارے میں فرمایا۔	۳۰۴
" ۹۰	جب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو فرمایا	۳۲۵
" ۹۱	خوارج کی بیخکنی اور اپنے علم کی ہمہ گیری اور بنی امیہ کی فتنہ پردازی کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۲۷
" ۹۲	خداوند عالم کی حمد و ثنا اور انبیاء کی توصیف میں فرمایا۔	۳۳۱
" ۹۳	بعثت کے وقت لوگوں کی حالت اور تبلیغ کے سلسلہ میں پیغمبرؐ کی مساعی کے متعلق فرمایا	۳۳۲
" ۹۴	نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدح و توصیف میں فرمایا۔	۳۳۳
" ۹۵	اپنے اصحاب کو تنبیہ اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا۔	۳۳۳

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
خطبہ ۲۹	جنگ کے موقع پر حیلے بہانے کرنے والوں کے متعلق فرمایا۔	۱۶۵
خطبہ ۳۰	قتل عثمان کے سلسلہ میں آپ کی روش	۱۷۲
خطبہ ۳۱	جنگ جمل چھڑنے سے پہلے ابن عباس کو زبیر کے پاس جب بھیجا تو ان سے فرمایا۔	۱۷۵
خطبہ ۳۲	دنیا کی مذمت اور اہل دنیا کی قسمیں۔	۱۷۷
خطبہ ۳۳	جب جنگ جمل کے لئے روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۱۷۸
خطبہ ۳۴	اہل شام کے مقابلے میں لوگوں کو آمادۂ جنگ کرنے کے لیے فرمایا۔	۱۸۵
خطبہ ۳۵	تحکیم کے بارے میں فرمایا۔	۱۸۸
خطبہ ۳۶	اہل نہروان کو ان کے انجام سے مطلع کرنے کے لیے فرمایا۔	۱۹۳
خطبہ ۳۷	اپنی استقامت دینی و سبقت ایمانی کے متعلق فرمایا۔	۱۹۷
خطبہ ۳۸	شبہ کی وجہ تسمیہ اور دوستانِ خدا و دشمنانِ خدا کی مذمت۔	۱۹۸
خطبہ ۳۹	جنگ سے جی چرانے والوں کی مذمت میں۔	۱۹۹
خطبہ ۴۰	خوارج کے قول "لاحکم الا اللہ" کے جواب میں فرمایا۔	۲۰۲
خطبہ ۴۱	غداری کی مذمت میں فرمایا۔	۲۰۳
خطبہ ۴۲	نفسانی خواہشوں اور لمبی امیدوں کے متعلق فرمایا۔	۲۰۶
خطبہ ۴۳	جب آپ کے ساتھیوں نے جنگ کی تیاری کے لئے کہا، تو آپ نے فرمایا۔	۲۰۷
خطبہ ۴۴	جب مصقلہ ابن ہبیرہ معاویہ کے پاس بھاگ گیا، تو آپ نے فرمایا	۲۰۸
خطبہ ۴۵	اللہ کی عظمت و جلالت اور دنیا کی سبکی و بے وقاری کے متعلق فرمایا۔	۲۱۱
خطبہ ۴۶	جب شام کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۲۱۳

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
خطبہ ۴۷	کوفہ پر وارد ہونے والی مصیبتوں کے متعلق فرمایا۔	۲۱۴
خطبہ ۴۸	جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۲۱۵
خطبہ ۴۹	اللہ کی عظمت و بزرگی کے بارے میں فرمایا۔	۲۱۶
خطبہ ۵۰	حق و باطل کی آمیزش کے نتائج۔	۲۲۱
خطبہ ۵۱	جب شامیوں نے آپ کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا تو فرمایا۔	۲۲۳
خطبہ ۵۲	دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کے ثواب و عتاب کے متعلق فرمایا۔	۲۲۴
خطبہ ۵۳	گوسفند قربانی کے اوصاف۔	۲۲۵
خطبہ ۵۴	آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کا ہجوم۔	۲۲۹
خطبہ ۵۵	میدانِ صفین میں جب آپ کے ساتھیوں نے یہ محسوس کیا کہ آپ اذنِ جہاد دینے میں تاخیر فرما رہے ہیں تو فرمایا۔	۲۳۰
خطبہ ۵۶	میدانِ جنگ میں آپ کے صبر و ثبات کی حالت	۲۳۲
خطبہ ۵۷	معاویہ کے بارے میں فرمایا۔	۲۳۴
خطبہ ۵۸	خوارج کے متعلق آپ کی پیشین گوئی۔	۲۳۶
خطبہ ۵۹	خوارج کی ہزیمت کے متعلق آپ کی پیشین گوئی	۲۳۸
خطبہ ۶۰	جب آپ کو اچانک قتل کر دیئے جانے سے ڈرایا تو آپ نے فرمایا۔	۲۴۱
خطبہ ۶۱	دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ	۲۴۲
خطبہ ۶۲	دنیا کے زوال اور فنا کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۴۳
خطبہ ۶۳	صفاتِ باری کا تذکرہ	۲۴۷
خطبہ ۶۴	جنگ صفین میں تعلیم حرب کے سلسلہ میں فرمایا	۲۵۱
خطبہ ۶۵	سقیفہ بنی ساعدہ کی کارروائی سننے کے بعد فرمایا۔	۲۵۳
خطبہ ۶۶	محمد ابن ابی بکر کی خبر شہادت سن کر فرمایا	۲۵۶
خطبہ ۶۷	اپنے اصحاب کی کجروی و بے رخی کے بارے میں فرمایا۔	۲۵۷

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
" ۶۸	شب ضربت سحر کے وقت فرمایا۔	۲۵۸
" ۶۹	اہل عراق کی مذمت میں فرمایا۔	۲۵۹
" ۷۰	پیغمبرؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ	۲۶۲

فہرست مضامین ترجمہ نہج البلاغہ

حصہ دوم

خطبہ ۷۱	جب امام حسنؑ اور امام حسین علیہ السلام نے مروان کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا۔	۲۶۹
" خطبہ ۷۲	جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا۔	۲۷۰
" ۷۳	جب لوگوں نے قتل عثمان میں شرکت کا الزام آپ پر لگایا تو فرمایا۔	۲۷۱
" ۷۴	پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۷۱
" ۷۵	بنی امیہ کے متعلق فرمایا۔	۲۷۲
" ۷۶	دعائیہ کلمات	۲۷۲
" ۷۷	منجمین کی پیشین گوئیوں کی رد۔	۲۷۳
" ۷۸	عورتوں کے فطری نقائص	۲۷۵
" ۷۹	پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا	۲۷۷
" ۸۰	اہل دنیا کے ساتھ دنیا کی روش	۲۷۷
" غراء ۸۱	موت اور موت کے بعد کی حالت انسانی خلقت کے درجات اور پند و نصائح	۲۷۹
" ۸۲	عمرو ابن عاص کے بارے میں۔	۲۹۰
" ۸۳	تنزیہ باری اور پند و نصائح کے سلسلہ میں فرمایا	۲۹۱
" ۸۴	آخرت کی تیاری اور احکام شریعت کی نگہداشت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۲۹۲
" ۸۵	دوستان خدا کی حالت اور علماء سوء کی مذمت میں فرمایا۔	۲۹۵
" ۸۶	امت کے مختلف گروہوں میں بٹ جانے اور پیغمبرؐ و امام کے ارشادات کو پس پشت ڈال دینے کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۰۰
" ۸۷	بعثت کے قبل دنیا کی حالت پراگندگی اور یہ کہ پہلے لوگوں اور موجودہ دور کے لوگوں کے حالات یکساں ہیں۔	۳۰۱
" ۸۸	صفات باری اور پند و موعظت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۰۲
" اشباح ۸۹	آسمان و زمین کی خلقت اور زمین کے پانی پر بچھائے جانے اور اللہ سبحانہ کے عالم جزئیات ہونے کے بارے میں فرمایا۔	۳۰۴
" ۹۰	جب آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو فرمایا	۳۲۵
" ۹۱	خوارج کی بیخکنی اور اپنے علم کی ہمہ گیری اور بنی امیہ کی فتنہ پردازی کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۲۷
" ۹۲	خداوند عالم کی حمد و ثنا اور انبیاء کی توصیف میں فرمایا۔	۳۳۱
" ۹۳	بعثت کے وقت لوگوں کی حالت اور تبلیغ کے سلسلہ میں پیغمبرؐ کی مساعی کے متعلق فرمایا	۳۳۲
" ۹۴	نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدح و توصیف میں فرمایا۔	۳۳۳
" ۹۵	اپنے اصحاب کو تنبیہ اور سرزنش کرتے ہوئے فرمایا۔	۳۳۳

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
خطبہ نمبر ۹۶	بنی اُمیّہ اور ان کے مظالم کے متعلق فرمایا	۳۳۸
" نمبر ۹۷	ترکِ دنیا اور بیرنگیٔ عالم کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۳۹
" نمبر ۹۸	اپنی سیرت و کردار اور اہل بیت کی عظمت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۴۱
" نمبر ۹۹	عبدالملک بن مروان کی تاراجیوں کے متعلق فرمایا۔	۳۴۲
" نمبر ۱۰۰	بعد میں پیدا ہونے والے فتنوں کے متعلق فرمایا۔	۳۴۴
" نمبر ۱۰۱	زہد و تقویٰ اور اہل دنیا کی حالت کے متعلق فرمایا۔	۳۴۵
" نمبر ۱۰۲	بعثت سے قبل لوگوں کی حالت اور پیغمبرؐ کی تبلیغ و ہدایت کے متعلق فرمایا	۳۴۶
" نمبر ۱۰۳	پیغمبر اکرمؐ کی مدح و توصیف اور ذرائض امام کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۴۸
" نمبر ۱۰۴	شریعت اسلام کی گرانقدری اور پیغمبرؐ کی عظمت کے متعلق فرمایا۔	۳۵۱
" نمبر ۱۰۵	جنگ صفین میں جب آپ کے ایک حصہ لشکر کے قدم اکھڑنے کے بعد دوبارہ جم گئے تو فرمایا۔	۳۵۴
" نمبر ۱۰۶	پیغمبرؐ کی توصیف اور لوگوں کے گوناگوں حالات کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۵۵
" نمبر ۱۰۷	خداوند عالم کی عظمت، ملائکہ کی رفعت، نزع کی کیفیت اور آخرت کا ذکر فرمایا	۳۵۹
" نمبر ۱۰۸	فرائض اسلام اور علم و عمل کے متعلق فرمایا۔	۳۶۶
" نمبر ۱۰۹	دنیا کی بے ثباتی کے متعلق فرمایا	۳۶۸
" نمبر ۱۱۰	ملک الموت کے قبض روح کرنے سے متعلق فرمایا۔	۲۷۲

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
" نمبر ۱۱۱	دنیا اور اہل دنیا کے متعلق فرمایا	۳۷۳
" نمبر ۱۱۲	زہد و تقوے اور زادِ عقبیٰ کی اہمیت کے متعلق فرمایا۔	۳۷۵
" نمبر ۱۱۳	طالب یاراں کے سلسلہ میں فرمایا	۳۷۹
" نمبر ۱۱۴	آخرت کی حالت اور حجاج ابن یوسف ثقفی کے مظالم کے متعلق فرمایا۔	۳۸۲
" نمبر ۱۱۵	خدا کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے کے متعلق فرمایا۔	۳۸۴
" نمبر ۱۱۶	اپنے دوستوں کی حالت اور اپنی اہلبیت کے متعلق فرمایا۔	۳۸۵
" خطبہ نمبر ۱۱۷	جب اپنے ساتھیوں کو دعوت جہاد دی اور وہ خاموش رہے تو فرمایا۔	۳۸۵
" نمبر ۱۱۸	اہلِ بیت کی عظمت اور قوانین شریعت کی اہمیت کے متعلق فرمایا۔	۳۸۷
" نمبر ۱۱۹	جب ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں تحکیم کے بارے میں آپ پر اعتراض کیا تو اس کے جواب میں فرمایا اور اس میں اپنے گزر جانے والے دوستوں کا تذکرہ کیا ہے۔	۳۸۸
" نمبر ۱۲۰	جب خوارج تحکیم کے نہ ماننے پر اڑ گئے تو ان پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا۔	۳۹۱
" نمبر ۱۲۱	جنگ کے موقع پر کمزور اور پست ہمتوں کی مدد کرنے کے سلسلہ میں فرمایا۔	۳۹۳
" نمبر ۱۲۲	میدان صفین میں اپنے اصحاب کو فنون جنگ کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔	۳۹۴
" نمبر ۱۲۳	تحکیم کو قبول کرنے کے وجوہ و اسباب	۴۰۳
" نمبر ۱۲۴	جب بیت المال میں برابر کی تقسیم جاری کرنے پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا۔	۴۰۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
خطبہ ۱۲۵	خوارج کے عقاید کے رد میں فرمایا	۴۰۶
،، ۱۲۶	بصرہ میں برپا ہونے والے فتنوں، حبشیوں کے سردار کی تباہ کاریوں، اور تاتاریوں کے حملوں کے بارے میں فرمایا۔	۴۰۸
،، ۱۲۷	دنیا کی بے ثباتی اور اہل دنیا کی حالت	۴۱۳
،، ۱۲۸	جب حضرت ابوذر کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو انھیں رخصت کرتے وقت فرمایا	۴۱۵
،، ۱۲۹	خلافت کو قبول کرنے کی وجہ اور والی و حاکم کے اوصاف۔	۴۱۸
،، ۱۳۰	موت سے ڈرانے اور پند و نصیحت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۴۲۰
،، ۱۳۱	خداوند عالم کی عظمت اور قرآن کی اہمیت اور پیغمبرؐ کی بعثت اور دنیا اہل دنیا کا تذکرہ	۴۲۱
،، ۱۳۲	جب حضرت عمر نے غزوۂ روم میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انھیں شرکت جنگ سے روکنے کے لئے فرمایا۔	۴۲۴
،، ۱۳۳	جب مغیرہ ابن اخنس نے عثمان کی حمایت میں بولنا چاہا تو فرمایا۔	۴۲۶
،، ۱۳۴	اپنی خیرت کے اخلاص اور مظلوم کی حمایت کے سلسلہ میں فرمایا۔	۴۲۷
،، ۱۳۵	طلحہ و زبیر اور خون عثمان کے قصاص اور اپنی بیعت کے متعلق فرمایا۔	۴۲۷
،، ۱۳۶	ظہور حضرت قائمؑ کے وقت دنیا کی حالت اور کوفہ میں برپا ہونے والے فتنہ کی پیشین گوئی۔	۴۲۹
،، ۱۳۷	شوریٰ کے موقع پر فرمایا	۴۳۱
،، ۱۳۸	غیبت اور عیب جوئی سے ممانعت کے سلسلہ میں فرمایا	۴۳۱
خطبہ ۱۳۹	سنی سنائی باتوں کو سچا نہ سمجھنا چاہیئے۔	۴۳۴
،، ۱۴۰	بے محل داد و دہش سے ممانعت اور مال کا صحیح مصرف۔	۴۳۵
،، ۱۴۱	طلب باراں کے سلسلہ میں فرمایا	۴۳۶
،، ۱۴۲	اہل بیت راسخون فی العلم ہیں، اور وہی امامت و خلافت کے اہل ہیں۔	۴۳۸
،، ۱۴۳	دنیا کی اہل دنیا کے ساتھ روش اور بدعت و سنت کا بیان۔	۴۴۰
،، ۱۴۴	جب حضرت عمر نے غزوۂ فارس میں شرکت کے لئے مشورہ لیا، تو اس موقع پر فرمایا۔	۴۴۱
،، ۱۴۵	بعثت پیغمبرؐ کی غرض و غایت اور اس زمانہ کی حالت کہ جب لوگ قرآن سے منحرف ہو جائیں گے اور یہ کہ ہدایت کی پہچان اسی وقت ہو سکتی ہے جب اسکی ضد کو پہچان لیا جائے۔	۴۴۴
،، ۱۴۶	طلحہ و زبیر کے متعلق فرمایا۔	۴۴۷
،، ۱۴۷	موت سے کچھ قبل بطور وصیت فرمایا۔	۴۴۸
،، ۱۴۸	حضرت حجتؑ کی غیبت اور پیغمبرؐ کے بعد لوگوں کی حالت کا تذکرہ۔	۴۴۹
،، ۱۴۹	فتنوں میں لوگوں کی حالت اور ظلم اور اکل حرام سے اجتناب کی نصیحت	۴۵۱
،، ۱۵۰	خداوند عالم کی عظمت و جلالت کا تذکرہ اور یہ کہ معرفت امام پر نجات کا انحصار ہے۔	۴۵۴
،، ۱۵۱	غفلت شعاروں کی حالت اور چوپاؤں درندوں اور عورتوں کے عادات و خصائل۔	۴۵۸
،، ۱۵۲	اہل بیت کی توصیف، علم و عمل کا تلازم اور اعمال کا ثمرہ	۴۶۱
،، ۱۵۳	چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کے بارے میں فرمایا	۴۶۳

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
خطبہ نمبر ۱۵۴	حضرت عائشہ کے عناد کی کیفیت اور فتنوں کی حالت۔	۴۶۵
" نمبر ۱۵۵	دنیا کی بے ثباتی، پند و موعظت اور اعضاء و جوارح کی شہادت۔	۴۷۱
" نمبر ۱۵۶	بعثت پیغمبرؐ کا تذکرہ، بنی امیہ کے مظالم اور ان کا انجام۔	۴۷۴
" نمبر ۱۵۷	لوگوں کے ساتھ آپ کا حسن سلوک اور اُن کی لغزشوں سے چشم پوشی	۴۷۵
" نمبر ۱۵۸	خداوند عالم کی توصیف، خوف و رجاء، انبیاء کی زندگی اور امیر المومنین کے پیراہن کی حالت۔	۴۷۵
" نمبر ۱۵۹	دینِ اسلام کی عظمت اور دنیا سے درس عبرت حاصل کرنے کی تعلیم۔	۴۸۲
" نمبر ۱۶۰	حضرت کو خلافت سے الگ رکھنے کے وجوہ	۴۸۴
" نمبر ۱۶۱	اللہ کی توصیف، انسان کی خلقت اور ضروریات زندگی کی طرف رہنمائی۔	۴۸۶
" نمبر ۱۶۲	امیر المومنین کا حضرت عثمان سے مکالمہ اور ان کی دادرسی پر ایک نظر۔	۴۸۹
" نمبر ۱۶۳	مور کی عجیب و غریب خلقت اور جنت کے دلفریب مناظر۔	۴۹۴
" نمبر ۱۶۴	شفقت و مہربانی اور ظاہر و باطن کی یکرنگی کی تعلیم اور بنی امیہ کا زوال	۵۰۱
" نمبر ۱۶۵	حقوق و فرائض کی نگہداشت اور تمام معاملات میں اللہ سے خوف کھانے کی نصیحت۔	۵۰۳
" نمبر ۱۶۶	جب لوگوں نے قاتلین عثمان سے قصاص لینے کی فرمائش کی تو فرمایا۔	۵۰۴
" نمبر ۱۶۷	جب اصحاب جمل بصرہ کی جانب روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۵۰۶
" نمبر ۱۶۸	جب اہل بصرہ کی طرف سے ایک شخص تحقیق حال	

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
	کے لئے آپ کے پاس آیا تو اس سے فرمایا	۵۰۷
خطبہ نمبر ۱۶۹	میدان صفین میں جب دشمن سے دو بدو ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا تو فرمایا۔	۵۰۸
" نمبر ۱۷۰	جب آپ پر حرص کا الزام رکھا گیا تو اسکی رد میں فرمایا۔ اور اس کے ذیل میں قریش کے مظالم اور اصحاب جمل کی غارتگریوں کا تذکرہ ہے	۵۰۹
" نمبر ۱۷۱	خلافت کا مستحق کون ہے۔ اور یہ کہ ظاہری مسلمانوں سے جنگ کرنے میں بصارت و بصیرت کی ضرورت ہے۔	۵۱۲
" نمبر ۱۷۲	طلحہ ابن عبید اللہ کے بارے میں فرمایا۔	۵۱۵
" نمبر ۱۷۳	غفلت کرنے والوں کو تنبیہ اور آپ کے علم کی ہمہ گیری۔	۵۱۶
" نمبر ۱۷۴	پند و موعظت قرآن کی عظمت اور ظلم کے اقسام۔	۵۲۱
" نمبر ۱۷۵	حکمین کے بارے میں فرمایا۔	۵۲۸
" نمبر ۱۷۶	خداوند عالم کی توصیف، دنیا کی بے ثباتی اور زوال نعمت کے اسباب۔	۵۲۸
" نمبر ۱۷۷	جب ذعلب یمانی نے آپ سے یہ سوال کیا کہ آپ نے خدا کو دیکھا ہے تو اس کے جواب میں فرمایا۔	۵۳۰
" نمبر ۱۷۸	اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا۔	۵۳۱
" نمبر ۱۷۹	اس جماعت کے متعلق فرمایا کہ جو خوارج سے مل جانے کا تہیا کئے بیٹھی تھیں۔	۵۳۳
" نمبر ۱۸۰	خداوند عالم کی تنزیہ و تقدیس اور قدرت کی کارفرمائی پہلی امتوں کی حالت اور شہداء صفین پر اظہار تاسف۔	۵۳۵
" نمبر ۱۸۱	خداوند عالم کی توصیف، قرآن کی عظمت و اہمیت اور عذاب آخرت سے تخویف۔	۵۴۶
" نمبر ۱۸۲	جب برج ابن مسہر طائی نے "لاحکم الا اللہ"	

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
	کا نعرہ لگایا، تو فرمایا۔	۵۵۰
" ۱۸۳	خداوند عالم کی عظمت و توصیف اور ٹڈی کی عجیب و غریب خلقت۔	۵۵۱
" ۱۸۴	مسائل الٰہیات کے بنیادی اصول کا تذکرہ	۵۵۶
" ۱۸۵	فتنوں کے ابھرنے اور رزقِ حلال کے ناپید ہو جانے کے بارے میں۔	۵۶۳
" ۱۸۶	خداوند عالم کے احسانات، مرنے والوں کی حالت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ۔	۵۶۵
" ۱۸۷	پختہ اور متزلزل ایمان اور دعویٰ سلونی قبل ان تفقدونی اور بنی امیہ کے بارے میں پیشین گوئی۔	۵۶۶
" ۱۸۸	تقویٰ کی اہمیت، قبر کی ہولناکی اور اللہ رسولؐ اور اہل بیتؑ کی معرفت نہ رکھنے والے کی موت شہادت ہے۔	۵۷۱
" ۱۸۹	خداوند عالم کی توصیف تقویٰ کی نصیحت دنیا اور اہل دنیا کی حالت کا بیان۔	۵۷۴
خطبہ قاصعہ نمبر ۱۹۰	جس میں ابلیس کی مذمت ہے۔ اس کے تکبر و غرور اور آدمؑ کے آگے سر بسجود نہ ہونے پر اور پہلی امتوں کے وقائع و حالات سے مواعظ و عبر کا درس۔	۵۷۸
" ۱۹۱	متقین کے اوصاف اور نصیحت پذیر طبیعتوں پر موعظت کا اثر اور ابن کوا کی غلط فہمی کا ازالہ۔	۶۰۸
" ۱۹۲	پیغمبرؐ کی بعثت، قبائل عرب کی عداوت اور منافقین کی حالت کا تذکرہ۔	۶۱۳
" ۱۹۳	خداوند عالم کی توصیف، تقوے کی نصیحت اور قیامت کے برپا ہونے کی کیفیت۔	۶۱۵
" ۱۹۴	بعثت پیغمبرؐ کے وقت دنیا کی حالت دنیا کی بے ثباتی، اور اس میں رہنے والوں کی حالت	۶۱۷

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر خطبہ
" ۱۹۵	پیغمبرؐ کے ساتھ آپ کی خصوصیات اور یہ کہ آپ ہی نے پیغمبرؐ کی تجہیز و تکفین کے فرائض سرانجام دیئے۔	۶۱۸
" ۱۹۶	خداوند عالم کے علم کی ہمہ گیری، تقویٰ کے فوائد اسلام اور بعثت نبی کا تذکرہ اور قرآن کی عظمت۔	۶۲۲
" ۱۹۷	نماز، زکوٰۃ، اور امانت کے بارے میں فرمایا۔	۶۲۷
" ۱۹۸	معاویہ کی غداری و فریب کاری۔ اور غداروں کا انجام۔	۶۳۰
" ۱۹۹	راہ ہدایت پر چلنے والوں کی کمی سے گھبرانا نہ چاہیئے اور قوم ثمود پر عذاب کے وارد ہونے کی کیفیت۔	۶۳۲
" ۲۰۰	جناب سیدہؑ کے دفن ہونیکے موقع پر فرمایا۔	۶۳۴
" ۲۰۱	دنیا کی بے ثباتی اور زادِ آخرت مہیا کرنے کے لئے فرمایا۔	۶۳۶
" ۲۰۲	اپنے اصحاب کو عقبیٰ کے خطرات سے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔	۶۳۶
" ۲۰۳	جب طلحہ و زبیر نے یہ کہا کہ ہم سے مشورہ کیوں نہیں لیا جاتا تو آپ نے فرمایا۔	۶۳۷
" ۲۰۴	جب میدانِ صفین میں آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو فرمایا۔	۶۳۹
" ۲۰۵	جب امام حسن علیہ السلام صفین کے میدان میں تیزی سے بڑھے تو فرمایا۔	۶۳۹
" ۲۰۶	جب صفین میں آپ کا لشکر تحکیم کے سلسلہ میں سرکشی پر اتر آیا تو فرمایا۔	۶۴۰
" ۲۰۷	جب علاء ابن زیاد حارثی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو	

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	نمبر صفحہ
	دیکھ کر اسے دار آخرت کی طرف متوجہ کیا۔ اور اس کے بھائی کو رہبانیت کی زندگی سے منع فرمایا۔	۶۴۱
" ۲۰۸	اختلاف احادیث کے وجوہ و اسباب اور اور رواۃ حدیث کے اقسام۔	۶۴۷
" ۲۰۹	خداوند عالم کی عظمت اور زمین و آسمان اور دریاؤں کی خلقت کے متعلق فرمایا۔	۶۵۵
" ۲۱۰	حق کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لینے والوں کے بارے میں فرمایا۔	۶۵۷
" ۲۱۱	خداوند عالم کی عظمت اور پیغمبرؐ کی توصیف و مدحت۔	۶۵۷
" ۲۱۲	پیغمبرؐ کی خاندانی شرافت اور نیکوکاروں کے اوصاف۔	۶۵۸
" ۲۱۳	آپ کے دعائیہ کلمات۔	۶۶۰
" ۲۱۴	حکمران اور رعیت کے باہمی حقوق کے بارے میں فرمایا۔	۶۶۱
" ۲۱۵	قریش کے مظالم کے متعلق فرمایا۔ اور اسکے ذیل میں بصرہ پر چڑھائی کرنے والوں کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے۔	۶۶۷
" ۲۱۶	جب طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عتاب کو میدان جنگ میں مقتول دیکھا تو فرمایا۔	۶۶۹
" ۲۱۷	متقی و پرہیزگار کے اوصاف۔	۶۶۹
" ۲۱۸	اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ کی تلاوت کے وقت فرمایا۔	۶۷۰
" ۲۱۹	رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر اللہ، کی تلاوت کے وقت فرمایا۔	۶۷۶
" ۲۲۰	یا ایھا الانسان ما غرک بربک الکریم، کی تلاوت کے وقت فرمایا۔	۶۷۹
" ۲۲۱	ظلم و غضب سے کنارہ کشی، عقیل کی حالت فقر و احتیاج، اور اشعث ابن قیس کی رشوت کی پیش کش۔	۶۸۲
" ۲۲۲	آپ کے دعائیہ کلمات۔	۶۸۴
" ۲۲۳	دنیا کی بے ثباتی اور اہل قبور کی حالت بے چارگی۔	۶۸۵
" ۲۲۴	آپ کے دعائیہ کلمات۔	۶۸۶
" ۲۲۵	اپنے ایک صحابی کے متعلق جو انتشار و فتنہ سے قبل دنیا سے اٹھ گئے تھے، فرمایا۔	۶۸۷
" ۲۲۶	اپنی بیعت کے متعلق فرمایا۔	۶۹۳
" ۲۲۷	تقویٰ کی نصیحت اور موت سے خائف رہنے اور زہد اختیار کرنے والوں کے متعلق فرمایا۔	۶۹۴
" ۲۲۸	جب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو فرمایا۔	۶۹۶
" ۲۲۹	عبداللہ ابن زمعہ نے آپ سے مال طلب کیا تو فرمایا۔	۶۹۷
" ۲۳۰	جب جودہ بن ہبیرہ خطبہ نہ دے سکے تو فرمایا۔	۶۹۷
" ۲۳۱	لوگوں کے اختلاف صورت و سیرت کے وجوہ و اسباب۔	۶۹۸
" ۲۳۲	پیغمبرؐ کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا۔	۷۰۱
" ۲۳۳	ہجرت پیغمبرؐ کے بعد ان کے عقب میں روانہ ہونے کے متعلق فرمایا۔	۷۰۲
" ۲۳۴	دنیا میں زاد آخرت مہیا کرنے اور موت سے پہلے عمل بجا لانے کے متعلق فرمایا۔	۷۰۴
" ۲۳۵	حکمین کے بارے میں اور اہل شام کی مذمت میں فرمایا۔	۷۰۴
" ۲۳۶	آل محمدؐ کی توصیف اور روایت میں عقل و درایت سے کام لینے کے لئے فرمایا۔	۷۰۶

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۲۳۷	جب عثمان نے عبداللہ ابن عباس کے ذریعے آپ کو یہ پیغام بھجوایا، کہ آپ ینبع چلے جائیں تو اس موقع پر فرمایا۔	۷۰۶
۲۳۸	اپنے اصحاب کو آمادۂ جنگ کرنے اور آرام طلبی سے بچنے کے لئے فرمایا	۷۰۷

فہرست حصّہ سوئم مکتوبات و رقعات

	پہلا بول۔	۷۱۱
	مقدمہ۔	۷۱۳
۱۔	اہل کوفہ کے نام	۷۲۴
۲۔	فتح بصرہ کے بعد اہل کوفہ کا خط۔	۷۲۵
۳۔	بیع نامہ جو قاضی شریح بن حارث کے لئے تحریر فرمایا۔	۷۲۶
۴۔	ایک سپہ سالار کے نام۔	۷۲۹
۵۔	اشعث بن قیس کے نام۔	۷۳۰
۶۔	معاویہ کے نام اتمام حجّت	۷۳۱
۷۔	معاویہ کے نام خط۔	۷۳۲
۸۔	جریر بن عبداللہ البجلی کے نام بات ختم کرو۔	۷۳۳
۹۔	معاویہ کے نام خط۔	۷۳۴
۱۰۔	معاویہ کے نام مکتوب چیلنج۔	۷۳۶
۱۱۔	لشکر کو نصیحت۔	۷۳۸
۱۲۔	معقل بن قیس الریاحی کو وصیت۔	۷۳۹
۱۳۔	دو فوجی افسروں کے نام۔	۷۴۰
۱۴۔	جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے نوح کو وصیت۔	۷۴۰
۱۵۔	مقابلے کے وقت جب دشمن سے لڑنے تشریف لیجاتے تھے تو فرماتے تھے۔	۷۴۱
۱۶۔	ساتھیوں سے جنگ کے موقع پر حضرت اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے۔	۷۴۲
۱۷	معاویہ کو جواب سوال امارت شام غلط ہے۔	۷۴۳
۱۸۔	گورنر بصرہ عبداللہ بن عباس کے نام بنی یتیم کی سفارش۔	۷۴۵
۱۹۔	ایک عہدیدار کے نام شکایت سنگدلی	۷۴۶
۲۰۔	زیادہ بن ابیہ کے نام ایک خط امانتداری کی تاکید۔	۷۴۶
۲۱۔	زیاد بن ابیہ کے نام ایک اور خط فضول خرچی سے ہوشیار۔	۷۴۷
۲۲۔	عبداللہ بن عباس کے نام ایک مکتوب	۷۴۸
۲۳۔	ابن ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد امیرالمومنین کی وصیت۔	۷۴۹
۲۴۔	صفین سے واپسی پر اپنی جائداد کے بارے میں وصیت۔	۷۵۰
۲۵۔	زکوٰۃ کے تحصیلداروں کے نام فرمان	۷۵۱
۲۶۔	زکوٰۃ کے ایک تحصیلدار کے نام حاکمیت کا تصوّر۔	۷۵۴
۲۷۔	مصر کا گورنر بناتے وقت محمد بن ابی بکر کے لئے فرمان۔	۷۵۶
۲۸۔	معاویہ کو جواب۔	۷۶۰
۲۹۔	اہل بصرہ کے نام۔	۷۶۷

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۳۰	معاویہ کے نام ایک مکتوب۔	۷۶۸
۳۱	حضرت حسن علیہ السلام کے لئے وصیت نامہ	۷۶۹
۳۲	معاویہ کے نام ایک اہم خط۔	۷۸۶
۳۳	قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام	۷۸۸
۳۴	محمد بن ابی بکر کی دلجوئی کے لئے خط	۷۸۹
۳۵	محمد بن ابی بکر کے قتل پر عبداللہ ابن عباس کا	۷۹۰
۳۶	عقیل بن ابی طالب کے خط کا جواب۔	۷۹۱
۳۷	معاویہ کے نام ایک اہم خط۔	۷۹۳
۳۸	اہل مصر کے نام خط جب اشتر کو ان کا گورنر بنایا گیا۔	۷۹۴
۳۹	عمرو بن العاص کے نام ایک خط۔	۷۹۵
۴۰	ایک عہدیدار کے نام خط حساب پیش کرو۔	۷۹۷
۴۱	ایک عہدہ دار کے نام مکتوب،	۷۹۸
۴۲	گورنر بحرین عمر بن ابی سلمہ کے نام۔	۸۰۱
۴۳	اردشیر خرہ کے عامل مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے نام۔	۸۰۲
۴۴	زیاد بن ابیہ کے نام۔	۸۰۳
۴۵	عثمان بن حنیف انصاری گورنر بصرہ کے نام یہ دعوتیں اور کھانے۔	۸۰۴
۴۶	ایک عہدہ دار کے نام	۸۱۰
۴۷	ابن ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد حسنینؑ کو وصیت	۸۱۱
۴۸	معاویہ کے نام۔	۸۱۳
۴۹	"	۸۱۴
۵۰	فوجی افسروں کے نام عام خط۔	۸۱۵
۵۱	خراج کے افسروں کے نام۔	۸۱۶
۵۲	نماز کے بارے میں عہدیداروں کے نام فرمان	۸۱۸
۵۳	دستور حکومت مالک اشتر کے نام۔	۸۱۹
۵۴	طلحہ و زبیر کے نام۔	۸۴۴
۵۵	معاویہ کے نام ایک معرکہ آرا خط۔	۸۴۶
۵۶	شریح بن ہانی کو وصیت۔	۸۴۷
۵۷	مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام عجیب خط۔	۸۴۷
۵۸	جنگ صفین کے بیان میں مختلف علاقوں کے نام تمام خط۔	۸۴۸
۵۹	اسود بن قطبہ حاکم حلوان کے نام۔	۸۴۹
۶۰	عمال حکومت کے نام فرمان۔	۸۵۰
۶۱	کمیل بن زیاد نخعی کے نام	۸۵۱
۶۲	مالک اشتر کے ہاتھ اہل مصر کو خط جب انھیں گورنر بنا کر بھیجا گیا۔	۸۵۲
۶۳	گورنر کوفہ ابوموسیٰ اشعری کے نام۔	۸۵۵
۶۴	معاویہ کے خط کا جواب۔	۸۵۶
۶۵	معاویہ کے نام۔	۸۵۹
۶۶	عبداللہ بن عباس کے نام ایک خط۔	۸۶۰
۶۷	قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام مکتوب۔	۸۶۱
۶۸	خلافت سے پہلے حضرت سلمان فارسی کو خط۔	۸۶۲
۶۹	بارث الہمدانی کے نام۔	۸۶۳
۷۰	سہل بن حنیف انصاری گورنر مدینہ کے نام	۸۶۶
۷۱	منذر بن الجارود عبدی کے نام	۸۶۷
۷۲	عبداللہ بن عباس کے نام مکتوب۔	۸۶۹
۷۳	معاویہ کے ایک خط کا جواب۔	۸۷۰
۷۴	قبائل ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ	۸۷۱
۷۵	معاویہ گورنر شام کے نام۔	۸۷۲
۷۶	بصرہ کا گورنر بناتے وقت عبداللہ بن عباس کو وصیت۔	۸۷۳
۷۷	خوارج سے مناظرے کے موقع پر ابن عباس کو ہدایت۔	۸۷۳
۷۸	ابوموسیٰ اشعری کے خط کا جواب حکمین کا قصہ۔	۸۷۴
۷۹	خلیفہ ہونے پر فوجی امرا کو تحریر فرمایا۔	۸۷۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فہرست مضامین حصہ چہارم

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
	دیباچہ ملفوظات و خطبات۔	۸۷۹
۱۔	فتنے میں۔	۹۰۱
۲۔	بے وقار۔	۹۰۱
۳۔	ذلتیں اور عزتیں۔	۹۰۱
۴۔	اچھی چیزیں۔	۹۰۱
۵۔	جاذبیت کے ذرائع۔	۹۰۱
۶۔	مفید و مضر باتیں۔	۹۰۱
۷	حواس خمسہ کی حقیقت	۹۰۲
۸۔	اقبال کی پہچان۔	۹۰۲
۹۔	زندگی کیونکر گزارو۔	۹۰۲
۱۰۔	شکر۔	۹۰۲
۱۱۔	مجبور و لاچار۔	۹۰۲
۱۲۔	بے غیر جانب دار۔	۹۰۲
۱۳۔	زوال نعمت۔	۹۰۳
۱۴۔	قریب اور دور والے۔	۹۰۳
۱۵۔	احتیاط و معذوری	۹۰۳
۱۶۔	تقدیر و تدبیر۔	۹۰۳
۱۷۔	خضاب۔	۹۰۳
۱۸۔	پیغمبرؐ کی وفات پر علی کا سوگ۔	۹۰۳
۱۹۔	امید اور موت۔	۹۰۳
۲۰۔	شریفوں کی غلطیاں۔	۹۰۴
۲۱۔	وقت کی قدر کرو۔	۹۰۴
۲۲۔	حق اور صبر۔	۹۰۴
۲۳۔	عمل اور نسب۔	۹۰۴
۲۴۔	کفارۂ گناہ	۹۰۴
۲۵	گناہ سے ڈرو۔	۹۰۴
۲۶۔	راز۔	۹۰۴
۲۷۔	ہمت کرو۔	۹۰۵
۲۸۔	زہد۔	۹۰۵
۲۹۔	ڈبھیڑ۔	۹۰۵
۳۰	پردہ پوشی۔	۹۰۵
۳۱۔	ایمان کے چار ستون۔	۹۰۵
۳۲۔	عمل۔	۹۰۷
۳۳۔	سخی بنو۔	۹۰۷
۳۴۔	دولت مندی۔	۹۰۷
۳۵	عام رجحان کے خلاف کچھ کرنا۔	۹۰۷
۳۶	طول امل۔	۹۰۷
۳۷	آداب اسلام	۹۰۸
۳۸	امام حسنؑ سے۔	۹۰۸
۳۹	نوافل اور فرائض۔	۹۰۹
۴۰	عقل مند کی زبان۔	۹۰۹
۴۱	ایک عیادت کے موقع پر	۹۰۹
۴۲	جناب ابن ارت کی یاد	۹۰۹
۴۳	حبِ علی۔	۹۱۰
۴۴	خود پسندی۔	"
۴۵	معیار شرف۔	"
۴۶	کامیابی کا راز۔	"
۴۷	شریف اور پاجی کا غصہ۔	"
۴۸	انسان کا دل۔	"
۴۹	اقبال۔	"
۵۰	معاف کرنا۔	۹۱۱
۵۱	سخاوت۔	"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۵۲	چار چیزیں۔	۹۱۱
۵۳	دو صبر۔	"
۵۴	دولت و غربت۔	"
۵۵	قناعت۔	"
۵۶	مال۔	"
۵۷	جو تمھیں بری بات سے ڈرائے۔	"
۵۸	زبان۔	"
۵۹	عورت۔	"
۶۰	جواب ہدیہ۔	"
۶۱	سفارش کرنے والا۔	۹۱۲
۶۲	دنیا والے۔	"
۶۳	دو دشمنوں کی جدائی۔	"
۶۴	نااہل سے سوال۔	"
۶۵	ناکام نہ پھیرو۔	"
۶۶	زینت غنی و محتاجی۔	"
۶۷	ناکامی کے بعد۔	"
۶۸	جاہل۔	"
۶۹	کمال عقل۔	"
۷۰	دنیا کی عادت۔	"
۷۱	قائد کا فرض۔	۹۱۳
۷۲	یہ سانسیں۔	"
۷۳	فنا ہی فنا۔	"
۷۴	شبہہ کا حل۔	"
۷۵	اری اے دنیا۔	"
۷۶	تقدیر۔	۹۱۴
۷۷	حکمت۔	۹۱۵
۷۸	حکمت مومن کی کھوئی چیز ہے۔	"
۷۹	صاحب فن کی قیمت۔	"
۸۰	پانچ نصیحتیں۔	"

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۸۱	ایک مداح کی مدح سرائی کا جواب۔	۹۱۵
۸۲	مجاہد کی اولاد۔	"
۸۳	نہیں معلوم۔	"
۸۴	بڈھے کی رائے۔	"
۸۵	استغفار۔	"
۸۶	زمین پر عذاب۔ خدا سے دو پناہیں تھیں۔	۹۱۶
۸۷	اصلاح کی تعریف۔	۹۱۷
۸۸	فقیہ کی تعریف	"
۸۹	معیاری علم۔	"
۹۰	دل اور حکمت۔	"
۹۱	فتنہ۔	"
۹۲	خیبر کے بارے میں۔	۹۱۸
۹۳	پیغمبروں کے مقرب لوگ۔	۹۱۹
۹۴	یقین کی نیند۔	"
۹۵	درآیت۔	"
۹۶	ہمارا یہ کہنا کہ ہم خدا کے لئے ہیں۔	"
۹۷	ایک شخص کی تعریف سن کر۔	"
۹۸	عطا کی شرطیں۔	۹۲۰
۹۹	پیشین گوئی۔	"
۱۰۰	اس لباس سے۔	"
۱۰۱	دنیا و آخرت۔	"
۱۰۲	نوف بکالی کہتے ہیں۔	۹۲۱
۱۰۳	احساس فرض۔	"
۱۰۴	دین کے بجائے دنیا۔	۹۲۲
۱۰۵	عالم کا جہل۔	"
۱۰۶	دل۔	"
۱۰۷	اہل بیت۔	۹۲۳
۱۰۸	دین کا تحفظ۔	"
۱۰۹	سہل بن حنیف انصاری۔	"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۱۱۰	کچھ اچھی چیزیں۔	۹۲۳
۱۱۱	اچھے برے خیالات کا محل۔	۹۲۴
۱۱۲	کسی نے عرض کیا۔	〃
۱۱۳	امتحان۔	〃
۱۱۴	دوست اور دشمن۔	۹۲۵
۱۱۵	تضیع اوقات۔	〃
۱۱۶	دنیا۔	〃
۱۱۷	حضرت سے قریش کے بارے میں پوچھا گیا۔	〃
۱۱۸	دو عمل۔	〃
۱۱۹	ایک جنازے کی مشایعت فرما رہے تھے۔	〃
۱۲۰	شرم۔	۹۲۶
۱۲۱	حقیقی اسلام	〃
۱۲۲	بری صفتیں	۹۲۷
۱۲۳	بے عمل۔	〃
۱۲۴	صحبت۔	〃
۱۲۵	عظمت خالق۔	〃
۱۲۶	قبرستان دیکھ کر۔	〃
۱۲۷	دنیا کی تعریف۔	۹۲۸
۱۲۸	اعلان غیبی۔	۹۳۰
۱۲۹	دنیا۔	〃
۱۳۰	دوستی کا معیار۔	〃
۱۳۱	چار باتیں۔	〃
۱۳۲	فروع دین۔	۹۳۱
۱۳۳	صدقہ۔	〃
۱۳۴	توفیق الٰہی۔	〃
۱۳۵	کفایت شعاری۔	〃
۱۳۶	اہل و عیال۔	〃
۱۳۷	صبر اور مصیبت	〃
۱۳۸	بے کار عمل۔	〃

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۱۳۹	صدقہ۔	۹۳۱
۱۴۰	کمیل سے میدان میں باتیں۔	۹۳۲
۱۴۱	زبان	۹۳۴
۱۴۲	عزت کا راز۔	〃
۱۴۳	وعظ کی فرمائش پر	〃
۱۴۴	آخرت۔	۹۳۶
۱۴۵	ہر کمالے۔	〃
۱۴۶	صبر کا نتیجہ۔	〃
۱۴۷	رضامندی۔	〃
۱۴۸	وعدے۔	〃
۱۴۹	اطاعت امام۔	〃
۱۵۰	حجتیں ختم۔	۹۳۷
۱۵۱	اصلاح دوست۔	〃
۱۵۲	شبہہ کی جگہ۔	〃
۱۵۳	مشورہ۔	〃
۱۵۴	رازدار۔	〃
۱۵۵	محتاجی۔	〃
۱۵۶	حاجت روائی۔	〃
۱۵۷	معصیت خالق میں۔	〃
۱۵۸	تاخیر حق اور حق تلفی۔	〃
۱۵۹	خود پسندی۔	〃
۱۶۰	موت قریب ہے۔	〃
۱۶۱	عبرت۔	۹۳۸
۱۶۲	گناہ نہ کرنا۔	〃
۱۶۳	احتیاط۔	〃
۱۶۴	جہالت۔	〃
۱۶۵	مشورہ۔	〃
۱۶۶	رضائے خدا کے لئے ناراضگی۔	〃
۱۶۷	عزم۔	〃

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۱۶۸	سرداری۔	۹۳۸
۱۶۹	بدکار کو دفع کرو۔	"
۱۷۰	شر سے بچنے کی تدبیر۔	"
۱۷۱	زبردستی کی بحث۔	۹۳۹
۱۷۲	طمع۔	"
۱۷۳	دوراندیشی اور کوتاہی۔	"
۱۷۴	خاموشی اور گویائی۔	"
۱۷۵	دو دعوتیں۔	"
۱۷۶	علیؑ کا اسلام	"
۱۷۷	کردار علیؑ۔	"
۱۷۸	ظلم کا نتیجہ۔	"
۱۷۹	سفر قریب ہے۔	"
۱۸۰	حق پرست۔	"
۱۸۱	صبر۔	"
۱۸۲	دلیل خلافت	"
۱۸۳	وعظ۔	۹۴۰
۱۸۴	زراندوزی۔	"
۱۸۵	اصلاح دل۔	"
۱۸۶	غصہ اور علیؑ۔	۹۴۱
۱۸۷	مردار دیکھ کر۔	"
۱۸۸	نقصان میں فائدہ۔	"
۱۸۹	حکمت۔	"
۱۹۰	خارجیوں کو کہتے سنا۔	"
۱۹۱	ہنگامہ پرور۔	"
۱۹۲	ایک مجرم حضرت کے سامنے لایا گیا۔	۹۴۲
۱۹۳	قضاء الٰہی۔	"
۱۹۴	طلحہ اور زبیر نے کہا۔	"
۱۹۵	موت۔	"
۱۹۶	نصیحت۔	۹۴۳

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۱۹۷	علم کی خاصیت۔	۹۴۳
۱۹۸	بردباری کا اثر۔	"
۱۹۹	بردباری۔	"
۲۰۰	علم۔	"
۲۰۱	عروج آل محمدؐ۔	"
۲۰۲	وعظ۔	۹۴۴
۲۰۳	چند مفید باتیں۔	"
۲۰۴	خود پسندی۔	"
۲۰۵	بے فکری۔	"
۲۰۶	انکساری۔	"
۲۰۷	اختلاف۔	"
۲۰۸	منعم	۹۴۵
۲۰۹	انسانیت کی کسوٹی۔	"
۲۱۰	دوست کی بیماری۔	"
۲۱۱	لالچ۔	"
۲۱۲	بدگمانی۔	"
۲۱۳	ظلم۔	"
۲۱۴	شریف کی علامت۔	"
۲۱۵	شرم۔	"
۲۱۶	چند خوبیوں کا تعارف۔	"
۲۱۷	حاسد ے۔	۹۴۶
۲۱۸	لالچی۔	"
۲۱۹	ایمان کی تعریف۔	"
۲۲۰	مضر عادتیں۔	"
۲۲۱	قناعت۔	"
۲۲۲	ایک آیت۔	"
۲۲۳	شرکت۔	۹۴۷
۲۲۴	ایک آیت	"
۲۲۵	احسان کا بدلہ احسان۔	"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۲۲۶	امام حسنؑ سے۔	۹۴۷
۲۲۷	مرد اور عورتیں کی عادتیں۔	۹۴۸
۲۲۸	عاقل۔	〃
۲۲۹	دنیا علی کی نظر میں۔	〃
۲۳۰	عبادت کا معیار۔	〃
۲۳۱	یہ عورت۔	۹۴۹
۲۳۲	سستی اور چغل خوری۔	〃
۲۳۳	غصبی مال	〃
۲۳۴	مظلوم کی یاری۔	〃
۲۳۵	تقویٰ۔	〃
۲۳۶	جواب۔	〃
۲۳۷	شکر نعمت۔	〃
۲۳۸	باز و رہنی۔	۹۵۰
۲۳۹	شکر نعمت۔	〃
۲۴۰	احسان۔	〃
۲۴۱	حسن ظن۔	〃
۲۴۲	بہترین عمل۔	〃
۲۴۳	وجود خدا کی نئی دلیل۔	〃
۲۴۴	تلخی و شیرینی۔	〃
۲۴۵	کچھ حکم اور ان کے اسباب۔	〃
۲۴۶	حضرت فرمایا کرتے تھے۔	۹۵۱
۲۴۷	نصیحت۔	۹۵۱
۲۴۸	جلد بازی۔	〃
۲۴۹	صحت اور حسد۔	〃
۲۵۰	حضرت نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا۔	۹۵۲
۲۵۱	صدقہ۔	〃
۲۵۲	وفا اور بے وفائی۔	〃
۲۵۳	امتحان۔	〃
۲۵۴	ایک واقعہ۔	۹۵۸

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۲۵۵	غیر جانبدار جنگ جمل۔	۹۵۹
۲۵۶	مصاحب شاہ۔	۹۶۰
۲۵۷	ذکر خیر۔	〃
۲۵۸	فلسفی کی بات۔	〃
۲۵۹	ایمان۔	〃
۲۶۰	فکر فردا۔	〃
۲۶۱	دوستی اور دشمنی کا گر۔	〃
۲۶۲	دو کردار	۹۶۱
۲۶۳	جناب عمر اور آرائش کعبہ۔	〃
۲۶۴	ایک مقدمہ	۹۶۲
۲۶۵	امیر المومنین کا ارادہ۔	〃
۲۶۶	مقدر۔	〃
۲۶۷	یقین محکم اور عمل پیہم۔	۹۶۳
۲۶۸	امیدیں۔	〃
۲۶۹	دعا۔	〃
۲۷۰	ظہور مہدی۔	۹۶۴
۲۷۱	استقلال۔	〃
۲۷۲	نافلہ چھوڑ دو۔	〃
۲۷۳	تیاری۔	〃
۲۷۴	عقل۔	〃
۲۷۵	نصیحت قبول کرنے میں رکاوٹ	〃
۲۷۶	افراط و تفریط۔	〃
۲۷۷	عاصم کی مشکل۔	〃
۲۷۸	وقت کی قدر کرو۔	〃
۲۷۹	خوشی ناپائیدار ہے۔	۹۶۵
۲۸۰	حضرت سے قضاؤ قدر کے بارے میں پوچھا گیا	〃
۲۸۱	محروم علیم۔	〃
۲۸۲	ابوذر یا عثمان بن مظعون کی یاد	〃
۲۸۳	نافرمانی خدا۔	۹۶۶

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۲۸۴	اشعث بن قیس کے لڑکے کی تعزیت میں فرمایا	۹۶۶
۲۸۵	رسول اللہ کی قبر مبارک پر دفن کرتے وقت فرمایا	۹۶۷
۲۸۶	احمق کا سانحہ۔	"
۲۸۷	کسی نے مشرق و مغرب کا فاصلہ پوچھا تو فرمایا	"
۲۸۸	تین دوست اور تین دشمن۔	"
۲۸۹	ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا۔	"
۲۹۰	عبرت۔	"
۲۹۱	جھگڑنے والے۔	"
۲۹۲	گناہ کے بعد مہلت کی قدر کرو۔	۹۶۸
۲۹۳	حضرت سے پوچھا گیا۔	"
۲۹۴	خط اور قاصد۔	"
۲۹۵	دعا کا محتاج۔	"
۲۹۶	ایک طنز	"
۲۹۷	یہ مسائل۔	"
۲۹۸	زنا۔	"
۲۹۹	محافظ۔	۹۶۹
۳۰۰	دولت اور اولاد کا مقابلہ۔	"
۳۰۱	محبت کا سلسلہ اور اثر۔	"
۳۰۲	مومن کی فراست۔	"
۳۰۳	خدا پر بھروسہ۔	"
۳۰۴	انس بن مالک جب بصرے سے آئے۔	"
۳۰۵	نفسیات۔	"
۳۰۶	قرآن۔	۹۷۰
۳۰۷	اینٹ کا جواب۔	"
۳۰۸	اصول کتابت۔	"
۳۰۹	میں۔	"
۳۱۰	یہودی سے مکالمہ۔	"
۳۱۱	ترقی کا راز۔	"
۳۱۲	احتیاج۔	۹۷۱
۳۱۳	جاہل نما۔	"
۳۱۴	مشورہ اور تفریق کار۔	۹۷۱
۳۱۵	بیان کیا جاتا ہے۔	"
۳۱۶	جنگ نہروان۔	۹۷۲
۳۱۷	گناہ درون پردہ۔	"
۳۱۸	موت محمد بن ابی بکر۔	"
۳۱۹	ساٹھ سال۔	"
۳۲۰	معیار کامیابی۔	۹۷۳
۳۲۱	سرمایہ دار اور بھوکا۔	"
۳۲۲	کردار میں سچائی۔	"
۳۲۳	سب سے معمولی فرض۔	"
۳۲۴	عقلمند کا نفع۔	"
۳۲۵	بادشاہ زمین پر خدا کی طرف سے باسبان ہے	"
۳۲۶	مومن۔	
۳۲۷	سیر چشمی۔	۹۷۴
۳۲۸	وعدہ۔	"
۳۲۹	موت اور امید۔	"
۳۳۰	دو شریک۔	"
۳۳۱	عالم بے عمل۔	"
۳۳۲	علم کی قسمیں۔	"
۳۳۳	کرشمۂ اقبال۔	"
۳۳۴	عفت و شکر۔	"
۳۳۵	مظلوم کی باری۔	"
۳۳۶	احتیاط۔	"
۳۳۷	وعظ۔	۹۷۵
۳۳۸	گناہ نہ کرنا۔	"
۳۳۹	سوال۔	"
۳۴۰	تعریف و مدح خوانی کی حد۔	"
۳۴۱	سب سے بڑا گناہ	۹۷۶
۳۴۲	بنیادی باتیں۔	"
۳۴۳	ظالم کی پہچان	"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۳۴۴	درد کا حد سے گزرنا۔	۹۷۷
۳۴۵	بال بچے۔	"
۳۴۶	عیب جوئی۔	"
۳۴۷	مبارکباد فرزند۔	"
۳۴۸	آپ کے کسی گورنر نے ایک عظیم الشان عمارت بنوائی	"
۳۴۹	حضرت سے کہا گیا۔	۹۷۸
۳۵۰	حضرت نے ایک قوم سے انکے مرنیوالوں کی تعزیت فرمایا	"
۳۵۱	وعظ۔	"
۳۵۲	وعظ۔	"
۳۵۳	حسن ظن۔	"
۳۵۴	صلوٰۃ کی اہمیت۔	۹۷۹
۳۵۵	ریاکاری۔	"
۳۵۶	حماقت۔	"
۳۵۷	بے فائدہ سوال۔	"
۳۵۸	تفکر۔	"
۳۵۹	علم و عمل	"
۳۶۰	وعظ۔	"
۳۶۱	ثواب و عذاب کی بنیاد۔	۹۸۰
۳۶۲	مستقبل۔	۹۸۱
۳۶۳	روایت کی گئی ہے۔	"
۳۶۴	اسلام اور شر۔	"
۳۶۵	دین و دنیا کا دارمدار۔	۹۸۲
۳۶۶	نیت کا اثر۔	۹۸۳
۳۶۷	اس موضوع پر	"
۳۶۸	ابو حنیفہ کہتے ہیں۔	۹۸۴
۳۶۹	حق و باطل۔	"
۳۷۰	امت اسلام و عذاب۔	۹۸۵
۳۷۱	بخل	"
۳۷۲	رزق۔	"
۳۷۳	اندیشہ فردا۔	۹۸۶
۳۷۴	سمجھ کے بولو۔	"

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۳۷۵	سمجھ کے بولو۔	"
۳۷۶	گناہ نہ کرو۔	"
۳۷۷	سچی بات۔	"
۳۷۸	دنیا۔	"
۳۷۹	کردار۔	۹۸۷
۳۸۰	کوشش۔	"
۳۸۱	نیکی کے بعد دوزخ یعنی چہ؟	"
۳۸۲	صحت۔	"
۳۸۳	نظام اوقات۔	"
۳۸۴	خدا غافل نہیں۔	۹۸۸
۳۸۵	تقریر۔	"
۳۸۶	مشک۔	"
۳۸۷	یاد قبر۔	"
۳۸۸	تلاش معاش۔	"
۳۸۹	بات۔	"
۳۹۰	قناعت۔	"
۳۹۱	موت یا عزت۔	"
۳۹۲	اولاد کا حق۔	۹۸۹
۳۹۳	اثر انگیز چیزیں۔	"
۳۹۴	معاشرتی مہم آہنگی۔	"
۳۹۵	حضرت نے کسی ایسے شخص	"
۳۹۶	استقلال۔	"
۳۹۷	لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے معنی پوچھے گئے۔	۹۹۰
۳۹۸	آپ نے سنا۔	"
۳۹۹	فقیروں کی شاہی۔	"
۴۰۰	عقل کا فائدہ۔	"
۴۰۱	حق سے ٹکر کا نتیجہ۔	"
۴۰۲	دل۔	"
۴۰۳	تقویٰ	"
۴۰۴	استاد کی عزت کرو۔	"
۴۰۵	ایک نکتہ ایک دفتر۔	۹۹۱

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۴۰۶	تعزیت۔	۹۹۱
۴۰۷	دوسری روایت۔	"
۴۰۸	دنیا کا حق وفا۔	"
۴۰۹	اپنے صاحبزادے امام حسنؑ سے فرمایا	"
۴۱۰	کسی نے حضرت کیسامنے استغفراللہ کہا	۹۹۲
۴۱۱	حلم و بردباری	۹۹۳
۴۱۲	یہ بیچارہ انسان؟	"
۴۱۳	نظر بازی۔	"
۴۱۴	عقل کا فائدہ	"
۴۱۵	نیکی کو غنیمت جانو۔	۹۹۴
۴۱۶	دل صاف ہونا چاہیئے۔	"
۴۱۷	حلم و عقل۔	"
۴۱۸	اللہ والے۔	"
۴۱۹	صحت و دولت کا کیا بھروسہ۔	"
۴۲۰	سوال؟	"
۴۲۱	کسی عید کے موقع پر۔	۹۹۵
۴۲۲	سب سے بڑی حسرت۔	"
۴۲۳	کشتۂ امید۔	"
۴۲۴	دو رزق۔	"
۴۲۵	اولیاء اللہ۔	"
۴۲۶	لذت و حسرت۔	۹۹۶
۴۲۷	ظاہر پہ نہ جاؤ۔	"
۴۲۸	نعمت اور شکر۔	"
۴۲۹	کرم پیشہ۔	۹۹۷
۴۳۰	عدل باجود؟	"
۴۳۱	جہالت کا اثر۔	"
۴۳۲	روح زاہد قرآن	"
۴۳۳	حکومت۔	"
۴۳۴	نیند کا پس منظر۔	"

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۴۳۵	مومن کا وطن۔	۹۹۷
۴۳۶	مالک اشتر کی موت پر۔	۹۹۸
۴۳۷	استقلال۔	"
۴۳۸	ایک بات سے دھوکا نہ کھاؤ۔	"
۴۳۹	فرزوق کے والد سے۔	"
۴۴۰	فقہ اور تجارت۔	"
۴۴۱	صبر۔	"
۴۴۲	احساس برتری۔	"
۴۴۳	ہنسی۔ مذاق۔	"
۴۴۴	دوستی۔	۹۹۹
۴۴۵	عبداللہ بن زبیر۔	"
۴۴۶	اوّل و آخر۔	"
۴۴۷	فقیری و دولت مندی۔	"
۴۴۸	سب سے بڑا شاعر۔	"
۴۴۹	غیرت دار سے خطاب۔	"
۴۵۰	دو بھولے۔	"
۴۵۱	ایمان کی پہچان۔	۱۰۰۰
۴۵۲	تدبیر پر بھروسہ کیا؟	"
۴۵۳	بلند ہمتی۔	"
۴۵۴	غیبت۔	"

نمبر خطبہ	مضمون خطبہ	صفحہ
۴۵۵	غلط فہمی۔	۱۰۰۰
۴۵۶	دنیا خود کچھ بھی نہیں۔	"
۴۵۷	بنی امیہ۔	"
۴۵۸	انصار کی تعریف۔	۱۰۰۱
۴۵۹	آنکھ	"
۴۶۰	بنیؐ۔	۱۰۰۲
۴۶۱	آنے والے دن۔	"
۴۶۲	دو گمراہ۔	"
۴۶۳	توحید و عدل؟	"
۴۶۴	بے محل خاموشی۔	"
۴۶۵	طلب بارش کی۔	۱۰۰۳
۴۶۶	پاک دامن	"
۴۶۷	قناعت۔	"
۴۶۸	حاکم کی سختی۔	"
۴۶۹	بڑا گناہ	۱۰۰۴
۴۷۰	تعلیم۔	"
۴۷۱	تکلیف۔	"
۴۷۲	برانگیختگی۔	"
	— ز —	
(۱)	خطبہ معجزہ (بغیر الف)	۱۰۰۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

جب سے احباب پبلشرز کی داغ بیل پڑی تھی اور اس کے ذریعہ ادبی اور مذہبی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اُسی وقت سے دو چیزیں پیش کرنے کی تمنا ہر لمحہ دل میں کسک پیدا کرتی رہتی تھی اور ہم نے بھی اپنی ان دونوں تمناؤں کو اپنی زندگی کا ماحصل بنا رکھا تھا:

ایک کلام مجید کا ترجمہ جو شگفتہ اور سلیس ہونے کے ساتھ ہی عصری تقاضوں کے مطابق بھی ہو دوسرے امیر المومنین کے خطبات، خطوط اور مختصر حکیمانہ کلمات کا مجموعہ نہج البلاغہ کا ترجمہ جس کے متعلق دنیائے اسلام کا عقیدہ ہے کہ خدا کے کلام کے بعد اس سے بلیغ تر کوئی کلام نہیں منعم حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے آج ہماری ایک دیرینہ تمنا پوری ہوئی نہج البلاغہ مع ترجمہ اور مختصر شرح ناظرین کے پیش خدمت ہے۔

اُردو زبان میں نہج البلاغہ کے کئی ترجمے شائع ہوئے اور ہر ترجمہ کسی نہ کسی انفرادی حیثیت کا حامل تھا غالباً سب سے پہلے جناب مولوی حکیم ذاکر حسین صاحب اختر بھرتپوری مرحوم نے نیرنگ فصاحت کے نام سے اس کا اردو ترجمہ کیا تھا اور غالباً یہ پہلی کتاب تھی جس میں نہج البلاغہ کے پورے متن کا اُردو ترجمہ شائع ہوا مگر اس میں اختصار کو اس حد تک ملحوظ رکھا گیا تھا کہ اصل عربی عبارت ہی شامل نہیں کی گئی تھی۔ جناب مترجم مرحوم نے سید رضیؒ کی ان عبارتوں کا ترجمہ بھی ترک کر دیا تھا جو سیدؒ نے جابجا امیر المومنینؑ کے بعض کلمات کی تشریح میں درج نہج البلاغہ کی تھیں یہ ترجمہ بہت عرصہ ہوا مقبول پریس دہلی سے شائع ہوا تھا پھر چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔ دوسرا ترجمہ جناب علامہ ظفر مہدی صاحب کہر جائسی مرحوم مدیر سہیل یمن کا ہے جو ترجمے کی لطافت و شگفتگی اور سیر حاصل تشریحی حواشی کی وجہ سے بہت ہی فائق اور ممتاز تھا مگر مولانا موصوف صرف بائیس خطبوں کا ترجمہ کر سکے یا یہ کہا جائے کہ صرف اتنے ہی شائع ہو سکے تھے جب علامہ مرحوم کی علالت پھر انتقال نے تکمیل کار کا ہر امکان ہی ختم کر دیا۔

ان دو ترجموں کے علاوہ حال ہی میں پاکستان سے دو نئے ترجمے شائع ہوئے ہیں ایک ترجمہ شیخ غلام علی اینڈ سنس لاہور نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور اُس کے ترجمہ اور تشریح میں شیعہ اور سنی دونوں طبقہ ہائے خیال کے ارباب علم و دانش اور صاحبان قلم سے مدد لی گئی ہے اور بہت سے مفید مطالب کے اضافے بھی کئے گئے ہیں دوسرا ترجمہ جناب مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مجتہد کا ہے جسے ادارۂ علمیہ لاہور نے شائع کیا ہے یہ دونوں ترجمے اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بیحد قابل قدر ہیں لیکن ملکی تقسیم اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی دشواریوں کے سبب ان کا حصول ہندوستان کے شیدایانِ لسان اللہ کے لئے آسان نہیں۔ ان ترجموں کے علاوہ ایک ترجمہ حضرت حجۃ الاسلام جناب مولانا سید علی حیدر صاحب قبلہ طاب ثراہ جیسے یگانۂ روزگار عالم و محقق کے قلم سے تھا جنکی علمی خدمات اور مذہبی احسانات سے برصغیر کا شاید ہی کوئی شیعہ گھرانا ناواقف ہو یہ ترجمہ ہی نہیں بلکہ مختصر سی شرح بھی ہے اور محققانہ انداز سے کہ اگر اسی انداز سے پوری کتاب مکمل ہو گئی ہوتی تو پھر کسی ترجمے اور شرح کی احتیاج نہ ہوتی مگر افسوس کہ جناب مرحوم کا قلم صرف ایک سو سات (۱۰۷) خطبوں ہی تک اپنی منزل طے کر سکا تھا کہ کسی ناگہانی افتاد کے سبب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور یہ کتاب پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔

ہم نے اس کتاب کا آغاز جناب مرحوم ہی کے ترجمہ اور شرح سے کیا ہے تاکہ حقائق اور معارف کا یہ بہترین ذخیرہ جو عرصہ سے نایاب تھا پھر ایک مرتبہ منظر عام پر آجائے جس قدر خطبات کے ترجمے ہمیں دستیاب ہوسکے وہ ہم نے ابتدا میں دیئے ہیں اس کے بعد بقیہ کتاب مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ اور شیخ غلام علی اینڈ سنس لاہور کے شائع کردہ ترجموں سے مکمل کی ہے اس طرح ہم یہ ترجمہ مسلم الثبوت ارباب قلم کی کاوشوں کا ثمرہ اور گلہائے رنگارنگ کا دل آویز گلدستہ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

آخر میں ہم نے صاحب سلونی کا وہ نادر روزگار خطبہ بھی شامل کر دیا جس میں حضرت امیر المومنینؑ نے ایک جگہ بھی الف کا استعمال نہیں کیا ہے یہ خطبہ اگرچہ جناب سید رضیؒ نے نہج البلاغہ میں درج نہیں کیا مگر کئی محققین اور علمائے اسلام نے اسے اپنی اپنی کتابوں میں بڑے اہتمام سے نقل کیا ہے اس خطبے کا ترجمہ حضرت حجۃ الاسلام الحاج مولانا سید ظفر الحسن صاحب قبلہ مجتہد صدر مدرس مدرسہ جوادیہ بنارس کے سحر کار قلم سے ہے۔ جن بزرگوں کی تراوش قلم نے اس سعی کو کامیاب بنایا ہے اُن کے شکریہ کے لئے الفاظ کہاں سے لاؤں صرف صمیم قلب سے دعائے خیر کرتا ہوں۔ ناشکر گذاری ہوگی اگر اس سلسلے میں اپنے دیرینہ کرم فرما جناب جعفر علی ولی محمد اڈیٹر علمدار بمبئی کی عنایتوں کا ذکر نہ کیا جائے کیونکہ درحقیقت اس کتاب کی اشاعت بہت کچھ موصوف ہی کی ہمت افزائیوں کی مرہون منت ہے۔ جناب مولانا محمد باقر صاحب مدیر اصلاح اور مولانا سید کرار حسین صاحب قبلہ واعظ مدرسۃ الواعظین کے بھی ہم تہ دل سے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہم سے ہر ممکن تعاون کیا اور کاپی اور پروف کی صحت کر کے ہماری سخت ترین مشکل آسان کر دی۔ فجزاھم اللہ عنا خیرا الجزاء۔

ارادہ تھا کہ شروع کتاب میں ایک تفصیلی مقدمہ بھی شائع کیا جائے مگر کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے مجبوراً اس کی اشاعت روک دینا پڑی انشاء اللہ جلد ہم اُسے ایک مبسوط کتاب کی صورت میں پیش کریں گے۔ جس میں نہج البلاغہ کے استناد سے بھی بحث ہوگی اور کلام مرتضوی کی فنی و معنوی اہمیت سے بھی۔ دعا کیجئے کہ یہ کام تکمیل کو پہنچے۔

وما توفیقی الا باللہ

سید انصار حسین رضوی (ماہلی)

۱۱ اپریل سنہ ۱۹۷۰ء

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جامع نہج البلاغہ

علامہ شریف رضی علیہ الرحمہ کے مختصر سوانح حیات

سید علیہ الرحمہ کی زندگی کا ہر پہلو ان کے آباؤ اجداد کے کردار کا آئینہ دار اور ان کی سیرت کا ہر رخ ائمہ اطہارؑ کی پاکیزہ زندگیوں کا نمونہ تھا۔ وہ اپنے علمی تبحر، عملی کمال، پاکیزگی اخلاق اور حسن سیرت و استغنار نفس کی دل آویز اداؤں میں اتنی کشش رکھتے تھے کہ نگاہیں ان کی خوبی و زیبائی پر جم کر رہ جاتی تھیں اور دل اس ورثہ دار عظمت و رفعت کے آگے جھکنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

آپ کا نام محمد، لقب رضی اور کنیت ابوالحسن تھی ۳۵۹ھ میں سرزمین بغداد میں پیدا ہوئے اور ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو علم و ہدایت کا مرکز اور عزت و شوکت کا محور تھا۔

ان کے والد بزرگوار ابو احمد حسین تھے جو پانچ مرتبہ نقابت آل ابی طالب کے منصب پر فائز ہوئے اور بنی عباس و بنی بویہ کے دور حکومت میں یکساں عظمت و بزرگی کی نظروں سے دیکھے گئے۔ چنانچہ ابونصر بہا الدولہ ابن بویہ نے انھیں الطاہر الاوحد کا لقب دیا اور ان کی جلالت علمی و شرافت نسبی کا ہمیشہ پاس و لحاظ رکھا۔ ان کا خاندانی سلسلہ صرف چار واسطوں سے امامت کے سلسلہ زریں سے مل جاتا ہے جو اس شجرۂ نسب سے ظاہر ہے۔ ابو احمد حسین ابن موسیٰ ابن محمد ابن موسیٰ ابن ابراہیم ابن امام موسیٰ کاظمؑ۔ ۲۵ جمادی الاولے سنہ ۴۰۰ھ میں ستانوے برس کی عمر میں انتقال فرمایا اور حائر حسینی میں دفن ہوئے۔ ابو العلار معری نے ان کا مرثیہ کہا ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے:-

انتم ذوو النسب القصیر فطولکم ۔۔۔ باد علی الکبراء و الاشراف +

"تمھارے اور امام کے درمیان بہت تھوڑے سے وسائط حائل ہیں اور تمھاری بلندیاں اکابر و اشراف پر نمایاں ہیں"۔

آپ کی والدہ معظمہ کی شرافت و بلندی مرتبت کی طرف آگے اشارہ ہوگا۔ یہاں پر صرف ان کا شجرۂ نسب درج کیا جاتا ہے۔ فاطمہ بنت الحسین بن حسن الناصر ابن علی ابن حسن ابن عمر ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب۔

ایسے نجیب و بلند مرتبت مرتبہ ماں باپ کی اخلاقی نگہداشت و حسن تربیت کے ساتھ آپ کو استاد و مربی بھی ایسے نصیب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہوئے جو اپنے وقت کے ماہرین باکمال اور ائمۂ فن مانے جاتے تھے جن میں سے چند کا یہاں پر ذکر کیا جاتا ہے۔

حسن ابن عبداللہ سیرافی:۔ نحو ولغت اور عروض و قوافی میں استاد کامل تھے۔ کتاب سیبویہ کی شرح اور متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ سیّد نے بچپن میں ان سے قواعدِ نحو پڑھے اور انہی کے متعلق آپ کا مشہور نحوی لطیفہ ہے کہ ایک دن حلقۂ درس میں نحوی اعراب کی مشق کرتے ہوئے سیّد رضی سے پوچھا کہ اذا قلنا رایت عمر فما علامۃ نصب عمر۔ "جب ہم رایت عمر کہیں تو اس میں علامت[1] نصب کیا ہوگی" آپ نے برجستہ جواب دیا "بغض علی" اس جواب پر سیرافی اور دوسرے لوگ ان کی ذہانت وطباعی پر دنگ رہ گئے حالانکہ ابھی آپ کا سن دس برس کا بھی نہ تھا۔

سالے کہ نکوست از بہارش پیدا

ابو اسحاق ابراہیم احمد ابن محمد طبری:۔ بڑے پایہ کے فقیہہ و محدّث اور علم پرور جوہر شناس تھے۔ سیّد نے ان سے بچپن میں قرآن مجید کا درس لیا۔

علی ابن عیسیٰ ربعی:۔ انھوں نے بیس برس ابو علی فارسی سے استفادہ کیا اور نحو میں چند کتابیں لکھی ہیں۔ سیّد نے ان سے ایضاح ابو علی اور عروض و قوافی کی چند کتابیں پڑھیں۔

ابو الفتوح عثمان ابن جنی:۔ علوم عربیہ کے بڑے ماہر تھے۔ دیوانِ متنبّی کی شرح اور اصول و فقہ میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ سیّد نے ان سے بھی استفادہ کیا۔

ابو بکر محمد ابن موسیٰ خوارزمی:۔ یہ اپنے وقت میں مرجع درس اور صاحبِ فتویٰ تھے۔ سیّد نے ان سے بھی استفادۂ علمی کیا۔

ابو عبداللہ شیخ مفید علیہ الرحمہ:۔ سیّد رضی کے اساتذہ میں سب سے زیادہ بلند منزلت ہیں۔ علم و فقاہت اور مناظرہ و کلام میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے تھے۔ تقریباً دو سو کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

ابن ابی الحدید نے سعد ابن قجار سے نقل کیا ہے کہ ایک رات شیخ مفید نے خواب دیکھا کہ جناب فاطمہ زہرا حسن اور حسین علیہما السّلام کے ہمراہ مسجد کرخ میں تشریف لائیں اور ان سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے شیخ میرے ان بچّوں کو علم فقہ و دین پڑھاؤ۔ شیخ جب خواب سے بیدار ہوئے تو حیرت و استعجاب نے گھیر لیا اور ذہن خواب کی تعبیر میں الجھ کر رہ گیا۔ اسی عالم میں صبح ہوئی، تو دیکھا کہ فاطمہ بنت الحسین کنیزوں کے جھرمٹ میں تشریف لا رہی ہیں اور ان کے

---

[1] نصب علامت اعرابی ہے اور اس کے معنی ناصبیت کے بھی ہیں اور علّامہ نے اس لفظ کو دوسرے معنی پر محمول کیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دونوں بیٹے سید مرتضیٰ اور سید رضی ان کے ہمراہ ہیں۔ شیخ انھیں دیکھ کر تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب وہ قریب آئیں تو فرمایا، اے شیخ میں ان بچوں کو آپ کے سپرد کرنے آئی ہوں آپ انھیں علم دین پڑھائیں۔ یہ سُن کر رات کا منظر ان کی نظروں میں پھرنے لگا۔ مجسم تصویر نگاہوں کے سامنے آگئی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان سے رات کا خواب بیان کیا، جسے سُن کر سب دم بخود ہو کر رہ گئے۔ شیخ نے اسی دن سے انھیں اپنی توجہ کا مرکز بنا لیا اور انھوں نے بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر علم و فضل میں وہ بلند مقام حاصل کیا جس کی رفعت اپنوں ہی کو نظر نہ آتی تھی، بلکہ دوسرے بھی نظریں اٹھا کر دیکھتے رہ جاتے تھے۔

سید علیہ الرحمہ علم و فضیلت میں یگانۂ روزگار ہونے کے ساتھ ایک بہترین انشا پرداز اور بلند پایہ سخن طراز بھی تھے، چنانچہ ابو حکیم خبری نے آپ کے جواہر پاروں کو چار ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، جو شوکت الفاظ سلاست بیان حُسن ترکیب اور بلندی اسلوب میں اپنا جواب نہیں۔ اور پرکھنے والوں کی یہ رائے ہے کہ انھوں نے لوحِ ادب پر جو بیش بہا موتی ٹانکے ہیں ان کے سامنے کلام عرب کی چمک دمک ماند پڑ گئی اور بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قریش بھر میں ان سے بہتر کوئی ادیب و سخن داں پیدا نہیں ہوا لیکن سید علیہ الرحمۃ نے کبھی اسے اپنے لیے وجہ نازش و سرمایۂ افتخار نہیں سمجھا اور نہ ان کے دوسرے کمالات و خصوصیات کو دیکھتے ہوئے ان کی طبع موزوں کی روانیوں کو اتنی اہمیت دی جا سکتی ہے کہ شعر و سخن کو ان کے لیے وجہِ فضیلت سمجھ لیا ہے۔ البتہ انھوں نے اپنے مخصوص طرزِ نگارش میں جو علمی و تحقیقی نقش آرائیاں کی ہیں ان کی افادیت و معنویت کا پایہ اتنا بلند ہے کہ انھیں سید کی بلند نظری کا معیار ٹھہرایا جا سکتا ہے اور ان کی تقریر کے متعلق تو ابن خلکان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ "بتعذر وجود مثلہ اس کی مثل پیش کرنا دشوار ہے" انھوں نے اتنی مختصر سی عمر میں جو علمی و ادبی نقوش ابھارے ہیں، وہ علم و ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ چنانچہ ان کی چند نمایاں تصنیفات یہ ہیں حقائق التاویل تلخیص البیان عن مجاز القرآن، مجازات الآثار النبویہ، حضائص الائمہ، حاشیہ خلاف الفقہاء حاشیہ ایضاح وغیرہ۔ مگر ان تمام تصنیفات میں آپ کی تالیف کردہ کتاب "نہج البلاغہ" کا پایہ بلند ہے کہ جس میں امیر المومنین علیہ السلام کے خطبات و توقیعات اور حکم و نصائح کے انمول موتیوں کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے۔

سید ممدوح کے علمی خدوخال کو ان کی حمیت و خودداری اور عالی ظرفی و بلند نظری نے اور بھی نکھار دیا تھا۔ انھوں نے زندگی بھر بنی بویہ کے انتہائی اصرار کے باوجود ان کا کوئی صلہ و جائزہ قبول نہیں کیا اور نہ کسی کے زیرِ بارِ احسان ہو کر اپنی آن میں فرق اور نفس میں جھکاؤ آنے دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے ہاں فرزند کی ولادت ہوئی تو اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق ابو غالب فخر الملک وزیر بہاء الدولہ نے ایک ہزار دینار بھجوائے اور طبیعت شناس و مزاج

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آشنا ہونے کی وجہ سے یہ کہلوا بھیجا کہ یہ دایہ کے لیے بھیجے جا رہے ہیں مگر آپ نے وہ دینار واپس کر دیئے اور یہ جواب دیا کہ ہمارے یہاں کا دستور نہیں کہ غیر عورتیں ہمارے حالات پر مطلع ہوں، اس لیے دوسری عورتوں سے یہ خدمت متعلق نہیں کی جایا کرتی، بلکہ ہمارے گھر کی بڑی بوڑھیاں خود ہی اسے سرانجام دے لیا کرتی ہیں اور وہ اس کے لیے کوئی ہدیہ و اجرت قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتیں۔

اسی عزتِ نفس و احساس رفعت نے انھیں سہارا دے کر جوانی ہی میں وقار و عظمت کی اس بلندی پر پہنچایا تھا کہ جو عمرِ طویل کی کارگزاریوں کی آخری منزل ہو سکتی ہے۔ ابھی ۲۱ سال کی عمر تھی کہ آل ابی طالب کی نقابت اور حجاج کی امارت کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس زمانہ میں یہ دونوں منصب بہت بلند سمجھے جاتے تھے۔ خصوصاً نقابت کا عہدہ تو اتنا ارفع و اعلیٰ تھا کہ نقیب کو حدود کے اجرا و امورِ شرعیہ کے نفاذ، باہمی تنازعات کے تصفیہ اور اس قبیل کے تمام اختیارات حاصل ہوتے تھے اور اس کے فرائض میں یہ بھی داخل ہوتا تھا کہ وہ سادات کے نسب کی حفاظت اور ان کے اخلاق و اطوار کی نگہداشت کرے اور آخر میں تو ان کی نقابت کا دائرہ اتنا ہمہ گیر و وسیع ہو گیا تھا کہ مملکت کا کوئی شہر اس سے مستثنیٰ نہ تھا اور نقیب النقبا کے لقب سے یاد کیے جانے لگے تھے مگر عمر کی ابھی سینتالیس منزلیں ہی طے کرنے پائے تھے کہ ۳۴۶ھ میں نقیب موت نے ان کے دروازے پر دستک دی اور یہ وجودِ گرامی ہمیشہ کے لیے آنکھوں سے روپوش ہو گیا۔

للہ عمرک من قصیر طاھر ولرب عمر طال بالاد ناس

"تمھاری چھوٹی مگر پاک و پاکیزہ عمر کی خوبیوں کا کیا کہنا اور بہت سی عمریں گندگیوں کے ساتھ بڑھ جایا کرتی ہیں"

ان کے بڑے بھائی علم الہدیٰ سید مرتضیٰ نے جس وقت یہ روح فرسا منظر دیکھا تو تاب توانائی نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور درد و غم کی شدت سے بے قرار ہو کر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے جدِ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر آ کر بیٹھ گئے چنانچہ نماز جنازہ ابو غالب فخر الملک نے پڑھائی جس میں تمام اعیان و اشراف اور علماء و قضاۃ نے شرکت کی، اس کے بعد علم الہدیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑی مشکلوں سے انھیں واپس لے جانے میں کامیاب ہوئے۔ ان کا مرثیہ ان کے قلبی تاثرات کا آئینہ دار ہے، جس کا ایک شعر اوپر درج کیا گیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دیباچہ[1]

مؤلف نہج البلاغہ علامہ شریف رضی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

أَمَّا بَعْدُ حَمْدَ اللّٰهِ الَّذِي جَعَلَ الْحَمْدَ ثَمَنًا لِنَعْمَائِهِ۔ وَمَعَاذًا مِنْ بَلَائِهِ۔ وَسَبِيلًا إِلَى جِنَانِهِ۔ وَسَبَبًا لِزِيَادَةِ إِحْسَانِهِ۔ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ۔ وَإِمَامِ الْأُمَّةِ وَسِرَاجِ الْأُمَّةِ۔ الْمُنْتَخَبِ مِنْ طِينَةِ الْكَرَمِ وَسُلَالَةِ الْمَجْدِ الْأَقْدَمِ۔ وَمَغْرِسِ الْفَخَارِ الْمُعْرِقِ۔ وَفَرْعِ الْعَلَاءِ الْمُثْمِرِ الْمُوَرِّقِ۔ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ مَصَابِيحِ الظُّلَمِ وَعِصَمِ الْأُمَمِ۔ وَمَنَارِ الدِّينِ الْوَاضِحَةِ۔ وَمَثَاقِيلِ الْفَضْلِ الرَّاجِحَةِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔

جس خدا نے حمد (بجا لانے) کو اپنی نعمت کی قیمت اور اپنی بلا سے محفوظ رہنے کی جگہ اور اپنی بہشتوں کا راستہ اور اپنے احسان کی زیادتی کا سبب قرار دیا ہے اُس کی حمد بجا لانے اور اُس کے رسول پر جو نبی رحمت اور اماموں کے امام اور اُمت کے مشعل (ہدایت) اصل شرف کے برگزیدہ سب سے بڑھی ہوئی بزرگی کے جوہر۔ نسبی فخر و مباہات کے اصل الاصول۔ اور رفعت مرتبہ کی (بلند) بار دار شاخ ہیں اور اُن کے اہل بیت پر جو تاریکی (ضلالت) کے (روشن) چراغ (خدا کی) امتوں کے نگہبان۔ دین کے روشن منار۔ فضل (و شرف) کے گرانبار میزان ہیں۔ خدا ان کل حضرات پر رحمت نازل کرے۔

---

[1] یہ خطبہ دیباچہ کتاب ہے جسے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے مطابق قواعد مقررہ علمائے اسلام ابتدائے کتاب میں لکھا مگر اس میں آپنے وہ بلاغت صرف کی ہے کہ آپ ہی کا حصہ ہے کیونکہ حمد خدا کے بعد جو اغراض بتائے ہیں وہ ایسے ہیں کہ بطور استقراء کلیہ قرار پا سکتے ہیں کیونکہ شکر منعم واجب عقلی ہے۔ اس لئے ثمنا لنعمائہ لائے کیونکہ اس کے سوا بندہ کے اختیار میں کیا ہے کہ اُس کی نعمات کا شکریہ ادا کرے [2] اس لفظ ثمن سے جس کے معنی قیمت کے ہیں اس طرف اشارہ ہے کہ حمد خدا واجب ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے مال غیر میں تصرف بلا اجازت مالک جائز نہیں جس کی اجازت کی دو ہی صورتیں ہیں یا بہ قیمت یا بہ ہبہ۔ بہ قیمت تصرف بہتر ہے۔ پس اسے نعمات خدا میں بھی تصرف بلا ادائے قیمت جائز نہ ہوگا تو حمد واجب ہوا۔ بلاؤں سے اس کا محافظ ہونا بھی واضح ہے۔ وسیلہ مغفرت ہونا بھی معلوم ہے جس کا نتیجہ حصول جنت ہے اور موجب زیادتی احسان ہونا تو بنص قرآن ثابت ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم (باقی ص ۲۶ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صَلٰوۃٌ تَکُوْنُ اِزَاءً لِّفَضْلِھِمْ۔ وَمُکَافَاۃً لِّعَمَلِھِمْ۔ وَکِفَاءً لِّطِیْبِ فَرْعِھِمْ وَاَصْلِھِمْ مَا اَنَارَ فَجْرٌ سَاطِعٌ۔ وَخَوٰی نَجْمٌ طَالِعٌ۔

ایسی رحمت جو اُن کے فضل کے شایاں اور اُن کے عمل کا عوض اور اُن کے خاندانی و ذاتی پاکیزگی کے مساوی ہو جب تک صبح روشن ہوتی اور ستارے غروب کرتے رہیں۔

(بقیہ حاشیہ ۲۵) پس معلوم ہوا کہ حمد و ثنا کے فوائد بندوں ہی کی طرف عائد ہیں نہ خدا کی طرف جو مستغنی بالذات ہے ۵۳ یہ اشارہ ہے آیہ کریمہ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کی طرف ۵۴ یہ اشارہ ہے طرف افضلیت آنحضرت سائر انبیاء پر کیونکہ خدا نے بہ خطاب حضرت ابراہیم فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور یہ درجہ حضرت کو ابتدا میں ملا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا یعنی جب خدا نے ابراہیم کی چند باتوں میں آزمائش کی اور وہ اسمیں پورے اُترے تو خدا نے یہ درجہ دیا کہ فرمایا ہم تم کو امام بنائیں گے۔ اسی لئے امامت کی شرط صبر قرار پائی وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (سورۂ سجدہ) یعنی ہم نے اُن سے بعض کو امام بنایا کہ ہدایت کریں ہمارے حکم کی جب انھوں نے صبر کیا۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہؐ سے زیادہ صابر کوئی نبی نہیں ہوا جن کا مقولہ مشہور ہے مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ کَمَا اُوْذِیْتُ (میری ایسی اذیت کسی نبی کو نہیں پہونچی اور خود خدا فرماتا ہے فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ ان آیات سے جہاں رسول اللہ کا امام الائمہ ہونا ثابت ہوا وہاں ائمہ طاہرین کا امام ہونا بھی جو صبر میں رسول خدا صلعم کے پیرو تھے۔ اور مصداق اَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ ۵۵ یہ اشارہ ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا کی طرف ۱۲ ۵۶ اس جملہ میں اشارہ ہے طرف مذہب حق کے کیونکہ اہل سنت سے بعض تو اس کے بھی قائل ہیں کہ معاذ اللہ حضرت کی نسب میں کچھ خرابی تھی اور اس کا تو جمہوری عقیدہ کہ حضرت کے آبائے کرام عیاذاً باللہ کافر تھے حالانکہ یہ دونوں عقیدے باطل ہیں اور صحیح یہی ہے جو مذہب شیعہ کا عقیدہ ہے کہ کسی قسم کی دناءت نسبی نے آپ میں راہ نہ پائی خواہ بذریعہ کفر ہو خواہ بذریعہ اختلال نسب ۵۷ یہ ایسا بلیغ فقرہ ہے کہ کسی طرح اس کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ایسی لطافت سے نہیں ہو سکتا مغرس جائے نصب درخت کو کہتے ہیں جہاں درخت بٹھلایا جاتا ہے محاورہ والا ترجمہ تو یا زمین ہو سکتی ہے یا کھیت مگر اصل مطلب بایں بلاغت کسی جملہ سے نہیں نکل سکتا ہے۔ فخار کے معنی ممدوح ہونے ہے خصال حمیدہ سے اَلْمُعْرِقُ عِرق سے ماخوذ ہے یعنی وہ رگ و ریشہ جو نہایت مضبوط و مستحکم ہو تو لفظی ترجمہ یہ ہوا آپ محل نصب ہیں اُس درخت فخر کے جس کی جڑیں بہت بڑی اور مستحکم ہیں مگر مطلب یہ ہے کہ فخر کی کوئی اصل خواہ چھوٹی ہو یا بڑی آپ کی ذات بابرکات سے خارج نہیں۔ دنیا میں کسی قسم کا کسی کو فخر ہو سب کی اصل حضرت ہیں کیونکہ اُس کا نشو و نما اُس کا وجود و بقا آپ ہی کی ذات بابرکات پر منحصر ہے ۵۸ یہ بھی سابق ہی ایسا جملہ ہے کیونکہ پہلے جملہ سے (باقی ۲۷ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَانِّی کُنتُ فِی عُنفُوَانِ السِّنِّ۔ وَغُضَاضَۃِ الغُصُنِ۔ اِبتَدَأتُ بِتَالِیفِ کِتَابٍ فِی خَصَائِصِ الاَئِمَّۃِ عَلَیہِمُ السَّلَامُ یَشتَمِلُ عَلٰی مَحَاسِنِ اَخبَارِھِم۔ وَجَوَاھِرِ کَلَامِھِم حَدَانِی عَلَیہِ غَرَضٌ ذَکَرتُہٗ فِی صَدرِ الکِتَابِ۔ وَجَعَلتُہٗ اَمَامَ الکَلَامِ۔ وَفَرَغتُ مِنَ الخَصَائِصِ الَّتِی تَخُصُّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ عَلِیًّا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ۔ وَعَاقَتنِی عَنِ

صلوٰۃ بھیجنے کے بعد (عرض ہے کہ) میں نے شروع جوانی اور ابتدائے شباب میں ایک کتاب حضرات ائمہ علیہم السلام کے خصوصیات میں تالیف کرنا شروع کی تھی جو مشتمل ہے ان حضرات کے بہترین اخبار اور جواہر کلام پر۔ اس امر پر جس غرض نے مجھے آمادہ کیا تھا اُسے میں نے شروع کتاب میں لکھ دیا اور اُسی کو مقدمۂ کتاب قرار دیا ہے (اس کتاب کو) خصائص امیر المؤمنین علی علیہ السلام تک میں لکھ چکا تھا کہ موانع زمان اور عوائق دوران نے

(بقیہ ص۲۶) فخر کے تحتانی حصہ کا احاطہ منظور تھا اور اس جملہ سے اس کا بالائی حصہ کیونکہ فخر و شرف کو درخت سے تشبیہ دیا تو پہلے جملہ سے اس کے کل اصول کو آپ کی ذات میں محصور کیا۔ اور اس جملہ سے اُس کے کل فروع کو۔ اسی لئے وہاں فخار لائے اور یہاں بمناسبت فرع علا کیونکہ شاخیں ہمیشہ مرتفع اور بلند ہوتی ہیں۔ اور چونکہ عام طور سے اشجار دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بے ثمر دوسرا باثمر لہذا اس جملہ المثمر المورق سے دونوں قسم کے علوئے مرتبت کو محصور کیا اور اس کی طرف بھی اشارہ کیا کہ یہ آپ کا فخر و شرف بے ثمر نہیں ہے بلکہ باثمر ہے جس کو بابرگ ہونا بھی لازم ہے۔ جس سے اشارہ ہے طرف آیہ کریمہ انا اعطیناک الکوثر اور ان شانئک ھو الابتر کے کیونکہ کفار آپ کو ابتر کہتے تھے کہ آپ کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی خدا آپ کے نسل کی کثرت اور ترقی کو کوثر فرمایا اور آپ کے دشمن کو ابتر اُسی کو اس جملہ سے ظاہر فرمایا۔ غرض دو جملہ تو حضرت کے ذاتی اوصاف میں ہیں اور چار فقرہ آپ کے خاندانی شرف کے بارے میں کہ آپ کی ذات قدسی صفات ایسی طینت سے منتخب کی گئی ہے جو ہر طرح کے فضائل و مناقب سے مالا مال تھی جب آنحضرت سراج الامۃ ہیں تو آپ کی اولاد امجاد کا مصباح ظلمت ہونا کیسا واضح ہے کیونکہ خود آنحضرت نے فرمایا ہے خلقت انا وعلی من نور واحد

نلہ عصم الامم جمع عصمہ جس کے معنی روکنے اور حفاظت کے ہیں اسی وجہ سے وہ حضرات ائمہ معصومین کہے جاتے ہیں اور بہ اتفاق اہل سنت محفوظ۔ اس جملہ میں اشارہ ہے طرف حدیث ثقلین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض کے تو مطلب یہ ہوا کہ یہ حضرات حفاظت کرنے والے ہیں امت کے گمراہی سے

نلا اصل میں منارہ جائے نور ہے مگر اس کا استعمال اُن نشانوں پر ہوتا ہے جو راہ کے لئے بنائے جاتے ہیں (میل) یا کسی زمین کی حد معین کرنے کے لئے

نلب مطلب یہ ہے کہ یہی حضرات فضل و کمال کی وہ میزان ہیں جو ہمیشہ بھاری رہتا ہے (حاشیہ ص۲۹)

اس جملہ کی غرض بھی وہی ہے جو سابقاً مذکور ہوئی کہ شکر منعم عقلاً واجب ہے۔ پس چونکہ بعد جناب حدیث (باقی ص۲۸ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اِتْمَامِ بَقِيَّةِ الْكِتَابِ۔ مُحَاجَزَاتُ الزَّمَانِ وَمُمَاطَلَاتُ الْاَيَّامِ۔ وَكُنْتُ قَدْ بَوَّبْتُ مَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ اَبْوَابًا۔ وَفَصَّلْتُهُ فُصُوْلًا۔ فَجَاءَ فِيْ اٰخِرِهَا فَصْلٌ يَتَضَمَّنُ مَحَاسِنَ مَا نُقِلَ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ مِنَ الْكَلَامِ الْقَصِيْرِ فِي الْحِكَمِ وَالْاَمْثَالِ وَالْاٰدَابِ۔ دُوْنَ الْخُطَبِ الطَّوِيْلَةِ وَالْكُتُبِ الْمَبْسُوْطَةِ فَاسْتَحْسَنَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْاَصْدِقَاءِ وَالْاِخْوَانِ۔ مَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ الْفَصْلُ الْمُقَدَّمُ ذِكْرُهُ۔ مُعْجَبِيْنَ بِبَدَائِعِهِ وَمُتَعَجِّبِيْنَ مِنْ نَوَاصِعِهِ۔ وَسَأَلُوْنِيْ عِنْدَ ذٰلِكَ اَنْ اَبْدَأَ

بقیہ کتاب کے تمام کرنے سے (مجھے) روک دیا۔ اور جس قدر وہ (کتاب) لکھی جا چکی تھی میں نے اُس کے ابواب اور فصلیں مقرر کر دی تھیں جن کے آخر میں ایک فصل ایسی تھی جو جناب (امیر) علیہ السلام کے نہایت اعلےٰ احادیث پر مشتمل تھی جن میں حضرت کے چھوٹے چھوٹے فقرے حکمت اور مثال اور ادب کے مضامین میں منقول ہیں نہ وہ خطبے جو طولانی ہیں یا وہ خطوط جو مبسوط ہیں۔ پس جس فصل کا پہلے ذکر ہوا اس کے لطف کلام سے خوش اور اُس کی خالص ترکیب سے متحیر ہو کر (میرے) بہت سے احباب و اخوان نے اُس کو نہایت پسند کیا اور اسی پر مجھ سے درخواست کی کہ میں ایک ایسی کتاب

(بقیہ صـ۲۷) یہی حضرات منعم ہیں ظاہراً بھی باطناً بھی اس لئے آپ کا شکریہ بھی واجب ہے۔ انعام ظاہری اس لئے کہ اعظم نعمات معرفت خداوند عالم ہے اور اُس کے یہی حضرات واسطہ ہیں اور انعام باطنی اس لئے کہ دلائل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے یہی حضرات علت غائی تمام مخلوق ہیں تو بہر طور ان کا شکریہ واجب ہے اسی لئے خداوند عالم نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کہ آج کے دن کامل کر دیا ہم نے تمھارے لئے تمھارے دین کو اور تمام کر دی تم پر اپنی نعمت گویہ گویا اشارہ ہے اُس دعا کی طرف جو حضرت ابراہیم نے کی تھی رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورہ بقرہ) خداوندا اُن میں تو ایسا رسول ان میں سے بھیج کہ تیری آیتوں کی تلاوت کرے اور اُن کو تعلیم دے علم و حکمت کی اور اُن کو پاک کرے کہ تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے کیونکہ جب آنحضرت نے بروز خم غدیر جناب امیرؑ کو اپنا جانشین و خلیفہ مقرر کیا تو وہ دعائے حضرت ابراہیم پوری ہو گئی کہ تو ایسا رسول ان میں بھیج جو ان کو علم و حکمت سکھاتا رہے اور ان کے دلوں کو پاک کرتا رہے کیونکہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا کہ رسول کا نائب ایسا ہو جو انھیں صفات کمالیہ کا جامع ہو۔ اب ممکن تھا کہ یہ شکریہ بھی بہ لفظ حمد و شکر ادا کیا جاتا مگر اس سے ایک طرح کا شبہہ شرک پیدا ہوتا کہ جن الفاظ سے خداوند عالم کا حمد کیا جاتا ہے وہی لفظ حق میں رسول اللہ اور آل رسول کے بھی مستعمل ہوتا لہذا طرز ادائے شکریہ بدل دیا گیا کیونکہ محاورہ عامہ میں یہ الفاظ مخلوقات کی نسبت بھی مستعمل ہوتے ہیں تاکہ خالق و مخلوق کا (باقی صـ۲۹ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بتالیف کتاب یحتوی علی المختار من کلام
مولانا امیر المؤمنین علیه السلام فی
جمیع فنونه۔ ومتشعبات غصونه من
خطب وکتب ومواعظ وآداب۔ علما ان
ذلک یتضمن من عجائب البلاغة۔ و
غرائب الفصاحة۔ وجواهر العربیة۔
وثواقب الکلم الدینیة والدنیویة۔ ما
لا یوجد مجتمعا فی کلام۔ ولا مجموعا
الاطراف فی کتاب۔ اذ کان امیر المؤمنین
علیه السلام مشرع الفصاحة۔ و
موردها۔ ومنشأ البلاغة ومولدها۔ و
منه علیه السلام ظهر مکنونها وعنه
اخذت قوانینها۔ وعلی امثلته حذا کل

تالیف کرنا شروع کروں کہ ہر فن اور ہر شاخ کے متعلق
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ اور فرمان اور
مواعظ اور آداب کے جو چیدہ کلام ہیں اُن سب پر
حاوی ہو کیونکہ وہ جانتے تھے یہ (کتاب) بلاغت
کے عجیب مضامین فصاحت کے نادر مسائل۔ فن
عربیہ کے جواہر اور دین و دنیا کے اُن باریک نکتے
اور کلمات پر مشتمل ہوگی جو یک جائی کسی کلام میں اور
مجموعی حیثیت سے کسی کتاب میں نہیں مل سکتے کیونکہ
امیر المومنین علیہ السلام ہی علم فصاحت کے شروع
ہونے کی بلکہ فن بلاغت کے پیدا ہونے اور نشو و نما
کرنے کی جگہ ہیں اور آپ ہی سے ان علوم کے اسرار
ظاہر ہوئے اور آپ ہی سے ان کے قواعد
حاصل کئے گئے اور آپ ہی کی روش پر ہر مقرر

(بقیہ ص۲۸) فرق بھی ظاہر ہو۔ اور شرک کا شائبہ بھی نہ آنے پائے جو اصل الاصول اسلام ہے۔ دوسرے خداوند عالم تو مستغنی بالذات ہے جو نہ ثنا و صفت کا محتاج ہے نہ کسی عبادت کا۔ بخلاف رسول و آل رسول کہ وہ بالذات رحمت خداوند عالم کے محتاج ہیں لہذا یہ لفظ لایا گیا جس کے معنی دعا یعنی طلب رحمت کے ہیں جو اولاً اسی توحید کا معلم ہے اور ثانیاً اُن کے فضل و کمال کا معرف ہے کہ وہ ذوات مقدسہ اس قابل ہیں کہ ان پر صلوات بھیجی جائے۔ پھر اس میں امتثال حکم بھی ہے کہ فرماتا ہی یا ایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ ازاء لفضلهم کا مقصد انھیں مطالب کی توضیح کرتا ہے کہ جس طرح حمد معاوضہ نعمت خدا ہے اسی طرح صلوٰۃ و سلام معاوضہ فضل و کمال حضرات ہے اور بدلہ ہے ان کی زحمات شاقہ کا جو ہدایت خلق میں حاصل ہوئیں۔ اس کے بعد جناب سید نے اغراض و مقاصد اس کتاب کے تصنیف و تالیف کے بیان کئے جو واضح ہیں مگر شعر فرزدق علیہ الرحمہ کو عجب موقع سے ذکر کیا ہے کہ کسی طرح اس بلاغت کی توصیف نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر یہ بمفاد حدیث انا و علی ابوا هٰذه الامة ہر مومن خالص اس شعر کو پڑھ سکتا ہے اور وہ اپنے دعوے میں صادق ہوگا۔ مگر حق یہ ہے کہ پورا حق جناب سید ہی کو تھا کیونکہ نسب ظاہری و باطنی دونوں میں ان کو اتصال ہے۔ پھر اُن سے بڑھ کر کون مستحق (باقی ص۳۰ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قائل خطیب وبکلامہ استعان کل واعظ بلیغ۔ ومع ذلک فقد سبق وقصروا وقد تقدم وتاخروا۔ لان کلامہ علیہ السلام الکلام الذی علیہ مسحۃ من العلم الالٰہی وفیہ عبقۃ من الکلام النبوی۔ فاجبتھم الی الابتداء بذلک۔ عالما بما فیہ من عظیم النفع۔ ومنشور الذکر۔ ومذخور الاجر۔ و اعتمدت بہ ان ابین من عظیم قدر امیر المؤمنین علیہ السلام فی ھذہ الفضیلۃ مضافۃ الی المحاسن الکثیرۃ۔ والفضائل

اور خطیب چلا اور آپ ہی کے کلام سے ہر واعظ بلیغ نے مدد لی۔ اور باوجود ان امور کے حضرت سب کے آگے اور لوگ پیچھے رہے اور حضرت ہی افضل اور دوسرے لوگ مفضول ٹھہرے اس لیئے کہ آپ کا کلام وہ کلام ہے جس پر پرتو ہے علم الٰہی کا اور جس میں بو باس (بھری ہوئی) ہے کلام نبوی کی۔ لہذا میں نے اس کے شروع کرنے میں اُن (احباب) کی درخواست منظور کی کیونکہ میں جانتا ہوں اُس کثیر نفع اور بڑی شہرت اور عظیم ثواب کو جو اس (عمل) میں ہے اور میرا مقصود اس تالیف سے یہ ہے کہ اس فضیلت (فصاحت بلاغت) میں امیر المومنین علیہ السلام کی جلالت قدر ساتھ ہی آپ کے محاسن کثیرہ اور فضائل عظیم کو

(بقیہ ص۲۹) ہوسکتا ہے جو یہ شعر پڑھے ؎ اولئک اٰبائی فجئنی بمثلھم ؛ اذا جمعتنا یا جریر المجامع ۱۲

حاشیہ ص۲۹ ؎۱ اس سے امیر کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ میں نے جس قدر خطبہ اور خطوط وغیرہ اس نہج البلاغہ میں جمع کئے ہیں یہ سب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کل کلام کے مقابلہ میں صرف ایک جزو کی نسبت رکھتے ہیں کیونکہ حضرت کے بکثرت کلام ایسے ہیں جو متعدد کتابوں میں موجود ہیں اور ایک جگہ مدون نہیں ہوئے علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ اپنی شرح میں بصفحہ ۴۰ فرماتے ہیں کہ علامہ قطب الدین اوندی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ میں نے حجاز کے بعض علماء کو فرماتے سُنا کہ کہتے تھے میں نے مصر میں جناب امیرؑ کے کلام کا ایک ایسا مجموعہ دیکھا ہے جو بیس سے زیادہ جلدوں میں ہے ۱۲ حاشیہ ص۱۰ ؎۱ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے جمیع فضائل کے متعلق عموماً اور علوم کے متعلق خصوصاً جو تقریر علامہ اہلسنت ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی شرح نہج البلاغہ میں لکھی ہے اس کا ذکر کیا جاوے لکھتے ہیں (دیکھو شرح شروع مذکور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۵ تا ۷) واما فضائلہ علیہ السلام فانھا قد بلغت من العظم والجلال والانتشار والاشتہار مبلغا یسمج معہ التعرض لذکرھا والتصدی لتفصیلھا.... وما اقول فی رجل اقر لہ اعداؤہ وخصومہ بالفضل ولم یمکنھم جحد مناقبہ ولا کتمان فضائلہ فقد علمت انہ استولی بنو امیۃ علی سلطان الاسلام فی شرق الارض وغربھا واجتھدوا بکل حیلۃ فی اطفاء نورہ والتحریف علیہ ووضع المعائب والمثالب لہ ولعنوہ علی جمیع المنابر وتوعدوا من یذکرہ بل حبسوھم وقتلوھم ومنعوا من روایۃ حدیث یتضمن لہ فضیلۃ او یرفع لہ ذکرا حتی حظروا ان یسمی احد باسمہ فما زادہ ذلک الا رفعۃ (باقی ص۳۱ ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الجمة۔ وانه عليه السلام انفرد ببلوغ
غايتها عن جميع السلف الاولين۔ الذين
انما يؤثر عنهم منها القليل النادر۔ والشاذ
الشارد۔ واما كلامه فهو البحر الذي لا يساحل
والجم الذي لا يحافل وارادت ان يسوغ لي
التمثل في الافتخار به عليه السلام بقول
الفرزدق۔ اولئك آبائي فجئني بمثلهم ؛ اذا
جمعتنا يا جرير المجامع۔ ورأيت كلامه

(تمام دنیا پر) ظاہر کروں اور اس (امر) کو (بھی) کہ حضرت
اس فضیلت کی آخری حد تک پہونچنے میں متفرد ہیں تمام سابقین
اولین سے جن سے شاذ و نادر ہی (ایسے علم و حکمت کی باتیں)
منقول ہیں۔ رہا حضرت کا کلام پس وہ تو دریائے ناپیدا کنار
اور ذخیرۂ بے نظیر و مثال ہے۔ اور (جب حضرت کے علوم کی
یہ حالت ہے تو) مجھے مناسب ہے کہ آپ پر فخر کرنے میں فرزدق کا
یہ شعر بطور مثال پیش کروں۔ میرے آبا و اجداد ایسے عظیم الشان حضرات ہیں۔
جریر (مخاطب)! اگر تمہارے بھی ایسے آبا و اجداد ہوں تو پیش کرو۔ اور میں

(بقیہ ص۳۰) وسموا وكان كالمسك كلما ستر انتشر عرفه وكلما كتم تضوع نشره وكالشمس لا تستر بالراح وكضوء
النهار ان حجبت عنه عينا واحدة ادركته عيون كثيرة۔ وما اقول في رجل تعزى اليه كل فضيلة وتنتهي اليه عين
كل فرقة وتتجاذبه كل طائفة فهو رئيس الفضائل وينبوعها وابو عذرها وسابق مضمارها ومجلي حلبتها
كل من بزغ فيها بعده فمنه اخذ وله اقتفى وعلى مثاله احتذى وقد عرفت ان اشرف العلوم هو العلم الالهي لان شرف العلم بشرف المعلوم
ومعلومه اشرف الموجودات فكان هو اشرف العلوم ومن كلامه عليه السلام اقتبس وعنه نقل واليه
انتهى ومنه ابتدأ فان المعتزلة الذين هم اهل التوحيد والعدل وارباب النظر ومنهم تعلم الناس
هذا الفن تلامذته واصحابه لان كبيرهم واصل بن عطاء تلميذ ابي هاشم عبد الله بن محمد بن
الحنفية وابو هاشم تلميذ ابيه وابوه تلميذه عليه السلام واما الاشعرية فانهم ينتمون الى ابي الحسن علي
بن ابي الحسن علي بن ابي بشر الاشعري وهو تلميذ ابن علي الجبائي ابو علي احد مشائخ المعتزلة فالاشعرية ينتهون بآخره الى
استاذ المعتزلة ومعلمهم وهو علي بن ابي طالب عليه السلام۔ واما الامامية والزيدية فانتماؤهم ظاهر۔
ومن العلوم علم الفقه وهو عليه السلام اصله واساسه وكل فقيه في الاسلام فهو عيال عليه ومستفيد
من فقهه اما اصحاب ابي حنيفة كابي يوسف ومحمد وغيرهما فاخذوا عن ابي حنيفة واما الشافعي فقرأ على محمد
بن الحسن فيرجع فقهه ايضا الى ابي حنيفة واما احمد بن حنبل فقرأ على الشافعي فيرجع فقهه ايضا الى ابي حنيفة
وابو حنيفة قرأ على جعفر بن محمد عليه السلام وقرأ جعفر على ابيه عليه السلام وينتهي الامر الى علي عليه السلام
واما مالك بن انس فقرأ على ربيعة الرأي وقرأ ربيعة على عكرمة وقرأ عكرمة على عبد الله (باقی ص۳۲ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عليه السلام مرتبا على اقطاب ثلثة۔ اولها الخطب والاوامر۔ وثانيها الكتب والرسائل۔ وثالثها الحكم والمواعظ۔ فاجمعت بتوفيق الله

حضرت کے کلام کو تین قسموں میں دائر پاتا ہوں۔ قسم اول خطبے اور احکام۔ قسم دوم خطوط اور فرامین۔ قسم سوم حکمتیں اور مواعظ (کے مسائل) پس خدائے تعالیٰ کی توفیق سے میں نے عزم کیا

(بقیہ ص۳۱) بن عباس وقرأ عبد الله بن عباس على علي وان شئت رددت اليه فقه الشافعي يقرأ به على مالك كان لك ذلك فهؤلاء الفقهاء الاربعة واما فقه الشيعة فرجوعه اليه ظاهر ايضا فان فقهاء الصحابة كانوا عمر بن الخطاب وعبد الله بن عباس وكلاهما اخذا عن علي عليه السلام اما ابن عباس فظاهر واما عمر فقد عرف كل احد رجوعه اليه في كثير من المسائل التي اشكلت عليه وعلى غيره من الصحابة وقوله غير مرة لولا علي لهلك عمر وقوله لا بقيت لمعضلة ليس لها ابو الحسن وقوله لا يفتين احد في المسجد وعلي حاضر۔ فقد عرف بهذا الوجه ايضا انتهاء الفقه اليه وقد روت العامة والخاصة قوله صلى الله عليه وآله اقضاكم علي والقضاء هو الفقه فهو اذا افقههم وروى الكل ايضا انه عليه السلام قال له وقد بعثه الى اليمن قاضيا اللهم اهد قلبه وثبت لسانه قال فما شككت بعدها في قضاء بين اثنين وهو عليه السلام الذي افتى في المرأة التي وضعت لستة اشهر وهو الذي افتى في الحامل الزانية وهو الذي قال في المنبرية صار ثمنها تسعا وهذه المسئلة لو فكر الفرضي فيها فكرا طويلا لاستحسن منه بعد طول النظر هذا الجواب فما ظنك بمن دانه بنبهة واقتضبه ارتجالا۔ ومن العلوم علم تفسير القرآن وعنه اخذ ومنه فرع واذا رجعت الى كتب التفسير علمت صحة ذلك لان اكثره عنه وعن عبد الله بن عباس وقد علم الناس حال ابن عباس في ملازمته له وانقطاعه اليه وانه تلميذه وخريجه وقيل له اين علمك من علم ابن عمك فقال كنسبة قطرة من المطر الى البحر المحيط ومن العلوم علم الطريقة والحقيقة واحوال التصوف وقد عرفت ان ارباب هذا الفن في جميع بلاد الاسلام اليه ينتهون وعنده يقفون وقد صرح بذلك الشبلي والجنيد وسري وابو يزيد البسطامي وابو محفوظ معروف الكرخي وغيرهم ويكفيك دلالة على ذلك الخرقة التي هي شعارهم الى اليوم وكونهم يسندونها باسناد متصل اليه عليه السلام۔ ومن العلوم علم النحو والعربية وقد علم الناس كافة انه هو الذي ابتدعه وانشأه واملى على ابي الاسود الدؤلي جوامعه واصوله من جملتها الكلام كله ثلاثة اشياء اسم وفعل وحرف ومن جملتها تقسيم الكلمة الى معرفة ونكرة وتقسيم وجوه الاعراب الى الرفع والنصب والجر والجزم وهذا ايكاد يلحق بالمعجزات لان القوة (باقی ص۳۳ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تعالیٰ علی الابتداء باختیار محاسن الخطب
ثم محاسن الکتب۔ ثم محاسن الحکم و
الادب۔ مفرداً لکل صنف من ذلک باباً۔
ومفصلاً فیہ اوراقاً۔ لتکون مقدمۃ
لاستدراک ما عساہ یشذ عنی عاجلاً۔
ویقع الیّ اٰجلاً۔ واذا جاء شیٔ من کلامہ
علیہ السلام الخارج فی اثناء حوار او جواب
سؤال او غرض آخر من الاغراض فی غیر
الانحاء التی ذکرتہا وقررت القاعدۃ علیہا
نسبتہ الی الیق الابواب بہ۔ واشدہا
ملاءمۃ لغرضہ۔ وربما جاء فیما اختارہ
من ذلک فصول غیر متسقۃ۔ ومحاسن

کہ حضرت کے چیدہ خطبوں سے ابتدا کروں پھر آپ کے اعلیٰ درجہ
کے خطوط پھر حکمت اور ادب کے عمدہ کلمات (ذکر کروں
اس طرح کہ) ان (مضامین) سے ہر قسم کے لیئے ایک (خاص)
باب قرار دوں اور اس میں (خالی) اوراق زیادہ کرتا جاؤں
تاکہ جلدی میں جو مجھ سے چھوٹ جائے اور پھر ملے وہ بعد میں
(وہاں) بڑھایا جا سکے اور (یہ بھی معلوم رہے کہ) جو قسمیں میں نے
بیان کی ہیں اور جو قاعدہ میں نے مقرر کیا ہے اُس سے خارج
حضرت کے کلام سے اگر ایسا کلام ملے گا جو کسی گفتگو سے متعلق یا کسی
سوال کے جواب میں یا کسی دوسری غرض کے لیئے ہو تو میں اُس کو
اُس باب میں داخل کردوں گا جو سب سے زیادہ اُس (کلام) کے
شایان اور سب سے زیادہ اُس (کلام) کی غرض سے مناسب ہوگا۔
اور میں نے جو کلام انتخاب کیا ہے اُسمیں بعض فصلیں ایسی بھی ملیں گی

(بقیہ صفحہ ۳۲) القوۃ البشریۃ لا تفی بہذا الحصر ولا تنہض بہذا الاستنباط۔ یعنی امیر المومنینؑ کے فضائل تو
عظمت و جلال شہرت و اشتہار میں اس حد تک پہونچ گئے ہیں کہ اُس حد تک اُن کا ذکر کرنا گویا دشوار اور اُن کی تفصیل کے درپے ہونا
امر صعب ہے اور میں اُس بزرگ کے متعلق کیا رائے ظاہر کر سکتا ہوں۔ جس کے مخالفوں اور دشمنوں نے بھی اُس کے فضائل کا اقرار
کر لیا اور جس کے اعدا تک کو اُس کے مناقب سے انکار کرنا یا اُن فضائل کا پوشیدہ کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ دنیا جانتی ہے کہ بنو امیہ مشرق
سے مغرب تک سلطنت اسلام پر قابض ہو چکے تھے اور اس سبب سے حضرت علیؑ کے انوار ہدایت کے گل کر دینے کے لیئے اور آپ کے
حالات اصلیہ پر پردہ ڈال دینے میں اپنی تمام ممکن تدبیریں اور کوششیں صرف کر دی تھیں۔ آپ کے عیوب اور فضایح میں بکثرت حدیثیں
خاص اہتمام سے وضع کرائی تھیں۔ منبروں پر آپ کو سب و شتم کرتے رہے۔ آپ کے مداحوں کو دھمکی دی۔ قید کیا قتل کیا۔ آپ کی فضیلت
میں ایک حدیث تک بیان کرنے کی سخت ممانعت کرا دی۔ یہاں تک کہ آپ کا نام تک رکھنا جرم عظیم قرار دیدیا گیا لیکن ان کل
کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی جلالت مرتبہ اور عظمت منزلہ بڑھتی ہی گئی جو مشک کی حالت ہے کہ اُس کو جتنا چھپاؤ اُتنا ہی
اُس کی خوشبو پھیل جائے گی یا جو آفتاب کی حالت ہے کہ ہتھیلی کی آڑ سے وہ چھپ نہیں سکتا یا جو دھوپ کی حالت ہے کہ اگر
ایک آنکھ اُس سے بند کر لی جائے تو بہت سی آنکھیں دیکھتی رہیں گی اور میں اُس شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں (باقی صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَلِمٍ غَيْرِ مُنْتَظِمَةٍ لِاَنِّيْ اَوْرِدُ النُّكَتَ وَ اللُّمَعَ ۔
وَلَا اَقْصِدُ التَّتَالِيَ وَالنَّسَقَ ۔ وَمِنْ عَجَائِبِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّتِيْ انْفَرَدَ بِهَا ۔ وَاَمِنَ الْمُشَارَكَةِ
فِيْهَا اَنَّ كَلَامَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْوَارِدَ فِي
الزُّهْدِ وَالْمَوَاعِظِ ۔ وَالتَّذْكِيْرِ وَالزَّوَاجِرِ اِذَا
تَاَمَّلَهُ الْمُتَاَمِّلُ وَفَكَّرَ فِيْهِ الْمُتَفَكِّرُ ۔ وَخَلَعَ مِنْ
قَلْبِهٖ اَنَّهٗ كَلَامُ مِثْلِهٖ مِمَّنْ عَظُمَ قَدْرُهٗ ۔ وَ
نَفَذَ اَمْرُهٗ وَاَحَاطَ بِالرِّقَابِ مُلْكُهٗ ۔ لَمْ يَعْتَرِضْهُ
الشَّكُّ فِيْ اَنَّهٗ مَنْ لَاحَظَ لَهٗ فِيْ غَيْرِ الزَّهَادَةِ ۔

کلمات ایسے بھی دکھائی دیں گے جو باخود ہا غیر منتظم ہیں اس لئے کہ میں (محض حضرتؑ کے) عجیب و غریب نکتے اور روشن کلمے نقل کروں گا اور ترتیب (ذکر) و (نظم و) نسق مجھے مقصود نہیں۔ حضرتؑ کے اُن عجائب سے جن میں آپ متفرد ہیں اور جن میں آپ کا کوئی شریک نہیں یہ ہے کہ حضرتؑ کا وہ کلام جو زہد، مواعظ (اور آخرت کی) یاد دہانی اور (افعال قبیحہ سے) زجر و توبیخ میں وارد ہے جب اُس میں غور و فکر کرنے والا غور کرے اور اس (خیال) کو اپنے دل سے نکال دے کہ یہ کلام اُس شخص کا ہے جس کی قدر (و منزلت دنیاوی حیثیت سے بھی) عظیم ہے اُس کی حکومت (تمام) جاری ہے اور

(بقیہ ص۳۳) جس کی طرف ہر فضیلت منسوب اور جس کی جانب ہر فرقہ (اپنے علوم و کمالات میں) منتہی ہوتا ہے اور جس کی پیروی کا دعوے ہر گروہ اسلام کرتا ہے۔ پس وہی بزرگوار فضائل و مناقب کے سردار۔ سرچشمہ۔ مالک مختار۔ اور اس میدان کے شہسوار ہیں۔ ہر صاحب فضیلت آپ کا ہی شاگرد اور ہر صاحب کمال آپ کا ہی پیرو ہے۔ تمام علوم کا اشرف و اعلیٰ علم الٰہی ہے جو حضرتؑ ہی کے کلام سے اقتباس کیا گیا آپ ہی سے منقول اور آپ ہی کی طرف منتہی ہوتا ہے اس لئے کہ فرقۂ معتزلہ جو اہل توحید و عدل اور اہل بصیرت و عقل ہیں اور جن سے لوگوں نے اس علم (الٰہیات) کو حاصل کیا ہے آپ کے شاگرد خاص اور اصحاب مخصوصین سے ہیں۔ کیونکہ اس فرقہ کا سردار واصل بن عطا شاگرد تھا ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ کا جو شاگرد تھے محمد بن حنفیہ کے اور آپ شاگرد تھے اپنے پدر بزرگوار جناب امیرؑ کے۔ اسی طرح فرقہ اشاعرہ منسوب ہے ابوالحسن اشعری شاگرد ابوعلی جبائی کی طرف جو مشائخ معتزلہ سے تھا۔ لہٰذا اشعریہ بھی اپنے آخری اُستاد تک پہونچ کر حضرت علیؑ کے شاگرد ہوئے۔ اور فرقہ امامیہ زیدیہ کا شیعہ علی ہونا تو ظاہر ہے۔ دوسرا ضروری اسلامی علم فقہ ہے جس کے حضرت علی ہی اصل اور بانی ہیں اس میں بھی اسلام کا ہر فقیہ آپ ہی کا شاگرد ہے اس طرح کہ فرقہ حنفی کے امام ابو یوسف اور محمد وغیرہ نے تو ابوحنیفہ سے علم حاصل کیا۔ شافعی خود محمد بن الحسن کے شاگرد تھے پس اُن کی فقہ بھی ابوحنیفہ کی طرف راجع ہوئی۔ احمد بن حنبل شاگرد تھے شافعی کے پس وہ بھی ابوحنیفہ کے شاگرد ہوئے۔ اور ان تینوں فرقوں کے استاد امام ابوحنیفہ صاحب امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے جنھوں نے اپنے جد امجد حضرت علیؑ سے علوم حاصل کئے تھے۔ رہے امام مالک بن انس تو وہ شاگرد تھے ربیعۃ الرائی شاگرد عکرمہ شاگرد عبداللہ بن عباس کے اور ابن عباس نے کل علوم حضرت علیؑ سے حاصل کئے تھے اس طرح اسلام کے یہ چاروں امام حضرت علیؑ کے شاگرد ثابت ہوئے۔ رہے صحابہ تو اُن میں حضرت عمر بن الخطاب اور عبداللہ بن عباس (باقی ص۳۵ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا شُغْلَ لَهٗ بِغَيْرِ الْعِبَادَةِ۔ قَدْ قَنَعَ فِیْ كُسْرِ بَيْتٍ
اَوِ انْقَطَعَ اِلٰی سَفْحِ جَبَلٍ۔ لَا يَسْمَعُ اِلَّا حِسَّهٗ
وَلَا يَرٰی اِلَّا نَفْسَهٗ۔ وَلَا يَكَادُ يُوْقِنُ بِاَنَّهٗ كَلَامُ
مَنْ يَنْغَمِسُ فِی الْحَرْبِ۔ مُصْلِتًا سَيْفَهٗ فَيَقِطُ
الرِّقَابَ وَيُجَدِّلُ الْاَبْطَالَ وَيَعُوْدُ بِهٖ يَنْطِفُ
دَمًا۔ وَيَقْطُرُ مُهَجًا۔ وَهُوَ مَعَ تِلْكَ الْحَالِ زَاهِدُ
الزُّهَّادِ۔ وَبَدَلُ الْاَبْدَالِ۔ وَهٰذِهٖ مِنْ فَضَائِلِهِ
الْعَجِيْبَةِ۔ وَخَصَائِصِهِ اللَّطِيْفَةِ۔ اَلَّتِیْ جَمَعَ
فِيْهَا بَيْنَ الْاَضْدَادِ۔ وَاَلَّفَ بَيْنَ الْاَشْتَاتِ۔ وَ
كَثِيْرًا مَّا اَذْكُرُ الْاِخْوَانَ بِهَا۔ وَاَسْتَخْرِجُ عَجَبَهُمْ

سلطنت اُس کی کُل (رعایا کی) گردنوں پر محیط ہو تو اُسکو اسمیں ذرا
شک نہ ہوگا کہ یہ ایسے شخص کا کلام ہو جس کے حصہ میں زہد کے سوا کچھ
نہیں اور جس کا شغل عبادت کے سوا کوئی نہیں جو کسی گوشۂ تنہائی میں
پڑا ہوا یا دامن کوہ میں عزلت گزیں ہو (جہاں) اپنی سانس کے سوا
کچھ نہیں سُنتا اور اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور (وہ غور کرنے والا)
کبھی یقین نہیں کر سکتا کہ یہ کلام اُسکا ہو جو تلوار کھینچے (بحر) جنگ
میں ڈوبا ہوا (لوگوں کی گردنیں اُڑاتا اور شہسواران (زمانہ) کو پچھاڑتا
ہے اور (پھر) اُس (تلوار) کو لیکر اسطرح پلٹتا ہو کہ اُس سے خون بہتا اور
روحیں پھڑکتی ہیں[۱]۔ بالجملہ وہ زہد میں ہر زاہد سے بڑھا ہوا اور ہر ولی
خدا سے افضل ہو۔ اور یہ (صفۃ) آپکے ان فضائل عجیبہ و خصائص

(بقیہ صفحہ ۳۴) خاص طور پر فقیہ مشہور ہیں اور یہ دونوں شاگرد تھے حضرت علیؑ کے۔ ابن عباس کی شاگردی تو ظاہر ہے اور بیان بھی ہوئی رہے حضرت عمر تو اُن کا بہت کثرت سے مسائل کا حضرت علی سے دریافت کر کے سیکھنا مشہور و معروف ہے اور اُن کا بار بار کہنا لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (علی نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا) اور لَا بَقِيْتُ لِمُعْضِلَةٍ لَيْسَ لَهَا اَبُو الْحَسَنِ (علی نہ ہوں تو بارالٰہا کسی مشکل کے لئے میں زندہ نہ رہوں) اور لَا يُفْتِيْنَ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَعَلِیٌّ حَاضِرٌ (خبردار علیؑ کے مسجد میں موجود رہتے کوئی شخص فتوے نہ دے) کہنا آج بچہ بچہ جانتا ہے۔ اس طرح علم فقہ کا آپ تک منتہی ہونا ظاہر و باہر ہے۔ اور خاصہ عامہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا اقضاکم علی کہ تم سب سے زیادہ فقہ جاننے والے علی ہیں کیونکہ علم قضا فقہ ہی کو کہتے ہیں۔ اور سب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو یمن بھیجتے وقت فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ بارالٰہا تو علی کے دل کو ہدایت اور زبان کو ثبات پر قائم رکھ۔ آپ ہی نے اُس لڑکے کے بارے میں جو چھ ماہ میں پیدا ہوا تھا فتوے دیا تھا کہ یہ ولد الزنا نہیں ہے آپ ہی نے حاملہ زانیہ کے بارے میں فتوے دیا تھا اور آپ ہی نے منبر پر ایک ایسا مسئلہ بیان کیا تھا کہ اگر بڑا ریاضی داں بھی نہایت غور و فکر کے بعد وہ جواب دے تو نہایت تعجب ہو حالانکہ آپ نے فی البدیہہ کہا تھا۔ اور علوم سے علم تفسیر قرآن ہے کہ آپ ہی اُس کے اصل اور ماخذ ہیں کیونکہ تفسیر اکثر آپ سے یا آپکے شاگرد عبداللہ بن عباس ہی سے مروی ہو جن سے سوال ہوا کہ تمہارے علم کو علی کے علم سے کیا نسبت ہے تو کہا جو ایک قطرۂ باراں کو دریائے ذخار سے ہوتی ہے۔ اور نیز علوم سے علم طریقت و حقیقت و احوال تصوف ہے اور واضح ہے کہ فرقہ صوفیہ دنیا بھر میں آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ چنانچہ شبلی۔ جنید۔ سری۔ ابو یزید بسطامی۔ ابو محفوظ معروف الکرخی (باقی صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْهَا وَهِيَ مَوْضِعٌ لِلْعِبْرَةِ بِهَا وَالْفِكْرَةِ
فِيهَا۔ وَرُبَّمَا جَاءَ فِي أَثْنَاءِ هٰذَا الْاِخْتِيَارِ
اللَّفْظُ الْمُرَدَّدُ وَالْمَعْنَى الْمُكَرَّرُ وَالْعُذْرُ فِي
ذٰلِكَ أَنَّ رِوَايَاتِ كَلَامِهٖ تَخْتَلِفُ اِخْتِلَافًا
شَدِيدًا۔ فَرُبَّمَا اتَّفَقَ الْكَلَامُ الْمُخْتَارُ فِي
رِوَايَةٍ فَنُقِلَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ وُجِدَ بَعْدَ

لطیفہ سے ہے جن کے سبب سے آپنے (گویا) اضداد کو جمع اور مباین
اوصاف کو یکجا کیا[1]۔ چنانچہ میں اکثر اپنے بھائیوں سے اس کا ذکر
کرتا اور (اس سے) اُن کو متحیر کرتا رہتا ہوں کیونکہ یہ عبرت پکڑنے
اور (نہایت غور و) فکر کرنے کا محل ہے۔ اور (یہ بھی واضح رہے کہ
حضرت کے کلام کے) اس انتخاب میں اکثر الفاظ و مطالب مکرر آگئے
ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے کلام کی روایتیں بجد مختلف ہیں پس اکثر

(بقیہ صـ۳۵) وغیرہ نے اس کی تصریح کردی ہے اور واضح دلیل اس کی یہ ہے کہ وہ فرقہ جو آج تک صوفیوں کا مذہبی شعار ہے اُس کو صوفی
حضرات باسناد متصل آپ ہی تک پہونچاتے ہیں۔ اور جملہ علوم سے علم صرف و نحو و بلاغت ہے اور سب کو معلوم ہے کہ اس کے موجد
حضرت ہی ہیں کہ ابوالاسود دئلی کو اس کے اصول اور قواعد تعلیم فرما دیئے از انجملہ یہ کہ فرمایا کلام تین قسموں میں منحصر ہے اسم فعل
حرف۔ اور اسم یا نکرہ ہوگا یا معرفہ۔ اور اعراب رفع نصب۔ جر۔ اور جزم میں منحصر ہے۔ یہ مختصر لیکن جامع قوانین معجزات میں داخل
ہوسکتے ہیں کیونکہ انسانی قوت ایسے حصر و احاطہ سے عاجز ہے ۱۲

حاشیہ صـ۳۵ سطر ۱ علامہ ابن ابی الحدید حضرت کے شجاعت کے بارے میں اپنی شرح مطبوعہ مصر صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں "اگر فضائل نفسانی
اور خصائل انسانی حضرت کے ملاحظہ ہوں تو واضح ہو کہ آپ ان امور میں سب کے سردار اور سب سے زیادہ جامع ہیں آپ کی شجاعت نے اگلوں کی
شجاعت دلوں سے بھلا دی اور پچھلوں کے نام مٹا ڈالے۔ آپ کے واقعات جنگ مشہور و معروف ہیں اور یہ واقعات قیامت تک
ضرب المثل رہیں گے صرف آپ ہی ایسے شجاع تھے کہ میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کیا اور نہ کبھی کسی لشکر سے خوف زدہ ہوئے۔
کوئی دشمن مقابلہ میں نہ آیا کہ پھر زندہ پھرا ہو اور کوئی وار نہ لگایا کہ پھر دوسرے وار کی ضرورت رہی ہو۔ حدیث میں ہے کہ آپ کا
وار طاق ہوا کرتا تھا۔ جنگ صفین میں جب آپنے معویہ سے کہلایا کہ مسلمانوں کو کیوں تباہ ہونے دیا جائے آؤ میں اور تم دست
بدست لڑکر فیصلہ کرلیں اور جو قتل ہو جائے اُس کی جماعت دوسرے کے ساتھ ہو جائے تو عمرو بن عاص نے معویہ سے کہا بیشک
علیؑ نے یہ بات انصاف کی کہی تو معویہ نے اُس کا جواب دیا کہ آج کے ایسی فریب آمیز رائے تو تو نے کبھی نہیں دی تھی باوجودیکہ
تجھ کو یقین ہے کہ علیؑ سے دست بدست لڑنے میں میں ضرور قتل ہوں گا پھر بھی تو مجھے اُن سے لڑنے کی رائے دیتا ہے اس طمع میں
کہ میرے بعد شام کی حکومت تجھ کو مل جائے چنانچہ معویہ کو حضرت کے مقابلہ میں جانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ عرب سے جو شخص آپ کے
مقابلہ میں لڑنے کو نکلتا ہمیشہ اس پر فخر کرتا کہ میں علیؑ سے لڑنے کو نکلا تھا۔ اور جو آپ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا اُس کی قوم فخر کرتی کہ وہ
علیؑ کے ہاتھ سے مارا گیا جس کے واقعات بکثرت مشہور ہیں۔ جنگ خندق میں عمرو بن عبدود حضرت کے ہاتھ سے (باقی صـ۳۷ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ذٰلِكَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى مَوْضُوعًا غَيْرَ وَضْعِهِ
الْأَوَّلِ إِمَّا بِزِيَادَةٍ مُخْتَارَةٍ - أَوْ بِلَفْظٍ أَحْسَنَ
عِبَارَةً فَتَقْتَضِي الْحَالُ أَنْ يُعَادَ اسْتِظْهَارًا
لِلِاخْتِيَارِ - وَغَيْرَةً عَلٰى عَقَائِلِ الْكَلَامِ - وَرُبَّمَا
بَعْدَ الْعَهْدِ أَيْضًا بِمَا اخْتِيرَ أَوَّلًا فَأُعِيدَ بَعْضُهُ
سَهْوًا أَوْ نِسْيَانًا - لَا قَصْدًا وَاعْتِمَادًا - وَلَا أَدَّعِي
مَعَ ذٰلِكَ أَنِّي أُحِيطُ بِأَقْطَارِ جَمِيعِ كَلَامِهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتّٰى لَا يَشُذَّ عَنِّي مِنْهُ شَاذٌّ وَلَا
يَنْدُرَ نَادٌّ بَلْ لَا أَبْعَدُ أَنْ يَكُونَ الْقَاصِرُ عَنِّي
فَوْقَ الْوَاقِعِ إِلَيَّ - أَوِ الْحَاصِلُ فِي رِبْقَتِي دُونَ
الْخَارِجِ مِنْ يَدَيَّ وَمَا عَلَى الْأَبْذَلِ الْمَجْهُودِ

ایک روایت کا کلام بعینہٖ نقل کیا گیا پھر دوسری روایت میں وہ
سابق سے مختلف طریقہ پر ملا کہ خواہ اُس میں عبارت زیادہ تھی
یا اُس کی عبارت کے الفاظ بہتر تھے لہذا مناسب جانا (یہ معلوم)
ہو کہ دوبارہ اس کو لکھا جائے تاکہ اُس کلام کی خوبیاں ظاہر
اور اُس کے محاسن واضح ہوں اور (کبھی ایسا بھی ہوا کہ) پہلا
کلام نقل کئے مدت ہو گئی پھر بھولے سے یا غلطی سے وہ دوبارہ
لکھ گیا نہ قصداً اور عمداً۔ پھر بھی میں اس کا مدعی نہیں کہ حضرت کے
کلام کے ہر پہلو و جوانب کا احاطہ کر لوں گا جس سے کوئی جملہ مجھ سے
چھوٹنے یا کوئی فقرہ رہنے نہ پائے بلکہ (میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ)
بعید نہیں ہے کہ جو کلام مجھ سے چھوٹ گیا ہے وہ اُس سے بہت زیادہ
ہو جو ملا ہے۔ اور جو میرے قبضہ میں آیا ہے وہ کم ہو اُس سے جو خارج ہے۔

(بقیہ صـ۳۶ قتل ہوا تو اُس کی بہن نے اس کا مرثیہ کہا ہے لَوْ كَانَ قَاتِلُ عَمْرٍو غَيْرَ قَاتِلِهِ ؛ بَكَيْتُ أَبَدًا مَا دُمْتُ فِي الْأَبَدِ + لٰكِنْ
قَاتِلُهُ مَنْ لَا نَظِيرَ لَهُ ؛ وَلٰكِنْ يُدْعٰى أَبُوهُ بَيْضَةَ الْبَلَدِ۔ یعنی میرے بھائی عمرو کو علیؑ کے سوا دوسرا کوئی قتل کئے ہوتا تو میں اپنے
بھائی پر عمر بھر روتی لیکن (اب تو خوش ہوں کیونکہ) اُس کا قاتل وہ شخص ہے جو شجاع یگانہ اور دلیر بے مثل و نظیر اور بادشاہ حجاز کا
فرزند ارجمند ہے کہ اُس سے لڑنے میں ہر شخص کو فخر ہے اور اُس کے ہاتھ سے قتل ہونے میں کوئی عیب و عار نہیں۔ نقل ہے کہ ایک روز معویہ
بیدار ہوا تو عبداللہ بن زبیر کو اپنے تخت پر بیٹھا پایا۔ عبداللہ نے مزاح سے کہا اے امیر اگر اس وقت میں تم کو قتل کر دوں تو کیا ہو؟ معویہ نے
کہا ابن زبیر! میرے سامنے تو شجاعت کا دعوے کرتا ہے؟ عبداللہ نے کہا تم میری شجاعت سے کس طرح انکار کر سکتے ہو حالانکہ میں
صف جنگ میں علیؑ کے مقابل ہوا ہوں۔ معویہ نے کہا اگر ایسا ہوتا تو تجھ کو اور تیرے باپ کو بائیں ہاتھ کے ایک ہی وار سے قتل کر کے
علی دوسرے شخص کو داہنے ہاتھ سے قتل کرنے کے لئے ڈھونڈھے ہوتے تم لوگ کیا اُن کے مقابلہ میں جا سکتے ہو۔ مختصر یہ کہ دنیا کا ہر
شجاع آپ ہی تک منتہی ہوتا ہے اور آپ ہی کا نام لے کر لڑتا ہے خواہ مشرق میں ہو خواہ مغرب میں ۱۲ حاشیہ صـ۳۶ ۱۵ جناب سید نے بہت صحیح
لکھا کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فضائل و مناقب امیر المومنین علیہ السلام ایسے عظیم الشان ہیں کہ کوئی ان کا احصا نہیں کر سکتا۔ اسی لئے
جناب سید نے اس کے متعلق کچھ نہ لکھا بلکہ صرف ایک حالت جمع اضداد کا ایسا مختصر نقشہ کھینچا ہے کہ اس سے اچھی تصویر کھینچنا نہایت
دشوار ہے کیونکہ ایک طرف تو حضرت کا وہ زہد اور انقطاع عن الخلائق دکھلایا ہے کہ پہاڑ کے درہ میں (باقی صـ۳۸ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَبَلَاغُ الْوُسْعِ۔ وَعَلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ نَهْجُ
السَّبِيْلِ وَرَشَادُ الدَّلِيْلِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ وَ
رَأَيْتُ مِنْ بَعْدِ تَسْمِيَةِ هٰذَا الْكِتَابِ بِنَهْجِ الْبَلَاغَةِ
اِذْ كَانَ يَفْتَحُ لِلنَّاظِرِ فِيْهِ اَبْوَابَهَا۔ وَيُقَرِّبُ
عَلَيْهِ طِلَابَهَا وَفِيْهِ حَاجَةُ الْعَالِمِ الْمُتَعَلِّمِ
وَبُغْيَةُ الْبَلِيْغِ وَالزَّاهِدِ۔ وَمَضٰى فِيْ اَثْنَائِهٖ
مِنْ عَجِيْبِ الْكَلَامِ فِي التَّوْحِيْدِ وَالْعَدْلِ وَ
تَنْزِيْهِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَنْ شِبْهِ الْخَلْقِ
مَا هُوَ بِذُلَالٍ كُلِّ غُلَّةٍ وَجَلَاءٍ كُلِّ شُبْهَةٍ۔ وَمِنَ
اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَسْتَمِدُّ التَّوْفِيْقَ وَالْعِصْمَةَ وَاَتَحَرَّزُ
التَّسْدِيْدَ وَالْمَعُوْنَةَ۔ وَاَسْتَعِيْذُهٗ مِنْ خَطَاءِ
الْجَنَانِ قَبْلَ خَطَأِ اللِّسَانِ وَمِنْ زَلَّةِ الْكَلِمِ
قَبْلَ زَلَّةِ الْقَدَمِ فَهُوَ حَسْبِيْ فِيْ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

کیونکہ میرا فرض صرف محنت اور سعی بلیغ کرنا ہے اور راہ دکھانی
اور طریقہ بتانا تو خدا کے متعلق ہے بشرطیکہ (وہ) خدا چاہے (جمع
کرنے کے) بعد میری رائے ہوئی کہ اس کتاب کا نام نہج البلاغۃ
رکھوں کیونکہ یہ اپنے ناظرین پر بلاغت کے دروازے کھولتی اور اسکی
تحصیل آسان کر دیتی ہے اور اسکی احتیاج ہے ہر اُستاد و شاگرد کو
اور یہ مطلوب ہے ہر بلیغ و زاہد کی۔ اور اثنائے کتاب میں توحید
(عدل) (ذات خدا کے) مخلوقات سے بے نظیر ہونے کے متعلق (حضرت کے)
عجیب (و غریب) کلام میں جو ہر پیاس کے لئے سیرابی اور ہر شبہ
کے رفع (کا باعث) ہے اور (ان امور میں) خدا سے توفیق اور
حفاظت چاہتا اور سیدھی راہ دکھانے اور مدد کرنے کی درخواست
کرتا ہوں اور خطائے لسانی کے قبل خطائے قلبی سے اور لغزش
قدم سے قبل لغزش کلام سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہی میرے
لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

(بقیہ ص۳۷) ایک شخص بیٹھا ہے جو نہ اپنے سوا کسی کا تنفس سنتا ہے نہ اپنے سوا کسی کی صورت دیکھتا ہے۔ دوسری طرف انتظام
مہام سلطنت میں آپ کا وہ اہتمام دکھایا کہ ہر وقت آپ کی تلوار سے دشمنوں کا خون ٹپک رہا ہے اور مُردے پھڑک رہے ہیں کیونکہ
سلاطین زمانہ اکثر ایسے ہوتے ہیں جو خود تو لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں اور سپہ سالاری کو دوسروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر
شاذ و نادر ایسے ہوتے ہیں جن کو اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ اس کام کو بھی خود ہی انجام دیں۔ اسی کو جناب سید نے دکھایا ہے کہ
حضرت کی یہ حالت نہ تھی کہ مثل سلاطین زمانہ ان امور کو دوسرے کے حوالہ کریں بلکہ بنفس نفیس اُن کو انجام دیتے تھے۔ ایسی حالت
میں اس طرح کے خطبے زہد وغیرہ کے متعلق نہایت عجیب ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ حیرت خیز خود آپ کا زہد فی الدنیا ہے چنانچہ
شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۸ میں آپ کے زہد کے متعلق ہے "حضرت سید الزہاد اور بدل الابدال تھے کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا۔
سب سے زیادہ خشن اور موٹا کپڑا آپ ہی پہنتے۔ جَو کی روٹی کے خشک ٹکڑے تناول فرماتے اور روٹی کی تھیلی کو بند کر کے اور مُہر
لگا کر رکھتے تاکہ آپ کے اعزہ سے کوئی شخص روغن زیت یا گھی اُس میں نہ ملا دے۔ کپڑوں میں چمڑے اور پوست خرما کے پیوند لگاتے
جوتہ بھی خرما کی چھال کا ہوتا۔ روٹی اکثر روکھی اور شاذ و نادر صرف سرکہ یا نمک سے کھاتے۔ باوجود اس کے (باقی ص۳۹ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(بقیہ صفحہ ۳۸) قوت و طاقت سب سے زیادہ تھی اور جوع و فاقہ سے اس میں کچھ کمی نہ آئی تھی اور نہ قلت مال آپ کے جود و سخا میں کسی قسم کا حرج پیدا کرتی۔ آپ نے دنیا کو اس طرح طلاق دے رکھا تھا کہ سوائے شام کے تمام ممالک اسلام کا خراج آپ کے پاس آتا اور آپ کل کو برابر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔" اور حضرت کے جود و سخا کے متعلق صفحہ ۱۰ میں یہ بھی لکھا ہے "جود و سخا آنحضرت کا ظاہر ہے خود تو دنوں کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو فاقہ کرتے لیکن اپنا تمام مال و متاع فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیتے۔ آپ ہی حضرات کی شان میں سورۂ ہل اتیٰ نازل ہوا ہے۔ مفسرین نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک دفعہ چار درہم تھے تو ایک دن کو ایک شب کو ایک علانیہ اور ایک مخفی طور پر صدقہ دیا جس پر آیہ "الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ" یعنی جو لوگ رات کو دن کو چھپا کر یا دکھا کر خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُن کے لئے اُن کا اجر و ثواب اُن کے پروردگار کے پاس ہے نہ اُن پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ دیکھو تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۲۵۶ و دُرِّ منثور جلد اول صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ خُطَبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَوَامِرِهٖ

امیر المومنین علیہ السلام کے منتخب خطبات و احکام کا باب[1]

وَيَدْخُلُ فِيْ ذٰلِكَ الْمُخْتَارُ مِنْ كَلَامِهِ الَّذِيْ جَرٰى مَجْرَى الْخُطَبِ فِي الْمَقَامَاتِ الْمَحْصُوْرَةِ وَالْمَوَاقِفِ الْمَذْكُوْرَةِ وَالْخُطُوْبِ الْوَارِدَةِ

اور اسی (باب) میں آپ کے کلام کا وہ انتخاب (بھی) رہے گا جو بمنزلہ خطبوں کے ہے (اور جو) متعدد مجلسوں اور معرکوں اور دشوار امور میں (بیان ہوا ہے)۔

خطبہ (۱)

فَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذْكُرُ فِيْهَا ابْتِدَآءَ خَلْقِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَخَلْقَ اٰدَمَ

حضرت کا وہ خطبہ جس میں ابتدائے خلقت آسمان و زمین اور خلقت (حضرت آدمؑ کو بیان فرماتے ہیں[2]۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَبْلُغُ مِدْحَتَهُ الْقَآئِلُوْنَ۔ وَلَا يُحْصِيْ نَعْمَآءَهُ الْعَادُّوْنَ۔

ہر طرح کی حمد اللہ (ہی) کو (زیبا) ہے جسکی مدح (بڑے بڑے) مقرر نہیں کر سکتے[3]۔ نہ گننے والے اُسکی نعمتوں کا شمار کر سکتے ہیں[4]۔

---

[1] اگرچہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے باب کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن اسکو نہج البلاغہ کی پہلی جلد سمجھنا چاہیئے کیونکہ ممدوح نے کُل کتاب کے دو باب قرار دیے ہیں پہلے باب کو جس میں حضرت کے خطبے اور مختلف کلام مواعظ و نصائح اوامر و نواہی کے متعلق ہیں، جلد اول قرار دیا ہے۔ اور دوسرے باب کو جس میں آپ کے فرمان۔ خطوط۔ عہدنامہ۔ وصایا۔ احکام سلطنت۔ قوانین حکومت۔ اور چھوٹے چھوٹے اخلاقی جملے ہیں۔ جلد ثانی قرار دیا ہے ۱۲

[2] یہ خطبہ مباحث عظیم الشان اور جہات مسائل پر مشتمل ہے بترتیب علم طبعی۔ اور چونکہ واجب الوجود کو بالذات تقدم ہے مراتب اربعہ موجودات پر کیونکہ وہ مبدا جمیع کائنات اور منشا تمامی مخلوقات ہے اور واجب الوجود کی توحید کا ثابت کرنا اسلام کا اصل الاصول ہے لہذا جناب امیر علیہ السلام نے نہایت وضاحت سے اس کے مباحث کو ادا فرمایا ہے لیکن چونکہ علم کلام کے مباحث ہیں اور اُس بزرگ کا کلام ہے جو ہر علم کا اُستاد مسلم الثبوت ہے لہذا نہایت دقت نظر سے مطالعہ کرنا چاہیئے ۱۲

[3] اگر دقت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو کہ حضرت کے کلام اور خداوند عالم کے کلام میں بہت کچھ مشابہات پائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ وہی ہے جس کو جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اپنے خطبہ میں لکھا ہے کہ ان کلامہ الذی علیہ مسحۃ من العلم الٰہی کہ حضرت کے کلام پر علم الٰہی کا پرتو ہے خداوند عالم کی (باقی صفحہ ۴۱ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يُؤَدِّي حَقَّهُ الْمُجْتَهِدُونَ۔ الَّذِي لَا يُدْرِكُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ۔ وَلَا يَنَالُهُ غَوْصُ الْفِطَنِ۔ الَّذِي لَيْسَ لِصِفَتِهِ حَدٌّ مَحْدُودٌ۔ وَلَا نَعْتٌ مَوْجُودٌ۔ وَلَا وَقْتٌ مَعْدُودٌ۔ وَلَا أَجَلٌ مَمْدُودٌ۔ فَطَرَ الْخَلَائِقَ بِقُدْرَتِهِ وَنَشَرَ الرِّيَاحَ بِرَحْمَتِهِ۔ وَوَتَّدَ بِالصُّخُورِ مَيَدَانَ أَرْضِهِ۔ أَوَّلُ الدِّينِ مَعْرِفَتُهُ۔

نہ بڑی کوشش کرنے والے اُس کے حق کو ادا کر سکتے ہیں (وہ خدا) ایسا (ہے) کہ بلند ہمت والے نہ اُس کا ادراک کر سکتے ہیں نہ (غور و) خوض کرنے والی عقلیں اُس کو سمجھ سکتی ہیں جس کی کنہ و حقیقت کی کوئی مخصوص حد ہے نہ موجود صفت۔ نہ معین وقت نہ مقرر مدت (صرف) اپنی قدرت کاملہ سے تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ اور اپنی رحمت سے ہواؤں کو پھیلایا۔ اور پہاڑوں کو میخ بنا کر اپنی زمین کی حرکت کو روکا۔ دین کا پہلا (جز) اُسکی معرفت ہے

(بقیہ صفحہ ۴۰) حمد و مدح سے لوگوں کے عاجز رہنے میں حضرت نے جو فرمایا ہے اس کی تصدیق کلام مجید کی ان آیات سے بھی ہوتی ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ کہ اگر پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی بن جائے تو قبل اس کے کہ پروردگار کی باتیں ختم ہوں سمندر ہی ختم ہو جائے گا اگرچہ خدا ویسا ہی ایک اور سمندر پیدا کر دے۔ وَلَوْ مَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ کہ جتنے درخت زمین میں ہیں سب کے سب قلم بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی بنے اور اس کے (ختم ہونے کے) بعد (اور) سات سمندر (سیاہی) ہو جائیں (اور خدا کا علم اور اُس کی باتیں لکھی جائیں) تو بھی خدا کی باتیں ختم نہ ہوں۔ اگرچہ ان آیات میں کلمات خدا کا ذکر ہے لیکن وہ شامل ہیں حمد۔ مدح۔ نعمت اوصاف سب کو ۱۲ ۵۴ اس دعوے کی تصدیق کلام مجید کے اس آیہ سے ہوتی ہے وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا کہ اگر تم خدا کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہیں گن سکتے اور آنحضرت صلعم کی حدیث سے لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ کہ بار الٰہا میں تیری حمد و ثنا کا شمار نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسا تو نے خود اپنی مدح و ثنا کی ہے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵۱ یہ جملے اس امر کے بیان کے لئے ہیں کہ خدا کی کنہ و حقیقت کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا نہ اُس کی ذات کی ماہیت کا ادراک کر سکتا ہے نہ اُس کی حالت کا احاطہ کر سکتا ہے نہ اور طرح اُس کا تصور کر سکتا ہے کیونکہ جو چیز انسان کے ذہن میں آ سکتی ہے وہ تین حال سے خالی نہیں یا محسوس ہو گی جیسے شیرینی سردی گرمی وغیرہ یا فرضی ہو گی جیسے کوئی شخص کسی آدمی کو اُڑتا ہوا یا کسی دریا کو خون سے بھرا ہوا خیال کرے یا نفس میں کیفیت اُس کی موجود ہو گی جیسے رنج خوشی وغیرہ اور چونکہ خدا کی ذات ان کل قسموں سے خارج ہے لہذا اس کا تصور کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اُس کی کسی صفت یا حالت سے بھی اُس کا ادراک نہیں ہو سکتا ۱۲ ۵۲ اسلام کے بعض فرقوں کا جو آخرت میں خدا کی دیدار حاصل ہونے کا (باقی صفحہ ۴۲ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَكَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِيقُ بِهِ۔ وَكَمَالُ التَّصْدِيقِ بِهِ تَوْحِيدُهُ۔ وَكَمَالُ تَوْحِيدِهِ الْإِخْلَاصُ لَهُ۔ وَكَمَالُ الْإِخْلَاصِ لَهُ نَفْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ۔ لِشَهَادَةِ كُلِّ صِفَةٍ أَنَّهَا غَيْرُ الْمَوْصُوفِ وَشَهَادَةِ كُلِّ مَوْصُوفٍ أَنَّهُ غَيْرُ الصِّفَةِ۔ فَمَنْ وَصَفَ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ فَقَدْ قَرَنَهُ وَمَنْ قَرَنَهُ فَقَدْ ثَنَّاهُ۔ وَمَنْ

اور معرفت کا کمال اُس کا یقین کرنا ہے۔ اور یقین کا کمال اُس کی توحید ہے۔ اور توحید کا کمال اخلاص کرنا ہے۔ اور اخلاص اُس کا کامل ہو سکتا ہے جس نے ہر صفت (زائد) کا اُس سے انکار کیا کیونکہ ہر صفت (خود) شاہد ہے کہ وہ غیر موصوف ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ غیر صفت ہے۔ پس جس نے خدا کی صفت (زائد بر ذات) کا اعتقاد کیا اُس نے خدا کا ہمسر مانا اور جس نے اُسکا ہمسر مانا اُس نے اُسکا ثانی ٹھہرایا اور جس نے

(بقیہ صـ۴۱) یقین، کہتے ہیں اعتقاد ہے کہ خدا کی کنہ و ماہیت کو اس دنیا میں نہیں معلوم ہوتی لیکن آخرت میں معلوم ہو گی۔ اس کلام سے حضرت نے اُن کے اعتقاد کو باطل کر دیا کبھی بھی اُس کی ماہیت نہیں معلوم ہو سکتی اور یہ کہ اُس کی حقیقت معلوم ہونے کی کوئی مدت نہیں مقرر ہے ۱۲ سـ۳ علامہ ابن ابی الحدید صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں کہ فَطَرَ الْخَلَائِقَ سے یہاں تک حضرت کے جملے کلام مجید سے مشتق ہیں اس طرح کہ فَطَرَ الْخَلَائِقَ مشتق ہے آیہ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (یعنی آسمانوں اور زمین کا کون رب ہے) سے اور نَشَرَ الرِّيَاحَ بِرَحْمَتِهِ مشتق ہے آیہ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ (یعنی وہی خدا تو وہ ہے جو اپنی رحمت ابر سے پہلے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے) اور بعض قرأت میں بشرًا کی جگہ نشرًا ہے اور وَتَدَ بِالصُّخُورِ مَيَدَانَ أَرْضِهِ مشتق ہے آیہ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا (یعنی کیا میں نے زمین کو بچھونا اور پہاڑ کو زمین کی میخیں نہیں بنایا) سے۔ اس مضمون کی دوسری آیہ کلام مجید میں یہ ہے وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ (یعنی خدا نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑوں کو (میخ کی طرح) گاڑ دیا تاکہ زمین تمھیں لے کر کہیں جھک نہ جائے) اسی کو حضرت بھی بیان فرماتے ہیں کہ خدا نے اپنی زمین میں پہاڑوں کی میخ لگا دی ہے تاکہ زمین حرکت نہ کرے یعنی جس طرح کوئی شے اور تے حرکت سے ہلنے لگتی ہے اور جب اُس میں میخ لگا دی جاتی ہے تو وہ مستحکم ہو جاتی اور اُس کا ہلنا موقوف ہو جاتا ہے اسی طرح زمین میں بھی جھک جانے کی استعداد تھی لہذا خدا نے پہاڑوں کو زمین پر پیدا کر کے اس کو مستحکم اور مستقر کر دیا جس سے اب ہل نہیں سکتی یا جس طرح کشتی کہ اُس میں اگر وزنی چیزیں نہ ہوں تو پانی پر سیدھی نہ ٹھہرے اور حرکت کرتی رہے اسی طرح چونکہ زمین پانی پر قائم ہے اگر اس میں پہاڑ ایسی وزنی چیز نہ ہوتی تو یہ بھی ہلنے لگتی (حضرت نے اس جملہ میں حکمت کے ایک دقیق مسئلہ کو بیان فرمایا ہے جو طولانی مبحث چاہتا ہے لہذا اس کی تفصیل ضمیمہ میں آئے گی) ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) سـ۵ أَوَّلُ الدِّينِ مَعْرِفَتُهُ سے اس مقام تک حضرت نے اس امر کو بیان فرمایا ہے (باقی صـ۴۳ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ثَنَّاهُ فَقَدْ جَزَّاهُ وَمَنْ جَزَّاهُ فَقَدْ جَهَّلَهُ
وَمَنْ جَهَّلَهُ فَقَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ۔ وَمَنْ
أَشَارَ إِلَيْهِ فَقَدْ حَدَّهُ۔ وَمَنْ حَدَّهُ
فَقَدْ عَدَّهُ۔ وَمَنْ قَالَ فِيمَ فَقَدْ ضَمَّنَهُ
وَمَنْ قَالَ عَلَامَ فَقَدْ أَخْلَى مِنْهُ۔ كَائِنٌ
لَا عَنْ حَدَثٍ مَوْجُودٌ لَا عَنْ عَدَمٍ۔
مَعَ كُلِّ شَيْءٍ لَا بِمُقَارَنَةٍ۔ وَغَيْرُ كُلِّ شَيْءٍ
لَا بِمُزَايَلَةٍ۔ فَاعِلٌ لَا بِمَعْنَى الْحَرَكَاتِ
وَالْآلَةِ۔ بَصِيرٌ إِذْ لَا مَنْظُورَ إِلَيْهِ

ثانی ٹھہرایا اُس نے اُس کا تجزیہ کیا اور جس نے تجزیہ کیا وہ
اس سے جاہل رہا۔ اور جو اُس سے جاہل رہا اُس نے اُس کی
طرف (گویا) اشارہ کیا اور جس نے اُسکی طرف اشارہ کیا وہ اُسکو
محدود سمجھا اور جو اُسکو محدود سمجھا اُس نے اُسکو (محدثات سے) شمار
کیا اور (سیطرح) جس نے کہا خدا کس میں ہے اُس نے اُسکے لئے ظرف
تجویز کیا۔ اور جس نے کہا خدا کس چیز پر ہے اُس نے (کسی چیز کو) اُس سے
خالی سمجھا (حالانکہ خدا کی ہستی (تو) ہے لیکن حادث نہیں موجود ہے
(مگر پہلے) معدوم نہ تھا ہر چیز کے ساتھ ہے لیکن پاس نہیں اور ہر چیز سے
مغائر ہے مگر جدا نہیں۔ فاعل ہے لیکن بمعنے حرکات و آلہ (ہوتے ہیں) بینا ہے

(بقیہ صـ۴۲) کہ دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے اس طرح کہ انسان صرف اس قدر سمجھے کہ اس دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو دنیا کے
سوا کوئی اور ذات ہے لیکن یہ ناقص معرفت ہے اور کامل معرفت یہ ہے کہ انسان سمجھے کہ اس دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا ہے جو سلسلۂ ممکنات
سے خارج ہے اور جو ذات سلسلہ ممکنات سے خارج ہوگی وہ ممکن نہیں ہوسکتی اور جو ممکن نہیں ہوسکتی وہی واجب الوجود ہے پس جب اس شخص نے یہ سمجھ لیا کہ اس دنیا
کا پیدا کرنے والا ایک ذات واجب الوجود ہے اُسکو ایسی معرفت حاصل ہوئی جو پہلی معرفت سے کامل تر ہے پس اسی معرفت کو تصدیق کہتے
ہیں اسلئے کہ وہ مخصوص صفت جس سے خداوند عالم اپنی مخلوقات سے ممتاز ہوتا ہے یہی ہے کہ وہ واجب الوجود اور اسکے سوا سب ممکن الوجود
ہیں۔ اسیطرح یہ تصدیق کامل معرفت تو ہے لیکن تصدیق ناقص ہے ہاں جب یہ خیال کرلیا کہ ذات واجب الوجود کیلئے تنہا ہونا لازم ہے
اور دو چیزیں کبھی واجب الوجود ہو نہیں سکتیں اسلئے کہ اگر دو چیزیں واجب الوجود ہو جائیں تو واجب الوجود ہونا تو دونوں میں پایا گیا
اب اُن میں امتیاز ہونے کیلئے کوئی دوسری صفت ہونی چاہئے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ واجب الوجود کی ذات مرکب مانی جائے واجب الوجود
ہونے اور اس دوسری صفت سے حالانکہ واجب الوجود کا مرکب ہونا منافی ہے اُسکے واجب الوجود ہونے کے پس جس شخص نے خدا کو واحد
سمجھا یعنی یہ کہ اُسکے سوائے کوئی واجب الوجود نہیں تو اُسکو کمال تصدیق صانع حاصل ہوگئی۔ اور اعتقاد توحید نہیں کامل ہوسکتا
بغیر اسکے کہ انسان اپنے اعمال سے بھی اُسکی توحید کا اقرار کرے یعنی اپنے کل اعمال کو خالص اُسکے لئے انجام دے اور کسی شخص یا کسی
ذاتی غرض کو اُسکا شریک نہ کرے بلکہ جو کرے وہ خالصاً لوجہ اللہ۔ اور یہ اخلاص اُسوقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک انسان یہ
اعتقاد نہ کرے کہ خدا کی صفات اُسکی عین ذات ہیں کہ کوئی صفت اُسکی ذات سے زائد نہیں ہے اسلئے کہ اگر اُسکی ذات سے کوئی صفت زائد
تسلیم کی جائے گی تو اُسکو بھی قدیم ماننا ہوگا پس دو قدیم کا اعتقاد کرنا ہوگا جو عین شرک ہے اسلئے کہ واضح ہے (باقی صـ۴۴ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ خَلْقِهٖ مُتَوَحِّدٌ اِذْ لَا سَكَنَ يَسْتَانِسُ
بِهٖ وَلَا يَسْتَوْحِشُ لِفَقْدِهٖ۔ اَنْشَاَ
الْخَلْقَ اِنْشَاءً۔ وَابْتَدَاَهُ اِبْتِدَاءً۔
بِلَا رَوِيَّةٍ اَجَالَهَا۔ وَلَا تَجْرِبَةٍ
اِسْتَفَادَهَا۔ وَلَا حَرَكَةٍ اَحْدَثَهَا۔ وَ
لَا هَمَامَةِ نَفْسٍ اِضْطَرَبَ فِيْهَا۔ اَحَالَ
الْاَشْيَاءَ لِاَوْقَاتِهَا۔ وَلَاءَمَ بَيْنَ مُخْتَلِفَاتِهَا
وَغَرَّزَ غَرَائِزَهَا۔ وَاَلْزَمَهَا اَشْبَاحَهَا۔
عَالِمًا بِهَا قَبْلَ اِبْتِدَائِهَا۔ مُحِيْطًا بِحُدُوْدِهَا
وَاِنْتِهَائِهَا۔ عَارِفًا بِقَرَائِنِهَا وَاَحْنَائِهَا۔
ثُمَّ اَنْشَاَ سُبْحَانَهٗ فَتْقَ الْاَجْوَاءِ۔
وَشَقَّ الْاَرْجَاءِ۔ وَسَكَاكَ الْهَوَاءِ۔

جب اُسکی مخلوق سے کوئی چیز قابل نظر نہ تھی (اُسوقت سے) تنہا ہو
جب کوئی ہم جلیس نہ تھا جس سے مانوس ہوتا اور جس کے
مفقود ہونے سے گھبراتا۔ خلق کو بوجہ اتم پیدا کیا اور اُسکو ایجاد
کیا جو حق ہے ایجاد کرنے کا (یہ سب) بغیر کوئی فکر کئے یا کسی
طرح کا تجربہ حاصل کئے اور بغیر کچھ (نقل و) حرکت کئے اور بغیر
تردد نفس کے جس میں مضطرب ہوا ہو کل چیزوں کو اُن کے مقرر
وقت میں پیدا کیا اور اُن کے مختلف اجزا میں ترکیب دیا۔ اور
ہر ایک کے خواص و لوازم طبیعت کو پیدا کیا اور اُن کی قسموں یا
شخصوں کے لئے لازم کر دیا جن کو ایجاد کے پہلے سے جانتا
جن کے حدود و انتہا پر (اُسکا علم) حاوی تھا اور اُنکے مناسبات
اور (ہر پہلو و) جوانب سے وہ واقف تھا پھر اُسنے فضاؤں کی کشادگی
اور اطراف کی فراخی اور ہوا کے آنے جانے کی راہوں اور (خلا) کو پیدا کیا

(بقیہ صہ۴۳) صفت علیحدہ چیز ہے اور موصوف علیحدہ چیز کیونکہ یہ صفت موصوف میں پائی تو جاتی ہے لیکن اُس کی ذات تو نہیں ہو سکتی
(اس سے زیادہ توضیح ضمیمہ میں آئیگی) حاشیہ صہ۴۳ ۱؎ فَمَنْ وَصَفَ اللّٰہَ سے یہاں تک حضرت نے دعوے سابقہ کی تاکید اور توضیح
فرمائی ہے کہ اگر خدا کی کوئی صفت زائد بر ذات مانی جاوے تو اُس کو اُسکا ہمسر مانا جاوے گا کیونکہ وہ صفت بھی خدا کی طرح قدیم ہوگی
اور جب اُسکو ہمسر مان لیا تو دو قدیم کے قائل ہوئے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک قدیم اُس کی ذات ہے اور دوسرا قدیم اُسکی صفت ہے
اور جب یہ اعتقاد کر لیا تو خدا کا جزو قرار دیا ایک اُس کی ذات جو خالی تھی صفت سے اور دوسری صفت جو علیحدہ تھی ذات سے
دونوں سے مل کر خدا ہوا پس خدا مرکب ٹھہرا اور یہ اعتقاد عین جہالت ہے کیونکہ مرکب ہونا خاصہ ہے جسمانی چیزوں کا پس خدا کو جسمانی
ماننا پڑے گا اور جب جسمانی مانا تو جس طرح دوسرے اجسام کی طرف اشارہ کرتے ہیں اُسی طرح اُس کی طرف اشارہ کرنے کا بھی اعتقاد
ہوگا اور جب اشارہ کیا تو تسلیم کیا کہ وہ محدود ہے یعنی فلاں طرف سے جب ہی تو اشارہ ہوگا اور اُس کو شمار کیا کہ وہ اس حد کے اندر ہے
۲؎ جب حضرت خدا کی صفات سلبیہ اور اوصاف ممتنعہ کا ذکر کر چکے تو یہاں سے اُس کے صفات ثبوتیہ کو بیان فرماتے ہیں کہ وہ
ہے لیکن ایسا نہیں کہ پہلے نہ تھا جس طرح اسکی مخلوق کہ وہ بھی ہے لیکن ایسی کہ پہلے نہ تھی بہ خلاف خدا کے کہ اب بھی ہے اور پہلے بھی تھا کوئی
زمانہ ایسا نہ ملے گا جس میں اُس کا وجود نہ رہا ہو (بقیہ مطالب ضمیمہ میں آئینگے حاشیہ صہ۴۵ ۱؎ مقصود یہ ہے کہ خدا نے (باقی صہ۴۵ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاَجْرٰی فِیْهَا مَآءً مُتَلَاطِمًا تَیَّارُهٗ۔ مُتَرَاکِمًا زَخَّارُهٗ۔ حَمَلَهٗ عَلٰی مَتْنِ الرِّیْحِ الْعَاصِفَةِ۔ وَالزَّعْزَعِ الْقَاصِفَةِ فَاَمَرَهَا بِرَدِّهٖ۔ وَسَلَّطَهَا عَلٰی شَدِّهٖ۔ وَقَرَنَهَا اِلٰی حَدِّهٖ۔ اَلْهَوَاءُ مِنْ تَحْتِهَا فَتِیْقٌ۔ وَالْمَآءُ مِنْ فَوْقِهَا دَفِیْقٌ۔ ثُمَّ اَنْشَاَ سُبْحَانَهٗ رِیْحًا اعْتَقَمَ مَهَبَّهَا۔ وَاَدَامَ مُرَبَّهَا۔ وَاَعْصَفَ مَجْرَاهَا۔ وَاَبْعَدَ مَنْشَاهَا۔ فَاَمَرَهَا بِتَصْفِیْقِ الْمَآءِ الزَّخَّارِ۔ وَاِثَارَةِ مَوْجِ الْبِحَارِ۔ فَمَخَضَتْهُ مَخْضَ السِّقَآءِ۔ وَعَصَفَتْ بِهٖ

پھر اُسمیں پانی جاری کیا جسکی موجیں متلاطم اور جسکا ذخیرہ پتہ تھا (اور) جسکو تیز ہوا اور تند آندھی پر بار کر دیا پھر اُس (پانی) کے روکے رکھنے پر اُس (ہوا) کو مامور اور اُس کے محکم کرنے پر مسلط کر دیا اور اُسکو پانی کی حد سے ملا دیا (اس طرح کہ) خلا اُس کے نیچے کشادہ اور پانی اُس کے اوپر بہا ہوا ہے پھر ایک (دوسری) ہوا پیدا کی جس کے ہر طرف بہنے کو روکا اور ایک ہی جگہ اُس کو قائم رکھا اور رفتار میں تیزی دی اور اُس کے منشا کو بہت دور رکھا پھر اس (ہوا) میں اس زخار پانی کے تھپیڑے دینے اور سمندروں کے موج زن کرنے کی خاصیت عطا کی پس اُس (ہوا) نے فضا میں پانی کو مشک کی طرح جنبش دی اور اس قوت سے ہلایا

(بقیہ صفحہ ۴۴) جن چیزوں کو پیدا کیا اُن کی طبیعت کے خواص و آثار بھی اُن میں ودیعت فرما دیے اور پھر ان خواص و آثار کو اُن چیزوں کے لیے لازم کر دیا کہ اُن سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور یہ حق ہے کیونکہ ہر شخص اور ہر چیز ایک ایسی طبیعت کے ساتھ پیدا ہوئی ہے جو اس کے لیے لازم ہے کہ کبھی جدا ہو نہیں سکتی مثلاً انسان میں تعجب کرنے یا ہنسنے کا خاصہ ضرور رہے گا شیر سے شجاعت کی صفت کبھی جدا نہیں ہو سکتی لومڑی سے مکر و فریب زائل نہیں ہو سکتا ۱۲ ۵۲ یہاں حضرت نے تین لفظ ذکر کیے ہیں اَجْوَاءٌ۔ اَرْجَاءٌ۔ سُکَّانٌ عَلَی الْهَوَاءِ اَجْوَاءٌ جمع ہے جَوٌّ کی اور جَوّ اُس فضا کو کہتے ہیں جو زمین سے آسمان تک ہے یعنی زمین سے آسمان تک جو خالی ہے اُس وسعت کو جَوّ کہتے ہیں۔ اَرْجَاءٌ جمع ہے رجا کی جسکے معنی کنارہ کے ہیں اور مُراد اس سے فضا کا وہ حصہ ہے جو نیچے زمین سے متصل ہے اور سُکَّانٌ جمع ہے سُکَاکہ کی اور یہ فضا کا وہ حصہ ہے جو زمین سے اوپر آسمان سے ملا ہوا ہے لیکن چونکہ اُردو میں خاص لفظ ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ نہیں ملتا لہذا ترجمہ میں گویا ہم معنی لفظ لکھ دیے گئے اور فرق کو اس حاشیہ سے واضح کر دیا گیا۔ پس حضرت کا مقصود یہ ہے کہ خدا نے آسمان اور زمین کی درمیان کی پوری فضا اور نیز زمین کے قریب کی اور آسمان کے قریب کی خاص فضا کو پیدا کیا علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ "اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضا جو تمام اجسام کا حیز ہے خدا کی پیدا کی ہوئی ہے اور یہ کہ یہ پہلے نہ تھی اور یہ تحقیق غلط نہیں ہے کیونکہ بعض حکما بھی اس کے قائل ہیں کہ فضا مخلوق ہے اور پہلے معدوم تھی اور یہ بھی ایک لطیف جسم ہے جو دوسرے اجسام سے مشابہ نہیں ہے اور بعض حکما نے اس کو مجرد کہا ہے" حاشیہ ۱۲ ۵۲ اَجْرٰی فِیْهَا مَآءً مُتَلَاطِمًا سے یہاں تک (باقی صفحہ ۴۶ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَصْفَهَا بِالْفَضَاءِ۔ تَرَدُّدُ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَسَاجِيَهٗ اِلٰی مَاْثِرِهٖ۔ حَتّٰی عَبَّ عُبَابُهٗ۔ وَرَمٰی بِالزَّبَدِ رُكَامُهٗ۔ فَرَفَعَهٗ فِیْ هَوَآءٍ مُنْفَتِقٍ۔ وَجَوٍّ مُنْفَهِقٍ۔ فَسَوّٰی مِنْهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ جَعَلَ سُفْلَاهُنَّ مَوْجًا مَكْفُوْفًا۔ وَعُلْيَاهُنَّ سَقْفًا مَحْفُوْظًا۔ وَسَمْكًا مَرْفُوْعًا۔ بِغَيْرِ عَمَدٍ يَدْعَمُهَا۔ وَلَا دِسَارٍ يَنْظِمُهَا۔

کہ اوپر کو نیچے اور ساکن کو متحرک کی طرف پھیر (کر تہ و بالا کرتی تھی) یہانتک کہ اُس پانی کا اوپر کا حصہ بلند ہوگیا اور اُس کے خزانہ نے جھاگ پھینک دیا پھر اُس جھاگ کو (جو پانی کے بخارات ہیں) خدا نے کشادہ خلا اور وسیع فضا میں اونچا کیا اور اُس سے سات آسمان پیدا کئے[۱]۔ جو آسمان سب سے نیچا تھا اُسکو (تو مثل) تھمی ہوئی موج کے اور جو سب سے اونچا تھا اُس کو (مانند) محفوظ چھت اور بلند بام کے قرار دیا جس کے نہ کوئی ستون ہے جو روکے اور نہ میخ ہے جو اُسے جوڑے[۲]۔

(بقیہ صـ۴۵) حضرتؑ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے کہ خدا نے آسمان و زمین کے درمیانی حصہ کو اجسام کے لئے حیز اور مکان قرار دیا ہے اور اسمیں پانی کو پیدا کرکے جاری کردیا پھر آندھی ایسی تیز ہوا پیدا کی اور اُسی ہوا کے اوپر اُس پانی کو رکھا اور اس تیز ہوا میں اسکی قوت بخشی کہ اُس پانی کو روکے رکھے تاکہ وہ اوپر سے نیچے نہ گرنے پائے کہ اگر نیچے گر جاتا تو جس غرض کے لئے خدا نے اُسکو پیدا کیا تھا وہ فوت ہو جاتی پس اب صورت یہ ہوئی کہ اوپر پانی ہے اُس کے نیچے ایک تیز اور مضبوط ہوا ہے جو اُس کو روکے ہوئے ہے اور اس ہوا کے نیچے فضا ہے جو خالی جگہ آسمان کی طرف نظر آتی ہے[۱۲ حاشیہ صـ۱۵] یعنی پھر خدا نے اُس تیز آندھی کے اوپر جس پر پانی تھا ایک اور ہوا پیدا کی جو تھی تو نہایت تیز لیکن صرف اُسکا ایک ہی مصرف تھا کہ اُس پانی کو خوب اچھی طرح ہلائے اور اُس میں تموج پیدا کرے جس طرح مشک میں پانی یا دودھ کے ہلانے سے اُسمیں کف اور جھاگ پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح اس ہوا کو پیدا کیا تاکہ وہ اُس پانی کو پوری طرح ہلا کر اُسمیں کف اور جھاگ پیدا کردے اور چونکہ اس کے سوائے اور کوئی غرض اس ہوا کے پیدا کرنے کی نہ تھی لہذا اور اوصاف کو اس سے سلب کرلیا اسی حلقہ میں اُس کو محدود کردیا جس کی طرف اَدَامَ مُرَبِّهَا سے اشارہ فرمایا ہے پس اس ہوا نے اُس پانی کو ہلا کر اُسمیں کف پیدا کردیا جو بخارات تھے پس اسی کف (بخارات) سے خدا نے سات آسمان پیدا کئے چنانچہ علم ہیئت کی تحقیقات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے صرف پانی ہی پانی تھا اُسمیں خدا کی قدرت سے حرارت پیدا ہوئی اسی سے جھاگ نکلا پھر اُسی سے بخارات بلند ہوئے اور اُن بخارات سے آسمان بنایا گیا اور جھاگ سے زمین بنی علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "بہت سے حکما کا یہی مذہب ہے جو حضرتؑ نے بیان فرمایا چنانچہ انمیں سے تالیس الاسکندرانی بھی ہے جو اسکا قائل ہے کہ کل عناصر کی اصل پانی ہے کیونکہ جب وہ منجمد ہوگیا تو زمین بن گئی اور جب اُسمیں لطافت پیدا ہوگئی تو ہوا پیدا ہوئی اور مستحیل ہوکر آگ ہوگئی توراۃ کے سفر اول کی ابتدا میں بھی اسی طرح کا کلام ہے کہ خدا نے ایک جوہر کو پیدا کیا پھر اُس کی طرف (باقی صـ۴۷ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ثُمَّ زَيَّنَّهَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ۔ وَضِيَاءِ الثَّوَاقِبِ۔ وَأَجْرَى فِيهَا سِرَاجًا مُسْتَطِيرًا وَقَمَرًا مُنِيرًا۔ فِي فَلَكٍ دَائِرٍ۔ وَسَقْفٍ سَائِرٍ۔ وَرَقِيمٍ مَائِرٍ۔ ثُمَّ فَتَقَ مَا بَيْنَ السَّمٰوٰتِ الْعُلَا۔ فَمَلَأَهُنَّ أَطْوَارًا مِنْ مَلَائِكَتِهِ۔ مِنْهُمْ سُجُودٌ لَا يَرْكَعُونَ۔ وَرُكُوعٌ لَا يَنْتَصِبُونَ۔ وَصَافُّونَ لَا يَتَزَايَلُونَ۔ وَمُسَبِّحُونَ لَا يَسْأَمُونَ۔

پھر ان (آسمانوں) کو کواکب کی زینت اور روشن ستاروں کی چمک سے آراستہ کیا اور انمیں ایک چراغ درخشندہ (آفتاب) اور ایک ماہتاب تاباں جاری کیا۔ (جو) گھومنے والی فلک چکر لگانے والے آسمان اور متحرک لوح میں (ہے) پھر بلند آسمانوں کو کشادہ کیا اور طرح طرح کے فرشتوں سے اُن کو بھر دیا۔ جن میں سے بعض سجدہ میں ہیں رکوع کرتے ہی نہیں اور بعض رکوع میں ہیں کھڑے ہوتے ہی نہیں اور بعض صف بستہ جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اور بعض تسبیح کرنیوالے ہیں جو نہ تھکتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۶) ہیبت سے نظر کی تو اُسکے اجزا پگھل گئے جس سے پانی بنا پھر اُس پانی سے بخارات دھواں کی طرح اُٹھے تو اُس سے خدا نے آسمانوں کو پیدا کیا اور اس پانی کے اوپر کف جمع ہو گیا تو اُس سے خدا نے آسمانوں کو پیدا کیا۔" اور آسمانوں کے دھواں ایسے بخار سے پیدا ہونے کا اشارہ قرآن مجید میں بھی ہے چنانچہ خدا نے فرمایا ہے ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ..... فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ الآیہ یعنی خدا پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اُس وقت دھواں تھا۔ تو اُس دھوئیں سے سات آسمان بنائے۔ اسی طرح احادیث ائمہ طاہرین میں بھی یہ مضمون موجود ہے (چونکہ یہ نہایت عظیم الشان مسئلہ علم ہیئت کا ہی لہذا اس کی کافی و وافی تفصیل ضمیمہ میں آئے گی (انشاء اللہ) ۱۲ ۵۲ سب سے نیچے آسمان کو موج مکفوف سے تشبیہ دی ہی کہ جس طرح موج پانی سے اونچی ہوتی ہے اُسی طرح یہ آسمان بھی بلند ہے اور جو رنگ موج کا ہوتا ہی وہی قریب قریب اس نیچے کے آسمان کا بھی ہی۔ اور مکفوف سے مطلب یہ ہی کہ خدا نے اُسکو روک رکھا ہی ورنہ نیچے زمین پر آجاتا اس کے بعد سَقْفًا مَحْفُوظًا فرمایا ہے جو قرآن مجید کی ان آیات وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا (ہم ہی نے آسمان کو چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے) وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ (اور ہر شیطان مردود کی آمد و رفت سے آسمانوں کو محفوظ رکھا) وغیرہ کے مثل ہی اور سَمْكًا مَرْفُوعًا بِغَيْرِ عَمَدٍ يَدْعَمُهَا سے مطلب یہ ہی کہ آسمانوں کے قیام کے لئے کوئی ستون اور پایہ نہیں ہی اور یہ اس آیہ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (لقمان) یعنی خدا نے بغیر ستون کے آسمانوں کو بنایا جن کو تم دیکھتے ہو) اور آیہ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ (حج آیہ ۶۵ یعنی خدا آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ گر پڑے مگر جب اُس کی اجازت ہو) کے مثل ہے۔ پس مقصود یہ ہی کہ صرف قدرت خداوند عالم سے یہ آسمان کھڑے ہیں۔ اور کسی ستون یا میخ یا رسّی وغیرہ کی محتاج نہیں ۱۲ حاشیہ ۴۶ ۵۱ آسمانوں کی زینت کا ستاروں سے ہونا واضح اور بدیہی ہی (باقی صفحہ ۴۸ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا يَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعُيُونِ۔ وَلَا سَهْوُ الْعُقُولِ۔ وَلَا فَتْرَةُ الْأَبْدَانِ۔ وَلَا غَفْلَةُ النِّسْيَانِ۔ وَمِنْهُمْ أُمَنَاءُ عَلَى وَحْيِهِ۔ وَأَلْسِنَةٌ إِلَى رُسُلِهِ وَمُخْتَلِفُونَ بِقَضَائِهِ وَأَمْرِهِ۔ وَمِنْهُمُ الْحَفَظَةُ لِعِبَادِهِ۔ وَالسَّدَنَةُ لِأَبْوَابِ جِنَانِهِ وَمِنْهُمُ الثَّابِتَةُ فِي الْأَرَضِينَ السُّفْلَى أَقْدَامُهُمْ۔ وَالْمَارِقَةُ مِنَ السَّمَاءِ الْعُلْيَا

نہ اُن کی آنکھوں میں نیند سماتی ہے نہ عقلوں میں سہو نہ جسموں میں تکان نہ نسیان والی غفلتیں۔ اُن میں سے بعض وحی خدا کے امین۔ اُس کے رسولوں تک پیغام رسانی کے ذریعہ اور اُسکے قضا (و قدر) اور حکم کو لے کر آنے جانے والے ہیں اور بعض بندگان خدا کے حافظ اور (بعض) اُس کے دروازہ ہائے جنت کے دربان ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے قدم تو تحت الثریٰ میں جمے ہوئے اور گردنیں بلند ترین آسمان کے (بھی) پار۔

(بقیہ ۴۸) قرآن مجید میں بھی ہے اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ (صافات ۶۔ یعنی ہم ہی نے نیچے والے آسمان کو تاروں کی آرائش سے آراستہ کیا) اور آسمانوں میں آفتاب و مہتاب کے پیدا ہونے کے متعلق یہ آیہ ہے وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (نوح ۱۶۔ یعنی خدا ہی نے آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو روشن چراغ بنایا) (ان کل امور کی تفصیل وجود سماء کا اثبات آفتاب و مہتاب کے آسمان میں ہونے کے متعلق فلسفہ جدیدہ کی تحقیقات اور اسلامی بیانات میں تطبیق ضمیمہ میں آئے گی انشاء اللہ) اور حضرت کا کلام فتق ما بین السماوات العلا قرآن مجید کے آیہ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا (انبیاء ۳۰۔ یعنی کیا کافروں نے اس پر غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین دونوں بستہ تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا) کے مثل ہے ۱۲ ۵۲ یہاں سے ملائکہ کی خلقت اور اُن کے اقسام بیان فرماتے ہیں علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں" فرقہ معتزلہ کی تحقیق میں فرشتہ ایک نوری حیوان ہے بعض ان میں سے بالکل صاف شفاف بغیر کسی رنگ کے ہیں مثل ہوا کے۔ اور بعض کا رنگ مثل آفتاب کے ہے اور فرشتہ ویسے ہی قادر۔ عالم۔ اور زندہ ہیں جیسے ہم لوگ اور ویسے ہی مکلف ہیں جیسے ہم لوگ ..... اور حضرت امیر المومنینؑ نے اس فصل میں اُن کی چار قسمیں کی ہیں پہلی قسم کے فرشتے عبادت کرنے والے ہیں جن سے بعض ہمیشہ سجدہ ہی میں رہتے ہیں اور بعض ہمیشہ رکوع ہی میں۔ اور بعض خدا کے حضور میں صف بستہ ہیں نماز وغیرہ عبادات میں مشغول رہتے ہیں کہ کبھی اُن کی صف ٹوٹتی نہیں اور بعض ایسے ہیں جو شب و روز تسبیح و تحمید خداوند عالم میں مصروف رہتے ہیں جس سے کبھی تھکتے نہیں۔ دوسری قسم کے وہ فرشتے ہیں جو وحی الٰہی کو رسولوں تک پہونچا کر احکام خدا کو بندوں تک پہونچاتے ہیں اور اُس کے قضا و قدر کے فرمان لے کر آتے جاتے ہیں۔ تیسری قسم کے فرشتے دو طرح کے ہیں ایک وہ ہیں جو بندوں کے محافظ ہیں جیسے کرام کاتبین یا وہ فرشتے جو مصائب و آفات سے بندوں کو اکثر اوقات (باقی صفحہ ۴۹ پر ملاحظہ ہو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَعْنَاقُهُمْ۔ وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْأَقْطَارِ
أَرْكَانُهُمْ۔ وَالسَّنَاسِبَةُ لِقَوَائِمِ الْعَرْشِ
أَكْتَافُهُمْ۔ نَاكِسَةٌ دُونَهُ أَبْصَارُهُمْ۔
مُتَلَفِّعُونَ تَحْتَهُ بِأَجْنِحَتِهِمْ۔ مَضْرُوبَةٌ
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَنْ دُونَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ
وَأَسْتَارُ الْقُدْرَةِ۔ لَا يَتَوَهَّمُونَ رَبَّهُمْ
بِالتَّصْوِيرِ۔ وَلَا يُجْرُونَ عَلَيْهِ صِفَاتِ
الْمَصْنُوعِينَ وَلَا يَحُدُّونَهُ بِالْأَمَاكِنِ۔
وَلَا يُشِيرُونَ إِلَيْهِ بِالنَّظَائِرِ۔

اور پہلو و جوانب اطراف (عالم) سے (بھی) باہر اور شانے عرش کے پایوں سے لگے ہوئے ہیں۔ اُن کی آنکھیں عرش کے نیچے گڑی ہوئی اور (خود یہ فرشتے) اُس کے نیچے اپنے پَروں میں لپٹے ہوئے ہیں۔ ان کے اور ان سے نیچے والوں کے درمیان (خدا کی) عزت کے حجاب اور قدرت کے پردے پڑے ہیں (یہ لوگ) اپنے رب کا توہم (بھی) کسی تصویر سے نہیں کرتے اور نہ صفات مخلوق سے اُسکو متصف کرتے ہیں نہ کسی مکان یا جگہ سے اُسے محدود کرتے ہیں اور نہ کسی شبیہ و نظیر کے ذریعے سے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۸) خدا کی طرف سے بچاتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتے تو بہت کم انسان آفات سے محفوظ رہا کرتے دوسرے وہ جو بہشتوں کے دربانی کی خدمت پر مقرر ہیں چوتھی قسم کے وہ فرشتے ہیں جو عرش کو اُٹھائے ہیں"۔ یہ بھی واضح رہے کہ ان کل اقسام کا ذکر خدا نے کلام مجید میں بھی فرمایا ہے چنانچہ سجدہ کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (سورۂ رعد۔ کہ آسمان اور زمین میں جو فرشتے جن اور انس ہیں خدا کا سجدہ کرتے ہیں) وَلَهُ يَسْجُدُونَ (اعراف۔ یعنی فرشتے خدا کا سجدہ کرتے رہتے ہیں) اور صف بستہ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ (صافات ۱۶۵ یعنی فرشتے کہتے ہیں کہ ہم خدا کی عبادت میں صف باندھے کھڑے رہتے ہیں) اور تسبیح سے نہ تھکنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَهُمْ لَا يَسْئَمُونَ (کہ وہ فرشتے دن رات خدا کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ذرا نہیں تھکتے) اور اُن کے جسموں میں تکان نہ ہونے کے بارے میں فرماتا ہے يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (انبیاء ۲۰۔ کہ وہ فرشتے دن رات تسبیح کرتے ہیں اور ان کے جسموں میں تکان نہیں ہوتا) اور وحی خدا کے امین فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلٰى قَلْبِكَ (یعنی اے رسول، خدا نے امین فرشتہ کو تمہارے قلب پر نازل کیا) اور اَلْسِنَةٌ اِلٰى رُسُلِهٖ کے بارے میں فرماتا ہے جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا (کہ خدا نے فرشتوں کو پیام پہونچانے والا قرار دیا) اور قضا و حکم الٰہی کے لے کر آنے جانے والے فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (کہ ہر امر کو لے کر فرشتے شب قدر میں خدا کی اجازت سے نیچے آتے ہیں) اور بندوں کی حفاظت کرنیوالے فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً (کہ خدا حفاظت کرنے والے فرشتوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہے) اور حاملانِ عرش (باقی صفحہ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صِفَةُ خَلْقِ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خلقت (حضرت) آدم علیہ السلام کی کیفیت۔

ثُمَّ جَمَعَ سُبْحَانَهٗ مِنْ حَزْنِ الْاَرْضِ وَسَهْلِهَا۔ وَعَذْبِهَا وَسَبَخِهَا۔ تُرْبَةً سَنَّهَا بِالْمَاءِ حَتّٰى خَلَصَتْ وَلَاطَهَا بِالْبَلَّةِ حَتّٰى لَزَبَتْ۔ فَجَبَلَ مِنْهَا صُوْرَةً ذَاتَ اَحْنَاءٍ وَوُصُوْلٍ۔ وَاَعْضَاءٍ وَفُصُوْلٍ اَجْمَدَهَا حَتّٰى اسْتَمْسَكَتْ۔ وَاَصْلَدَهَا حَتّٰى صَلْصَلَتْ۔ لِوَقْتٍ

پھر خدائے تعالےٰ نے سخت۔ نرم۔ شیریں اور شور زمین سے مٹی جمع کی جس کو پانی سے بھگویا کہ خالص ہو گئی اور تر کر کے اُس کو گوندھا کہ لسدار ہو گئی پھر اُس سے ایک صورت پیدا کی[1] جس کے اطراف و جوانب جوڑ بند۔ اور اعضاء و مفاصل تھے پھر اُس صورت کو خشک کیا کہ بستہ ہو گئی اور سخت کیا کہ کھنکھنانے لگی (یہ صورت اسی طرح) ایک محدود وقت اور

(بقیہ صہ ۴۹) فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية (الحاقۃ ۱۷) یعنی اُس دن خدا کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہونگے) ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا[1] خلقت آدم کے بارے میں قدیم الایام سے اختلاف چلا آتا ہے مسلمان اور جتنے لوگ آسمانی مذہب کے پیرو ہیں خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ وہ سب اس کے قائل ہیں کہ زمانہ حادث ہے اور جو چیز موجودات عالم سے ہے وہ سب حادث ہے کہ پہلے نہ تھی اب ہو گئی یہ لوگ صرف ذات باری کو قدیم مانتے ہیں اس لئے ان سب کا عقیدہ یہی ہے کہ نوع انسانی کے پہلے شخص حضرت آدم ہیں جن کی خلقت کا قصہ اس طرح پر قرآن میں بھی موجود ہے۔ (خاص کر سورہ بقرہ۔ اعراف۔ حجر۔ بنی اسرائیل۔ کہف۔ طٰہٰ۔ اور ص میں جیسے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون یا جیسے واذ قال ربك للملائكة انی خالق بشرا من صلصال من حمإ مسنون فاذا سويته ونفخت فيه من روحی فقعوا له ساجدين یا جیسے اذ قال ربك للملائكة انی خالق بشرا من طين فاذا سويته ونفخت فيه من روحی فقعوا له ساجدين فسجد الملائكة كلهم اجمعون الا ابليس استكبر وكان من الكافرين قال يا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدی استكبرت ام كنت من العالين قال انا خير منه خلقتنی من نار وخلقته من طين۔ ان سب کا خلاصہ مضمون وہی ہے جسکو حضرت امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے) اور توراۃ میں بھی اور تمامی احادیث مسلمہ اہل اسلام میں اسی طرح قبول کیا گیا ہے جیسا کہ اس خطبہ میں مذکور ہے۔ اس عقیدہ میں شریک ہیں اکثر مجوسی بھی مگر وہ آدم ایک دوسرے شخص کیومرث کو بتلاتے ہیں اور ان آدم کی اولیت کے قائل نہیں ہیں اور اس کی خلقت کے متعلق بھی ان کے خیالات جداگانہ ہیں رہے فلاسفہ وہ چونکہ عالم کو قدیم مانتے ہیں اسلئے وہ نوع انسانی کے لئے کسی شخص کی اولیت کے قائل نہیں ہیں بلکہ حیوانات غیر کیلئے بھی (باقی صہ ۵۱ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَعْدُوْدٍ وَاَمَدٍ مَعْلُوْمٍ۔ ثُمَّ نَفَخَ فِيْهَا مِنْ رُّوْحِهٖ۔ فَمَثُلَتْ اِنْسَانًا ذَا اَذْهَانٍ يُجِيْلُهَا۔ وَفِكَرٍ يَتَصَرَّفُ بِهَا۔ وَجَوَارِحَ يَخْتَدِمُهَا۔ وَاَدَوَاتٍ يُقَلِّبُهَا۔ وَمَعْرِفَةٍ يَفْرُقُ بِهَا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ وَالْاَذْوَاقِ وَالْمَشَامِّ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَجْنَاسِ۔ مَعْجُوْنًا بِطِيْنَةِ الْاَلْوَانِ الْمُخْتَلِفَةِ۔ وَالْاَشْبَاهِ الْمُؤْتَلِفَةِ۔ وَالْاَضْدَادِ الْمُتَعَادِيَةِ۔

معین زمانہ تک (رہی) پھر اسمیں (خدانے) اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دی جس سے وہ انسان بن کر کھڑی ہوگئی جس کے ذہن تھے جن کو وہ (انسان) سمجھنے کے کام میں لاتا اور (قوت) فکر تھی جس سے سوچتا اور اعضاء و جوارح تھے جن سے کام لیتا اور آلات (دست و پا) تھے جن کو استعمال کرتا اور معرفت تھی جس سے حق و باطل مزے بو۔ رنگ اور دوسری چیزوں میں تمیز کرتا تھا (کیونکہ) اسکی خمیر کیگئی ہی رنگ برنگ کی مٹی اور اُن چیزوں سے جو باہم مشابہ اور ملتی جلتی ہیں (مثل ہڈی رگ پٹھے وغیرہ کے) اور اُن چیزوں سے جو ایک

(بقیہ صفحہ ۵۰) کسی کو اول نہیں مانتے کیونکہ وہ مادہ کو قدیم جانتے ہیں لہذا اُن کے عقیدہ میں دنیا یوں ہی رہی اور یونہی رہے گی فلسفہ جدیدہ کا مشہور حکیم نیوٹن لکھتا ہے کہ خلاف نیچر معلوم ہوتا ہے کہ انسان سا ذی عقل و ہوش جو سائر حیوانات سے اشرف ہے وہ یوں ہی دفعۃً واحدۃً پیدا ہو جائے لہذا یہ سلسلہ قائم کیا کہ انسان پہلے ایک کیڑا تھا لوٹ پوٹ کرتا ہوا بڑھتا گیا یہانتک کہ بندر ہوا اسکے بعد انسان ہوا جس کے اثبات کے لئے آج تک ہزارہا کوششیں ہو رہی ہیں لیکن کوئی کوشش اعتراض اور خدشہ سے خالی نہیں اور جو ادلہ پیش کئے جاتے ہیں وہ بھی تحقیق کے خلاف ثابت ہوتے ہیں حتے کہ حکمائے یورپ و امریکہ کا بھی اس پر اتفاق نہیں اور جو لوگ قائل ہیں اُن کو بھی اس کا یقین نہیں (جس کے شواہد ضمیمہ میں آئیں گے) اور جو لوگ حضرت آدم کی خلقت کے قائل ہیں اور کلام مجید اور احادیث کے بیان کو صحیح سمجھتے ہیں اُن میں اس امر میں اختلاف ہے کہ یہ سب قصہ حضرت آدمؑ کا جو توراۃ اور قرآن مجید و کتب احادیث میں مذکور ہے یعنی ان کا خاک سے پیدا ہونا اور ملائکہ کو سجدہ کا حکم ہونا پھر ابلیس کا ان کو دھوکا دینا اور بہشت سے نکلنا اور زمین کو آباد کرنا آیا حضرت آدم نبی اللہ سے متعلق ہی جو ابوالبشر بھی کہے جاتے ہیں۔ اور آدم بھی یا تمام بنی آدم سے۔ جو لوگ فلسفہ نیوٹن کے معتقد ہیں وہ جب نہ صانع عالم کے قائل ہیں نہ کسی شخص معین کو آدم مانتے ہیں تو اس قصہ کو کیوں ماننے لگے اسی وجہ سے نیچریوں نے آدم سے انکار کرکے بنی آدم سے اس قصہ کو متعلق کیا ہے اور قصہ کے بھی واقعیت کے نہیں قائل ہیں بلکہ فرضی اور بطور مثال بتلاتے ہیں اور جو لوگ کتب سماوی کے پیرو ہیں وہ اسی طرح قبول کرتے ہیں جس طرح پر آیات و احادیث میں مذکور ہے اور ان سب واقعات کو اصلی اور حقیقی سمجھتے ہیں نہ فرضی یا مثالی اسی طرح جنت و نار میں بھی اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہی حقیقی جنت یا خیالی آرام و خوشی۔ پھر اسمیں بھی (باقی صفحہ ۵۲ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْاَخْلَاطِ الْمُتَبَايِنَةِ. مِنَ الْحَرِّ وَ
الْبَرْدِ. وَالْبَلَّةِ وَالْجُمُوْدِ. وَاسْتَاْدَى
اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمَلَائِكَةَ وَدِيْعَتَهُ
لَدَيْهِمْ. وَعَهْدَ وَصِيَّتِهٖ اِلَيْهِمْ.
فِي الْاِذْعَانِ بِالسُّجُوْدِ لَهُ. وَالْخُشُوْعِ
لِتَكْرِمَتِهٖ. فَقَالَ سُبْحَانَهُ. اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ. اَعْتَرَتْهُ
الْحَمِيَّةُ وَغَلَبَتْ عَلَيْهِ الشِّقْوَةُ. وَتَعَزَّزَ
بِخِلْقَةِ النَّارِ. وَاسْتَهْوَنَ خَلْقَ
الصَّلْصَالِ. فَاَعْطَاهُ اللّٰهُ النَّظِرَةَ
اِسْتِحْقَاقًا لِلسُّخْطَةِ. وَاِسْتِتْمَامًا مَا
لِلْبَلِيَّةِ. وَاِنْجَازًا لِلْعِدَةِ. فَقَالَ اِنَّكَ
مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ.

دوسری کی ضد اور اُن خلطوں سے جو ایک دوسرے سے مغائر ہیں
یعنی حرارت. برودت (صفرا و بلغم) اور رطوبت یبوست (خون
وسودا) سے اور (اسطرح انسان اول یعنی حضرت آدم کو پیدا کرکے)
خدا نے فرشتوں سے اپنی اُس امانت کو جو اُنکے حوالہ تھی ادا. اور
اُس عہد وصیت کو جو اُنکے ذمہ تھی پورا کرانا چاہا اس امر میں کہ
آدم کی تعظیم میں سجدہ اور فروتنی کرنے میں (خدا کی) اطاعت کرینگے
پس خدا نے کہا "سجدہ کرو آدم کو" تو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان
اور اُسکی جماعت کے جسکو ننگ و عار معلوم ہوا اور جس پر شقاوت
غالب آئی اور آگ کی مخلوق ہونے سے اپنے کو معزز اور مٹی کی مخلوق
(آدم) کو ذلیل سمجھا پس خدا نے اُسکو مہلت دی کہ وہ غضب کا
مستحق اور اُس کا امتحان کامل اور (خدا کا) وعدہ پورا
ہو جائے. پس فرمایا "تو قیامت تک مہلت
پانے والوں میں ہے"

(بقیہ صـ۵۱) اختلاف ہو کہ شیطان سے کیا مُراد ہے آیا یہ بھی کوئی مخلوق ہے یا قولے بہیمیہ کا نام شیطان رکھا گیا ہے جو لوگ قرآن وحدیث کا ظاہری اقرار کرکے چاہتے ہیں کہ فلسفہ نیوٹن کے مطابق کریں وہ زبانی ان ناموں کا اقرار کرتے ہیں اور حقیقت میں سب کے منکر ہیں کیونکہ آج تک اُنھوں نے شیطان کی صورت نہیں دیکھی پھر کسی غیر مرئی و غیر محسوس کا کیونکر اقرار کریں لیکن جو لوگ عقل سلیم اور قلب میں بصیرت رکھتے ہیں وہ حدیث امیر المومنین مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کی حقیقت سمجھ لی اُس نے خدا کو بھی پہچان لیا) کے مطابق ان چیزوں کا ویسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جیسا خدا رسول اور ائمہ نے فرمایا ہے کیونکہ خدا جب ایک قطرۂ آب سے ایسے عقل و شعور والے انسان کو پیدا کر سکتا ہے جو ذہن سے سوچتا ہے ناک سے سونگھتا ہے دانہ مسور کے برابر پتلی سے تمام جہان کو دیکھتا ہے کان سے سنتا ہے حالانکہ عقل انسانی ان امور کو کسی طرح نہیں سمجھ سکتی کہ کیوں وہی گوشت وہی ہڈی وہی سوراخ رہتے ہوئے انسان کی ناک میں سننے کی اور کان میں سونگھنے کی قوت نہیں اور کیوں انسان زبان سے تو مزہ پہچان لیتا ہے اور ہاتھ سے نہیں پہچانتا حالانکہ زبان میں بھی وہی خون گوشت ہے جو ہاتھ میں ہے منہ کے اندر آنے سے کوئی نئی چیز نہیں ہو گئی پھر بھی ہر عضو کے آثار و خواص علیحدہ ہیں جو (باقی صـ۵۳ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ثُمَّ اَسْكَنَ سُبْحَانَهٗ اٰدَمَ دَارًا اَرْغَدَ فِيْهَا عَيْشَتَهٗ۔ وَاٰمَنَ فِيْهَا مَحَلَّتَهٗ۔ وَحَذَّرَهٗ اِبْلِيْسَ وَعَدَاوَتَهٗ فَاغْتَرَّهٗ عَدُوُّهٗ نَفَاسَةً عَلَيْهِ بِدَارِ الْمُقَامِ۔ وَمُرَافَقَةِ الْاَبْرَارِ۔ فَبَاعَ الْيَقِيْنَ بِشَكِّهٖ۔ وَالْعَزِيْمَةَ بِوَهْنِهٖ۔ وَاسْتَبْدَلَ بِالْجَذَلِ وَجَلًا۔ وَبِالْاِغْتِرَارِ نَدَمًا۔ ثُمَّ بَسَطَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لَهٗ فِيْ تَوْبَتِهٖ وَلَقَّاهُ كَلِمَةَ رَحْمَتِهٖ وَوَعَدَهُ الْمَرَدَّ اِلٰى جَنَّتِهٖ۔ وَاَهْبَطَهٗ اِلٰى دَارِ الْبَلِيَّةِ وَتَنَاسُلِ الذُّرِّيَّةِ۔ وَاصْطَفٰى سُبْحَانَهٗ

پھر خدا نے آدم کو ایسے گھر میں جگہ دی جس میں اُن کی زندگی کو خوشگوار اور اُن کی سکونت کو با امن و امان کیا۔ اور شیطان اور اُس کی عداوت سے اُن کو ڈرا دیا۔ پس ابلیس نے اُن کی اچھی جگہ اور نیکوکاروں کی صحبت پر حسد کر کے اُن کو فریب دیا۔ تو (آدمؑ) نے یقین کو اپنے شک اور ثبات و استقلال کو اپنی سستی سے بیچ ڈالا اور خوشی سے خوف کو اور عزت سے حسرت کو بدل لیا پھر (بھی) خدائے سبحانہ نے اُن کے توبہ میں وسعت دی۔ اُنھیں اپنی رحمت کا کلمہ سکھایا اور اپنی جنت میں واپس لانے کا وعدہ کیا (جس کے لئے) آزمایش کے گھر اور اولاد کے ذریعہ نسل بڑھانے کی جگہ (یعنی دنیا میں) اُتارا (اور آباد کیا) پھر خدائے سبحانہ نے

(بقیہ صـ۵۲) سب کے سب صرف خدا ہی ایسے قادر علی الاطلاق کی قدرت کے کرشمہ ہیں تو ایسے جلیل القدر ذات کی قدرت سے جنت نار شیطان جن انسان صاحب ہوش و حواس کا دفعۃً واحدۃً پیدا ہونا کچھ عجب نہیں [۱] حاشیہ صفحہ ہذا [۱] حضرت آدمؑ کا یہ قصہ کلام اللہ کے بالکل شروع میں یعنی سورۂ بقرہ نیز سورۂ اعراف۔ حجر اور طٰہٰ میں تفصیل سے مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا نے جب آدمؑ کو پیدا کر کے جنت میں با احترام رکھا اور شیطان کو ذلیل کیا پھر آدمؑ کو ایک خاص درخت کے پاس جانے سے منع کیا تو شیطان نے مختلف طریقوں سے حضرت آدم و حوا کو فریب دے کر اُسی قسم کے ایک دوسرے درخت کا پھل کھلا دیا۔ تو چونکہ حضرت آدم اُس خاص درخت کے پاس نہ گئے لہذا کوئی گناہ تو نہ کیا لیکن چونکہ اُسی قسم کے دوسرے درخت سے شیطان کے کہنے سے پھل کھا لیا حالانکہ یہ بھی آپ کی شان کے خلاف تھا لہذا خدا کی طرف سے آپ پر عتاب ہوا جس پر آپ نے توبہ کیا خدا نے اُن کو رحمت کا کلمہ سکھایا جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے معذرت کے چند الفاظ سیکھے پس خدا نے اُن الفاظ کی برکت سے آدم کی توبہ قبول کر لی بعض روایات میں ہے کہ وہ کلمات رحمت یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ یعنی اے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اگر تو مجھے نہ بخش دے گا اور نہ رحم کرے گا تو بیشک میں گھاٹے میں رہوں گا۔ اور حضرات اہلسنت کی مشہور ترین تفسیر در منثور سیوطی جلد اول صفحہ ۶۱ مطبوعہ مصر میں ہے کہ وہ کلمات رحمت اسمائے پنجتن پاک یعنی (باقی صـ۵۴ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ وَلَدِہٖ اَنْبِیَآءَ اَخَذَ عَلَی الْوَحْیِ
مِیْثَاقَھُمْ۔ وَعَلٰی تَبْلِیْغِ الرِّسَالَۃِ
اَمَانَتَھُمْ۔ لَمَّا بَدَّلَ اَکْثَرُ خَلْقِہٖ
عَھْدَ اللّٰہِ اِلَیْھِمْ فَجَھِلُوْا حَقَّہٗ۔
وَاتَّخَذُوا الْاَنْدَادَ مَعَہٗ۔ وَاجْتَالَتْھُمُ
الشَّیَاطِیْنُ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ۔ وَاقْتَطَعَتْھُمْ
عَنْ عِبَادَتِہٖ۔ فَبَعَثَ فِیْھِمْ رُسُلَہٗ۔ وَ
وَاتَرَ اِلَیْھِمْ اَنْبِیَآءَہٗ۔ لِیَسْتَاْدُوْھُمْ
مِیْثَاقَ فِطْرَتِہٖ۔ وَیُذَکِّرُوْھُمْ
مَنْسِیَّ نِعْمَتِہٖ۔ وَیَحْتَجُّوْا عَلَیْھِمْ
بِالتَّبْلِیْغِ۔ وَیُثِیْرُوْا لَھُمْ دَفَائِنَ

اُن کی اولاد سے کچھ (لوگوں کو) نبی منتخب کیا جن سے اپنی وحی
پہونچانے پر عہد و پیمان اور تبلیغ رسالت کرنے پر امانت
(کا اقرار) لیا جب اکثر مخلوق نے اپنے اُس عہد کو بدل دیا جو
خدا نے اُن سے لیا تھا۔ پھر خدا کا حق بھول گئے (بتوں کو)
اُس کا شریک تجویز کیا۔ شیطان نے اُن کو معرفت خدا سے
پھیر دیا اور اُس کی عبادت سے جدا کر دیا لہذا خدا نے
اُن میں اپنے رسولوں کو مبعوث کیا اور اپنے نبیوں کو
متواتر بھیجا تاکہ اُن سے فطرت کے عہد کو پورا کرائیں۔
اُس کی بھولی ہوئی نعمتوں کو یاد دلائیں۔ تبلیغ (احکام)
کرکے حجت تمام کریں۔ اُن کی عقلوں کے خزانے کھولیں
اور قدرت (خدا) کی نشانیاں دکھائیں۔ جن میں سے

(بقیہ صہ ۵۳) محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین تھے۔ غرض توبہ قبول کرنے کے بعد آپ کو دنیا میں نازل کیا جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے کہ پہلے خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول کی بعد ازاں آپ دنیا میں تشریف لائے جس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں آپ کا آنا بطور سزا نہیں تھا کیونکہ توبہ قبول کرنے کے بعد سزا کیسی بلکہ یہ تو توبہ قبول ہونے کی علامت ہے کہ آپ کا درجہ بلند کیا گیا۔ دنیا کی آبادی کا سبب قرار پائے جو نہ فرشتوں سے ہو سکتا تھا نہ جناب سے۔ اس کے بعد یہ درجہ دیا گیا کہ آپ کو اور انبیاء و اوصیاء کے جد اعلیٰ قرار پانے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرتؑ نے اس خطبہ میں عجیب طرح کی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے کہ مشکل ہی کوئی اُسکو ادا کر سکے کیونکہ پہلے تو اس کو فرمایا کہ خدا نے اُن کو توبہ کی توفیق دی اور کلمات رحمت کے تعلیم فرمائے پھر اسکا وعدہ کیا کہ اُن کو جنت میں جگہ دے گا۔ ان تین امروں کے لئے خدا نے تین باتیں کیں کہ دار دنیا میں اُتارا اور ذریعہ ترقی نسل قرار دیا اور انبیا کو انکی نسل سے پیدا کیا ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا ۱ شارحین کتاب سے علمائے شیعہ فرماتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے اُس عہد الست کی طرف جس کو خدا نے کلام مجید سورۂ اعراف کے اس آیہ میں ذکر فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی الآیہ یعنی جب تمھارے پروردگار نے اولاد آدم سے اُن کی پشت در پشت اولاد کو لیا اور اُن کو اُنھیں پر گواہ قرار دے کر کہا کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں تو اُن سب نے کہا ہاں لیکن علامہ ابن ابی الحدید اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس طرف اشارہ مُراد لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (باقی صہ ۵۵ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْعُقُوْلِ۔ وَيُرُوْهُمُ الْاٰيَاتِ الْمُقَدَّرَةَ
مِنْ سَقْفٍ فَوْقَهُمْ مَرْفُوْعٍ۔ وَمِهَادٍ
تَحْتَهُمْ مَوْضُوْعٍ۔ وَمَعَايِشَ تُحْيِيْهِمْ
وَاٰجَالٍ تُفْنِيْهِمْ۔ وَاَوْصَابٍ تُهْرِمُهُمْ
وَاَحْدَاثٍ تَتَابَعُ عَلَيْهِمْ۔ وَلَمْ يُخْلِ
سُبْحَانَهٗ خَلْقَهٗ مِنْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ۔
اَوْ كِتَابٍ مُنْزَلٍ۔ اَوْ حُجَّةٍ لَازِمَةٍ۔
اَوْ مَحَجَّةٍ قَائِمَةٍ۔ رُسُلٌ لَا تُقَصِّرُ
بِهِمْ قِلَّةُ عَدَدِهِمْ۔ وَلَا كَثْرَةُ
الْمُكَذِّبِيْنَ لَهُمْ۔ مِنْ سَابِقٍ سُمِّيَ
لَهٗ مَنْ بَعْدَهٗ۔ اَوْ غَابِرٍ عَرَّفَهٗ مَنْ

ایک چھت (ایسا آسمان) ہے جو ان کے اوپر بلند ہے
اور ایک فرش (ایسی زمین) ہے جو اُن کے نیچے بچھی ہوئی
ہے اور ذرائع معاش ہیں جو انھیں زندہ رکھتے ہیں اور
اجلیں ہیں جو فنا کرتی ہیں اور بیماریاں ہیں جو بوڑھا کرتی
ہیں اور (اسیطرح دوسرے) حوادث ہیں جو متواتر واقع ہوتے
رہتے ہیں۔ غرض خدائے سبحانہ نے کبھی اپنی مخلوق کو کسی نبی
مرسل۔ یا نازل کی ہوئی کتاب یا حجتِ لازمہ (امام) یا واضح
طریقہ سے خالی نہیں رکھا۔ رسول (بھی) ایسے جن کی تعداد
کی کمی۔ اور جھٹلانے والوں کی زیادتی (تبلیغ رسالت سے)
اُن کو قاصر نہیں رکھتی تھی جن میں سے بعض جانے والے کو
آنے والے (رسول) کا نام بتا دیا جاتا اور بعض آنے والے کی

(بقیہ صفحہ ۵۴) بلکہ حضرت امیر المومنینؑ کی مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ چونکہ خداوند عالم کی معرفت اور توحید و عدل کی دلیلیں انسان کی عقل میں فطرت کے وقت ہی سے مرکوز رہتی ہیں اور دنیاوی لغویات میں مبتلا ہو کر انسان ان کو بھول جاتا ہے لہذا خداوند عالم نبیوں کو بھیجتا رہا تاکہ عقل کی ان فطری دلیلوں کو تازہ کرتے رہیں اور اُن کی تقویت فرمایا کریں چنانچہ اسی فطرت کا اس حدیث شریف میں بھی ذکر ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ یعنی ہر بچہ دین فطرۃ اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے ہاں بعد پیدا ہونے کے والدین اُسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ مذہب پر لگا دیتے ہیں مگر حق وہی ہے جو علمائے شیعہ نے فرمایا کیونکہ یہ حدیث اسی قول باری کی شرح کرنے والی ہے اور حضرت کا جملہ اَخَذَ عَلَى الْوَحْيِ مِيْثَاقَهُمْ صاف بتا رہا ہے کہ یہ کلام خدا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ سے مقتبس ہے ۱۲ اس عہد فطرت سے مراد بھی وہی عالم ذر کا عہد ہے جس کے متعلق پہلے ذکر ہو چکا لیکن مفتی محمد عبدہ مفتی مصر اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ خدا نے انسان میں طبیعتوں اور قوتوں کو پیدا کر کے اور اُس کے لئے اپنی قدرت و حکمت کے شواہد اور علامات قائم فرما کر گویا اس پر انسان سے عہد لیا ہے کہ ان طبیعتوں اور قوتوں کو انھیں کاموں میں صرف کرے گا جن کے لئے وہ طبیعتیں اور قوتیں خدا نے پیدا کی ہیں اور انسان بھی اپنی فطرت کے مطابق اس عہد پر ہی عمل کرتا رہتا اگر شیطان اُس کے دل میں شہوات کے وسوسوں سے شبہہ نہیں پیدا کر دیتا لہذا خدا نے نبیوں کو بھیجا کہ انسان سے اسکی اسی فطرت کے مقتضے کو ادا کرائیں یعنی انسان سے (باقی صفحہ ۵۶ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَبْلَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ نُسِلَتِ الْقُرُوْنُ ۔ وَ
مَضَتِ الدُّهُوْرُ ۔ وَسَلَفَتِ الْاٰبَاءُ ۔
وَخَلَفَتِ الْاَبْنَاءُ ۔ اِلٰی اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ
سُبْحَانَهٗ ۔ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِاِنْجَازِ عِدَتِهٖ ۔ وَ
تَمَامِ نُبُوَّتِهٖ ۔ مَاْخُوْذًا عَلَی النَّبِيِّيْنَ
مِيْثَاقُهٗ مَشْهُوْرَةً سِمَاتُهٗ ۔ كَرِيْمًا
مِيْلَادُهٗ ۔ وَاَهْلُ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ
مِلَلٌ مُّتَفَرِّقَةٌ ۔ وَاَهْوَاءٌ مُّنْتَشِرَةٌ ۔
وَطَوَآئِفُ مُتَشَتِّتَةٌ ۔ بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلّٰهِ
بِخَلْقِهٖ ۔ اَوْ مُلْحِدٍ فِيْ اِسْمِهٖ ۔ اَوْ مُشِيْرٍ

کی تعریف پہلا نبی کرجاتا تھا (غرض) اسیطرح صدیاں گزریں اور زمانے
بسر ہوئے پرانے لوگ مرتے اور نئے لوگ اُن کی جگہ لیتے
رہے یہاں تک کہ خدائے سبحانہ نے اپنا وعدہ پورا کرنے
اور نبوت کو ختم کرنے کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث
کیا جن (کے اقرار نبوت) کا عہد نبیوں سے لے لیا گیا تھا
اور علامتیں اُنکی (پہلے ہی سے) مشہور ہو رہی تھیں جن کی
ولادت کا زمانہ نہایت مکرم تھا (کیونکہ) اُس زمانہ میں سب
اہل زمین متفرق مذہبوں۔ پراگندہ خواہشوں اور مختلف
راہوں میں (بھٹک رہے) تھے۔ کوئی خدا کو اُسکی مخلوق سے
مشابہ کرتا۔ کوئی اُس کے نام میں الحاد کرتا (اور) کوئی
(بالکل ہی) غیر خدا کی طرف لو لگاتا۔ پس خدا نے آنحضرتؐ کے

(بقیہ صہ۵۵) وہی اعتقادات قبول اور وہی اعمال انجام گرائیں جو اُسکی فطرت کے حسب حال ہیں اور جن کو عقل مستقیم صحیح بتاتی ہے مگر قرآن مجید کا بیان نہایت شافی ہے وہی زیادہ قابل اعتماد و وثوق ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۹۵ اس جملہ میں حضرتؑ نے صاف طور پر ظاہر کیا کہ خلق خدا کبھی خالی نہ رہی ان تین چیزوں سے یا تو کوئی نبی مرسل رہا جو خلائق پر احکام تبلیغ کرتا رہا مثل آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کہ یہ لوگ نبی بھی تھے رسول بھی اور صاحب شریعت بھی۔ اور اگر رسول کا زمانہ نہ رہا جسکو زمانہ فترت کہتے ہیں تو اس رسول کی کتاب ہی جس پر خلائق عمل کرتی یا حجت لازمہ یعنی امام رہا جو اپنے رسول کے احکام کو بتاتا اور خلائق کو اُسکی تعلیم دیتا ابن ابی الحدید اسکی شرح میں لکھتے ہیں کہ "امامیہ اسکے قائل ہیں کہ مراد اس سے امام معصوم ہے جس سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا اور ممکن ہے کہ اس سے مُراد عقل ہو کہ وہ بھی حجت ہے"، لیکن سیاق کلام کہتا ہے کہ مراد اس سے وجود امام معصوم ہے کیونکہ پہلے اغراض بعثت انبیا کو حضرتؑ نے بتایا ہے کہ تبلیغ رسالت کریں اور اُن کے عقلی خزانوں کو ظاہر کریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ عقلیں اُن لوگوں کی ضعیف تھیں اور حرص و ہوا کے نیچے دبی ہوئی تھیں جس کے لئے ضرورت ہوئی بعثت انبیا کی تو اب ان عقول ضعیفہ کو بشمول ان حجتوں کے کیونکر ذکر کر سکتے ہیں کیونکہ اگر مجرد عقل کافی ہوتی تو بعثت انبیا کی ضرورت نہ تھی لہذا معلوم ہوا کہ مراد اس سے وہی امام معصوم ہے جو نبی سابق کا وصی ہو جو اسکے احکام کی تبلیغ کرتا رہے۔ اسی وجہ سے اسکو سب کے آخر میں ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ اس حجت لازمہ کی ضرورت ہر حالت میں ہے خواہ نبی مرسل (باقی صہ۵۷ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَى غَيْرِهٖ۔ فَهَدَاهُمْ بِهٖ مِنَ الضَّلَالَةِ
وَأَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهٖ مِنَ الْجَهَالَةِ
ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهٗ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لِقَاءَهٗ۔ وَرَضِيَ لَهٗ مَا عِنْدَهٗ
وَأَكْرَمَهٗ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا۔ وَرَغِبَ
بِهٖ عَنْ مُقَارَنَةِ الْبَلْوٰى۔ فَقَبَضَهٗ
إِلَيْهِ كَرِيمًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔ وَ
خَلَّفَ فِيكُمْ مَا خَلَّفَتِ الْأَنْبِيَاءُ
فِي أُمَمِهَا۔ إِذْ لَمْ يَتْرُكُوهُمْ هَمَلًا۔

سبب سے اُن کو ضلالت سے نکال کر ہدایت کی طرف پہونچایا
اور جہالت کے گڈھے سے آپ کی بدولت اُن کو نجات دی۔
پھر خدائے سبحانہ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی درگاہ
میں طلب کرنا چاہا اور اپنی بارگاہ کی نعمتوں کو آپ کے لئے
پسند کیا تو عزت کے ساتھ دنیا سے اُٹھا لیا اور امتحان گاہ
(عالم) سے متنفر کر دیا۔ غرض (خدا نے) آنحضرتؐ کو اپنی
درگاہ میں نہایت احترام سے بُلایا تو حضرت تم لوگوں میں
وہ چیزیں چھوڑتے گئے جو گزشتہ انبیاء اپنی امتوں میں
چھوڑتے رہے ہیں کیونکہ وہ حضرات اپنی امتوں کو یوں ہی

(بقیہ صفحہ ۵۶) صاحب کتاب ہو یا نہیں جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ اور جملہ لَا تَقْضِي بِهِمْ قِلَّةُ عَدَدِهِمْ سے اشارہ ان انبیاء
اور اوصیاء اور اولیاء کے حالات کی طرف ہے کہ اگرچہ اُن انبیاء و اوصیاء کی تعداد قلیل تھی اور اُن کے دشمنوں اور مکذبوں (جھٹلانے
والوں) کی تعداد زیادہ رہی مگر وہ اظہار حق سے باز نہ آئے خواہ رعیت قبول کرے یا نہ کرے بعضوں کا یہ خیال ہے کہ نبوت
یا امامت میں اسکی بھی شرط ہے کہ لوگ انکے مطیع ہوں ان کی حکومت کو قبول کریں حالانکہ ایسا نہیں ہے شیخ ابو شکور کہ علمائے
اہلسنت سے ہیں اپنی کتاب تمہید میں لکھتے ہیں کہ امام کی اطاعت رعایا پر فرض ہے اگر غلبہ نہ ہو تو یہ بسبب نافرمانی رعایا ہے۔
اس سے امام خلافت سے معزول نہیں ہوتا۔ جناب رسالتمآب ابتدائے رسالت میں غلبہ نہ رکھتے تھے کیونکہ کفار سرکشی کرتے تھے تو
اس سے حضرت کی رسالت کو کیا ضرر ہوا۔ اسی طرح جناب امیر کی خلافت کو بھی تمام مسلمانوں نے نہ قبول کیا اور اس کے ساتھ
بھی وہ حضرت امامت سے معزول نہ تھے بلکہ میں کہتا ہوں کہ قوم مسلمان اگر مرتد بھی ہو جائے تو بھی امام امامت سے معزول نہ ہوگا ۱۲

حاشیہ صفحہ ۵۶ اس عہد و پیمان انبیا کی حقیقت تفسیر شیخ عبد الوہاب میں یوں ہے ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ جب میں شب معراج میں آسمان پر گیا تو کل انبیاء جمع ہوئے اور سب نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ اس پر مبعوث ہوئے
کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں اور آپ کی نبوت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کا اقرار کریں۔ توضیح الدلائل،
شہاب الدین اور مفاتیح الاعجاز و معرفۃ علوم الحدیث امام حاکم اخطب خوارزم و تفسیر ثعلبی و مفتاح النجا مرزا محمد بدخشی و
ینابیع المودہ شیخ سلیمان قندوزی میں بھی اس قسم کی روایتیں موجود ہیں ۱۲ ۵۲ اس زمانہ کے حالات کی تفصیل علامہ
ابن ابی الحدید نے مجمل طور پر یہ لکھی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت مبعوث برسالت ہوئے دنیا میں بہت سے دین (باقی صفحہ ۵۸ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِغَيْرِ طَرِيْقٍ وَاضِحٍ۔ وَلَا عَلَمٍ قَائِمٍ۔
كِتَابَ رَبِّكُمْ فِيْكُمْ مُبَيِّنًا حَلَالَهٗ وَ
حَرَامَهٗ۔ وَفَرَائِضَهٗ وَفَضَائِلَهٗ۔ وَ
نَاسِخَهٗ وَمَنْسُوْخَهٗ۔ وَرُخَصَهٗ وَ
عَزَائِمَهٗ۔ وَخَاصَّهٗ وَعَامَّهٗ۔ وَعِبَرَهٗ
وَاَمْثَالَهٗ۔ وَمُرْسَلَهٗ وَمَحْدُوْدَهٗ۔ وَ
مُحْكَمَهٗ وَمُتَشَابِهَهٗ۔ مُفَسِّرًا مُجْمَلَهٗ۔
وَمُبَيِّنًا غَوَامِضَهٗ۔ بَيْنَ مَاْخُوْذٍ مِيْثَاقُ
فِيْ عِلْمِهٖ۔ وَمُوَسَّعٍ عَلَى الْعِبَادِ فِيْ جَهْلِهٖ

بغیر واضح طریقہ اور روشن دلیل کے تو چھوڑتے نہیں تھے،
(لہذا آنحضرتؐ نے بھی) تم میں تمہارے رب کی کتاب (قرآن)
چھوڑی[1] جو اُس کے حلال و حرام۔ واجبات و مستحبات۔
ناسخ و منسوخ۔ رخصت و عزیمت۔ خاص و عام۔ نصائح و
امثال۔ مطلق و مقید اور محکم و متشابہ کی بیان کرنے والی
اور مجمل کی تفسیر اور مشکلات کی توضیح کرنے والی ہے[2]۔
(یہ کتاب منقسم ہے) درمیان اُن اُمور کے جن کے جاننے کا
عہد (ہر شخص سے) لیا گیا ہے اور اُن کے جن سے جاہل
رہنے کی بندوں کو اجازت دی گئی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۷) پھیلے ہوئے تھے۔ یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ صابئون بُت پرست۔ فلاسفہ۔ زنادقہ۔ اور جس امت میں آپ کی بعثت ہوئی عرب کی یہ حالت تھی کہ بعض تو معطلہ تھے جو صانع عالم کے منکر تھے کہ نہ کوئی ہمارا خالق ہے نہ قیامت ہوگی نہ مُردے زندہ ہوں گے بلکہ جیسا کہ قرآن مجید میں اُن کے حالات مذکور ہیں یہی اُن کا عقیدہ تھا کہ جو کچھ ہے یہی دنیا اور اسی کی زندگی۔ اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کرتا ہے بعض کا یہ مذہب تھا کہ خالق عالم کا تو اقرار کرتے تھے مگر قیامت کے منکر تھے اور بعضوں کا یہ مذہب تھا کہ اقرار خالق کے ساتھ فی الجملہ حشر و نشر کے بھی قائل تھے مگر رسالت انبیاء کے منکر تھے اور بُت پرستی کرتے تھے بعض عرب کا مذہب یہ تھا کہ وہ تناسخ کے قائل تھے کہ ایک بدن سے روح نکل کر دوسرے قالب میں جاتی ہے بعض عرب مشبہ اور مجسمہ تھے کچھ لوگ یہودیت کی طرف مائل تھے اور کچھ نصرانیت کی طرف اور کچھ صابئہ کی طرف کہ نجوم و کواکب کی پرستش کرتے بعض لوگ محفوظ تھے مثل عبدالمطلب و ابوطالب وغیرہ کے ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا [1] حضرت کا یہ فقرہ کہ رسول اللہ نے بھی تم لوگوں میں وہی چیزیں چھوڑیں جو انبیائے ماسبق نے چھوڑی تھیں عجب طرح کا بلیغ فقرہ ہے کہ جہاں حضرت کی رسالت ثابت کی وہاں اپنی امامت بھی ثابت کر دی کیونکہ کل انبیائے ماسبق صاحب کتاب نہ تھے بلکہ اکثر صاحب شریعت بھی نہ تھے تابع دوسرے رسول کے تو جب رسالت میں یا صاحب شریعت ہونے میں نہ سب مساوی ہیں نہ سب صاحب کتاب ہیں بلکہ بعض صاحب کتاب ہیں بعض نہیں۔ تو اب اس قدر مشترک کو دیکھنا چاہیے جس میں کل انبیا شریک ہیں وہ یہی وصی کا مقرر کرنا ہے! کہ کوئی نبی کوئی رسول بلا وصی نہیں گزرا ہے۔ تو اب معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے بھی اپنے وصی کو اپنی امت میں خلیفہ مقرر کیا۔ جس طرح حضرت آدمؑ نے حضرت شیث ہبۃ اللہ کو حضرت شیث نے اپنے فرزند انوش کو حضرت انوش نے اپنے صاحبزادے (باقی صفحہ ۵۹ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَبَيْنَ مُثْبَتٍ فِي الْكِتَابِ فَرْضُهُ۔ وَ
مَعْلُومٍ فِي السُّنَّةِ نَسْخُهُ۔ وَوَاجِبٍ
فِي السُّنَّةِ أَخْذُهُ۔ وَمُرَخَّصٍ فِي الْكِتَابِ
تَرْكُهُ۔ وَبَيْنَ وَاجِبٍ بِوَقْتِهِ۔ وَزَائِلٍ
فِي مُسْتَقْبَلِهِ۔ وَمُبَايِنًا بَيْنَ مَحَارِمِهِ۔
مِنْ كَبِيرٍ أَوْعَدَ عَلَيْهِ نِيرَانَهُ۔ أَوْ
صَغِيرٍ أَرْصَدَ لَهُ غُفْرَانَهُ۔ وَبَيْنَ
مَقْبُولٍ فِي أَدْنَاهُ۔ مُوَسَّعٍ فِي أَقْصَاهُ۔
(مِنْهَا ذُكِرَ فِي الْحَجِّ) وَفَرَضَ عَلَيْكُمْ

اور درمیان اُن امور کے جن کا فرض ہونا تو کتاب میں ثابت
لیکن منسوخ ہونا حدیث سے معلوم ہے[1]۔ اور درمیان اُن کے
جن کا اختیار کرنا حدیث میں واجب ہے لیکن کتاب میں اُن کے
ترک کی اجازت ہے[2]۔ اور درمیان اُن کے جو اپنے وقت میں
واجب لیکن آیندہ ساقط ہیں[3] (اسیطرح یہ کتاب) تفریق
کرنے والی ہے اُسکے محارم میں کہ گناہ کبیرہ پر جہنم کا خوف دلایا ہے
اور گناہ صغیر کیلئے اپنی مغفرت مہیا رکھی ہے اور (اسیطرح یہ
کتاب منقسم ہے) درمیان ان امور کے جنکا تھوڑا مقبول ہے اور زیادہ
میں وسعت دیگئی ہے[4]۔ (اسی خطبہ کا ایک جز جسکو حج کے متعلق فرمایا) اور

(بقیہ صفحہ ۵۸) قنیان کو قنیان نے اپنے فرزند مہلائیل کو مہلائیل نے اپنے فرزند یرد کو یرد نے حضرت ادریس کو حضرت ادریس نے
اپنے فرزند متوشلخ کو متوشلخ نے اپنے فرزند لمک کو حضرت نوح نے جو نبی مرسل ہیں اپنے فرزند سام کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے
فرزند اسحٰق کو حضرت اسحٰق نے حضرت یعقوب کو حضرت یعقوب نے اپنے فرزند حضرت یوسف کو حضرت ایوب نے اپنے فرزند
حومل کو حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون اپنے بھائی کو پھر اُن کی وفات پر اُن کی اولاد تک پہونچانے کو حضرت یوشع کو حضرت
یوشع نے کالب بن یوفنا کو کالب نے اپنے فرزند یوشافاش کو حضرت الیاس نے الیسع کو حضرت الیسع نے ذوالکفل کو حضرت
داؤد نے اپنے فرزند سلیمان کو حضرت سلیمان نے اپنے فرزند رحیعم کو اور حضرت عیسےٰ نے شمعون کو اپنا وصی کیا (تاریخ کامل و
روضۃ الصفا وغیرہ) یہ اکیس نام صرف اس غرض سے لکھے گئے تاکہ معلوم ہو ہر طبقہ میں ہر نبی نے اپنی ہی زندگی میں اپنا وصی مقرر
کیا اور امت کو بتا دیا کہ یہ ہمارا وصی ہے۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ خاتم الانبیا سید المرسلین اسکے خلاف کرے اور کسی شخص کو اپنا وصی
و خلیفہ نہ مقرر کر جائے۔ حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کہہ اے محمد کہ میں رسولوں سے نیا
نہیں ہوں اور فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ تو پھر سب انبیائے ماسبق کی مخالفت کیونکر کر سکتے تھے۔ تو اب قول جناب امیر کی
حقیقت بھی معلوم ہوئی جو حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے تم لوگوں میں انھیں چیزوں کو چھوڑا یعنی خلیفہ کیا جن چیزوں کو
انبیائے ماسبق اپنی امت میں چھوڑ گئے تھے یعنی ایک وصی دوسرا قرآن جس کی توضیح اُس حدیث میں موجود ہے جو بتواتر
حضرت رسول سے ثابت ہے کہ آپنے فرمایا اِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي كِتَابَ اللهِ
وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي جس سے معلوم ہوا کہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گی (بقیہ تفصیل ضمیمہ میں آئیگی) ۱۲ بقیہ صفحہ ۶۰

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَجَّ لِبَيْتِهِ الْحَرَامِ۔ الَّذِي جَعَلَهُ قِبْلَةً لِلْأَنَامِ۔ يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ۔ وَيَالَهُونَ إِلَيْهِ وُلُوهَ الْحَمَامِ۔ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلَامَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ۔ وَإِذْعَانِهِمْ لِعِزَّتِهِ۔ وَاخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُمَّاعًا أَجَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتَهُ۔ وَصَدَّقُوا كَلِمَتَهُ۔ وَوَقَفُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَائِهِ۔ وَتَشَبَّهُوا بِمَلَائِكَتِهِ الْمُطِيفِينَ بِعَرْشِهِ يُحْرِزُونَ الْأَرْبَاحَ فِي مَتْجَرِ عِبَادَتِهِ۔ وَيَتَبَادَرُونَ عِنْدَ مَوْعِدِ مَغْفِرَتِهِ۔ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِلْإِسْلَامِ عَلَمًا۔ وَلِلْعَائِذِينَ حَرَمًا۔ فَرَضَ حَجَّهُ۔ وَأَوْجَبَ حَقَّهُ۔

(خدا نے) تم پر حج واجب کیا اپنے خانہ کعبہ کا جسکو مخلوق کا قبلہ قرار دیا ہی جہاں لوگ اسطرح ٹوٹتے ہیں جسطرح (پانی پر) جانور اور اسطرح فریفتہ ہوتے ہیں جسطرح کبوتر اور جسے خدائے سبحانہ نے اسکی علامت قرار دی ہی کہ بندے اُسکی عظمت کے سبب سے تواضع کریں اور اُسکی عزت کے مقر ہوں۔ اور اپنی مخلوق سے ایسے سُننے والے بندوں کو چُنا جنھوں نے اُسکی دعوت قبول کی۔ اُسکے کلمہ کی تصدیق کی۔ مقامات انبیاء میں ٹھہرے اور عرش خدا کے طواف کرنے والے فرشتوں کے مثل قرار پائے (کیونکہ وہ) عبادت خدا کی تجارت کے منافع جمع کرتے اور اُسکے وعدۂ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ خدائے سُبحانہ نے اُس (کعبہ) کو اسلام کا عَلَم اور پناہ لینے والوں کے امن کی جگہ قرار دی ہے (لہذا) اس کے حج کو فرض اور اُس کے حق کو واجب کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹ کِتَابُ رَبِّكُمْ سے حضرت قرآن مجید کے صفات بیان کرتے ہیں حلال جیسے پانی حرام جیسے شراب واجب جیسے نماز مستحب جیسے صدقہ۔ ناسخ جیسے اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ منسوخ جیسے لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ رخصت وہ امر جس کی باوجود حرمت اجازت دیگئی ہو جیسے روزہ ترک کرنا مسافر کے لئے عزیمت وہ حکم جس کے ترک کی اجازت نہ ہو جیسے خدا کو ایک ماننا۔ خاص وہ جسمیں کوئی حکم ایک ہی فرد سے مخصوص ہو عام وہ جسمیں سب برابر ہوں۔ نصائح و امثال پہلے لوگوں کے وہ حکایات جن سے عبرت حاصل ہو مطلق وہ حکم جسمیں کوئی قید نہ ہو جیسے وضو میں منھ دُھونے کا حکم بے قید ہے۔ مقید وہ جسمیں کوئی قید ہو جیسے وضو کرنے میں ہاتھ دُھونے کا حکم ہے کہ قید کر دی گئی ہے کہنیوں تک دُھونے کی۔ محکم وہ جس کے سمجھنے میں کوئی شبہہ نہ ہو جیسے وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ متشابہ وہ جس کے سمجھنے میں شبہہ ہو جیسے يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں) کہ اسمیں ید کے معنی میں شبہہ ہوتا ہے کہ مراد اس سے ہاتھ ہی یا قوت یا اختیار۔ پھر قرآن مجید کی تقسیم دوسری طرح فرمائی کہ بعض چیز کا جاننا ہر شخص کو ضروری ہے جیسے وجود خدا کا جاننا۔ اور بعض سے جاہل رہنے کی اجازت ہے جیسے کٓهٰيٰعٓصٓ وغیرہ ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۹ ۱ جیسے پہلے بیوہ کے زنا پر اُس کو مرتے وقت تک قید رکھنے کا حکم تھا (باقی صـ ۶۱ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَكَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهٗ۔ فَقَالَ سُبْحَانَهٗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور تم پر وہاں کی حاضری لازم کی۔ پس فرمایا "اور لوگوں پر واجب ہے کہ خدا کے لئے خانۂ کعبہ کا حج کریں جنھیں وہاں تک پہونچنے کی استطاعت ہو اور جس نے انکار کیا تو (خیر) خدا سارے جہان سے مستغنی ہے۔

خطبہ (۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ بَعْدَ انْصِرَافِهٖ مِنْ صِفِّيْنَ

جنگ صفین سے لوٹنے کے بعد حضرتؑ نے جو خطبہ فرمایا اُس کا ایک حصہ[1]

اَحْمَدُهٗ اِسْتِتْمَامًا لِنِعْمَتِهٖ۔ وَاِسْتِسْلَامًا لِعِزَّتِهٖ۔ وَاِسْتِعْصَامًا مِنْ مَعْصِيَتِهٖ۔ وَاَسْتَعِيْنُهٗ فَاقَةً اِلٰى كِفَايَتِهٖ۔ اِنَّهٗ لَا يَضِلُّ مَنْ هَدَاهُ۔ وَلَا يَئِلُ مَنْ عَادَاهُ۔ وَلَا يَفْتَقِرُ مَنْ كَفَاهُ۔ فَاِنَّهٗ

میں اُس (خدا) کی حمد کرتا ہوں تاکہ اُسکی نعمت تمام اور اُسکی عزت کی فرمانبرداری (ثابت) اور اُسکے گناہوں سے بچنے کی قوت حاصل ہو اور اُسکی مدد چاہتا ہوں اُسکی کفایت کا محتاج ہوکر کیونکہ اُس نے جسکی ہدایت کی وہ گمراہ نہیں ہوسکتا اور جس نے اُسکی مخالفت کی وہ نجات نہیں پاسکتا اور جس کی اُس نے کفایت کی وہ فقیر نہیں ہوسکتا پس یہ (حمد)

(بقیہ صفحہ ۶۰) لیکن حدیث سے یہ حکم منسوخ ہوا کہ اُسکو سنگسار کیا جاوے ۱۲ [2] جیسے ابتدائے اسلام میں حدیث سے بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز کا حکم تھا اور قرآن سے وہ منسوخ ہوگیا ۱۲ [3] جیسے مستطیع ہونے کے بعد ایک دفعہ حج واجب ہے پھر کبھی واجب نہیں ہوتا ۱۲ [4] جیسے قسم کے خلاف کرنے میں کفارہ ہو کہ خواہ ایک بندہ آزاد کرے خواہ دس مسکین کو کھانا یا کپڑا دے یہ زیادہ ہو جسمیں وسعت ہے لیکن اگر ان تینوں چیزوں سے عاجز ہو تو تین روز روزہ رکھے کہ اگرچہ یہ تھوڑا ہو لیکن مقبول ہو ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] صفین ملک شام کے قریب کا ایک مقام ہو جہاں جنگ جمل کے بعد صفر ۳۷ھ ہجری میں جناب امیرالمومنین اور معویہ میں جنگ ہوئی تھی اور جسمیں شکست کے وقت معویہ نے کلام مجید کو نیزہ پر صلح کا فریب دینے کے لئے بلند کیا تھا ۱۲

[2] حضرتؑ نے اگرچہ احمدہٗ کا لفظ استعمال فرمایا ہے لیکن مقصود شکر ہے اور استتماماً سے استعصاماً من معصیتہ تک گویا اُس شکر کی غرض و غایت بیان کی ہے۔ پس حضرتؑ نے حمد و شکر ادا کرنے کی تین غرض فرمائی ہو نعمات خدا کا بتمام طلب کرنا بمفاد وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ۔ اُسکی عزت و جبروت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا بمفاد وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ اور اُسکی نافرمانیوں سے بچنا جس سے مذہب شیعہ کے عقیدۂ توفیق کی تائید ہوتی ہے کیونکہ گو بندے اپنے افعال میں پورے مختار ہیں لیکن چونکہ ہوائے ہوس نفسانی میں مبتلا رہ کر نفس امارہ سے مغلوب ہو جاتے ہیں لہذا خدا کی (باقی صفحہ ۶۲ پر)

GC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَرْجَحُ مَا وُزِنَ. وَأَفْضَلُ مَا خُزِنَ.
وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةً مُسْتَحْسَنًا
إِخْلَاصُهَا. مُعْتَقَدًا مُصَاصُهَا.
نَتَمَسَّكُ بِهَا أَبَدًا مَا أَبْقَانَا. وَ
نَدَّخِرُهَا لِأَهَاوِيلِ مَا يَلْقَانَا.
فَإِنَّهَا عَزِيمَةُ الْإِيمَانِ. وَفَاتِحَةُ
الْإِحْسَانِ. وَمَرْضَاةُ الرَّحْمٰنِ. وَ
مَدْحَرَةُ الشَّيْطَانِ. وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ
بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ. وَالْعَلَمِ الْمَأْثُورِ.

ہر اُس چیز سے بہتر ہی جو وزن کیجا سکے اور ہر اُس چیز سے افضل ہے
جو خزانہ میں رکھی جا سکے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ
وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کوئی معبود نہیں ایسی شہادت جسکا اخلاص
آزمایا ہوا۔ اور جسکا خلوص طے شدہ ہی (خدا) جبتک ہمیں رکھے
اسی (شہادت) سے تمسک رہیں گے اور آنیوالے (قیامت کے)
اندوہوں کیلئے (بھی) اسی کو ذخیرہ رکھیں گے کیونکہ یہی ایمان کا
اصل مقصود اور (باب) احسان کا کھولنے والا ہی اور (یہی)
(خدائے) رحمٰن کے خوش ہونے اور شیطان کے دفع ہونے کا
سبب ہے۔ اور میں اسکی (بھی) شہادت دیتا ہوں کہ محمد
(صلعم) اُسکے (مخصوص) بندہ اور رسول ہیں جنکو مبعوث کیا
اُس دین کیساتھ جو مشہور ہی اور ایسے نشان (ہدایت) کے ساتھ جو

(بقیہ صـ٦١) توفیق کی ضرورت ہوتی ہی جس سے بندے اچھے اعمال کرنے کی طرف راغب اور بُرے افعال سے متنفر ہوتے ہیں۔
یہاں شبہہ ہو سکتا ہی کہ حضرت نے طلب نعمت کو مقدم کیا ہی اور استسلام عزت کو مؤخر حالانکہ چاہیئے خلاف کہ پہلے ہم اُسکی معرفت
حاصل کریں تب نعمت طلب کریں لیکن چونکہ ہمارا وجود، شعور، ادراک یہ سب اُسی کی نعمتیں ہیں لہٰذا پہلا فرض ہمارا طلب نعمت
ہے اور یہی طلب نعمت استسلام عزت بھی ہی کیونکہ جب ہم نے سمجھ لیا کہ وہی منعم حقیقی ہی تو اس سے زیادہ استسلام عزت کیا
ہو سکتا ہی اور اسی کے ساتھ استعصام عن المعصیۃ بھی حاصل ہوگا کیونکہ جب ہم نے اُسکے انعام و اکرام پر خیال کیا اور اپنی
ناچیز ہونے پر تو خود بخود خیال ہوگا کہ بجز اُس کے کوئی بچانے والا نہیں ہی۔ بہرحال معنوی حیثیت سے تو ہر جملہ میں ایسا اتحاد و
ارتباط ہی کہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا اور لفظی حیثیت کو علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں و قولہ استتماماً و استعصاماً من لطیف الکنایۃ
و بدیعہا فسبحان من خصہ بالفضائل التی لا تنتہی السنۃ الفصحاء الی وصفہا و جعلہ امام کل ذی علم و قدوۃ کل حقیقۃ کہ آپ کی عبارت
نہایت لطیف اور بالکل جدید اور بدیع کنایہ سے ہی پس کیا ہی بزرگ خدا ہی جس نے حضرت علیؑ کو ایسے فضائل سے مخصوص
کیا جن تک بڑے بڑے فصحا کی زبانیں تک نہیں پہونچ سکتیں خدا نے حضرت کو ہر ذی علم کا امام اور حقیقت کا پیشوا قرار دیا ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا ١٢ دین مشہور میں دو احتمال ہی ایک یہ کہ اسمیں اشارہ ہی اُس شہرت کی طرف جو دین اسلام کو قبل سے حاصل تھی کہ ہر نبی
اولوالعزم اسکی خبر اور بشارت دیتا آیا حضرت ابراہیمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک توراۃ انجیل زبور میں اسکی صریحی (باقی صـ٦٣ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْكِتَابِ الْمَسْطُوْرِ۔ وَالنُّوْرِ السَّاطِعِ۔
وَالضِّيَاءِ اللَّامِعِ۔ وَالْأَمْرِ الصَّادِعِ۔
إِزَاحَةً لِلشُّبُهَاتِ۔ وَإِحْتِجَاجًا
بِالْبَيِّنَاتِ۔ وَتَحْذِيرًا بِالْآيَاتِ۔
وَتَخْوِيفًا بِالْمَثُلَاتِ۔ وَالنَّاسُ فِيْ
فِتَنٍ انْجَذَمَ فِيْهَا حَبْلُ الدِّيْنِ۔ وَ
تَزَعْزَعَتْ سَوَارِيْ الْيَقِيْنِ۔ وَاخْتَلَفَ
النَّجْرُ۔ وَتَشَتَّتَ الْأَمْرُ۔ وَضَاقَ
الْمَخْرَجُ۔ وَعَمِيَ الْمَصْدَرُ۔ فَالْهُدٰى
خَامِلٌ۔ وَالْعَمٰى شَامِلٌ۔ عُصِيَ الرَّحْمٰنُ۔
وَنُصِرَ الشَّيْطَانُ۔ وَخُذِلَ الْإِيْمَانُ۔

(گذشتہ انبیا سے) نقل ہوتا آیا ہے اور ایسی کتاب کے ساتھ جو
لکھی ہوئی ہے اور ایسے نور کے ساتھ جو تاباں ہے اور ایسی ضیا
کے ساتھ جو درخشاں ہے اور ایسے حکم کے ساتھ جو فیصل کر دینے والا
ہے تاکہ (آپ) شبہات دفع کریں معجزات سے حجت قائم کریں آیات
بینات سے ڈرائیں اور عقوبات الٰہی سے خوف دلائیں (غرض حضرت
کی بعثت تو اسلئے ہوئی مگر) اب یہ حالت ہے کہ لوگ ایسے فتنوں
میں ہیں جن سے دین کی رسی ٹوٹ گئی[۱] ارکان ایمان متزلزل ہو گئے
اصل (دین) میں اختلاف پڑ گیا احکام الٰہی پراگندہ ہو گئے[۲] اور
ان (فتنوں) سے نکلنے کی راہ تنگ اور راہ (ہدایت) پر آنے کی
جگہ گم ہو گئی۔ غرض (نور) ہدایت تو گل ہو گئی اور تاریکی (جہالت)
چھا گئی خدا کی نافرمانی کیجاتی ہے اور شیطان کی نصرت اور ایمان

(بقیہ صفحہ ۶۲) بشارتیں موجود ہیں لہذا اس قدیم شہرت کیطرف اشارہ فرمایا ہو۔ دوسرا احتمال یہ کہ اس شہرت کیطرف اشارہ ہو کہ
باوصفے کہ آپ مکہ معظمہ میں مظلوم و مقہور رہے مگر آپکے دین کی شہرت تمام پھیل گئی تھی یہانتک کہ نجاشی بادشاہ حبشہ آپ پر غائبانہ
ایمان لایا یا اسکی طرف اشارہ ہو کہ صرف ۲۳ سال میں اس دین کو ایسی شہرت حاصل ہوئی کہ ادیان مشہورہ کے ساتھ اسکا نام بھی مشہور
ہو گیا بلکہ بہ استثنا یہود و نصاریٰ و مجوس جو ایک ایک سلطنت کے مذہب تھے کل مذاہب اسلام کے مقابلہ میں گم نام ہوئے العلم الماثور
کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید کو تردد ہوا کہ کیا مراد ہے کیونکہ ماثور کے معنی منقول کے ہیں اور علم بمعنی نشان لہذا قرآن کو مراد لیا
جس کی غلطی اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت ہی نے قرآن کو علیحدہ ذکر کیا۔ اور بعض نے معجزات مراد لی ہے مگر اس تکلف کی ضرورت
نہیں کیونکہ مقصود اس سے حضرت کے وہ اخلاق و احسانات بھی ہو سکتے ہیں جو قیامت تک مذکور رہیں گے خواہ کوئی اسلام
قبول کرے یا نہ کرے لیکن حضرت کا مداح رہے گا لہذا حضرت صلعم کا ہر فعل اور ہر امر یہ حیثیت رکھتا ہے کہ نشان کہا جائے ۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وتخویفا بالمثلات تک تو مطلب واضح ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے آنحضرت صلعم کی بعثت اور آپکے
صفات بیان فرمائے ہیں لیکن والناس فی فتن انجذم فیہا حبل الدین کے مقصود میں شارحین کو تردد ہے کہ حضرت کا اشارہ کس
طرف ہے علمائے شیعہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد لوگ جن فتنہائے ضلالت و دنیا پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے حضرت
انھیں کا ذکر فرماتے ہیں لیکن علامہ ابن ابی الحدید ایک احتمال یہ بھی پیدا کرتے ہیں "یہ جملے بھی زمانہ جاہلیت ہی سے متعلق (باقی صفحہ ۶۴ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ۔ وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ۔ وَدَرَسَتْ سُبُلُهُ۔ وَعَفَتْ شُرُكُهُ۔ اَطَاعُوا الشَّيْطَانَ فَسَلَكُوْا مَسَالِكَهُ۔ وَوَرَدُوْا مَنَاهِلَهُ۔ بِهِمْ سَارَتْ اَعْلَامُهُ۔ وَقَامَ لِوَاؤُهُ فِيْ فِتَنٍ دَاسَتْهُمْ بِاَخْفَافِهَا۔ وَوَطِئَتْهُمْ بِاَظْلَافِهَا۔ وَقَامَتْ عَلٰى سَنَابِكِهَا۔ فَهُمْ فِيْهَا تَائِهُوْنَ حَائِرُوْنَ۔ جَاهِلُوْنَ مَفْتُوْنُوْنَ۔ فِيْ خَيْرِ دَارٍ۔ وَشَرِّ جِيْرَانٍ[۲]۔ نَوْمُهُمْ سُهُوْدٌ۔ وَكُحْلُهُمْ دُمُوْعٌ بِاَرْضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ۔

جس سے اُسکے ارکان منہدم اور آثار متغیر ہو گئے اور راہیں ناپدید ہو گئیں (یہانتک کہ) اُسکی شاہراہیں (تک) محو ہو گئیں (غرض) لوگوں نے شیطان کی اطاعت کی اُسی کی راہ پر چلنے لگے اور اُسی کی گھاٹ اُترنے لگے (پس خشکی و تری دونوں پر شیطان ہی کا قبضہ ہی) لہذا ان لوگوں کی بدولت شیطان کے جھنڈوں نے رواج پایا اور اُس کے نشان قائم ہوئے (غرض لوگ) ایسے فتنوں میں ہیں جو انھیں (اونٹ کیطرح) روندتے اور (گائے بیل کیطرح) پائمال کرتے ہیں اور (خود وہ فتنے) اپنے سموں پر قائم ہیں[۱] غرض یہ لوگ انھیں (فتنوں) میں سرگرداں حیران جاہل اور فتنوں میں مبتلا ہیں گھر تو بہتر ہی (ملک شام جسمیں صدہا انبیاء مدفون ہیں) مگر ہمسایہ (اصحاب معویہ) بہت بُرے ہیں انکی نیند بیخوابی ہے (خوف سے اپنے دشمن کے) اور انکا سُرمہ آنسو ہی (جو بوجہ صدمات بہتا رہتا ہی)[۳] (یہ لوگ) ایسی زمین (شام) میں ہیں جہاں کے عالم پر تو ذلت کی لگام چڑھی ہے۔

(بقیہ صـ۶۳) ہو سکتے ہیں جنمیں حضرت نے زمانہ بعثت کے وقت کی حالت عرب کو ذکر فرمایا ہی" مگر حق یہ ہی کہ ایسا احتمال پیدا کرنا بالکل داد تعصب دیتا ہی کیونکہ جب جناب امیرؑ آنحضرتؐ کی بعثت کے اغراض و مقاصد بیان کر چکے جنمیں ایام جاہلیت کا ذکر بھی آچکا ہے کہ آنحضرتؐ نے اُن سب تاریکیوں کو دور کر دیا تو پھر ان فتنوں کا ذکر جو ایام جاہلیت میں ہو چکے بالکل خلاف بلاغت ہے اور ظاہر ہے کہ زمین مکہ یا عرب کبھی بھی آنحضرتؐ کے پہلے ایسی نہ تھی کہ کہا جائے اُسمیں اعلام ایمان روشن تھے جو بجھ گئے یا مسالک دین واضح تھے جو مٹ گئے لہذا کسی طرح زمانۂ جاہلیت سے ان فقرات کا تعلق مربوط نہیں بلکہ حضرت یہ حالت موجودہ اپنے زمانہ کی بیان فرما رہے ہیں ۱۲ ۲ یعنی آنحضرتؐ کے وقت تک تو سب لوگ ایک ہی دین اسلام پر تھے لیکن آپ کی وفات کے وقت سے نئے نئے مذہب جاری ہو گئے آنحضرتؐ کی حدیث ثقلین کے مقابلہ میں روح نکلتے وقت ہی حسبنا کتاب اللہ کا شور ہوا۔ پھر تینوں خلافتوں میں مختلف قسم کے تغیرات اسلام میں علٰحدہ ہوئے غرض مذہب باطل بھی صرف ایک ہی نہ رہا۔ پھر معویہ کے عہد میں تو آنکھ بند کر کے اسلام سے انحراف کر لیا گیا اور جو کچھ ہوا دنیا جانتی ہی ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا ۱ آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد جو فتنے دنیائے اسلام میں نمودار ہوئے اُن کو جناب امیرؑ نے شریر اونٹ سے تشبیہ دی ہی جو اپنے پیروں کو جما کر زمین پر کھڑا ہو اور جو چیزیں سامنے آتی ہوں چاروں طرف سے اُن کو روندتا اور پائمال کرتا ہو۔ کہ اُس زمانہ کے فتنوں کا یہ حال تھا کہ ہر چہار طرف سے (باقی صـ۶۵ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَجَاهِلُهَا مُكَرَّمٌ۔ (وَمِنْهَا يَعْنِي
آلَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)
هُمْ مَوْضِعُ سِرِّهٖ۔ وَلَجَأُ أَمْرِهٖ۔ وَ
عَيْبَةُ عِلْمِهٖ۔ وَمَوْئِلُ حِكَمِهٖ۔ وَ
كُهُوفُ كُتُبِهٖ۔ وَجِبَالُ دِيْنِهٖ۔ بِهِمْ
أَقَامَ انْحِنَاءَ ظَهْرِهٖ۔ وَأَذْهَبَ
ارْتِعَادَ فَرَائِصِهٖ (وَمِنْهَا يَعْنِي
قَوْمًا آخَرِيْنَ) زَرَعُوا الْفُجُوْرَ۔
وَسَقَوْهُ الْغُرُوْرَ۔ وَحَصَدُوا
الثُّبُوْرَ۔ لَا يُقَاسُ بِآلِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مِنْ هٰذِهِ

اور جاہل مکرم ہے[1] (اسی خطبہ کا ایک حصہ جسمیں آل نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) یہی حضرات اسرار خدا کے محل۔ امور الٰہی کے ملجا و ماوی۔ علوم باری کے معدن۔ اُسکی حکمتوں کے مرجع۔ اُسکی کتابوں کے مخزن۔ اور اُسکے دین کے (مثل) کوہ (رکن) محکم ہیں۔ انھیں سے خدا نے دین کی پشت کو سیدھی کیا (کہ کجی نہ رہی) اور اُسکے شانوں کے رعشہ کو دفع کیا (یعنی انھیں حضرات سے دین کو محکم کیا[2]) (اسی خطبہ کا حصہ منافقین کے حق میں) انھوں نے (نفوس) فجور کی زراعت کی اور اُسکو فریب (کے پانی) سے سینچا اور بربادی کو (بطور محصول) کاٹ لائے۔ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ پر تو اس اُمت سے کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

(بقیہ صفحہ ٦٤) لوگ باطل سرداروں کے مظالم میں پائمال ہو رہے تھے۔ عقبے تو تباہ ہوتا ہی تھا دنیا بھی برباد ہو رہی تھی اور حضرت نے بغرض تعمیم کل جانوروں کی طرف اشارہ کیا جو روندتے اور پائمال کرتے ہیں اسی سبب سے احفاف کہا جو اونٹ کے سُم کو کہتے ہیں اور اظلاف بھی کہا جو گائے بکری وغیرہ کے سُم کو کہتے ہیں ۱۲ [2] لفظ فی خیر دار و شر جیران میں بھی اختلاف ہے کہ اس سے کیا مُراد ہے شارحین نے تین احتمال ذکر کیا ہے اس احتمال کی بنا پر کہ یہ سب اوصاف زمانۂ جاہلیت کے ہیں خیر دار سے مراد مکہ اور شر جیران سے قریش ہیں اور اس احتمال کی بنا پر کہ حضرت اپنے زمانہ کی شکایت فرما رہے ہیں یا تو خیر دار سے مراد شام اور شر جیران سے اصحاب معویہ ہیں یا خیر دار سے مراد عراق اور شر جیران سے آپ کے اپنے اصحاب بیوفا ہیں جنھوں نے حضرت کا ساتھ آخر میں چھوڑ دیا مگر صحیح یہی ہے کہ مراد خیر دار سے شام ہے جو مثل مکہ معظمہ ہمیشہ خیر دار مشہور تھا بخلاف عراق کے کہ اُسکی خیریت کبھی بھی نہیں مشہور تھی ۱۲ [3] یعنی اصحاب معویہ شب بھر سامان جنگ میں مصروف رہتے ہیں یا حضرت سے جنگ کرنے کی وہ ہیبت عظیم اُنکے دلوں میں ہے کہ شب بھر بیداری میں بسر ہوتی ہے اور اپنے بکثرت مقتولین پر چونکہ ہر وقت روتے رہتے ہیں اس وجہ سے اُن کی آنکھوں میں بجائے سرمہ کے ہر وقت آنسو بھرے رہتے ہیں ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا [1] عالم سے مراد خود حضرت ہیں کہ آپ کی باتیں سُنی نہیں جاتیں اور جاہل سے مراد معویہ ہے جس نے چہار شنبہ کو نماز جمعہ پڑھا دی اور کل مسلمانوں نے پڑھ لی (تاریخ مروج الذہب مسعودی برحاشیہ تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۱۰۷) [2] اس خطبہ میں حضرت نے اہلبیت نبوی علیہم السلام کے اوصاف (باقی ص ٦٦)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاُمَّةِ اَحَدٌ۔ وَلَا يُسَوّٰى بِهِمْ مَنْ جَرَتْ نِعْمَتُهُمْ عَلَيْهِ اَبَدًا۔ هُمْ اَسَاسُ الدِّيْنِ۔ وَعِمَادُ الْيَقِيْنِ۔ اِلَيْهِمْ يَفِيْءُ الْغَالِيْ۔ وَبِهِمْ يُلْحَقُ التَّالِيْ وَلَهُمْ خَصَائِصُ حَقِّ الْوِلَايَةِ۔ وَفِيْهِمُ الْوَصِيَّةُ وَالْوِرَاثَةُ الْاٰنَ اِذْ رَجَعَ الْحَقُّ اِلٰى اَهْلِهٖ۔ وَنُقِلَ اِلٰى مُنْتَقَلِهٖ۔

اور وہ لوگ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کی بدولت ہمیشہ نعمت (ہدایت) پائی۔ یہی حضرات اسلام کے بنیاد اور ایمان کے ستون ہیں (دین میں) بڑھ جانیوالا انھیں کیطرف رجوع کرتا اور پیچھے رہنے والا بھی انھیں سے ملحق ہوتا ہے انھیں کیلئے حق امامت کی خصوصیات ہیں اور انھیں (کے حق) میں (آنحضرتؐ کی) وصیت (ہوئی) اور وراثت (پہونچی) ہے (ہاں) اب حق اپنے اہل کی طرف پلٹا اور اپنے مرکز کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

خطبہ (۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ وَهِيَ الْمَعْرُوْفَةُ بِالشِّقْشِقِيَّةِ

اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ

حضرت کے ایک خطبہ کا حصہ معروف بہ خطبہ شقشقیہ ہے ۵۳

خدا کی قسم خلافت کو ابوبکر نے (تنگ) کرتہ کیطرح (کھینچ تان کر) پہن لیا۔

(بقیہ ص۶۵) بیان فرماتے ہیں ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ "موضع سرہ سے آخر تک کی ضمیریں آنحضرتؐ کی طرف پھرتی ہیں یعنی آل محمدؐ جناب رسالتمآبؐ کے رازوں کے محل اور اُن کے علم کے ظرف ہیں"، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ ضمیریں خداوند عالم کی طرف راجع ہوتی ہیں یعنی یہ حضرات خداوند عالم کے رازوں کے محل ہیں اسلئے کہ دو ہی جملہ کے بعد کہوت کتبہ اور حبال دینہ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ کتابیں تو خدا کی ہیں اور دین بھی اُسی کا ہے پس یہ حضرات اُن کتابوں کے حافظ ہیں یعنی وہ تمام علوم احکام جو آسمانی کتابوں میں خدا نے نازل فرمائے تھے وہ سب ان حضرات کے سینوں میں بھرے ہوئے ہیں اور جس طرح پہاڑوں سے زمین سیدھی ٹھہری ہوئی ہے کہ اگر پہاڑ نہ ہوں تو زمین ہلنے لگے اسی طرح آل محمدؐ کا وجود دین کیلئے ہے کہ اگر یہ حضرات نہ ہوں تو دین اسلام برباد ہو جائے ۱۲ ۵۳ علامہ ابن ابی الحدید نے بجائے لفظ فی قوم آخرین کے فی المنافقین لکھا ہے اور دوسرے نسخوں میں قوم آخرین ہے لیکن بہرصورت مراد منافقین ہی ہیں جنمیں اصحاب جنگ جمل اصحاب معویہ خوارج سب ہی داخل ہیں اسمیں حضرتؑ نے واضح کر دیا کہ آل محمدؐ کے برابر دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے انھیں حضرات سے لوگوں کو نعمت ہدایت وارشاد اور دولت اسلام وایمان ملی ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا ۱۲ مقصود یہ ہے کہ دین کے سیدھے راستہ سے جو تجاوز کر جاتا ہے اُسکو بھی صراط مستقیم پر آنے کے لئے انھیں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور جو لوگ امور دین میں کوتاہی کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں (باقی ص۶۷ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ
الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَى. يَنْحَدِرُ عَنِّي
السَّيْلُ. وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ.
فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا. وَطَوَيْتُ
عَنْهَا كَشْحًا. وَطَفِقْتُ أَرْتَأِي بَيْنَ
أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ. أَوْ أَصْبِرَ
عَلَى طَخْيَةٍ عَمْيَاءَ. يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ
وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ. وَيَكْدَحُ فِيهَا
مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ. فَرَأَيْتُ أَنَّ
الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى. فَصَبَرْتُ
وَفِي الْعَيْنِ قَذًى. وَفِي الْحَلْقِ شَجًا.

حالانکہ وہ جانتے تھے کہ میرا مرتبہ اُنمیں ایسا ہی جیسا میخ کا
چکی میں (کیونکہ علم و حکمت و ہدایت کا) سیل مجھ ہی سے گر کر نیچے
آتا ہی اور میرے مرتبہ کی بلندی تک پرند بھی پر نہیں مار سکتا
(ان سب کے ساتھ غصب خلافت کے وقت) میں نے پردہ (صبر)
گرا لیا اُس سے پہلو تہی کر لی اور سوچنے لگا کہ آیا (اپنے) دست
بریدہ سے حملہ کر بیٹھوں یا اس اندھیر پر صبر کر لوں جسکے صدمہ
میں بڑے تو ضعیف اور چھوٹے بوڑھے ہو جائیں اور مومن
رنج و صدمہ اُٹھاتا رہے یہانتک کہ اپنے رب سے ملاقات کرے
تو مجھے اس (مصیبت) پر صبر ہی مناسب معلوم ہوا لہذا
میں نے صبر کیا (مگر) اسطرح کہ (اس صدمہ سے گویا میری) آنکھ میں
خس و خاشاک پڑا تھا اور حلق میں ہڈی پھنسی تھی۔

(بقیہ صفحہ ٦٦) وہ بھی انھیں سے ملتے ہیں تب راہ راست پر آتے ہیں غرض ہدایت و ارشاد اور صراط مستقیم کے معیار صرف یہی حضرات
بلکہ عین صراط مستقیم ہیں ۱۲ سورہ ۵ اس سے ثابت ہوا کہ جناب رسالتمآب نے اپنے اہلبیت کے امام و خلیفہ ہونے کی وصیت بھی
فرمائی تھی اور حکم خدا کے مطابق آنحضرت کے وارث بھی یہی حضرات ہوئے ۱۲ سورہ ۵۳ یہ وہی معرکۃ الآرا خطبہ شقشقیہ ہی جسمیں
حضرت نے غصب خلافت کے واقعات کو بیان کیا ہی اور زیادہ تر اسی خطبہ کی وجہ سے بعض حضرات اہلسنت اصل نہج البلاغۃ
کے ہی کلام جناب امیر ہونے سے انکار کرتے ہیں لیکن خود علمائے اہلسنت اس کثرت سے اسکو قبول کرتے ہیں کہ انکار ممکن ہی نہیں
چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں چند روایات سے پورے خطبہ کو نقل کیا ہی اور اسے کلام جناب امیر
تسلیم کیا ہی۔ اسیطرح علامہ ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب نہایہ میں ۱۵ مقام پر علامہ محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار میں علامہ
فیروز آبادی نے قاموس میں۔ ابو الفضل میدانی نے مجمع الامثال میں۔ ابن خشاب نے اپنے شاگرد کے درس دینے میں حسن ابن عبداللہ
بن مسعود عسکری صاحب کتاب مواعظ و زواجر نے اپنی شرح میں جو اس خطبہ کی لکھی ہی اور علاء الدولہ ثمنانی نے کتاب العمدۃ الوثقی
میں تصریح کی ہی کہ خطبہ شقشقیہ کلام حضرت علی ہی اور علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں علامہ گازرونی
نے شرح مصابیح میں ملا یعقوب لاہوری نے شرح تہذیب میں امام شوکانی نے کتاب التحاف الاکابر باسناد الدفاتر میں علامہ ابن
ابی الحدید نے شرح میں اعتراف کیا ہی کہ نہج البلاغۃ کلام جناب امیر ہے بلکہ علامہ ابن ابی الحدید نے (باقی صفحہ ٦٨ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَرَىٰ تُرَاثِيْ نَهْبًا حَتّٰى مَضَى الْاَوَّلُ
لِسَبِيْلِهٖ۔ فَاَدْلٰى بِهَا اِلٰى ابْنِ الْخَطَّابِ
بَعْدَهٗ (ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْاَعْشٰى) ؎
شَتَّانَ مَا يَوْمِيْ عَلٰى كُوْرِهَا
وَيَوْمُ حَيَّانَ اَخِيْ جَابِرِ
فَيَا عَجَبًا بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيْلُهَا فِيْ حَيَاتِهٖ۔
اِذْ عَقَدَهَا لِاٰخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ لَشَدَّ
مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا! فَصَيَّرَهَا فِيْ
حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ۔ يَغْلُظُ كَلْمُهَا۔ وَ
يَخْشُنُ مَسُّهَا۔ وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيْهَا۔
وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا۔ فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ

میں اپنی میراث (خلافت و فدک کو) لٹتی ہوئی دیکھ رہا تھا یہاں تک
کہ پہلے صاحب نے اپنی راہ لی تو اپنے بعد اس (خلافت) کو عمر ابن الخطاب
کی طرف جھونکتے گئے (پھر مثالاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا)
کہاں میرا یہ دن کہ اپنے ناقہ کی پشت پر مارا مارا پھرتا ہوں
اور کہاں وہ جو یہاں برادر جابر کے ساتھ بسر ہوا۔ [1]
پس عجب!!! یا تو وہ (ابوبکر) اپنی زندگی ہی میں اس سے استعفا
دیتے تھے یا مرنے کے بعد (یہی) چھوڑ دوسرے صاحب سے جکڑنے گئے
اُف! (شتر) خلافت کی دونوں پستانوں کو ہر دونے کس شدت سے
دوھ لیا غرض (ابوبکر نے) اس (خلافت) کو ایک درشت مزاج کے
حوالہ کر دیا جسکا زخم گہرا اور جسکا چھونا (تک) ناگوار ہوتا تھا جسمیں
لغزشیں بہت تھیں اور (پھر) عذر (گناہ بھی) بکثرت تھا۔ [2]
پس ایسا آدمی اُس شخص کے مثل ہے جو سرکش ناقہ پر سوار ہو۔

(بقیہ صـ٦٧) اس خطبہ کے کلام جناب امیر علیہ السلام سے ہونے کی دلچسپ بحث لکھی ہے۔ اس خطبہ کے مورد کے متعلق معانی الاخبار۔ امالی۔ علل الشرائع وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ بارگاہ حضرت امیر المومنین میں تذکرہ خلافت ہوا تو حضرت نے فرمایا اما واللہ لقد تقمصها ابن ابی قحافہ ۱۲ قولہ اما واللہ لقد تقمصها۔ اگرچہ ظلم دنیا میں ہمیشہ ہوا ہے اور اسکی شکایت بھی ہمیشہ کی گئی ہے مگر جس طرح جناب سیدہ کے شعر صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا۔ (مجھ پر تن تنہا اتنی مصیبتیں پڑیں کہ اگر وہ تمام دنوں پر پڑتیں تو کل دن شب تیرہ و تار ہو جاتے) کو خصوصیت ہے کہ ابتدائے قیام دنیا سے آج تک کسی زبان کے کسی شاعر یا ادیب یا مصیبت زدہ کو یہ تشبیہ نہ سوجھی اسی طرح لقد تقمصها بھی جناب امیرؑ کا ایسا لفظ ہے جسکی نظیر کہیں بھی نہیں ملتی کہ کسی نے بھی ظلم یا غصب سلطنت و حکومت میں اس لفظ کو استعمال کیا ہو لہذا حضرت کا یہ کلام بجائے خود ایک معجزہ ہے۔ کیونکہ اس ایک لفظ سے حضرت نے ظالم و غاصب خلافت کے اُن حالات و اطوار کو ظاہر کر دیا جو بڑی بڑی کتابوں میں بھی بیان نہیں ہو سکتے کیونکہ دنیا میں جسقدر لباس ہیں وہ ہی غرض سے مستعمل ہوتے ہیں یا ستر کیلئے جیسے پائجامہ۔ شلوار۔ لنگی وغیرہ یا زینت کے لئے جیسے تاج۔ عبا۔ ردا۔ کسار۔ مگر کرتہ کی پوشش نہ بغرض ستر ہوتی ہے جو واجب ہو نہ بغرض زینت کے جو مستحب ہو بلکہ محض بغرض آسائش نفس و آرام ہے لہذا ممکن ہے (باقی صـ٦٩)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الصَّعْبَةِ۔ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ۔ وَإِنْ
أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ فَمُنِيَ النَّاسُ
لَعَمْرُ اللّٰهِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ۔ وَتَلَوُّنٍ
وَاعْتِرَاضٍ۔ فَصَبَرْتُ عَلٰى طُولِ
الْمُدَّةِ۔ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ۔ حَتّٰى إِذَا
مَضٰى لِسَبِيلِهِ۔ جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ
زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ۔ فَيَا لِلّٰهِ وَلِلشُّورٰى

کہ اگر مہار کھینچتا ہو تو نکیل نکل آتی ہے اور اگر مہار ڈھیلی
کرتا ہو تو مُنھ کے بھل گر پڑتا ہو پس بخدا (یہاں بھی) لوگ
(اونٹ کے) بھٹکنے سرکشی کرنے رنگ بدلنے اور ٹیڑھے ہونے
(کیطرح بُرے اوصاف) میں مبتلا ہو گئے تھے۔ لہذا (پھر) میں نے
اس طویل مدت اور شدید محنت پر صبر کیا یہانتک کہ جب
(دوسرے صاحب بھی دنیا سے) سدھارے تو اس (خلافت)
کو ایک ایسی جماعت کے حوالہ کر دیا جس میں مجھ کو بھی شمار کیا۔

پس بار الٰہا! شورے (کو کیا ربط)؟

(بقیہ صـ۶۸) کہ حضرتؑ نے اس لفظ کو اسلئے اختیار کیا ہو کہ اُن لوگوں نے جو خلافت پر قبضہ کیا تو نہ کسی دینی ضرورت سے نہ کسی قومی مفاد سے بلکہ محض اپنی آسایش نفس اور ذاتی اغراض سے اس پر متصرف ہوئے۔ حضرات اہلسنت نے اس تحصیل خلافت کو ایسا اہم قرار دیا ہو کہ کہتے ہیں یہ ایسا ضروری امر تھا کہ صحابہ نے دفن وکفن رسول پر اسکو ترجیح دی مگر جو لوگ عقل رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ انتہا درجہ کے حرص کی دلیل ہو۔ یہی وجہ ہو کہ جناب امیرؑ نے مطلقاً اُدھر توجہ نہ کی جب تک آپ دفن وکفن رسول سے فارغ نہ ہو لئے۔ حق یہ ہو کہ امام کا ہر فعل ہر قول معجزہ ہوتا ہو دیکھیے صرف اسی موقع پر جناب امیرؑ نے دفن وکفن کی اہمیت نہیں ظاہر کی جسمیں کسی عاقل کو بھی شبہہ نہیں ہو سکتا بلکہ جب چوتھے درجہ میں آپ کو خلافت حاصل ہوئی ہو تو حضرت فرماتے ہیں "فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَحْيِي أَنْ أُبَايِعَ قَوْمًا قَتَلُوا عُثْمَانَ وَإِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللّٰهِ أَنْ أُبَايِعَ عُثْمَانَ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ (صواعق محرقہ صـ۶۵) کہ لوگوں نے مجھ سے بیعت کیلئے کہا تو میں نے کہا خدا کی قسم مجھے اس سے شرم آتی ہو کہ اُن لوگوں کی بیعت لوں جنھوں نے عثمان کو قتل کیا اور مجھے اس سے بھی شرم آتی ہو کہ ابھی تک عثمان نہیں دفن ہوئے اور میں بیعت لینا شروع کر دوں" آہ کیا یہ جملہ کوئی صحابی دفن رسول کی نسبت نہیں کہہ سکتا تھا کہ جب تک حضرتؐ دفن نہ ہو لیں گے کوئی کام نہ ہوگا؟ غرض حضرت نے جو لفظ تقمصہا فرمایا ہو اسمیں اس طرف واضح اشارہ ہو کہ اُن لوگوں نے جو خلافت کو حاصل کیا تو محض ذاتی اغراض سے دوسرے یہ کہ قمیص ایک ایسا لباس ہو جو پورے طور پر اغراض انسانی کو کافی نہیں ہوتا بلکہ کم از کم عمامہ کی احتیاج باقی رہ جاتی ہے تو ممکن ہو کہ حضرتؑ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہو کہ گو ان لوگوں نے اس کو قمیص بنا لیا مگر کسی طرح کافی نہیں ہوا بلکہ اور لباس کا محتاج رہ گیا۔ تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہو کہ جس طرح قمیص کل لباسوں میں سبک ہوتا ہو اسی طرح اس خلافت کو انھوں نے بالکل خفیف سمجھا غرض حضرتؑ نے اس ایک لفظ سے بتا دیا کہ ان لوگوں کا سلوک خلافت رسول کے ساتھ (باقی صـ۷۰ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بقیہ حواشی خطبۂ شقشقیہ

قولہ فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجا حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ غصب خلافت پر میں نے صبر کیا (مگر) اسطرح کہ اس صدمہ سے (گویا میری) آنکھ میں خس و خاشاک پڑا تھا اور حلق میں ہڈی پھنسی تھی۔ اس سے بڑھ کر کوئی جملہ نہیں ہو سکتا جسمیں کوئی شخص اپنی روحانی تکلیف کو ظاہر کر سکے کیونکہ عرب کا مشہور فقرہ ہے "لَا وَجَعَ اِلَّا وَجَعُ الْعَیْنِ وَلَا ہَمَّ اِلَّا ہَمُّ الدِّیْنِ" یعنی نہ آنکھ کے درد سے بڑھ کر کوئی درد ہے نہ دین کی فکر سے بڑھ کر کوئی فکر ہے اسی کو حضرت فرماتے ہیں کہ یہ زمانہ اندھیر ایسا سخت اور ناگوار تھا کہ اُس پر صبر کرنا ایسا تھا جیسے کوئی دردِ چشم پر صبر کرے یا اُس حالت پر کہ حلق میں ہڈی یا لقمہ پھنسا ہوا ہو کہ نہ کچھ بول سکتا ہو نہ کوئی تدبیر کر سکتا ہو یہی حالت اُس زمانہ کی تھی کہ زندہ تھے اور دیکھتے تھے مگر اختیار نہ تھا کہ اس مصیبت کو دفع کریں۔

قولہ اری تراثی نہبا۔ یعنی میں اپنی میراث (خلافت و فدک) کو لٹتی ہوئی دیکھ رہا تھا۔ اس سے اشارہ ہے طرف آیہ کریمہ وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے کہ تم لوگ میراث کے مال کو سمیٹ کر کھائے جاتے ہو اور مال کو بہت ہی پیارا رکھتے ہو جس کی تصریح خداوند عالم نے سورۂ آل عمران میں فرمائی ہے مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ کہ اے صحابہ بعض تم سے دنیا کے طلبگار ہو اور بعض آخرت کے۔ مطلب حضرت کا اس جملہ سے یہ ہے کہ خدا نے جن لوگوں کی حالت قرآن میں بتائی تھی وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ ہماری میراث لٹ رہی تھی اور کسی کو اس کی فکر نہ تھی کہ کوئی تو ان صحابہ سے حق کا طرفدار ہوتا اور بتاتا کہ یہ کیا ظلم ہو رہا ہے۔ میراث سے اگر فدک مراد لیں تو بھی ممکن ہے لیکن خلافت کا مراد لینا زیادہ انسب ہے کیونکہ حضرت نے دعوت عشیرہ میں جناب امیرؑ کے نسبت فرمایا تھا اَنْتَ اَخِیْ وَوَارِثِیْ وَوَزِیْرِیْ وَخَلِیْفَتِیْ تو جس میراث کو رسول نے اول روز آپ کے حوالہ کیا تھا اُسی کی نسبت جناب امیرؑ فرماتے ہیں اَرٰی تُرَاثِیْ نَہْبًا چنانچہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں قولہ اَرٰی تُرَاثِیْ نَہْبًا کنی عن الخلافۃ بالتراث وھو الموروث من المال کہ حضرت نے تراثی سے خلافت کو مراد لیا۔

قولہ حتی مضی الاول لسبیلہ یعنی ان ظلموں کی ابتدا جو بعد وفات رسول ہوئی اُسوقت تک باقی رہی کہ خلیفہ اول نے اپنی راہ لی اسمیں بھی عجب طرح کا کنایہ ہے کہ حضرت نہ اُن کے جنتی ہونے کو فرماتے ہیں نہ دوزخی ہونے کو بلکہ گول لفظوں میں فرماتے ہیں اپنی راہ لی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اُن کی راہ کیا تھی۔

قولہ فادلی بھا الی ابن الخطاب بعدہ۔ شرح ابن ابی الحدید میں ہے قولہ فَاَدْلٰی بِھَا مِنْ قولہ تعالیٰ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ اَیْ تَدْفَعُوْھَا اِلَیْھِمْ رِشْوَۃً وَاَصْلُہٗ مِنْ اَدْلَیْتُ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الدلو فی البئر ارسلتها فان قلت فان ابا بکر انما دفعها الی عمر حین مات ولا معنی للرشوة عند الموت قلت لما کان علیه السلام یری ان العدول بها عنه الی غیره اخراجها لها الی غیر جهة الاستحقاق شبه ذلک بادلاء الانسان بماله الی الحاکم فانه اخراج للمال الی غیر وجهه فکان ذلک من باب الاستعارة یعنی حضرت کا کلام فاذلی بہا ماخوذ ہی آیہ کریمہ ولاتاکلوا الآیہ (یعنی نہ کھاؤ اپنے مالوں کو اپنے درمیان باطل کے ذریعہ سے اور نہ انکو اپنے حکام کی خدمت میں بطور رشوت پیش کرو) سے اسکی اصل ادلیت الدلو فی البئر ہی کہ میں نے ڈول کنوئیں میں لٹکایا۔ پس اگر کوئی کہے کہ ابو بکر نے تو مرتے وقت خلافت عمر کے حوالہ کی پھر اس وقت یہ رشوت کیونکر کہی جائے گی تو اسکا جواب یہ ہی کہ چونکہ حضرت نے دیکھا کہ اس خلافت کا آپ سے ہٹا کر دوسرے کی طرف لے جانا بلا وجہ استحقاق دوسرے کو دینا ہے لہذا اسکو اس سے تشبیہ دی کیونکہ یہ بھی مال کا بغیر کسی وجہ کے خارج کرنا ہی پس یہ گویا باب استعارہ سے ہی۔ اس شرح سے یہ تو معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے حضرت ابو بکر کی حوالگی خلافت کو اس آیہ کے ماتحت قرار دیا مگر معترض کا یہ کہنا کہ ابو بکر نے تو بوقت موت عمر کو خلافت دی جس سے وہ رشوت سے خارج ہے درست نہیں کیونکہ جناب امیرؑ نے اسکو تو اسی روز ظاہر فرمایا جس روز حضرت عمر جناب امیرؑ سے بعیت ابو بکر کے طلبگار ہوئے فقال له علیؑ احلب حلبا لک شطره واشدد له الیوم یرده علیک غدا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا اے عمر آج اس دودھ کو دوھ لو جسکا ایک حصہ تمہارے لئے ہی اور ابو بکر کی خلافت آج مستحکم کر دو تاکہ کل وہ تمہیں لوٹا دیں (کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹) پھر جب لفافہ سربمہر خلیفہ اول کا پیش ہوا کہ اسپر بیعت کیجئے فقال له رجل ما فی الکتاب یا ابا حفص قال لا ادری ولکنی اول من سمع واطاع قال لکنی والله ادری ما فیه امرته عام اول وامرک العام۔ تو اُن سے ایک شخص (حضرت علیؑ) نے کہا عمر! اس لفافہ میں کیا لکھا ہی کہا میں نہیں جانتا لیکن میں نے سب سے پہلے اسکو قبول کیا اور اسکی اطاعت کی ہی (علیؑ نے) جواب دیا لیکن میں جانتا ہوں کہ اسمیں کیا ہے سال گزشتہ تم نے اُن کو خلیفہ مقرر کیا لہذا اب وہ تم کو خلیفہ کر دیتے ہیں (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۳۳) جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اسکو قبل وقوعہ سے یقینی جانتے تھے کہ ایسا ہی ہوگا۔ قصہ خلافت عمر کو علامہ ابن الحدید نے کچھ تفصیل سے لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی "جب ابو بکر کی حالت آخر ہوئی تو انھوں نے عبدالرحمن بن عوف کو بلا بھیجا (یاد رکھو یہی حق عبدالرحمن بن عوف تھا جس سے حضرت عمر نے شوریٰ میں اُنکو مختار بنایا) اور پوچھا عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے عبدالرحمن نے کہا جو تمہاری رائے اُن کے بارے میں ہی اُس سے بھی اچھی ہماری رائے ہی مگر انمیں غلظت ہے ابو بکر نے کہا چونکہ ہم کو نرم پاتے ہیں اسلئے وہ سخت ہو جاتے ہیں اور جب خلافت اُن کو ملے گی تو اکثر باتیں ترک ہو جائیں گی اسکے بعد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عثمان کو بلا بھیجا انھوں نے بھی عمر کی تعریف کی کہ باطن اسکا ظاہر سے اچھا ہی اور اسکا کوئی مثل ہم میں نہیں ہی۔ ابوبکر نے کہا دیکھو تم دونوں اسکا تذکرہ نہ کرنا (جب خلافت اجماع و شورے سے ہوتی ہی تو پھر اخفا کی کیا وجہ ؟) اور رائے عثمان اگر ہم عمر کو چھوڑ دیتے تو تم کو نہ چھوڑتے (عمر کے موافق بھی دو رائے تھی جو بطلب مشورہ ابوبکر حاصل ہوئی) اسکے بعد طلحہ آئے اور کہا اے خلیفہ رسول ہم سنتے ہیں تم عمر کو خلیفہ کیا چاہتے ہو تو خدا کو کیا جواب دوگے کیونکہ تمھارے ساتھ تو وہ سختی کرتے ہیں جب تنہا وہی ہوں گے تو کیا کریں گے۔ ابوبکر نے کہا ہم کو اٹھا کر بٹھاؤ اور کہا کہ خدا سے ہم کو ڈراتے ہو، ہم کہہ دیں گے کہ بہترین شخص کو خلیفہ کیا ہے فَقَالَ طَلْحَةُ اَعُمَرُ خَيْرُ النَّاسِ طلحہ نے کہا ایں! کیا عمر بہترین ناس ہیں؟ فَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ وَقَالَ اِیْ وَاللّٰهِ هُوَ خَيْرُهُمْ وَاَنْتَ شَرُّهُمْ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ وَلَّيْتُكَ لَجَعَلْتَ اَنْفَكَ فِیْ قَفَاهُ وَلَرَفَعْتَ نَفْسَكَ فَوْقَ قَدْرِهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ يَضَعُهَا اَتَيْتَنِیْ وَقَدْ دَلَكْتُ عَيْنَاكَ تُرِيْدُ اَنْ تَفْتِنَنِیْ عَنْ دِيْنِیْ وَتُزَيِّلَنِیْ عَنْ رَأْیِ فَمَرْحَبًا اَقَامَ اللّٰهُ رِجْلَيْكَ لَهُمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ عِشْتَ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَبَلَغَنِیْ اَنَّكَ عَمَضْتَهٗ فِيْهَا اَوْ ذَكَرْتَهٗ بِسُوْءٍ لَاُلْحِقَنَّكَ بِحِضْبَاتِ قِنَّاةٍ حَيْثُ اَنْتُمْ تَسْقُوْنَ وَلَا تَرِدُوْنَ وَتَرْعَوْنَ وَلَا تَشْبَعُوْنَ وَاَنْتُمْ بِذٰلِكَ الْجُحُوْنِ رَاضُوْنَ فَقَامَ طَلْحَةُ فَخَرَجَ۔ اس عبارت سے معلوم ہو سکتا ہی کہ حضرت ابوبکر کو طلحہ کا کلام کیسا ناگوار گزرا اور کس درجہ اُن کی توہین کی اور کس طرح اپنے دربار سے نکال دیا اور کہا کہ دور ہو یہاں سے اگر کبھی تو نے بھولے سے بھی اسکا نام لیا تو تیری وہ سزا کروں گا کہ تو بھی یاد کرے گا۔ مگر افسوس حضرت عمر نے ان کو بھی بمقابلہ جناب امیرؑ حقدار خلافت بنا دیا اور اصحاب شورے میں داخل کیا۔ یہ طلحہ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں اور خلیفہ اول کی بدولت یہ بھی مسلمان ہوئے تھے اور یہ اور زبیر حواری رسول اللہ کہلاتے ہیں مگر حضرت ابوبکر اُن کے حق میں یہ کلمات استعمال کرتے ہیں وَاَنْتَ شَرُّهُمْ تم اُن سب سے بدتر ہو (تو پھر خیر القرون میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں کس طرح داخل ہوئے) مگر اہلسنت شیعوں پر ہی الزام دیتے ہیں کہ وہ صحابہ کو نہیں مانتے حالانکہ باخود ہا اس طرح کی باتیں کرتے ہیں اور آیندہ چلکر معلوم ہوگا کہ حضرت عمر نے اسی قسم کے کلمات اُن کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہی فَدَخَلَ عَلَيْهِ اُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ فِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ لَهٗ كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ بَارِئًا قَالَ اَتَرٰى ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَشَدِيْدُ الْوَجَعِ وَلَاَلَقٰى مِنْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَشَدَّ عَلٰى مِنْ وَجَعِیْ اِنِّیْ وَلِيْتُ اَمْرَكُمْ وَلَسْتُ خَيْرَكُمْ فِیْ نَفْسِیْ فَكُلُّكُمْ وَرِمَ اَنْفُهٗ اِرَادَةَ اَنْ يَّكُوْنَ هٰذَا الْاَمْرُ لَهٗ وَذٰلِكَ لِمَا رَاَيْتُمُ الدُّنْيَا قَدْ اَقْبَلَتْ حضرت ابوبکر کے پاس صحابہ نبوی آئے جنمیں عبدالرحمن بن عوف بھی تھے انھوں نے پوچھا کہ اے خلیفہ کیسا مزاج ہے میں امید کرتا ہوں کہ اب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اچھے ہوں گے کہا کیا تم کو ایسا معلوم ہوتا ہی کہا ہاں۔ ابوبکر نے کہا واللہ سخت درد ہی اور اے گروہ مہاجرین جب میں تم سے ملتا ہوں تو میرا درد بہت سخت ہو جاتا ہی کیونکہ میں تمھارا خلیفہ ہو گیا حالانکہ میں اپنے نفس میں جانتا ہوں کہ تم سے بہتر نہیں ہوں پس تم سب لوگ نہایت غضبناک ہو صرف اس خلافت کی تمنا میں اور یہ بھی اسلئے کہ تم دیکھ رہے ہو دنیا ادھر ہی آگئی ہی (صفحہ ۳۰) اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین خود ابوبکر کی خلافت سے ناراض تھے اور ہر شخص کی ناک مارے غصہ کے پھول رہی تھی اور یہ کیوں صرف اسلئے کہ دنیا رُخ کئے ہوئے تھی تو پھر کب وہ خلیفہ دوئم سے راضی ہو سکتے تھے یہی وجہ ہے کہ اُسی کتاب (صفحہ ۳۴) میں ہی وَکَانَ اَھْلُ الشَّامِ قَدْ بَلَغَھُمْ مَرَضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَاسْتَبْطَؤُا الْخَبَرَ فَقَالُوْا اِنَّا لَنَخَافُ اَنْ یَّکُوْنَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ مَاتَ وَوَلِیَ بَعْدَہٗ عُمَرُ فَاِنْ کَانَ عُمَرُ ھُوَ الْوَالِیْ فَلَیْسَ لَنَا بِصَاحِبٍ وَاِنَّا نَرٰی خَلْعَہٗ جس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ ملک شام میں لڑ رہے تھے اُن کو بھی معلوم تھا کہ ابوبکر کے بعد عمر خلیفہ ہوں گے لہذا وہ قبل از خلافت خلع کر رہے تھے کہ اگر وہ خلیفہ ہوں تو ہم پہلے سے خلع کر رہے ہیں۔ غرض حضرت نے اس جملہ فادلی بھا الی ابن الخطاب سے ان سب واقعات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ابوبکر کا یہ فعل محض اُسی معاوضہ کے بنا پر تھا جو عمر نے اُن کے خلیفہ بنانے میں کوشش کی تھی جس پر اُس صحابی نے جس سے عمر نے کہا تھا ہم نہیں جانتے صاف کہہ دیا کہ اگر تم نہیں جانتے تو ہم جانتے ہیں کہ پہلے سال تم نے اُن کو خلیفہ بنایا اور اس سال اُنھوں نے تم کو خلیفہ بنایا۔

کیفیت خلافت حضرت عمر۔ ان تحریروں سے اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ بجز عبدالرحمن بن عوف و عثمان کل صحابہ اس خلافت سے ناراض تھے جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خلافت بہ اجماع نہیں ہوئی نہ بہ شورے بلکہ محض ابوبکر کی ذاتی رائے تھی۔ تو کیا رسول اللہ صلعم کی ذاتی رائے جو یقیناً موافق رائے خدا تھی کسی طرح قابل قبول نہ تھی؟ علامہ ابن ابی الحدید تو واقعہ خلافت کو اسی قدر لکھتے ہیں (صفحہ ۵۵) کہ جب حسب الحکم خلیفہ اول طلحہ چلے گئے تو آپ نے عثمان کو بلا بھیجا اور یہ وقت تھا آپ کی جاں کنی کا پھر عثمان سے کہا لکھو ھٰذَا مَا عَھِدَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُثْمَانَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ اسقدر کہہ کر وہ غش کر گئے اور عثمان نے اسکے ساتھ یہ بھی لکھ دیا قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کہ میں نے تم پر عمر کو خلیفہ کیا۔ جب حضرت ابوبکر کو غش سے افاقہ ہوا تو کہا کیا لکھا ہی۔ عثمان نے پورا جملہ پڑھ کر سنا دیا تو ابوبکر نے کہا اللہ اکبر اور خوش ہو گئے۔ اور کہا کہ تم کو اسکا خوف ہوا کہ ہم اگر اس غشی میں مر گئے تو اختلاف ہو گا لہذا یہ لکھ دیا۔ عثمان نے کہا ہاں۔ ابوبکر نے دعائے خیر دی اور کہا کہ یہ فرمان سب کو سنایا جائے انتہی۔ مگر تاریخ طبری میں کچھ اور مزید تفصیل سے کام لیا گیا ہے جو نہایت دلچسپ ہے عَنْ اَبِی السَّفَرِ قَالَ اَشْرَفَ اَبُوْ بَکْرٍ عَلَی النَّاسِ مِنْ کَنِیْفِہٖ وَاَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ مُمْسِکَۃٌ مُوَشْوِمَۃُ الْیَدَیْنِ وَھُوَ یَقُوْلُ اَتَرْضَوْنَ بِمَنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ فَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَلَوْتُ مِنْ جُھْدِیْ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الرَّأْيِ وَلَا وَلَّيْتُ ذَا قَرَابَةٍ وَإِنِّي قَدِ اسْتَخْلَفْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

(صفحہ ۵۱ جلد ۴) یعنی حضرت ابوبکر پائخانہ سے سر نکال کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے درحالیکہ اسماء بنت عمیس (جن کے ہاتھ مہندی سے رنگین تھے) اُن کو پکڑے ہوئے تھیں پس ابوبکر نے کہا کیا تم لوگ اُس شخص سے راضی ہو جو تم پر خلیفہ مقرر کیا گیا ہے کیونکہ واللہ میں نے اپنی رائے کے قائم کرنے میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ اپنے کسی قرابت مند کو خلیفہ کیا ہے بلکہ عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے پس اُن کی بات سُنو اور اُن کی اطاعت کرو۔ پس لوگوں نے کہا ہم نے سُنا اور اطاعت کیا۔

مگر کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ (صفحہ ۳۲) سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حضرت ابوبکر نے یہ حکم پائخانہ میں دیا تھا مگر عمر کا نام نہ ظاہر کر سکے چنانچہ لکھتے ہیں۔ ثُمَّ أَمَرَ أَنْ يَجْتَمِعَ لَهُ النَّاسُ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ حَضَرَنِي مِنْ قَضَاءِ اللَّهِ مَا تَرَوْنَ وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لَكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَلِي أَمْرَكُمْ وَيُصَلِّي بِكُمْ وَيُقَاتِلُ عَدُوَّكُمْ فَيَأْمُرُكُمْ فَإِنْ شِئْتُمْ اجْتَمَعْتُمْ فَأَمَّرْتُمْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ عَلَيْكُمْ مَنْ أَرَدْتُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ اجْتَهَدْتُ لَكُمْ رَأْيِي وَوَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا أَلُوكُمْ فِي نَفْسِي خَيْرًا قَالَ فَبَكَى وَبَكَى النَّاسُ وَقَالُوا يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ أَنْتَ خَيْرُنَا وَأَعْلَمُنَا فَاخْتَرْ لَنَا قَالَ سَأَجْتَهِدُ لَكُمْ رَأْيِي وَأَخْتَارُ لَكُمْ خَيْرَكُمْ إِنْشَاءَ اللَّهُ قَالَ فَخَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ يَا عُمَرُ أَحَبَّكَ مُحِبٌّ وَأَبْغَضَكَ مُبْغِضٌ وَقَدْ يَأْتِي مُحِبُّ الشَّرِّ وَيُبْغِضُ الْخَيْرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَكِنَّ بِهَا إِلَيْكَ حَاجَةً وَاللَّهِ مَا جَبَوْتُكَ بِهَا وَلَكِنْ حَيَوْتُهَا بِكَ ثُمَّ قَالَ خُذْ هَذَا الْكِتَابَ وَاخْرُجْ بِهِ إِلَى النَّاسِ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُ عَهْدِي وَسَلْهُمْ عَنْ سَمْعِهِمْ وَطَاعَتِهِمْ فَخَرَجَ عُمَرُ بِالْكِتَابِ وَأَعْلَمَهُمْ فَقَالُوا سَمْعًا وَطَاعَةً فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مَا فِي الْكِتَابِ يَا أَبَا حَفْصٍ قَالَ لَا أَدْرِي وَلَكِنِّي أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ وَأَطَاعَ قَالَ لَكِنِّي وَاللَّهِ أَدْرِي مَا فِيهِ أَمَّرْتَهُ عَامَ أَوَّلٍ وَأَمَّرْتَ الْعَامَ حِبس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر نے لوگوں کو اکٹھا کرا کر کہا کہ قضائے خدا سے جو امر مجھے درپیش ہے وہ تم لوگ دیکھتے ہو اور تم کو ایک ایسے شخص کی بھی ضرورت ہے جو تمہارا والی ہو اور نماز پڑھائے اور تمہارے دشمنوں سے جہاد کرے پس تم پر حکومت کرے پس اگر چاہو تو تم لوگ خود مشورہ کر کے کسی کو خلیفہ کر لو اور چاہو تو میں اپنی رائے سے کسی کو مقرر کروں اور اس میں بخدا کوئی کوتاہی نہیں کروں گا لوگوں نے کہا آپ بہتر ہیں آپ ہی انتخاب کر دیجئے کہا اچھا میں سوچوں گا اور انتخاب کر دوں گا۔ جب لوگ چلے گئے تو ابوبکر نے عمر کو بُلا بھیجا اور کہا کہ یہ فرمان لے کر لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ یہی میرا دستاویز ہے اور لوگوں سے اس کے ماننے اور اسپر اطاعت کرنے کو کہو پس عمر وہ فرمان لے گئے لوگوں سے کہا تو سب نے کہا سمعًا وطاعۃً پھر ایک شخص (علیؑ) کے پاس گئے تو کہا اے عمر اسمیں کیا ہے کہا میں نہیں جانتا لیکن میں نے سب سے پہلے اسے مانا اور اسکی اطاعت کی ہے (علیؑ نے) کہا لیکن میں واللہ جانتا ہوں کہ اسمیں کیا ہے ابوبکر کو پہلے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سال تم نے خلیفہ کیا اور اب وہ تم کو خلیفہ کرتے ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر نے سمجھا بجھا کر سب اختیار اپنے ہاتھ میں لیا مگر پھر بھی خلیفہ مابعد کا نام نہ بتایا بلکہ حضرت عمر کو حکم دیا کہ بند لفافہ پر سب سے بیعت لو جس پر حضرت عمر کو جھوٹ بولنا بھی پڑا کہ ہمکو نہیں معلوم اسمیں کیا ہی مگر اُس صحابی نے کہدیا تم کو نہیں معلوم تو ہم کو معلوم ہی اسمیں تمھاری خلافت کا حکم ہی کہ اُس سال تم نے اُن کو خلیفہ کیا اور اس سال وہ تم کو خلیفہ کرتے ہیں۔

کیفیت تبلیغ فرمان ابوبکر۔ اب اسکی حالت ملاحظہ ہو کہ حضرت عمر نے اس حکم نامہ ابوبکر کو کس طرح سُنایا ہی مُسند احمد بن حنبل (صفحہ ۵۵ جلد اول مطبوعہ بمبئی) میں ہی عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ وَبِیَدِہٖ عَسِیْبُ نَخْلٍ فَھُوَ یُجَالِسُ النَّاسَ وَیَقُوْلُ اسْمَعُوْا لِقَوْلِ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَجَاءَ مَوْلًی لِاَبِیْ بَکْرٍ یُقَالُ لَہٗ شَدِیْدٌ بِصَحِیْفَۃٍ فَقَرَأَھَا عَلَی النَّاسِ فَقَالَ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا لِمَنْ فِیْ ھٰذِہِ الصَّحِیْفَۃِ فَوَاللّٰہِ مَا آلُوْ بِکُمْ قَالَ قَیْسٌ فَرَاَیْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ عُمَرَ عَلَی الْمِنْبَرِ۔ قیس کہتا ہی کہ میں نے عمر کو خرمہ کا ایک ڈنڈا لیے دیکھا کہ لوگوں کو بٹھا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلیفہ رسول اللہ کے قول کو سُنو اتنے میں شدید ابوبکر کا غلام اُن کا فرمان لے کر پہونچا اور لوگوں کے سامنے پڑھ کر کہا ابوبکر کہتے ہیں کہ اس فرمان میں جس شخص کا نام لکھا ہے اُسکی بات سُنو اور اطاعت کرو واللہ میں اسمیں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا قیس نے کہا میں نے اسکے بعد فوراً عمر کو منبر پر پایا۔

ان مسلسل واقعات کو ملا جائیے تو پھر آپ کو کلام جناب امیرؑ میں ذرا شک نہ رہے کہ حضرت نے ایک جملہ فادلی بہا اِلے ابن الخطاب سے کیونکر ان کل معاملات کو ظاہر کر دیا کہ یہ خلافت عمر کو ابوبکر سے کس طرح پہونچی؟ اور کیا یہ خلافت کسی طرح نیک نیتی سے ہوئی۔ یہاں قدرتی طور پر سوال ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلعم نے جو بوقت وفات فرمایا تھا کاغذ اور دوات لاؤ کہ ہم ایسی کتاب لکھ جائیں جسکے بعد تم گمراہ نہ ہو اور حضرت عمر نے کہا رسول اللہ ہذیان بک رہے ہیں اسمیں کیا راز مضمر تھا۔ جس طرح ابوبکر کے حکم نامہ کی عزت کی گئی اُسی طرح رسول اللہ صلعم کے قول کا احترام کیا جاتا تو کیا ممکن تھا رسول اللہ صلعم کے فرمان سے کوئی سرتابی کرتا اور کسی طرح امت محمدیہ میں اختلاف پیدا ہوتا۔ اللہ اللہ وصیت نامہ رسول جس پر ہدایت امت کا انحصار تھا وہ تو اس طرح لکھنے سے روک دیا گیا اور ابوبکر کے وصیت نامہ کی یہ عزت کی گئی کہ حضرت عمر ڈنڈا لیے ہوئے سب کو چُپ کرا رہے ہیں کہ فرمان خلیفہ سُنو اور جب ابوبکر کا غلام آکر سُناتا ہے تو پھر اسکا بھی انتظار نہیں کیا جاتا کہ کسی کا کلام سُنیں حضرت عمر فوراً منبر پر پہونچ جاتے ہیں اور اسپر کہا جاتا ہے کہ جو کام ہوا خوش نیتی اور دردِ اسلام سے!!

قولہ ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْاَعْشٰی۔ اعشی ایک شاعر تھا اور حیان وجابر دو بھائی تھے۔ حیان بڑا متمول اور سردار شخص

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تھا اسی کا مصاحب اعشی تھا جو کہتا ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب میں حیان کی مصاحبت میں عیش و آرام کرتا تھا اور ایک روز اب ہے کہ اونٹ پر سوار تمام جہان کی خاک چھانتا پھرتا ہوں۔ اس شعر سے حضرتؓ کا مقصود بیان یہ ہے کہ افسوس ایک وہ زمانہ تھا جب جناب رسالتمآبؐ کے وقت میری اطاعت کی جاتی اور اسلام کی اشاعت کا مجھے موقع ملتا اور ایک روز آج ہے کہ اسلام کی حفاظت میں مجھے عراق شام وغیرہ مقامات کی خاک چھاننا پڑ رہی اور ساری مصیبتیں سر پر اُٹھانی پڑتی ہیں اور اطمینان نصیب نہیں ۱۲

قولہ فیا عجبا بینا ھو یستقیلھا۔ یہ فقرہ ایک مستقل طعن ہے مطاعن ابوبکر سے جس کی تفصیل تشئید المطاعن جلد اول میں قابل دید ہے۔ الریاض النضرہ میں ہے لما بویع ابوبکر قاموا دون مقام رسول اللہ وقال ایھا الناس انی شیخ کبیر فاستعملوا علیکم من ھو اقوی منی علی ھذا الامر واضبط لہ فضجوا وقالوا لا نفعل انت صاحب رسول اللہ فی المواطن واحق بھذا الامر فقال امّا اذ قلتم فاحسنوا طاعتی وموازری واعلموا انما انا بشر ومعی شیطان یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فقوموا عنی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم واتبعونی ما استقمت فان زغت فقوموونی۔ اور علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ باب اول فصل اول میں لکھتے ہیں الا وانما انا بشر ولست بخیر من احدکم فراعونی فاذا رأیتمونی استقمت فاتبعونی واذا رأیتمونی زغت فقوموونی واعلموا ان لی شیطانا یعترینی فاذا رأیتمونی غضبت فاجتنبونی۔ دونوں کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر نے خطبہ میں کہا میں ایک معمولی آدمی ہوں اور تم سے کسی طرح بہتر نہیں پس میری حفاظت کرو اور جب دیکھو کہ میں سیدھی راہ پر ہوں تو میری پیروی کرو اور جب دیکھو کہ میں کج راہ ہوں تو مجھے سیدھا کر دو اور جان لو کہ مجھ پر ایک شیطان مسلط رہتا ہے۔ پس جب میں نافرمانی خدا کروں تو مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ اور جب سیدھی راہ چلوں تو اطاعت کرو۔ علمائے متکلمین کا اعتراض اس پر یہ ہے کہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کو اپنی نااہلی خلافت کا یقین تھا بلکہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہم نہ قوی ہیں نہ ضابط بلکہ ہم پر شیطان مسلط رہتا ہے تو ایسا شخص کب امام ہو سکتا ہے جو خود اسکا محتاج رہے کہ رعایا اسکی اصلاح کرتی رہے حالانکہ امام کو معصوم ہونا چاہیے کہ وہ نائب رسول ہے۔ مگر کوئی تصریح اسکی تواریخ میں نہیں معلوم ہوتی کہ یہ خطبہ کب بیان کیا۔ امام طبری نے تو اسکو اسوقت میں نقل کیا ہے جب ابوبکر نے چاہا کہ اسامہ بن زید کے لشکر کو روانہ کریں مگر افسوس یہ واقعہ لکھا گیا ہے اس طرح کہ اصل مطلب کا پتہ نہ چلے کیونکہ اسی تاریخ میں اسکے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے آکر عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول لوگ چاہتے ہیں کہ اسامہ سے زیادہ بزرگ شخص سردار بنایا جائے فوثب ابوبکر وکان جالسا فاخذ بلحیۃ عمر فقال لہ ثکلتک امک وعدمتک

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اسْتَحْسَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتَأْمُرُنِيْ اَنْ اَنْزِعَهُ فَخَرَجَ عُمَرُ اِلَى النَّاسِ فَقَالُوْا لَهُ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اسْمَعُوْا ثَكِلَتْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ مَا لَقِيْتُ فِيْ سَبَبِكُمْ مِنْ خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (جلد ۳ صفحہ ۲۱۲) کہ یہ سنکر ابوبکر نے اچھل کر عمر کی داڑھی پکڑ لی اور کہا تیری ماں تجھے روئے اور تجھے کھو بیٹھے اے پسر خطاب۔ رسول اللہ نے تو اسامہ کو سردار کیا اور تو مجھے اسکو معزول کرنے کو کہتا ہے۔ پس عمر لوگوں کی طرف چلے گئے جنھوں نے پوچھا کیا کر آئے تو کہا چلے چلو تمھاری مائیں تم کو روئیں تمھارے ہی سبب سے خلیفہ نے میری توہین کی۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ چونکہ حضرت عمر نے یہ گستاخی کی تھی جس پر خلیفہ اول نے اُن کی داڑھی پکڑ کر گالیاں دیں اور عمر نے اکثر صحابہ کو گالیاں دیں اسلئے حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت سے اقالہ کیا ہو تو مناسب ہے کیونکہ باقی فقرات بھی اسکے مؤید ہیں جسمیں فرماتے ہیں۔ اگر ہم کو خلافت سے علحدہ نہیں کرتے تو ہماری فرمانبرداری کرو۔ دوسرا وقت وہ ہے جب جناب سیدہ نے فدک کا مطالبہ کیا چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ میں ہے فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا عَائِذٌ بِاللّٰهِ مِنْ سَخَطِهٖ وَسَخَطِكِ يَا فَاطِمَةُ ثُمَّ انْتَحَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَبْكِيْ حَتّٰى كَادَتْ نَفْسُهٗ اَنْ تَزْهَقَ وَهِيَ تَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ عَلَيْكَ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ اُصَلِّيْهَا ثُمَّ خَرَجَ بَاكِيًا فَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ يَبِيْتُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ مُعَانِقًا حَلِيْلَتَهٗ مَسْرُوْرًا بِاَهْلِهٖ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ وَمَا اَنَا فِيْهِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ بَيْعَتِكُمْ اَقِيْلُوْنِيْ بَيْعَتِيْ (صفحہ ۲۴) یعنی ابوبکر نے کہا فاطمہ! میں خدا کے غضب اور تمھارے غضب دونوں سے پناہ مانگتا ہوں پھر ابوبکر چیخ مار کر رونے لگے کہ قریب تھا اُن کی روح نکل جائے اور جناب فاطمہ فرماتی تھیں واللہ میں ہر نماز کے بعد تمھارے لئے بددعا کروں گی یہ سُن کر ابوبکر روتے ہوئے وہاں سے اُٹھ گئے پس لوگوں نے اُنکو گھیر لیا تو کہا تم میں ہر شخص اپنی زوجہ کے پہلو میں مزے سے شب کو آرام کرتا ہے اور مجھ کو اس حالت میں مبتلا کر دیا ہے۔ مجھے اس خلافت کی کوئی ضرورت نہیں اپنی بیعت اُٹھا لو۔

غرض جناب امیر کا مقصود یہ ہے کہ ابوبکر اپنی زندگی میں تو اس خلافت سے اقالہ کرتے تھے کہ لوگوں سے کہتے کہ ہم کو اس سے معاف کرو مگر مرتے وقت وہ دوسرے کو خلیفہ کر جاتے ہیں یہ کس قسم کی بات ہے کیونکہ جس شخص نے اس خلافت کے لئے نہ وفات رسول کا خیال کیا نہ شرکت جنازہ کا نہ دفن و کفن کا وہ کیونکر اس خلافت سے اقالہ کر سکتا ہے حالانکہ طالب جو قوی و امین ہے وہ طلب کر رہا ہے مگر نہیں دیتے اور پھر مجمع میں اقالہ کرتے ہیں تو اگر کسی طرح بھی وہ اپنے قول میں صادق ہوتے تو کم سے کم اتنا تو کرتے کہ اپنے مابعد کسی کو نامزد نہ کرتے مسلمانوں پر چھوڑ دیتے کہ وہ جس کو چاہیں منتخب کریں جیسا کہ بقول اہلسنت ابوبکر منتخب ہوئے یا عمر نے بظاہر اپنے بعد کسی کو نامزد نہ کیا تو آپ اسپر تعجب فرماتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے کہ اپنی زندگی میں تو استعفا دیتے تھے اور مرتے وقت وہ کام کر گئے کہ پوری ذمہ داری اپنے سر لی کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آپ کتاب الامامۃ والسیاسۃ کی عبارت پڑھ آئے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مجمع کرکے لوگوں سے کہا یا تو خود کسی کو منتخب کرلو یا ہم کو اختیار دو کہ جس کو چاہیں مقرر کریں مگر قسم بخدا ہم بجز خیر خواہی کوئی کام نہ کریں گے جس پر سب نے کہا کہ تم ہم سے بہتر جانتے ہو۔ پس جب اس طرح قسم کھا کھا کر اپنا اعتبار ظاہر کریں تو رعایا کی کیا مجال کہ خلاف خلیفہ کریں طلحہ نے کچھ اعتراض کیا تو گھر سے نکال دیا پھر اور کی کیا حقیقت تھی۔

قولہ لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا۔ شرح ابن ابی الحدید میں ہے تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا اِقْتَسَمَا فَاَيَّدَتْهَا وَنَفَعَهَا وَالضَّمِيْرُ لِلْخِلَافَةِ کہ اسمیں حضرت نے خلافت کو شیر دار ناقہ سے تشبیہ دی ہے اور بتایا ہے کہ ابوبکر و عمر نے اس ناقہ کو خوب اچھی طرح دوہا اور پوری طرح منتفع ہوئے۔

قولہ فَصَيَّرَهَا فِيْ حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ۔ اب یہاں سے حضرت نے حضرت عمر کی خلافت کا بیان شروع کیا ہے شرح ابن ابی الحدید میں ہے اَیْ فِيْ جِهَةٍ صَعْبَةِ الْمُرَادِ شَدِيْدَةِ الشَّكِيْمَةِ مقصود یہ ہے کہ ابوبکر نے اس خلافت کو ایسی سخت اور تند مزاج کے حوالہ کیا جسکا زخم بہت گہرا ہوتا تھا اسپر اعتراض ہو سکتا ہے کہ زخم لگانا تو ایسی چیز نہیں ہے جس کو غلیظ کہیں کیونکہ غلظت تو خواص اجسام سے ہے تو اسکا جواب ابن ابی الحدید دیتے ہیں کہ یہ معترض کی حماقت ہے کیونکہ خدا نے واغلظ علیھم من عذاب غلیظ فرمایا ہے اسلئے کہ جب عذاب تر بتہ ہوگا تو وہ غلیظ کہا جائے گا اسی طرح زخم جب عرضی و عمقی گہرا ہوتا ہے تو وہ بھی غلیظ کہا جاتا ہے۔ دوسری لطافت اسمیں یہ ہے کہ حضرت عمر کی غلظت لسانی سب کو معلوم ہے تو ایسے الفاظ سے حضرت نے اسکو ظاہر کیا جس سے اُن کی سخت گوئی اور بدزبانی بھی ظاہر ہو چنانچہ کلام اسی سے ماخوذ ہے۔ شرح ابن ابی الحدید میں ہے اِنْ قِيْلَ قَدْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ فَوَصَفَهَا بِالْخُشُوْنَةِ فَكَيْفَ عَادَ ذِكْرُ الْخُشُوْنَةِ ثَانِيَةً فَقَالَ يَخْشُنُ مَسُّهَا قِيْلَ الْاِعْتِبَارُ مُخْتَلِفٌ لِاَنَّ مُرَادَهٗ بِقَوْلِهٖ فِيْ حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ اَیْ لَا يُنَالُ مَا عِنْدَهَا وَلَا يُرَامُ يُقَالُ اِنَّ فُلَانًا لَخَشِنُ الْجَانِبِ وَوَعِرُ الْجَانِبِ وَمُرَادُهٗ بِقَوْلِهٖ يَخْشُنُ مَسُّهَا اَیْ تُؤْذِيْ وَتُضِرُّ وَتُنْكِيْ مَنْ يَمَسُّهَا يَصِفُ جَفَاءَ اَخْلَاقِ الْوَالِيْ الْمَذْكُوْرِ نُفُوْرَ طَبْعِهٖ وَشِدَّةَ بَادِرَتِهٖ یعنی اگر کوئی کہے کہ حضرت نے حوزۃ خشناء کہہ کر اُن کو خشونۃ سے متصف کیا ہے پھر کیوں دوبارہ اُن کی صفت اسی خشونۃ سے کی اور ایک ہی جملہ کے بعد فرمایا یَخْشُنُ مَسُّهَا تو اُسکے جواب میں کہا جائے گا کہ یہاں حیثیت بدل گئی ہے کیونکہ پہلے جملہ حوزۃ خشناء سے مراد حضرت کی یہ ہے کہ وہ ایسی طبیعت کے تھے جس سے اُسکی کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کو اُسکے قصد کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں شخص سخت اور دشوار پہلو کا ہے اور دوسرے جملہ یخشن مسھا سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسی طبیعت کے ہیں کہ جو شخص اُسکو مس کرے اُسکو وہ اذیت پہونچائے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نقصان پہونچائے اور زخمی کردے۔ پس حضرت امیرالمومنین اس آخری جملہ میں حضرت عمر کے بیہودہ اخلاق ناگوار طبیعت اور سخت مزاج ہونے کے عیوب کو بیان کرتے ہیں۔

قَوْلُهٗ وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا۔ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے یہ راہ صاف نہیں ہے بلکہ ایسی ہے جسمیں پتھر زیادہ ہے چلنے والا گرتا ہے مگر حضرت نے جو وَالْاِعْتِذَارُ مِنْهَا فرمایا فیمکن اَنْ تَكُوْنَ مِنْ عَلٰى اَصْلِهَا یعنی اَنَّ عُمَرَ كَانَ كَثِيْرًا مَا يَحْكُمُ بِالْاَمْرِ ثُمَّ يَنْقُضُهٗ وَيُفْتِيْ بِالْفُتْيَا ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْهَا وَيَعْتَذِرُ مِمَّا اَفْتٰى بِهٖ اَوَّلًا وَيُمْكِنُ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ هٰهُنَا لِلتَّعْلِيْلِ وَالسَّبَبِيَّةِ اَيْ وَيَكْثُرُ اعْتِذَارُ النَّاسِ عَنْ اَفْعَالِهٖ وَحَرَكَاتِهٖ تو ممکن ہے کہ مِنْ اپنی اصل پر ہو کہ اُس سے معذرت کرتے تھے کیونکہ عمر اکثر ایک حکم دیتے پھر توڑ دیتے ایک فتوے دیتے پھر اُس سے رجوع کر جاتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مِنْ تعلیل اور سببیت کے لئے ہو کہ لوگ اپنے افعال و حرکات سے معذرت کرتے تھے۔ مگر اصل یہی ہے کہ مِنْ اپنی اصل پر ہے کیونکہ حضرت عمر کا ایک فتوے دینا پھر اُسکے خلاف کرنا ایسا مشہور و معروف ہے جسمیں زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بھی ایک مستقل طعن ہے خلیفہ دوئم کا کہ وہ مسائل شرعیہ سے جاہل تھے اور جاہل شخص کسی طرح خلیفۂ اسلام نہیں ہو سکتا اسکی تفصیل کتاب تشئید المطاعن میں قابل ملاحظہ ہے مختصر طور پر یہاں بھی کچھ ذکر کیا جاتا ہے (۱) حضرت عمر نے ایک دفعہ ایک حاملہ عورت کے رجم کرنے کا حکم دیا جس پر جناب امیرؑ نے فرمایا جو لڑکا شکم مادر میں ہے اُسپر تم کو کیا اختیار ہے حضرت عمر اس حکم سے باز آئے اور کہا لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (شرح مواقف) (۲) مغنی قاضی القضاۃ عبدالجبار معتزلی میں ہے کہ ٹوکنے والے معاذ بن جبل ہیں جس پر حضرت عمر نے کہا لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ (۳) ایک مجنونہ کے رجم کا حکم دیا تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے ہر قسم کی تکلیف ساقط ہے سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو جائے بچہ سے جب تک بالغ نہ ہو جائے اور مجنوں سے جب تک صحیح نہ ہو جائے (فوائح میبذی) (۴) ایک عورت کی کچھ سزا کی تو اُسکا حمل ساقط ہو گیا صحابہ سے پوچھا تو کہا تم پر کوئی الزام نہیں کیونکہ تادیباً ایسا کیا لیکن جناب امیرؑ نے کہا تم کو اسکی دیت دینا چاہیئے (۵) چاہا کہ خانہ کعبہ کے طلائی زیورات کو تجہیز لشکر میں صرف کریں تو جناب امیرؑ نے کہا رسول اللہ کو تم سے زیادہ ضرورت تھی مگر ایسا نہ کیا جس پر حضرت عمر نے کہا لَوْلَاكَ افْتَضَحْنَا کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم فضیحت ہو جاتے اور اپنے ارادہ سے باز رہے (۶) جنین کی دیت آپ کو نہ معلوم تھی تو جناب امیرؑ نے بتایا جس پر عمر نے کہا اللہ اکبر اگر میں آپ سے نہ سُن لیتا تو اسکے خلاف حکم دیدیے ہوتا (۷) ایک عورت نے زمانہ عدت میں نکاح کر لیا تو عمر نے دونوں میں تفریق کر کے اُسکے مہر کو داخل بیت المال کیا اور دونوں کو ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔ جناب امیرؑ نے یہ سُنکر فرمایا کہ اگر اُس عورت نے ازراہ جہل یہ کام کیا تو وہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مہر کی مستحق ہو اور بعد عدہ اُس مرد کو اختیار ہو کہ اُس سے عقد کرے چنانچہ عمر نے اُس سے کہا رُدّوا بُضعَها لأبیہا اور قول جناب امیرؑ پر عمل کیا (۸) آپ نے ایک عورت سے ڈرا دھمکا کر زنا کا اقرار کرا لیا اور رجم کا حکم دیا تو جناب امیرؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ جو قید حبس یا خوف سے اقرار کرے اُسکا اقرار اقرار ہی نہیں ہو تب حضرت عمر نے اُسکو چھوڑ دیا (۹) آپ نے ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا صبح کو صحابہ سے پوچھا تو سب نے کہا تم امام ہو جو چاہو کرو۔ جناب امیرؑ نے کہا جب تک چار گواہ نہ ہوں گے تمھارا دیکھنا کافی نہ ہوگا۔ دو مرتبہ حضرت عمر نے اسکو دریافت کیا صحابہ وہی کہتے رہے اور جناب امیر وہ کہتے رہے جس پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ امام غزالی کہتے ہیں کہ عمر اس مسئلہ میں متردد رہے (۱۰) آپکے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے کسی کو قتل کیا تھا۔ مقتول کے بعض اولیا نے قاتل کو معاف کر دیا تو بھی آپ نے حکم قتل جاری کیا تب ابن مسعود نے کہا اُس خون کا حق سب کو تھا جب بعض نے معاف کر دیا تو تم کیوں قتل کرتے ہو لہذا اُسکی دیت دینا چاہیئے (۱۱) ایک صحابی نے ایک ذمی کو مارا تو عمر نے چاہا قصاص جاری کریں تو زید بن ثابت نے کہا غلام کے عوض آزاد سے قصاص لیا جاوے گا لہذا اسکی دیت دو (۱۲) آپ نے باپ بیٹے میں بھی قصاص جاری کرنا چاہا تو معاذ نے کہا باپ بیٹے میں قصاص نہیں ہے (۱۳) زینب بنت جحش زوجہ رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا تو عمر نے چاہا ان کو خود قبر میں اُتاریں ازواج نبی نے منع کیا اور کہا وہی قبر میں اُتار سکتا ہے جو اُسکا محرم ہو (۱۴) انبیاء کے نام پر نام رکھنا آپ ناجائز جانتے تھے چنانچہ ابو عیسیٰ۔ ابو یحییٰ وغیرہ پر اعتراض کیا تو اُن دونوں نے کہا خود رسول اللہ صلعم نے ہماری یہ کنیت رکھی ہے (۱۵) حضرت ابوبکر عمر کے پاس کچھ مال تقسیم سے بچ گیا تو صحابہ نے کہا اسکو وقت حاجت کے لئے جمع رکھنا چاہیئے لیکن جب جناب امیرؑ سے پوچھا تو فرمایا اسکو بھی تقسیم کر دینا چاہیے چنانچہ ایسا ہی ہوا (۱۶) نماز کے رکعات میں شک ہونے کا مسئلہ بھی آپ کو نہ معلوم تھا تو عبدالرحمن بن عوف نے بتایا (۱۷) آپ نے حالت صوم میں ایک لونڈی سے مباشرت کی تو صحابہ سے پوچھا کیا کیا جاوے سب ساکت ہو گئے کہ یہ تو نہایت عظیم امر ہے۔ تب جناب امیر سے پوچھا حضرتؑ نے فرمایا وہ تیری لونڈی حلال تھی روزہ کا قضا کر دو اور کفارہ ادا کر دو (۱۸) آپ کو حالت احرام میں بھنیہ اشتر مرغ توڑنے کا حکم نہیں معلوم تھا تو جناب امیرؑ نے بتایا (۱۹) ایک شخص کا ہاتھ اور پیر جرم سرقہ میں کٹ چکا تھا تیسری بار آپ نے پیر کاٹنے کا حکم دیا تو جناب امیرؑ نے منع کیا اور کہا یا تعزیر اُسپر جاری کر دیا قید کر دو (۲۰) آپ کو لونڈی کے طلاق کا حکم معلوم نہ تھا تو جناب امیرؑ نے بتا دیا (۲۱) آپ کو یہ نہ معلوم تھا کہ کسی کا گھر زبردستی داخل مسجد کر لینا کیسا ہے تو ابی بن کعب نے بتایا یہ واقعہ حضرت عباس کا ہے۔ (۲۲) آپ کو یہ نہ معلوم تھا کہ دختران سلاطین کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے جناب امیرؑ نے بتایا (۲۳) آپ کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

یہ نہ معلوم تھا کہ دختران سلاطین کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے جناب امیرؑ نے بتایا (۲۳) آپ کو یہ نہ معلوم تھا کہ عورتوں کو کتنے دنوں کے بعد مرد کی خواہش ہوتی ہے تو جاکر اپنی صاحبزادی حفصہ زوجہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا (۲۴) آپ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ مجرد دخول سے غسل جنابت واجب ہوتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو جناب امیرؑ نے بتایا (۲۵) آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بچوں کی حضانت ماں سے متعلق ہوتی ہے چنانچہ آپ نے اپنی ایک زوجہ کو طلاق دیا تو اُس سے بچہ چھیننے لگے مگر ابوبکر نے سمجھایا کہ حق حضانت ماں سے متعلق ہے (۲۶) ایک عورت کے چھ مہینے پر بچہ ہوا تو آپ نے اُسکو رجم کرنا چاہا جناب امیرؑ نے آیہ حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا کی تلاوت فرماکر اس مسئلہ کو سمجھایا (۲۷) آپ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ مجوس سے جزیہ کس قدر لینا چاہیے تو عبدالرحمن بن عوف نے حدیث رسول سُنائی (۲۸) آپ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ عورت اپنے شوہر کے دیت سے حصہ پا سکتی ہے یا نہیں (۲۹) آپ کو دیت اصابع کا حکم بھی نہیں معلوم تھا (۳۰) آپ کو میراث عمہ کا حال نہیں معلوم تھا اسپر بھی ایک کتاب اسکی تحقیقات میں تصنیف کی مگر آخر بکمال شرمندگی پانی سے دھو ڈالا اور کہا اگر خدا اس تصنیف سے راضی ہوتا تو باقی رکھتا (۳۱) آپ کو کلالہ نہ معلوم تھا جس کا حکم قرآن میں ہے (۳۲) آپنے ایک شخص سے صحیح وسالم گھوڑا خریدا اور دوسرے شخص کو اُسپر سوار کیا جس کے بعد وہ گھوڑا مر گیا تو آپ نے اُس گھوڑے کی قیمت دینے سے انکار کیا آخر شریح قاضی نے فیصلہ کیا کہ قیمت آپ پر لازم ہے (۳۳) ایک شخص سے اونٹ خریدا تو چاہا اُسکا پالان بھی اُسی قیمت میں لے لیں حالانکہ اُسکا کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا آخر بہ تعلیم جناب امیر عمر کو پالان سے باز آنا پڑا (۳۴) آپنے حجر اسود کو دیکھ کر کہا یہ پتھر ہے جو نہ نفع پہونچا سکتا ہے نہ ضرر تب جناب امیر نے حدیث رسول صلعم سُنایا جس پر عمر نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَعِيْشَ فِيْ قَوْمٍ لَسْتَ فِيْهِمْ يَا اَبَا حَسَنٍ یعنی اے ابوالحسن میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں ایسی قوم میں رہنے سے جسمیں آپ نہ ہوں (۳۵) دو عورتوں میں ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی نسبت تکرار تھی دونوں لڑکے کی مدعی تھیں اور لڑکی سے انکار کرتیں اس واقعہ سے حضرت عمر اسقدر پریشان ہوئے کہ کسی طرح حل نہ کر سکے صحابہ سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں آپ خلیفہ ہیں خلیفہ غصہ ہوتے ہیں کہ خدا کے لئے اس کو حل کرو آخر جناب امیرؑ کے پاس آتے ہیں اور آپ زمین سے ایک تنکا اُٹھا کر فرماتے ہیں کہ اسکا فیصلہ تو اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ آخر دونوں کا دودھ تلوا کر فیصلہ کر دیا کہ اسکا لڑکا ہے اور اسکی لڑکی ہے جس پر حضرت عمر نے کہا یَا اَبَا الْحَسَنِ لَا اَبْقَانِيَ اللّٰهُ لِشَدِيْدَةٍ لَسْتَ لَهَا کہ ابوالحسن! خدا ہم کو کسی ایسی مصیبت کے وقت تک باقی نہ رکھے جسکو دفع کرنے کے لئے آپ موجود ہوں (۳۶) ایک عورت کے ایک لڑکا ہوا جس کی دو ہری خلقت تھی دو پیٹ چار ہاتھ دو سر دو شرمگاہ۔ اسکا فیصلہ حضرت عمر کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہ معلوم تھا تو جناب امیرؓ نے اسکا فیصلہ کیا جو نہایت طولانی قصہ ہے (۳۷) دو شخص بیٹھے تھے کہ ایک قیدی کا گزر ہوا جس کے پیر میں لوہے کی بیڑیاں تھیں ایک نے کہا اس بیڑی کا وزن اسقدر ہے ورنہ میری عورت کو طلاق ہو دوسرے نے کہا کہ نہیں اُسکا وزن اسقدر ہے ورنہ میری زوجہ طالق ہے اب اسکا حل کیونکر ہو کیونکہ قیدی نے بھی قسم کھالی تھی کہ بیڑی پیر سے جُدا نہیں کروں گا آخر یہ قضیہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو وہ بھی حل کرنے سے عاجز رہے آخر جناب امیرؓ کے پاس یہ قضیہ گیا اور آپ نے اُسکو اسطرح حل کیا کہ ایک ظرف میں پانی منگوایا اور بیڑیاں اُسمیں گرائی گئیں جس سے پانی کا مقدار بڑھا وہاں نشان کر دیا گیا۔ پھر اُسی مقدار کا لوہا ڈالا گیا کہ اُس مقدار تک اُسکا حجم بڑھا ان لوہوں کو تلوا کر فرمادیا اسقدر وزن ہے (۳۸) بادشاہ روم نے چند مسائل دریافت کئے تو حضرت عمرؓ سے جواب نہ ہو سکا جناب امیرؓ نے لکھوا دیا (۳۹) پھر دوسری روایت زین الفتی میں ہے جسمیں چند مسائل اور دریافت کئے تھے (۴۰) نجران کا ایک پادری خدمت خلیفہ دوئم میں آیا اور سوال کیا مگر آپ جواب نہ دے سکے آخر جناب امیرؓ نے جواب دیا (۴۱) قصص الانبیا ثعلبی میں بھی ایک طولانی روایت اسکی ہے کہ جناب امیرؓ نے اُن مسائل کا جواب دیا (۴۲) آپ کو اسکا حکم بھی نہ معلوم تھا کہ غلام کے عقد کر سکتا ہے جناب امیرؓ نے بتایا (۴۳) عمرہ کرنے کی جگہ بھی آپ کو نہ معلوم تھی جناب امیرؓ نے بتایا (۴۴) آپ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ قبل طواف عطر کا لگانا جائز ہے جناب امیرؓ نے تعلیم فرمایا (۴۵) آپ کو ربا کا بھی حکم معلوم نہ تھا (۴۶) آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ مومن کو مومن کہنا جائز ہے (۴۷) آپ کو رنگین چادروں کی طہارت بھی نہ معلوم تھی جو عہد رسول اللہ صلعم میں مستعمل ہوتیں تو ابی ابن کعب نے بتایا (۴۸) آپ کو خود رسولؐ اللہ کا حلیہ بھی نہ معلوم تھا جسے جناب امیرؓ نے بتایا (۴۹) آپ کو حد استیذان بھی نہ معلوم تھا چنانچہ ابو موسیٰ اشعری پر بگڑے تو ابو سعید خدری نے آکر بتایا (۵۰) آپ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ رسولؐ اللہ نماز عید میں کون کون سورے پڑھتے تھے۔

یہ پچاس مسائل مختصر طور پر تشئید المطاعن سے اس غرض سے نقل کئے گئے کہ معلوم ہو خلیفہ ثانی صاحب ہا اینہمہ دعوے ہمہ دانی ان سے جاہل تھے جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جناب امیرؓ نے اپنے قول ویکذا العشار فیھا میں انھیں امور کی طرف اشارہ فرمایا ہے

قولہ فَمَنِیَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللّٰہِ بِخَبْطٍ وَشِمَاسٍ یعنی اس خلافت ثانیہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہو گئی جیسے کوئی اُس اونٹ پر سوار ہو جو مزاج میں نہایت شریر ہو اور جس کی رفتار سیدھی نہ ہو کبھی ٹیڑھا چلے کبھی سیدھا کبھی بے راہ چلے کبھی راہ پر۔ اسکی تفصیل کا تو موقع نہیں مگر صرف ایک مسئلہ میراث جد کو لیجئے کہ حضرت عمرؓ نے اسمیں سو طرح کا حکم دیا چنانچہ اسکی تفصیل تشئید المطاعن صفحہ ۹۶۲ میں بخوبی مذکور ہے فتح الباری میں ہے عَنْ عُیَیْنَۃَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اِنِّیْ حَفِظْتُ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنْ عُمَرَ فِی الْجَدِّ مِائَۃُ قَضِیَّۃٍ کُلُّھَا یَنْقُضُ بَعْضُھَا بَعْضًا یعنی عبیدہ بن عمرو کہتے ہیں کہ مجھے جد کے میراث میں عمر کے سو حکم یاد ہیں جو سب کے سب ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ تو شیخ فی شرح جامع الصحیح میں بھی ہے قَالَ عُبَیْدَۃُ السَّلْمَانِیُّ اِنِّیْ لَاَحْفَظُ عَنْ عُمَرَ فِی الْجَدِّ مِائَۃَ قَضِیَّۃٍ کُلُّھَا یَنْقُضُ بَعْضُھَا بَعْضًا۔ یہی عبارت قسطلانی شرح بخاری اور طبقات ابن سعد میں بھی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ زمانہ مسلمانوں کے لئے کیسا سخت اور جانکاہ تھا کہ ایک مسئلہ میں سو طرح کا حکم ملتا ہے۔ طرہ یہ ہے کہ یہ حدیث بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ کنز العمال میں ہے عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ کَیْفَ قَسْمُ الْجَدِّ قَالَ مَا سَاَلَکَ عَنْ ذٰلِکَ یَا عُمَرُ اِنِّیْ اَظُنُّکَ اَنْ تَمُوْتَ قَبْلَ اَنْ تَعْلَمَ ذٰلِکَ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فَمَاتَ عُمَرُ قَبْلَ اَنْ یَعْلَمَ ذٰلِکَ کہ سعید بن المسیب روایت کرتا ہے کہ عمر نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا کہ جد کی میراث کیونکر تقسیم ہوگی تو آنحضرتؐ نے فرمایا عمر! اسکے متعلق تم کیا پوچھتے رہتے ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم مر بھی جاؤ گے اور یہ مسئلہ تم کو نہ آئے گا۔ سعید بن المسیب کہتا ہے کہ واقعی عمر مر گئے لیکن یہ مسئلہ نہ سمجھ سکے۔ اگر خیال اختصار نہ ہوتا تو صدہا ایسے واقعات دکھائے جا سکتے تھے جن سے جناب امیر کے اس قول کی تصدیق ہوتی کہ اس خلافت کی بدولت مسلمان کس مصیبت میں مبتلا تھے کیونکہ ایک طرف قرآن تھا جو تمام ملک میں رائج تھا کہ ہر شخص کو تھوڑا بہت یاد تھا دوسری طرف خود احادیث رسول اللہؐ تھیں جن کے راوی اور ناقل صدہا نہیں بلکہ ہزارہا صحابی ہیں تیسری طرف خلفائے ثلاثہ کے فتاوے ہیں جو سب کے خلاف ہیں تعمیل حکم میں تو کسی کو عذر ہی نہیں کیونکہ برسر حکومت ہیں مگر تطبیق قرآن و حدیث میں وہ الجھن ہے کہ منوں کاغذ سیاہ ہو گئے اور کوئی بات بنتی نہیں۔ یہاں تک کہ آخر اقرار کرنا پڑا کہ ہر مجتہد کو اختیار ہے کہ دوسرے کے خلاف کرے جسکا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم بھی مجتہد تھے خلفا بھی مجتہد تھے لہذا اگر مخالفت کی تو کیا حرج ہے چنانچہ علامہ قوشجی شرح تجرید میں بجواب طعن حی علی خیر العمل لکھتے ہیں فَاِنَّ مُخَالَفَۃَ الْمُجْتَھِدِ لِغَیْرِہٖ فِی الْمَسَائِلِ الْاِجْتِھَادِیَّۃِ لَیْسَ بِقَدْحٍ ایسا ہی شمس الدین اصفہانی اور تفتازانی نے بھی لکھا ہے (تشئید المطاعن صفحہ ۱۸۸۵) یعنی ایک مجتہد کی مخالفت دوسرے مجتہد سے مسائل اجتہادیہ میں باعث قدح نہیں ہے۔ غالباً اسی طرف علامہ ابن ابی الحدید بھی اسمیں اشارہ کرتے ہیں وَیُمْکِنُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ ھٰھُنَا لِلتَّعْلِیْلِ وَالسَّبَبِیَّۃِ اَیْ وَیَکْثُرُ اِعْتِذَارُ النَّاسِ عَنْ اَفْعَالِھِمْ وَحَرَکَاتِھِمْ لِاَجْلِھَا یعنی جناب امیرؑ نے جو فرمایا وَیَکْثُرُ الْاِعْتِذَارُ فِیْھَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْھَا تو مِنْھَا کا مِن ہو سکتا ہے کہ تعلیل اور سببیت کے لئے ہو کہ لوگوں کا عذر کرنا اُن کے افعال و حرکات کے سبب سے بڑھ گیا۔ جس کی تصدیق ملاحظہ کتب مناظرہ سے بخوبی ہو سکتی ہے کہ شیعہ و سنی کے تمام تر مناظرات اسی اصول پر ہیں کہ شیعہ خلفائے ثلاثہ کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مخالفت قرآن و حدیث سے دکھاتے ہیں اور اہلسنت صدہا قسم کے عذر پیش کرتے ہیں جس سے اکثر اوقات قرآن و حدیث میں تحریف کرنی پڑتی ہے اور آخر میں جب سب سے عاجز آتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد سے مخالفت جائز ہے۔ اب حضرت کے کلام کی تصدیق میں تو کوئی عذر ہی نہیں ہو سکتا جو حضرت فرماتے ہیں اس طبیعت کا آدمی مثل اُس شتر سرکش اور بدمست و شریر کے ہے جس پر کبھی سواری نہیں ہوئی اور وہ ابھی رام نہیں ہوا۔ اگر نکیل دے کر مہار کھینچتے ہیں تو وہ اپنی شرارت سے اپنی ناک کو زخمی کرتا ہے اور اگر مہار چھوڑ دی جاتی ہے تو پھر اُسکا اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے جہاں چاہے گرا دے خواہ جنگل ہو یا بیابان آگ ہو یا پانی۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اکدا الاصعبہ یعنی وہ سرکش اونٹ جس پر سوار ہونا نہایت دشوار ہو۔ علامہ ابن ابی الحدید حضرت عمر کے وصف میں لکھتے ہیں "عمر بہت ہی سخت اور نہایت پُر ہیبت شخص تھے اور سیاست میں بہت سخت کسی کا خیال نہ کرتے نہ شریعت کا نہ رذیل کا۔ بزرگان صحابہ اُن سے بچتے رہتے اور ملاقات کرنا تک پسند نہ کرتے۔ حضرت ابن عباس نے جب مسئلہ عول کے ناجائز ہونے کا فتوے دیا تو کسی نے کہا عمر کے زمانہ میں کیوں نہ یہ فتوے دیا تو کہا اُن کے خوف کے مارے کیونکہ وہ خوفناک شخص تھے۔ اسی طرح ایک عورت عمر کے سامنے آئی جو حاملہ تھی تو عمر کے خوف کے مارے اُسکا حمل ساقط ہو گیا مردہ لڑکا ساقط ہوا جس پر آپ نے صحابہ سے استفسار کیا تو سب نے کہا تم پر کوئی حرج نہیں کیونکہ تم تو ادب دینے والے تھے لیکن جناب امیرؑ نے فرمایا اگر اُنھوں نے تمھارے خیال سے ایسا فتوے دیا تو سب نے تم کو دھوکا دیا اور اگر یہی اُن کا اجتہاد تھا تو سب نے خطا کی (کیا اس سے صحابہ کا اجماع خطا پر اور خلاف حق کہنا نہیں ثابت ہوا) تم پر ایک غلام کا آزاد کرنا ضرور ہے چنانچہ حضرت عمر اور سب صحابہ نے حضرت کے قول کی طرف رجوع کیا۔ یہی عمر وہ شخص ہیں جنھوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کو مستحکم کیا اور مخالفین کو دبایا۔ آپ ہی نے زبیر کی تلوار کو توڑ ڈالا تھا جب اُنھوں نے کھینچا تھا اور مقداد کو دھکا دیا اور سعد بن عبادہ کو کچل ڈالا اور کہا اسکو قتل کر دو اور جناب ابن منذر کی ناک کو توڑ ڈالا اور بنی ہاشم سے جن لوگوں نے خانہ جناب سیدہ میں پناہ لی تھی اُنھیں ڈرا دھمکا کر باہر نکالا پس اگر آپ نہ ہوتے تو نہ حضرت ابوبکر کی بیعت کی جاتی نہ اُن کی خلافت قائم ہوتی"۔ حضرت عمر کی سیاست کے ذکر میں علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "سب سے پہلے جو عمر نے درہ مارا ہے وہ ام فروہ بنت ابی قحافہ خواہر ابوبکر کو کہ ابوبکر کے مرنے پر عورتیں رونے لگیں تو عمر نے چند بار منع کیا مگر کسی نے نہ مانا تب ام فروہ خواہر ابوبکر کو اُن سب کے درمیان سے باہر نکالا اور درہ چلایا جس کے بعد وہ سب بھاگیں اور متفرق ہوئیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عمر کا دُرّہ حجاج بن یوسف کی تلوار سے بھی زیادہ ہیبت ناک تھا"۔ پھر لکھتے ہیں "عمر ہی وہ شخص ہیں جنھوں نے جبلہ بن ایہم پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہایت درجہ غلطت کی یہاں تک کہ اُس نے مدینہ چھوڑ دیا بلکہ تمامی بلاد اسلامیہ سے جلاوطن ہوگیا اور آخر اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا اسکے ساتھ ساٹھ ہزار کا قبیلہ تھا جو سب کا سب نصرانی ہوگیا اور مدتوں مسلمانوں سے لڑتا رہا جسمیں ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کا خون ہوا۔

قولہ فصبرت علے طول المدة وشدة المحنة۔ خلیفہ دوم صاحب کے متعلق حضرت کا یہ آخری فقرہ ہے جسمیں فرماتے ہیں کہ ہم نے اس طویل مدت اور شدید محنت پر صبر کیا اسلئے کہ خلیفہ دویم کی خلافت دس برس رہی ہے برخلاف خلیفہ اول کے جن کی خلافت ڈھائی سال رہی۔

قولہ حتی اذا مضی لسبیلہ۔ یہاں سے حضرت نے دور عثمانی کا تذکرہ شروع کیا کہ جب حضرت عمر بھی جانے لگے تو انھوں نے اس خلافت کو ایک ایسی جماعت کے حوالہ کیا جس کی نسبت یہ گمان کیا کہ میں بھی ایک اُنھیں سے ہوں۔ یہ اشارہ ہے قصہ شوریٰ کی طرف جو بہت مشہور واقعہ ہے اور آئندہ بتفصیل مذکور ہوگا۔

قولہ فیا للہ وللشوریٰ۔ اسمیں للہ کا لام مفتوح ہے اور للشوریٰ کا لام مکسور کیونکہ اللہ سے استغاثہ ہے اور شوریٰ مکسور اس سبب سے کہ اسکا استغاثہ ہے یعنی اسکی فریاد ہے۔ ظاہر المقصود یہ ہے کہ خداوندا اس شوریٰ کو دیکھ کہ اس کو تیرے احکام میں کیا دخل کیونکہ خلافت تو نیابت نبی ہے جس کو نبی ہی مقرر کرسکتا ہے پس اسمیں شوریٰ پنچایت کو کیا دخل۔

قولہ متی اعرض الریب فی یعنی جب لوگوں نے خلیفہ اول کو خلیفہ بنایا تو اُس وقت میری حقیت میں کب شک ہوا تھا جو اب میری یہ بے عزتی کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کے برابر قرار دیا جاتا ہوں۔ پس جس طرح پہلے مجھ پر ظلم کیا گیا کہ میری موجودگی میں حضرت ابوبکر خلیفہ بنا دیے گئے اُسی طرح اب یہ ظلم ہوا کہ مجھ کو ان لوگوں کا ہمسر قرار دیا۔

قولہ لکنی اسففت اذا سفوا۔ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں وَاَسَفَّ الرَّجُلُ اِذَا دَخَلَ فِی الْاَمْرِ الدَّنِیِّ۔ اَصْلُہٗ مِنْ اَسَفِّ الطَّائِرِ اِذَا دَنَا مِنَ الْاَرْضِ فِی طَیَرَانِہٖ یعنی اسف کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں کسی امر ذلیل میں انسان داخل ہو جو ماخوذ ہے اسف الطائر سے کہ یہ اُسوقت کہا جاتا ہے جب طائر اُڑنے میں زمین سے قریب ہو۔ یہاں چونکہ یہ اعتراض ہوسکتا تھا کہ کوئی کہے جبکہ ذات اقدس ایسی تھی کہ اُسکی حقیت میں بہ مقابلہ خلیفہ اول بھی کسی طرح کا شک و شبہہ نہ تھا تو آپنے اُن کی شرکت کیوں قبول فرمائی اسی کا جواب یہ حضرت دیتے ہیں جس کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں ثُمَّ تَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِکَ فَقَالَ مَتٰی اعْتَرَضَ الشَّکُّ فِی مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی اُقْرَنَ بِسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَاَمْثَالِہِمَا لٰکِنِّیْ طُلِبْتُ الْاَمْرَ وَھُوَ مَوْسُوْمٌ بِاَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی اُقْرَنَ بِسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَاَمْثَالِہِمَا لٰکِنِّیْ طُلِبْتُ الْاَمْرَ وَھُوَ مَوْسُوْمٌ بِالْاَصَاغِرِ مِنْھُمْ کَمَا طُلِبَتْہُ اَوَّلًا وَھُوَ مَوْسُوْمٌ بِاَکَابِرِھِمْ یعنی حضرت نے اس سے تعجب کیا کہ جب بہ مقابلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ابو بکر ہماری حقیت میں کسی طرح کا اعتراض نہ تھا تو پھر اسوقت سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف وغیرہ شامل کیوں کئے گئے مگر میں نے ہر طرح اپنے حق کو طلب کیا چھوٹوں کے ساتھ بھی اور بڑوں کے ساتھ بھی یعنی یہ میرا حق ہے تو پھر اس کے طلب میں مجھے کسی طرح ننگ و عار نہیں خواہ میرا مقابل جلیل القدر شخص ہو جیسا کہ حضرت ابو بکر سمجھے جاتے یا چھوٹے لوگ ہوں جیسے سعد بن ابی وقاص وغیرہ۔

قولہ فصغی رجل منھم لضغنہ۔ یہاں سے حضرت نے شورے کی حقیقت ظاہر کی کہ یہ شورے جو چھ آدمیوں کا قرار پایا تھا اُن میں سے دو تو اس وجہ سے ہمارے خلاف ہو گئے کہ اُن میں ایک شخص سعد تھا اُس کے دل میں مجھ سے کینہ تھا اور دوسرا عبدالرحمن بن عوف جناب عثمان کا بہنوئی تھا کیونکہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط جو حضرت عثمان کی مادری بہن تھی وہ عبدالرحمن بن عوف کی زوجہ تھی اسی سبب سے عبدالرحمن جناب عثمان کے طرف دار ہو گئے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جناب عثمان کی ماں کا نام اَرْوٰی بنت کُرَیز تھا پہلے وہ عفان پدر جناب عثمان خلیفہ ثالث کی زوجہ تھی جس سے حضرت عثمان پیدا ہوئے۔ بعدہٗ اُس نے عقبہ ابن ابی معیط سے نکاح کر لیا جس سے ام کلثوم پیدا ہوئی جس کا نکاح عبدالرحمن بن عوف سے ہوا۔ ان دونوں کے اتفاق سے خلافت کا جناب امیرؑ کے ہاتھ سے نکلنا ایسا یقینی تھا کہ حضرت امیرؑ نے قبل واقعہ ہی اسکی خبر دیدی تھی چنانچہ جب حضرت عباس سے ملاقات ہوئی ہے تو فرمایا "چچا اس دفعہ بھی خلافت نکل گئی" پوچھا "کیونکر معلوم ہوا" تو فرمایا "میرے ساتھ عثمان کو بھی شریک کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر دو دو آدمی ایک شخص کو منتخب کریں تو اُس طرف خلافت ہو گی جدھر عبدالرحمن بن عوف ہوں پس ظاہر ہے کہ عبدالرحمن تو عثمان ہی کا ساتھ دیں گے کیونکہ اُن کے بہنوئی ہیں اور سعد بن ابی وقاص عبدالرحمن کو نہ چھوڑیں گے پھر اگر دو آدمی میرے ساتھ ہوں بھی تو کیا فائدہ"۔ اس واقعہ کی تفصیل بنا بر تحریر علامہ ابن الحدید یہ ہے (از شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۶۲) کہ جب حضرت عمر کو ابو لولو نے زخمی کیا اور اُن کو اپنی موت کا یقین ہوا تو اصحاب مشورہ کرنے لگے کہ میرے بعد کون خلیفہ بنایا جائے کسی نے کہا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو بناؤ جس پر عمر نے کہا خدا نہ کرے کہ وہ خلیفہ ہو دو آدمی اولاد خطاب سے خلیفہ نہیں ہو سکتے عمر ہی کافی ہے۔ میں زندگی اور موت دونوں میں اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ پھر کہا رسول اللہ نے جب وفات پائی تو وہ قریش کے اِن چھ آدمیوں سے راضی تھے (اس سے معلوم ہوا کہ باقی صحابہ سے حضرت ناراض تھے تو پھر نہ معلوم شیعوں پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے جو وہ اکثر صحابہ کے ارتداد کے قائل ہیں ۱۲ مولف) علی۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد اور عبدالرحمن بن عوف (مگر افسوس آگے چل کر پھر حضرت کی ناراضگی کو بھی اس سے بیان کرتے ہیں ۱۲ مولف) لہذا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

میری رائے ہے کہ خلافت کو ان لوگوں میں شوریٰ قرار دوں کہ وہ جس کو چاہیں منتخب کریں۔ پھر کہا کہ میں کسی کو خلیفہ بناؤں تو یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مجھ سے بہتر شخص (ابوبکر) نے خلیفہ بنایا ہے اور اگر نہ بناؤں تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ مجھ سے بہتر شخص (رسول اللہ) نے خلیفہ نہیں مقرر کیا (مگر یہ بالکل افترا ہے ۱۲ مولف) پھر سب کو اس حالت حالت میں بلوایا کہ وہ دم توڑ رہے تھے سب کو دیکھ کر کہا تم سب کو اسکی طمع ہے کہ میرے بعد خلیفہ بنو۔ اس کے جواب میں سب خاموش رہے۔ پھر دوبارہ سوال کیا تو زبیر نے جواب دیا آخر ہم کس بات میں تم سے کم ہیں کہ تم تو خلیفہ بنے اور ہم نہ ہوں؟ نہ قریشی ہونے میں تم سے کم ہیں نہ قرابت میں نہ سابقہ میں (سبقت میں بھی یہ بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ عمر کے پہلے اسلام لائے ۱۲ مولف) عمر نے کہا میں تم لوگوں کے کچھ حالات بیان کروں سب نے کہا کہو کیونکہ اگر ہم لوگ منع بھی کریں گے تو تم نہ مانو گے۔ عمر نے کہا اے زبیر تو وعق نفس (تنگ دل بدمزاج) ہے خوشی کے وقت مومن اور غضب کے وقت کافر ایک روز انسان تو دو روز شیطان۔ اگر تجھے خلافت ملے تو ایک مد (پون سیر) جَو پر دن بھر مار پیٹ کرتا رہے اب بتاؤ کہ اگر خلافت تمھیں ملے تو رعایا کا کیا حال ہوگا اس دن جس روز تم شیطان بن جاؤ گے اور تمھارے غضب کے روز لوگوں کا پناہ کون ہوگا ہرگز خدا تمھیں ان صفات پر خلافت نہ دے گا۔ پھر طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے (جن سے اُن کو پہلے سے بغض تھا کیونکہ انھوں نے ابوبکر سے کہا تھا کہ عمر کو خلیفہ نہ کرو) پس پوچھا کہو میں کچھ کہوں یا چپ رہوں طلحہ نے جواب دیا کہو کیونکہ میں جانتا ہوں تمھارے منھ سے کبھی کلمہ خیر نہ نکلے گا (یہاں اس حدیث اہلسنت کو یاد کرنا چاہیے اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ کہ عمر کی زبان پر کلمہ حق جاری رہتا ہے اور یہاں حضرت طلحہ فرماتے ہیں فَاِنَّكَ لَا تَقُوْلُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا کہ تمھاری زبان پر کبھی کلمہ خیر آئے گا ہی نہیں ۱۲ مولف) اس پر عمر نے کہا اے طلحہ میں تم کو اُس روز سے جانتا ہوں کہ جنگ اُحد میں جب تمھاری اُنگلی کو زخم پہونچا تو اُس روز سے تمھارا دماغ (بوجہ غرور) بگڑ گیا حالانکہ رسول اللہ نے ایسی حالت میں انتقال فرمایا کہ وہ تم سے ناراض تھے بوجہ اُس کلمہ کے جو تم نے روز نزول آیہ حجاب کہا تھا (یہاں اس اختلاف بیانی کو دیکھیے کہ شروع میں کہا تھا رسول اللہ ان چھ آدمیوں سے راضی گئے اور یہاں کہتے ہیں کہ رسول اللہ مرتے وقت تم سے ناراض رہے ۱۲ مولف) شیخ ابوعثمان جاحظ کہتے ہیں کہ وہ کلمہ طلحہ کا یہ تھا کہ جب آیہ حجاب نازل ہوئی تو طلحہ نے کہا حضرت کو اس پردہ داری سے کیا فائدہ ہوگا کیونکہ حضرت کل مر جائیں گے اور ہم آپکے ازواج سے نکاح کر لیں گے (اسی کلمہ سے حضرت ناراض رہے بلکہ خدا بھی ناراض رہا کہ حکم ممانعت نکاح بعد از وفات رسول اللہ نازل کیا) ابوعثمان کہتے ہیں اگر کوئی عمر سے یہ سوال کرتا کہ پہلے تو تم نے کہا تھا کہ رسول اللہ ان چھ آدمیوں سے ناراض تھے اور اب یہ کہتے ہو کہ حضرت طلحہ سے بوجہ اس کلمہ کے ناراض گئے تو عمر کا کیا حال ہوتا؟ مگر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کون تھا جو ایسی جرأت کرتا۔ پھر سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ تم صرف جنگ و پیکار تیر کمان نیزہ کے کام کے ہو پھر عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ خلافت کے لائق ایسا شخص نہیں ہو سکتا جسمیں تمہارا سا ضعف (رائے) ہو علاوہ بریں تمہارے قبیلہ زہرہ کو خلافت سے کیا تعلق۔ پھر حضرت علیؑ سے کہا خدا گواہ ہے پس تم ہی اس کام کے تھے اگر تم میں مزاح نہ ہوتا (حالانکہ یہ وہ صفت ہے جو رسولؐ اللہ میں سب سے زیادہ تھی ۱۲ مولف) خدا کی قسم اگر تم اُن کے والی ہو تو ضرور حق واضح اور کشادہ پر اُن کو لے چلو (مگر ہائے تدبیر ایسی کی کہ کبھی خلافت نہ ملے ۱۲ مولف) پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خوش ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ قریش نے تمہاری گردن میں قلادہ خلافت ڈالا ہے کیونکہ سب کو تم سے محبت ہے اور تم نے بنی امیہ اور بنی ابی معیط کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دیا ہے اور مال غنیمت و خراج جو کچھ آتا ہے وہ اُن کو دیتے ہو جس پر بہت سے بھیڑیے عرب کے آتے ہیں اور تجھے تیرے فرش پر ذبح کرتے ہیں قسم خدا کی اگر ایسا کریں گے تو تم ضرور کرو گے اور تم کرو گے تو وہ بھی ضرور کریں گے (یہ پیشین گوئی آپ نے اس سبب سے کی کہ کعب الاحبار ایک بڑا جوتشی تھا جو یمن کے یہودیوں کا بڑا عالم اور حضرت عمر کا بڑا یار غار تھا اُس نے از راہ علم نجوم کل واقعات کی خبر عمر کو دیدی تھی ۱۲ مولف) اس کے بعد حضرت عمر نے اہل شورے سے کہا اگر تم مدد کرو گے اور ایک دوسرے کا معین و خیر خواہ و ناصح رہے گا تو تم بھی کھاؤ گے اور تمہاری اولاد بھی اور اگر باخود ہا حسد کرو گے اور ایک دوسرے کی مدد نہ کرے گا تو معویہ بن ابی سفیان تم سب پر دوڑ پڑے گا اور غالب آ جائے گا۔ اس کے بعد ابو طلحہ انصاری سے کہا کہ ہمارے دفن ہونے پر تم پچاس ہتھیار بند انصاریوں کو حاضر کرنا اور ان چھ آدمیوں کو جمع کر کے کہنا کہ خلافت کا جلد فیصلہ کر ڈالیں سب کے ایک مکان میں جمع کرنا اور اپنے اصحاب کے ساتھ تم دروازہ پر تلواریں لئے کھڑے رہنا پس اگر پانچ آدمی ایک رائے ہوں اور ایک شخص اُن کے خلاف تو اُسکو قتل کر دینا اور اگر چار ایک طرف اور دو ایک طرف تو ان دو کو قتل کر دینا اور اگر تین ایک طرف اور تین دوسری طرف ہوں تو جن تین میں عبدالرحمن بن عوف ہوں اُن سے موافق دوسرے تین ہو جائیں تو خیر ورنہ ان تین آدمیوں کو قتل کر دینا اور اگر تین روز گزر جائیں اور باخود ہا اتفاق نہ ہو تو ان چھ آدمیوں کو قتل کر دینا اور مسلمانوں کو چھوڑ دینا جس کو چاہیں منتخب کریں۔ پس جب دفن عمر سے فراغت ہوئی تو ابو طلحہ نے سب کو ایک جگہ جمع کیا اور تلوار لے کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ اب شورے میں سب سے پہلے طلحہ نے لوگوں کو گواہ کر کے اپنا حق عثمان کو دے دیا تاکہ عثمان کا پہلو قوی ہو جائے اور جناب امیر ضعیف ہو جائیں یہ دیکھ کر زبیر کو خاندانی حمیت نے اس پر مجبور کیا کہ اپنا حق جناب امیرؑ کو دے دیں کیونکہ زبیر صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور جناب ابو طالب کے بھانجے تھے (مگر افسوس حمیت اسلامی کسی میں نہیں آتی (مولف) طلحہ کا میل عثمان کی طرف اس سبب سے تھا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہ وہ جناب امیرؑ سے منحرف تھے کیونکہ وہ بھی قبیلہ تیم سے تھے اور ابن عم ابوبکر بھی اور بنی تیم کے دلوں میں بنی ہاشم سے کینہ تھا اور یہ امر فطری ہے جو تمامی طبائع بشر کی خلقت میں داخل ہے خصوصاً طینت عرب میں اور اسکی طبیعت میں جس کا آج تک تجربہ مؤید ہے۔ غرض دو تو یوں نکل گئے چار باقی رہے انہیں سے سعد بن ابی وقاص نے اپنا حق عبدالرحمٰن کو دے دیا کیونکہ دونوں قبیلہ بنی زہرہ سے تھے اب تین ہی رہ گئے۔ پس عبدالرحمٰن نے جناب امیرؑ عثمان سے کہا کہ تم دونوں سے جو شخص اپنے نفس کو علیحدہ کرے گا اسی کو اس کا اختیار ہوگا کہ خلیفہ بنا دے۔ اس پر دونوں ساکت رہے تو عبدالرحمٰن نے کہا اچھا تم لوگ گواہ رہو کہ میں اپنے کو علیحدہ کئے لیتا ہوں اس شرط پر کہ تم دونوں سے جسے چاہوں خلیفہ بناؤں اس کا بھی کوئی جواب نہ ملا تو عبدالرحمٰن نے جناب امیرؑ سے کہا (یہ شروع سے چلا آتا ہے کہ جس کو خلیفہ کرنا منظور نہیں ہوتا اس سے ابتدا کی جاتی ہے ۱۲ مولف) میں تم سے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت شیخین (طریق ابوبکر و عمر) پر عمل کرو جناب امیرؑ نے فرمایا میں تو صرف کتاب خدا و سنت رسول پر ہی عمل کروں گا۔ تب عبدالرحمٰن حضرت کا ہاتھ چھوڑ کر عثمان کی طرف متوجہ ہوئے عثمان نے اُن شرائط کو قبول کر لیا عبدالرحمٰن نے پھر جناب امیرؑ سے کہا اور حضرت نے وہی جواب دیا اور حضرت عثمان قبول کیا جب تین مرتبہ اس طرح کا کلام ہو چکا تو عبدالرحمٰن نے عثمان کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا

یا امیرالمومنین اس کے بعد علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں فَيُقَالُ اِنَّ عَلِيًّا قَالَ لَهُ وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتَهَا اِلَّا لِاَنَّكَ رَجَوْتَ مِنْهُ مَا رَجَا صَاحِبُكَ مِنْ صَاحِبِهِ دَقَّ اللّٰهُ بَيْنَكُمَا عِطْرَ مَنْشَمٍ قِيْلَ فَفَسَدَ بَعْدَ ذٰلِكَ بَيْنَ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ حَتّٰى مَاتَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان کی بیعت کر لی تو جناب امیرؑ نے فرمایا تم نے یہ بیعت اسی لئے کی ہے جس غرض سے ابوبکر کی بیعت عمر نے کی تھی تاکہ عثمان کے بعد تم کو خلافت ملے خدا تم لوگوں میں اختلاف شدید پیدا کر دے گا کہا گیا ہے کہ واقعی اس کے بعد عبدالرحمٰن اور عثمان میں ایسا شدید اختلاف ہوا کہ عبدالرحمٰن مر گئے اور دونوں میں کلام نہ ہوا اعلاء ابن ابی الحدید اس کلمہ نَصْغَى رَجُلٍ مِنْهُمْ لِصِغْيَهِ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "مراد اس سے طلحہ ہے مگر قطب راوندی علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا ہے کہ وہ سعد بن ابی وقاص کو مراد لیتے ہیں"۔ پس یہ بھی صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ جناب امیرؑ نے سعد کے ماموں کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا اس وجہ سے اُس کے دل میں کینہ تھا۔ ان امور سے معلوم ہوا کہ یہ شورے کس طرح کا زہر قاتل بنایا گیا تھا کہ کل دشمنان جناب امیرؑ کا مجموعہ مرتب کیا گیا ہے کہ کسی طرح حضرت کو کامیابی نہ ہو یہاں تک جو کچھ ذکر کیا گیا وہ خلاصہ ہے واقعہ شورے کا بروایت علامہ ابن ابی الحدید و مورخ طبری وغیرہ اس سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

زیادہ تفصیل تشفی القلوب عن جلد ۳۔ اور ذوالفقار حیدر جلد ۳ میں ملاحظہ ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب امیرؑ نے جو بددعا دی تھی وہ قبول ہوئی کہ دونوں (عثمان و عبدالرحمن بن عوف) اس حالت میں مرے کہ باخود ہا عداوت بڑھ گئی اور ایک دوسرے سے علیحدہ رہا۔ ایک دفعہ عبدالرحمن نے عثمان کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے اپنے رہتے تم کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرر کیا حالانکہ مجھ کو وہ فضائل حاصل ہیں جو تم کو نہیں کیونکہ میں جنگ بدر میں شریک تھا اور تم نہیں میں بیعت رضوان میں شامل تھا تم نہیں تم نے جنگ احد میں فرار کیا اور میں ثابت قدم رہا عثمان نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں بوجہ تیمارداری دختر رسول جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکا مگر حضرتؐ نے مجھ کو بھی اسی طرح حصہ دیا جس طرح تم کو دیا اور وہی اجر فرمایا جو تم کو ملا۔ اور بیعت رضوان تو تمہارے ہی سبب سے ہوئی کہ تمہارے قتل کی خبر آئی تو حضرتؐ نے یہ بیعت لی اور میری طرف سے بیعت کی۔ رہا فرار از جنگ احد تو خدا اس کو بخش چکا پھر کیوں تم ایسے گناہ پر ملامت کرتے ہو جس کو خدا نے بخش دیا حالانکہ تمہارے گناہ ایسے ہیں جن کو ہم لوگ نہیں جانتے کہ بخشے گئے یا نہیں۔

عثمان نے جب اپنا نہایت عالیشان قصر زور بنوایا تو لوگوں کی دعوت کی جس میں عبدالرحمن بھی تھے۔ عبدالرحمن نے جب اس مکان اور اس دعوت کے اہتمام پر نظر کی تو کہا اس نے ان باتوں کی تصدیق کر دی جس کی ہم تکذیب کرتے تھے خدا ہم کو پناہ دے تمہاری بیعت سے۔ اس پر حضرت عثمان کو غصہ آیا اور کہا اے غلام اس کو یہاں سے نکال دے چنانچہ وہ نکال دیے گئے اس کے بعد حکم دیا کہ کوئی شخص عبدالرحمن کے پاس آمد و رفت نہ رکھے جس پر سب نے ان کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا بہ استثنا حضرت ابن عباس کہ وہ آیا جایا کرتے اور فرائض و علم قرآن ان سے سیکھتے جب عبدالرحمن بیمار ہوئے تو عثمان عیادت کو آئے اور بات چیت بھی شروع کی مگر عبدالرحمن نے کوئی کلام نہ کیا یہاں تک کہ مر گئے۔

اقول۔ بعض ناعاقبت اندیش جناب سیدہ کو الزام دیتے ہیں کہ حضرت کو ابوبکر وغیرہ سے اسقدر کینہ تھا کہ وہ معذرت کرتے رہے مگر آپ نے نہ مانا اور تادم مرگ کلام نہ کیا مگر عبدالرحمن بن عوف کے بارے میں کچھ نہیں کہتے کہ انھوں نے کیوں ایسا کیا حالانکہ مظلوم کے اختیار میں اس کے سوا کیا ہے؟ کیونکہ عبدالرحمن کا اقتدار اور مالداری ایسی تھی کہ عثمان کو خلیفہ بنا ہی دیا اور کوئی کچھ نہ کر سکا۔ اس پر بھی حضرت عثمان نے خلافت پانے پر یہ حکم دیا کہ ان سے کوئی بات چیت نہ کرے۔ نہ آمد و رفت رکھے۔ پھر اگر جناب سیدہ نے ابوبکر کے ساتھ یہ برتاؤ کیا تو کیوں تعجب ہوتا ہے۔ سیرۂ شیخین پر عمل کرنے سے انکار کرنے کو تو سب نے لکھا ہے کہ جناب امیر نے اس شرط کو قبول نہیں کیا مگر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسری شرط بھی پیش کی گئی تھی چنانچہ لکھتے ہیں
اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ لَہٗ اُبَایِعُکَ عَلٰی شَرْطِ عُمَرَ اَنْ لَا تَجْعَلَ اَحَدًا مِّنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ عَلٰی رِقَابِ النَّاسِ
فَقَالَ عَلِیٌّ عِنْدَ ذٰلِکَ مَالَکَ وَلِھٰذَا اِذَا قَطَعْتُھَا فِیْ عُنُقِیْ فَاِنَّ عَلَیَّ الْاِجْتِھَادَ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ حَیْثُ
عَلِمْتُ الْقُوَّۃَ وَالْاَمَانَۃَ اِسْتَعْمَلْتُ بِھَا کَانَ فِیْ بَنِیْ ھَاشِمٍ اَوْ غَیْرِھِمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا وَاللّٰہِ عَلٰی اَنْ
تُعْطِیَنِیْ ھٰذَا الشَّرْطَ قَالَ عَلِیٌّ وَاللّٰہِ لَا اُعْطِیْکَہٗ اَبَدًا اَفْتَرْکُہٗ (صفحہ ۴ مطبوعہ مصر) کہ عبدالرحمن نے حضرت
علیؑ سے یہ شرط پیش کی کہ عمر نے خلافت کے لئے یہ شرط بھی کی ہے کہ بنی ہاشم سے کوئی شخص بر سر حکومت نہ لایا
جائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس شرط سے تم کو کیا واسطہ جب خلافت کو ہماری گردن میں ڈال دیا تو اب اجتہاد کرنا
ہمارا کام ہے کہ امت محمدیہ کی خیر خواہی کے لئے کوشش کریں جس میں قوت اور امانت پائیں گے اُس سے مدد لیں گے
چاہے وہ بنی ہاشم میں ہو یا غیر بنی ہاشم میں۔ عبدالرحمن نے کہا قسم بخدا جب تک اس شرط کو نہ قبول کرو گے ہم خلافت
نہ دیں گے۔ جناب امیرؑ نے کہا قسم بخدا ہم کبھی اس شرط کو منظور نہیں کر سکتے۔ اس پر عبدالرحمن نے آپ کو چھوڑ دیا۔
اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ خلافت کیا تھی بالکل غلامی کہ جو عمر کہہ گئے تھے ہمیشہ اُسی پر عمل ہوتا رہے مگر ہائے
فرمان رسول کا کسی شخص کو بھی خیال نہ تھا کہ آپ کا کیا حکم ہے۔

قولہ الی ان قام ثالث القوم یعنی بعد از خرابی بسیار تیسرا شخص قائم مقام ہوا تو اُس کی یہ حالت تھی نا لجاً
حضنیہ۔ نفج معنے اُٹھانا اور حضن اُس مقام کو کہتے ہیں جو بغل سے کولھے تک ہے۔ اسکا استعمال دو مقام پر ہوتا ہے
ایک متکبر پر دوسرے اُس پر جس کا پیٹ بھرا ہو نیثل گوبر غلیظ کو کہتے ہیں اور معتلف موضع علف کو مطلب یہ ہے
کہ اُس شخص کا کام سوائے کھانے اور فضلہ دفع کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔

قولہ وَقَامَ مَعَہٗ بَنُوْ اَبِیْہِ یعنی اُس کے خاندان والے بھی اُس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اس سے اشارہ اس
طرف ہے کہ باوصفیکہ حضرت عمر نے مرتے وقت کہلایا تھا کہ عثمان! اگر تم نے اپنے خاندان والوں کو مسلط کیا
تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تم قتل کئے جاؤ گے اور جب عبدالرحمن نے خلیفہ بنایا ہے تو اُس وقت بھی کہا تھا وشرط عُمَرُ اَنْ لَا
تَجْعَلَ اَحَدًا مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ عَلٰی رِقَابِ النَّاسِ فَقَالَ عُثْمَانُ نَعَمْ (کتاب الامامۃ والسیاسۃ صفحہ ۴۴) کہ عمر نے
خلافت کی شرط یہ بھی قرار دی تھی کہ بنی اُمیہ سے کسی کو لوگوں کی گردن پر نہ سوار کرنا جس پر عثمان نے کہا ہاں نہیں
سوار کروں گا۔ تو یہ اشارہ ہے اس طرف کہ عثمان نے خلافت لیتے وقت تو اس شرط پر لکھا تھا کہ اپنے خاندان والوں
کو حکومت نہ دیں گے مگر خلافت پاتے ہی وہ شرط توڑ دی جس سے خلافت بھی اُن کی باطل ہو چکی۔ ہمیں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس کی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ جناب امیرؑ نے کیوں نہ اس شرط کو قبول کیا تھا کیونکہ یہ بالکل خلاف شریعت ہے کہ کہ آدمی کوئی عہد کرے اور پھر اُس کو توڑ دے۔

قولہ یخضمون مال اللہ خضمۃ الابل خضم اور قضم دو لفظ ہیں خضم بھر مُنھ کھانے کو کہتے ہیں کہ مُنھ میں کوئی چیز بھر لیں اور پورے مُنھ سے کھائیں اور قضم دانتوں کے کناروں سے چبا کر کھانے کو کہتے ہیں جس میں کم کھانا ہوتا ہے چنانچہ قول ابو ذر علیہ الرحمہ ہے بَنِیْ اُمَیَّۃَ یَخْضِمُوْنَ وَنَقْضِمُ یعنی بنی اُمیہ بھر مُنھ کھاتے ہیں اور ہم لوگ تھوڑا تھوڑا ابن ابی الحدید لکھتے ہیں وَھُوَ اَنَّھُمْ عَلٰی قَدَمٍ عَظِیْمَۃٍ مِنَ النَّھْمِ وَشِدَّۃِ الْاَکْلِ وَامْتِلَاءِ الْاَفْوَاہِ یعنی بنی اُمیہ پیٹو پنے اور بے حد کھانے اور مُنھ بھرے رہنے میں مشغول رہتے۔

قولہ الی ان انتکث فتلہ الخ فتل بٹی ہوئی ڈوری یا رسی کو کہتے ہیں اور کَبَتْ کَبْوٌ سے ہے جس کے معنی مُنھ کے بھل گرنے کے ہیں۔ بطنۃ ضرورت سے زیادہ کھانے کو کہتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ عثمان نے جو ہر امر میں اس طرح کی زیادتی کی اسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اس طرح قتل کئے گئے۔ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ عمر کی فراست اُن کے بارے میں پوری ہوئی کیونکہ عثمان نے تمامی بنی امیہ کو لوگوں کی گردن پر سوار کر دیا بڑے بڑے ملکوں پر اُن کو حاکم بنایا اور بہت سی جاگیریں اُن کو دیں۔ اُن کے زمانہ میں آرمینیہ فتح ہوا اُس کا خمس جس قدر تھا سب مروان کو دے دیا۔ عبداللہ بن خالد بن اسید طالب صلہ ہوا تو چار کروڑ درہم دے دیا۔ حکم بن ابی العاص کو آنحضرت صلعم نے مدینہ سے نکال دیا تھا عمر ابو بکر نے بھی اُس کو آنے نہیں دیا مگر عثمان نے اُس کو بلوا لیا اور ایک لاکھ درہم انعام بھی دیا۔ آنحضرت صلعم نے ایک بار از کو جو مھزول کہا جاتا تھا مسلمانوں پر وقف کر دیا تھا مگر عثمان نے اُسکو حرث بن حکم برادر مروان کی جاگیر میں دے دیا فدک کو مروان کی جاگیر میں دے دیا۔ چراگاہ حوالی مدینہ جو مسلمانوں کا حق تھا اُسکو خاص بنی امیہ کے لئے مقرر کیا۔ عبداللہ بن ابی سرح کو (جس نے عبدالرحمٰن بن عوف کو شورے کے وقت رائے دی تھی کہ عثمان کو خلیفہ بناؤ) فتح افریقہ سے جو مال غنیمت ملا تھا سب دے دیا اور دوسرے کسی مسلمان کو کچھ بھی نہ دیا۔ ابو سفیان کو بیت المال سے دو لاکھ دلوایا۔ جب مروان کو ایک لاکھ دیا اور اپنی بیٹی ام امان کا اُس سے عقد کیا تو زید بن ارقم خزانہ دار نے خزانہ کی کنجیاں لا کر رکھ دیں اور رونے لگے اُس پر عثمان نے کہا ہم اگر صلہ رحم کرتے ہیں تو تم روتے ہو۔ زید نے کہا یہ نہیں ہے بلکہ جو کچھ تم نے عہد رسولؐ میں خرچ کیا تھا وہ سب وصول کر لیا۔ مروان کو اگر سو درہم بھی دیتے تو زیادہ تھا (چہ جائیکہ ایک لاکھ دیا جائے) اس پر عثمان نے کہا خزانہ کی کنجیاں رکھ دو تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ اسی طرح ابو موسےٰ بہت سا مال عراق سے لائے تو عثمان نے سب بنی اُمیہ کو دے دیا۔ حرث بن حکم برادر مروان سے اپنی بیٹی عائشہ کو بیاہا تو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ایک لاکھ بیت المال سے دلوایا۔ ان سب کے ساتھ اور بدعتیں بھی شریک ہوئیں کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے ربذہ کی طرف نکلوا دیا اور عبداللہ بن مسعود کو اسقدر مارا کہ اُن کی پسلی کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئیں دربان مقرر کیا۔ جو قواعد و ضوابط خلیفہ دوم نے اقامت حدود میں مقرر کئے تھے سب کو درہم برہم کر دیا۔ آخر میں وہ خط جو معاویہ کو لکھا تھا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل کر دیا ان تک اُن کے مظالم بڑھ گئے کہ آخر اکثر اہل مدینہ نے اتفاق کر کے اُن کو قتل کر ڈالا اور مصریوں کی آمد نے اور اُن قاتلین کی مدد کی (ملاحظہ ہو شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۶۷ اور اس سے زیادہ تفصیل کے لئے تنقید المطاعن)۔

قولہ فصار اعنی الاوالمناس الخ۔ یہاں سے حضرت نے اپنی خلافت کی حالت شروع کی کہ ہم پر اس طرح اژدہام ہوا کہ ہم مجبور ہو گئے کیونکہ سابق خلافتوں کا حال مذکور ہو چکا ہے ہر خلیفہ نے تحصیل خلافت میں ایسی ناجائز کوششیں کیں جن سے آج تک اسلام شرمندہ ہے۔ خلیفہ اول و دوم نے تو اس خلافت کے لئے دفن و کفن رسول کی بھی ضرورت نہ سمجھی عمر نے پروانہ خلافت لکھوا کر کس طرح ہاتھ میں ڈنڈا لیا اور سب سے زبردستی بیعت لی عثمان نے کیسی کیسی سازشیں کیں اور ہر شرط پر خلافت قبول کرنے کو آمادہ ہو گئے مگر خلافت پاتے ہی اُن سب شرائط کو توڑ دیا لیکن کسی خلافت میں یہ اژدہام یہ ہجوم نہ ہوا جو جناب امیرؑ کے وقت نظر آیا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر جمہور اسلام اپنے ارادے پر چھوڑ دیے جاتے اور خلافت جمہوری قرار پاتی جب بھی جناب امیرؑ ہی خلیفہ ہوتے مگر سازشوں نے مجبور رکھا اور خلاف خواہش اہل اسلام اپنا کام کیا۔

تفصیل اس واقعہ کی حسب تحریر علامہ ابن اثیر جزری یہ ہے کہ ذیحجہ ۳۵ھ میں بعد قتل عثمان اصحاب رسول نے جن میں مہاجرین و انصار سب تھے جمع ہو کر جناب امیرؑ سے استدعا کی کہ آپ خلافت قبول کریں۔ حضرت نے فرمایا ہم کو اس کی حاجت نہیں جس کو تم اختیار کرو ہم راضی ہیں۔ سب نے کہا ہم بجز آپ کے کسی کو اس کا مستحق نہیں سمجھتے۔ نہ قرابت رسول میں آپ کا کوئی ہمسر ہے نہ سابقہ اسلامی میں حضرت نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ ہماری وزارت تمہارے لئے بہتر ہے خلافت سے سب نے جواب دیا ایسا نہیں ہو سکتا فَغَشِيَ النَّاسُ عَلِيًّا فَقَالُوا نُبَايِعُكَ فَقَدْ تَرَى مَا نَزَلَ بِالْإِسْلَامِ وَمَا ابْتُلِينَا بِهِ مِنْ بَنِي الْقُرَى فَقَالَ عَلِيٌّ دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وُجُوهٌ وَلَهُ أَلْوَانٌ لَا تَقُومُ بِهِ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ فَقَالُوا نَنْشُدُكَ اللَّهَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى الْإِسْلَامَ لَا تَقُومُ بِهِ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ فَقَالُوا نَنْشُدُكَ اللَّهَ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَى الْإِسْلَامَ لَا تَقُومُ بِهِ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ فَقَالُوا نَنْشُدُكَ اللَّهَ أَلَا تَرَى الْفِتْنَةَ أَلَا تَخَافُ اللَّهَ فَقَالَ قَدْ أَجَبْتُكُمْ وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا أَعْلَمُ وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ (تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۷۵) پس سب نے جناب امیرؑ کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

گھیر لیا اور کہا ہم آپ ہی کی بیعت کریں گے آپ نے فرمایا ہم کو چھوڑ دو دوسرے کو تلاش کرو کیونکہ ہم کو ایسے پیش آنے والے امور نظر آتے ہیں جن کے بہت سے وجوہ اور مختلف رنگ ہیں کہ نہ کوئی دل اُن کا متحمل ہو سکتا ہے نہ عقلیں اُن پر ثابت رہ سکتی ہیں۔ سب نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کیا آپ اس آفت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ کیا آپ کو اسلام پر رحم نہیں آتا۔ کیا اس عظیم فتنہ کا خیال نہیں کرتے۔ کیا خدا سے نہیں ڈرتے۔ تب جناب امیرؑ نے فرمایا اچھا ہم قبول کر لیتے ہیں لیکن یہ سمجھ رکھو کہ ہم اس کو قبول کر کے اپنے علم کے موافق کام کریں گے اور اگر چھوڑ دو گے تو ہم بھی مثل تمھارے ہوں گے پس جس کو خلیفہ بناؤ گے اُس کی تم سب سے زیادہ اطاعت کریں گے۔ قتل عثمان ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوا (تاریخ طبری صفحہ ۱۴۵) اور بیعت جناب امیرؑ ۲۵ ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو ہوئی (تاریخ طبری صفحہ ۱۵۷) ان آٹھ روزوں میں نہ معلوم کتنی مرتبہ جناب امیرؑ سے قبول خلافت کی استدعا کی گئی مگر آپ ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔ مورخ طبری لکھتا ہے فَاخْتَلَفُوْا اِلَيْهِ بَعْدَ مَا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِرَارًا ثُمَّ اَتَوْهُ فِيْ اٰخِرِ ذٰلِكَ فَقَالُوْا لَهٗ اِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ النَّاسُ اِلَّا بِاَمْرَةٍ وَقَدْ طَالَ الْاَمْرُ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّكُمْ قَدِ اخْتَلَفْتُمْ اِلَيَّ وَاَتَيْتُمُوْنِيْ وَاِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ قَوْلًا اِنْ قَبِلْتُمُوْهُ قَبِلْتُ اَمْرَكُمْ وَاِلَّا فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالُوْا مَا قُلْتَ مِنْ شَيْءٍ نَقْبَلُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَجَاءَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَارِهًا لِاَمْرِكُمْ فَاَبَيْتُمْ اِلَّا اَنْ اَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اَلَا وَاِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ اَمْرُدُوْنَكُمْ اِلَّا اَنَّ مَفَاتِيْحَ مَا لَكُمْ مَعِيَ اَلَا وَاِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ اَنْ اَخُذَ مِنْهُ دِرْهَمًا دُوْنَكُمْ رَضِيْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ یعنی لوگ برابر حضرت علی کو آ کر گھیرا کرتے پھر سب اکٹھے ہو کر آخری مرتبہ آئے تو کہا کہ بغیر خلافت کے لوگوں کی حالت درست نہیں رہ سکتی اور اب بہت تاخیر ہو گئی پس حضرت نے فرمایا تم لوگ بار بار میرے پاس آتے رہے اب میں ایک بات کہتا ہوں اگر تم نے مانا تو میں خلافت قبول کروں گا ورنہ مجھے ضرورت نہیں۔ لوگوں نے جواب دیا آپ جو بھی فرمائیں گے ہم لوگ مان لیں گے پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کو گھیر لیا پھر حضرت نے فرمایا کہ لوگو! میں تمھاری خلافت سے متنفر ہوں لیکن تم لوگ مانتے نہیں۔ پس میں (خلیفہ ہو کر) تم سے زیادہ کوئی حق نہیں حاصل کروں گا سوائے اس کے کہ بیت المال کی کنجیاں تو میرے پاس رہیں گی اور اُس میں سے ایک درہم بھی تم لوگوں کے حصہ سے زیادہ نہ لوں گا نہ تم میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دوں گا پس اس کو تم لوگ پسند کرتے ہو؟ سب نے کہا ہاں۔ تب حضرت نے فرمایا خداوندا گواہ رہنا۔ پھر لوگوں سے انھیں شرائط پر بیعت لی (جلد ۵ صفحہ ۱۵۲) اس روایت سے معلوم ہوا کہ خلافت جمہوری کیسی ہوتی ہے کیونکہ آٹھ روز تک حضرت نے انکار کیا جب سب نے مجبور کیا تو حضرت نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ان شرائط کے ساتھ قبول فرمایا پس کیا کسی سابق خلیفہ کے بارے میں بھی کوئی ایسی تفریط یا کراہت اور انکار کی مثال دکھا سکتا ہے؟ ان حالات سے کہ آٹھ روز تک جناب امیرؑ نے خلافت کو قبول نہ فرمایا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جب جناب امیرؑ نے قبول کیا ہے تو کس طرح کا اژدہام ہوا ہوگا اور کیسا ہجوم کہ جناب امیر فرماتے ہیں کہ حسنین اس میں کچل گئے ہمارے دونوں پہلو چھل گئے۔

قولہ فلما نهضت بالامر الخ یعنی جب ہم نے خلافت کو قبول کر لیا اور اس کے انتظام میں مشغول ہوئے تو تین گروہ نے تین طرف سے مخالفت شروع کر دی ابن ابی الحدید لکھتے ہیں فَاَمَّا الطَّائِفَةُ النَّاكِثَةُ فَهُمْ اَصْحَابُ الْجَمَلِ وَاَمَّا الطَّائِفَةُ الْقَاسِطَةُ فَاَصْحَابُ صِفِّيْنَ وَسَمَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ الْقَاسِطِيْنَ وَاَمَّا الطَّائِفَةُ الْمَارِقَةُ فَاَصْحَابُ النَّهْرَوَانِ وَاَشَرْنَا نَحْنُ بِقَوْلِنَا سَمَّاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ الْقَاسِطِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْتَقْتَلٌ بَعْدِيْ النَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمَارِقِيْنَ وَهٰذَا الْخَبَرُ مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِاَنَّهٗ اِخْبَارٌ صَرِيْحٌ بِالْغَيْبِ لَا يَحْتَمِلُ التَّمْوِيْهَ وَالتَّدْلِيْسَ كَمَا تَحْتَمِلُهُ الْاَخْبَارُ الْمُجْمَلَةُ وَصَدَقَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّاكِثِيْنَ كَوْنُهُمْ نَكَثُوْا الْبَيْعَةَ بَادِيْ بَدْءٍ قَدْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتْلُوْ وَقْتَ مُبَايَعَتِهِمْ لَهٗ وَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (جلد اول صفحہ ۶۷ و ۶۸)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کے اس قول میں ناکثین سے مراد اصحاب جمل ہیں جن کی سردار حضرت عائشہ تھیں و طلحہ و زبیر اور قاسطین سے اصحاب صفین طرفداران معاویہ ہیں اور مارقین سے اصحاب نہروان خوارج ہیں ان سب کا نام خود رسول اللہ صلعم نے یہ سب رکھا اور اس کی خبر دی چنانچہ آنحضرتؐ کی حدیث ہے کہ اے علی تم ہمارے بعد ناکثین۔ قاسطین اور مارقین سے مقابلہ کرو گے اور یہ حدیث آنحضرتؐ کے دلائل نبوت سے ہے کیونکہ اسمیں صریح خبر غیب ہے جس میں کسی طرح جعل و فریب یا تحریف و تاویل کی گنجائش نہیں جیسا کہ اور اخبار مجملہ میں ہوتی ہے اور آنحضرتؐ کے کلام مارقین کا صدق آپ کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے جس کو پہلے خوارج کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ کے پار ہو جاتا ہے پھر اس کا کوئی اثر اس نشانہ میں نہیں رہتا اور آنحضرتؐ کے قول ناکثین کا صدق اس سے ثابت ہوا کہ اصحاب جنگ جمل نے سب سے پہلے حضرت کی بیعت توڑ ڈالی چنانچہ جناب امیرؑ جس وقت اُن سے بیعت لیتے تھے اس آیہ کی تلاوت فرماتے تھے وَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ۔ پس جس طرح رسول اللہ نے غیب کی خبر دی تھی اسی طرح جناب امیرؑ نے بھی اس آیہ کی تلاوت کر کے اشارہ کر دیا کہ یہ لوگ اس کے مصداق ہوں گے وَاَمَّا اَصْحَابُ صِفِّيْنَ فَاِنَّهُمْ عِنْدَ اَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُخَلَّدُوْنَ فِی النَّارِ فَصَحَّ فِیْهِمْ قَوْلُهٗ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا (شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۶۸) پس فرقہ قاسطین ہمارے اصحاب کے نزدیک مخلد فی النار رہیں گے تو خدا کا قول واما القاسطون الآیہ درست ہوا کہ یہ ہمیشہ آتش جہنم کے کندے بنے رہیں گے۔

قولہ کانھم لم یسمعوا الخ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ وعید خدا صرف اس سے نہیں متعلق ہے کہ فتنہ و فساد اور علوے درجہ دنیوی کو ترک کر دو بلکہ چاہیئے اسکا ارادہ بھی نہ کریں چنانچہ دوسرے آیہ میں خدا فرماتا ہے وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ یعنی اُن لوگوں کی طرف میل اور رغبت بھی نہ کرو جنھوں نے ظلم کیا ہے کہ تم کو آتش جہنم جلادے گی۔ اسمیں نہ صرف ظلم کی مذمت کی گئی ہے بلکہ ظالموں کی طرف میل اور خواہش کی بھی سخت ممانعت ہے مگر افسوس آپ حضرات اہلسنت کی تصانیف میں اس کو بخوبی ملاحظہ کرتے ہوں گے کہ کوئی ظالم ایسا نہیں گزرا جس کے وہ طرفدار نہ ہوں بشرطیکہ وہ خلافت خلفائے ثلاثہ کو مانتا ہو خواہ وہ یزید ہو یا شمر عمرو بن سعد ہو یا زیاد و حجاج۔

قولہ اما والذی فلق الحبۃ الخ اب یہاں سے حضرت اپنی مجبوری کو ظاہر فرماتے ہیں کہ میں نے کیوں خلافت کو قبول کیا اور کیوں ترک نہیں کرتا تو فرماتے ہیں کہ جب بیعت ہو چکی اور ایک لشکر نصرت کے لئے تیار ہے تو اب حجت خدا پوری ہو گئی۔ اور خدا نے جو عہد عالموں سے لیا ہے کہ مظلوم کی مصیبت اور ظالم کے مظالم پر چشم پوشی نہ کرو بلکہ مظلوم کی حمایت کرو اور ظالم کو سزا دو پس اگر یہ دو عذر نہ ہوتے تو میں خلافت کو چھوڑ دیتا ابن ابی الحدید لکھتے ہیں یَقُوْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَوْلَا وُجُوْدُ مَنْ یَنْصُرُنِیْ لَکُنْتُ کَمَا کَانَتِ الْحَالُ عَلَیْهَا اَوَّلًا بَعْدَ وَفَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ فَاِنِّیْ لَمْ اَکُنْ حِیْنَئِذٍ وَاجِدًا لِلنَّاصِرِ مَعَ کَوْنِیْ مُکَلَّفًا اَنْ لَا اُمَکِّنَ الظَّالِمَ مِنْ ظُلْمِهٖ لَتَرَکْتُ الْخِلَافَةَ وَلَرَفَضْتُهَا اَلْاٰنَ کَمَا رَفَضْتُهَا قَبْلُ (صفحہ ۶۸) یعنی اگرچہ بعد وفات رسول اللہ بھی مجھ پر لازم تھا کہ ظالم کے ظلم کو روکوں کیونکہ میں اسکا مکلف تھا مگر چونکہ کوئی ناصر و مددگار نہ تھا اس سبب سے میں ساکت رہا۔ اسی طرح اب بھی خلافت کو ترک کر دیتا لیکن کیا کروں مجبور ہو گیا کہ کچھ لوگ تو مددگار مل گئے ہیں جن کی امداد و اعانت سے دفع ظلم مجھ پر لازم ہو گیا۔

قولہ ولا لفیتم الخ یہ بھی عجب طرح کی تشبیہ ہے کہ شاید اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ تحقیر اور مذمت دنیا میں نہ کہا گیا ہو کہ آپ فرماتے ہیں تمھاری دنیا میرے نزدیک بکری کی ناک کے پانی سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَاللّٰهِ مَا اَسِفْتُ۔ اس پر علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں حَدَّثَنِیْ شَیْخِیْ اَبُو الْخَیْرِ مُصَدِّقُ بْنُ شَبِیْبٍ الْوَاسِطِیُّ فِیْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَسِتِّمِائَةٍ قَالَ قَرَاْتُ عَلَی الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ الْخَشَّابِ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فَلَمَّا انْتَهَیْتُ اِلٰی هٰذَا الْمَوْضِعِ قَالَ لِیْ لَوْ سَمِعْتُ اِبْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ هٰذَا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لقلت له وهل بقي في نفس ابن عمك امر لم يبلغه في هذه الخطبة لتتأسف ان لا يكون بلغ من كلامه ما اراد والله ما رجع عن الاولين ولا عن الآخرين ولا بقي في نفسه احد لم يذكره الا رسول الله صلى الله عليه وآله قال مصدق وكان ابن الخشاب صاحب دعابة وهزل قال فقلت له اتقول انها منحولة فقال لا والله واني لا علم انها كلامه كما اعلم انك مصدق قال فقلت له ان كثيرا من الناس يقولون انها من كلام الرضي رحمه الله تعالى فقال اني للرضي ولغير الرضي هذا النفس وهذا الاسلوب قد وقفنا على رسائل الرضي وعرفنا طريقته وفنه في الكلام المنثور وما يقع مع هذا الكلام في خل ولا خمر ثم قال والله لقد وقفت على هذه الخطبة في كتب صنفت قبل ان يخلق الرضي بمائتي سنة ولقد وجدتها مسطورة بخطوط اعرفها واعرف خطوط من هو من العلماء واهل الادب قبل ان يخلق النقيب ابو احمد والد الرضي قلت وقد وجدت انا كثيرا من هذه الخطبة في تصانيف شيخنا ابي القاسم البلخي امام البغداديين من المعتزلة وكان في دولة المقتدر قبل ان يخلق الرضي بمدة طويلة ووجدت ايضا كثيرا منها في كتاب ابي جعفر بن قبة احد متكلمي الامامية وهو الكتاب المشهور المعروف بكتاب الانصاف وكان ابو جعفر هذا من تلامذة الشيخ ابي القاسم البلخي رحمه الله تعالى ومات في ذلك العصر قبل ان يكون الرضي رحمه الله تعالى موجودا

(صفحہ ۶۹ جلد اول مطبوعہ مصر) یعنی میرے اُستاد ابوالخیر مصدق نے ۶۰۳ھ میں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اس خطبہ شقشقیہ کو اپنے استاد علامہ ابن الخشاب سے پڑھا تھا پس جب میں ابن عباسؓ کے اس قول تک پہونچا تو اُستاد ابن الخشاب نے کہا کاش میرے سامنے ابن عباسؓ یہ کہتے تو میں پوچھتا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے اپنے دل کی چھوڑی ہی کون سی بات جس کو اس خطبہ میں کہہ نہ ڈالا ہو اور جس پر آپ کو صدمہ ہے؟ خدا کی قسم حضرتؑ نے تو نہ پہلوں کو چھوڑا اور نہ پچھلوں کو۔ اور سوائے جناب رسالت مآب صلعم کے اور تو آپ کے ذہن میں کوئی نہ رہا جس کا ذکر نہ کر دیا ہو۔ مصدق کہتے ہیں میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے خیال میں یہ خطبہ جعلی ہے (اور حضرت علی کا کلام نہیں ہے)؟ علامہ ابن الخشاب نے کہا نہیں نہیں خدا کی قسم مجھے اس کے کلام جناب امیرؑ ہونے کا ایسا ہی یقین ہے جیسا اس کا یقین ہے کہ تم جو میرے سامنے بیٹھے ہو مصدق ہو کوئی دوسرے نہیں میں (مصدق) نے کہا اکثر لوگ کہتے ہیں کہ یہ خطبہ رضی علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اس کے جواب میں کہا کہاں بیچارے رضی وغیرہ اور کہاں یہ آلہی کلام۔ بھلا رضی وغیرہ کو ایسا پاکیزہ نفس اور یہ حسن کلام کہاں نصیب۔ میں نے سید رضی کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بہت سے رسائل دیکھے ہیں اور اُن کے طریقۂ کلام اُن کے مذاق اور اُن کے نثر کے کلام کی قابلیت کو بھی خوب جانتا ہوں پس وہ تو نہ کسی کی مدح ہی میں ایسا کلام کہہ سکتے ہیں نہ مذمت ہی میں۔ خدا کی قسم میں نے تو اس خطبہ کو اُن کتابوں میں دیکھا ہے جو سید رضی کے پیدا ہونے سے بھی دو سو برس قبل تصنیف کی گئی تھیں (پس اُسوقت کیا عالم ارواح سے رضی نے وہ خطبہ بھیج دیا تھا؟) بلکہ میں نے تو اس خطبہ کو اُن خطوط سے لکھا ہوا پایا ہے جن کو میں پہچانتا ہوں اور اُن خطوط کے لکھنے والے علما اور ادیب حضرات کو بھی جانتا ہوں کہ وہ سب سید رضی کے والد نقیب ابو احمد کے بھی پیدایش کے قبل گزرے ہیں۔ میں (ابن ابی الحدید) عرض کرتا ہوں کہ میں نے اس خطبہ کو اپنے شیخ یعنی بغدادی معتزلہ کے امام و پیشوا ابو القاسم البلخی کی تصنیفات تک میں پایا ہے جو خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں یعنی سید رضی علیہ الرحمہ کے پیدا ہونے سے بہت قبل گزرے ہیں (کیونکہ خلیفہ مقتدر باللہ ۲۹۵ھ میں خلیفہ ہوا ہے اور جناب سید رضی علیہ الرحمہ ۴۰۴ھ میں گزرے ہیں) اسی طرح میں نے اس خطبہ کو ابو جعفر ابن قبہ کی مشہور و معروف کتاب الانصاف میں بھی پایا ہے جو علمائے متکلمین شیعہ سے تھے اور ہمارے شیخ ابو القاسم بلخی کے شاگرد تھے اور اسی زمانہ میں مر گئے قبل اس کے کہ سید رضی علیہ الرحمہ حیز وجود میں بھی آئیں۔

پس ثابت ہوا کہ یہ خطبۂ شقشقیہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے اور کسی کا کلام نہیں ۱۲

الحمد للہ کہ شرح خطبۂ شقشقیہ تمام ہوا

اور اگر کچھ بسط سے کام لیا جاتا تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جاتی

فقط

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَتٰی اعْتَرَضَ الرَّیْبُ فِیَّ مَعَ الْاَوَّلِ
مِنْھُمْ حَتّٰی صِرْتُ اُقْرَنُ اِلٰی ھٰذِہِ
النَّظَائِرِ۔ لٰکِنِّیْ اَسْفَفْتُ اِذْ اَسَفُّوْا
وَطِرْتُ اِذْ طَارُوْا۔ فَصَغٰی رَجُلٌ
مِّنْھُمْ لِضِغْنِہٖ وَمَالَ الْاٰخَرُ لِصِھْرِہٖ
مَعَ ھِنٍ وَھِنٍ اِلٰی اَنْ قَامَ ثَالِثُ
الْقَوْمِ نَافِجًا حِضْنَیْہِ بَیْنَ نَثِیْلِہٖ وَ
مُعْتَلَفِہٖ۔ وَقَامَ مَعَہٗ بَنُوْ اَبِیْہِ
یَخْضِمُوْنَ مَالَ اللّٰہِ خَضْمَۃَ الْاِبِلِ
نِبْتَۃَ الرَّبِیْعِ۔ اِلٰی اَنِ انْتَکَثَ فَتْلُہٗ۔

کب شک ہوا تھا میری (حقیت خلافت) کے بارے میں
بمقابلہ اُنکے (خلیفہ اول کے) جواب میں ایسوں میں شامل
کیا جانے لگا۔ لیکن (خیر) جب یہ لوگ پست ہوئے تو
میں بھی پست ہوگیا اور جب بلند ہوئے تو میں بھی بلند ہوگیا
(غرض اُن سے کسی حال میں مخالفت نہیں ظاہر کی) پس
(جب شوریٰ ہوا تو) اُن کا ایک شخص (سعد) تو اپنے (قدیم)
کینہ کے سبب سے (مجھ سے) منحرف ہوگیا اور دوسرا (عبدالرحمن)
اپنے سالے عثمان اور چند دوسرے لغو اور بیہودہ وجوہ کے
سبب سے پھر گیا۔ تا اینکہ اُس جماعت کے تیسرے صاحب اپنے
دونوں پہلوؤں کو آنتوں اور معدہ کے درمیان پھولائے
ہوئے قائم ہوئے اور اُن کے ساتھ اُن کے خاندانی حضرات (بنی اُمیہ بھی) اُٹھ کھڑے ہوئے جو مال خدا کو اس طرح کھائے
جاتے جس طرح اونٹ فصل بہار کی ہری دوب کھاتے ہیں۔ تا اینکہ (جب) اُن کا (بھی) تار پود ٹوٹ گیا۔

(بقیہ صفحہ ۶۹) کیسا تھا کہ اسکو ایک معمولی کرتہ قرار دیا جس کو اگر نا اہل کھینچ تان کر پہنتا ہے تو جلد پھٹ جاتا ہے یا ایسا
بدنما معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کہے اس نے دوسرے کا کپڑا پہن لیا ہے۔ قولہ ابن ابی قحافہ بعض نسخوں میں بجائے اسکے
لفظ فلاں ہے اور بعض میں صریح یہی نام ہے اور یہی حق ہے چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید نے بھی ابن ابی قحافہ ہی لکھا ہے
حاشیہ صفحہ ۶۷ سطر ۱ یعنی ابوبکر کو علم الیقین معلوم تھا کہ ہمارے سوا کوئی مستحق خلافت نہیں ہے بنظر اُن آیات کے جو آپ کی شان میں
قرآن میں نازل ہوئیں یا احادیث متواترہ کے جن کو رسول اللہ صلعم وقت بعثت سے وقت رحلت تک فرماتے رہے
اور بنظر اُن خدمات اسلام کے جو حضرت تاحیات رسول صلعم انجام دیتے رہے اور بسبب اُن علمی فضائل و کمالات اور
دینی خصوصیات کے جو حضرت کو حاصل تھے اور محلی منہا محل القطب من الرحی میں حضرت نے اُن کل اوصاف کو جمع
کر دیا ہے جو تقمص کے خلاف ہے کیونکہ کرتہ پہننا ذاتی اغراض کے لئے ہوتا ہے اور چکی اغراض عامہ کے لئے اس لئے
آپ نے خلافت کو چکی سے تشبیہ دی کہ اسکی غرض خلائق کی نفع رسانی ہوتی ہے اور اپنی ذات اقدس کو اُسکے قطب سے
تشبیہ دی جس کے بغیر کسی طرح چکی چل نہیں سکتی پس جس طرح چکی بغیر قطب کے اپنا کام انجام نہیں دے سکتی اسی طرح
خلافت رسول تھی کہ بغیر حضرت امیر المومنین کے اُسکی حقیقی خدمات اور صحیح فرائض انجام نہیں پا سکتے۔ (باقی حاشیہ)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَجْهَزَ عَلَيْهِ عَمَلُهٗ ۔ وَكَبَتْ بِهٖ بِطْنَتُهٗ فَمَارَاعَنِيْ اِلَّا وَالنَّاسُ كَعُرْفِ الضَّبُعِ اِلَيَّ يَنْثَالُوْنَ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۔ حَتّٰى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ ۔ وَشُقَّ عِطْفَايَ مُجْتَمِعِيْنَ حَوْلِيْ كَرَبِيْضَةِ الْغَنَمِ ۔ فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْاَمْرِ نَكَثَتْ طَائِفَةٌ وَمَرَقَتْ اُخْرٰى ۔ وَقَسَطَ اٰخَرُوْنَ ۔ كَاَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوْا كَلَامَ اللّٰهِ حَيْثُ يَقُوْلُ (تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي

اُن کے عمل (ناشائستہ) نے اُن کا کام تمام کر دیا اور اُن کی بے جا شکم پُری نے اُن کو لے ڈالا تو مجھے اس سے نہایت حیرت ہوئی کہ لوگ مجھ پر بجوّ کے بال کی طرح اژدہام کرنے لگے اور ہر طرف سے مجھ پر ٹوٹے پڑتے تھے یہاں تک کہ (اسی ہجوم میں) حسن و حسین کچل گئے اور میرے دونوں پہلو شکستہ ہو گئے گلہ گوسفند کی طرح سب میرے گرد بھیڑ لگائے ہوئے تھے ۔ پس جب (مجبور ہو کر) میں حکومت پر قائم ہوا تو ایک جماعت نے عہد شکنی کر لی ۔ دوسری دین سے خارج ہو گئی ۔ اور کچھ اور لوگ نافرمان ہو بیٹھے ۔ گویا اُن لوگوں نے کلام خدا سُنا ہی نہیں جو فرماتا ہے "اس آخرت کے گھر کو ہم نے اُن کے لئے مہیّا کیا ہے جو زمین میں نہ سرکشی کرنی چاہتے ہیں ۔

(بقیہ صفحہ ۹۹) غرض حضرت نے اس جملہ سے خلافت کی عظمت و جلالت قدر کی طرف بھی اشارہ کیا کہ یہ ایسی نہیں ہے کہ جو چاہے قمیص بنا کر پہن لے اور جب چاہے اُتار دے جیسا کہ حضرت عثمان نے کہا لَا اَنْزِعُ قَمِيْصًا لَبَسَنِيَ اللّٰهُ کہ ہم وہ کرتہ نہ اُتاریں گے جو خدا نے پہنا دیا بلکہ یہ مثل آسیا ہے جس کی غرض محض نفع رسانی خلائق ہے اور خدا ہی مقرر کرتا ہے اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ جس طرح چکی چلنے کے لئے اُس کے اندر قطب کا ہونا ضروری ہے اُسی طرح خلافت کے لئے میرا وجود لازمی ہے ۔ اسی طرح ممکن ہے آنحضرتؐ کی اس حدیث کی طرف بھی اشارہ ہو کہ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ مِنْ مُهَاجِرِكَ فَتَلْبَثُ بِذٰلِكَ عَشْرًا ثُمَّ تَدُوْرُ رَحَى الْاِسْلَامِ عَلٰى رَأْسِ خَمْسٍ وَثَلٰثِيْنَ مِنْ مُهَاجِرِكَ فَتَلْبَثُ بِذٰلِكَ خَمْسًا ثُمَّ لَا بُدَّ مِنْ رَحَى ضَلَالَةٍ هِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى قُطْبِهَا ثُمَّ مُلْكُ الْفَرَاعِنَةِ یعنی آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ اسلام کی چکی تمہاری ہجرت کے بعد دس برس تک چلے گی پھر تمہاری ہجرت کے پینتیس برس بعد پانچ برس تک چلے گی اس کے بعد گمراہی کی چکی ہے جو اپنے قطب پر قائم ہو گی پھر ملک فراعنہ ہے تو حضرت نے اس جملہ سے اس حدیث کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اسلام یا خلافت سے ہم کو وہی نسبت ہے جو قطب کو رحی سے ہوتی ہے جس کی خبر آنحضرت صلعم بھی دے گئے ہیں کہ میری وفات کے بعد یہ چکی بند ہو جاوے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرتؐ کے انتقال کرتے ہی حقیقی اسلام کی اشاعت رُک گئی آخر جب (بقیہ صفحہ ۱۰۱ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ)
بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعُوْهَا وَوَعَوْهَا۔ وَ
لٰكِنَّهُمْ حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِيْ اَعْيُنِهِمْ۔
وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا۔ اَمَا وَالَّذِيْ فَلَقَ
الْحَبَّةَ۔ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ۔ لَوْلَا حُضُوْرُ
الْحَاضِرِ۔ وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُوْدِ النَّاصِرِ
وَمَا اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْعُلَمَآءِ اَنْ لَّا يُقَارُّوْا
عَلٰى كِظَّةِ ظَالِمٍ۔ وَلَا سَغَبِ مَظْلُوْمٍ
لَاَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلٰى غَارِبِهَا وَلَسَقَيْتُ
اٰخِرَهَا بِكَاْسِ اَوَّلِهَا وَلَاَلْفَيْتُمْ

اور نہ فساد کیونکہ عاقبت (کی بھلائی) صرف پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے،، مگر نہیں اس آیت کو انھوں نے بخدا سُنا ہے اور انھیں یاد بھی ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) دُنیا ان کی آنکھوں میں بھلی معلوم ہوئی اور اُس کی زینت نے انھیں لُبھا لیا۔ (رہا میرے متعلق تو) آگاہ ہو قسم اُس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور انسان کو پیدا کیا کہ اگر حاضرین مجھے نہ گھیرتے اور مددگاروں کے (ظاہرا) موجود رہنے سے حجت خدا (مجھ پر) نہ قائم ہو جاتی اور خدا نے علما سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ ظالم کی سیری اور مظلوم کی بھوک پر (کسی طرح) قرار نہ لیں تو میں اس (ناقہ خلافت) کی مہار اس کے کوہان (ہی) پر چھوڑ دیتا اور اس (خلافت) کے آخری (مرتبہ) کو (بھی) اول ہی (مرتبہ) کے کاسہ (نفرت و علیحدگی) سے سیراب کرتا اور تم لوگ۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۰) آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ۳۵ھ ہجری کے بعد جناب امیرالمومنین خلیفہ ہوئے تو پھر حقیقی اسلام کی اشاعت ہونے لگی قولہ يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ میں حضرتؑ نے اپنے نفس مقدس کو اُس عالی شان پہاڑ سے تشبیہ دی ہے جہاں پرندے بھی نہیں پہونچ سکتے۔ اگر صرف يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ فرماتے تو یہ ضرور معلوم ہوتا کہ آپ کی شان بہت ارفع و اجل ہے مگر یہ نہ معلوم ہوتا کہ وہاں تک اور کسی کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ غرض اس سے یہ ہے کہ آپ ہر کمال کے جامع ہیں جس سے ہر قسم کے علم اور سیاسیات کا فیضان آپ سے ہوتا ہے اور آپ کو خدا نے ایسا درجہ رفیعہ عطا کیا ہے کہ طائر خیال بھی وہاں تک نہیں پہونچ سکتا پھر کیونکر ایسے شخص کے رہتے پسر ابو قحافہ نے خلافت کا کرتہ پہن لیا اور قوم نے بھی پہنا دیا علامہ مفتی محمد عبدہ جو حال کے علمائے مصر میں بہت مشہور عالم گزرے ہیں اور جنھوں نے نہج البلاغہ کی شرح بھی لکھی ہے اس جملہ کی شرح میں لکھتے ہیں تَمْثِيْلٌ لِسُمُوِّ قَدْرِهٖ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَقُرْبِهٖ مِنْ مَّهْبِطِ الْوَحْيِ وَاَنَّ مَا يَصِلُ اِلٰى غَيْرِهٖ مِنْ فَيْضِ الْفَضْلِ فَاِنَّمَا يَنْدَفِقُ مِنْ حَوْضٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ مِنْ مَّقَامِهِ الْعَالِيْ فَيُصِيْبُ مِنْهُ مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وَعَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُهٗ وَلَا يَرْقٰى اِلَخْ غَيْرَ اَنَّ الثَّانِيَةَ اَبْلَغُ مِنَ الْاُوْلٰى فِي الدَّلَالَةِ عَلَى الرِّفْعَةِ (صفحہ ۲۲) یعنی يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ میں حضرتؑ نے اپنی جلالت قدر کو ظاہر کیا ہے کہ کس قدر (باقی صفحہ ۱۰۲ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ أَزْهَدُ عِنْدِيْ مِنْ
عَفْطَةِ عَنْزٍ (قَالُوْا) وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ
مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ عِنْدَ بُلُوْغِهٖ إِلٰى هٰذَا
الْمَوْضِعِ مِنْ خُطْبَتِهٖ فَنَاوَلَهٗ كِتَابًا
فَأَقْبَلَ يَنْظُرُ فِيْهِ۔ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
لَوِ اطَّرَدْتَ خُطْبَتَكَ مِنْ حَيْثُ
أَفْضَيْتَ۔ فَقَالَ هَيْهَاتَ يَا ابْنَ
عَبَّاسٍ تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ
ثُمَّ قَرَّتْ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَاللّٰهِ

اپنی اس دنیا کو میری نظروں میں بکرے کی ناک کے پانی سے
بھی زیادہ بے حقیقت پاتے (لوگوں کا بیان ہے کہ) خطبہ
میں حضرت اس مقام تک پہونچے تھے کہ اہل عراق سے
ایک شخص کھڑا ہو گیا اور آپ کی خدمت میں ایک خط پیش
کیا جس کے دیکھنے میں حضرت متوجہ ہو گئے (جب فارغ
ہوئے تو عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ سے
کہا "یا امیر المومنین آپ نے جہاں سے اپنا خطبہ چھوڑا تھا
کاش وہاں سے پھر بیان فرمائیے تو ارشاد فرمایا افسوس! ابن عباس!
یہ (اونٹ کے اسی) ایک بلبلاہٹ تھی جو (جوش میں) اٹھی
پھر تھم گئی"!! ابن عباس کہتے ہیں "خدا کی قسم

(بقیہ صفحہ ۱۰۱) آپ قریب ہیں مہبط وحی سے اور جو کچھ غیروں کو ملتا ہے وہ حضرت ہی کا فیضان ہے کہ ہر شخص بقدر اپنے حوصلہ کے پاتا ہے اور وہیں سے اُس کا فیضان ہوتا ہے اسی طرح حضرت کا قول لا یرقی الی الطیر ہے مگر بہ نسبت پہلے جملہ کے اس جملہ سے آپ کی کمال رفعت پر زیادہ دلالت ہوتی ہے مفتی صاحب کی یہ تشریح کہ حضرت مہبط وحی سے زیادہ قریب ہیں غالباً اشارہ ہے حدیث اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا کی طرف کیونکہ اگرچہ اور صحابہ بھی آنحضرت صلعم ہی سے فیض پاتے مگر یہ درجہ کسی کو نہ حاصل ہو سکا جو شہر علم نبی کا دروازہ ہو سکے لہذا جملہ فیوض کی انتہا جناب امیرؑ ہی کی طرف ہوئی اور واقعات تاریخی بھی اس کے شاہد ہیں کہ خلفا اور صحابہ کی کس کس طرح حضرت نے مدد فرمائی ہے اور غوامض علوم و اسرار حکم کو حل کر کے کس طرح تعلیم فرماتے رہے ہیں خواہ وہ قضا اور دیگر علمی مسائل کے متعلق ہوں خواہ سیاسیات ملکی کے متعلق قولہ فسدلت دونها ثوبا وطويت عنها كشحا اس کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید اور مفتی محمد عبدہ نے صرف ارخیت لکھا ہے لیکن ارخیت یا القیت نہ لانا اور سدلت فرمانا کوئی خاص معنی رکھتا ہے مجمع بحار الانوار صفحہ ۱۰۵ میں ہے فِيْهِ نَهْيٌ عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلٰوةِ وَهُوَ اَنْ يَّلْتَحِفَ بِثَوْبِهٖ وَيُدْخِلَ يَدَيْهِ مِنْ دَاخِلٍ فَيَرْكَعَ وَيَسْجُدَ كَذٰلِكَ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ تَفْعَلُهٗ وَهٰذَا مُطَّرِدٌ فِي الْقَمِيْصِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الثِّيَابِ یعنی سدل کے معنی یہ کہ کپڑے کو اس طرح لپیٹے کہ دونوں ہاتھوں کو اندر سے داخل کرے اور اسی طرح رکوع و سجود کرے۔ یہود ایسا ہی کرتے تھے مگر آنحضرتؐ نے اس سے منع کیا۔ اس کا استعمال قمیص وغیرہ میں زیادہ جاری ہے۔ تو چونکہ جناب امیرؑ نے (باقی صفحہ ۱۰۳ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا اَسِفْتُ عَلٰی کَلَامٍ قَطُّ کَاَسَفِیْ عَلٰی
هٰذَا الْکَلَامِ اَنْ لَّا یَکُوْنَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ بَلَغَ مِنْهُ حَیْثُ اَرَادَ
(قَالَ الشَّرِیْفُ الرَّضِیُّ عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ)
(قَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ هٰذِهِ
الْخُطْبَةِ کَرَاکِبِ الصَّعْبَةِ اِنْ اَشْنَقَ
لَهَا خَرَمَ وَاِنْ اَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ۔
یُرِیْدُ اَنَّهٗ اِذَا شَدَّدَ عَلَیْهَا فِیْ جَذْبِ
الزِّمَامِ وَهِیَ تُنَازِعُهٗ رَاْسَهَا خَرَمَ
اَنْفَهَا۔ وَاِنْ اَرْخٰی لَهَا شَیْئًا مَعَ

مجھ کو کسی کلام پر اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس کلام
پر ہوا کہ (جناب) امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے
کلام کو وہاں تک کیوں نہ پہونچایا جہاں تک مقصود
تھا (علامہ سید شریف رضی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ)
(اس خطبہ میں حضرت علیہ السلام کے اس قول
کراکب الصعبۃ ان اشنق لہا خرم
وان اسلس لہا تقحم سے مراد یہ ہے کہ
اگر سوار مہار کھینچ کر ناقہ پر سختی کرتا ہے اور اس پر
وہ ناقہ اپنا سر کھینچتی ہے تو اُس کی نکیل پھٹ
جاتی ہے اور اگر مہار کچھ ڈھیلی کرتا ہے

(بقیہ صـ۱۰۲) ابو بکر کی نسبت فرمایا لقد تقمصہا یعنی قمیص بنا کر ابو بکر نے خلافت کو لے لیا لہذا اسی مناسبت سے یہ لفظ لائے کہ جب ایسا ہوا تو ہم نے بھی اس طرح کی چادر صبر و تحمل لپیٹ لی جس سے ہاتھ پیر سب گھر گئے اور ہم نے کسی طرح جنبش نہیں کی قولہ طَخْیَةِ عَمْیَاءَ اسمیں حضرت اپنی حالت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ابو بکر نے قمیص خلافت کو پہن لیا تو اب ہم کو دو ہی امر پیش تھا ایک یہ کہ اس حالت میں حملہ کریں تو اُس کی حالت یہ ہے کہ میرے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں یعنی کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے جس سے اشارہ ہے حضرت کی مجبوری اور معذوری کی طرف دوسرے یہ کہ صبر کریں اس اندھیر اور ظلم پر ۱۲ قولہ یَهْرَمُ فِیْهَا ..... یَلْقٰی دَبَّهٗ حضرت نے زمانہ خلافت خلفائے ثلاثہ کے اوصاف میں یہ سب جملے ارشاد فرمائے ہیں کہ یہ زمانہ ایسے اندھیر اور سختی کا تھا کہ بڑے بوڑھے ہو جائیں اور لڑکے بوڑھے ہو جائیں مومن مشقت میں رہے یہاں تک کہ خدا سے ملاقات کرے۔ ان اوصاف کے بعد کوئی شخص باور کر سکتا ہے کہ جس زمانہ کی یہ حالت ہو اُس کو آنحضرت خیر القرون فرمائیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور اُس کی رد تنقید بخاری جلد ۴ میں بتصریح مذکور ہے قولہ فرأیت ان الصبر علٰی ہاتا احجی یعنی اسلام کی حفاظت مجھے اسی میں نظر آئی کہ میں صبر کروں۔ رہا یہ امر کہ ایسی حالت میں صبر کرنا حضرت کے نزدیک قرین عقل کیوں قرار پایا تو اس کی تصریح کی ضرورت نہیں کیونکہ مقصود آپ کا کوئی ذاتی نفع یا آسایش تو تھی نہیں جس کو آپ نے جملہ محلی منہا محل القطب من الرحیٰ سے بھی ظاہر کر دیا ہے بلکہ محط نظر صرف اقامت دین تھا (باقی صـ۱۰۴ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صُعُوبَتِهَا تَقَحَّمَتْ بِهِ فَلَمْ يَمْلِكْهَا۔ يُقَالُ أَشْنَقَ النَّاقَةَ إِذَا جَذَبَ رَأْسَهَا بِالزِّمَامِ فَرَفَعَهُ وَشَنَقَهَا أَيْضًا ذَكَرَ ذٰلِكَ ابْنُ السِّكِّيتِ فِي إِصْلَاحِ الْمَنْطِقِ۔ وَإِنَّمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشْنَقَ لَهَا وَلَمْ يَقُلْ: أَشْنَقَهَا لِأَنَّهُ جَعَلَهُ فِي مُقَابِلَةِ قَوْلِهِ: أَسْلَسَ لَهَا فَكَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ رَفَعَ لَهَا رَأْسَهَا بِمَعْنَى أَمْسَكَهُ عَلَيْهَا بِالزِّمَامِ

تو وہ علاوہ اُس کی صعوبت کے ناقہ اُس کو لے کر گر پڑتی ہے پس خود سوار نہیں بچتا ہے۔ جب سوار ناقہ کے سر کو مہار سے کھینچ کر اونچا کرتا ہے تو اس کو اشنق الناقہ اور شنق الناقہ (دونوں) کہتے ہیں جس کو ابن السکیت نے (اپنی کتاب) اصلاح المنطق میں ذکر کیا ہے اور جناب (امیر) علیہ السلام نے اشنق لہا کہا اور اشنقہا نہ کہا اس سبب سے کہ اس کو اپنے دوسرے قول اسلس لہا کے مقابلہ میں رکھا ہے پس گویا حضرت نے یہ فرمایا کہ اگر سوار ناقہ کے سر کو مہار سے اونچا کرتا ہے یعنی مہار سے اُس کے سر کو روکتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۳) مطابق قواعد شرعیہ کے کہ جس دین کامل کو رسول اللہ صلعم لائے تھے وہ مطابق انھیں احکام کے جاری ہو اور یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب کل مسلمان تابع احکام شریعت ہوں یا آپ کو ایسے اعوان و انصار ملیں جو آپ کی نصرت کریں اور مخالفین کو راہ حق پر لائیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ تمام مسلمانوں نے اس طرح احکام شریعت سے روگردانی کر لی کہ کسی کو آنحضرت صلعم کے دفن و کفن کی بھی فکر نہ ہوئی ایسی حالت میں جناب امیرؑ کیا کر سکتے تھے لہذا صبر کرنا ہی انسب و اولیٰ قرار پایا۔ اس مطلب کو حضرت نے حدیث رافع بن رافع میں اور بھی توضیح سے بیان کیا ہے استیعاب جلد اول صفحہ ۱۸۲ میں ہے قَالَ عَلِيٌّ اَلْعَجَبُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا قَبَضَ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قُلْنَا نَحْنُ أَهْلُهُ وَأَوْلِيَاؤُهُ لَا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَهُ أَحَدٌ فَأَبَى عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَوَلَّوْا غَيْرَنَا وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ الْفُرْقَةِ وَأَنْ يَعُودَ الْكُفْرُ وَيَبُوءَ الدِّينُ لِغَيْرِنَا فَصَبَرْنَا عَلَى مَضَضٍ مَمَالِ جناب امیرؑ نے کہا تعجب ہے طلحہ و زبیر سے کیونکہ جب رسول خدا نے انتقال کیا تو ہم نے کہا ہم حضرت کے ولی اور مستحق تر ہیں اس خلافت کے مگر قوم نے انکار کیا اور غیروں کو خلیفہ بنا لیا خدا کی قسم اگر اسلام میں تفرقہ پڑ جانے کفر کے لوٹ آنے اور دین پر دوسروں کے قبضہ ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو دیکھ لیتے لیکن انھیں وجوہ سے ان سختیوں پر ہم نے صبر کیا۔ یہ روایت اچھی طرح بتا رہی ہے کہ حضرت نے محض اس خیال سے کہ قوم میں تفریق نہ پیدا ہو اور دین اسلام مضمحل ہو کر کفار کو غلبہ نہ ہو ترک منازعت کیا جسکی تائید (باقی صفحہ ۱۰۵ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَلَى نَاقَتِهِ وَقَدْ شَنَقَ لَهَا فَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَمِنَ الشَّاهِدِ عَلَى أَشْنَقَ بِمَعْنَى شَنَقَ قَوْلُ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍ الْعِبَادِيِّ ؎

سَاءَهَا مَا لَهَا تَبَيَّنَ فِي الْأَيْدِي
وَإِشْنَاقُهَا إِلَى الْأَعْنَاقِ

چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ناقہ پر خطبہ فرمایا وقد شنق لہا یعنی جس کی مہار کھینچے ہوئے تھے اور وہ ناقہ جگالی کر رہا تھا اور اشنق بمعنے شنق (مستعمل) ہونے کی نظیر عدی بن زید عبادی کا یہ شعر بھی ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے)

ناگوار ہوئی اُس ناقہ کو وہ چیز جو ہاتھوں میں ظاہر ہوئی اور اُس کے سر کا گردن کی طرف کھینچنا۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) اُن واقعات سے بھی ہوتی ہے کہ ابوسفیان جو قوم مفتوح سے تھا آکر جناب امیرؑ کو طلب خلافت پر اُبھار رہا ہے اور حضرت اُس کو ڈانٹ رہے ہیں کہ تو ہمیشہ کا دشمن اسلام ہے مگر خلیفہ اول و دوم باوصفے کہ خلافت پر کامیاب ہیں اُس سے ڈر رہے ہیں اور اُس کو ملا رہے ہیں (جس کی تفصیل آئندہ آئے گی) جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر جناب امیرؑ اُس وقت صبر و سکوت نہ فرماتے تو اسلام مٹ چکا تھا کیونکہ خلفائے ثلاثہ ہر طرح کی سازش پر تیار تھے اگرچہ اسلام نیست و نابود ہی کیوں نہ ہو جائے۔ غرض ان مجموعی حالات کی طرف اشارہ کر کے حضرت فرماتے ہیں کہ ان متضاد حالات پر غور کر کے ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کرنا نہیں مقتضائے وقت و مصلحت ہے بلکہ صبر کرنا اس حالت میں زیادہ مناسب ہے (بقیہ حواشی ضمیمہ میں ہیں) ۱۲

خطبہ (۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَاءِ۔ وَتَسَنَّمْتُمُ الْعُلْيَاءَ۔ وَبِنَا انْفَجَرْتُمْ عَنِ السَّرَارِ۔ وَقَرَ سَمْعٌ لَمْ يَفْقَهِ الْوَاعِيَةَ وَكَيْفَ يُرَاعِي النَّبْأَةَ مَنْ أَصَمَّتْهُ الصَّيْحَةُ؟ رُبِطَ جَنَانٌ لَمْ يُفَارِقْهُ الْخَفَقَانُ

اور حضرت علیہ السلام کے خطبہ کا ایک حصہ۔ (لوگو!) ہم ہی سے تم لوگوں نے تاریکی (کفر و جہالت) میں ہدایت پائی اور (اسلام کے) بلند مرتبہ تک (پہونچ کر) رفعت حاصل کی۔ اور ہماری ہی بدولت (ضلالت کی) اندھیری راتوں سے نکل کر صبح (ہدایت) میں آئے (پس) وہ کان بہرا ہو جو یاد رکھنے والی باتیں نہ سُنے (مگر بات یہ ہے کہ)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا زِلْتُ اَنْتَظِرُ بِكُمْ عَوَاقِبَ الْغَدْرِ۔ وَاَتَوَسَّمُكُمْ بِحِلْيَةِ الْمُغْتَرِّيْنَ[۲] سَتَرَنِيْ عَنْكُمْ جِلْبَابُ الدِّيْنِ۔ وَبَصَّرَنِيْكُمْ صِدْقُ النِّيَّةِ۔ اَقَمْتُ لَكُمْ عَلٰى سَنَنِ الْحَقِّ فِيْ جَوَادِّ الْمَضَلَّةِ حَيْثُ تَلْتَقُوْنَ وَلَا دَلِيْلَ۔ وَتَحْتَفِرُوْنَ وَلَا تُمِيْهُوْنَ۔ اَلْيَوْمَ اُنْطِقُ لَكُمُ الْعَجْمَآءَ ذَاتَ الْبَيَانِ۔ عَزَبَ رَاْيُ اُمْرِئٍ تَخَلَّفَ عَنِّيْ۔ مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ اُرِيْتُهٗ۔ لَمْ يُوْجِسْ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خِيْفَةً عَلٰى نَفْسِهٖ۔ اَشْفَقَ مِنْ غَلَبَةِ الْجُهَّالِ وَدُوَلِ الضَّلَالِ۔ اَلْيَوْمَ تَوَاقَفْنَا عَلٰى سَبِيْلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ۔ مَنْ وَثِقَ بِمَآءٍ لَمْ يَظْمَأْ۔

ہلکی آواز (یعنی ہماری نصیحتوں) کو وہ کیونکر سُن سکتا ہے جسکو گرجنے والی آواز (یعنی احکام خدا و رسول نے بہرا[۱] کر دیا (کہ نہ سُنا) (ہاں) وہ دل مطمئن رہیں جو (خوف خدا سے) لرزتے رہتے ہیں۔ (رہے تم لوگ تو) میں ہمیشہ تمھارے غدر و بیوفائی کا منتظر رہا اور تمھیں فریب خوردہ لوگوں کی روش میں تاڑتا رہا (لیکن) پردۂ دین نے مجھے تم سے چھپائے رکھا (کہ مسلمان سمجھتا رہا مگر میری) خالص نیت نے تمھاری صحیح حالت کو مجھ پر واضح کر دیا۔ تم لوگوں (کی ہدایت) کے لئے میں نے گمراہی کی راہوں سے سیدھی راہ پر اقامت کی کیونکہ تم لوگ آپس میں ملتے تھے مگر تمھارا کوئی رہنما نہ تھا اور کنواں کھودتے تھے لیکن پانی نہیں نکلتا تھا[۳]۔ آج میں بے زبانوں کو تمھارے لئے گویا کئے دیتا ہوں (گویائے) فصیح البیان[۴] (تو اب) جو شخص مجھ سے علیحدہ ہو (سمجھو کہ) اُس کی عقل زائل ہو گئی (کیونکہ) جب سے مجھے راہ حق دکھائی گئی میں نے اسمیں شک کیا ہی نہیں (اور جس طرح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی جان کا خوف نہیں ہوا تھا (بلکہ) جاہلوں اور گمراہی کی دولتوں کے غلبہ کا خوف[۵] تھا (اسی طرح مجھے اپنی فکر نہیں بلکہ گمراہی پھیلنے سے ڈرتا ہوں پس) آج ہم (تو) راہ حق پر قائم ہیں اور (تم) باطل پر (لہذا سمجھ رکھو کہ) جو شخص پانی پر بھروسہ رکھے گا وہ پیاسا نہیں رہ سکتا (یعنی تم لوگ مجھ پر اعتماد رکھو گے تو گمراہ نہیں ہو سکتے)۔

حاشیہ صفحہ ۱۰۵ [۱] یہ کلمات و امثال جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے حضرت کے ایک طویل خطبہ سے انتخاب کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس خطبہ کو حضرت نے طلحہ اور زبیر کے قتل ہونے کے بعد ان دونوں اور ان کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے جیسا کہ جناب رسالتمآب صلعم نے جنگ بدر میں کفار قریش کے قتل اور اُن کے کنویں میں ڈالے جانے کے بعد اُن کو مخاطب کر کے کچھ ارشاد فرمایا تھا جس پر خلیفہ دوم حضرت عمر نے آنحضرت پر اعتراض کیا کہ "یا رسول چہ سخن می کنی با اجسادے کہ نیست دراں روح" جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا "سوگند بہ آں خدا کہ نفس من بید قدرت اوست کہ نیستید شما شنواتر از ایشاں ایں سخن را

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہ می گویم ایشاں می شنوند ولیکن ایشاں جواب نمی گویند" (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰) اور بعض شروح میں ہے کہ حضرت نے طلحہ و زبیر کی زندگی میں ہی اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے ۱۲ ۵۲ اس جملہ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ حضرت بد دعا دے رہے ہیں کہ جو شخص تو جہ سے سُننے والی باتیں نہ سُنے اور اُن کو یاد نہ رکھے تاکہ اُن پر آئندہ عمل کر سکے اُس کا کان بہرا ہو جائے دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ جملہ خبر یہ ہو کہ جس شخص نے ایسی باتیں نہ سُنیں وہ گویا بہرا ہو گیا کہ درحقیقت اُسکو سامع کہنا مناسب ہی نہیں ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۴۹ نباۃ خفیف اور ہلکی آواز کو کہتے ہیں اور صیحۃ خوب سخت آواز کو یہاں نباۃ سے مراد حضرت کے ارشادات ہیں اور صیحۃ سے زواجر قرآن و احادیث رسول صلعم پس مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں (طلحہ و زبیر وغیرہم) نے خدا و رسول کے اوامر و نواہی کی جن کی اہمیت نہایت سخت ہے پروانہ کی تو میری چھوٹی باتوں کی کب پروا کر سکتے ہیں ۱۲ ۵۳ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ اس جملہ میں کئی احتمال ہیں سب سے واضح یہ کہ تم لوگ جو اسلام کا دعوے اور اُس کے شعار کا اظہار کرتے ہو اسی نے تم کو مجھ سے محفوظ کر لیا ہے باوجودیکہ میں تمہارے قلب کی حالت نفاق کو اچھی طرح جانتا ہوں اور اس نفاق کو اور تمہاری قلبی خباثتوں کو میں نے اپنے خالص نیت سے بچا نا ہے جیسا کہ حدیث ہے المومن ینظر بنور اللہ کہ مومن نور خدا سے باطنی امور کو دیکھ لیتا ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ پردہ دین نے مجھ کو تم سے چھپا لیا ہے اور مجھے اس سے منع کر دیا ہے کہ میں اپنی حقیقت تم پر ظاہر کر دوں اور اپنے کو تمھیں پہچنوا دوں۔ تیسرا احتمال یہ ہے کہ پردہ دین میرے تمہارے درمیان حائل ہو گیا جس سے تم میری عقل و فراست اور تدبیر و سیاست دنیاویہ کو سمجھ نہیں سکتے کیونکہ بسبب شدت و ثاقت دین میں ہمیشہ مکائد دنیا سے بچتا اور تم لوگوں پر شفقت و مہربانی کرتا رہتا ہوں اور تمہارے جرموں کو معاف کرتا ہوں جس سے تم سمجھتے ہو کہ علی ضعیف ہیں اور دنیاوی اُمور کا سلیقہ نہیں رکھتے حالانکہ صرف دین کے خیال نے مجھے ایسا کر رکھا ہے کہ نمونہ رحمت خدا ہو رہا ہوں ورنہ میں تم کو بتا دیتا کہ خدا نے کیسی قوت مجھے عطا کی ہے ۱۲ ۵۴ یہ سب استعارات ہیں کہ تم لوگ گمراہ ہو کر بھٹکتے پھرتے تھے تمہارا کوئی ہادی نہ تھا انتظام اور امن و امان کے پیاسے تھے کوئی ساقی نہ تھا لہذا جو بہت سی راہیں تھیں اُن سے سیدھی راہ کو میں نے بتا دیا اور ٹیڑھی راہوں کو جو اُس کے چاروں طرف تھیں چھوڑ دیا ۱۲ ۵۵ مطلب یہ ہے کہ جس طرح آسمان و زمین اشجار و احجار اپنی زبان بے زبانی سے خدا کی توحید اور اُس کے خالق ہونے کا اقرار کر رہے ہیں اُسی طرح حقائق و معارف واقعات و حالات آیات خدا و احادیث نبوی جو سب بے زبان ہیں بولنے والوں کی طرح گواہی دے رہے ہیں کہ میرے معیت میں فلاح دنیا و دین اور میری مخالفت میں خسران دنیا و دین ہے پس باوجودیکہ یہ اشارات و رموز خفیہ ہیں لیکن صاحبان عقل و فہم کے لئے گویا زبان سے بول رہے ہیں ۱۲ ۵۵ یعنی خدا نے کلام مجید میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حضرت موسےٰ کے بارے میں جو فرمایا ہے کہ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی (کہ حضرت موسیٰ اپنے دل میں ڈرے) تو اس سے یہ مطلب نہیں کہ انھیں اپنی جان کی ہلاکت کا خوف ہوا بلکہ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اس بات سے ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ جہالت و ضلالت غالب آ جائے۔ کیونکہ فرعون کے جادوگروں کے بدولت شبہات کے پیدا ہونے کا خوف تھا۔ اسی طرح میں جو ان لوگوں کے بارے میں ڈرتا ہوں تو اس خیال سے نہیں کہ ان کے مکر و فریب یا جنگ سے میرا کچھ نقصان ہو جائے گا بلکہ خوف یہ ہے کہ ان کے چالبازیوں اور مکاریوں کو دیکھ کر دوسرے لوگ اسی کو دلیل حقیت نہ سمجھ لیں اور اس طرح گمراہ نہ ہو جائیں ۱۲

خطبہ (۵)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَمَّا قَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَخَاطَبَهُ الْعَبَّاسُ وَاَبُوْ سُفْيَانُ بْنُ حَرْبٍ فِيْ اَنْ يُّبَايِعَاهُ بِالْخِلَافَةِ

اَيُّهَا النَّاسُ شُقُّوْا اَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ وَعَرِّجُوْا عَنْ طَرِيْقِ الْمُنَافَرَةِ۔ وَضَعُوْا تِيْجَانَ الْمُفَاخَرَةِ۔ اَفْلَحَ مَنْ نَهَضَ بِجَنَاحٍ۔ اَوِ اسْتَسْلَمَ فَاَرَاحَ۔ هٰذَا مَاءٌ اٰجِنٌ۔ وَلُقْمَةٌ يَغَصُّ بِهَا اٰكِلُهَا۔ وَمُجْتَنِي الثَّمَرَةِ لِغَيْرِ وَقْتِ اِيْنَاعِهَا۔ كَالزَّارِعِ بِغَيْرِ اَرْضِهٖ فَاِنْ اَقُلْ يَقُوْلُوْا حَرَصَ عَلَى الْمُلْكِ وَاِنْ اَسْكُتْ يَقُوْلُوْا: جَزِعَ مِنَ الْمَوْتِ هَيْهَاتَ بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِيْ۔ وَاللّٰهِ لَابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اٰنَسُ بِالْمَوْتِ

حضرت رسول خدا صلعم کے انتقال پر جناب عباس اور ابو سفیان بن حرب نے جناب امیرؑ سے آپ کے (ہاتھ پر) بیعت کرنے کو کہا تو آپ نے جو فرمایا اُس کا (یہ) ایک حصہ (ہے) ؎

لوگو! فتنوں کی موجوں کو نجاۃ (صبر و صلح) کی کشتیوں سے شق کر دو اور راہ مخالفت سے علیحدہ ہو جاؤ اور فخر (و مباہات) کے (خیالی) تاجوں کو اُتار ڈالو۔ یہ بھی جان لو کہ کامیابی اُس نے حاصل کی جو (قوی) بازو کے ساتھ کھڑا ہوا یا جس نے مطیع ہو کر لوگوں کو آسودہ کر دیا۔ یہ (دنیا گویا) متعفن پانی اور وہ لقمہ ہے جس سے کھانے والے کو اُچھو ہو جائے (اور اس کے سوا بھی اس وقت بیعت لینا مناسب نہیں کیونکہ) بے وقت میووں کا چننے والا مثل اُس شخص کے ہے جو نامناسب زمین میں زراعت کرے پس (دیکھو) اگر میں (معاملہ خلافت میں دخل دے کر) کچھ کہتا ہوں تو لوگ کہیں گے کہ ملک کے حریص ہیں، اور اگر سکوت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ اُمِّهٖ۔ بَلِ انْدَمَجْتُ عَلٰی مَکْنُوْنِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهٖ لَاضْطَرَبْتُمْ اِضْطِرَابَ الْاَرْشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الْبَعِيْدَةِ۔

کرتا ہوں تو کہیں گے کہ موت سے ڈر گئے افسوس (میرے) چھوٹے بڑے (معرکہ دیکھنے) کے بعد (اُن کا یہ خیال ہے حالانکہ) قسم بخدا پسر ابوطالب (خود ذات مبارک) موت سے اس قدر مانوس ہے کہ اتنا کوئی بچہ اپنی ماں کے پستان سے بھی مانوس نہ ہوگا[۱] پس موت کے خوف سے علی کو کیا تعلق) بلکہ (میرے سکوت کی وجہ یہ ہے کہ) ایسے مخفی علم پر میں مطلع ہوں جس کو ظاہر کردوں تو تم لوگ اس طرح مضطرب ہو جاؤ جیسے گہرے کنوؤں میں ڈول وغیرہ کی رسیاں ہلتی (اور ڈول سے ٹکراتی) ہیں[۲] (اور اُنھیں سکون و قرار نہیں ہوتا)۔

حاشیہ صفحہ [۱] اس کلام کا باعث یہ ہوا کہ بعد وفات رسول اللہ جب خلیفہ اول صاحب بہ مشورہ عمر صاحب و ابوعبیدہ خلیفہ بنائے گئے تو ابوسفیان نے چاہا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دین اسلام کو برباد کر دیں کیونکہ اس کی دشمنی اسلام سے باوصف قبول اسلام ایسی تھی کہ کسی کو اُس سے انکار نہیں اور اُس کو ناراضی جناب امیرؑ اس خلافت سے معلوم تھی اور جانتا تھا کہ خلیفہ اول بلا حکم رسول خلیفہ بنے ہیں اور یہ خلیفہ اس قبیلہ سے ہے جو ہمیشہ ذلیل و خوار رہا۔ انھیں چار باتوں نے اسکو اس پر آمادہ کیا کہ جناب عباس کے پاس آیا اور کہنے لگا "دیکھتے ہو ان لوگوں نے خلافت کو خاندان بنی ہاشم سے نکال کر سردست بنی تیم میں پہونچا دیا اب کل بنی عدی کا یہ فظ غلیظ (عمر) ہم پر حکومت کرے گا لہذا جلد ہم تم حضرت علیؑ کی بیعت کرلیں تم رسول خدا کے چچا ہو لہذا تمھارا اثر ہوگا اور میری بات قریش میں برابر مانی جاتی ہے پس اگر لوگوں نے اسمیں ہماری مخالفت کی تو ہم اُن کو جنگ کرکے ہلاک کر ڈالیں گے"۔ یہ مشورہ کرکے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت تو ابوسفیان کی قلبی حالت سے واقف تھے کہ یہ اسلام کی خیر خواہی میں کلام نہیں کرتا بلکہ مقصود اصلی مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اسلام کو تباہ کرنا ہے پس آپ نے اس کلام سے ابوسفیان کو سمجھایا کہ اس وقت اسلامی بہبودی صلح و امن میں ہے نہ جنگ و خونریزی میں (شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد اول صہ ۴۲ و شرح ابن میثم صہ ۱۰۴) اس کلام سے حضرات اہلسنت کا وہ اعتراض کامل طور پر رفع ہو جاتا ہے کہ حضرت علی نے غصب خلافت پر تلوار میان سے کیوں نہ نکالی کیونکہ اس کی وجہ خود حضرتؑ نے ظاہر کر دی کہ اسمیں اسلام کی تباہی یقینی ہے اور ہمارا سا محافظ حقیقی اسلام اسکو پسند نہیں کر سکتا کہ اسلام تباہ ہونے پائے (اس کے متعلق تفصیل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو)

[۲] سیاق و سباق خطبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں تک خطاب ابوسفیان سے تھا اس لئے کہ اُس نے حضرت سے بیعت کرنے کی خواہش اس سبب سے ظاہر کی تھی کہ بنی تیم کی اطاعت نہ کرنا پڑے نہ اس لئے کہ واقعی حضرت علی کو وہ حقیقی نائب رسول اور خلیفۃ اللہ سمجھتا ہو لہذا حضرتؑ نے اس کو سمجھایا کہ اسلام نے خاندان پرستی گدی نشینی اور ذاتی وجاہت و اقتدار کی حکومت کو باطل کر دیا ہے بلکہ ریاست اصلیہ اولیاء اللہ کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حاصل ہو۔ پس اے ابوسفیان اس خیال سے باز آ کہ خاندانی وجاہت سے خلافت رسول حاصل ہوتی ہے اگر ایسا ہوتا تو بنو ہاشم جن کو تو قابل سرداری کہتا ہے انہیں سب سے بزرگ عباس ہیں اُن کو سردار دین ہونا چاہیئے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ولی اللہ صرف وہی ہو سکتا ہے جس کو خداوند عالم کے حکم سے رسول خدا صلعم مقرر فرما دیں۔

خطبہ (۶)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ لَمَّا أَشِيْرَ عَلَيْهِ بِأَنْ لَا يَتَّبِعَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَلَا يُوَصِّلَ لَهُمَا الْقِتَالَ۔

حضرت کے اُسوقت کے کلام کا کچھ حصہ جب آپ کو مشورہ دیا گیا کہ طلحہ[1] و زبیر کا تعاقب نہ کریں اور نہ اُن سے جنگ کا سامان فرمائیں۔

وَاللّٰهِ لَا أَكُوْنُ كَالضَّبُعِ تَنَامُ عَلٰى طُوْلِ اللَّدْمِ حَتّٰى يَصِلَ إِلَيْهَا طَالِبُهَا۔ وَيَخْتِلَهَا رَاصِدُهَا۔ وَلٰكِنِّيْ أَضْرِبُ بِالْمُقْبِلِ إِلَى الْحَقِّ الْمُدْبِرَ عَنْهُ۔ وَبِالسَّامِعِ الْمُطِيْعِ الْعَاصِيَ الْمُرِيْبَ أَبَدًا۔ حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمِيْ۔ فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ مَدْفُوْعًا عَنْ حَقِّيْ۔ مُسْتَأْثَرًا عَلَيَّ۔ مُنْذُ قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَوْمِ النَّاسِ هٰذَا۔

بخدا میں بجّو ایسا نہ ہوں گا جو دیر تک کھٹکھٹانے سے سُو جاتا ہے یہاں تک کہ اُسکا پکڑنے والا اُس تک پہونچ جاتا ہے اور تاک والا فریب دے کر پکڑ لیتا ہے[2] بلکہ میں حق کی طرف آنے والے کے ساتھ لڑتا رہوں گا۔ اُس سے جو اس سے مُنھ پھیرے گا۔ اور فرمانبردار کے ساتھ اُس سے جو نافرمانی (یا) شک کرے گا یہاں تک کہ میرے اجل معین کا دن آجائے کیونکہ خدا کی قسم جب سے خدا نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو (دنیا سے) اُٹھا لیا آج تک میں برابر اپنے حق سے ہٹایا جاتا رہا ہوں اور (غیروں کو) مجھ پر ترجیح دی جاتی رہی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ افلح من نہض سے خطاب خاص حضرت عباس سے ہے اور مقصود حضرت کا یہ ہے کہ جب سوائے چند مخصوص اشخاص کے سب کے سب حق سے مُنھ موڑ چکے میرا بیعت کے لئے کھڑا ہونا باعث خرابی اسلام ہے اور مثل اُس شخص کے ہوگا جو درخت سے خام میووں کو توڑے کہ میوے بھی ضائع ہو جائیں گے اور اُس کو کوئی نفع بھی نہ ہوگا اسی طرح اگر میں بیعت لینا چاہوں تو اسلام بھی تباہ ہو جائے گا اور میری بیعت کر کے لوگ حق کے تابع بھی نہ ہوں گے لہذا صبر و سکوت سے کام لو کہ اسلام کی ظاہری حالت درست رہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۰ غالباً یہ اشارہ ہے اُن واقعات شجاعت اور عدم مبالاۃ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بالموت کی طرف جن میں حضرت نے اپنی جان کی ذرہ برابر بھی پروا نہ کی مثلاً شب ہجرت بستر رسول پر نہایت گہری نیند اطمینان سے تلواروں کے سایہ میں سونا۔ جنگ بدر میں سب سے زیادہ کفار کو قتل کرنا۔ غزوہ احد میں بخلاف دیگر صحابہ کے ثابت قدم رہ کر آنحضرت صلعم کی حمایت کرنا۔ عمرو بن عبدود کو خندق میں اور مرحب کو خیبر میں قتل کرنا کہ جب ان مواقع پر ہر شخص اپنے کو موت کے منہ میں سمجھتا تھا میں نے موت سے خوف نہ کیا تو یہ امور ان کے مقابلہ میں کیا وقعت رکھتے ہیں ۱۲ ۵۲ یہ اشارہ ہے اُن خرابیوں اور فسادات کی طرف جو حضرت کے تلوار نکالنے اور بیعت لینے سے اسلام میں پیدا ہوتے اللہ اکبر کیسی بلیغ تشبیہ حضرت نے دی ہے کہ دوسری اس معنویت کی متصور نہیں ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۵۰ طلحہ و زبیر جناب رسالتمآب صلعم کے مشہور صحابی ہیں اور اہلسنت کے یہاں عشرہ مبشرہ سے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی تھی۔ قتل حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے بعد ان دونوں نے نہایت اصرار سے جناب امیرؑ کو قبول خلافت پر آمادہ کیا نہایت مستعدی سے آپ کی بیعت کی لیکن بعد ان سب کے سخت مخالف ہو گئے اور بی بی عائشہ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہو کر آپ سے لڑے آخر کار مارے گئے۔ اس بارے میں حضرت کو مشورہ دیا گیا کہ ان سے جہاد نہ فرمائیں ۱۲

۵۲ علامہ ابن ابی الحدید ابو عبیدہ سے نقل کرتے ہیں کہ بجو (جانور) کا شکار کرنے والا اُس کے سوراخ کے پاس آتا ہے تو وہاں کی زمین کو آہستہ آہستہ کھٹکھٹاتا ہے اور کچھ بولتا جاتا ہے جس سے بجو فریب میں آکر سو رہتا ہے پس صیاد اُس کے پیر میں رسی باندھ کر اُس کو گرفتار کر لیتا ہے۔ اُسی حالت سے حضرت اپنی حالت کو تشبیہ دیتے ہیں کہ میں جنگ سے باز نہ آؤں گا کیونکہ پھر یہ لوگ میری خاموشی سے جو چاہیں گے کر گزریں گے اور میرا وہی حال ہوگا جو بجو کا حال اُن کی آوازوں کو سن کر سو رہنے سے ہوتا ہے بلکہ میں اُن لوگوں کو جو میری اطاعت کریں گے اور حق کو مانیں گے ہمراہ لے کر اُن لوگوں سے جہاد کروں گا جو مجھ سے مخالفت اور احکام خدا و رسول سے روگردانی یا اُن میں شک و شبہہ کرتے ہیں یہاں تک کہ میں درگاہ خدا میں حاضر ہو جاؤں کیونکہ وفات رسول صلعم سے آج تک ان لوگوں کی یہی حالت رہی ہے کہ باطل کو حق پر ترجیح دیتے رہے اور مستحق کو ترک کر کے غیر مستحق کو اختیار کرتے رہے ۱۲

خطبہ (۷)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِتَّخَذُوا الشَّيْطَانَ لِاَمْرِهِمْ مِلَاكًا۔
وَاتَّخَذَهُمْ لَهٗ اَشْرَاكًا۔ فَبَاضَ وَ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔
(لوگوں نے) شیطان کو اپنے ہر امر کا مالک و مختار بنا رکھا ہے اور اُس نے بھی ان کو اپنا شریک (یا پھندا) بنایا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَرَّخَ فِي صُدُورِهِمْ وَدَبَّ وَدَرَجَ فِي حُجُورِهِمْ فَنَظَرَ بِأَعْيُنِهِمْ وَنَطَقَ بِأَلْسِنَتِهِمْ فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ وَزَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ فِعْلَ مَنْ قَدْ شَرِكَهُ الشَّيْطَانُ فِي سُلْطَانِهِ وَنَطَقَ بِالْبَاطِلِ عَلَى لِسَانِهِ

پس انھیں کے سینوں میں اُس نے انڈے بچے دیے اور انھیں کی گودوں میں (وہ شیطانی بچے) چلے پھرے (اور جوان ہوئے ہیں) تو اب (شیطان نے جو کچھ) دیکھا انھیں کی آنکھوں سے اور (جو کچھ) باتیں کیں انھیں کی زبانوں سے۔ پھر تو ان کو (ہر طرح کے) گناہ پر آمادہ کیا اور ہر بُرائی کو اُن کے لئے آراستہ کیا مثل اُس شخص کے افعال کے جس کے (ہر) کام میں شیطان شریک ہو اور اُسی کے زبان سے کلام باطل کرتا ہو۔[1]

---

[1] اس خطبہ میں جناب امیر علیہ السلام نے ایسی لطیف تشبیہات ذکر فرمائی ہیں جن کے محاسن کا بیان بھی نہیں ہو سکتا حضرت اپنے زمانہ کے مخالفین کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے شیطان کو اپنے تمام امور کا مدار المہام بنا رکھا ہے کہ جو کچھ کرتے ہیں اُسی کی اطاعت سے لہذا شیطان نے بھی ان لوگوں کو اپنا شریک یعنی شیطان بنا لیا ہے یا یہ کہ اپنا پھندا بنایا کہ لوگوں کو اس سے پھانستے ہیں کیونکہ اگر اشراک جمع شریک ہو تو وہ معنی ہوں گے اور اگر شریک کی جمع لی جائے تو بمعنے پھندا ہوگا غرض دونوں کے اتحاد کی یہ حد ہو گئی کہ جس طرح چڑے گھونسلوں میں انڈے دے کر بچے نکالتے ہیں اور انھیں گھونسلوں میں وہ بچے بڑے ہوتے ہیں اُسی طرح ان لوگوں کے سینوں میں شیطان اپنے انڈے بچے دیتا ہے چنانچہ وہ شیطانی بچے بڑھتے اور جوان بھی انھیں کے سینوں میں ہوتے ہیں یعنی یہ لوگ باطل اور گمراہی کو جو گویا شیطان کی محبوب اولاد ہے اسی طرح اپنے سینوں میں پرورش کرتے ہیں جس طرح طائر اپنے بچوں کو گھونسلوں میں لہذا جب ان لوگوں اور شیطان میں اسقدر اتحاد ہو گیا تو شیطان جو کچھ دیکھتا ہے انھیں کی آنکھوں سے اور جو کچھ بولتا ہے انھیں کی زبانوں سے غرض ان کے رگ و ریشہ میں شیطان پیوست ہو گیا ہے خلاصہ یہ کہ یہ سب کے سب شیطان کی اطاعت اور محبت کرتے کرتے خود بھی شیطان مجسم ہو گئے ہیں کہ اب اگر کوئی شخص ان لوگوں میں اور شیطان میں فرق کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔

خطبہ (۸)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْنِي بِهِ الزُّبَيْرَ فِي حَالٍ اقْتَضَتْ ذٰلِكَ يَزْعَمُ أَنَّهُ قَدْ بَايَعَ بِيَدِهِ وَلَمْ يُبَايِعْ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ زبیر کے متعلق ایسی حالت کے بارے میں جو اسی (کلام) کو مقتضی تھی۔[1] وہ گمان کرتا ہے کہ اُس نے (میری) بیعت اپنے ہاتھ سے کی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِقَلْبِهٖ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ۔ وَادَّعَى الْوَلِيْجَةَ۔ فَلْيَاْتِ عَلَيْهَا بِاَمْرٍ يُعْرَفُ وَاِلَّا فَلْيَدْخُلْ فِيْمَا خَرَجَ مِنْهُ۔

اور اپنے دل سے بیعت نہیں کی پس اقرار بیعت تو اُس نے کرلیا (رہا یہ کہ) دلی مخالفت کا دعوے کیا تو اُسے چاہیے کہ (اپنے) اس (دعوے) پر کوئی ایسی دلیل لائے جو واضح ہو ورنہ جس امر (بیعت) سے نکل گیا ہے اُس میں داخل ہو۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۰ صـ زبیر بن العوام صحابی رسالتمآب صلعم نے پہلے جناب امیرؑ کی بیعت کی بعد ازاں آپ کا مخالف ہو گیا اور نقض عہد و بیعت کر کے جنگ جمل میں آکر حضرت سے لڑا تو آنحضرت نے اُس سے کہلایا کہ تم نے تو میری بیعت کر لی تھی لہذا وہ بیعت تمھاری گردن میں لازم اور میری اطاعت تم پر واجب و متحتم ہے زبیر نے کہا بیعت کرتے وقت میں نے تو یہ کر لیا تھا کبھی کہا کہ ظاہرا صرف ہاتھ سے بیعت کر لی تھی اور دل میں یہ نیت تھی کہ آپ کی بیعت نہیں کروں گا غرض اسی قسم کے بیہودہ جواب دیتا تھا حضرت نے جب یہ سُنا تو فرمایا کہ اسکا تو اُسے بہر حال اقرار ہے کہ میری بیعت کی۔ اب یہ جو دعوے کرتا ہے کہ اُس وقت دل میں اُس کے خلاف امر تھا تو چاہیے کہ اس دعوے پر کوئی دلیل پیش کر کے اس کو ثابت کر دے تاکہ واضح ہو جائے وہ میری بیعت میں نہیں ہے ورنہ جب اقرار بیعت کر چکا تو اُسی بیعت میں باقی رہ کر میری اطاعت کرتا رہے ۱۲

خطبہ (۹)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ اَرْعَدُوْا وَاَبْرَقُوْا۔ وَمَعَ هٰذَيْنِ الْاَمْرَيْنِ الْفَشَلُ۔ وَلَسْنَا نُرْعِدُ حَتّٰى نُوْقِعَ۔ وَلَا نَسِيْلُ حَتّٰى نَسْطِرَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ یہ لوگ (خوب) گرجے (بھی) اور چمکے (بھی) مگر پھر بھی وہی بزدلی!! اور (برخلاف اس کے) ہم جب تک ہلاک نہیں کر لیتے گرجتے نہیں اور جب تک برس نہیں لیتے بہتے نہیں[1]

حاشیہ صفحہ ہذا ۱ یہ جملے جنگ جمل کے فریق مخالف یعنی بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر کے لشکر کی حالت میں ہیں کہ یہ لوگ جنگ سے قبل زمین میں زلزلہ ڈالے ہوئے تھے کہ ہم یوں لڑیں گے یوں ہلاک کریں گے لیکن یہ سب دعوے لڑنے کے قبل ہی تھے جب جنگ شروع ہو گئی تو ویسے ہی بودے نکلے۔ برخلاف اس کے ہم لوگوں کی حالت ہے کہ پہلے بالکل مطمئن اور خاموش رہتے ہیں لیکن جب لڑتے ہیں تو رن ہل جاتے ہیں اور جب تلوار پکڑ لیتے ہیں تو خون کی ندیاں بہ جاتی ہیں ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۰)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهٗ۔ وَاسْتَجْلَبَ خَيْلَهٗ۔ وَاِنَّ مَعِيَ لَبَصِيْرَتِيْ۔ مَا لَبَّسْتُ عَلٰى نَفْسِيْ۔ وَلَا لُبِّسَ عَلَيَّ۔ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَاُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضًا اَنَا مَاتِحُهٗ۔ لَا يَصْدُرُوْنَ عَنْهُ۔ وَلَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ۔

خبردار ہو جاؤ کہ شیطان[۱] نے اپنا گروہ (گمراہی کے لئے) جمع کر لیا اور اپنے سوار و پیادے اکٹھا کر لئے (مگر) میرے ساتھ تو میری وہی بصیرت (دین) موجود ہے[۲] کہ نہ تو میرے نفس ہی نے میری بصیرت کو اشتباہ میں ڈالا اور نہ (اور ہی کسی طرح) میں اشتباہ میں ڈالا گیا[۳] خدا کی قسم میں ان کے لئے (جنگ کا) ایک ایسا حوض بھروں گا جس کا پانی کھینچنے والا بھی میں ہی ہوں گا کہ یہ سب نہ تو اس سے نکل سکیں گے اور نہ (اس سے بھاگنے والے) اُدھر لوٹ سکیں گے۔[۴]

---

[۱] علامہ ابن ابی الحدید اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ممکن ہے حضرتؑ کی مراد یہاں شیطان سے شیطان حقیقی ہو ہو اور ممکن ہے کہ اس سے مراد معاویہ ہو پس اگر معاویہ مراد ہے تو لشکر جمع کرنے اور سوار و پیادے اکٹھا کرنے کا مضمون واقعات کے بیان کرنے کے لئے ہو اور اگر شیطان حقیقی مراد ہے تو لشکر جمع کرنے سے مراد استعارات ہوں کہ شیطان نے سب کو گمراہ کر دیا اور اپنی جماعت تیار کر لی ہے لیکن حق یہ ہے کہ اس سے مراد معاویہ ہی ہے ۱۲ [۲] یعنی جناب رسالتمآب صلعم کے زمانہ سے جو بصیرت دین مجھے حاصل ہے وہ اس وقت تک موجود ہے جس میں کسی قسم کا تغیر ہوا ہی نہیں لہذا مجھے شیطان کی طرح لوگوں کے بہکانے اور شر و فساد کے لئے لشکر آراستہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے [۳] اس کے متعلق ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ یہ نہایت عمدہ تقسیم ہے کیونکہ جو شخص بھی راہ ہدایت کو ترک کر کے گمراہ ہوتا ہے اسکی دو ہی صورت ہوتی ہے یا اُسکا نفس ہی گمراہی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا دوسرے لوگ اُسکو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں پس حضرتؑ کے بارے میں دونوں صورتیں مفقود ہیں ۱۲ [۴] حضرت کا مقصود یہ ہے کہ اس شیطان معاویہ کے مقابلہ میں جنگ و جدال کا ایسا گڑھا تیار کروں گا اور اُس میں ان لوگوں کو اس طرح پھنساؤں گا کہ جو اسمیں آجائیں گے وہ نکل نہ سکیں گے اور جو اُس سے بھاگیں گے وہ لوٹ نہ سکیں گے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۱)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِابْنِهٖ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ لَمَّا اَعْطَاهُ الرَّايَةَ يَوْمَ الْجَمَلِ۔

کچھ حصہ حضرت علیہ السلام کے کلام کا (جسے) اپنے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ سے (فرمایا) جب جنگ جمل میں اُن کو لشکر کا علم عطا کیا۔

تَزُوْلُ الْجِبَالُ وَلَا تَزُلْ عَضَّ عَلٰى نَاجِذِكَ۔ اَعِرِ اللّٰهَ جُمْجُمَتَكَ۔ تِدْ فِي الْاَرْضِ قَدَمَكَ۔ اِرْمِ بِبَصَرِكَ اَقْصَى الْقَوْمِ۔ وَغُضَّ بَصَرَكَ وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ۔

(بیٹا) پہاڑ ٹل جائیں (تو ٹل جائیں) تم نہ ٹلنا (بلکہ) دانت کو (دانت پر) خوب جمائے رہنا۔ اپنا سر خدا کو عاریت دے دینا اپنے قدم کو زمین میں میخ کی طرح گاڑ دینا لشکر کی آخری صف پر اپنی نگاہ ڈالنا اور (وہیں) اُسے جما دینا اور یقین رکھنا کہ خدائے سبحانہ کی درگاہ سے (تمہاری) مدد (ضرور) ہو گی۔ [1]

---

[1] تمام دنیا کے کلام کو ڈھونڈھ لیا جائے پھر بھی جنگ کی ہدایت اور میدان حرب کی استقامت میں اس قدر مختصر الفاظ میں ایسے مواعظ و نصائح نہیں مل سکتے۔ ایک ایک لفظ میں حضرتؑ نے ایک ایک دفتر کے مطالب کو ادا فرما دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جنگ کا موقع ایسا نازک ہوتا ہے کہ سردار کو نہایت مختصر الفاظ میں پوری شجاعت و قوت قلب اور اجتماع حواس و استقامت کی تاکید کرنا پڑتی ہے لیکن پھر بھی حضرتؑ نے جیسے مختصر الفاظ فرمائے ہیں اگر دوسرے معانی بھی ہوں جب بھی ایسے مختصر الفاظ استعمال کرنا گویا محال معلوم ہوتا ہے اور اگر الفاظ دوسرے اور زیادہ بھی ہوں جب بھی اس سے زیادہ جوش دلانے اور حرارت پیدا کرنے والا کلام صادر ہونا گویا ناممکن نظر آتا ہے ۱۲

خطبہ (۱۲)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا اَظْفَرَهُ اللّٰهُ بِاَصْحَابِ الْجَمَلِ وَقَدْ قَالَ لَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: وَدِدْتُ اَنَّ اَخِيْ فُلَانًا كَانَ شَاهِدَنَا۔ لِيَرٰى مَا نَصَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ عَلٰى اَعْدَآئِكَ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ جب خدا نے آپ کو اصحاب (جنگ) جمل پر فتح دی۔ اور آپ سے آپ کے بعض اصحاب نے کہا کہ "میری خواہش تھی کہ میرا فلاں بھائی ہم میں موجود رہتا کہ دیکھتا خدا نے آپ کو آپ کے دشمنوں پر کس طرح غالب کیا" تو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقَالَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَهٰهُنَا أَخُوكَ مَعَنَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَقَدْ شَهِدَنَا وَلَقَدْ شَهِدَنَا فِي عَسْكَرِنَا هٰذَا أَقْوَامٌ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ وَأَرْحَامِ النِّسَاءِ. سَيَرْعُفُ بِهِمُ الزَّمَانُ وَيَقْوَى بِهِمُ الْإِيمَانُ۔

حضرت علیہ السلام نے اُس سے فرمایا "کیا تیرے بھائی کا میلان ہماری طرف ہے"، اُس نے عرض کی "ہاں" فرمایا "(اگر ایسا ہے) تو بیشک وہ ہم میں حاضر تھا اور ہمارے اس لشکر میں تو وہ لوگ بھی موجود تھے جو (ابھی) مردوں کی پشتوں میں اور عورتوں کی رحموں میں ہیں کہ عنقریب اُن کو زمانہ پیدا کرے گا اور ایمان کو اُن سے قوت حاصل ہوگی۔ [1]

---

[1] ماخذ اسکا کلام الٰہی ہے یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کہ ہر شخص اپنے امام کے ساتھ محشور ہوگا اور آنحضرت کی حدیث مشہور ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کہ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہے پس چونکہ وہ شخص بھی حضرت کے ہوا خواہوں سے تھا لہذا اگرچہ وہ یہاں موجود نہ تھا مگر اس حکم میں تھا کہ وہ موجود ہے چنانچہ آنحضرت نے تو بہت سے صحابہ کو اسی بنا پر مال غنیمت سے حصہ بھی دیا ہے۔ اب اس کے بعد حضرت ترقی فرماتے ہیں کہ محض اُس شخص کو یہ درجہ اور نفع نہ حاصل ہوگا جو دنیا میں اس وقت موجود ہے اور یہاں سے اسوقت غائب ہے۔ لیکن تمنا ہمارے ہمراہ ہونے کی رکھتا ہے بلکہ اُن لوگوں کو بھی یہی درجہ حاصل ہوگا۔ جو حیّز وجود میں نہیں آئے ہیں بلکہ ابھی اپنے مردوں کے صلبوں میں یا عورتوں کے رحموں میں اُن کا مادہ ہے اور عرصہ کے بعد زمانہ میں پیدا ہوں گے کیونکہ المرء مع من احب مسلّم ہے ابن ابی الحدید صـ۸۳ میں اس خطبہ کی شرح میں لکھتے ہیں "جب حضرت علی علیہ السلام جنگ جمل میں فتح یاب ہوئے اور امن قائم ہوگیا تو حضرت بصرہ کے بیت المال میں بہت سے مہاجرین کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے وہاں اس مال کی بے حد و انتہا کثرت اور فراوانی ملاحظہ فرمائی تو اُن مالوں کو خطاب کر کے کئی مرتبہ کہا غری غیری غری غیری (کسی اور کو دھوکہ دے کسی اور کو فریب دے) پھر حضرت نے ایک مرتبہ مال کی طرف نظر کی اور نظر جما کر اُن مالوں کو دیکھا اور اُس تعداد کا اندازہ کیا تو فوراً حکم دیا کہ ان کل مالوں کو اُن لوگوں میں پانچ پانچ سو تقسیم کرا دو پس وہ کل مال اُسی وقت تقسیم کر دیا گیا فَلَا وَالَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ مَا نَقَصَ دِرْهَمًا وَلَا زَادَ دِرْهَمًا كَأَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ مَبْلَغَهٗ وَمِقْدَارَهٗ وَكَانَ سِتَّةَ آلَافِ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَالنَّاسُ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفًا یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمد صلعم کو مبعوث بحق کیا کہ لوگوں نے نہ کسی کو ایک درہم زیادہ دیا اور نہ کم دیا اور سب پر برابر کل مال تقسیم ہوگیا گویا کہ حضرت کو علم غیب سے معلوم تھا کہ یہ مال کتنا ہے اور اس کی مقدار کتنی ہے چنانچہ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ پورے ساٹھ لاکھ درہم تھے اور جن لوگوں پر

وہ تقسیم ہوا وہ پورے بارہ ہزار تھے۔ اللہ اکبر اس علم کی کوئی انتہا ہے۔ سچ ہے علی ہو باب مدینۃ العلوم حضرت نے اس جنگ میں جس قدر سلاح۔ دابہ مملوک متاع عروض تھا اسی کو لیا اور اسی کو مجاہدین پر تقسیم کیا بقیہ اشیاء کو چھوڑ دیا جب صحابہ نے اعتراض کیا کہ مثل مال کفار تقسیم کر دیا جائے تو حضرت نے فرمایا اچھا بتاؤ عائشہ کس کے حصہ میں دی جائے سب نے گزارش کی کہ ان کی تقسیم صحیح نہیں ۱۲

خطبہ (۱۳)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ ذَمِّ اَهْلِ الْبَصْرَةِ۔

كُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْاَةِ۔ وَاَتْبَاعَ الْبَهِيْمَةِ رَغَا فَاَجَبْتُمْ۔ وَعُقِرَ فَهَرَبْتُمْ۔ اَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ۔ وَعَهْدُكُمْ شِقَاقٌ وَدِيْنُكُمْ نِفَاقٌ۔ وَمَاؤُكُمْ زُعَاقٌ۔ وَالْمُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ مُرْتَهَنٌ بِذَنْبِهٖ۔ وَالشَّاخِصُ عَنْكُمْ مُتَدَارَكٌ بِرَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ كَاَنِّيْ بِمَسْجِدِكُمْ كَجُؤْجُؤِ سَفِيْنَةٍ قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهَا الْعَذَابَ مِنْ فَوْقِهَا وَمِنْ تَحْتِهَا۔ وَغَرِقَ مَنْ فِيْ ضِمْنِهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ) وَاَيْمُ اللّٰهِ لَتَغْرَقَنَّ بَلْدَتُكُمْ حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِيْنَةٍ۔ اَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ) كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى) بِلَادُكُمْ اَنْتَنُ

اہل بصرہ کی مذمت میں حضرت کے کلام کا ایک حصہ۔ ۱۲

(بصرہ والو!) تم لشکر تھے (ناقص العقل) عورت کے اور پیرو تھے ایک چوپایہ (یعنی شتر عائشہ) کے (کہ جہاں) وہ بولا تم نے لبیک کہی اور جب بے ہوا تو بھاگ کھڑے ہوئے تمہارے اخلاق ذلیل اور تمہارا عہد و پیمان بے وفائی تمہارا دین نفاق اور تمہارے شہر کا پانی شور و تلخ ہے اور (علاوہ بریں) تم میں رہنے والا گناہوں میں گھرا ہوا رہتا ہے اور تم سے علیحدہ ہو جانے والے کی دستگیری خدا کی رحمت کرتی رہتی ہے (یہ بھی جان لو کہ آئندہ بصرہ غرق ہوگا) گویا تمہاری مسجد کو میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ مثل سینہ سفینہ کے (محسوس ہو رہی) ہے جس پر خدا نے اوپر کی جانب سے بھی عذاب بھیج دیا ہوا اور نیچے کی جانب سے بھی اور جو جو اسمیں سوار ہوں (سب) غرق ہو گئے ہوں (اور دوسری روایت میں ہے) اور قسم بخدا تمہارا شہر غرق ہو جائے گا حتے کہ میں تمہاری مسجد کو مثل کشتی کے بالائی حصہ کے یا لیٹے ہوئے شتر مرغ کے دیکھ رہا ہوں (اور ایک دوسری

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِلَادِ اللّٰهِ تُرْبَةً۔ اَقْرَبُهَا مِنَ الْمَاءِ۔ وَاَبْعَدُهَا مِنَ السَّمَاءِ۔ وَبِهَا تِسْعَةُ اَعْشَارِ الشَّرِّ۔ اَلْمَحْبُوْسُ فِيْهَا بِذَنْبِهٖ وَالْخَارِجُ بِعَفْوِ اللّٰهِ۔ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى قَرْيَتِكُمْ هٰذِهٖ قَدْ طَبَّقَهَا الْمَاءُ۔ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهَا اِلَّا شُرُفُ الْمَسْجِدِ كَاَنَّهٗ جُؤْجُؤُ طَيْرٍ فِيْ لُجَّةِ بَحْرٍ۔

روایت میں ہے یہ مسجد) مثل سینہ پرند کے (ہوگی) جو قعر دریا میں ڈوبا ہو (اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ) تمہارے شہر کی مٹی خدا کے کل شہروں سے زیادہ گندہ اور پانی سے سب سے زیادہ قریب اور آسمان سے سب سے زیادہ دور ہے اور شر (و فساد) کے دس حصوں سے نو حصہ اسی (شہر) میں ہیں (پس) اس میں پھنسنے والا (درحقیقت) اپنے گناہ میں (پھنسا ہے) اور اس سے نکلنے والا (گویا) خدا کی معافی کے ساتھ (نکلتا ہے) گویا میں تمہارے اس گاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ پانی اس پر چڑھ گیا ہے یہاں تک کہ (اس کی) مسجد کے کنگروں کے سوا کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ گویا وہ بیچ سمندر میں ڈوبے ہوئے پرند کا سینہ ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۷ ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ کے آخر میں جناب امیر جنگ جمل سے کامیابی کے ساتھ فارغ ہوئے تو ایک شخص سے فرمایا کہ بصرہ والوں میں عام طور پر ندا کر دو کہ تین روز کے بعد کل اہل بصرہ نماز جمعہ میں حاضر ہوں اور جو شخص بھی بغیر کسی سبب کے حاضر نہیں ہوگا اس سے باز پرس کی جائے گی اور کوئی عذر نہ سنا جائے گا پس روز معین میں کل اہل بصرہ جمع ہوئے اور حضرت نے مسجد جامع میں نماز پڑھائی بعدہٗ خطبہ بیان فرمانا شروع کیا حمد و نعت و استغفار برائے مومنین و مومنات کے بعد یہ الفاظ بیان فرمائے جن میں بصرہ والوں کی مذموم صفتیں بیان فرمائی ہیں ۱۲ **۵۲** عورت سے مراد بی بی عائشہ بنت خلیفہ اول ہیں جن کے ہاتھ میں جنگ جمل کی کمان تھی اور جانور سے وہ اونٹ مراد ہے جس پر آپ سوار تھیں وجہ مذمت ظاہر ہے کہ ایک تو یوں عورتوں کی پیروی کرنا شان علم و عقل کے منافی ہے کیونکہ عورتوں کا ناقص العقل ہونا ظاہر ہے اس پر مستزاد جناب امیرؑ کی مخالفت میں تابع ہونا جن کی ضلالت میں کوئی شبہ نہیں (غافا جبتم سے مراد یہ ہے کہ جس وقت بی بی عائشہ اس شتر پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آئیں اور اونٹ کی آواز لوگوں نے سنی تو جمع ہو گئے اور جنگ چھیڑ دی اور جب جناب امیرؑ کے حکم سے شتر کے چاروں پیر قطع کر دیے گئے جس سے وہ اونٹ گر گیا تو کل اہل لشکر بھاگ کھڑے ہوئے ۱۲ **۵۳** بصرہ کا پانی شور اس سبب سے ہے کہ سمندر کے کنارے یہ شہر واقع ہے اور سمندروں کا پانی عموماً شور ہوا کرتا ہے حالانکہ ایسے پانی سے بکثرت امراض مثل بدمزاجی۔ کج خلقی۔ فساد طحال۔ خارش وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں جس سے اچھے لوگ ان لوگوں کے ہمراہ رہنا پسند نہیں کرتے اور شرفا کی صحبت ان کو نصیب نہیں ہوتی ۱۲ **۵۴** نہج البلاغۃ میں آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق حضرت امیر المومنینؑ کی جو کثیر التعداد پیش گوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فرماتے ہیں کہ ہماری نظروں میں تم لوگوں کی وہ حالت گھوم رہی ہے کہ یہ شہر غرق ہو جائے گا اس کے مکانات اور عمارتیں گر جائیں گی اور سوائے مسجد کے بالائی حصہ کے اور کچھ باقی نہ رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ مشہور سُنّی معتزلی مورخ علامہ ابن ابی الحدید لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ بصرہ کے آئندہ زمانہ میں تباہ اور غرق ہونے کے متعلق جو پیشین گوئی حضرتؑ نے فرمائی وہ ہو بہو واقع ہوئی کیونکہ بصرہ دو مرتبہ غرق ہوا ایک دفعہ قادر باللہ (جو خلیفہ عباسی ہے اور جس نے ۳۸۱ھ سے ۴۲۲ھ تک خلافت کی ہے) کے زمانہ میں اور دوسری مرتبہ خلیفہ قائم بامر اللہ (جو قادر باللہ کا جانشین تھا) کے عہد میں جب کہ کل بصرہ غرق ہو گیا اور سوائے جامع مسجد کے کنگروں کے کوئی شے بالائے آب نہیں تھی یہ سیلاب بحر فارس کا تھا جو مقام جزیرۃ الفارس اور جبل سنام سے آیا تھا اس سے بصرہ کے کل مکانات گر گئے اور کل موجودات شہر غرق ہو گئیں اس غرق ہونے کی خبر اہل بصرہ میں مشہور ہے اور گزشتہ و موجودہ لوگ برابر اسکا ذکر کرتے رہے ہیں (شرح نہج البلاغہ علامہ ابن ابی الحدید سُنّی معتزلی جلد اول صہ ۲۹ مطبوعہ ایران)۔

خطبہ (۱۴)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ مِثْلِ ذٰلِكَ۔

اسی (مذمت اہل بصرہ) کے مثل حضرت علیہ السّلام کے ایک (اور) کلام کا کچھ حصّہ۔

اَرْضُكُمْ قَرِيْبَةٌ مِّنَ الْمَاءِ۔ بَعِيْدَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ خَفَّتْ عُقُوْلُكُمْ وَسَفِهَتْ حُلُوْمُكُمْ۔ فَاَنْتُمْ غَرَضٌ لِّنَابِلٍ۔ وَاُكْلَةٌ لِّاٰكِلٍ۔ وَفَرِيْسَةٌ لِّصَائِلٍ۔

تمھاری زمین پانی سے تو نزدیک (لیکن) آسمان سے دُور ہے[1] تمھاری عقلیں ناقص ہو گئیں اور تمھارا حلم فاسد اور بیہودہ ہو گیا ہے پس (اب) تم لوگ ہر تیر انداز کے نشانہ اور ہر کھانے والے کے لقمہ اور ہر شکار کرنے والے کے شکار ہو۔[2]

---

[1] بصرہ کے پانی سے نزدیک ہونے کا ایک مطلب تو واضح ہے کہ سمندر سے ملا ہوا یہ شہر اور مشہور بندرگاہ ہے گویا عراق عرب کا دہانہ ہے۔ لیکن بشرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ حضرتؑ کے قول قریبۃٌ من الماء بعیدۃٌ من السماء کا معنی پہلے ذکر ہو چکا ہے اور یہ کہ بحر فارس کے سیلاب سے بصرہ دو مرتبہ غرق ہو چکا ہے پس حضرتؑ کی مُراد قریبۃٌ من الماء سے یہی ہے کہ اس کے پانی سے ڈوبنے کا زمانہ قریب ہے رہا آسمان سے دُور ہونا پس علم ہیئت کے ماہرین اور منجمین کا ملین بیان کرتے ہیں کہ زمین میں آسمان سے سب سے زیادہ بُعد پر جو مقام ہے وہ ایلۃ ہے اور یہ موافق ہے حضرتؑ کے اس قول کے پس یہاں آسمان سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دُور ہونے کا مطلب دائرہ معدل النہار سے اس مخصوص زمین کا بہت زیادہ دُور ہونا ہے اور مختلف اقطاع اور بلاد اس میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور علم نجوم اور علم ہیئت کے آلات اور رصد گاہیں بھی یہی بتاتی ہیں کہ دنیا کے آباد حصہ میں دائرہ معدل النہار سے سب سے زیادہ دور جو مقام ہے وہ ابلہ ہے اور ابلہ بصرہ کا ایک قصبہ ہے اور یہ مضمون حضرت امیر المومنین کے خصائص عجیبہ سے ہے کیونکہ حضرت نے ایک ایسے امر کی خبر دی ہے جس کو عرب جانتے ہی نہ تھے اور نہ کبھی وہ اس علم سے آشنا ہوئے بلکہ یہ علم اور یہ خبر تو حکماء و فلسفین سے بھی جو بڑا ماہر اور متبحر اور مدقق ہے اُس سے مخفی ہے پس یہ مضمون حضرت کے اسرار عجیبہ اور غرائب بدیعہ سے ہے" الخ (چونکہ اس خطبہ کی شرح کے لئے بعض مطالب و مسائل علم ہیئت کا مقدمہ مذکور ہونا ضروری ہے لہذا اس کی بقیہ شرح انشاء اللہ ضمیمہ میں آئے گی) ۱۲ سہ حلم کے فاسد ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں میں سبکی اور بے بصری پیدا ہو گئی ہے پس عقل کے زائل اور حلم کے غائب ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم لوگ اپنے امور معاشرت کی تدبیر اور تصرف سے عاجز ہو گئے پس تمہارے دشمن تم کو قبضہ میں کئے ہوئے ہیں کہ جو چاہتا ہے تم کو اذیت پہونچاتا ہے اور جو چاہتا ہے تمہارا مال و دولت اور جائداد تم سے چھین کر کھا جاتا ہے اور جو چاہتا ہے تم کو قتل کر کے تم کو ہلاک کر دیتا اور برباد کر ڈالتا ہے ۱۲

خطبہ (۱۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا رَدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَطَائِعِ عُثْمَانَ۔

حضرت علیہ السلام کے کلام کا کچھ حصہ عثمان کی جاگیروں کے بارہ میں جنھیں آپ نے مسلمانوں کو واپس کر دیا۔

وَاللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُهُ قَدْ تُزُوِّجَ بِهِ النِّسَاءُ۔ وَمُلِكَ بِهِ الْإِمَاءُ۔ لَرَدَدْتُهُ، فَإِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً وَمَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ۔ فَالْجَوْرُ عَلَيْهِ أَضْيَقُ۔

بخدا اگر میں اس (مال خدا) کو (اس حالت میں بھی) پاتا کہ اس سے عورتوں کا نکاح کیا گیا اور کنیزیں خریدی گئیں جب بھی اسکو واپس لے لیتا کیونکہ انصاف ہی میں تو وسعت ہے اور جس پر انصاف تنگ ہو اُس پر ظلم تو بہت زیادہ تنگ ہو گا ۱۲

سلہ شرح ابن ابی الحدید میں ہے کہ "عثمان نے بنی امیہ وغیرہ کے خاندان سے بہت سے اپنے اعزاء و احباب و مصاہرین کو بیت المال کی زمینیں بلا وجہ بطور جاگیر کے دے دی تھیں اور عمر نے بھی لوگوں کو جاگیریں عطا کی تھیں مگر عثمان نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بہت زیادہ اسراف سے کام لیا تھا اور سب کے سب صرف اپنی قرابت اور رشتہ اور ذاتی محبت و تعلق کے سبب سے نہ کسی دوسری غرض سے اور اُس خطبہ کو کلبی نے پورا ذکر کیا ہے جس کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت جس روز مدینہ میں کی گئی اُس کے دوسرے دن حضرت نے خطبہ بیان فرمایا جس میں ارشاد کیا الا اَنَّ کُلَّ قَطِیعَۃٍ اَقطَعَھَا عُثمَانُ وَکُلَّ مَالٍ اَعطَاہُ مِن مَالِ اللّٰہِ فَھُوَ مَردُودٌ فِی بَیتِ المَالِ فَاِنَّ الحَقَّ القَدِیمَ لَا یُبطِلُہٗ شَیءٌ وَلَو وَجَدتُّہٗ قَد تُزُوِّجَ بِہِ النِّسَاءُ وَفُرِّقَ فِی البُلدَانِ لَرَدَدتُّہٗ اِلٰی حَالِہٖ فَاِنَّ فِی العَدلِ سَعَۃً وَمَن ضَاقَ عَلَیہِ العَدلُ فَالجَورُ عَلَیہِ اَضیَقُ یعنی لوگو سنو! کہ مال خدا سے جو جاگیریں اور جو مال عثمان نے لوگوں کو دے رکھے تھے وہ سب بیت المال میں واپس ہو جاویں کیونکہ حق قدیم کو کوئی چیز مٹا نہیں سکتی اور اگر میں اس مال کو اس طرح پاؤں کہ اُس کے مہر سے عورتوں کا نکاح کیا گیا ہو اور وہ مال تمام شہروں میں پھیلا دیا گیا ہو جب بھی اسکو واپس کر لوں گا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کی بیعت جب مدینہ میں کی گئی تو اُس کے دوسرے روز یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ارشاد کیا کہ عثمان نے جتنی جاگیریں تقسیم کیں اور مال خدا سے جو جو مال لٹایا ہے اُن سب کو میں بیت المال میں واپس کر لوں گا ۱۲ ۵۲ مراد یہ ہے کہ جو حاکم یا امام ہو اُسکو عدل کرنے میں اگر دقت ہو گی اور لوگوں کا خوف دامنگیر ہو گا تو ظلم یعنی خلاف عدل کرنے میں اور بھی زیادہ دقتیں پیدا ہوں گی اور مشکلات میں اضافہ ہو گا کیونکہ جب عدل کرنے سے لوگ اس کو روکیں گے تو وہ لوگ کب پسند کریں گے کہ اُن پر ظلم کیا جاوے لہذا ظلم و جور سے انسان اور زیادہ مشکلات اور آفات انتظام میں مبتلا ہوتا ہے ۱۲

خطبہ (۱۶)

وَمِن خُطبَۃٍ لَہٗ عَلَیہِ السَّلَامُ لَمَّا بُوٰیعَ بِالمَدِینَۃِ۔ وَاَنَا بِہٖ زَعِیمٌ۔ اِنَّ مَن صَرَّحَت لَہُ العِبَرُ عَمَّا بَینَ یَدَیہِ مِنَ المَثُلَاتِ حَجَزَتہُ التَّقوٰی عَن تَقَحُّمِ الشُّبُہَاتِ اَلَا وَاِنَّ بَلِیَّتَکُم قَد عَادَت

حضرت علیہ السلام کے اُس وقت کے خطبہ کا کچھ حصہ جب مدینہ میں آپ کی بیعت کی گئی ۱۲

میں جو کچھ کہتا ہوں اُس (کے درست ہونے) کا میں ذمہ دار ہوں اور میں (ہی) اُسکا ضامن بھی ہوں جس شخص کو اُسکے سامنے کی چیزوں کی عبرتناک حالتیں (دنیا) کی سختیاں کھول (کر دکھا) دیں اُسکو تقویٰ مشتبہ امور (تک) میں پھنسنے سے روک دے گا (تاکہ اُسکا دامن یقیناً

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ
بِالْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً۔ وَلَتُغَرْبَلُنَّ
غَرْبَلَةً۔ وَلَتُسَاطُنَّ سَوْطَ الْقِدْرِ۔
حَتّٰى يَعُوْدَ اَسْفَلُكُمْ اَعْلَاكُمْ۔ وَ
اَعْلَاكُمْ اَسْفَلَكُمْ۔ وَلَيَسْبِقَنَّ
سَابِقُوْنَ كَانُوْا قَصَّرُوْا۔ وَلَيُقَصِّرَنَّ
سَبَّاقُوْنَ كَانُوْا سَبَقُوْا۔ وَاللّٰهِ مَا
كَتَمْتُ وَشْمَةً۔ وَلَا كَذَبْتُ كِذْبَةً۔
وَلَقَدْ نُبِّئْتُ بِهٰذَا الْمَقَامِ۔ وَهٰذَا
الْيَوْمِ۔ اَلَا وَاِنَّ الْخَطَايَا خَيْلٌ
شُمُسٌ حُمِلَ عَلَيْهَا اَهْلُهَا۔ وَخُلِعَتْ
لُجُمُهَا۔ فَتَقَحَّمَتْ بِهِمْ فِي النَّارِ۔
اَلَا وَاِنَّ التَّقْوٰى مَطَايَا ذُلُلٌ حُمِلَ
عَلَيْهَا اَهْلُهَا۔ وَاُعْطُوْا اَزِمَّتَهَا۔
فَاَوْرَدَتْهُمُ الْجَنَّةَ۔ حَقٌّ وَبَاطِلٌ۔
وَلِكُلٍّ اَهْلٌ۔ فَلَئِنْ اَمِرَ الْبَاطِلُ
لَقَدِيْمًا فَعَلَ۔ وَلَئِنْ قَلَّ الْحَقُّ
فَلَرُبَّمَا وَلَعَلَّ۔ وَلَقَلَّمَا اَدْبَرَ شَيْءٌ
فَاَقْبَلَ (قَالَ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ) اَقُوْلُ
اِنَّ فِيْ هٰذَا الْكَلَامِ الْاَدْنٰى مِنْ
مَوَاقِعِ الْاِحْسَانِ۔ مَا لَا تَبْلُغُهٗ
مَوَاقِعُ الْاِسْتِحْسَانِ۔ وَاِنَّ حَظَّ

پاک رہے) خبردار ہو جاؤ تمہاری پہلی مثل پھر اسی طرح پلٹ
آئی جس طرح اس روز تھی جب کہ خدا نے تمہارے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ کو مبعوث کیا (پس) قسم اس ذات کی
جس نے حضرت کو مبعوث بحق کیا کہ تم لوگ اچھی طرح پھینکے
جاؤ گے اور پوری طرح چھانے جاؤ گے اور دیگ کے ابال
کی طرح تہ و بالا کیے جاؤ گے یہاں تک کہ تمہارا ادنے
اعلیٰ ہو جائے گا اور اعلیٰ ادنیٰ اور وہ سبقت کرنے والے
جو (پہلے) پیچھے تھے بڑھ جائیں گے اور وہ بڑھے ہوئے لوگ
جو (پہلے) مقدم تھے پیچھے کو دب جائیں گے۔ بحذا (اس
بیان میں) میں نے کوئی بات چھپائی نہیں اور نہ کوئی
جھوٹ کہا ہے اور (کیونکر میں غلط کہہ سکتا ہوں اسلیے کہ)
مجھے اس مقام (خلافت) اور اس روز (بیعت) کی خبر (پہلے
ہی آنحضرت صلعم سے) مل چکی ہے (پس) سمجھ رکھو کہ گناہ
(مثلاً) سرکش گھوڑے ہیں جن پر ان کے اہل سوار کیے گئے
ہوں اور جن کی لگامیں چھوڑ دی گئی ہوں پس ان (گھوڑوں)
نے ان لوگوں کو جہنم میں جھونک دیا ہو۔ اور (اسکے مقابل)
تقوے (گویا) سدھائی ہوئی سواریاں ہیں جن پر ان کے
اہل سوار کیے گئے ہوں اور جن کی لگامیں انھیں دے دی گئی
ہوں پس ان (سواریوں) نے ان لوگوں کو بہشت میں اتار
دیا ہو (غرض دو ہی قسم ہے) حق اور باطل اور ہر ایک کے
کچھ لوگ ہیں پس اگر باطل زیادہ ہو جائے تو پہلے ہی سے
ہوتا آیا ہے اور اگر حق کم رہے تو اکثر اوقات کم ہی دیکھا گیا
اور شاید (آئندہ بھی ایسا ہی ہو) کیونکہ بہت کم کوئی چیز

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْعَجَبِ مِنْهُ. اَكْثَرُ مِنْ حَظِّ الْعَجَبِ
بِهٖ وَفِيْهِ. مَعَ الْحَالِ الَّتِيْ وَصَفْنَا
زَوَائِدُ مِنَ الْفَصَاحَةِ. لَا يَقُوْمُ
بِهَا لِسَانٌ. وَلَا يَطْلِعُ فَجَّهَا
اِنْسَانٌ. وَلَا يَعْرِفُ مَا اَقُوْلُ اِلَّا
مَنْ ضَرَبَ فِيْ هٰذِهِ الصِّنَاعَةِ بِحَقٍّ
وَجَرٰى فِيْهَا عَلٰى عِرْقٍ (وَمَا
يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ).

جاکر پھر آئی ہے (تو حق کے لوٹنے کی کیا امید کی جائے)[1]
(سید شریف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں)" میں عرض کرتا ہوں
کہ اس مختصر کلام میں اتنے اعلےٰ مطالب ہیں جن تک سپندیدگی
کے مضامین کی رسائی بھی نہیں ہوسکتی اور اس (بے
مثل و بے نظیر کلام) سے جو تعجب ہوتا ہے اُس کی مقدار
اسکے لطف و مسرت کی مقدار سے بہت زیادہ ہے اور
اسمیں علاوہ اُس خوبی (مطالب پاکیزگی مضامین) کے
جس کو میں نے بیان کیا فصاحت (و بلاغت عبارت) اس

کثرت سے ہے جس (کے بیان یا حاصل کرنے) پر نہ کوئی زبان قادر ہوسکتی ہے اور نہ جس کی تہ تک کوئی انسان پہونچ سکتا ہے
اور میرے اس قول کو کچھ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس نے اس فن کی کما حقہ سیر کی ہو اور اس کے رگ و ریشہ تک پہونچا ہو
کیونکہ (اس فن کے) جاننے والوں کے سوا اور کون اس کو سمجھ سکتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۱ [1] علامہ ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۹۱ میں لکھتے ہیں "یہ خطبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نہایت جلیل القدر
عظیم الشان اور ان مشہور و معروف خطبوں سے ہے جن کو تمام علماء و محدثین نے روایت کی ہے۔ اسکے بہت سے حصہ کو سید رضی
علیہ الرحمہ نے اختصاراً حذف کر دیا ہے لیکن علامہ ابو عثمان الجاحظ نے کتاب البیان والتبیین میں بعینہا ابو عبیدۃ معمر
بن المثنی سے روایت کیا ہے ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین کی جب بیعت ہوئی تو اس کے بعد سب سے پہلا
جو خطبہ مدینہ میں فرمایا یہی تھا (انشاء اللہ پورا خطبہ ہم شرح ضمیمہ میں درج کیا جائے گا) مگر تاریخ روضۃ الاحباب جلد ۳
صفحہ ۶ میں ہے" اول خطبہ ایں بود کہ الحمد للہ علی احسانہ قدر جع الحق الی مکانہ کہ شکر ہے خدا کے احسان کا کہ حق اپنے مرکز
پر لوٹ آیا ہے" ۱۲ [2] لفظ ذمہ سے مراد عہد و پیمان ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً کہ
مومنین کے بارے میں نہ قرابت کا خیال کرتے ہیں نہ اپنے عہد و پیمان کا اور رہین کا لفظ بطور استعارہ ہے چنانچہ خدا
فرماتا ہے کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَہِیْنَۃٌ ہر شخص اپنے اعمال میں رہین ہے مگر میں چونکہ زمام خلافت کا قابض ہوں اسلئے میری
ذمہ داریاں اور بھی سخت ہیں اور جو کچھ کہتا ہوں اُسکا پورے طور پر ذمہ دار ہوں وَاَنَا بِہٖ زَعِیْمٌ یعنی میں خود اُسکا کفیل اور
ضامن ہوں کہ کسی کو اس کلام کے سُننے اور یاد کرنے میں شک و شبہہ نہ ہے کیونکہ حضرت جانتے تھے کہ قوم کس درجہ
آپ سے عناد رکھتی ہے اس لئے ضرورت ہوئی کہ اسکا تدارک کیا جائے تاکہ ہر شخص بصدق دل اس کو قبول کرے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۳ اس جملہ کا ترجمہ نہایت مشکل ہے کیونکہ عبر جمع عبرت سے ہے جو بمعنی نصیحت ہے اور مثلات بمعنے عقوبت ہے مقصود یہ ہے کہ جو شخص روزمرہ کے حالات اور گزشتہ زمانہ کے واقعات پر نظر رکھتا ہے اور اُس سے کچھ عبرت حاصل کرتا ہے اُس شخص کو بخوبی معلوم ہوگا کہ وہ آفات و مصائب جو لوگوں پر نازل ہوتے ہیں وہ ان لوگوں کے ظلم و جور۔ جہل۔ شر۔ فساد۔ کبر۔ رعونت وغیرہ کے سبب سے ہیں ان اُمور کے معائنہ سے اُسکو ایسی عبرت حاصل ہوگی کہ باطل امور میں پھنسنے سے رُک جاوے گا۔ بلکہ جن اُمور کے حق و باطل ہونے میں اُسکو شک و شبہ ہوگا اُس سے بھی وہ اجتناب کرے گا تاکہ اُسکا دامن یقیناً پاک رہے کیونکہ دنیا و آخرت کے صلاح و فلاح کا دارومدار تقوے پر ہے پس اُس سے بڑھ کر کون متقی ہو سکتا ہے جو بنظر عبرت ہر حالت پر غور کرے پھر وہ ان امور میں کب مبتلا ہو سکتا ہے جس سے اور لوگ ہلاک و برباد ہو چکے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۶۲ ا یعنی جو افتراق و اختلاف مصیبت بغض و نفاق جاہلیت کے وقت تھی اور جسکو اسلام نے مٹا دیا تھا افسوس پھر لوٹ آئی کہ اب تم میں نہ اتفاق نظر آتا ہے نہ الفت دین نہ اُنس ایمان بلکہ تباغض۔ تنافر۔ دنیاداری میں اچھی طرح مشغول ہو گئے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہو اور حق کو ترک کر دیا باطل کے پیرو ہو گئے یہی حالت قوموں کو ہلاک اور دنیا کے امن و ترقی کو برباد کرنے والی ہے امام فخرالدین رازی نے اسی مضمون کی ایک مفصل تقریر اپنی تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۶۲ میں کی ہے جس کا آخری حصہ یہ ہے اَلْعَرَبُ كَانُوا قَبْلَ مَقْدَمِ الرَّسُولِ طَالِبِينَ لِلْمَالِ وَالْجَاهِ وَالْمُفَاخَرَةِ وَكَانَتْ مَحَبَّتُهُمْ مُعَلَّلَةً بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ فَلَا جَرَمَ كَانَتْ تِلْكَ الْمَحَبَّةُ سَرِيعَةَ الزَّوَالِ وَكَانُوا بِأَدْنٰى سَبَبٍ يَقَعُونَ فِي الْحُرُوبِ وَالْفِتَنِ فَلَمَّا جَاءَ الرَّسُولُ وَدَعَاهُمْ إِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْإِعْرَاضِ عَنِ الدُّنْيَا وَالْإِقْبَالِ عَلَى الْآخِرَةِ زَالَتِ الْخُشُونَةُ وَالْخُصُومَةُ عَنْهُمْ وَعَادُوا إِخْوَانًا مُتَوَافِقِينَ ثُمَّ بَعْدَ وَفَاتِهِ لَمَّا انْفَتَحَتْ عَلَيْهِمْ أَبْوَابُ الدُّنْيَا وَتَوَجَّهُوا إِلٰى طَلَبِهَا عَادُوا إِلٰى مُحَارَبَةِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَمُقَاتَلَةِ بَعْضِهِمْ مَعَ بَعْضٍ فَهٰذَا هُوَ السَّبَبُ الْحَقِيقِيُّ فِي هٰذَا الْبَابِ۔ یعنی عرب لوگ آنحضرت صلعم کے دنیا میں تشریف لانے کے قبل طالب مال و جاہ اور خواہان مفاخرت و عزت تھے پس اُن کی محبت بھی انھیں اغراض پر مبنی تھی اسی لئے جلد زائل ہو گئی اور وہ لوگ ہر وقت ذرہ ذرہ بات پر آمادۂ فتنہ و فساد ہو جاتے پھر جب رسول خدا صلعم مبعوث ہوئے اور ان لوگوں کو دین اسلام و عبادت خدا کی طرف دعوت دی اور دنیا سے علیحدگی اور آخرت کی طرف سبقت کرنے کی ہدایت کی تو آپس کا وہ بغض و عناد زائل ہوا اور سب کے سب مثل بھائی بند کے ہو گئے یہانتک کہ جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اور ان لوگوں پر دُنیا کے دروازے کھل گئے اور اسکے حاصل کرنے کی طرف وہ لوگ متوجہ ہوئے تو پھر اپنی سابق حالت پر عود کر گئے اور آپسمیں جنگ و جدال کا بازار گرم ہو گیا پس یہی سبب ہے ان لوگوں کی منازعت اور جنگ و جدال و حرب و قتال کا ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ے سوط القدر یہاں حضرت لوگوں کی مصیبت جاہلیت میں مبتلا ہونے کی خبر دینے کے بعد اُسکے نتائج کو بیان کر رہے ہیں تبلبل خوب اچھی طرح مخلوط کرنے کو کہتے ہیں اسی سے ہے تَبَلْبَلَتِ الْاَلْسُنُ یعنی زبانیں مخلوط ہوگئیں۔ تغربل (غربال سے ہے) چھلنی سے چھاننے کو کہتے ہیں اور سوط یہ ہے کہ کسی ظرف میں کچھ چیزیں ڈالی جائیں اور اس شدت سے ہلائی جائیں کہ سب اوپر نیچے ہو کر اچھی طرح مل جائیں پس مطلب یہ ہے کہ جس طرح بہت سے لوگ مل کر ایک وقت میں شور کریں تو ایک دوسری زبان پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح چھلنی میں چھانتے وقت سب آٹا ملا دیا جاتا ہے یا دیگچیوں کے چاول وغیرہ پکتے وقت خوب اچھی طرح زیر و بالا کر کے ملائے جاتے ہیں اسی طرح تم لوگ بھی مصائب و آفات میں خوب زیر و بالا ہو کے صاف کر دیے جاؤ گے جو پہلے شریف تھا وہ اب رذیل سمجھا جائے گا اور جو رذیل تھا وہ شریف ہو جائے گا ۱۲

ے لَیَقْصُرُنَّ سَبَّاقُوْنَ کَانُوْا سَبَقُوْا مفتی محمد عبدہ مصری اپنی شرح نہج البلاغہ میں اس مقام پر لکھتے ہیں لَقَدْ سَبَقَ مُعَاوِیَۃُ اِلٰی مَقَامِ الْخِلَافَۃِ وَقَدْ کَانَ فِیْ قُصُوْرِہٖ عَنْہُ بِحَیْثُ لَا یَظُنُّ وُصُوْلَہٗ اِلَیْہِ وَقَصَرَ اٰلُ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ عَنْ بُلُوْغِہٖ وَقَدْ کَانَ اَسْبَقَ النَّاسِ اِلَیْہِ یعنی جیسا معاویہ کے بارے میں ہوا کہ وہ سبقت کر کے مسند خلافت پر پہونچ گیا وَقَدْ کَانُوْا حالانکہ وہ اس پستی میں تھا کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ اس درجہ اعلیٰ پر پہونچ جائے گا اور اہلبیت رسالتمآب صلعم مسند خلافت سے محروم رہ گئے حالانکہ وہی حضرات تمام آدمیوں سے زیادہ مستحق اور اہل تھے حضرت فرماتے ہیں کہ ہم جو یہ کہتے ہیں تو بنظر حالات زمانہ نہیں ہے بلکہ اس کی خبر ہم کو خود رسول کریم سے مل چکی ہے اور پہلے سے ہم جانتے ہیں جو کچھ ہونے والا ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۶۲ کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم لوگوں کو باطل کی ظاہری کثرت اور غلبہ اور حق کی کمزوری اور ناپرسانی سے کوئی خیال ہوتا ہے تو سمجھ رکھو کہ ظاہری حالات کے اعتبار سے ہمیشہ باطل ہی کی کثرت اور غلبہ رہا ہے اور حق برابر کمزور اور قلیل ہی رہا ہے اور کیا عجب کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہو یا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ اسوقت حق قلیل مغلوب و ضعیف ہو گیا ہے لیکن بسا اوقات وہ زیادہ رہا ہے اور شاید آئندہ بھی زیادہ اور غالب ہو کر اپنے اہل کو قوت دے اور اُن کا عوض باطل سے لے کر حالت موجودہ کی مکافات کرے مگر پھر حضرت اپنی اس اُمید کی رد فرماتے ہیں کیونکہ ایسا بہت کم ہوا ہے کہ جو چیز جا چکی ہو وہ پھر آئے اور جو چیز مغلوب اور کمزور ہو گئی ہو وہ غالب اور قوی ہو جائے خصوصاً حق اور ایمان کہ یہ تو برابر ظاہری حالت سے قلیل اور مغلوب ہی رہا ہے اور باطل اور کفر قوی کثیر اور غالب رہا ہے (اسکے متعلق اور مطالب انشاء اللہ ضمیمہ میں آئیں گے) ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۷)

وَمِنْ هٰذِهِ الْخُطْبَةِ

اور اس خطبہ کا ایک جزو (یہ بھی ہے)

شُغِلَ مَنِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اَمَامَهٗ۔ سَاعٍ سَرِيْعٌ نَجَا۔ وَطَالِبٌ بَطِيْءٌ رَجَا۔ وَمُقَصِّرٌ فِي النَّارِ هَوٰى۔ اَلْيَمِيْنُ وَالشِّمَالُ مَضَلَّةٌ۔ وَالطَّرِيْقُ الْوُسْطٰى هِيَ الْجَادَّةُ۔ عَلَيْهَا بَاقِي الْكِتَابِ۔ وَاٰثَارُ النُّبُوَّةِ۔ وَمِنْهَا مَنْفَذُ السُّنَّةِ۔ وَاِلَيْهَا مَصِيْرُ الْعَاقِبَةِ۔ هَلَكَ مَنِ ادَّعٰى۔ وَخَابَ مَنِ افْتَرٰى۔ مَنْ اَبْدٰى صَفْحَتَهٗ لِلْحَقِّ هَلَكَ۔ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ جَهْلًا اَنْ لَّا يَعْرِفَ قَدْرَهٗ۔ لَا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوٰى سِنْخُ اَصْلٍ۔ وَلَا يَظْمَأُ عَلَيْهَا زَرْعُ قَوْمٍ۔ فَاسْتَتِرُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ۔ وَالتَّوْبَةُ مِنْ وَّرَآئِكُمْ۔ وَلَا يَحْمَدُ حَامِدٌ اِلَّا رَبَّهٗ۔ وَلَا يَلُمْ لَائِمٌ اِلَّا نَفْسَهٗ۔

بہشت اور دوزخ جس کے پیش نظر ہیں وہ (انھیں کی فکر میں) مشغول ہے (پس لوگ تین ہی قسم کے ہیں ایک) تیز کوشش کرنے والا جس نے (گویا) نجات پائی اور دوسرا سستی سے طلب کرنے والا جو امیدوار ہے اور (تیسرا) کوتاہی کرنیوالا جو (گویا) جہنم میں گر گیا[1] (سمجھ لو کہ) دائیں اور بائیں گمراہی ہے اور درمیانی راہ ہی (ہدایت کی) شاہراہ ہے۔ اسی پر ہے وہ کتاب جو باقی ہے (قرآن) اور نبوت کے آثار۔ اور سنت کے جاری ہونے کی راہ اسی سے ہے اور اسی کی طرف عاقبت کی بازگشت ہے (پس) جس نے (اسکے خلاف) دعوی کیا ہلاک ہوا اور جس نے افترا کیا محروم رہا (اور) جس نے حق کا مقابلہ کیا تباہ ہوا اور آدمی کی (انتہائے) جہالت کے (ثبوت کے) لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی آپ قدر نہ جانے (غرض) راہ تقوے پر رہ کر نہ کوئی اصل تباہ ہو سکتی ہے اور نہ اسپر کسی قوم کی زراعت خشک ہو سکتی ہے پس (تقوے اختیار کر کے) اپنے گھروں میں چھپے (بیٹھے رہو) اور باخود ہا اصلاح کرتے رہو اور (اپنے گناہوں سے) توبہ (کرو کہ وہ) تمہارے پیچھے ہے اور بہ جز خدا کے نہ کسی کی کوئی حمد کرے اور نہ اپنے نفس کے سوا کسی کی ملامت کرے[2]

---

[1] مقصود یہ ہے کہ جس کو دیدہ بصیرت حاصل ہے وہ جنت اور دوزخ کو اپنے آگے سمجھتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں پیش نظر ہیں اگر وہ سمجھدار ہے تو امور دنیا دیہ میں مشغول نہیں ہو سکتا بلکہ بہشت کو حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے کی فکر میں منہمک رہے گا اور مکلفین خداوند عالم تین ہی قسم کے ہیں پہلی قسم وہ لوگ جنھوں نے اطاعت خدا میں نہایت مستعدی کو راہ دی اور معاصی سے بچے ہوئے ہیں کہ یہ لوگ معصومین ہیں اور یقیناً نجات پائیں گے دوسری قسم وہ لوگ جو اطاعت خدا میں کوشش تو

CC-0. In Public Domain, Digitized by eGangotri

کرتے ہیں لیکن وہ قوت ایمان اور صفائی قلب نہیں رکھتے لہذا اسمیں سُست رہتے ہیں اور معاصی سے بھی بالکل نہیں بچتے پس یہ لوگ رحمت و مغفرت خدا کے صرف اُمیدوار ہیں تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو اشقیا اور فساق ہیں اور جو اطاعت خدا کے عوض اُسکے معاصی میں مبتلا رہتے ہیں اس گروہ کے نجات کی اُمید بھی نہیں ہے چنانچہ خود قرآن مجید میں ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ کہ بعض بندگان خدا اپنے نفس کے ظالم اور بعض معتدل روش کے اور بعض اعمال حسنہ کی طرف سبقت کرنے والے ہیں بلکہ اس آیت کلام مجید اور خطبہ جناب امیرؑ کا مضمون ایک ہی ہے صرف ترتیب کا فرق ہے دوسری روایت میں دو قسم کا اور اضافہ ہے مَلَكٌ طَارَ بِجَنَاحَيْهِ وَنَبِيٌّ أَخَذَ اللّٰهُ بِيَدِهِ لَا سَادِسَ یعنی چوتھی قسم اپنے پروں سے اُڑنے والے فرشتوں کی ہے پانچویں انبیاء کی جن کو خدا نے معصوم بنایا ہے ان کے سوا کوئی چھٹی قسم نہیں ہے ۱۲ ۵۲ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں یعنی جس شخص نے امامت کا دعوے کیا ہلاک ہوا اور جس نے اسے بلا استحقاق حاصل کیا تباہ ہوا کیونکہ اس خطبہ میں حضرت کا کلام امامت اور خلافت ہی کی طرف اشارہ ہے نہ کسی دوسرے امر کی طرف ۱۲ ۵۳ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دل میں خدا کا خوف رکھیں معارف خدا اور اوامر و نواہی الٰہی کے امتثال کو اپنے نفس میں استعمال کریں (یہاں حضرت نے نفس کو زمین سے تشبیہ دی ہے جو زمین صالح ہے یعنی جو لوگ اپنے نفس کو احکام خدا کا پابند رکھیں) اُن کی زراعت بجائے خشک اور پژمردہ ہونے کے سرسبز اور شاداب رہے گی (یعنی نفس پاکیزہ اور منور رہے گا) اور وہ لوگ اُسکا پھل (جو آخرت کی نجات اور رفع درجات ہے) باحسن وجوہ حاصل کر سکیں گے لہذا تم لوگوں کو چاہیے کہ دنیاوی فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہو تقوے اختیار کر کے مرضی باری تعالے کو حاصل کرنے کی کوشش کرو آپس میں اصلاح اور اتفاق قائم کرو اور جو گناہ کر چکے ہو اُس سے توبہ کرلو کہ دروازہ انابت و توبہ ہر وقت تمہارے لیے کھلا ہوا ہے اور چونکہ مستحق حمد و شکر صرف خدا کی ذات ہے لہذا اُس کی حمد کرو اور اس سبب سے کہ انسان اپنے ہر فعل کا خود ہی فاعل ہو لہذا ملامت بھی اپنے نفس ہی کی کرنی چاہیے نہ خدا کی جیسا کہ گمراہ فرقوں کا اعتقاد ہے ۱۲

خطبہ (۱۸)

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صِفَةِ مَنْ يَّتَصَدّٰى لِلْحُكْمِ بَيْنَ الْأُمَّةِ وَلَيْسَ لِذٰلِكَ بِأَهْلٍ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ اُس شخص کے بارے میں جو امت (اسلام) میں حکم (اور فتوے) دینے کے درپے ہو۔ حالانکہ اسکی (ذرہ بھی) اہلیت نہ رکھتا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِنَّ أَبْغَضَ الْخَلَائِقِ إِلَى اللهِ رَجُلَانِ:
رَجُلٌ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى نَفْسِهِ. فَهُوَ
جَائِرٌ عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ. مَشْغُوفٌ
بِكَلَامٍ بِدْعَةٍ. وَدُعَاءٍ ضَلَالَةٍ. فَهُوَ
فِتْنَةٌ لِمَنِ افْتَتَنَ بِهِ. ضَالٌّ عَنْ
هَدْيِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ. مُضِلٌّ لِمَنِ
اقْتَدَى بِهِ فِي حَيَاتِهِ. وَبَعْدَ وَفَاتِهِ.
حَمَّالُ خَطَايَا غَيْرِهِ. رَهْنٌ بِخَطِيئَتِهِ.
وَرَجُلٌ قَمَشَ جَهْلًا. مُوضِعٌ فِي جُهَّالِ
الْأُمَّةِ. عَادٍ فِي أَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ.
عَمٍ بِمَا فِي عَقْدِ الْهُدْنَةِ. قَدْ سَمَّاهُ
أَشْبَاهُ النَّاسِ عَالِمًا وَلَيْسَ بِهِ. بَكَّرَ
فَاسْتَكْثَرَ مِنْ جَمْعِ مَا قَلَّ مِنْهُ خَيْرٌ
مِمَّا كَثُرَ. حَتَّى إِذَا ارْتَوَى مِنْ آجِنٍ.
وَاكْتَنَزَ مِنْ غَيْرِ طَائِلٍ. جَلَسَ
بَيْنَ النَّاسِ قَاضِيًا ضَامِنًا تَخْلِيصَ
مَا الْتَبَسَ عَلَى غَيْرِهِ. فَإِنْ نَزَلَتْ بِهِ
إِحْدَى الْمُبْهَمَاتِ هَيَّأَ لَهَا حَشْوًا
رَثًّا مِنْ رَأْيِهِ. ثُمَّ قَطَعَ بِهِ. فَهُوَ مِنْ
لَبْسِ الشُّبُهَاتِ فِي مِثْلِ نَسْجِ
الْعَنْكَبُوتِ. لَا يَدْرِي أَصَابَ
أَمْ أَخْطَأَ؟ فَإِنْ أَصَابَ خَافَ أَنْ
يَكُونَ قَدْ أَخْطَأَ. وَإِنْ أَخْطَأَ رَجَا

خدا کے نزدیک اُس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ دشمن
دو ہی شخص ہیں ایک وہ شخص جسے خدا نے اُسکی حالت
پر چھوڑ دیا ہے پس وہ (حکم خدا کو نہیں مانتا اور) سیدھی
راہ سے پھرا ہوا (اور) کلام بدعت و دعوت گمراہی پر
فریفتہ ہے ایسا شخص فتنہ ہے ہر اُس آدمی کے لئے جو اُس سے
فریب کھائے (خود) گمراہ ہے اپنے سے پہلے (لوگوں)
کی راہ راست سے (اور) گمراہ کرنے والا ہے ہر اُس شخص کا
جو اُس کی زندگی میں اور اُس کے مرنے پر اُس کی پیروی
کرے دوسروں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھانے والا (اور)
اپنے گناہوں میں آپ گرو ہے[۱]۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے
جہالت محض کو سمیٹ لیا ہے۔ جاہلان امت میں (گمراہی
کو) تیزی سے پھیلاتا ہے فتنہ و فساد کی تاریکیوں[۲] میں تیز
دوڑتا ہے (کہ ہے جاہل محض مگر بے پروائی سے فتوے
دیتا رہتا ہے) اور صلح و سکون میں جو نفع ہے اُس سے
اندھا ہے ظاہری[۳] لوگوں نے اُسکا نام عالم رکھا ہے حالانکہ
وہ ایسا نہیں ہے۔ اُس نے جلد جلد بہت کچھ (جہالتوں سے)
جمع کر لیا (کہ) جس کا کم ہونا بہتر تھا اُس کی زیادتی سے[۴]
یہاں تک کہ جب وہ گندہ پانی (علوم باطلہ و عقائد
فاسدہ) سے سیراب ہو گیا اور مہلات (یعنی غلط اور
باطل مسائل) کو (اپنے دماغ میں) بھر لیا تو لوگوں میں
قاضی بن بیٹھا اور ضامن ہو گیا اُن مسئلوں کے حل کرنے
کا جو دوسروں پر پوشیدہ تھے اب اگر اُس پر کوئی مشکل
مسئلہ نازل ہوتا ہے تو اپنی رائے سے اُس کے لئے بیکار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ أَصَابَ جَاهِلٌ خَبَّاطُ
جَهَالَاتٍ۔ عَاشٍ رَكَّابُ عَشَوَاتٍ
لَمْ يَعَضَّ عَلَى الْعِلْمِ بِضِرْسٍ قَاطِعٍ۔
يُذْرِي الرِّوَايَاتِ إِذْرَاءَ الرِّيحِ
الْهَشِيمَ۔ لَا مَلِيٌّ وَاللّٰهِ بِإِصْدَارِ
مَا وَرَدَ عَلَيْهِ۔ وَلَا هُوَ أَهْلٌ لِمَا
فُوِّضَ إِلَيْهِ۔ لَا يَحْسَبُ الْعِلْمَ فِي
شَيْءٍ مِمَّا أَنْكَرَهُ۔ وَلَا يَرَى أَنَّ
مِنْ وَرَاءِ مَا بَلَغَ مَذْهَبًا لِغَيْرِهِ وَ
وَإِنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ أَمْرٌ اكْتَتَمَ بِهِ۔
لِمَا يَعْلَمُ مِنْ جَهْلِ نَفْسِهِ۔ تَصْرَخُ
مِنْ جَوْرِ قَضَائِهِ الدِّمَاءُ۔ وَتَعِجُّ
مِنْهُ الْمَوَارِيثُ۔ إِلَى اللّٰهِ أَشْكُو مِنْ
مَعْشَرٍ يَعِيشُونَ جُهَّالًا۔ وَيَمُوتُونَ
ضُلَّالًا۔ لَيْسَ فِيهِمْ سِلْعَةٌ أَبْوَرُ
مِنَ الْكِتَابِ إِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ۔
وَلَا سِلْعَةٌ أَنْفَقُ بَيْعًا وَلَا أَغْلَى
ثَمَنًا مِنَ الْكِتَابِ إِذَا حُرِّفَ عَنْ
مَوَاضِعِهِ وَلَا عِنْدَهُمْ أَنْكَرُ
مِنَ الْمَعْرُوفِ۔ وَلَا أَعْرَفُ مِنَ
الْمُنْكَرِ۔

باتیں بناتا ہے اور مہمل جواب گڑھتا ہے پھر اُس پر یقین
کر لیتا ہے غرض (درحقیقت) ان شبہوں کے مشتبہ رہنے
سے وہ تارِ عنکبوت ایسے کمزور پھندوں میں پھنس گیا ہے[1]
کہ یہ بھی نہیں جانتا درست جواب دیا یا غلط۔ اب اگر
(اتفاق سے) اُس نے صحیح کہا ہے تو ڈرتا ہے کہ کہیں غلط
نہ کہا ہو اور اگر غلط کہا ہے تو اس کی اُمید کرتا ہے کہ
صحیح ہے (غرض وہ) سخت جاہل (بلکہ) جہالتوں میں
ٹھوکریں کھانے والا ٹٹول کر چلنے والا اور ایسی سواریوں
کا سوار ہے جنھیں اپنے آگے دکھائی نہیں دیتا اُس نے
علم کو صحیح طور پر نہیں حاصل کیا جس سے حدیثوں کو اسطرح
اُڑاتا ہے[2] جیسے ہوا سوکھی گھاس کو۔ جو مسئلہ اُس پر وارد
ہوتا ہے اُسکے جواب پر بجذار (کسی طرح) قادر نہیں ہے نہ
اُس (منصب) کا اہل ہے جو اُسکو دیا گیا ہے (ایسا جاہل
ہے کہ) اُسکو گمان بھی نہیں ہے کہ جس چیز[3] سے انکار کرتا ہے (دراصل)
اُسی میں علم ہے اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ جہاں (اُسکا ذہن) پہونچا
ہے اُسکے علاوہ بھی دوسروں کی کوئی راہ ہے اور اگر کوئی اَمر
اُس پر پوشیدہ رہتا ہے تو اُسے چھپا دیتا ہے کیونکہ اپنی جہالت
کو جانتا ہے اسکے (غلط) فیصلوں کے ظلم سے خونہائے
(ناحق) چیختے رہتے ہیں اور میراثیں[4] فریاد کرتی رہتی ہیں
(پس جاہل قاضیوں کی) اس جماعت کی شکایت میں
خدا ہی سے کرتا ہوں جو جہالت میں تو زندگی بسر کرتے
ہیں اور گمراہوں کی موت مرتے ہیں اُن میں قرآن سے زیادہ بے قدر کوئی چیز نہیں جب حق طور پر تلاوت کیا جائے
اور جب (اُس) قرآن کے مقامات (احکام) میں تحریف (یا تاویل) کر دی جائے تو (پھر) نہ اُس سے زیادہ قابل قدر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کوئی چیز ہے اور نہ زیادہ بیش بہا۔ اور نہ اُن کے نزدیک نیکی سے زیادہ بُری کوئی چیز ہے اور نہ بدی سے زیادہ اچھی کوئی چیز (غرض یہ لوگ محض باطل پرست اور دنیا کے بندے ہیں)۔

حاشیہ صفحہ ۱۲۸ یعنی چونکہ یہ شخص اپنی دعوت میں خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کا بھی گمراہ کرنے والا ہے لہذا وہ اپنے گناہوں کا بھی ذمہ دار ہے اور اپنے پیروؤں کے گناہوں کا بھی پس وہ دو قسم کے گناہوں میں گرفتار ہے کہ کسی طرح چھوٹ نہیں سکتا۔ اور یہ مضمون کلام مجید کی اس آیت کے مثل ہے لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ یعنی قیامت کے روز یہ لوگ اپنے گناہوں کے پورے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اُن کے گناہوں کے بوجھ بھی جن کو انھوں نے گمراہ کیا ہے افسوس کیسا بُرا بوجھ اپنے اوپر لادیں گے ۱۲ ۵۲ اغباش جمع ہے غبش کی جو شب کے آخری حصہ کی تاریکی اور ظلمت کو کہتے ہیں ۱۲ ۵۳ اشباہ جمع ہے شبہ کی جس کے معنی ہیں مانند اور مثل اور مُراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو آدمیوں کا سا صرف ہاتھ پیر صورت شکل رکھتے ہیں انسانیت عقل معرفت وغیرہ اوصاف اُنمیں پائے نہیں جاتے دیکھنے میں تو وہ آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں انسانیت کی کوئی صفت اُن میں نہیں ہے ۱۲ ۵۴ بکر فاستکثر۔ تبکیر کے اصلی معنی صبح کو آنا اور جلدی کرنا ہے یہاں حضرت نے استعارۃً استعمال کیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ اس جاہل شخص نے جس کا ذکر ہو رہا ہے اپنی ابتدائے عمر میں ایسے علوم اور اعتقادات کے حاصل اور جمع کرنے میں سبقت اور مستعدی ظاہر کی جو باطل گمراہ کرنے والے غلط اور بیکار محض تھے یعنی شروع سے مرتے وقت تک علوم باطلہ ہی حاصل کرتا رہا آخر قاضی بنکر بیٹھ گیا اور لوگوں کو فتوے دینے لگا لیکن چونکہ صحیح علوم نہیں حاصل کئے ہیں لہذا جو جواب دیتا ہے غلط اور جو مسئلہ بتاتا ہے باطل ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۲۹ یعنی جاہل مذکور کی یہ حالت ہے کہ جب کسی مسئلہ کو صحیح بتاتا ہے تو اُسکو شبہہ ہوتا ہے کہ کہیں غلط نہ کہا ہو اور جب غلط بتاتا ہے تو اُسکو اُمید ہے کہ شاید صحیح ہو غرض وہ فتوے دیتے وقت نہایت اضطراب میں رہتا ہے جس طرح تار عنکبوت میں مکھی پھنس کر باوجود اُس تار کے انتہائی درجہ کی کمزوری کے بے دست و پا ہو جاتی ہے اُسی طرح یہ جاہل شخص اپنے مہمل شبہات کے پھندوں میں پھنس کر اندھا ہو جاتا ہے اس تشبیہ پر مصر کے نامور علامہ مفتی محمد عبدہٗ مصری اپنی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں وَقَدْ جَاءَ الْإِمَامُ فِي تَمْثِيلِ حَالِهِ بِأَبْلَغِ مَا يُمْكِنُ التَّعْبِيرُ عَنْهُ یعنی حضرت امام نے جاہل مفتی کی حالت کو اس مثال سے تشبیہ دینے میں ایسی بلیغ تعبیر فرمائی ہے جس سے زیادہ بلیغ تعبیر ممکن نہیں ہے ۱۲ ۵۵ شارحین شیعہ و سُنّی نے لکھا ہے کہ اکثر نسخوں میں بجائے یَذْرُوْ کے یَذْرِیْ کے یَذْرُوْ الرِّیَاحُ ہے اور یہی بہتر ہے چنانچہ کلام مجید میں بھی ہے فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ بہرکیف مقصود یہ ہے کہ جس طرح ہوا خشک گھاس کو اُڑا کر پراگندہ کر دیتی ہے اُسی طرح جاہل مفتی حدیثوں کو ضائع و برباد کر دیتا ہے کیونکہ اُسکے سمجھنے سے عاجز اور اُس کی قدر سے ناواقف ہے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۳ یعنی چونکہ احکام خدا و شرائع دین سے محض جاہل ہے لہذا جہاں قصاص کا حکم دینا چاہیئے وہاں معاف کر دیتا ہے اور جہاں خون کا وقوع نہیں ہوتا وہاں قصاص کا حکم دے دیتا ہے پس خون ناحق جس کو لوگوں نے خود بہایا ہے وہ بھی اور جو اس کے فتووں سے بہایا گیا ہے وہ بھی خدا سے فریاد کرتا رہتا ہے اور اسکے ظلم کی شکایت میں مشغول رہتا ہے اور جو حقدار ورثہ ہوتے ہیں وہ اسکے غلط فتووں سے محروم رہتے ہیں اور جو غیر مستحق ہیں وہ میراث پاتے ہیں لہذا مال میراث بھی فریاد کرتا رہتا ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۳۰ یعنی قرآن کے صحیح احکام اُن کے سامنے بیان کئے جائیں تو یہ لوگ ذرا بھی اُسے نہیں پوچھنے کے اور اگر قرآن کا مطلب بدل کر غلط اور باطل احکام اُسی قرآن کی طرف منسوب کئے جائیں تو اُسکے قبول کرنے کے لئے لبیک کہتے ہیں اللہ اکبر حضرت کا یہ کلام کیسا سچا ہے اور یہ پیشین گوئی کیسی درست نکلی آج کس کثرت سے اسلام میں فرقے پیدا ہو گئے ہیں اور سب اپنے مذہب کی حقیت قرآن ہی سے ثابت کرتے ہیں اسلئے کہ اُسکا صحیح مطلب نہیں سمجھنا چاہتے بلکہ بالکل غلط اور اپنے ذاتی مفاد کے مطلب کو اپنا مستمسک قرار دے کر قرآن مجید کے الفاظ کو زبردستی اُس مطلب باطل پر منطبق کرنا چاہتے ہیں اور اگر کوئی شخص اُن آیات کے صحیح مطالب بتا کر کہتا ہے کہ کم سے کم ان مطالب پر غور کر لو اور دیکھو کہ حق سے یہ کس قدر قریب اور تمھارا مطلب کس قدر دور ہے تو فوراً اس قول سے اعراض کرتے اور اپنے سمجھے ہوئے یا اپنے پیشواؤں کے بتائے ہوئے مطلب پر اصرار کرتے ہیں بلکہ محکمات قرآن تک سے لوگ صرف اس وجہ سے مخالفت کرتے ہیں کہ اُن کے مذہب کے صریح خلاف ہوتا ہے گویا اُن لوگوں نے دین حق کی جستجو ہی نہیں کی بلکہ اپنے نفس کی عبادت کی ۱۲۔

خطبہ (۱۹)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ذَمِّ اخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ فِي الْفَتْيَا۔

تَرِدُ عَلَى أَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِّنَ الْأَحْكَامِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ۔ ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلَى غَيْرِهِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلَافِهِ ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذَلِكَ عِنْدَ الْإِمَامِ الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ

فتووں میں جو اختلاف علماء میں ہوتا ہے اُسکی مذمت میں حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ[۱]

ان (مفتیوں) سے کسی شخص کے پاس کوئی مسئلہ کسی حکم (خدا) کے متعلق آتا ہے تو وہ اُسمیں اپنی رائے سے حکم دیتا ہے پھر بعینہا وہی مسئلہ اُسکے غیر کے پاس آتا ہے تو اُس (پہلے شخص) کے خلاف حکم دیتا ہے پھر جب یہ سب قاضی اپنے اُس امام کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَيُصَوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعًا۔ وَإِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ۔ وَكِتَابُهُمْ وَاحِدٌ أَفَأَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْاِخْتِلَافِ فَأَطَاعُوهُ؟ أَمْ نَهَاهُمْ فَعَصَوْهُ۔ أَمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ دِينًا نَاقِصًا فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلٰى إِتْمَامِهِ أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَ لَهُ۔ فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا۔ وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضٰى۔ أَمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ دِينًا تَامًّا فَقَصَّرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْ تَبْلِيغِهِ وَأَدَائِهِ۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ يَقُولُ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ وَقَالَ: فِيهِ تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ۔ وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا۔ وَأَنَّهُ لَا اخْتِلَافَ فِيهِ۔ فَقَالَ سُبْحَانَهُ۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ وَإِنَّ الْقُرْآنَ ظَاهِرُهُ أَنِيقٌ۔ وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ لَا تَفْنٰى عَجَائِبُهُ وَلَا تَنْقَضِي غَرَائِبُهُ۔ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِهِ۔

اُنھیں قاضی مقرر کیا ہے تو وہ (امام) اُن سب کے فتووں کو صحیح قرار دیتا ہے (عجیب!!) حالانکہ ان سب کا خدا ایک ان کا نبی ایک ان کی کتاب (قرآن) ایک (پھر فتووں میں اختلاف کی وجہ؟) کیا خدائے برتر ہی نے ان کو اختلاف کا حکم دیا تھا جس کی اُنھوں نے اطاعت کی یا اُس نے ان کو اس سے منع کیا تھا جس کی انھوں نے نافرمانی کی یا خدائے سبحانہ نے کوئی ناقص دین نازل کیا تھا جس کے پورا کرنے پر اُن کی مدد چاہی یا یہ لوگ خدا کے شریک ہیں جس سے اُن کو اختیار ہے کہ (جو چاہیں) کہیں اور اُس پر واجب ہے کہ (انکی باتوں کو) مانا کرے یا خدائے سبحانہ نے خود تو کامل دین نازل کیا تھا مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے اُس کے پہونچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی؟ حالانکہ خدائے سبحانہ تعالےٰ تو فرماتا ہے "اس (قرآن) میں ہر امر کا بیان ہے" اور بیان کیا ہے کہ اس کتاب کا بعض (حصہ دوسرے) بعض (حصہ) کی تصدیق کرتا ہے اور یہ کہ اسمیں کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ فرمایا ہے "اور اگر (یہ قرآن) خدا کے سوا کسی کی طرف سے (آیا) ہوتا تو لوگ اسمیں بہت کچھ اختلاف پاتے" اور اسمیں بھی شک نہیں کہ قرآن کا ظاہر بہت خوشنما اور باطن (اسی قدر) دقیق ہے (کہ نہ اُسکے ہر مطلب کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے) اور نہ اسکے عجائب ختم ہوں گے اور نہ اسکے غرائب تمام ہوں گے اور نہ بغیر اس کے (گمراہی کی) تاریکیاں دُور ہو سکتی ہیں۔

حاشیہ ص۱۳۱ اس خطبہ میں حضرت علمائے اسلام کے فتووں میں اختلاف کرنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں اس کی شرح میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں اَلْمُرَادُ الرَّدُّ عَلٰی اَھْلِ الْاِجْتِھَادِ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ وَاِفْسَادُ قَوْلِ مَنْ قَالَ کُلُّ مُجْتَھِدٍ مُصِیْبٌ یعنی اس خطبہ سے حضرت کی مراد رد کرنا ہے اُن لوگوں کا جو احکام شرعیہ میں اجتہاد کرتے ہیں اور فاسد قرار دینا ہے اُن لوگوں کے قول کا جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد درست جواب دیتا ہے۔ لیکن اس سے مطلق اہل اجتہاد کی رد سمجھنے میں علامہ ممدوح سے غلطی ہوئی ہے کیونکہ مطلق اہل اجتہاد میں شیعہ بھی ہیں حالانکہ اُن کی رد اسمیں یقیناً مراد نہیں ہے بلکہ حضرت اُن لوگوں کی رد فرمارہے ہیں جو اپنی رائے اور قیاس سے فتوے دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خود تصریح سے فرمارہے ہیں کہ "کسی شخص کے پاس کوئی مسئلہ کسی حکم خدا کے متعلق آتا ہے تو وہ اُسمیں اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے" اور شیعوں کے مذہب میں اپنی رائے یعنی قیاس سے فتوے دینا حرام ہے اور نہ کوئی مجتہد اپنی رائے یعنی قیاس سے فتوے دیتا ہے بلکہ شیعہ احکام خدا اور رسول ہی سے جو صحیح حکم مستنبط ہوتا ہے اُسی کو بیان کرتے ہیں اور وہ بھی اُس وقت جب کوئی حکم صریح کسی چیز کا قرآن یا حدیث سے نہیں ملتا۔ رہا قیاس اور رائے پس اس سے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں ہی فتوے دیئے جاتے ہیں نہ شیعوں میں بلکہ شیعوں میں تو قیاس کی مذمت اور رائے کے تحریم کے متعلق اس کثرت سے حدیثیں وارد ہیں جن کا شمار کرنا تک دشوار ہے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ حضرات ائمہ طاہرینؑ کی خدمت میں کبھی آجاتے تھے تو حضرات اُن لوگوں کو بھی رائے اور قیاس پر عمل کرنے اور فتوے دینے سے نہایت شدت سے منع فرماتے تھے۔ شارح نے دوسری مراد یہ لکھی ہے کہ "اس سے فاسد قرار دینا ہے اُن لوگوں کے قول کو جو کہتے ہیں کہ ہر مجتہد درست جواب دیتا ہے"۔ پس یہ مسئلہ بھی اصول فقہ کا ہے جس میں علمائے اسلام میں بکثرت اختلاف ہوا ہے چنانچہ حضرات اہلسنت کے مجتہدین و ائمہ اسی تصویب کے قائل ہیں یعنی ہر مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق جو فتوے دیتا ہے وہی دراصل حکم خدا ہوتا ہے پس اگر ایک مجتہد نے کسی چیز کو حرام کہہ دیا تو خدا بھی اسکو حرام ہی کہے گا اور اگر دوسرے مجتہد نے اُسی چیز کو حلال کہہ دیا تو خدا بھی اُس کو حلال ہی کہے گا غرض کسی چیز کے متعلق خاص حکم خدا کوئی نہیں ہوتا بلکہ مجتہد جو فتوے دیتا ہے وہی درحقیقت حکم خدا ہے اور اسکا باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس سے اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین لازم آتا ہے کہ ایک ہی چیز کو خدا درحقیقت حرام بھی کہے اور حلال بھی۔ واجب بھی کہے اور غیر واجب بھی۔ برخلاف شیعوں کے کہ اُن کے یہاں اجماع اور احادیث قطعیہ سے ثابت ہے کہ کسی مسئلہ میں حقیقی حکم اور واقعی مطلوب خدا ایک ہی امر ہے جو مجتہد کے فتوے دینے سے بدلتا نہیں اور نہ خدا کا کسی چیز کو حرام یا حلال یا واجب یا مباح قرار دینا مجتہد کے فتوے کا تابع ہے۔ بلکہ ہر امر کے متعلق کوئی نہ کوئی حکم معین خدا کے نزدیک ضرور ہے خواہ کوئی شخص اجتہاد کرے یا نہ کرے پس اگر حکم خدا واضح طور پر نہ معلوم ہو تو مجتہد جامع الشرائط کو چاہیے کہ ادلۂ اربعہ سے اسکو استنباط کرے جس میں اگر اُس نے کوتاہی کی اور تمام کوشش صرف کرنے اور پورے طور پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

غور و تامل کرنے کے قبل فتوے دے دیا تو گنہگار ہوگا اور اگر اپنے امکان بھر محنت و مشقت اور غور و تامل کرنے کے بعد فتوے دیا تو اگرچہ وہ فتوے حکم خدا کے خلاف ہو وہ مجتہد نہ گنہگار ہوگا نہ قابل الزام کیونکہ خدا فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا اور اس مجتہد نے بھی صحیح حکم کے حاصل کرنے کے لیے جس قدر قوت تھی صرف کر دی اب یہ اُسکے ذہن اور علم کا قصور ہے جس سے وہ صحیح حکم کو نہیں دریافت کر سکا اور ظاہر ہے کہ یہ اُسکے اختیار سے باہر امر تھا لیکن اس مجتہد کے غلط فتوے دینے سے اس جواب کو درست یا صحیح نہیں قرار دیا جائے گا (جیسا کہ مجتہدین اہلسنت کا اعتقاد ہے کہ ہر مجتہد کا فتوے درست اور صحیح ہے) بلکہ صحیح جواب وہی رہے گا جو پہلے سے خدا کے یہاں معین ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۲۲ ۵ یعنی قرآن کا ظاہری بیان نہایت خوشنما اور فصیح و بلیغ ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اسکا مطلب سمجھ لینا بھی آسان ہے بلکہ اسکے مطالب دقیق اور اسکا مقصود عمیق ہے جہاں تک ہر شخص نہیں پہونچ سکتا بلکہ وہی پہونچے گا جس میں اس کے مطالب سمجھنے کا ملکہ خاصہ پیدا ہو گیا ہو جس کو خدا یوں فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ (آل عمران آیہ ۷) کہ خدا اور اُن لوگوں کے سوا جو علم میں بڑے پایہ پر فائز ہیں قرآن کا اصلی مطلب کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کہ اگر تم نہیں جانتے ہو تو صاحبان علم سے پوچھو۔ اس آیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اگر حکم خدا اور قرآن کے مطالب سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا تو صرف اہل ذکر کی خصوصیت قرآن میں نہ ہوتی اس مضمون کی بہت سی حدیثیں بھی ہیں ۱۲

خطبہ (۲۰)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَهُ لِلْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَهُوَ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَخْطُبُ فَمَضَى فِي بَعْضِ كَلَامِهِ شَيْءٌ اِعْتَرَضَهُ الْاَشْعَثُ فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هٰذِهِ عَلَيْكَ لَا لَكَ فَخَفَضَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ ثُمَّ قَالَ۔

حضرت علیہ السلام شہر کوفہ میں منبر پر خطبہ فرما رہے تھے جس پر اشعث بن قیس نے اعتراض کے طور پر کہا "یا حضرت! یہ (جملہ) تو آپ کے خلاف (اور آپ کے حق میں مضر) ہے نہ موافق (اور نافع)" تو حضرت نے اُس کی طرف تیز نظر سے دیکھا اور (یوں) ارشاد فرمایا ۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا يُدْرِيكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِيَ. عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ. حَائِكُ ابْنُ حَائِكٍ. مُنَافِقُ ابْنُ كَافِرٍ. وَاللّٰهِ لَقَدْ أَسَرَكَ الْكُفْرُ مَرَّةً وَالْإِسْلَامُ أُخْرَى. فَمَا فَدَاكَ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَالُكَ وَلَا حَسَبُكَ. وَإِنَّ امْرَأً دَلَّ عَلَى قَوْمِهِ السَّيْفَ. وَسَاقَ إِلَيْهِمُ الْحَتْفَ. لَحَرِيٌّ أَنْ يَمْقُتَهُ الْأَقْرَبُ. وَلَا يَأْمَنَهُ الْأَبْعَدُ (قَالَ الرَّضِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ) يُرِيدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُ أُسِرَ فِي الْكُفْرِ مَرَّةً وَفِي الْإِسْلَامِ مَرَّةً أُخْرَى. وَأَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَلَّ عَلَى قَوْمِهِ السَّيْفَ فَأَرَادَ بِهِ حَدِيثًا كَانَ لِأَشْعَثَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بِالْيَمَامَةِ غَرَّ فِيهِ قَوْمَهُ وَمَكَرَ بِهِمْ حَتَّى أَوْقَعَ بِهِمْ خَالِدٌ وَكَانَ قَوْمُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُسَمُّونَهُ عُرْفَ النَّارِ وَهُوَ اسْمٌ لِلْغَادِرِ عِنْدَهُمْ.

تجھے کیا معلوم کون سی بات میرے خلاف (اور مجھے مضر) ہے اور کون سی بات میرے موافق (اور مجھے نافع) ہے[۱]۔ تجھ پر تو خدا کی بھی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت[۲]۔ اے جولاہہ فرزند جولاہہ[۳] اے منافق فرزند کافر بخدا تجھ کو ایک مرتبہ کفر نے قید کیا اور دوبارہ اسلام نے[۴] پس دونوں سے کسی ایک مرتبہ بھی تو نہ تیرے مال ہی نے تجھے نجات دی[۵] اور نہ تیرے حسب (ونسب) ہی نے کیونکہ جس شخص نے تلوار کو اپنی قوم کی راہ دکھائی اور موت کو اُن کی طرف کھینچ لایا اُسی کا سزاوار ہے کہ (اعزا و) اقربا تو اُسکو دشمن رکھیں اور بیگانے اُسکے شر سے محفوظ رہیں (جناب سید رضی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ) "حضرت علیہ السلام کا مقصود یہ ہے کہ یہ (اشعث) ایک دفعہ (زمانہ) کفر میں قید ہوا تھا اور دوسری مرتبہ (زمانہ) اسلام میں۔ رہا حضرت علیہ السلام کا قول "تلوار کو اپنی قوم کی راہ دکھائی"، تو اس سے آپ کا مقصود اشعث کی وہ گفتگو ہے جو خالد بن ولید سے یمامہ میں ہوئی تھی کہ اپنی قوم کو اُس نے فریب دیا تھا اور اُن کے ساتھ مکر کیا تھا جس پر خالد بن ولید نے اُن لوگوں پر حملہ کر دیا تھا اور (اسی سبب سے) اُس کی قوم اس واقعہ کے بعد اشعث کو عرف النار (آگ لگانے والے) کے نام سے پکارتی جو ان کے یہاں غدر کرنے والے کا نام ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۳۴ ۱؎ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں حضرت امیر المومنین ؑ خوارج کا جھگڑا ختم ہونے کے بعد ایک مرتبہ کوفہ میں منبر پر خطبہ فرما رہے تھے اور حکمین یعنی عمرو بن العاص و ابو موسیٰ اشعری کے فیصلہ اور مکر و فریب کا ذکر کر رہے تھے پس جب خوارج کے ذکر سے فارغ ہو گئے تو حاضرین سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی "یا حضرت پہلے تو آپ نے حکمین مقرر کرنے سے ہم لوگوں کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رُوکا بعد ازاں اُسی کا حکم دیا اب ہم کو نہیں معلوم کہ اسمیں کون امر مناسب اور بہتر تھا" حضرت نے اسپر کف افسوس ملا اور فرمایا "جو شخص بات نہیں سُنتا اور اپنے بھی خواہوں کی رائے نہیں مانتا اور بغیر اپنے نفع و نقصان کو سوچے اور سمجھے ہوئے کسی کام کو اختیار کرتا ہے اُسکا یہی نتیجہ ہوتا ہے" اس کلام سے حضرت کا مقصود یہ تھا کہ یہ تم لوگوں کی سزا ہی جو حکمین مقرر کرنے کے قبل میں نے تم لوگوں کو منع کیا اور تم نے اُسے نہ مانا بلکہ حکمین مقرر کرنے پر اڑے رہے پس بغیر غور و فکر کئے ہوئے اس کام کو تم لوگوں نے اختیار کیا لہذا اُسکا نتیجہ بھگتو۔ لیکن اشعث حضرت کے کلام کو سمجھ نہ سکا بلکہ خیال کیا کہ حضرت اپنی غلطی کا اقرار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ میں بغیر غور و فکر کئے حکمین پر راضی ہو گیا لہذا اُسکی سزا پا رہا ہوں۔ اور اشعث کی اس غلط فہمی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت کا یہ کلام مجمل تھا اور آپ صاف صاف اپنی قوم کی ملامت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس امر کو سب جانتے ہیں کہ جب سردار کے ماتحت لوگ شر و فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اُس سے ایسے امر کے طالب ہوتے ہیں جسمیں اُسکا ضرر ہوتا ہے تو سردار مجبوراً اُن لوگوں کی رائے سے اتفاق کر لیتا ہے تاکہ اُن کی تسکین ہو جائے اور شر و فساد سے وہ لوگ باز رہیں نہ یہ کہ درحقیقت وہ اُن لوگوں کی خواہش کو اچھا سمجھتا ہے پس جب اُس امر کے انجام دینے کے بعد بُرا نتیجہ دیکھ کر وہ لوگ نادم ہوتے اور پچھتاتے ہیں تو سردار مجمل طور پر صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ جو شخص صلاح نیک کی مخالفت کرتا ہے اُسکی یہی سزا ہوتی ہے اس سے اُسکی مُراد اپنی قوم کی سرزنش ہوتی ہے جو اُسکی رائے کے خلاف اصرار کرتی مصلحت کو نہیں سمجھتی اور دور اندیشی کو کام میں نہیں لاتی ہے اسی طرح حضرت امیر المومنین نے بھی پہلے تو امکان بھر لوگوں کو حکمین کے مقرر کرنے سے روکا لیکن نہ مانے تو مجبوراً راضی ہو گئے اب اُن لوگوں نے نتیجہ دیکھ لیا اور نادم ہوئے تو حضرت پر اعتراض کیا کہ "آخر آپ کیوں راضی ہو گئے تھے؟" اُسی کو حضرت نے فرمایا کہ "میں کہاں راضی ہوا تم لوگوں نے میری رائے کی مخالفت کی اب نتیجہ بھگتو کیونکہ جو شخص بے سمجھے بُوجھے کام کرتا ہے اُسکا یہی انجام ہوتا ہے" جس کو اشعث سمجھا کہ حضرت اپنے متعلق فرما رہے ہیں کہ میں نے بے سمجھے بُوجھے آخر میں رضامندی ظاہر کی تھی ۱۲ حاشیہ صفحہ ۵۷۱ یعنی میں نے جو پہلے تقرر حکمین سے مخالفت کی بعد ازاں اپنی قوم کا طوفان عظیم مٹانے کے لئے منظور کر لیا اُس کے نفع اور ضرر کو تو کیا جانے کیونکہ تو جاہل محض ہے اور اشعث چونکہ محض جاہل ہی نہیں تھا بلکہ اول درجہ کا منافق اور اسلام کا باطنی دشمن تھا اس سبب سے حضرت نے اُسکو اس سختی سے جواب دیا ۱۲ ۵۲ چنانچہ تاریخ طبری ایسی مستند تاریخ میں اشعث کے حال میں ہے وَبَعَثَ بِهٖ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ السَّبْیِ فَکَانَ مَعَهُمْ یَلْعَنُهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَلْعَنُهُ سَبَایَا قَوْمِهٖ یعنی ابوبکر کے والی نے قیدیوں کے ساتھ اشعث کو بھی ابوبکر کے پاس بھیجا تھا۔ پس وہ اُنھیں کے ساتھ تھا اس حالت سے کہ اُسپر مسلمان لوگ بھی لعنت کرتے تھے اور اُسکی قوم کے (کافر) قیدی بھی لعنت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کرتے تھے (تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷۵) ۱۲ ۵۳ اشعث اور اُسکا باپ اپنے وطن میں بُردیمانی بنتے تھے ۱۲ ۵۴ پورے واقعہ مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ منافق اشعث ابن قیس یمن کے قبیلہ کندہ سے تھا اپنی عمر میں دو مرتبہ قید ہوا ایک دفعہ حالت کفر زمانہ جاہلیت میں جب اسکے باپ کو ایک شخص نے مار ڈالا تھا جس کا قصاص لینے کے لیے اشعث مع اپنے قبیلہ بنی کندہ کے نکلا لیکن وہ جماعت جو اسکے باپ کی قاتل تھی ان لوگوں پر غالب آئی اور اشعث کی طرف کے دو سرداروں کو قتل اور اشعث کو قید کر لیا آخر اشعث نے تین ہزار اونٹ فدیہ میں دیا تو رہا ہوا۔ دوسری مرتبہ اسلام میں اسیر ہوا جسکا قصہ یہ ہے کہ جب آنحضرت کا تسلط عرب پر قائم ہو گیا تو اشعث کے قبیلہ بنی کندہ کا ڈیپوٹیشن بھی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب لوگوں نے اسلام قبول کیا بعد ازاں اپنے وطن واپس گئے تو آنحضرت کے عامل حضرموت سے ان لوگوں سے کچھ اختلاف ہوا اور بنی کندہ کی زیادتی ثابت ہوئی اُسکے متعلق علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وَفِیْ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ كَانَ الْخَبَرُ الْمَشْهُوْرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ قَالَ لِبَنِيْ وَلِيْعَةَ لَتَنْتَهُنَّ يَا بَنِيْ وَلِيْعَةَ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلًا عَدِيْلَ نَفْسِيْ يَقْتُلُ مُقَاتِلَتَكُمْ وَيَسْبِيْ ذَرَارِيَكُمْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَمَا تَمَنَّيْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ وَجَعَلْتُ اَنْصِبُ لَهٗ صَدْرِيْ رَجَاءَ اَنْ يَقُوْلَ هُوَ هٰذَا فَاَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ وَهُوَ هٰذَا یعنی اس واقعہ کے متعلق آنحضرت صلعم کی وہ مشہور حدیث ہے جسمیں آپنے فرمایا ہے کہ اے بنی ولیعہ اپنی شرارت سے باز آؤ ورنہ میں تمھارے یہاں ایسے شخص کو بھیجوں گا جو بالکل میرا نظیر ہے جو تمھارے لڑنے والوں کو قتل کر ڈالے گا اور تمھاری ذریت کو قید کر دے گا عمر بن الخطاب کہتے ہیں کہ میں نے حکومت اور امارت کی تمنا نہیں کی مگر اُسی روز۔ میری تمنا کی یہ حالت تھی کہ ایڑی پر کھڑا ہو کر اپنے سینہ کو بار بار اونچا کرتا تھا اس اُمید میں کہ شاید حضرت مجھے دیکھ کر کہیں کہ وہ شخص یہی ہے لیکن آنحضرت نے ایسا نہ کیا بلکہ علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا وہ شخص یہ ہے پھر جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا تو یہ قبیلہ مرتد ہو گیا لہذا ابو بکر نے خلیفہ ہو کر زیاد کو حضرموت کا والی مقرر کیا اور وہاں والوں سے بیعت لینے کا حکم دیا تو وہاں کے سب لوگوں نے بیعت کی سوائے انھیں بنی ولیعہ کے جس پر اس قبیلہ اور مسلمانوں میں جنگ عظیم قائم ہوئی اور اور شدید خونریزی ہوئی بعد ازاں اشعث اور اُسکے قبیلہ کے باقی ماندہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گیر ہو گئے جسکا مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا اس محاصرہ کے زمانہ میں ایک شب اشعث تنہا زیاد کے پاس آیا اور کہا اگر تم مجھے بچانے کا پختہ وعدہ کرو تو میں قلعہ کھلوا دوں چنانچہ زیاد نے وعدہ کیا جس پر اشعث نے اپنے قبیلہ والوں کو فریب دے کر قلعہ کھلوا دیا زیاد نے قلعہ میں داخل ہو کر سب کو تہ تیغ کیا اور حسب وعدہ اشعث کو چھوڑ دیا لیکن قید کر کے اور زنجیروں میں جکڑ کر ابو بکر کے پاس لایا ابو بکر نے اُسکے قصور کو معاف کر دیا اور اپنی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ کا اُس سے عقد کر دیا اور اُس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

روز سے اشعث دشمنان اہلبیت کی جماعت میں داخل ہوگیا اور حق نفاق پورے طور پر ادا کرنے لگا۔ اس واقعہ کے لکھنے کے بعد علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "اشعث کے قید ہونے اور اپنی قوم کے ہلاک کرنے کی یہی وجہ میرے ذہن میں آتی ہے اور یہ وجہ اس وجہ سے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے جسے جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے آخر خطبہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ کا اشارہ اس جملہ سے اس کلام کی طرف ہے جو اشعث نے خالد بن ولید سے یمامہ میں کیا تھا جس میں اس نے اپنی قوم کو فریب دیا اور ان لوگوں کے ساتھ مکر کیا جتنے کہ سب کو قتل کرا دیا اور میرے اس خیال کی وجہ یہ ہے کہ میں نے کسی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا کہ یمامہ میں خالد سے یہ یا اس قسم کا کوئی ذکر ہوا ہو کیونکہ کہاں کندہ اور کہاں یمامہ کندہ یمن کے لوگ تھے اور یمامہ بنی حنیفہ کی جگہ تھی پس میں نہیں کہہ سکتا کہ سید رضی رحمہ اللہ تعالےٰ نے یہ کہاں سے نقل کیا ہے"

۵ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ اشعث کی طرف سے فدیہ نہیں دیا گیا کیونکہ پہلی دفعہ جب اشعث قید ہوا ہے تو اس نے اپنے فدیہ میں تین ہزار اونٹ دیے بلکہ مقصود یہ ہے کہ تیرے مال اور تیری خاندانی عزت اور قوت نے تجھ کو نفع نہ پہونچایا اور قید ہونے سے تجھ کو بچا نہ سکی کیونکہ اگر تیرا مال اور خاندانی اقتدار تجھے قید ہونے سے بچا لیتا اس وقت البتہ ان چیزوں کا نفع ظاہر ہوتا ۱۲۔

خطبہ (۲۱)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَاِنَّكُمْ لَوْ قَدْ عَايَنْتُمْ مَا قَدْ عَايَنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ لَجَزِعْتُمْ وَوَهِلْتُمْ وَسَمِعْتُمْ وَاَطَعْتُمْ وَلَكِنْ مَحْجُوْبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوْا۔ وَقَرِيْبٌ مَا يُطْرَحُ الْحِجَابُ۔ وَلَقَدْ بُصِّرْتُمْ اِنْ اَبْصَرْتُمْ۔ وَاُسْمِعْتُمْ اِنْ سَمِعْتُمْ۔ وَهُدِيْتُمْ اِنِ اهْتَدَيْتُمْ۔ وَبِحَقٍّ اَقُوْلُ لَكُمْ۔ لَقَدْ جَاهَرَتْكُمُ الْعِبَرُ وَزُجِرْتُمْ بِمَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۔ وَمَا يُبَلِّغُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

پس اگر تم لوگ اس (منظر) کا معائنہ کر لیتے جسے تم سے (پہلے) مرنے والوں نے دیکھا ہے تو یقیناً بے چین ہو جاتے اور کانپ اٹھتے اور (حق کو) سنتے اور مان لیتے لیکن (افسوس) انھوں نے جو دیکھا ہے وہ (ابھی) تم سے پردہ میں ہے اور عنقریب یہ پردہ (زندگی) تم سے اٹھا چاہتا ہے (اس وقت سمجھو گے) اور یقیناً (اس دنیا میں بھی بہت کچھ) تم دکھائے گئے ہو اگر (چاہتے تو) دیکھتے اور (اچھی طرح) سنائے گئے ہو اگر (ارادہ کرتے تو) سنتے اور (کامل طور پر) ہدایت کئے گئے ہو اگر (خواہش ہوتی تو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنِ اللّٰهِ بَعْدَ رُسُلِ السَّمَآءِ اِلَّا الْبَشَرُ۔ ہدایت پاتے اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دنیا کی عبرتوں نے تم کو کھول کر (انجام کار) دکھا دیا ہے اور اُس چیز سے تمھاری تنبیہ کر دی گئی ہے جسمیں کافی تنبیہ ہے کیونکہ آسمانی قاصدوں (فرشتوں) کے بعد خدا کے احکام بجز انسان (پیغمبروں) کے کوئی نہیں پہونچا سکتا۔

خطبہ (۲۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

فَاِنَّ الْغَايَةَ اَمَامَكُمْ۔ وَاِنَّ وَرَآءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ۔ تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا۔ فَاِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ۔

(غافلو!) انجام کار یقیناً تمھارے آگے ہے[1] اور قیامت تمھارے پیچھے ہے جو تمھیں ہنکارے لے چل رہی ہے۔ (پس بوجھ ہٹا کر) ہلکے پھلکے چلو کہ (اپنے مطلوب حقیقی سے) فوراً مل جاؤ کیونکہ تمھارے اول کے لئے تمھارے آخر کا انتظار کیا جا رہا ہے (کہ دورہ نسل انسانی ختم ہو جائے تو قیامت آئے) (جناب سید رضی رحمہ اللہ نے فرمایا) میں

(قَالَ الشَّرِيْفُ الرَّضِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ) اَقُوْلُ: اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَوْ وُزِنَ بَعْدَ كَلَامِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَبَعْدَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِكُلِّ كَلَامٍ لَمَالَ بِهٖ رَاجِحًا۔ وَبَرَّزَ عَلَيْهِ سَابِقًا: فَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ "تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا" فَمَا سُمِعَ كَلَامٌ اَقَلَّ مِنْهُ مَسْمُوْعًا وَلَا اَكْثَرَ مَحْصُوْلًا۔ وَمَا اَبْعَدَ غَوْرَهَا مِنْ كَلِمَةٍ۔ وَاَنْقَعَ نُطْفَتَهَا مِنْ حِكْمَةٍ۔ وَقَدْ نَبَّهْنَا فِيْ كِتَابِ الْخَصَائِصِ عَلٰى عِظَمِ قَدْرِهَا وَشَرَفِ جَوْهَرِهَا۔

کہتا ہوں کہ کلام خدا و کلام رسول کے بعد (حضرت امیر المومنین کا) یہ کلام اگر دنیا بھر کے کلام سے مقابلہ کیا جائے تو سب پر غالب رہے (اور سب سے اعلیٰ و افضل ثابت ہو) اور ہر ایک پر گوئے سبقت لے جائے اور خاص کر حضرت کا کلام "ہلکے پھلکے چلو کہ فوراً مل جاؤ" تو ایسا ہے کہ سُننے میں اس سے چھوٹا اور (سمجھنے اور مطلب میں اس سے بڑا کوئی کلام سُنا ہی نہیں گیا (دیکھنا کیسا اللہ اکبر) یہ کلمہ کس قدر غامض اور اسکا آب (جوہر) کس قدر (سیراب کرنے والا اور جہالت و گمراہی کی) پیاس بجھانے والا ہے جس کی عظمت قدر اور شرافت جوہر پر میں نے کتاب الخصائص میں بھی تنبیہ کی ہے۔

---

[1] مکلفین کا انجام کار ثواب و عقاب ہے لہذا ایک احتمال یہ ہے کہ حضرت کی مراد آخرت کا عذاب و ثواب ہو دوسرا

احتمال یہ ہے کہ شاید انجام کار اور غایت سے مراد موت ہو اور اسکو ہم لوگوں کے آگے اس سبب سے فرمایا ہو کہ انسان دنیا کی زندگی بسر کرتا ہوا گویا موت کی طرف جا رہا ہے یا گویا جزا و سزا کی طرف جا رہا ہے لہذا موت اور جزا و سزا اُس کے آگے ہیں یعنی اُسکے سامنے ہیں اسکے بعد فرمایا "اِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ" یعنی قیامت تم لوگوں کو ہنکارے لے چل رہی ہے اور اس قیامت کو حضرتؑ نے ہم لوگوں کے پیچھے قرار دیا کیونکہ جب وہ آئے گی تو لوگوں کو میدان حساب کتاب اور موقف جزا کی طرف ہنکالے جائے گی جیسا کہ چرواہا جانوروں کو ہنکاتا ہے پس چونکہ قیامت میں یہ صفت ہے کہ ہم لوگوں کو ہنکالے چلے گی لہذا وہ بمنزلہ اُس شے کے ہے جو پیچھے سے انسان کی حفاظت کرتی آتی ہو اور پیچھے سے اُسکو آگے کی طرف حرکت دیتی ہے ۱۲ **منہ** اس جملہ کی اصل یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر اسباب بوجھ کے لادے ہوئے چلتا ہے تو ہلکا ہوتا ہے لہذا جو لوگ اُس سے آگے رہتے ہیں اُن سے جلد ملحق ہو جاتا ہے اور تاخیر نہیں ہوتی اور جو شخص اسباب و سامان کا بوجھ لاد کر چلتا ہے وہ بوجھ کے سبب سے دبا جاتا ہے جس کے سبب سے چلنے سے عاجز ہوتا ہے اور اگر چلتا بھی ہے تو نہایت تاخیر سے منزل مقصود تک پہونچتا ہے ۱۲ **منہ** مقصود یہ ہے کہ جو لوگ اول زمانہ میں اور تم لوگوں سے پہلے مر چکے ہیں اُن کے محشور ہونے اور حساب و کتاب کر کے جزا و سزا پانے کے لئے تم لوگوں کا انتظار کیا جا رہا ہے کہ تم لوگ بھی دنیاوی زندگی ختم کر کے اُن سے مل جاؤ تو قیامت آئے اور سب زندہ ہو کر قبر سے نکلیں اور اُن کا حساب و کتاب کیا جائے یہ کلام اُس فعل کے مثل ہے کہ کوئی بادشاہ جب لشکر والوں کو انعام و اکرام دینا چاہتا ہے تو انتظار کرتا ہے کہ جب سب جمع ہو جائیں تو ایک ہی دفعہ تقسیم کرے علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "هٰذَا كَلَامٌ فَصِيحٌ جِدًّا" کہ حضرتؑ کا یہ کلام نہایت درجہ فصیح ہے ۱۲

خطبہ (۲۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ (جسمیں اپنی شرکت قتل عثمان کی رد کی ہے) ۱۲

اَلَا وَاِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ذَمَّرَ حِزْبَهٗ. وَاسْتَجْلَبَ جَلَبَهٗ. لِيَعُوْدَ الْجَوْرُ اِلٰى اَوْطَانِهٖ. وَيَرْجِعَ الْبَاطِلُ اِلٰى نِصَابِهٖ. وَاللّٰهِ مَا اَنْكَرُوْا عَلَيَّ مُنْكَرًا. وَلَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ نَصَفًا. وَاِنَّهُمْ

دیکھو شیطان نے اپنی جماعت کو آمادہ اور اپنے لشکر کو جمع کر لیا ہے تاکہ ظلم اپنے (پہلے) گھروں کی طرف لوٹ آئے اور باطل اپنے اصل کی طرف پلٹ آئے بخدا ان لوگوں نے کسی برائی کو نہ چھوڑا جس کا اتہام مجھ پر نہ قائم کیا ہو اور نہ میرے اور اپنے درمیان انصاف کو راہ دیا بلکہ یہ لوگ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَيَطْلُبُونَ حَقًّا هُمْ تَرَكُوهُ. وَدَمًا هُمْ سَفَكُوهُ. فَلَئِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ. فَإِنَّ لَهُمْ لَنَصِيبَهُمْ مِنْهُ. وَلَئِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي. فَمَا التَّبِعَةُ إِلَّا عِنْدَهُمْ. وَإِنَّ أَعْظَمَ حُجَّتِهِمْ لَعَلَى أَنْفُسِهِمْ. يَرْتَضِعُونَ أُمًّا قَدْ فُطِمَتْ. وَيُحْيُونَ بِدْعَةً قَدْ أُمِيتَتْ. يَا خَيْبَةَ الدَّاعِي! مَنْ دَعَا وَإِلَامَ أُجِيبَ. وَإِنِّي لَرَاضٍ بِحُجَّةِ اللهِ عَلَيْهِمْ. وَعِلْمِهِ فِيهِمْ. فَإِنْ أَبَوْا أَعْطَيْتُهُمْ حَدَّ السَّيْفِ. وَكَفَى بِهِ شَافِيًا مِنَ الْبَاطِلِ. وَنَاصِرًا لِلْحَقِّ. وَمِنَ الْعَجَبِ بَعْثُهُمْ إِلَيَّ أَنْ أَبْرُزَ لِلطِّعَانِ! وَأَنْ أَصْبِرَ لِلْجِلَادِ. هَبِلَتْهُمُ الْهَبُولُ. لَقَدْ كُنْتُ وَمَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ. وَلَا أُرْهَبُ بِالضَّرْبِ. وَإِنِّي لَعَلَى يَقِينٍ مِنْ رَبِّي. وَغَيْرِ شُبْهَةٍ مِنْ دِينِي۔

(اُلٹا) مجھ سے اُس حق کو طلب کرتے ہیں جسے خود ہی کھو بیٹھے ہیں اور اُس خون کا قصاص (چاہتے ہیں) جسے خود ہی بہایا ہے پس اگر اس (خون) میں میں ان کا شریک تھا تو ان کا بھی تو اُسمیں (بڑا) حصہ ہے (پھر یہ کون قصاص چاہنے والے) اور اگر ان لوگوں نے بغیر میری (رائے کے) اس (قتل عثمان) کو انجام دیا ہے تو پھر ان کے سوا کسی پر (اسکا) مطالبہ نہیں ہو سکتا غرض ان کی سب سے بڑی دلیل خود انھیں پر عائد ہوتی ہے۔ (اور اصلی بھید یہ ہے کہ) یہ لوگ اُس ماں کا دودھ پینا چاہتے ہیں جو دودھ چھڑا چکی اور وہ بدعت زندہ کر رہے ہیں جو محو ہو چکی۔ ہائے افسوس ذرا اسکی نا اُمیدی تو دیکھو جو (مجھ سے جنگ کے لئے لوگوں کو) بُلا رہا ہے یہ جن کو بُلاتا ہے کون ہیں۔ (اُن کی حقیقت ہی کیا ہے) اور اسکی جو بات منظور کی گئی (یعنی مجھ سے جنگ اسکی) کیا (وقعت) ہے؟ اور میں تو خدا کی اُس حجت پر راضی ہوں جو اُن پر (قائم ہو چکی) ہے اور اُس علم پر جو اُسے اُنکے متعلق حاصل ہے پس اگر یہ لوگ (اپنی شرارت سے) باز نہ آئیں گے تو میں انھیں اپنی تلوار کی باڑھ پر رکھ لوں گا کہ وہی (انکے مرض) باطل پرستی سے شفا دینے اور حق کی مدد کرنے کے لئے کافی ہے اور ان کا میرے پاس یہ پیغام بھیجنا (بھی نہایت درجہ) عجیب ہے کہ میں (اُن سے) جنگ کے لئے نکلوں اور کشت و خون پر آمادہ ہو جاؤں اُن کی مائیں انھیں کھو بیٹھیں۔ کیا میں بھی ایسا ہو گیا کہ کبھی جنگ سے دھمکایا اور (حرب و ضرب سے) ڈرایا جاؤں؟ ہرگز نہیں کیونکہ مجھے اپنے پروردگار پر کامل یقین ہے اور اپنے مذہب (کی حقیت) میں بھی مجھے ذرہ برابر شبہہ نہیں (پھر ان کی دھمکی مجھ پر کیا اثر کر سکتی ہے؟)

حاشیہ صفحہ ۱۴۰ ۱؎ حضرت اس خطبہ میں اس جماعت کی مذمت فرماتے ہیں جس نے حضرت پر قتل عثمان کی شرکت کا اتہام قائم کیا تھا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مثل طلحہ و زبیر و عائشہ کے اور ان لوگوں کے اس دعوے کا بدیہی البطلان ہونا ثابت فرما کر آخر میں اپنی شجاعت در راہ خدا میں حق کی پابندی اور مخالفین کی مخالفت سے لاپرواہی ظاہر فرماتے ہیں اور یہ کہ حضرت کو دین کے متعلق کسی امر میں نہ کسی قسم کا شک ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "حضرت کا کلام اس خطبہ میں اصحاب جمل یعنی طلحہ و زبیر اور بی بی عائشہ کے متعلق ہے اور پورا خطبہ یہاں مذکور نہیں ہے بلکہ اصل خطبہ بہت بڑا ہے جس کے اکثر حصہ کو مورخ ابو مخنف رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ مورخ مذکور مسافر بن جبیب سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا جب حضرت علی طلحہ و زبیر و عائشہ کو سمجھانے سے عاجز آ گئے اور حضرت کے قاصد جو اُن لوگوں کے پاس گئے تھے حضرت کی خدمت میں واپس آ گئے جن کے ذریعہ سے اُن لوگوں نے حضرت کو جنگ و جدال کی خبر دی تھی تو حضرت نے خطبہ بیان فرمایا جس میں بعد حمد و نعت ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! میں نے حتے المقدور اس قوم غدار کا لحاظ کیا ان کی فہمائش کی ان کو شر و فساد سے باز رکھنا چاہا اور ان کے نکث بیعت پر تو بیخ کی اور ان کی گمراہی سے ان کو مطلع کر دیا پھر بھی ان لوگوں کو حیا دامنگیر نہیں ہوئی بلکہ ہمارے پاس جنگ کا پیغام کہلا بھیجا ہے اور یہ کہلایا ہے کہ تمہارا نفس تم کو باطل امور کا آرزومند کر رہا ہے اور تم کو فریب دے رہا ہے ان بدبختوں سے خدا سمجھے کہ میں بھی ایسا ہو گیا کہ جنگ سے ڈرایا جاؤں؟ اور جنگ کی مجھے دھمکی دی جائے عجیب؟ بہرکیف یہ لوگ جس قدر چاہیں گرج لیں اور جہاں تک ہو سکے چمک لیں کیونکہ مجھے تو یہ لوگ عرصہ دراز سے دیکھتے آئے ہیں اور میری بہادری اور میرے گشت و خون کو بھی اپنے آباؤ اجداد کے وقت سے اچھی طرح پہچان رہے ہیں یہ ابوالحسن! جس نے مشرکین کو مسمار کر کے رکھ دیا تھا اور اُن کی جماعت کو تہ و بالا کر دیا تھا۔ وہ دل ابھی تک میرے سینہ میں ہے اور اب بھی جو مجھ سے دشمنی کر کے مقابلہ کرے گا اُس سے اُسی دل سے مقابلہ کروں گا علاوہ بریں خداوند عالم نے جو مجھ سے نصرت اور مدد کا وعدہ کیا تھا اُسکا مجھے پورا یقین ہے جسمیں شک عارض ہو ہی نہیں سکتا اور نہ میرے دین اور مذہب میں کسی قسم کا شبہہ ہو سکتا ہے کیونکہ میں حق پر ہوں جو ایسا ہی یقینی ہے جیسا رسالتمآب صلعم کا مقابلہ کفار و مشرکین حق پر ہونا یقینی تھا لوگو! جو جہاد سے جان بچاتا ہے وہ بھی موت سے بچ نہیں سکتا اور جو جنگ سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے وہ بھی موت کو روک نہیں سکتا غرض موت سے نجات اور چھٹکارا تو ہو ہی نہیں سکتا پس جو شخص بھی جہاد میں قتل ہونے سے بچ جائے گا ایڑیاں رگڑ کر مرے گا پس بخدا مجھے تلوار کی ہزار ضرب آسان اور خوشگوار تر معلوم ہوتی ہے بستر پر بے اذیت مر جانے سے بارالہا طلحہ نے میری بیعت توڑ دی اور اسکے قبل عثمان کے بھی پیچھے پڑ گیا تھا آخر قتل کر چھوڑا پھر اُسکا بہتان مجھ پر قائم کیا اور افترائے عظیم کو راہ دی پس بارالہا اُسکو تو نہ چھوڑنا اور بارالہا زبیر نے میرے ساتھ قطع رحم کیا اور میری بیعت توڑ دی اور میرے دشمن کی پشت پناہی کی پس اب میرا عوض اُس سے تو ہی لے جس طرح بھی تو مناسب سمجھتا ہو"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(علامہ مذکور نے اور بھی کئی خطبہ حضرت کے اس جنگ جمل اور ناکثین بیعت کے متعلق ذکر کئے ہیں جو سب انشاء اللہ ضمیمہ میں آئیں گے) ۱۲ ۵۲ چونکہ طلحہ و زبیر اپنی دنیاوی خواہشوں میں حضرت کی خلافت سے کامیاب نہیں ہوئے اور بی بی عائشہ کا قدیم بغض و نفاق علی کی سرداری کو دیکھ نہ سکا لہذا ان لوگوں نے حضرت کی مخالفت کی اور ہر برائی کو حضرت کی طرف منسوب کیا۔ عثمان کے قتل کرانے کا اتہام بھی قائم کیا اُن کے خلاف لوگوں کو بہکانے کا بہتان بھی باندھا اس سبب سے حضرت فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے کسی برائی کو نہ چھوڑا جس سے مجھے متہم نہ کیا ہو ۱۲ ۵۳ یعنی عثمان کو تو خود ان لوگوں نے ہی قتل کیا اور اب اپنے اغراض فاسدہ کے حاصل کرنے کے لئے عثمان کی مظلومیت بیان کر کے لوگوں میں جوش پیدا کرتے ہیں اور جس خون کے مجرم خود ہیں اُسکا الزام مجھ پر قائم کرتے ہیں تاکہ لوگ میرے مخالف ہو جائیں اور اُن کی غرض حاصل ہو ۱۲ ۵۴ یعنی ان کے کہنے کے مطابق اگر (بفرض محال) میں بھی خون عثمان میں ان کا شریک تھا جب بھی یہ کون اُن کا قصاص طلب کرنے والے کیونکہ اس کے طالب تو عثمان کے اعزا ہوں گے یہ لوگ کس طرح اور کس حق سے طلب کرتے ہیں۔ عجب تماشہ ہے کہ جو مدعا علیہ ہے وہی مدعی بن گیا اور جو مجرم تھا وہ منصفی کا عہدہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر میں اُسمیں شریک نہیں تھا (جیسا کہ واقعہ ہے اور جسکا گواہ مسلمانوں بلکہ کفار عرب کا بچہ بچہ تک ہے) تو پھر پورا قصاص انھیں کو ادا کرنا چاہیئے نہ کسی دوسرے کو غرض ہر صورت سے یہ لوگ قاتل ہیں جنکو قصاص طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ۱۲ ۵۵ یعنی یہ لوگ مسلمانوں کو میرے خلاف یہ کہہ کر اُبھار رہے ہیں کہ چونکہ علی نے عثمان کو قتل کرایا ہے لہذا ان کو خلافت سے معزول کرو اور ان سے جنگ کرو یہی ان کی سب سے بڑی دلیل ہے پس یہ حجت تو انھیں پر عائد ہوتی ہے کیونکہ ان کا قاتل عثمان ہونا بدیہی اور یقینی ہے لہذا مسلمانوں کو اُن کے دعوے کے مطابق اُنھیں سے لڑنا چاہیئے نہ مجھ سے کہ میں تو بالکل علیحدہ رہا جس کو سب جانتے ہیں ۱۲ ۵۶ یرتضعون اما الخ نظم کہتے ہیں عورت کے بچہ سے دودھ چھڑا دینے کو اور یہ جملہ اُس محل پر بولتے ہیں جہاں کوئی شخص ایسے امر کو حاصل کرنا چاہتا ہو جو فوت ہو چکا ہو اور اُسکے اختیار میں باقی نہ رہا ہو جس طرح عورت دودھ چھڑانے کے بعد بچہ کو نہیں پلاتی پس حضرت کا مقصود یہ ہے کہ عثمان کے زمانہ میں بیت المال کا بے اندازہ مال جو طلحہ و زبیر وغیرہ کھائے جاتے تھے میرے خلیفہ ہونے سے وہ سب چھن گیا کیونکہ میں اُسکو اصلی مستحقین تک پہونچاتا ہوں اور ان لوگوں کو محض حصہ رسدی ملتا ہے لہذا یہ لوگ مجھ سے جنگ کر کے اور میرے معزول کرنے کے بعد اس طرح بیت المال کو کھانا چاہتے ہیں اور عثمان نے جس بدعت خیانت اور غصب اموال و حقوق مسلمین کو قائم کیا تھا اُسکو محو کر کے میں نے حکم خدا کے مطابق ان اموال کو تقسیم کرنا شروع کیا تو یہ لوگ اُس محو شدہ بدعت کو پھر زندہ کرنا چاہتے ہیں ۱۲ ۵۷ مقصود طلحہ و زبیر و عائشہ اور اُن کے ساتھ دینے والوں کی حقارت ہے،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہ ان لوگوں کی حقیقت کیا ہے اور سب ملکر کیا بنا لیں گے چنانچہ وہی ہوا کہ سب نے جنگ جمل میں شکست فاش کھائی اور حضرت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے ۱۲ ۵۸ حجت سے مراد خداوند عالم کا وہ حکم ہے جو بغاوت کرنے والوں کے متعلق کلام مجید میں یوں فرمایا ہے فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ یعنی اگر مسلمانوں سے ایک فریق دوسرے سے بغاوت کرے تو تم اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے لہذا مجھے خدا کی یہ حجت حاصل ہے یہ لوگ نہیں مانیں گے تو میں حکم خدا کے مطابق جہاد کروں گا اُس وقت اُن کو سرکشی کا مزہ ملے گا ۱۲

۵۹ علامہ ابن الحدید لکھتے ہیں وَقَوْلُهٗ لَقَدْ كُنْتُ وَمَا اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ مَعْنَاهُ مَا زِلْتُ لَا اُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ وَالْوَاوُ زَائِدَةٌ وَهٰذِهٖ كَلِمَةٌ فَصِيْحَةٌ كَثِيْرًا مَا تَسْتَعْمِلُهَا الْعَرَبُ وَقَدْ وَرَدَ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ كَانَ بِمَعْنٰى مَا زَالَ فِيْ قَوْلِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَنَحْوُ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيِ مَعْنٰى ذٰلِكَ لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یعنی حضرت کے قول لَقَدْ كُنْتُ الخ کا معنے یہ ہے کہ شروع سے میں ایسا رہا کہ کوئی مجھ کو جنگ کی دھمکی نہیں دے سکتا پس واؤ اسمیں زائد ہے اور یہ ایک فصیح کلمہ ہے عرب اس معنے میں کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور قرآن مجید میں کان بمعنے ما زال وارد ہوا ہے چنانچہ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا کے معنی یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے علیم و حکیم ہے ۱۲ ۶۰ یعنی مجھے اپنے دین کے متعلق کوئی شبہہ نہیں ہوا بلکہ یقین ہے کہ حق پر ہوں اور حقیقی اسلام کی اشاعت اور حفاظت کر رہا ہوں لہذا مجھے اسکا بھی کامل یقین ہے کہ خدا میری طرف ہے اور میرا ساتھ نہیں چھوڑے گا ۱۲

خطبہ (۲۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ اِلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ. فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ لِاَخِيْهِ غَفِيْرَةً فِيْ اَهْلٍ اَوْ مَالٍ اَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُوْنَنَّ لَهٗ فِتْنَةً. فَاِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَاءَةً تَظْهَرُ فَيَخْشَعُ لَهَا

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

اما بعد (واضح ہو کہ رزق کے بارے میں خدا کا) حکم بارش کے قطروں کی طرح آسمان سے زمین پر ہر شخص کے پاس اُسکی قسمت کے مطابق ہی (کہ قسمت میں زیادہ ہے تو) زیادتی کے ساتھ اور (کم ہے تو) کمی کے ساتھ (غرض مختلف طور پر) نازل ہوتا ہی تو جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی اولاد یا مال یا عزیزوں کی زیادتی دیکھے (تو یہ زیادتی) اُسکے لئے فتنہ (حسد کی باعث نہ ہو) کیونکہ مسلمان آدمی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِذَا ذُكِرَتْ وَتُغْرِي بِهَا لِئَامُ النَّاسِ.
كَانَ كَالْفَائِزِ بِالْيَاسِرِ الَّذِي يَنْتَظِرُ
أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ تُوجِبُ
لَهُ الْمَغْنَمَ. وَيُرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ.
وَكَذٰلِكَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْبَرِيءُ مِنَ
الْخِيَانَةِ يَنْتَظِرُ مِنَ اللهِ إِحْدَى
الْحُسْنَيَيْنِ: إِمَّا دَاعِي اللهِ فَمَا عِنْدَ
اللهِ خَيْرٌ لَهُ. وَإِمَّا رِزْقُ اللهِ فَإِذَا
هُوَ ذُو أَهْلٍ وَمَالٍ. وَمَعَهُ دِينُهُ وَ
حَسَبُهُ. إِنَّ الْمَالَ وَالْبَنِينَ حَرْثُ
الدُّنْيَا. وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ حَرْثُ
الْآخِرَةِ. وَقَدْ يَجْمَعُهُمَا اللهُ لِأَقْوَامٍ.
فَاحْذَرُوا مِنَ اللهِ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ
نَفْسِهِ. وَاخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ
بِتَعْذِيرٍ. وَاعْمَلُوا فِي غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا
سُمْعَةٍ. فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ لِغَيْرِ اللهِ
يَكِلْهُ اللهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهُ. نَسْأَلُ اللهَ
مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ. وَمَعَايِشَةَ السُّعَدَاءِ
وَمُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ.
أَيُّهَا النَّاسُ. إِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ
وَإِنْ كَانَ ذَا مَالٍ عَنْ عَشِيرَتِهِ وَ
دِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ
وَهُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ حَيْطَةً مِنْ

جب تک ایسی دنارت (حسد) نہ اختیار کرے گا جو (اگر) ظاہر
ہو جاوے تو اُسکے ذکر کرتے وقت اُس (حاسد) کو جھینپنا
پڑے اور جس سے کمینہ لوگوں کو اُس کی آبروریزی کا موقع
ملے اُسوقت تک (وہ مسلمان آدمی) اُس جیتنے والے
قمارباز کی طرح (کامیاب) رہے گا جو اپنے قمار بازی کے
تیروں سے اُس پہلی جیت کا انتظار کرتا ہے جس سے اُسکو
مال غنیمت حاصل اور اُسکا خسارہ زائل ہو کہ اسی طرح خیانت
سے بری مسلمان آدمی کو بھی خدا سے ان دو بھلائیوں سے
کسی ایک کا انتظار (یقیناً) رہے گا (اگر اُسکی اجل آگئی ہو تو
خدا کے (طرف) بُلانے والے کا (جو ملک الموت ہے) پس خدا کے
یہاں جو نعمت ہے وہ اسکے لئے بہتر ہے اور (اگر زندگی باقی
ہے تو) خدا کے رزق کا کہ اسوقت وہ صاحب اولاد و مال
ہو جاوے گا ایسی حالت میں کہ اُسکا ایمان اور ذاتی شرف بھی
اُسکے ساتھ رہے گا۔ غرض مال اور اولاد تو دنیا ہی کی کھیتی
ہے اور آخرت کی کھیتی (صرف) نیک عمل ہے اور خدا
کبھی بعض قوموں کے لئے دونوں (دنیا اور آخرت کی نعمت) کو
جمع بھی کر دیتا ہے لہذا خدا نے جن چیزوں سے تم کو بچایا ہے
اُن سے بچو اور اُس سے ڈرتے رہو۔ ایسا ڈرنا جسمیں کوئی
کمی اور تقصیر نہ ہو اور بغیر (لوگوں کے) دکھانے اور سُنانے
(کی نیت) کے (صرف خدا کے لئے) عمل (عبادت) کرو
کیونکہ جو شخص غیر خدا کے لئے عمل کرے گا اُسکو خدا اُسی کے
سپرد کرے گا جسکے لئے وہ عمل کیا ہے (حالانکہ) ہم لوگ
خدا سے شہیدوں کے درجات اور نیک بختوں کی زندگی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَرَائِهِ۔ وَالْمُهِمُّ لِشَعْثِهِ۔ وَالْعَاطِفُ عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ۔ وَلِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُوَرِّثُهُ غَيْرَهُ۔

وَمِنْهَا أَلَا يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ۔ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ، وَلَا يَنْقُصُهُ إِنْ أَهْلَكَهُ، وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ فَإِنَّمَا تَقْبِضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدًا وَاحِدَةً وَتَقْبِضُ مِنْهُمْ عَنْهُ أَيْدٍ كَثِيرَةً۔ تَلِينُ حَاشِيَتُهُ لِيَسْتَدِيمَ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ۔ (قَالَ الشَّرِيفُ الرَّضِيُّ رَحِمَهُ اللهُ) أَقُولُ: الْغَفِيرَةُ هَهُنَا الزِّيَادَةُ وَالْكَثْرَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ لِلْجَمْعِ الْكَثِيرِ الْجَمُّ الْغَفِيرُ وَالْجَمَّاءُ الْغَفِيرُ وَيُرْوَى عَفْوَةٌ مِنْ أَهْلٍ أَوْ مَالٍ۔ وَالْعَفْوَةُ الْخِيَارُ مِنَ الشَّيْءِ يُقَالُ أَكَلْتُ عَفْوَةَ الطَّعَامِ أَيْ خِيَارَهُ۔ وَمَا أَحْسَنَ الْمَعْنَى الَّذِي أَرَادَهُ! عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهِ: وَمَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ

اور نبیوں کی رفاقت کے خواستگار ہیں (جو ریاکاری سے نہیں حاصل ہو سکتی) [1]

لوگو! کوئی شخص اگرچہ (کتنا ہی بڑا) مالدار ہو اپنی قوم وقبیلہ اور اُنکے ہاتھ (پیر) اور زبانوں کی (اعانت) حفاظت ودفاع سے بے نیاز نہیں ہو سکتا (لہذا مال صرف کرکے اُنکو قبضہ میں رکھنا چاہیئے) کیونکہ وہی لوگ اس کے پیچھے اسکی سب سے زیادہ[2] حفاظت اور رعایت کرنیوالے اور اسکی پریشانی کے سب سے بڑے دفع کرنے والے اور جب کوئی مصیبت نازل ہو تو اس پر سب سے زیادہ شفقت کرنیوالے ہوتے ہیں (علاوہ بریں انسان کا) وہ ذکر خیر[3] جسے خدا لوگوں میں جاری رکھتا ہو اُسکے اُس مال سے کہیں بہتر ہے جسے وہ (شخص) دوسروں کیلئے چھوڑ جاتا ہو۔

(اور اسی خطبہ سے یہ بھی ہے) خبردار[4] تم میں سے کوئی شخص جب اپنے قرابت مندوں کو فقر وفاقہ میں مبتلا دیکھے تو اُنکو وہ (حقیر) مال خرچ کرکے فاقہ سے بچانے سے باز نہ رہے جسکو اگر روک رکھے گا تو اُس (کی دولت) کو زیادہ نہ کرے گا اور اگر ضائع کردے گا تو اسکو کم نہ کرے گا (پھر کیوں نہ اپنے عزیزوں پر احسان کرے) اور جو شخص اپنی قوم سے اپنا دست (کرم) روک لیتا ہے تو اُن سے (اسکا) ایک ہی ہاتھ رکتا ہو لیکن (اُسکے عوض) اس شخص سے اُن لوگوں کے بہت سے ہاتھ رُک جاتے ہیں اور جس شخص کا پہلو نرم رہتا ہو (یعنی جو اپنے اعزا پر احسان کرتا رہتا ہو) اُسپر اسکی قوم ہمیشہ فدا رہتی ہو (جناب سید رضی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ) میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَإِنَّ الْمُمْسِكَ خَيْرَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ إِنَّمَا يُمْسِكُ نَفْعَ يَدٍ وَاحِدَةٍ۔ فَإِذَا احْتَاجَ إِلَى نُصْرَتِهِمْ۔ وَاضْطُرَّ إِلَى مُرَافَدَتِهِمْ قَعَدُوا عَنْ نَصْرِهِ۔ وَتَثَاقَلُوا عَنْ صَوْتِهِ۔ فَمَنِعَ تَرَافُدَ الْأَيْدِي الْكَثِيرَةِ۔ وَتَنَاهُضَ الْأَقْدَامِ الْجَمَّةِ۔

کہتا ہوں کہ غفیرۃ (یہاں معنی) زیادتی اور کثرت ہے جو اُن (اہل عرب) کے اس قول سے ماخوذ ہے جو بڑی جماعت کو کہتے ہیں "الجم الغفیر" اور "الجماء الغفیر" اور بعض ادیبوں نے (بجائے غفیرۃ فی اہل اور مال کے) عفوۃ من اہل اور مال بیان کیا ہے اور عفوۃ کسی چیز کے عمدہ اور پسندیدہ حصہ کو کہتے ہیں چنانچہ بولتے ہیں اکلت عفوۃ الطعام یعنی میں نے پسندیدہ اور عمدہ کھانا کھایا۔ اور کیا اعلے (لطیف اور حکمت میں ڈوبا ہوا) مضمون حضرت علیہ السلام نے اپنے اس قول "جو شخص اپنا دستِ کرم اپنی قوم سے روک لیتا ہے" تا آخر میں ادا فرمایا ہے۔ کیونکہ جو بخیل شخص اپنے قوم وقبیلہ سے اپنا نفع اور احسان روک رکھتا ہے وہ اُن سے صرف ایک ہاتھ کا نفع روکتا ہے (کیونکہ وہ تنہا ہے) لیکن جب اُن لوگوں کی مدد کا محتاج اور (اُنکی خدمت اور) اعانت کیلئے مضطر ہوتا ہے تو وہ (قوم و قبیلہ کے لوگ) اُسکی مدد کرنے سے باز رہتے اور اُسکی آواز سے بہرے بن جاتے ہیں پس وہ (اپنے کاموں میں) بہت سے ہاتھوں کی مدد کرنے اور (اپنی خدمت و نصرت میں) بہت سے قدموں کے اُٹھنے سے محروم رہ جاتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۰ فالج کے معنی کامیاب اور جیتنے والے کے ہیں اور یاسر اُس شخص کو کہتے ہیں جو تیروں سے جُوا کھیلتا ہے اور عرب میں تیروں کے جُوے کا رواج بہت کثرت سے عرصہ دراز سے ہے اس جملہ میں تقدیم و تاخیر ہے اصل تقدیر یوں تھی کالیاسر الفالج اور یہ از باب تقدیم صفۃ بر موصوف ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے غرابیب سود اور حضرت کے اس کلمہ کا حسن یہ ہے کہ دونوں لفظ صفت ہیں اگرچہ ایک دوسرے پر مرتب ہے پس مقصود یہ ہے کہ جو شخص ایسی دنائت حسد نہ اختیار کرے جو ظاہر ہو جائے تو اُسکو نادم ہو کر شرمانا اور نظر نیچی کرنی پڑے اور جس کو کمینہ لوگ سُن لیں تو اُس حاسد کی مذمت اور پردہ دری کے درپے ہو کر اُسکو فضیحت اور رُسوا کرتے پھریں اُسوقت تک وہ کامیاب قمار باز کے مثل ہوگا ۱۲ ۵۲ مقصود یہ ہے کہ قضا و قدر کے مطابق مال و اولاد وغیرہ کا رزق آسمان سے اس طرح نازل ہوتا ہے جس طرح بارش کے قطرے گرتے ہیں کہ زمین کے ہر حصہ پر بُوندیں پہونچتی ہیں لیکن پراگندہ طور پر کہیں زیادہ ہوتی ہے کہیں کم اسی طرح رزق ہر شخص کو پہونچتا رہتا ہے لیکن پراگندہ طور پر کہ اگر اُسکی قسمت میں زیادہ لکھا گیا ہے تو زیادہ۔ کم لکھا گیا ہے تو کم۔ پھر حضرت لوگوں کو دوسروں کی کثرت اولاد و مال و جاہ پر حسد کرنے سے منع کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ دوسروں کی کثرت اور فراوانی تم کو حاسد نہ کر دے کہ اس حسد سے تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاؤ گے اور تمہارے اعمال حسنہ ضائع ہو جائیں گے اور اگر حسد کی دنائت کو اختیار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہ کروگے بلکہ صبر کروگے اور تقدیر الٰہی پر راضی رہوگے تو خدا تم سے نہایت درجہ خوش ہوگا اور اُسوقت تم اُس قمار باز کے مثل ہوگے جو پہلے ہی کھیل میں جیت جاتا اور نفع حاصل کر لیتا ہے کہ یا تو اُسکو نیا مال مل جاتا ہی یا جو مال اُسکے پاس سے ضائع ہو چکا ہی وہ واپس آجاتا ہی اسی طرح تم کو بھی رضائے خدا پر راضی رہنے اور حسد نہ کرنے سے دو نیکیوں اور دو نعمتوں سے ایک ضرور حاصل ہوگی کہ اگر تمھاری وفات کا وقت قریب آگیا ہے تو آخرت میں وہ نعمتیں حاصل ہوں گی جس کی ادنیٰ نعمت تک بھی دنیا کی اعلےٰ سے اعلیٰ نعمت نہیں پہونچ سکتی اور اگر دنیاوی زندگی کا زمانہ ابھی باقی ہے تو یہاں کی دولت عزت و جاہ و جلال اور کثرت اولاد و اعزا سب ہی حاصل ہوگی اور پہلے سے حسب دین اور شرف فضل و کمال جو حاصل ہیں وہ علٰحدہ ہیں پس ہر قسم کی نعمت کے مالک رہوگے غرض دونوں نعمتوں سے ایک ضرور ملے گی یا دنیا کی نعمتیں یا آخرت کی کہ دونوں سے محروم نہیں ہو سکتے ۱۲ ۵۳ یا اُس آیہ مبارکہ سے ہے جو کلام مجید میں ہے کہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کہ مال اور اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں دوسری آیت یہ ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَۃِ نَزِدْ لَہٗ فِیْ حَرْثِہٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ یعنی جو شخص آخرت کی زراعت چاہتا ہی خدا اُسکی زراعت میں زیادتی عطا کرتا ہی اور جو شخص دنیا کی زراعت چاہتا ہے اُسکو دنیا کی زراعت دیتا تو ہی لیکن اُسکو پھر آخرت سے کوئی حصہ نہیں ملتا ۱۲ ۵۴ یعنی چاہیے کہ تم خدا سے اس طرح خوف رکھو اور ایسا شدید تقوےٰ اختیار کرو جس سے زیادہ ممکن نہ ہو کہ خدا سے ڈرنے میں اپنی انتہائی کوشش اور تمام قوت صرف کر دو اور جسمیں کوئی کمی اور تقصیر نہ ہو کیونکہ خدا سے ڈرنا ایک عمل صالح ہے پس جو عمل اعلےٰ درجہ کا نہ ہوگا اُسکا ثواب اور اُسکا درجہ بھی اعلےٰ نہ ہوگا اور جسکو خدا کی کامل خشیت ہوگی اُسکو دنیا و آخرت کی لاتعد و لاتحصےٰ نعمتیں حاصل ہوں گی ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۸۷ ۵۵ جب حضرت وزارت حسد سے منع فرما چکے اور صبر کرنے اور قضا و قدر الٰہی پر راضی رہنے کا حکم دے چکے اور اسکے منافع کو بیان کر دیا تو اُسکے بعد اعمال عبادت میں ریاکاری سے منع فرماتے ہیں اور دکھانے سُنانے کی خرابیوں کو ارشاد کر رہے ہیں کیونکہ عمل عبادت وغیرہ میں ریاکاری کی بہت شدید مذمت اور سخت مذمت وارد ہوئی ہے کیونکہ واقعہ یہ ہی کہ جو شخص لوگوں کے دکھانے سُنانے کو عمل کرتا ہے وہ درحقیقت کوئی عمل اور عبادت نہیں ہی اسلیے کہ اُس سے تقرب الی اللہ مقصود نہیں اور خوشنودی باری مطلوب نہیں بلکہ دوسروں کا خوش کرنا اور اُن کی نظروں میں وقعت حاصل کرنا ہوتا ہی اسی مطلب کو حضرت نے ایک دوسری حدیث میں یوں فرمایا ہے لَیْسَتِ الصَّلٰوۃُ قِیَامَکَ وَقُعُوْدَکَ اِنَّمَا الصَّلٰوۃُ اِخْلَاصُکَ وَاَنْ تُرِیْدَ بِھَا اللّٰہَ وَحْدَہٗ یعنی نماز حقیقت میں تمھارا اُٹھنا بیٹھنا نہیں ہی بلکہ نماز تمھارا اخلاص ہی اور یہ کہ اُس سے تمھاری غرض صرف قرب الی اللہ اور خوشنودی باری ہو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہ کچھ اور ۱۲ ۵۲ جناب ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ اس جملہ اَعْظَمُ النَّاسِ حِیطَةً مِّنْ وَرَائِهٖ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ اُردو یہ ہے کہ یہ لوگ احتیاط کے اعتبار سے بزرگ ترین مردم ہیں اور بعض روایات میں کسرہ حا اور سکون یا سے واقع ہے جس سے یہ معنی ہوا کہ وہ اعزا و اقربا اُسکے پیچھے حفاظت اور رعایت کے اعتبار سے بزرگ ترین مردم ہیں یعنی اُس کے غیبت کے زمانہ میں یہی لوگ اُسکے مال کے حافظ رہتے ہیں اور تمام ممکن احتیاط کے ساتھ اُسکے نگہبان رہتے ہیں ۱۲ ۵۳ لسان الصدق یجعل اہ کسی شخص کے لسان الصدق سے یہ مقصود ہے کہ لوگ اُس کو اچھے نام سے یاد کریں اور اُس کی مدح و ثنا کریں چنانچہ کلام مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے وَاجْعَل لِّی لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ یعنی آئندہ آنیوالی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ ۱۲ ۵۴ جب حضرت جود و سخا اور اُس سے انسان کو جو ذکر خیر اور مدح و ثنا حاصل ہوتی ہے اُسکے فضائل و منافع بیان فرما چکے اور مالداروں کے اعزا و اقربا کی اہمیت اور اُنکے فوائد ذکر کر چکے تو اب بیان مذکور کی غرض و غایت بیان فرماتے ہیں کہ جب تم لوگوں کو معلوم ہو چکا کہ تم لوگوں کے اعزا و اقربا تمھارے کن کن وقتوں میں کام آسکتے ہیں اور تم لوگوں کو اُن سے کیسی کیسی مدد مل سکتی ہے اور یہ بھی تم لوگوں کو معلوم ہو چکا کہ اگر بخل کو راہ دے کر تم لوگ اپنا مال بچاؤ گے اور اعزا کی مدد نہ کروگے تو وہ مال تمھارے کام نہیں آئے گا کیونکہ تمھارے مرنے کے بعد اُس سے دوسروں کو نفع پہونچے گا۔ برخلاف اسکے اگر اپنے اعزہ اور احباب میں صرف کروگے یا خدا کی راہ میں خرچ کروگے تو تمھارا نام روشن ہوگا اور تمھارے مرنے کے بعد بھی لوگ تمھارا ذکر خیر کرتے رہیں گے اور تمھاری خوبیوں اور احسانات کو یاد کر کے تم پر رحمت خدا کے نازل ہونے کی دعا کریں گے لہذا اپنے مالوں کو اپنے اعزا کی حاجتوں میں خرچ کرو اور وہ لوگ فقر و فاقہ سے ہوں تو اُنکو مصیبتوں سے نجات دو کیونکہ بہت حقیر رقم سے اُن کا توفاقہ ٹوٹ جائے گا اور اُن کی احتیاج جاتی رہے گی اور تمھاری دولت میں اُس سے کوئی کمی نہ ہوگی اسلئے کہ بڑی دولت کا جزوی حصہ صرف ہونے سے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کس رقم سے یہ مقدار نکلی اور کہاں گئی برخلاف اُس شخص کے جس کے پاس وہ رقم پہونچتی ہے کہ صرف اُس رقم سے اُس کی جان بچ جاتی اور عزت محفوظ رہ جاتی ہے ۱۲

خطبہ (۲۵)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَعَمْرِیْ مَا عَلَیَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ۔ وَخَابَطَ الْغَیَّ مِنْ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ ہے (میں) اپنی قسم (کھا کر کہتا ہوں کہ) جو لوگ حق کے مخالف اور گمراہی میں اچھی طرح مبتلا ہیں میں نے اُن سے جہاد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِدْهَانٍ وَلَا إِيهَانٍ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ۔ وَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ وَامْضُوا فِي الَّذِي نَهَجَهُ لَكُمْ۔ وَقُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ۔ فَعَلَيَّ ضَامِنٌ لِفَلْجِكُمْ آجِلًا إِنْ لَمْ تُمْنَحُوهُ عَاجِلًا۔

کرنے میں کسی قسم کی نرمی اور سستی نہیں کی (اور نہ کبھی کروں گا) پس بندگانِ خدا! تم لوگ خدا سے ڈرو اور (غضب) خدا سے بھاگ کر (رحمت) خدا کی پناہ میں آجاؤ اور اُس نے جو راہ تمہارے لئے کشادہ کردی ہے اُسی پر چلو اور جو امر تم پر لازم کردیا ہے اُسکی پابندی کرو کہ (ایسا کرنے سے) اگر تم کو فوری (دنیاوی) کامیابی نہ عطا ہوگی تو علی تمہاری آئندہ (اُخروی فلاح و) کا ذمہ دار ہے۔

---

۱۲ اس خطبہ میں حضرت جہاد میں اپنے ثابت قدم رہنے کا اظہار فرماتے ہیں اور رد فرماتے ہیں اُس شخص کے قول کی جو حضرت کے نرمی اور مداہنہ کا قائل ہو اور لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے خوف دلاتے اطاعت کی ترغیب و تحریص فرماتے ہیں ۱۲ ۲ اِدْہَان دل کے خلاف بات ظاہر کرنا منافقت کی چال اختیار کرنا جہاں سختی چاہیئے وہاں ظاہری مصلحتوں کے موافق نرمی کرنا اور اپنے ذاتی منافع کا لحاظ کرکے حقیقی برتاؤ کے خلاف عمل کرنا کلام مجید میں ہے وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ (وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر نرمی تم کرو تو وہ بھی نرم ہوجائیں) اور اِیہان سُست کرنا پس مقصود یہ ہے کہ میں اُمورِ دین میں مداہنہ اور چشم پوشی کیونکر کرسکتا ہوں اسلئے کہ جو لوگ حق کی مخالفت اور ضلالت و باطل کی مباشرت و مغالطت پر آمادہ بلکہ اسمیں مبتلا ہیں اُن سے جہاد کرنا واجب ہے ویسا ہی واجب جیسے دوسرے واجبات جس کی تعمیل ضروری ہے اور جس کو ترک نہیں کیا جاسکتا ۱۲ ۳ حضرت نے تین شرطیں اپنے ذمہ داری کی فرمائی ہیں پہلی یہ کہ خدا سے ڈرو کہ بغیر خوف الٰہی انسان نہ کوئی نیک عمل کرسکتا ہے اور نہ کسی بدعمل سے بچ سکتا ہے پس تقوے ہر امر عبادت کیلئے شرط ہے دوسرے یہ کہ خدا کی نافرمانی اور اپنے نفس پرستی سے علیحدہ ہوکر خدا کی رحمت کی طرف آؤ کہ اُس سے اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو اور اُسکی رحمت اور مغفرت کا سوال کرو کہ وہ غفار اور ارحم الراحمین ہے تم کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا تیسرے یہ کہ جس چیز سے منع کیا ہے اُس سے ہمیشہ پرہیز کرو کہ یہ تین صورتیں اختیار کرلوگے تو خدا کی رحمت دنیا ہی میں تم پر نازل ہونے لگے گی اور اگر دنیا میں تم کو کامیابی نہیں ہوئی تو آخرت میں ضرور ہوگی جس کے لئے میرا ذمہ ہے ۱۲

خطبہ (۲۶)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهِ الْأَخْبَارُ بِاسْتِيلَاءِ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔
جب حضرت کو اپنے شہروں پر اصحاب معاویہ کے غالب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْبِلَادِ وَقِيَامِ
عَلَيْهِ عَامِلَاهُ عَلَى الْيَمَنِ وَهُمَا
عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَسَعِيدُ بْنُ
نِمْرَانَ لَمَّا غَلَبَ عَلَيْهِمَا بُسْرُ بْنُ
أَبِي أَرْطَاةَ - فَقَامَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى
الْمِنْبَرِ ضَجِرًا بِتَثَاقُلِ أَصْحَابِهِ عَنِ
الْجِهَادِ وَمُخَالَفَتِهِمْ لَهُ فِي الرَّأْيِ
فَقَالَ مَا هِيَ إِلَّا الْكُوفَةُ أَقْبِضُهَا وَ
أَبْسُطُهَا - إِنْ لَمْ تَكُونِي إِلَّا أَنْتِ تَهُبُّ
أَعَاصِيرُكِ - فَقَبَّحَكِ اللّٰهُ (وَ تَمَثَّلَ
بِقَوْلِ الشَّاعِرِ)

لَعَمْرُ أَبِيكَ الْخَيْرِ يَا عَمْرُو إِنَّنِي
عَلَى وَضَرٍ مِنْ ذَا الْإِنَاءِ قَلِيلِ

(ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) أُنْبِئْتُ
بُسْرًا قَدِ اطَّلَعَ الْيَمَنَ - وَإِنِّي وَاللّٰهِ
لَأَظُنُّ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ سَيُدَالُونَ
مِنْكُمْ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ - وَ
تَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ - وَبِمَعْصِيَتِكُمْ
إِمَامَكُمْ فِي الْحَقِّ - وَطَاعَتِهِمْ إِمَامَهُمْ
فِي الْبَاطِلِ - وَبِأَدَائِهِمُ الْأَمَانَةَ
إِلَى صَاحِبِهِمْ وَخِيَانَتِكُمْ - وَبِصَلَاحِهِمْ
فِي بِلَادِهِمْ وَفَسَادِكُمْ - فَلَوِ ائْتَمَنْتُ
أَحَدَكُمْ عَلَى قَعْبٍ لَخَشِيتُ أَنْ

آتے[۱] جانے کی پے در پے خبریں پہونچیں[۲] اور حضرت کے دونوں
حاکم یمن یعنی عبید اللہ بن عباس اور سعید بن نمران
(معاویہ کے سردار فوج) بسر بن ارطاۃ سے مغلوب ہو کر
آپ کی خدمت میں بھاگ آئے[۳]۔ تو حضرت اپنے لشکر
کے جان چرانے اور (ہر امر میں) آپ کی رائے کی
مخالفت کرنے سے تنگ دل ہو کر منبر پر تشریف لے گئے
اور فرمایا: (حقیقت یہ ہے کہ اب) کوفہ کے سوا کوئی (شہر
میرے قبضہ میں) نہیں ہے اسی کو میں (اچھی طرح) کھول
اور بند کر سکتا ہوں (یعنی اسی پر میرا پورا اختیار ہے)
(پس کوفہ!) اگر (واقعاً میرے قبضہ میں) تیرے سوا کوئی
(شہر) نہ رہا (اور تیری بھی یہ حالت ہے کہ) تجھ میں (میری
مخالفت کے) بگولے بلند ہوتے رہتے ہیں تو خدا تیرا
بھی برا کرے[۴]۔ (پھر شاعر کا ایک شعر بطور مثل پڑھا جس کا
ترجمہ یہ ہے) عمرو! میں تیرے اچھے باپ کی قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ مجھے اس ظرف سے تھوڑی سی میل (کے سوا کوئی
چیز نہیں) حاصل ہوئی[۵]۔ (پھر فرمایا) مجھے خبر ملی ہے کہ بسر
یمن تک پہونچ گیا اور مجھے تو بخدا اندیشہ ہے کہ تمھاری
تمام بقیہ دولت پر بھی یہ لوگ بہت جلد قابض ہوا چاہتے
ہیں اسلئے کہ وہ لوگ اپنے باطل تک پر مجتمع (اور متفق) ہیں
اور تم لوگ اپنے حق سے (بھی مختلف اور) متفرق ہو (یعنی
اُن لوگوں میں ہر امر میں اتفاق و اتحاد اور تم لوگوں میں اختلاف
و افتراق ہے) اور تم لوگ امر حق تک میں اپنے امام کی
(یعنی میری) نافرمانی کرتے ہو اور وہ لوگ امر باطل میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَذْهَبُ بِعَلَائِقِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ مَلَلْتُهُمْ وَمَلُّوْنِیْ وَسَئِمْتُهُمْ وَسَئِمُوْنِیْ۔ فَاَبْدِلْنِیْ بِهِمْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَاَبْدِلْهُمْ بِیْ شَرًّا مِّنِّیْ۔ اَللّٰهُمَّ مِثْ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ۔ اَمَا وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنَّ لِیْ بِكُمْ اَلْفَ فَارِسٍ مِّنْ بَنِیْ فِرَاسِ بْنِ غَنْمٍ۔

هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ اَتَاكَ مِنْهُمْ
فَوَارِسُ مِثْلُ اَرْمِيَةِ الْحَمِيْمِ

ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْمِنْبَرِ (قَالَ الشَّرِيْفُ الرَّضِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ) اَقُوْلُ: اَلْاَرْمِيَةُ جَمْعُ رَمِيٍّ وَهُوَ السَّحَابُ۔ وَالْحَمِيْمُ هٰهُنَا وَقْتُ الصَّيْفِ۔ وَاِنَّمَا خَصَّ الشَّاعِرُ سَحَابَ السَّيْفِ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ اَشَدُّ جُفُوْلًا وَاَسْرَعُ خُفُوْقًا لِاَنَّهٗ لَا مَاءَ فِيْهِ۔ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ السَّحَابُ ثَقِيْلَ السَّيْرِ لِامْتِلَائِهٖ بِالْمَاءِ وَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ فِی الْاَكْثَرِ اِلَّا زَمَانَ الشِّتَاءِ۔ وَاِنَّمَا اَرَادَ الشَّاعِرُ وَصْفَهُمْ بِالسُّرْعَةِ اِذَا دَعَوْا وَالْاِغَاثَةِ اِذَا اسْتُغِيْثُوْا وَاللَّيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ قَوْلُهٗ۔

بھی اپنے سردار (معاویہ) کی (پوری) اطاعت کرتے ہیں اور (اسی طرح) وہ لوگ اپنے سردار کی امانت اُس تک پہونچا دیتے ہیں اور تم لوگ خیانت کرتے ہو اور وہ لوگ اپنے شہروں میں (امن) صلاح قائم رکھتے ہیں اور تم لوگ فساد کرتے رہتے ہو یہاں تک کہ اگر میں ایک لکڑی کا پیالہ بھی تم سے کسی کے پاس امانت رکھوں تو خوف ہے کہ وہ اُسے (دستہ یا) ڈوری سمیت غائب کر دے بار الٰہا! میں تو اب ان سے عاجز آ گیا اور یہ مجھ سے عاجز آ گئے اور میں اُن سے اُکتا گیا اور یہ مجھ سے اُکتا گئے تو اب ان کے عوض ان سے اچھے لوگ مجھے اور میرے عوض مجھ سے بدتر (سردار) انھیں عطا فرما۔ اور بار الٰہا ان کے دلوں کو اس طرح گھلا (کر مٹا) دے جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ سنو بخدا مجھے یہ پسند ہے کہ تم سب کے عوض مجھے صرف ہزار سوار قبیلہ بنی فارس بن غنم کے مل جائیں۔

(ترجمہ شعر جسے حضرت نے اس موقع پر بطور مثل پڑھا
اگر تو (اُن کو) پکارے گا تو اُسوقت تیرے پاس اُنکے ایسے سوار آ پہونچیں گے جو موسم گرما کی طرح (تیز رفتار) ہیں اسقدر فرما کر حضرت منبر سے اُتر آئے (جناب سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ارمیہ جمع ہے لفظ رمی کی جس کا معنے ابر ہے اور حمیم یہاں (معنے) موسم گرما ہے۔ اور شاعر نے خاص کر گرمی کے ابر کو اس سبب سے ذکر کیا کہ وہ نہایت تیز رفتار اور ہلکا ہونے سے بہت سریع السیر ہوتا ہے کیونکہ اُسمیں پانی تو ہوتا نہیں اسلیے کہ ابر وزنی اور سست رفتار اسی سبب سے ہوتا ہے کہ اُسمیں پانی بھرا ہوتا ہے اور سوائے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

هُنَالِكَ لَوْ دَعَوْتَ أَتَاكَ مِنْهُمْ ۔ موسم سرما کے عموماً یہ (یعنی ابر پانی سے بھرا ہوا) نہیں ہوتا
بہر کیف شاعر کا مقصود اُس قوم کی اُسوقت کی مستعدی اور سُرعت بیان کرنا ہی جب وہ (مدد کیلئے پکارے جاتے ہیں اور
(اُن کی) فریاد رسی کی مدح کرنا ہے جب اُن سے فریاد کی جاتی ہی اور اس پر دلیل شاعر کا پہلا مصرع ہے جسمیں کہا ہے کہ
(مخاطب!) اگر تو (اُنکو) پکارے گا تو اُسوقت تیرے پاس اُن کے سوار آ پہونچیں گے۔

حاشیہ صفحہ ۱۵۱ اس خطبہ کے متعلق علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "جنگ صفین سے فارغ ہونے اور قضیہ حکمین و خوارج کے ختم ہونے کے بعد حضرت امیر المؤمنین علیہ السّلام نے اس خطبہ کو ارشاد فرمایا اور یہ حضرت کے آخری خطبوں سے ہی ۱۲ سنہ ۴۰ بلاد عرب پر معاویہ کے لشکروں کے تسلط حاصل کرتے جانے کی وجہ مشہور ہی یعنی اُسکی باطل پرستی اور حضرت امیر المومنین کی حق پرستی کیونکہ حضرت انصاف اور احکام خدا سے ذرا بھی تجاوز نہیں کرتے تھے خواہ اس سے حضرت کے ساتھی کتنا ہی ناراض ہوتے اور آپ کا جس قدر بھی نقصان ہوتا اسکے بالکل برعکس معاویہ کی حالت تھی کہ مجسم حیلہ و مکر اور کید و فریب تھا اپنے ترقی اور عروج کے لئے ہر بُرے سے بُرے امر کو واجب جانتا اور اپنی کامیابی کے لئے ہر ظلم کو روا رکھتا جس ہونہار آدمی کو دیکھتا بکثرت مال دے کر اُسے ملا لیتا تھا اور خاندان بنی ہاشم سے لوگوں کو مخالف کرنے کے لئے اپنے خزانوں کا مُنھ کھول رکھا تھا ۱۲ سنہ ۴۳ بُسر بن ارطاۃ کے حجاز اور یمن پر تسلط حاصل کرنے کی کیفیت علامہ ابن ابی الحدید وغیرہ نے بہت طویل لکھی ہے لہذا یہاں تاریخ کامل سے اسکا واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ مورخ مذکور سنہ ۴۰ ہجری کے واقعات میں لکھتا ہی کہ دو حکمین کے فیصلہ سُنانے کے بعد سنہ ۴۰ ہجری میں معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو حجاز کی طرف بھیجا۔ وہ مدینہ میں پہونچا تو حضرت علی کے حاکم مدینہ ابو ایوب انصاری وہاں سے بھاگ کر کوفہ حضرت علی کے پاس چلے آئے بسر مدینہ میں داخل ہو کر منبر پر گیا اور کہا "اگر مجھے ممانعت نہ ہوتی تو آج میں کسی بالغ شخص کو بھی اس شہر میں زندہ نہ چھوڑتا جس پر اہل مدینہ نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر بسر نے مدینہ کے بہت سے مکانات منہدم کرا دیے وہاں سے مکہ آیا اور وہاں بھی لوگوں سے جبراً بیعت لی۔ وہاں سے یمن آیا جہاں حضرت علی کی طرف سے عبید اللہ بن عباس حاکم تھے پس عبید اللہ بُسر کی شقاوت اُسکے ظلم اور سفاکی سے خوف زدہ ہو کر بھاگے اور کوفہ میں حضرت علی کے پاس چلے آئے بُسر وہاں پہونچا تو بہت سے لوگوں کو قتل کیا جن میں عبید اللہ بن عباس کے دو نہایت کمسن بچے بھی تھے باوجودیکہ یمن کی ہر عورت اور مرد سینہ پیٹتا رہا لیکن بُسر نے ان دونوں بچوں کو ذبح کر ڈالا اسکی خبر حضرت علی کو معلوم ہوئی تو ایک شخص جاریہ کو دو ہزار سواروں کے ساتھ بُسر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جاریہ چلے تو بجران میں بُسر کے لوگوں سے مٹھ بھیڑ ہوئی لیکن بُسر بھاگ کھڑا ہوا جاریہ نے طرفداران بنی اُمیہ سے بہت سے لوگوں کو قتل کیا پھر بُسر کا تعاقب کئے ہوئے مکہ تک آئے وہاں معاویہ کے پیروؤں پر فتح حاصل کر کے اُن سے حضرت علی کی بیعت لی پھر مدینہ آئے وہاں ابو ہریرہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

معاویہ کی طرف سے نیا والی مقرر ہوا تھا وہ جاریہ کو دیکھ کر بھاگا جاریہ نے وہاں والوں سے حضرت علی کے لئے بیعت لی پھر کوفہ میں واپس آئے کیونکہ بسر ایسا بھاگا کہ اسکا پتہ نہ لگا بسر کے فرزندان عبیداللہ بن عباس کو ذبح کرنے سے اُن دونوں کی ماں پاگل ہوگئی اور ہمیشہ جلسوں میں اُن دونوں کو ڈھونڈھا کرتی تھی جب حضرت امیرالمومنین کو بسر کے اس شقاوت کی خبر معلوم ہوئی تو بے حد بیتاب ہوئے اور بسر کے لئے بددعا کی اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اسْلُبْہُ دِیْنَہٗ وَعَقْلَہٗ فَاَصَابَہٗ ذٰلِکَ وَفُقِدَ عَقْلُہٗ فَکَانَ یُھْذَیْ بِالسَّیْفِ فَیَطْلُبُہٗ فَیُؤْتٰی بِسَیْفٍ مِّنْ خَشَبٍ وَیُجْعَلُ بَیْنَ یَدَیْہِ زُقٌّ مَّنْفُوْخٌ فَلَا یَزَالُ یَضْرِبُہٗ وَلَمْ یَزَلْ کَذٰلِکَ حَتّٰی مَاتَ یعنی فرمایا بارالٰہا بسر کے دین اور عقل کو سلب کرلے۔ پس فوراً یہ دعا مقبول ہوئی کہ اُس کی عقل زائل ہوگئی اور یہ حالت پہونچی کہ تلوار گھماتا رہتا اور اُسی کو لوگوں سے طلب کرتا پس لوگ اُسکو لکڑی کی ایک تلوار دیدیتے اور ہوا بھر کر ایک مشک اُسکے سامنے رکھ دیتے پس وہ آدمی سمجھ کر اُسے مارا کرتا یہاں تک کہ اسی حالت میں مرگیا۔ از تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۳ صہ ۱۵۳۔ لیکن صاحب نصائح کافیہ نے لکھا ہے کہ بسر بن ارطاۃ نے فرزندان عبیداللہ بن عباس کو ماں کی گود میں ذبح کیا جس پر وہ عورت مجنوں ہوگئی علامہ ابن ابی الحدید بسر کی صفت میں لکھتے ہیں کَانَ قَاسِیَ الْقَلْبِ فَظًّا شَقَّاکًا لِلدِّمَاءِ لَا رَافَۃَ عِنْدَہٗ وَلَا رَحْمَۃَ یعنی بسر نہایت درجہ شقی القلب۔ ظالم اور بڑا خونخوار تھا اُسمیں رحمت نام کو بھی نہیں تھی ۱۲ ۵۴ یعنی میرے باقاعدہ قبضہ میں سوائے کوفہ کے کوئی شہر نہیں کیونکہ اسی میں میں ہوں دوسرے شہروں میں وہ لوگ ہیں جو جہاد سے جان چراتے اور میری رائے سے مخالفت کرتے ہیں پس میرا اختیار صرف اسی میں ہے جس پر میں اس طرح تصرف کرسکتا ہوں جس طرح ہر شخص اپنے لباس پر تصرف کرتا ہے کہ جب چاہا اُسے کھول دیا جب چاہا باندھ دیا پھر کوفہ کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ کوفہ میرے قبضہ میں تیرے سوا کوئی شہر نہ رہا تو تیری بھی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ گو تجھ پر مجھے پورا اختیار ہے لیکن کس کام کا کیونکہ تیرے رہنے والے میری بات تک نہیں مانتے دشمن سے مقابلہ نہیں کرتے آرام طلب اور نفس پرست ہیں۔ حضرت نے کوفہ کے لوگوں کی مخالفت اور پراگندگی کو بگولوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس طرح بگولا خاک اُڑاتا اور زمین کو فاسد کرتا ہے اُسی طرح کوفہ والوں کی مخالفت اور پراگندگی طوفان اُٹھا رہی تھی اور وہاں کے رہنے والوں کو اذیت اور ذلت کا سامان بہم پہونچا رہی تھی ۱۲ ۵۵ یعنی جس طرح برتن میں کھانے کے بعد روغن کی دہنیت رہ جاتی ہے جو نہ کسی کا پیٹ بھر سکتی ہے نہ کسی زبان کو اُس سے مزہ مل سکتا ہے اُسی طرح میری اور کوفہ کی حالت ہے کہ اس سے بھی مجھے کوئی نفع نہیں کیونکہ اسکے باشندے نافرمان اور بزدل ہونے سے محض ناکارہ ہیں پس اس شعر سے تشبیہ دینے کی وجہ کوفہ کی ذلت اور حقارت اور اُن کا بے مصرف محض ہونا ہے علامہ ابن ابی الحدید اپنے شیخ ابوعثمان الجاحظ سے ناقل ہیں کہ اُس نے عراق والوں کے متعلق بیان کیا کہ وَمَا زَالَ لِلْعِرَاقِ مَوْصُوْفًا اَھْلُہٗ بِقِلَّۃِ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الطَّاعَةِ وَبِالشِّقَاقِ عَلٰی اُولِی الرِّیَاسَةِ یعنی کوفہ کی ہمیشہ یہی حالت رہی ہے کہ اسکے باشندے بہت کم مطیع ہوتے اور برابر اپنے سرداروں سے مخالفت کرتے رہتے تھے چنانچہ اسکے بعد اپنے دعوے کے شاہد میں حجاج بن یوسف ثقفی کے چند خطبے بھی نقل کئے ہیں جنھیں اُس نے اپنی گورنری عراق کے زمانہ میں اہل عراق کی مذمت میں بیان کیا تھا ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۹۷ ۱ علامہ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ساتھیوں کے حق میں یہ دعا اس سبب سے کی کہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اس قوم غدار و مکار کی اصلاح نہیں ہو سکتی جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہو کر یہ دعا کی تھی وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا کہ بارالٰہا ان لوگوں کی بس تباہی کو زیادہ کرتا رہ" اور علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "حضرت کا مقصود واقعاً یہ نہیں ہے کہ ان میں بھی اچھائی ہے اور مجھے ایسے لوگ ان کے عوض دے جن میں ان سے زیادہ اچھائی ہو۔ اور نہ یہ کہ مجھ میں بھی بُرائی ہے اور انھیں ایسا شخص میرے عوض دے جس میں مجھ سے زیادہ برائی ہو بلکہ مقصود صرف اچھائی اور بُرائی ہے یعنی یہ لوگ بُرے ہیں ان کے عوض مجھے اچھے لوگوں کو دے اور میں اچھا ہوں لیکن یہ لوگ میری قدر نہیں کرتے پس میرے عوض ان کو بُرا اور شریر سردار دے ۱۲ ۲ یعنی ان کے دل کو اس طرح پگھلا دے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے کہ پھر اُسکا کچھ بھی اثر نظر نہیں آتا اُسی طرح اُن کے دل کی قوت احساس بھی بالکل زائل ہو جائے جس کے بعد یہ لوگ مثل جمادات کے ہو جائیں گے کیونکہ جب دل ہی نہ رہے گا تو انسانیت کیا باقی رہ سکتی ہے علامہ کاشانی اسپر لکھتے ہیں مشہور ہے کہ جسوقت حضرت نے یہ بددعا کی تھی اُسی وقت حجاج بن یوسف اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا جو بڑا ہو کر اہل کوفہ پر حاکم مقرر ہوا اور اسقدر وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم کیا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور کوفہ ایسا عظیم الشان شہر ویران ہو کر رہ گیا کہ آج تک پھر آباد نہ ہو سکا ۱۲ ۳ بنو مُدرِکہ بن الیاس بن مُضر عرب کا ایک نہایت مشہور و معروف شجاع قبیلہ تھا جس میں ہر شخص نہایت دلیر ہوتا تھا اُنکی ادنیٰ شجاعت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس قبیلہ کا ایک شخص اپنے خاندان کی بہت سی عورتوں کو کسی جگہ لے جا رہا تھا کہ ایک بڑے قبیلہ نے اُسپر حملہ کر دیا اُس نے عورتوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ اپنی راہ چلی جاؤ اور تنہا مقابلہ کرتا رہا آخر ایک شخص کا تیر اُسکے سینہ پر لگا اُس نے فوراً اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اُسپر ہاتھ ٹیک کر کھڑا ہو گیا دشمن سمجھتے رہے کہ زندہ کھڑا ہے حالانکہ وہ مُردہ تھا آخر جب عورتیں اپنی منزل مقصود تک پہونچ گئیں اُسکے بعد دشمنوں نے اُسکو بے حس و حرکت دیکھ کر تعجب کیا اور اُس کے گھوڑے کو تیر مارا جس کے گرنے سے وہ سوار بھی گرا اُس وقت اُن لوگوں کو معلوم ہوا کہ مُردہ تھا ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۲۷)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ نَذِيرًا لِّلْعَالَمِيْنَ - وَاَمِيْنًا عَلَى التَّنْزِيْلِ - وَاَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلٰى شَرِّ دِيْنٍ - وَفِيْ شَرِّ دَارٍ - تُنِيْخُوْنَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ - وَحَيَّاتٍ صُمٍّ - تَشْرَبُوْنَ الْكَدِرَ وَتَاْكُلُوْنَ الْجَشِبَ - وَتَسْفِكُوْنَ دِمَاءَكُمْ وَتَقْطَعُوْنَ اَرْحَامَكُمْ - الْاَصْنَامُ فِيْكُمْ مَنْصُوْبَةٌ - وَالْاٰثَامُ بِكُمْ مَعْصُوْبَةٌ - (وَمِنْهَا) فَنَظَرْتُ فَاِذَا لَيْسَ لِيْ مُعِيْنٌ اِلَّا اَهْلُ بَيْتِيْ - فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ - وَاَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذٰى - وَشَرِبْتُ عَلَى الشَّجَا - وَصَبَرْتُ عَلٰى اَخْذِ الْكَظَمِ - وَعَلٰى اَمَرَّ مِنْ طَعْمِ الْعَلْقَمِ - (مِنْهَا) وَلَمْ يُبَايِعْ حَتّٰى شَرَطَ اَنْ يُّؤْتِيَهٗ عَلَى الْبَيْعَةِ ثَمَنًا - فَلَا ظَفِرَتْ يَدُ الْبَائِعِ - وَخَزِيَتْ اَمَانَةُ الْمُبْتَاعِ - فَخُذُوْا لِلْحَرْبِ اُهْبَتَهَا - وَاَعِدُّوْا لَهَا عُدَّتَهَا - فَقَدْ شَبَّ لَظَاهَا - وَعَلَا سَنَاهَا - وَاسْتَشْعِرُوا الصَّبْرَ فَاِنَّهٗ

خدا نے (حضرت) محمد (مصطفٰے) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اپنے عذاب سے) سارے جہان کا ڈرانے والا اور (اپنے احکام کے) پہونچانے پر امین مقرر کر کے بھیجا تھا اُسوقت جب اے گروہ عرب! تم لوگ بدترین دین پر اور بدترین گھر میں سخت پتھروں[۱] اور مہلک سانپوں کے درمیان (گھرے ہوئے) پڑے تھے[۲] (اسکے علاوہ) میلا پانی پیتے۔ اور بدمزہ ناگوار غذا کھاتے[۳] ساتھ ہی ایک دوسرے کا خون بہاتے اور قطع رحم کیا کرتے تھے[۴] (پرستش کیلئے بکثرت) بُت (تمہارے یہاں) نصب تھے اور گناہوں کا (پورا) بار تم سے چمٹا ہوا تھا[۵] (یہ جملے بھی اسی خطبہ کے ہیں جب لوگوں نے خلافت غصب کرلی تو) میں نے نظر ڈالی۔ پس سوائے اہلبیت کے کسی کو بھی اپنا مددگار نہ پایا لہذا میں اُنکو (جہاد میں) مرنے سے بچاتا رہا۔ اپنی خس و خاشاک پڑی ہوئی آنکھ کو (بغیر صاف کئے) کھولتا اور (اسے) بند کرتا رہا۔ حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی پر پانی پیتا رہا اور غصہ کے فرو اور حنظل کے مزہ سے زیادہ تلخ (مصیبتوں کے برداشت کرنے) پر صبر کرتا رہا[۶] (یہ جملے بھی اسی کے ہیں[۷]) اور (عمرو بن عاص نے معاویہ کی) بیعت اُسوقت تک نہ کی جب تک یہ شرط نہ کرلی کہ وہ اسے بیعت کی قیمت دے گا پس اس بیعت کرنے والے کا ہاتھ کامیاب نہ ہوا اور بیعت لینے والے (معاویہ) کا عہد و پیمان ذلیل و خوار ہو پس (لوگو! اب تم بھی) جنگ کے ہتھیار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَدْعٰی اِلَی النَّصْرِ۔ سنبھال لو اور اسکا ساز و سامان مہیا کر لو کہ یقیناً اس (آتش جنگ) کے شعلے بھڑک اُٹھے اور اُسکی روشنی بلند ہو گئی اور (ساتھ ہی ہر سختی پر) صبر کو اپنا (شیوہ) شعار قرار دو کہ یہی (فتح و) نصرت کی طرف سب سے بہتر بلانے والا (ذریعہ) ہے۔

---

۵۱ بدترین دین تو بت پرستی شرک وغیرہ ہی بدترین مقام ملک حجاز ہی جو عرب کا ایک بڑا حصہ ہے اور حجاز کا چٹیل میدان اور زمین عرب مشہور ہی کہ بے آب و گیاہ اور نہایت سخت اور پتھریلی ہی بلکہ اُسکا اکثر حصہ سخت پتھر ہے علاوہ بریں اُسمیں بہت بڑے بڑے اور نہایت زہریلے اژدہے رہتے ہیں ۱۲ ۵۲ حیات صیم۔ صم جمع ہے اصم کی بمعنے بہرا حضرت نے حجاز کے زہریلے سانپوں کو بہرا اس سبب سے فرمایا کہ وہ سب اپنی قوت جسامت سختی شدت زہر اور کثرت خباثت کے سبب سے لوگوں کے جھڑکنے ڈانٹنے اور دھمکی دینے کی آواز سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوتے اور نہایت بے پروائی سے حملہ کرتے ہیں پس اس سبب سے لوگ اُن سانپوں کو بہرا سانپ کہتے ہیں کہ وہ گویا لوگوں کی آواز سُننے سے بہرے ہیں پس یہاں مفہومی ترجمہ کیا گیا ہے یعنی مہلک سانپ ۱۲ ۵۳ بدمزہ اور ناگوار غذا مثل کچا پکا گوشت۔ جَو کی بھوسی خرمُوں کی گٹھلی کا آٹا سوسمار جانور وغیرہ تھی۔ بلکہ بھوک کی حالت میں تو خون کو اونٹ کے پیشاب میں ملا کر اُسے دھوپ میں خشک کر کے پیس کر اُسکی روٹی وغیرہ پکاتے اور وہی کھاتے ۱۲ ۵۴ عرب کی خونریزی اور قطع رحم کے واقعات سے ہر شخص واقف ہے کہ ایک اونٹ تک کے لئے چالیس اور ستر برس تک جنگ قائم رہتی اور قبیلہ کا خون بہتا رہتا اور ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں کے ہلاکت تک نوبت پہونچ جاتی اور قطع رحم کی یہ حالت تھی کہ باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو بھائی بھائی کو قتل کرتا یا اُس سے جنگ کرتا غرض ایام جاہلیت میں اس قسم کے ہزاروں عیوب تھے جن کے سبب سے وہاں کے رہنے والے بہائم سے بھی بدتر ہو رہے تھے ۱۲ ۵۵ یہ استعارہ ہی یعنی تم لوگ اس طرح گناہوں میں جکڑے تھے کہ معلوم ہوتا تھا دوسروں نے گناہوں کو تم میں اس طرح باندھ دیا ہی کہ تم لوگ اُن سے نکل نہیں سکتے لیکن آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے سے تم لوگ آدمی بن گئے سیدھی راہ پر آ گئے لذیذ غذائیں کھانے لگے اچھے لباس پہننے لگے اور کل نعمتہائے دُنیا سے نفع حاصل کرنے لگے ۱۲ ۵۶ حضرت ان جملوں میں غصب خلافت کی حالت اور اپنی تنہائی بے بسی کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب لوگ دُنیا پرستی پر اُتر آئے اور خلافت کو غصب کر لیا تو میں نے دیکھا کہ سوائے اہلبیت رسالتمآب صلعم کے کوئی بھی میرا طرفدار اور مددگار نہیں ہی پس اگر اُنکو لے کر جہاد کرتا تو ہزاروں سے یہ دو چار فرد کہانتک جہاد کرتے لہذا میں نے ان کو بچایا اور انکو اپنی مدد میں دشمنوں کے مقابلہ پر بھیجنے میں بخل کیا حالانکہ اسلام کے مٹنے اور باطل کے رواج پانے سے میرے غصہ اور غضب کی وہ حالت ہو رہی تھی جو اُس شخص کی ہوتی ہی جس کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آنکھ میں تنکے پڑ گئے ہوں کہ وہ اُسکو بند نہیں کر سکتا لیکن میں کیا کرتا اپنی اُس حالت کو برداشت کرتا رہا یا میری حالت اُس شخص کے مثل تھی جسکے گلے میں لقمہ یا ہڈی پھنس گئی ہو کہ جب تک وہ فرو نہ ہو جاوے انسان کچھ کھا پی نہیں سکتا لیکن میں اسی حالت پر اپنے امور کو انجام دیتا رہا دین کے محو اور شریعت کے پامال ہونے سے مجھے جو غیظ و غضب اور حرقت قلب ہو رہی تھی اُسکو بھی میں غیر معمولی کوشش کر کے فرو کرتا رہا اور اُن مصائب کو برداشت کرتا رہا جنکا برداشت کرنا حنظل وغیرہ تلخ پھلوں کے کھانے سے بھی زیادہ ناگوار اور تلخ تھا ۱۲ ۵۸ ان جملوں میں حضرت نے معاویہ کے عمرو عاص کو ملانے کی طرف اشارہ کیا ہے جسکا واقعہ یہ ہے کہ جنگ جمل کی خبر معاویہ کو معلوم ہوئی تو وہ اپنی تمنا تحصیل سلطنت سے مایوس ہو کر بہت پریشان ہوا آخر خون عثمان کا قصاص لینے کا حیلہ ایجاد کر کے اہل شام کو حضرت کے خلاف پر آمادہ کرنا شروع کیا لیکن اسمیں کامیابی نظر نہیں آئی اور سمجھا کہ بغیر عمرو بن العاص ایسے مکار اور فریبی شخص کی مدد کے یہ بیڑا پار نہیں لگے گا لہذا اُسکو خط لکھ کر اپنی بیعت اور اعانت کی درخواست کی عمرو بن عاص نے جواب لکھا کہ تو گمراہ اور منافق ہے کہیں تو علی کا مقابل بھی ہو سکتا ہے اس ہوس کو دل سے نکال ڈال۔ معاویہ نے جب دیکھا کہ عمرو عاص کسی طرح راضی نہیں ہوتا اور بغیر اُسکے کام بننا نظر نہیں آتا تو اُسے لکھا کہ اگر تم ہمارا ساتھ دو تو میں کامیاب ہو کر تم کو مصر دے دوں گا غرض بہت کچھ قیل و قال اور اصرار و انکار کے بعد عمرو عاص مصر کی طمع میں آکر معاویہ کا طرفدار ہو گیا اور اُسکی بیعت کر لی اور دین کو چند روزہ دُنیا سے بیچ ڈالا ان امور کو تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں وَمَا زَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مُلْحِداً مَا تَرَدَّدَ قَطُّ فِي الْإِلْحَادِ وَالزَّنْدَقَةِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ مِثْلَهُ وَيَكْفِي مِنْ تَلَاعُبِهِمَا بِالْإِسْلَامِ حَدِيثُ السِّرَادِ الْمَرْوِيِّ يعنی عمرو عاص ہمیشہ ملحد ہی رہا کہ اُسکے ملحد اور زندیق ہونے میں کسی شخص کو شک اور تردد نہیں ہوا اور معاویہ کا بھی یہی حال تھا چنانچہ ان دونوں نے جو اسلام کو کھیل بنا رکھا اس کے لئے حدیث سرار ہی کافی ہے ۱۲ ۵۸ چونکہ پورا خطبہ مذکور نہیں ہوا لہذا نہیں معلوم ہو سکتا کہ یہ کلام کس موقع پر آیا مگر یہ ضرور ہے کہ حضرت نے معاویہ اور عمرو عاص کے باخود ہا سازش کو ان الفاظ میں ادا فرمایا ہے کہ عمرو عاص ایسا مکار اور دنیا پرست شخص معاویہ کے قبضہ میں یوں نہیں آیا بلکہ باخود ہا اس طرح کا معاملہ ہوا بہرکیف اب چونکہ اُس نے معاویہ کی بیعت کر لی تو صلح و امن کی طرف سے مایوسی ہو گئی اور یقیناً جنگ چھڑے گی جس کے شعلے بلند ہوں گے اور جس کی روشنی نہایت تیز ہو گی ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۲۸)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَتَحَهُ اللّٰهُ لِخَاصَّةِ اَوْلِيَائِهٖ۔ وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوٰى وَدِرْعُ اللّٰهِ الْحَصِيْنَةُ۔ وَجُنَّتُهُ الْوَثِيْقَةُ۔ فَمَنْ تَرَكَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الذُّلِّ وَشَمِلَهُ الْبَلَاءُ۔ وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَالْقَمَاءَةِ وَضُرِبَ عَلٰى قَلْبِهٖ بِالْاَسْدَادِ۔ وَاُدِيْلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيْعِ الْجِهَادِ۔ وَسِيْمَ الْخَسْفَ۔ وَمُنِعَ النَّصَفَ۔ اَلَا وَاِنِّيْ قَدْ دَعَوْتُكُمْ اِلٰى قِتَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَارًا۔ وَسِرًّا وَاِعْلَانًا۔ وَقُلْتُ لَكُمُ: اغْزُوْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّغْزُوْكُمْ۔ فَوَاللّٰهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ قَطُّ فِيْ عُقْرِ دَارِهِمْ اِلَّا ذَلُّوْا۔ فَتَوَاكَلْتُمْ وَتَخَاذَلْتُمْ حَتّٰى شُنَّتْ عَلَيْكُمُ الْغَارَاتُ۔ وَمُلِكَتْ عَلَيْكُمُ الْاَوْطَانُ۔ وَهٰذَا اَخُوْ غَامِدٍ وَقَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْاَنْبَارَ۔ وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ ابْنَ حَسَّانَ الْبَكْرِيَّ۔ وَاَزَالَ خَيْلَكُمْ عَنْ مَسَالِحِهَا۔ وَلَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ[1]

(حمد و نعت کے) بعد (واضح ہو کہ) جہاد بہشت کے دروازوں سے ایک دروازہ ہے جسے خدا نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھول رکھا ہے[2]۔ اور وہ تقوے کا لباس۔ خدا کی مضبوط زرہ اور اسکی محکم سپر ہے پس جو اس (جہاد) کو ناپسند کر کے چھوڑے گا خدا اُسے ذلت کا لباس پہنائے گا۔ اور بلا اُسے گھیرے گی اور وہ ذلیل و حقیر کیا جائے گا اور اُس کے دل پر بے عقلی کے پردے ڈال دیے جائیں گے اور جہاد کو ضائع کرنے کے سبب سے حق اُس سے پھیر لیا جائے گا[3]۔ اور وہ فضیحتی میں سختی سے مبتلا کیا جائے گا اور عدل و انصاف سے محروم رکھا جائے گا (اب اپنی حالت) دیکھو کہ میں تم لوگوں کو اس قوم (معاویہ) سے جہاد کرنے کی دعوت رات کو بھی دیتا رہا اور دن کو بھی مخفی بھی اور ظاہر بھی۔ اور تم سے کہتا رہا: کہ ان سے لڑو قبل اسکے کہ یہ تم پر چڑھ آئیں ——— کیونکہ بخدا جس قوم پر بھی اُسکے گھر میں گھس کر حملہ کیا گیا وہ ذلیل ہو کر رہی مگر تم نے (میری ایک نہ سُنی بلکہ) ایک دوسرے کے بھروسے پر چھوڑ دیا اور ایک دوسرے کی مدد سے باز رہے آخر کار تم پر غارتیں ڈالی گئیں اور تمہارے گھروں پر قبضہ کر لیا گیا (اب دیکھو کہ) اس غامدی[4] کے سوار شہر انبار میں داخل ہو گئے (وہاں کے عامل) حسان بن حسان بکری کو قتل کر ڈالا اور تمہارے سواروں کو اُن کے چھاؤنیوں سے نکال دیا اور مجھے تو یہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَى الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ وَالْأُخْرَى
الْمُعَاهَدَةِ فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا وَ
قُلْبَهَا وَقَلَائِدَهَا وَرِعَاثَهَا مَا
تَمْتَنِعُ مِنْهُ إِلَّا بِالْاسْتِرْجَاعِ - وَ
الْاسْتِرْحَامِ - ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ
مَا نَالَ رَجُلًا مِنْهُمْ كَلْمٌ - وَلَا أُرِيقَ
لَهُمْ دَمٌ - فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِمًا مَاتَ
مِنْ بَعْدِ هٰذَا أَسَفًا مَا كَانَ بِهِ مَلُومًا - بَلْ كَانَ بِهِ
عِنْدِي جَدِيرًا - فَيَا عَجَبًا! وَاللّٰهِ يُمِيتُ
الْقَلْبَ وَيَجْلِبُ الْهَمَّ اجْتِمَاعُ
هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ عَلَى بَاطِلِهِمْ وَ
تَفَرُّقُكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ فَقُبْحًا لَكُمْ وَ
تَرَحًا حِينَ صِرْتُمْ غَرَضًا يُرْمَى -
يُغَارُ عَلَيْكُمْ وَلَا تُغِيرُونَ! وَتُغْزَوْنَ
وَلَا تَغْزُونَ! وَيُعْصَى اللّٰهُ وَتَرْضَوْنَ
فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ فِي أَيَّامِ
الصَّيْفِ قُلْتُمْ: هٰذِهِ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ!
أَمْهِلْنَا يُسَبَّخْ عَنَّا الْحَرُّ - وَإِذَا
أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ
قُلْتُمْ: هٰذِهِ صَبَارَّةُ الْقُرِّ! أَمْهِلْنَا
يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ - كُلُّ هٰذَا فِرَارًا
مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ - فَإِذَا كُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ
وَالْقُرِّ تَفِرُّونَ - فَأَنْتُمْ وَاللّٰهِ مِنَ

(تک) معلوم ہوا ہے کہ اُس فوج کا کوئی مرد مسلمان عورت
اور دوسری ذمی عورت کے یہاں گھس پڑتا تھا اور اُن
(عورتوں کے) خلخال کنگن گردن بند گوشوارے (وغیرہ
زیورات) چھین لیتا تھا اور وہ (مسلمان یا ذمی) عورت
اُن سے سوائے فریاد اور رحم کی درخواست کرنے کے
کسی طرح بچ نہ سکتی تھی غرض (یہ سب ظلم کرکے) وہ لوگ
بالکل (بچ کر) پلٹ گئے کہ اُن سے کسی ایک شخص کو بھی
نہ زخم لگا اور نہ کسی کا خون بہا۔ اب اگر کوئی مرد مسلمان
(اس واقعہ کے) رنج میں مر جائے تو قابل ملامت نہیں ہو سکتا
بلکہ میرے خیال میں وہ اسی کا سزاوار ہوگا۔ پس یہ کیا ہی
حیرت خیز اور تعجب انگیز حادثہ ہے بخدا اُس قوم (معاویہ)
کا اپنے باطل (امور) پر (اس طرح) اتفاق و اتحاد سے رہنا
اور تمہارا اپنے حق سے پراگندہ ہونا دل کو مردہ کرتا اور
اندوہ و غم کو (سینہ میں) بھر دیتا ہے پس تمہارا برا ہو اور
تم حزن و غم میں مبتلا رہو کیونکہ تم تو (دشمنوں کے) نشانہ
بن گئے جس پر تیر پڑ رہے ہیں تم پر غارت ڈالی جا رہی ہے
اور تم جواب نہیں دیتے تم پر حملہ کیا جاتا ہے اور تم سے حملہ
نہیں ہوتا اور خدا کی نافرمانی ہو رہی ہے اور (تم) اس پر
راضی ہو۔ چنانچہ (ان امور کے روکنے کو) جب میں تمہیں
اُنکی طرف گرمی میں جانے کو کہتا ہوں تو کہتے ہو ابھی جھلستی گرمی
ہے ہمیں اتنی مہلت دیجئے کہ گرمی کم ہو جائے اور جب جاڑے
کے موسم میں کوچ کا حکم دیتا ہوں تو کہتے ہو ابھی تو بڑی سخت
سردی ہے ہمیں اتنی مہلت دیجئے کہ سردی کم ہو جائے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

السَّيْفِ آفَرُّ. يَا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَ لَا رِجَالَ. حُلُومُ الْأَطْفَالِ. وَعُقُولُ رَبَّاتِ الْحِجَالِ! لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَلَمْ أَعْرِفْكُمْ. مَعْرِفَةً وَاللهِ جَرَّتْ نَدَامًا. وَأَعْقَبَتْ سَدَمًا. قَاتَلَكُمُ اللهُ لَقَدْ مَلَأْتُمْ قَلْبِي قَيْحًا وَشَحَنْتُمْ صَدْرِي غَيْظًا. وَجَرَّعْتُمُونِي نُغَبَ التَّهْمَامِ أَنْفَاسًا. وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلَانِ. حَتَّى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ: إِنَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ. وَلَكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ. لِلّٰهِ أَبُوهُمْ! وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاسًا؟ وَأَقْدَمُ فِيهَا مَقَامًا مِنِّي. لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ + وَهَا أَنَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّينَ + وَلَكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ.

(لیکن حقیقت یہ ہے کہ) یہ سب گرمی اور سردی سے بھاگنے کے حیلے ہیں خیر (مگر اتنا سمجھ لو کہ) جب تم لوگ گرمی اور سردی تک سے بھاگتے ہو تو بخدا تم لوگ تلوار سے تو سب سے زیادہ بھاگو گے (لہذا) اے مردوں کی صورت بچوں کی سمجھ اور عورتوں کی عقل والے نامردو! میں تو اسکو پسند کرتا تھا کہ نہ تم کو دیکھتا اور نہ پہچانتا کیونکہ بخدا (تم لوگوں کے) اسی پہچاننے نے مجھے نادم کر رکھا اور حزن و غم میں آخر کار مبتلا کر دیا ہے۔ خدا تمھیں تباہ کرے تم نے میرے دل کو (زخمی کر کے) پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینہ کو غیظ و غضب سے پُر کر دیا ہے اور مجھے ہر سانس پر رنج اور غم کے جرعے گھونٹ گھونٹ پلائے ہیں اور میری نافرمانی کر کے اور ساتھ چھوڑ کے میری تدبیروں کو خاک میں ملا رکھا ہے یہاں تک کہ قبیلۂ قریش یہ تک کہہ بیٹھا کہ (علی) ابن ابی طالب مرد شجاع (تو ضرور) ہیں۔ مگر انھیں فن جنگ کا کچھ بھی علم نہیں ہے ——— خدا اُن کے آباء و اجداد کا بھلا کرے کیا اُن میں مجھ سے زیادہ بھی کوئی اس (فن) کا تجربہ کار اور جنگ میں مجھ سے آگے رہنے والا (پہلے گزرا یا اب موجود) ہے؟ (اسلئے کہ) میں تو معرکہائے جنگ میں اُسوقت در آیا جب بیس سال کا بھی نہ تھا اور اب تو ساٹھ سال سے بھی بڑھ گیا ہوں لیکن (کیا کروں واقعاً) جس کی بات مانی نہیں جاتی اسکی (گویا) کوئی تدبیر ہی نہیں ہوتی (کیونکہ حسن تدبیر کا حال تو اُس پر عمل کرنے سے کھلتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۵۹ ۱؎ اس خطبہ کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں۔ یہ خطبہ بھی حضرت کا نہایت مشہور ہے جسکو بہت سے لوگوں نے ذکر کیا ہے اور علامہ ابو العباس المبرد نے بھی اپنی مشہور کتاب الکامل کی ابتدا میں اسکی روایت کی ہے لیکن اس روایت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مندرجہ نہج البلاغہ سے بعض الفاظ کو کم کر دیا ہے اور بعض کو زیادہ اور اسکا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ کو یہ خبر ملی کہ معاویہ کے کچھ سردار شہر انبار میں پہونچ گئے ہیں اور آپکے عامل کو وہاں قتل کر دیا ہے جسکا نام حسان بن حسان تھا۔ یہ خبر سُنکر حضرت کو بہت غصہ اور رنج ہوا اور کوفہ سے اس حالت غیظ و غضب میں نکلے کہ آپ کی ردا کا دامن لٹکتا جاتا تھا یہاں تک کہ مقام نخیلہ تک پہونچ گئے (یہ نخیلہ وہ مقام تھا جہاں لشکر جمع ہوا کرتا تھا) اشراف کوفہ بھی آپکے پیچھے پیچھے چلے آئے وہاں حضرت ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ گئے اور خدا کی حمد و ثنا اور آنحضرت صلعم کی صلوٰۃ و سلام بجالاکر اس خطبہ کو ارشاد فرمایا اور بروایت مندرجہ شرح ابن میثم علیہ الرحمہ نخیلہ میں پہونچ کر اشراف و اعیان کوفہ نے آپ سے اصرار کیا کہ مکان پر تشریف لے چلیں ہم لوگ اس لشکر کا تدارک کر لیتے ہیں مگر حضرت یہی فرماتے رہے کہ نہ تم اپنے نفس کی حفاظت کر سکتے ہو نہ ہماری غرض پوری کر سکتے ہو اسکے بعد سعید بن قیس ہمدانی کو آٹھ ہزار لشکر کے ساتھ برادر غامد کے تعاقب میں روانہ کیا مگر وہ نکل چکا تھا لہذا سعید یوں ہی واپس آئے جب یہ لشکر واپس آیا تو اُسوقت حضرت کچھ علیل تھے جس سے کھڑے ہو کر خطبہ نہ فرما سکتے تھے پس قلم و دوات منگا کر یہ خطبہ لکھا اور اپنے غلام سعد کو دیا کہ پڑھ کر سُنا دے ان سب کے بعد حضرت کے بعض جاں نثار اصحاب اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی "یا حضرت آپ رنج نہ کریں جو حکم دیں ہم لوگ انجام دے دیں گے کیونکہ بخدا اگر ہم لوگوں کا کُل مال اور جائداد آپ کی اطاعت میں خرچ اور تباہ ہو جائے اور ہم لوگوں کی کُل اولاد اور اعزا و اقربا قتل ہو جائیں جب بھی ہم لوگوں کو افسوس نہ ہو"۔ پس حضرت نے حکم دیا کہ لوگ سامان سفر درست کریں بعد ازاں ایک شخص کو سردار مقرر کر کے اُس فوج کو معاویہ کی طرف روانہ کیا لیکن یہ فوج ابھی دشمن تک پہونچی بھی نہ تھی کہ ابن ملجم ملعون نے آنحضرت کو شہید کر دیا (شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۴۶) ۱۲ ۵۲ یعنی جہاد بھی ایک سبب اور ذریعہ ہے بہشت میں داخل ہونے کا اور دروازہ ہائے جنت کا کسی کے لئے کھلنا جہاد پر بھی اُسی طرح موقوف ہے جس طرح ایمان۔ نماز۔ روزہ وغیرہ پر۔ فرق اسقدر ہے کہ نماز روزہ کرنے والے بہت ہیں کہ اسمیں کوئی مشقت نہیں اور جہاد اُسکا کام ہے جو حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی جان کی پروا نہ کرے اسی لئے حضرت نے فرمایا کہ جہاد وہ باب جنت ہے جو خاص اولیاء کے لئے کھولا گیا ہے نہ ہر شخص کے لئے یہی باعث تھا کہ لشکر جناب رسالتمآب صلعم میں صحابہ کی تعداد تو ہزاروں کی ہوتی مگر مجاہد دو ہی ایک ہوتے ۱۲ ۵۳ لِبَاسُ التَّقْوٰی یہ لفظ کلام مجید کے اس آیہ سے ماخوذ ہے قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى الآیۃ (آیہ ۲۶ سورہ اعراف) یعنی ہم نے تمھارے لئے پوشاک نازل کی جو تمھارے ستر کو چھپاتی ہے اور زینت کے کپڑے اور پرہیزگاری کا لباس ۱۲ ۵۴ بعض نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح یعنی ضوب علی قلبہ بالاسناد ہے اور بعض نسخوں میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ضَرَبَ عَلٰی قَلْبِہٖ بِالْاِسْہَابِ ہو لیکن مطلب دونوں کا ایک ہی ہے یعنی زوال عقل غفلت۔ بہیڑہ پن کیونکہ اسداد جمع ہے سد کی بمعنی پردہ پس جب کسی کے قلب پر پردے پڑ جائیں گے تو عقل بھی اُس سے مسلوب ہو جائے گی اور اسہاب کے اصل معنی بہت بولنا اور فضول بکنا ہے اور یہ بھی بے عقلی ہی کا نتیجہ ہے ۱۲ ۵۵ یعنی بسبب اسکے کہ اُس نے جہاد ترک کیا ہے راہ حق اُس سے چھپ جائے گی یا پھر جائے گی جیسا کہ خدا فرماتا ہے ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِبَغْیِھِمْ یعنی یہ ہم نے اُن کی سرکشی کی جزا دی ہے ۱۲ ۵۶ اخو غامد سفیان بن عوف ہے جو بنی غامد سے تھا اور بنی غامدین کے ازد شنوءہ سے ایک قبیلہ تھا اس سفیان بن عوف کو معاویہ نے عراق کے مختلف مقامات پر لوٹ مار کرنے کے لئے مقرر کیا تھا تاکہ اس طرح حضرت امیر المومنینؑ پریشان ہوں اور عراق کے رہنے والے معاویہ کے مکر و فریب سے خوف زدہ ہو کر اُسکے طرفدار ہو جائیں چنانچہ حضرات اہلسنت کا نہایت مشہور اور جلیل القدر مورخ ابن اثیر جزری اپنی تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۵۰ میں ۳۹ھ ہجری کے واقعات کا ذکر کرتا ہوا اس واقعہ کو پوری تفصیل سے یوں لکھتا ہے ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَۃُ تِسْعٍ وَّثَلٰثِیْنَ ذِکْرُ سَرَایَا اَھْلِ الشَّامِ اِلٰی بِلَادِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفِیْ ھٰذِہِ السَّنَۃِ فَرَّقَ مُعَاوِیَۃُ جُیُوْشَہٗ فِی الْعِرَاقِ فِیْ اَطْرَافِ عَلِیٍّ فَوَجَّہَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ فِیْ اَلْفِ رَجُلٍ اِلٰی عَیْنِ التَّمْرِ وَفِیْھَا مَالِکُ بْنُ کَعْبٍ مَسْلَحَۃً لِعَلِیٍّ فِیْ اَلْفِ رَجُلٍ وَکَانَ مَالِکٌ قَدْ اَذِنَ لِاَصْحَابِہٖ فَاَتَوُا الْکُوْفَۃَ وَلَمْ یَبْقَ مَعَہٗ اِلَّا مِائَۃُ رَجُلٍ مُسْلَحَۃٌ لِعَلِیٍّ فِیْ اَلْفِ رَجُلٍ وَکَانَ مَالِکٌ قَدْ اَذِنَ لِاَصْحَابِہٖ فَاَتَوُا الْکُوْفَۃَ وَلَمْ یَبْقَ مَعَہٗ اِلَّا مِائَۃُ رَجُلٍ فَلَمَّا سَمِعَ بِالنُّعْمَانِ کَتَبَ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُخْبِرُہٗ وَیَسْتَمِدُّہٗ فَخَطَبَ عَلِیٌّ النَّاسَ وَاَمَرَھُمْ بِالْخُرُوْجِ اِلَیْہِ فَلَمَّا سَمِعَ بِالنُّعْمَانِ کَتَبَ اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُخْبِرُہٗ وَیَسْتَمِدُّہٗ فَخَطَبَ عَلِیٌّ النَّاسَ وَاَمَرَھُمْ بِالْخُرُوْجِ اِلَیْہِ فَنَدَبَ مَالِکٌ اَصْحَابَہٗ وَکَتَبَ مَالِکٌ اِلٰی مِخْنَفِ بْنِ سُلَیْمٍ فَنَدَبَ قَوْمَہٗ وَاَقْبَلَ مَالِکٌ النُّعْمَانَ وَجَعَلَ جِدَارَ الْقَرْیَۃِ فِیْ ظُھُوْرِ اَصْحَابِہٖ

وَهُوَ اَشْرَفُ بْنُ حَسَّانِ الْبِكْرِيُّ وَثَلَاثُوْنَ رَجُلًا وَاحْتَمَلُوْا مَا فِي الْاَنْبَارِ مِنْ اَمْوَالِ اَهْلِهَا وَرَجَعُوْا اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَبَلَغَ الْخَبَرُ عَلِيًّا فَاَرْسَلَ فِي طَلَبِهِمْ فَلَمْ يُدْرَكُوْا :۔ یعنی ۳۹ھ ہجری میں معاویہ نے اپنے لشکروں کو (صرف جناب امیر المومنینؑ کو پریشان کرنے اور آپ کو اطمینان سے انتظام ملک اور ارشاد و ہدایت ناس میں مشغول نہ ہونے دینے اور آپ کی قوت کو پراگندہ اور کمزور کرنے کی غرض سے) ملک عراق کے مختلف مقامات پر روانہ کیا چنانچہ نعمان بن بشیر کو ایک ہزار فوج کے ساتھ (لیکن روضۃ الصفا میں دس ہزار تعداد لکھی ہے) مقام عین التمر پر بھیجا۔ جہاں جناب امیر کی طرف سے مالک بن کعب ہزار سپاہیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ لیکن اتفاق وقت سے اُسوقت مالک بن کعب کی چھاؤنی میں سو آدمی موجود تھے کیونکہ نو سو سپاہی مالک سے اجازت لے کر کوفہ گئے ہوئے تھے اُن کی غیبت ہی میں نعمان بن بشیر وہاں پہونچ گیا مالک کو نعمان کی چڑھائی کی خبر ہوئی تو جناب امیرؑ کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور مدد طلب کی پس حضرت نے اہل کوفہ کو بُلا کر خطبہ ارشاد فرمایا اور مالک کی مدد کو جانے کے لئے کہا وہ لوگ ٹال مٹول کرنے لگے اور یہاں مالک نے معاویہ کے لشکر نعمان بن بشیر کے کئی ہزار سوار پر صرف اپنے سو سپاہیوں سے حملہ کر دیا تدبیر یہ کی کہ شہر پناہ کو اپنی فوج کی پشت پر رکھا اور مخنف بن سلیم ایک شخص کو جو وہاں سے قریب ہی رہتا تھا خط لکھا کہ کچھ فوج مدد کے لئے بھیج دو اور معاویہ کی فوج سے خوب جم کر لڑنے لگا مخنف کو خط ملا تو صرف پچاس آدمی اپنے فرزند عبدالرحمٰن کے ساتھ مالک کی مدد کے لئے بھیج دیے چنانچہ اُن پچاس آدمیوں نے یہاں پہونچتے ہی جو دیکھا کہ نہایت سخت لڑائی ہو رہی ہے اپنی تلواروں کے نیام توڑ کر پھینک دیے اور جنگ میں شریک ہو گئے اور دونوں فوجیں ملکر اگرچہ صرف ڈیڑھ سو آدمیوں کی تھیں لیکن اس استقلال سے لڑیں کہ لشکر معاویہ (جو بروایتے) ایکہزار اور بروایتے دس ہزار سپاہیوں کا تھا) کے جی چھوٹ گئے اور یہ خیال کر کے کہ مالک کی مدد آگئی ہے شام ہوتے ہوتے لشکر معاویہ بھاگ کھڑا ہوا مالک نے بھاگتوں کا پیچھا کیا لیکن صرف تین ملے جن کو قتل کر ڈالا اور باقی نے شام کی راہ لی ..... اسی سال معاویہ نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار نبرد آزماؤں کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ ہیت جائے اُسکو قطع کر کے انبار اور مدائن پہونچے اور وہاں کے لوگوں پر حملہ کرے چنانچہ سفیان ہیت میں آیا تو یہاں کسی کو نہ پایا وہاں سے انبار میں آیا جہاں حضرت علی کی چھاؤنی تھی جس میں عموماً پانچسو سپاہی رہتے تھے لیکن اتفاق سے سفیان یہاں اسوقت پہونچا جب صرف دو سو سپاہی رہ گئے تھے اور بقیہ فوج وہاں سے متفرق ہو گئی تھی جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اُن کے سردار کمیل بن زیاد کو یہ خبر ملی تھی کہ قرقیسیا کے کچھ لوگ ہیت کو تاراج کرنا چاہتے ہیں وہ بغیر حضرت علی کی اجازت کے فوج لے کر وہاں چلے گئے تھے اب سفیان کا لشکر انبار میں پہونچا تو کمیل یہاں نہ تھے میدان کو خالی اور حضرت علی کی فوج کو اُنگلیوں پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

شکار کرنے کے قابل پاکر سفیان کو طمع دامنگیر ہوئی اور اُن بیچاروں پر حملہ کر دیا پس طرفداران حضرت علی گھر گئے اور آخر اُن کا موجودہ سردار اشرف بن حسان بکری تیس آدمیوں کے ہمراہ مارا گیا اور لشکر معاویہ انبار کا تمام مال و دولت بار کر کے معاویہ کے پاس واپس آیا حضرت امیرالمومنین کو یہ خبر معلوم ہوئی تو سفیان کے تعاقب میں ایک فوج بھیجی غرض ایسے ہی مکر و فریب اور فتنہ و فساد کے ذریعے سے معاویہ اپنی قوت بڑھاتا رہا ۱۲

خطبہ (۳۹)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ اَدْبَرَتْ وَاٰذَنَتْ بِوَدَاعٍ۔ وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ وَاَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ۔ اَلَا وَاِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارُ۔ وَغَدًا السِّبَاقُ۔ وَالسَّبَقَةُ الْجَنَّةُ۔ وَالْغَايَةُ النَّارُ۔ اَفَلَا تَائِبٌ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ قَبْلَ مَنِيَّتِهٖ؟ اَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهٖ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهٖ۔ اَلَا وَاِنَّكُمْ فِيْ اَيَّامِ اَمَلٍ مِنْ وَّرَآئِهٖ اَجَلٌ۔ فَمَنْ عَمِلَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ۔ قَبْلَ حُضُوْرِ اَجَلِهٖ فَقَدْ نَفَعَهٗ عَمَلُهٗ۔ وَلَمْ يَضُرُّهُ اَجَلُهٗ۔ وَمَنْ قَصَّرَ فِيْ اَيَّامِ اَمَلِهٖ۔ قَبْلَ حُضُوْرِ اَجَلِهٖ۔ فَقَدْ خَسِرَ عَمَلُهٗ۔ وَضَرَّهٗ اَجَلُهٗ۔ اَلَا فَاعْمَلُوْا فِي الرَّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُوْنَ فِي الرَّهْبَةِ۔ اَلَا وَاِنِّيْ لَمْ اَرَ كَالْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا! وَلَا كَالنَّارِ نَامَ هَارِبُهَا!

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ ہے

(حمد و نعت کے) بعد (واضح ہو کہ) دنیا نے منہ موڑ لیا اور اپنے وداع کا اعلان کر چکی۔ اور یہ کہ آخرت متوجہ ہو گئی اور ظاہر ہونے کے قریب پہونچ گئی (لہذا) خبردار ہو جاؤ کہ آج کا دن (دنیاوی زندگی) میدان (عمل) ہے اور کل (بروز قیامت) آگے بڑھنا ہے اور سبقت تو بہشت ہے اور غایت جہنم ہے۔ پس کیا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنی موت کے قبل اپنے گناہ سے توبہ کرے؟ اور کیا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے روز آفت (قیامت) کے قبل اپنے لئے عمل کرے؟ دیکھو یہ سمجھ رکھو کہ تم ایسے زمانہ اُمید میں ہو جسکے پیچھے موت کھڑی ہے۔ تو جو شخص موت پہونچنے کے قبل اپنے زمانہ اُمید میں عمل (خیر) کرے گا اُسکو وہ عمل نفع پہونچائے گا اور موت بھی کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ اور جو شخص اپنے زمانہ اُمید میں موت پہونچنے کے قبل تک (عمل خیر بجا لانے میں) کوتاہی کرتا رہے گا اُسکا (کل) عمل بھی ضائع ہوگا اور موت بھی نقصان پہونچائے گی۔ لہذا رغبت (اور اطمینان) میں (بھی اُسی اہتمام سے) عمل (خیر) کرو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الا وانه من لا ينفعه الحق يضره
الباطل. ومن لا يستقيم به الهدى
يجر به الضلال الى الردى. الا وانكم
قد امرتم بالظعن. ودللتم على الزاد.
وان اخوف ما اخاف عليكم اتباع
الهوى وطول الامل. فتزودوا من
الدنيا ما تحرزون به انفسكم غدا.
(قال الشريف الرضي رحمه الله)
اقول: انه لو كان كلام يأخذ بالاعناق
الى الزهد في الدنيا. ويضطر الى
عمل الاخرة. لكان هذا الكلام و
كفى به قاطعا لعلائق الامال. و
قادحا زناد الاتعاظ والازدجار.
ومن اعجبه قوله عليه السلام
(الا وان اليوم المضمار وغدا السباق
والسبقة الجنة والغاية النار) فان
فيه مع فخامة اللفظ وعظم قدر
المعنى. وصادق التمثيل. وواقع
التشبيه سرا عجيبا. ومعنى لطيفا.
وهو قوله عليه السلام (والسبقة
الجنة والغاية النار) فخالف بين
اللفظين لاختلاف المعنيين المفسرين
ولم يقل السبقة النار كما قال

جس طرح خوف (اور مصیبت) میں کرتے ہو۔ آگاہ ہو (عجیب
بات ہے) کہ میں نے نہ بہشت ایسی (کوئی نعمت) دیکھی جس کے
شائق (اسطرح) سوئے ہیں اور نہ جہنم ایسا (عذاب) جس سے
بچنے والے اسطرح خواب (غفلت) میں پڑے ہیں۔ سمجھ رکھو کہ
جس کو حق سے نفع نہ حاصل ہوگا اسکو باطل سے نقصان
ضرور پہونچے گا۔ اور جس کو ہدایت سیدھی راہ پر نہیں لگائے گی
اسکو گمراہی ہلاکت میں ضرور کھینچ لائے گی (یہ بھی) جان لو
کہ تم کو (دنیا سے) سفر کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے اور زاد راہ
بھی بتا دی گئی ہے (لہذا سفر کا تہیہ کرو) کیونکہ مجھے جتنی
باتوں کا تمہارے نسبت خوف ہے انمیں سب سے زیادہ خوفناک
امر تمہارا (اپنی نفسانی) خواہشوں کی پیروی اور (دنیا میں
رہنے کی) دور دراز تمنائیں کرنا ہے (لہذا اس سے بچنے
کے لئے دنیا سے (عمل خیر کا) وہ سامان سفر حاصل کر لو جس سے
کل (قیامت میں) اپنی جانوں کی حفاظت کر سکو (جناب
سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ) میرا اعتقاد ہے کہ اگر کوئی کلام
ایسا ہو سکتا ہے جو (لوگوں کی) گردنیں پکڑ کر دنیا سے متنفر
اور آخرت کے لئے بے چین کر دے تو وہ یہی کلام (حضرت
امیر المومنین) ہے اور (دنیاوی) آرزوؤں کے تعلقات
کو قطع کرنے اور وعظ و نصیحت حاصل کرنے کے چقماق
کو روشن کرنے کے لئے یہ (کلام) کافی (وافی) ہے اور
اس سے بھی زیادہ حیرت خیز حضرت علیہ السلام کا یہ جملہ
ہے الا وان الیوم المضمار وغدا السباق والسبقة
الجنة والغاية النار۔ کیونکہ اس (جملہ) میں الفاظ کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

السَّبْقَةُ الْجَنَّةُ لِاَنَّ الْاِسْتِبَاقَ اِنَّمَا
يَكُوْنُ اِلٰى اَمْرٍ مَحْبُوْبٍ۔ وَغَرَضٍ مَطْلُوْبٍ
وَهٰذِهٖ صِفَةُ الْجَنَّةِ۔ وَلَيْسَ هٰذَا
الْمَعْنٰى مَوْجُوْدًا فِي النَّارِ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْهَا فَلَمْ يَجُزْ اَنْ يَّقُوْلَ وَالسَّبْقَةُ
النَّارُ بَلْ قَالَ وَالْغَايَةُ النَّارُ لِاَنَّ الْغَايَةَ يَنْتَهِي
اِلَيْهَا مَنْ لَا يَسُرُّهٗ اَلْاِنْتِهَاءُ اِلَيْهَا وَمَنْ يَسُرُّهٗ
ذٰلِكَ فَصَلَحَ اَنْ يُّعَبِّرَ بِهَا عَنِ الْاَمْرَيْنِ
مَعًا۔ فَهِيَ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ كَالْمَصِيْرِ
وَالْمَاٰلِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (قُلْ تَمَتَّعُوْا
فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ) وَلَا يَجُوْزُ
فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ اَنْ يُّقَالَ فَاِنَّ سَبْقَتَكُمْ
بِسُكُوْنِ الْبَاءِ اِلَى النَّارِ۔ فَتَاَمَّلْ ذٰلِكَ
فَبَاطِنُهٗ عَجِيْبٌ۔ وَغَوْرُهٗ بَعِيْدٌ لَطِيْفٌ۔
وَكَذٰلِكَ اَكْثَرُ كَلَامِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ
(وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ) وَقَدْ جَاءَ فِي
رِوَايَةٍ اُخْرٰى (وَالسُّبْقَةُ الْجَنَّةُ)
بِضَمِّ السِّيْنِ وَالسُّبْقَةُ عِنْدَهُمْ
اِسْمٌ لِمَا يُجْعَلُ لِلسَّابِقِ اِذَا سَبَقَ
مِنْ مَّالٍ اَوْ عَرَضٍ۔ وَالْمَعْنَيَانِ
مُتَقَارِبَانِ۔ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ جَزَآءً
عَلٰى فِعْلِ الْاَمْرِ الْمَذْمُوْمِ۔ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ
جَزَآءً عَلٰى فِعْلِ الْاَمْرِ الْمَحْمُوْدِ۔

عظمت (و شوکت) معنے کے جلالت قدر مثال کی سچی
مناسبت اور تشبیہ کی کامل مطابقت کے علاوہ ایک
عجیب (و غریب اور بے مثل و نظیر) نکتہ (اور نہایت ہی)
لطیف معنی ہے اور وہ حضرت علیہ السّلام کا یہ جملہ ہے
والسبقة الجنة والغاية النار کہ (باوصفے کہ دونوں
کا مقصود ایک ہے مگر) حضرت نے (دو مختلف لفظ رکھ کر اس
(دقیق) فرق کو بتا دیا جو دونوں معنوں میں ہے کیونکہ آپ نے
جس طرح (بہشت کے متعلق) السبقة الجنة فرمایا
(جہنم کی نسبت) السبقة النار نہیں فرمایا اسلیے کہ
استباق (آگے بڑھنے کی کوشش کرنا) کسی پسندیدہ امر
اور اچھی غرض کیلئے ہوتا ہے اور (ظاہر ہے کہ) یہ صفت
بہشت ہی کی ہے (کہ لوگ اُدھر بڑھنے کی کوشش کریں)
جہنم کو یہ بات حاصل نہیں ہے خدا ہم لوگوں کو اس سے پناہ
میں رکھے اسی وجہ سے والسبقة النار کہنا جائز نہ ہوا بلکہ
فرمایا والغاية النار کیونکہ غایت (انجام کار) تک ہر شخص
پہونچتا ہے خواہ اُسکو وہاں تک پہونچنا پسند ہو یا پسند ہو
لہذا اس (لفظ غایت) سے دونوں امروں (پسندیدگی
اور ناگواری) کی تعبیر کی جا سکتی ہے تو یہ (لفظ غایت)
اس مقام پر مثل لفظ مصیر اور مآل کے ہے (جیسا کہ) خدا
فرماتا ہے قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار (یعنی
ان لوگوں سے کہہ دو کہ خیر دنیا کا مزہ چکھ لو آخر تو تم کو
جہنم کی طرف جانا ہی ہے کہ اس مقام پر بجائے (مصیرکم
الی النار) سبقتکم الی النار (بسکون باء) کہنا صحیح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہیں ہے۔ بہرکیف اس (نکتہ) میں خوب غور کرو اسلئے کہ اسکی دقت نہایت حیرت افزا اور اسکی باریکی بہت ہی مشکل اور لطیف ہے اور حضرت علیہ السلام کا اکثر کلام ایسا ہی ہے اور (نہج البلاغہ کے) بعض نسخوں میں ہے کہ ایک روایت میں والسبقۃ الجنۃ (وارد ہو گیا) ہے یعنی سبقہ کے سین کو ضمہ (پیش) ہے اور سبقہ عرب لوگوں کے یہاں مال یا متاع سے ہر اُس چیز کا نام ہے جو (کسی کام میں) آگے نکل جانے والے کے لئے (بطور انعام) مقرر کی جاتی ہے (مگر دونوں روایتوں میں چنداں فرق نہیں کیونکہ) دونوں کے معنی ملتے جلتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ (انعام بھی) کسی بُرے امر کے بدلے میں نہیں ہوتا بلکہ کسی اچھے ہی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ ۱۲ اس خطبہ میں حضرت دنیاوی زندگی کے زائل ہونے اور قیامت کے یقیناً آنے کا بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ان اُمور کا یقین ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں تو تم لوگوں کو چاہیئے کہ روز قیامت کے لئے نیک اعمال کا ذخیرہ مہیا کر لو کہ وہاں بھی ایک چیز کام آنے والی ہے پس دنیا مثل اُس میدان کے ہے جہاں گھوڑے دوڑائے جاتے اور دوڑنے کی اُن کو مشق کرائی جاتی ہے تاکہ خوب تیز ہو کر وہ گھوڑ دوڑ میں جائیں اور دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل جائیں یا کم از کم کامیابی حاصل کریں اسی طرح دنیا ہم لوگوں کے لئے محنت اور جفاکشی کا میدان ہے جہاں ہم لوگوں کو آخرت کے لئے تیار ہونا ہے پس جتنا ہی زہد و ورع عبادت امتثال اوامر الٰہی کے انجام دینے میں ہم لوگ یہاں محنت و مشقت برداشت کریں گے اُتنا ہی جلد قیامت میں جنت تک پہونچ جائیں گے اور ہم میں سے جو لوگ دنیا میں اعمال مذکورہ میں کوتاہی کریں گے وہ قیامت میں بھی پیچھے رہ کر جہنم میں پڑ جائیں گے ۱۲ ۵۲ مضمار اُس میدان کو کہتے ہیں جسمیں گھوڑوں کے رفتار کی مشق کرائی جاتی ہے جس کا طریقہ ہوتا ہے کہ نئے گھوڑے کو ایک روز تھوڑی غذا دی جاتی ہے اور تھوڑا دور دوڑایا جاتا ہے دوسرے روز غذا میں بھی زیادتی کی جاتی ہے اور دوڑ میں بھی۔ اسی طرح ایک مدت تک غذا بڑھاتے جاتے ہیں اور دوڑ بھی زیادہ کرتے جاتے ہیں اُس مدت کے بعد اُسی ترتیب سے غذا کم کرتے جاتے ہیں اور جہاں تک دوڑنے کی قوت پیدا ہو گئی تھی اُسکو اُسی طرح باقی رکھتے ہیں یہاں تک کہ پہلے روز جو نہایت کم غذا دی گئی تھی وہ غذا رہ جاتی ہے اور رفتار وہ جو سب سے زیادہ ہو گئی تھی اسی وجہ سے گھوڑا پہلے تو موٹا ہوتا ہے کیونکہ اُسکی خوراک میں برابر اضافہ کرتے ہیں لیکن جب اس کی خوراک کم کرنے لگتے ہیں اور رفتار اُتنی ہی رکھتے ہیں جتنی زیادہ سے زیادہ خوراک کے وقت تھی تو آہستہ آہستہ لاغر ہوتا ہے یہاں تک کہ آخر میں بہت لاغر اور نہایت درجہ تیز رفتار ہو جاتا ہے یہ تدبیر اکثر چالیس روز میں ختم کر دی جاتی ہے پس دراصل اسی زمانہ ریاضت کو مضمار کہتے ہیں پھر اُس میدان کو بھی مضمار کہنے لگے جس میں یہ ریاضت کرائی جاتی ہے لہذا حضرت کے کلام الا وان الیوم المضمار کے بھی دو ترجمہ ہیں ایک یہ کہ آج کا دن (دنیاوی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

زندگی) زمانہ عمل ہی اور دوسرا وہ جو متن کے نیچے لکھا گیا ہی یعنی آج کا دن (دنیاوی زندگی) میدان عمل ہی لیکن مقصود دونوں کا ایک ہی ہی کہ دنیا عمل کرنے کا مقام یا وقت ہے یعنی دنیا میں عمل ہی کرنا چاہیئے کہ اسکے بعد جو زمانہ آئے گا اُسمیں اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت کی طرف لپکتے ہوئے چلنے کی قوت حاصل رہے گی جو یہاں ریاضت وعبادت میں زیادہ مشغول رہا ہوگا وہ وہاں بھی آگے بڑھ جائے گا اور جو یہاں کوتاہی کرے گا یا کرتا رہا ہوگا وہ وہاں بھی پیچھے رہ جائے گا" ۵۳ سبقت اور غایۃ کا ترجمہ علٰحدہ نہیں کیا گیا بلکہ ان دونوں لفظوں کو یوں ہی رہنے دیا گیا کیونکہ دونوں کے فرق کے واضح کرنے کے لئے علٰحدہ علٰحدہ لفظ ملنا مشکل تھا اور تفصیلی فرق کو جناب سید رضی علیہ الرحمہ جامع کتاب نے اس خطبہ کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے ۱۲ ۵۴ یعنی دنیا کی زندگی کے بعد بھی ایک زندگی آنے والی ہی جس کا یقین ہر شخص کو ہی اور جس میں کوئی شبہہ نہیں ہی اور یہ بھی معلوم ہی کہ جو شخص اس زندگی میں جیسا عمل کرے گا ویسا ہی عوض اُسکو آخرت میں خدا کی درگاہ سے حاصل ہوگا پس دنیاوی زندگی اُمیدواری کی زندگی ہی کہ جو کام کرتا ہے کسی اُمید پر جب موت آئے گی تو اُسکے بعد اس اُمیدواری کا نتیجہ ظاہر ہوگا ۱۲ ۵۵ ان کل جملوں کا مطلب یہ ہی کہ ہر انسان کو اس امر کا یقین رکھنا چاہیئے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہی جس کے ختم ہونے کے بعد موت یقیناً پہونچ جانے والی ہی اور پھر قیامت بھی حتماً آئے گی جس میں ہر شخص کے اعمال خیر وشر کا حساب باقاعدہ لیا جائے گا اور اچھے کاموں کی جزا اور بُرے کاموں کی سزا اعلیٰ قدر مراتب دی جائے گی پس دنیا کی رخصت اور قیامت کی آمد ہر شخص کو ہر آن پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ اگر ایسا کرے گا اور دنیاوی فریب میں مبتلا ہو کر آخرت سے غافل نہ ہو جائے گا تو اس چند روزہ زندگی میں قیامت کے عرصہ حساب کتاب سے جلد گزر جانے کے اسباب مہیا کرنے کی کوشش کرتا رہے گا اور وہ یہی ہی کہ اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ واستغفار کر کے آئندہ اعمال صالحہ میں مشغول ہو اور جس قدر ممکن ہو مرضیات خداوند عالم کو حاصل کرے کہ ایسا شخص قیامت میں اُن لوگوں سے کہیں زیادہ آگے نکل جائے گا جو نہ تو اپنے گناہوں سے یہاں توبہ کریں اور نہ اعمال صالحہ بجا لائیں اور وہ توبہ وعمل خیر کرنے والا دنیا میں جب تک رہے گا اطمینان سے زندگی بسر کرے گا کہ موت آئے گی بھی تو اُسکا کچھ نہ بگاڑ سکے گی کیونکہ یہ تو پہلے ہی سے متنبہ اور تائب ہو کر اعمال خیر کا ذخیرہ جمع کر چکا ہی اب باقی ہی کیا رہا ہے جس کے انجام دینے کا موقع موت اس سے چھین لے گی ۱۲ ۵۶ یعنی جو شخص قیامت کے آنے کو پیش نظر نہ رکھے گا اور اعمال صالحہ کے ذخیرہ کی فکر سے غافل ہو کر دنیاوی امور میں مشغول رہے گا وہ اس اُمید میں رہے گا کہ ان لذتوں سے اچھی طرح مزہ حاصل کرنے اور مال ودولت۔ جاہ وحشمت سے پورے طور پر بہرہ مند ہونے کے بعد آخر وقت میں اپنے گناہوں سے توبہ بھی کر لوں گا اور اعمال صالحہ بجا لا کر آخرت کا سامان بھی کر لوں گا مگر موت کا وقت تو کسی کو معلوم نہیں اور نہ موت کسی کو کچھ موقع دیتی ہی پس ایسے شخص کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

انجام یہ ہوگا کہ دفعۃً موت آپہونچے گی پھر اُسکو نہ توبہ استغفار کرنے کا وقت ملے گا اور نہ اعمال خیر کے بجالانے کا پس موت اسکا سخت نقصان کردے گی کہ نفع حقیقی و دائمی کے حاصل کرنے کا موقع نہ دے گی اور اُس نے جو کچھ عمل خیر کیا ہے وہ بھی اُن گناہوں کے سبب سے زائل ہو جاوے گا جو اُس عمل خیر کے کھا جانے والے تھے کیونکہ ان گناہوں سے اس نے توبہ تو کی نہیں جو اُن کا اثر باطل ہو غرض یہ شخص موت پہونچنے کے وقت بالکل ششدر اور حیران ہو کر رہ جائیگا اور سخت ضرر میں مبتلا ہو گا جس کا اثر قیامت میں ظاہر ہوگا ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۰۶ ۵۱ مقصد یہ ہے کہ اسمیں شک نہیں جب کوئی شخص مصیبت یا آفت یا مرض یا فقر یا خوف ظالم وغیرہ کی اذیت میں مبتلا ہوتا ہے تو خداوند عالم کی درگاہ میں نہایت الحاح و زاری اور تضرع و بے قراری سے شب و روز دعا کرتا رہتا ہے ہر وقت اُسی کی یاد رکھتا اور اُسی کی طرف متوجہ رہتا ہے اور نہایت اخلاص اور کامل آداب و شرائط سے اُس کی یاد اور عبادت کرتا اور اُس کے احکام کو بجالاتا اور اُسکے نواہی سے بچتا ہے لیکن جب وہ سختی و مصیبت کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو نہ وہ عبادت رہتی ہے نہ وہ دعا نہ وہ اطاعت اوامر اور نہ وہ اجتناب از نواہی بلکہ بالکل بے غرض بن جاتا ہے (چنانچہ انسان کی اس حالت کی شکایت خدا نے قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر کی ہے جن سے ایک آیت یہ ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ الآیہ یعنی جب انسان کو کوئی نقصان یا مصیبت پہونچتی ہے تو لیٹ کر یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر غرض ہر حالت سے خدا سے دعائیں مانگنے لگتا ہے پھر جب خدا اُس مصیبت کو اُس سے دفع کر دیتا ہے تو اسطرح چلتا پھرتا نظر آتا ہے گویا خدا سے کوئی غرض ہی نہ تھی اور اُسکو کسی مصیبت کے وقت پکارا ہی نہ تھا) پس یہ حالت نہایت درجہ خود غرضی اور احسان فراموشی کی ہے کیونکہ نمک حلال اور شکر گزار بندوں کی تو یہ شان ہے کہ خدا کی عبادت اور اطاعت ہر حالت میں ایک طرح کرتے ہیں خواہ راحت و آسایش میں ہوں خواہ اذیت اور زحمت میں خواہ ذلت اور عسرت میں ہوں خواہ فقر اور مسکنت میں ہر حالت میں عبادت خدا اور توجہ الی الرب کی مساوی صورت رہنی چاہیئے نہ مختلف اور یہ کہ اُسکی عبادت کسی غرض کیلئے نہ کرنی چاہیئے بلکہ محض اس خیال سے کہ وہ ذات تبارک و تعالےٰ مستحق عبادت ہے ۱۲ ۵۲ یعنی ہر نعمت کی تو یہ حالت ہے کہ انسان اُسکے حاصل کرنے کیلئے اپنی تمام کوشش صرف کر دیتا ہے اور اسی طرح ہر آفت و سزا کی یہ حالت ہے کہ جس کو اُسکا ضرر معلوم ہو جاتا ہے وہ اُس سے بچنے کی تمام تدبیر اختیار کرتا ہے لیکن یہ صرف جنت اور جہنم ہی ایسی نعمت اور آفت یا عذاب ہے کہ نہ اُسکے طالب اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ اس سے بچنے والے اس سے محفوظ رہنے کی فکر کرتے ہیں یعنی یہ نہایت عجیب امر ہے کہ لوگوں کو جنت کی لذتوں کا علم بھی ہے پھر بھی خواب غفلت میں پڑے ہیں اُسکے تحصیل کا سامان نہیں کرتے اور جہنم کی اذیتوں کا علم بھی ہے پھر بھی اطمینان کی نیند سو رہے ہیں اور اُس سے بچنے کے اسباب مہیا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہیں کرتے غرض تعجب اور حیرت جنت اور جہنم پر نہیں ہے بلکہ انسان پر ہے جو ہر امر سے غافل ہیں اور قیامت کے منظر اور وہاں کے نتیجہ سے لاپرواہیں جس کا باعث یہی ہے کہ درحقیقت وہ اس سے بے خبر ہیں صرف زبان سے اقرار کرتے ہیں اور شوق و نفرت کا اظہار ۱۲ ۵۳ علامہ ابن مثیم علیہ الرحمہ اس جملہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت کی مراد حق سے یہ ہے کہ انسان عقائد حقہ کے مطابق اعمال صالحہ کے بجالانے کی پابندی کرکے خدا کی جانب متوجہ ہو اور باطل سے مراد یہ ہے کہ خدا کی جانب سے روگردانی کرکے غیر کی طرف متوجہ ہو جو آخرت میں کوئی نفع نہیں پہونچا سکتا پس اس بیان میں اس امر کی تنبیہ ہے کہ جو شخص حق کو نہ اختیار کرے گا یعنی خدا کے مرضیات کو نہ بجالائے گا وہ باطل کو اختیار کرے گا اور باطل یقیناً نقصان پہونچائے گا جس کی توضیح یہ ہے کہ جو شخص مرضیات خدا کو بجالائے گا اسکو خدا کی نعمتوں کا نفع بھی ضرور حاصل ہوگا پس جو شخص اسکی نعمتوں کا نفع نہ حاصل کرسکے گا معلوم ہوگا کہ وہ مرضیات خدا کو بجا نہ لایا اور مرضیات خدا کا بجا نہ لانا ہی اسکو ظاہر کرتا ہے کہ وہ باطل کا پیرو اور حق کا تارک ہے کیونکہ انسان کے عقائد اور اعمال یا تو احکام خدا کے مطابق ہوں گے یا مخالف اگر مطابق ہیں تو یہی حق ہے اور اگر مخالف ہیں تو یہی باطل ہے اور ظاہر ہے کہ اگر پہلا (حق) نہ ہوگا تو دوسرا (باطل) ضرور ہوگا پس جب انسان باطل کا پیرو ٹھہرا تو باطل کا ضرر اور نقصان بھی یقیناً اٹھائے گا کیونکہ یہ اس سے علیحدہ تو ہو نہیں سکتا۔ حکما نے اسکی تصریح کردی ہے کہ نفس ناطقہ بے شغل نہیں رہ سکتا لہذا اگر حق پر اُن کا نہ عمل ہوگا تو باطل پر ضرور ہوگا ورنہ تعطل نفس ناطقہ لازم آئے گا جو محال ہے لہذا اگر باطل کو اُس نے اختیار کیا تو نقصان یقینی ہے ۱۲ ۵۴ یہاں ہدایت سے مراد علم اور ایمان کا نور اور ضلال سے مراد جہالت اور حکم خدا کی نافرمانی ہے پس مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے علم اور ایمان کا نور اسکو سیدھی راہ پر نہیں لگادے گا اسکو گمراہی یقیناً ٹیڑھی راہ پر لگادے گی کیونکہ یا تو سیدھی راہ ہے یا ٹیڑھی پس جو سیدھی راہ پر لگ نہ سکا وہ ضرور ٹیڑھی ہی راہ پر لگے گا اور یہ بھی ثابت ہے کہ سیدھی راہ پر لگانے والا ایمان و علم اور اعمال صالحہ ہی ہیں اور ٹیڑھی راہ پر لگانے والا جہالت اور کفر و فسق و فجور ۱۲ ۵۵ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ انسان کو دنیا کی زینت اور اسکی فریب دہ زندگی سے بچنے اور آخرت کے سامان میں مشغول رہنے کا حکم دیا گیا ہے جسکے متعلق حدیثوں سے کتب احادیث بھری ہوئی ہیں خود کلام مجید میں بھی کئی موقع پر اسکا حکم ہے چنانچہ فرماتا ہے فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ یعنی تم لوگ دنیا سے خدا کی طرف بھاگو یقیناً میں تم کو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں دوسرا ارشاد ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ الآیہ یعنی تم لوگ اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپک کے آگے بڑھ جاؤ جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے ۱۲ ۵۶ جیسا کہ کلام مجید میں ہے وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى یعنی توشہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آخرت حاصل کرو اور بہترین زاد تقویٰ ہے ۱۲۔

خطبہ (۳۰)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

اَيُّهَا النَّاسُ الْمُجْتَمِعَةُ اَبْدَانُهُمْ! الْمُخْتَلِفَةُ اَهْوَآؤُهُمْ! كَلَامُكُمْ يُوْهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ۔ وَفِعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيْكُمُ الْاَعْدَآءَ۔ تَقُوْلُوْنَ فِي الْمَجَالِسِ كَيْتَ وَكَيْتَ۔ فَاِذَا جَآءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ حِيْدِيْ حَيَادِ! مَا عَزَّتْ دَعْوَةٌ مَنْ دَعَاكُمْ۔ وَلَا اسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ۔ اَعَالِيْلُ بِاَضَالِيْلَ۔ دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمَطُوْلِ۔ لَا يَمْنَعُ الضَّيْمَ الذَّلِيْلُ۔ وَلَا يُدْرَكُ الْحَقُّ اِلَّا بِالْجِدِّ۔ اَيُّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُوْنَ؟ وَمَعَ اَيِّ اِمَامٍ بَعْدِيْ تُقَاتِلُوْنَ؟ اَلْمَغْرُوْرُ وَاللّٰهِ مَنْ غَرَرْتُمُوْهُ۔ وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ وَاللّٰهِ بِالسَّهْمِ الْاَخْيَبِ۔ وَمَنْ رَمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ۔ اَصْبَحْتُ وَاللّٰهِ لَا اُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ۔ وَلَا اَطْمَعُ فِيْ نَصْرِكُمْ۔ وَلَا اُوْعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ۔ مَا بَالُكُمْ؟

اے وہ (ناہنجار) لوگو! جن کی (صورتیں اور) اعضا تو ملے ہوئے (نظر آتے) ہیں (لیکن) خواہشیں سب کی مختلف (اور پراگندہ) ہیں تمہارا کلام تو (ایسا بہادرانہ ہوتا ہے کہ) سخت پتھروں کو بھی ٹکڑے کر دے اور تمہارا کام ایسا (بزدلانہ ہوتا ہے) جس سے دشمن تمہاری طمع کریں (کہ ان کا مار لینا کیا چیز ہے) مجمعوں میں تو کہتے ہو یہ کریں گے وہ کریں گے! اور جب جنگ (سر پر) پہونچ جاتی ہے تو کہنے لگتے ہو الگ! الگ! (غرض) جس نے تمہیں بلایا اسکو (تمہارا بلانا راس نہ آیا (یا سہا نہیں) اور جو تمہارے رنج میں شریک ہوا اسکے دل کو آرام نصیب نہ ہوا کیونکہ تمہارے عذر ضلالت (کے حیلے) ہیں جسطرح قرضدار شخص حیلہ حوالہ کر کے ٹالتا ہے (سچ ہے) ذلیل شخص ظلم کو روک نہیں سکتا اور حق بغیر مشقت کے مل نہیں سکتا اب تم کس گھر کی حفاظت کرو گے جب اپنے گھر کو نہیں بچاتے اور میرے بعد کس امام کی معیت میں جہاد کرو گے؟ بخدا (غافل اور) دھوکہ کھانے والا وہ شخص ہے جو تمہارے دھوکہ میں آئے اور جو تمہارے ذریعہ سے کامیاب ہوا اس نے بخدا کامیابی میں وہ تیر پایا جس کا کوئی حصہ ہی نہیں اور جس نے تمہارے ذریعہ سے کسی کو تیر مارا اس نے ٹوٹا ہوا بے سر اتیر مارا (جو شکار کو لگتا نہیں) اب تو بخدا میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا دَوَاءُكُمْ؟ مَا طِبُّكُمْ؟ اَلْقَوْمُ رِجَالٌ اَمْثَالُكُمْ. اَقَوْلًا بِغَيْرِ عِلْمٍ؟ وَغَفْلَةً مِنْ غَيْرِ وَرَعٍ! وَطَمَعًا فِي غَيْرِ حَقٍّ!

ایسی حالت میں ہو گیا کہ نہ تمہاری کسی بات کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری مدد کی اُمید رکھ سکتا ہوں اور نہ کسی دشمن کو تم سے ڈرا سکتا ہوں (آخر) تمہارا کیا حال ہے؟ تمہاری کیا دوا ہے؟ اور تمہارا کیا علاج ہے؟ یہ لوگ (اہل شام بھی تو) تمہارے ہی ایسے مرد ہیں (پھر کیوں ان سے ڈرتے ہو جو نہیں لڑتے) کیا بے جانی (بوجھی) بات کہتے بے خوف کی غفلت (برتتے) اور بغیر استحقاق کے لالچ (کرتے ہو) ۵

---

۵ اس خطبہ میں حضرت کا مقصود اہل کوفہ و عراق کو اس امر پر تنبیہ کرنا ہے کہ اُن میں ایسے اوصاف پائے جاتے ہیں جو دین میں مذموم قرار دیے گئے ہیں اور جو اُن کی حسنِ سیرت اور خوبی طبیعت کی بو تک ظاہر نہیں کرتے چنانچہ اس مقصود کو حضرت نے اُن لوگوں کے تین امروں کی طرف اشارہ کر کے ظاہر کیا ہے اول اُنکے حالات دوسرے اُن کی باتیں تیسرے اُن کے افعال۔ پس اُن کی حالت تو یہ ہے کہ ظاہری جسم اکٹھا اور ملے ہوئے نظر آتے ہیں مگر ہر شخص کی خواہش اور ہر ایک کی رائے علیحدہ علیحدہ اور پراگندہ ہے جو اصلی سبب اُنکے ضعف اور شکستگی کا ہے اور جس سے سب نے ایک دوسرے کو اُس کی مصیبت میں گرفتار چھوڑ دیا ہے اور اُن کے باتوں کی یہ حالت ہے کہ اُنکے سُننے سے سخت اور شقی دل تک سہم جاتے ہیں اور اُن باتوں کے سُننے والے سمجھتے ہیں کہ اس شخص کی بات ایسی دلیرانہ ہے تو کام کیسا خونخوار ہو گا کیونکہ بغیر نہایت درجہ شجاعت اور ثبات قدم کے ایسا کلام کون کرے گا لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ لوگ صرف زبانی باتیں ہی جانتے ہیں اگر ہیچ چنانچہ اُنکے کلام سے اسکا ثبوت ملجاتا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جب جنگ چھڑ جاتی ہے اور کام کا وقت اور زبانی دعووں کے وفا کرنے کا موقع پہونچ جاتا ہے تو ہر شخص جان چُرانے لگتا ہے۔ ایک دوسرے پر ٹالتا ہے نئے نئے حیلے تراشتا ہے اور مختلف صورتوں سے اپنے کو شرکت سے بچا لیتا ہے ۱۲ ۵۲ اَلصَّمُّ الصِّلَابُ کے متعلق علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ اپنی شرح نہج البلاغہ میں تحریر فرماتے ہیں وَاسْتَعَارَ لَفْظَيِ الصَّمِّ الصِّلَابِ مِنْ اَوْصَافِ الْحِجَارَةِ الْقُلُوْبَ الَّتِيْ تَضْعُفُ مِنْ سَمَاعِ كَلَامِهِمْ كَمَا شَبَّهَ الْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ بِهَا فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً یعنی حضرت نے دونوں لفظوں الصم الصلاب کو جو پتھر کے اوصاف سے ہیں اُن دلوں کے لئے بطور استعارہ استعمال فرمایا ہے جو اُن لوگوں کی باتوں سے نرم اور کمزور ہو جاتے ہیں چنانچہ خداوند عالم نے بھی سخت دلوں کو پتھر سے تشبیہ دی ہے کہ فرمایا ہے فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (آیہ ۷۴، بقرہ) یعنی یہ دل مثل پتھر کے سخت ہیں یا اس سے بھی زیادہ کرخت ۱۲ ۵۳ یعنی تمہاری باتوں سے تو آدمی کیا پتھر تک کمزور اور شکستہ ہو جاتا ہے لیکن جب دشمن تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ ان کی باتیں محض باتیں ہی ہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اور اُن کے ہاتھ پیر دل و دماغ سے کچھ ہونے والا نہیں ہے لہذا اب بجائے خوف زدہ ہونے کے اُن کو تمھاری طمع دامنگیر ہوتی ہے کہ کسی طرح جلد ہم ان لوگوں تک پہونچ جائیں اور انھیں مار کر رکھ دیں ۱۲ کمیت کمیت عربی زبان میں اصطلاح ہے بمعنی فلاں فلاں بات اور حیدی حیاد بھی ایک اصطلاح ہے جسکو جنگ سے بھاگنے والے یا اُس سے ڈرنے والے استعمال کرتے ہیں یعنی اے جنگ مجھ سے علیحدہ رہ مجھے جانے دے مجھے بچا لے ۱۲ بقول علامہ ابن ابی الحدید اس خطبہ کو حضرت نے ضحاک بن قیس کے غارت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے جس کا واقعہ یہ ہے کہ واقعہ حکمین کے بعد ۳۹ھ ہجری میں جب معاویہ کو معلوم ہوا کہ حضرت علی شام کی طرف اُسکی خبر لینے کو آرہے ہیں تو نہایت درجہ خوف زدہ ہوا شہر سے باہر نکل کر اپنے لوگوں کو جمع کیا اور حضرت علی سے مقابلہ کرنے پر خطبہ دیا اور تدبیر جنگ کے متعلق دیر تک ہر شخص سے مشورہ کیا جب کوئی صورت کامیابی کی نہ نکلی تو مکر و فریب کی راہیں اختیار کیں اور ضحاک بن قیس کو تین چار ہزار فوج کے ساتھ کوفہ کے اطراف میں لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ اُس طرف علیؑ کی جماعت سے جس کو پاؤ لوٹ لو اور کوئی چھاؤنی یا فوج ملے تو اُس پر بھی چھاپہ مارو اور جب صبح ہونے لگے تو وہاں سے چل دو پھر دوسرے مقام پر شب کو چھاپہ مارو۔ اور جب معلوم ہو کہ کوئی فوج تمھارے مقابلہ کیلئے بھیجی گئی ہے تو وہاں نہ ٹھہرنا ورنہ لڑکر بھاگنا پڑے گا" پس ضحاک لوٹ مار اور حضرت علی کے کارندوں کو پریشان کرتا ثعلبیہ پہونچا جہاں حاجیوں کے ایک قافلہ کو لوٹ لیا۔ وہاں سے قطقطانہ تک آ پہونچا۔ جناب امیرؑ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو لوگوں سے اُس کے مقابلہ کیلئے کہا مگر سب جان چرانے لگے جس پر رنجیدہ ہو کر حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دیکھنے میں تو ایک اور متحد معلوم ہوتے ہو لیکن تمھارے دل و دماغ مفسد خیالات کے سبب سے پراگندہ ہیں۔ بعد ازاں حضرت نے حجر بن عدی کو کچھ فوج کے ساتھ ضحاک کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ حجر کوچ کرتے ہوئے چلے گئے یہاں تک کہ مقام تدمر پر دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا اور تھوڑی ہی دیر میں معاویہ کا لشکر اپنے سردار ضحاک بن قیس کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس جنگ میں ضحاک کے انیس اور حجر کے صرف دو آدمی مارے گئے۔ رات کو معاویہ کا لشکر اس خاموشی سے بھاگا کہ حجر بن عدی کو خبر نہ ہو سکی جب صبح کو ڈھونڈھنے لگے تو وہاں کسی کا بھی پتہ نہ تھا (تاریخ کامل مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۱۵۱ و شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۵۴ وغیرہ) ۱۲ عرب میں لوگ تیروں سے جوا کھیلتے تھے جسمیں ہر تیر کا مختلف حصہ ہوتا تھا اور بعض تیر کا کوئی حصہ نہیں رکھا جاتا اُسی کو حضرت سہم الخیب فرماتے ہیں یعنی تم لوگ ایسے بے مصرف ہو کہ اگر تم سے کسی جنگ میں فتح بھی حاصل ہو تو بیکار جس سے نہ فاتح کو کوئی نفع پہونچے نہ مخالف کو کوئی نقصان ۱۲ یعنی زبان سے تو لڑنے کا وعدہ کرتے ہو مگر دل میں جنگ کا ارادہ نہیں ہے تو جس بات کو دل سے نہیں چاہتے ہو اُس کو

کہاں ہے نشان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہتے ہو۔ اور بغیر کسی معقول عذر کے جنگ سے غافل ہو رہے ہو۔ کیونکہ اگر کسی دینی یا دنیوی مصلحت کے سبب سے غفلت کرتے تو خیر معذور ہوتے مگر تمھیں تو کوئی عذر نہیں ہے دشمن پر غلبہ اور اس پر فضیلت حاصل کرنے کی طمع تو رکھتے ہو مگر بلا استحقاق کیونکہ یہ تو جب ہوتا کہ تم اُن سے لڑتے جہاد کرتے جس کی طرف قرآن مجید میں بھی اشارہ ہے وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا یعنی جو کام نہیں کرتے اُس کے بارے میں چاہتے ہو کہ تعریف کی جائے ۱۲۔

خطبہ (۳۱)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَعْنَى قَتْلِ عُثْمَانَ۔

حضرت کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ قتل عثمان (کا حکم دینے یا اُس سے منع کرنے) کے بارے میں[1]۔

لَوْ أَمَرْتُ بِهِ لَكُنْتُ قَاتِلًا۔ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ نَاصِرًا۔ غَيْرَ أَنَّ مَنْ نَصَرَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ خَذَلَهُ مَنْ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ۔ وَمَنْ خَذَلَهُ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ نَصَرَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي۔ وَأَنَا جَامِعٌ لَكُمْ أَمْرَهُ۔ اِسْتَأْثَرْتُمْ فَأَسَأْتُمُ الْأَثَرَةَ۔ وَجَزِعْتُمْ فَأَسَأْتُمُ الْجَزَعَ۔ وَلِلَّهِ حُكْمٌ وَاقِعٌ فِي الْمُسْتَأْثِرِ وَالْجَازِعِ۔

اگر میں اس (قتل عثمان) کا حکم دیے ہوتا (جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے) تو خود ہی قاتل ہوتا (حالانکہ ایسا نہیں ہے) اور اگر اُس سے منع کیے ہوتا تو (اُن کا) مددگار رہوتا (حالانکہ ایسا بھی نہیں ہے کیونکہ یہ تو جب ہوتا کہ مجھے کچھ اختیار ہوتا) البتہ جس نے اُن کی مدد کی وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُن کو اُس نے چھوڑ دیا جس سے میں بہتر ہوں اور جس نے اُن کو چھوڑ دیا وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس نے اُن کی مدد کی جو مجھ سے بہتر ہے[2] (تو ہم اور کل صحابہ اس بارے میں برابر ہوئے) اور میں تمھارے لئے اُن کے امر کا جمع کرنے والا ہوں کہ اُنھوں نے نفس پروری اور خود رائی کی اور اسمیں بہت زیادتی کی اور تم لوگوں نے بھی بے صبری کی تو نہایت بُری طرح بے صبر ہوئے۔ اب خدا (اُس) نفس پروری کرنیوالے اور (ان) بے صبروں میں جو حکم (چاہے) کرے[3]۔

---

[1] علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں هٰذَا الْكَلَامُ بِظَاهِرِهِ يَقْتَضِي أَنَّهُ مَا أَمَرَ بِقَتْلِهِ وَلَا نَهَى عَنْهُ فَيَكُونُ دَمُهُ عِنْدَهُ فِي حُكْمِ الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ الَّتِي لَا يُؤْمَرُ بِهَا وَلَا يُنْهَى عَنْهَا یعنی اس کلام کا مقتضی بظاہر یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے نہ تو عثمان کے قتل کا حکم دیا نہ اس سے لوگوں کو منع کیا لہذا عثمان کا خون کرنا حضرت کے نزدیک ان مباح اُمور میں ہوگا جن کا نہ حکم دیا جاتا ہے اور نہ اُن سے منع کیا جاتا ہے یعنی شرعاً عثمان کے قتل کا نہ حکم دینا واجب تھا نہ اُس سے

منع کرنا ضروری تھا مگر خود ابن ابی الحدید اسکو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مُراد اس نہی سے منع ہی جیسا کہ کہا جاتا ہی امیر نہب اموال رعایا سے نہی کرتے ہیں یعنی منع کرتے ہیں تو مُراد اس سے یہ ہوئی حضرت نے قتل عثمان سے منع نہیں کیا یعنی روکا نہیں کیونکہ حضرت اسپر قادر نہ تھے اور جانتے تھے ہمارے رُوکے یہ امر رُک نہیں سکتا ورنہ تمامی تواریخ و سیر میں اسکی تصریح موجود ہے کہ حضرت نے حتے الامکان لوگوں کو نہی کیا اور سمجھایا کہ یہ قتل مناسب نہیں ہی اسی لئے حضرت فرماتے ہیں اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ نَاصِرًا کہ اگر ہم رُوکتے تو ناصر و مددگار ہوتے حالانکہ ایسا نہیں ہی نہ ہم نے حکم بقتل دیا کہ قاتل کہلائیں اور نہ اس طرح منع کیا کہ ہم ناصر کہلائیں کیونکہ نہی عن المنکر کیلئے ضرورت اسکی ہی کہ ناہی کو تاثیر کی بھی اُمید ہو۔ اسکے بعد علامہ ممدوح نے تاریخ طبری سے اُن وجوہ و اسباب کو تفصیل سے ذکر کیا ہی جن کے سبب سے لوگ عثمان کے دشمن ہوگئے اور آخر اُنکو قتل کیا جس کا خلاصہ یہ ہی کہ عثمان نے بہت سی بدعتیں حادث کیں جس کے سبب سے لوگ عثمان کے مخالف ہوگئے مثلاً بنی اُمیہ کے فاسقوں جاہلوں اور بدمعاشوں کو صوبجات کا والی بنا دیا مال غنیمت و خراج کو جو بیت المال کا تھا اپنے مخصوصین کو سب کا سب دے دیا کرتے۔ بیت المال میں اسراف کرتے۔ حکم بن عاص کو جسے رسول خدا صلعم نے مدینہ سے ہمیشہ کے لئے جلاوطن کر دیا تھا مدینہ میں واپس بُلا کر رکھ لیا اور بیت المال سے ایک لاکھ درہم بھی دے دیا۔ اپنے داماد حارث بن حکم کے نام مدینہ کے فروخت مال کا دسواں حصہ مقرر کر دیا حالانکہ رسول خدا نے اُسے مسلمانوں پر تصدق کر دیا تھا اپنے دوسرے داماد مروان بن حکم کو افریقہ کا خمس دیدیا عبداللہ بن مسعود اور ابوذر کا روزینہ بند کر دیا اور ابوذر کو جلاوطن کر دیا یہاں تک کہ انھوں نے ربذہ ہی میں انتقال کیا۔ عمار یاسر کو اسقدر مارا کہ بیچارے بیہوش ہوگئے اور اُنھیں مرض فتق ہوگیا اسی طرح اور بہت سے شر و فساد کے امور اپنے آخر خلافت میں کئے جس سے لوگ باغی ہوگئے اور آخر قتل کیا ۱۲ غرض یہ ہی کہ چونکہ حضرت پر یہ الزام قائم کیا جاتا تھا کہ آپنے عثمان کو اپنی نصرت سے محروم رکھا لہذا حضرت نے فرمایا کہ اگر فرض کیا جائے ایسا ہی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ جس نے عثمان کو محروم کیا وہ افضل ہی اُس سے جس نے نصرت کی کیونکہ ناصران عثمان سب فساق و فجار ہیں مثل مروان وغیرہ کے جن کا فسق و فجور تمام عالم پر ظاہر ہی بخلاف اسکے خاذلان عثمان تمامی مہاجرین و انصار ہیں جن کی افضلیت تم سب کو مسلم ہی تو اگر ہم خاذل ہی تسلیم کئے جائیں تو اُن سے افضل ہوں گے جو ناصر تھے اسی لئے حضرت نے جملہ من نصرہ لا یستطیع ان یقول خذلہ من انا خیر منہ کو مقدم کیا کیونکہ ناصران عثمان وہی تھے جن کا فسق و فجور مسلم ہی پھر وہ کیونکر دعوے کر سکتے ہیں کہ ہم اُن سے افضل ہیں جنھوں نے محروم کیا۔ سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ سے ہیں عمرو عاص کو لکھتے ہیں وَاَمْسَكْنَا نَحْنُ عَنْهُ وَلَوْ شِئْنَا لَدَفَعْنَا عَنْهُ وَلٰكِنَّ عُثْمَانَ غَيَّرَ وَتَغَيَّرَ وَاَحْسَنَ وَاَسَاءَ فَاِنْ كُنَّا اَحْسَنَّا فَقَدْ اَحْسَنَّا وَاِنْ كُنَّا اَسَأْنَا فَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (کتاب الامامۃ صلہ) ہم لوگوں نے اپنی امداد و نصرت سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

روک رکھا اور اگر چاہتے تو اس بلا کو عثمان سے دفع کرتے مگر خود عثمان نے بہت کچھ شریعت کو بدل دیا اور خود بھی بدل گئے اور اچھا بھی کیا برا بھی کیا۔ تو اگر ہم نے اچھا کیا تو اچھا کیا اور اگر برا کیا تو خدا سے استغفار کرتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ قتل عثمان برضامندی تمام مہاجرین و انصار ہوا پھر کون کہہ سکتا ہے کہ مروان وغیرہ اُن سے افضل تھا ۱۲ سُنی یعنی عثمان نے خود رائی اور خود غرضی کو راہ دی اور اسمیں نہایت مبالغہ اور شدت کی کہ آنکھ بند کرکے مال و حقوق مسلمین کو اپنے اعزا و اقربا میں تقسیم کرنا شروع کر دیا اور جاگیر و جائداد سب کی سب اپنے ہی لوگوں کے حوالہ کر دیں اور خود رائی کی یہ حد ہو گئی کہ سوائے اپنے اور اپنے وزیر مروان کے کسی کی بات سُنتے ہی نہ تھے حتے کہ جو بھی خواہ بطور مشورہ بھی کوئی بات کہتے تو اسکو اپنی دشمنی پر محمول کرتے اور تم مسلمانوں نے اُن کی اس خود رائی اور خود غرضی پر بے صبری ظاہر کی اور اسکو اسقدر اہم کر دیا کہ عثمان کے قتل پر آمادہ ہو گئے یعنی نہ تو عثمان نے اپنی خود غرضیوں کو کم کیا اور نہ تم نے اُن کی ان زیادتیوں پر صبر و تحمل سے کام لیا بلکہ ان کی سزا کی تجویز کی تو وہ بھی بالکل آخری کہ اُن کو قتل ہی کر کے چھوڑا پس اب خدا جو حکم بھی عثمان اور تم لوگوں کے متعلق دے یعنی خواہ اُن سے اور تم لوگوں سے اسکا مواخذہ کرے خواہ معاف کر دے ۱۲

خطبہ (۳۲)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أَنْفَذَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ إِلَى الزُّبَيْرِ قَبْلَ وُقُوعِ الْحَرْبِ يَوْمَ الْجَمَلِ لِيَسْتَقْيِيَهُ إِلَى طَاعَتِهِ قَالَ لَهُ۔

لَا تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ۔ فَإِنَّكَ إِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصًا قَرْنَهُ۔ يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَيَقُولُ هُوَ الذَّلُولُ۔ وَلٰكِنِ الْقَ الزُّبَيْرَ۔ فَإِنَّهُ أَلْيَنُ عَرِيكَةً فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ ابْنُ خَالِكَ: عَرَفْتَنِي بِالْحِجَازِ وَأَنْكَرْتَنِي بِالْعِرَاقِ۔ فَمَا عَدَا مِمَّا بَدَا؟ (قَالَ الشَّرِيفُ)

حضرت علیہ السلام کے اُس کلام کا کچھ حصہ جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جنگ جمل واقع ہونے کے قبل زبیر کے پاس روانہ کرتے وقت فرمایا کہ وہ اُس (زبیر) کو حضرت کی طاعت کیطرف واپس لائیں۔ آپنے اُن سے ارشاد کیا۔ (دیکھو!) طلحہ سے نہ ملنا کیونکہ اگر تم اُس سے ملوگے تو اُسکو مثل اُس سانڈ کے پاؤگے جو (کبر و نخوت سے) اپنے سینگ موڑے ہو۔ وہ سوار تو ہوتا ہے سخت سواری پر اور کہتا ہے کہ یہ تو نرم ہے۔ البتہ زبیر سے ملنا کیونکہ وہ (شخص) نرم طبیعت کا ہے اور اُس سے کہنا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی تم سے کہتے ہیں" حجاز میں تو تم نے مجھے (خلیفہ برحق) جانا اور عراق میں مجھ سے ناآشنا بن گئے! پس جو بات ظاہر ہو چکی اُس سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَقُوْلُ: هُوَ أَوَّلُ مَنْ سُبِقَتْ مِنْهُ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ أَعْنِيْ: فَمَا عَدَا مِمَّا بَدَا۔

کس چیز نے پھیر دیا[۵۲]؟" (قول سید رضی علیہ الرحمہ) میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت (امیر المومنین علیہ السلام) پہلے بزرگ ہیں جن سے یہ کلمہ فما عدا مما بدا سنا گیا ہے (کہ حضرت سے قبل کسی کے کلام میں یہ مثل نہیں ہے)

---

[۵۱] زبیر بن العوام جناب صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے تھے پس صفیہ جناب ابو طالب کی بہن اور جناب ابو طالب زبیر کے ماموں ہوئے اسی سبب سے حضرت امیر المومنین نے اپنے کو اُن کا ماموں زاد بھائی فرمایا اور یہ عام قاعدہ عرب ہے کہ ایسے مواقع پر اظہار قرابت کرتے ہیں ۱۲ [۵۲] یعنی مدینہ میں تو تمھارے نزدیک میں قابل خلافت تھا چنانچہ تم نے خود اصرار کر کے میری بیعت کی اب عراق یعنی بصرہ میں آکر میرے مخالف اور میری بیعت سے علٰحدہ ہو گئے تو جو بیعت تم پہلے کر چکے ہو اُس سے روگردانی کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے اُسکو بتاؤ کہ کیا ہے ۱۲

خطبہ (۳۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِيْ دَهْرٍ عَنُوْدٍ، وَزَمَنٍ كَنُوْدٍ، يُعَدُّ فِيْهِ الْمُحْسِنُ مُسِيْئًا، وَيَزْدَادُ الظَّالِمُ عُتُوًّا، لَا نَنْتَفِعُ بِمَا عَلِمْنَا، وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا جَهِلْنَا، وَلَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتّٰى تَحُلَّ بِنَا، فَالنَّاسُ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ: مِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْنَعُهُ الْفَسَادَ إِلَّا مَهَانَةُ نَفْسِهٖ، وَكَلَالَةُ حَدِّهٖ، وَنَضِيْضُ وَفْرِهٖ، وَمِنْهُمُ الْمُصْلِتُ لِسَيْفِهٖ، وَالْمُعْلِنُ بِشَرِّهٖ، وَالْمُجْلِبُ بِخَيْلِهٖ وَرَجْلِهٖ، قَدْ أَشْرَطَ نَفْسَهٗ، وَأَوْبَقَ دِيْنَهٗ، لِحُطَامٍ يَنْتَهِزُهٗ،

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

لوگو! ہم ایک ایسے ظالم و جفا کار دہر اور سخت بے وفا دستمگار زمانہ میں داخل ہو گئے ہیں جسمیں نیکوکار شخص بدکار سمجھا جاتا ہے اور ظالم (اپنے) جور و ستم میں اور بڑھتا جاتا ہے۔ جس امر کا ہمیں علم ہے اُس سے نفع نہیں اُٹھاتے (حالانکہ علم کی یہی غرض ہے) اور جس چیز سے جاہل ہیں اُسکو دریافت نہیں کرتے (حالانکہ ضرور جاننا چاہیئے) اور جب تک کوئی مصیبت ہم پر آ نہیں پڑتی اُس سے ڈرتے نہیں۔ بہرحال (اس زمانہ کے) لوگ چار[۵۳] قسم پر ہیں بعض (یعنی پہلی قسم کے) وہ ہیں جنکو فساد سے صرف اُن کے نفس کی پستی اور ساز و سامان کی خرابی اور مال و دولت کی کمی[۵۴] روکے ہوئے ہے (کہ اسباب شر و فساد ہی اُنکے پاس نہیں ورنہ کیا کچھ نہ کر ڈالتے) اور بعض (یعنی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَوْ مِقْنَبٍ يَقُوْدُهُ۔ أَوْ مِنْبَرٍ يَفْرَعُهُ۔
وَلَبِئْسَ الْمِتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا
لِنَفْسِكَ ثَمَنًا۔ وَمِمَّا لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ
عِوَضًا۔ وَمِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا
بِعَمَلِ الْآخِرَةِ۔ وَلَا يَطْلُبُ الْآخِرَةَ
بِعَمَلِ الدُّنْيَا۔ قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِهِ۔
وَقَارَبَ مِنْ خَطْوِهِ۔ وَشَمَّرَ مِنْ
ثَوْبِهِ۔ وَزَخْرَفَ مِنْ نَفْسِهِ لِلْأَمَانَةِ۔
وَاتَّخَذَ سِتْرَ اللّٰهِ ذَرِيعَةً إِلَى الْمَعْصِيَةِ۔
وَمِنْهُمْ مَنْ أَبْعَدَهُ عَنْ طَلَبِ الْمُلْكِ
ضُؤُولَةُ نَفْسِهِ۔ وَانْقِطَاعُ سَبَبِهِ۔
فَقَصَرَتْهُ الْحَالُ عَلَى حَالِهِ۔ فَتَحَلّٰى
بِاسْمِ الْقَنَاعَةِ۔ وَتَزَيَّنَ بِلِبَاسِ أَهْلِ
الزَّهَادَةِ۔ وَلَيْسَ مِنْ ذٰلِكَ فِي مَرَاحٍ
وَلَا مَغْدًى۔ وَبَقِيَ رِجَالٌ غَضَّ أَبْصَارَهُمْ
ذِكْرُ الْمَرْجِعِ۔ وَأَرَاقَ دُمُوْعَهُمْ خَوْفُ
الْمَحْشَرِ: فَهُمْ بَيْنَ شَرِيْدٍ نَادٍّ۔
وَخَائِفٍ مَقْمُوْعٍ۔ وَسَاكِتٍ مَكْعُوْمٍ۔
وَدَاعٍ مُخْلِصٍ۔ وَثَكْلَانَ مُوْجَعٍ۔ قَدْ
أَخْمَلَتْهُمُ التَّقِيَّةُ۔ وَشَمَلَتْهُمُ الذِّلَّةُ
فَهُمْ فِي بَحْرٍ أُجَاجٍ۔ أَفْوَاهُهُمْ ضَامِرَةٌ
وَقُلُوْبُهُمْ قَرِحَةٌ۔ وَقَدْ وَعَظُوْا
حَتّٰى مَلُّوْا۔ وَقُهِرُوْا حَتّٰى ذَلُّوْا۔

دوسری قسم کے) وہ ہیں جو (ہر وقت) اپنی تلوار کھینچے رکھتے
اپنے شر (فساد) کو علانیہ کرتے اور اپنے سوار و پیادوں کو
اکٹھا رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے نفس کو (ظلم کے لئے)
آمادہ کر رکھا اور اپنے دین کو برباد کر ڈالا ہے (یہ سب صرف)
مال دنیا لوٹنے یا لشکر کشی کرنے یا منبر پر بلند ہونے کیلئے (ہی)
افسوس یہ کیا ہی بُری تجارت ہے کہ تو دنیا (ایسی حقیر و ذلیل
چیز) کو اپنے نفس (ایسی شریف شے) کی قیمت اور خدا کے یہاں
تیرے لئے جو اجر ہے اُسکا عوض قرار دے اور بعض (یعنی تیسری
قسم کے) وہ لوگ ہیں جو آخرت کے اعمال بجا لاکر دنیا حاصل
کرنی چاہتے ہیں اور دُنیا میں عمل کر کے آخرت کے خواہاں
نہیں ہوتے۔ انھوں نے اپنے بدن کو (نمائشی خشوع و خضوع
سے) پست کر دیا ہے (راہ چلنے میں) اپنے قدموں کو نزدیک
نزدیک رکھا کئے (کہ تقدس ظاہر ہو) اپنے لباس کو (عبادت
خدا کی مستعدی ظاہر کرنے کیلئے) سمیٹے رکھتے اپنے نفس کو
امانت کیلئے آراستہ کئے رہتے۔ اور خدا کے پردہ کو گناہ کا آڑ
بنائے رہا کئے ہیں۔ اور بعض (یعنی چوتھی قسم کے) وہ لوگ ہیں
جن کو ملک گیری (کی تمنا) سے (صرف) اُنکے نفس کے ضعف
و حقارت اور ساز و سامان کے فقدان نے دُور کر دیا ہے پس
اُنکی (موجودہ) حالت نے اُنکو اُسی (سابق) حال پر روک رکھا ہے
(کہ اُس سے بڑھنے نہیں پاتے) لہذا وہ صفت قناعت سے
آراستہ اور زاہدوں کے لباس سے مزین ہیں حالانکہ (درحقیقت)
شام و صبح (یا کسی وقت) میں (بھی) اُنکو ان (اوصاف) سے
کوئی تعلق نہیں باقی رہے وہ لوگ جن کی نگاہوں کو قیامت کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقُتِلُوا حَتّٰى قَلُّوا۔ فَلْتَكُنِ الدُّنْيَا
فِي أَعْيُنِكُمْ أَصْغَرَ مِنْ حُثَالَةِ الْقَرَظِ
وَقُرَاضَةِ الْجَلَمِ۔ وَاتَّعِظُوا بِمَنْ كَانَ
قَبْلَكُمْ۔ قَبْلَ أَنْ يَتَّعِظَ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ
وَارْفُضُوهَا ذَمِيمَةً۔ فَإِنَّهَا قَدْ رَفَضَتْ
مَنْ كَانَ أَشْغَفَ بِهَا مِنْكُمْ۔ (قَالَ
الشَّرِيفُ) أَقُولُ: هٰذِهِ الْخُطْبَةُ رُبَّمَا
نَسَبَهَا مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ۔
وَهِيَ مِنْ كَلَامِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ الَّذِي لَا يُشَكُّ فِيهِ وَأَيْنَ
الذَّهَبُ مِنَ الرَّغَامِ؟ وَالْعَذْبُ
مِنَ الْأُجَاجِ؟ وَقَدْ دَلَّ عَلَى ذٰلِكَ
الدَّلِيلُ الْخِرِّيتُ وَنَقَدَهُ النَّاقِدُ
الْبَصِيرُ عَمْرُو بْنُ بَحْرٍ الْجَاحِظُ فَإِنَّهُ
ذَكَرَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ فِي كِتَابِ
الْبَيَانِ وَالتَّبْيِينِ وَذَكَرَ مَنْ
نَسَبَهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ ثُمَّ قَالَ: هِيَ
بِكَلَامِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشْبَهُ۔
وَبِمَذْهَبِهِ فِي تَصْنِيفِ النَّاسِ وَ
بِالْأَخْبَارِ عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْقَهْرِ
وَالْإِذْلَالِ وَمِنَ التَّقِيَّةِ وَالْخَوْفِ
أَلْيَقُ۔ قَالَ: وَمَتَى وَجَدْنَا مُعَاوِيَةَ
فِي حَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ يَسْلُكُ فِي

یاد نے پست کر دیا اور خوف محشر نے اُنکے آنسوؤں کو بہا
ڈالا ہے پس انمیں سے کوئی تو سب سے الگ اور کنارہ کش ہے۔
کوئی خوف زدہ ذلیل و خوار ہے کوئی خاموش لب بند ہے۔ کوئی
اخلاص سے (امر حق کی طرف) بُلانے والا اور کوئی محزون
درد رسیدہ ہے۔ خوف خدا نے ان لوگوں کو گوشہ گمنامی میں
ڈال رکھا ہے۔ اور ذلت و خواری انکو گھیرے ہوئے ہے پس یہ
(بیچارے) ایک کھاری سمندر میں پڑے ہوئے ہیں کہ ان کے منھ
بند اور دل زخمی ہو رہے ہیں۔ انھوں نے لوگوں کو اتنا وعظ
و پند کیا کہ (اُنکی ناشنوائی سے) تھک گئے اور (مخالفت سے تم
اسقدر) دبا دیے گئے کہ (بظاہر) ذلیل ہو گئے اور (اسقدر)
قتل کیے گئے کہ (بہت) کم ہو گئے (غرض جب خاصان خدا
کی یہ حالت ہے) تو چاہیے کہ دنیا تمھاری نظروں میں قرظ کے
بھوسہ اور (بھیڑ بکری کے) مقراض سے ترشے ہوئے بالوں سے
زیادہ حقیر ہو اور (چاہیے کہ) جو لوگ تم سے پہلے تھے اُن
(کی حالت) سے نصیحت حاصل کرو قبل اس کے کہ تمھارے
بعد والے تم (اور تمھاری حالت) سے سبق لیں۔ اور اس
(دنیا) کو ذلیل (اور قابل نفرت) سمجھ کر چھوڑ دو کیونکہ اس
(بے وفا) نے تو اُن کا بھی ساتھ نہ دیا جو تم سے زیادہ اس پر
فریفتہ تھے (پھر تم کس دھوکے میں ہو؟) (جناب سید رضی
علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس خطبہ کو بعض جاہلوں
نے معاویہ کی طرف منسوب کر دیا ہے حالانکہ یہ جناب امیر المومنین
علیہ السلام کے ایسے (مشہور اور یقینی) کلام سے ہے جسمیں کسی طرح
کا شک ہی نہیں۔ پھر سونے کو مٹی سے اور آب شیریں و خوشگوار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَلَامِهٖ مَسْلَكَ الزُّهَّادِ؟ وَمَذَاهِبَ الْعُبَّادِ۔ کو تلخ کھاری پانی سے کیا نسبت؟ (اسکے علاوہ) ادیب فرید محقق کامل اور علامہ متبحر عمرو بن بحر الجاحظ نے بھی یہی بتایا اور تنقید و تحقیق کر کے اسی (امر) کو اختیار کیا اور صحیح قرار دیا ہی (کہ یہ جناب امیرؑ ہی کا کلام ہی نہ معاویہ وغیرہ کا) کیونکہ اُس نے (اپنی مشہور) کتاب البیان والتبیین میں اس خطبہ کو ذکر کیا ہے اور جس نے اسکو معاویہ کی طرف نسبت دی ہی اُس کا نام بھی لکھا ہی[۱] پھر (اپنی تحقیق یوں) بیان کرتا ہی کہ یہ (خطبہ) حضرت علی علیہ السلام کے کلام سے بہت ملتا ہوا اور لوگوں کی تقسیم کرنے میں حضرت کا جو طریقہ اور جس حالت (مظلومیت) مقہوریت ذلت (و حقارت) اور خوف و تقیہ میں یہ لوگ بسر کرتے ہیں اُسکے بیان کرنے میں جو انداز آپ کا تھا اُس سے بہت مشابہ ہی (پھر وہی جاحظ) کہتا ہی اور ہم نے معاویہ کو کسی حالت (اور زمانہ) میں بھی کب ایسا پایا کہ وہ اپنے کلام میں زاہدوں کی روش اور عابدوں کا طریقہ اختیار کرتا ہو (پھر اس مقدس کلام سے اُسکو کیا تعلق؟)۔

حاشیہ صفحہ ۱۷۸ [۱] واضح ہو کہ حضرت نے یہاں طالب دنیا اور خواہان ریاست و حکومت کی چار قسمیں کی ہیں جو ریاست و حکومت دنیا کی خواہش اور طمع تو بہت کچھ رکھتے ہیں مگر اُنکو کوئی قوت اور عزت یا وقار اور سطوت نہیں حاصل ہی بلکہ حقیر و ذلیل ہیں کوئی اُن کا ساتھ نہیں دیتا اور نہ اُنکی کوئی حقیقت سمجھتا ہی اور ساز و سامان بھی کچھ نہیں ہی جسکے ذریعہ سے حکومت حاصل ہو سکے اور مال بھی موجود نہیں ہی جس سے ساز و سامان کا بندوبست ہو سکے غرض حکومت و ریاست بغیر کسی سبب کے تو حاصل نہیں ہو سکتی اور ان لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہی اس سبب سے خاموش ہیں اور شر و فساد سے عاجز ہیں ورنہ ذرا بھی قدرت ہوتی تو نہ معلوم کیا کرتے ۱۲ [۲] کلالہ کا اصلی معنی کند ہو جانا چاقو یا تلوار یا دوسرے اوزار کی باڑھ کا اور حد ان چیزوں کی باڑھ کو کہتے ہیں یہ تو لغوی معنے تھا یہاں مراد یہ ہی کہ انکے پاس جو ساز و سامان ہی جس سے کوشش کر سکتے وہ بے مصرف ہے جس طرح اوزار کی باڑھ کند ہو جاتی ہے تو وہ بیکار ہو جاتے ہیں پس لفظ کلالہ حد سے حضرت نے تشبیہ دے کر ایک خاص لطف اپنے کلام میں پیدا کر دیا ۱۲ [۳] یعنی دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جنکو شر و فساد کرنے کی قدرت حاصل ہی اور طلب حکومت و ریاست کے اسباب میسر ہیں لہذا وہ اس فکر میں دن رات مشغول رہتے ہیں اگرچہ اُنھیں اسکا کوئی حق نہیں ہی وہ ہر وقت تلوار کھینچے رہتے اپنے شر و فساد کو ظاہر اور علانیہ کر کے لوگوں کو دھمکاتے اور اذیت پہونچاتے رہتے اور اپنی لشکر اور فوج کو جمع کئے رہتے ہیں تاکہ سلطنت اور ترفع حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں لوگوں کا مال لوٹیں فوج کشی کریں لوگوں کے سردار بنیں اور منبروں پر جا کر امراء و خلفاء کی طرح وعظ اور خطبہ بیان کریں۔ پس ان لوگوں کی کیسی بربادی ہی کہ چند روزہ زندگی اور تھوڑے سے مال اور حکومت کیلئے اپنے دین اور آخرت کی دائمی زندگی کو تباہ کر رہے ہیں ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۴ یہ تیسری قسم کے لوگوں کا بیان ہے۔ یہ وہ ہیں جو دینداری اور زہد و ورع تقوے و عبادت کی وضع اختیار کر کے اور اپنے کو عارف باللہ خدا رسیدہ اور تارک دنیا ظاہر کر کے غرض دینی مکر و فریب سے لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتے ہیں اور اس طرح اُن کی سرداری اور امامت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ کل کام تو دین کا کرتے ہیں مگر خدا کیلئے نہیں بلکہ ریا اور سمعہ کیلئے تاکہ لوگ عزت اور احترام کر کے اپنا پیشوا اور مقتدا بنائیں۔ اکثر علمائے مخالفین اور خصوصاً صوفیوں کے پیر حضرات اسی قسم میں داخل ہیں جن کی قبروں کی آج تک پرستش ہوتی اور جناب سید المرسلین صلعم سے زیادہ اُنکی عظمت کی جاتی ہے یہاں تک کہ خدا کو معطل کر کے ہر قسم کی حاجت اُنھیں سے طلب کی جاتی ہے بلکہ خدا کچھ نہیں جو ہیں وہی اولیاء ۱۲ ۵۵ یہ سب اوصاف اُنھیں ریاکار مکاروں یعنی دنیا طلب علما اور پیروں کے ہیں جو اپنے بدن کو خشک کئے جاتے اور نماز میں خضوع و خشوع سے جھکے اور چور مُربنے رہتے ہیں۔ چلتے ہیں تو بہت آہستہ اور نہایت ہی چھوٹے چھوٹے قدم رکھ کر۔ اپنے کپڑوں کو ہر وقت سمیٹے رہتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کسی وقت عبادت خدا اور ذکر الٰہی سے فرصت ہی نہیں ملتی حالانکہ ع چوں بہ خلوت می روند آں کار دیگر میکنند۔ لوگوں میں بڑے متقی اور امانت دار بنتے ہیں کہ سب سمجھیں ایک حبہ میں بھی خیانت نہ کریں گے حالانکہ موقع ملتا ہے تو سرقہ اور غصب و خیانت سے بھی باز نہیں آتے۔ غرض یہ حضرات دین داری اور راہ خدا کی وضع اختیار کر کے دنیا کی ریاست و امارت و عیش و تنعم حاصل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ایک شخص کی حکایت مشہور ہے کہ فکر معاش میں اُس نے بہت سی تدبیریں کیں اور سب میں ناکام رہا آخر عاجز ہو کر ایک سمت نکلا تو شیطان بصورت انسان مقدس آکر اس سے کہنے لگا کہ ایک تدبیر میں بھی بتاتا ہوں دیکھو اسمیں دنیا تم کو کیسی ملتی ہے پوچھا وہ کیا کہا ایک مذہب اور دین ایجاد کرو پھر دیکھو کس طرح لوگ تمھارے ساتھ ہوتے ہیں اور دنیا اقبال کرتی ہے چنانچہ ایسا ہی اُس نے کیا اور خوب کامیاب ہوا ۱۲ ۵۶ چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جو دنیاوی حکومت و ریاست تو ہر وقت چاہتے ہیں مگر اُن کے پاس کوئی ذریعہ اور کسی قسم کا سامان ہی نہیں ہے۔ جس ذلت و خواری میں تھے اُسی میں پڑے ہیں کہ کچھ ہاتھ پیر نہیں ہلا سکتے پس عصمت بی بی از بے چادری کی طرح اپنی حالت کو قناعت سے تعبیر کرتے ہیں یعنی لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم قناعت اختیار کئے ہوئے ہیں ہمیں دنیاوی ترقی سے کوئی کام نہیں جس حال میں خدا رکھے اُسی پر راضی ہیں اور اہل زہد تقوے کے لباس اور اُنکی روش اختیار کر کے لوگوں کے ذہن میں یہ راسخ کرنا چاہتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ ہم دنیا میں مجبور ہیں اور بے بسی کے سبب سے لذات دنیا سے محروم ہیں بلکہ ہم نے خود دنیا کو ترک کر دیا ہے غرض یہ لوگ اہل زہد کے لباس یعنی وضع سے آراستہ ہو رہے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں ان بیچاروں کی یہ حالت فقر و عسرت اور خمول و ذلت زہد کے سبب سے ہے کہ اُنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور ہر وقت آخرت کے سامان میں مشغول رہتے ہیں حالانکہ اصل وجہ اُن کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دنیاوی ترقی سے مجبوری اور تعزز و ترفع سے عاجزی و بے بسی ہو ورنہ دن و رات سے ایک منٹ کیلئے بھی تو اُن کو واقعاً زہد اور قناعت اختیار کرنے کا خیال نہیں پیدا ہوتا ۱۲ ۷ یہ پانچویں قسم کے لوگ ہیں اور سابق چاروں قسم کے وہ تھے جن پر عوام کی نظر پڑتی اور لوگ اُنھیں کو کوئی چیز سمجھتے ہیں۔ پس حضرت نے جو شروع میں فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں اسکا مطلب یہ ہو کہ وہ لوگ جو بادی النظر میں آدمی سمجھے جاتے اور لوگوں میں شمار ہوتے ہیں چار قسم کے ہیں۔ رہے یہ پانچویں قسم کے لوگ جو واقعاً دنیا کے تارک آخرت کے خواہاں ہیں۔ دنیاوی خواہشوں سے اپنی نظر کو پھیر لیا ہو آخرت کے خوف سے ڈرتے رہتے اور معاد کے فکر و تصور میں پڑے رہتے ہیں تو یہ وہ ہیں جن کا وجود دنیا میں سمجھا ہی نہیں جاتا اور نہ دنیا والے اُن کو اپنے میں شمار کرتے ہیں غرض یہ بیچارے لوگوں کی نظر میں کوئی حقیقت اور کوئی ہستی نہیں رکھتے لہذا حضرت نے ان کو اُنمیں شمار نہ کیا اور علٰحدہ ذکر کیا ۱۲ ۸ یعنی جس طرح سمندر کا پانی کھاری اور پینے والوں کو ناگوار ہوتا ہو اسی طرح یہ خاصان خدا دنیا میں رہتے تو ہیں مگر یہاں کی کوئی چیز انکو مرغوب نہیں بلکہ سب سے متنفر رہتے اور ہر لذت دنیا سے بھاگتے ہیں ۱۲ ۹ یعنی ان حضرات نے دنیا والوں کو وعظ و پند کی تو لوگ ان کی باتوں سے اُکتا گئے اور انکی نصیحت سے متنفر ہو کر ان بیچاروں کو ملول اور رنجیدہ کر دیا کیونکہ ظاہر ہے واعظ دوسروں ہی کے نفع کی باتیں کہتے ہیں اب اُسکو لوگ دل سے نہ سُنیں گے یا کراہت ظاہر کریں گے تو کیسا کچھ رنج نہ ہوگا ۱۲ ۱۰ حثالہ۔ بھوسہ کوڑا کرکٹ وغیرہ کو کہتے ہیں اور قرظ ایک درخت کا پتہ ہے جس سے چمڑوں کو دباغت دیتے ہیں جلم ایک خاص قسم کی چیز مقراض کے مثل ہوتی ہو جس سے بھیڑ بکری وغیرہ جانوروں کا بال کاٹا جاتا ہے اور قراضہ اُن کٹے ہوئے بالوں کو کہتے ہیں جو جلم سے کٹ کر گرتے ہیں چونکہ یہ چیزیں نہایت حقیر بے مصرف اور پھینک دینے کے قابل ہوتی ہیں اس سبب سے حضرت نے ان سے دنیا کو تشبیہ دی کہ جس طرح تم لوگ عیب ظاہری دیکھ کر ان اشیاء کو پھینک دیتے ہو اُسی طرح باطنی بصیرت سے کام لو تاکہ دنیا تم کو ان چیزوں سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر معلوم ہو کہ پھر تم لوگ اسکو بھی اپنے سے دُور رکھنے اور ہمہ تن آخرت کا ساماں ہی کرنے میں منہمک رہو گے ۱۲ ۱۱ علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ "اس شخص کے شبہ اور التباس کی وجہ یہ ہو کہ ایک دفعہ معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے ایک ہوشیار شخص کو ملک شام سے شہر کوفہ میں اس غرض سے بھیجا کہ چھپ کر مسجد میں جائے اور حضرت امیر المومنین جو خطبہ بیان فرمائیں اُسکو حفظ کرلے۔ حضرت نے بروز جمعہ اس خطبہ کو ارشاد فرمایا اور اُس جاسوس نے حفظ کر کے معاویہ کو آکر سُنا دیا جس کو اُس نے اپنی جاہل رعایا کو سُنا کر اُن پر اپنے زہد و معرفت اور فصاحت و بلاغت کا اثر قائم کرنے کی کوشش کی۔ معاویہ دل سے جناب امیرؑ کو فصاحت و بلاغت میں بھی بے مثل و بے نظیر جانتا تھا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتا ہو کہ جب محنف نے از راہ خوشامد معاویہ سے کہا کہ میں تیرے پاس ایسے شخص

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(علیؑ) کے یہاں سے آیا ہوں جسمیں گویائی کم ہی تو معاویہ نے کہا کمبخت کیا کہتا ہی خدا کی قسم قریش کو فن فصاحت و بلاغت کی تعلیم علیؑ کے سوا کسی نے بھی نہ دی آپ ہی نے تو اسکے اصول و ضوابط مقرر کئے پھر وہ اعیی (کم گو) کیونکر ہو سکتے ہیں ۱۲

۱۲ علامہ ابو عثمان عمرو بن الجاحظ بن بحر بن محبوب الکنانی البصری المتوفی ۲۵۵ھ ہجری ابتدائے عصر اسلام کا ایک نہایت متعصب ناصبی مگر بہت بڑا ادیب اور عالم علوم عربیہ و وقائع عرب تھا اسکی بہت سی مصنفات ہیں جو ادب و بلاغت اور حالات عرب وغیرہ کی جواہر ہیں منجملہ اُنکے کتاب البیان والتبیین بھی ہی چنانچہ جو نسخہ بمقام مصر ۱۳۱۱ھ میں چھپا ہے اُس کے جزو اول صفحہ ۱۷۲ میں وہ لکھتا ہی خُطبَۃٌ مِن خُطَبِ مُعَاوِیَۃَ بنِ اَبِی سُفیَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُمَا رَوَاھَا شُعَیبُ بنُ صَفوَانَ وَزَادَ فِیھَا الیَقطُرِیُّ وَغَیرُہٗ قَالُوا لَمَّا حَضَرَت مُعَاوِیَۃَ الوَفَاۃُ قَالَ لِمَولًی لَہٗ مَن بِالبَابِ قَالَ نَفَرٌ مِن قُرَیشٍ یَتَبَاشَرُونَ بِمَوتِکَ فَقَالَ وَیحَکَ وَلِمَ قَالَ لَا اَدرِی قَالَ فَوَاللّٰہِ مَا لَھُم بَعدِی اِلَّا الَّذِی یَسُوءُھُم وَاَذِنَ لِلنَّاسِ فَدَخَلُوا فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثنٰی عَلَیہِ وَاَوجَزَ ثُمَّ قَالَ "یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا قَد اَصبَحنَا.... رَفَضتُ مَن کَانَ شَغَفَ بِھَا مِنکُم" وَفِی ھٰذِہِ الخُطبَۃِ اَبقَاکَ اللّٰہُ ضُرُوبٌ مِنَ العَجَبِ مِنھَا اَنَّ ھٰذَا الکَلَامَ لَا یُشبِہُ السَّبَبَ الَّذِی مِن اَجلِہٖ دَعَاھُم مُعَاوِیَۃُ وَمِنھَا اَنَّ ھٰذَا المَذھَبَ فِی تَصنِیفِ النَّاسِ وَفِی الاَخبَارِ عَنھُم وَعَمَّا ھُم عَلَیہِ مِنَ القَھرِ وَالاِذلَالِ وَمِنَ التَّقِیَّۃِ وَالخَوفِ اَشبَہُ بِکَلَامِ عَلِیٍّ وَبِمَعَانِیہِ وَبِحَالِہٖ مِنہُ بِحَالِ مُعَاوِیَۃَ۔ وَمِنھَا اَنَّا لَم نَجِد مُعَاوِیَۃَ فِی حَالٍ مِنَ الحَالَاتِ یَسلُکُ فِی کَلَامِہٖ مَسلَکَ الزُّھَّادِ وَلَا یَذھَبُ مَذَاھِبَ العُبَّادِ۔ وَاِنَّمَا نَکتُبُ لَکُم وَنُخبِرُ مَا سَمِعنَاہُ وَاللّٰہُ اَعلَمُ بِاَصحَابِ الاَخبَارِ وَیَکثُرُ مِنھُم۔

یعنی معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے خطبوں سے ایک یہ خطبہ ہی جسکی روایت شعیب بن صفوان نے کی ہی اور یقطری وغیرہ نے اسمیں کچھ زیادتی بھی کی ہی۔ ان لوگوں کا بیان ہی کہ جب معاویہ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اُس نے اپنے ایک غلام سے دریافت کیا کہ باہر دروازہ پر کون کون ہی اُس نے جواب دیا کہ "قریش کی ایک جماعت موجود ہی جو آپکے مرنے کی خوشی منا رہی ہی اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہی" معاویہ نے کہا "افسوس! آخر اسکی وجہ؟" غلام نے کہا "یہ مجھے معلوم نہیں" معاویہ نے کہا "خدا کی قسم میرے بعد (میرے ایسا بھی کوئی خلیفہ وہ نہ پائیں گے) بلکہ وہ شخص ہوگا جو اُنکو اذیت ہی دیتا رہے گا" پھر اُن لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی اور بعد حمد و نعت اس خطبہ کو بیان کیا (یہاں مصنف نے وہی خطبہ لکھا ہی جو متن میں مع ترجمہ درج ہو چکا۔ اسکے بعد جاحظ کہتا ہے کہ) اے مخاطب خدا تم کو سلامت رکھے اس خطبہ میں بہت سی باتیں سخت حیرت اور تعجب کی ہیں ایک تو یہ کہ معاویہ نے جس حالت مسرت و مبارکباد کو سُنکر قریش کے لوگوں کو اپنے پاس بُلایا تھا اُس سے اس خطبہ کو کیا ربط ہے؟ کیونکہ وہ مقتضی ایسے کلام کی تھی جس سے قریش کی تنبیہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہوتی اور معاویہ اپنے احسانوں کو جتا کر انکو ممنون ہونے کی تاکید کرتا نہ کہ معارف و حقائق کا کلام بیان کرنے لگے دوسری یہ کہ اس کلام کا جو انداز ہے جسمیں لوگوں کی مختلف قسمیں کی ہیں اور دنیا والوں کے قہر و اذلال اور تقیہ و خوف کا ذکر کیا ہے یہ انداز تو علیؑ کے کلام اور آپ ہی کے مضامین و خیالات اور آپ ہی کی حالت سے مشابہ ہے نہ معاویہ کی روش سے تیسری بات یہ کہ ہم نے کبھی بھی معاویہ کو کسی حالت میں بھی زاہدوں کا مسلک اختیار کرتے اور عابدوں کی روش پر چلتے نہیں پایا (پھر یہ کلام اُسکے ذہن سے کیونکر نکل سکتا ہے؟) رہا یہ کہ میں نے اُسکے نام سے اسکو درج کیوں کیا تو اسکی وجہ یہ ہے کہ میں تو جو کچھ جس سے سُنتا ہوں اُسکو اُسی طرح درج کر دیتا ہوں واللہ اعلم ۱۲

خطبہ (۳۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ خُرُوجِهِ لِقِتَالِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ دَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذِي قَارٍ وَهُوَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ فَقَالَ لِي مَا قِيمَةُ هٰذَا النَّعْلِ فَقُلْتُ لَا قِيمَةَ لَهَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللهِ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ إِمْرَتِكُمْ إِلَّا أَنْ أُقِيمَ حَقًّا أَوْ أَدْفَعَ بَاطِلًا ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ:

إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَابًا وَلَا يَدَّعِي نُبُوَّةً فَسَاقَ النَّاسَ حَتَّى بَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ وَبَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ فَاسْتَقَامَتْ

حضرت علیہ السلام کے اُسوقت کے خطبہ کا کچھ حصہ جب اہل بصرہ سے جہاد کرنے کیلئے آپ (مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ میں (ایک روز) بمقام ذی قار (جو ملک عرب کے صوبہ عراق میں بصرہ کے قریب اور شہر واسط و کوفہ کے درمیان ایک جگہ ہے) حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا (دیکھا) کہ آپ اپنی جوتی ٹانک رہے ہیں (جب میں بیٹھا تو) آپ نے مجھ سے فرمایا کہ (اے ابن عباس! تمھارے خیال میں بھلا) اس جوتی کی کیا قیمت ہوگی؟ میں نے عرض کی اسکی قیمت (ہی کیا) کچھ بھی نہیں! تب حضرت نے فرمایا "بخدا یہ جوتی مجھے تم لوگوں کی حکومت و سلطنت سے زیادہ پیاری اور عزیز ہے۔ ہاں اگر (اس سے) میں کسی حق کو قائم یا کسی باطل کو دفع کر سکوں تو خیر" پھر آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور لوگوں میں یہ خطبہ پڑھا:

(لوگو!) خدا نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ کو اُس وقت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَنَاتُهُمْ۔ وَاطْمَأَنَّتْ صَفَاتُهُمْ۔ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَفِي سَاقَتِهَا۔ حَتّٰى وَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا۔ مَا ضَعُفْتُ، وَلَا جَبُنْتُ۔ وَإِنَّ مَسِيرِي هٰذَا لِمِثْلِهَا فَلَأَنْقُبَنَّ الْبَاطِلَ حَتّٰى يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهِ۔ مَالِي وَلِقُرَيْشٍ؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِينَ، وَلَأُقَاتِلَنَّهُمْ مَفْتُونِينَ۔ وَإِنِّي لَصَاحِبُهُمْ بِالْأَمْسِ كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ۔

بعوث برسالت کیا جب عرب کا کوئی شخص بھی کسی کتاب (وغیرہ) کو پڑھ نہ سکتا تھا۔ اور نہ کوئی نبوت کا مدعی تھا۔ (غرض پڑھنے، لکھنے، نبوت وغیرہ کو جانتے ہی نہ تھے) تو حضرتؑ نے لوگوں کو ہنکا کر (یعنی ہدایت کر کے) اُنکے ٹھکانے لگا دیا اور اُن کی نجات[1] کی جگہ (جو دائرہ اسلام ہے) پہونچا دیا پس اُن کی شان و شوکت درست اور اُنکی حالت معاشرت قابل اطمینان ہوگئی۔[2] ہاں میں بھی بجذا اُس (ضلالت و جہالت) کے ہنکانے (دفع کرنے) والوں میں تھا یہاں تک کہ وہ بالکل دفع ہوگئی نہ کبھی میں عاجز ہوا اور نہ بزدلی دکھائی (بلکہ دوسرے صحابہ کے خلاف نہایت ثبات قدم سے کل مذمتوں کو انجام دیا) اور میرا سفر بھی اُسی (زمانہ رسول صلعم کی حالت کے مثل (حق پر اور خدا کی راہ میں) ہے لہذا میں باطل کو اُدھیڑ کر رکھ دوں گا تاکہ حق اُسکے اندر سے نکل آئے (آخر) قریش مجھ سے کیا چاہتے ہیں (اور مجھ کو کیا سمجھا ہے کیونکہ) خدا کی قسم میں نے (جس طرح) اُن سے اُسوقت جہاد کیا جب وہ کافر تھے (اُسی طرح) اب بھی لڑوں گا کہ وہ بہکے ہوئے ہیں۔ میں تو آج بھی اُنکے ساتھ وہی (علیؑ) ہوں جو کل تھا (ابھی تک کوئی فرق نہیں ہوا ہے)

---

[1] آخر ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت امیر المومنینؑ کی لوگوں نے بیعت کی ۳۶ھ میں بی بی عائشہ اور طلحہ و زبیر نے بصرہ میں جاکر علم بغاوت بلند کیا۔ اُسکے فرو کرنے کو حضرت امیر المومنینؑ آخر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ میں بصرہ کی طرف روانہ ہوئے اور جمادی الاخریٰ ۳۶ھ میں جنگ جمل واقع ہوئی پس حضرت مقام ذی قار میں غالباً جمادی الاولیٰ میں فروکش ہوئے ۱۲

[2] معجزہ جناب امیرؑ علامہ اہلسنت ابن ابی الحدید اس خطبہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ مقام ذی قار میں فروکش ہوئے تو میں نے حضرتؑ سے عرض کی "یا حضرت میرے خیال میں کوفہ سے بہت کم آپکے پاس آئیں گے" آپنے فرمایا "خدا کی قسم میرے پاس وہاں سے ۶ ہزار اور ۶۵ آدمی آئیں گے کہ اس تعداد سے ایک آدمی نہ زیادہ ہوگا نہ کم" ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ سُنکر میرے دل میں ایک شدید شک پیدا ہوا کہ یہ مخصوص تعداد کیونکر ہو سکتی ہے اور میں نے دل ہی میں حتمی ارادہ کیا کہ اگر وہ لوگ آئیں گے تو میں سب کو گنوں گا۔ ابن اسحاق نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن یسار سے حدیث بیان کی ہے کہ مقام ذی قار میں کوفہ سے حضرت علی علیہ السلام کے پاس واقعاً چھ ہزار ۶۵ ہی آدمی آئے حضرت علیؑ نے وہاں اہل کوفہ کے انتظار میں پندرہ روز قیام فرمایا یہاں تک کہ آپنے گھوڑوں کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہنہنانے اور خچروں کے بولنے کی آواز سُنی اور جب وہ سب لوگ آکر جمع ہو گئے تو حضرت اُن کو لے کر آگے بڑھے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ "میں نے کہا خدا کی قسم میں ان سب کو گنوں گا اگر واقعاً اسی قدر ہوئے جس قدر حضرت علیؑ نے فرمایا ہے تو خیر ورنہ اور لوگوں کو بُلا کر اس عدد کو پورا کروں گا کیونکہ لوگوں نے حضرت کے اس کلام کو سُن لیا تھا کہ کوفہ سے پورے چھ ہزار ۶۵ آدمی آئیں گے (اب اگر واقعاً اسقدر نہ ہوں گے تو لوگ حضرت کو کاذب سمجھیں گے) لہذا میں اُن سب کے سامنے آیا اور اُنکو روک کر گننے لگا تو خدا کی قسم حضرت نے جو عدد بیان کیا تھا اُس سے ایک آدمی بھی نہ زیادہ تھا نہ کم یہ دیکھ کر میں بول اُٹھا اللہ اکبر صدق اللہ و رسولہ (اللہ اور اُسکے رسول نے سچ فرمایا تھا) اسکے بعد ہم لوگ ذی قار سے روانہ ہو گئے"۔ مگر تاریخ روضۃ الاحباب میں یہی مضمون کچھ اختلاف سے یوں درج ہے عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ "میں حضرت کے ہمراہ مقام ذی قار میں تھا کہ کوفہ اور علاقہ کوفہ کا لشکر آنے لگا حضرت امیرالمومنینؑ نے اُن کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ آج ہماری کُل فوج کی تعداد پوری بیس ہزار ہو جائے گی۔ مجھے حضرت کی اس تعیین سے شبہہ ہوا اور حضرت میرے اس شک کو سمجھ گئے جس پر فرمایا کہ دو نیزے گاڑ دو جو شخص ہماری مدد کو آئے ان نیزوں کے درمیان سے ہو کر گزرے اسکے بعد حکم دیا کہ جو لوگ آتے جائیں اُنکو گنتے جاؤ جب مغرب کا وقت قریب آیا تو واقعاً بیس ہزار فوج ہو گئی صرف ایک آدمی کم رہا۔ شمار کرنے والے نے عرض کی کہ ایک کم ہے حضرت نے جواب دیا کہ وہ بھی آیا جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص بھی آیا جس کا نام اُویس قرنی تھا۔ اسکے بعد حضرت بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ سے ایک شخص ہاشم بن عُتبہ نے حضرت کی خدمت میں آنے پر حسب ذیل اشعار کہے (۱) وَسِرْنَا اِلٰی خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ کُلِّھَا ؛ عَلِیٍّ عَلَیْنَا اَنْ اِلَی اللّٰہِ نَرْجِعُ۔ (۲) نُوَفِّرُہٗ فِی فَضْلِہٖ وَنُجِلُّہٗ ؛ وَفِی اللّٰہِ مَا نَرْجُوْا وَمَا نَتَوَقَّعُ۔ (۳) وَنَخْصِفُ اَخْفَافَ الْمَطِیِّ عَلَی الْوَحَا ؛ وَفِی اللّٰہِ مَا نَرْجُوْہُ نُوْضِعُ۔ (۴) ذَھَبْنَا بِجَمْعٍ نَرْجُوْا وَمَا نَتَوَقَّعُ۔ (۳) وَنَخْصِفُ اَخْفَافَ الْمَطِیِّ عَلَی الْوَحَا ؛ وَفِی اللّٰہِ مَا نَرْجُوْہُ نُوْضِعُ۔ (۴) ذَھَبْنَا بِجَمْعٍ اَثْرُوا الْحَقَّ وَالْھُدٰی ؛ اِلٰی ذِیْ تُقًی فِی نُصْرَۃٍ نَتَسَرَّعُ۔ (۵) نُکَافِحُ عَنْہُ وَالسُّیُوْفُ شَھِیْرَۃٌ ؛ تُصَافِحُ اَعْنَاقَ الرِّجَالِ فَتَقْطَعُ۔ یعنی (۱) ہم لوگ اُس امام کی طرف چلے ہیں جو تمام مخلوقات خدا سے بہتر اور افضل ہے یہ جان کر کہ ہم لوگ خدا کی بارگاہ میں لوٹ کر جائیں گے (۲) ہم لوگ آپ کی تعظیم آپ کے اور آپ کے صاحبزادہ کے شرف و بزرگی کے سبب سے کرتے ہیں اور خدا کی ہی راہ میں درجات عالیہ اور نعمات اخرویہ کی امید اور توقع رکھتے ہیں (۳) باوجودیکہ ہماری سواریوں کے سم گھس گئے ہیں پھر بھی ہم اُن کو ٹانک کر جہاد کے لیے آئے ہیں اور خدا ہی کی راہ میں ہم ثواب کے اُمیدوار ہیں اور تیز روی اختیار کرتے ہیں (۴) ہم لوگ ایک ایسی جماعت کے ساتھ جس نے حق اور ہدایت کو اختیار کر لیا ہے اُس بزرگ کی طرف چلے جو صاحب ورع و تقوے ہے اُسی بزرگ کی نصرت کے لیے ہم لوگ جلدی کر رہے ہیں (۵) ہم لوگ حضرت کی طرف سے دشمنان خدا کا مقابلہ کریں گے اس طرح کہ ہماری تلواریں کھنچی ہوئی دشمنوں کے گلے ملیں گی اور اُنکو سر سے جدا کر کے واپس آئیں گی ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۳۵)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي اسْتِنْفَارِ النَّاسِ إِلَى أَهْلِ الشَّامِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔ جسے (آپ نے) لوگوں کو اہل شام کی طرف (اُن سے لڑنے کے لئے) چلنے پر آمادہ کرنے کی غرض سے فرمایا[۱]۔

أُفٍّ لَكُمْ! لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ۔ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضًا؟ وَبِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفًا؟ إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادِ عَدُوِّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ كَأَنَّكُمْ مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ، وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ يُرْتَجُ عَلَيْكُمْ حَوَارِيُّ فَتَعْمَهُونَ، فَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَالُوسَةٌ، فَأَنْتُمْ لَا تَعْقِلُونَ۔ مَا أَنْتُمْ لِي بِثِقَةٍ سَجِيسَ اللَّيَالِي، وَمَا أَنْتُمْ بِرُكْنٍ يُمَالُ بِكُمْ وَلَا زَوَافِرُ عِزٍّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ۔ مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَإِبِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا، فَكُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ مِنْ آخَرَ۔ لَبِئْسَ لَعَمْرُ اللّٰهِ سُعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ، تُكَادُونَ وَلَا تَكِيدُونَ، وَتُنْتَقَصُ أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَمْتَعِضُونَ! لَا يُنَامُ عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ سَاهُونَ! غُلِبَ وَاللّٰهِ الْمُتَخَاذِلُونَ۔ وَايْمُ اللّٰهِ إِنِّي

تم لوگوں پر سخت افسوس ہے (اب تو) میں تم سب پر غصہ کرتے کرتے تھک گیا کیا تم لوگوں نے آخرت کے عوض دنیا کی زندگی اور بجائے عزت کے ذلت کو پسند کر لیا ہے؟ جب میں تمہارے ہی دشمنوں سے جہاد کرنے کو تمہیں بلاتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گردش کرنے لگتی ہیں کہ گویا تم موت کی سختی میں مبتلا ہو گئے اور غفلت سے تمہارے حواس جاتے رہے (چونکہ سننا نہیں چاہتے اس سبب سے) میری بات تم (یعنی تمہارے دماغ) تک پہونچنے نہیں پاتی لہٰذا سرگرداں ہو رہے ہو۔ غرض تمہارے دل گویا بالکل باؤلے (ہو رہے) ہیں جس سے تم (کچھ) سمجھتے ہی نہیں (اب) نہ تو تم قیامت تک میرے قابل اعتماد رہے نہ وہ رکن جس پر تکیہ کیا جائے نہ عزت (و شرف و فتح و غلبہ) کی بنیاد جس کی طرف کوئی محتاج ہو۔ تمہاری مثال تو اُن اونٹوں سی ہے جن کے چرواہے گم ہو گئے ہوں کہ جب وہ کسی ایک طرف سے بھی گھیرے جاتے ہیں تو دوسری جانب سے منتشر ہو جاتے ہیں۔ خدا کی قسم تم آتش جنگ کے (بہت ہی) بُرے ایندھن ہو۔ (اَیں!) لوگ تو تم سے کید و مکر کرتے ہیں اور تم لوگ اُس کید کو دفع نہیں کرتے[۲]! تمہارے اطراف و جوانب گھٹتے جاتے ہیں[۳] مگر تم کو (ذرا بھی) جوش نہیں آتا (دشمن کو) تمہاری فکر میں نیند تک نہیں آتی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَاَظُنُّ بِكُمْ اَنْ لَّوْ حَمِسَ الْوَغٰى، وَ
اسْتَحَرَّ الْمَوْتُ قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ
ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اِنْفِرَاجَ الرَّاْسِ وَاللّٰهِ
اِنَّ امْرَءً یُمَكِّنُ عَدُوَّهٗ مِنْ نَفْسِهٖ
یَعْرُقُ لَحْمَهٗ، وَیَهْشِمُ عَظْمَهٗ، وَ
یَفْرِیْ جِلْدَهٗ، لَعَظِیْمٌ عَجْزُهٗ، ضَعِیْفٌ
مَا ضُمَّتْ عَلَیْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهٖ!
اَنْتَ فَكُنْ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتَ. فَاَمَّا
اَنَا فَوَاللّٰهِ دُوْنَ اَنْ اُعْطٰى ذٰلِكَ
ضَرْبٌ بِالْمَشْرَفِیَّةِ تَطِیْرُ مِنْهُ فَرَاشُ
الْهَامِ، وَتَطِیْحُ السَّوَاعِدُ وَالْاَقْدَامُ.
وَیَفْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا یَشَآءُ.
اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ لِیْ عَلَیْكُمْ حَقًّا،
وَلَكُمْ عَلَیَّ حَقٌّ. فَاَمَّا حَقُّكُمْ عَلَیَّ
فَالنَّصِیْحَةُ لَكُمْ، وَتَوْفِیْرُ فَیْئِكُمْ
عَلَیْكُمْ، وَتَعْلِیْمُكُمْ كَیْلَا تَجْهَلُوْا،
وَتَاْدِیْبُكُمْ كَیْمَا تَعْلَمُوْا. وَاَمَّا حَقِّیْ
عَلَیْكُمْ فَالْوَفَآءُ بِالْبَیْعَةِ، وَالنَّصِیْحَةُ
فِی الْمَشْهَدِ وَالْمَغِیْبِ، وَالْاِجَابَةُ حِیْنَ
اَدْعُوْكُمْ، وَالطَّاعَةُ حِیْنَ اٰمُرُكُمْ.

اور تم غفلت میں سب کو بھولے ہوئے ہو! بخدا جن لوگوں نے
اپنوں کا ساتھ چھوڑا وہ مغلوب ہو کر رہے اور خدا کی قسم میں
تمہارے بارے میں بھی گمان کرتا ہوں کہ اگر (میدان) جنگ
سخت اور (بازار) موت گرم ہو تو تم (مجھ علیؑ) ابن ابی طالب سے
اس طرح الگ ہو جاؤ گے جس طرح سر (بدن سے) جدا ہو جاتا ہے
خدا کی قسم جو شخص اپنے دشمن کو اپنے اوپر اتنا قابو دیدے کہ وہ
اسکا گوشت نوچے اور اسکی ہڈی توڑے اور اسکی کھال اُدھیڑے
اسکی بے بسی بڑی (ہی سخت) ہے (اور) وہ (دل) جس پر اسکے
سینہ کی ہڈیاں لپٹی ہیں بڑا ہی بودا ہے[1] (خیر، اگر تم (یہی) چاہتے
ہو تو ایسے ہی رہو۔[2] مگر میں تو خدا کی قسم قبل اسکے کہ (دشمن کو
اپنے اوپر) ایسا (قابو) دوں (یہ کروں گا کہ) مشرقی (تلواروں[3])
سے وہ (شدید) ضرب لگاؤں جس سے سروں کی کھوپریاں
اُڑنے اور ہاتھ پاؤں (کٹ کٹ کر) گرنے لگیں گے۔ اور
اسکے بعد خدا جو چاہے گا کرے ہی گا۔

لوگو! میرا ایک حق تم پر ہے اور تمہارا ایک حق مجھ پر ہے۔
تمہارا حق تو مجھ پر یہ ہے کہ میں تمہاری نصیحت کروں اور
تمہارے مال غنیمت کو پورا پورا تمہارے حوالہ کر دوں[4]۔
اور تمہیں تعلیم دے دوں تاکہ جاہل نہ رہو اور تمہیں ادب
سکھا دوں تاکہ جان جاؤ۔ رہا میرا حق تم پر تو یہ ہے کہ
اپنی بیعت (کا عہد) پورا کرو اور حاضر و غائب خیر خواہی
کرو اور جب میں تم کو بلاؤں تو حاضر ہو جاؤ اور جب (کوئی) حکم دوں تو مان لو۔

حاشیہ صفحہ ۱۸۶ [1] یعنی اسلام کے قبل لوگ غریب خانہ بردوش اور پراگندہ تھے کہ کوئی دین و مذہب نہ تھا جو اُن کو درست کرتا اور
اسلام اُنکی اصلی جگہ تھی جو اُنکے لئے باعث اطمینان و امن و امان ہوئی جسمیں آکر لوگ خونریزی قتل و غارت لوٹ مار سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

محفوظ ہو کر عیش و راحت کی زندگی بسر کرنے لگے پس آنحضرت نے اُن لوگوں کو جو اپنی اصلی جگہ (اسلام) سے بھٹک کر مارے مارے پھرتے تھے اُس جگہ پہونچا کر ٹھکانے لگا دیا اور پہلی زندگی سے یہ لوگ جہنم کے مستحق تھے حضرت نے ایمان کی راہ پر لگا کر اُنکو نجات کے مقام میں پہونچا دیا اور قناۃ در اصل لکڑی کے نیزہ کو کہتے ہیں یہاں مراد قوت اور شان و شوکت ہے یعنی جس طرح ٹیڑھا نیزہ بیکار رہتا اور سیدھا ہو کر کام کا ہو جاتا ہے اُسی طرح اُن لوگوں کی حالت کج اور شان و شوکت مضمحل تھی اسلام نے اُسکو درست اور مستحکم کر دیا۔ اور صفاۃ سخت موٹے پتھر کو کہتے ہیں یہاں مراد حالت معاشرت ثبات قدم اور راحت کاملہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ انکی زندگی اب مامون مطمئن اور خوف و خطر سے محفوظ ہو گئی ۱۲ اس جملہ اَمَا وَاللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَفِیْ سَاقَتِھَا حَتّٰی وَلَّتْ بِحَذَافِیْرِھَا کے معنی و مقصود میں شارحین نے اختلاف کیا ہے ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ فارسی ترجمہ یوں کرتے ہیں "بخدا سوگند بدرستی کہ بودم در میان مردمانے کہ راندند گان عساکر حق بودند تا آنکہ پشت میدادند جمیع لشکر خصم" علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ نے بھی یہی مطلب لکھا ہے۔ محمد عبدہ مصری لکھتے ہیں "ساقتہا اور حذافیرہا کی ضمیریں اُس حادثہ کی طرف پھرتی ہیں جو اس خطبہ سے سمجھ میں آتا ہے یعنی آنحضرت صلعم کی بعثت کی طرف جس سے خدا نے لوگوں پر انعام عظیم کیا کہ حضرت نے لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور اور ذلت سے عزت و اقتدار میں پہونچا دیا" لیکن علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "کہ دونوں ضمیریں زیادہ جاہلیت و ضلالت کی طرف پھرتی ہیں جو گو تصریحاً مذکور نہیں ہے مگر مفہوماً موجود ہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے جاہلیت کی حالت کو یہاں یا کسی گرد آلود غبار اور آندھی سے تشبیہ دی ہے یا کسی لشکر سے جو جنگ و جدال کے لئے سامنے چلا آتا ہو اسکے بعد فرمایا کہ میں نے اُس غبار یا لشکر کو دفع کرنا شروع کیا جس سے وہ زائل ہو چلی اور میں برابر اُسکے دفع کرنے میں مشغول رہا یہاں تک کہ وہ بالکل زائل ہو گئی اور اُسکا کوئی اثر باقی نہ رہا ۱۲ حاشیہ صفحہ ۲۲۸-۱۵ جمادی الاخری ۳۶ھ کو جنگ جمل اور صفر ۳۷ھ میں جنگ صفین واقع ہوئی ۱۲ صفر ۳۸ھ میں واقعہ تحکیم ہوا رمضان المبارک ۳۸ھ میں حکمین نے فیصلہ سنایا۔ اور بروایت مورخ طبری و ابن اثیر و ابن خلدون اواخر ۳۷ھ میں اور بروایت مسعودی صاحب حبیب السیر اوائل ۳۸ھ میں جنگ نہروان واقع ہوئی حضرت نے اس جنگ میں بھی فتحیاب ہو کر خوارج کا فیصلہ کر کے موصل کی راہ شام چلنے کا ارادہ کیا اور نہروان ہی میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا چنانچہ شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۱۷۰ اور کتاب الامامۃ السیاسۃ ابن قتیبہ دینوری مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ میں ہے کہ "خوارج کے مرحلہ سے فارغ ہو کر جب نہروان سے روانہ ہونا چاہا تو کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے پھر فرمایا اما بعد فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْسَنَ بَلَاءَکُمْ وَاَعَزَّ نَصْرَکُمْ فَتَوَجَّھُوْا مِنْ نَوْبَتِکُمْ ھٰذِہٖ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ وَاَشْیَاعِہِ الْقَاسِطِیْنَ الَّذِیْنَ نَبَذُوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَرَاءَ ظُھُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِہٖ اَنْفُسَھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ لوگو! خدا نے تمھاری آزمائش کا نتیجہ اچھا دیا اور تمھاری نصرت کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

غلبہ دیا اب فوراً معاویہ اور اُسکے ساتھیوں کی طرف چلے چلو جس نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا ہی اور اُس کو ہلکے داموں بیچ ڈالا پس کیا بُری چیز انھوں نے اپنے نفسوں کے عوض خریدی ہی کاش یہ لوگ جانتے بُوجھتے۔ اس خطبہ پر حضرت کے ساتھیوں نے جواب دیا کہ "یا امیر المومنین ہمارے تیر ختم ہوگئے تلواریں کند ہوگئیں نیزے ٹوٹ گئے لہذا کوفہ واپس چلیئے وہاں سے اچھی طرح تیار ہوکر پورے ساز و سامان سے اہل شام کی طرف چلیں گے"۔ اس پر حضرت نے پھر بہت سمجھایا اور پیشین گوئی کی کہ لَا تَرْتَدُّوا عَلٰی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِیْنَ گھر نہ لوٹو ورنہ سخت خسارہ میں رہوگے۔ مگر وہ لوگ بار بار مختلف عذر کرتے رہے آخر مجبور اور مایوس ہوکر حضرت کوفہ واپس آئے اور کافی مہلت دینے کے بعد اس خطبہ کو فرمایا کہ "اب تو میں تم پر غصہ کرتے کرتے تھک گیا الخ"۔ مگر پھر بھی لوگ حیلہ حوالہ آج کل کرتے اور ہاتھ پاؤں پھیلاتے رہے آخر حضرت ۴۰ھ میں شہید ہوگئے اور وہی ہوا جو حضرت نے نہروان میں پیشین گوئی کی تھی کہ اگر ابھی ہی تم لوگ شام نہ چلے بلکہ کوفہ کو لوٹ گئے تو خسارہ میں ہوگے اس سے زیادہ تفصیل ضمیمہ میں آئے گی ۱۲ ۵۲ مکر اصل میں مخفی تدبیر کو کہتے ہیں اور یہاں وہ کید و مکر مراد نہیں ہی جو کفار و منافقین و فاسقین کرتے ہیں بلکہ اس مکر کے دفع کی تدبیر مقصود ہی جس کو خدا نے بھی کہا ہی وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ (آل عمران) اور رسول خدا صلعم بھی کرتے تھے چنانچہ غزوہ خندق میں ایک شخص نعیم بن مسعود نے آنحضرت سے عرض کی کہ اجازت ہو تو ہم کفار میں پھوٹ ڈال دیں حضرت نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَۃٌ جنگ میں مکر و فریب جائز ہی (تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۶۹ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۵ وغیرہ) ہاں معاویہ جو دفاع کیلیئے نہیں بلکہ دنیا پرستی فتنہ و فساد کیلیئے مکر و فریب کرتا تھا مذموم وہ تھا۔ چنانچہ جناب امیرؑ اُسی مکر و فریب کے دفع کیلیئے اپنے لوگوں کو آمادہ کر رہے ہیں۔ معاویہ کے مکر و فریب کی داستان چونکہ بہت طویل ہی لہذا اُسکے لئے ضمیمہ کا انتظار کرنا چاہیئے ۱۲ ۵۲ جب جناب امیرؑ جنگ نہروان سے کوفہ واپس آئے اور معاویہ حضرت کی طرف سے مطمئن ہوگیا تو مختلف شہروں میں اپنے مکار سرداروں کے ماتحت فوج کو قتل و غارت کے لئے روانہ کرنا شروع کیا مثلاً ۳۸ھ میں عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ پر ۳۹ھ میں نعمان بن بشیر کو عین التمر پر۔ عوف کو ہیت و انبار پر عبداللہ بن مسعود فزاری کو تیماء پر ضحاک بن قیس کو تغلبیہ و قطقطانہ پر معاویہ بن یزید کو مکہ پر ۴۰ھ میں بسر بن ارطاۃ کو حجاز و یمن پر روانہ کیا اسی طرح اور بہت سے امور ہیں جن سے کچھ پہلے مذکور ہوئے اور ما بقی ضمیمہ میں بیان ہوں گے۔ ان تدابیر میں اگرچہ معاویہ کے لشکروں کو شکست پر شکست ہوتی جاتی تھی مگر حدود اسلامیہ میں بدامنی بڑھتی جاتی اور جناب امیرؑ کا دبدبہ و تسلط کمزور ہوتا جاتا تھا اور یہی معاویہ کا مقصود اصلی تھا۔ اسی کو حضرت فرماتے ہیں کہ تمھاری سلطنت کے اطراف کم ہوتے جاتے ہیں مگر تم کو کوئی فکر نہیں ہوتی ۱۲ حاشیہ صفحہ ۱۸۹ از علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں (صفحہ ۱۰ جلد ۱) کہ ایک خطبہ میں اہل کوفہ سے خطاب کرتے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حضرت نے فرمایا ہائے افسوس کیسے تعجب کی حالت ہے تمھاری اور شام والوں کی کہ اہل شام کا حاکم (معاویہ) تو خدا کی نافرمانی کرے اور وہ لوگ اُسکی اطاعت کریں اور تمھارا حاکم (میں علیؑ بن ابی طالب) خدا کی اطاعت کرے اور تم لوگ اُسکی مخالفت کرو... خدا کی قسم اے اہل کوفہ! اپنے دشمن سے جہاد کرنے پر آمادہ ہو جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ جس (حکومت وسرداری) کے اہل تم ہو اُسپر دوسری قوم (بنی امیہ اور اہل شام) مسلط ہو جائے گی پس وہ تم سب کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا رکھے گی۔ تم لوگ تلوار کے قتل سے ڈر کر فرش کی موت چاہتے ہو حالانکہ فرش کی موت ہزار تلوار کے قتل سے زیادہ سخت ہوگی" ۱۲ ۵۲ ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عام خطاب ہے یعنی جسکو مذکورہ حالت پسند ہو وہ اُسی کو اختیار کرے مگر مفتی ابن عبدہ لکھتے ہیں ص۳ کہ یہ خطاب خاصکر اشعث بن قیس سے ہے جس نے حضرت کے ان جملوں پر جو اہل کوفہ کی بزدلی اور پہلوتہی پر لعنت ملامت کر رہے تھے کہا کہ "آپنے بھی عثمان بن عفان کی روش کیوں نہ اختیار کی" تو حضرت نے جواب دیا کہ "عثمان کی روش تو اہل دین کو ذلیل کرنے والی تھی جسکی کوئی دلیل نہیں کیونکہ جو شخص اپنے دشمن کو اپنے نفس پر غلبہ دے وہ نہایت ضعیف الرائے اور مخبوط الحواس ہے پس اگر تو اُس روش کو اختیار کرتا ہو تو ویسا ہی ہے پس تو ویسا نہیں ہو سکتا۔ اس روایت کو لکھ کر ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ ممکن ہے یہ روایت بھی صحیح ہو اور پھر بھی حضرت کا خطاب سب سے عام ہو ۱۲ ۵۳ مشرفیہ ملک عرب میں شام کے شہروں کے پاس کچھ گاؤں ہیں جنکا نام ہے مشارف الشام وہاں کی تلواریں عمدہ اور بڑی مشہور ہوتی ہیں انھیں تلواروں کو سیوف مشرفیہ کہتے ہیں ۱۲ ۵۴ علامہ ابن ابی الحدید اس خطبہ کی شرح میں اس امر کی تحقیق کرتے ہوئے کہ یہ لوگ حضرت سے کیوں علیحدہ ہوتے جاتے اور پوری مستعدی سے ساتھ نہ دیتے تھے لکھتے ہیں کہ "سب سے بڑی اور قوی وجہ جس سے اہل عرب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ساتھ چھوڑتے جاتے تھے۔ مال کا معاملہ تھا کیونکہ حضرت تقسیم مال غنیمت میں ہر شخص کو برابر رکھتے اور کسی شریف کو حقیر پر اور اعلیٰ کو ادنیٰ پر اور عرب کو عجم پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور رئیسوں اور امیروں اور بڑے بڑے قبیلوں کے سرداروں سے خصوصیت اور احسان کا وہ برتاؤ نہ کرتے تھے جو دوسرے بادشاہ اور حکام اُن لوگوں کو ملائے رکھنے کے لئے کرتے ہیں غرض دنیاوی تدبیروں سے کوئی تدبیر بھی اپنا دبدبہ اور شوکت قائم کرنے کیلئے اختیار نہیں کرتے تھے (بلکہ جو انصاف اور شرع کا مقتضی تھا اُسی پر قائم رہے) اور آپ کے بالکل خلاف معاویہ کی حالت تھی کہ دنیاوی تدابیر سے کوئی بھی اُٹھا نہ رکھی اور کمزور و بے اثر لوگوں کے حقوق مار مار کر سرداروں اور ذی اثر لوگوں کو مالا مال کر دیا اور اپنے سے ملا لیا تھا۔ جس سے اُسکی قوت روز بروز بڑھتی گئی اور جمعیت زیادہ ہوتی رہی" مگر میں کہتا ہوں کہ یہ حالت خاص معاویہ کی نہ تھی بلکہ خلفائے ثلاثہ اسکے موجد ہیں چنانچہ حضرت عمر کا دیوان مقرر کرنا اسکا شاہد ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ عادل مشہور ہیں اور حضرت ابوبکر و عثمان کا تو ذکر ہی نہیں ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۳۶)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ التَّحْكِيْمِ۔

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ (حصہ جسے واقعہ تحکیم کے بعد (فرمایا) [1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاِنْ اَتَى الدَّهْرُ بِالْخُطُبِ الْفَادِحِ وَالْحَدَثِ الْجَلِيْلِ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَيْسَ مَعَهٗ اِلٰهٌ غَيْرُهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيْقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ تُوْرِثُ الْحَسْرَةَ، وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ۔ وَقَدْ كُنْتُ اَمَرْتُكُمْ فِيْ هٰذِهِ الْحُكُوْمَةِ اَمْرِيْ، وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُوْنَ رَاْيِيْ، لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيْرٍ اَمْرٌ، فَاَبَيْتُمْ عَلَيَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِيْنَ الْجُفَاةِ، وَالْمُنَابِذِيْنَ الْعُصَاةِ۔ حَتّٰى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهٖ، وَضَنَّ الزَّنْدُ بِقَدْحِهٖ، فَكُنْتُ اَنَا وَاِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ اَخُوْ هَوَازِنَ [2]

اَمَرْتُكُمْ اَمْرِيْ بِمُنْعَرَجِ اللِّوٰى
فَلَمْ تَسْتَبِيْنُوا النُّصْحَ اِلَّا ضُحَى الْغَدِ

ہر حال میں خدا کی حمد ہے اگرچہ زمانہ مشکل حالت اور بڑے حادثہ میں مبتلا کرے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے یکتا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے نہ تو اُسکا کوئی شریک ہے نہ اُسکے ساتھ کوئی اُسکے علاوہ معبود ہے۔ اور اسکی (گواہی دیتا ہوں) کہ (حضرت) محمدؐ اُسکے (خاص) بندہ اور پیغمبر ہیں۔ خدا آپ پر اور آپ کی آل (پاک) پر رحمت نازل کرے۔ اما بعد پس (واضح ہو کہ) مہربان (اور) عالم (و) تجربہ کار ناصح کی نافرمانی (آخرکار) حسرت پیدا کرتی اور پیچھے ندامت لاتی ہے (دیکھو!) اس پنچایت کے بارے میں تم کو (اُسی وقت) میں نے اپنا (مناسب) حکم دیدیا تھا اور نہایت خلوص سے اپنی قیمتی (اور قابل قدر) رائے تم پر ظاہر کردی تھی۔ کاش قصیر کی رائے مانی گئی ہوتی (مگر آہ) تم نے (ایک سُنی اور) ظالم مخالفوں اور کھلم کھلا دشمنی کرنے والے نافرمانوں کے انکار کی طرح مجھ سے مُنھ موڑ لیا یہاں تک کہ خود نصیحت کرنے والے (یعنی مجھ) کو اپنی نصیحت پر شبہہ اور چقماق کو روشنی دینے میں بخل کرنا پڑا۔ تو میں اور تم ویسے ہی ٹھہرے جیسا قبیلہ ہوازن کے شاعر نے کہا ہے [3]

میں نے تو تم کو مقام لوے کے موڑ پر اپنا (مناسب) حکم دیدیا تھا مگر تم نے اُس نصیحت کی پروا نہ کی لیکن اُسوقت کہ صبح ہو کر چاشت کا وقت آگیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حاشیہ صفحہ ۱۹۳ لہ یہ حصہ اُس خطبہ کا ہے جسے حضرت نے عمرو بن العاص کے ابو موسیٰ اشعری کو واقعہ تحکیم میں فریب دینے کے بعد اور جنگ نہروان واقع ہونے کے پہلے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ واقعہ تحکیم کا مختصر حال یہ ہے کہ ملک شام میں معاویہ نے حضرت امیر المومنینؑ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو جنگ جمل کے بعد ۳۶ھ ماہ ذی الحجہ میں جناب امیرؑ کی فوجیں کوفہ سے اور معاویہ کی فوجیں شام سے مقام صفین میں جمع ہوئیں مگر بخیال ماہ محرم الحرام لڑائی نہ شروع ہوئی۔ صفر ۳۷ھ میں جنگ چھڑ گئی اور عرصہ تک بہت شدت سے ہوتی رہی آخر ایک روز حضرت امیر المومنینؑ نے فیصلہ کن جنگ کا ارادہ کر کے نہایت سخت حملہ کرایا۔ یہانتک کہ شب بھر جنگ ہوتی رہی جو لیلۃ الہریر مشہور ہے ایک طرف خود حضرتؑ اور دوسری طرف حضرت کے مشہور سپہ سالار مالک اشتر میمنہ پر اور عبداللہ بن عباس میسرہ پر۔ آخر لشکر شام چیخ اُٹھا اور معاویہ کی پوری فوج بھاگنے پر تیار ہو گئی۔ معاویہ اور عمرو عاص دونوں یہ آفت دیکھ کر کہ اب پوری تباہی ہے مکر و فریب کی صورت سوچنے لگے اور یہ ترکیب کی کہ جتنے قرآن مجید اُس لشکر میں تھے جن کی تعداد بعضوں نے پانچسو لکھی ہے اُن سب کو نیزوں پر باندھ کر اور بہ آواز بلند کہلانا شروع کیا کہ "ہمارے تمہارے درمیان یہ کلام اللہ ہے۔ اسکا واسطہ صلح کر لو"۔ معاویہ کی یہ چال کام کر گئی اور حضرت علی کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا۔ سادہ لوح دیندار حافظوں اور قاریوں نے تلوار روک کر کہا کہ ہم کو قرآن کی طرف بلایا جاتا ہے کیونکر قبول نہ کریں ہمیں قرآن مجید کو ضرور ماننا چاہیے۔ یہ رنگ دیکھ کر حضرتؑ نے اُن سب سے فرمایا کہ انہا کلمۃ حق یراد بہا باطل یعنی معاویہ والوں کی یہ بات کہ قرآن کا فیصلہ مان لیں صحیح تو ہے۔ مگر اس سے اُنکا مقصود باطل اور فساد پھیلانا ہے کیونکہ اُنکی یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ قرآن کے حکم کی طرف رجوع کریں ورنہ لڑتے ہی کیوں وہ لوگ تو قرآن کا حکم پہلے ہی سے جانتے ہیں اور پھر بھی اُسکی مخالفت کرتے ہیں پس یہ صرف مکر و فریب اور اپنی شکست کو روکنے کی ایک چال ہے تم لوگ چند منٹوں تک اور اپنے ہاتھ اور بازو مجھے عاریت دو کہ اب حق اپنی حد پر پہونچا چاہتا ہے اور دشمنوں کے بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکنے میں ذرا ہی سی کسر باقی ہے۔ چنانچہ معاویہ کا بیان ہے کہ ہم اُسوقت اس فکر میں تھے کہ یا بیعت کریں یا شام کی طرف بھاگ جائیں اِدھر اپنے لشکر والوں کو حضرتؑ نے بہت کچھ سمجھایا اور ہر نشیب و فراز کو دکھایا۔ مگر اُن لوگوں نے ایک بھی نہ مانی بلکہ کہا کہ اگر آپ جنگ کو موقوف نہ کرا دیں گے تو ہم لوگ اُلٹے آپ ہی کو معاویہ کے حوالہ کر دیں گے مجبوراً حضرتؑ نے جنگ کو روکا اور صلح کی بات چیت ہونے لگی حالانکہ شکار پھندے میں پھنس چکا تھا صرف ہاتھ سے پکڑ لینے کی دیر تھی کہ نادان دوستوں کی غلطی سے اُسکو چھوڑ دینا پڑا چنانچہ شام کے اور حضرت امیر المومنینؑ کے لشکر نے ایک ایک شخص کو اپنی طرف سے فیصلہ کرنے کے لئے حکم (پنچ) مقرر کیا اور ۱۳ صفر ۳۸ھ کو ایک وثیقہ لکھوا کر جنگ ختم کر دی گئی۔ اسی پنچ مقرر کرنے کو تحکیم کہتے ہیں جس کا واقعہ بہت طولانی ہے اور تمامی تواریخ میں مندرج ہے اسی واقعہ سے معاویہ کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سلطنت قائم ہوئی اور تمام جہان میں ظلم پھیلا ۱۲ سنہ ۵۲ جب معاویہ کے مکر و فریب میں حضرت کے لشکر والے آگئے اور ہر فریق نے یہ طے کر لیا کہ دو پنچ مقرر کئے جائیں جو منصف ہو کر کتاب اللہ کے مطابق اس جنگ کا فیصلہ اور آیندہ کے امن کا انتظام کریں تو شام والوں نے اپنے اول درجہ کے مکار عمرو بن عاص کو اپنا حکم مقرر کیا اور اہل کوفہ نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو تجویز کیا جو ابتدا سے مخالف جناب امیرؑ اور بے دین آدمی تھے۔ حضرت امیر المومنینؑ ابو موسیٰ اشعری پر راضی نہ ہوئے بلکہ اپنی طرف سے عبداللہ بن عباس کو پیش کیا۔ مگر لوگوں نے انکو منظور نہ کیا۔ تو پھر حضرتؑ نے مالک اشتر کا نام لیا لیکن اُن سے بھی لوگوں نے انکار کیا غرض حضرتؑ کے لشکر والے کچھ ایسے بدل گئے کہ اسمیں بھی حضرت کی کوئی بات نہ سنی اور ابو موسیٰ ہی کیلئے اڑ گئے حالانکہ وہ ابتدا سے اسکے مخالف تھے اور حضرت عمر نے چند مرتبہ حکومت کوفہ سے انکو معزول کیا تھا آخر حضرتؑ نے مجبور ہو کر کہدیا کہ "جب تم میری بات سُنتے ہی نہیں تو پھر جو چاہو کرو" چنانچہ ان سبھوں نے ابو موسیٰ اشعری ہی کو باوجود حضرت کی اس شدید مخالفت کے اپنی طرف سے حکم مقرر کر دیا اور صلحنامہ لکھ کر طرفین سے دستخط ہو گئی اور سب اپنے اپنے گھر گئے۔ اور اُسی سال ماہ رمضان میں دومۃ الجندل کے قریب مقام ادرح میں (جو کوفہ اور شام کے درمیان ایک جگہ ہے) دونوں پنچ جمع ہوئے آپسمیں دیر تک صلاح و مشورہ ہوا اور آخر یہ رائے قرار پائی کہ حضرت علیؑ اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے خلافت کو مسلمانوں کے مشورہ اور انتخاب پر چھوڑ دیا جاوے کہ جسکو لوگ چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ یہ تجویز ابو موسیٰ اشعری کی تھی عمرو عاص نے کہا مجھے بھی یہ رائے پسند ہے تخلیہ میں یہ تجویز طے کر کے دونوں پنچ مجمع عام میں آئے جہاں چار سو آدمی حضرت علیؑ کی طرف سے اور چار سو معاویہ کی طرف سے حکمیں کا فیصلہ سُننے کیلئے موجود تھے انمیں شام عراق حجاز مکہ اور مدینہ تمام ہی کے لوگ تھے صحابہ رسول بھی تھے۔ جب اُس مجمع کو اپنی تجویز سُنانے کا موقع آیا تو عمرو عاص چال چل گیا اور ابو موسیٰ اشعری سے کہا "آپ میرے بزرگ ہیں پہلے آپ ہی تقریر کیجئے"، ابو موسیٰ اسکی تہ کو نہ پہونچے اور مجمع کی طرف خطاب کر کے کہا "ہم دونوں کی یہ رائے ہوئی ہے کہ حضرت علیؑ اور معاویہ دونوں معزول کر دیے جائیں اور لوگ کسی تیسرے کو مقرر کریں" یہ کہہ کر ابو موسیٰ بیٹھ گئے تو عمرو عاص کھڑا ہوا اور کہا "بھائیو! ابو موسیٰ نے جو کچھ کہا وہ تم سب نے سُن لیا اُنھوں نے علی مرتضیٰ کو معزول کیا میں بھی اُنکو معزول کرتا ہوں اور معاویہ کو مقرر کرتا ہوں کیونکہ وہ عثمان کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور وہ اس خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں"۔ ابو موسیٰ اشعری نے یہ سُنا تو عمرو عاص پر بگڑے کہ "اے عمرو تو نے سخت فریب کیا اور گنہگار ہوا"، اس فیصلہ پر سب لوگ پراگندہ ہو گئے اور اگرچہ کسی نے اسکو تسلیم نہیں کیا مگر اُسی وقت سے جناب امیرؑ کے ہر کام میں ضعف بڑھتا گیا اور معاویہ کی قوت (اُسکے مکر و فریب کے سبب سے زیادہ ہوتی گئی۔ اسی کو حضرت فرماتے ہیں کہ جب معاویہ نے قرآن نیزہ پر بلند کرایا تو اُسوقت بھی میں نے اپنی سچی اور مناسب رائے تم کو دی کہ یہ اُسکا فریب ہے اس دھوکے میں نہ آؤ تھوڑا اور صبر کرو کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جنگ خود ہی فیصلہ کرے مگر تم لوگ میرے قتل پر آمادہ ہو گئے پھر حکم کی تجویز میں بھی ابو موسیٰ اشعری کی سخت مخالفت کرتا رہا اور کہتا رہا کہ کسی دوسرے عقلمند شخص کو تجویز کرو مگر تم لوگوں نے یہ بھی نہ مانا حالانکہ اسکی مخالفت تم ابتدا سے دیکھ رہے تھے اور اُسی کو مقرر کرا کے رہے آخر میری رائے اور اپنی غلطی کا نتیجہ دیکھ لیا ۱۲ ۵۳ لو کان یطاع لقصیر امر۔ عربی ضرب المثل ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ عرب کے ایک بادشاہ جذیمہ ابرش نے جزیرہ کے بادشاہ کو قتل کیا۔ اس بادشاہ کی ایک نہایت خوبصورت اور چالاک لڑکی تھی جسکا نام تھا زبار۔ اپنے باپ کے بعد جزیرہ کے تخت پر وہی بیٹھی اور ایک شخص کو جذیمہ ابرش کے پاس یہ پیغام لے کر بھیجا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ جذیمہ نے اسکو منظور کر لیا مگر اُسکا ایک عقلمند غلام تھا جسکا نام تھا قصیر اُس نے جذیمہ کو اس ارادہ سے بہت منع کیا اور کہا کہ وہ فریب دے کر اپنے باپ کا عوض لینا چاہتی ہے لیکن جذیمہ نے اُسکی نصیحت قبول نہ کی اور زبار نے اپنی ہوشیاری سے جذیمہ کو اپنے یہاں بلایا اور اُسکا شاندار استقبال کر کے اپنی تمام فوج کے حلقہ میں لے کر مکان میں اُتارا اور بُری طرح قتل کر ڈالا اُسی وقت سے یہ کلمہ زبان زد ہو گیا کہ لو کان یطاع لقصیر امر یعنی کاش جذیمہ اپنے غلام قصیر کی بات مان لیتے ہوتا اور اسطرح قتل سے بچ گیا ہوتا۔ اسی ضرب المثل کو ذکر کر کے حضرت فرماتے ہیں کہ کاش میری نصیحت تم نے مانی ہوتی اور تحکیم پر راضی نہ ہوئے ہوتے یا آخر میں بھی ابو موسیٰ اشعری کو ترک کر کے میری تجویز سے کسی کو مقرر کئے ہوتے تو اسلام کو یہ خراب دن نہ دیکھنے پڑتے ۱۲ ۵۴ یعنی تم سب کے سب اس طرح میری تجویز کے مخالف ہو کر اپنی ہی رائے پر اصرار کرتے رہے کہ آخر مجبور ہو کر مجھ کو اس طرح خاموش ہو جانا پڑا کہ دیکھنے والوں نے یہ سمجھا کہ علی بھی اپنی سابق رائے سے پلٹ گئے اور ان لوگوں کی رائے مان لی اسی سبب سے خاموش ہو رہے حالانکہ یہ بات نہ تھی بلکہ میں نے تم سب کو سخت دھوکے میں مبتلا دیکھ کر اور اُس خطرہ سے تم کو نکالنے کی کوشش کرنے میں ناکام رہ کر خاموشی اختیار کر لی تھی کہ جب تم مانتے ہی نہیں تو جو چاہو کرو خود ہی اُسکا بُرا انجام دیکھو گے چنانچہ ویسا ہی ہوا ۱۲ ۵۵ عرب میں دو پتھر یا لوہے اور پتھر کو آپس میں ٹکرا کر آگ نکالتے ہیں اُسی پتھر یا لوہے کو زند یعنی چقماق کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو چقماق روشنی دینے میں بخل کرے گا نہ میں تمھاری ضلالت کو پسند کروں گا چونکہ تم نے میری بات سُنی ہی نہیں اس سبب سے میں خاموش ہو رہا جس طرح چقماق کو کوئی استعمال نہ کرے تو اُس سے آگ نہیں نکل سکتی ۱۲ ۵۶ یہ شعر دُرید بن الصمہ کا ہے جو زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر قبیلہ بنی ہوازن سے تھا اور غزوہ حنین میں بحالت کفر مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوا اسکا ایک بھائی تھا عبداللہ نام جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ غطفان پر حملہ آور ہوا اور بکثرت مال غنیمت لے کر واپس آنے لگا تو مقام لوا کے موڑ مانکڑ پر شب کو قیام کر کے مال غنیمت کو شرکاء میں تقسیم کرنا چاہا۔ اسی دُرید نے اُسکو وہاں ٹھہرنے سے منع کیا کہ مبادا قبیلہ غطفان کے لوگ لوٹ پڑیں اور تم پر حملہ کر دیں مگر عبداللہ نے اُسکی بات نہ مانی شب کو قیام کر دیا آخر وہی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہوا جسکا اندیشہ دریدنے کیا تھا کہ صبح کو بنو غطفان آگئے اور حملہ کرکے عبداللہ کو قتل کر ڈالا۔ اسی عبداللہ اپنے بھائی کا مرثیہ دریدنے کہا جسکا ایک شعر یہ بھی ہے اس شعر کو حضرت امیرالمومنینؑ نے جس مناسبت سے ذکر فرمایا ہے وہ واضح ہے کہ تم لوگوں نے بھی پہلے میری بات نہ مانی اب اسکا نتیجہ دیکھتے ہو ۱۲۔

خطبہ (۳۷)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي تَخْوِيْفِ اَهْلِ النَّهْرَوَانِ۔

فَاَنَا نَذِيْرٌ لَكُمْ اَنْ تُصْبِحُوْا صَرْعٰى بِاَثْنَاءِ هٰذَا النَّهْرِ، وَبِاَهْضَامِ هٰذَا الْغَائِطِ، عَلٰى غَيْرِ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ، وَلَا سُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ مَّعَكُمْ، قَدْ طَوَّحَتْ بِكُمُ الدَّارُ، وَاحْتَبَلَكُمُ الْمِقْدَارُ، وَقَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْحُكُوْمَةِ فَاَبَيْتُمْ عَلَيَّ اِبَاءَ الْمُخَالِفِيْنَ الْمُنَابِذِيْنَ، حَتّٰى صَرَفْتُ رَاْيِيْ اِلٰى هَوَاكُمْ، وَاَنْتُمْ مَعَاشِرُ اَخِفَّاءُ الْهَامِ، سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ، وَلَمْ اٰتِ لَا اَبَا لَكُمْ بُجْرًا، وَلَا اَرَدْتُ بِكُمْ ضُرًّا۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ (حصہ جسے) اہل نہروان کو ڈرانے کے لئے (فرمایا) [1]

(دیکھو) میں تم کو ڈرائے دیتا ہوں (ایسا نہ ہو) کہ تم سب اس نہر کے درمیان اور اس گڈھے کے ہموار حصوں میں ہلاک ہو جاؤ ایسی حالت میں کہ تمہارے پروردگار کی کوئی حجت اور واضح دلیل تمہارے ساتھ نہ ہو۔ اس دار (دنیا) نے یقیناً تم کو اُکھاڑ پھینکا اور تقدیر نے تم کو پھندے میں پھنسا لیا حالانکہ میں نے (کس شدت سے) تمکو اس نیچا پیسے روکا تھا مگر تم نے کھلم کھلا مخالفت (اور) دشمنی کرنیوالوں کے انکار کی طرح میری اطاعت سے مُنھ موڑ لیا یہانتک کہ (مجبوراً) مجھ کو بھی اپنی رائے تمہاری خواہش کی طرف پھیرنی پڑی [2] غرض تم ایسی جماعت ہو جسکے دماغ تو چھوٹے اور عقلیں ناقص ہیں۔ بدبختو! میں نے تو تمہارے ساتھ کوئی بھی بُرائی نہیں کی اور نہ (کبھی) تمکو کوئی نقصان پہونچانا چاہا۔

---

[1] حکمین کے فیصلہ ظاہر کرتے وقت جب عمرو عاص نے مکر و فریب کیا تو ابو موسیٰ اشعری اور عمرو عاص میں سخت کلامی ہونے لگی اور پورا مجمع پراگندہ ہو گیا لیکن اُسوقت سے مسلمان کئی فرقے ہو گئے جن میں ایک فرقہ خوارج بھی تھا جو کہتا تھا کہ "لاحکم الا اللہ یعنی خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے علیؑ نے خطا کی" ان میں سے بعض لوگ حضرتؑ کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خدا کا حکم چھوڑ کر دو پنچوں کے حکم کو اختیار کیا اس سے کافر ہو گئے اب توبہ کرو تو ہم تمھارا ساتھ دیں"۔ حضرت نے فرمایا کہ "میں تو خود تم لوگوں کو منع کرتا رہا تم نہ مانے تو میں خاموش ہو رہا۔ اور تم کسی طرح اطاعت نہ کرتے"۔ اسپر اُن لوگوں نے کہا کہ "تم تحکیم سے توبہ نہ کرو گے تو ہم لوگ تم کو قتل کریں گے"۔ اس گفتگو کے بعد وہ لوگ "لا حکم الا للہ" پکارتے ہوئے نکلے اور ایک جگہ جمع ہو کر رائے و مشورہ کیا اور سب نے متفق ہو کر خروج کا ارادہ کیا عبداللہ بن وہب راسبی کو اپنا سردار قرار دے کر ۱۷ شوال ۳۷ھ کو اُسکے ہاتھ پر بیعت کی اور خفیہ طور پر مقام حروراء سے نکل کر مقام نہروان میں جو واسط اور بغداد کے درمیان بغداد سے ۴ میل پر ہے آکر ٹھہرے۔ اور بڑے ظلم و تعدی بلکہ سفاکی و درندگی کے حرکات کرنے لگے چنانچہ حضرت امیر المومنینؑ فوج لے کر نہروان کو روانہ ہوئے اور قریب پہونچ کر قیام فرمایا پہلے خوارج کو بہت کچھ سمجھایا و عظ و نصیحت کی مگر وہ لوگ اڑے رہے کہ تم کافر ہو گئے اپنے کفر کا اقرار کرکے توبہ کرو تو ہم باز آئیں آخر حضرت نے اُن کا مقابلہ کیا اور شکست فاش دی کہ دس ہزار تھے وہ سب مارے گئے صرف دس آدمی بچے۔ انھیں لوگوں سے قبل از جنگ بطور وعظ و نصیحت حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے ۱۲ سید ۵۲ یعنی معاویہ کے قرآن بلند کرنے پر میں نے تم کو کس قدر سمجھایا کہ یہ سب کید و مکر ہے مگر تم نے نہ مانا تو مجبوراً جو تم نے کہا وہ میں نے کیا نہ یہ کہ اُسکو میں نے اپنے اختیار اور ارادہ سے کیا ہو اسی کو حضرت فرماتے حتے صرفت رائی الی ھواکم ۱۲

خطبہ (۳۸)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَجْرِي مَجْرَى الْخُطْبَةِ۔

فَقُمْتُ بِالْأَمْرِ حِيْنَ فَشِلُوْا، وَ تَطَلَّعْتُ حِيْنَ تَقَبَّعُوْا، وَ نَطَقْتُ حِيْنَ تَعْتَعُوْا، وَمَضَيْتُ بِنُوْرِ اللّٰهِ حِيْنَ وَقَفُوْا۔ وَكُنْتُ أَخْفَضَهُمْ صَوْتًا، وَأَعْلَاهُمْ فَوْتًا۔ فَطِرْتُ بِعِنَانِهَا، وَاسْتَبَدَدْتُ بِرِهَانِهَا؛ كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ،

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ جو بمنزلہ خطبہ کے ہے۔

پس میں اس امر (حق کہنے اور برائیوں کے ٹوکنے) پر اُس وقت آمادہ ہوا جب (اوروں نے) نامردی دکھائی اور اُسوقت نکل کھڑا ہوا جب (دوسرے صحابہ) گھونگھٹ کھا گئے اور اُسوقت بولا جب (وہ لوگ) گونگے بنے رہے اور خدا کے نور کے ذریعہ اُسوقت بڑھ گیا جب (سب کے سب) رُکے رہے اور (گو) میری آواز اُن سب سے بڑی (صیحی تھی کیونکہ چیختے تو کمزور ہی ہیں) مگر آگے نکلنے میں میں ہی سب سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا تَزِيلُهُ الْعَوَاصِفُ لَمْ يَكُنْ
لِأَحَدٍ فِيَّ مَهْمَزٌ، وَلَا لِقَائِلٍ فِيَّ
مَغْمَزٌ. اَلذَّلِيلُ عِنْدِي عَزِيزٌ
حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ لَهُ. وَالْقَوِيُّ عِنْدِي
ضَعِيفٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ. رَضِينَا
عَنِ اللهِ قَضَاءَهُ، وَسَلَّمْنَا لِلّٰهِ أَمْرَهُ.
أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ؟ وَاللهِ لَأَنَا
أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ، فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ
مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ. فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي
فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا
الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي.

بڑھا رہا تو میں اس (فضیلت امر بالمعروف و نہی عن المنکر) کی مہار کو لے اڑا اور اسکی بازی کو مار لیا۔ مثل اُس پہاڑ کے جس کو تند ہوائیں ہلا نہیں سکتیں اور نہ اسکو آندھیاں ڈگمگا سکتی ہیں۔ نہ تو مجھ پر (کسی طرح) کسی کو حرف گیری کا موقع حاصل ہو سکا اور نہ کسی کہنے والے کو مجھ میں کوئی عیب مل سکا ذلیل شخص میرے نزدیک عزیز ہے جبتک کہ میں اُسکے لیئے (اُسکا) حق لے لوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اُس سے (دوسرے کا) حق چھین لوں۔ ہم خدا سے اُسکی قضا (و قدر) پر راضی ہیں اور خدا کی (رضا) کیلیئے اُسکے (ہر) حکم کو مان لیا ہے (پھر) کیا تمہارا میرے متعلق یہ خیال ہے کہ میں (حضرت) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولوں گا؟ حالانکہ خدا کی قسم میں ہی تو حضرت پر سب سے پہلے ایمان لایا تو کیا میں ہی حضرتؐ پر افترا کرنے کی ابتدا کروں گا۔ پس میں نے اپنے امر میں غور و فکر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ پر (حکم خدا و رسول کی) اطاعت کرنا اپنے (لئے) بیعت (لینے) سے پہلے (واجب ہو چکا ہے) اور میری گردن میں دوسرے کا عہد و پیمان پڑا ہوا ہے۔

سلہ علامہ ابن ابی الحدید (اور دوسرے شارحین بھی) لکھتے ہیں کہ اس کلام میں چار فصلیں ہیں جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی نہیں بلکہ ایک فصل میں حضرت کا دوسرا مقصود ہے اور دوسرے میں دوسرا جسکی حقیقت یہ ہے کہ واقعہ نہروان کے بعد حضرت امیر المومنین نے ایک طویل کلام کیا ہے جسمیں حضرت نے رسول خدا صلعم کی وفات سے اسوقت تک کے اپنے واقعات اور سوانح کو مجمل طور پر بیان کیا۔ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اُسے طولانی کلام سے مختلف جملوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ مگر حقیر مترجم کا خیال ہے کہ یہ کلام مسلسل بھی کہا جا سکتا ہے اور غیر مسلسل بھی جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ۱۲ سہ یہاں تک اُس کلام کی پہلی فصل ہے جسمیں حضرت اپنے اُن واقعات امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ذکر کرتے ہیں جو خلیفہ ثالث حضرت عثمان کے زمانہ فتنہ و فساد و بے امنی و بے دینی میں گزرے کہ ان حضرت کی زیادتیوں، خاندان پرستیوں اور مخالف اسلام امور کو دوسرے صحابہ و مسلمین دیکھتے رہے اور کسی کے سر پر جوں بھی نہ رینگی صرف میں ہی تھا جو ایک طرف عثمان کو اُنکی غلطیوں سے باز آنے کو کہتا اور دوسری طرف اُن کے مخالفین اور دشمنوں کو سمجھاتا اور لطائف الحیل سے ٹالتا رہتا تھا۔ مگر علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ اس کلام کو زمانہ عثمان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سے مخصوص نہیں جانتے بلکہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسکو اپنے عام مفاخرت میں فرماتے ہیں جو اشارہ ہی عہد رسول اللہ کی طرف ۱۲
۵۳ یہاں تک اس کلام کی دوسری فصل تمام ہوئی جسمیں حضرت فرماتے ہیں کہ خلیفہ ثالث عثمان کے بعد جب لوگوں نے
خلیفہ تسلیم کیا تو میں شریعت اسلام کی پابندی میں مثل اُس پہاڑ کے سخت اور مستقل تھا جس کو لاکھ آندھیاں آئیں
ہلا نہیں سکتیں یعنی لوگ خواہ کتنی ہی میری مخالفت کریں اور فتنہ و فساد پھیلائیں میں متاثر ہو کر خلاف حق اور منافی
دین کسی امر کو اختیار نہیں کر سکتا۔ اور چونکہ میرا کوئی فعل ذاتی غرض اور نفسانی خواہش سے نہیں ہوتا بلکہ جو حکم خدا و
رسول کے مطابق ہی وہی کرتا ہوں۔ چونکہ خدا نے مجھے ہر گناہ سے معصوم رکھا ہی لہذا کسی شخص کو مجھ پر حرف گیری کا موقع
نہیں مل سکتا۔ اسکے بعد حضرت اپنی وہ صفت ذکر فرماتے ہیں جو انبیاء و اولیاء ہی کیلئے مخصوص ہی اور دنیا پرستوں کے
حق میں مضر ہی کہ حضرت اپنی حکومت اور ریاست تحکم کرنے کیلئے دنیاوی پالیسی اور حیلہ و تدبیر کو نہیں اختیار کرتے کہ
ذی اثر اور قوی لوگوں کو اپنے قبضہ میں رکھیں اور کمزور و بے اثر لوگوں کو اُنکے حال میں چھوڑ دیں اُن کی رعایت سے کوئی نفع
دنیاوی نہیں ہوتا۔ بلکہ حضرت کے نزدیک کمزور ہی شخص قابل عزت ہے یعنی حضرت کو برابر اسی کی فکر رہتی ہی کہ کسی طرح
یہ اپنا حق پائے اور ذی اثر صاحب اقتدار شخص کو اُسکے ظلم و عدوان سے حضرت بہت ذلیل اور قابل ہتک سمجھتے ہیں
اور اُس سے دوسرے کا حق چھین کر صاحب حق کے حوالہ کر دیتے ہیں ۱۲ ۵۴ یہاں تک تیسری فصل ہی جسکی شرح میں
علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "حضرت نے یہ کلام اُسوقت فرمایا جب اپنے لشکر والوں کے سامنے علم غیب اور آئندہ کے
واقعات جنگ وغیرہ جو حضرت کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے معلوم ہوئے تھے ذکر فرماتے وقت بعضوں کو دیکھا
کہ حضرت کی اس پیشین گوئی وغیرہ پر شبہ کرتے ہیں اور یہ تہمت رکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم نے آپ کو ان امور کی
خبر نہیں دی بلکہ آپ اپنے دل سے کہتے ہیں اور آنحضرت صلعم کا نام غلط لیتے ہیں"۔ اسکے بعد علامہ نے نہایت معتبر آدمیوں
اور کہاوتوں سے جناب امیرؑ کے بہت سے واقعات علم غیب اور آئندہ حالات کی پیشین گوئیوں کے نقل کئے ہیں جو حقیقت
میں بہت کم ہیں اور خدا نے چاہا تو ضمیمہ میں اُسکی مکمل بحث ہو گی ۱۲ ۵۵ یہاں تک چوتھی یعنی آخری فصل ہی جس کی
شرح میں ابن ابی الحدید لکھتے ہیں اَیْ وُجُوْبُ طَاعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ عَلَيَّ وَوُجُوْبُ اِمْتِثَالِيْ
اَمْرَهٗ سَابِقٌ عَلٰى بَيْعَتِيْ لِلْقَوْمِ فَلَا سَبِيْلَ اِلَى الْاِمْتِنَاعِ مِنَ الْبَيْعَةِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَمَرَنِيْ بِهَا
وَاِذَا الْمِيْثَاقُ فِيْ عُنُقِيْ بِغَيْرِيْ اَيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَخَذَ عَلَيَّ الْمِيْثَاقَ بِتَرْكِ الشِّقَاقِ وَ
النِّزَاعَةِ فَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اَنِ الْفِدٰى اَمْرَهٗ اَوْ اُخَالِفَ نَهْيَهٗ اور مفتی مصر علامہ ابن عبدہٗ اپنی شرح صہ ۵۶ میں لکھتے ہیں
قَوْلُهٗ فَنَظَرْتُ اِلَخْ هٰذِهِ الْجُمْلَةُ قِطْعَةٌ مِّنْ كَلَامٍ لَهٗ فِيْ حَالِ نَفْسِهٖ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

علیہ وسلم بین فیہ انہ مامور بالرفق فی طلب حقہ فاطاع الامر فی بیعۃ ابی بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم فبایعھم امتثالا لما امرہ النبی بہ من الرفق وایفاء بما اخذ علیہ من المیثاق فی ذلک ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ حضرت نے اپنی حالت خلافت ابوبکر کے وقت کی بیان فرمائی ہی کہ چونکہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے عہد لے لیا تھا کہ قوم باطل کی طرف جاوے تو تم علانیہ مخالفت نہ کرنا بلکہ اپنا حق بطور رفق ومداراۃ طلب کرنا تاکہ اسلام میں کوئی فتنہ وفساد نہ ہو اس سبب سے میں نے اسوقت سکوت کیا اور جہاد نہ کر سکا آنحضرت صلعم کے اس عہد بلکہ وقت وفاۃ جناب امیرؑ سے وصیت کرنے کے متعلق اسقدر احادیث وارد ہیں جن کو دیکھ کر کسی طرح شبہہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت کا سکوت اسی وجہ سے تھا چنانچہ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۱ میں ہی بعد ازاں فرمود برادر من علی را بیاید علی بیامد بر بالین آنحضرت بنشست سر مبارکش را بر زانوے خویش نہاد وآں سرور فرمود اے علی فلاں یہودی پیش من چندیں مبلغ دارد کہ ازو بر اے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی وفرمود اے علی تو اول کسے خواہی بود کہ درلب حوض کوثر بمن برسی وبعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ شوی وصبر کنی وچوں ببینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی جس سے حکم صبر آنحضرت کو ظاہر ہی اور خود صحیح بخاری میں ہی صفحہ ۱۳۹ جلد ۴ مطبوعہ مصر حذیفہ بن الیمان یقول کان الناس یسألون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسألہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی فقلت یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ وشر فجاء باللہ بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال قوم یھدون بغیر ھدای تعرف منھم وتنکر جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نے صرف جناب امیرؑ ہی کو ان واقعات سے نہیں خبر دی تھی جن میں آپ کو صبر وتحمل کا حکم تھا بلکہ آپنے مخصوص صحابہ اور راز دار کو بھی بتایا تھا کہ میرے جانے کے بعد پھر شر کا دورہ ہوگا اور اس کے بعد خیر کا دورہ ہوگا انمیں فسادات ہوں گے جس سے بجز دورہ خلافت جناب امیرؑ دوسرا مراد نہیں ہو سکتا۔

خطبہ (۳۹)

وَمِنْ خُطْبَۃٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا سُمِّیَتِ الشُّبْہَۃُ شُبْہَۃً لِاَنَّہَا تُشْبِہُ الْحَقَّ۔ فَاَمَّا اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے (کچھ حصہ شبہہ کی تحقیق میں) اور شبہہ کا نام شبہہ اسوجہ سے رکھا گیا کہ شبہہ یہ (امر) حق کو مشتبہ کر دیتا ہی۔ تو جو خدا کے دوست ہیں انکا یقین اس (شبہہ)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَضِيَاءُ حِكْمَتِهِمْ فِيهَا الْيَقِينُ، وَدَلِيلُهُمْ سَمْتُ الْهُدَى وَآمَّا أَعْدَاءُ اللهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا الضَّلَالُ، وَدَلِيلُهُمُ الْعَمَى؛ فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ خَافَهُ، وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ۔

میں اُنکو ضیا بخش اور طریق ہدایت اُن کا رہنما ہوتا ہے اور جو خدا کے دشمن ہیں اُن کی دعا اسمیں گمراہی اور اُن کا رہنما نابینائی ہوتا ہے تو جو شخص موت سے ڈرا وہ اس سے بچنے کا نہیں اور جس نے (دنیا میں) ہمیشہ رہنا پسند کیا وہ اس (ہمیشہ رہنے) کو پانے کا نہیں۔

۱؎ اس خطبہ میں بھی دو فصلیں ہیں ایک وانما سمیت الشبہہ سے جسمیں فرماتے ہیں کہ شبہہ کے حل کرنے میں اولیاء خدا یقین اور ہدایت سے کام لیتے ہیں اور اپنے نور ایمان سے حق کو پالیتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے کہ نَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمُ الْاٰيَةَ (آیت ۱۲ سورۂ حدید) یعنی اُن کا نور اُنکے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور خدا کے دشمن وہ صورت اختیار کرتے ہیں جسمیں گمراہی اور جہالت ہو چنانچہ قرآن مجید میں بھی ہے وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (آیۃ ۱۴ سورۂ رعد) یعنی کافروں کی دعا گمراہی میں ہی ہوتی ہے۔ دوسری فصل فما ینجو سے آخر تک ہے ۱۲۔

خطبہ (۴۰)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ، وَلَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ۔ لَا أَبَا لَكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ۔ أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ وَلَا حَمِيَّةٌ تُحْمِشُكُمْ۔ أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخًا وَأُنَادِيكُمْ مُتَغَوِّثًا فَلَا تَسْمَعُونَ لِي قَوْلًا! وَلَا تُطِيعُونَ لِي أَمْرًا، حَتَّى تَكَشَّفَ الْأُمُورُ عَنْ عَوَاقِبِ الْمَسَاءَةِ، فَمَا يُدْرَكُ بِكُمْ ثَارٌ، وَلَا يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامٌ۔ دَعَوْتُكُمْ إِلَى نَصْرِ إِخْوَانِكُمْ فَجَرْجَرْتُمْ جَرْجَرَةَ الْجَمَلِ الْأَسَرِّ!

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے (کچھ حصہ جہاد سے پہلو تہی کرنیوالوں کی برائی میں)[۱] میں تو اُن میں مبتلا ہوں جن کو کوئی حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں اور جب بُلاتا ہوں تو سُنتے اور آتے نہیں۔ کم بختو! اپنے پروردگار (کے دین) کی مدد کرنے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ کیا (تمھارا) کوئی دین نہیں ہے جو تم کو اکٹھا کرے اور (تم میں) کچھ بھی حمیت نہیں ہے جو تمھیں اُبھارے؟ میں تم میں کھڑا ہوا چیخ رہا ہوں اور فریادی بنکر تم کو پکار رہا ہوں مگر تم نہ میری کوئی بات سُنتے ہو اور نہ میرا کوئی حکم مانتے ہو یہاں تک کہ آخر اُن امور کے بُرے نتیجے ظاہر ہو جاتے (اور تم کو بھگتنا پڑتے) ہیں۔ غرض تمھارے ذریعہ سے نہ تو (کسی سے) انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ تم سے کوئی مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ میں نے تمھارے بھائیوں کی مدد کے لئے تم کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَثَاقَلْتُمْ تَثَاقُلَ النِّضْوِ الْأَدْبَرِ!
ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ مُتَذَائِبٌ
ضَعِيفٌ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ
وَهُمْ يَنْظُرُونَ (قَالَ الرَّضِيُّ رَحِمَهُ
اللهُ) أَقُولُ: قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُتَذَائِبٌ أَيْ مُضْطَرِبٌ مِنْ تَوَلُّهِمْ
تَذَاءَبَتِ الرِّيحُ أَيِ اضْطَرَبَ
هُبُوبُهَا، وَمِنْهُ سُمِّيَ الذِّئْبُ
ذِئْبًا لِاضْطِرَابِ مِشْيَتِهِ۔

بلایا تو تم اُس اونٹ کی طرح چرچرانے لگے جس کا سینہ گھائل ہو اور اُس کمزور زخمی پشت والے اونٹ کی طرح بیٹھنے لگے جو بوجھ اُٹھانے سے مرا جاتا ہو پھر تم سے ایک چھوٹا سا حقیر لشکر میرے پاس آیا جو ایسا کمزور ہے کہ گویا اُنکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ (موت کو آنکھوں) دیکھ رہے ہیں (قول جناب سید رضی علیہ الرحمہ) حضرت علیہ السلام کا لفظ متذائب بمعنی مضطرب (پریشان اور لرزاں) ہے جو اُن (اہل عرب) کے اُس محاورے سے ماخوذ ہے تذاءبت الریح یعنی پریشان اور پراگندہ ہوا چلی اور اسی سے بھیڑیے کو بھی ذئب کہتے ہیں کہ اُسکی رفتار میں لچک ہوتی ہے۔

۱؎ ۳۹ھ میں معاویہ نے نعمان بن بشیر کو دو ہزار فوج کے ساتھ مقام عین التمر پر غارت کیلئے بھیجا وہاں جناب امیرؑ کی جانب سے مالک بن کعب ایکہزار آدمیوں کے ساتھ رہتا تھا مگر اسوقت صرف سو آدمی تھے بقیہ سب کوفہ گئے ہوئے تھے۔ نعمان کی خبر سُنکر مالک نے جناب امیرؑ کو مطلع کیا حضرت نے اہل کوفہ کو جمع کرکے خطبہ دیا اور مالک کی مدد پر جانے کو اُبھارا مگر کوئی نہ گیا پھر حضرت نے اعیان و سرداران کوفہ کے یہاں پیغام بھیجا اس سے بھی کامیابی نہ ہوئی تو رنجیدہ ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہاں مالک انھیں سو آدمیوں کے ساتھ نعمان کے دو ہزار سپاہیوں سے پوری بہادری سے لڑنے لگا عین شدت کارزار میں مالک کی کمک کو ایک جگہ سے پچاس آدمی اور آگئے غرض یہ ڈیڑھ سو اس استقلال سے لڑے کہ اہل شام کے (جو دو ہزار تھے) جی چھوٹ گئے اور شام ہوتے ہوتے بھاگ کھڑے ہوئے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صـ۲۱۴ تاریخ طبری جلد ۶ صـ۷۷ وغیرہ) ۱۲

۲؎ اونٹ کے ناف پاس زخم ہوتا ہے تو اُس اونٹ کو اَسَر کہتے ہیں اُسکی درد اور اذیت سے جو کراہنے کی طرح آواز اونٹ کے حلق سے نکلتی ہے اُسکو جرجرہ کہتے ہیں جس کا ترجمہ چرچرانا کیا گیا جو لفظاً اور معنیً اُسکے مشابہ ہے ۱۲

خطبہ (۴۱)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي الْخَوَارِجِ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَهُمْ لَا حُكْمَ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام سے (کچھ حصہ) خوارج کے بارے میں جب اُن کا یہ قول سُنا کہ لاحکم الا للہ (خدا کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَّا لِلّٰهِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ۔ نَعَمْ
إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ۔ وَلٰكِنَّ هٰؤُلَاءِ
يَقُولُونَ: لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلّٰهِ۔ وَإِنَّهُ
لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ
فَاجِرٍ، يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ،
وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ، وَيُبَلِّغُ اللّٰهُ
فِيهَا الْأَجَلَ، وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ، وَ
يُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ، وَتَأْمَنُ بِهِ
السُّبُلُ، وَيُؤْخَذُ بِهِ لِلضَّعِيفِ مِنَ
الْقَوِيِّ، حَتّٰى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ، وَيُسْتَرَاحَ
مِنْ فَاجِرٍ۔ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى إِنَّهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا سَمِعَ تَحْكِيمَهُمْ
قَالَ) حُكْمُ اللّٰهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ (وَقَالَ)
أَمَّا الْإِمْرَةُ الْبَرَّةُ فَيَعْمَلُ فِيهَا
التَّقِيُّ وَأَمَّا الْإِمْرَةُ الْفَاجِرَةُ
فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا الشَّقِيُّ، إِلٰى أَنْ تَنْقَطِعَ
مُدَّتُهُ، وَتُدْرِكَهُ مَنِيَّتُهُ۔

سوا کسی کا حکم نہیں) تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا۔
(یہ) کلمہ تو حق ہے (مگر) اس سے ان کا مقصود باطل ہے[1]۔ ہاں
یقیناً خدا کے سوا کسی کا حکم نہیں (ہو سکتا) مگر یہ سب تو کہتے
ہیں کہ خدا کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہو سکتی! حالانکہ یقیناً
آدمیوں کو بغیر کسی اچھے یا بُرے حاکم کے چارہ نہیں ہے[2]۔
جس کی حکومت میں مومن (اپنا) کام کرے اور کافر اس میں
نفع اُٹھائے[3]۔ اور خدا اس میں (لوگوں کی) اجل پہونچائے اور
اُسکے سبب سے مال غنیمت جمع کیا جائے اور اُسکے ہمراہ دشمن
سے جنگ ہو سکے اور اسکے ذریعہ رستے محفوظ ہیں اور (اُسکے ذریعہ سے)
کمزور کا حق زبردست سے لیا جائے۔ یہاں تک کہ نیکوکار کو
آرام ملے اور بدکار (کی شرارت سے) امن حاصل ہو۔ اور ایک
دوسری روایت بھی ہے کہ حضرت علیہ السلام نے جب اُن کا
وہ قول لاحکم الا اللہ سنا تو فرمایا میں تمہارے بارے میں حکم
خدا کا منتظر ہوں (اور یہ بھی فرمایا کہ) جو حکومت اچھی ہوتی ہے
اُسمیں پرہیزگار اپنا عمل بجالاتا ہے اور جو حکومت بُری ہوتی ہے
اُس سے (بدکار اور) شقی نفع اُٹھاتا ہے یہاں تک کہ اُس کا
زمانہ پورا ہو جائے اور اُس کی موت آپہونچے۔

---

[1] واضح ہو کہ احکام کی دو قسمیں ہیں ایک شرعی دوسری تکوینی۔ خوارج کا مطلب یہ تھا کہ جب اصحاب معاویہ نے قرآن کو پیش کیا تو آپنے آدمیوں کی پنچایت کیوں قبول کی حضرت نے اُن کے اس دعوے کی تصدیق فرمائی کہ لاحکم الا للہ تو بہ حیثیت تکوینی حق ہے کہ قضاء و قدر پر اور کوئی قادر نہیں یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ مگر خوارج کا تو یہ مطلب ہے کہ بجز خدا کوئی حکم نہیں دے سکتا جو غلط ہے کیونکہ ہدایت عقل شاہد ہے کہ آدمیوں کا حاکم آدمی ہی ہوتا ہے اسلئے کہ اکثر احکام فروعیہ وہ ہیں جو منصوص نہیں ہیں بلکہ اجتہاد وغیرہ سے مستنبط ہوتے ہیں پھر بھی وہ احکام خدا ہی ہیں پس ان احکام کا استنباط کرنا بھی تو آدمی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہی کا کام ہی غرض حضرتؓ نے اُن کے اس عام فریب دہ کلمہ کی تشریح فرمادی کہ لاحکم الا للہ فی نفسہ تو صحیح ہی مگر اُن کا جو یہ مقصود ہے کہ کسی شخص کو حکومت نہیں ہی یہ باطل ہی کیونکہ حکم خدا کا علم تو آدمی ہی کے ذریعے سے ہوسکتا ہی جسکا نام نبی ہی وہی احکام خدا کو پہونچاتا ہی اور اُسی سے معلوم ہوسکتا ہی کہ خدا کا مقصود کیا ہی۔ اُسکے بعد امام اور پھر علماء ہیں جو قواعد مقررہ سے حکم خدا کو دریافت کرتے ہیں۔ تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ میں ہی فقال انا لسنا حکمنا الرجال انما حکمنا القرآن وھذا القرآن انما ھو خط مسطور بین دفتین لا ینطق انما یتکلم بہ الرجال یعنی جناب امیرؓ نے خوارج سے فرمایا کہ ہم نے آدمیوں کو تو حکم نہیں مقرر کیا ہی بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن تو خط مسطور ہی جو دو دفتیوں کے درمیان ہی خود تو بولتا نہیں ہی بلکہ آدمی بولتے ہیں۔ اُسی کو حضرت فرماتے ہیں کہ حکم تو خدا ہی کیلئے ہی مگر اُسکا علم تو آدمیوں کے ذریعے سے ہوسکتا ہی کیونکہ قرآن تو خط مسطور ہی اُسکا مطلب سمجھانے والا انسان ہی پھر تم کیوں اُس سے انکار کرتے ہو جسکو حضرت پھر یوں فرماتے ہیں۔ انشدکم اللہ اتعلمون انھم حیث رفعوا المصاحف وقلتم نجیبھم قلت لکم انی اعلم بالقوم منکم انھم لیسوا باصحاب دین وذکر ما کان قالہ لھم ثم قال لھم قد اشترطت علی الحکمین ان یحییا ما احیا القرآن ویمیتا ما اماتا القرآن فان حکما بحکم القرآن فلیس لنا ان نخالف وان ابیا فنحن عن حکمھما بُراء یعنی جب اصحاب معاویہ نے قرآن بلند کیا تو کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں اُنکے حالات سے بخوبی واقف ہوں یہ اصحاب دین نہیں ہیں جو کر رہے ہیں سب مکر و فریب ہے مگر تم نہ مانے آخر میں نے یہ شرط کی کہ حکمین پر لازم ہی کہ مطابق قرآن فیصلہ کریں جس کو قرآن زندہ کرے اُسکو زندہ کریں اور جس کو قرآن باطل کرے یہ بھی باطل کریں پس اگر حکمین مطابق قرآن فیصلہ کریں گے تو ہم مخالفت نہ کریں گے اور اگر برعکس کریں تو ہم اُس سے بری ہیں اور ازالۃ الخفا مقصود دویم صفحہ ۲۷۶ میں ہی وایں کلمہ اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما ایں قرآن است و حضرت مرتضیٰ فرمود کہ ایں قرآن صامت است و من قرآن ناطقم ۱۲ ۵۲ یعنی دنیا کا انتظام اور امن و امان بغیر کسی حاکم کے درست نہیں رہ سکتا نہ مظلوم اپنا حق پاسکتا ہے نہ زبردست اپنے فتنہ و فساد سے باز رہے گا نہ راستے محفوظ رہیں گے نہ دشمن سے نجات مل سکتی ہی ہاں اگر کوئی بادشاہ یا حاکم ہوگا تو اُس سے عامہ ناس کو یہ کل فوائد حاصل ہوسکتے ہیں خواہ وہ بادشاہ نیکوکار ہو یا بدکار ۱۲ ۵۳ یعنی حاکم خواہ نیکوکار ہو خواہ بدکار اُسکی حکومت میں مومن اپنے کاموں کو انجام دینے میں آزاد ہی نماز پڑھے روزہ رکھے خیرات دے وغیرہ حضرتؐ نے مومن کیلئے یہ عمل فرمایا اور کافر کیلئے یہ تمتع جسمیں یہ نکتہ ہی کہ عام حاکم یا بادشاہ سے مومن کو صرف عام نفع حاصل ہوگا یعنی وہ اپنے امور کو آزادی سے انجام دے سکے گا کہ کوئی مزاحم نہ ہوگا برخلاف کافر کے کہ وہ فاجر بادشاہ سے مختلف منافع حاصل کرے گا اُسکو حکومت ملے گی وہ مال غنیمت سے زیادہ حصہ پائے گا اُسکے نااہل اعزا و اقربا بڑی دولت اور جاگیریں حاصل کریں گے وغیرہ فوائد ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۴۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّ الْوَفَاءَ تَوْأَمُ الصِّدْقِ. وَلَا أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْقَى مِنْهُ. وَلَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الْمَرْجِعُ. وَلَقَدْ أَصْبَحْنَا فِي زَمَانٍ قَدِ اتَّخَذَ أَكْثَرُ أَهْلِهِ الْغَدْرَ كَيْسًا، وَنَسَبَهُمْ أَهْلُ الْجَهْلِ فِيهِ إِلَى حُسْنِ الْحِيلَةِ. مَالَهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ! قَدْ يَرَى الْحَوْلُ الْقُلَّبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ وَدُونَهَا مَانِعٌ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ وَنَهْيِهِ، فَيَدَعُهَا رَأْيَ عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا وَيَنْتَهِزُ فُرْصَتَهَا مَنْ لَا حَرِيجَةَ لَهُ فِي الدِّينِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے (کچھ حصہ وفاداری کے بیان میں)

یقیناً وفاداری سچائی کا توأم (جوڑ) ہے اور میں جہاں تک جانتا ہوں کوئی سپر اس سے بڑھ کر بچانے والی نہیں۔ تو جو شخص قیامت کی کیفیت سے واقف ہے وہ غداری (بیوفائی) نہیں کر سکتا۔ ہاں ہم البتہ ایسے زمانہ میں داخل ہوئے ہیں جس کے اکثر لوگوں نے بے وفائی کو چالاکی سمجھ لیا ہے اور جاہلوں نے اُن (غداروں) کی اس (بے وفائی) کو حسن تدبیر کی نسبت دے رکھی ہے[1]۔ خدا اُن سے سمجھے! (اچھی طرح) انھیں ہو کیا گیا ہے؟ حالانکہ بڑا ہوشیار تجربہ کار شخص بھی حیلہ کی صورتیں سمجھتا ہے مگر اُس (حیلہ) کے سامنے خدا کے حکم اور نہی کی ایک روک (بھی) ہوتی ہے جو اُسکو اختیار نہیں کرنے دیتی، بس وہ باوجود اُسپر (پوری) قدرت رکھنے کے آنکھوں سے دیکھ کر اُسکو چھوڑ دیتا ہے اور اُسکے اختیار کر لینے کو وہ شخص غنیمت سمجھتا ہے جسے دین کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

---

[1] علامہ ابن ابی الحدید اسپر لکھتے ہیں کہ "جس طرح لوگ عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ کو بڑا عقلمند اور با تدبیر کہتے تھے اور جاہل حضرات انکے اور اُنکے امثال کے افعال کو حسن تدبیر اور دور اندیشی کی طرف نسبت دیتے تھے ۱۲ [2] اس پر علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ "حضرت امیر المومنین بھی ایسے ہی تھے اور حضرت باوجودیکہ دنیاوی کامیابی اور غلبہ کی کل تدابیر اور صورتوں کو سب سے اچھا سمجھتے تھے مگر اسی دین کے احترام حق و شرع کی پابندی اور خدا کے خوف سے اُن طریقوں سے نفرت کرتے تھے چنانچہ مقام صفین میں پہلے معاویہ والوں نے نہر پر قبضہ کر لیا تو جناب امیر کے لشکر پر پانی بند کر دیا مگر جب حضرت کے لشکر نے اُس نہر کو چھین لیا اور معاویہ والوں پر پانی بند کرنا چاہا تو حضرت نے منع کر دیا اور دشمن کو اُسی طرح پانی پینے دیا جس طرح خود سیراب ہوتے تھے اور یہ صفت حضرت کی اولاد اور نسل میں بھی باقی رہی ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۴۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے (کچھ حصہ)

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَانِ: اِتِّبَاعُ الْهَوٰى وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا اِتِّبَاعُ الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ۔ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ۔ اَلَا وَاِنَّ الدُّنْيَا قَدْ وَلَّتْ حَذَّاءَ، فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا اِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ اصْطَبَّهَا صَابُّهَا۔ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ قَدْ اَقْبَلَتْ، وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا بَنُوْنَ۔ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ، وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ كُلَّ وَلَدٍ سَيُلْحَقُ بِاُمِّهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ، وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ۔ (قَالَ الشَّرِيْفُ) اَقُوْلُ الْحَذَّاءُ السَّرِيْعَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّرْوِيْهِ حَذَّاءَ۔

لوگو! مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ جس کا خوف ہے وہ دو (چیزیں) ہیں۔ (ایک تو) خواہش (دنیا) کی پیروی اور (دوسرے) دُور و دراز اُمیدیں۔ پس خواہش (دنیا) کی پیروی تو حق سے پھیر دیتی ہے[1] اور دُور و دراز اُمیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ اور سمجھ لو کہ دنیا نے بڑی تیزی سے مُنھ پھیر لیا تو اب اُس سے کچھ بھی نہ رہا مگر مانند اُس برتن کی تری کے جس (کے پانی) اُنڈیلنے والے نے (اچھی طرح) گرا دیا ہو (کہ ایسے برتن کی تری ہی کیا؟[2]) اور (یہ بھی) جان لو کہ قیامت آ پہونچی اور ان دونوں (دنیا و آخرت) سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں تو تم دنیا کے فرزند نہ بنو بلکہ آخرت کے فرزند بنو کیونکہ قیامت کے روز ہر لڑکا اپنی ماں ہی سے ملایا جائے گا (تو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی ماں سے نہ مل سکو[3]) اور آج (دنیا میں صرف) عمل (کا دن) ہے نہ حساب (کا) اور کل (بروز قیامت صرف) حساب ہوگا نہ عمل۔ (قول جناب سید رضی علیہ الرحمہ) میں عرض کرتا ہوں کہ الحذّار کے معنی تیز رفتار ہے اور کچھ لوگ اس کو جیم اور ذال سے جذّاء روایت کرتے ہیں (یعنی اس دنیا کا نفع اور خوبی زائل ہوگئی)۔

---

[1] چنانچہ بنو امیہ اور خصوصاً معاویہ کی یہی حالت تھی اور اسی سے انھوں نے دنیا میں وہ کامیابی حاصل کر لی جس سے دین اسلام مضمحل و حق محو، اور باطل شائع ہوگیا ۱۲ [2] صبابۃ اُس تری کو کہتے ہیں جو برتن میں اُس سے پانی نکل جانے کے بعد رہ جاتی ہے۔ حضرت امیر المومنین اپنی فصاحت و بلاغت کے ایک ایک لفظ بلکہ نقطہ پر متحیر کر دیتے ہیں۔ دنیا کی ظاہری اور فنا ہو جانے والی لذتوں کی تشبیہ برتن کی تری سے جیسی مطابق اور صحیح ہے ایسی شاید ہی کسی اور نے عربی کیا کسی زبان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

میں بھی دی ہو ۱۲ سے یعنی جو دنیا کی اولاد ہونا چاہتے ہیں اُنکو دنیا اپنے سے ملائے گی اور جن لذات و نعمات دنیا کے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے وہ اُنکو حاصل ہوں گی لیکن آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہ ہوگا کیونکہ انھوں نے تو آخرت کو اپنی ماں قرار ہی نہیں دیا پھر وہ کیوں انکو اپنی کوئی نعمت دینے لگی ہاں جو دنیا کو اپنی ماں نہیں سمجھتے بلکہ دشمن سمجھتے ہیں اور آخرت کو اپنی ماں قرار دیتے ہیں اُن کو دنیا تو کچھ نہ دے گی جس سے یہاں پر برابر مصیبت اور تنگ دستی ہی میں مبتلا رہیں گے لیکن چند دنوں کے بعد اپنی ماں (آخرت) سے ملیں گے تو وہ ہر قسم کی نعمت سے اُن کو مالا مال کر دے گی اور وہ کچھ دے ڈالے گی جو یہاں کے بڑے سے بڑے شہنشاہ کو بھی خواب و خیال تک میں نہ ملا ہوگا جیسا کہ خدا کے بکثرت کلام سے بھی تائید ہوتی ہے مثلاً مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا۔ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا۔ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲) یعنی جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں اسی دنیا میں سردست اُسکو دے دیتے ہیں مگر پھر آخرکار ہم نے اُسکے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جسمیں وہ بُرے حالوں مردود ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالب آخرۃ ہو اور آخرۃ کیلئے جیسی کوشش چاہیئے ویسی کوشش بھی کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت خدا کے ہاں مقبول ہوگی۔ ہر ایک کو ہم تیرے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تیرے مالک کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔ دیکھو ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے لیکن یقیناً آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں اور ویسی ہی اُس دن کی برتری بھی کہیں بڑھ کر ہے ۱۲

خطبہ (۴۴)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ أَشَارَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ بِالِاسْتِعْدَادِ لِحَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ بَعْدَ إِرْسَالِهِ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيَّ إِلَىٰ مُعَاوِيَةَ۔

إِنَّ اسْتِعْدَادِي لِحَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ حضرت (اپنے قاصد) جریر بن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کے یہاں روانہ کر چکے تو (اُسکی واپسی سے پہلے) آپ کے اصحاب نے آپ کو اہل شام سے جنگ کی تیاری کرنے کا مشورہ دیا (اس پر آپ نے فرمایا) ۱۲

شام والوں سے لڑنے کیلئے میرا آمادہ ہو جانا درصورتیکہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَجَرِيرٌ عِنْدَهُمْ إِغْلَاقٌ لِلشَّامِ وَصَرْفٌ لِأَهْلِهِ عَنْ خَيْرٍ إِنْ أَرَادُوهُ. وَلَكِنْ قَدْ وَقَّتُّ لِجَرِيرٍ وَقْتًا، لَا يُقِيمُ بَعْدَهُ إِلَّا مَخْدُوعًا أَوْ عَاصِيًا. وَالرَّأْيُ عِنْدِي مَعَ الْأَنَاةِ. فَأَرْوِدُوا. وَلَا أَكْرَهُ لَكُمُ الْإِعْدَادَ. وَلَقَدْ ضَرَبْتُ أَنْفَ هٰذَا الْأَمْرِ وَعَيْنَهُ، وَقَلَّبْتُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ. فَلَمْ أَرَ لِي إِلَّا الْقِتَالَ أَوِ الْكُفْرَ بِمَا جَاءَ مُحَمَّدٌ. إِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى النَّاسِ وَالٍ أَحْدَثَ أَحْدَاثًا، وَأَوْجَدَ لِلنَّاسِ مَقَالًا. فَقَالُوا ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا.

(ابھی میرا قاصد) جریر وہیں ہے شام پر (گویا حجت کا دروازہ) بند کر دینا اور اگر وہاں کے لوگ طالب خیر ہوں بھی تو اس سے انکو پھیر دینا ہوگا لیکن میں نے جریر کے لئے ایک میعاد مقرر کر دی ہے جسکے بعد وہ وہاں ٹھہر نہیں سکتا مگر (دو ہی صورت سے یا معاویہ کے) فریب میں آکر یا (میری) نافرمانی کر کے۔ بہرکیف (سر دست) میری رائے نرمی (اور توقف) کی ہے تو تم لوگ بھی نرمی ہی کو راہ دو اور جریر کا انتظار کرو) ہاں تمھارے (جنگ کی) تیاری کو میں ناپسند نہیں کرتا۔ اور یقیناً میں نے اس امر (یعنی جنگ شام کی اچھائی برائی کو خوب غور کر لیا اور اسکے ظاہر و باطن الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے تو مجھے (اہل شام سے) لڑنے اور نہ کافر ہو جانے کے علاوہ کوئی صورت نظر نہیں آئی اصل یہ ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا حاکم تھا جس نے بہت سی بدعتیں حادث کیں[1] اور لوگوں کو قیل و قال (اور طعن و تشنیع) کا موقع دیدیا جنھوں نے خوب طعنہ زنی کی پھر ناراض ہو کر (اس کی حالت) متغیر کر دی۔

---

[1] جمادی الاخری ۳۶ھ میں جناب امیرؑ جنگ جمل سے فارغ ہوئے تو معاویہ کو ایک خط کوفہ سے لکھا جو آپ کا ایک عامل جریر بن عبداللہ البجلی اپنے اصرار سے معاویہ کے پاس لے گیا یہ خط نہج البلاغہ جلد دوم اصل ہی میں موجود ہے اس سبب سے یہاں درج نہیں کیا جاتا خلاصہ یہ تھا کہ اے معاویہ سب مہاجر و انصار نے میری بیعت کر لی ہے تم بھی کر لو معاویہ نے خط پڑھ کر دبا لیا اور جواب میں حیلہ و حوالہ کر کے وقت گزارتا رہا اس اثنا میں اہل شام کو اچھی طرح برانگیختہ کر کے قصاص لینے کے بہانہ سے جناب امیرؑ کا دشمن بنا دیا۔ غرض معاویہ نے جریر کو اتنی مدت تک روک کر جنگ کا سامان اچھی طرح کر لیا۔ اور جریر معاویہ کا جواب لے کر واپس آیا تو حضرت کو اہل شام کی تیاری معلوم ہوئی اور آپ نے شوال ۳۶ھ میں شام کا قصد کیا علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کا خط معاویہ نے پڑھا اور اہل شام نے معاویہ سے عہد و پیمان کیا کہ تم عثمان کا خون لینے کیلئے علیؑ سے لڑو ہم سب ساتھ ہیں اس روز (شب کو معاویہ بہت کرب و اضطراب میں رہا اور باوجود اسقدر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سامان کے بھی حضرت علیؑ کے خوف سے رات بھر کروٹیں بدلتا اور یہ اشعار پڑھتا رہا تطاول لیلی واعترتنی وساوسی ؛ لایت اتی بالترھات البسابس ؛ اتانی جریر والحوادث جمۃ ؛ بتلک التی فیھا اجتداع المعاطس ؛ اکایدہ والسیف بینی وبینہ ؛ ولست لاثواب الدنیء بلابس ؛ ان الشام اعطت طاعۃ یمینۃ ۔ تواصفھا اشیاخھا فی المجالس ؛ فان یفعلوا اصلام علیا بجمھۃ ؛ یغث علیہ کل رطب ویابس ؛ انی لارجو خیر ما نال نائل ؛ وما انا من ملک العراق بایئس ۔ یعنی میری رات طولانی ہوگئی اور میرا خوف واضطراب اور وسوسہ بڑھتے جاتے ہیں کیونکہ میرے پاس ایک قاصد بری باتیں لے کر آیا۔ یوں تو مصائب بہت ہیں لیکن جریر جو مصیبت لے کر آیا ہے یہ ہم لوگوں کی ناکیں کاٹ ڈالے گی۔ اچھا میں اس سے مکر وفریب کروں گا اور میرے اُنکے درمیان تلوار ہے کیونکہ میں ذلیل شخص کے لباس نہیں پہن سکتا۔ شام نے مجھ سے قسم کھا کر اطاعت کا اقرار کیا ہے جس کو شیوخ وارکان شام نے اپنے جلسوں میں بیان کیا ہے۔ پس اگر انھوں نے ایسا ہی کیا تو میں ایسے گھوڑوں سے علی کا مقابلہ کروں گا جس پر ہر رطب ویابس لاغر ہو جاتے ہیں۔ اور مجھے اُس دولت وحشمت کی توقع ہے جو کسی پانے والے کو مل سکے اور میں ملک عراق سے مایوس نہیں ہوں ۱۲ ۵۲ اصل عبارت ولقد ضربت انف ھذا الامر وعینہ کا ترجمہ یہ ہے میں نے اس کام کے ناک اور آنکھ کو مارا مگر یہ ایک ضرب المثل ہے جسے عرب اُسوقت استعمال کرتے ہیں جب کسی کام میں خوب تامل اور غور وفکر کر لیا ہو اور اُسکے اچھے بُرے کو پہچان لیا ہو اور ناک آنکھ کی تخصیص اسلئے ہے کہ انسان کے چہرہ پر یہی دونوں چیزیں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں اور انسان کے چہرہ ہی کو دیکھ کر آدمی اُسمیں غور وتامل کرتا ہے لہذا ہر چیز کے متعلق ناک اور آنکھ استعمال کر کے بولنے لگے ضربت انف ھذا الامر وعینہ ۱۲ ۵۳ قاعدہ ہے کہ جب کوئی نئی بات ہوتی ہے تو اُسمیں اختلاف ہوتا ہے۔ ابھی تک تو اہل اسلام اسکے عادی تھے کہ کفار سے لڑتے اور اب یہ وقت آیا کہ باخود ہا مسلمانوں میں جنگ ہو کیونکہ چھبیس برس تک تو اس حکمت علی سے جناب امیرؑ کو خلافت سے محروم رکھا اب جو حضرت خلیفہ ہوئے تو پہلے عائشہ کھڑی ہوئیں جن سے بصرہ میں جنگ ہوئی جس کا نام جنگ جمل ہے اُسکے بعد معاویہ کھڑا ہوا جو اسی دن کیلئے حاکم شام بنایا گیا تھا غرض جنگ جمل میں تو یہ سب مشکلیں اسوجہ سے نہیں آئیں کہ طلحہ وزبیر نے کھلم کھلا بیعت کی تھی لہذا وہ ظاہر بظاہر باغی تھے جن کا قتل ہر مذہب وملت میں واجب ہے مگر معاویہ نے ابھی تک بیعت نہیں کی جس سے وہ ظاہر طور پر باغی قرار پائے اسلئے حضرت کو ضروری ہوا کہ اس جنگ کی وجہ کو صاف کر دیں کہ یہ جنگ ایسی ضروری ہے کہ اگر جنگ نہیں کرتے ہیں تو کھلم کھلا کافر ہو جاتے ہیں کیونکہ اسلام صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کا نام نہیں ہے بلکہ جمیع ما جاء بہ محمدؐ کا اقرار ضروری ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ یعنی تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رہنمائی کیلئے پیدا ہوئی کہ تم اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُرے کاموں سے منع کرتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۱۲ ۵۴ یہ اشارہ ہے خلیفہ ثالث عثمان کی طرف جن پر مسلمانوں کے بہت سے اعتراض تھے اور اُنھیں حرکتوں سے یہ قتل کئے گئے علامہ ابن ابی الحدید نے تفصیل سے اُن احداث کو ذکر کیا ہے مثلاً (۱) دنیائے اسلام کے مختلف مقامات پر اپنے ایسے ناقابل رشتہ داروں کو حکومت دیدی جن میں ذرا بھی اسکی صلاحیت نہ تھی بلکہ وہ خود انتہا درجہ کے فسق و فجور میں مبتلا رہتے تھے (۲) اپنے چچا حکم بن عاص کو جسے رسول خدا صلعم نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا اور ابو بکر و عمر بھی اُسکو واپس بُلانے کی جرأت نہ کر سکے مدینہ میں واپس بُلا لیا اور بیت المال سے اُسے ایک لاکھ درہم دیدیے اور اُسکے عزیزوں کو بھی بکثرت مال اور جاگیریں عطا کیں (۳) جو مال عام مسلمانوں کا تھا اُسے خاص اپنے رشتہ و قرابت والوں کو دے کر اُنکو مالا مال کر دیا (۴) مسلمانوں کے چراگاہ کو روک لیا حالانکہ رسول خدا صلعم نے ہر مسلمان کو پانی اور چارہ میں برابر اختیار دیدیا تھا (۵) عثمان نے بیت المال صدقہ سے اُن لوگوں کو دیا جو جہاد کرتے تھے حالانکہ اُن کا حق اسمیں نہیں ہے بلکہ اُن کا حصہ مال غنیمت و فئی میں ہے۔ اور صدقہ کے مستحق اور لوگ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں بتفصیل مذکور ہے (۶) عبداللہ بن مسعود بڑے مقدس صحابی تھے جن کو حضرت اکثر اپنا نائب مقرر کر کے کہیں سفر میں تشریف لے جاتے اور قرآن کی تعلیم کیلئے حضرت نے انکے بارے میں خاص حکم دیا تھا اُن کو اسقدر مارا کہ اُن کی پسلی کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں جس کی یہ وجہ ہوئی کہ عثمان نے سب قرآنوں کو جلوا کر چاہا کہ اُس قرآن کو رائج کریں جس کو خود زید بن ثابت سے لکھوایا تھا۔ ابن مسعود اسکے مخالف تھے اور وہ چاہتے تھے کہ وہی قرآن رائج رہے جسکو رسول اللہ نے لکھوایا تھا۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ حضرت ابوذر کے جنازہ میں یہ شریک ہوئے حالانکہ عثمان نے حضرت ابوذر کو مدینہ سے نکلوا دیا تھا ص ۲۳۷ شرح ابن ابی الحدید (۷) قرآن کے جتنے نسخے پہلے سے رائج تھے اُن سب کو جلوا دیا حالانکہ حضرت کی حدیث نَزَلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ کُلُّهَا شَافٍ کافٍ موجود ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور زید بن ثابت جن سے عثمان نے قرآن لکھوایا وہ امردین میں متہم تھے (۸) عمار بن یاسر محترم صحابی رسول کو اتنا مارا کہ اُنکو مرض فتق ہو گیا (۹) جناب ابوذر کو مدینہ سے ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا (۱۰) حدود خدا کو ترک کیا مثلاً حضرت عمر کے فرزند عبیداللہ نے ہرمزان کو قتل کر دیا تو اسکا قصاص نہ لیا حالانکہ جناب امیر اور اکثر صحابہ اسکے خواہاں تھے مگر ایک کی نہ سُنی وغیرہ الزامات ۱۲

خطبہ (۴۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا هَرَبَ مُصْقَلَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الشَّيبانيُّ إلى معاوية وكان قد ابتاع سبيَ بني ناجية من عامل امير المؤمنين عليه السلام وأعتقه فلمّا طالبه بالمال خاس به و هرب الى الشام۔

امیر المومنین علیہ السلام کے عامل سے بنو ناجیہ کے قیدیوں کو خرید کر آزاد کر دیا اور حضرت نے وہ مال (یعنی قیدیوں کی قیمت) طلب کیا تو بدعہدی کر کے معاویہ کے یہاں شام بھاگ گیا (اس پر حضرت نے فرمایا)۔

قبّح الله مصقلة۔ فعل فعل السادة و فرّ فرار العبيد! فما انطق مادحه حتّى أسكته، و لا صدّق واصفه حتّى بكّته۔ ولو أقام لأخذنا ميسوره، وانتظرنا بسماله وفوره۔

خدا برا کرے مصقلہ کا کہ اُس نے کام تو کیا سرداروں کا سا (کہ قیدی خرید کر آزاد کر دیے) مگر بھاگ کھڑا ہوا غلاموں کی طرح[1]۔ پس ابھی تو اُس نے اپنی مدح کرنے والے کو بولنے بھی نہ دیا تھا کہ اُسے چپ کر دیا اور اپنی تعریف کرنے والے کی تصدیق بھی نہ کی تھی کہ اُسکو بگاڑ دیا (اور اُسکی زبان بندی کر دی) حالانکہ اگر وہ رہتا تو ہم وہی لیتے جو آسانی سے دے سکتا اور اُس کی دولت بڑھنے کا انتظار کرتے۔

---

[1] اسکا اصل قصہ یوں ہے کہ قبیلہ بنو ناجیہ کا ایک شخص خریت بن راشد ناجی حضرت امیر المومنینؑ کے اصحاب سے تھا جو صفین میں بھی آپ کے ساتھ رہا لیکن جب قصہ تحکیم پیدا ہوا تو اُس نے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر خوارج کا مذہب اختیار کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر مدائن کا رُخ کیا اور لوگوں کو حضرتؑ کے خلاف اُبھارنے لگا۔ حضرتؑ نے معقل بن قیس ریاحی کے ہمراہ اپنا دو ہزار کا لشکر بھیجا کہ اُسے سمجھائیں اور نہ مانے تو لڑیں اُس نے خریت اور اُسکے اکثر ساتھیوں کو قتل کیا اور بقیہ مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے جناب امیرؑ کی طرف چلا وہ سب تعداد میں پانچسو تھے جو پہلے نصرانی تھے اور بعد اسلام مرتد ہو گئے راہ میں مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی ملا جو حضرت کی طرف سے مقام اردشیر خرّہ کا عامل تھا اُس نے ان قیدیوں کی گریہ وزاری سُنکر معقل سے پانچ لاکھ درہم پر کل کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ جب قیمت مانگی گئی تو حیلہ حوالہ کرنے لگا آخر جناب امیرؑ نے اُسکے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اُسپر مسلط کیا کہ وہ مسلمانوں کا مال ہے جس طرح ہو مصقلہ سے وصول کر کے لائے اُس نے بہزار دشواری دو لاکھ درہم تو کوفہ میں حاضر ہو کر ادا کئے اور مابقی معاف کرانے کی کوشش کی اور کہا کہ عثمان تو ہر سال خراج آذربیجان سے ایک لاکھ درہم اشعث بن قیس کو بخشتے تھے اور ہم اُس سے شرف میں زیادہ ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ میرا مال ہوتا تو نام بھی نہ لیتا لیکن وہ تو مسلمانوں کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مال ہے جسے چھوڑ نہیں سکتا تجھے ادا کرنا ہوگا تب اُس نے کہا دس روز کی مہلت دیجئے کہ سامان کروں حضرت نے منظور فرمالیا تو وہ وہاں سے بھاگ کر معاویہ کے پاس چلا گیا جس نے بڑے احترام سے جگہ دی اور مقرب دربار کر لیا ۱۲

۲ یعنی مصقلہ نے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا تو بہت اچھا کام کیا لیکن قیمت کے خوف سے بھاگ کیوں گیا پس ابھی اُسکے پہلے فعل کی مدح بھی نہ ہونے پائی تھی کہ بھاگ جانے سے لوگ خاموش کے خاموش ہی رہے حالانکہ اگر وہ ٹھہرتا اور بہ اقساط اُس رقم کو ادا کرتا جاتا تو میں قبول کر لیتا اور اُسکا مال ایک ہی دفعہ لے کر اُسکو فقیر نہیں کر دیتا بلکہ اُسکو موقع دیتا کہ اپنی دولت بھی بڑھاتا جائے اور مسلمانوں کی یہ رقم بھی اپنی گنجائش کے مطابق ادا کرتا جائے مصقلہ خود بھی اس حرکت پر نادم ہوا اور ایک قصیدہ لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ فَارَقْتُ خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ؛ لِمَالٍ قَلِیْلٍ لَا مَحَالَۃَ ذَاھِبٌ ۱۲

خطبہ (۴۶)

وَمِنْ خُطْبَۃٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ غَیْرَ مَقْنُوْطٍ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ، وَلَا مَخْلُوٍّ مِنْ نِّعْمَتِہٖ، وَلَا مَایُوْسٍ مِنْ مَغْفِرَتِہٖ، وَلَا مُسْتَنْکَفٍ عَنْ عِبَادَتِہٖ۔ اَلَّذِیْ لَا تَبْرَحُ مِنْہُ رَحْمَۃٌ وَلَا تُفْقَدُ لَہٗ نِعْمَۃٌ۔ وَالدُّنْیَا دَارٌ مُنِیَ لَھَا الْفَنَاءُ، وَلِاَھْلِھَا مِنْھَا الْجَلَاءُ۔ وَھِیَ حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ، وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ، وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ، فَارْتَحِلُوْا مِنْھَا بِاَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِکُمْ مِنَ الزَّادِ، وَلَا تَسْاَلُوْا فِیْھَا فَوْقَ الْکَفَافِ، وَلَا تَطْلُبُوْا مِنْھَا اَکْثَرَ مِنَ الْبَلَاغِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

ہر طرح کی حمد و ثنا خدا ہی کیلئے ہے جس کی رحمت سے کوئی نا اُمید نہیں جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں جسکی بخشش سے کوئی مایوس نہیں اور جسکی عبادت سے کسی کو ننگ و عار نہیں ہے ایسا (خدا) جسکی رحمت کسی وقت زائل اور جسکی نعمت کبھی مفقود (یعنی کم اور علیحدہ) نہیں ہوتی۔ اور یہ دنیا وہ گھر ہے جسکو فنا اور جس کے باشندوں کو جلا وطن ہو جانا مقدر ہو چکا ہے اور (چونکہ مزہ میں) یہ شیریں (اور دیکھنے میں) سرسبز (و شاداب) ہے اور اپنے چاہنے والے کے پاس جلد پہونچتی اور (اپنی طرف) نظر کرنے والے کے دل سے چمٹ جاتی ہے (جو سب دھوکا اور فریب ہے) لہذا تمھارے پاس (اعمال صالحہ کا) جو بہترین توشہ ہو اُسے لے کر یہاں سے چل دو اور اس (دنیا) سے ضرورت سے بڑھ کر نہ مانگو اور خرچ راہ سے زیادہ کے خواہاں نہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ اس خطبہ میں دو فصلیں ہیں پہلی الحمد للہ سے لا تفقد لہ نعمۃ تک اور دوسری الدنیا دار سے آخرۃ تک اور دونوں ایک دوسرے سے چنداں مرتبط نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ حضرت کا مسلسل کلام دریافت کرنے پر قادر نہیں ہوتے بلکہ جو جملہ یا ٹکڑا بھی حضرت کے کلام کا پاتے ہیں درج کر دیتے ہیں کیونکہ اُن کی غرض صرف جناب امیرؑ کی فصاحت دکھانا ہے نہ اور کچھ اسلئے کہ اگر پورے خطبوں کو وہ جمع کرتے تو اس کتاب سے وہ چند اُن کل خطبوں کا مجموعہ تیار ہوتا۔ ان دونوں فصلوں میں پہلی تو خدا کی حمد و ثنا کے متعلق ہے جو علم بیان کے ایک بڑے باب پر مشتمل ہے جسکو موازنہ کہتے ہیں۔ اور دوسری فصل میں لوگوں کو دنیا میں مشغول ہونے سے ڈرایا اور قناعت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی کہ دنیا میں ضرورت کے مطابق جو ملے اُسپر راضی رہنا چاہیئے اور اس سے زیادہ کی خواہش ہی نہ کرنا چاہیئے ۱۲

خطبہ (۴۷)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ عَزْمِهِ عَلَى الْمَسِيرِ إِلَى الشَّامِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ (جسے) سفر شام کا ارادہ کرتے وقت (فرمایا) لہ

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ

اے اللہ میں سفر کرنے کے تعب اور اذیت۔ واپسی کی زحمت و مشقت اور (وطن لوٹ کر) اہل و عیال اور مال (و اسباب) کی بُری حالت دیکھنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَأَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ، لِأَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُونُ مُسْتَصْحَبًا، وَالْمُسْتَصْحَبَ لَا يَكُونُ مُسْتَخْلَفًا۔

اے خدا سفر میں تو ہی (میرا) ساتھی (اور نگہبان) ہے اور (میرے) اہل و عیال (کی حفاظت) کیلئے بھی تو ہی میری جگہ ہے اور یہ دونوں (صفتیں) کسی میں تیرے سوا پائی ہی نہیں جا سکتیں اسلئے کہ جو کسی کی جگہ رہے وہ اُسکے ساتھ نہیں ہو سکتا اور جو ساتھ ہو وہ اُس کی جگہ نہیں رہ سکتا۔ لہ

لہ علامہ ابن ابی الحدید اس کلام کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ دعا ہے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ سے شام کی طرف معاویہ سے جہاد کرنے کیلئے روانہ ہوتے وقت خدا سے مانگی تھی کہ جب اپنے مکان سے باہر تشریف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لائے اور اپنی سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ چکے تو فرمایا بسم اللہ (میں خدا کا نام لے کر سوار ہوتا ہوں) اور جب اپنے گھوڑے کی پشت پر جم کر بیٹھ چکے تو فرمایا سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون یعنی پاک ہے وہ (ذات) جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے اور ہم تو (ایسے طاقتور) نہ تھے کہ انکو اپنے قابو میں کر لیتے اور بیشک ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے (اس آیۃ کے بعد فرمایا اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر تا آخر فصل۔ اسکے بعد علامہ ممدوح نے آپکے سفر کی مفصل حالت درج کی ہے کہ فلاں مقام پر پہونچ کر نماز صبح پڑھی فلاں مقام پر نماز ظہر یہاں تک کہ ایک مقام پر نماز عصر کیلئے اترے تو آفتاب غروب ہو گیا فدعا اللہ فرجعت الشمس کمقدارھا من صلوٰۃ العصر یعنی حضرت علیؑ نے خدا سے دعا کی تو آفتاب پلٹ آیا اور حضرتؑ نے نماز عصر پڑھنے تک ٹھہرا رہا (جلد اول مطبوعہ مصر ص۲۰۷) وہاں سے روانہ ہوئے تو کربلا میں اترے اور نماز پڑھ کر وہاں کی مٹی اٹھائی اور سونگھ کر فرمایا واھا لک یا تربۃ لیحشرن منک قوم یدخلون الجنۃ بغیر حساب یعنی اے خاک کربلا! تیرا کیا کہنا۔ تجھ سے تو وہ جماعت قیامت میں اٹھے گی جو بے حساب بہشت میں داخل ہو گی!! پھر فرمایا ھھنا ھھنا ہیں ہیں۔ کسی نے پوچھا یا حضرت آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو فرمایا ثقل لآل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ ینزل ھھنا فویل لھم منکم وویل لکم منھم تقتلونھم ویدخلکم اللہ لقتلھم النار یعنی خاندان محمد صلعم کی ایک جماعت یہاں اترے گی پس افسوس ہے اُنکے لئے تم سے اور ویل ہے تمھارے لئے اُن سے تم لوگ اُنکو قتل کرو گے اور اُنکے قتل کرنے کی وجہ سے خدا تم لوگوں کو جہنم میں ڈال دے گا پھر اپنے ہاتھ سے ایک جگہ اشارہ کر کے فرمایا ھھنا موضع رحالھم ومناخ رکابھم دوسری طرف اشارہ کر کے فرمایا ھھنا مراق دمائھم پھر وہاں سے روانہ ہو گئے ۱۲ سید رضی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں وابتداء ھذا الکلام مروی عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وقد تفاوہ امیر المؤمنین علیہ السلام بابلغ کلام وتممہ باحسن تمام من قولہ لا یجمعھما غیرہ الی آخر الفصل یعنی اس کلام کے شروع کا حصہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے روایت کیا گیا ہے اسی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے (اپنا) بلیغ ترین جملہ لا یجمعھما غیرک تا آخر فصل جوڑ دیا ۱۲۔

خطبہ (۴۸)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ ذِكْرِ الْكُوْفَةِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ شہر کوفہ (کی آئندہ حالت) کے بیان میں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَأَنِّي بِكِ يَا كُوفَةُ تُمَدِّينَ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ، تُعْرَكِينَ بِالنَّوَازِلِ، وَتُرْكَبِينَ بِالزَّلَازِلِ وَإِنِّي لَا عْلَمُ أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكِ جَبَّارٌ سُوْءً إِلَّا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِشَاغِلٍ، أَوْ رَمَاهُ بِقَاتِلٍ۔

اے کوفہ! گویا میری نظروں میں (تیری وہ حالت پھر رہی ہے کہ) تو عکاظی چمڑے کی طرح کھینچا۔ حوادث و آفات سے رگڑا اور (فتنہ و فساد کے) زلزلوں پر چڑھایا جا رہا ہے۔ اور میں (یہ بھی) جانتا ہوں کہ جو ظالم جبار تجھ سے کسی قسم کی برائی کا ارادہ کرے گا اُسے خدا (یا) کسی آفت میں پھنسا دے گا یا اُسے کسی قاتل کے سپرد کر دے گا (جو اُسے مار ڈالے گا)

لہ جناب ملا فتح اللہ کاشانی علیہ الرحمہ اسکی شرح میں لکھتے ہیں "ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ اسلام میں جو فتنہ و فسادات واقع ہوئے اُن سے اکثر کی ابتدا کوفہ ہی سے ناشی ہوئی چنانچہ کوفہ کے ظالمین سے ایک زیاد بے بنیاد ملعون تھا جس کو معاویہ نے جھوٹی گواہی دلوا کر ابوسفیان کا بیٹا اور اپنا بھائی بنا لیا وہ معاویہ کے حکم پر لوگوں کو مسجد کوفہ میں جمع کرتا اور حضرت امیر المومنین پر سب و شتم کراتا۔ ایک روز اسی طرح لوگ اس عمل قبیح میں مشغول تھے کہ ناگاہ اُسکا خدمت گار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ امیر یعنی زیاد پر ابھی فالج گر گیا چنانچہ وہ اسی روز اس مرض سے ہلاک ہو گیا۔ اُس کے بعد اُسکا بیٹا عبید اللہ بن زیاد حاکم کوفہ ہوا اور امام حسینؑ کو قتل کرایا آخر اُسکو بھی جذام ہو گیا۔ پھر حجاج بن یوسف ثقفی کا دور آیا اُسکے پیٹ میں سانپ اور بچھو پیدا ہونے لگے جو اُسکی موت کا سبب ہوا۔ پھر عمرو بن ہبیرہ اور اُسکے فرزند یوسف کا زمانہ آیا یہ دونوں بھی مرض برص میں مبتلا ہو کر اپنی جگہ پہونچے پھر خالد قسری ہوا اُسکو بھی لوگوں نے خوب مارا اور قید کر دیا یہاں تک کہ بھوک سے ہلاک ہو گیا ۱۲۔

خطبہ (۴۹)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْمَسِيرِ إِلَى الشَّامِ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔ (جسے) شام کی طرف سفر کرتے وقت (فرمایا) لہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَغَسَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَفْقُودِ الْإِنْعَامِ،

(دنیا میں) جب تک رات آتی اور تاریک ہوتی رہے اور جب تک کوئی ستارہ نکلتا اور ڈوبتا رہے (یعنی ہمیشہ) سب تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں۔ غرض ہر قسم کی حمد و ثنا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا مُكَافَأَ الْاِفْضَالِ۔

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِیْ، وَاَمَرْتُهُمْ بِلُزُوْمِ هٰذَا الْمِلْطَاطِ حَتّٰی یَاْتِیَهُمْ اَمْرِیْ۔ وَقَدْ اَرَدْتُ اَنْ اَقْطَعَ هٰذِهِ النُّطْفَةَ اِلٰی شِرْذِمَةٍ مِّنْكُمْ مُوْطِنِیْنَ اَكْنَافَ دِجْلَةَ۔ فَاُنْهِضَهُمْ مَعَكُمْ اِلٰی عَدُوِّكُمْ، وَاَجْعَلَهُمْ مِنْ اَمْدَادِ الْقُوَّةِ لَكُمْ۔

(قَالَ الشَّرِیْفُ) اَقُوْلُ: یَعْنِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِالْمِلْطَاطِ السَّمْتَ الَّذِیْ اَمَرَهُمْ بِلُزُوْمِهٖ وَهُوَ شَاطِیءُ الْفُرَاتِ۔ وَیُقَالُ ذٰلِكَ لِشَاطِیءِ الْبَحْرِ وَاَصْلُهٗ مَا اسْتَوٰی مِنَ الْاَرْضِ۔ وَیَعْنِیْ بِالنُّطْفَةِ مَاءَ الْفُرَاتِ وَهُوَ مِنْ غَرِیْبِ الْعِبَارَاتِ وَاَعْجَبِهَا۔

خدا ہی کے لئے مناسب ہے جسکی نہ تو نعمتیں کبھی موقوف ہوتی ہیں اور نہ جسکے فضل و کرم کا کوئی بدلہ ہو سکتا ہے۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ میں نے اپنے مقدمۃ الجیش (یعنی لشکر کے اگلے حصہ) کو روانہ کر دیا ہے[1] اور اُنکو حکم دیا ہے کہ (دریائے فرات کے) اس کنارہ پر جمے رہیں جبتک انھیں میرا (دوسرا) حکم (نہ) پہونچے۔ اور خود میرا ارادہ یہ ہے کہ اس نہر (فرات) کو پار کر کے تم لوگوں کی اُس جماعت سے ملوں جو (جا کر) دجلہ کے کنارہ کنارہ آباد ہو گئی ہے پس اُنکو اُبھار کر تم لوگوں کے ساتھ تمھارے دشمن کی طرف بھیج دوں اور اُنھیں تمھاری امدادی قوت سے قرار دوں[2] (جناب سید رضی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ) (اس خطبہ میں) لفظ ملطاط سے حضرت کی مراد وہ سمت ہے جہاں آپ نے اُس لشکر کو ٹھہرے رہنے کا حکم دیا تھا جو نہر فرات کا کنارہ تھا اور یہ (لفظ ملطاط) دریا کے کنارہ کو کہتے ہیں اگرچہ اصل میں وہ زمین ہے جو ہموار اور بلند ہو۔ اور حضرت کی مراد نطفہ سے نہر فرات ہے جو نہایت ہی مناسب لفظ ہے اور عجیب و غریب عبارت ہے۔

---

[1] ۲۵ شوال ۳۶ھ کو صفین کے قصد سے حضرت امیر المومنینؑ کوفہ سے باہر تشریف لائے تو مقام نخیلہ میں یہ خطبہ فرمایا لیکن علامہ ابن ابی الحدید نے ۲۵ شوال ۳۷ھ تاریخ روانگی لکھی ہے ۱۲

[2] حضرت نے زیاد بن النضر اور شریح بن ہانی کو بارہ ہزار فوج کا سردار کر کے مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے روانہ کیا اور اُنکو حکم دیا کہ دریائے فرات کے کنارہ کنارہ اسی طرف چلیں وہ اُسی طرح گئے یہاں تک کہ مقام عانات میں پہونچ گئے۔ وہاں اُنکو معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ دریا پار ہو کر جزیرہ کی راہ سے تشریف لے گئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معاویہ اپنے لشکر لئے ہوئے شام سے حضرت کے مقابلہ کو روانہ ہو گیا ہے دونوں سرداروں نے رائے کی کہ یہ تو مناسب نہیں کہ ہمارے اور جناب امیرؑ کے درمیان دریا حائل رہے چنانچہ پلٹ کر مقام ہیت میں آئے اور دریا عبور کر کے حضرت علی علیہ السلام سے مل گئے آپ نے انکی اس تدبیر کو پسند کیا اور پھر اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آگے معاویہ کے مقابلہ میں روانہ کر دیا۔ اسی سفر میں حضرت کا وہ مشہور معجزہ ہوا جس کو اردو، فارسی، عربی، انگریزی مورخین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب حضرت کوفہ سے دور نکل گئے اور حدود جزیرہ میں پہونچے تو پانی ختم ہو گیا اور فوج عقیدت سے پیاسی ہوئی اور باوجود اچھی طرح تلاش کرنے کے پانی نہ ملا۔ ناگاہ دور سے جنگل میں کسی راہب کا ایک صومعہ نظر آیا وہاں حضرت تشریف لائے اور اس راہب سے پانی طلب کیا اس نے کہا یہاں کہیں ممکن نہیں حضرت نے وہیں ایک جگہ نشان دے کر کھدوایا جس سے ایک پتھر نمودار ہوا جس کو فوج کے بکثرت لوگوں نے زور کر کے ہٹانا چاہا لیکن ناکام رہے تب حضرت نے خود ہی تن تنہا اس پتھر کو اکھاڑ کر دور پھینک دیا جہاں سے ایک چشمہ نکلا اور پوری فوج سیراب ہوئی اور پھر قوت الٰہی سے پتھر اکھاڑ کر اسی جگہ رکھ دیا وہ راہب یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور دیر سے ایک صحیفہ نکالا جو اصحاب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کا لکھا ہوا تھا اور اس میں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی حالت اور حضرت امیر المومنینؑ کے آپ کے خلیفہ برحق ہونے اور اس مقام پر آکر چشمہ ظاہر کرنے کی پیشین گوئی درج تھی حضرت نے وہ صحیفہ دیکھ کر فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ اَکُنْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَکَرَنِیْ عِنْدَهٗ فِیْ کُتُبِ الْاَبْرَارِ (خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بھلایا نہیں خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے نیک بندوں کی کتابوں میں ذکر کیا) وہاں سے روانہ ہوئے تو راہب بھی ساتھ ہو لیا اور جنگ صفین میں شہید ہوا یہ واقعہ تاریخ روضۃ الصفا۔ حبیب السیر۔ تاریخ اعثم کوفی اور شواہد النبوۃ ملا جامی وغیرہ کتب میں مذکور ہے مسٹر واشنگٹن ایروِنگ نامی نے بھی جو ایک مشہور و معروف یوروپین مورخ ہے جس نے لائف آف محمدؐ (بزبان انگریزی) اور چند اور مشہور کتابیں بھی لکھی ہیں اپنی انگریزی تاریخ سکسز آف محمدؐ مطبوعہ لندن صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ میں لکھا ہے اور علامہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹ میں اس واقعہ کی تفصیل اور اس صحیفہ کی پوری نقل اس طرح ذکر کی ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ قَضٰی فِیْمَا قَضٰی وَسَطَرَ فِیْمَا کَتَبَ اَنَّهٗ بَاعِثٌ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَیَدُلُّهُمْ عَلٰی سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِیْظٌ وَلَا صَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ بَلْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ اُمَّتُهٗ الْحَمَّادُوْنَ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ نَشْزٍ وَفِیْ کُلِّ صَعُوْدٍ وَهُبُوْطٍ تَذِلُّ اَلْسِنَتُهُمْ بِالتَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ وَالتَّسْبِیْحِ وَیَنْصُرُهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُ فَاِذَا تَوَفَّاهُ اللّٰهُ اِخْتَلَفَتْ اُمَّتُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ثُمَّ اجْتَمَعَتْ فَلَبِثَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اخْتَلَفَتْ فَیَمُرُّ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِهٖ بِشَاطِیْ هٰذَا الْفُرَاتِ یَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَیَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَلَا یَرْکُسُ الْحُکْمَ اَلدُّنْیَا اَهْوَنُ عَلَیْهِ مِنَ الرَّمَادِ فِیْ یَوْمٍ عَصَفَتْ بِهِ الرِّیْحُ وَالْمَوْتُ اَهْوَنُ عَلَیْهِ مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ عَلَی الظَّمْاٰنِ یَخَافُ اللّٰهَ فِی السِّرِّ وَیَنْصَحُ لَهٗ فِی الْعَلَانِیَةِ لَا یَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الْبِلَادِ فَاٰمَنَ بِهٖ كَانَ ثَوَابُهٗ رِضْوَانِيْ وَالْجَنَّةَ وَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ الصَّالِحَ فَلْيَنْصُرْهُ فَاِنَّ الْقَتْلَ مَعَهٗ شَهَادَةٌ۔ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم خدا نے جو حکم دینا تھا دیدیا اور جو مقدر کر دیا اُسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اُمیوں سے ایک پیغمبر بھیجے گا جو اُنکو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا اور خدا کی راہ دکھائے گا وہ پیغمبر بدخو۔ بدزبان۔ سخت دل اور بازاروں میں شور وغل کرنے والا نہ ہوگا اور بدی کا بدلہ بدی سے نہ دے گا بلکہ عفو و درگزر سے کام لے گا اُس کی امت کے لوگ ہر سختی و نرمی میں خدا کی حمد ہی کرتے رہیں گے اور ان کی زبانیں اُسکی تکبیر و تہلیل و تسبیح سے گھستی رہیں گی۔ خدا اُس پیغمبر کو اُسکے دشمنوں پر غلبہ دے گا پھر اُسکا انتقال ہو جائے گا تو اُسکی امت میں اختلاف واقع ہوگا پھر وہ اکٹھے ہو کر کچھ دن بسر کریں گے اور پھر اختلاف پیدا ہوگا اُسوقت اُس امت سے ایک بزرگ دریائے فرات کے اس کنارے سے گزرے گا جو لوگوں کو اچھے کاموں کی ہدایت اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہوگا صحیح فیصلہ دے گا اور حکم کو نہ اُلٹے گا۔ دنیا اُسکی نظروں میں خاک اور خاکستر سے بھی زیادہ حقیر ہوگی اور موت اُسکے لئے پیاس کی حالت میں پانی پینے سے بھی زیادہ آسان ہوگی۔ وہ باطن میں خدا سے ڈرنے والا اور ظاہر میں اُسکے لئے نصیحت کرنے والا ہوگا اور خدا کے بارے میں کسی کی پروا نہ کرے گا نہ کسی کی ملامت سے ڈرے گا تو ان اطراف کے رہنے والوں سے جو اُس نبی پر ایمان لائے گا اسکا ثواب میری رضوان اور جنت ہوگی اور جو اُس دوسرے بزرگ عبد صالح کی زیارت سے مشرف ہو اُسکو اُسکی مدد کرنی چاہیئے کیونکہ اُسکے ساتھ قتل ہونا شہادت ہے۔" حضرت جب وہاں سے روانہ ہوئے تو اپنے لشکر والوں سے کہا کوئی ہے جو اُس چشمہ تک جائے اور اُسکا پتہ لگائے کچھ لوگ روانہ ہوئے مگر کسی کو پھر اُس چشمہ کا پتہ نہ لگا دیر کے راہب نے کہا یہ دیر اسی چشمہ کیلئے بنایا گیا ہے کیونکہ اس چشمہ کا ظاہر کرنے والا نبی ہوگا یا وصی نبی ۱۲ حضرت کوفہ سے روانہ ہو کر مقام بہرسیر میں پہونچے پھر مدائن جہاں بارہ سو آدمی آپکے لشکر میں شامل ہوئے وہاں سے انبار تشریف لائے لوگوں نے باہر آکر استقبال کیا اور گھوڑوں سے اُتر کر پیادہ دوڑنے لگے کچھ عربی گھوڑے بھی ساتھ لائے تھے حضرت نے پوچھا یہ گھوڑے کیسے ہیں؟ اور مجھے دیکھ کر پیادہ کیوں دوڑنے لگے؟ اُنھوں نے عرض کی ہم اپنے سرداروں کی تعظیم میں پیادہ دوڑتے ہیں اور یہ گھوڑے آپکے لئے بطور ہدیہ لائے ہیں اور اسکے علاوہ اہل لشکر کے لئے کھانا اور سواریوں کیلئے چارہ گھاس بھی بکثرت لائے ہیں۔ آپنے فرمایا پیادہ چلنے سے تم بے فائدہ اپنے کو تعب اور مشقت میں مبتلا کرتے ہو اسی تعظیم لغو سے آئندہ سے یہ طریقہ ترک کر دو۔ اور گھوڑوں کو دینا ہی چاہتے ہو تو مفت نہ لوں گا بلکہ اس شرط سے کہ انکی قیمت تمھارے خراج میں محسوب کر دوں اور لشکر کا کھانا اور جانوروں کا چارہ بھی میں بغیر قیمت نہیں لینا چاہتا کیونکہ تمھارے مال کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بے عوض کھانا میں پسند نہیں کرتا۔ اُن لوگوں نے عرض کی کیا ہم لوگ آپ سے ان ہدایا کی قیمت لیں؟ فرمایا نہیں لوگے تو ہم کوئی چیز قبول بھی نہیں کرتے بلکہ جو اپنے پاس موجود ہے اُسی کو کافی سمجھتے ہیں انھوں نے عرض کیا ہم سے بہت سے عربوں سے تعارف و رسم و راہ ہے تو کیا آپ ہدیہ و تحفہ لینے یا دینے کو منع کرتے ہیں حضرت نے فرمایا عرب تو کل تمھارے موالی ہیں اور کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ تمھارا ہدیہ قبول کرے غرض ان لوگوں نے لاکھ اصرار کیا حضرت نے کوئی چیز قبول نہ کی وہاں سے روانہ ہو کر رُسی صحرا میں پہونچے جہاں پانی کا معجزہ ہوا جو پہلے مذکور ہوا وہاں سے آپ جزیرہ پر پہونچے یہاں آپ نے یزید بن قیس ارحبی کو اجازت دی کہ اس قوم کا کھانا کھاؤ اور پانی پیو کیونکہ یہ تمھاری قوم سے ہیں۔ وہاں سے رقہ پہونچے یہاں کے لوگ سب عثمانی تھے حضرت کے آنے پر دروازہ شہر بند کر دیا۔ یہاں بعض اصحاب کی رائے ہوئی کہ ایک خط اور معاویہ کو لکھا جائے کیونکہ اُسپر اور بھی اتمام حجت ہو جائے گا حضرت نے یہ رائے پسند کر کے ایک خط معاویہ کو لکھا جسمیں اُسکو بہت سمجھایا اور خدا سے ڈرا کر مسلمانوں کی خونریزی سے بچنے کی تاکید کی۔ یہ خط بہت طولانی ہے جو شرح ابن ابی الحدید کے صفحہ ۲۹ میں درج ہے اُسکا آخری فقرہ یہ ہے اَلَا وَاِنِّیْ اَدْعُوْکُمْ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ وَحَقْنِ دِمَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کہ ہم کتاب خدا اور سنت نبی کی طرف تم کو دعوت دیتے ہیں اور یہ کہ اُمت محمدیہ میں خونریزی نہ ہو مگر معاویہ پر کیا اثر ہوتا اُس نے جواب میں صرف یہ شعر لکھ کر بھیج دیا ؎ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ قَیْسٍ عِتَابٌ غَیْرَ طَعْنِ الْکُلٰی وَضَرْبِ الرِّقَابِ۔ یعنی میرے اور قیس کے درمیان سوائے شمشیر زنی اور نیزہ بازی کے کوئی اختلاف نہیں۔ یہ جواب دیکھکر حضرت نے افسوس کیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (الآیۃ) کہ تم جسے چاہتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے غرض حضرت نے مایوس ہو کر روانہ ہونا چاہا اور اہل رقہ سے کہا کہ ہمارے لئے پُل لگا دو تاکہ ہم دریا عبور کر جائیں وہ سب کے سب طرفداران معاویہ سے تھے انھوں نے وہ کشتیاں جن سے پُل باندھتے تھے پہلے ہی وہاں سے علیحدہ کر دی تھیں حضرت کے حکم پر کہا کہ ہمارے پاس پُل کا سامان نہیں ہے تو حضرت وہاں سے روانہ ہوئے اور چاہا کہ مقام منبج سے عبور کریں اور حضرت نے مالک اشتر کو رقہ میں چھوڑ دیا انھوں نے رقہ والوں سے کہا خدا کی قسم اگر تم یہاں پُل باندھ کر حضرت امیر المومنینؑ کو پار نہ اُتارو گے تو تم ہوگے اور میری تلوار مردوں کو تو قتل کر دوں گا اس شہر کو خاک میں ملا دوں گا اور کل مال اسباب لوٹ لوں گا۔ یہ سُنکر اُن سب نے مشورہ کیا کہ اشتر اپنی قسم پوری کر کے رہیں گے پس حضرت کو واپس بلایا اور پُل تیار کر دیا جس پر سے حضرت اُس پار اُتر گئے اور شام کی طرف روانہ ہوئے اُدھر سے زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی جو مقدمۃ الجیش کے طور پر روانہ ہوئے تھے دریا پار ہو کر آئے اور قریب قرقیسا میں حضرت سے مل گئے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا حضرت نے پھر انکو آگے روانہ کر دیا۔ شام سے معاویہ کا عظیم الشان لشکر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ابوالاعور سلمی کی ماتحتی میں آرہا تھا مقام سور الروم پر لشکر معاویہ اور لشکر جناب امیرؑ میں (جو صرف بارہ ہزار زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کی ماتحتی میں تھا) مقابلہ ہوا۔ ان لوگوں نے جناب امیرؑ کو خبر دی حضرت نے مالک اشتر کو تین ہزار سپاہیوں کے ہمراہ اُن کی مدد کو بھیجا اور تاکید فرمائی کہ "ہرگز اپنی طرف سے جنگ میں ابتدا نہ کرنا تا وقتیکہ اُدھر سے پیش قدمی نہ ہو اُن کو بار بار سمجھاؤ اور اچھی طرح نصیحت کرو اور اُن کی عداوت تم کو اُن سے جلد لڑنے پر آمادہ نہ کرے۔ اچھی طرح اتمام حجت کر کے دیکھو اگر کوئی نتیجہ نہ نکلے تو مجبوراً اُن کے واروں کا جواب دو۔ اور لڑائی چھڑ ہی جائے تو میمنہ پر زیاد کو اور میسرہ پر شریح کو رکھنا اور خود قلب لشکر میں رہنا۔ تم نہ دشمن سے اس قدر نزدیک ہونا کہ معلوم ہو تم کو جنگ پسند ہے اور نہ اتنے دور ہو کہ لوگ سمجھیں جنگ سے ڈرتے ہیں۔" اسکے بعد پھر حضرت نے حریث بن جہان جعفی کے ذریعہ سے اسی مضمون کا ایک خط لکھا کہ دیکھو ہرگز پیش قدمی نہ کرنا۔ غرض مالک اشتر سب سُنکر روانہ ہوئے اور لشکر معاویہ کو بہت سمجھایا کچھ دیر تک دونوں لشکر تھمے رہے مگر شام ہوتے ہوتے ابوالاعور نے حملہ کر ہی دیا انھوں نے بھی جنگ شروع کر دی دن بھر اور رات بھر جنگ ہوتی رہی دوسرے روز صبح ہوتے ہوتے شامیوں کے قدم اُکھڑ گئے ابوالاعور بھاگا ہر چند مالک اشتر نے ایک قاصد خاص اسی غرض سے بھیجا کہ ابوالاعور آکر مقابل ہو مگر اُس نے انکار کیا۔ غرض ابوالاعور بھاگا ہوا جا رہا تھا۔ اُدھر سے معاویہ آتا تھا راہ میں ملاقات ہوئی تو ساتھ ہو لیا اور مقام صفین پر ایک لاکھ تیس ہزار فوج کے ساتھ آکر اُترا اور پہلے ہی فرات پر پہونچ کر پانی کا گھاٹ روک لیا اور رقہ سے جناب امیرؑ بھی نو نے ہزار فوج کے ساتھ ۲۲ ذی الحجہ ۳۶ھ کو صفین میں پہونچ گئے اور معاویہ کے مقابلہ میں نزول جلال فرمایا۔۱۲

خطبہ (۵۰)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَطَنَ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ، وَدَلَّتْ عَلَيْهِ اَعْلَامُ الظُّهُوْرِ، وَامْتَنَعَ عَلٰى عَيْنِ الْبَصِيْرِ فَلَا عَيْنُ مَنْ لَّمْ يَرَهٗ تُنْكِرُهٗ، وَلَا قَلْبُ مَنْ اَثْبَتَهٗ يُبْصِرُهٗ۔ سَبَقَ فِی الْعُلُوِّ فَلَا شَیْءَ اَعْلٰى مِنْهُ، وَ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔

سب تعریفیں خدا ہی کو سزاوار ہیں جو پوشیدہ امروں سے واقف ہے اور جس (کے وجود) کو واضح اور نمایاں دلیلیں (کافی طور پر) ثابت کر رہی ہیں اور جس کا (اس) آنکھ سے دکھائی دینا محال ہے۔ مگر جس شخص نے آنکھ سے نہیں دیکھا وہ اسکا انکار نہیں کر سکتا اور جس کے دل نے اسکو مان لیا ہے وہ آنکھ سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا شَيْءَ أَقْرَبُ مِنْهُ
فَلَا اسْتِعْلَاؤُهُ بَاعَدَهُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ
خَلْقِهِ، وَلَا قُرْبُهُ سَاوَاهُمْ
فِي الْمَكَانِ بِهِ. لَمْ يُطْلِعِ الْعُقُولَ
عَلَى تَحْدِيدِ صِفَتِهِ، وَلَمْ يَحْجُبْهَا
عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهِ. فَهُوَ الَّذِي
تَشْهَدُ لَهُ أَعْلَامُ الْوُجُودِ، عَلَى
إِقْرَارِ قَلْبِ ذِي الْجُحُودِ. تَعَالَى اللّٰهُ
عَمَّا يَقُولُ الْمُشَبِّهُونَ بِهِ وَالْجَاحِدُونَ
لَهُ عُلُوًّا كَبِيرًا۔

نہیں دیکھ سکتا[1]۔ وہ بلندی میں (سب سے) بڑھا ہوا ہے کہ کوئی چیز اُس سے بلند تر نہیں۔ اور نزدیکی میں (بھی) سب سے قریب ہے کہ کوئی چیز اُس سے نزدیک تر نہیں۔ تو نہ اُسکی بلندی نے اُسکو مخلوقات سے کسی چیز سے دور کیا اور نہ اُسکی نزدیکی نے اُن (مخلوقات) کو مکان (اور جگہ) میں اُسکے برابر کیا[2]۔ اس نے عقلوں کو نہ تو اپنی کنہ حقیقت پر مطلع ہونے دیا اور نہ اپنی واجبی معرفت سے محروم رکھا[3]۔ غرض وہی ایسی ذات ہے جس کے وجود کی علامتیں اُس (کے موجود ہونے) کی گواہی دے رہی ہیں کافروں کے دلی اقرار پر (اگرچہ وہ زبان سے نہ کہیں[4])

غرض خدا بہت برتر ہے اُس سے جو تشبیہ دینے والے اور اُسکا انکار کرنے والے کہتے ہیں[5]۔

---

[1] بعض روایات میں وَامْتَنَعَ عَلَى عَيْنِ الْبَصِيرَةِ کے بعد یوں وارد ہے فَلَا قَلْبُ مَنْ لَمْ يَرَهُ يُنْكِرُهُ وَلَا عَيْنُ مَنْ أَثْبَتَهُ يُبْصِرُهُ یعنی جس شخص نے اُسکو دیکھا نہیں اُسکا دل اُسکے وجود سے انکار نہیں کر سکتا اور جس نے اُسکا وجود مان لیا اُسکی آنکھ اُسکو دیکھ نہیں سکتی۔ شارحین لکھتے ہیں کہ یہ روایت کتاب کی عبارت سے بہتر اور زیادہ مناسب ہے ۱۲ [2] اُسکی رفعت اور قربت یعنی بلندی اور نزدیکی جگہ اور مقام کے اعتبار سے نہیں ہے کہ بلند ہونے سے کسی چیز سے دُور ہو جائے اور نزدیک ہونے سے اُس چیز کے برابر ہو جائے بلکہ اُسکی رفعت اُسکی ذات کمال اور اجلال کے سبب سے اور نزدیکی اُسکے علم ارادہ احاطہ اور عنایت کی حیثیت سے ہے غرض اُسکی ذات ہر چیز سے بلند تر اور اُسکا علم و ارادہ اور فضل و کرم ہر چیز سے نزدیک تر ہے ۱۲ [3] یعنی خدا نے انسانی عقل کو نہ تو اتنی قوت دی ہے کہ وہ خدا کی حقیقی صفت اور کیفیت کو پہچان لے اور نہ اتنا مجبور کیا کہ اُسکو کچھ بھی نہ جان سکے بلکہ اوسط درجہ میں رکھا جس سے وہ اتنا سمجھ لے کہ خدا ہے ضرور جو عالم کو پیدا کرتا اور اُسمیں تغیر دیتا رہتا ہے اور خدا کی اسی قدر معرفت واجب ہے جو عقلوں کو ادنےٰ غور و تامل سے حاصل ہو جاتی ہے ۱۲ [4] یعنی نیچری اور دہریہ بھی گو زبان سے خدا کا انکار کرتے ہیں لیکن دل سے خدا کا وجود تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ وہ زبانی انکار اُن خیالات اور توہمات کا نتیجہ ہوتا ہے جو اُس کی فطرت کے خلاف ہیں اگر وہ اپنی فطرت کے مطابق خدا کے کارخانوں اور عالم کی نیرنگیوں کو دیکھے اور انہیں غور کرے تو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اُسکا دل کبھی انکار نہیں کر سکتا ۱۲ ۵۵ علامہ ابن ابی الحدید نے یہاں بعض مسلمان فرقوں کے عجیب و غریب عقاید تشبیہ خدا کے متعلق ذکر کئے ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ ضمیمہ میں آئے گی ۱۲

خطبہ (۵۱)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِنَّمَا بَدْءُ وُقُوعِ الْفِتَنِ أَهْوَاءٌ تُتَّبَعُ، وَأَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ يُخَالَفُ فِيهَا كِتَابُ اللهِ، وَيَتَوَلَّى عَلَيْهَا رِجَالٌ رِجَالًا عَلَى غَيْرِ دِينِ اللهِ. فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ، لَمْ يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِينَ، وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنَ الْبَاطِلِ انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ. وَلَكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ هٰذَا ضِغْثٌ وَمِنْ هٰذَا ضِغْثٌ، فَيُمْزَجَانِ. فَهُنَالِكَ يَسْتَوْلِي الشَّيْطَانُ عَلَى أَوْلِيَائِهِ، وَيَنْجُو الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللهِ الْحُسْنَى.

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔

فتنہ (و فساد) کی ابتدا اُن نفسانی خواہشوں سے ہوتی ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اور اُن نئے نئے احکام سے جو ایجاد کئے جاتے ہیں۔ جنمیں کتاب خدا (اور حدیث رسول) کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اور ان (احکام کے پھیلانے) پر کچھ لوگ دوسروں کو دین خدا کے خلاف (اپنا) دوست اور مددگار بنا لیتے ہیں۔ پس اگر باطل حق میں ملنے سے بچا رہے تو طالبان (حق) پر پوشیدہ نہ ہو (اور یہ لوگ اُس سے ہمیشہ محفوظ رہیں) اور اگر حق باطل سے خالص (یعنی علیحدہ) ہو رہے تو اُس سے (مخالفین و) معاندین کی زبانیں بند رہیں مگر (حالت تو یہ ہے کہ) ایک حصہ اس (باطل) سے اور ایک حصہ اُس (حق) سے لیا جاتا ہے اور دونوں ملائے جاتے ہیں[۵۵] پس اسی موقع پر شیطان اپنے مریدوں پر غالب آ جاتا ہے اور (اُسکے تسلط سے صرف) وہی لوگ بچتے ہیں جن پر پہلے سے خدا کی عنایت رہتی ہے۔

---

۵۵ اس خطبہ میں جناب امیر المومنینؑ کا مطلب یہ ہے کہ اگر خواہشوں کو نہ دخل دیا جائے تو کوئی فساد نہ ہو۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ اپنی خواہشوں کی پیروی سے اور دوسری جو بوجہ عصبیت قومی ہمدردی اُسکے طرفدار بنجاتے ہیں اسوجہ سے فساد ہوتا ہے اگر محض حق کی پیروی کی جائے تو کوئی فساد نہ ہو مثال کے طور پر سمجھو کہ رویت باری تعالےٰ کے بارے میں اختلاف ہے اگر محض خدا کے فرمان پر خیال کیا جاتا تو کوئی فساد نہ ہوتا۔ مگر اپنی عقل سے یہ کلیہ بنایا کہ خدا موجود ہے (جو حق ہے)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اور جو موجود ہی وہ دیکھا جا سکتا ہے (حق و باطل سے مرکب ہے) اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ خدا دیکھا جا سکتا ہی حالانکہ ایک ہی مقدمہ صحیح ہی دوسرا غلط ہے۔ اسی حق و باطل کی ترکیب سے نتیجہ غلط نکلا۔ اب وہ مقدمہ لو کہ دونوں غلط ہوں اس طرح کہ باطنیہ کہتے ہیں خدا نہ معدوم ہی نہ موجود ہی اور جو نہ معدوم ہو نہ موجود ہو وہ حی و قادر ہو سکتا ہی لہذا خدا حی و قادر ہو سکتا ہی مگر چونکہ دونوں مقدمہ غلط ہیں لہذا کوئی اسکو پسند نہیں کر سکتا۔ رہی وہ مثال کہ دونوں حق ہو تو مثلاً العالم متغیر و کل متغیر ممکن تو اسکا نتیجہ العالم ممکن بدیہی ہی غرض اسی کو حضرت اس خطبہ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ اگر حق و باطل میں امتزاج نہ ہو اور دونوں اپنے حال پر رہیں تو کوئی خرابی نہ ہو مگر ادھر مقدمات میں خرابی ہوتی ہی اُدھر شیطان اپنا کام کرتا ہی کیونکہ اسکے ظاہر کرنے والے وہ ہوتے ہیں جن کی ظاہری حالت فریب دیتی ہی تو اب یہ خیال ہوتا ہی کہ ایسے مقدس لوگ کیونکر ایسا کر سکتے ہیں لہذا یہی حق ہی اسی خیال سے یہود و نصاریٰ بھی گمراہ ہوئے اور بعض اہل اسلام بھی[۱۱]

خطبہ (۵۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا غَلَبَ أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ أَصْحَابَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى شَرِيعَةِ الْفُرَاتِ بِصِفِّينَ وَمَنَعُوهُمُ الْمَاءَ۔

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ فَاقِرُّوا عَلَى مَذَلَّةٍ، وَتَأَخِيرِ مَحَلَّةٍ۔ أَوْ رَوُّوا السُّيُوفَ مِنَ الدِّمَاءِ تَرْوُوا مِنَ الْمَاءِ فَالْمَوْتُ فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ، وَالْحَيَاةُ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ۔ أَلَا وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ لُمَّةً مِنَ الْغُوَاةِ، وَعَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ حَتَّى جَعَلُوا الْحُتُوفَ نُصْبَ أَعْرَاضِ الْمَنِيَّةِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔ جب (مقام صفین میں) معاویہ کے لشکر نے جناب امیر علیہ السلام کی فوج سے پہلے پہنچ کر نہر فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا اور اُن کو پانی سے روک دیا (تو حضرت نے فرمایا) (معاویہ والوں نے) تم سے جہاد کا کھانا مانگا تو یا اپنی (اس) ذلت و خواری اور پست درجہ میں پڑے رہو یا اپنی تلواروں کو (ان دشمنوں کے) خون سے سیراب کرو جس سے تم خود پانی پی سکو۔ غرض (اچھی طرح سمجھ لو کہ) مغلوب و مقہور ہو کر زندہ رہنے میں تو تمہاری عین موت ہی اور غالب ہو کر مر جانے ہی میں تمہاری واقعی زندگی ہی (پس جاؤ مگر مغلوب نہ ہو) دیکھو معاویہ گمراہوں کا ایک جھنڈ اکٹھا کر لایا اور اُن سے حقیقت حال کو چھپا رکھا ہی جس سے اُن سب نے اپنی گردنوں کو موت کا نشانہ بنا دیا ہی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۱ حضرت کے جملہ فَالْمَوْتُ فِی حَیَاتِکُمْ مَقْهُورِیْنَ کا مضمون لے کر ابو نصر بن نباتہ نے یہ شعر کہا ہے وَالْحُسَیْنُ الَّذِیْ رَأَی الْمَوْتَ فِی الْعِزِّ حَیَاةً وَالْعَیْشَ فِی الذُّلِّ قَتْلًا یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام وہ تھے جنہوں نے عزت کے ساتھ مرجانے میں اپنی زندگی اور ذلت کے ساتھ زندہ رہنے ہی میں اپنا قتل اور ہلاک ہونا دیکھا کیونکہ حضرت نے بوقت شہادت فرما دیا تھا ہم غلاموں کی سی زندگی نہیں کر سکتے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد شہادت امام حسین بیعت یزید اسی طرح کی جاتی کہ اقرار کرو تم یزید کے غلام ہو اور جتنے صحابہ حضرت کے بعد زندہ رہے وہ انواع عقوبت میں مبتلا ہوئے صحابہ کی گردنوں پر غلامی کا نشان دیا جانا عبداللہ بن عمر سب سے زیادہ باوقار تھے کیونکہ خلیفہ دوم کے فرزند اکبر تھے اور معاویہ و یزید کے طرفدار مگر یہ بھی اس طرح مارے گئے کہ عصا مسموم کے ذریعہ سے زخمی کئے گئے اور ذلت کی موت مرے ملاحظہ ہو الآل و الاصحاب حصہ دوم ۱۲ × ۲ یعنی معاویہ نے شام والوں سے عثمان کے قتل کی اصلی حالت کو پوشیدہ رکھا ہے اور اُن کے ذہن نشین یہ غلط امر کر دیا ہے کہ علی نے عثمان کو قتل کرایا جس سے شامی میرے دشمن ہو رہے ہیں اور مجھ سے لڑنے کیلئے اپنے کو موت کا نذرانہ بنائے ہوئے ہیں ۱۲

خطبہ (۵۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّمَتْ وَآذَنَتْ بِوَدَاعٍ، وَتَنَكَّرَ مَعْرُوفُهَا وَأَدْبَرَتْ حَذَّاءَ، فَهِيَ تَحْفِزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا، وَتَحْدُو بِالْمَوْتِ جِيرَانَهَا، وَقَدْ أَمَرَّ مِنْهَا مَا كَانَ حُلْوًا، وَكَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْوًا فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْإِدَاوَةِ، أَوْ جُرْعَةٍ كَجُرْعَةِ الْمُقْلَةِ. لَوْ تَمَزَّزَهَا الصَّدْيَانُ لَمْ يَنْقَعْ. فَأَزْمِعُوا عِبَادَ اللّٰهِ الرَّحِيلَ عَنْ هٰذِهِ الدَّارِ الْمَقْدُورِ

(لوگو!) خوب سمجھ لو کہ دنیا یقیناً فنا ہونے کے قریب پہونچ گئی اور (اپنے) خاتمہ کا اعلان کر دیا اور اسکی (ظاہری) خوبیاں مٹ گئیں، اور تیزی سے پھر گئی پس یہ اپنے رہنے والوں کو فنا سے (عدم کیطرف) ڈھکیل رہی ہے اور اپنے ہمسایوں کو موت سے (آخرت کی جانب) ہنکا رہی ہے اور حالت یہ ہے کہ اسکی جو چیز شیریں تھی وہ کڑوی ہو گئی اور جو چیز صاف تھی وہ میلی اور گدلی ہو گئی تھی تو اب اس دنیا سے (کچھ بھی) نہ بچا ہوا (تھوڑی سی) تلچھٹ کے مانند اس تلچھٹ کے جو لوٹے (وغیرہ کی تہ) میں رہ جاتی ہے۔ یا ایک گھونٹ (پانی) کے مثل اُس گھونٹ کے جو تلہ سے ملتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلٰى اَهْلِهَا الزَّوَالُ. وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيْهَا الْاَمَلُ وَلَا يَطُوْلَنَّ عَلَيْكُمُ الْاَمَدُ. فَوَاللّٰهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِيْنَ الْوُلَّهِ الْعِجَالِ، وَدَعَوْتُمْ بِهَدِيْلِ الْحَمَامِ، وَجَأَرْتُمْ جُؤَارَ مُتَبَتِّلِ الرُّهْبَانِ، وَخَرَجْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اِلْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ اِلَيْهِ، فِيْ اِرْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهٗ اَوْ غُفْرَانِ سَيِّئَةٍ اَحْصَتْهَا كُتُبُهٗ، وَحَفِظَهَا رُسُلُهٗ، لَكَانَ قَلِيْلًا فِيْمَا اَرْجُوْ لَكُمْ مِّنْ ثَوَابِهٖ، وَاَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّنْ عِقَابِهٖ. وَاللّٰهِ لَوِ انْمَاثَتْ قُلُوْبُكُمْ اِنْمِيَاثًا، وَسَالَتْ عُيُوْنُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ اِلَيْهِ، اَوْ رَهْبَةٍ مِّنْهُ دَمًا، ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا مَا الدُّنْيَا بَاقِيَةٌ، مَا جَزَتْ اَعْمَالُكُمْ وَلَوْ لَمْ تُبْقُوْا شَيْئًا مِّنْ جُهْدِكُمْ اَنْعُمَهٗ عَلَيْكُمُ الْعِظَامَ وَهُدَاهُ اِيَّاكُمْ لِلْاِيْمَانِ.

فِيْ ذِكْرِ يَوْمِ النَّحْرِ

وَمِنْ كَمَالِ الْاُضْحِيَةِ اسْتِشْرَافُ اُذُنِهَا، وَسَلَامَةُ عَيْنِهَا. فَاِذَا سَلِمَتِ الْاُذُنُ وَالْعَيْنُ، سَلِمَتِ

جس کو اگر پیاسا چوسے (بھی) تو سیراب نہ ہو۔ پس اے بندگانِ خدا اس دار (فانی) سے کوچ کا مصمم ارادہ کرلو جس کے رہنے والوں کیلئے زوال مقدر ہو چکا ہے۔ اور ایسا نہ ہو کہ اس (دنیا) کی اُمید (اور تمنا) تم پر غالب آجائے اور اس (قلیل) زمانہ (زندگی) کو تم اپنے لئے زیادہ سمجھ لو۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر تم اُن بدحواس اونٹنیوں کے بلبلانے کی طرح تڑپو جن کا بچہ اُن سے جدا ہو گیا ہو اور کبوتروں کے غوں غوں کی طرح (رو رو کر خدا کو) پکارو اور گوشہ نشین راہبوں کے تضرع و زاری کی طرح گڑگڑاؤ اور (اپنے) مال و اولاد سے علیحدہ ہو کر خدا کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے نکل پڑو تاکہ اُس کی درگاہ میں تمہارا کوئی درجہ بلند ہو یا کوئی ایسا گناہ بخش دیا جائے جسکو کاتبانِ اعمال نے لکھ لیا ہے اور فرشتوں نے محفوظ کر لیا ہے تو یہ تمام باتیں بہت ہی کم ہونگی بمقابلہ خدا کے اُس ثواب کے جسکی مجھے تمہارے لئے اُمید ہے اور (بمقابلہ) اُس عذاب خدا کے جسکا مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے۔ بخدا اگر اُسکے ثواب کی اُمید اور عذاب کے خوف سے تمہارے دل اچھی طرح گھل جائیں اور تمہاری آنکھوں سے (بجائے اشک کے) خون جاری ہو جائے پھر تم رہتی دنیا تک یہاں چھوڑ دیے جاؤ جب بھی تمہارے اعمال اسکی اُن بڑی بڑی نعمتوں کا جو تم کو دی ہیں اور اس (احسان) کا کہ تمہیں راہِ ہدایت دکھائی ہے کوئی عوض نہیں ادا کر سکتے خواہ تم اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھو۔

(حضرت کے کلام کا ایک جملہ) قربانی کے روز کے بیان میں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاُضْحِيَةُ وَتَمَّتْ، وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ، تَجُرُّ رِجْلَهَا إِلَى الْمَنْسَكِ (قَالَ الشَّرِيفُ) وَ الْمَنْسَكُ هُنَا الْمَذْبَحُ۔

اور جانور قربانی کے کمال (اوصاف) سے اُسکے کان کا دیکھ لینا اور اُسکی آنکھ کا درست ہونا (بھی) ہے کہ اگر کان اور آنکھ صحیح ہوں گے تو قربانی کا وہ جانور بھی درست اور باشرائط ہوگا اگرچہ اُسکا سینگ ٹوٹا (اور اُسکے پاؤں میں لنگ) ہو (جس سے) وہ اپنا پاؤں کھینچتا ہوا مقام ذبح تک پہونچے (کہ اسکا کوئی مضائقہ نہیں (قول جناب سید رضی علیہ الرحمہ) اس خطبہ میں لفظ منسک سے مُراد مقام ذبح ہے۔

۱؎ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے اس خطبہ کے متعلق لکھا ہے "وَقَدْ تَقَدَّمَ مُخْتَارُهَا بِرِوَايَةٍ وَنَذْكُرُ مَا نَذْكُرُهُ هٰهُنَا بِرِوَايَةٍ أُخْرٰى لِتَغَايُرِ الرِّوَايَتَيْنِ یعنی ایک روایت کے مطابق اس خطبہ کا انتخاب پہلے ذکر کیا جا چکا ہے لیکن چونکہ ایک دوسری روایت سے بھی یہ خطبہ ملا اور دونوں روایتوں میں کچھ تغیر اور اختلاف بھی ہے لہذا اُسے بھی ہم یہاں درج کر دیتے ہیں" تو غالباً یہ اشارہ خطبہ نمبر ۱۴۳ کی طرف ہے جو اس سے صرف دس خطبہ قبل لکھا گیا ہے کیونکہ ان دونوں کے مضامین اور کچھ الفاظ بہت ملتے ہوئے ہیں۔ جناب علامہ ابن میثم علیہ الرحمہ نے اس خطبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ اس خطبہ کے مضامین کا مدار تین امروں کے بیان پر ہے (اول) دنیا اور دنیا کی لذتوں سے نفرت دلانا اُسکی محبت کے نتیجہ سے خوف زدہ کرنا اُسکی اُمیدوں اور تمناؤں میں مبتلا ہونے سے منع کرنا اور آخر کار اس سے بالکل قطع تعلق کر کے اور علامات بیان دے کر ہر وقت سفر آخرت کے سامان میں لگے رہنے کا حکم دینا یعنی ان کل امور کو حضرت نے ابتدائے خطبہ سے وَلَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمْ فِيهَا الْأَمَدُ تک میں بیان کیا ہے (دوئم) خداوند عالم کی درگاہ سے جو عظیم ثواب ملے گا جس کی طرف لوگوں کو متوجہ رہنا چاہیے اور اُسکی نافرمانی کرنے سے اُسکا عذاب بھی جو سخت سے سخت ہوگا جس سے ہر شخص کو ہر وقت خوف زدہ اور بچتے رہنا چاہیے ان دونوں امروں کی طرف حضرت نے فَوَاللّٰهِ لَوْ حَدَّثْتُمْ سے وَأُحَذِّرُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهِ تک میں تنبیہ کی ہے (سوئم) وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ اثْنَتَيْنِ سے آخر فصل تک میں حضرت نے یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان خواہ کتنی ہی محنت و مشقت برداشت کر کے عبادات اور اعمال خیر بجا لائے اور دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اور وہ کسی وقت بھی کوئی دقیقہ زحمت و اذیت برداشت کرنے کا اُٹھا نہ رکھے پھر بھی خدا کی نعمتوں کا واقعی شکر اور صحیح طور پر عوض ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ اور تمام نعمتوں سے قطع نظر کر کے صرف ایک ایک سانس کو دیکھا جائے کہ ایک دفعہ میں خدا کی دو دو نعمتیں ہوتی ہیں ایک سانس کے ذریعہ ہوا کے باہر نکالنے میں دوسری نئی ہوا کے اندر لینے میں کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو ہر ایک میں انسان کی ہلاکت کا سامان موجود ہے۔ پس جب ایک ایک سانس لینے میں خدا کی دو دو نعمتیں ہیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

معلوم ہو کہ ہر ایک سانس میں کوئی شخص خدا کا ایک شکر بھی ادا نہیں کر سکتا تو پھر اُسکے تمام نعمات کے شکریہ سے کیونکر عہدہ برآ ہوگا۔ اسی کو شیخ سعدی نے یوں ادا کیا ہے "ہر نفسے کہ می آید ممد حیات است" ۱۲ ۵۲ عرب میں قبیلہ سفر کرتے ہیں اور راہ میں پانی کم رہ جاتا ہے تو برتن میں چھوٹے پتھر کے ٹکڑے ڈال کر اُسی کے مطابق آپس میں پانی تقسیم کرتے ہیں تاکہ ہر شخص کو تھوڑا تھوڑا پانی مساوی حیثیت سے مل جائے اور وہ ہلاکت سے محفوظ رہے۔ اُسی پتھر کو مقلہ کہتے ہیں۔ تو حضرت کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح صرف جان بچنے کے لیے وہ تھوڑا سا پانی ملتا ہے جو پتھر کے چوسنے سے حاصل ہوتا ہے اور اُس سے پیاس کی اذیت موقوف نہیں ہوتی اُسی طرح دنیا کی کل لذتوں کو حقیر، بے حقیقت بے نفع سمجھنا چاہیے کہ خواہ انسان اُن کو کتنا ہی حاصل کرے درحقیقت ان سے کوئی واقعی نفع نہیں مل سکتا ۱۲ ۵۳ قربانی کے متعلق اس امر کے لحاظ رکھنے کا حکم ہے کہ قربانی کے جانور میں ایسا کوئی عیب یا خرابی نہ ہو جس سے اُسکی قیمت کم ہو بلکہ عمدہ قسم اور زیادہ قیمت کا جانور ہونا چاہیئے پس چونکہ کان کا کٹا ہونا یا آنکھ میں کانے وغیرہ قسم کا عیب ہونا یا لاغری وغیرہ جانور کا ایسا نقص ہے جس سے اُسکی قیمت دوسرے صحیح جانوروں سے کم ہو جاتی ہے اسوجہ سے حضرت نے ان اوصاف کی تصریح فرما کر کہا کہ ان امور سے قربانی کا جانور محفوظ ہوگا تو اُسکی قربانی اعلےٰ درجہ کی ہوگی ہاں ایک جملہ اسمیں قابلِ غور ہے کہ فرمایا وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ تَجُرُّ رِجْلَهَا اِلَى الْمَنْسَكِ یعنی اگرچہ اُسکا سینگ ٹوٹا ہوا اور لنگڑا کر مقام ذبح تک جائے حالانکہ قربانی کے جانور میں کوئی عیب نہ ہونا چاہیئے تو حضرت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اُس جانور کے سینگ کا ظاہری حصہ ٹوٹا ہوا اور خفیف لنگ پاؤں میں ہو تو اُسکا کوئی مضائقہ نہیں چنانچہ احادیث اور کتب فقہیہ میں قربانی کے جانور کے صفات میں یہ تصریح ہے کہ قوم ہے کہ اَنْ يَكُوْنَ تَامًّا فَلَا تُجْزِى الْعَوْرَاءُ وَلَا الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَا اِلَّا الَّتِىْ انْكَسَرَ قَرْنُهَا الدَّاخِلُ وَهُوَ الْاَبْيَضُ الَّذِىْ وَسْطَ الْخَارِجِ اَمَّا الْخَارِجُ فَلَا عِبْرَةَ بِهٖ یعنی قربانی کے جانور کو صحیح تندرست بے عیب ہونا چاہیئے پس کانا نہ ہو اور لنگڑا نہ ہو ایسا لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح اور صاف ہو (پس اگر خفیف لنگڑا پن ہو تو اُسکا مضائقہ نہیں ہے کہ اُسکے اندر کا سینگ جو خارجی سینگ کے وسط میں ہوتا ہے ٹوٹا نہ ہو۔ رہا خارج کا سینگ تو اُسکا لحاظ شرط نہیں ہے خواہ ٹوٹا ہو خواہ نہ ہو (شرایع جواہر الکلام وغیرہ) ۱۲ ۵۴ لفظ استشراف کے معنی غور سے کسی چیز کو دیکھنا اور بلندی بھی ہے یہاں بھی دونوں معنوں کا احتمال ہے دیکھ لینے میں یہ کہ کان کٹا نہ ہو اور بلندی سے بھی یہی کہ کٹا نہ ہوگا تو بلند اور سیدھا ہوگا ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۵۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَتَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ يَوْمَ وِرْدِهَا قَدْ أَرْسَلَهَا رَاعِيهَا وَخُلِعَتْ مَثَانِيهَا، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، أَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَدَيَّ. وَقَدْ قَلَّبْتُ هٰذَا الْأَمْرَ بَطْنَهُ وَظَهْرَهُ، فَمَا وَجَدْتُنِي يَسَعُنِي إِلَّا قِتَالُهُمْ أَوِ الْجُحُودُ بِمَا جَاءَنِي بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَكَانَتْ مُعَالَجَةُ الْقِتَالِ، أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ الْعِقَابِ وَمَوْتَاتُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْآخِرَةِ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

پس مجھ پر یہ لوگ اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح پیاسے اونٹ جن کو چرواہے نے چھوڑ دیا ہو اور اُن (کے پاؤں) کی بندھنیں[1] کھول دی گئی ہوں پانی پینے کے روز ایک دوسرے پر گرے پڑتے ہیں جس سے مجھے گمان ہوا کہ کہیں یہ مجھے ہلاک نہ کر دیں یا میرے سامنے ایک دوسرے کو نہ مار ڈالیں (باوجود اسکے اب یہ مجھ سے باغی ہو گئے) پس میں نے اس امر (یعنی ان سے جہاد کرنے) میں خوب غور و فکر کی (اور اُسکے نفع و نقصان کو اچھی طرح سوچا) تو اپنے لئے اسکے سوائے کوئی چارہ کار نہیں دیکھا کہ ان سے لڑوں یا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے لائے ہوئے (دین اسلام) سے منکر ہو جاؤں۔ تو ان سے لڑنے ہی کی تدبیر مجھے آسان اور (آخرت کے) عذاب کی تدبیر سے بہتر معلوم ہوئی اور میرے نزدیک دنیا کی مصیبتیں آخرت کی (دائمی) عقوبتوں سے ہلکی ثابت ہوئیں۔

---

[1] مثانی جمع ہے مثناۃ کی جو اُس رسّی یا ڈوری کو کہتے ہیں جس سے جانوروں کے دو دو پاؤں ملا کر باندھ دیتے ہیں تاکہ وہ چرتا بھی رہے اور کہیں بھاگنے بھی نہ پائے اور جب وہ اچھی طرح پیاسے ہو جاتے ہیں تو چرواہے اُن کا پاؤں کھول کر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سب کوشش کرتے ہیں کہ پہلے خود ہی پانی پر پہونچ جائیں اُسوقت ایک جانور کے دوسرے پر ٹوٹنے اور گرے پڑنے کی جو حالت ہوتی ہے وہ ہجوم کرنے کی شدید ترین کیفیت ہوتی ہے حضرت فرماتے ہیں کہ عثمان کے بعد میری بیعت کرنے کیلئے تو عامہ مسلمین کو ایسی خواہش ہوئی کہ ہر شخص سب سے پہلے ہی بیعت کر لینے کیلئے ٹوٹا پڑتا تھا جس سے مجھے خوف ہوا کہ یا میں ہی اسمیں پس کر رہ جاؤں گا یا ان لوگوں ہی سے کچھ لوگ ہلاک ہو جائیں گے لیکن پھر کئی آدمیوں نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور میرے مخالف ہو گئے ۱۲ ۵۲ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اس خطبہ کی شرح میں لکھا ہے "جب امام کو اعوان و انصار مل جائیں تو اُسپر واجب ہے کہ باغیوں سے جہاد کرے اور اگر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اسمیں وہ پہلوتہی کرے گا تو امر واجب کا تارک ہوگا جس پر عقاب کا ہونا ضروری ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ حضرت اُن باغیوں سے جہاد ترک کر دیتے تو حضرت رسول خدا صلعم کی رسالت سے انکار کیونکر ہوتا تو اُسکے جواب میں کہا جائے گا کہ جو شخص بغاوت کو پھیلنے دے اور باغیوں سے لڑ کر اُن کو دبائے نہیں اُسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ اسلام کمزور ہوتا جائے اور وہ اُسکو پسند کرے لہذا وہ خدا و رسول کا مخالف ہوا۔" چنانچہ حضرت نے اس انکار کی وجہ کی طرف خود ہی آخر کلام میں اشارہ فرما دیا ہے کہ دنیا میں بھی باغیوں سے لڑنا کچھ مصیبتوں اور پریشانیوں کا باعث ہوتا ہے لیکن اُنکو اسی طرح چھوڑ دینے سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب کرے گا جس کی اذیت دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے کہیں زیادہ ہوگی اسلئے کہ آخرت کا عذاب دائمی ہوتا ہے ۱۲۔

خطبہ (۵۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدِ اسْتَبْطَأَ أَصْحَابَهُ إِذْنَهُ لَهُمْ فِي الْقِتَالِ بِصِفِّينَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ جب مقام صفین میں آپکے اصحاب کو (لشکر معاویہ سے) جنگ کرنے کی اجازت ملنے میں دیر ہوئی (اور اُن لوگوں نے اعتراض کیا تو فرمایا)

أَمَّا قَوْلُكُمْ: أَكُلُّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ فَوَاللّٰهِ مَا أُبَالِي أَدَخَلْتُ إِلَى الْمَوْتِ أَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ إِلَيَّ وَأَمَّا قَوْلُكُمْ: شَكًّا فِي أَهْلِ الشَّامِ فَوَاللّٰهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ يَوْمًا إِلَّا وَأَنَا أَطْمَعُ أَنْ تَلْحَقَ بِي طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِيَ بِي وَتَعْشُوَ إِلَى ضَوْئِي، وَذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتُلَهَا عَلَى ضَلَالِهَا، وَإِنْ كَانَتْ تَبُوءُ بِآثَامِهَا۔

تمہارا یہ کہنا کہ کیا یہ سب (جنگ میں تاخیر) موت کی ناگواری سے ہے؟ (غلط ہے) کیونکہ خدا کی قسم مجھے (ذرہ برابر بھی اسکی) پروا نہیں ہے کہ میں موت (کے منہ) میں چلا گیا یا موت ہی مجھ پر آ پڑی۔ اور تمہارا یہ قول (بھی خیال خام ہے) کہ (مجھے) اہل شام (سے جنگ کرنے) میں شک ہے کیونکہ بخدا میں نے کسی روز بھی جنگ کو نہ ٹالا مگر اس اُمید میں کہ (شاید انکی) کوئی جماعت مجھ سے آکر مل جائے اور میری وجہ سے ہدایت پائے اور میری روشنی سے فیضیاب ہو۔ اور یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اس (گروہ) کو اسی گمراہی (کی حالت) میں قتل کر دوں اگرچہ وہ (اس حالت میں قتل ہوں گے تو) اپنے ہی گناہوں کو سمیٹ کر جائیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۵ علامہ ابن ابی الحدید اس خطبہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ معاویہ نے صفین میں پہلے پہونچ کر فرات پر قبضہ کر لیا اور حضرت امیر المومنینؑ کے لشکر کو پانی پینے سے روک دیا جب حضرتؑ کے لشکر نے لڑ کر اسکو چھین لیا تو اپنی رحم دلی سے معاویہ والوں کو بھی اس سے پانی لینے دیا اور کسی قسم کا عوض نہ لینا چاہا اور پھر اس امید میں کہ کسی طرح اہل شام سمجھیں اور اپنی گمراہی کو پہچان کر توبہ کر لیں عرصہ تک خاموش ٹھہرے رہے کہ نہ خود کوئی پیغام جنگ معاویہ کے یہاں بھیجتے تھے اور نہ معاویہ کے یہاں سے آپ کے پاس پیغام آتا تھا جب اسی طرح کئی روز گزرے اور حضرتؑ کے ساتھ والے اہل عراق اس تاخیر سے گھبرانے لگے تو حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ ہم سب وطن میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر آئے ہیں اور ہمیں انکے امور کی فکر پریشان کئے ہوئے ہے پس آپ اجازت دیں کہ ان سے جنگ شروع کریں کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ خاموش ہو گئے تو حضرتؑ نے دریافت کیا کہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ تو ایک شخص بولا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ اِنَّهٗ تَكْرَهُ الْحَرْبَ كَرَاهِيَةً لِلْمَوْتِ یعنی آپ موت کے خوف سے جنگ کرنے سے ڈرتے ہیں اور بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اس شک میں پڑے ہوئے ہیں کہ اہل شام سے جنگ کرنا جائز ہے یا نہیں، تو حضرتؑ نے فرمایا میں کبھی بھی جنگ سے ڈرا ہوں؟ عجیب! جب میں بچہ اور کمسن تھا تب میں کفار و مخالفین خدا سے جنگ کرنے کا عاشق تھا اور کل عمر ختم ہو چکی میں بوڑھا ہو گیا اور مرنے کے قریب پہونچا تو اس سے ڈروں گا؟ اور یہ جو کہا کہ مجھے اہل شام سے جنگ کرنے کے بارے میں شک ہے تو اگر مجھے انکے بارے میں شک ہو تو اہل بصرہ (یعنی جنگ جمل والوں) کے بارے میں بھی شک ہونا چاہئے تھا خدا کی قسم میں نے اس امر کے ظاہر اور باطن کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو مجھے ان سے جنگ کرنے یا خدا و رسول کی نافرمانی کر سکنے سوا کوئی راہ نظر نہیں آئی لیکن میں صرف اس خیال سے اس کو وقت دے رہا ہوں کہ شاید یہ غور و فکر کر کے سمجھیں اور یہ سب یا انکے کچھ لوگ توبہ کر کے سیدھا راستہ اختیار کر لیں کیونکہ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ قَالَ لِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ یعنی مجھ سے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے جنگ خیبر میں فرمایا تھا کہ اے علی اگر تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کی بھی ہدایت ہو جائے تو وہ تمہارے لئے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے (یعنی تمام عالم سے) لہذا اس غرض سے تاخیر کر رہا ہوں کہ شاید کوئی ہدایت پائے اور راہ حق پر آجائے ۱۲ ۵۲ یعنی اگر میں ان لوگوں سے جنگ شروع کر دوں اور ان کو قتل کر دوں تو وہ اسی کے مستحق ہیں کیونکہ میں نے کوئی امر ایسا نہیں کیا جس سے اُن کو میری مخالفت جائز ہو پس اگر وہ قتل ہوں گے تو اپنے ہی گناہوں یعنی مجھ سے مخالفت اور بغاوت کے عقاب کا بوجھ لے کر اس دنیا سے جائیں گے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۵۶)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نَقْتُلُ اٰبَآءَنَا، وَاَبْنَآءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا. مَا يَزِيْدُنَا ذٰلِكَ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا، وَمُضِيًّا عَلَى اللَّقَمِ، وَصَبْرًا عَلٰى مَضَضِ الْاَلَمِ وَجِدًّا فِيْ جِهَادِ الْعَدُوِّ. وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَالْاٰخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ يَتَخَالَسَانِ اَنْفُسَهُمَا اَيُّهُمَا يَسْقِيْ صَاحِبَهٗ كَاْسَ الْمَنُوْنِ فَمَرَّةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا، وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ مُلْقِيًا جِرَانَهٗ وَمُتَبَوِّئًا اَوْطَانَهٗ. وَلَعَمْرِيْ لَوْ كُنَّا نَاْتِيْ مَا اَتَيْتُمْ، مَا قَامَ لِلدِّيْنِ عَمُوْدٌ وَلَا اخْضَرَّ لِلْاِيْمَانِ عُوْدٌ. وَاَيْمُ اللّٰهِ لَتَحْلُبُنَّهَا دَمًا، وَلَتُتْبَعُنَّهَا نَدَمًا.

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ یہ ہے

اور البتہ ہم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ اپنے (کافر) بزرگوں۔ لڑکوں۔ بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے رہے ہیں جو ہمارے ایمان (تسلیم و (رضا) راہ راست پر چلے چلنے۔ شدت (و اذیت) الم پر صبر کرتے رہنے اور دشمن سے لڑنے میں جد و جہد کرنے رہنے کو (اور بھی) بڑھاتا رہا اور (اسوقت ہم میں اور کافروں میں ایسی شدید عداوت تھی کہ) کوئی شخص ہم میں سے اور کوئی ہمارے دشمن سے ایک دوسرے پر اس طرح حملہ کرتے تھے جس طرح دو (غضبناک) نر جانور ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہیں ہر ایک دوسرے کی جان نکال لینا چاہتا تھا کہ (دیکھیں) دونوں (لڑنے والوں) سے کون (شخص) اپنے مدمقابل کو موت کا جام پلا دیتا ہے تو کبھی ہمیں اپنے دشمن پر اور کبھی ہمارے دشمن کو ہم پر (غلبہ) ہوتا رہا پھر جب خدا نے ہمارے صدق (نیت) کو دیکھ لیا تو ہمارے دشمن پر (شکست کی) ذلت اور ہم پر (اپنی فتح و) نصرت نازل فرمائی یہاں تک کہ اسلام (دنیا میں) اپنا سینہ ٹیک کر اور اپنے گھروں (یعنی مومنین کے دلوں) میں جم کر مستحکم ہو گیا اور میری زندگی کی قسم اگر ہم (بھی) اسی طرح (سستی اور بزدلی سے اسلام میں) داخل ہوتے جس طرح تم آئے ہو تو نہ دین (اسلام) کا کوئی پایہ کھڑا ہوتا اور نہ ایمان کی کوئی شاخ سرسبز و شاداب ہو سکتی۔ اور خدا کی قسم تم لوگ (اپنی موجودہ روش سے) ان (سب) کا خون ہی دوھ لیتے اور پھر ان کے پیچھے ندامت اٹھاتے رہتے۔[۲]

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۵ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ ھٰذَا الْکَلَامُ قَالَہٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قِصَّۃِ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ حَیْثُ قَدِمَ الْبَصْرَۃَ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِیَۃَ وَاسْتَنْہَضَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَصْحَابَہٗ اِلَی الْبَصْرَۃِ فَتَقَاعَدُوْا۔ یعنی اس کلام کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ابن الحضرمی کے قصہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا جب وہ معاویہ کے پاس سے بصرہ میں آیا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو بصرہ کی طرف کوچ کرنے کی ترغیب دی مگر وہ سب پہلوتہی کرتے رہے۔" یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے جب محمد بن ابی بکر کے مارے جانے اور مصر پر عمرو بن عاص کا قبضہ ہو جانے کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن حضرمی کو بصرہ کی طرف اس امید میں بھیجا کہ علیؑ جنگ جمل میں بصرہ والوں کو قتل کر چکے ہیں اُن کی اولاد و اعزا ہماری طرف آجائیں گے۔ اُسوقت عبداللہ بن عباس جو بصرہ کے گورنر تھے محمد بن ابی بکر کی تعزیت کیلئے کوفہ حضرت امیر المومنینؑ کے پاس گئے ہوئے تھے اور آپ کا نائب بصرہ میں زیاد بن عبید تھا یہ وہی زیاد ہے جس کو معاویہ نے بعد شہادت امیر المومنین اپنے باپ کا لڑکا بنا کر اپنی طرف کر لیا اور اُس سے شیعوں پر بے حد مظالم کرائے اور جو بعد میں زیاد بن ابی سفیان اور زیاد بن ابیہ کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے اُسوقت تک اُسکو زیاد بن عبید کہتے تھے۔ ابن ابی الحدید جلد اول ص۲۵۱) بصرہ میں عبداللہ بن حضرمی دفعۃً آپہونچا یہاں کے اکثر آدمی جو طرفدار ان عثمان سے تھے اُس سے آملے۔ عبداللہ نے اُن کو معاویہ کا خط سُنایا جس میں قصاص عثمان لینے کی تحریک اور بالعوض جاگیرات کے دوچند کرنے کا وعدہ تھا۔ بصرہ کے اور لوگ بھی عبداللہ کے ورغلانے سے زیاد کے ساتھ سرکشی کرنے پر آمادہ ہو گئے زیاد مقابلہ نہ کر سکا اور عبداللہ حضرمی نے بصرہ پر قبضہ کر لیا جناب امیرؑ کو یہ خبر پہنچی تو کوفہ میں بنی تمیم کو بصرہ جانے پر اُبھارا اُدرسی نے منظور نہ کیا پس آپ نے اُنکو خطبہ دیا اور فرمایا اَلَیْسَ مِنَ الْعَجَبِ اَنْ یَنْصُرَنِیْ الْاَزْدُ وَتَخْذُلَنِیْ مُضَرُ وَاَعْجَبُ مِنْ ذٰلِکَ تَقَاعُدُ تَمِیْمِ الْکُوْفَۃِ بِیْ وَخِلَافُ تَمِیْمِ الْبَصْرَۃِ عَلَیَّ وَاِنْ اَسْتَنْفِرْ بَطِیْئَۃً مِنْہَا تَشْخُصْ اِلٰی اِخْوَانِہَا فَیُدْعَوْھُمْ اِلَی الرَّشَادِ فَاِنْ اَجَابَتْ وَاِلَّا فَالْمُنَابَذَۃُ وَالْحَرْبُ فَکَاَنِّیْ اُخَاطِبُ صُمًّا بُکْمًا لَا یَفْقَھُوْنَ حَوَارًا وَلَا یُجِیْبُوْنَ نِدَاءً کُلُّ ھٰذَا اُحْبِنَّا عَنِ الْبَأْسِ وَحُبًّا لِلْحَیٰوۃِ لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الخ یعنی کیا یہ امر تعجب خیز نہیں ہے کہ قبیلہ ازد کے لوگ تو میری مدد کریں اور قبیلہ مضر کے لوگ میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ کوفہ کے بنی تمیم تو میرے ساتھ پہلوتہی کرتے ہیں اور بصرہ کے بنی تمیم میرے مخالف ہو رہے ہیں اور اگر میں ان لوگوں سے کسی جماعت کو بلا کر کہتا ہوں کہ اپنے (دینی) بھائیوں کی طرف جا کر اُن کی ہدایت کریں اور صحیح راستہ بتائیں جسے وہ مانیں تو خیر اور نہ مانیں تو بدرجہ مجبوری جنگ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ میں گویا گونگے بہرے سے خطاب کرتا ہوں جو نہ تو کوئی بات سمجھتے ہیں اور نہ کسی آواز کا جواب دیتے ہیں۔ ان سب کا باعث جہاد سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بزدلی اور چند روزہ زندگی کی محبت ہے (ان کی لڑنے میں یہ کیفیت ہو رہی ہے اور اسکے قبل ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ) البتہ ہم حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ اپنے (کافر) بزرگوں۔ لڑکوں۔ بھائیوں اور چچاؤں کو قتل کرتے رہے ہیں الخ۔ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ "ان حضرات کا خدا کی راہ میں اپنے اعزا و اقربا کو قتل کرنا بہت کثرت سے ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے جنگ بدر و احد میں بنی عبد مناف اور بنی عبد الدار کے جم غفیر کو قتل کیا جو یا حضرت کے اپنے اعزا (خاندان عبد مناف) سے تھے یا آپ کے بنی اعمام (خاندان عبد الدار) سے۔ اور جناب حمزہ بن عبد المطلب نے جنگ بدر میں شیبہ بن ربیعہ کو قتل کیا جو اُن کا ابن عم تھا کیونکہ دونوں عبد مناف کی نسل سے تھے اور اسی طرح بہت سی مثالیں ہیں جو تاریخ و سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں رہا حضرت کا اور حضرت کے دشمن سے کسی کا ایک دوسرے کی ہلاکت میں کوشش کرنا تو اسکے واقعات بھی بکثرت ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ولید بن عتبہ طلحہ بن ابی طلحہ اور عمرو بن عبد ود ایسے نامی بہادروں سے مقابلہ کیا اور ایسے ہمسروں کو قتل کیا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے دلیران عرب سے لڑے اور انھیں ہلاک کیا چنانچہ غزوات کی کتابیں ان مضامین سے بھری پڑی ہیں۔" (شرح نہج البلاغہ مطبوعہ ایران جلد اول صفحہ ۱۹۵) ۱۲ ۲ حضرت کے اس خطبہ پر اعین بن ضبیعہ کچھ فوج لے کر بصرہ گئے اور ابن الحضرمی کو شکست دیدی تھی۔ مگر شب کو دس خارجیوں نے دھوکے سے انھیں قتل کر دیا پھر حضرت نے حارثہ بن قدامہ کو بھیجا انھوں نے بصرہ پہونچ کر معاویہ کے سردار اور لشکر کو شکست فاش دی اور سب کو تباہ و برباد کر دیا (شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۱۹۹) ۱۲۔

خطبہ (۵۷)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَصْحَابِهٖ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ (جسے) اپنے اصحاب سے (فرمایا)

اَمَا اِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُوْمِ، مُنْدَحِقُ الْبَطْنِ، يَاْكُلُ مَا يَجِدُ۔ فَاقْتُلُوْهُ وَلَنْ تَقْتُلُوْهُ۔ اَلَا وَاِنَّهٗ سَيَاْمُرُكُمْ بِسَبِّيْ وَالْبَرَاءَةِ مِنِّيْ: اَمَّا السَّبُّ

دیکھو یہ یقینی امر ہے کہ میرے بعد جلد ہی تم پر بہت کشادہ حلقوم اور خوب نکلی ہوئی توند والا شخص (یعنی معاویہ) فتحیاب ہو جائے گا وہ جو چیز پاتا ہے کھا جاتا ہے اور جو نہیں پاتا ہے اُسے بھی مانگتا رہتا ہے۔ تو تم سب اُسے قتل کر ڈالنا اگرچہ (مجھے یہ بھی یقین ہے کہ) تم اُسے کبھی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَسُبُّونِي، فَإِنَّهُ لِي زَكَاةٌ، وَلَكُمْ نَجَاةٌ
وَأَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّؤُا مِنِّي،
فَإِنِّي وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَ
سَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ۔

قتل نہ کر سکو گے۔ دیکھو وہ عنقریب تم کو مجھے گالی دینے
اور مجھ سے تبرا کرنے کا حکم دے گا۔ خیر گالی تو (تقیہ کر کے)
مجھے دے لینا کہ یہ میرے لئے زکوٰۃ (پاکیزگی) اور تمہارے
لئے نجات (کی باعث) ہوگی۔ رہا تبرا تو (خبردار) مجھ سے
برائت (یعنی بیزاری) کبھی نہ چاہنا۔ اسلئے کہ میں (تمہارا ایسا امام ہوں کہ) فطرت (اسلام ہی) پر پیدا ہوا۔ اور
اظہار ایمان نیز ہجرت کرنے میں (سب پر) سبقت (بھی) کی ہے۔

---

۱۵ معاویہ کا بیحد کھانا متواترات سے ہے خود رسول اللہ صلعم نے جب کئی مرتبہ اسکو بلایا اور وہ کھانے ہی میں مشغول رہا تو فرمایا اللھم لا تشبع بطنہ یعنی اے خدا اسکا پیٹ کبھی نہ بھرنا (تفصیل ضمیمہ میں آئے گی) ۱۲ ۵۲ معاویہ بلکہ عمر بن عبد العزیز تک تمام بنی امیہ کا جناب امیرؑ پر لعنت کرتے رہنا مشہور تاریخی واقعہ ہے تاریخ کامل صفحہ ۱۳۳ جلد ۳ میں ہے ان معاویۃ کان اذا قنت سب علیا و ابن عباس والحسن والحسین و اشتد یعنی معاویہ ہر قنوت کے بعد حضرت علیؑ و ابن عباس و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو گالی دیتا۔ اور تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۴۸ و صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ و جامع ترمذی صفحہ ۶۱۷ وغیرہ میں ہے کہ معاویہ خطبہ جمعہ میں جناب امیرؑ پر لعن کرتا تھا اور یہ بدعت خلافت عمر بن عبد العزیز تک جاری رہی (تفصیل ضمیمہ میں آئے گی) ۱۲ ۵۳ معاویہ لوگوں سے اسکی بیعت بھی لیتا تھا کہ وہ لوگ حضرت علیؑ سے بری ہیں۔ عقد فرید جلد اول صفحہ ۹ میں ہے لقد معاویۃ بالکوفۃ یبایع الناس علی البراءۃ من علیؑ کہ معاویہ کوفہ میں بیٹھ کر حضرت علیؑ سے برائت کرنے پر لوگوں کی بیعت لیتا تھا بلکہ حد ہو گئی کہ آخر میں معاویہ نے فرمان جاری کیا کہ جس شخص کی نسبت معلوم ہو جائے کہ وہ شیعہ علیؑ ہے اُس کا نام دیوان سے کاٹ دو اور وظیفہ بند کر دو۔ اگر کوئی شخص کسی پر تہمت بھی لگائے کہ یہ شیعہ ہے تو اُس پر عذاب کرو اسکا گھر گرا دو۔ یہاں تک کہ بنی امیہ نے معاویہ سے کہا اے امیر تم اپنی آرزوؤں پر فائز ہو چکے اب اس شخص (جناب امیرؑ) سے باز آتے تو اچھا تھا، معاویہ نے کہا لا واللہ جب تک اس طریقہ پر بچے بڑے۔ اور بڑے بوڑھے نہ ہو جائیں کہ پھر کوئی فضیلت علی کا ذکر کرنے والا باقی نہ رہے (نصائح کافیہ صفحہ ۲۱)

۵۴ بظاہر یہ تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؑ نے مومنین کو سب کرنے کی تو اجازت دی مگر برائۃ چاہنے سے منع کیا، اسکی وجہ یہ ہے کہ سب کرنا یعنی گالی دینا زبان سے ہوتا ہے اور برائۃ چاہنا دل سے متعلق ہے تو حالت تقیہ میں زبان سے کسی بات کو کہہ دینا جائز ہے مگر دل سے اسکا ماننا جائز نہیں پس حضرت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم کو معاویہ مجبور کرے تو زبان سے مجھے برا کہہ لینا کہ اس سے تم ہلاکت اور مصائب سے بچ جاؤ گے مگر دل سے میری ولایت کا اعتقاد نہ نکالنا کیونکہ بغیر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس کے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا اور یہ جو فرمایا فانہ لی زکوٰۃ کہ تقیہ سے تمہارا مجھے سب کرنا میری زکوٰۃ ہوگا تو یہ اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے ذکر المومن بسوء ھو زکوٰۃ لہ وذمہ بما لیس فیہ زیادۃ فی حسابہ یعنی کسی مومن کے واقعی عیب ذکر کرنے سے اسکی پاکیزگی ہو جاتی ہے اور جو عیب اسمیں نہ ہو اسکا اتہام لگانے سے اسکی بزرگی اور درجہ میں زیادتی ہو جاتی ہے ۱۲ ۵۵ ولدت علی الفطرۃ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت کے والدین یعنی جناب ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد دین اسلام پر ابتدا سے تھے اور حضرت نے پیدا ہو کر ایماندار ہی ماں کی گود پائی اور ایماندار ہی باپ کا چہرہ دیکھا ۱۲ ۵۶ حضرت کا سب سے پہلے اسلام لانا بھی متواتر سے ہے۔ علامہ ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں ان علی ابن ابی طالب اول من اسلم کہ حضرت علیؑ سب سے پہلے اسلام لائے اور مشہور و معتمد علیہ مورخ علامہ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ اول من امن باللہ وبمحمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب یعنی سب سے پہلے خدا اور محمد رسول خدا صلعم پر جو ایمان لایا وہ علی ابن ابی طالب ہیں (تفصیل ضمیمہ میں آئے گی) ۱۲

خطبہ (۵۸)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّمَ بِهِ الْخَوَارِجَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ جسے خوارج سے (گفتگو کرتے وقت) فرمایا۔

اَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ اٰبِرٌ۔ اَبَعْدَ اِيْمَانِيْ بِاللّٰهِ وَجِهَادِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَشْهَدُ عَلٰى نَفْسِيْ بِالْكُفْرِ؟ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ فَاُوْبُوْا شَرَّ مَاٰبٍ، وَارْجِعُوْا عَلٰى اَثَرِ الْاَعْقَابِ۔ اَمَا اِنَّكُمْ سَتَقُوْنَ بَعْدِيْ ذُلًّا شَامِلًا، وَسَيْفًا قَاطِعًا، وَاَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُوْنَ فِيْكُمْ سُنَّةً، (قَالَ الشَّرِيْفُ) قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تم پر پتھراؤ کرنے والی آندھی کی مصیبت پڑے اور تم میں سے کوئی کارساز باقی نہ رہے۔ کیا میں خدا پر ایمان لانے اور (حضرت) رسول خدا (صلعم) کے ساتھ (اتنے) جہاد کرنے کے بعد (اب) اپنے نفس پر کافر ہو جانے کی گواہی دینے لگوں؟ پھر تو میں یقیناً گمراہوں اور ہدایت پانے والوں سے نہ ہوں تو (اے کمبختو!) اپنی بدترین بازگشت کی طرف لوٹ جاؤ اور پچھلے پاؤں کے نشان پر پلٹ جاؤ (اور) یاد رکھنا کہ تم سب میرے بعد بہت جلد ہر طرح کی دائمی ذلت۔ شمشیر برّاں (کی مار) اور جابرانہ حکومت کی (اُس مصیبت) سختی میں مبتلا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا بَقِيَ مِنكُمْ اَبِرٌ يُرْوٰى بِالْبَاءِ وَالرَّآءِ مِنْ قَوْلِهِمْ لِلَّذِيْ يَابِرُ النَّخْلَ اَيْ يُصْلِحُهٗ وَيُرْوٰى اَثِرٌ وَهُوَ الَّذِيْ يَاثِرُ الْحَدِيْثَ اَيْ يَرْوِيْهِ وَيَخْلُفُهٗ وَهُوَ اَصَحُّ الْوُجُوْهِ عِنْدِيْ كَاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا بَقِيَ مِنكُمْ مُخْبِرٌ وَيُرْوٰى اَيْضًا اَبِرٌ بِالرَّآءِ الْمُعْجَمَةِ وَهُوَ الْوَاثِبُ. وَالْهَالِكُ اَيْضًا يُقَالُ لَهٗ اَبِرٌ۔

ہوگے جسے ظالمین تمہارے حق میں (مستقل) دستور بنالیں گے[1] (جناب سید رضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) حضرت علیہ السلام کا قول ولا بقی منکم ابر (ایک طرح) ب اور ر سے روایت کیا جاتا ہے جو اُن (عربوں) کے اُس قول سے ماخوذ ہے جو درخت خرما کے جوڑ لگانے یعنی اُسکے درست کرنے والے کے لیے بولتے ہیں اور (دوسری طرح) آثر (ث اور ر سے) بھی روایت کیا جاتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو حدیث نقل کرتا یعنی اُسے روایت اور ذکر کرتا ہے اور یہی میرے نزدیک صحیح ترین صورت ہے۔

گویا حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی خبر دینے والا باقی نہ رہے اور (تیسری طرح) آبز (ز اور ط منقوطہ سے بھی) روایت کیا جاتا ہے جسکے معنی کودنے والا ہے اور ہلاک ہونے والے کو بھی آبز کہتے ہیں۔

---

[1] اس کلام ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ان خوارج کے بے وجہ گمراہ ہونے سے کس درجہ متاثر تھے اور ان سے لڑنا پسند نہیں کرتے تھے متعدد آدمیوں کو بھیج کر سمجھایا خود وہاں پہونچ کر اُن کو دھمکایا اُن کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور جبتک خارجیوں نے ابتدا نہیں کی حضرت نے لڑائی نہیں کی ۱۲ [2] علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "فرقہ خوارج کے لوگ وہ ہیں جو واقعہ تحکیم سے پہلے جنگ جمل وصفین وغیرہ میں حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ تھے جب معاویہ کا فریب جنگ صفین میں کارگر ہوگیا تو یہ لوگ گمراہ ہوگئے حضرت کا یہ کلام انھیں سے ہے اور انھیں کی آئندہ حالت کو اسمیں ذکر کیا ہے اور جیسا کہ حضرت نے فرمایا ہے ایسا ہی واقع بھی ہوا ہے کیونکہ حضرت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد خدا نے خوارج پر دائمی ذلت اور سیف براں اور بادشاہوں کا ظلم وجور مسلط کر دیا جس سے اُن کی حالت برابر مضمحل ورُست ہوتی رہی یہانتک کہ خدا نے اُن کو بالکل تباہ اور انکے جتھوں کو فنا کر دیا خصوصاً حجاج بن یوسف ثقفی۔ مہلب بن ابی صفرہ اور اسکی اولاد وغیرہ تو انکے لیے زہر قاتل ثابت ہوئے" اسکے بعد علامہ ابن الحدید نے خوارج کی مفصل تاریخ ذکر کی ہے کہ کس زمانہ میں کس کس طرح وہ مٹائے گئے (جلد اول صفحہ ۲۱۴) غرض امیر المومنینؑ نے جس قوم یا ملک یا شخص کے متعلق جو پیشین گوئی فرمادی ویسی ہی واقع ہوئی۔ ان خوارج کے متعلق جناب سالتاب معلم نے بھی بعض حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں چنانچہ ابن مردویہ نے اپنی مناقب میں اور اخطب خوارزم نے اپنی مناقب میں باسانید مختلفہ اور نیز سبط ابن الجوزی نے اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہیں اور نیز جامعین صحاح ستہ نے یہ لکھا ہے کہ جب بمقام جنگ نہروان سے بہمراہی علی مرتضیٰؑ مدینہ واپس آیا اور عائشہ سے دریافت کیا کہ آپ نے آنحضرت صلعم سے خوارج کے متعلق کچھ سنا ہے تو کہا اِنِّی سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّعَمْ یَقُوْلُ اِنَّھُمْ اَشْرَارُ اُمَّتِیْ یَقْتُلُھُمْ اَخْیَارُ اُمَّتِیْ یعنی میں نے حضرت رسول خدا صلعم سے سنا کہ فرماتے تھے خوارج میری امت کے بدترین لوگ ہیں جنھیں میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جناب امیرؑ نے اُن کو قتل کیا) اور جناب عائشہ نے رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے سنا کہ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ جو شخص علی پر خروج کرے گا وہ کافر اور جہنمی ہے۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میں اس حدیث کو بروز جنگ جمل بھول گئی تھی بصرہ میں یاد آئی تو اب خدا سے توبہ کرتی ہوں (مودۃ القربیٰ للسید علی الہمدانی) ۱۲۔

خطبہ (۵۹)

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا عَزَمَ عَلٰی حَرْبِ الْخَوَارِجِ وَقِیْلَ لَہٗ اِنَّھُمْ قَدْ عَبَرُوا الْجِسْرَ النَّھْرَوَانِ۔ مَصَارِعُھُمْ دُوْنَ النُّطْفَۃِ، وَاللّٰہِ لَا یُفْلِتُ مِنْھُمْ عَشَرَۃٌ وَلَا یَھْلِکُ مِنْکُمْ عَشَرَۃٌ۔ (قَالَ الشَّرِیْفُ) یَعْنِیْ بِالنُّطْفَۃِ مَاءَ النَّھْرِ وَھُوَ اَفْصَحُ کِنَایَۃً وَاِنْ کَانَ کَثِیْرًا جَسًّا وَلَمَّا قُتِلَ الْخَوَارِجُ فَقِیْلَ لَہٗ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ھَلَکَ الْقَوْمُ بِاَجْمَعِھِمْ (قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ) کَلَّا وَاللّٰہِ اِنَّھُمْ نُطَفٌ فِیْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَقَرَارَاتِ النِّسَاءِ۔ کُلَّمَا نَجَمَ مِنْھُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتّٰی یَکُوْنَ

جب حضرت علیہ السلام نے خارجیوں سے لڑنے کا ارادہ کیا[۱] اور آپ سے (یہ خبر) ذکر کی گئی کہ خوارج نہروان کا پل پار ہو گئے تو حضرتؑ نے فرمایا۔

ان (خارجیوں) کے ہلاک ہونے کی جگہیں تو دریا کے اسی پار ہیں (جہاں سے) خدا کی قسم انکے دس آدمی بھی (بچکر) جانے نہیں پائیں گے اور تم لوگوں سے تو دس ہلاک بھی نہ ہوں گے (جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ) حضرتؑ نے نطفہ سے دریا کا پانی مراد لیا ہے اور یہ فصیح ترین کنایہ ہے اگرچہ وہ (دریا کا پانی) بہت اور کثیر سے ہوتا ہے اور جب خوارج قتل ہو گئے تو حضرتؑ سے ذکر کیا گیا اے امیر المومنین اب تو یہ قوم سرے سے ہلاک ہو گئی (اس پر) حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں (بلکہ) خدا کی قسم ابھی تو وہ مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں (بصورت) نطفے موجود ہیں کہ جب اُن کا کوئی سینگ نکلے گا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اٰخِرُهُمْ لُصُوْصًا سَلَّابِيْنَ (وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ) لَا تَقْتُلُوا الْخَوَارِجَ بَعْدِيْ فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَاَخْطَاَهُ كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَاَدْرَكَهُ (يَعْنِيْ مُعَاوِيَةَ وَاَصْحَابَهُ)۔

کاٹ دیا جائے گا (یعنی جو سر اُبھرے گا قتل کر دیا جائے گا) یہاں تک کہ ان کا آخر (کا طبقہ) چور ڈاکو ہو جائے گا (اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا) میرے بعد تم لوگ (معاویہ کی طرف سے) خارجی فرقہ کو قتل نہ کرنا کیونکہ جس نے حق کو چاہا مگر اس (کے پانے) میں غلطی کی (یعنی فرقہ خوارج) اس شخص ایسا نہیں ہے جس نے باطل ہی کو چاہا تو اُسے پا لیا (حضرت کی مُراد اس سے معاویہ اور اسکے اصحاب ہیں)

لہ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں "جناب امیرؑ کی خوارج کے متعلق یہ پیشین گوئی اُن پیشین گوئیوں سے ہے جو حد تواتر کے قریب پہونچ گئی ہیں کیونکہ یہ بہت مشہور ہے اور تمام لوگ اسکو ذکر کرتے آئے ہیں اور یہ حضرت کے ایسے معجزات اور اُن اخبار غیب سے ہے جن میں ذرا بھی اجمال یا شبہ نہیں ہے کیونکہ حضرت نے تو اسمیں ہلاک ہونے والے اور بچنے والوں کی تعداد بھی معین کر دی ہے اور خاتمہ جنگ کے بعد یہی تعداد درست نکلی نہ ایک کی کمی ہوئی نہ زیادتی اور یہ وہ علم غیب ہے جو حضرت کو رسول خدا صلعم سے حاصل ہوا اور جناب رسول خدا صلعم کو خداوند عالم سے اور انسانی قوت ایسے علوم کے جاننے سے عاجز ہے اور حضرت کو ان علوم غیبیہ میں وہ درجہ حاصل ہوا جو اور کسی کو نہیں ملا اور انھیں معجزات اور غیب کی باتوں سے لوگ حضرت کے بارے میں غلو کرنے لگے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے خیال کیا کہ خداوند عالم حضرت علی میں حلول کر گیا ہے جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اعتقاد کرتے ہیں چنانچہ حضرت رسول خدا صلعم نے بھی اسکو فرمایا تھا کہ یہلک فیک رجلان محب غال ومبغض قال اے علی تمہارے بارے میں دو جماعتیں ہلاک ہو جائیں گی ایک وہ جو غلو کر کے تم کو خدا کہنے لگے گی دوسری وہ جو تم کو دشمن رکھے گی دوسرے موقع پر فرمایا والذی نفسی بیدہ لولا انی اشفق ان یقول طوائف من امتی فیک ما قالت النصاریٰ فی ابن مریم لقلت الیوم فیک مقالا لا تمر بملأ من الناس الا اخذوا التراب من تحت قدمیک للبرکۃ قسم اُس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری امت کے لوگ تمہارے بارے میں بھی وہی اعتقاد کرنے لگیں گے جو نصاریٰ کا اعتقاد (حضرت عیسیٰؑ) ابن مریم کے بارے میں ہے تو اے علی میں آج تمہارے متعلق وہ فضیلت بیان کر دیتا جس کی وجہ سے لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ تم جس طرف سے گزرتے وہاں اے تمہارے قدموں کے نیچے کی خاک اُٹھاتے پھرتے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میرے بارے میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک وہ جو میری محبت میں غلو کرے گی اور مجھ میں وہ اوصاف بیان کرے گی جو درحقیقت مجھ میں نہیں ہیں اور دوسری وہ جو میری دشمن اور مجھے گھٹانے والی ہو گی اور مجھ پر اُن امور کا اتہام قائم کرے گی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جن سے میری ذات بالکل بری ہی، ابو العباس کہتا ہی کہ یہی مطلب ہے اُس حدیث نبوی کا کہ اے علی تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کی مثل ہی کہ نصاریٰ نے اُن کو دوست رکھا تو اُن کے درجہ سے بہت بڑھا دیا اور یہود نے دشمن رکھا تو آپ کی مادر گرامی پر بھی اتہام قائم کر دیا۔ ابو العباس کہتا ہی کہ حضرت علی اُس قوم کی طرف سے گزرتے تھے جو آپ کی محبت میں حد سے گزر گئی تھی اور اُن پر شیطان غالب آ گیا تھا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے خدا کا انکار کر لیا اور رسول خدا صلعم جو اعتقادات لائے اُن سے مُنھ موڑ لیا اور حضرت علی کو اپنا رب اور خدا ماننے لگے اور حضرت سے کہنے لگے کہ آپ ہی ہمارے خالق اور رازق ہیں پس پہلے تو حضرت نے حتے الوسع اُن سے توبہ کرانے کی کوشش کی اور سخت سزا کی دھمکی دی مگر وہ اپنے اسی اعتقاد پر جمے رہے تو حضرت نے واقعاً انھیں سزا دی تاکہ یہ اعتقاد پھیلنے نہ پائے اور دوسروں کو عبرت حاصل ہو قالوا ان بکریاً وشیعیاً تجاذلا واحتکما الی بعض اھل الذمۃ ممن لا ھوی لہ مع احد الرجلین فی التفضیل فانشد ما بین من شک فی عقیدتہ وبین من قیل انہ اللہ یعنی ایک سنی اور ایک شیعہ میں مناظرہ ہوا اور دونوں نے ایک ذمی کافر کو فیصلہ کے لیے حکم مقرر کیا جس کو کسی فریق سے کوئی تعلق نہیں تھا اور اُس سے پوچھا کہ حضرت علی افضل تھے یا خلفائے ثلاثہ تو اُس نے کہا جن لوگوں کے ایمان ہی میں شک ہو کہ وہ مومن بھی تھے یا نہیں اُن کا مقابلہ ایسے بزرگوار سے کیونکر ہو سکتا ہے جسکے ایمان کا کیا ذکر ہے، لوگ تو اُسے خدا ماننے لگے (ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۲۴۰) ۱۲ ۵۲ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں" حضرت کے قول کلما نجم منھم قرن میں ایک لطیف استعارہ ہی جس کا مطلب یہ ہی کہ ان خوارج سے جب کوئی جماعت ظاہر ہوگی ہلاک کر دی جاوے گی جس کو حضرت نے بکرے کے سینگ سے تشبیہ دی جو نکلتی ہی تو کاٹ دی جاتی ہی، اور حضرت کا یہ ارشاد حرف بحرف صحیح ہوتا رہا کیونکہ جنگ نہروان میں وہ سب کے سب ہلاک نہیں ہوئے بلکہ وہ سلسلہ قائم ہو گیا جسے وہ لوگ بھی قائم رکھیں گے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور ایسا ہی ہوا اور حضرت کی دوسری پیشین گوئی بھی پوری ہوئی کہ اس جماعت کے آخری لوگ چور اور ڈاکو ہوں گے چنانچہ خوارج کی دعوت سست اور کمزور ہو گئی اور اُسکے لوگ فنا ہو گئے اور اُن کی حالت اس درجہ تباہ ہوئی کہ اُن کے بعد کی نسل سے راستوں میں لوٹ مار کرنے والے پیدا ہوئے جو علانیہ ملک میں فسق و فجور اور شر و فساد کرتے پھرتے تھے" اسکے بعد علامہ نے بکثرت خوارج کے حالات اسکی شہادت میں پیش کیے ہیں ۱۲ ۵۳ مقصود حضرت کا یہ ہی کہ خوارج کو ایک شبہہ پیدا ہو گیا جس سے وہ لوگ گمراہ ہو گئے اور درحقیقت اُن کی غرض حق اور مذہب صحیح کی تلاش ہی ہی یہ نہیں ہی کہ وہ اپنے کو دل میں تو گمراہ اور اعتقاد باطل پر سمجھتے ہوں اور کسی دنیوی غرض کیلئے حضرت سے جہاد کرتے ہوں تو وہ فی الجملہ دین سے منکر کرتے ہیں اور اُسکی حمایت مقصود ہوتی ہی اگرچہ اسکے صحیح سمجھنے میں وہ خطا کرتے ہیں اسکے برعکس معاویہ کی حالت ہے کہ وہ حضرت علی سے طلب حق کیلئے نہیں لڑتا ہی اور اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اعتقاد کو دل میں صحیح نہیں سمجھتا ہے بلکہ اپنے کو گمراہی پر یقین کر کے صرف دنیا کی بادشاہت حاصل کرنے کیلیے مخالفت کرتا ہو پس معاویہ کو نہ کوئی شبہہ ہے نہ غلط فہمی بلکہ جان بوجھ کر دین اسلام کے خلاف کام کرتا ہے چنانچہ اُسکی حالتیں اس امر کو اچھی طرح واضح کرتی ہیں غرض نہ وہ ارباب دین سے تھا نہ اُس سے کوئی مذہبی خوبی ظاہر ہوئی۔ بلکہ دنیا حاصل کرنے اور اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے کیلیے مال خدا کو اُن کاموں میں خرچ کرتا رہتا تھا جن کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ حرام اور غضب خدا کی باعث ہیں پس اُسکے یہ حالات اسکو باعلان بتاتے ہیں کہ وہ سیدھے راستے سے عمداً علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور باطل پر جان بوجھ کر جا ہوا تھا، تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اُس سے لڑنے میں سکوت کریں اور اُسکی طرف سے خوارج کے ساتھ جنگ کریں اگرچہ خوارج بھی گمراہ ہیں مگر وہ معاویہ سے یقیناً بہتر ہیں کہ جو بات اُن کے خیال میں بُری ہوتی ہے اُس سے تو لوگوں کو منع کرتے اور ظالم حاکموں پر خروج کرنا واجب سمجھتے ہیں برخلاف معاویہ کے کہ جس کو امام برحق سمجھتا ہے اُسی پر بادشاہت حاصل کرنے کیلیے خروج کرتا ہے اور ذرہ برابر دینی پہلو کو پیش نظر نہیں رکھتا

(ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۲۵۰) ۱۲۔

خطبہ (۶۰)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا خُوِّفَ مِنَ الْغَيْلَةِ

وَاِنَّ عَلَيَّ مِنَ اللّٰهِ جُنَّةً حَصِيْنَةً فَاِذَا جَآءَ يَوْمِيْ انْفَرَجَتْ عَنِّيْ وَ اَسْلَمَتْنِيْ فَحِيْنَئِذٍ لَا يَطِيْشُ السَّهْمُ وَلَا يَبْرَأُ الْكَلْمُ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ (جسے) اُسوقت (فرمایا) جب آپ کو غفلت میں قتل کیے جانے سے ڈرایا گیا۔[1] (ابھی تو) مجھ پر یقیناً خدا کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والی سپر (موجود) ہے پھر جب میرا (آخری) دن آجاوے گا تو وہ (سپر خود ہی) مجھ سے علیحدہ ہو جاوے گی اور مجھے (موت کے) سپرد کر دے گی پس اُسوقت نہ تو (موت کا) تیر خطا کرے گا اور نہ زخم اچھا ہو سکے گا۔

---

[1] یعنی حضرت کی شہادت سے پہلے لوگوں کو ابن ملجم کا ارادہ معلوم ہو گیا اور اُسے گرفتار کر کے لائے اور چاہا کہ حضرت کی رضامل جاوے تو اُسے قتل کر دیں حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ جبتک کوئی شخص جرم کر نہیں لیتا اُسوقت تک اُسکی سزا نہیں کی جا سکتی، اللہ اکبر باوجودیکہ حضرت کو یقین تھا کہ وہ آپ کو شہید کرے گا مگر کس درجہ یہ حضرات احکام خدا کے پابند اور انصاف کے سرپرست تھے کہ اپنی شہادت منظور کر لی مگر بغیر وقوع جرم اسکی سزا نہیں ہونے دی۔ اور سپر سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حضرت کی مراد اجل یعنی موت کا وقت معین ہو اور حضرت کا یہ خیال قرآن مجید کے بالکل مطابق ہو جسمیں ارشاد ہو وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا یعنی کوئی شخص بغیر خدا کی اجازت کے مر نہیں سکتا اور اس اجازت کا وقت لکھا ہوا ہو فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ یعنی جب لوگوں کی موت آجاتی ہے تو نہ آگے ہوتی ہو اور نہ پیچھے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ یعنی اسکی روح ہمارے فرشتوں نے نکالی جو حکم خدا کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اور اسی مضمون کو اُن شعروں میں بھی ادا کیا ہو جو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں کہ ؎ مِنْ اَیِّ یَوْمَیَّ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرّ؟ اَیَوْمَ لَمْ یُقَدَّرْ اَمْ یَوْمَ قُدِّرْ؟ فَیَوْمُ لَمْ یُقَدَّرْ لَا اَرْهَبُهٗ؛ وَیَوْمُ قَدْ قُدِّرَ لَا یَنْفَعُ الْحَذَرْ۔ یعنی میں اپنی موت کے کس دن سے فرار کروں اُس دن سے جو معین نہیں ہوا یا اُس سے جو معین ہو چکا ہو۔ جو دن معین نہیں ہوا ہو مجھے اُس سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی اور جو دن (میری موت کا) معین ہو چکا ہو اُس سے خواہ کتنا ہی ڈروں مجھے کوئی نفع نہیں ہونے کا ہے کیونکہ وہ اپنے وقت پر آکر رہے گا اور کسی کے ٹالے نہ ٹل سکتا ہو اور نہ کسی کے ڈرنے سے رُک سکتا ہے۔

خطبہ (۶۱)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلَا وَاِنَّ الدُّنْيَا دَارٌ لَا يُسْلَمُ مِنْهَا اِلَّا فِيْهَا، وَلَا يُنْجٰى بِشَیْءٍ كَانَ لَهَا۔ اُبْتُلِيَ النَّاسُ بِهَا فِتْنَةً فَمَا اَخَذُوْهُ مِنْهَا لَهَا اُخْرِجُوْا مِنْهُ وَحُوْسِبُوْا عَلَيْهِ وَمَا اَخَذُوْهُ مِنْهَا لِغَيْرِهَا قَدِمُوْا عَلَيْهِ وَاَقَامُوْا فِيْهِ وَاَنَّهَا عِنْدَ ذَوِی الْعُقُوْلِ كَفَیْءِ الظِّلِّ بَيْنَا تَرَاهُ سَابِغًا حَتّٰى قَلَصَ وَزَائِدًا حَتّٰى نَقَصَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ ہے

(لوگو!) سمجھ رکھو دنیا وہ گھر ہے جس سے سلامتی نہیں ہو سکتی مگر اُسی میں اور جو چیز اس (دنیا) کی ہے اُس (کے ذریعہ) سے تو کوئی بچ نہیں سکتا۔ لوگ اس (دنیا) میں آزمائش کیلئے مبتلا کئے گئے ہیں تو اس سے جس چیز کو اسی میں (عیش و آرام کرنے) کیلئے حاصل کیا ہو، اُس سے (درحقیقت ہمیشہ کیلئے) علیحدہ کر دیے گئے اور (سمجھ لو کہ) ان سے اسپر حساب (بھی) کر لیا گیا۔ اور جس چیز کو اس سے اسکے غیر (یعنی آخرت) کیلئے حاصل کیا ہو اسکے پاس (گویا ابھی ہی) پہونچ گئے اور اسپر مقیم ہو گئے۔ اور یقیناً یہ (دنیا تو) عقلمندوں کے نزدیک سایہ کی رفتار ایسی ہو جسے تم ابھی پھیلا ہوا دیکھ رہے تھے کہ (دفعۃً) سمٹ گیا اور (ابھی) زیادہ تھا کہ کم ہو گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ل حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس خطبہ میں لوگوں کو دنیا پر فریفتہ ہونے سے ڈرایا ہے اور دنیا کی متعدد صفتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اول یہ کہ دنیا بہت خطرناک جگہ ہے اور یہیں تک یہ سب جھگڑے ہیں کہ اعمال کا موقع پھر آخرت میں نہیں مل سکتا بلکہ دنیا ہی کے اعمال کا نتیجہ آخرت میں ملے گا جسکے بارے میں فرمایا ہے کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ یعنی دنیا وہ جگہ ہے جہاں آخرت کے لئے کھیتی کی جاتی ہے تو جو شخص دنیا کی زندگی کے بُرے نتیجہ سے محفوظ رہنے کی خواہش رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ احکام خدا کے مطابق یہاں کے ایام بسر کرے اور اپنے نفس کی پیروی کر کے عذاب آخرت نہ خریدے کہ جب دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی پھر عمل کرنے اور زاد آخرت مہیا کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔

دوسرے یہ جو فرمایا کہ "جو چیز اس دنیا کی ہے" اسکے تو مطلب یہ ہے کہ ہم جو کام دنیا میں دنیا کی شہرت یا نام آوری وغیرہ حاصل ہونے کیلئے کریں گے اُس سے آخرت کی نجات نہیں ہو گی مثلاً ہم دکھانے کیلئے نماز کثرت سے پڑھیں روئے خوب رکھیں شہرت کیلئے حج و زیارت کریں تو یہ کام آخرت میں کوئی نفع نہیں پہونچا سکتے۔ تیسرے آزمائش کیلئے مبتلا ہونے کو جو فرمایا تو مثل اسکے ہے جو خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً یعنی لوگو! ہم تم کو بُری اور بھلی حالتوں میں رکھ کر آزماتے ہیں (پارہ ۱۷ رکوع ۳) چوتھے دنیا کی تشبیہ سایہ سے نہایت مناسب ہے کہ جس طرح ابر آکر سایہ ڈالتا اور فوراً اسکے ہٹ جانے سے سایہ بھی زائل ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا کی لذتیں ہیں کہ ادھر ایک خوشی حاصل ہوئی اور فوراً ہی کسی بڑے غم نے واقع ہو کر اسکو زائل کر دیا اسی مضمون کو شاعر نے یوں ادا کیا ہے ؎ اَلَا اِنَّمَا الدُّنْیَا کَظِلِّ غَمَامَۃٍ ؛ اَظَلَّتْ ثُمَّ حَفَّتْ فَوَلَّتْ یعنی دنیا تو مثل ابر کے چھاؤں کے ہے جس نے ابھی آسمان پر آکر اپنا سایہ پھیلا دیا اور پھر فوراً ہی وہ چلا گیا تو غائب ہو گیا ۱۲

خطبہ (۶۲)

وَمِنْ خُطْبَۃٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

فَاتَّقُوا اللّٰہَ عِبَادَ اللّٰہِ وَبَادِرُوْا اٰجَالَکُمْ بِاَعْمَالِکُمْ وَابْتَاعُوْا مَا یَبْقٰی لَکُمْ بِمَا یَزُوْلُ عَنْکُمْ وَتَرَحَّلُوْا فَقَدْ جُدَّ بِکُمْ وَاسْتَعِدُّوْا لِلسَّوْتِ فَقَدْ اَظَلَّکُمْ وَکُوْنُوْا قَوْمًا صِیْحَ بِہِمْ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

پس اے بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے اعمال (خیر) کے ذریعے سے اپنی موت کے آگے نکل جاؤ اور جو چیز تم سے زائل ہو جائے گی (یعنی دنیا) اس سے اُس چیز کو خرید لو جو تمھارے لئے باقی رہے گی (یعنی آخرت کو) اور (دنیا سے) سفر (کی تیاری) کر لو کیونکہ (بحکم خدا)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَانْتَبِهُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَيْسَتْ
لَكُمْ بِدَارٍ فَاسْتَبِلُوا فَإِنَّ اللهَ لَمْ
يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى
وَمَا بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ أَوِ
النَّارِ إِلَّا الْمَوْتُ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ وَإِنَّ
غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّحْظَةُ وَتَهْدِمُهَا
السَّاعَةُ لَجَدِيرَةٌ بِقِصَرِ الْمُدَّةِ وَإِنَّ
غَائِبًا يَحْدُوهُ الْجَدِيدَانِ اللَّيْلُ وَ
النَّهَارُ لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْأَوْبَةِ وَ
إِنَّ قَادِمًا يَقْدُمُ بِالْفَوْزِ أَوِ الشَّقْوَةِ
لَمُسْتَحِقٌّ لِأَفْضَلِ الْعُدَّةِ فَتَزَوَّدُوا
فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تَحْرُزُونَ
بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَدًا فَاتَّقَى عَبْدٌ رَبَّهُ
نَصَحَ نَفْسَهُ وَقَدَّمَ تَوْبَتَهُ وَغَلَبَ
شَهْوَتَهُ فَإِنَّ أَجَلَهُ مَسْتُورٌ عَنْهُ وَ
أَمَلَهُ خَادِعٌ لَهُ وَالشَّيْطَانُ مُوَكَّلٌ
بِهِ يُزَيِّنُ لَهُ الْمَعْصِيَةَ لِيَرْكَبَهَا وَيُمَنِّيهِ
التَّوْبَةَ لِيُسَوِّفَهَا حَتَّى تَهْجُمَ مَنِيَّتُهُ
عَلَيْهِ أَغْفَلَ مَا يَكُونُ عَنْهَا فَيَا لَهَا
حَسْرَةً عَلَى كُلِّ ذِي غَفْلَةٍ أَنْ يَكُونَ
عُمُرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً وَأَنْ تُؤَدِّيَهُ
أَيَّامُهُ إِلَى شِقْوَةٍ نَسْأَلُ اللهَ سُبْحَانَهُ
أَنْ يَجْعَلَنَا وَإِيَّاكُمْ مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ

تمہارے کوچ میں جلدی کیگئی ہے اور موت کے لیے آمادہ ہو جاؤ
اسلئے کہ وہ یقیناً تمہارے سر پر آگئی ہے اور وہ قوم ہو جاؤ
جسے (ہوشیار کرنے کی غرض سے) پکارا گیا تو (فوراً) بیدار
ہو گئی اور (خوب) سمجھ رکھو کہ دنیا (کچھ) تمہارے لیے گھر
نہیں (بنائی گئی) ہے (جسمیں ہمیشہ رہنے کا خیال کرو) تو
اعمال خیر کرکے اس دنیا سے آخرت کو) بدل لو۔ کیونکہ خدا نے
تمہیں عبث نہیں پیدا کیا ہے اور تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑ
رکھا ہے اور تم میں سے کسی شخص اور بہشت یا دوزخ کے
درمیان موت کے سوا کوئی چیز نہیں ہے جو اسپر آپڑے اور یقیناً
دنیا اور آخرت کے (درمیان کی) وہ مسافت (یعنی انسان کی
عمر) جس کو (زمانہ کا) ہر لحظہ کم کرتا جاتا ہے اور جسے ہر ساعت
ختم کر رہی ہے اسی کی مستحق ہے کہ اسکی مدت کم ہوتی جائے اور
یقیناً وہ غائب (یعنی موت) جسے دونوں نئے (آتے رہنے
والے یعنی) رات اور دن (ہمارے پاس) ہنکائے لا رہے
ہیں (ہم تک) جلد ہی پہونچ جانے کے قابل ہے اور وہ آنے
والی چیز جو کامیابی یا بدبختی کو لا رہی ہے (یعنی موت) یقیناً
(اعمال خیر کے) بہترین ساز و سامان کی مستحق ہے تو جس چیز سے
اپنے نفسوں کو کل (قیامت میں) بچاؤ گے اسکا سامان دنیا
ہی میں (اسی) دنیا سے کر لو اسلئے کہ وہی بندہ اپنے پروردگار
(کے مواخذہ) سے بچا جس نے اپنے نفس کی نصیحت (و اصلاح)
کی اور اپنی توبہ کو مقدم رکھا اور اپنی خواہش (نفسانی) پر
غالب آیا کیونکہ یقیناً اسکی موت (کا وقت) اس سے مخفی ہے
اور اسکی موت اسے فریب دے رہی ہے اور شیطان اسپر مسلط ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نِعْمَةٌ وَلَا تُقَصِّرُ بِهٖ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهٖ غَايَةٌ وَلَا تَحُلُّ بِهٖ بَعْدَ الْمَوْتِ نَدَامَةٌ وَلَا كَابَةٌ۔

جو گناہ کو اسکے لئے آراستہ کرتا رہتا ہو تاکہ یہ اُسکا ارتکاب کرے اور اُسکو توبہ کا آرزومند کرتا رہتا ہو کہ (ابھی نہ کرے بلکہ) آئندہ کر لینے کا متمنی رہے یہاں تک کہ اسکی موت اس پر

شدید ترین غفلت کی حالت میں آپڑے[۱] (غرض) کس قدر (افسوس اور) حیرت ہے ہر غافل پر اس امر کی کہ اُسکی عمر ہی اسکے خلاف حجت ہو جائے گی اور یہ کہ اس (کی زندگی) کے دن ہی اسے بدبختی تک پہونچائیں گے[۲] (تو) ہم خدائے سبحانہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اور تمھیں انہیں لکھے جنھیں کوئی نعمت اترانہیں دیتی ہو اور جن کو کوئی غرض اُن کے پروردگار کی فرمانبرداری سے باز نہیں رکھتی ہو اور جن کو موت کے بعد کسی قسم کی ندامت بارنج حاصل نہیں ہوتا[۳]۔

---

[۱] علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے اس خطبہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے وَهٰذَا الْكَلَامُ مِنْ مَوَاعِظِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْبَالِغَةِ یعنی یہ کلام حضرت امیر المومنینؑ کے اُن مواعظ سے ہو جو بہت عمدہ اور نہایت موثر و فصیح ہیں۔ اسکے بعد ممدوح نے اپنے مذہب کے ایک بڑے امام حسن بصری کا خطبہ بھی نقل کیا ہو جو اسی مضمون میں ہو اور آخر میں اس خطبہ کے متعلق یہ رائے لکھی ہے وَهٰذَا الْكَلَامُ حَسَنٌ وَمَوْعِظَةٌ بَالِغَةٌ اِلَّا اَنَّهٗ فِى الْجَزَالَةِ وَالْفَصَاحَةِ دُوْنَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِطَبَقَاتٍ یعنی (حسن بصری کا) یہ کلام بھی خوب اور عمدہ نصیحت ہے لیکن یہ سنجیدگی اور متانت وفصاحت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کلام سے منزلوں دُور اور بہت درجہ پست ہے ۱۲

[۲] یعنی دنیا کی لذتیں زائل ہو جانے والی ہیں تو ان کو قیمت سمجھ کر دیدو اور آخرت کی باقی رہنے والی نعمتوں کو خرید لو اور معلوم ہے کہ دنیا کی لذتیں اسی وقت چھوڑی جا سکتی ہیں جب انسان دنیا میں زہد، ورع، تقویٰ وغیرہ اوصاف اختیار کرے گا کہ انھیں صفات کے ذریعہ سے آخرت کے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔ غرض آخرت کی راحت اور نعمت اُسی کو ملے گی جو دنیا میں راحت اور لذت سے رہنا پسند نہ کرے کیونکہ دنیا کی راحت اور لذت بغیر احکام خدا کی مخالفت کئے شاذ و نادر ہی حاصل ہو سکتی ہو اور جس نے احکام خدا کی مخالفت کی وہ آخرت میں کہاں حصہ پا سکتا ہو۔ بعض لوگوں کا خیال ہو کہ احکام خدا کی پابندی کر کے اگر دنیا میں عیش کیا جائے تو آخرت کا درجہ کیوں کم ہوگا۔ مگر وہ اس پر غور نہیں کرتے کہ بغیر احکام خدا کی مخالفت کئے دنیا میں عیش کرنا ممکن بھی ہو؟ اسی کو تو کسی شاعر نے کہا ہو ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ؛ ایں خیال است و محال است و جنوں ۱۲

[۳] حضرت نے اس جگہ غایت سے مراد انسان کی اجل معلوم اور وقت معین کو لیا ہو جو ہر شخص کیلئے معین ہو اور اسکے تھوڑی ہونے کی وجہ دو امروں کو قرار دیا ہو ایک زمانے کے ہر لحظہ کا اُسے کم کرتے رہنا جو ظاہر ہو کہ جس قدر زمانہ گزرتا جاتا ہو اُسی قدر انسان کی عمر کم ہوتی جاتی ہو دوسرے زمانے کی ہر ساعت کا اس (غایت یعنی اجل معین) کو توڑتے رہنا کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جس طرح دیوار پر ضرب لگاتے رہنے سے وہ دیوار آہستہ آہستہ منہدم ہوتی جاتی ہی اسی طرح زمانہ کی ہر ساعت انسان کی عمر کو توڑتی جاتی ہی جس سے اس کی قوت کم اور اجل قریب ہوتی جاتی ہی ۱۲ ۵۴ عربی زبان میں دن اور رات کو جدیدان (دو نئے) اسوجہ سے کہتے ہیں کہ ایک کے بعد دوسرا پے در پے آتا رہتا ہی پس جب دن ختم ہونے پر رات آئی تو وہ نئی ہی کیونکہ دن میں نہیں تھی اور جب رات کے بعد دن آیا تو وہ بھی نیا ہی اسلئے کہ رات میں نہیں تھا ۱۲ ۵۵ یہ اشارہ ہی انسان کی طرف جب وہ دنیا سے انتقال کرنے کے بعد اپنے پروردگار کی درگاہ میں پہونچتا ہی کیونکہ اُسوقت وہ یا اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے کامیابی کا سامان لے کر آتا ہی یا بُرے اعمال کے سبب سے ناکامی کا ذخیرہ لاتا ہی۔ تو جس شخص کو یہ علم ہی (اور ہر شخص کو ہی بشرطیکہ غور کرے) اسپر عقلاً فرض ہی کہ دنیا میں وہی اعمال بجالائے جن کی وجہ سے خدا کے یہاں کامیابی کا بلکہ بہترین سامان لے کر جائے ۱۲ ۵۶ اسکا بھی وہی مطلب ہے جو سابقاً بیان کیا گیا کہ جس طرح ہوشیار اور تجربہ کار آدمی کسی سفر میں جاتا ہی اور سفر کے ضرورت کی چیزیں مکان ہی سے اپنے ساتھ رکھ لیتا ہی اسی طرح ہر شخص کو اپنے سفر آخرت کا سامان اسی دنیا میں کر لینا چاہیئے اور وہ نیک اور اطاعت گزار زندگی بسر کرنا اور اعمال صالحہ کا بجالانا ہی کہ انھیں امور سے انسان اپنے نفس کو عذاب آخرت سے بچا سکتا ہے ۱۲ ۵۷ انسان کی موت کا وقت تو پوشیدہ رہنا واضح ہی کہ جو شخص ڈیڑھ سو برس بھی زندہ رہتا ہی یہ نہیں جانتا کہ اسکی موت کب آئے گی اور اسکی اُمیدوں کا فریب دینا بھی واضح ہی کہ ہر شخص کو یہی اُمید ہی کل رہیں گے اور فلاں کام انجام دیں گے اور پرسوں زندہ رہیں گے اس امر کو طے کریں گے۔ غرض اُمید زندگی ختم ہی نہیں ہوتی۔ ایسی حالت میں شیطان کو بھی بہکانے کا پورا موقع ملتا ہی وہ سکھاتا ہی اسوقت فلاں عورت سے زنا کر لو کہ ایسا اچھا موقع پھر نہیں ملے گا مرتے وقت توبہ کر لینا یا فلاں بھائی کی جائداد غصب کر لو اس سے تمھاری آمدنی میں معقول اضافہ ہو جائے گا۔ تمھاری تنگدستی زائل ہو جائے گی اور تم آرام کی زندگی بسر کر سکو گے یا فلاں ذریعے سے سود کی رقم لے لو کہ اس سے تمھارا مال بڑھ جائے گا اور تمھارے بہت سے کام نکلیں گے ۱۲ ۵۸ یعنی ہر غافل شخص پر کس درجہ افسوس ہی کہ وہ اپنی عمر کو شیطان کی پیروی میں صرف کر رہا ہی اور یہ نہیں سمجھتا کہ اسکی یہی عمر بروز قیامت اسکے خلاف گواہی دے گی کہ اس نے فلاں دن یہ حرام کام کیا۔ اس روز یہ ناجائز حرکت کی۔ اس زمانہ میں ان امور میں مشغول رہا۔ غرض اسکی عمر ہی اسکی دشمن بنکر پردہ دری کرے گی اور جہنم میں پہونچائے گی ۱۲ ۵۹ پند و نصیحت کرنے کے بعد حضرت مومنین کے لئے خدا سے دعا بھی فرماتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں عذاب آخرت سے بچنے کی توفیق دے اور ہمیں اُن لوگوں سے نہ قرار دے جو دنیا کی نعمت پر فریفتہ ہو کر بہک جاتے اور شیطان کی پیروی کرنے لگتے ہیں اور نہ اُن لوگوں سے قرار دے جنھیں دنیا میں ایسی غرض ہوتی ہی جو انھیں خدا کی اطاعت سے باز رکھتی ہی اور نہ اُن لوگوں سے قرار دے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جنھیں مرنے کے بعد ندامت، افسوس اور رنج واندوہ کا مقابلہ کرنا ہوگا بلکہ ہم لوگ ان کے ساتھ ہوں جو آخرت میں بہت کامیاب ہوں گے اور نہایت بلند درجہ حاصل کریں گے ۱۲

خطبہ (۶۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ تَسْبِقْ لَهٗ حَالٌ حَالًا فَيَكُوْنَ اَوَّلًا قَبْلَ اٰنْ يَّكُوْنَ اٰخِرًا وَيَكُوْنَ ظَاهِرًا قَبْلَ اٰنْ يَّكُوْنَ بَاطِنًا كُلُّ مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرُهٗ قَلِيْلٌ وَكُلُّ عَزِيْزٍ غَيْرُهٗ ذَلِيْلٌ وَكُلُّ قَوِیٍّ غَيْرُهٗ ضَعِيْفٌ وَكُلُّ مَالِكٍ غَيْرُهٗ مَمْلُوْكٌ وَكُلُّ عَالِمٍ غَيْرُهٗ مُتَعَلِّمٌ وَكُلُّ قَادِرٍ غَيْرُهٗ يَقْدِرُ وَيَعْجِزُ وَكُلُّ سَمِيْعٍ غَيْرُهٗ يَصَمُّ عَنْ لَطِيْفِ الْاَصْوَاتِ وَيُصِمُّهٗ كَبِيْرُهَا وَيَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعُدَ مِنْهَا وَكُلُّ بَصِيْرٍ غَيْرُهٗ يَعْمٰى عَنْ خَفِیِّ الْاَلْوَانِ وَلَطِيْفِ الْاَجْسَامِ وَكُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرُهٗ غَيْرُ بَاطِنٍ وَكُلُّ بَاطِنٍ غَيْرُهٗ غَيْرُ ظَاهِرٍ۔ لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهٗ لِتَشْدِيْدِ سُلْطَانٍ وَلَا تَخَوُّفٍ مِنْ عَوَاقِبِ زَمَانٍ وَلَا اِسْتِعَانَةٍ عَلٰى نِدٍّ مُنَاوِرٍ وَلَا شَرِيْكٍ مُكَاثِرٍ وَلَا ضِدٍّ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

جمیع حمد و نعت اُسی خدا کیلئے مخصوص ہی جس پر ایک حالت سے پہلے کوئی حالت نہیں گزری ہی جس سے وہ آخر ہونے سے قبل اول سمجھا جائے اور باطن ہونے سے پہلے ظاہر ہو۔ اسکے سوا جو چیز یکتائی کے ساتھ موسوم ہوئی وہ قلیل ہی اور اسکے سوا ہر عزیز ذلیل ہی اور اسکے سوا ہر مضبوط کمزور ہی اور اسکے سوا ہر مالک (درحقیقت) مملوک (یعنی دوسرے کی ملکیت کا) ہے اور اسکے سوا ہر عالم عالم العلم ہے اور اسکے سوا ہر قدرت رکھنے والا (بعض چیزوں کی تو) قدرت رکھتا ہی اور (بہت سی چیزوں سے) عاجز رہتا ہے اور اسکے سوا ہر سُننے والا ہلکی آوازوں سے بہرا ہوتا ہی اور بڑی آواز اُسے بہرا کر دیتی ہی اور جو چیز اُس سے دور ہوتی ہی وہ اُس سے زائل ہو جاتی ہی اور اسکے سوا ہر دیکھنے والا پوشیدہ رنگوں اور چھوٹے جسموں (کے دیکھنے) سے اندھا ہوتا ہی اور اسکے سوا ہر ظاہر (ظاہر ہی ہی اسمیں) باطن (ہونے کی صفت) نہیں ہی اور اسکے سوا ہر باطن (باطن ہی ہی اسمیں) ظاہر (ہونے کی صفت) نہیں ہی۔ اُس نے جس چیز کو بھی پیدا کیا اُسے (کسی قوت و) تسلط کے مضبوط کرنے کی غرض سے نہیں پیدا کیا ہی اور نہ زمانہ کے انجاموں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُنَافِرٍ وَلَكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ وَ
عِبَادٌ دَاخِرُونَ. لَمْ يَحْلُلْ فِي الْأَشْيَاءِ
فَيُقَالَ هُوَ فِيهَا كَائِنٌ وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا
فَيُقَالَ هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ. لَمْ يَؤُدْهُ خَلْقُ
مَا ابْتَدَأَ وَلَا تَدْبِيرُ مَا ذَرَأَ وَلَا
وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ عَمَّا خَلَقَ وَلَا وَلَجَتْ
عَلَيْهِ شُبْهَةٌ فِيمَا قَضَى وَقَدَّرَ بَلْ
قَضَاءٌ مُتْقَنٌ وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ وَأَمْرٌ
مُبْرَمٌ اَلسَّامُولُ مَعَ النِّقَمِ اَلْمَرْهُوبُ
مَعَ النِّعَمِ.

ڈرنے کی وجہ سے اور نہ کسی حملہ کرنے والے مقابل اور نہ
کثرت والے شریک اور نہ منافرت کرنے والے ضد کے مقابلہ
میں مدد حاصل کرنے کیلئے بلکہ سب کے سب اُسی کے پروردہ مخلوق
اور ذلیل بندے ہیں[۲]۔ اس نے چیزوں میں حلول نہیں کیا ہے
تاکہ کہا جائے وہ انھیں میں ہے اور اُن سے الگ (بھی) نہیں
ہے تاکہ کہا جائے وہ اُن سے دُور ہے[۳] اُس نے جس چیز کی ایجاد کی
اُسکی پیدائش نے اُسے تھکا نہیں دیا ہے اور جس چیز کو اُس نے
پیدا کیا ہے اُسکی تدبیر نے اُسے بے بس نہیں کر دیا ہے اور جس چیز
کو اُس نے خلق کر دیا اُس سے کوئی عاجزی اُسکو لاحق نہیں
ہوئی اور جسمیں اُس نے جو حکم اور تقدیر جاری کی اُسمیں کوئی شبہہ
اُسکو پیدا نہیں ہوا بلکہ (اُسکا حکم) قضاء مبرم اور علم محکم اور امر قطعی ہے (اور وہ ایسا ارحم الراحمین ہے کہ) انتقاموں کے ساتھ
بھی اُس سے اُمید (رحمت) کی جاتی ہے اور (وہ ایسا جبار و قہار ہے کہ) نعمتوں کے ساتھ بھی اُس سے ڈرا جاتا ہے۔

---

[۱] اگر اس خطبہ جلیلہ میں تدبر سے کام لیا جائے تو واضح ہو کہ اسلامی فرقوں سے صرف شیعوں کا مذہب حق ہے اور دوسرے
مسلمانوں کا مذہب باطل ہے کیونکہ اسمیں صفات خداوند عالم کی طرف اشارہ کر کے حضرت نے ثابت فرمایا ہے کہ خدا کی
صفات عین ذات ہیں جیسا کہ شیعوں کا عقیدہ ہے نہ زائد بر ذات جیسا کہ حضرات اہلسنت کا اعتقاد ہے چنانچہ علامہ ابن
ابی الحدید معتزلی بھی اس کلام کی شرح میں اس اشارہ کو ذکر کرتے ہیں لکھتے ہیں يُرِيدُ بِهٰذَا الْكَلَامِ اَنَّهُ تَعَالٰى لَا يَجُوزُ
اَنْ تَكُونَ مَوْرِدًا لِلصِّفَاتِ الْمُتَعَاقِبَةِ عَلٰى مَا يَذْهَبُ اِلَيْهِ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ التَّوْحِيدِ یعنی اس کلام سے حضرت
کی مراد یہ ہے کہ خداوند عالم پے در پے وارد ہونے والی صفتوں کا مورد نہیں ہو سکتا جیسا کہ مسلمانوں کے بعض فرقوں کا
اعتقاد ہے۔ پس حضرات اہلسنت اور فرقہ شیعہ کے عقائد کی کتابیں دیکھنے سے بسہولت معلوم ہو جائے گا کہ کس فرقہ کا
اعتقاد صفات خداوند عالم کے متعلق کیا ہے۔ عقائد میں حضرات اہلسنت کی ایک نہایت مشہور اور مقبول کتاب
عقائد نسفی ہے جس کی شرح علامہ تفتازانی نے بھی کی ہے اس کتاب مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۰ میں مصنف عقائد یعنی علامہ نسفی
لکھتے ہیں وَلَهُ صِفَاتٌ اَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِهِ یعنی خدا کیلئے بہت سی صفتیں بھی ہیں جو ازلی (ہمیشہ رہنے والی) ہیں
اور خدا کی ذات میں قائم ہیں۔ اس عبارت کی شرح میں علامہ تفتازانی اس کتاب کے صفحہ ۵۱ میں لکھتے ہیں وَمَعْلُومٌ

آن کلاً من ذلک یدل علی معنی زائد علی مفہوم الواجب ولیس الکل الفاظا مترادفۃ وان صدق المشتق علی الشیء یقتضی ثبوت ماخذ الاشتقاق لہ فثبت لہ صفۃ العلم والقدرۃ والحیوۃ وغیر ذلک یعنی یہ بات معلوم ہو کہ خدا کی ہر صفت یہ واضح کرتی ہو کہ وہ مفہوم واجب سے زائد ہو (یعنی خدا کی صفتیں عین ذات نہیں ہیں بلکہ زائد بر ذات ہیں) اور کل صفتیں مترادف الفاظ نہیں ہیں اور یہ کہ کسی چیز پر مشتق کا صادق آنا اسکو مقتضی ہوتا ہو کہ اشتقاق کا ماخذ بھی اس چیز کیلئے ثابت ہو تو خدا کیلئے علم اور قدرت اور حیات وغیرہ کی صفتیں ثابت ہوگئیں پھر قائمۃ بذاتہ کی شرح میں لکھتے ہیں ضرورۃ انہ لا معنی لصفۃ الشیء الا ما یقوم بہ یعنی خدا کی صفتیں اسکی ذات میں قائم اسوجہ سے ہیں کہ یہ بدیہی بات ہے کہ کسی چیز کی صفت ہونے کا اسکے علاوہ اور کوئی معنے ہی نہیں ہو کہ وہ بات اُس چیز میں قائم ہو۔ رہے شیعوں کے عقائد تو علامہ حلی علیہ الرحمہ کی کتاب کشف الحق ونہج الصدق کے باب التوحید کی آٹھویں بحث سے واضح ہوگا جو یہ ہے چونکہ عبارت طویل ہو اسوجہ سے صرف ترجمہ لکھا جاتا ہو) آٹھویں بحث یہ کہ قدیم صرف خدا ہو اور قدیم ہونے میں کوئی چیز بھی اُسکی شریک نہیں ہو عقلی اور نقلی دونوں دلیلیں اسپر متفق ہیں کہ صرف خدا کی ذات قدیم ہو اور یہ کہ ازل میں اُسکے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ اُسکے سوا ہر چیز ممکن ہو اور یہ ممکن حادث ہوتا ہو اور خدا نے بھی فرمایا ہو کہ ہو الاول ہو الآخر کہ وہی اول اور وہی آخر ہو مگر اشاعرہ (یعنی ابسنت) نے خدا کے ساتھ آٹھ معنے کو بھی قدیم مانا ہو کہ وہی معانی خدا کی صفتوں کی علتیں ہیں مثل قدرت، علم اور حیوۃ وغیرہ کے اور اس اعتقاد سے اُنھیں بہت سی محال باتوں کا اعتقاد کرنا پڑتا ہو مثلاً خدا کے علاوہ بھی کچھ چیزوں کو قدیم ماننا پڑتا ہو چنانچہ امام فخر الدین رازی نے کہا ہو کہ عیسائی اسوجہ سے کافر ہوگئے کہ اُنھوں نے تین کو قدیم مانا ہو اور ہمارے ہم مذہب اشاعرہ نو کو قدیم مانتے ہیں" اسی مطلب کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ کے شروع میں یوں واضح کیا ہے کمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ لشہادۃ کل صفۃ انہا غیر الموصوف وشہادۃ کل موصوف انہ غیر الصفۃ فمن وصف اللہ سبحانہ فقد قرنہ ومن قرنہ فقد ثناہ ومن ثناہ فقد جزأہ ومن جزأہ فقد جہلہ یعنی اخلاص اسی کا کامل ہو سکتا ہے جس نے خدا کی صفت زائدہ بر ذات کا انکار کیا ورنہ اس نے خدا کا ہمسر مانا اور جس نے اُسکا ہمسر مانا اُس نے اُسکا ثانی ٹھہرایا اور جس نے ثانی ٹھہرایا اس نے اُسکا تجزیہ کیا اور جس نے تجزیہ کیا وہ اس سے جاہل رہا ۱۲ سے مقصود یہ ہو کہ خدا نے جو عالم کو پیدا کیا تو ان اغراض کیلئے نہیں جو یہاں ذکر کئے گئے بلکہ صرف مخلوقات پر احسان کرنے اور اُنھیں اپنی نعمتوں سے متمتع کرنے کیلئے اسکی تفصیل یہ ہو کہ خدا نے حیوانات کو زندگی بخشی تو یہ اُنکے لئے بڑی نعمت ہے کیونکہ نعمت کی حقیقت انہیں موجود ہو اسلئے کہ نعمت کی تعریف یہ ہو کہ کسی کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صرف اسکے ساتھ بھلائی کرنے کی نیت سے کوئی منفعت پہونچائی جائے تو حیوانات کے جسم کا زندہ موجود ہونا ایسی منفعت ہے جو انکو بھلائی کرنے کی غرض سے پہونچائی گئی ہے کہ اس حالت میں خوشی حاصل کریں۔ لذیذ چیزوں کا مزہ اٹھائیں۔ آرام دہ چیزوں سے راحت پائیں۔ اسی مطلب کو حضرت نے دو لفظوں میں ادا فرمادیا کہ اسکی مخلوقات اسلئے پیدا کی گئی ہیں کہ خدا ان کی پرورش کرے انھیں دنیا کی لذتیں دے اور نعمتوں سے سرفراز کرے وَعِبَادُہٗ دَاخِرُوْنَ یعنی یہ بندے حقیر و ذلیل تھے انھیں عزت دینے اور محترم کرنے کیلئے پیدا کیا۔ یہاں اگر یہ شبہہ پیدا ہو کہ خدا نے دنیا میں حیوان اور غیر حیوان سب کو پیدا کیا ہے اور حضرت نے اپنے کلام میں صرف حیوانوں کی پیدائش کی وجہ ذکر کی ہے حالانکہ مخلوق صرف حیوان ہی میں منحصر نہیں ہیں بلکہ غیر حیوان بھی ہیں تو غیر حیوان مثلاً لکڑی پتھر معدنیات پانی مٹی وغیرہ کے پیدا کرنے کی وجہ نہیں ذکر کی تو اسکا دفع کرنا آسان ہے کہ ان کل چیزوں کو خدا نے حیوانوں ہی کے آرام اور عیش کیلئے پیدا کیا ہے کہ اگر یہ چیزیں نہ پیدا ہوتیں تو حیوانات اور خصوصاً انسان جو اشرف مخلوقات ہے دنیا میں آرام اور خوشی کے ساتھ کیونکر بسر کرتے دنیا کی لذتوں کا مزہ کس طرح پاتے۔ زینت اور آرایش کی صورتیں کیونکر پوری ہوتیں لہذا ثابت ہوا کہ خدا نے دنیا میں جو چیز پیدا کی ہے وہ کسی اچھی غرض ہی سے نہ بیکار ۱۲ اس سے حضرت کے اس قول سے بھی مذہب شیعہ کی حقیت ثابت ہوئی جو کہتا ہے کہ خدا کسی کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور وہ کسی شے میں حلول نہیں کر سکتا۔ اسکے ساتھ فرقہ اہلسنت کے ایک بڑے عظیم الشان گروہ یعنی صوفیوں کے اعتقاد کا باطل ہونا بھی واضح ہوا جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ خداوند عالم عارفین (پیروں) کے جسموں کے ساتھ متحد (یعنی ملکر ایک) ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسمیں حد سے گزر گئے اور یہ بھی کہنے لگے کہ "خدائے تعالیٰ ہی نفس وجود ہے اور دنیا میں جو چیز موجود ہے وہ خدا ہی خدا ہے" علامہ ابن ابی الحدید معتزلی بھی ان صوفیوں کی طرف اشارہ کر گئے ہیں چنانچہ اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں "کَالَّذِیْنَ قَالُوْا بِحُلُوْلِہٖ فِیْ اَشْخَاصٍ یَعْتَقِدُوْنَ فِیْھَا اِظْھَارَہٗ کَالْحُلَّاجِیَّۃِ یعنی مثل اُن لوگوں کے جن کا اعتقاد ہے کہ خدا اُن لوگوں میں حلول کئے ہوئے ہے جنمیں خدا کے ظاہر ہونے کا اعتقاد وہ لوگ رکھتے ہیں مثل فرقہ حلاجیہ کے (یعنی اُن صوفیوں کے جو اپنے پیر و مرشد حسین بن منصور حلاج کے پیرو ہیں)" مگر ان لوگوں کا شمار مسلمانوں میں نہیں ہو سکتا چنانچہ علامہ ابن ابی الحدید کی عبارت بھی یہی بیان کرتی ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں "اَلْمُسْلِمُوْنَ کُلُّھُمْ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰی اَنَّہٗ تَعَالٰی یَسْتَحِیْلُ اَنْ یَّحُلَّ فِیْ شَیْءٍ اَلَّا مَنْ اَعْزٰی اِلَی الْاِسْلَامِ..... کَالْحُلَّاجِیَّۃِ یعنی مسلمان سب کے سب اس اعتقاد میں متفق ہیں کہ خدا کا کسی چیز میں حلول کرنا محال ہے سوا ان لوگوں کے جو (درحقیقت مسلمان تو نہیں ہیں لیکن) اپنے کو خواہ مخواہ مسلمان مشہور کرتے ہیں جیسے فرقہ حلاجیہ" آخر میں جو حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اَلْمَاْمُوْلُ مَعَ النِّعَمِ الْمَرْھُوْبُ مَعَ النِّعَمِ تو اسکا مطلب ہے کہ جب خدا ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دے یا سختیوں میں مبتلا کرے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جب بھی اس سے رحم اور کرم کی اُمید رہتی ہے کیونکہ وہ غفور کریم اور ارحم الراحمین ہے اور جب وہ نعمتیں دے جب بھی اُسکی جلالت و جبارت سے بندوں کو خوف زدہ ہی رہنا چاہیئے یہی شان ایمان ہے کہ خدا سے امید بھی رہے اور خوف بھی کیا جائے علامہ ابن ابی الحدید اس جملہ کی شرح میں لکھتے ہیں وَاَمَّا قَوْلُهٗ اَلْمَاْمُوْلُ مَعَ النِّقْمِ اَلْمَرْهُوْبُ مَعَ النِّعَمِ فَمَعْنًى لَطِيْفٌ اِلَيْهِ وَقَعَتِ الْاِشَارَةُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ وَقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا یعنی حضرت امیر المومنینؑ کا یہ قول کہ انتقاموں کے ساتھ بھی اُس سے رحمت کی اُمید کی جاتی ہے اور نعمتوں کے ساتھ بھی اُس سے ڈرا جاتا ہے تو یہ نہایت لطیف نکتہ ہے اور خدا وند عالم نے بھی قرآن مجید میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے فرماتا ہے کہ کیا (ان) بستیوں والوں کو اس امر سے اطمینان ہو گیا ہے کہ شب کو یا چاشت کے وقت ان پر خدا کا عذاب نازل نہ ہو جائے گا اور وہ اپنے لہو و لعب ہی میں مشغول رہیں گے پھر فرمایا ہم انھیں آہستہ آہستہ کھینچیں گے اس طرح کہ انھیں خبر بھی نہ ہو گی پھر فرمایا ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر خدا اسی میں تمھارے لئے بہت سی بھلائیاں مہیا کر دے ۱۲۔

خطبہ (۶۴)

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُهٗ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِ صِفِّيْنَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ جسے اپنے اصحاب سے جنگ صفین کے بعض دنوں میں ارشاد فرماتے تھے۔

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ وَتَجَلْبَبُوا السَّكِيْنَةَ وَعَضُّوْا عَلَى النَّوَاجِذِ فَاِنَّهٗ اَنْبَا لِلسُّيُوْفِ عَنِ الْهَامِ وَاكْمِلُوا اللَّاْمَةَ وَقَلْقِلُوا السُّيُوْفَ فِيْ اَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا وَالْحَظُوا الْخَزْرَ وَاطْعَنُوا الشَّزْرَ وَنَافِحُوْا بِالظُّبٰى وَصِلُوا السُّيُوْفَ

گروہ مسلمین! خوف (خدا) کو (مثل لباس کے) پہن لو اور سکینہ (وقار) کو (مثل چادر کے) اوڑھ لو اور دانتوں کو خوب جمائے رہو کہ یہ (تدبیر) تلواروں کو سروں سے زیادہ دور کرنے والی ہے اور (ناقص) زرہ کو کامل کر لو اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے اُن کی نیاموں میں ہلا کر (جھنکار) لو اور کنکھیوں سے (دشمن کو بہ غضب) دیکھتے رہو اور دائیں بائیں سے نیزہ بازی کئے جاؤ اور (انھیں) تلواروں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِالْخُطَى وَاعْلَمُوا اَنَّكُمْ بِعَيْنِ اللّٰهِ
مَعَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَعَاوِدُوا
الْكَرَّ وَاسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ فَاِنَّهٗ
عَارٌ فِي الْاَعْقَابِ وَنَارٌ يَوْمَ الْحِسَابِ
وَطِيْبُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمْ نَفْسًا وَامْشُوْا
اِلَى الْمَوْتِ مَشْيًا سُجُحًا وَعَلَيْكُمْ
بِهٰذَا السَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَالرِّوَاقِ
الْمُطَنَّبِ فَاضْرِبُوْا ثَبَجَهٗ فَاِنَّ
الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِيْ كِسْرِهٖ قَدْ
قَدَّمَ لِلْوَثْبَةِ يَدًا وَاَخَّرَ لِلنُّكُوْصِ
رِجْلًا فَصَمْدًا صَمْدًا حَتّٰى يَنْجَلِيَ
لَكُمْ عَمُوْدُ الْحَقِّ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ
اَعْمَالَكُمْ۔

بڑھو پر بڑھو اور تلواروں کو (دشمن تک اپنے) قدموں سے
ملا دو اور اسکا یقین رکھو کہ تم خدا کی نظر کے سامنے اور
رسول خدا (صلعم) کے چچازاد بھائی کے ساتھ ہو تو بار
بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرماؤ کہ یہ (عیب) تمھاری
اولاد میں ننگ رہیگا اور بروز قیامت (تمھارے) جہنم
(میں جانے کا سبب) قرار پائے گا اور اپنی جانوں کو (راہ خدا
میں) نکلنے پر خوشی سے آمادہ کرو اور موت کی طرف نرم رفتاری
سے بڑھے چلو اور تم پر لازم ہے کہ (لشکر شام کے) اس سیاہ دل
کے دل اور طنابوں والے قبہ (یعنی خیمہ معاویہ) کو تاک کر پھر
اسکے درمیان تلوار کا وار کرو کیونکہ شیطان اسکی آڑ میں
چھپا ہوا ہے (جس نے) اُچھلنے کیلئے ایک ہاتھ کو آگے اور
(جلد) پلٹ جانے کیلئے ایک پاؤں کو پیچھے کر رکھا ہے تو
بڑھو بڑھو!! یہاں تک کہ تمھارے لئے حق کا نور ظاہر
ہو جائے اور (یقیناً) تم ہی غالب ہو اور خدا تمھارے ہی
ساتھ ہے اور وہ تمھارے اعمال کی جزا میں کمی نہیں کرے گا۔[1]

---

[1] اس خطبہ کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید معتزلی تحریر فرماتے ہیں "اکثر روایات میں ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اسے جنگ صفین کی لیلۃ الہریر میں ارشاد فرمایا ہے مگر نصر بن مزاحم کی روایت میں ہے کہ جنگ صفین کی ابتدا ہی میں فرمایا تھا جو ماہ صفر ۳۷ھ میں ہوئی تھی نصر بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت بار بار مسلمانوں کے حق میں دعا فرماتے تھے اور تمام تر خدا ہی کی طرف متوجہ تھے اور لشکر کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر خدائے تعالےٰ سے یوں عرض کرتے تھے اے ہمارے خدا اے اس سقف بلند و محفوظ (یعنی آسمان) اور اس مطلع مقرر پر قائم فضا کے پروردگار جس کو تو نے روشنی اور تاریکی کا منبع اور چاند سورج اور ستاروں کا جولانگاہ قرار دیا ہے اور جسمیں تو نے اُس گروہ ملائک کو جگہ دی ہے جو تیری عبادت سے کبھی نہیں تھکتے اے اس زمین کے پروردگار جس کو تو نے انسانوں اور رینگنے والے جانوروں اور چوپایوں کے ٹھہرنے کی جگہ قرار دی ہے تیری اُس مخلوق کا جو نظر آتی ہے اور اُسکا جو نظر نہیں آتی شمار بھی نہیں ہو سکتا اے اُن کشتیوں کے پروردگار جو دریاؤں میں چل پھر کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لوگوں کو نفع پہونچاتی ہیں اے اُن بادلوں کے پروردگار جو ما بین زمین و آسمان تیرے زیر حکم ہیں اے اُس دریائے منبع آب باراں کے پروردگار جو اس عالم کے گرد محیط ہے اے اُن پابرجا پہاڑوں کے پروردگار جو زمین کو دبائے ہوئے ہیں اور تیری مخلوق کیلئے مامن اور محل انتفاع ہیں اگر تو اپنے فضل سے ہم کو ہمارے دشمن پر فتح دے تو اپنی رحمت سے ہمیں سرکشی اختیار کرنے سے بچانا اور حق پر قائم رہنے کی توفیق دینا اور اگر بہ اقتضائے مصلحت ہمارے دشمنوں کو ہم پر غلبہ دے تو مجھ کو درجہ شہادت عطا فرمانا اور جو میرے اصحاب باقی رہ جائیں اُن کو فتنہ میں پڑجانے سے بچانا (یہ دعا تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۸ وغیرہ میں بھی مذکور ہے) ۱۲۔

خطبہ (۶۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَعْنَى الْأَنْصَارِ۔

قَالُوا لَمَّا انْتَهَتْ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبَاءُ السَّقِيفَةِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا قَالَتِ الْأَنْصَارُ قَالُوا قَالَتْ مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَّى بِأَنْ يُحْسَنَ إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَيُتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيئِهِمْ؟ قَالُوا وَمَا فِي هَذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ كَانَتِ الْإِمَارَةُ فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ بِهِمْ ثُمَّ قَالَ فَمَاذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ؟ قَالُوا احْتَجَّتْ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ انصار (جناب رسالتمآب صلعم) کے مقصود (اور غرض) کے متعلق لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کی وفات کے بعد جب حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) تک (واقعات) سقیفہ (بنی ساعدہ) کی خبریں پہونچیں تو (حضرت) علیہ السلام نے فرمایا (اس موقع پر) انصار نے کیا کہا؟ لوگوں نے عرض کی کہ انھوں نے کہا ایک حاکم ہم میں سے ہو اور ایک تم (مہاجرین) سے تو (حضرت) علیہ السلام نے فرمایا پھر تم لوگوں نے اُن (انصار) کو یوں کیوں نہ قائل کیا کہ (حضرت) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو وصیت فرمائی ہے کہ ان (انصار) کے نیکوکار کے ساتھ بھلائی اور ان کے بدکار سے درگزر کی جائے۔ لوگوں نے عرض کی اسمیں انکے قائل ہونے کی کیا بات ہے؟ تو (حضرت) علیہ السلام نے فرمایا اگر (مسلمانوں پر) حکومت کرنے کا حق (انصار) کو بھی ہوتا تو (آنحضرت صلعم کی) وصیت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِاَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِحْتَجُّوْا بِالشَّجَرَةِ وَاَضَاعُوا الثَّمَرَةَ

ان کے متعلق نہیں ہوتی اسکے بعد فرمایا پھر قریش (یعنی مہاجرین) نے کیا کہا؟ لوگوں نے عرض کی کہ انھوں نے یہ دلیل پیش کی کہ وہی (مہاجرین حضرت) رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درخت ہیں تو (حضرت) علیہ السلام نے فرمایا (کیا خوب!) انھوں نے درخت سے تو دلیل پیش کی اور (اس درخت کے) پھل کو ضائع کر دیا۔[1]

---

[1] علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ اس کلام میں حضرت نے انصار کے متعلق جس وصیت رسول خدا صلعم کا ذکر کیا ہے وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں مذکور ہے کہ حضرت صلعم حالت مرض میں منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اُوْصِیْکُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوا الَّذِیْ عَلَیْهِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ یعنی انصار کے بارے میں تم سے میں وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے مخصوصین اور مخلصین ہیں جو ان کا فرض تھا وہ ادا کر چکے اور جو ان کا حق ہم پر ہے وہ باقی ہے تو ان کے نیکوکاروں کی باتیں قبول کرنا اور اُن کے بدکاروں سے درگزر کرنا۔ پس حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ اگر جناب رسالتمآب صلعم انصار کا حق بھی خلافت میں سمجھتے تو انصار کے حق میں بھلائی کرنے کی وصیت مہاجرین سے نہ فرماتے بلکہ انصار ہی سے فرماتے مگر علامہ ابن اثیر جزری کی تاریخ کامل سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے درحقیقت خود خلیفہ بننے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ چاہتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام ہی آنحضرت کے خلیفہ اول مقرر کیے جائیں چنانچہ ممدوح لکھتے ہیں فَبَایَعَهٗ عُمَرُ وَبَایَعَهُ النَّاسُ وَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَوْ بَعْضُ الْاَنْصَارِ لَا نُبَایِعُ اِلَّا عَلِیًّا یعنی حضرت عمر اور دوسرے مسلمانوں نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی مگر کل انصار یا بعض انصار نے کہا کہ ہم سوا حضرت علی کے اور کسی کی بیعت نہیں کریں گے (اس مضمون کو بہت زیادہ تفصیل سے جناب علامہ حلی علیہ الرحمۃ اور جناب شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور دونوں عبارتوں کا اردو ترجمہ احقاق الحق جلد رابع مطبوعہ کنتور ضلع سارن میں شائع ہو چکا ہے ۱۲ سے ۱۲ یعنی اگر قریش اس وجہ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں کہ وہ آنحضرت صلعم کے درخت (مخصوص) ہیں تو آنحضرت صلعم کے اہلبیت قریش سے بھی زیادہ خلافت کا حق رکھتے ہیں کیونکہ اُن کی خصوصیت کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے اس درجہ کہ یہ گویا آنحضرت صلعم کے پھل ہیں اور پھل کا حق درخت سے زیادہ ہوتا ہے اور تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ میں ہے کہ جس وقت انصار نے کہا فَمِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْهُمْ اَمِیْرٌ یعنی مسلمانوں کا ایک حاکم ہم انصار سے مقرر ہو اور ایک حاکم ان مہاجرین سے فَقَالَ عُمَرُ هَیْهَاتَ لَا یَجْتَمِعُ اِثْنَانِ فِیْ قَرْنٍ وَاللّٰهِ لَا تَرْضَی الْعَرَبُ اَنْ یُّؤَمِّرُوْكُمْ وَنَبِیُّهَا مِنْ غَیْرِكُمْ وَلٰكِنَّ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

العرب لا تمتنع ان تولی امرها من کانت النبوۃ فیھم وولی امورھم منھم ولنا بذلک علی من ابی من العرب الحجۃ الظاھرۃ والسلطان المبین من ذا ینازعنا سلطان محمد وامارتہ ونحن اولیاءہ وعشیرتہ الا مدل بباطل او متجانف لاثم او متورط فی ھلکۃ یعنی انصار کا وہ قول سنکر حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور فرمایا ہرگز ہرگز نہیں ایک حکومت میں دو شخص جمع نہیں ہو سکتے خدا کی قسم عرب کے باشندے کبھی اسپر راضی نہیں ہوں گے کہ تم انصار کو وہ اپنا حاکم بنائیں حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے نہیں تھے بلکہ ہم مہاجرین سے تھے ہاں عرب اسکو ناپسند نہیں کریں گے کہ خلافت بھی انھیں لوگوں میں رہے جنمیں نبوت تھی اور جو پہلے بھی انکے حاکم اور سردار تھے تو عرب سے جو شخص اس اصول کا انکار کرے گا اسپر ہمیں ظاہری غلبہ اور سلطان مبین حاصل ہے آنحضرت کی خلافت کے بارے میں ہم سے کون شخص نزاع کر سکتا ہے حالانکہ ہم حضرت کے اولیا اور اُن کے خاندان والے ہیں اور ایسا کرنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہی جو باطل سے دلیل لانے والا گناہ کی طرف میل کرنے والا یا ہلاکت میں گرنے والا ہو پس حضرت عمر نے انصار پر جو دلیل قائم کی ہے کہ ہم مہاجرین چونکہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ کے اولیا اور اُنکے خاندان والے ہیں اور ہم میں ہی نبوت رہی ہے تو یہی دلیل حضرت امیر المومنین اور امام حسن وحسین کیلئے زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ مہاجرین سے بھی جس خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں نبوت رہی ہے اُسی میں خلافت بھی ہونی چاہیئے کیونکہ رسول خدا صلعم خاص بنی ہاشم ہی سے تھے نہ کسی اور قبیلے سے۔ اور علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ اسی طرح حضرت عباس نے خلیفہ اول صاحب سے کہا تھا کہ آپنے یہ جو کہا کہ "ہم آنحضرت کے درخت ہیں" تو درحقیقت آپ لوگ اس شجرۃ نبوت کے ہمسایہ ہیں اور اسکی شاخیں ہم (بنی ہاشم) ہیں، انھیں حضرت عباس نے یہ شعر بھی کہے ؎ مَا کُنْتُ اَحْسِبُ اَنَّ الْاَمْرَ مُنْصَرِفٌ عَنْ ھَاشِمٍ ثُمَّ عَنْھُمْ عَنْ اَبِیْ حَسَنٍ عَنْ اَوَّلِ النَّاسِ اِیْمَانًا وَسَابِقَۃً اَعْلَمِ النَّاسِ بِالْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ وَاٰخِرِ النَّاسِ عَھْدًا بِالنَّبِیِّ وَمَنْ جِبْرِیْلُ عَوْنٌ لَہٗ فِی الْغُسْلِ وَالْکَفَنِ مَنْ فِیْہِ مَا فِیْھِمْ لَا یَمْتَرُوْنَ بِہٖ وَلَیْسَ فِی الْقَوْمِ مَا فِیْہِ مِنَ الْحَسَنِ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ نہ دانم خلافت چرا منصرف شد + ز ہاشم وآنگاہ از بوالحسن + نہ اولیں مقبل قبلہ بود + نہ او بود عالم بفرض وسنن + نہ اقرب بعہد نبی بود وبود + معین جبرئیلش بغسل وکفن + نہ او مجمع حسن اوصاف گشت + ز قدر علی وز خلق حسن یعنی یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ بنی ہاشم خصوصاً حضرت علی سے خلافت نکل جائے گی جو سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے زیادہ قرآن واحادیث کے عالم ہیں اور سب کے آخر تک حضرت رسول خدا صلعم کی خدمت میں رہے اور آنحضرت صلعم کو غسل وکفن دینے میں جبرئیل نے انکی مدد کی جو فضائل انمیں ہیں وہ کسی میں نہیں ہیں اور دوسروں میں ایسی کوئی فضیلت نہیں ہے جو حضرت علی میں نہ ہو (تاریخ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول) عیسائی مورخین نے بھی بہت حیرت ظاہر کی ہے کہ حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

علی کے رہتے ہوئے مسلمانوں نے دوشرف کو نظر انداز کر کے خلیفہ بنا لیا جنہیں مسٹر ڈیون پورٹ۔ ایرونگ مصنفین انسائیکلوپیڈیا۔ سڈیو مورخ فرانس۔ گبن وغیرہ بڑے پایہ کے محقق اور مورخ گزرے ہیں ۱۲۔

خطبہ (۶۶)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا قَلَّدَ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ مِصْرَ فَهَلَكَتْ عَلَيْهِ وَقُتِلَ۔

حضرت علیہ السلام کے اپنے کلام کا کچھ حصہ۔ جب ملک مصر کو محمد بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) کے حوالہ کیا اور وہ مصر پہنچنے کے بعد قتل کر دیے گئے (تو حضرتؑ نے فرمایا)

وَقَدْ اَرَدْتُّ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ وَلَوْ وَلَّيْتُهٗ اِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ وَلَا اَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ بِلَادَمٍ لِمُحَمَّدٍ فَلَقَدْ كَانَ اِلَيَّ حَبِيْبًا وَكَانَ لِيْ رَبِيْبًا۔

اور میں نے تو چاہا تھا کہ مصر کا حاکم ہاشم بن عتبہ کو مقرر کروں اور اگر میں اسکو وہاں کا حاکم بنا دیتا تو وہ ان (دشمنوں) کیلئے میدان (جنگ) کو چھوڑتا اور نہ انھیں فرصت کا موقع دیتا (میرا یہ کلام) بغیر محمد (ابن ابی بکر) کی مذمت کے ہے کیونکہ وہ تو یقیناً مجھے (بہت) پیارا اور میرا پالا ہوا تھا۔[1]

---

[1] اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر کو (جو اسماء کے بطن سے حضرت ابو بکر کے صاحبزادے تھے اور خلیفہ اول کے انتقال پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسماء سے عقد کر لیا تو یہ محمد بھی اپنی ماں کے ساتھ حضرتؑ کے پاس رہے اس طرح محمد جناب امیر علیہ السلام کے پروردہ اور بوجہ اطاعت کرنے کے حضرتؑ کے پیارے تھے) مصر کا حاکم مقرر کیا تو معاویہ نے اپنی تدبیریں کر کے اہل مصر کو محمد بن ابی بکر کی مخالفت پر آمادہ کر دیا۔ صفر ۳۸ھ میں محمد بن ابی بکر کی ان لوگوں سے جنگ ہوئی اور محمد مغلوب ہو کر ایک خرابہ کی طرف بھاگے معاویہ بن حدیج نے ان کو پکڑ کر پیاسا ہی ایک مرے ہوئے گدھے کے پیٹ میں رکھ کر زندہ جلا دیا (تاریخ خمیس و مروج الذہب وغیرہ) اسی کو حضرتؑ فرماتے ہیں کہ اگر میں ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیے ہوتا تو وہ میدان جنگ سے بھاگ کر دشمنوں کو قبضہ کر لینے کا موقع نہیں دیتا پھر یہ بھی فرما دیا کہ اس سے محمد کی مذمت بیان کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ میرا پیارا اور میرے گود کا پالا تھا۔ چنانچہ جب محمد کے اس ذلت اور درندگی سے قتل کیے جانے کی خبر جناب امیرؑ کو پہونچی تو آپ کو کمال صدمہ ہوا اور بروایت تاریخ الخمیس فرمایا کہ وہ میرا ربیب تھا مگر میں تو اسکو بیٹا ہی سمجھتا تھا اور عبداللہ بن عباس کو اس واقعہ کی اطلاع دی جو حاکم بصرہ تھے عبداللہ اپنے نائب کو چھوڑ کر جناب امیرؑ کی تسلی کیلئے کوفہ میں آئے اور اپنے دل میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ٹھان لیا کہ اب حضرت کی خدمت سے جدا نہ ہوں گے اور جب حضرت عائشہ کو اپنے بھائی محمد کے اس طرح مارے جانے کی خبر پہونچی تو بہت روئیں پیٹیں اور معمول کر لیا کہ ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کیلئے بد دعا کرتی تھیں (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۶۰ و کامل وغیرہ) ۱۲

خطبہ (۶۷)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ ذَمِّ اَصْحَابِهٖ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ اپنے ساتھیوں کی مذمت میں۔

كَمْ اُدَارِيْكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ وَالثِّيَابُ الْمُتَدَاعِيَةُ كُلَّمَا حِيْصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ اٰخَرَ كُلَّمَا اَطَلَّ عَلَيْكُمْ مُنْسَرٌ مِنْ مَنَاسِرِ اَهْلِ الشَّامِ اَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بَابَهٗ وَانْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِيْ جُحْرِهَا وَالضَّبُعِ فِيْ وِجَارِهَا۔ اَلذَّلِيْلُ وَاللّٰهِ مَنْ نَصَرْتُمُوْهُ وَمَنْ رَمٰى بِكُمْ فَقَدْ رَمٰى بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ اِنَّكُمْ وَاللّٰهِ لَكَثِيْرٌ فِي الْبَاحَاتِ قَلِيْلٌ تَحْتَ الرَّايَاتِ وَاِنِّيْ لَعَالِمٌ بِمَا يُصْلِحُكُمْ وَيُقِيْمُ اَوَدَكُمْ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَرٰى اِصْلَاحَكُمْ بِاِفْسَادِ نَفْسِيْ اَضَرَعَ اللّٰهُ خُدُوْدَكُمْ وَاَتْعَسَ جُدُوْدَكُمْ لَا تَعْرِفُوْنَ الْحَقَّ كَمَعْرِفَتِكُمُ الْبَاطِلَ وَلَا تُبْطِلُوْنَ الْبَاطِلَ كَاِبْطَالِكُمُ الْحَقَّ۔

میں کہاں تک تمہاری خاطر مدارات کئے جاؤں جس طرح زخمی پشت کے جوان اونٹوں اور پرانے کپڑوں کی دیکھ بھال کی جاتی ہے جو کسی ایک طرف سے سیا جاتا ہے تو دوسری جانب سے کھلتا جاتا ہے۔ کیا جب بھی تم پر اہل شام کے لشکروں سے کوئی لشکر آ پہونچے گا تو تم میں کا ہر شخص اپنا دروازہ بند کرلے گا اور جس طرح سوسمار اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں گھس جاتا ہے (تم میں کا ہر شخص اپنے گھر میں) چھپ رہے گا۔ خدا کی قسم جس کی تم نے مدد کی وہ (بہت) ذلیل ہے اور جس نے تم سے تیر اندازی کی اس نے (گویا) پیکان ٹوٹے ہوئے تیر پھینکے۔ خدا کی قسم یقیناً تم (مکان کے) صحنوں میں تو بہت زیادہ (مگر جنگ کے) جھنڈوں تلے بہت کم ہوتے ہو اور یقیناً میں اس (تدبیر) کو جانتا ہوں جو تمہاری اصلاح کر سکتی ہے اور تمہاری کجی کو مٹا دے گی مگر بخدا میری یہ رائے نہیں ہو سکتی کہ اپنے نفس کو خراب کر کے تمہیں درست کروں۔ خدا تمہارے چہروں کو خوار کرے اور تمہارے (عزت و دولت کے) حصوں کو ضائع کرے تم جیسا باطل کا اعتقاد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رکھتے ہو ویسا حق کا اعتقاد نہیں رکھتے اور جس طرح حق کو مٹاتے ہو اس طرح باطل کو نہیں توڑتے۔[۵۲]

---

[۵۱] علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کا مقصود اس سے یہ ہے کہ "سیاست میں تمھاری اصلاح کی تدبیر تلوار ہے کہ جو میرے حکم کی مخالفت کرے اُسکو قتل کر دوں، تو حضرت نے بہت سچ فرمایا کیونکہ اکثر لوگوں کی یہی حالت ہوتی ہے کہ بغیر سزا کے کوئی بات نہیں سنتے چنانچہ حجاج نے اس لشکر کے ساتھ جو مہلب کے ہمراہ جانے سے پہلو تہی کر رہا تھا یہی کیا کہ منادی کر دی جو شخص مہلب کے ساتھ نہیں جائے گا اسکا خون حلال ہوگا اسکے بعد عمرو بن صابی وغیرہ کو قتل کر دیا یہ دیکھتے ہی سب کے سب مہلب کے پاس دوڑتے ہوئے پہونچے مگر جس طرح دنیا دار اپنی سلطنت کی سیاست اور حکومت کا تسلط قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کی خونریزی جائز رکھتے ہیں اسطرح حضرت علیؑ تو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس تدبیر سے گو آپ کی سلطنت مستحکم ہو جاتی مگر دینی اعتبار سے تو یہ فعل اچھا نہیں ہوتا (شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران جلد ۱ صفحہ ۳۴۲) ۱۲

[۵۲] اس خطبہ میں حضرت اپنے لشکر والوں کی بزدلی اور سستی کی شکایت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حق کیلئے اپنا فرض انجام نہیں دیتے اور جان کے خوف سے جہاد پر آمادہ نہیں ہوتے اور تمھیں جسقدر اعتقاد باطل پر ہے اسقدر حق پر نہیں اور جتنی نفرت حق سے ہے اتنی باطل سے نہیں اسی وجہ سے یہ ضعف ظاہر ہوتا رہتا ہے اس خطبہ کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن ابی الحدید نے بہت سے بزدلوں کی حکایات بھی لکھی ہیں جن سے ایک یہ بھی ہے کہ ابن قتیبہ نے کتاب عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک روز عمرو عاص نے معاویہ کو ہنستے ہوئے دیکھا تو کہا خدا حضور کو ہمیشہ ہنستا رکھے اسوقت آپکے ہنسنے کا کیا سبب ہے معاویہ نے کہا مجھے جنگ صفین میں تمھارا حضرت علی سے لڑنے کو جانا اور ان کا تمھیں قتل کرنے کیلئے تلوار اُٹھانا اور تمھارا جھٹ اپنی شرمگاہ کھول دینا یاد پڑا جس پر حضرت علی نے اپنا مُنھ پھیر لیا اور تمھیں بھاگنے کا موقع مل گیا۔ اسپر عمرو عاص نے کہا حضور میں تو آپکے بغل میں تھا جب حضرت علی نے آپ کو ہی بُلایا تھا کہ آؤ میں اور تم لڑ کر فیصلہ کر لیں تو آپ کی آنکھیں پتھرانے لگیں آپ کا چہرہ بگڑ گیا اور سانس پھولنے لگی اس خوف سے کہ حضرت علی سے لڑنا پڑا تو جان نہیں بچے گی پس اگر ہنسنا ہو تو اپنا واقعہ بھی یاد کیجئے ورنہ اس قصہ ہی کو جانے دیجئے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۳۰۵) ۱۲۔

خطبہ (۶۸)

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَحَرَةِ الْيَوْمِ الَّذِي ضُرِبَ فِيهِ۔ مَلَكَتْنِي عَيْنِي وَأَنَا جَالِسٌ فَسَنَحَ لِي

جس روز حضرت پر ضرب (شہادت) لگائی گئی اُسکی صبح کو حضرت یہ ارشاد فرما چکے تھے کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھ جھپک گئی تو مجھ پر (حالت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا لَقِيْتُ مِنْ اُمَّتِكَ مِنَ الْاَوَدِ وَاللَّدَدِ فَقَالَ ادْعُ عَلَيْهِمْ فَقُلْتُ اَبْدَلَنِيَ اللّٰهُ بِهِمْ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَاَبْدَلَهُمْ لِيْ شَرًّا لَّهُمْ مِّنِّيْ (قَالَ السَّيِّدُ الرَّضِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ يَعْنِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْاَوَدِ الْاِعْوِجَاجَ وَبِاللَّدَدِ الْخِصَامَ وَهٰذَا مِنْ اَفْصَحِ الْكَلَامِ)

خواب میں) حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ ظاہر ہوئے تو میں نے عرض کی اے (حضرت) رسول خدا (صلعم) میں نے (آپ کے بعد) آپ کی امت سے کیسی (شدید) مخالفت اور عداوت دیکھی ہے تو حضرت نے فرمایا (اے علی) ان لوگوں پر بد دعا کرو تو میں نے دعا کی کہ خدا ان کے عوض ان سے بہتر لوگوں کو مجھے مرحمت فرمائے اور میرے عوض مجھ سے بدتر (حاکم) انھیں دے (جناب) سید رضی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام کا مقصود اَوَد سے کجی (اور مخالفت) اور لَدَد سے دشمنی (اور عداوت) ہے اور یہ فصیح ترین کلام سے ہے

خطبہ (۶۹)

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ ذَمِّ اَهْلِ الْعِرَاقِ۔

اَمَّا بَعْدُ يَا اَهْلَ الْعِرَاقِ فَمَا اَنْتُمْ اِلَّا كَالْمَرْاَةِ الْحَامِلِ حَمَلَتْ فَلَمَّا اَتَمَّتْ اَمْلَصَتْ وَمَاتَ قَيِّمُهَا وَطَالَ تَاَيُّمُهَا وَوَرِثَهَا اَبْعَدُهَا اَمَا وَاللّٰهِ مَا اَتَيْتُكُمْ اِخْتِيَارًا وَّلٰكِنْ جِئْتُ اِلَيْكُمْ سَوْقًا وَلَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلِيٌّ يَكْذِبُ قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ لِاَعْلَى مَنْ اَكْذِبُ؟ اَعَلَى اللّٰهِ؟ فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ۔ اَمْ عَلٰى نَبِيِّهٖ؟ فَاَنَا اَوَّلُ مَنْ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ عراق والوں کی مذمت میں۔

بعد حمد و نعت (یہ ہے کہ) اے عراق والو! تم کچھ نہیں ہو مگر مثل اُس حاملہ عورت کے جو (پہلے حاملہ ہو جائے) پھر جب (مدت حمل کو) تمام کرلے تو (خود ہی اپنے بچہ کو) مُردہ گرا دے اور اُسکا سردار (شوہر بھی) مر جائے اور اُسکے رنڈاپے کا زمانہ طولانی ہو اور (اسکے مرنے پر) اسکا دُور ترین (رشتہ دار) اسکی میراث لے جائے[۱]۔ (یہ بھی) سن رکھو کہ خدا کی قسم میں تمھارے پاس خوشی سے نہیں آیا بلکہ تم تک (مجبوراً اور تقدیر کی) کشش سے پہونچا ہوں[۲]۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے ہو علی جھوٹ بولتے ہیں[۳]۔ خدا تمھیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صَدَّقَ بِهٖ۔ كَلَّا وَاللّٰهِ وَلَكِنَّهَا لَهْجَةٌ غَبَنْتُمْ عَنْهَا وَلَمْ تَكُونُوا مِنْ اَهْلِهَا وَيْلُ اُمِّهٖ كَيْلًا بِغَيْرِ ثَمَنٍ۔ لَوْ كَانَ لَهٗ وِعَاءٌ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ۔

ہلاک کرے تو (بتاؤ) میں کس پر جھوٹ بولوں گا؟ کیا خدا پر؟ حالانکہ میں سب سے پہلے اسپر ایمان لایا یا اسکے رسول پر، حالانکہ میں ہی نے سب سے پہلے اُن (حضرتؐ) کی تصدیق کی ہی ہرگز نہیں خدا کی قسم (یہ سب کچھ بھی نہیں ہی) بلکہ (میری) یہ (باتیں) حضرت (رسول خدا صلعم کا) وہ لہجہ (اور کلام) ہے جس سے تم غائب رہے اور تم کبھی اسکے اہل نہیں ہوئے۔ واہ واہ! (میں تو حکمت و معرفت کے) پیمانے (بھر بھر کر) بغیر قیمت کے تقسیم کر رہا ہوں کاش اس (کے جمع کرنے) کیلئے کوئی ظرف ہوتا اور البتہ تم اسکی تحقیق بعد کو جان لوگے۔[۵]

---

[۵] جب جنگ صفین میں حضرت کا لشکر قریب فتح تھا اور تمام آثار ظفر و نصرت ظاہر ہو گئے تھے تو معاویہ نے مضطرب ہو کر عمرو عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو اب جلد کوئی حیلہ نجات سوچو ورنہ ہم لوگ تباہ ہوا چاہتے ہیں عمرو عاص نے اپنے لشکر والوں سے کہا کہ ایہا الناس جسکے پاس قرآن ہو وہ اسکو اپنے نیزے پر بلند کرے یہ سنتے ہی اہل لشکر نے کثرت سے قرآن مجید نیزوں پر بلند کر کے ندا کی کہ ہمارے تمہارے درمیان خدا کی یہ کتاب ہے جب لشکر عراق نے اسطرح قرآن کو نیزوں پر دیکھا تو لڑنے سے رُک گیا اور حضرت علی سے اصرار کیا کہ انکی درخواست قبول کرنا چاہیے حضرت نے فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا فریب ہے یہ بالکل احکام قرآن کے پابند نہیں ہیں اور اسوقت صرف تمہاری فتح روکنے کی یہ تدبیر کی ہی مگر یہ لوگ (جو عراق ہی والے تھے) حضرت کی اس فہمایش سے کچھ متاثر نہیں ہوئے بلکہ بگڑ گئے کہنے لگے کہ آپ جنگ کی موقوفی کا حکم نہ دیں گے تو ہم خود آپ سے جنگ شروع کر دیں گے مجبوراً حضرت نے جنگ کے ختم کرنے کا حکم دیا اسپر آپکے سردار لشکر مالک اشتر نے کہلا بھیجا کہ اب فتح میں کیا دیر رہ گئی ہی ہمیں آپ کیوں روکتے ہیں حضرت نے جواب دیا کہ ہمارا لشکر (عراق والے) اس فریب میں آگیا اور کسی طرح نہیں مانتا ہی (تاریخ طبری جلد ۶ ص۲۴) اسی حالت کو حضرت نے اس خطبہ میں بیان فرمایا ہی کہ اے عراق والو تم بالکل اس عورت ایسے ہو جو حمل کی تمام مصیبتیں برداشت کرنے کے بعد قریب وضع حمل بچہ کو گرا دے کہ جب پوری طرح جہاد کر کے فتح کے قریب پہونچ گئے تو عمرو عاص کے فریب میں آگئے اور لڑائی روک دی اور اسطرح حاصل کی ہوئی فتح کو ضایع و برباد کر دیا اب اُسی عورت کی طرح تم بے دادی و وارث بھی ہو گئے اور جس طرح اس عورت کی میراث اغیار لے جائیں گے اسی طرح تم نے اپنی حکومت اور سلطنت جسے اپنے قوت بازو سے حاصل کر لیا تھا اپنے غیروں (یعنی اہل شام) کے حوالہ کر دیا ۱۲ حضرت فرماتے ہیں کہ اے عراق والو میں تمہارے یہاں بصرہ میں مدینہ منورہ سے اپنی خوشی سے اور تم کو دوسرے لوگوں سے بہتر سمجھ کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہیں آیا بلکہ صرف اس مجبوری سے آیا کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر نے میرے خلاف جنگ جمل اسی بصرہ میں چھیڑ دی تھی پس اگر جنگ جمل نہ ہوتی تو میں کبھی تمہارے یہاں آنا پسند نہیں کرتا ۱۲ ۵۳ اس جملہ کی شرح میں علامہ ابن ابی الحدید جلد ۱ صفحہ ۳۰۹ میں اور مفتی محمد عبدہ نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت صفحہ ۷۳ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اکثر غیب کی خبریں اور آئندہ ہونے والے واقعات کی پیشین گوئیاں مسلمانوں سے بیان فرمایا کرتے تھے جن کی اطلاع آپ کو حضرت رسول خدا صلعم اپنے مخصوص تعلیم سے دے گئے تھے تو حضرت علی کے ساتھیوں میں جو لوگ منافق تھے وہ کہہ دیتے تھے کہ علی جھوٹ کہتے ہیں جیسا کہ اسی طرح حضرت رسول خدا صلعم بھی جب کوئی خبر غیب بیان فرماتے تھے تو آپ کے اصحاب میں جو منافق حضرات تھے وہ حضرت رسول خدا صلعم کے بارے میں بھی کہہ دیتے کہ محمد جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) اور صاحب کتاب الغارات نے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور فرمایا خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو صبح سے شام تک تم سے غیب ہی کی خبریں بیان کروں اور انمیں ایک خبر بھی غلط نہیں ہوگی پھر تم میرے پاس سے اٹھ کر جاؤ گے تو (ان عجیب و غریب خبروں کو سنکر) اپنی جگہ کہنے لگو گے علی نے جھوٹ کہا ہے پھر حضرت علی نے فرمایا کہ بھائیو! ہم لوگوں کا امر بہت دشوار اور مشکل ہے جس کا تحمل کوئی نہیں کر سکتا سوا ملک مقرب یا نبی مرسل کے یا اس بندے کے جسکے دل کا امتحان خدا نے کر لیا ہے اسکے بعد علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں وَاِذَا تَاَمَّلْتَ اَحْوَالَهٗ فِیْ خِلَافَتِهٖ كُلَّهَا وَجَدْتَهَا مُنْتَهِيَةً مِنْ اَحْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ حَيٰوتِهٖ كَاَنَّهَا نُسْخَةٌ مُنْتَسِخَةٌ مِنْهَا فِیْ حَرْبِهٖ وَسَلْمِهٖ وَسِيْرَتِهٖ وَاَخْلَاقِهٖ وَكَثْرَةِ شَكَايَتِهٖ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَالْمُخَالِفِيْنَ لِاَمْرِهٖ فَاِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَعْلَمَ ذٰلِكَ عِلْمًا وَاضِحًا فَاقْرَءْ سُوْرَةَ بَرَاءَةٍ فَفِيْهَا الْحَجُّ الْغَفِيْرُ مِنَ الْمَعْنَى الَّذِیْ اَشَرْنَا اِلَيْهِ یعنی جب تم حضرت علی کی اس حالت کو اچھی طرح غور کروگے جو آپ کے تمام زمانہ خلافت میں تھی تو حضرت کی پوری زندگی کو حضرت رسول خدا صلعم کی زندگی کی پوری تصویر پاؤ گے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ میں صلح میں سیرت میں اخلاق میں منافقوں کی کثرت شکایات اور مخالفین کی عداوتوں میں غرض ہر امر میں حضرت علی کی زندگی گویا حضرت رسول خدا صلعم کی زندگی کی ہو بہو نقل ہے کہ ذرہ برابر علی کے حالات خلافت حضرت رسول خدا صلعم کے واقعات سابقہ سے مغایر نہیں ہیں اگر تم میرے اس دعوے کو واضح طریقہ سے سمجھنا چاہتے ہو تو سورہ برارت کی تلاوت کرو کہ جس مضمون کا اشارہ میں نے کیا ہے اسکا حجم غفیر تمھیں اس سورہ میں ملے گا ۱۲ ۵۴ علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ حضرت کے قول لٰكِنَّهَا نَبْعَةٌ اَنْتُمْ عَنْهَا کا مطلب غالباً یہ ہے کہ یہ حضرت رسول خدا کا لہجہ (کلام اور بیان) ہے جس کو میں نے اپنے کان سے سنا اور تم سب اسوقت حضرت کی خدمت سے غائب تھے اسوجہ سے تمھیں اسکے سننے کا موقع نہیں ملا ۱۲ ۵۵ یعنی میں تم لوگوں کو علم و حکمت کے پیمانے بھر بھر کر دے رہا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہوں اور اسکی کوئی قیمت بھی نہیں چاہتا کاش ان خزانہائے علم و حکمت کے حاصل کرنے والے ملتے جو ان کو محفوظ رکھتے پھر آخر میں غیب کی خبر دے رہے ہیں کہ ابھی تم کو ان خبروں کی وقعت نہیں ہے مگر بعد میں تم کو ان تمام بیانات کی تصدیق ہو جائے گی۔ اسکے بعد علامہ ابن ابی الحدید نے حضرت کے متعدد خطبے نقل کئے ہیں جنمیں حضرت نے غیب کی خبریں دی ہیں اور آنے والے واقعات کی پیشین گوئی کی ہے اور گو اسوقت لوگوں نے ان امور کو تعجب سے سُنا مگر حضرت کے زمانہ نے ہر خبر کی پوری تصدیق کی اور ہر پیشین گوئی اسی طرح پوری ہوئی جس طرح حضرت نے ذکر کیا تھا (اسکی تفصیل انشاء اللہ اس شرح کے ضمیمہ میں بھی آئے گی) ۱۲

خطبہ (۷۰)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ فِيهَا النَّاسَ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔ جس میں لوگوں کو (حضرت) پیغمبر (خدا) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ وَدَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ وَجَابِلَ الْقُلُوبِ عَلٰى فِطْرَتِهَا شَقِيِّهَا وَسَعِيدِهَا اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ وَالدَّامِغِ جَيْشَاتِ الْاَبَاطِيلِ وَالدَّامِغِ صَوْلَاتِ الْاَضَالِيلِ. كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ قَائِمًا بِاَمْرِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَرْضَاتِكَ غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ وَوَاعِيًا لِوَحْيِكَ حَافِظًا

اے (ان) بچھی ہوئی چیزوں (یعنی زمین) کے بچھانے والے اور (ان) بلند کی ہوئی چیزوں (یعنی آسمانوں) کے قائم رکھنے اور اُن کی حفاظت کرنے والے اور دلوں کو اُن کے بُرے کو بھی اور اچھے کو بھی اُن کی فطرت پر پیدا کرنے والے خدا! اپنے شریف ترین درودوں اور بڑھنے والی برکتوں کو اپنے (مخصوص) بندے اور اپنے (برگزیدہ) رسول (حضرت) محمدؐ پر نازل فرما جو ختم کرنے والے ہیں اس (سلسلہ نبوت) کے جو گزر گیا[۱] اور کھولنے والے ہیں اس (باب ہدایت) کے جو بند (ہو گیا) تھا[۲] اور ظاہر کرنے والے ہیں حق کو حق ہی سے اور دفع کرنے والے ہیں باطل چیزوں کے جوش اور غلبوں کو اور توڑنے والے ہیں گمراہیوں کے حملوں کو[۳] (حضرت) امر نبوت) چونکہ بار کیا گیا لہذا آپ نے اسے مضبوطی سے اٹھا لیا[۴]

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِعَهْدِكَ مَاضِيًا عَلٰى نَفَاذِ اَمْرِكَ حَتّٰى
اَوْرٰى قَبَسَ الْقَابِسِ وَاَضَاءَ الطَّرِيْقَ
لِلْخَابِطِ وَهُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوْبُ
بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْاٰثَامِ
وَاَقَامَ مُوْضِحَاتِ الْاَعْلَامِ وَ
نَيِّرَاتِ الْاَحْكَامِ فَهُوَ اَمِيْنُكَ
الْمَاْمُوْنُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُوْنِ
وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ
بِالْحَقِّ وَرَسُوْلُكَ اِلَى الْخَلْقِ اَللّٰهُمَّ
افْسَحْ لَهٗ مَفْسَحًا فِيْ ظِلِّكَ وَاجْزِهٖ
مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ۔
اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ الْبَانِيْنَ
بِنَاءَهٗ وَاَكْرِمْ لَدَيْكَ مَنْزِلَتَهٗ
وَاَتْمِمْ لَهٗ نُوْرَهٗ وَاجْزِهٖ مِنِ
ابْتِعَاثِكَ لَهٗ مَقْبُوْلَ الشَّهَادَةِ وَ
مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ وَ
خُطَّةٍ فَصْلٍ اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَ
بَيْنَهٗ فِيْ بَرْدِ الْعَيْشِ وَقَرَارِ النِّعْمَةِ
وَمُنَى الشَّهَوَاتِ وَاَهْوَاءِ اللَّذَّاتِ
وَرَخَاءِ الدَّعَةِ وَمُنْتَهَى الطُّمَاْنِيْنَةِ
وَتُحَفِ الْكَرَامَةِ۔

اس شان سے کہ تیرے حکم پر کھڑے رہنے والے تیری خوشنودیوں
(کے حاصل کرنے) میں بہت جلدی کرنے والے تھے۔[۵] نہ آگے
بڑھنے سے رُکنے والے اور نہ کسی عزم میں سستی کرنے والے
(بلکہ) تیری وحی کو یاد رکھنے والے تیرے عہد کی حفاظت
کرنے والے (اور) تیرے حکم کو استقلال اور ثابت قدمی سے
جاری رکھنے والے تھے یہاں تک کہ نور (ہدایت) کو اس کے
چاہنے والوں کیلئے روشن اور (سیدھی) راہ کو بھٹکنے والوں
کیلئے واضح کر دیا۔[۶] اور اُن (حضرتؐ) سے دلوں کی ہدایت
ہو گئی بعد اسکے کہ وہ (دل گمراہی کے) فتنوں اور گناہوں
میں (بار بار) ڈوبتے رہے تھے۔[۷] (حضرتؐ نے) واضح کرنے والی
نشانیاں اور روشنی دینے والے احکام جاری کر دیے تو (اے
خدا) وہ (حضرتؐ) تیرے[۸] قابل اطمینان امانت دار اور تیرے
مخفی (خزانہائے) علم کے خزانچی اور بروز قیامت تیرے
گواہ ہیں۔[۹] اور تیرے رسول برحق اور خلق کی طرف تیرے
پیغمبر تھے تو اے خدا اپنے سایۂ (رحمت) میں اُن (حضرتؐ)
کیلئے ایک فراخ جگہ کشادہ فرما اور اپنے فضل سے اُن
(حضرت) کو درجات خیر (یا بڑھنے والی خوبی) کی جزا دے
اے خدا اُن (حضرت) کی بنا (ہدایت) کو کل بانیان
(ہدایت) کی بنا سے بلند کر۔[۱۰] اور اپنے یہاں اُن (حضرت) کی
منزلت کو معزز رکھ اور اُن (حضرت) کیلئے اُنکے نور (ارشاد
وہدایت) کو تمام کر دے۔[۱۱] اور تو نے جو اُن (حضرت) کو اس طرح
مبعوث[۱۲] کیا کہ (آپ کی) گواہی مقبول (آپ کی) بات پسندیدہ تھی (اور وہ حضرت) انصاف کا کلام کرنے والے اور فیصلہ کن
امر رکھنے والے تھے (تو اسکی) اُن (حضرت) کو جزا دے۔ اے خدا آرام کی زندگی اور قائم رہنے والی نعمت اور خواہشہائے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نفس کی آرزوؤں اور لذتوں کی تمناؤں اور راحت کے عیش اور اطمینان کی منتہیٰ اور کرامت کے تحفوں میں مجھے اور اُن (حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ) کو اکٹھا فرما۔[۱۳]

---

[۱] مفتی محمد عبدہ اسکی شرح میں لکھتے ہیں وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ اَیْ لِمَا تَقَدَّمَ مِنَ النُّبُوَّاتِ یعنی حضرت کے قبل جو نبوتیں تھیں اُن کو آپ نے ختم کر دیا اور علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ مِنَ الْمِلَلِ یعنی حضرت کے قبل جو مذاہب تھے اُن کو آپ نے ختم کر دیا ۱۲ [۲] یعنی حضرت جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اُسوقت لوگوں کے دلوں کو ضلالت اور جہالت کے قفلوں نے مقفل کر دیے تھے اور راہ ہدایت اُن لوگوں سے مخفی ہو گئی تھی تو حضرت صلعم ہی نے اپنی نبوت کے معجزوں سے اُن کو کھول دیا اور راہ حق واضح کر دی ۱۲ [۳] یعنی حضرت رسول خدا صلعم کفر اور باطل کے زور اور شوکت کو اپنے حجت اور برہان کی چمک اور غلبہ سے مٹا دیتے اور اسے دنیا میں ٹھہرنے نہیں دیتے تھے کیونکہ آپ کے ادلہ و براہین کی قوت ایسی واضح تھی جس کو دیکھ کر لوگ اپنے باطل پرستی اور راہ ضلالت پر باقی نہیں رہتے تھے ۱۲ [۴] اصل ترجمہ یہ تھا کہ جس طرح آپ پر امر نبوت بار کیا گیا اسی طرح آپ نے اسے مضبوطی سے اُٹھا لیا مگر علامہ ابن ابی الحدید اس کاف کو تعلیل یعنی سبب کا قرار دے کر اسکا معنے اَیْ لِاَجْلِ اَنَّہٗ یُحْمَلُ لکھتے ہیں کہ اسوجہ سے حضرت نے اسے مضبوطی سے اُٹھایا کہ آپ پر اسکا بوجھ بار کیا گیا تھا ۱۲ [۵] یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے میں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سستی کرنے والے اور اپنی جان کو بچانے والے نہیں تھے بلکہ رضائے خدا میں تو آپ اپنے نفس کو برانگیختہ کرتے شدید مشقتوں میں ڈال دیا کرتے تھے ۱۲ [۶] حضرت کے عربی جملہ حَتّٰی اَوْرٰی قَبَسَ الْقَابِسِ کا اُردو ترجمہ مشکل سے ہو سکا اوری کے معنی چنگاری نکالی اور قبس کے معنی آگ کی چنگاری یا اُسکا شعلہ اور قابس معنی وہ شخص جو آگ کے شعلہ کا طالب ہو کہتے ہیں کہ قبست منہ نارًا یعنی میں نے اُس سے آگ کی واقبسنی نارًا یعنی اُس نے مجھے آگ دی اور یہاں حضرت کی مُراد قبس سے نور ہدایت ہے اور قابس سے مقصود نور ہدایت کا طلب کرنے والا تو مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے پر جو لوگ نور ہدایت کے خواہاں تھے اُن کے لئے حضرت صلعم نے اس نور ہدایت کو روشن کر دیا اور یہ کل الفاظ استعارات اور مجازات ہیں ۱۲ [۷] یعنی جب ملک عرب والوں کے دل جہالت اور ضلالت کے فتنوں میں ڈوبے ہوئے تھے اُسوقت حضرت صلعم نے اُن لوگوں کے دلوں کی راہ راست کی طرف ہدایت کر دی ۱۲ [۸] فَھُوَ اَمِیْنُکَ الْمَاْمُوْنُ کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم جو وحی حضرت صلعم پر نازل کرتا تھا آپ اُسے کمال امانت سے لوگوں تک پہونچاتے تھے اور لفظ مامون حضرت کے القاب سے ہے ۱۲ [۹] شہیدک یوم الدین یعنی بروز قیامت خدا کے شاہد (گواہ) رہیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَھِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا یعنی اُسوقت کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے (میرے حبیب محمد مصطفےٰ) تم کو ہم اُن لوگوں پر گواہ کھڑا کریں گے ۱۲ ۵۲ یعنی حضرت رسول خدا صلعم کی منزلت کو دار آخرت میں بلند ترین منزلوں سے قرار دے۔ یہ مطلب ابن ابی الحدید معتزلی نے بیان کیا ہے مگر مفتی محمد عبدہ مصری لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین کا مقصود یہ ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے پروردگار کے حکم سے شریعت عادلہ اور ہدیٰ فاضل کو جو مضبوط اور مستحکم کر دیا جس کی طرف گمراہانِ راہِ حق پناہ لیتے ہیں اور جس کی طرف بھٹکنے والے رجوع کرتے ہیں اس شریعت کے متعلق حضرت علیؑ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا حضرت رسول خدا صلعم کی اس شریعت (اسلام) کو کل دوسری شریعتوں سے بلند اور اشرف قرار دے اور حضرت کی ہدایت و ارشاد کی شان کو ہر دوسرے ہادی کی ہدایت و ارشاد سے رفیع و عالی کر دے ۱۲ ۵۳ نور تمام کرنے سے مطلب یہ ہے کہ حضرت صلعم کے دین کی تائید کرتا کہ وہ تمام اہل زمین پر پھیل جاوے اور دنیا کے کل مذہبوں پر وہ غالب آ جاوے ۱۲ ۵۴ مقبول الشہادۃ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت اپنی امت یا غیر امت پر خدا کے جس امر کی شہادت دیتے تھے سُننے والے اُسکی تصدیق کرتے اور اُسکو قبول کر لیتے تھے کیونکہ کبھی آپ کو غلط کہتے پایا ہی نہیں ۱۲ ۵۵ اس خطبہ کی شرح تمام کرنے کے بعد علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے یہ بحث چھیڑی ہے کہ آنحضرت صلعم اور آپ کی اولاد پر درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں اور اسکے کیا احکام ہیں اسکے متعلق اختلافات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وَاَوْجَبَهَا الشَّافِعِیُّ وَاَصْحَابُهٗ وَاخْتَلَفَ اَصْحَابُهٗ فِیْ وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ فَالْاَكْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهَا وَاجِبَةٌ وَاَنَّهَا شَرْطٌ فِیْ صِحَّةِ الصَّلٰوةِ یعنی نماز میں درود بھیجنے کو امام شافعی اور اُن کے اصحاب نے واجب قرار دیا ہے البتہ اُن کے اصحاب نے اسمیں اختلاف کیا ہے کہ نماز میں آل محمد پر درود بھیجنا واجب ہے یا نہیں تو اکثر علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ واجب ہے بلکہ آل محمد پر نماز میں درود بھیجنا نماز کے قبول ہونے کی شرط ہے۔ اور امام شافعی صاحب کے اشعار اس مضمون کے مشہور ہیں جو تمام کتب اہلسنت میں موجود ہیں کہ وہ فرماتے ہیں ؎ یَا اَهْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ ۔ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ ۔ كَفَاكُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ ۔ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ ۔ یعنی اے اہل بیت رسول صلعم تمہاری محبت خدا کی طرف سے واجب کی گئی ہے جس کا حکم خدا نے قرآن مجید میں نازل کیا ہے تم لوگوں کے جلیل القدر ہونے کیلئے یہی امر کافی ہے کہ جو شخص نماز میں تم پر درود نہ بھیجے گا اُسکی نماز ہی نہ ہوگی (صواعق محرقہ و ارجح المطالب وغیرہ) اور صواعق محرقہ باب ۱۱ فصل اول صفحہ ۱۲۸ میں منجملہ آیات منزلہ در شان اہلبیت تیسرا آیہ یہ لکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ احزاب) اسکے بعد لکھا ہے کہ کعب بن عجرہ سے یہ صحیح روایت مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے عرض کی اے رسول خدا صلعم یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح کرنا چاہیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مگر یہ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کیونکر بھیجیں تو حضرت نے فرمایا قولوا اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا لا تصلوا علیّ الصلوٰۃ البتراء فقالوا وما الصلوٰۃ البتراء قال تقولون اللّٰھم صل علی محمد و تمسکون قولوا اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد یعنی فرمایا کہ مجھ پر دُم بریدہ درود نہ بھیجو لوگوں نے پوچھا دُم بریدہ درود کون ہے حضرت نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیج کر خاموش رہ جاؤ۔ تو ایسا نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ اے خدا اپنا درود نازل کر حضرت رسول خدا صلعم پر اور حضرت کی آل پر بھی ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حِصَّۂ دُوئم

خُطُب

ترجُمَۂ

حُجَّۃُ الاسلام مولانا مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۷۱)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور حضرت علیہ السلام کے کلام کا کچھ حصہ۔

قَالَهٗ لِمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ بِالْبَصْرَةِ۔

جسے بمقام بصرہ مروان بن حکم کے بارے میں (ارشاد) فرمایا۔

قَالُوْا اُخِذَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ اَسِيْرًا يَوْمَ الْجَمَلِ فَاسْتَشْفَعَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَلَّمَاهُ فِيْهِ فَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ۔ فَقَالَ لَهٗ يُبَايِعُكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جنگ جمل میں مروان بن حکم گرفتار ہو کر قید کیا گیا تو اس نے حسن اور حسین علیہما السلام سے خواہش کی کہ وہ امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کریں۔ چنانچہ ان دونوں حضرات نے امیر المومنینؑ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی اور حضرت نے اسے رہا کر دیا۔ پھر دونوں شہزادوں نے کہا یا امیر المومنین یہ آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے تو حضرت نے اسکے متعلق فرمایا۔

اَوَلَمْ يُبَايِعْنِيْ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ بَيْعَتِهٖ اِنَّهَا كَفٌّ يَهُوْدِيَّةٌ لَوْ بَايَعَنِيْ بِكَفِّهٖ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهٖ اَمَا اِنَّ لَهٗ اِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ اَنْفَهٗ۔ وَهُوَ اَبُو الْاَكْبُشِ الْاَرْبَعَةِ وَسَتَلْقَى الْاُمَّةُ مِنْهُ وَمِنْ وَلَدِهٖ يَوْمًا اَحْمَرَ۔

کیا اس نے عثمان کے قتل ہو جانے کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی؟ اب مجھے اسکی بیعت کی ضرورت نہیں یہ یہودی قسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کرے گا تو ذلیل طریقے سے توڑ بھی دے گا۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کتا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو۔ حکومت کرے گا اور اس کے چار بیٹے بھی حکمراں ہوں گے۔ اور امت اس کے اور اس کے بیٹوں کے ہاتھوں سے سختیوں کے دن دیکھے گی۔

۱؎ مروان ابن حکم حضرت عثمان کا بھتیجا اور داماد تھا اور اکہرا جسم اور لمبا قد ہونے کی وجہ سے خیط باطل (باطل کا ڈورا) کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ چنانچہ عبد الملک ابن مروان نے جب عمرو ابن اشدق کو قتل کر دیا تو اسکے بھائی یحییٰ ابن سعید نے کہا ہے غَدَرْتُمْ يَا بَنِيْ خَيْطِ بَاطِلٍ ؛ وَمِنْكُمْ بَنِي الْبُيُوْتُ عَلَى الْغَدْرِ "اے خیط باطل کی اولاد تم نے عمرو سے غداری کی اور تمھارے ایسے لوگ غداری ہی کی بنیادوں پر اپنے اقتدار کی عمارتیں کھڑی کیا کرتے ہیں" اس کا باپ حکم کو فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آیا تھا مگر اسکے طور طریقے ایسے تھے کہ جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے انتہائی اذیت کا باعث ہوتے تھے۔ چنانچہ پیغمبرؐ نے اسپر اور اسکی اولاد پر لعنت کی اور فرمایا کہ وَيْلٌ لِاُمَّتِيْ مِنْ صُلْبِ هٰذَا (اسد الغابہ) یعنی اسکی اولاد کے ہاتھوں میری امت تباہی کے دن دیکھے گی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آخر پیغمبرؐ نے اس کی بڑھتی ہوئی سازشوں کے پیش نظر اُسے مدینہ سے وادی دج (طائف میں ایک جگہ ہے) کی طرف نکلوا دیا، اور مروان بھی اس کے ساتھ چلتا بنا۔ اور پھر پیغمبرؐ نے زندگی بھر ان دونوں کو مدینہ نہ آنے دیا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی ایسا ہی کیا۔ لیکن حضرت عثمان نے اپنے عہد میں ان دونوں کو واپس بُلوا لیا، اور مروان کو تو اس عروج پر پہونچایا کہ گویا خلافت کی باگ ڈور اسی کے ہاتھوں میں ہے۔ اور پھر اسکے حالات اس طرح سازگار ہوئے کہ معاویہ ابن یزید کے مرنے کے بعد خلیفۃ المسلمین بن گیا۔ لیکن ابھی نو مہینے اٹھارہ دن ہی حکومت کرتے ہوئے گزرے تھے کہ ۱۳ رمضان ۶۵ھ میں ۶۳ برس کی عمر میں قضا نے اس طرح آگھیرا، کہ اس کی بیوی اسکے مُنھ پر تکیہ رکھ کر بیٹھ گئی اور اُسوقت تک الگ نہ ہوئی جب تک اس نے دم نہ توڑ دیا۔ اسکے چار بیٹوں کی طرف امیرالمومنینؑ نے اشارہ کیا ہے وہ عبدالملک ابن مروان کے چار بیٹے ولید، سلیمان، یزید اور ہشام ہیں کہ جو عبدالملک کے بعد یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر بیٹھے اور اپنی خونچکاں داستانوں سے صفحات تاریخ رنگین کر گئے۔ اور بعض شارحین نے خود اسکے صلبی بیٹے مراد لئے ہیں جن کے نام یہ ہیں عبدالملک، عبدالعزیز، بشر اور محمد۔ ان میں سے عبدالملک تو خلیفہ ہو گیا اور عبدالعزیز مصر کا، بشر عراق کا اور محمد جزیرہ کا والی قرار پایا۔

خطبہ (۷۲)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا عَزَمُوْا عَلٰى بَيْعَةِ عُثْمَانَ۔

لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِنْ غَيْرِیْ۔ وَوَاللّٰهِ لَاُسْلِمَنَّ مَا سَلِمَتْ اُمُوْرُ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهَا جَوْرٌ اِلَّا عَلَیَّ خَاصَّةً اِلْتِمَاسًا لِاَجْرِ ذٰلِكَ وَفَضْلِهٖ، وَزُهْدًا فِيْمَا تَنَافَسْتُمُوْهُ مِنْ زُخْرُفِهٖ وَزِبْرِجِهٖ۔

حضرت علیہ السلام کے کلام کا کچھ حصہ۔
جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا۔
تم جانتے ہو کہ مجھے اوروں سے زیادہ خلافت کا حق پہونچتا ہے۔ خدا کی قسم! جبتک مسلمانوں کے امور کا نظم و نسق برقرار رہے گا اور صرف میری ہی ذات ظلم و جور کا نشانہ بنتی رہے گی، میں خاموشی اختیار کرتا رہوں گا تاکہ (اس صبر پر) اللہ سے اجر و ثواب طلب کروں اور اس زیب و زینت اور آرائش کو ٹھکرا دوں

جس پر تم مٹے ہوئے ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۷۳)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا بَلَغَهٗ اتِّهَامُ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَهٗ بِالْمُشَارَكَةِ فِيْ دَمِ عُثْمَانَ۔

حضرت علیہ السلام کے کلام کا کچھ حصہ۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنی اُمیہ قتل عثمان میں شرکت کا الزام آپ پر رکھتے ہیں، تو ارشاد فرمایا:۔

اَوَلَمْ يَنْهَ اُمَيَّةَ عِلْمُهَا بِيْ عَنْ قَرْفِيْ اَوْ مَا وَزَعَ الْجُهَّالَ سَابِقَتِيْ عَنْ تُهْمَتِيْ وَلَمَا وَعَظَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ اَبْلَغُ مِنْ لِسَانِيْ اَنَا حَجِيْجُ الْمَارِقِيْنَ وَخَصِيْمُ الْمُرْتَابِيْنَ وَعَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تُعْرَضُ الْاَمْثَالُ وَبِمَا فِي الصُّدُوْرِ يُجَازَى الْعِبَادُ۔

میرے متعلق سب کچھ جاننے بوجھنے نے بھی بنی اُمیہ کو مجھ پر افترا پردازیوں سے باز نہیں رکھا۔ اور نہ میری سبقت ایمانی اور دیرینہ اسلامی خدمات نے ان جاہلوں کو اتہام لگانے سے روکا اور جو اللہ نے (کذب و افترا کے متعلق) انھیں پند و نصیحت کی ہے، وہ میرے بیان سے کہیں بلیغ ہے۔ میں (ان) بے دینوں پر حجت لانے والا اور (دین میں) شک و شبہ کرنے والوں کا فریق مخالف ہوں۔ اور قرآن پر پیش ہونا چاہیئے تمام مشتبہ باتوں کو۔ اور بندوں کو جیسی اُن کی نیت ہوگی ویسا ہی پھل ملے گا۔

خطبہ (۷۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ حُكْمًا فَوَعٰى۔ وَدُعِيَ اِلٰى رَشَادٍ فَدَنَا وَاَخَذَ بِحُجْزَةِ هَادٍ فَنَجَا۔ رَاقَبَ رَبَّهٗ وَخَافَ ذَنْبَهٗ قَدَّمَ خَالِصًا وَعَمِلَ صَالِحًا وَاكْتَسَبَ مَذْخُوْرًا وَاجْتَنَبَ مَحْذُوْرًا۔ رَمٰى غَرَضًا وَاَحْرَزَ عِوَضًا كَابَرَ هَوَاهُ۔ وَكَذَّبَ مُنَاهُ جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ نَجَاتِهٖ وَالتَّقْوٰى عُدَّةَ وَفَاتِهٖ۔ رَكِبَ الطَّرِيْقَةَ الْغَرَّاءَ،

حضرت علیہ السلام کے خطبہ کا کچھ حصہ۔ خدا اُس شخص پر رحم کرے جس نے حکمت کا کوئی کلمہ سنا تو اسے گرہ میں باندھ لیا۔ ہدایت کی طرف اُسے بُلایا گیا تو دوڑ کر قریب ہوا۔ صحیح راہبر کا دامن تھام کر نجات پائی۔ اللہ کو ہر وقت نظروں میں رکھا، اور گناہوں سے خوف کھایا، عمل بے ریا پیش کیا نیک کام کیئے۔ ثواب کا ذخیرہ جمع کیا۔ بُری باتوں سے اجتناب برتا صحیح مقصد کو پا لیا۔ اپنا اجر سمیٹ لیا۔ خواہشوں کا مقابلہ کیا۔ امیدوں کو جھٹلایا۔ صبر کو نجات کی سواری بنا لیا۔ موت کیلئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَزِمَ الْمَحَجَّةَ الْبَيْضَاءَ اِغْتَنَمَ الْمُهَلَ وَ بَادَرَ الْاَجَلَ وَتَزَوَّدَ مِنَ الْعَمَلِ۔

تقوے کا ساز و سامان کیا روشن راہ پر سوار ہوا حق کی شاہراہ پر قدم جمائے۔ زندگی کی مہلت کو غنیمت جانا موت کی طرف قدم بڑھائے۔ اور عمل کا زاد ساتھ لیا۔

خطبہ (۷۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِنَّ بَنِيْ اُمَيَّةَ لَيَفُوْقُوْنَنِيْ تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَفْوِيْقًا وَاللّٰهِ لَئِنْ بَقِيْتُ لَهُمْ لَاَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللِّحَامِ الْوَذَامَ التَّرِبَةَ (وَيُرْوٰى التُّرَابَ الْوَذِمَةَ وَهُوَ عَلَى الْقَلْبِ) قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيَفُوْقُوْنَنِيْ اَيْ يُعْطُوْنَنِيْ مِنَ الْمَالِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا كَفُوَاقِ النَّاقَةِ وَهُوَ الْحَلْبَةُ الْوَاحِدَةُ مِنْ لَبَنِهَا وَالْوُذَامُ جَمْعُ وَذَمَةٍ وَهِيَ الْجُزَّةُ مِنَ الْكَرِشِ اَوِ الْكَبِدِ تَقَعُ فِي التُّرَابِ فَتُنْفَضُ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔

بنی اُمیہ مجھے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو انھیں اس طرح جھاڑ پھینکوں گا، جس طرح قصائی خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے سے مٹی جھاڑ دیتا ہے۔ علامہ رضی فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں الوذام التربۃ (خاک آلودہ گوشت کے ٹکڑے) کے بجائے التراب الوذمۃ (مٹی جو گوشت کے ٹکڑے میں بھر گئی ہو) آیا ہے یعنی صفت کی جگہ موصوف اور موصوف کی جگہ صفت رکھ دی گئی ہے اور لیفوقونی سے حضرت کی مراد یہ ہے کہ وہ مجھے تھوڑا تھوڑا کر کے دیتے ہیں جس طرح اونٹنی کو ذرا سا دودھ لیا جائے (اور پھر تھنوں کو اُسکے بچے کے مُنہ سے لگا دیا جائے تاکہ وہ دودھ جانے کیلئے تیار ہو جائے) اور وذام، وذمہ کی جمع ہے جسکے معنی اوجھڑی یا جگر کے ٹکڑے کے ہیں جو مٹی میں گر پڑے اور پھر مٹی اُس سے جھاڑ دی جائے۔

خطبہ (۷۶)

وَمِنْ كَلِمَاتٍ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدْعُوْ بِهَا۔

امیر المومنین علیہ السلام کے دعائیہ کلمات۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ فَاِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا وَاَيْتُ مِنْ نَفْسِيْ وَلَمْ تَجِدْ لَهٗ وَفَاءً عِنْدِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا تَقَرَّبْتُ بِهٖ اِلَيْكَ بِلِسَانِيْ ثُمَّ خَالَفَهٗ قَلْبِيْ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ وَسَقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ وَشَهَوَاتِ الْجَنَانِ وَهَفَوَاتِ اللِّسَانِ۔

اے اللہ! تو اُن چیزوں کو بخش دے جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ۔ بارالٰہا! جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا مگر تو نے اُسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا، اُسے بھی بخشدے۔ میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے، جن سے تیرا تقرب چاہا تھا مگر دل اُن سے ہمنوا نہ ہوسکا، اُن سے بھی درگزر کر۔ پروردگار تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بُری) خواہشوں، اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کردے۔

خطبہ (۷۷)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَهٗ لِبَعْضِ اَصْحَابِهٖ لَمَّا عَزَمَ عَلَى الْمَسِيْرِ اِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنْ سِرْتَ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ خَشِيْتُ اَنْ لَّا تَظْفَرَ بِمُرَادِكَ مِنْ طَرِيْقِ عِلْمِ النُّجُوْمِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

حضرت علیہ السلام کے کلام کا کچھ حصہ۔ جب آپ نے جنگ خوارج کیلئے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا یا امیرالمومنینؑ اگر آپ اس وقت نکلے تو علم نجوم کی رو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران نہ ہوسکیں گے جس پر آپ نے فرمایا کہ:۔

اَتَزْعُمُ اَنَّكَ تَهْدِيْ اِلَى السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوْءُ وَتَخَوَّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِيْ مَنْ سَارَ فِيْهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ؟ فَمَنْ صَدَّقَ بِهٰذَا فَقَدْ كَذَّبَ الْقُرْاٰنَ وَاسْتَغْنٰى عَنِ الْاِعَانَةِ بِاللّٰهِ فِيْ نَيْلِ الْمَحْبُوْبِ وَدَفْعِ

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اسمیں نکلے تو اُسکے لئے کوئی بُرائی نہ ہوگی۔ اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو کہ اگر کوئی اسمیں نکلے تو اُسے نقصان درپیش ہوگا۔ تو جس نے اُسے صحیح سمجھا اُس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہوگیا۔ تم اپنی ان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَكْرُوهِ. وَتَبْتَغِي فِي قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِأَمْرِكَ أَنْ يُوَلِيَكَ الْحَمْدَ دُونَ رَبِّهِ لِأَنَّكَ بِزَعْمِكَ أَنْتَ هَدَيْتَهُ إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي نَالَ فِيهَا النَّفْعَ وَأَمِنَ الضُّرَّ (ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ)

باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارے گن گائے اسلئے کہ تم نے اپنے خیال میں اُس ساعت کا پتہ دیا کہ جو اسکے لئے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔ (پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:)

أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُمْ وَتَعَلُّمَ النُّجُومِ إِلَّا مَا يُهْتَدَى بِهِ فِي بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ فَإِنَّهَا تَدْعُو إِلَى الْكِهَانَةِ وَالْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ وَالْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ وَالسَّاحِرُ كَالْكَافِرِ وَالْكَافِرُ فِي النَّارِ سِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ

اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو مگر اتنا کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو اسلئے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

۱؎ جب امیر المومنینؑ نے خوارج کی شورشوں کو دبانے کے لئے نہروان کا ارادہ کیا تو عفیف ابن قیس نے آپ سے عرض کیا کہ یہ ساعت اچھی نہیں ہے اگر آپ سوقت روانہ ہوئے تو فتح و ظفر مندی کے بجائے شکست و ہزیمت اُٹھانا پڑے گی مگر حضرت نے اسکی بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور اُسی وقت لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا۔ اور نتیجہ میں خوارج کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ اُنکے چار ہزار جنگجوؤں میں سے صرف نو آدمی بھاگ کر اپنی جان بچا سکے اور باقی کا صفایا ہو گیا۔ امیر المومنینؑ نے نجوم کے غلط و نادرست ہونے پر تین طرح سے استدلال فرمایا ہے پہلے یہ کہ اگر منجم کی باتوں کو درست مان لیا جائے تو قرآن کو جھٹلانا پڑے گا۔ کیونکہ منجم ستاروں کو دیکھ کر غیب میں چھپی ہوئی چیزوں کے جاننے کا ادعا کرتا ہے اور قرآن یہ کہتا ہے کہ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ، اِلَّا اللّٰهُ یعنی آسمان و زمین کے بسنے والوں میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ مستقبل کے حالات سے مطلع ہو کر اپنے نفع و نقصان کو جان سکتا ہے تو وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے اور اُس سے مدد چاہنے میں اپنے کو بے نیاز سمجھے گا۔ اور یہ اللہ سے بے اعتنائی اور اُسکے مقابلہ میں خود اعتمادی ایک طرح کا زندقہ و الحاد ہے جو اللہ سے اُسکے توفیقات کو ختم کر دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر وہ کسی مقصد میں کامیاب ہوگا تو اس کامیابی کو اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

علم کا نتیجہ قرار دے گا۔ جس سے وہ اللہ کے بجائے خود اپنے نفس کو سراہے گا۔ اور اس سلسلہ میں جن کی راہنمائی کرے گا ان سے بھی یہی چاہے گا کہ وہ اللہ کے شکر گزار ہونے کے بجائے اسکے شکر گزار ہوں۔ یہ تمام چیزیں فن نجوم میں اس حد تک مداخلت سے نہیں روکتیں، جس حد تک نجوم کی تاثیر کو منجانب اللہ دواؤں کے طبعی اثر کے قبیل سے مانا جائے۔ جس میں قدرت الٰہی پھر بھی موانع پیدا کر کے سدراہ ہو سکتی ہے۔ ہمارے اکثر علماء اسلام جو علم نجوم میں مہارت حاصل کئے ہوئے تھے، وہ اسی بنا پر صحیح ہے کہ وہ اسکے نتائج کو قطعی نہ سمجھتے تھے۔

خطبہ (۷۸)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ حَرْبِ الْجَمَلِ فِيْ ذَمِّ النِّسَآءِ!

مَعَاشِرَ النَّاسِ اِنَّ النِّسَآءَ نَوَاقِصُ الْاِيْمَانِ نَوَاقِصُ الْحُظُوْظِ نَوَاقِصُ الْعُقُوْلِ فَاَمَّا نُقْصَانُ اِيْمَانِهِنَّ فَقُعُوْدُهُنَّ عَنِ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ فِيْ اَيَّامِ حَيْضِهِنَّ وَ اَمَّا نُقْصَانُ عُقُوْلِهِنَّ فَشَهَادَةُ امْرَاَتَيْنِ كَشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ وَاَمَّا نُقْصَانُ حُظُوْظِهِنَّ فَمَوَارِيْثُهُنَّ عَلَى الْاَنْصَافِ مِنْ مَوَارِيْثِ الرِّجَالِ فَاتَّقُوْا شِرَارَ النِّسَآءِ۔ وَكُوْنُوْا مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلٰى حَذَرٍ وَلَا تُطِيْعُوْهُنَّ فِي الْمَعْرُوْفِ حَتّٰى لَا يَطْمَعْنَ فِي الْمُنْكَرِ۔

حضرت علیہ السلام کے خطبہ سے کچھ حصہ۔ جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں کی مذمت میں فرمایا۔

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں۔ نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ ایام کے دور میں نماز اور روزہ انھیں چھوڑنا پڑتا ہے اور ناقص العقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے اور حصہ و نصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے۔ بری عورتوں سے ڈرو، اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہا کرو۔ تم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو تاکہ آگے بڑھ کر وہ بری باتوں کے منوانے پر نہ اتر آئیں۔

لہ یہ خطبہ جنگ جمل کی تباہ کاریوں کے بعد ارشاد فرمایا اور چونکہ اس جنگ کی ہلاکت آفرینیاں ایک عورت کے حکم پر آنکھ بند کر کے چل پڑنے کا نتیجہ تھیں اسلئے اسمیں ان کے فطری نقائص اور ان کے وجوہ و اسباب کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ان کی پہلی کمزوری یہ ہے کہ انھیں ہر مہینہ میں چند دنوں کیلئے نماز و روزہ سے دست بردار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہونا پڑتا ہے، اور یہ اعمال سے علیحدگی ان کے ایمان کے نقص کی دلیل ہے۔ اگرچہ ایمان کے حقیقی معنی تصدیق قلبی و اعتقاد باطنی کے ہیں مگر بطور مجاز عمل و کردار پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے۔ چونکہ اعمال ایمان کا آئینہ ہوتے ہیں، لہذا اعمال کو بھی ایمان کا جزو قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام علی ابن موسے الرضا سے مروی ہے کہ اَنَّ الْاِیْمَانَ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْقَلْبِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَالْعَمَلُ بِالْاَرْکَانِ یعنی ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اقرار اور اعضا سے عمل کرنے کا نام ہے۔ دوسری کمزوری یہ ہے کہ ان کی فطری استعداد عقلی تصرفات کو پورے طور سے قبول کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ لہذا ان کے میدان عمل کی وسعت کے لحاظ سے فطرت نے ان کو قوائے عقلیہ دیے ہیں جو حمل، ولادت، رضاعت، تربیت اولاد اور امور خانہ داری میں ان کی رہنمائی کر سکیں۔ اور اسی ذہنی و عقلی کمزوری کی بنا پر ان کی گواہی کو مرد کی گواہی کا درجہ نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰی۔ یعنی اپنے مردوں میں سے جنھیں تم گواہی کیلئے پسند کرو دو مردوں کی گواہی لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اگر ایک بھول جائے گی تو انمیں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے گی۔ تیسری کمزوری یہ ہے کہ ان کی میراث کا حصہ مرد کے حصہ میراث سے نصف ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنی خدا تمھاری اولاد کے بارے میں تمھیں وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہوگا"۔ اس سے عورت کی کمزوری کا پتہ یوں چلتا ہے کہ میراث میں اسکا حصہ نصف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسکی کفالت کا بار مرد پر ہوتا ہے تو جب مرد کی حیثیت ایک کفیل و نگراں کی قرار پائی، تو نگرانی و سرپرستی کی محتاج صنف اپنی کمزوری کی خود آئینہ دار ہوگی۔ ان کی فطری کمزوریوں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد ان کی اندھا دھند پیروی اور غلط اطاعت کے مفاسد کا ذکر کرتے ہیں کہ بُری بات تو خیر بُری ہوتی ہی ہے۔ اگر وہ کسی اچھی بات کیلئے بھی کہیں تو اُسے اس طرح انجام نہیں دینا چاہیے کہ انھیں یہ خیال ہونے لگے کہ یہ ان کی خاطر اور رضا جوئی کیلئے بجا لائی گئی ہے بلکہ اس طرح کہ وہ یہ سمجھ لیں کہ اس اچھے کام کو اُسکے اچھے ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے اسمیں اُنکی خواہش و رضامندی کو کوئی دخل نہیں ہے اور اگر اُن کو یہ وہم بھی ہو گیا کہ اسمیں انکی خوشنودی کو ملحوظ رکھا گیا ہے تو وہ ہاتھ پکڑتے ہوئے پہونچہ پکڑنے پر اُتر آئیں گی اور یہ چاہنے لگیں گی کہ اُن کی ہر بُری سے بُری بات کے آگے سر جھکایا جائے جس کا لازمی نتیجہ تباہی و بربادی ہوگا۔ امیر المومنین علیہ السّلام کے اس ارشاد کے متعلق علامہ محمد عبدہ تحریر کرتے ہیں کہ: وَلَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ قَوْلًا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صَدَّقَتْهُ التَّجَارِبُ فِي الْأَحْقَابِ الْمُتَطَاوِلَةِ" امیر المومنین علیہ السّلام نے ایک ایسی بات کہہ دی ہے، کہ طویل صدیوں کے تجربے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

خطبہ (۷۹)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السّلام کے کلام کا کچھ حصّہ۔

أَيُّهَا النَّاسُ الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْأَمَلِ. وَالشُّكْرُ عِنْدَ النِّعَمِ. وَالْوَرَعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ. فَإِنْ عَزَبَ ذٰلِكَ عَنْكُمْ فَلَا يَغْلِبِ الْحَرَامُ صَبْرَكُمْ وَلَا تَنْسَوُا عِنْدَ النِّعَمِ شُكْرَكُمْ فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ بِحُجَجٍ مُسْفِرَةٍ ظَاهِرَةٍ وَكُتُبٍ بَارِزَةِ الْعُذْرِ وَاضِحَةٍ۔

اے لوگو! اُمیدوں کو کم کرنا، نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اور حرام چیزوں سے دامن بچانا ہی زہد و ورع ہے۔ اگر (دامن اُمید کو سمیٹنا) تمہارے لئے مشکل ہو جائے، تو اتنا تو ہو کہ حرام تمہارے صبر و شکیب پر غالب نہ آجائے، اور نعمتوں کے وقت شکر کو بھول نہ جاؤ۔ خداوند عالم نے روشن اور کھلی ہوئی دلیلوں سے اور حجت تمام کرنے والی واضح کتابوں کے ذریعے تمہارے لئے حیل و حجت کا موقع نہیں رہنے دیا۔

خطبہ (۸۰)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صِفَةِ الدُّنْيَا۔

حضرت علیہ السّلام کے کلام کا کچھ حصّہ۔ جسے دنیا کی صفت میں (ارشاد) فرمایا۔

مَا أَصِفُ مِنْ دَارٍ أَوَّلُهَا عَنَاءٌ وَآخِرُهَا فَنَاءٌ. فِي حَلَالِهَا حِسَابٌ وَفِي حَرَامِهَا عِقَابٌ. مَنِ اسْتَغْنَى فِيهَا فُتِنَ. وَمَنِ افْتَقَرَ فِيهَا حَزِنَ. وَمَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ وَمَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ وَمَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ. وَمَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتْهُ۔

میں اس دار دنیا کی حالت کیا بیان کروں کہ جس کی ابتدا رنج اور انتہا فنا ہو جسکے حلال میں حساب اور حرام میں سزا و عقاب ہو۔ یہاں اگر کوئی غنی ہو تو اسے فتنوں سے واسطہ اور فقیر ہو تو حزن و ملال سے سابقہ رہے جو دنیا کیلئے سعی و کوشش میں لگا رہتا ہے اسکی دنیوی آرزوئیں بڑھتی ہی جاتی ہیں اور جو کوششوں سے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(اَقُوْلُ وَاِذَا تَاَمَّلَ الْمُتَاَمِّلُ قَوْلَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ اَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ وَجَدَ تَحْتَهٗ مِنَ الْمَعْنَى الْعَجِيْبِ وَالْغَرَضِ الْبَعِيْدِ مَالَا تَبْلُغُ غَايَتُهٗ وَلَا يُدْرَكُ غَوْرُهٗ۔ وَلَا سِيَّمَا اِذَا قَرَنَ اِلَيْهِ قَوْلَهٗ: وَمَنْ اَبْصَرَ اِلَيْهَا اَعْمَتْهُ۔ فَاِنَّهٗ يَجِدُ الْفَرْقَ بَيْنَ اَبْصَرَ بِهَا وَاَبْصَرَ اِلَيْهَا وَاضِحًا نَيِّرًا وَعَجِيْبًا بَاهِرًا)۔

دنیا خود ہی اُس سے سازگار ہو جاتی ہے۔ جو شخص دنیا کو عبرتوں کا آئینہ سمجھ کر دیکھتا ہے تو وہ اُسکی آنکھوں کو روشن و بینا کر دیتی ہے اور جو صرف دنیا ہی پر نظر رکھتا ہے تو وہ اُسے کور دنیا بینا بنا دیتی ہے۔ (علامہ رضی کہتے ہیں کہ اگر غور و فکر کرنے والا حضرت کے اس ارشاد من ابصر بها بصرته "جو اس دنیا کو عبرت حاصل کرنے کیلئے دیکھے تو وہ اُسے بصیر و بینا بنا دیتی ہے" کو وقت غور کی نگاہوں سے دیکھے تو وہ اُسمیں عجیب و غریب معنی اور گہرے مطالب پائے گا۔ کہ اُسکی انتہا تک پہونچ اور نہ اُسکے گہراؤ تک رسائی ہو سکتی ہے خصوصاً اُسکے ساتھ یہ جملہ ومن ابصر اليها اعمتهٗ "اور جو صرف دنیا کو دیکھتا رہے تو وہ اُس سے آنکھوں کی روشنی چھین لیتی ہے" بھی ملا یا جائے تو ابصر بها اور ابصر اليها میں فرق واضح محسوس کرے گا اور حیرت سے اُسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

لہ "دنیا کی ابتدا مشقت اور انتہا ہلاکت ہے" یہ جملہ اسی حقیقت کا ترجمان ہے جسے قرآن نے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ (ہم نے انسان کو تعب و مشقت میں رہنے والا پیدا کیا ہے) کی لفظوں میں پیش کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کے دور حیات کی کروٹیں شکم مادر کی تنگنائیوں سے لے کر فضائے عالم کی وسعتوں تک کہیں بھی سکون و قرار سے ہمکنار نہیں ہوتیں جب زندگی سے آشنا ہوتا ہے تو وہ اپنے کو ایک ایسے تیرہ و تار زندان میں جکڑا ہوا پاتا ہے کہ جہاں نہ ہاتھ پیروں کو جنبش دے سکتا ہے اور نہ پہلو بدل سکتا ہے۔ اور جب ان جکڑ بندیوں سے چھٹکارا پا کر دنیا میں آتا ہے تو مختلف صعوبتوں کے دور سے اسے گزرنا پڑتا ہے۔ ابتدا میں نہ زبان سے بول سکتا ہے کہ اپنے دکھ درد کو بیان کر سکے اور نہ اعضا و جوارح میں سکت رکھتا ہے کہ اپنی ضرورتوں کو پورا کر سکے صرف اُسکی دبی ہوئی سسکیاں اور اشکوں کی روانیاں ہی اُسکی ضروریات کا احساس اور اُسکے رنج و قلق کی ترجمانی کرتی ہیں۔ اس دور سے گزرنے کے بعد جب تعلیم و تربیت کی منزل میں قدم رکھتا ہے تو بات بات پر ڈانٹ ڈپٹ کی آوازیں اُسکا خیر مقدم کرتی ہیں ہر وقت خوف زدہ اور سہما ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جب اس دور محکومیت سے نجات پاتا ہے تو اہل و عیال کی بندشوں اور معاش کی فکروں میں گھر جاتا ہے جہاں کبھی ہم پیشہ رقیبوں سے چپقلش، کبھی دشمنوں سے ٹکراؤ، کبھی حوادث زمانہ کا مقابلہ، کبھی بیماریوں کا حملہ اور کبھی اولاد کا صدمہ اُسے درپیش رہتا ہے یہاں تک کہ بڑھاپا لاچاریوں اور بے بسیوں کے پیغام لے کر آ پہونچتا ہے۔ اور آخر دل میں حسرت و اندوہ لئے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس جہان فانی کو خیرباد کہہ دیتا ہے ـــــ پھر اس دنیا کے متعلق فرماتے کہ اسکی حلال چیزوں میں حساب کی موشگافیاں اور حرام چیزوں میں عقاب کی سختیاں ہیں جس سے خوشگوار لذتیں بھی اسکے کام و دہن میں تلخی پیدا کر دیتی ہیں اگر اس دنیا میں مال و دولت کی فراوانی ہو تو انسان ایک ایسے چکر میں پڑ جاتا ہے کہ جس سے راحت و سکون کو کھو بیٹھتا ہے اور اگر تنگدستی و ناداری ہو تو دولت کے غم میں گھلا جاتا ہے۔ اور جو اس دنیا کیلئے تگ و دو میں لگا رہتا ہے اسکی آرزوؤں کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ ایک امید بر آتی ہے تو دوسری آرزو کو پورا کرنے کی ہوس دامنگیر ہو جاتی ہے۔ اس دنیا کی مثال سایہ کی طرح ہے کہ اگر اسکے پیچھے دوڑو تو وہ آگے بھاگتا ہے، اور اگر اس سے دامن چھڑا کر پیچھے بھاگو تو وہ پیچھے دوڑنے لگتا ہے۔ یونہی جو اس دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتا، تو وہ خود اسکے پیچھے دوڑتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو حرص و ہوس کے پھندوں کو توڑ کر بے جا دنیا طلبی سے دست کش ہو جاتا ہے، دنیا اُسے بھی حاصل ہوتی ہے اور وہ اس سے محروم نہیں کر دیا جاتا۔ لہذا جو شخص دنیا کی سطح سے بلند ہو کر دنیا کو دیکھے اور اُسکے احوال و ادوار سے عبرت حاصل کرے اور اُسکی نیرنگیوں اور بوقلمونیوں سے صانع عالم کی قدرت، تدبیر و حکمت اور رحمت و رافت اور اُس کی ربوبیت کا پتہ لگائے تو اُس کی آنکھیں روشن و بینا ہو جائیں گی۔ اور جو شخص صرف دنیا کی رنگینیوں میں کھویا رہتا ہے اور اُسکی آرائشوں پر مرمٹتا ہے تو وہ دیدۂ دل کی روشنی کھو کر اُسکی اندھیاریوں ہی میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اسی لئے قدرت نے ایسی نظروں سے دنیا کو دیکھنے سے منع فرمایا ہے: "لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ" "کچھ لوگوں کو ہم نے زندگانی دنیا کی شادابی سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کو اس سے آزمائیں۔ تم اس متاع دنیا کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو"

خطبہ (۸۱)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتُسَمَّى بِالْغَرَّاءِ وَهِيَ مِنَ الْخُطَبِ الْعَجِيبَةِ۔

حضرت علیہ السلام کے خطبہ سے کچھ حصہ۔ اس خطبہ کا نام خطبہ غرا ہے جو امیر المومنین علیہ السلام کے عجیب و غریب خطبوں میں شمار ہوتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَا بِطَوْلِهِ۔ وَدَنَا بِفَضْلِهِ۔ مَانِحِ كُلِّ غَنِيمَةٍ وَفَضْلٍ۔ وَكَاشِفِ كُلِّ عَظِيمَةٍ وَأَزْلٍ۔ أَحْمَدُهُ عَلَىٰ عَوَاطِفِ

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہے جو اپنی طاقت کے اعتبار سے بلند، اپنی بخشش کے لحاظ سے قریب ہے۔ ہر نفع و زیادتی کا عطا کرنیوالا اور ہر مصیبت و ابتلا کا دور کرنیوالا ہے میں اُس کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَرَمِهٖ۔ وَسَوَابِغِ نَعْمَائِهٖ۔ وَأُؤْمِنُ بِهٖ أَوَّلًا بَادِيًا۔ وَأَسْتَهْدِيْهِ قَرِيْبًا هَادِيًا وَأَسْتَعِيْنُهٗ قَاهِرًا قَادِرًا۔ وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِيًا نَاصِرًا۔ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَرْسَلَهٗ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهٖ وَإِنْهَاءِ عُذْرِهٖ وَتَقْدِيْمِ نُذُرِهٖ۔

أُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ ضَرَبَ لَكُمُ الْأَمْثَالَ وَوَقَّتَ لَكُمُ الْآجَالَ وَأَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ وَأَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ وَأَحَاطَكُمْ بِالْإِحْصَاءِ۔ وَأَرْصَدَ لَكُمُ الْجَزَاءَ۔ وَآثَرَكُمْ بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ وَالرِّفَدِ الرَّوَافِغِ وَأَنْذَرَكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَوَالِغِ۔ وَأَحْصَاكُمْ عَدَدًا۔ وَوَظَّفَ لَكُمْ مَدَدًا فِيْ قَرَارِ خِبْرَةٍ وَدَارِ عِبْرَةٍ أَنْتُمْ مُخْتَبَرُوْنَ فِيْهَا وَمُحَاسَبُوْنَ عَلَيْهَا فَإِنَّ الدُّنْيَا رَنِقٌ مَشْرَبُهَا رَدِغٌ مَشْرَعُهَا يُوْنِقُ مَنْظَرُهَا وَيُوْبِقُ مَخْبَرُهَا۔ غُرُوْرٌ حَائِلٌ وَضَوْءٌ آفِلٌ وَظِلٌّ زَائِلٌ۔ وَسِنَادٌ مَائِلٌ۔ حَتّٰى إِذَا آنَسَ نَافِرَهَا۔ وَأَطْمَأَنَّ نَاكِرُهَا قَمَصَتْ بِأَرْجُلِهَا۔ وَقَنَصَتْ بِأَحْبُلِهَا۔ وَأَقْصَدَتْ بِأَسْهُمِهَا وَأَعْلَقَتِ الْمَرْءَ أَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ۔ قَاعِدَةً

نوازشوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اُسکی حمد و ثنا کرتا ہوں میں اُسپر ایمان رکھتا ہوں چونکہ وہ اول ظاہر ہے اور اُس سے ہدایت چاہتا ہوں چونکہ وہ قریب اور ہادی ہے اور اُس سے مدد چاہتا ہوں چونکہ وہ قادر و توانا ہے۔ اور اُسپر بھروسا کرتا ہوں چونکہ وہ ہر طرح کی کفایت و اعانت کرنیوالا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُسکے عبد و رسول ہیں جنھیں احکام کے نفاذ اور حجت کے اتمام اور عبرتناک واقعات پیش کرکے پہلے سے متنبہ کردینے کے لئے بھیجا۔

خدا کے بندو! میں تمھیں اُس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمھارے (سمجھانے کیلئے) مثالیں پیش کیں اور تمھاری زندگی کے اوقات مقرر کئے۔ تمھیں (مختلف) لباسوں سے ڈھانپا اور تمھارے رزق کا سامان فراواں کیا اُس نے تمھارا پورا جائزہ لے رکھا ہے اور تمھارے لئے جزا مقرر کی ہے اور تمھیں اپنی وسیع نعمتوں اور فراخ عطیوں سے نوازا اور مؤثر دلیلوں سے متنبہ کردیا ہے۔ وہ ایک ایک کرکے تمھیں گن چکا ہے اور اس مقام آزمائش و محل عبرت میں اُس نے تمھاری عمریں مقرر کردی ہیں۔ اس میں تمھاری آزمائش ہے۔ اور اسکی درآمد برآمد پر تمھارا حساب ہوگا۔ اس دنیا کا گھاٹ گندلا اور سیراب ہونے کی جگہ کیچڑ سے بھری ہوئی ہے۔ اسکا ظاہر خوشنما اور باطن تباہ کن ہے۔ یہ ایک مٹ جانے والا دھوکا، غروب ہوجانے والی روشنی، ڈھل جانے والا سایہ، اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَهٗ إِلٰى ضَنَاكِ الْمَضْجَعِ۔ وَوَحْشَةِ الْمَرْجِعِ
وَمُعَايَنَةِ الْمَحَلِّ وَثَوَابِ الْعَمَلِ۔ وَكَذٰلِكَ
الْخَلَفُ يَعْقُبُ السَّلَفَ۔ لَا تُقْلِعُ الْمَنِيَّةُ
اخْتِرَامًا وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُوْنَ اجْتِرَامًا
يَمْتَنِوْنَ مِثَالًا وَيَمْضُوْنَ أَرْسَالًا إِلٰى
غَايَةِ الْانْتِهَاءِ وَصَيُّوْرِ الْفَنَاءِ حَتّٰى إِذَا
تَصَرَّمَتِ الْأُمُوْرُ وَتَقَضَّتِ الدُّهُوْرُ
وَأَزِفَ النُّشُوْرُ أَخْرَجَهُمْ مِنْ ضَرَائِحِ
الْقُبُوْرِ وَأَوْكَارِ الطُّيُوْرِ وَأَوْجِرَةِ السِّبَاعِ
وَمَطَارِحِ الْمَهَالِكِ سِرَاعًا إِلٰى أَمْرِهٖ۔
مُهْطِعِيْنَ إِلٰى مَعَادِهٖ۔ رَعِيْلًا صُمُوْتًا
قِيَامًا صُفُوْفًا يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَيُسْمِعُهُمُ
الدَّاعِيْ۔ عَلَيْهِمْ لَبُوْسُ الْاِسْتِكَانَةِ۔ وَ
ضَرَعُ الْاِسْتِسْلَامِ وَالذِّلَّةِ۔ قَدْ ضَلَّتِ
الْحِيَلُ۔ وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ۔ وَهَوَتِ الْأَفْئِدَةُ
كَاظِمَةً۔ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ مُهَيْنِمَةً
وَالْجَمَ الْعَرَقُ۔ وَعَظُمَ الشَّفَقُ وَأَرْعِدَتِ
الْأَسْمَاعُ لِزَبْرَةِ الدَّاعِيْ إِلٰى فَصْلِ الْخِطَابِ
وَمُقَايَضَةِ الْجَزَاءِ وَنَكَالِ الْعِقَابِ۔ وَ
نَوَالِ الثَّوَابِ۔ عِبَادٌ مَخْلُوْقُوْنَ اقْتِدَارًا۔
وَمَرْبُوْبُوْنَ اقْتِسَارًا وَمَقْبُوْضُوْنَ
احْتِضَارًا۔ وَمُضَمَّنُوْنَ أَجْدَاثًا۔ وَكَائِنُوْنَ
رُفَاتًا۔ وَمَبْعُوْثُوْنَ أَفْرَادًا۔ وَمَدِيْنُوْنَ

جھکا ہوا ستون ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا اس سے
دل لگا لیتا ہے اور اجنبی اس سے مطمئن ہو جاتا ہے، تو یہ اپنے
پیروں کو اٹھا کر زمین پر دے مارتی ہے اور اپنے جال میں پھانس
لیتی ہے اور اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے اور اسکے گلے میں
موت کا پھندا ڈال کر تنگ و تار قبر اور وحشتناک منزل تک
لے جاتی ہے کہ جہاں سے وہ اپنا ٹھکانا (جنت یا دوزخ)
دیکھ لے اور اپنے کئے کا نتیجہ پالے۔ بعد میں آنے والوں کی
حالت بھی اگلوں کی سی ہے نہ موت کا ٹ چھانٹ سے منھ
موڑتی ہے اور نہ باقی رہنے والے گناہ سے باز آتے ہیں۔ باہم
ایک دوسرے کے طور طریقوں کی پیروی کرتے ہیں اور یکے
بعد دیگرے منزل منتہا و مقام فنا تک بڑھ رہے ہیں یہاں
تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور دنیا کی عمر
تمام ہو جائے گی، اور قیامت کا ہنگام آجائے گا تو اللہ
سب کو قبر کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے
بھٹوں اور ہلاکت گاہوں سے نکالے گا۔ گروہ در گروہ،
صامت و ساکت، ایستادہ وصف بستہ امر الٰہی کی طرف
بڑھتے ہوئے اور اپنی جائے بازگشت کی جانب دوڑتے
ہوئے، نگاہ قدرت ان پر حاوی اور پکارنے والے کی
آواز ان سب کے کان میں آتی ہوئی ہوگی۔ وہ ضعف و
بے چارگی کا لباس پہنے ہوئے ہونگے، اور عجز و بے کسی
کی وجہ سے ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ حیلے اور تدبیریں
غائب، اور امیدیں منقطع ہو چکی ہونگی۔ دل مایوسانہ
خاموشیوں کے ساتھ بیٹھے ہوں گے۔ آوازیں دب کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جَزَآءً۔ وَمُمَيَّزُوْنَ حِسَابًا۔ قَدْ اُمْهِلُوْا
فِيْ طَلَبِ الْمَخْرَجِ وَهُدُوْا سَبِيْلَ الْمَنْهَجِ
وَعُمِّرُوْا مَهَلَ الْمُسْتَعْتَبِ۔ وَكُشِفَتْ
عَنْهُمْ سُدَفُ الرَّيْبِ وَخُلُّوْا لِمِضْمَارِ
الْجِيَادِ۔ وَرَوِيَّةِ الْاِرْتِيَادِ۔ وَاَنَاةِ
الْمُقْتَبِسِ الْمُرْتَادِ فِيْ مُدَّةِ الْاَجَلِ وَ
مُضْطَرَبِ الْمَهَلِ۔ فَيَا لَهَا اَمْثَالًا
صَائِبَةً۔ وَمَوَاعِظَ شَافِيَةً لَوْ صَادَفَتْ
قُلُوْبًا زَاكِيَةً وَاَسْمَاعًا وَاعِيَةً۔ وَاَرَاٰءً
عَازِمَةً وَاَلْبَابًا حَازِمَةً۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
تَقِيَّةَ مَنْ سَمِعَ فَخَشَعَ وَاقْتَرَفَ فَاعْتَرَفَ
وَوَجِلَ فَعَمِلَ وَحَاذَرَ فَبَادَرَ۔ وَاَيْقَنَ
فَاَحْسَنَ۔ وَعُبِّرَ فَاعْتَبَرَ۔ وَحُذِّرَ فَاَزْدَجَرَ
وَاَجَابَ فَاَنَابَ۔ وَرَجَعَ فَتَابَ۔ وَاقْتَدٰى
فَاحْتَذٰى۔ وَاُرِيَ فَرَاٰى فَاَسْرَعَ طَالِبًا
وَنَجَا هَارِبًا فَاَفَادَ ذَخِيْرَةً وَاَطَابَ
سَرِيْرَةً۔ وَعُمِّرَ مَعَادًا۔ وَاسْتَظْهَرَ
زَادًا۔ لِيَوْمِ رَحِيْلِهٖ۔ وَوَجْهِ سَبِيْلِهٖ۔
وَحَالِ حَاجَتِهٖ۔ وَمَوْطِنِ فَاقَتِهٖ۔ وَقَدَّمَ
اَمَامَهٗ لِدَارِ مُقَامِهٖ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ
اللّٰهِ جِهَةَ مَا خَلَقَكُمْ لَهٗ۔ وَاحْذَرُوْا مِنْهُ
كُنْهَ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهٖ وَاسْتَحِقُّوْا
مِنْهُ مَا اَعَدَّ لَكُمْ بِالتَّنَجُّزِ لِصِدْقِ مِيْعَادِهٖ

خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں پھندا ڈال دے گا۔ وحشت
بڑھ جائے گی۔ اور جب انھیں آخری فیصلہ سنانے، عملوں کا
معاوضہ دینے، اور عذاب و عقوبت اور اجر و ثواب کیلئے بلایا
جائے گا تو پکارنے والے کی گرج دار آواز سے کان لرز اٹھیں گے
یہ بندے اُسکے اقتدار کا ثبوت دینے کیلئے وجود میں آئے ہیں اور
غلبہ و تسلط کے ساتھ انکی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے وقت اُن کی
روحیں قبض کرلی جاتی ہیں اور قبروں میں رکھ دیے جاتے ہیں (جہاں)
یہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور (پھر) قبروں سے اکیلے اُٹھائے
جائیں گے اور عملوں کے مطابق جزا پائیں گے۔ اور سب کے الگ
الگ حساب دینا ہوگا۔ انھیں دنیا میں رہتے ہوئے کافی مہلت
موقع دیا گیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا جا چکا تھا، اور
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے مہلت بھی دی گئی تھی۔
شک و شبہات کی تاریکیاں ان سے دور کر دی گئی تھیں اور اس
مدت حیات و آماجگاہ عمل میں انھیں کھلا چھوڑ دیا گیا تھا،
تاکہ آخرت میں دوڑ لگانے کی تیاری، اور سوچ بچار سے مقصد
کی تلاش کرلیں اور اتنی مہلت پائیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے
اور اپنی آئندہ منزل کا سامان کرنے کیلئے ضروری ہے۔ یہ کتنی
ہی صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں۔ بشرطیکہ انھیں پاکیزہ
دل اور سننے والے کان اور مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب
ہوں۔ اللہ سے ڈرو، اس شخص کے مانند جس نے نصیحت کی باتوں
کو سنا تو جھک گیا، گناہ کیا تو اسکا اعتراف کیا ڈرا، تو عمل کیا۔
خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا۔ قیامت کا یقین کیا، تو
اچھے اعمال بجا لایا۔ عبرتیں دلائی گئیں، تو اس نے عبرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْحَذَرِ مِنْ هَوْلِ مَعَادِهٖ۔

وَ "مِنْهَا" جَعَلَ لَكُمْ اَسْمَاعًا لِتَعِيَ مَاعَنَاهَا۔ وَاَبْصَارًا لِتَجْلُوَ عَنْ عَشَاهَا وَاَشْلَاءً جَامِعَةً لِاَعْضَائِهَا۔ مُلَائِمَةً لِاَحْنَائِهَا فِيْ تَرْكِيْبِ صُوَرِهَا وَمُدَدِ عُمُرِهَا بِاَبْدَانٍ قَائِمَةٍ بِاَرْفَاقِهَا وَقُلُوْبٍ رَائِدَةٍ لِاَرْزَاقِهَا فِيْ مُحَلِّلَاتِ نِعَمِهٖ۔ وَمُوْجِبَاتِ مِنَنِهٖ۔ وَحَوَاجِزِ عَافِيَتِهٖ۔ وَقَدَّرَ لَكُمْ اَعْمَارًا سَتَرَهَا عَنْكُمْ۔ وَخَلَّفَ لَكُمْ عِبَرًا مِنْ اٰثَارِ الْمَاضِيْنَ قَبْلَكُمْ مِنْ مُسْتَمْتَعِ خَلَاقِهِمْ وَمُسْتَفْسَحِ خَنَاقِهِمْ۔ اَرْهَقَتْهُمُ الْمَنَايَا دُوْنَ الْاٰمَالِ۔ وَشَذَّبَهُمْ عَنْهَا تَخَرُّمُ الْاٰجَالِ۔ لَمْ يَمْهَدُوْا فِيْ سَلَامَةِ الْاَبْدَانِ وَلَمْ يَعْتَبِرُوْا فِيْ اُنُفِ الْاَوَانِ۔ فَهَلْ يَنْتَظِرُ اَهْلُ بَضَاضَةِ الشَّبَابِ اِلَّا حَوَانِيَ الْهَرَمِ۔ وَاَهْلُ غَضَارَةِ الصِّحَّةِ اِلَّا نَوَازِلَ السَّقَمِ۔ وَاَهْلُ مُدَّةِ الْبَقَاءِ اِلَّا اٰوِنَةَ الْفَنَاءِ مَعَ قُرْبِ الزِّيَالِ وَاُزُوْفِ الْاِنْتِقَالِ وَعَلَزِ الْقَلَقِ۔ وَاَلَمِ الْمَضَضِ وَغُصَصِ الْجَرَضِ۔ وَتَلَفُّتِ الْاِسْتِغَاثَةِ بِنُصْرَةِ الْحَفَدَةِ وَالْاَقْرِبَاءِ وَالْاَعِزَّةِ وَالْقُرَنَاءِ۔ فَهَلْ دَفَعَتِ الْاَقَارِبُ

حاصل کی۔ اور خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رُک گیا۔ اور (اللہ کی پکار پر) لبیک کہی، تو پھر اُسکی طرف رُخ موڑ لیا۔ اور اُسکی طرف توبہ و انابت کے ساتھ متوجہ ہوا۔ (اگلوں کی) پوری پوری پیروی کی اور حق کے دکھائے جانے پر اُسے دیکھ لیا۔ ایسا شخص طلب حق کیلئے سرگرم عمل رہا، اور (دنیا کے بندھنوں سے) چھوٹ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اُس نے اپنے لئے ذخیرہ فراہم کیا، اور باطن کو پاک و صاف رکھا اور آخرت کا گھر آباد کر لیا۔ سفر آخرت اور اُسکی راہ نوردی کیلئے اور احتیاج کے مواقع، اور فقر و فاقہ کے مقامات کے پیش نظر اس نے زاد اپنے ہمراہ بار کر لیا ہے۔ اللہ کے بندو! اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کے پیش نظر اُس سے ڈرتے رہو، اور جس حد تک اُس نے تمہیں ڈرایا ہے اُس حد تک اُس سے خوف کھاتے رہو۔ اور اس سے اُسکے سچے وعدے کا ایفا چاہتے ہوئے اور ہولِ قیامت سے ڈرتے ہوئے اُن چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اُس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔

اسی خطبہ میں کے یہ بھی الفاظ ہیں:۔ اُس نے تمہارے لئے کان بنائے تاکہ ضروری اور اہم چیزوں کو سُنکر محفوظ رکھیں۔ اور اُس نے تمہیں آنکھیں دی ہیں تاکہ وہ کوری و بے بصری سے نکل کر روشن و ضیا بار ہوں۔ اور جسم کے مختلف حصے جن میں سے ہر ایک میں بہت سے اعضا ہیں جنکے پیچ و خم اُن کی مناسبت سے ہیں اپنی صورتوں کی ترکیب اور عمر کی مدتوں کے تناسب کے ساتھ ساتھ۔ ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنے ضروریات کو پورا کر رہے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ ہیں،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ وَقَدْ غُودِرَ فِي مَحَلَّةِ
الْأَمْوَاتِ رَهِينًا. وَفِي ضِيقِ الْمَضْجَعِ
وَحِيدًا. قَدْ هَتَكَتِ الْهَوَامُّ جِلْدَتَهُ. وَ
أَبْلَتِ النَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ. وَعَفَّتِ الْعَوَاصِفُ
آثَارَهُ. وَمَحَا الْحَدَثَانُ مَعَالِمَهُ وَصَارَتِ
الْأَجْسَادُ شَحِبَةً بَعْدَ بَضَّتِهَا، وَالْعِظَامُ
نَخِرَةً بَعْدَ قُوَّتِهَا وَالْأَرْوَاحُ مُرْتَهَنَةً
بِثِقَلِ أَعْبَائِهَا مُوقِنَةً بِغَيْبِ أَنْبَائِهَا
لَا تُسْتَزَادُ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهَا، وَلَا
تُسْتَعْتَبُ مِنْ سَيِّئِ زَلَلِهَا أَوَلَسْتُمْ أَبْنَاءَ
الْقَوْمِ وَالْآبَاءِ، وَإِخْوَانَهُمْ وَالْأَقْرِبَاءِ.
تَحْتَذُونَ أَمْثِلَتَهُمْ. وَتَرْكَبُونَ قِدَّتَهُمْ.
وَتَطَأُونَ جَادَّتَهُمْ. فَالْقُلُوبُ قَاسِيَةٌ
عَنْ حَظِّهَا. لَاهِيَةٌ عَنْ رُشْدِهَا سَالِكَةٌ
فِي غَيْرِ مِضْمَارِهَا. كَأَنَّ الْمَعْنِيَّ سِوَاهَا وَ
كَأَنَّ الرُّشْدَ فِي إِحْرَازِ دُنْيَاهَا. وَاعْلَمُوا
أَنَّ مَجَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَزَالِقِ دَحْضِهِ
وَأَهَاوِيلِ زَلَلِهِ. وَتَارَاتِ أَهْوَالِهِ. فَاتَّقُوا
اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ تَقِيَّةَ ذِي لُبٍّ شَغَلَ التَّفَكُّرُ
قَلْبَهُ. وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَدَنَهُ، وَأَسْهَرَ
التَّهَجُّدُ غِرَارَ نَوْمِهِ وَأَظْمَأَ الرَّجَاءُ
هَوَاجِرَ يَوْمِهِ وَظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهِ،
وَأَرْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهِ وَقَدَّمَ الْخَوْفَ

جو اپنی غذائے روحانی کی تلاش میں لگے رہتے ہیں علاوہ دیگر
بڑی نعمتوں اور احسانمند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے
حصاروں کے اور اس نے تمہاری عمر میں مقرر کر دی ہیں جنھیں
تم سے مخفی رکھا ہے اور گزشتہ لوگوں کے حالات و واقعات سے
تمہارے لئے عبرت آموزی کے مواقع رکھ چھوڑے ہیں۔ ایسے
لوگ جو اپنے حظ و نصیب سے لذت اندوز تھے اور کھلے بندوں
آزاد پھرتے تھے کس طرح امیدوں کے برآنے سے پہلے موت
نے انھیں جا لیا اور عمر کے ہاتھ نے انھیں ان امیدوں سے
دور کر دیا۔ اسوقت انھوں نے کچھ سامان نہ کیا کہ جب بدن
تندرست تھے، اور اسوقت عبرت و نصیحت حاصل نہ کی کہ
جب جوانی کا دور تھا۔ کیا یہ بھرپور جوانی والے بڑھاپے
کے منتظر ہیں اور اصحت کی تروتازگی والے ٹوٹ پڑنے والی
بیماریوں کے انتظار میں ہیں۔ اور یہ زندگی والے فنا کی گھڑیاں
دیکھ رہے ہیں؟ جب چل چلاؤ کا ہنگام نزدیک اور کوچ قریب
ہوگا اور (بستر مرگ پر) قلق و اضطراب کی بے قراریاں اور
سوز و تپش کی بے چینیاں اور تعب ذہن کے پھندے ہوں گے
اور عزیز و اقارب اور اولاد و احباب سے مدد کیلئے فریاد کرتے
ہوئے ادھر اُدھر کروٹیں بدلنے کا وقت آگیا ہوگا تو کیا
قریبوں نے موت کو روک لیا، یا رونے والیوں کے (رونے نے)
کچھ فائدہ پہونچایا۔ اسے تو قبرستان میں قبر کے ایک تنگ گوشے
کے اندر جکڑ باندھ کر اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ سانپ اور
بچھوؤں نے اسکی جلد کو چھلنی کر دیا ہے اور (وہاں کی) پامالیوں
نے اسکی تروتازگی کو فنا کر دیا ہے۔ آندھیوں نے اس کے آثار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِاَمَانِهٖ وَتَنَكَّبَ الْمَخَايِجَ عَنْ وَضَحِ
السَّبِيْلِ، وَسَلَكَ اَقْصَدَ الْمَسَالِكِ
اِلَى النَّهْجِ الْمَطْلُوْبِ، وَلَمْ تَفْتِلْهُ
فَاتِلَاتُ الْغُرُوْرِ، وَلَمْ تَعْمَ عَلَيْهِ
مُشْتَبِهَاتُ الْاُمُوْرِ. ظَافِرًا بِفَرْحَةِ
الْبُشْرٰى وَرَاحَةِ النُّعْمٰى فِيْ اَنْعَمِ نَوْمِهٖ
وَاٰمَنِ يَوْمِهٖ. قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ
حَمِيْدًا. وَقَدِمَ مَعَادَ الْاٰجِلَةِ سَعِيْدًا
وَبَادَرَ مِنْ وَجَلٍ. وَاَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ وَ
رَغِبَ فِيْ طَلَبٍ وَذَهَبَ عَنْ هَرَبٍ وَ
رَاقَبَ فِيْ يَوْمِهٖ غَدَهٗ. وَنَظَرَ قُدُمًا
اَمَامَهٗ فَكَفٰى بِالْجَنَّةِ ثَوَابًا وَنَوَالًا. وَ
كَفٰى بِالنَّارِ عِقَابًا وَوَبَالًا. وَكَفٰى بِاللّٰهِ
مُنْتَقِمًا وَنَصِيْرًا وَكَفٰى بِالْكِتَابِ حَجِيْجًا
وَخَصِيْمًا. اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ اَعْذَرَ
بِمَا اَنْذَرَ. وَاحْتَجَّ بِمَا نَهَجَ. وَحَذِّرَكُمْ
عَدُوًّا نَفَذَ فِي الصُّدُوْرِ خَفِيًّا وَنَفَثَ فِي
الْاٰذَانِ نَجِيًّا، فَاَضَلَّ وَاَرْدٰى، وَوَعَدَ
فَمَنّٰى، وَزَيَّنَ سَيِّئَاتِ الْجَرَائِمِ. وَهَوَّنَ
مُوْبِقَاتِ الْعَظَائِمِ. حَتّٰى اِذَا اسْتَدْرَجَ
قَرِيْنَتَهٗ وَاسْتَغْلَقَ رَهِيْنَتَهٗ اَنْكَرَ مَا زَيَّنَ
وَاسْتَعْظَمَ مَا هَوَّنَ وَحَذِّرَ مَا
اَمَّنَ۔

مٹا ڈالے اور حادثات نے اسکے نشانات تک محو کر دیے۔
تر و تازہ جسم لاغر و پژمردہ ہو گئے۔ ہڈیاں گل سڑ گئیں اور
روحیں (گناہ کے) بارگراں کے نیچے دبی پڑی ہیں اور غیب
کی خبروں پر یقین کر چکی ہیں۔ لیکن انکے لئے اب اچھے عملوں
میں اضافہ کی کوئی صورت اور نہ بداعمالیوں سے توبہ کی کچھ
گنجائش ہے۔ کیا تم انھیں مر چکنے والوں کے بیٹے، باپ،
بھائی اور قریبی نہیں ہو۔ آخر تمھیں بھی تو ہو بہو انہی کے
سے حالات کا سامنا کرنا اور انہی کی راہ پر چلنا ہے، اور انہی
کی شاہراہ پر گزرنا ہے۔ مگر دل اب بھی حظ و سعادت سے
بے رغبت، اور ہدایت سے بے پروا ہیں۔ اور غلط میدان میں
جا رہے ہیں۔ گویا انکے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے۔ اور
گویا انکے لئے دنیا سمیٹ لینا ہی صحیح راستہ ہے۔ یاد رکھو
کہ تمھیں گزرنا ہے صراط پر اور وہاں کی ایسی جگہوں پر جہاں
قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں، اور پیر پھسل جاتے ہیں، اور قدم
قدم پر خوف و دہشت کے خطرات ہیں۔ اللہ سے اس طرح
ڈرو، جس طرح وہ مرد زیرک و دانا ڈرتا ہے کہ جس کے دل کو
(عقبے کی) سوچ بچار نے اور چیزوں سے غافل کر دیا ہو اور
خوف نے اسکے بدن کو تعب و کلفت میں ڈال دیا ہو اور نماز
شب نے اسکی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو
اور امید ثواب میں اُسکے دن کی تپتی ہوئی دوپہریں پیاس
میں گزرتی ہوں، اور زہد و ورع نے اسکی خواہشوں کو رد کر
دیا ہو، اور ذکر الٰہی سے اُسکی زبان ہر وقت حرکت میں ہو
خطروں کے آنے سے پہلے اُس نے خوف کھایا ہو اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ خَلْقِ الْإِنْسَانِ

أَمْ هٰذَا الَّذِي أَنْشَأَهُ فِي ظُلُمَاتِ
الْأَرْحَامِ وَشُغُفِ الْأَسْتَارِ نُطْفَةً دِهَاقًا
وَعَلَقَةً مِحَاقًا۔ وَجَنِينًا وَرَاضِعًا، وَوَلِيدًا
وَيَافِعًا۔ ثُمَّ مَنَحَهُ قَلْبًا حَافِظًا وَلِسَانًا
لَافِظًا وَبَصَرًا لَاحِظًا۔ لِيَفْهَمَ مُعْتَبِرًا۔
وَيُقَصِّرَ مُزْدَجِرًا۔ حَتّٰى إِذَا قَامَ اعْتِدَالُهُ
وَاسْتَوٰى مِثَالُهُ نَفَرَ مُسْتَكْبِرًا وَخَبَطَ
سَادِرًا۔ مَاتِحًا فِي غَرْبِ هَوَاهُ، كَادِحًا
سَعْيًا لِدُنْيَاهُ فِي لَذَّاتِ طَرَبِهِ، وَ
بَلَوَاتِ أَرَبِهِ لَا يَحْتَسِبُ رَزِيَّةً وَلَا
يَخْشَعُ تَقِيَّةً۔ فَمَاتَ فِي فِتْنَتِهِ غَرِيرًا،
وَعَاشَ فِي هَفْوَتِهِ يَسِيرًا لَمْ يُفِدْ
عِوَضًا۔ وَلَمْ يَقْضِ مُفْتَرَضًا۔ دَهِمَتْهُ
فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِي غُبَّرِ جِمَاحِهِ وَسَنَنِ
مِرَاحِهِ۔ فَظَلَّ سَادِرًا وَبَاتَ سَاهِرًا۔
فِي غَمَرَاتِ الْآلَامِ۔ وَطَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ
وَالْأَسْقَامِ۔ بَيْنَ أَخٍ شَقِيقٍ وَوَالِدٍ
شَفِيقٍ۔ وَدَاعِيَةٍ بِالْوَيْلِ جَزَعًا۔ وَ
لَادِمَةٍ لِلصَّدْرِ قَلَقًا۔ وَالْمَرْءُ فِي سَكْرَةٍ
مُلْهِيَةٍ۔ وَغَمْرَةٍ كَارِثَةٍ وَآنَّةٍ مُوجِعَةٍ
وَجَذْبَةٍ مُكْرِبَةٍ۔ وَسَوْقَةٍ مُتْعِبَةٍ۔
ثُمَّ أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ مُبْلِسًا، وَجُذِبَ

کٹی پھٹی راہوں سے بچتا ہوا سیدھی راہ پر ہو لیا ہو۔ اور
راہِ مقصود پر آنے کیلئے سیدھا راستہ اختیار کیا ہو۔ نہ خوش
فہمیوں نے اُسے پیچ و تاب پیدا کیا ہو اور نہ مشتبہ باتوں
نے اُسکی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی خوشیوں اور
نعمت کی آسائشوں کو پاکر میٹھی نیند سوتا ہو اور امن چین
سے دن گزارتا ہو۔ وہ دنیا کی عبرتگاہ سے قابل تعریف سیرت
کے ساتھ گزر گیا، اور آخرت کی منزل پر سعادتوں کے ساتھ
پہونچا (وہاں کے) خطروں کے پیش نظر اُس نے نیکیوں کی
طرف قدم بڑھایا اور اچھائیوں کیلئے اس وقفۂ حیات میں
تیز گام چلا۔ طلب آخرت میں دلجمعی و رغبت سے بڑھتا گیا اور
برائیوں سے بھاگتا رہا اور آج کے دن کل کا خیال رکھا اور
پہلے سے اپنے آنے کی منزلوں پر نظر رکھی۔ بخشش و عطا کیلئے
جنت اور عقاب و عذاب کیلئے دوزخ سے بڑھ کر کیا ہوگا، اور
انتقام لینے اور مکر کے کیلئے اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہو
اور سند و حجت بنکر اپنے خلاف سامنے آنے کیلئے قرآن سے
بڑھ کر کیا ہو؟ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں
جس نے ڈرانے والی چیزوں کے ذریعے عذر تراشی کی کوئی
گنجائش باقی نہیں رکھی، اور سیدھی راہ دکھا کر حجت تمام
کر دی ہو اور تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہو جو چپکے
سے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہو، اور کانا پھوسی کرتے ہوئے
کانوں میں پھونک دیتا ہو، چنانچہ وہ گمراہ کر کے تباہ و برباد
کر دیتا ہو اور وعدے کر کے طفل تسلیوں سے ڈھارس بندھاتے
رکھتا ہو (پہلے تو) بڑے سے بڑے جرموں کو سنوار کر سامنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُنْقَادًا سَلِسًا۔ ثُمَّ أُلْقِيَ عَلَى الْأَعْوَادِ رَجِيعَ وَصَبٍ وَنِضْوَ سَقَمٍ تَحْمِلُهُ حَفَدَةُ الْوِلْدَانِ وَحَشَدَةُ الْإِخْوَانِ، إِلَى دَارِ غُرْبَتِهِ وَمُنْقَطَعِ زَوْرَتِهِ حَتَّى إِذَا انْصَرَفَ الْمُشَيِّعُ۔ وَرَجَعَ الْمُتَفَجِّعُ أُقْعِدَ فِي حُفْرَتِهِ نَجِيًّا لِبَهْتَةِ السُّؤَالِ وَعَثْرَةِ الْامْتِحَانِ۔ وَأَعْظَمُ مَا هُنَالِكَ بَلِيَّةً نُزُولُ الْحَمِيمِ وَتَصْلِيَةُ الْجَحِيمِ وَفَوْرَاتُ السَّعِيرِ وَسَوْرَاتُ الزَّفِيرِ۔ لَا فَتْرَةٌ مُرِيحَةٌ۔ وَلَا دَعَةٌ مُزِيحَةٌ۔ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ۔ وَلَا مَوْتَةٌ نَاجِزَةٌ وَلَا سِنَةٌ مُسَلِّيَةٌ۔ بَيْنَ أَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ وَعَذَابِ السَّاعَاتِ إِنَّا بِاللّٰهِ عَائِذُونَ۔

عِبَادَ اللّٰهِ أَيْنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَنَعِمُوا وَعُلِّمُوا فَفَهِمُوا وَأُنْظِرُوا فَلَهَوْا وَسَلِمُوا فَنَسُوا۔ أُمْهِلُوا طَوِيلًا وَمُنِحُوا جَمِيلًا وَحُذِّرُوا أَلِيمًا وَوُعِدُوا جَسِيمًا۔ احْذَرُوا الذُّنُوبَ الْمُوَرِّطَةَ وَالْعُيُوبَ الْمُسْخِطَةَ أُولِي الْأَبْصَارِ وَالْأَسْمَاعِ وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ۔ هَلْ مِنْ مَنَاصٍ أَوْ خَلَاصٍ؟ أَوْ مَعَاذٍ أَوْ مَلَاذٍ؟ أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَارٍ أَمْ لَا فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ أَمْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ؟ أَمْ بِمَا ذَا تَغْتَرُّونَ وَإِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ

لاتا ہی اور بڑے بڑے مہلک گناہوں کو ہلکا اور سبک کرکے دکھاتا ہی۔ اور جب بہکائے ہوئے نفس کو گمراہی کے دھرے پر لگا دیتا ہی اور اُسے اپنے پھندوں میں اچھی طرح جکڑ لیتا ہی، تو جسے سجایا تھا اُسکو بُرا کہنے لگتا ہی، اور جسے ہلکا اور سبک دکھایا تھا اُسکی گرانباری و اہمیت بتاتا ہی، اور جس سے مطمئن اور بے خوف کیا تھا اُس سے ڈرانے لگتا ہے۔

اسی خطبے کا ایک جزیہ ہی کہ جسمیں انسان کی پیدائش کا بیان ہی۔ یا پھر اُسے دیکھو، جسے (اللہ نے) ماں کے پیٹ کی اندھیاریوں اور پردے کی اندرونی تہوں میں بنایا جو ایک (جراثیم حیات) سے چھلکتا ہوا نطفہ اور بے شکل و صورت کا منجمد خون تھا (پھر انسانی خط و خال کے سانچے میں ڈھل کر) جنین بنا اور (پھر) طفل شیر خوار اور (پھر حدِ رضاعت سے نکل کر) طفل (نوخیز) اور (پھر) پورا پورا جوان ہوا۔ اللہ نے اُسے نگہداشت کرنے والا دل اور بولنے والی زبان اور دیکھنے والی آنکھیں دیں تاکہ عبرت حاصل کرتے ہوئے کچھ سمجھے بوجھے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے بُرائیوں سے باز رہے مگر ہوا یہ کہ جب اس (کے اعضا) میں توازن و اعتدال پیدا ہو گیا اور اسکا قد و قامت اپنی بلندی پر پہونچ گیا تو غرور و سرمستی میں آکر (ہدایت سے) بھڑک اُٹھا اور اندھا دھند بھٹکنے لگا۔ اسطرح کہ رسّی ہوسناکی کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط و طرب کی کیفیتوں اور ہوس بازی کی تمناؤں کو پورا کرنے میں جان کھپا رہے ہوئے تھا۔ نہ کسی مصیبت کو خطرے میں لاتا تھا، نہ کسی ڈرانے والے کا اثر لیتا تھا۔ آخر انہی شوریدگیوں میں غافل و مدہوش حالت میں مر گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنَ الْاَرْضِ ذَاتِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ۔
قَتِيْلُ قَدِّهٖ مُتَعَفِّرًا عَلٰى خَدِّهِ الْاٰنَ،
عِبَادَ اللّٰهِ وَالْخَنَاقُ مُهْمَلٌ وَالرُّوْحُ
مُرْسَلٌ فِيْ فَيْنَةِ الْاَرْشَادِ وَرَاحَةِ
الْاَجْسَادِ وَبَاحَةِ الْاِحْتِشَادِ۔ وَمَهَلِ
الْبَقِيَّةِ۔ وَاُنُفِ الْمَشِيَّةِ وَاِنْظَارِ التَّوْبَةِ
وَانْفِسَاحِ الْحَوْبَةِ قَبْلَ الضَّنْكِ وَ
الْمَضِيْقِ۔ وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوْقِ وَقَبْلَ
قُدُوْمِ الْغَائِبِ الْمُنْتَظَرِ وَاَخْذَةِ الْعَزِيْزِ
الْمُقْتَدِرِ۔

وَفِي الْخَبَرِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا
خَطَبَ بِهٰذِهِ الْخُطْبَةِ اقْشَعَرَّتْ لَهَا
الْجُلُوْدُ۔ وَبَكَتِ الْعُيُوْنُ وَرَجَفَتِ الْقُلُوْبُ
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّسَمِّيْ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ
الْغَرَّاءَ۔

اور جو تھوڑی بہت زندگی تھی اُسے بھوکے گیوں میں گزار گیا۔ نہ ثواب کمایا نہ کوئی فریضہ پورا کیا۔ ابھی وہ باقیماندہ سرکشیوں اور سرمستیوں کی راہ ہی میں تھا کہ موت ٹالنے والی بیماریاں اس پر ٹوٹ پڑیں کہ وہ بھونچکا سا ہو کر رہ گیا اور اُس نے راستہ ماندہ و مصیبت کی کلفتوں اور درد و آلام کی سختیوں میں جاگتے ہوئے سسک سسک کر گزار دی کہ وہ حقیقی بھائی، مہربان باپ، بے چینی سے فریاد کرنے والی ماں، اور بے قراری سے سینہ کوٹنے والی بہن کے سامنے سکرات کی مدہوشیوں اور سخت بدحواسیوں اور دردناک چیخوں اور سانس اُکھڑنے کی بے چینیوں اور نزع کی درماندہ کر دینے والی شدتوں میں پڑا ہوا تھا۔ پھر اُسے کفن میں لپیٹ دیا گیا، اور وہ بڑے چُپکے سے بلا مزاحمت دوسروں کی نقل و حرکت کا پابند رہا پھر اُسے تختے پر ڈالا گیا۔ اس عالم میں کہ وہ محنت و مشقت سے خستہ حال، اور بیماریوں کے سبب سے نڈھال ہو چکا تھا۔ اُسے سہارا دینے والے نوجوانوں، اور تعاون کرنے والے بھائیوں نے کاندھا دے کر پردیس کے گھر تک پہونچا دیا، کہ جہاں میل ملاقات کے سارے سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور جب مشایعت کرنیوالے اور مصیبت زدہ (عزیز و اقارب) پلٹ آئے تو اُسے قبر کے گڑھے میں اُٹھا کر بٹھا دیا گیا۔ فرشتوں سے سوال و جواب کے واسطے سوال کی دہشتوں اور امتحان کی ٹھوکریں کھانے کیلئے۔ اور پھر وہاں کی سب سے بڑی آفت، کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی اور جہنم میں داخل ہونا ہے۔ اور دوزخ کی لپٹیں، اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی تیزیاں ہیں۔ نہ اس میں راحت کیلئے کوئی وقفہ ہے اور نہ سکون و آرام کیلئے کچھ دیر کیلئے بچاؤ ہے۔ نہ روکنے والی کوئی قوت ہے، اور نہ اب سکون دینے والی موت، نہ تکلیف کو بھلا دینے کیلئے نیند۔ بلکہ وہ ہر وقت قسم قسم کی موتوں اور گھڑی گھڑی کے (نت نئے) عذابوں میں ہوگا۔ ہم اللہ ہی سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اللہ کے بندو! وہ لوگ کہاں ہیں جنھیں عمریں دی گئیں تو وہ نعمتوں سے بہرہ یاب ہوتے رہے، اور اُنھیں بتایا گیا تو وہ سب کچھ سمجھ گئے، اور وقت دیا گیا تو انھوں نے وقت غفلت میں گزار دیا، اور صحیح و سالم رکھے گئے تو اس نعمت کو بھول گئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

انھیں لمبی مہلت دی گئی تھی، اچھی اچھی چیزیں بھی انھیں بخشی گئی تھیں، دردناک عذاب سے انھیں ڈرایا بھی گیا تھا۔ اور بڑی چیزوں کے اُن سے وعدے بھی کئے گئے تھے۔ (تو اب تم ہی) ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنیوالی خطاؤں سے بچتے رہو۔

اے چشم و گوش رکھنے والو! اے صحت و ثروت والو! کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارے کی کوئی گنجائش ہے؟ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانا ہے؟ بھاگ نکلنے کا موقع یا پھر دنیا میں پلٹ کر آنے کی کوئی صورت ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو، اور کدھر کا رُخ کئے ہوئے ہو، یا کن چیزوں کے فریب میں آگئے ہو؟ حالانکہ اس لمبی چوڑی زمین میں سے تم میں سے ہر ایک کا حصہ اپنے قد بھر کا ٹکڑا ہی تو ہے کہ جسمیں وہ مٹی سے اٹا ہوا رخسار کے بل پڑا ہوگا۔ یہ ابھی غنیمت ہے، خدا کے بندو، جبکہ گردن میں پھندا نہیں پڑا ہوا ہے، اور روح بھی آزاد ہے۔ ہدایت حاصل کرنے کی فرصت اور جسموں کی راحت اور مجلسوں کے اجتماع اور زندگی کی بقا یا مہلت اور از سر نو اختیار سے کام لینے کے مواقع اور توبہ کی گنجائش اور اطمینان کی حالت میں قبل اسکے کہ تنگی و ضیق میں پڑ جائے اور خوف و اضمحلال اسپر چھا جائے اور قبل اسکے کہ موت آجائے اور قادر و غالب کی گرفت اُسے جکڑ لے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ وارد ہوا ہے، کہ جب حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا تو بدن لرزنے لگے رونگٹے کھڑے ہوگئے، آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور دل کانپ اُٹھے۔ بعض لوگ اس خطبہ کو خطبۂ غراء کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

---

[1] خداوند عالم نے ہر جاندار کو قدرتی لباس سے آراستہ کیا ہے جو سردی اور گرمی میں اسکے لئے بچاؤ کا ذریعہ ہوتا ہے چنانچہ کسی کو پروں میں ڈھانپ رکھا ہے اور کسی کو اُونی لبادے اُڑھا دیے ہیں۔ مگر انسانی شعور کی بلندی اور اُسکی شرم و حیا کا جوہر دوسری مخلوقات سے امتیاز چاہتا ہے۔ لہذا اسکے امتیاز کو برقرار رکھنے کیلئے اسے تن پوشی کے طریقے بتائے گئے۔ اسی فطری تقاضے کا نتیجہ تھا کہ جب حضرت آدمؑ کے بدن سے لباس اُتروا لیا گیا تو اُنھوں نے جنت کے پتوں سے اپنی ستر پوشی کر لی جیسا کہ قدرت کا ارشاد ہے:۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الشَّجَرَةِ۔ "جب ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا تو اُن کے لباس اُتر گئے اور بہشت کے پتوں کو جوڑ کر اپنے اوپر ڈھانپنے لگے"۔ یہ اس عتاب کا نتیجہ تھا جو ترک اولیٰ کی وجہ سے ہوا تھا۔ تو جب لباس کا اُتروانا عتاب کا اظہار ہے تو اسکا پہنانا لطف و احسان ہوگا اور چونکہ یہ انسان کیلئے مخصوص ہے اسلیئے خصوصیت سے اسکا تذکرہ کیا گیا ہے ۱۲

[2] مقصد یہ ہے کہ خداوند عالم تمام مرنیوالونکو محشور کریگا۔ خواہ وہ درندوں کا لقمہ، اور گوشت خور پرندوں کی غذا بن کر اُن کے جزو بدن ہو چکے ہوں۔ اس سے اُن حکما کی رد مقصود ہے کہ جو اَلْمَعْدُوْمُ لَا يُعَادُ (اعادۂ معدوم محال ہے) کی بنا پر معاد جسمانی کے قائل نہیں ہیں۔ ان کی اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز فنا ہو کر معدوم ہو جائے وہ بعینہ دوبارہ پلٹ نہیں سکتی۔ لہذا کائنات کے مٹ جانے کے بعد کسی چیز کا دوبارہ پلٹ کر آنا ناممکن ہے۔ لیکن یہ عقیدہ درست نہیں کیونکہ اجزا کا منتشر و پاشاں ہو جانا اُن کا نابود ہو جانا نہیں ہے کہ ان کے دوبارہ ترکیب پا کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

یک جا ہونے کو اعادۂ معدوم سے تعبیر کیا جائے۔ بلکہ متفرق و پراگندہ اجزا کسی نہ کسی شکل و صورت میں موجود رہتے ہیں البتہ اس سلسلہ میں یہ اعتراض کچھ وزن رکھتا ہے کہ جب ہر شخص کو بعینہٖ اپنے اجزا کے ساتھ محشور ہونا ہے۔ تو درصورتیکہ ایک انسان دوسرے انسان کو نگل چکا ہوگا، اور ایک کے اجزائے بدن دوسرے کے اجزائے بدن بن چکے ہوں گے، تو ان دونوں کو انہی کے اجزائے بدن کے ساتھ کیونکر پلٹانا ممکن ہوگا۔ جبکہ اس سے کھا جانے والے انسان کے اجزا میں کمی کا رونما ہونا ضروری ہے۔ اس کا جواب متکلمین نے یہ دیا ہے کہ ہر بدن میں کچھ اجزائے اصلی ہوتے ہیں اور کچھ اجزائے غیر اصلی۔ اصلی اجزا ابتدائے عمر سے آخر عمر تک قائم و برقرار رہتے ہیں، اور اُن میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور حشر و نشر کا تعلق انہی اصلی اجزا سے ہے کہ جن کے پلٹا لینے سے کھا جانے والے انسان کے اجزا میں کمی پیدا نہ ہوگی ۱۲۔

خطبہ (۸۲)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ ذِكْرِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ۔

عَجَبًا لِابْنِ النَّابِغَةِ يَزْعُمُ لِاَهْلِ الشَّامِ اَنِّيْ فِيَّ دُعَابَةٌ وَاِنِّيْ امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ اُعَافِسُ وَاُمَارِسُ لَقَدْ قَالَ بَاطِلًا وَنَطَقَ اٰثِمًا۔ اَمَا وَشَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ اِنَّهٗ لَيَقُوْلُ فَيَكْذِبُ۔ وَيَعِدُ فَيُخْلِفُ۔ وَيَسْاَلُ فَيُلْحِفُ وَيُسْاَلُ فَيَبْخَلُ وَيَخُوْنُ الْعَهْدَ وَيَقْطَعُ الْاِلَّ۔ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَاَيُّ زَاجِرٍ وَاٰمِرٍ هُوَ۔ مَالَمْ تَاْخُذِ السُّيُوْفُ مَاٰخِذَهَا فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ اَكْبَرُ مَكِيْدَتِهٖ اَنْ يَّسْنَحَ الْقَوْمَ سَبَّتُهٗ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَيَمْنَعُنِيْ مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ۔ وَاِنَّهٗ لَيَمْنَعُهٗ مِنْ قَوْلِ

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ جسے عمرو ابن عاص کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

نابغہ کے بیٹے پر حیرت ہے کہ وہ میرے بارے میں اہل شام سے یہ کہتا پھرتا ہے کہ مجھ میں مسخرہ پن پایا جاتا ہے اور میں کھیل و تفریح میں پڑا رہتا ہوں، اُس نے غلط کہا اور کہہ کر گنہگار ہوا۔ یاد رکھو کہ بدترین قول وہ ہے جو جھوٹ ہو اور وہ خود بات کرتا ہے تو جھوٹی۔ اور وعدہ کرتا ہے تو اُسکے خلاف کرتا ہے، مانگتا ہے تو لپٹ جاتا ہے۔ اور خود اُس سے مانگا جائے تو اُسمیں بخل کر جاتا ہے۔ وہ پیماں شکنی اور قطع رحمی کرتا ہے۔ اور جنگ کے موقع پر بڑی شان سے بڑھ بڑھ کر ڈانٹتا اور حکم چلاتا ہے مگر اُسی وقت تک کہ تلواریں اپنی جگہ پر زور نہ پکڑ لیں۔ اور جب ایسا وقت آتا ہے تو اُسکی بڑی چال یہ ہوتی ہے کہ اپنے حریف کے سامنے عریاں ہو جائے۔ خدا کی قسم! مجھے تو موت کی یاد نے کھیل کود سے باز رکھا ہے اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْحَقِّ نِسْيَانُ الْآخِرَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتّٰى شَرَطَ لَهٗ اَنْ يُؤْتِيَهٗ اَتِيَّةً وَيَرْضَخَ لَهٗ عَلٰى تَرْكِ الدِّيْنِ رَضِيْخَةً

اُسے عاقبت فراموشی نے سچ بولنے سے روک دیا ہے۔ اُس نے معاویہ کی بیعت یونہی نہیں کی بلکہ پہلے اُس سے یہ شرط منوالی کہ اُسے اسکے بدلہ میں صلہ دینا ہوگا، اور دین کے چھوڑنے پر ایک ہدیہ پیش کرنا ہوگا۔

لہ "فاتح مصر" عمرو ابن عاص نے اپنی عریانی کو سپر بنا کر جو جوانمردی دکھائی تھی، اُس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میدان صفین میں امیر المومنین علیہ السلام سے اور اس سے مڈبھیڑ ہوئی تو اُس نے تلوار کی زد سے بچنے کیلئے اپنے کو برہنہ کر دیا۔ امیر المومنینؑ نے اسکی اس ذلیل حرکت کو دیکھا تو مُنہ پھیر لیا اور اسکی جان بخش دی۔ عرب کے شاعر فرزدق نے اسکے متعلق کہا ہے ؎ لَا خَيْرَ فِيْ دَفْعِ الْاَذٰى بِمَنِ لَّةٍ ۞ كَمَا رَدَّهَا يَوْمًا بِسَوْاٰتِهٖ عَمْرُوْ "کسی ذلیل حرکت کے ذریعہ گزند کو دور کرنے میں کوئی خوبی نہیں۔ جس طرح عمرو نے ایک دن برہنہ ہو کر اپنے سے گزند کو دُور کیا"۔ عمرو کو اس قسم کی دنی حرکتوں میں بھی اجتہاد فکر نصیب نہ تھا۔ بلکہ ان میں بھی دوسرے ہی کا مقلد تھا۔ کیونکہ سب سے پہلے جس شخص نے یہ حرکت کی تھی وہ طلحہ ابن ابی طلحہ تھا جس نے اُحد کے میدان میں امیر المومنینؑ کے سامنے برہنہ ہو کر اپنی جان بچائی تھی اور اُسی نے دوسروں کو بھی یہ راستہ دکھا دیا تھا۔ چنانچہ عمرو کے علاوہ بسر ابن ابی ارطاۃ نے بھی حضرت کی تلوار کی زد پر آ کر یہی حرکت کی۔ اور جب یہ کارنمایاں دکھانے کے بعد معاویہ کے پاس گیا، تو اُس نے عمرو ابن عاص کے کارنامے کو بطور سند پیش کر کے اسکی خجالت کو مٹانے کیلئے کہا:۔ لَا عَلَيْكَ يَا بُسْرُ اِرْفَعْ طَرْفَكَ فَلَا تَسْتَحْيِ فَلَكَ بِعَمْرٍو اُسْوَةٌ "اے بسر! کوئی مضائقہ نہیں۔ اب یہ لجانے شرمانے کی بات کیا رہی جبکہ تمہارے سامنے عمرو کا نمونہ موجود ہے"۔

خطبہ (۸۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے کچھ حصہ۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ اَلْاَوَّلُ لَا شَيْءَ قَبْلَهٗ۔ وَالْاٰخِرُ لَا غَايَةَ لَهٗ۔ لَا تَقَعُ الْاَوْهَامُ لَهٗ عَلٰى صِفَةٍ وَلَا تُعْقِدُ الْقُلُوْبُ مِنْهُ عَلٰى كَيْفِيَّةٍ وَلَا تَنَالُهُ التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيْضُ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو یکتا و لاشریک ہے۔ وہ اول ہے اسطرح کہ اسکے پہلے کوئی چیز نہیں۔ وہ آخر ہے یوں کہ اسکی کوئی انتہا نہیں۔ اسکی کسی صفت سے وہم و گمان باخبر نہیں ہو سکتے۔ نہ اسکی کسی کیفیت پر دلوں کا عقیدہ جم سکتا ہے، نہ اسکے اجزا ہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا تُحِيطُ بِهِ الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ۔

کہ اسکا تجزیہ کیا جا سکے اور نہ قلب و چشم اسکا احاطہ کر سکتے ہیں

وَمِنْهَا فَاتَّعِظُوا بِعِبَادِ اللّٰهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ وَاعْتَبِرُوا بِالْآيِ السَّوَاطِعِ وَازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ وَانْتَفِعُوا بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ۔ فَكَأَنْ قَدْ عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ الْمَنِيَّةِ۔ وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْأُمْنِيَّةِ وَدَهَسَتْكُمْ مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُودِ وَكُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ۔ سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَى مَحْشَرِهَا وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا۔

اس خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے:۔ خدا کے بندو! مفید عبرتوں سے پند و نصیحت اور کھلی ہوئی دلیلوں سے عبرت حاصل کرو۔ اور موثر خوف دہانیوں سے اثر لو۔ اور مواعظ و اذکار سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ موت کے پنجے تم میں گڑ چکے ہیں، اور تمھاری امید و آرزو کے تمام بندھن ایک دم ٹوٹ چکے ہیں۔ سختیاں تم پر ٹوٹ پڑی ہیں اور (موت کے) چشمہ پر کہ جہاں اترا جاتا ہے، تمھیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے اور ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہوتا ہے، اور ایک شہادت دینے والا۔ ہنکانے والا اسے میدان حشر تک ہنکا کر لے جائے گا، اور گواہ اسکے عملوں کی شہادت دے گا۔

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ۔ دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ۔ وَمَنَازِلُ مُتَفَاوِتَاتٌ۔ لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا وَلَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا۔ وَلَا يَهْرَمُ خَالِدُهَا۔ وَلَا يَبْأَسُ سَاكِنُهَا۔

اسی خطبے کا یہ جزو جنّت کے متعلق ہے:۔ اس میں ایک دوسرے سے بڑھے چڑھے ہوئے درجے ہیں، اور مختلف معیار کی منزلیں ہیں۔ نہ اسکی نعمتوں کا سلسلہ ٹوٹے گا، نہ اسمیں ٹھہرنے والوں کو وہاں سے کوچ کرنا ہے نہ اسمیں ہمیشہ کے رہنے والوں کو بوڑھا ہونا ہے اور نہ اسمیں بسنے والوں کو فقر و ناداری سے سابقہ پڑنا ہے۔

خطبہ (۸۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ وَخَبَرَ الضَّمَائِرَ۔ لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ۔ وَالْغَلَبَةُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَالْقُوَّةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ۔ فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُ مِنْكُمْ فِي أَيَّامِ مَهَلِهِ قَبْلَ إِرْهَاقِ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔ وہ دل کی نیتوں اور اندر کے بھیدوں کو جانتا پہچانتا ہے۔ وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر شے پر چھایا ہوا ہے۔ اور ہر چیز پر اسکا زور چلتا ہے۔ تم میں سے جسے کچھ کرنا ہو، اُسے موت کے حائل ہونے سے پہلے مہلت کے دنوں میں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَجَلِهِ وَفِي فَرَاغِهِ قَبْلَ أَوَانِ شُغْلِهِ. وَفِي مُتَنَفَّسِهِ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ وَلْيُمَهِّدْ لِنَفْسِهِ وَقُدُومِهِ. وَلْيَتَزَوَّدْ مِنْ دَارِ ظَعْنِهِ لِدَارِ إِقَامَتِهِ. فَاللَّهَ اللَّهَ أَيُّهَا النَّاسُ فِيمَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهِ وَاسْتَوْدَعَكُمْ مِنْ حُقُوقِهِ. فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى وَلَمْ يَدَعْكُمْ فِي جَهَالَةٍ وَلَا عَمًى قَدْ سَبَّى آثَارَكُمْ وَعَلَّمَ آعْمَالَكُمْ وَكَتَبَ آجَالَكُمْ. وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَعَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّهُ أَزْمَانًا حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ وَأَنْهَى إِلَيْكُمْ عَلَى لِسَانِهِ مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمَكَارِهَهُ وَنَوَاهِيَهُ وَأَوَامِرَهُ. فَأَلْقَى إِلَيْكُمُ الْمَعْذِرَةَ وَاتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ. وَقَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ. وَأَنْذَرَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَاسْتَدْرَكُوا بَقِيَّةَ آيَامِكُمْ. وَاصْبِرُوا لَهَا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّهَا قَلِيلٌ فِي كَثِيرِ الْآيَامِ الَّتِي تَكُونُ مِنْكُمْ فِيهَا الْغَفْلَةُ وَالشَّاغِلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ وَلَا تُرَخِّصُوا لِأَنْفُسِكُمْ فَتَذْهَبَ بِكُمُ الرُّخَصُ فِيهَا مَذَاهِبَ الظَّلَمَةِ وَلَا

مصروفیت سے قبل فرصت کے لمحوں میں اور گلا گھٹنے سے پہلے سانس چلنے کے زمانہ میں کر لینا چاہیئے۔ وہ اپنے لئے اور اپنی منزل پر پہونچنے کے لئے سامان کا تہیا کرے، اور اس گزرگاہ سے منزل اقامت کیلئے زاد فراہم کرتا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے اپنی کتاب میں جن چیزوں کی حفاظت تم سے چاہی ہے اور جو حقوق تمہارے ذمے کئے ہیں اُنکے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اسلئے کہ اللہ سبحانہ نے تمہیں بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ اُس نے تمہیں بے قید و بند جہالت و گمراہی میں کھلا چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے تمہارے کرنے اور نہ کرنے کے اچھے بُرے کام تجویز کر دیے اور (پیغمبرؐ کے ذریعے) سکھا دیے ہیں۔ اُس نے تمہاری عمریں لکھ دی ہیں، اور تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے جسمیں ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے۔ اور اپنے نبیؐ کو زندگی دے کر مدتوں تم میں رکھا، یہاں تک کہ اُس نے اپنی اُتاری ہوئی کتاب میں اپنے نبیؐ کیلئے اور تمہارے لئے اس دین کو جو اُسے پسند ہے کامل کر دیا اور اُن کی زبان سے اپنے پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال (کی تفصیل) اور اپنے اوامر و نواہی تم تک پہونچا دیے۔ اُس نے اپنے دلائل تمہارے سامنے رکھ دیے، اور تم پر اپنی حجت قائم کر دی۔ اور پہلے سے ڈرا دھمکا دیا اور (آنیوالے) سخت عذاب سے خبردار کر دیا۔ تو اب تم اپنی زندگی کے بقیہ دنوں میں (پہلی کوتاہیوں کی) تلافی کرو اور اپنے نفسوں کو اُن دنوں (کی کلفتوں) کا متحمل بناؤ اسلئے کہ یہ دن تو اُن دنوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ جو تمہاری غفلتوں میں بیت گئے، اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تُدَاهِنُوا فَيَهْجُمَ بِكُمُ الْإِدْهَانُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ۔

عِبَادَ اللّٰهِ إِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهٖ أَطْوَعُهُمْ لِرَبِّهٖ وَإِنَّ أَغَشَّهُمْ لِنَفْسِهٖ أَعْصَاهُمْ لِرَبِّهٖ وَالْمَغْبُونُ مَنْ غَبَنَ نَفْسَهٗ وَالْمَغْبُوطُ مَنْ سَلِمَ لَهٗ دِيْنُهٗ۔ وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ مَنِ انْخَدَعَ لِهَوَاهُ وَغُرُورِهٖ۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمُجَالَسَةَ أَهْلِ الْهَوٰى مَنْسَاةٌ لِلْإِيْمَانِ۔ وَمَحْضَرَةٌ لِلشَّيْطَانِ۔ جَانِبُوا الْكَذِبَ فَإِنَّهٗ مُجَانِبٌ لِلْإِيْمَانِ۔ الصَّادِقُ عَلٰى شَرَفِ مَنْجَاةٍ وَكَرَامَةٍ۔ وَالْكَاذِبُ عَلٰى شَفَا مَهْوَاةٍ وَمَهَانَةٍ۔ وَلَا تَحَاسَدُوا فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْإِيْمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ وَلَا تَبَاغَضُوا فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَمَلَ يُسْهِي الْعَقْلَ وَيُنْسِي الذِّكْرَ فَأَكْذِبُوا الْأَمَلَ فَإِنَّهٗ غَرُورٌ وَصَاحِبُهٗ مَغْرُورٌ۔

وعظ و پند سے بے رُخی میں کٹ گئے۔ اپنے نفسوں کیلئے جائز چیزوں میں بھی ڈھیل نہ دو۔ ورنہ یہ ڈھیل تمھیں ظالموں کی راہ پر ڈال دے گی، اور (مکروہات میں بھی) سہل انگاری سے کام نہ لو۔ ورنہ یہ نرم روی اور بے پرواہی تمھیں معصیت کی طرف ڈھکیل کر لے جائے گی۔

اللہ کے بندو! لوگوں میں وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیر خواہ ہے، جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے۔ اور وہی سب سے زیادہ اپنے نفس کو فریب دینے والا ہے جو اپنے اللہ کا سب سے زیادہ گنہ گار ہے۔ اصلی فریب خوردہ وہ ہے، جس نے اپنے نفس کو فریب دے کر نقصان پہونچایا۔ اور قابل رشک و غبطہ وہ ہے جس کا دین محفوظ رہا اور نیک بخت وہ ہے جس نے دوسروں سے پند و نصیحت کو حاصل کر لیا۔ اور بدبخت وہ ہے جو ہوا و ہوس کے چکر میں پڑ گیا۔ اور یاد رکھو! کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔ اور ہوس پرستوں کی مصاحبت ایمان فراموشی کی منزل اور شیطان کی آمد کا مقام ہے۔ جھوٹ سے بچو اسلئے کہ وہ ایمان سے الگ چیز ہے۔ راست گفتار نجات اور بزرگی کی بلندیوں پر ہے، اور دروغ گو پستی و ذلت کے کنارے پر ہے۔ باہم حسد نہ کرو۔ اسلئے کہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو۔ اور کینہ و بغض نہ رکھو۔ اسلئے کہ یہ (نیکیوں کو) چھیل ڈالتا ہے۔ اور سمجھ لو کہ آرزوئیں عقلوں پر سہو کا، اور یاد الٰہی پر نسیان کا پردہ ڈال دیتی ہیں۔ اُمیدوں کو جھٹلاؤ اسلئے کہ یہ دھوکا ہیں۔ اور اُمیدیں باندھنے والا فریب خوردہ ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۸۵)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَحَبِّ عِبَادِ اللّٰهِ اِلَيْهِ عَبْدًا اَعَانَهُ اللّٰهُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلْبَبَ الْخَوْفَ فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى فِىْ قَلْبِهٖ وَاَعَدَّ الْقِرٰى لِيَوْمِهِ النَّازِلِ بِهٖ فَقَرَّبَ عَلٰى نَفْسِهِ الْبَعِيْدَ وَهَوَّنَ الشَّدِيْدَ. نَظَرَ فَاَبْصَرَ. وَذَكَرَ فَاسْتَكْثَرَ وَارْتَوٰى مِنْ عَذْبٍ فُرَاتٍ سُهِّلَتْ لَهٗ مَوَارِدُهٗ فَشَرِبَ نَهَلًا وَسَلَكَ سَبِيْلًا جَدَدًا قَدْ خَلَعَ سَرَابِيْلَ الشَّهَوَاتِ وَتَخَلّٰى مِنَ الْهُمُوْمِ اِلَّا هَمًّا وَاحِدًا انْفَرَدَ بِهٖ فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ الْعَمٰى وَمُشَارَكَةِ اَهْلِ الْهَوٰى، وَصَارَ مِنْ مَفَاتِيْحِ اَبْوَابِ الْهُدٰى وَمَغَالِيْقِ اَبْوَابِ الرَّدٰى. قَدْ اَبْصَرَ طَرِيْقَهٗ. وَسَلَكَ سَبِيْلَهٗ وَعَرَفَ مَنَارَهٗ وَقَطَعَ غِمَارَهٗ اِسْتَمْسَكَ مِنَ الْعُرٰى بِاَوْثَقِهَا. وَمِنَ الْجِبَالِ بِاَمْتَنِهَا. فَهُوَ مِنَ الْيَقِيْنِ عَلٰى مِثْلِ ضَوْءِ الشَّمْسِ. قَدْ نَصَبَ نَفْسَهٗ لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ فِىْ اَرْفَعِ الْاُمُوْرِ مِنْ اِصْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ عَلَيْهِ. وَتَصْيِيْرِ كُلِّ فَرْعٍ اِلٰى اَصْلِهٖ مِصْبَاحُ ظُلُمَاتٍ. كَشَّافُ عَشَوَاتٍ. مِفْتَاحُ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔

اللہ کے بندو! اللہ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ وہ بندہ محبوب ہے جسے اُس نے نفس کی خلاف ورزی کی قوت دی ہو جس کا اندرونی لباس حزن اور بیرونی جامہ خوف ہے (یعنی اندوہ و ملال اُسے چمٹا رہتا ہو اور خوف اُس پر چھایا رہتا ہے) اسکے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہو۔ اور آنے والے دن کی مہمانی کا اُس نے تہیّا کر رکھا ہو (موت کو) جو دُور ہے اُسے وہ قریب سمجھتا ہو اور سختیوں کو اپنے لئے آسان سمجھ لیا ہے۔ دیکھتا ہو، تو بصیرت و معرفت حاصل کرتا ہو (اللہ کو) یاد کرتا ہو تو عمل کرنے پر تُل جاتا ہے۔ (وہ اُس سرچشمۂ ہدایت کا) شیریں و خوشگوار پانی پی کر سیراب ہوا ہو جسکے گھاٹ تک (اللہ کی رہنمائی سے) وہ بہ آسانی پہونچ گیا ہو۔ اُس نے پہلی ہی دفعہ چھک کر پی لیا ہو اور ہموار راستے پر چل پڑا ہو۔ شہوتوں کا لباس اُتار پھینکا ہو (دنیا کے) سارے اندیشوں سے بے فکر ہو کر صرف ایک ہی دُھن میں لگا ہوا ہو۔ وہ گمراہی کی حالت، اور ہوس پرستوں (کی) ہوس انیوں میں حصّہ لینے سے دور رہتا ہو۔ وہ ہدایت کے ابواب کھولنے اور ہلاکت و گمراہی کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ بن گیا ہو۔ اس نے اپنا راستہ دیکھ لیا ہو اور اُس پر گامزن ہو (ہدایت کے) مینار کو پہچان لیا ہو اور دھاروں کو طے کر کے اُس تک پہونچ گیا ہے۔ محکم وسیلوں اور مضبوط سہاروں کو تھام لیا ہے وہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُبْهِمَاتٍ۔ دَفَّاعُ مُعْضِلَاتٍ دَلِيلُ
فَلَوَاتٍ۔ يَقُولُ فَيُفْهِمُ وَيَسْكُتُ فَيَسْلَمُ
قَدْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ فَاسْتَخْلَصَهُ۔ فَهُوَ مِنْ
مَعَادِنِ دِينِهِ۔ وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ۔ قَدْ أَلْزَمَ
نَفْسَهُ الْعَدْلَ فَكَانَ أَوَّلُ عَدْلِهِ نَفْيُ
الْهَوٰى عَنْ نَفْسِهِ۔ يَصِفُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُ
بِهِ۔ لَا يَدَعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً إِلَّا أَمَّهَا وَلَا
مَظِنَّةً إِلَّا قَصَدَهَا۔ قَدْ أَمْكَنَ الْكِتَابَ
مِنْ زِمَامِهِ فَهُوَ قَائِدُهُ وَإِمَامُهُ۔ يَحُلُّ
حَيْثُ حَلَّ ثَقَلُهُ وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ
مَنْزِلُهُ۔ وَآخَرَ قَدْ تَسَمّٰى عَالِمًا وَلَيْسَ بِهِ
فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَّالٍ، وَأَضَالِيلَ
مِنْ ضُلَّالٍ۔ وَنَصَبَ لِلنَّاسِ شَرَكًا مِنْ
حَبَائِلِ غُرُورٍ وَقَوْلِ زُورٍ۔ قَدْ حَمَلَ
الْكِتَابَ عَلٰى آرَائِهِ۔ وَعَطَفَ الْحَقَّ عَلٰى
أَهْوَائِهِ يُؤْمِنُ النَّاسَ مِنَ الْعَظَائِمِ
وَيُهَوِّنُ كَبِيرَ الْجَرَائِمِ۔ يَقُولُ أَقِفُ
عِنْدَ الشُّبُهَاتِ وَفِيهَا وَقَعَ وَيَقُولُ
أَعْتَزِلُ الْبِدَعَ وَبَيْنَهَا اضْطَجَعَ۔ فَالصُّورَةُ
صُورَةُ إِنْسَانٍ۔ وَالْقَلْبُ قَلْبُ حَيَوَانٍ
لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهُدٰى فَيَتَّبِعَهُ۔ وَلَا بَابَ
الْعَمٰى فَيَصُدَّ عَنْهُ۔ فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ
فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ۔ وَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ۔ وَالْأَعْلَامُ

یقین کی وجہ سے ایسے اُجالے میں ہو جو سورج کی چمک
دمک کے مانند ہو۔ وہ صرف اللہ کی خاطر سب سے اونچے
مقصد کو پورا کرنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا ہو کہ ہر مشکل کو جو
اُسکے سامنے آئے مناسب طور سے حل کر دے۔ ہر فرع
کو اُسکے اصل و ماخذ کی طرف راجع کرے۔ وہ تاریکیوں میں
روشنی پھیلانے والا، مشتبہ باتوں کو حل کرنیوالا، اُلجھے
ہوئے مسئلوں کو سُلجھانے والا، گنجلکوں کا دُور کرنے والا،
اور لق و دق صحراؤں میں راہ دکھانے والا ہو۔ وہ بولتا ہے
تو پوری طرح سمجھا دیتا ہو اور کبھی چُپ ہو جاتا ہو اُسوقت
جب چُپ رہنا ہی سلامتی کا ذریعہ ہے۔ اُس نے ہر کام
اللہ کیلئے کیا تو اللہ نے بھی اُسے اپنا لیا ہو۔ وہ دین خدا
کا معدن اور اُسکی زمین میں گڑی ہوئی میخ کی طرح ہے۔
اُس نے اپنے لئے عدل کو لازم کر لیا ہو چنانچہ اُسکے عدل کا
پہلا قدم خواہشوں کو اپنے نفس سے دُور رکھنا ہو۔ حق کو
بیان کرتا ہو تو اُسپر عمل بھی کرتا ہو۔ کوئی نیکی کی حد ایسی
نہیں، جس کا اُس نے ارادہ نہ کیا ہو اور کوئی جگہ ایسی
نہیں ہو کہ جہاں نیکی کا امکان ہو اور اُس نے قصد نہ کیا ہو
اُس نے اپنی باگ ڈور قرآن کے ہاتھوں میں دے دی ہو
وہی اُسکا رہبر اور وہی اُسکا پیشوا ہو۔ جہاں اُسکا بار گراں
اُترتا ہو وہیں اُسکا سامان اُترتا ہو اور جہاں اُسکی منزل
ہوتی ہو وہیں یہ بھی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا ہو (اسکے علاوہ)
ایک دوسرا شخص ہوتا ہو جس نے (زبردستی) اپنا نام عالم
رکھ لیا ہو حالانکہ وہ عالم نہیں۔ اُس نے جاہلوں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَائِمَةٌ، وَالْآيَاتُ وَاضِحَةٌ، وَالْمَنَارُ مَنْصُوبَةٌ فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ۔ بَلْ كَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ وَهُمْ أَزِمَّةُ الْحَقِّ وَأَعْلَامُ الدِّينِ وَالْسِنَةُ الصِّدْقِ فَأَنْزِلُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْآنِ وَرِدُوهُمْ وُرُودَ الْهِيمِ الْعِطَاشِ۔

أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوهَا مِنْ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَمُوتُ مَنْ مَاتَ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ وَيَبْلَى مَنْ بَلِيَ مِنَّا وَلَيْسَ بِبَالٍ فَلَا تَقُولُوا بِمَا لَا تَعْرِفُونَ۔ فَإِنَّ أَكْثَرَ الْحَقِّ فِيمَا تُنْكِرُونَ وَاعْذِرُوا مَنْ لَا حُجَّةَ لَكُمْ عَلَيْهِ، وَأَنَا هُوَ۔ أَلَمْ أَعْمَلْ فِيكُمْ بِالثَّقَلِ الْأَكْبَرِ وَأَتْرُكُ فِيكُمُ الثَّقَلَ الْأَصْغَرَ وَرَكَزْتُ فِيكُمْ رَايَةَ الْإِيمَانِ وَوَقَفْتُكُمْ عَلَى حُدُودِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَأَلْبَسْتُكُمُ الْعَافِيَةَ مِنْ عَدْلِي وَفَرَشْتُكُمُ الْمَعْرُوفَ مِنْ قَوْلِي وَفِعْلِي وَأَرَيْتُكُمْ كَرَائِمَ الْأَخْلَاقِ مِنْ نَفْسِي فَلَا تَسْتَعْمِلُوا الرَّأْيَ فِيمَا لَا يُدْرِكُهُ قَعْرَةُ الْبَصَرِ وَلَا تَتَغَلْغَلُ إِلَيْهِ الْفِكَرُ۔

وَمِنْهَا حَتَّى يَظُنَّ الظَّانُّ أَنَّ اللُّبَّا

گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کیلئے مکر و فریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے۔ بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ میں شبہات میں توقف کرتا ہوں حالانکہ انھیں میں پڑا ہوا ہے۔ اسکا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں حالانکہ انھیں میں اسکا اٹھنا بیٹھنا ہے۔ صورت تو اسکی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں کا سا، نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آ سکے، اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رخ موڑ سکے یہ تو زندوں میں (چلتی پھرتی ہوئی) لاش ہے۔ اب تم کہاں جا رہے ہو اور تمھیں کدھر موڑا جا رہا ہے؟ حالانکہ ہدایت کے جھنڈے بلند، نشانات ظاہر و روشن اور حق کے مینار نصب ہیں اور تمھیں کہاں بھکایا جا رہا ہے اور کیوں ادھر ادھر بھٹک رہے ہو؟ جبکہ تمھارے نبی کی عترت تمھارے اندر موجود ہے، جو حق کی باگیں، دین کے پرچم اور سچائی کی زبانیں ہیں۔ جو قرآن کی بہتر سے بہتر منزل سمجھ سکو، وہیں انھیں بھی جگہ دو اور پیاسے اونٹوں کی طرح ان کے سر چشمۂ ہدایت پر اترو۔

اے لوگو! خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو سنو کہ (انھوں نے فرمایا) ہم میں سے جو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَعْقُوْلَةٌ عَلٰى بَنِيْ اُمَيَّةَ تَمْنَحُهُمْ دَرَّهَا وَتُوْرِدُهُمْ صَفْوَهَا۔ وَلَا يُرْفَعُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَوْطُهَا وَلَا سَيْفُهَا۔ وَكَذَبَ الظَّانُّ لِذٰلِكَ بَلْ هِيَ مَحَجَّةٌ مِنْ كَدَرِ الْعَيْشِ يَتَطَعَّمُوْنَهَا بُرْهَةً ثُمَّ يَلْفِظُوْنَهَا جُمْلَةً۔

مرجاتا ہی، وہ مُردہ نہیں ہی۔ اور ہم میں سے (جو بظاہر مرکر) بوسیدہ ہو جاتا ہی وہ حقیقت میں کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا، جو باتیں تم نہیں جانتے اُن کے متعلق زبان سے کچھ نہ نکالو اسلیے کہ حق کا بیشتر حصہ اُنہی چیزوں میں ہوتا ہی کہ جن سے تم بیگانہ و ناآشنا ہو (جس شخص کی تم پر حجت تمام ہو) اور تمھاری کوئی حجت اُسپر تمام نہ ہو، اُسے معذور سمجھو اور

وہ میں ہوں۔ کیا میں نے تمھارے سامنے ثقل اکبر (قرآن) پر عمل نہیں کیا، اور ثقل اصغر (اہلبیتؑ) کو تم میں نہیں رکھا میں نے تمھارے درمیان ایمان کا جھنڈا گاڑا۔ حلال وحرام کی حدیں بتائیں، اور اپنے عدل سے تمھیں عافیت کے جامے پہنائے اور اپنے قول وعمل سے حُسنِ سلوک کا فرش تمھارے لئے بچھا دیا، اور تم سے ہمیشہ پاکیزہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا جس چیز کی گہرائیوں تک نگاہ نہ پہونچ سکے اور فکر کی جولانیاں عاجز رہیں اُسمیں اپنی رائے کو کارفرما نہ کرو۔

(اسی خطبہ کا ایک جزو بنی اُمیہ کے متعلق ہی) یہانتک کہ گمان کرنیوالے یہ گمان کرنے لگیں گے کہ بس اب دنیا بنی اُمیہ ہی کے دامن سے بندھی رہے گی اور انھیں ہی اپنے سارے فائدے بخشتی رہے گی اور انھیں ہی اپنے صاف چشمہ پر سیراب ہونے کیلئے اُتارتی رہے گی، اور اس امت کی (گردن پر) ان کی تلوار اور (پشت پر) اُن کا تازیانہ ہمیشہ رہے گا۔ جو یہ خیال کرے گا، غلط خیال کرے گا۔ بلکہ یہ تو زندگی کے مزوں میں سے چند شہد کے قطرے ہیں۔ جنھیں کچھ دیر تک وہ چُوسیں گے، اور پھر سارے کا سارا تھوک دیں گے۔

لہ پیغمبر اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی فرد کی زندگی ختم نہیں ہوتی اور ظاہری موت سے ان کے مرگ وحیات میں شعور زندگی کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اگرچہ اس زندگی کے احوال و واردات کے سمجھنے سے انسانی شعور عاجز ہی۔ مگر ماورائے محسوسات کتنی ہی حقیقتیں ایسی ہیں جن تک انسان کا شعور وادراک نہیں پہونچ سکتا۔ کون بتا سکتا ہی کہ قبر کے تنگ گوشے میں کہ جہاں سانس بھی نہیں لی جا سکتی، کیونکر منکر ونکیر کے سوالات کا جواب دیا جا سکے گا۔ یونہی شہدائے راہ خدا کہ جو نہ حس وحرکت رکھتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں اُن کی زندگی کا مفہوم کیا ہی۔ گو ہمیں وہ بظاہر مُردہ نظر آتے ہیں مگر قرآن اُن کی زندگی کی شہادت دیتا ہی ولَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ "جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے گئے اُنھیں مردہ نہ کہنا بلکہ وہ جیتے جاگتے ہیں مگر تم اُن کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے" دوسرے مقام پر اُن کی زندگی کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:-

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انھیں مُردہ گمان نہ کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے ہاں سے روزی پاتے ہیں"۔ جب عام شہدائے راہِ خدا کے بارے میں قلب و زبان پر پہرا بٹھا دیا گیا ہے کہ نہ انھیں مُردہ کہا جائے اور نہ انھیں مُردہ سمجھا جائے تو وہ معصوم ہستیاں کہ جن کی گردنیں تلوار کیلئے اور کام و دہن زہر کے لئے وقف ہو کر رہ گئے تھے، کیونکر زندہ جاوید نہ ہوں گی۔ پھر ان کے جسموں کے متعلق فرمایا ہے کہ امتدادِ زمانہ سے ان میں کہنگی و پوسیدگی کے آثار پیدا نہیں ہوتے بلکہ وہ اُسی حالت میں رہتے ہیں جس حالت میں شہید ہوتے ہیں، اور اسمیں کوئی استبعاد نہیں ہے کیونکہ مادی ذرائع سے ہزار ہا برس کی محفوظ کی ہوئی میتیں اسوقت تک موجود ہیں، تو جب مادی اسباب سے یہ ممکن ہے تو کیا قادرِ مطلق کے احاطۂ قدرت سے یہ باہر ہے کہ جن کی موت میں زندگی کے احساسات ودیعت کر دیے ہوں اُن کے جسموں کو تغیر و تبدل سے محفوظ رکھے؟..... چنانچہ شہدائے بدر کے متعلق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زَمِّلُوْهُمْ بِكُلُوْمِهِمْ وَدِمَائِهِمْ فَاِنَّهُمْ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْدَاجُهُمْ تَشْخُبُ دَمًا "انھیں انہی زخموں اور خون کی روانیوں کے ساتھ لپیٹ دو۔ کیونکہ جب یہ قیامت میں محشور ہوں گے، تو ان کے رگہائے گلو سے خون اُبلتا ہوگا"۔ ۱۲ ثقل اکبر سے مراد قرآن اور ثقل اصغر سے اہل بیت علیہم السّلام مُراد ہیں جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشاد اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ میں لفظ ثقلین سے قرآن و اہل بیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس لفظ سے تعبیر کرنے کے چند وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ چونکہ تعلیمات قرآن و سیرت اہل بیت پر عمل پیرا ہونا عموماً طبائع پر ثقیل و گراں گزرتا ہے اسلئے انھیں ثقلین سے تعبیر فرمایا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ثقل کے معنی سامان مسافر کے ہوتے ہیں۔ جس کے محل احتیاج ہونے کی وجہ سے اسکی ہر وقت حفاظت کی جاتی ہے۔ اور چونکہ قدرت نے انھیں قیامت تک باقی و برقرار رکھ کر ان کی حفاظت کا سر و سامان کیا ہے اسلئے انھیں ثقلین کہا گیا ہے یا یہ کہ پیغمبر نے راہ پیمائے جادۂ آخرت ہونے کے وقت انھیں اپنا متاعِ بے بہا قرار دے کر اُمت سے اُن کی حفاظت چاہی ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ اُن کی نفاست و گرانقدری کے پیشِ نظر انھیں ثقلین سے یاد کیا گیا ہے۔ کیونکہ ثقل کے معنی نفیس و پاکیزہ شے کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابن حجر مکی نے تحریر کیا ہے: سَمّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعِتْرَتَهُ الثَّقَلَيْنِ لِاَنَّ الثِّقَلَ كُلُّ نَفِيْسٍ خَطِيْرٍ مَّصُوْنٍ وَهٰذَا اِنْ كَانَ لِكُلٍّ اِذْ كُلٌّ مِّنْهُمَا مَعْدَنٌ لِّلْعُلُوْمِ الدِّيْنِيَّةِ وَالْاَسْرَارِ وَالْحِكَمِ الْعَلِيَّةِ وَالْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ وَلِذَا حَثَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِقْتِدَاءِ وَالتَّمَسُّكِ بِهِمْ وَالتَّعَلُّمِ مِنْهُمْ وَاَحَقُّ مَنْ يَّتَمَسَّكُ بِهٖ مِنْهُمْ اِمَامُهُمْ وَعَالِمُهُمْ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لِمَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ مَّزِيْدِ عِلْمِهٖ وَدَقَائِقِ مُسْتَنْبَطِهٖ "پیغمبر نے قرآن اور اپنی عترت کا نام ثقلین رکھا ہے کیونکہ ثقل ہر نفیس، عمدہ اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

محفوظ چیز کو کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ایسے ہی تھے۔ ان میں سے ہر ایک علم لدنی کا گنجینہ، اور بلند پایہ اسرار و حکم اور احکام شرعیہ کا مخزن ہے۔ اسی لئے پیغمبرؐ نے ان کی اقتدا اور ان کے دامن سے وابستگی اور اُن سے تحصیل علوم کے لئے امت کو آمادہ کیا، اور انہیں سے تمسک کئے جانے کے زیادہ حقدار امام و عالم آل محمد علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں۔ آپ کی اس علمی فراوانی اور استنباط میں وقت پسندی کی بنا پر کہ جس کا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں"۔ (صواعق محرقہ)

پیغمبر اکرمؐ نے چونکہ مقام تعبیر میں کتاب کی نسبت اللہ کی جانب دی ہے اور عترت کی نسبت اپنی طرف، اسلئے حفظ مراتب کا لحاظ کرتے ہوئے اُسے اکبر اور اسے اصغر سے تعبیر فرمایا ہے۔ ورنہ مقام تمسک میں اہمیت کے لحاظ سے دونوں یکساں اور تعمیر اخلاقی میں افادیت کے لحاظ سے ناطق کا درجہ صامت پر مقدم ہونے میں گنجائش انکار نہیں ہے ۱۲

خطبہ (۸۶)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْصِمْ جَبَّارِيْ دَهْرٍ قَطُّ اِلَّا بَعْدَ تَمْهِيْلٍ وَرَخَآءٍ۔ وَلَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَمِ اِلَّا بَعْدَ اَزْلٍ وَبَلَآءٍ۔ وَفِيْ دُوْنَ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِّنْ عَتْبٍ وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِّنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٌ۔ وَمَا كُلُّ ذِيْ قَلْبٍ بِلَبِيْبٍ۔ وَلَا كُلُّ ذِيْ سَمْعٍ بِسَمِيْعٍ۔ وَلَا كُلُّ نَاظِرٍ بِبَصِيْرٍ۔ فَيَا عَجَبِيْ وَمَالِيْ لَا اَعْجَبُ مِنْ خَطَاءِ هٰذِهِ الْفِرَقِ عَلٰى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا فِيْ دِيْنِهَا لَا يَقْتَصُّوْنَ اَثَرَ نَبِيٍّ۔ وَلَا يَقْتَدُوْنَ بِعَمَلِ وَصِيٍّ۔ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِغَيْبٍ۔ وَلَا يَعِفُّوْنَ عَنْ عَيْبٍ۔ يَعْمَلُوْنَ فِي الشُّبُهَاتِ وَيَسِيْرُوْنَ فِي الشَّهَوَاتِ۔

اللہ نے زمانے کے کسی سرکش کی گردن نہیں توڑی جب تک کہ اُسے مہلت و فراغت نہیں عطا کر دی۔ اور کسی اُمّت کی ہڈی کو نہیں جوڑا جب تک کہ اُسے شدت، سختی اور ابتلا و آزمائش میں ڈال نہیں لیا۔ جو مصیبتیں تمہیں پیش آنے والی اور جن سختیوں سے تم گزر چکے ہو، اُن سے کم بھی عبرت اندوزی کیلئے کافی ہیں۔ ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا اور نہ ہر کان رکھنے والا گوش شنوا، اور نہ ہر آنکھ والا چشم بینا رکھتا ہے۔ مجھے حیرت ہے، اور کیوں نہ حیرت ہو ان فرقوں کی خطاؤں پر، جنھوں نے اپنے دین کی حجتوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں۔ جو نہ نبی کے نقش قدم پر چلتے ہیں، نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے، اور اپنی خواہشوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَعْرُوْفُ عِنْدَهُمْ مَا عَرَفُوْا۔ وَالْمُنْكَرُ عِنْدَهُمْ مَا اَنْكَرُوْا۔ مَفْزَعُهُمْ فِي الْمُعْضِلَاتِ اِلٰى اَنْفُسِهِمْ۔ وَتَعْوِيْلُهُمْ فِي الْمُبْهَمَاتِ عَلٰى اٰرَائِهِمْ كَاَنَّ كُلَّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اِمَامُ نَفْسِهٖ قَدْ اَخَذَ مِنْهَا فِيْمَا يَرٰى بِعُرًى ثِقَاتٍ وَاَسْبَابٍ مُحْكَمَاتٍ۔

راہ پر چلتے پھرتے ہیں۔ جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں اُن کے نزدیک بس وہ اچھی ہے اور جس بات کو وہ بُرا جانیں اُن کے نزدیک بس وہ بُری ہے۔ مشکل گتھیوں کو سُلجھانے کے لیے اپنے نفسوں پر اعتماد کر لیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ گویا اُنمیں سے ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اُس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کر لیا ہے اُس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ اسے قابل اطمینان دلیلوں اور مضبوط ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔

خطبہ (۸۷)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ۔ وَطُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ وَاعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ وَانْتِشَارٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ۔ وَتَلَظٍّ مِّنَ الْحُرُوْبِ وَالدُّنْيَا كَاسِفَةُ النُّوْرِ ظَاهِرَةُ الْغُرُوْرِ عَلٰى حِيْنِ اصْفِرَارٍ مِّنْ وَرَقِهَا وَاِيَاسٍ مِّنْ ثَمَرِهَا۔ وَاغْوِرَارٍ مِّنْ مَّائِهَا۔ قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْهُدٰى۔ وَظَهَرَتْ اَعْلَامُ الرَّدٰى۔ فَهِيَ مُتَجَهِّمَةٌ لِّاَهْلِهَا عَابِسَةٌ فِيْ وَجْهِ طَالِبِهَا ثَمَرُهَا الْفِتْنَةُ۔ وَطَعَامُهَا الْجِيْفَةُ۔ وَشِعَارُهَا الْخَوْفُ وَدِثَارُهَا السَّيْفُ۔ فَاعْتَبِرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ۔ وَاذْكُرُوْا الَّتِيْ اٰبَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ بِهَا مُرْتَهَنُوْنَ وَعَلَيْهَا مُحَاسَبُوْنَ۔ وَلَعَمْرِيْ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

اللہ نے اپنے پیغمبر کو اُسوقت بھیجا جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ رُکا ہوا تھا اور ساری امتیں مدت سے پڑی سو رہی تھیں۔ فتنے سر اُٹھا رہے تھے۔ سب چیزوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا بے رونق و بے نور تھی۔ اور اسکی فریب کاریاں کھُلی ہوئی تھیں اُسوقت اُسکے پتوں میں زردی دوڑی ہوئی تھی اور پھلوں سے نا اُمیدی تھی۔ پانی زمین میں نہ نشین ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مینار مٹ گئے تھے۔ ہلاکت و گمراہی کے پرچم کھُلے ہوئے تھے۔ اور دنیا دنیا والوں کے سامنے کڑوے تیوروں سے اور تیوری چڑھائے ہوئے نظر آرہی تھی۔ اسکا پھل فتنہ تھا اور اسکی غذا مُردار تھی۔ اندر کا لباس خوف اور باہر کا پہناوا تلوار تھا۔ خدا کے بندو! عبرت حاصل کرو۔ اور ان (بداعمالیوں) کو یاد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا تَقَادَمَتْ بِكُمْ وَلَا بِهِمُ الْعُهُودُ. وَلَا خَلَتْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ الْآحْقَابُ وَالْقُرُونُ. وَمَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ مِنْ يَوْمٍ كُنْتُمْ فِي أَصْلَابِهِمْ بِبَعِيدٍ. وَاللّٰهِ مَا أَسْمَعَهُمُ الرَّسُولُ شَيْئًا إِلَّا وَهَا أَنَا ذَا الْيَوْمَ مُسْمِعُكُمُوهُ. وَمَا أَسْمَعَكُمُ الْيَوْمَ بِدَاعٍ أَسْمَاعَهُمْ بِالْأَمْسِ. وَلَا شَقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارَ وَلَا جَعَلَتْ لَهُمُ الْأَفْئِدَةَ فِي ذٰلِكَ الْأَوَانِ إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ. وَاللّٰهِ مَا بَصُرَتْ ثُمَّ بَعْدَهُمْ شَيْئًا جَهِلُوهُ. وَلَا أَصْفَيْتُمْ بِهِ وَحُرِمُوهُ. وَلَقَدْ نَزَلَتْ بِكُمُ الْبَلِيَّةُ جَائِلًا خِطَامُهَا رِخْوًا بِطَانُهَا. فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ الْغُرُورِ. فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ مَمْدُودٌ إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ.

کرو، جن (کے نتائج) میں تمھارے باپ، بھائی جکڑے ہوئے ہیں اور جن پر اُن سے حساب ہونے والا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تمھارا زمانہ ان کے زمانہ سے زیادہ پیچھے نہیں ہے اور نہ تمھارے اور ان کے درمیان صدیوں اور زمانوں کا فاصلہ ہے ابھی تم اُن سے زیادہ دُور نہیں ہوئے کہ جب اُنکی صلبوں میں تھے۔ خدا کی قسم! جو باتیں رسول نے اُنکے کانوں تک پہونچائیں وہی باتیں میں تمھیں آج سُنا رہا ہوں۔ اور جتنا اُنھیں سُنایا گیا تھا اُس سے کچھ کم تمھیں نہیں سُنایا جا رہا ہے۔ اور جس طرح اُس وقت اُن کی آنکھیں کھولی گئی تھیں اور دل بنائے گئے تھے ویسی ہی آنکھیں اور ویسے ہی دل اسوقت تمھیں دیے گئے ہیں۔ خدا کی قسم! اُن کے بعد تمھیں کوئی ایسی نئی چیز نہیں بتائی گئی ہے جس سے وہ ناآشنا رہے ہوں اور کوئی خاص چیز نہیں دی گئی ہے جس سے وہ محروم تھے۔ ہاں ایک ایسی مصیبت تمھیں پیش آگئی ہے (جو اُس اونٹنی کے مانند ہے) جس کی نکیل جھول رہی ہے اور تنگ ڈھیلا پڑ گیا (جو کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھائے گی) دیکھو! ان لوگوں کے ٹھاٹھ باٹھ تمھیں دھوکا نہ دیں۔ اسلئے کہ یہ ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کا وقت محدود ہے۔

خطبہ (۸۸)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ. وَالْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ. اَلَّذِي لَمْ يَزَلْ قَائِمًا دَائِمًا إِذْ لَا سَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ.

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہے جو نظر آئے بغیر جانا پہچانا ہوا ہے اور سوچ بچار میں پڑے بغیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اُسوقت بھی دائم و برقرار تھا جبکہ نہ برجوں والا آسمان تھا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا حُجُبٌ ذَاتُ اَرْتَاجٍ۔ وَلَا لَيْلٌ دَاجٍ۔
وَلَا بَحْرٌ سَاجٍ۔ وَلَا جَبَلٌ ذُوْ فِجَاجٍ۔
وَلَا نَجٌّ ذُوْ اَعْوِجَاجٍ۔ وَلَا اَرْضٌ ذَاتُ
مِهَادٍ۔ وَلَا خَلْقٌ ذُوْ اعْتِمَادٍ۔ ذٰلِكَ مُبْتَدِعُ
الْخَلْقِ وَوَارِثُهٗ وَاِلٰهُ الْخَلْقِ وَرَازِقُهٗ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
دَائِبَانِ فِيْ مَرْضَاتِهٖ يُبْلِيَانِ كُلَّ جَدِيْدٍ
وَيُقَرِّبَانِ كُلَّ بَعِيْدٍ۔ قَسَمَ اَرْزَاقَهُمْ۔
وَاَحْصٰى اٰثَارَهُمْ وَاَعْمَالَهُمْ وَعَدَدَ
اَنْفَاسِهِمْ وَخَائِنَةَ اَعْيُنِهِمْ۔ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُهُمْ مِنَ الضَّمَائِرِ وَمُسْتَقَرَّهُمْ
وَمُسْتَوْدَعَهُمْ مِنَ الْاَرْحَامِ وَالظُّهُوْرِ
اِلٰى اَنْ تَتَنَاهٰى بِهِمُ الْغَايَاتُ۔ هُوَ الَّذِيْ
اشْتَدَّتْ نِقْمَتُهٗ عَلٰى اَعْدَآئِهٖ فِيْ سَعَةِ
رَحْمَتِهٖ وَاتَّسَعَتْ رَحْمَتُهٗ لِاَوْلِيَآئِهٖ فِيْ
شِدَّةِ نِقْمَتِهٖ قَاهِرٌ مَنْ عَازَّهٗ وَمُدَمِّرٌ
مَنْ شَآقَّهٗ وَمُذِلٌّ مَنْ نَاوَاهُ وَغَالِبٌ مَنْ
عَادَاهُ۔ وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ۔ وَمَنْ
سَاَلَهٗ اَعْطَاهُ وَمَنْ اَقْرَضَهٗ قَضَاهُ۔ وَ
مَنْ شَكَرَهٗ جَزَاهُ۔

عِبَادَ اللّٰهِ زِنُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنْ قَبْلِ
اَنْ تُوْزَنُوْا۔ وَحَاسِبُوْهَا مِنْ قَبْلِ اَنْ
تُحَاسَبُوْا وَتَنَفَّسُوْا قَبْلَ ضِيْقِ الْخِنَاقِ۔ وَ
انْقَادُوْا قَبْلَ عُنْفِ السِّيَاقِ وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ

نہ بلند دروازوں والے حجاب تھے نہ اندھیری راتیں،
نہ ٹھہرا ہوا سمندر، نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ، نہ آڑی
ترچھی پہاڑی راہیں اور نہ یہ بچھے ہوئے فرشوں والی زمین،
نہ کس بل رکھنے والی مخلوق تھی۔ وہی مخلوقات کا پیدا
کرنے والا اور اُنکا وارث ہی اور کائنات کا معبود اور اُن کا
رازق ہی۔ سورج اور چاند اُس کی منشا کے مطابق (ایک
ٹھہرے پر) بڑھے جانے کی سرتوڑ کوششوں میں لگے
ہوئے ہیں۔ جو ہر نئی چیز کو فرسودہ اور دور کی چیزوں کو
قریب کر دیتے ہیں۔ اُس نے سب کو روزی بانٹ رکھی ہی
وہ سب کے عمل و کردار اور سانسوں کے شمار تک کو جانتا
ہے وہ چوری چھپی نظروں اور سینے کی مخفی نیتوں اور صلب
میں اُن کے ٹھکانوں اور شکم میں اُن کے سونپے جانے کی
جگہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہی یہانتک کہ ان کی عمریں
اپنی حدِ انتہا کو پہونچ جائیں۔ وہ ایسی ذات ہے کہ رحمت
کی وسعتوں کے باوجود اس کا عذاب دشمنوں پر سخت ہی۔
اور عذاب کی سختیوں کے باوجود دوستوں کیلئے اُسکی
رحمت وسیع ہی۔ جو اُسے دبانا چاہے اُس پر قابو پالینے والا
اور جو اُس سے ٹکر لینا چاہے اُسے تباہ و برباد کرنے والا
اور جو اُسکی مخالفت کرے اُسے رسوا و ذلیل کرنے والا
اور جو اُس سے دشمنی برتے اُس پر غلبہ پانے والا ہی۔ جو
اُس پر بھروسہ کرتا ہی وہ اُسکے لئے کافی ہو جاتا ہی۔ اور
جو کوئی اُس سے مانگتا ہی اُسے دے دیتا ہی۔ اور جو اُسے
قرضہ دیتا ہی (یعنی اُسکی راہ میں خرچ کرتا ہی) وہ اُسے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَنْ لَمْ يُعِنْ عَلٰى نَفْسِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ لَهٗ مِنْهَا وَاعِظٌ وَّزَاجِرٌ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا زَاجِرٌ وَّلَا وَاعِظٌ۔

ادا کرتا ہو۔ جو شکر کرتا ہو، اُسے بدلہ دیتا ہے۔

اللہ کے بندو! اپنے نفسوں کو تولے جانے سے پہلے تول لو۔ اور محاسبہ کیے جانے سے قبل خود اپنا محاسبہ کر لو۔ گلے کا پھندا تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو۔ اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ جسے اپنے نفس کیلئے یہ توفیق نہ ہو کہ وہ خود اپنے کو وعظ و پند کرے اور بُرائیوں پر متنبہ کر دے تو پھر کسی اور کی بھی پند و توبیخ اُس پر اثر نہیں کر سکتی۔

خطبہ ۸۹

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

تُعْرَفُ بِخُطْبَةِ الْاَشْبَاحِ وَهِيَ مِنْ جَلَائِلِ خُطَبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ سَاَلَهٗ سَائِلٌ اَنْ يَّصِفَ اللّٰهَ حَتّٰى كَاَنَّهٗ يَرَاهُ عِيَانًا فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِذٰلِكَ:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا يَفُرُّهُ الْمَنْعُ وَالْجُمُوْدُ وَلَا يَكْدِيْهِ الْاِعْطَاءُ وَالْجُوْدُ۔ اِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُنْتَقَصٌ سِوَاهُ۔ وَكُلُّ مَانِعٍ مَذْمُوْمٌ مَا خَلَاهُ۔ وَهُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَاتِحِ النِّعَمِ۔ وَعَوَائِدِ الْمَزِيْدِ وَالْقِسَمِ۔ عِيَالُهُ الْخَلَائِقُ ضَمِنَ اَرْزَاقَهُمْ وَقَدَّرَ اَقْوَاتَهُمْ۔ وَنَهَجَ سَبِيْلَ الرَّاغِبِيْنَ اِلَيْهِ وَالطَّالِبِيْنَ مَا لَدَيْهِ۔ وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِاَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْاَلْ اَوَّلُ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ قَبْلٌ فَيَكُوْنَ شَيْءٌ قَبْلَهٗ۔

حضرت علیہ السلام کا ایک خطبہ۔

یہ خطبہ اشباح کے نام سے مشہور ہو اور امیر المومنین علیہ السلام کے بلند پایہ خطبوں میں شمار ہوتا ہو۔ اسے ایک سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا جس نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ خلاقِ عالم کے صفات کو اس طرح بیان فرمائیں کہ ایسا معلوم ہو جیسے ہم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت غضبناک ہو گئے اور فرمایا:۔

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہو کہ جو فیض و عطا کے روکنے سے مالدار نہیں ہو جاتا اور جو دو عطا سے کبھی عاجز و قاصر نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اسکے سوا ہر دینے والے کے یہاں داد و دہش سے کمی واقع ہوتی ہو اور ہاتھ روک لینے پر اُنھیں بُرا سمجھا جا سکتا ہو وہ فائدہ بخش نعمتوں اور عطیوں کی فراوانیوں اور روزیوں (کی تقسیم) سے ممنون احسان بنانے والا ہے۔ ساری مخلوق اُسکا کنبہ ہو۔ اُس نے سب کے رزق کا ذمہ لیا ہو اور سب کی روزیاں مقرر کر رکھی ہیں۔ اُس نے اپنے خواہشمندوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدَهُ فَيَكُونَ شَيْءٌ بَعْدَهُ وَالرَّادِعُ أَنَاسِيَّ
الْأَبْصَارِ عَنْ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكَهُ. مَا اخْتَلَفَ عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيَخْتَلِفُ
مِنْهُ الْحَالُ. وَلَا كَانَ فِي مَكَانٍ فَيَجُوزُ عَلَيْهِ
الْانْتِقَالُ وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ
مَعَادِنُ الْجِبَالِ وَضَحِكَتْ عَنْهُ أَصْدَافُ
الْبِحَارِ مِنْ فِلِزِّ اللُّجَيْنِ وَالْعِقْيَانِ وَ
نُثَارَةِ الدُّرِّ وَحَصْبِيدِ الْمَرْجَانِ مَا أَثَّرَ
ذَلِكَ فِي جُودِهِ. وَلَا أَنْفَدَ سَعَةَ مَا عِنْدَهُ
وَلَكَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْأَنْعَامِ مَا لَا
تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْأَنَامِ لِأَنَّهُ الْجَوَادُ
الَّذِي لَا يَغِيضُهُ سُؤَالُ السَّائِلِينَ وَلَا
يُبْخِلُهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ. فَانْظُرْ أَيُّهَا السَّائِلُ
فَمَا دَلَّكَ الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ
فَائْتَمَّ بِهِ. وَاسْتَضِئْ بِنُورِ هِدَايَتِهِ وَمَا
كَلَّفَكَ الشَّيْطَانُ عِلْمَهُ مِمَّا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ
عَلَيْكَ فَرْضُهُ وَلَا فِي سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَأَئِمَّةِ
الْهُدَى أَثَرُهُ فَكِلْ عِلْمَهُ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ
فَإِنَّ ذَلِكَ مُنْتَهَى حَقِّ اللهِ عَلَيْكَ وَاعْلَمْ
أَنَّ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ هُمُ الَّذِينَ أَغْنَاهُمْ
عَنِ اقْتِحَامِ السُّدَدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ
الْغُيُوبِ الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةِ مَا جَهِلُوا تَفْسِيرَهُ
مِنَ الْغَيْبِ الْمَحْجُوبِ، فَمَدَحَ اللهُ اعْتِرَافَهُمْ

اور اپنی نعمت کے طلبگاروں کیلئے راہ کھول دی ہے۔ وہ دست
طلب کے نہ بڑھنے پر بھی اتنا ہی کریم ہے جتنا طلب و سوال کا ہاتھ
بڑھنے پر۔ وہ ایسا اوّل ہے جسکے لئے کوئی قبل ہی نہیں کہ
کوئی شے اس سے پہلے ہو سکے۔ اور ایسا آخر ہے جسکے لئے
کوئی بعد ہی نہیں تاکہ کوئی چیز اُسکے بعد فرض کی جا سکے
وہ آنکھ کی پتلیوں کو (دُور ہی سے) روک دینے والا ہے کہ
وہ اُسے پا سکیں یا اُسکی حقیقت معلوم کر سکیں۔ اسپر زمانہ
کے مختلف دَور نہیں گزرتے کہ اُسکے حالات میں تغیر و تبدل
پیدا ہو۔ وہ کسی جگہ میں نہیں ہے کہ اُسکے لئے نقل و حرکت
صحیح ہو سکے۔ اگر وہ چاندی اور سونے جیسی نفیس دھاتیں کہ
جنھیں پہاڑوں کے معدن (لمبی لمبی) سانسیں بھر کر اُچھال
دیتے ہیں اور بکھرے ہوئے موتی اور مرجان کی کٹی ہوئی
شاخیں کہ جنھیں دریاؤں کی سیپیاں کھلکھلا کر ہنستے ہوئے
اُگل دیتی ہیں بخشدے تو اس سے اُسکے جود و عطا پر کوئی اثر
نہیں پڑتا اور نہ اُسکی دولت کا ذخیرہ اس سے ختم ہو سکتا
ہے اور اُسکے پاس پھر بھی نعائم اکرام کے اتنے ذخیرے موجود رہیں گے
جنھیں لوگوں کی مانگ ختم نہیں کر سکتی اسلئے کہ وہ ایسا
فیاض ہے جسے سوالوں کا پورا کرنا مفلس نہیں بنا سکتا اور
گڑگڑا کر سوال کرنے والوں کا حد سے بڑھا ہوا اصرار
بخل پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ اے (اللہ کی صفتوں کو) دریافت
کرنے والے دیکھو! کہ جن صفتوں کا تمھیں قرآن نے پتہ دیا
ہے (اُن میں) تم اُسی کی پیروی کرو اور اُسی کے نور ہدایت سے
کسب ضیا کرتے رہو اور جو چیزیں کہ قرآن میں واجب نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِالْعَجْزِ عَنْ تَنَاوُلِ مَا لَمْ يُحِيطُوا بِهِ عِلْمًا۔ وَسَمَّى تَرْكَهُمُ التَّعَمُّقَ فِيمَا لَمْ يُكَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ عَنْ كُنْهِهِ رُسُوخًا۔ فَاقْتَصِرْ عَلَى ذٰلِكَ وَلَا تُقَدِّرْ عَظَمَةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلَى قَدْرِ عَقْلِكَ فَتَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ۔

هُوَ الْقَادِرُ الَّذِي إِذَا ارْتَمَتِ الْأَوْهَامُ لِتُدْرِكَ مُنْقَطَعَ قُدْرَتِهِ وَحَاوَلَ الْفِكْرُ الْمُبَرَّأُ مِنْ خَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ فِي عَمِيقَاتِ غُيُوبِ مَلَكُوتِهِ وَتَوَلَّهَتِ الْقُلُوبُ إِلَيْهِ لِتَجْرِيَ فِي كَيْفِيَّةِ صِفَاتِهِ وَغَمَضَتْ مَدَاخِلُ الْعُقُولِ فِي حَيْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصِّفَاتُ لِتَنَالَ عِلْمَ ذَاتِهِ رَدَعَهَا وَهِيَ تَجُوبُ مَهَاوِيَ سُدَفِ الْغُيُوبِ مُتَخَلِّصَةً إِلَيْهِ سُبْحَانَهُ فَرَجَعَتْ إِذْ جُبِهَتْ مُعْتَرِفَةً بِأَنَّهُ لَا يُنَالُ بِجَوْرِ الْاعْتِسَافِ كُنْهُ مَعْرِفَتِهِ وَلَا تَخْطُرُ بِبَالِ أُولِي الرَّوِيَّاتِ خَاطِرَةٌ مِنْ تَقْدِيرِ جَلَالِ عِزَّتِهِ الَّذِي ابْتَدَعَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ امْتَثَلَهُ۔ وَلَا مِقْدَارٍ احْتَذَى عَلَيْهِ مِنْ خَالِقٍ مَعْهُودٍ كَانَ قَبْلَهُ۔ وَأَرَانَا مِنْ مَلَكُوتِ قُدْرَتِهِ، وَعَجَائِبِ مَا نَطَقَتْ بِهِ آثَارُ حِكْمَتِهِ، وَاعْتِرَافَ الْحَاجَةِ مِنَ الْخَلْقِ إِلَى أَنْ يُقِيمَهَا بِمَسَالِكِ

اور نہ سُنّتِ پیغمبرؐ و ائمہ ہدیٰ میں اُن کا نام و نشان ہے اور صرف شیطان نے اسکے جاننے کی تمھیں زحمت دی ہے۔ اس کا علم اللہ ہی کے پاس رہنے دو اور یہی تم پر اللہ کے حق کی آخری حد ہے۔ اور (اس بات کو) یاد رکھو کہ علم میں راسخ و پختہ لوگ وہی ہیں کہ جو غیب کے پردوں میں چھپی ہوئی ساری چیزوں کا اجمالی طور پر اقرار کرتے (اور ان پر اعتقاد رکھتے) ہیں۔ اگرچہ ان کی تفسیر و تفصیل نہیں جانتے۔ اور یہی اقرار انھیں غیب پر پڑے ہوئے پردوں میں درآنہ گھسنے سے بے نیاز بنائے ہوئے ہے اور اللہ نے اس بات پر اُن کی مدح کی ہے کہ جو چیز ان کے احاطۂ علم سے باہر ہوتی ہے اس کی رسائی سے اپنے عجز کا اعتراف کر لیتے ہیں اور اللہ نے جس چیز کی حقیقت سے بحث کرنے کی تکلیف نہیں دی اُسمیں تعمق و کاوش کے ترک ہی کا نام رسوخ رکھا ہے۔ لہٰذا بس اسی پر اکتفا کرو اور اپنے عقل کے پیمانہ کے مطابق اللہ کی عظمت کو محدود نہ بناؤ ورنہ تمھارا شمار ہلاک ہونے والوں میں قرار پائے گا۔

وہ ایسا قادر ہے کہ جب اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کیلئے وہم اپنے تیر چلا رہا ہو اور فکر ہر طرح کے وسوسوں کے اُدھیڑ بُن سے آزاد ہو کر اسکے قلمرو مملکت کے گہرے بھیدوں پر آگاہ ہونے کے درپے ہو دل اسکی صفتوں کی کیفیت سمجھنے کیلئے والہانہ طور پر دوڑ پڑے ہوں اور ذات الٰہی کو جاننے کیلئے عقلوں کی جستجو و تلاش کی راہیں حدِ بیان سے زیادہ دُور تک چلی گئی ہوں، تو اللہ اُسوقت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قُوَّتِهٖ مَا دَلَّنَا بِاضْطِرَارِ قِيَامِ الْحُجَّةِ لَهٗ
عَلٰى مَعْرِفَتِهٖ وَظَهَرَتْ فِي الْبَدَآئِعِ الَّتِيْ
اَحْدَثَهَا اٰثَارُ صَنْعَتِهٖ وَاَعْلَامُ حِكْمَتِهٖ۔
فَصَارَ كُلُّ مَا خَلَقَ حُجَّةً لَهٗ وَدَلِيْلًا عَلَيْهِ
وَاِنْ كَانَ خَلْقًا صَامِتًا فَحُجَّتُهٗ بِالتَّدْبِيْرِ
نَاطِقَةٌ۔ وَدَلَالَتُهٗ عَلَى الْمُبْدِعِ قَآئِمَةٌ۔
فَاَشْهَدُ اَنَّ مَنْ شَبَّهَكَ بِتَبَايُنِ اَعْضَآءِ خَلْقِكَ
وَتَلَاحُمِ حِقَاقِ مَفَاصِلِهِمُ الْمُحْتَجِبَةِ
لِتَدْبِيْرِ حِكْمَتِكَ۔ لَمْ يَعْقِدْ غَيْبَ ضَمِيْرِهٖ
عَلٰى مَعْرِفَتِكَ۔ وَلَمْ يُبَاشِرْ قَلْبُهُ الْيَقِيْنَ
بِاَنَّهٗ لَا نِدَّ لَكَ وَكَاَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّ
الشَّابِعِيْنَ مِنَ الْمَتْبُوْعِيْنَ اِذْ يَقُوْلُوْنَ "تَاللّٰهِ
اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ"، كَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِكَ اِذْ
شَبَّهُوْكَ بِاَصْنَامِهِمْ وَنَحَلُوْكَ حِلْيَةَ
الْمَخْلُوْقِيْنَ بِاَوْهَامِهِمْ۔ وَجَزَّاُوْكَ
تَجْزِئَةَ الْمُجَسَّمَاتِ بِخَوَاطِرِهِمْ وَقَدَّرُوْكَ
عَلَى الْخِلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوٰى بِقَرَائِحِ عُقُوْلِهِمْ
وَاَشْهَدُ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍ مِّنْ خَلْقِكَ
فَقَدْ عَدَلَ بِكَ۔ وَالْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌ بِمَا
تَنَزَّلَتْ بِهٖ مُحْكَمَاتُ اٰيَاتِكَ۔ وَنَطَقَتْ
عَنْهُ شَوَاهِدُ حُجَجِ بَيِّنَاتِكَ۔ وَاَنَّكَ
اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَمْ تَتَنَاهَ فِي الْعُقُوْلِ

جب وہ غیب کی تیرگیوں کے گرفتھوں کو عبور کر رہی ہوتی
ہیں۔ ان سب کو (ناکامیوں کے ساتھ) پلٹا دیتا ہے۔ چنانچہ
جب اس طرح منہ کی کھا کر پلٹتی ہیں تو انھیں یہ اعتراف
کرنا پڑتا ہے کہ ایسی بے راہ رویوں سے اسکی معرفت کا
کھوج نہیں لگایا جا سکتا اور نہ فکر پیماؤں کے دلوں میں
اس کی عزت کے تمکنت و جلال کا ذرا سا شائبہ آسکتا ہے۔
وہ وہی ہے کہ جس نے مخلوقات کو ایجاد کیا بغیر اسکے کہ کوئی
مثال اپنے سامنے رکھتا اور بغیر اسکے کہ اپنے سے پہلے
کسی اور خالق و معبود کی بنائی ہوئی چیزوں کا چربہ اُتارتا
اُس نے اپنی قدرت کی بادشاہت اور ان عجیب چیزوں
کے واسطے سے کہ جنہیں اُسکی حکمت و دانائی کے آثار (منہ سے)
بول رہے ہیں اور مخلوق کے اس اعتراف سے کہ وہ اپنے رُکنے
تھمنے میں اُسکے سہارے کی محتاج ہے ہمیں وہ چیزیں دکھائی
ہیں کہ جنھوں نے قہراً دلیل قائم ہو جانے کے دباؤ سے
اُسکی معرفت کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے اور اُسکی پیدا
کردہ عجیب و غریب چیزوں میں اُسکی صنعت کے نقش و نگار
اور حکمت کے آثار نمایاں اور واضح ہیں۔ چنانچہ ہر مخلوق
اسکی ایک حجت اور ایک برہان بن گئی ہے۔ چاہے وہ خاموش
مخلوق ہو۔ مگر اللہ کی تدبیر و کارسازی کی ایک بولتی ہوئی
دلیل ہے اور ہستیٔ صانع کی طرف اسکی رہنمائی ثابت و
برقرار ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری ہی
مخلوق سے اُن کے اعضا کے الگ الگ ہونے اور تیری
حکمت کی کارسازیوں سے گوشت و پوست میں ڈھکے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَتَكُوْنَ فِيْ مَهَبِّ فِكْرِهَا مُكَيَّفًا وَلَا فِيْ رَوِيَّاتِ خَوَاطِرِهَا فَتَكُوْنَ مَحْدُوْدًا مُصَرَّفًا۔

وَمِنْهَا قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَاَحْكَمَ تَقْدِيْرَهٗ وَدَبَّرَهٗ فَاَلْطَفَ تَدْبِيْرَهٗ وَوَجَّهَهٗ لِوِجْهَتِهٖ۔ فَلَمْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ مَنْزِلَتِهٖ۔ وَلَمْ يُقَصِّرْ دُوْنَ الْاِنْتِهَآءِ اِلٰى غَايَتِهٖ وَلَمْ يَسْتَصْعِبْ اِذْ اُمِرَ بِالْمُضِيِّ عَلٰى اِرَادَتِهٖ۔ وَكَيْفَ وَاِنَّمَا صَدَرَتِ الْاُمُوْرُ عَنْ مَشِيَّتِهٖ۔ اَلْمُنْشِئُ اَصْنَافَ الْاَشْيَآءِ بِلَا رَوِيَّةٍ فِكْرٍ اٰلَ اِلَيْهَا وَلَا قَرِيْحَةٍ غَرِيْزَةٍ اَضْمَرَ عَلَيْهَا وَلَا تَجْرِبَةٍ اَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُوْرِ وَلَا شَرِيْكٍ اَعَانَهٗ عَلٰى ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْاُمُوْرِ فَتَمَّ خَلْقُهٗ بِاَمْرِهٖ وَاَذْعَنَ لِطَاعَتِهٖ وَاَجَابَ اِلٰى دَعْوَتِهٖ۔ وَلَمْ يَعْتَرِضْ دُوْنَهٗ رَيْثُ الْمُبْطِئِ وَلَا اَنَاةُ الْمُتَلَكِّئِ فَاَقَامَ مِنَ الْاَشْيَآءِ اَوَدَهَا وَنَهَجَ حُدُوْدَهَا وَلَآءَمَ بِقُدْرَتِهٖ بَيْنَ مُتَضَادِّهَا۔ وَوَصَلَ اَسْبَابَ قَرَآئِنِهَا وَفَرَّقَهَا اَجْنَاسًا مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْحُدُوْدِ وَالْاَقْدَارِ وَالْغَرَآئِزِ وَالْهَيْئَاتِ۔ بَدَايَا خَلَآئِقَ اَحْكَمَ صُنْعَهَا وَفَطَرَهَا عَلٰى مَا اَرَادَ وَابْتَدَعَهَا۔

ہوئے ان کے جوڑوں کے سروں کے ملنے میں تشبیہ دی اس نے اپنے چھپے ہوئے ضمیر کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا۔ اور اُسکے دل کو یہ یقین چھو بھی نہیں گیا کہ تیرا کوئی شریک نہیں۔ گویا اُس نے پیر کاروں کا یہ قول نہیں سُنا جو اپنے مقتداؤں سے بیزاری چاہتے ہوئے یہ کہیں گے کہ "خدا کی قسم! ہم تو قطعاً ایک کھلی ہوئی گمراہی میں تھے کہ جب ہم سارے جہان کے پالنے والے کے برابر تمہیں ٹھہرایا کرتے تھے"۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو تجھے دوسروں کے برابر سمجھ کر اپنے بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے وہم میں تجھ پر مخلوقات کی صفتیں جڑ دیتے ہیں، اور اپنے خیال میں اس طرح تیرے حصے بخرے کرتے ہیں جسطرح مجسم چیزوں کے جوڑ بند الگ الگ کئے جاتے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ کے مطابق تجھے مختلف قوتوں والی مخلوقات پر قیاس کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے تجھے تیری مخلوق میں سے کسی کے برابر جانا اُس نے تیرا ہمسر بنا ڈالا اور تیرا ہمسر بنانے والا تیری کتاب کی محکم آیتوں کے مضامین اور ان حقائق کا جنھیں تیری طرف کے روشن دلائل واضح کر رہے ہیں، مُنکر ہے۔ تو وہ اللہ ہے کہ عقلوں کی حد میں گھر نہیں سکتا۔ کہ ان کی سوچ بچار کی زد پر آکر کیفیات کو قبول کرے اور نہ ان کے غور و فکر کی جولانیوں میں تیری سمائی ہے کہ تو محدود ہو کر ان کے فکری تصرفات کا پابند بن جائے۔

اسی خطبہ کا ایک حصّہ یہ ہے:-

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ السَّمَاءِ :-

وَنَظَمَ بِلَا تَعْلِيقٍ رَهَوَاتِ فُرُجِهَا۔ وَلَاحَمَ صُدُوعَ انْفِرَاجِهَا وَشَيَّجَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَزْوَاجِهَا۔ وَذَلَّلَ لِلْهَابِطِينَ بِأَمْرِهِ وَالصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهِ حُزُونَةَ مِعْرَاجِهَا وَنَادَاهَا بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ۔ فَالْتَحَمَتْ عُرَى أَشْرَاجِهَا۔ وَفَتَقَ بَعْدَ الْأَرْتِتَاقِ صَوَامِتَ أَبْوَابِهَا۔ وَأَقَامَ رَصَدًا مِنَ الشُّهُبِ الثَّوَاقِبِ عَلَى نِقَابِهَا وَأَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ بِأَيْدِهِ۔ وَأَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ وَجَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا وَقَمَرَهَا آيَةً مَمْحُوَّةً مِنْ لَيْلِهَا فَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلِ مَجْرَاهُمَا۔ وَقَدَّرَ سَيْرَهُمَا فِي مَدَارِجِ دَرْجِهِمَا۔ لِيُمَيِّزَ بَيْنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِهِمَا وَلِيُعْلَمَ عَدَدُ السِّنِينَ وَالْحِسَابُ بِمَقَادِيرِهِمَا ثُمَّ عَلَّقَ فِي جَوِّهَا فَلَكَهَا۔ وَنَاطَ بِهَا زِينَتَهَا مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِيِّهَا وَمَصَابِيحِ كَوَاكِبِهَا وَرَمَى مُسْتَرِقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا وَأَجْرَاهَا عَلَى إِذْلَالِ تَسْخِيرِهَا مِنْ ثَبَاتِ ثَابِتِهَا وَمَسِيرِ سَائِرِهَا وَهُبُوطِهَا وَصُعُودِهَا وَنُحُوسِهَا وَسُعُودِهَا۔

اُس نے جو چیزیں پیدا کیں اُن کا ایک اندازہ رکھا مضبوط و مستحکم، اور ان کا انتظام کیا عمدہ و پاکیزہ، اور انھیں ان کی سمت پر اس طرح لگایا کہ نہ وہ اپنی آخری منزل کی حدوں سے آگے بڑھیں اور نہ منزل منتہا تک پہونچنے میں کوتاہی کی۔ جب انھیں اللہ کے ارادے پر چل پڑنے کا حکم دیا گیا، تو انھوں نے سرتابی نہیں کی۔ اور وہ ایسا کر ہی کیونکر سکتی تھیں جبکہ تمام امور اُسی کی مشیت و ارادہ سے صادر ہوتے ہیں وہ گوناگوں چیزوں کا موجد ہی بغیر کسی سوچ بچار کی طرف رجوع کئے اور بغیر طبیعت کی کسی جولانی کے کہ جسے دل میں چھپائے ہو اور بغیر کسی تجربہ کے کہ جو زمانہ کے حوادث سے حاصل کیا ہو اور بغیر کسی شریک کے کہ جو اُن عجیب و غریب چیزوں کی ایجاد میں اُسکا معین و مددگار رہا ہو، چنانچہ مخلوق (بن بنا کر) مکمل ہوگئی اور اُس نے اللہ کی اطاعت کے سامنے سر جھکا دیا اور (فوراً) اُسکی پکار پر لبیک کہتے ہوئے بڑھی نہ کسی دیر کرنیوالے کی سی سستی گرفتاری دامنگیر ہوئی اور نہ کسی حیل و حجت کرنیوالے کی سی سستی اور ڈھیل حائل ہوئی۔ اُس نے ان چیزوں کے ٹیڑھاپن کو سیدھا اور ان کی حدیں معین کر دیں۔ اور اپنی قدرت سے ان متضاد چیزوں میں ہم رنگی و ہم آہنگی پیدا کی اور نفسوں کے رشتے (بدنوں سے) جوڑ دیے اور انھیں مختلف جنسوں پر بانٹ دیا جو اپنی حدوں، اندازوں، طبیعتوں اور صورتوں میں جدا جدا ہیں۔ یہ تو ایجاد مخلوق ہے کہ جس کی ساخت اُس نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهُ لِإِسْكَانِ سَمٰوَاتِهِ۔ وَعِمَارَةِ الصَّفِيحِ الْأَعْلٰى مِنْ مَلَكُوتِهِ خَلْقًا بَدِيعًا مِنْ مَلَائِكَتِهِ وَمَلَأَ بِهِمْ فُرُوجَ فِجَاجِهَا۔ وَحَشٰى بِهِمْ فُتُوقَ أَجْوَائِهَا۔ وَبَيْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوجِ زَجَلُ الْمُسَبِّحِينَ مِنْهُمْ فِي حَظَائِرِ الْقُدْسِ وَسُتُرَاتِ الْحُجُبِ وَسُرَادِقَاتِ الْمَجْدِ۔ وَوَرَاءَ ذٰلِكَ الرَّجِيجِ الَّذِي تَسْتَكُّ مِنْهُ الْأَسْمَاعُ سُبُحَاتُ نُورٍ تَرْدَعُ الْأَبْصَارَ عَنْ بُلُوغِهَا۔ فَتَقَفُ خَاسِئَةً عَلٰى حُدُودِهَا۔ أَنْشَأَهُمْ عَلٰى صُوَرٍ مُخْتَلِفَاتٍ وَأَقْدَارٍ مُتَفَاوِتَاتٍ۔ أُولِي أَجْنِحَةٍ تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهِ لَا يَنْتَحِلُونَ مَا ظَهَرَ فِي الْخَلْقِ مِنْ صُنْعِهِ۔ وَلَا يَدَّعُونَ أَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئًا مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ۔ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ "لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ"۔ جَعَلَهُمْ فِيمَا هُنَالِكَ أَهْلَ الْأَمَانَةِ عَلٰى وَحْيِهِ وَحَمَّلَهُمْ إِلَى الْمُرْسَلِينَ وَدَائِعَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ۔ وَعَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ فَمَا مِنْهُمْ زَائِغٌ عَنْ سَبِيلِ مَرْضَاتِهِ۔ وَأَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ الْمَعُونَةِ۔ وَأَشْعَرَ قُلُوبَهُمْ

مضبوط کی ہے اور اپنے ارادے کے مطابق اسے بنایا اور ایجاد کیا۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے آسمان کے وصف میں:۔

اُس نے بغیر (کسی چیز سے) وابستہ کئے اسکے شگافوں کے نشیب و فراز کو مرتب کر دیا اور اسکے درازوں کی کشادگیوں کو ملا دیا اور انھیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑ دیا اور اسکے احکام کو لے کر اُترنے والوں اور خلق کے اعمال کو لے کر چڑھنے والوں کیلئے اس کی بلندیوں کی دشوار گزاری کو آسان کر دیا۔ ابھی وہ آسمان دھوئیں ہی کی شکل میں تھے، کہ اللہ نے انھیں پکارا تو (فوراً) ان کے تسموں کے رشتے آپس میں متصل ہو گئے اس نے ان کے بند دروازوں کو بستہ ہونے کے بعد کھول دیا اور ان کے سوراخوں پر ٹوٹے ہوئے تاروں کے نگہبان کھڑے کر دیے اور انھیں اپنے زور سے روک دیا کہ کہیں وہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر اُدھر نہ ہو جائیں۔ اور انھیں مامور کیا کہ وہ اُسکے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے اپنے مرکز پر ٹھہرے رہیں۔ اُس نے فلک کے سورج کو دن کی روشن نشانی اور چاند کو رات کی دھندلی نشانی قرار دیا ہے اور انھیں ان کی منزلوں پر چلایا ہے اور انکی گزرگاہوں میں انکی رفتار مقرر کر دی ہے تاکہ انکے ذریعہ سے شب و روز کی تمیز ہو سکے اور انہی کے اعتبار سے برسوں کی گنتی اور (دوسرے) حساب جانے جا سکیں۔ پھر یہ کہ اُس نے آسمانی فضا میں اس فلک کو آویزاں کیا اور اسمیں اسکی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَوَاضُعَ اِخْبَاتِ السَّكِينَةِ وَفَتَحَ لَهُمْ
اَبْوَابَ ذُلَّلًا اِلَى تَمَاجِيدِهٖ. وَنَصَبَ لَهُمْ
مَنَارًا وَاضِحَةً عَلٰى اَعْلَامِ تَوْحِيدِهٖ.
لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُوصِرَاتُ الْاٰثَامِ. وَلَمْ
تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِي وَالْاَيَّامِ. وَلَمْ
تَرْمِ الشُّكُوكُ بِنَوَازِعِهَا عَزِيمَةَ اِيمَانِهِمْ
وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُونُ عَلٰى مَعَاقِدِ يَقِينِهِمْ
وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْاَحَنِ فِيمَا بَيْنَهُمْ
وَلَا سَلَبَتْهُمُ الْحَيْرَةُ مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهٖ
بِضَمَائِرِهِمْ وَسَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهٖ وَ
هَيْبَةِ جَلَالِتِهٖ فِي اَثْنَاءِ صُدُورِهِمْ
وَلَمْ تَطْمَحْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ فَتَقْتَرِعَ
بِرَيْنِهَا عَلٰى نِكْرِهِمْ، مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي
خَلْقِ الْغَمَامِ الدُّلَّحِ وَفِي عِظَمِ الْجِبَالِ
الشُّمَّخِ وَفِي قَتَرَةِ الظَّلَامِ الْاَيْهَمِ وَمِنْهُمْ
مَنْ خَرَقَتْ اَقْدَامُهُمْ تُخُومَ الْاَرْضِ
السُّفْلٰى. فَهِيَ كَرَايَاتِ بِيضٍ قَدْ نَفَذَتْ
فِي مَخَارِقِ الْهَوَاءِ. وَتَحْتَهَا رِيحٌ هَفَّافَةٌ
تَحْبِسُهَا عَلٰى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ الْحُدُودِ
الْمُتَنَاهِيَةِ. قَدِ اسْتَفْرَغَتْهُمْ اَشْغَالُ
عِبَادَتِهٖ وَوَصَلَتْ حَقَائِقُ الْاِيمَانِ
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهٖ. وَقَطَعَهُمُ الْاِيقَانُ
بِهٖ اِلَى الْوَلَهِ اِلَيْهِ وَلَمْ تُجَاوِزْ رَغَبَاتُهُمْ

آرائش کیلئے مُنتے مُنتے موتیوں ایسے تارے اور چراغوں کی
طرح چمکتے ہوئے ستارے آویزاں کئے اور چوری چھپے کان
لگانے والوں پر ٹوٹتے ہوئے تاروں کے تیر چلائے
اور ستاروں کو اپنے جبر و قہر سے ان کے ڈھرّے پر لگایا
کہ کوئی ثابت رہے اور کوئی ستارہ کبھی اتار ہو اور کبھی
اُبھار۔ اور کسی میں نحوست ہو اور کسی میں سعادت۔
اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے فرشتوں کے وصف میں:۔
پھر اللہ سبحانہ نے اپنے آسمانوں میں ٹھہرانے اور
اپنی ملکوت کے بلند طبقات کو آباد کرنے کیلئے فرشتوں
کی عجیب و غریب مخلوق پیدا کی۔ ان سے آسمان کے
وسیع راستوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا۔ اور اسکی فضا کی
وسعتوں کا کونا کونا چھلکا دیا۔ اور ان وسیع اطراف کی
پہنائیوں میں تسبیح کرنیوالے فرشتوں کی آوازیں قدس و
پاکیزگی کی چار دیواریوں اور عظمت کے گہرے حجابوں
اور بزرگی و جلال کے سرا پردوں میں گونجتی ہیں اور
اس گونج کے پیچھے جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں تجلیاتِ
نور کی اتنی فراوانیاں ہیں کہ جو نگاہوں کو اپنے تک پہونچنے
سے روک دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ ناکام نامراد ہو کر اپنی جگہ
پر ٹھہری رہتی ہیں۔ اللہ نے ان (فرشتوں) کو جدا جدا
صورتوں اور الگ الگ پیمانوں پر پیدا کیا ہے۔ وہ بال و
پر رکھتے ہیں اور اُسکے جلال و عزت کی تسبیح کرتے رہتے
ہیں۔ اور مخلوق میں جو اُسکی صنعتیں جاگر ہوئی ہیں انھیں اپنی
طرف نسبت نہیں دیتے اور نہ یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا عِنْدَهٗ إِلٰى مَا عِنْدَ غَيْرِهٖ۔ قَدْ ذَاقُوْا
حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهٖ وَشَرِبُوْا بِالْكَأْسِ
الرَّوِيَّةِ مِنْ مَحَبَّتِهٖ وَتَسَكَّنَتْ مِنْ سُوَيْدَاءِ
قُلُوْبِهِمْ وَشِيْجَةُ خِيْفَتِهٖ فَحَنَوْا بِطُوْلِ
الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُوْرِهِمْ۔ وَلَمْ يُفْسِدْ
طُوْلُ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ وَلَا
أَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيْمُ الزَّلَّةِ رِبْقَ خُشُوْعِهِمْ
وَلَمْ يَتُوْلَهُمُ الْإِعْجَابُ فَيَسْتَكْثِرُوْا مَا
سَلَفَ مِنْهُمْ۔ وَلَا تَرَكَتْ لَهُمُ اسْتِكَانَةُ
الْإِجْلَالِ نَصِيْبًا فِيْ تَعْظِيْمِ حَسَنَاتِهِمْ۔ وَلَمْ
تَجْرِ الْفَتَرَاتُ فِيْهِمْ عَلٰى طُوْلِ دُؤُوْبِهِمْ
وَلَمْ تَغُضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوْا عَنْ رَجَاءِ
رَبِّهِمْ وَلَمْ تُجِفَّ لِطُوْلِ الْمُنَاجَاةِ أَسَلَاتُ
أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا مَلَكَتْهُمُ الْأَشْغَالُ فَتَقْطَعَ
بِهَمْسِ الْجُوَارِ إِلَيْهِ أَصْوَاتَهُمْ وَلَمْ تَخْتَلِفْ
فِيْ مَقَاوِمِ الطَّاعَةِ مَنَاكِبُهُمْ۔ وَلَمْ يَثْنُوْا
إِلٰى رَاحَةِ التَّقْصِيْرِ فِيْ أَمْرِهٖ رِقَابَهُمْ۔ وَلَا
تَعَدَّوْا عَلٰى عَزِيْمَةِ جِدِّهِمْ بَلَادَةُ الْغَفَلَاتِ
وَلَا تَسْتَفِلُّ فِيْ هِمَمِهِمْ خَدَائِعُ الشَّهَوَاتِ
قَدِ اتَّخَذُوْا ذَا الْعَرْشِ ذَخِيْرَةً لِيَوْمِ
فَاقَتِهِمْ۔ وَيَمَّمُوْهُ عِنْدَ انْقِطَاعِ الْخَلْقِ
إِلَى الْمَخْلُوْقِيْنَ بِرَغْبَتِهِمْ لَا يَقْطَعُوْنَ
أَمَدَ غَايَةِ عِبَادَتِهٖ۔ وَلَا يَرْجِعُ بِهِمُ

شے کو پیدا کر سکتے ہیں کہ جس کے پیدا کرنے میں وہ منفرد ہو
یکتا ہو۔ بلکہ وہ تو اُسکے معزز بندے ہیں جو کسی بات کے
کہنے میں اُس سے سبقت نہیں کرتے اور وہ اُسی کے کہنے
پر چلتے ہیں۔ اللہ نے انھیں ہاں اپنی وحی کا امانتدار
اور اپنے اوامر و نواہی کی ودیعتوں کا حامل بنا کر رسولوں
کی طرف بھیجا ہے اور شک و شبہات کے خدشوں سے انھیں
محفوظ رکھا ہے تو انمیں سے کوئی بھی اسکی رضا جوئی کی
راہ سے کترانے والا نہیں۔ اور اُس نے اپنی توفیق و
اعانت سے انکی دستگیری کی اور خضوع و خشوع کی مجرد
شکستگی سے اُن کے دلوں کو ڈھانپ دیا ہے اور تسبیح و تقدیس
کی سہولتوں کے دروازے اُنکے لئے کھول دیے ہیں اور اپنی
توحید کے نشانوں پر اُنکے لئے روشن مینار نصب کئے ہیں۔
نہ گناہوں کی گرانبار یوں نے انھیں دبا رکھا ہے، نہ شب و
روز کی گردشوں نے اُن پر (سواری کیلئے) پالان ڈالے
ہیں اور نہ شکوک و شبہات نے اُن کے ایمان کے استحکام پر
تیر چلائے ہیں اور نہ انکے یقین کی پختگیوں پر (اوہام و)
ظنون نے دھاوا بولا ہے اور نہ انکے درمیان کبھی کینہ و حسد
کی چنگاریاں بھڑکی ہیں اور نہ حیرانی و سرگشتگی انکے دلوں
میں سرایت کی ہوئی معرفت اور انکے سینوں کی تہوں میں
جمی ہوئی عظمتِ خداوندی و ہیبت جلال الٰہی کو چھین سکی
ہے۔ نہ کبھی وسوسوں نے ان پر دندان آز تیز کیا ہے کہ انکے
فکروں کو زنگ و تکدر سے آلودہ کر دیں۔ انمیں کچھ وہ ہیں
جو اللہ کے پیدا کردہ بوجھل بادلوں اور اونچے پہاڑوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الاستهتار بلزوم طاعته الا الى موادّ
من قلوبهم غير منقطعة من رجائه و
وخافته. لم تنقطع اسباب الشفقة
منهم. فنبوا في جدهم ولم تاسرهم
الاطماع فيوثروا وشيك السعي على
اجتهادهم . . . . . .

. . . . . ولم يستعظموا ما مضى من
اعمالهم. ولو استعظموا ذلك لنسخ
الرجاء منهم شفقات وجلهم. ولم
يختلفوا في ربهم باستحواذ الشيطان
عليهم. ولم يفرّقهم سوء التقاطع.
ولا تولاهم غلّ التحاسد. ولا تشعبتهم
مصارف الريب ولا اقتسمتهم اخياف
الهمم. فهم اسراء ايمان. لم يفكهم
من ربقته زيغ ولا عدول ولا ونى
ولا فتور. وليس في اطباق السماء موضع
اهاب الا وعليه ملك ساجد او ساع
حافد. يزدادون على طول الطاعة
بربهم علما. وتزداد عزة ربهم في
قلوبهم عظما.

ومنها في صفة الارض ودحوها
على الماء.

كبس الارض على مور امواج

بلندیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کی سیاہیوں کی
صورتوں میں ہیں۔ اور انمیں کچھ وہ ہیں جن کے قدم
تحت الثریٰ کی حدوں کو چیر کر نکل گئے ہیں۔ تو وہ
سفید جھنڈوں کے مانند ہیں جو فضا کی وسعت کو
چیرتے ہوئے آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان پھریروں
کے آخری سرے تک ایک ہلکی ہوا چل رہی ہے جو
انھیں رُوکے ہوئے ہے۔ ان فرشتوں کو عبادت کی
مشغولیتوں نے ہر چیز سے بے فکر بنا دیا اور ایمان
کے ٹھوس عقیدے انکے لئے اللہ کی معرفت کا وسیلہ
بن گئے ہیں۔ اور یقین کامل نے اوروں سے ہٹا کر
اسی سے انکی لَو لگا دی ہے۔ اللہ کی طرف کی نعمتوں کے
سوا کسی غیر کے عطا و انعام کی انھیں خواہش ہی نہیں
ہوتی۔ انھوں نے معرفت کے شیریں مزے چکھے ہیں۔
اور اُسکی محبت کے سیراب کرنیوالے جام سے سرشار ہیں
اور ان کے دلوں کی تہ میں اُسکا خوف جڑ پکڑ چکا ہے
تو انھوں نے لمبی چوڑی عبادتوں سے اپنی سیدھی
کمریں ٹیڑھی کرلی ہیں اور ہمہ وقت اُسی کی عبادت
میں لگے رہنے کے باوجود انکے تضرع و عاجزی کے
ذخیرے ختم نہیں ہوتے اور قرب الٰہی کی بلندیوں کے
باوجود خوف و خشوع کے پھندے اُن (کے گلے) سے
نہیں اُترتے۔ نہ انمیں کبھی خود پسندی پیدا ہوتی ہے کہ
وہ اپنے گزشتہ اعمال کو زیادہ خیال کرنے لگیں اور
نہ جلال پروردگار کے سامنے انکے عجز و انکسار نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُسْتَفْحِلَةٍ۔ وَلُجَجِ بِحَارٍ زَاخِرَةٍ تَلْتَطِمُ
اَوَاذِيُّ اَمْوَاجِهَا وَتَصْطَفِقُ مُتَقَاذِفَاتٌ
اَثْبَاجِهَا وَتَرْغُوْ زَبَدًا كَالْفُحُوْلِ عِنْدَ
هِيَاجِهَا۔ فَخَضَعَ جِمَاحُ الْمَاءِ الْمُتَلَاطِمِ
لِثِقْلِ حَمْلِهَا۔ وَسَكَنَ هَيَجُ ارْتِمَائِهٖ اِذْ
وَطِئَتْهُ بِكَلْكَلِهَا۔ وَذَلَّ مُسْتَخْذِيًا اِذْ
تَمَعَّكَتْ عَلَيْهِ بِكَوَاهِلِهَا فَاَصْبَحَ بَعْدَ
اضْطِخَابِ اَمْوَاجِهٖ سَاجِيًا مَقْهُوْرًا۔
وَفِيْ حَكَمَةِ الذُّلِّ مُنْقَادًا اَسِيْرًا۔ وَ
سَكَنَتِ الْاَرْضُ مَدْحُوَّةً فِيْ لُجَّةِ تَيَّارِهٖ۔
وَرَدَّتْ مِنْ نَخْوَةِ بَاْوِهٖ وَاعْتِلَاءِ
وَشُمُوْخِ اَنْفِهٖ وَسُمُوِّ عُلُوِّ اَعْلَاهُ۔ وَ
كَعَمَتْهُ عَلٰى كِظَّةِ جِرْيَتِهٖ فَهَمَدَ بَعْدَ
نَزَقَاتِهٖ۔ وَلَبَدَ بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهٖ
فَلَمَّا سَكَنَ هِيَاجُ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ اَكْنَافِهَا
وَحَمَلَ شَوَاهِقَ الْجِبَالِ الشَّمَّخِ الْبَذَّخِ
عَلٰى اَكْتَافِهَا فَجَّرَ يَنَابِيْعَ الْعُيُوْنِ مِنْ
عَرَانِيْنِ اُنُوْفِهَا۔ وَفَرَّقَهَا فِيْ سُهُوْبِ
بِيْدِهَا وَاَخَادِيْدِهَا وَعَدَّلَ حَرَكَاتِهَا
بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيْدِهَا وَذَوَاتِ
الشَّنَاخِيْبِ الشُّمِّ مِنْ صَيَاخِيْدِهَا۔
فَسَكَنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوْبِ الْجِبَالِ
فِيْ قِطَعِ اَدِيْمِهَا، وَتَغَلْغُلِهَا مُتَسَرِّبَةً

یہ موقع آنے دیا ہی کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا سمجھ سکیں انہیں
مسلسل تعب اُٹھانے کے باوجود بھی سُستی نہیں آنے پاتی
اور نہ انکی طلب و رغبت میں کبھی کمی پیدا ہوتی ہی کہ وہ
اپنے پالنے والے کے توقعات سے روگرداں ہو جائیں اور
نہ مسلسل مناجاتوں سے اُنکی زبان کی نوکیں خشک ہوتی
ہیں اور نہ کبھی ایسا ہوا ہی کہ وہ دوسرے اشغال کی
وجہ سے تضرع و زاری کی آوازوں کو دھیما کر لیں۔ اور نہ
وہ آرام و راحت کی خاطر اسکے احکام کی تعمیل میں کوتاہی
کر کے اپنی گردنوں کو اِدھر سے اُدھر کرتے ہیں نہ اُن کی
کوششوں کے عزم پر غفلت کی نادانیاں حملہ آور ہوتی
ہیں۔ اور نہ اُنکی (بلند) ہمتوں میں فریب دینے والے وسوسوں
کا گزر ہوتا ہی۔ اُنھوں نے احتیاج کے دن کے لئے صاحب
عرش کو اپنا ذخیرہ بنا رکھا ہی۔ اور جب دوسرے لوگ
مخلوقات کی طرف اپنی خواہشوں کو لے کر بڑھتے ہیں
تو یہ بس اسی سے لَو لگاتے ہیں۔ وہ اُسکی عبادت کی انتہا
کو نہیں پہونچ سکتے۔ انھیں عبادت کا والہانہ شوق
(کسی اور طرف لے جانے کی بجائے) انکی قلبی امید بیم کے
انہی سرچشموں کی طرف لے جاتا ہی جن کے سوتے کبھی
موقوف نہیں ہوتے۔ خوف کھانے کے وجوہ ختم نہیں
ہوئے کہ وہ اپنی کوششوں میں سُستی کریں اور نہ
دنیا کے طمعوں نے انھیں جکڑ رکھا ہی کہ وہ دنیا کیلئے
وقتی کوششوں کو اپنی اس جدوجہد پر ترجیح دیں۔ اور نہ
اُنھوں نے اپنے سابقہ اعمال کو کبھی بڑا سمجھا ہی۔ اور اگر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي جَوْبَاتِ خَيَاشِيمِهَا وَرُكُوبِهَا أَعْنَاقَ سُهُولِ الْأَرَضِينَ وَجَرَاثِيمِهَا وَفَسَحَ بَيْنَ الْجَوِّ وَبَيْنَهَا. وَأَعَدَّ الْهَوَاءَ مُتَنَسَّمًا لِسَاكِنِهَا. وَأَخْرَجَ إِلَيْهَا أَهْلَهَا عَلَى تَمَامِ مَرَافِقِهَا ثُمَّ لَمْ يَدَعْ جُرُزَ الْأَرْضِ الَّتِي تَقْصُرُ مِيَاهُ الْعُيُونِ عَنْ رَوَابِيهَا وَلَا تَجِدُ جَدَاوِلُ الْأَنْهَارِ ذَرِيعَةً إِلَى بُلُوغِهَا حَتَّى أَنْشَأَ لَهَا نَاشِئَةَ سَحَابٍ تُحْيِي مَوَاتَهَا وَتَسْتَخْرِجُ نَبَاتَهَا. أَلَّفَ غَمَامَهَا بَعْدَ افْتِرَاقِ لُمَعِهِ وَتَبَايُنِ قَزَعِهِ، حَتَّى إِذَا تَمَخَّضَتْ لُجَّةُ الْمُزْنِ فِيهِ. وَالْتَمَعَ بَرْقُهُ فِي كُفَفِهِ وَلَمْ يَنَمْ وَمِيضُهُ فِي كَنَهْوَرِ رَبَابِهِ وَمُتَرَاكِمِ سَحَابِهِ أَرْسَلَهُ سَحًّا مُتَدَارِكًا قَدْ أَسَفَّ هَيْدَبُهُ، تَمْرِيهِ الْجَنُوبُ دِرَرَ أَهَاضِيبِهِ وَدَفْعَ شَآبِيبِهِ. فَلَمَّا أَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بَوَانِيهَا، وَبَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُولِ عَلَيْهَا أَخْرَجَ بِهِ مِنْ هَوَامِدِ الْأَرْضِ النَّبَاتَ وَمِنْ زُعْرِ الْجِبَالِ الْأَعْشَابَ، فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا، وَتَزْدَهِي بِمَا أُلْبِسَتْهُ مِنْ رَيْطِ أَزَاهِيرِهَا وَحِلْيَةِ مَا سُمِطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ أَنْوَارِهَا وَجَعَلَ ذَلِكَ بَلَاغًا

بڑا سمجھتے تو پھر اُمیدیں خوفِ خدا کے اندیشوں کو اُن (کے صفحۂ دل) سے مٹا دیتیں۔ اور نہ شیطان کے ورغلانے سے اُنہیں باہم اپنے پروردگار کے متعلق کبھی کوئی اختلاف پیدا ہوا، اور نہ ایک دوسرے سے کٹنے (اور بگاڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے پراگندہ و متفرق ہوئے۔ اور نہ آپس میں حسد رکھنے کے سبب سے اُن کے دلوں میں کینہ و بُغض پیدا ہوا اور نہ شک و شبہات میں پڑنے کی وجہ سے تتر بتر ہوئے اور نہ پست ہمتیوں نے ان پر کبھی قبضہ کیا۔ وہ ایمان کے پابند ہیں۔ انھیں اسکے بندھنوں سے کجی، روگردانی، سستی یا کاہلی نے کبھی نہیں چھڑایا۔ سطح آسمان پر کھال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں کہ جہاں کوئی سجدہ کرنیوالا فرشتہ یا تیزی سے تگ و دو کرنیوالا ملک ہو۔ پروردگار کی اطاعت کے بڑھنے سے ان کے علم میں زیادتی ہی ہوتی رہتی ہے اور ان کے دلوں میں اُسکی عزت کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے "جسمیں زمین اور اسکے پانی پر بچھائے جانے کی کیفیت بیان فرمائی ہے"

(اللہ نے) زمین کو تہ و بالا ہونے والی مہیب لہروں اور بھرپور سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں کے اوپر یا ٹھاٹھیں مارتی موجوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھاتی تھیں اور لہریں لہروں کو ڈھکیل کر گونج اُٹھتی تھیں۔ اور اس طرح پھین دے رہی تھیں، جس طرح مستی و ہیجان کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِلْأَنَامِ وَرِزْقًا لِلْأَنْعَامِ۔ وَخَرَقَ الْفِجَاجَ فِي أَقَامِهَا وَأَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِينَ عَلَى جَوَادِّ طُرُقِهَا۔ فَلَمَّا مَهَدَ أَرْضَهُ وَأَنْفَذَ أَمْرَهُ اخْتَارَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِيرَةً مِنْ خَلْقِهِ۔ وَجَعَلَهُ أَوَّلَ جِبِلَّتِهِ وَأَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ وَأَرْغَدَ فِيهَا أُكُلَهُ، وَأَوْعَزَ إِلَيْهِ فِيمَا نَهَاهُ عَنْهُ وَأَعْلَمَهُ أَنَّ فِي الْإِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضَ لِمَعْصِيَتِهِ۔ وَالْمُخَاطَرَةَ بِمَنْزِلَتِهِ۔ فَأَقْدَمَ عَلَى مَا نَهَاهُ مُوَافَاةً لِسَابِقِ عِلْمِهِ، فَأَهْبَطَهُ بَعْدَ التَّوْبَةِ لِيَعْمُرَ أَرْضَهُ بِنَسْلِهِ وَلِيُقِيمَ الْحُجَّةَ بِهِ عَلَى عِبَادِهِ۔ وَلَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ أَنْ قَبَضَهُ مِمَّا يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رُبُوبِيَّتِهِ وَيَصِلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، بَلْ تَعَاهَدَهُمْ بِالْحُجَجِ عَلَى أَلْسُنِ الْخِيَرَةِ مِنْ أَنْبِيَائِهِ، وَمُتَحَمِّلِي وَدَائِعِ رِسَالَاتِهِ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى تَمَّتْ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حُجَّتُهُ، وَبَلَغَ الْمَقْطَعَ عُذْرُهُ وَنُذُرُهُ۔ وَقَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَقَلَّلَهَا۔ وَقَسَّمَهَا عَلَى الضِّيقِ وَالسَّعَةِ فَعَدَلَ فِيهَا لِيَبْتَلِيَ مَنْ أَرَادَ بِمَيْسُورِهَا وَمَعْسُورِهَا۔ وَلِيَخْتَبِرَ بِذَلِكَ الشُّكْرَ وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَ

عالم میں نرا ونٹ۔ چنانچہ اس متلاطم پانی کی طغیانیاں زمین کے بھاری بوجھ کے دباؤ سے فرو ہو گئیں۔ اور جب اس نے اپنا سینہ اس پر ٹیک کر اسے روندا تو سارا جوش و خروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور جب اپنے شانے ٹکا کر اس پر لوٹی، تو وہ ذلتوں اور خواریوں کے ساتھ رام ہو گیا کہاں تو اسکی موجیں دندنا رہی تھیں کہ اب عاجز و بے بس ہو کر تھم گیا، اور ذلت کی لگاموں میں اسیر ہو کر مطیع ہو گیا اور زمین اس طوفان خیز پانی کے گہراؤ میں اپنا دامن پھیلا کر ٹھہر گئی اور اسکے اٹھلانے اور سر اٹھانے کے غرور اور تکبر سے ناک اوپر چڑھانے اور بہاؤ میں تفوق و سربلندی دکھانے کا خاتمہ کر دیا اور اسکی روانی کی بے اعتدالیوں پر ایسے بند باندھے کہ وہ اچھلنے کودنے کے بعد (بالکل بے دم ہو کر ٹھہر گیا۔ اور جست خیز کی سرمستیاں دکھا کر تھم گیا۔ جب اسکے کناروں کے نیچے پانی کی طغیانی کا زور و شور سکون پذیر ہوا، اور اسکے کاندھوں پر اونچے اونچے اور چوڑے چکلے پہاڑوں کا بوجھ لد گیا، تو (اللہ نے) اسکی ناک کے بانسوں سے پانی کے چشمے جاری کر دیے جنھیں دور دراز جنگلوں اور کھدے ہوئے گڑھوں میں پھیلا دیا۔ اور پتھروں کی مضبوط چٹانوں اور بلند چوٹیوں والے پتھریلے پہاڑوں سے اسکی حرکت میں اعتدال پیدا کیا۔ چنانچہ اس کی سطح کے مختلف حصوں میں پہاڑوں کے ڈوب جانے اور اسکی گہرائیوں کی تہ میں گھس جانے اور اسکے ہموار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقِيرِهَا۔ ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيلَ فَاقَتِهَا
وَبِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ آفَاتِهَا، وَبِفُرُجِ
آنْرَاجِهَا غُصَصَ اَتْرَاحِهَا۔ وَخَلَقَ الْاٰجَالَ
فَاَطَالَهَا وَقَصَّرَهَا۔ وَقَدَّمَهَا وَاَخَّرَهَا۔
وَوَصَلَ بِالْمَوْتِ اَسْبَابَهَا۔ وَجَعَلَهُ خَالِجًا
لِاَشْطَانِهَا وَقَاطِعًا لِمَرَائِرِ اَقْرَانِهَا۔ عَالِمُ
السِّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ الْمُضْمِرِيْنَ۔ وَنَجْوَى
الْمُتَخَافِتِيْنَ۔ وَخَوَاطِرِ رَجْمِ الظُّنُوْنِ، وَ
عُقَدِ عَزِيْمَاتِ الْيَقِيْنِ۔ وَمَسَارِقِ اِيْمَاضِ
الْجُفُوْنِ۔ وَمَا ضَمِنَتْهُ اَكْنَانُ الْقُلُوْبِ
وَغَيَابَاتُ الْغُيُوْبِ، وَمَا اَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِهِ
مَصَائِخُ الْاَسْمَاعِ، وَمَصَائِفُ الذَّرِّ وَ
مَشَاتِي الْهَوَامِّ وَرَجْعِ الْحَنِيْنِ مِنَ
الْمُوْلَهَاتِ وَهَمْسِ الْاَقْدَامِ وَمُنْفَسَحِ
الثَّمَرَةِ مِنْ وَلَائِجِ غُلُفِ الْاَكْمَامِ، وَ
مُنْقَمَعِ الْوُحُوْشِ مِنْ عِيْرَانِ الْجِبَالِ وَ
اَوْدِيَتِهَا وَمُخْتَبَاءِ الْبُعُوْضِ بَيْنَ سُوْقِ
الْاَشْجَارِ وَاَلْحِيَتِهَا وَمَغْرِزِ الْاَوْرَاقِ مِنَ
الْاَفْنَانِ، وَمَحَطِّ الْاَمْشَاجِ مِنْ مَسَارِبِ
الْاَصْلَابِ، وَنَاشِئَةِ الْغُيُوْمِ وَمُتَلَاحِمِهَا
وَدُرُوْرِ قَطْرِ السَّحَابِ فِيْ مُتَرَاكِمِهَا۔ وَمَا
تَسْفِي الْاَعَاصِيْرُ بِذُيُوْلِهَا وَتَعْفُوْ
الْاَمْطَارُ بِسُيُوْلِهَا۔ وَعَوْمِ نَبَاتِ

حصّوں کی بلندیوں اور پست سطحوں پر سوار ہو جانے کی
وجہ سے اُسکی تھرتھراہٹ جاتی رہی اور اللہ نے
زمین سے لے کر فضائے بسیط تک پھیلا دُا اور وسعت
رکھی اور اسمیں رہنے والوں کے سانس لینے کو ہوا جیسا کی۔
اور اسمیں بسنے والوں کو ان کی تمام ضروریات کے ساتھ
ٹھہرایا۔ پھر اُس نے چٹیل زمینوں کو کہ جن کی بلندیوں تک
نہ چشموں کا پانی پہونچ سکتا ہی اور نہ نہروں کے نالے
وہاں تک پہونچنے کا کوئی ذریعہ رکھتے ہیں۔ یونہی نہیں
رہنے دیا، بلکہ انکے لئے ہوا پر اُٹھنے والی گھٹائیں پیدا
کیں جو مُردہ زمین میں زندگی کی لہریں دوڑا دیتی ہیں
اور اُس سے گھاس پات اُگاتی ہیں۔ اُس نے ابر کی
بکھری ہوئی چمکیلی ٹکڑیوں اور پراگندہ بدلیوں کو ایک جا
کرکے ابر محیط بنایا۔ اور جب اسکے اندر پانی کے ذخیرے
حرکت میں آگئے اور اسکے کناروں پر بجلیاں تڑپنے لگیں
اور برق کی چمک سفید ابروں کی تہوں اور گھنے بادلوں
کے اندر مسلسل جاری رہی تو اللہ نے انھیں موسلا دھار
برسنے کیلئے بھیج دیا۔ اس طرح کہ اسکے پانی سے بھرے
ہوئے بوجھل ٹکڑے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی
ہوائیں انھیں مسل مسل کر برسنے والی مینھ کی بوندیں اور
ایک دم ٹوٹ پڑنے والی بارش کے جھالے برسا رہی تھیں
جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پیروں سمیت زمین پر
ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا لدایا بوجھ اس پر پھینک
دیا، تو اللہ نے افتادہ زمینوں سے سرسبز کھیتیاں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاَرْضِ فِيْ كُثْبَانِ الرِّمَالِ، وَمُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْاَجْنِحَةِ بِذُرَى شَنَاخِيْبِ الْجِبَالِ، وَتَغْرِيْدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ فِيْ دَيَاجِيْرِ الْاَوْكَارِ، وَمَا اَوْعَيَتْهُ الْاَصْدَافُ وَحَضَنَتْ عَلَيْهِ اَمْوَاجُ الْبِحَارِ۔ وَمَا غَشِيَتْهُ سُدْفَةُ لَيْلٍ اَوْ ذَرَّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارٍ۔ وَمَا اعْتَقَبَتْ عَلَيْهِ اَطْبَاقُ اللَّيْلِ وَسُجُفَاتُ النُّوْرِ۔ وَاَثَرِ كُلِّ خَطْوَةٍ۔ وَحِسِّ كُلِّ حَرَكَةٍ وَرَجْعِ كُلِّ كَلِمَةٍ وَتَحْرِيْكِ كُلِّ شَفَةٍ، وَمُسْتَقَرِّ كُلِّ نَسَمَةٍ، وَمِثْقَالِ كُلِّ ذَرَّةٍ، وَهَامِدِ كُلِّ نَفْسٍ هَامَّةٍ۔ وَمَا عَلَيْهَا مِنْ ثَمَرِ شَجَرَةٍ، اَوْ سَاقِطِ وَرَقَةٍ اَوْ قَرَارَةِ نُطْفَةٍ اَوْ نُقَاعَةِ دَمٍ وَمُضْغَةٍ۔ اَوْ نَاشِئَةِ خَلْقٍ وَسُلَالَةٍ۔ لَمْ تَلْحَقْهُ فِيْ ذٰلِكَ كُلْفَةٌ وَلَا اعْتَرَضَتْهُ فِيْ حِفْظِ مَا ابْتَدَعَ مِنْ خَلْقِهٖ عَارِضَةٌ۔ وَلَا اعْتَوَرَتْهُ فِيْ تَنْفِيْذِ الْاُمُوْرِ وَتَدَابِيْرِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مَلَالَةٌ وَلَا فَتْرَةٌ۔ بَلْ نَفَذَهُمْ عِلْمُهٗ، وَاَحْصَاهُمْ عَدُّهٗ، وَوَسِعَهُمْ عَدْلُهٗ، وَغَمَرَهُمْ فَضْلُهٗ مَعَ تَقْصِيْرِهِمْ عَنْ كُنْهِ مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيْلِ

اُگائیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا بھرا سبزہ پھیلا دیا۔ زمین بھی اپنے مرغزاروں کے بناؤ سنگار سے خوش ہو کر جھومنے لگی اور ان شگوفوں کی اوڑھنیوں سے جو اُسے اوڑھا دی گئی تھیں اور ان شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیوروں سے جو اُسے پہنا دیے گئے تھے، اترانے لگی۔ اللہ نے ان چیزوں کو لوگوں کی زندگی کا وسیلہ اور چوپاؤں کا رزق قرار دیا ہے۔ اور اسی نے زمین کی سمتوں میں کشادہ راستے نکالے ہیں۔ اور اُس کی شاہراہوں پر چلنے والوں کیلئے روشنی کے مینار نصب کیے ہیں۔ جب اللہ نے فرش زمین بچھا لیا اور اپنا کام پورا کر لیا تو آدم علیہ السلام کو دوسری مخلوق کے مقابلہ میں برگزیدہ ہونے کی وجہ سے منتخب کر لیا اور انھیں نوع انسانی کی فرد اوّل قرار دیا۔ اور انھیں اپنی جنت میں ٹھہرایا، جہاں دل کھول کر ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ اور جس سے منع کرنا تھا، اُس سے پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ اور یہ بتا دیا تھا کہ اسکی طرف قدم بڑھانے میں حدود حکمی کی آلائش ہے اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنا ہے لیکن جس چیز سے انھیں روکا تھا انھوں نے اسی کا رخ کیا جیسا کہ پہلے ہی سے اُن کے علم میں تھا۔ چنانچہ توبہ کے بعد انھیں جنت سے نیچے اُتار دیا۔ تاکہ اپنی زمین کو انکی اولاد سے آباد کرے۔ اور ان کے ذریعے بندوں پر حجت پیش کرے۔ اللہ نے آدمؑ کو اُٹھا لینے کے بعد بھی اپنی مخلوق کو ایسی چیزوں سے خالی نہیں رکھا جو اسکی ربوبیت کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالتَّعْدَادِ الْكَثِيْرِ. إِنَّ تُؤَمَّلْ فَخَيْرُ مَأْمُوْلٍ، وَإِنْ تُرْجَ فَأَكْرَمُ مَرْجُوٍّ. اَللّٰهُمَّ وَقَدْ بَسَطْتَ لِيْ فِيْمَا لَا أَمْدَحُ بِهٖ غَيْرَكَ، وَلَا أُثْنِيْ بِهٖ عَلٰى أَحَدٍ سِوَاكَ وَلَا أُوَجِّهُهٗ إِلٰى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَمَوَاضِعِ الرِّيْبَةِ. وَعَدَلْتَ بِلِسَانِيْ عَنْ مَدَائِحِ الْآدَمِيِّيْنَ. وَالثَّنَاءِ عَلَى الْمَرْبُوْبِيْنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ. اَللّٰهُمَّ وَلِكُلِّ مُثْنٍ عَلٰى مَنْ أَثْنٰى عَلَيْهِ مَثُوْبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ أَوْ عَارِفَةٌ مِنْ عَطَاءٍ، وَقَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيْلًا عَلٰى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ وَكُنُوْزِ الْمَغْفِرَةِ. اَللّٰهُمَّ وَهٰذَا مَقَامُ مَنْ أَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيْدِ الَّذِيْ هُوَ لَكَ وَلَمْ يَرَ مُسْتَحِقًّا لِهٰذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَمَادِحِ غَيْرَكَ. وَبِيْ فَاقَةٌ إِلَيْكَ لَا يَجْبُرُ مَسْكَنَتَهَا إِلَّا فَضْلُكَ وَلَا يَنْعَشُ مِنْ خَلَّتِهَا إِلَّا مَنُّكَ وَجُوْدُكَ، فَهَبْ لَنَا فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ وَأَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْأَيْدِيْ إِلٰى سِوَاكَ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

دلیلوں کو مضبوط کرتی رہیں اور بندوں کیلئے اُسکی معرفت کا ذریعہ بنی رہیں اور یکے بعد دیگرے ہر دور میں وہ اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسالت کے امانتداروں کی زبانوں سے حجت کے پہونچانے کی تجدید کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ وہ حجت (پوری طرح) تمام ہوگئی۔ اور حجت پورا کرنا اور ڈرا دیا جانا اپنے نقطۂ اختتام کو پہونچ گیا۔ اُس نے روزیاں مقرر کر رکھی ہیں، (کسی کیلئے) انھیں زیادہ کیا ہے اور (کسی کیلئے) کم اور اسکی تقسیم میں کہیں تنگی رکھی ہے اور کہیں فراخی۔ اور یہ بالکل عدل کے مطابق تھا اس طرح کہ اُس نے جس جس صورت سے چاہا امتحان لیا ہے رزق کی آسانی یا دشواری کے ساتھ اور مالدار اور فقیر کے شکر اور صبر کو جانچا ہے۔ پھر اُس نے رزق کی فراخیوں کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرے اور اسکی سلامتیوں میں نت نئی آفتوں کے دغدغے اور فراخی و وسعت کی شادمانیوں کے ساتھ غم و غصّے کے گلوگیر پھندے بھی لگا رکھے ہیں۔ اُس نے زندگی کی (مختلف) مدّتیں مقرر کی ہیں کسی کو زیادہ اور کسی کو کم۔ کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے کر دیا ہے۔ اور ان مدّتوں کی رسّیوں کی موت سے گرہ لگا دی ہے اور وہ موت ان کو کھینچے لئے جاتی ہے اور انکے مضبوط رشتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کئے دیتی ہے ——— وہ بھید چھپانے والوں کی نیتوں، کھسر پھسر کرنے والوں کی سرگوشیوں، مغفلوں اور بے بنیاد خیالوں، دل میں جمے ہوئے یقینی ارادوں، پلکوں (کے نیچے) کنکھیوں کے اشاروں، دل کی تہوں اور غیب کی گہرائیوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے۔ اور (ان آوازوں کا سُننے والا ہے) جن کو کان لگا کر سُننے کیلئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے۔ اور چیونٹیوں کے موسم گرما کے مسکنوں اور حشرات الارض کے موسم سرما بسر کرنے کے مقاموں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سے آگاہ ہی اور بسر مُردہ عورتوں کے (درد بھرے) نالوں کی گونج اور قدموں کی چاپ کا سُننے والا ہی اور سبز پتّیوں کے غلافوں کے اندرونی خولوں میں پھلوں کے نشو ونما پانے کی جگہوں اور پہاڑوں کی کھوؤں اور انکے نشیبوں وحشی جانوروں کی پناہ گاہوں اور درختوں کے تنوں اور اُن کے چھلکوں میں مچھروں کے سر چھپانے کے سوراخوں اور شاخوں میں پتّیوں کے پھوٹنے کی جگہوں اور صلب کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور زمین سے اُٹھنے والے ابر کے ٹکڑوں اور آپس میں جُڑے ہوئے بادلوں اور تہ بتہ جمے ہوئے ابروں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے باخبر ہی۔ اور ریگ (بیابان) کے ذرّے جنھیں باد بگولوں نے اپنے دامنوں سے اُڑایا ہی اور وہ نشانات جنھیں بارشوں کے سیلابوں نے مٹا ڈالا ہے اُس کے علم میں ہیں۔ اور ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑ کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے طائروں کے نشیمنوں اور گھونسلوں کی اندھیاریوں میں چہچہانے والے پرندوں کے نغموں کو جانتا ہی۔ اور جن چیزوں کو سیپیوں نے سمیٹ رکھا ہی اور جن چیزوں کو دریا کی موجیں اپنے پہلو کے نیچے دبائے ہوئے ہیں اور جن کو رات (کی تاریک چادروں) نے ڈھانپ رکھا ہی اور جن پر دن کے سورج نے اپنی کرنوں سے نور بکھیرا ہی۔ اور جن پر کبھی ظلمت کی تہیں جم جاتی ہیں۔ اور کبھی نور کے دھارے بہ نکلتے ہیں پہچانتا ہی۔ وہ ہر قدم کا نشان، ہر چیز کی حس و حرکت، ہر لفظ کی گونج، ہر ہونٹ کی جنبش، ہر جاندار کا ٹھکانا، ہر ذرّے کا وزن اور ہر چیونٹی دار کی سسکیوں کی آواز اور جو کچھ بھی اس زمین پر ہی، سب اسکے علم میں ہی۔ وہ درختوں کا پھل ہو یا ٹوٹ کر گرنے والا پتہ یا نطفے یا منجمد خون کا ٹھکانا اور لوتھڑا یا (اسکے بعد) بننے والی مخلوق اور پیدا ہونے والا بچّہ (ان چیزوں کے جاننے میں) اُسے کلفت و تعب اُٹھانا نہیں پڑی۔ اور نہ اُسے اپنی مخلوق کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ درپیش ہوئی اور نہ اُسے اپنے احکام کے چلانے اور مخلوقات کا انتظام کرنے سے سُستی اور تھکن لاحق ہوئی بلکہ اُسکا علم تو ان چیزوں کے اندر تک اُترا ہوا ہی اور ایک ایک چیز اسکے شمار میں ہی اسکا عدل ہمہ گیر اور اسکا فضل سب کے شامل حال ہی۔ اور اسکے ساتھ وہ اس کے شایانِ شان حق کی ادائیگی سے قاصر ہیں۔

اے خدا! تو ہی توصیف و ثنا اور انتہائی درجہ تک سراہے جانے کا مستحق ہی۔ اگر تجھ سے آس لگائی جائے، تو تو دلوں کی بہترین ڈھارس ہی۔ اور اگر تجھ سے اُمیدیں باندھی جائیں، تو تُو بہترین سرچشمۂ اُمید ہی۔ تو نے مجھے ایسی قوتِ بیان بخشی ہی کہ جس سے تیرے علاوہ کسی کی مدح اور ستائش نہیں کرتا ہوں۔ اور میں اپنی مدح کا رُخ کبھی اُن لوگوں کی طرف نہیں موڑنا چاہتا، جو ناامیدیوں کا مرکز اور بدگمانیوں کے مقامات ہیں۔ میں نے اپنی زبان کو انسانوں کی مدح اور پروردہ مخلوق کی تعریف و ثنا سے ہٹا لیا ہی۔ بارالٰہا! ہر ثنا گستر کیلئے اپنے ممدوح پر انعام و اکرام اور عطا و بخشش

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

پانے کا حق ہوتا ہی۔ اور میں تجھ سے اُمید لگائے بیٹھا ہوں یہ کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کا پتہ دینے والا ہی۔ خدایا! یہ تیرے سامنے وہ شخص کھڑا ہی، جس نے تیری توحید و یکتائی میں تجھے منفرد مانا ہی۔ اور ان ستائشوں اور تعریفوں کا تیرے علاوہ کسی کو اہل نہیں سمجھا۔ میری احتیاج تجھ سے وابستہ ہی۔ تیری ہی بخششوں اور کارسازیوں سے اس کی بے نوائی کا علاج ہو سکتا ہی، اور اسکے فقر و فاقہ کو تیرا ہی جود و احسان سہارا دے سکتا ہی۔ ہمیں تو اسی جگہ پر اپنی خوشنودیاں بخشدے اور دوسروں کی طرف دستِ طلب بڑھانے سے بے نیاز کردے۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

سلہ اس خطبہ کا نام "خطبۂ اَشباح" ہے۔ اَشباح شبح کی جمع ہی جس کے معنی ڈھانچے کے ہوتے ہیں۔ چونکہ اسمیں ملائکہ اور مختلف قسم کے پیکروں کا تذکرہ ہی، اسلئے اس نام سے موسوم کیا گیا ہی۔ مسعدۃ ابن صدقہ عبدی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جب حضرتؑ سائل کے سوال پر برہم ہوئے، تو مسجد کوفہ میں ایک جمِ غفیر کے سامنے یہ خطبہ دیا۔ سائل پر برہم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اسکا سوال تکلیف شرعی سے غیر متعلق اور حدودِ امکان سے باہر تھا ۱۲ سلہ خداوند عالم رزق کا ضامن اور روزی کا کفیل ہی جیسا کہ اسکا ارشاد ہی:۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا "زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جسکے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو"۔ لیکن اسکے ضامن رزق ہونے کا مطلب یہ ہی کہ اُس نے سب کے لئے زندگی و معیشت کے سر سامان مہیا کر دیے ہیں اور جنگلوں، پہاڑوں، دریاؤں، معدنوں اور زمین کی وسعتوں میں سب کا حصہ یکساں رکھا ہے اور ہر ایک کو ان سے فائدہ اُٹھانے کا حق دیا ہی۔ اسکے انعامات کسی ایک سے مخصوص نہیں ہیں۔ اور نہ اسکے رزق کا دروازہ کسی کے لئے بند ہی۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہی:۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا "ہم اِن کی اور اُن کی تمہارے پروردگار کی بخششوں سے مدد کرتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار کی بخشش کسی کے لئے بند نہیں"۔ اب اگر کوئی تن آسانی و سہولت پسندی کی وجہ سے ان چیزوں کو حاصل نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائے، تو ایسا نہیں کہ گھر بیٹھے روزی پہونچ جایا کرے۔ اُس نے تو زمین پر گوناگوں نعمتوں کے خوان چُن دیے ہیں۔ لیکن انھیں حاصل کرنے کیلئے ہاتھ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ سمندر کی تہ میں موتی بکھیر دیے ہیں لیکن انھیں نکالنے کیلئے غوطہ زنی کی حاجت ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں لعل و جواہر بھر دیے ہیں لیکن کوہ کنی کے بغیر ان تک رسائی نہیں ہو سکتی زمین میں نمو کے خزانے موجود ہیں مگر تخم پاشی کے بغیر ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ دنیا میں چوطرفہ رزق کے انبار بکھرے ہوئے ہیں سفر کی مشقتوں کے بغیر انھیں سمیٹا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ پروردگار عالم کا ارشاد ہی:۔ فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ "زمین کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اُسکا رزق کھاؤ"۔ اسکے رازق ہونے کے یہ معنی نہیں کہ نہ کد و کاوش کرنا پڑے۔ نہ تلاش معاش میں گھر سے نکلنا پڑے اور خود بخود روزی پہونچ جایا کرے بلکہ رازق

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہونے کا مطلب ہے کہ اُس نے زمین میں نشو و نما کی صلاحیت پیدا کی۔ روئیدگی کیلئے بادل برسائے۔ پھل، سبزیاں اور غلّے پیدا کئے۔ یہ تو سب اللہ کی طرف سے ہے لیکن ان کا حاصل کرنا سعی و عمل سے وابستہ ہے۔ جو جد و جہد کرے گا، وہ اپنی کوشش و ریاضت کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوگا۔ اور جو اپنی کوشش سے ہاتھ اُٹھالے گا وہ اپنی سستی و کوتاہی کے نتائج سے دوچار ہوگا۔ چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے:۔ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ "انسان کو وہی حاصل ہوتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے" نظام قدرت اسی پر قائم ہے کہ بوؤ اور کاٹو۔ اور بوئے بغیر روئیدگی کی اُمید رکھنا، اور کئے بغیر نتائج کی آس لگانا غلط ہے۔ اعضا و جوارح ہیں ہی اسلئے کہ انھیں برسرِ عمل رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت باری تعالےٰ کا جناب مریم علیہا السلام سے خطاب ہے وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا "تم خرمے کے درخت کا تنہ اپنی طرف ہلاؤ۔ تم پر پکے ہوئے خرمے گریں گے انھیں کھاؤ اور (چشمے کا پانی) پیو، اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو" قدرت نے حضرت مریم علیہا السلام کیلئے کھانے پینے کا سامان مہیا کر دیا لیکن ایسا نہیں کیا کہ خرموں کو درخت سے اُتار کر اُنکی جھولی میں ڈال دیا ہو۔ کیونکہ جہاں تک رزق کے پیدا کرنے کا تعلق ہے وہ اُسی کا کام ہے۔ اسلئے درخت کو سرسبز و شاداب کیا، اُسمیں پھل لگائے اور پھلوں کو پختہ کر دیا۔ لیکن جب انھیں اُتارنے کی نوبت آتی ہے تو قدرت دخل نہیں دیتی۔ صرف حضرت مریم کو ان کا کام یاد دلایا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو ہلائیں، اور اپنے رزق کو حاصل کریں۔

اگر اسکی ازلیت کے یہی معنی ہیں کہ "جو دیتا ہے وہی دیتا ہے اور جو ملتا ہے اسی کی طرف سے ملتا ہے" تو پھر انسان جو کچھ بھی کھائے کمائے گا، اور جس طرح بھی حاصل کرے گا، وہ اُسکے لئے حلال ہی ہوگا۔ خواہ چوری سے حاصل ہو یا رشوت سے، ظلم سے حاصل ہو یا غصب سے۔ کیونکہ یہ اللہ کا فعل اور اُسکا دیا ہوا رزق ہوگا جسمیں انسان کے اختیار کا کچھ دخل نہ ہوگا۔ اور جہاں کوئی چیز اختیار کے حدود سے باہر ہو اُسکے لئے حلال و حرام کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ اُس سے کسی قسم کی باز پرس ہوتی ہے اور جب ایسا نہیں بلکہ اس سے حلال و حرام کا تعلق ہوتا ہے، تو پھر اسے انسانی اعمال سے متعلق ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس سے پوچھا جا سکے کہ اس نے حلال طریقے سے حاصل کیا ہے یا حرام طریقے سے۔ البتہ جہاں اُس نے اکتسابِ رزق کی قوتیں ہی نہیں دیں، وہاں رزق رسانی کا ذمہ بھی خود لیا ہے۔ چنانچہ شکمِ مادر میں جنین کیلئے غذا کے پہونچانے کا سر و سامان کیا، جو اسکی ضرورت اور احتیاج کے مطابق اُسے ملتا رہتا ہے۔ لیکن جب یہی بچہ کارگاہِ ہستی میں قدم رکھتا ہے اور ہاتھ پیر ہلانے کی سکت اسمیں آجاتی ہے تو پھر مُنہ ہلائے بغیر اپنے سرچشمۂ رزق سے غذا حاصل نہیں کر سکتا ۱۲ ۵۳ کائناتِ ہستی کے نظم و نسق میں جس طرح نتائج کے ترتب کو انسانی کارگزاریوں سے وابستہ کیا ہے جس سے قوتِ عمل باطل نہیں ہوتی، اسی طرح ان مساعی کی کامیابی و ناکامی کو اپنی مشیت کا پابند بھی بنایا ہے تاکہ انسان اپنی طاقتِ عمل پر بھروسہ کر کے خالق کو نہ بھول

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جائے۔ یہی جبر و تفویض کے درمیان امر بین الامرین کا نقطہ ہے چنانچہ جس طرح تمام کائنات میں قدرت کا ہمہ گیر اور محکم قانون کام کر رہا ہے، اسیطرح رزق کی پیداوار اور اسکی تقسیم بھی تدبیر و تقدیر دونوں کی کارفرمائی کے ساتھ اسکے ٹھہرائے ہوئے اندازے کے مطابق ہوتی ہے جو انسانی نتائج عمل کے تناسب اور پھر اسکی حکمت و مصلحت کی کارفرمائی کی وجہ سے کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ۔ اب چونکہ سامانِ معیشت کا وہی خالق و موجد ہے اور اکتسابِ رزق کی قوتیں اسی کی بخشی ہوئی ہیں، اسلئے رزق کی کمی بیشی کی نسبت اسی کی طرف دی گئی ہے کہ اس نے سعی و عمل کے اختلاف اور مصالح عباد کے پیش نظر رزق کے الگ الگ معیار اور مختلف پیمانے مقرر کئے ہیں۔ کہیں افلاس ہے اور کہیں خوشحالی، کہیں تکلیف ہے اور کہیں راحت کوئی مسرت و اطمینان کے گہوارے میں جھول رہا ہے، اور کوئی فقر و ناداری کی سختیاں جھیل رہا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ "اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے"۔ امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ ۱۳۳ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الْاَمْرَ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ اِلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَھَا مِنْ زِیَادَۃٍ اَوْ نُقْصَانٍ "ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہے اُسے لے کر فرمانِ قضا آسمان سے زمین پر اس طرح اُترتے ہیں جس طرح بارش کے قطرے"۔ چنانچہ جس طرح بارش کے فیضان کا ایک نظم و انضباط ہے کہ سطحِ سمندر سے بخارات اُٹھتے ہیں اور پانی کے ذخیرے اُٹھائے ہوئے فضا میں گھنگور گھٹا کی صورت میں پھیل جائیں اور قطرہ قطرہ کر کے اس طرح ٹپکیں کہ قطروں کے تار بندھ جائیں اور میدانی زمینوں اور بلند ٹیلوں کی رگوں اور نسوں کو سیراب کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں اور جہاں نشیب ہو، پانی کے خزانے جمع کرتے رہیں تاکہ پیاسے آکر پئیں، جانور سیراب ہوں، اور سوکھی زمینوں کی اس سے آبیاری ہو۔ یونہی اللہ سبحانہ نے زندگی و معیشت کے تمام سروسامان مہیا کر رکھے ہیں لیکن اسکی بخشش کا ایک مقررہ اندازہ ہے جسمیں ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے:۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ "کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے (بھرپور) خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں لیکن ہم ہر چیز کو مقررہ پیمانے پر بھیجتے ہیں"۔ اگر انسان کی بڑھتی ہوئی طمع و حرص کے پیمانے چھلکنے لگیں، تو جس طرح بارش کی فراوانی، روئیدگی اور شادابی کے بجائے فصلیں تباہ کر دیتی ہے، یونہی سامانِ معیشت و ضروریات زندگی کی کثرت انسان کو اللہ سے بے نیاز اور بغاوت و سرکشی پر آمادہ کر دے چنانچہ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لِعِبَادِہٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰکِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّہٗ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ "اگر خدا اپنے بندوں کی روزی میں فراخی کر دے، تو وہ زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔ وہ تو ایک اندازہ پر جسکے لئے جتنا چاہتا ہے، بھیجتا ہے اور وہ اپنے بندوں (کی مصلحتوں) سے واقف اور اُن پر نظر رکھتا ہے"۔ اور اگر رزق میں کمی کر دے تو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جس طرح بارش کا رک جانا زمین کو بنجر اور چوپاؤں کو ہلاک کر دیتا ہے، یونہی ذرائع رزق کی بندش سے انسانی معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جائے، اور زندگی و معیشت کا کوئی سر و سامان باقی نہ رہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ "اگر خدا اپنی روزی کو روک لے، تو کون ایسا ہے جو تمھیں روزی دے"۔ لہذا اس حکیم و دانا نے ایک متناسب و معتدل طریقہ پر نظام رزق جاری کیا ہے۔ اور رزق در روزی کی اہمیت ظاہر کرنے اور ایک کو دوسرے سے مرتبط رکھنے کیلئے رزق کی تقسیم میں تفرقے پیدا کر دیے ہیں۔ یہ تفرقہ اور غیر مساویانہ تقسیم کبھی خود انسانی مساعی کے اختلاف کا نتیجہ ہوتی ہے اور کبھی نظام عالم کے مجموعی مفاد اور اسکی حکمت و مصلحت کی کارفرمائی کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسلئے کہ اگر فقر و احتیاج میں نادار کے صبر و استقلال کا امتحان لیا ہے تو ثروت و دولت میں دولتمند کے شکر اور ادائیگی حقوق کی کڑی آزمائش ہے کہ وہ فقرا و مساکین کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں، ناداروں اور فاقہ کشوں کی خبر لیتا ہے یا نہیں۔ اور پھر جہاں دولت ہوگی، طرح طرح کے خطرات بھی پیدا ہوں گے۔ کبھی مال و جائداد کیلئے خطرہ ہوگا، کبھی فقر و افلاس کا کھٹکا ہوگا ——— چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ جو دولت کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کو زیادہ مطمئن اور خوش پاتے ہوں گے۔ ان کے نزدیک یہ بے سر و سامانی اور بے مائگی اس دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہوگی۔ جو ان کے آرام و اطمینان کو چھین لے اور کبھی یہی دولت جسے انسان جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے اسکے جان جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب تک دولت نہ تھی، اخلاق محفوظ تھے، سیرت بے داغ تھی۔ اور ادھر مال و دولت کی فراوانی ہوئی کہ اخلاق تباہ ہو گئے، کردار بگڑ گیا۔ اب شراب کا دور بھی ہے، ہوسٹلوں کا جمگھٹا بھی ہے، نغمہ و سرود کی بزم بھی ہے۔ اس صورت میں دولت کا نہ ہونا ہی ایک نعمت تھا۔ لیکن انسان اللہ کی مصلحت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے چیخ اٹھتا ہے اور وقتی تکلیف سے متاثر ہو کر شکوہ و شکایت پر اتر آتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ کتنی برائیوں سے اسکا دامن بچا رہا ہے کہ جو دولت کے ہونے کی وجہ سے پیدا ہو سکتی تھیں۔ لہذا دولت اگر راحت کی کفیل ہے تو فقر اخلاق کا نگہبان ہے ۱۲ ۵۴ امیر المومنینؑ نے جس اعجازی بلاغت کے ساتھ خداوند عالم کے عالم جزئیات ہونے پر روشنی ڈالی ہے اور جن پر شکوہ لفظوں کے ساتھ اسکے علم کی ہمہ گیر تصویر کھینچی ہے وہ منکر کے ذہن کو بھی متاثر کیے بغیر نہیں رہ سکتی چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے:۔ لَوْ سَمِعَ هٰذَا الْكَلَامَ اَرَسْطَاطَالِيْسُ الْقَائِلُ بِاَنَّهٗ تَعَالٰى لَا يَعْلَمُ الْجُزْئِيَّاتِ لَخَشَعَ قَلْبُهٗ وَقَفَّ شَعْرُهٗ وَاضْطَرَبَ فِكْرُهٗ اَلَا تَرٰى مَا عَلَيْهِ مِنَ الرَّوَاءِ وَالْمَهَابَةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْفَخَامَةِ وَالْمَتَانَةِ وَالْجَزَالَةِ مَعَ مَا قَدْ اُشْرِبَ مِنَ الْحَلَاوَةِ وَالطَّلَاوَةِ وَاللُّطْفِ وَالسَّلَاسَةِ لَا اَرٰى كَلَامًا يُشْبِهُهٗ هٰذَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَلَامَ الْخَالِقِ سُبْحَانَهٗ فَاِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ نَبْعَةٌ مِّنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَجَدْوَلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَحْرِ وَجَذْوَةٌ مِّنْ تِلْكَ النَّارِ "اگر ارسطاطالیس کہ جو خداوند عالم کے عالم جزئیات ہونے کا منکر ہے اس کلام کو

ارسطاطالیس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سُنے، تو اُسکا بھی دل جُھک جائے۔ رونگٹے کھڑے ہو جائیں، اور خیالات میں انقلاب پیدا ہو جائے۔ کیا اس کلام کی آب و تاب، دبدبہ و طنطنہ، شکوہ و جلال اور متانت و پختگی تم نہیں دیکھتے اور ان اوصاف کے علاوہ اسمیں شیریں بیانی، رنگینی لطافت اور سلاست کے جو جوہر نمایاں ہیں۔ مجھے تو کوئی کلام اس سے ملتا جلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی کلام اس سے میل کھاتا ہے تو وہ خالق کلام کا کلام ہے اور اسمیں تعجب ہی کیا ہے جبکہ یہ اسی شجر کی بلند شاخ، اسی دریا کی جدول اور اسی تجلی کا پرتو ہے"۔ ——— جن لوگوں نے صرف اُسے عالم کلیات مانا ہے اُن کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ جزئیات میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے لہذا اسے عالم جزئیات ماننے کی صورت میں اسکے علم کو بھی متغیر ماننا پڑے گا۔ اور علم چونکہ عین ذات ہے، لہذا ذات بھی تغیرات کی آماجگاہ بن جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حادث قرار پاکر اپنی قدامت کو کھو بیٹھے گا۔ مگر یہ ایک ظاہر فریب مغالطہ ہے۔ اسلئے کہ تغیر معلوم سے تغیر علم اُسوقت لازم آتا ہے کہ جب یہ مانا جائے کہ اسے ان تغیرات کا علم نہیں۔ اور اگر تمام تغیر و تبدل کی صورتیں اسکے سامنے آئینہ ہیں، تو کوئی وجہ نہیں کہ تغیر معلومات سے اسکے علم کو بھی تغیر پذیر سمجھ لیا جائے جب کہ یہ تغیر صرف معلوم تک محدود ہے اور علم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

خطبہ (۹۰)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أُرِيدَ عَلَى الْبَيْعَةِ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ۔

دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْرًا لَهُ وُجُوهٌ وَأَلْوَانٌ۔ لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ۔ وَإِنَّ الْآفَاقَ قَدْ أَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ۔ وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا أَعْلَمُ وَلَمْ أُصْغِ إِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ۔ وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔ جب قتل عثمان کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کا ارادہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

مجھے چھوڑ دو اور (اس خلافت کیلئے) میرے علاوہ کوئی اور ڈھونڈھ لو۔ ہمارے سامنے ایک ایسا معاملہ ہے جس کے کئی رُخ اور کئی رنگ ہیں۔ جسے نہ دل برداشت کر سکتے ہیں اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں (دیکھو) اُفق عالم پر گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، راستہ پہچاننے میں نہیں آتا۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر میں تمھاری اس خواہش کو مان لوں، تو تمھیں اُس راستے پر لے چلوں گا جو میرے علم میں ہے۔ اور اسکے متعلق کسی کہنے والے کی بات

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَطَوْعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ۔ وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيرًا۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش پر کان نہیں دھروں گا اور اگر تم میرا پیچھا چھوڑ دو، تو پھر جیسے تم ہو ویسا میں ہوں۔ اور ہو سکتا ہے کہ جسے تم اپنا امیر بناؤ اسکی میں تم سے زیادہ سنوں اور مانوں۔ اور میرا (تمھارے دنیوی مفاد کے لئے) امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے۔

۱؎ جب حضرت عثمان کے قتل ہو جانے سے مسند حکومت خالی ہوئی، تو مسلمانوں کی نظریں امیر المومنین کی طرف اٹھنے لگیں جن کی سلامت روی، اصول پرستی اور سیاسی بصیرت کا اس طویل مدت میں انھیں بڑی حد تک تجربہ ہو چکا تھا چنانچہ متفقہ طور پر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کیلئے اسطرح ٹوٹ پڑے جس طرح بھوکے بھٹکے مسافر دور سے منزل کی جھلک دیکھ کر اسکی سمت لپک پڑتے ہیں جیسا کہ مورخ طبری نے لکھا ہے :۔ فَغَشِيَ النَّاسُ عَلِيًّا فَقَالُوا نُبَايِعُكَ فَقَدْ تَرَى مَا نَزَلَ بِالْإِسْلَامِ وَمَا ابْتُلِينَا بِهِ مِنْ ذَوِي الْقُرْبَى (طبری جلد ۵ صفحہ ۱۵۶) "لوگ امیر المومنینؑ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام پر کیا کیا مصیبتیں ٹوٹ رہی ہیں، اور پیغمبر کے قریبیوں کے بارے میں ہماری کیسی آزمائش ہو رہی ہے" ـــــ مگر امیر المومنینؑ نے ان کی خواہش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس پر ان لوگوں نے شور مچایا اور چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ اے ابوالحسنؑ آپ اسلام کی تباہی پر نظر نہیں کرتے، فتنہ و شر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہیں دیکھتے کیا آپ خدا کا خوف بھی نہیں کرتے؟ پھر بھی حضرت نے آمادگی کا اظہار نہ فرمایا کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ پیغمبر کے بعد جو ماحول بن گیا تھا۔ اسکے اثرات دل و دماغ پر چھائے ہوئے ہیں، طبیعتوں میں خود غرضی و جاہ پسندی جڑ پکڑ چکی ہے، ذہنوں پر مادیت کے غلاف چڑھ چکے ہیں اور حکومت کو مقصد برآری کا ذریعہ قرار دینے کی عادت پڑ چکی ہے، اب خلافت الٰہیہ کو بھی مادیت کا رنگ دے کر اس سے کھیلنا چاہیں گے۔ ان حالات میں ذہنیتوں کو بدلنے اور طبیعتوں کے رخ موڑنے میں لوہے لگ جائیں گے۔ ان تاثرات کے علاوہ یہ مصلحت بھی کارفرما تھی کہ ان لوگوں کو سوچ سمجھ لینے کا موقع دے دیا جائے تاکہ کل اپنے مادی توقعات کو ناکام ہوتے دیکھ کر یہ نہ کہنے لگیں کہ یہ بیعت وقتی ضرورت اور ہنگامی جذبہ کے زیر اثر ہو گئی تھی۔ اسمیں سوچ بچار سے کام نہیں لیا گیا تھا جیسا کہ خلافت اول کے متعلق حضرت عمر کا یہی نظریہ تھا جو ان کے اس قول سے ظاہر ہے :۔ إِنَّ بَيْعَةَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ فَلْتَةً، وَقَى اللَّهُ شَرَّهَا فَمَنْ عَادَ إِلَى مِثْلِهَا فَاقْتُلُوهُ (تاریخ الخلفا صفحہ ۶۰) "ابوبکر کی خلافت بے سوچے سمجھے ہو گئی مگر اللہ نے اسکے شر سے بچا لیا۔ اب اگر کوئی ایسا کرے تو اسے قتل کر دینا" ـــــ غرض جب اصرار حد سے بڑھا، تو اس موقع پر یہ خطبہ ارشاد فرمایا جسمیں اس امر کو واضح کیا ہے کہ اگر تم مجھے دنیاوی مقاصد کیلئے چاہتے ہو تو میں تمہارا آلہ کار بننے کیلئے تیار نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مجھے چھوڑ دو اور اس مقصد کیلئے کسی اور کو منتخب کر لو جو تمہارے توقعات پورے کر سکے۔ تم میری سابقہ سیرت کو دیکھ چکے ہو کہ میں قرآن و سنت کے علاوہ کسی کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کیلئے تیار نہیں۔ اور نہ حکومت کیلئے اپنے اصول سے ہاتھ اٹھاؤنگا۔ اگر تم کسی اور کو منتخب کرو گے تو میں ملکی قوانین و آئین حکومت کا اتنا ہی خیال کروں گا جتنا ایک پُرامن شہری کو کرنا چاہیے۔ میں نے کسی مرحلہ پر شورش برپا کر کے مسلمانوں کی ہیئت اجتماعیہ کو پراگندہ و منتشر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ بلکہ جس طرح مصالح عامہ کا لحاظ کرتے ہوئے ہمیشہ صحیح مشورے دیتا رہا ہوں، اب بھی دریغ نہ کروں گا۔ اور اگر تم مجھے اسی سطح پر رہنے دو تو یہ چیز تمہارے دنیوی مفاد کیلئے بہتر ہوگی کیونکہ اس صورت میں میرے ہاتھوں میں اقتدار نہیں ہوگا کہ تمہارے دنیوی انتظامات کیلئے سدِ راہ بن سکوں۔ اور تمہاری من مانی خواہشوں میں روڑے اٹکاؤں۔ اور اگر یہ ٹھان چکے ہو کہ میرے ہاتھوں پر بیعت کئے بغیر نہ رہو گے تو پھر یاد رکھو کہ چاہے تمہاری پیشانیوں پر بل آئے اور چاہے تمہاری زبانیں میرے خلاف کھُلکیں میں تمہیں حق کی راہ پر چلنے پر مجبور کر دوں گا اور حق کے معاملہ میں کسی کی رُو رعایت نہیں کروں گا۔ اس پر بھی اگر بیعت کرنا چاہتے ہو تو اپنا شوق پورا کر لو ——— امیر المومنینؑ نے ان لوگوں کے بارے میں جو نظریہ قائم کیا تھا بعد کے واقعات اسکی پوری پوری تصدیق کرتے ہیں چنانچہ جن لوگوں نے ذاتی اغراض و مقاصد کے پیش نظر بیعت کی تھی جب انھیں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو بیعت توڑ کر الگ ہو گئے اور بے بنیاد الزامات تراش کر حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

خطبہ (۹۱)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ۔ فَاَنَا فَقَأْتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَجْتَرِئَ عَلَيْهَا اَحَدٌ غَيْرِيْ بَعْدَ اَنْ مَاجَ غَيْهَبُهَا وَ اشْتَدَّ كَلَبُهَا فَاسْأَلُوْنِيْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ، وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِيْ مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً اِلَّا اَنْبَأْتُكُمْ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ سے کچھ حصہ۔

اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں۔ اور جب اسکی تاریکیاں (موجوں کی طرح) تہ و بالا ہو رہی تھیں اور (دیوانے کتوں کی طرح) اسکی دیوانگی زوروں پر تھی، تو میرے علاوہ کسی ایک میں جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا۔ اب (موقع ہے) جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پیشتر اسکے کہ مجھے نہ پاؤ۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم اسوقت سے لے کر قیامت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِنَاعِقِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا، وَمُنَاخِ
رِكَابِهَا وَمَحَطِّ رِحَالِهَا۔ وَمَنْ يُقْتَلُ مِنْ
أَهْلِهَا قَتْلًا وَيَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتًا۔ وَلَوْ قَدْ
فَقَدْ تُمُونِي وَنَزَلَتْ بِكُمْ كَرَائِهُ الْأُمُورِ
وَحَوَازِبُ الْخُطُوبِ لَأَطْرَقَ كَثِيرٌ مِمَّنْ
السَّائِلِينَ وَفَشِلَ كَثِيرٌ مِمَّنِ الْمَسْئُولِينَ۔ وَ
ذٰلِكَ إِذَا قَلَّصَتْ حَرْبُكُمْ وَشَمَّرَتْ عَنْ
سَاقٍ، وَضَاقَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ ضِيقًا
تَسْتَطِيلُونَ مَعَهُ أَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ حَتّٰى
يَفْتَحَ اللّٰهُ لِبَقِيَّةِ الْأَبْرَارِ مِنْكُمْ۔ إِنَّ الْفِتَنَ
إِذَا أَقْبَلَتْ شَبَّهَتْ وَإِذَا أَدْبَرَتْ نَبَّهَتْ۔
يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ وَيُعْرَفْنَ مُدْبِرَاتٍ۔
يَحْمُسْنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ يُصِبْنَ بَلَدًا وَ
يُخْطِئْنَ بَلَدًا۔ أَلَا وَإِنَّ أَخْوَفَ الْفِتَنِ عِنْدِي
عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ بَنِي أُمَيَّةَ، فَإِنَّهَا فِتْنَةٌ
عَمْيَاءُ مُظْلِمَةٌ عَمَّتْ خُطَّتُهَا وَخَصَّتْ
بَلِيَّتُهَا، وَأَصَابَ الْبَلَاءُ مَنْ أَبْصَرَ فِيهَا
وَأَخْطَأَ الْبَلَاءُ مَنْ عَمِيَ عَنْهَا۔ وَأَيْمُ اللّٰهِ
لَتَجِدُنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَكُمْ أَرْبَابَ سَوْءٍ
بَعْدِي كَالنَّابِ الضَّرُوسِ تَعْذِمُ بِفِيهَا
وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا، وَتَزْبِنُ بِرِجْلِهَا، وَتَمْنَعُ
دَرَّهَا لَا يَزَالُونَ بِكُمْ حَتّٰى لَا يَتْرُكُوا
مِنْكُمْ إِلَّا نَافِعًا لَهُمْ أَوْ غَيْرَ ضَائِرٍ بِهِمْ۔

تک کے درمیانی عرصے کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں
بتاؤں گا۔ اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے
کہ جس نے سوکر ہدایت کی ہو اور سوکر گمراہ کیا ہو تو میں
اُسکے للکارنے والے اور اُسے آگے سے کھینچنے والے اور
پیچھے سے ڈھکیلنے والے اور اُسکی سواریوں کی منزل اور
اُسکے (ساز و سامان سے لدے ہوئے) پالانوں کے
اُترنے کی جگہ تک بتا دوں گا۔ اور یہ کہ کون انمیں سے
قتل کیا جائے گا، اور کون (اپنی موت) مرے گا۔ اور
جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت
مشکلیں پیش آئیں گی، تو (دیکھ لینا) کہ بہت سے پوچھنے
والے پریشانی سے سر نیچے ڈال دیں گے، اور بتانے
والے عاجز و درماندہ ہو جائیں گے۔ یہ اُسوقت ہوگا کہ
جب تم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گی اور اُسکی
سختیاں نمایاں ہو جائیں گی اور دنیا اس طرح تم پر تنگ
ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ
وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہانتک کہ خداوند عالم تمہارے
باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا۔ فتنوں کی یہ صورت
ہوتی ہے کہ جب وہ آتے ہیں تو اسطرح اندھیرے میں ڈال
دیتے ہیں کہ (حق و باطل کا) امتیاز نہیں ہوتا اور پلٹتے ہیں
تو ہوشیار کر کے جاتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو شناخت نہیں
ہوتی۔ پیچھے ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ہواؤں
کی طرح چکر لگاتے ہیں کسی شہر کو اپنی زد پر رکھ لیتے ہیں
اور کوئی ان سے رہ جاتا ہے میرے نزدیک سب فتنوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يَزَالُ بَلَاؤُهُمْ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ انْتِصَارُ
اَحَدِكُمْ مِنْهُمْ اِلَّا كَانْتِصَارِ الْعَبْدِ مِنْ
رَبِّهٖ۔ وَالصَّاحِبِ مِنْ مُسْتَصْحِبِهٖ۔ تَرِدُ
عَلَيْكُمْ فِتْنَتُهُمْ شَوْهَاءَ مَخْشِيَّةً وَقِطَعًا
جَاهِلِيَّةً۔ لَيْسَ فِيْهَا مَنَارُ هُدًى، وَلَا عَلَمٌ
يُرٰى نَحْنُ اَهْلُ الْبَيْتِ مِنْهَا بِمَنْجَاةٍ وَلَسْنَا
فِيْهَا بِدُعَاةٍ۔ ثُمَّ يُفَرِّجُهَا اللّٰهُ عَنْكُمْ
كَتَفْرِيْجِ الْاَدِيْمِ بِمَنْ يَسُوْمُهُمْ خَسْفًا وَ
يَسُوْقُهُمْ عُنْفًا، وَيَسْقِيْهِمْ بِكَاْسٍ مُصَبَّرَةٍ
لَا يُعْطِيْهِمْ اِلَّا السَّيْفَ۔ وَلَا يُحْلِسُهُمْ
اِلَّا الْخَوْفَ۔ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَوَدَّ قُرَيْشٌ
بِاللّٰهِ نَيًا وَمَا فِيْهَا لَوْ يَرَوْنَنِيْ مَقَامًا وَاحِدًا
وَلَوْ قَدْرَ حَزِّ رِجْزُوْرٍ لَا قَبِلَ مِنْهُمْ مَا
اَطْلُبُ الْيَوْمَ بَعْضَهٗ فَلَا يُعْطُوْنَنِيْهِ۔

زیادہ خوفناک تمہارے لئے بنی اُمیہ کا فتنہ ہی۔ جسے نہ خود کچھ نظر آتا ہی اور نہ اسمیں کوئی چیز سمجھائی دیتی ہی۔ اسکے اثرات تو سب کو شامل ہیں، لیکن خصوصیت سے اسکی آفتیں خاص ہی افراد کیلئے ہیں۔ جو اسمیں حق کو پیش نظر رکھے گا اُس پر مصیبتیں آئیں گی اور جو آنکھیں بند رکھے گا وہ اُن سے بچا رہے گا۔ خدا کی قسم! میرے بعد تم بنی اُمیہ کو اپنے لئے بدترین حکمراں پاؤ گے۔ وہ تو اُس بوڑھی و سرکش اونٹنی کے مانند ہیں، جو مُنہ سے کاٹتی ہو، اور ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارتی ہو۔ اور دُوھنے والے پر ٹانگیں چلاتی ہو اور دُودھ دینے سے انکار کر دیتی ہو۔ وہ برابر تمہارا قلع قمع کرتے رہیں گے۔ یہانتک کہ صرف اُسے چھوڑیں گے جو ان کے مفید مطلب ہو یا (کم از کم) انکے لئے نقصان رساں نہ ہو اور انکی مصیبت اسی طرح گھیرے رہے گی کہ ان سے دادخواہی ایسی ہی مشکل ہو جائے گی جیسے غلام کیلئے اپنے آقا سے اور مُرید کی اپنے پیر سے۔ تم پر ان کا فتنہ ایسی بھیانک صورت میں آئے گا کہ جس سے ڈر لگنے لگے گا، اور زمانہ جاہلیت کی مختلف حالتوں کو لئے ہو گا۔ نہ اسمیں ہدایت کا مینار نصب ہو گا، اور نہ راستہ دکھانے والا کوئی نشان نظر آئے گا۔ ہم (اہل بیتؑ رسولؐ) ان فتنہ انگیزیوں (کے گناہ) سے بچے ہوں گے، اور ان کی طرف لوگوں کو بُلانے میں ہمارا کوئی حصّہ نہ ہو گا۔ پھر ایک دن وہ آئے گا کہ اللہ اس شخص کے ذریعہ سے جو اُنھیں ذلّت کا مزہ چکھائے اور سختی سے ہنکائے اور (موت کے) تلخ جام پلائے، اور انکے سامنے تلوار رکھے اور خوف انھیں چپٹا دے، ان فتنوں سے اسطرح علیحدہ کر دے گا جس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہی اُسوقت قریش دُنیا و ما فیہا کے بدلے میں یہ چاہیں گے، کہ وہ مجھے صرف اتنی دیر کہ جتنی اونٹ کے ذبح ہونے میں لگتی ہی۔ کہیں ایک دفعہ دیکھ لیں تاکہ میں اس چیز کو قبول کر لوں کہ جس کا آج کچھ حصّہ بھی طلب کرنے کے باوجود وہ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔

لہ امیرالمومنینؑ نے یہ خطبہ جنگ نہروان کے بعد ارشاد فرمایا۔ اسمیں فتنہ سے مُراد وہ جنگیں ہیں جو بصرہ، صفین اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہروان میں لڑی گئیں۔ چونکہ ان کی نوعیت پیغمبرؐ کی جنگوں سے جداگانہ تھی (کیونکہ وہاں مدمقابل کفار ہوتے تھے اور یہاں مقابلہ اُن لوگوں سے تھا جو چہروں پر اسلام کی نقاب ڈالے ہوئے تھے) اسلئے لوگ اہل قبلہ سے جنگ کرنے کیلئے متردد تھے۔ اور یہ کہتے تھے کہ جو لوگ اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اُن سے قتال کیسا۔ چنانچہ خزیمہ ابن ثابت انصاری جیسے بزرگ اُسوقت تک صفین میں شریک جنگ نہیں ہوئے، جبتک عمار یاسر کی شہادت نے شامیوں کا گروہ باغی ہونا ثابت نہ کردیا۔ یونہی بصرہ میں ام المومنین کے ہمراہ عشرہ مبشرہ میں شمار ہونیوالے طلحہ و زبیر ایسے صحابہ کی موجودگی اور نہروان میں خوارج کی پیشانیوں کے گھٹے اور اُن کی نمازیں اور عبادتیں ذہنوں میں خلفشار پیدا کئے ہوئے تھیں۔ اندریں حالات ان کے سامنے شمشیر بکف کھڑے ہونے کی جرأت وہی کرسکتا تھا جو ان کے مکنون قلب سے واقف اور ان کے ایمان کی حقیقت سے آشنا ہو۔ اور یہ امیر المومنین ہی کی بصیرت خاص و ایمانی جرأت کا کام تھا کہ اُنکے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور پیغمبرؐ کے اس ارشاد کی تصدیق فرمادی سَتُقَاتِلُ بَعْدِیَ النَّاکِثِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ "اے علی تم میرے بعد بیعت توڑنے والوں (اصحاب جمل) ظلم ڈھانے والوں (اہل شام) اور دین سے بے راہ ہوجانے والوں (خوارج) سے جنگ کروگے ۱۲ ۵۲ پیغمبر اکرمؐ کے بعد کوئی متنفس امیر المومنینؑ کے علاوہ یہ دعویٰ نہ کرسکا کہ جو پوچھنا چاہو ہم سے پوچھ لو چنانچہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ "صحابہ میں سے کوئی ایک بھی یہ دعوے نہ کرسکا کہ جو پوچھنا چاہو ہم سے پوچھ لو سوائے علی ابن ابی طالب کے"۔ البتہ صحابہ کے علاوہ تاریخ میں چند نام ایسے نظر آتے ہیں جنھوں نے ایسا دعوے کرنے کی جرأت کی جیسے ابراہیم ابن ہشام مقاتل ابن سلیمان قتادہ، سبط ابن جوزی اور محمد ابن ادریس شافعی وغیرہ۔ مگر ان میں سے ہر شخص سوال کے موقع پر رسوا، اور اپنے اس دعوے کو واپس لینے پر مجبور رہا۔ یہ دعوے وہی کرسکتا ہے جو حقائق عالم سے واقف اور مستقبل کے واقعات سے آگاہ ہو۔ چنانچہ امیر المومنین ہی وہ درکشائے علوم نبوت تھے جو کسی موقع پر کسی سوال کے جواب سے عاجز ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر کو بھی یہ کہنا پڑتا تھا کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ مُعْضِلَۃٍ لَیْسَ لَھَا اَبُوالْحَسَنِ "میں اُس مشکل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کیلئے امیر المومنین نہ ہوں"۔ یونہی مستقبل کے متعلق جو پیشین گوئیاں آپ نے کیں، وہ حرف بحرف پوری ہوکر آپ کی وسعت علمی کی آئینہ دار ہیں۔ وہ بنی اُمیہ کی تباہ کاریوں کے متعلق ہوں یا خوارج کی شورش انگیزیوں کے متعلق۔ وہ تاتاریوں کی تاخت و تاراج کے بارے میں ہوں یا زنگیوں کی حملہ آوریوں کے متعلق۔ وہ بصرہ کی غرقابی کے بارے میں ہوں یا کوفہ کی تباہی کے متعلق۔ غرض جب یہ واقعات تاریخی حیثیت سے مسلمہ حیثیت رکھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے اس دعوے پر تعجب کیا جائے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۹۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ الَّذِي لَا يَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ، وَلَا يَنَالُهُ حَدْسُ الْفِطَنِ الْأَوَّلُ الَّذِي لَا غَايَةَ لَهُ فَتَنْتَهِيَ، وَلَا آخِرَ لَهُ فَيَنْقَضِيَ۔

مِنْهَا فِي وَصْفِ الْأَنْبِيَاءِ۔

فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ مُسْتَوْدَعٍ، وَأَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ الْأَصْلَابِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ۔ كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ سَلَفٌ قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللّٰهِ خَلَفٌ۔ حَتَّى أَفْضَتْ كَرَامَةُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتًا وَأَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِسًا مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ وَانْتَخَبَ مِنْهَا أُمَنَاءَهُ۔ عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ، وَأُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ الشَّجَرِ۔ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ، وَبَسَقَتْ فِي كَرَمٍ، لَهَا فُرُوعٌ طِوَالٌ وَثَمَرَةٌ لَا تُنَالُ فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقَى وَبَصِيرَةُ مَنِ اهْتَدَى سِرَاجٌ لَمَعَ ضَوْءُهُ وَشِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ وَزَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ۔ سِيرَتُهُ الْقَصْدُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

بابرکت ہو وہ خدا کہ جس کی ذات تک بلند پرواز ہمتوں کی رسائی نہیں اور نہ عقل و فہم کی قوتیں اُسے پاسکتی ہیں۔ وہ ایسا اول ہے کہ جس کے لیے نہ کوئی نقطۂ ابتدا ہے کہ وہ محدود ہو جائے اور نہ کوئی اُسکا آخر ہے کہ (وہاں پہونچ کر) ختم ہو جائے۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا:۔

اس نے ان (انبیاء) کو بہترین سونپے جانے کی جگہوں میں رکھا، اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب اُن میں سے کوئی گزر جانے والا گزر گیا، دوسرا دین خدا کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ آلہی شرف محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچا جنھیں ایسے معدنوں سے کہ جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین، اور ایسی اصلوں سے کہ جو نشو و نما کے لحاظ سے بہت باوقار تھیں، پیدا کیا۔ اسی شجرہ سے، کہ جس سے انبیاء پیدا کیے اور جس میں سے اپنے امین منتخب فرمائے ان کی عترت بہترین عترت، اور قبیلہ بہترین قبیلہ، اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جو سرزمین حرم پر اُگا، اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا۔ جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ وہ پرہیزگاروں کے امام، ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے (سرچشمۂ) بصیرت ہیں۔ وہ ایسا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَسُنَّتُهُ الرُّشْدُ۔ وَكَلَامُهُ الْفَصْلُ۔ وَحُكْمُهُ الْعَدْلُ۔ اَرْسَلَهُ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَهَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ، وَغَبَاوَةٍ مِنَ الْاُمَمِ۔ اِعْمَلُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ عَلٰى اَعْلَامٍ بَيِّنَةٍ۔ فَالطَّرِيْقُ نَهْجٌ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ۔ وَاَنْتُمْ فِيْ دَارٍ مُسْتَعْتَبٍ عَلٰى مَهَلٍ وَفَرَاغٍ۔ وَالصُّحُفُ مَنْشُوْرَةٌ۔ وَالْاَقْلَامُ جَارِيَةٌ۔ وَالْاَبْدَانُ صَحِيْحَةٌ۔ وَالْاَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ۔ وَالتَّوْبَةُ مَسْمُوْعَةٌ۔ وَالْاَعْمَالُ مَقْبُوْلَةٌ۔

چراغ ہیں، جس کی روشنی لو دیتی ہے۔ اور ایسا روشن ستارہ جس کا نور ضیا پاش۔ اور ایسا چقماق، جس کی ضو شعلہ فشاں ہے۔ ان کی سیرت (افراط و تفریط سے بچ کر) سیدھی راہ پر چلنا اور سنت ہدایت کرنا ہے۔ ان کا کلام حق و باطل کا فیصلہ کرنے والا، اور حکم عین عدل ہے۔ اللہ نے انھیں اسوقت بھیجا کہ جب رسولوں کی آمد کا سلسلہ رکا ہوا تھا، بدعملی پھیلی ہوئی، اور امتوں پر غفلت چھائی ہوئی تھی۔ اللہ تم پر رحم کرے روشن نشانوں پر جم کر عمل کرو۔ راستہ بالکل سیدھا ہے۔ وہ تمھیں سلامتیوں کے گھر (جنت) کی طرف بلا رہا ہے اور ابھی تم ایسے گھر میں ہو کہ جہاں تمھیں اتنی مہلت و فراغت ہے کہ اسکی خوشنودیاں حاصل کر سکو۔ ابھی موقع ہے (چونکہ) اعمال نامے کھلے ہوئے ہیں۔ قلم چل رہے ہیں۔ بدن تندرست و توانا ہیں۔ زبان آزاد ہے۔ توبہ سنی جا سکتی ہے اور عمل قبول کئے جا سکتے ہیں۔

خطبہ (۹۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بَعَثَهٗ وَالنَّاسُ ضُلَّالٌ فِيْ حَيْرَةٍ وَخَابِطُوْنَ فِيْ فِتْنَةٍ قَدِ اسْتَهْوَتْهُمُ الْاَهْوَآءُ، وَاسْتَزَلَّتْهُمُ الْكِبْرِيَآءُ، وَاسْتَخَفَّتْهُمُ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَآءُ۔ حَيَارٰى فِيْ زِلْزَالٍ مِّنَ الْاَمْرِ، وَبَلَآءٍ مِّنَ الْجَهْلِ۔ فَبَالَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي النَّصِيْحَةِ، وَمَضٰى عَلَى الطَّرِيْقَةِ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

پیغمبر کو اسوقت میں بھیجا کہ جب لوگ حیرت و پریشانی کے عالم میں گم کردہ راہ تھے اور فتنوں میں ہاتھ پیر مار رہے تھے نفسانی خواہشوں نے انھیں بھٹکا دیا تھا۔ اور غرور نے بہکا دیا تھا۔ اور بھرپور جاہلیت نے ان کی عقلیں کھو دی تھیں اور حالات کے ڈانواں ڈول ہونے اور جہالت کی بلاؤں کی وجہ سے حیران و پریشان تھے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَدَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ انھیں سمجھانے بجھانے کا پورا حق ادا کیا۔ خود سیدھے راستے پر چلے رہے اور حکمت و دانائی اور اچھی نصیحتوں کی طرف انھیں بلاتے رہے۔

خطبہ (۹۴)

وَمِنْ خُطْبَةٍ أُخْرَى

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا دوسرا حصّہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهٗ وَالْاٰخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ۔ وَالظَّاهِرِ فَلَا شَيْءَ فَوْقَهٗ۔ وَالْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُوْنَهٗ۔

تمام حمد اُس اللہ کیلئے ہی جو اول ہی اور کوئی شے اس سے پہلے نہیں۔ اور آخر ہی اور کوئی چیز اسکے بعد نہیں۔ وہ ظاہر ہی اور کوئی شے اس سے بالاتر نہیں اور باطن ہی اور کوئی چیز اس سے قریب تر نہیں۔

مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

اسی خطبہ کے ذیل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا:۔

مُسْتَقَرُّهٗ خَيْرُ مُسْتَقَرٍّ۔ وَمَنْبِتُهٗ اَشْرَفُ مَنْبِتٍ۔ فِيْ مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ، وَمَمَاهِدِ السَّلَامَةِ۔ قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهٗ اَفْئِدَةُ الْاَبْرَارِ، وَثُنِيَتْ اِلَيْهِ اَزِمَّةُ الْاَبْصَارِ۔ دَفَنَ اللّٰهُ بِهِ الضَّغَائِنَ وَاَطْفَاَ بِهِ النَّوَائِرَ۔ اَلَّفَ بِهٖ اِخْوَانًا، وَفَرَّقَ بِهٖ اَقْرَانًا۔ اَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ، وَاَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ۔ كَلَامُهٗ بَيَانٌ وَصُمْتُهٗ لِسَانٌ۔

بزرگی اور شرافت کے معدنوں اور پاکیزگی کی جگہوں میں ان کا مقام بہترین مقام اور مزربوم بہترین مزربوم ہے۔ اُن کی طرف نیک لوگوں کے دل جھکا دیے گئے ہیں اور نگاہوں کے رُخ موڑ دیے گئے ہیں۔ خدا نے ان کی وجہ سے فتنے دبا دیے۔ اور (عداوتوں کے) شعلے بجھا دیے۔ بھائیوں میں اُلفت پیدا کی، اور جو (کفر میں) اکٹھے تھے، اُنھیں علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیا (اسلام کی) پستی و ذلت کو عزت بخشی، اور (کفر کی) عزت و بلندی کو ذلیل کر دیا۔ ان کا کلام (شریعت کا بیان اور سکوت (احکام کی) زبان تھی۔

خطبہ (۹۵)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَئِنْ اَمْهَلَ اللّٰهُ الظَّالِمَ فَلَنْ يَفُوْتَ
اَخْذُهٗ۔ وَهُوَ لَهٗ بِالْمِرْصَادِ عَلٰى مَجَازِ
طَرِيْقِهٖ۔ وَبِمَوْضِعِ الشَّجَى مِنْ مَسَاغِ
رِيْقِهٖ۔ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَظْهَرَنَّ
هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ، لَيْسَ لِاَنَّهُمْ
اَوْلٰى بِالْحَقِّ مِنْكُمْ۔ وَلٰكِنْ لِاِسْرَاعِهِمْ
اِلٰى بَاطِلِ صَاحِبِهِمْ وَاِبْطَائِكُمْ عَنْ
حَقِّيْ۔ وَلَقَدْ اَصْبَحَتِ الْاُمَمُ تَخَافُ
ظُلْمَ رُعَاتِهَا۔ وَاَصْبَحْتُ اَخَافُ ظُلْمَ
رَعِيَّتِيْ۔ اِسْتَنْفَرْتُكُمْ لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَنْفِرُوْا
وَاَسْمَعْتُكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوْا، وَدَعَوْتُكُمْ
سِرًّا وَجَهْرًا فَلَمْ تَسْتَجِيْبُوْا، وَنَصَحْتُ
لَكُمْ فَلَمْ تَقْبَلُوْا۔ اَشْهُوْدٌ كَغُيَّابٍ وَعَبِيْدٌ
كَاَرْبَابٍ؟ اَتْلُوْ عَلَيْكُمُ الْحِكَمَ فَتَنْفِرُوْنَ
مِنْهَا وَاَعِظُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ الْبَالِغَةِ فَتَفَرَّقُوْنَ
عَنْهَا۔ وَاَحُثُّكُمْ عَلٰى جِهَادِ اَهْلِ الْبَغْيِ فَمَا
اٰتِيْ عَلٰى اٰخِرِ قَوْلِيْ حَتّٰى اَرَاكُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ
اَيَادِيْ سَبَا تَرْجِعُوْنَ اِلٰى مَجَالِسِكُمْ وَ
تَتَخَادَعُوْنَ عَنْ مَوَاعِظِكُمْ۔ اُقَوِّمُكُمْ
غُدْوَةً وَتَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ عَشِيَّةً كَظَهْرِ
الْحَنِيَّةِ، عَجَزَ الْمُقَوِّمُ وَاَعْضَلَ الْمُقَوَّمُ۔
اَيَّتُهَا الشَّاهِدَةُ اَبْدَانُهُمُ الْغَائِبَةُ
عُقُوْلُهُمُ الْمُخْتَلِفَةُ اَهْوَاؤُهُمُ الْمُبْتَلٰى بِهِمْ

اگر اللہ نے ظالم کو مہلت دے رکھی ہے، تو اُس کی
گرفت سے تو وہ ہرگز نہیں نکل سکتا۔ اور وہ اس کی
گزرگاہ اور گلے میں ہڈی پھنسنے کی جگہ پر موقع کا منتظر
ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے،
یہ قوم (اہل شام) تم پر غالب آکر رہے گی۔ اسلئے نہیں
کہ ان کا حق تم سے فائق ہے۔ بلکہ اسلئے کہ وہ اپنے
ساتھی (معاویہ) کی طرف باطل پر ہونے کے باوجود
تیزی سے لپکتے ہیں۔ اور تم میرے حق پر ہونے کے
باوجود سستی کرتے ہو۔ رعیتیں اپنے حکمرانوں کے ظلم و
جور سے ڈرا کرتی تھیں۔ اور میں اپنی رعیت کے ظلم
سے ڈرتا ہوں۔ میں نے تمھیں جہاد کیلئے اُبھارا، لیکن
تم (اپنے گھروں سے) نہ نکلے۔ میں نے تمھیں (کارآمد
باتوں کو) سُنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سُنی اور میں نے
پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی تمھیں جہاد کیلئے پکارا اور للکارا
لیکن تم نے ایک نہ مانی۔ اور سمجھایا بجھایا، مگر تم نے میری
نصیحتیں قبول نہ کیں۔ کیا تم موجود ہوتے ہوئے بھی
غائب رہتے ہو، حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود مالک ہو
میں تمھارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان
کرتا ہوں اور تم ان سے بھڑکتے ہو تمھیں بلند پایہ
نصیحتیں کرتا ہوں، تم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو۔ میں
ان باغیوں سے جہاد کرنے کیلئے تمھیں آمادہ کرتا ہوں
تو ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں
کہ تم اولاد سبا کی طرح تتر بتر ہو گئے۔ اپنی نشست گاہوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أُمَرَاؤُهُمْ۔ صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللّٰهَ وَأَنْتُمْ تَعْصُونَهُ، وَصَاحِبُ أَهْلِ الشَّامِ يَعْصِي اللّٰهَ وَهُمْ يُطِيعُونَهُ۔ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِي بِكُمْ صَرْفَ الدِّينَارِ بِالدِّرْهَمِ فَأَخَذَ مِنِّي عَشَرَةً مِنْكُمْ۔ وَأَعْطَانِي رَجُلًا مِنْهُمْ۔ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ مُنِيتُ بِكُمْ بِثَلَاثٍ وَاثْنَتَيْنِ: صُمٌّ ذَوُو أَسْمَاعٍ، وَبُكْمٌ ذَوُو كَلَامٍ، وَعُمْيٌ ذَوُو أَبْصَارٍ۔ لَا أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ، وَلَا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلَاءِ۔ تَرِبَتْ أَيْدِيكُمْ۔ يَا أَشْبَاهَ الْإِبِلِ غَابَ عَنْهَا رُعَاتُهَا كُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ جَانِبٍ آخَرَ۔ وَاللّٰهِ لَكَأَنِّي بِكُمْ فِيمَا إِخَالُ أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى وَحَمِيَ الضِّرَابُ وَقَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الْمَرْأَةِ عَنْ قُبُلِهَا۔ وَإِنِّي لَعَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي، وَمِنْهَاجٍ مِنْ نَبِيِّي۔ وَإِنِّي لَعَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ أَلْقُطُهُ لَقْطًا۔ أُنْظُرُوا أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوا سَمْتَهُمْ وَاتَّبِعُوا أَثَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ هُدًى، وَلَنْ يُعِيدُوكُمْ فِي رَدًى۔ فَإِنْ لَبَدُوا فَالْبُدُوا وَإِنْ نَهَضُوا فَانْهَضُوا۔ وَلَا تَسْبِقُوهُمْ فَتَضِلُّوا وَلَا تَتَأَخَّرُوا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوا

کی طرف واپس چلے جاتے ہو۔ اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دوسرے کے چکمے میں آجاتے ہو۔ صبح کو میں تمھیں سیدھا کرتا ہوں اور شام کو جب آتے ہو تو (روپیے کے دیے) کمان کی پشت کی طرح ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آگیا، اور جسے سیدھا کیا جا رہا ہے، وہ لاعلاج ثابت ہوا۔

اے وہ لوگو! جن کے جسم تو حاضر اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا جدا ہیں۔ ان پر حکومت کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ تمھارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے، اور تم اسکی نافرمانی کرتے ہو۔ اور اہل شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ معاویہ تم میں سے دس مجھ سے لے لے اور بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دیدے۔ جس طرح دینار کا تبادلہ درہموں سے ہوتا ہے۔ اے اہل کوفہ! میں تمھاری تین اور انکے علاوہ دو باتوں میں مبتلا ہوں۔ پہلے تو یہ کہ تم کان رکھتے ہوئے بہرے ہو، اور بولنے چالنے کے باوجود گونگے ہو، اور آنکھیں ہوتے ہوئے اندھے ہو۔ اور پھر یہ کہ نہ تم جنگ کے موقع پر سچے جوانمرد ہو، اور نہ قابل اعتماد بھائی ہو۔ اے اُن اونٹوں کی چال ڈھال والو کہ جن کے چرواہے گم ہو چکے ہوں اور انھیں ایک طرف سے گھیر کر لایا جاتا ہے تو دوسری طرف سے بکھر جاتے ہیں۔ خدا کی قسم! جیسا کہ میرا تمھارے متعلق خیال ہے گویا یہ منظر میرے سامنے ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَرَى أَحَدًا مِّنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ، لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا وَقَدْ بَاتُوا سُجَّدًا وَقِيَامًا يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُودِهِمْ وَيَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ۔ كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزَى مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ۔ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ جُيُوبَهُمْ۔ وَمَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءَ الثَّوَابِ۔

کہ اگر جنگ شدت اختیار کرے اور میدانِ کارزار گرم ہو جائے، تو تم ابن ابی طالب سے ایسے شرمناک طریقے پر علیحدہ ہو جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے۔ میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور اپنے نبیؐ کے طریقے اور شاہراہِ حق پر ہوں (جسے میں باطل کے راستوں میں سے) ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پاتا رہتا ہوں۔ اپنے نبیؐ کے اہلِ بیت کو دیکھو، اُن کی سیرت پر چلو، اور اُن کے نقشِ قدم کی پیروی کرو۔ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں ہونے دیں گے اور نہ گمراہی ہلاکت کی طرف پلٹائیں گے۔ اگر وہ کہیں ٹھہریں تو تم بھی ٹھہر جاؤ اور اگر وہ اُٹھیں، تو تم بھی اُٹھ کھڑے ہو۔ اُن سے آگے نہ بڑھ جاؤ، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور نہ (انھیں چھوڑ کر) پیچھے رہ جاؤ ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص خاص اصحاب دیکھے ہیں۔ مجھے تو تم میں سے ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا، جو ان کے مثل ہو۔ وہ اس عالم میں صبح کرتے تھے کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے خاک سے اَٹے ہوتے تھے۔ جبکہ رات کو وہ سجود و قیام میں کاٹ چکے ہوتے تھے اس عالم میں کہ کبھی پیشانیاں سجدے میں رکھتے تھے اور کبھی رخسار اور حشر کی یاد سے اس طرح بے چین رہتے تھے کہ جیسے انگاروں پر ٹھہرے ہوئے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکری کے گھٹنوں ایسے گٹے پڑے ہوئے تھے۔ جب بھی ان کے سامنے اللہ کا ذکر آجاتا تھا، تو ان کی آنکھیں برس پڑتی تھیں یہاں تک کہ ان کے گریبانوں کو بھگو دیتی تھیں۔ وہ اس طرح کانپتے رہتے تھے، جس طرح تیز جھکڑ والے دن درخت تھرتھراتے ہیں۔ سزا کے خوف اور ثواب کی اُمید میں۔

لہ پیغمبرؐ کے بعد جو فضا پیدا کر دی گئی تھی، اس میں اہلبیت کیلئے گوشہ گزینی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، جس کی وجہ سے دنیا ان کے اصلی خدوخال سے بیگانہ اور ان کے علوم و کمالات سے ناآشنا ہو کر رہ گئی۔ اور انھیں نظروں سے گرانا اور اقتدار سے الگ رکھنا ہی اسلام کی سب سے بڑی خدمت تصور کر لیا گیا۔ اگر حضرت عثمان کی کھلم کھلا بے عنوانیاں مسلمانوں کو کروٹ لینے اور آنکھ کھولنے کا موقع نہ دیتیں، تو ان کے بعد بھی امیر المومنینؑ کی بیعت کا کوئی سوال پیدا نہ ہوتا تھا،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بلکہ اقتدار جس رُخ پر بڑھ رہا تھا اُسی رُخ پر بڑھتا رہا۔ لیکن جن لوگوں کا اس سلسلہ میں نام لیا جا سکتا تھا وہ اپنے دامن و بند قبا کو دیکھ کر آگے بڑھنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ اور معاویہ مرکز سے دُور اپنی راجدھانی میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان حالات میں امیر المومنینؑ کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جس کی طرف نظریں اُٹھتیں۔ چنانچہ نگاہیں آپ کے گرد طواف کرنے لگیں۔ اور وہی عوام جو سیلاب کے بہاؤ اور ہوا کے رُخ دیکھ کر دوسروں کی بیعت کرتے رہے تھے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کیلئے ٹوٹ پڑے۔ لیکن یہ بیعت اس حیثیت سے نہ تھی کہ وہ آپ کی خلافت کو منجانب اللہ اور آپ کو امام مفترض الطاعۃ سمجھ رہے ہوں بلکہ انہی کے قرار دادہ اصول کے ماتحت تھی جسے جمہوری و شورائی قسم کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا۔ البتہ ایک گروہ ایسا تھا جو آپ کی خلافت کو نصّی سمجھتے ہوئے دینی فریضہ کی حیثیت سے بیعت کر رہا تھا۔ ورنہ اکثریت تو آپ کو دوسرے خلفا کی طرح ایک فرمانروا اور بلحاظ فضیلت چوتھے درجہ پر یا خلفائے ثلاثہ کے بعد عام صحابہ کی سطح پر سمجھتی تھی۔ اور چونکہ رعیت، فوج اور عہدہ دار سابقہ حکمرانوں کے عقائد و اعمال سے متاثر اور اُن کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے، اسلئے جب کوئی بات اپنی منشا کے خلاف پاتے تو بگڑتے، اُلجھتے، جنگ سے جی چُراتے اور سرکشی و نافرمانی پر اُتر آتے تھے۔ اور پھر جس طرح پیغمبرؐ کے ساتھ شریک جہاد ہونے والے کچھ دنیا کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے، اسی طرح یہاں بھی دُنیا پرستوں کی کمی نہ تھی۔ جو بظاہر امیر المومنینؑ سے ملے ہوئے تھے، اور درپردہ معاویہ سے ساز باز رکھتے تھے جس نے ان میں سے کسی سے منصب کا وعدہ کر رکھا تھا، اور کسی کو دولت کا لالچ دے رکھا تھا ـــــ ان لوگوں کو شیعیانِ امیر المومنینؑ قرار دے کر شیعیت کو مورد الزام ٹھہرانا حقائق سے چشم پوشی کرنا ہے جبکہ ان لوگوں کا مسلک وہی ہو سکتا ہے جو امیر المومنینؑ کو چوتھے درجہ پر سمجھنے والوں کا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید ان لوگوں کے مسلک و مذہب پر واشگاف لفظوں میں روشنی ڈالتے ہیں:۔ وَمَنْ تَأَمَّلَ اَحْوَالَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي خِلَافَتِهِ عَلِمَ اَنَّهُ كَانَ الْحُجُوْرُ عَلَيْهِ لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ بُلُوْغِ مَا فِي نَفْسِهِ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْعَارِفِيْنَ بِحَقِيْقَةِ حَالِهِ كَانُوْا قَلِيْلِيْنَ وَكَانَ السَّوَادُ الْاَعْظَمُ لَا يَعْتَقِدُوْنَ فِيْهِ الْاَمْرَ الَّذِيْ يَجِبُ اِعْتِقَادُهُ فِيْهِ وَيَرَوْنَ تَفْضِيْلَ مَنْ تَقَدَّمَهُ مِنَ الْخُلَفَاءِ عَلَيْهِ وَيَظُنُّوْنَ اَنَّ الْاَفْضَلِيَّةَ اِنَّمَا هِيَ بِالْخِلَافَةِ وَيُقَلِّدُ اَخْلَافُهُمْ اَسْلَافَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا اَنَّ الْاَوَائِلَ عَلِمُوْا فَضْلَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ عَلَيْهِ لَمَا قَدَّمُوْهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ اِلَّا بِعَيْنِ التَّبَعِيَّةِ لِمَنْ سَبَقَهُ وَاَنَّهُ كَانَ رَعِيَّةً لَهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ اِنَّمَا يُحَارِبُ مَعَهُ بِالْحَمِيَّةِ وَبِنَخْوَةِ الْعَرَبِيَّةِ لَا بِالدِّيْنِ وَالْعَقِيْدَةِ (شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۱۸۴) "جو شخص امیر المومنینؑ کے زمانۂ خلافت کے واقعات کو گہری نظر سے دیکھے گا وہ اس امر کو جان لے گا کہ امیر المومنینؑ مجبور اور بے بس بنا دیے گئے تھے۔ کیونکہ آپ کی حقیقی منزلت کے پہچاننے والے بہت کم تھے، اور سوادِ اعظم آپ کے بارے میں وہ اعتقاد نہ رکھتا تھا جو اعتقاد آپ کے متعلق رکھنا واجب و ضروری تھا۔ وہ پہلے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خلفا کو آپ پر فضیلت دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ فضیلت کا معیار خلافت ہے، اور اس مسئلہ میں بعد والے اگلوں کی تقلید و پیروی کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اگر پہلے لوگوں کو یہ علم نہ ہوتا کہ پہلے خلفا آپ پر فضیلت رکھتے تھے، تو وہ آپ پر انھیں مقدم نہ کرتے۔ اور یہ لوگ تو آپ کو ایک تابع اور اُن کی رعیت کی حیثیت سے جانتے پہچانتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرتے تھے، اُن میں اکثر حمیت اور عربی عصبیت کے پیش نظر شریک جنگ ہوتے تھے، نہ دین اور عقیدہ کی بنا پر۔" ۱۲ سبا ابن یشجب ابن یعرب بن قحطان کی اولاد قبیلۂ سبا کے نام سے موسوم ہے۔ جب ان لوگوں نے انبیا کو جھٹلانا شروع کیا تو قدرت نے انھیں جھنجھوڑنے کیلئے ان پر پانی کا سیلاب مسلط کر دیا۔ جس سے ان کے باغات تہ آب ہو گئے، اور وہ خود گھر بار چھوڑ کر مختلف شہروں میں بکھر گئے۔ اس واقعہ سے یہ مثل چل نکلی اور جہاں کہیں لوگ اس طرح جدا ہو جائیں کہ پھر مجتمع ہونے کی توقع نہ رہے، تو یہ مثل استعمال کی جاتی ہے ۱۲۔

خطبہ (۹۶)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَاللّٰهِ لَا يَزَالُوْنَ حَتّٰى لَا يَدَعُوْا لِلّٰهِ مُحَرَّمًا اِلَّا اسْتَحَلُّوْهُ وَلَا عَقْدًا اِلَّا حَلُّوْهُ۔ وَحَتّٰى لَا يَبْقٰى بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ اِلَّا دَخَلَهٗ ظُلْمُهُمْ وَنَزَلَ بِهٖ عَيْنُهُمْ وَنَابَ بِهٖ سُوْءُ رَعْيِهِمْ وَحَتّٰى يَقُوْمَ الْبَاكِيَانِ يَبْكِيَانِ بَاكٍ يَبْكِيْ لِدِيْنِهٖ وَبَاكٍ يَبْكِيْ لِدُنْيَاهُ۔ وَحَتّٰى تَكُوْنَ نُصْرَةُ اَحَدِكُمْ مِنْ اَحَدِهِمْ كَنُصْرَةِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهٖ۔ اِذَا شَهِدَ اَطَاعَهٗ، وَاِذَا غَابَ اِغْتَابَهٗ۔ وَحَتّٰى يَكُوْنَ اَعْظَمُكُمْ فِيْهَا عَنَاءً اَحْسَنَكُمْ بِاللّٰهِ ظَنًّا۔ فَاِنْ اَتَاكُمُ اللّٰهُ بِعَافِيَةٍ فَاقْبَلُوْا

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔

خدا کی قسم! وہ ہمیشہ یونہی (ظلم ڈھاتے) رہیں گے اور کوئی اللہ کی حرام کی ہوئی چیز ایسی نہ ہوگی جسے وہ حلال نہ سمجھ لیں گے۔ اور ایک بھی عہد و پیمان ایسا نہ ہوگا جسے وہ توڑ نہ ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی اینٹ پتھر کا گھر اور اون کا خیمہ اُن کے ظلم کی زد سے محفوظ نہ رہے گا، اور اُن کی بُری طرز نگہداشت سے لوگوں کا اپنے گھروں میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اور یہاں تک کہ دو ستم کے رونے والے کھڑے ہو جائیں گے ایک دین کیلئے رونے والا اور ایک دنیا کیلئے۔ اور یہاں تک کہ تم میں سے کسی ایک کا اُن میں سے کسی ایک سے دادخواہی کرنا ایسا ہی ہوگا جیسے غلام کا اپنے آقا سے کہ وہ سامنے اطاعت کرتا ہو اور پیٹھ پیچھے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَإِنِ ابْتُلِيتُمْ فَاصْبِرُوا۔ فَإِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ۔

برائی کرتا (اور دل کی بھڑاس نکالتا) ہے اور یہاں تک نوبت پہونچ جائے گی کہ تم میں سے جو اللہ کا زیادہ اعتقاد رکھے گا اتنا ہی وہ زحمت و مشقت میں بڑھا چڑھا ہوگا۔ اس صورت میں اگر اللہ تمھیں امن و عافیت میں رکھے تو (اس کا شکر کرتے ہوئے) اسے قبول کرو۔ اور اگر ابتلاؤ آزمائش میں ڈالے جاؤ تو صبر کرو اس لئے کہ اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

خطبہ (۹۷)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصہ۔

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا كَانَ وَنَسْتَعِينُهُ مِنْ أَمْرِنَا عَلَى مَا يَكُونُ۔ وَنَسْأَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْأَدْيَانِ كَمَا نَسْأَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْأَبْدَانِ۔

جو ہو چکا اس پر ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں، اور جو ہوگا اُسکے مقابلہ میں اُس سے مدد چاہتے ہیں جسطرح اُس سے جسموں کی صحت کا سوال کرتے ہیں اور اسی طرح دین و ایمان کی سلامتی کے طلبگار ہیں۔

عِبَادَ اللَّهِ أُوصِيكُمْ بِالزُّهْدِ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا التَّارِكَةِ لَكُمْ وَإِنْ لَمْ تُحِبُّوا تَرْكَهَا۔ وَالْمُبْلِيَةِ لِأَجْسَامِكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ تَجْدِيدَهَا۔ فَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهَا كَسَفْرٍ سَلَكُوا سَبِيلًا فَكَأَنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوهُ وَأَمُّوا عَلَمًا فَكَأَنَّهُمْ قَدْ بَلَغُوهُ۔ وَكَمْ عَسَى الْمَجْرِيَ إِلَى الْغَايَةِ أَنْ يَجْرِيَ إِلَيْهَا حَتَّى يَبْلُغَهَا۔ وَمَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَعْدُوهُ وَطَالِبٌ حَثِيثٌ يَحْدُوهُ فِي الدُّنْيَا حَتَّى يُفَارِقَهَا فَلَا تَنَافَسُوا فِي عِزِّ الدُّنْيَا وَفَخْرِهَا۔

اے اللہ کے بندو! میں تمھیں اس دنیا کے چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمھیں چھوڑ دینے والی ہے، حالانکہ تم اُسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے، اور وہ تمھارے جسموں کو کہنہ و پوسیدہ بنانے والی ہے حالانکہ تم اُسے تر و تازہ رکھنے ہی کی کوشش کرتے ہو۔ تمھاری اور اس دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے چند مسافر کسی راہ پر چلیں اور چلتے ہی منزل طے کرلیں اور کسی بلند نشان کا قصد کریں اور فوراً وہاں تک پہونچ جائیں کتنا ہی تھوڑا وقفہ ہے اس (گھوڑا دوڑانے والے) کا کہ جو اسے دوڑا کر انتہا کی منزل تک پہونچ جائے اور اُس شخص کی بقا ہی کیا ہے کہ جسکے لئے ایک ایسا دن ہو کہ جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور دنیا میں ایک تیز گام طلب کرنیوالا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا تَعْجَبُوا بِزِينَتِهَا وَنَعِيمِهَا. وَلَا تَجْزَعُوا مِنْ ضَرَّائِهَا وَبُؤْسِهَا. فَإِنَّ عِزَّهَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ. وَإِنَّ زِينَتَهَا وَنَعِيمَهَا إِلَى زَوَالٍ، وَضَرَّاءَهَا وَبُؤْسَهَا إِلَى نَفَادٍ. وَكُلُّ مُدَّةٍ فِيهَا إِلَى انْتِهَاءٍ. وَكُلُّ حَيٍّ فِيهَا إِلَى فَنَاءٍ. أَوَلَيْسَ لَكُمْ فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجَرٌ وَفِي آبَائِكُمُ الْمَاضِينَ تَبْصِرَةٌ وَمُعْتَبَرٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ. أَوَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُونَ. وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْقَوْنَ. أَوَلَسْتُمْ تَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ عَلَى أَحْوَالٍ شَتَّى، فَمَيِّتٌ يُبْكَى وَآخَرُ يُعَزَّى، وَصَرِيعٌ مُبْتَلًى. وَعَائِدٌ يَعُودُ وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُودُ. وَطَالِبُ الدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ. وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ وَعَلَى أَثَرِ الْمَاضِي مَا يَمْضِي الْبَاقِي.

اسے ہنکار رہا ہو یہاں تک کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ جائے۔ دنیا کی عزت اور اسمیں فخر و سربلندی کی خواہش نہ کرو اور نہ اس کی آرائشوں اور نعمتوں پر خوش ہو اور نہ اسکی سختیوں اور تنگیوں پر بے صبری سے چیخنے چلانے لگو۔ اسلیے کہ اسکی عزت و فخر دونوں مٹ جانے والے ہیں اور اس کی آرائشیں اور نعمتیں زائل ہو جانیوالی ہیں اور اسکی سختیاں اور تنگیاں آخر ختم ہو جائیں گی۔ اسکی ہر مدت کا نتیجہ اختتام اور ہر زندہ کا انجام فنا ہونا ہے۔ کیا پہلے لوگوں کے واقعات میں تمھارے لئے کافی تنبیہ کا سامان نہیں، اور تمھارے گزرے ہوئے آباؤ اجداد (کے حالات) میں تمھارے لئے عبرت اور بصیرت نہیں؟ اگر تم سوچو سمجھو۔ کیا تم گزرے ہوئے لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ پلٹ کر نہیں آتے، اور انکے بعد باقی رہنے والے بھی زندہ نہیں رہتے۔ تم دنیا والوں پر نظر نہیں کرتے کہ جو مختلف حالتوں میں صبح و شام کرتے ہیں کہیں کوئی میت ہے جس پر رویا جا رہا ہے اور کہیں کسی کو تعزیت دی جا رہی ہے۔ کوئی عاجز و زمیں گیر مبتلائے مرض ہے اور کوئی عیادت کرنیوالا عیادت کر رہا ہے۔ کہیں کوئی دم توڑ رہا ہے کوئی دنیا تلاش کرتا پھرتا ہے اور موت اُسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہے لیکن (موت) اس سے غافل نہیں ہے۔ گزر جانیوالوں کے نقش قدم پر ہی باقی رہ جانے والے چل رہے ہیں۔

أَلَا فَاذْكُرُوا هَادِمَ اللَّذَّاتِ، وَمُنَغِّصَ الشَّهَوَاتِ، وَقَاطِعَ الْأُمْنِيَّاتِ عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ لِأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ. وَاسْتَعِينُوا اللَّهَ عَلَى أَدَاءِ وَاجِبِ حَقِّهِ وَمَا لَا يُحْصَى مِنْ أَعْدَادِ نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ.

میں تمھیں متنبہ کرتا ہوں کہ بداعمالیوں کے ارتکاب کے وقت ذرا موت کو بھی یاد کر لیا کرو کہ جو تمام لذتوں کو مٹا دینے والی، اور تمام نفسانی مزوں کو کرکرا کر دینے والی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللہ کے واجب الادا حقوق ادا کرنے اور اُس کی ان گنت نعمتوں اور لاتعداد احسانوں کا شکر بجا لانے کے لئے اُس سے مدد مانگتے رہو۔

خطبہ (۹۸)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ اُخْرٰى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ النَّاشِرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلَهٗ، وَالْبَاسِطِ فِيْهِمْ بِالْجُوْدِ يَدَهٗ نَحْمَدُهٗ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ، وَنَسْتَعِيْنُهٗ عَلٰى رِعَايَةِ حُقُوْقِهٖ، وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ بِاَمْرِهٖ صَادِعًا وَبِذِكْرِهٖ نَاطِقًا، فَاَدّٰى اَمِيْنًا وَمَضٰى رَشِيْدًا، وَخَلَّفَ فِيْنَا رَايَةَ الْحَقِّ مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ، وَمَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ، دَلِيْلُهَا مَكِيْثُ الْكَلَامِ، بَطِيْءُ الْقِيَامِ، سَرِيْعٌ اِذَا قَامَ، فَاِذَا اَنْتُمْ اَلْنَتُمْ لَهٗ رِقَابَكُمْ وَاَشَرْتُمْ اِلَيْهِ بِاَصَابِعِكُمْ، جَآءَهُ الْمَوْتُ فَذَهَبَ بِهٖ، فَلَبِثْتُمْ بَعْدَهٗ مَا شَآءَ اللّٰهُ، حَتّٰى يُطْلِعَ اللّٰهُ لَكُمْ مَنْ يَجْمَعُكُمْ وَيَضُمُّ نَشْرَكُمْ فَلَا تَطْمَعُوْا فِيْ غَيْرِ مُقْبِلٍ، وَلَا تَيْأَسُوْا مِنْ مُدْبِرٍ، فَاِنَّ الْمُدْبِرَ

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا دوسرا حصہ

اس اللہ کیلئے حمد و ثنا ہے جو مخلوقات میں اپنا (دامن) فضل پھیلائے ہوئے اور اپنا دستِ کرم بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم تمام اُمور میں اُسکی حمد کرتے ہیں اور اُس کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھنے میں اُس سے مدد مانگتے ہیں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اُسکے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے عبد اور رسول ہیں جنھیں اللہ نے اپنا امر واضح کرکے سُنانے اور اپنا ذکر زبان پر لانے کیلئے بھیجا۔ آپ نے امانت داری کے ساتھ اسے پہونچایا اور راہ راست پر برقرار رہتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہوئے اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ (دین سے) نکل جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ مٹ جائے گا۔ اور جو اس سے چمٹا رہے گا، وہ حق کے ساتھ رہے گا۔ اس پرچم کی طرف راہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات کہنے میں جلد بازی نہیں کرتا اور (پوری طرح غور کرنے کیلئے اپنے اقدام میں تاخیر کرتا ہے اور جب کسی امر کو لے کر کھڑا ہو جائے تو پھر تیز گام ہے۔ جب تم اسکے سامنے گردنیں خم کردو گے اور (اسکی عظمت و جلال کے پیش نظر) اسکی طرف انگلیوں کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَسٰی اَنْ تَزِلَّ اِحْدٰی قَائِمَتَیْهِ، وَ تَثْبُتَ الْاُخْرٰی وَ تَرْجِعَ حَتّٰی تَثْبُتَا جَمِیْعًا۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ کَمَثَلِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ اِذَا خَوٰی نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ، فَکَاَنَّکُمْ قَدْ تَکَامَلَتْ مِنَ اللّٰهِ فِیْکُمُ الصَّنَآئِعُ، وَ اَرَاکُمْ مَا کُنْتُمْ تَاْمُلُوْنَ۔

اشارے کرنے لگو گے تو اُسے موت آجائے گی اور اُسے لے جائے گی۔ اور پھر جبتک اللہ چاہے، تم (انتظار میں) ٹھہرے رہو گے۔ یہانتک کہ اللہ اس شخص کو ظاہر کرے جو تمھیں ایک جگہ پر جمع کرے اور تمھاری شیرازہ بندی کرے۔ جو کچھ ہونیوالا نہیں ہے اُسکا لالچ نہ کرو۔ اور بہت ممکن کہ برگشتہ صورت حال کا ایک قدم اکھڑ گیا ہو، اور دوسرا قدم جما ہوا ہو۔ اور پھر کوئی ایسی صورت ہو کہ دونوں قدم جم ہی جائیں ——— تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ آل محمدؐ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں۔ جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے گویا تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہو گئی ہیں اور جسکی تم آس لگائے بیٹھے تھے، وہ اللہ نے تمھیں دکھا دیا ہے۔

لہ مطلب یہ ہے کہ اگر سر دست تمھارے توقعات پورے نہیں ہو رہے ہیں تو مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ صورت حال میں تبدیلی ہو اور اصلاح میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دور ہو جائیں اور معاملات تمھارے حسب دلخواہ طے پا جائیں ۱۲۔

خطبہ (۹۹)

وَ مِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ اُخْرٰی

حضرت علیہ السلام کے ایک خطبہ کا دوسرا حصہ۔

اَلْاَوَّلُ قَبْلَ کُلِّ اَوَّلٍ۔ وَالْاٰخِرُ بَعْدَ کُلِّ اٰخِرٍ۔ بِاَوَّلِیَّتِهٖ وَجَبَ اَنْ لَا اَوَّلَ لَهٗ۔ وَ بِاٰخِرِیَّتِهٖ وَجَبَ اَنْ لَا اٰخِرَ لَهٗ۔ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً یُّوَافِقُ فِیْهَا السِّرُّ الْاِعْلَانَ وَ الْقَلْبُ اللِّسَانَ۔

وہ ہر اوّل سے پہلے اوّل ہے اور ہر آخر کے بعد آخر ہے۔ اس کی اوّلیت کے سبب سے واجب ہے کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہو۔ اور اس کے آخر ہونے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کے بعد کوئی نہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ایسی گواہی جس میں ظاہر و باطن یکساں، اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

اَیُّهَا النَّاسُ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیْ وَلَا یَسْتَهْوِیَنَّکُمْ عِصْیَانِیْ، وَلَا تَتَرَامَوْا بِالْاَبْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمَعُوْنَهٗ

اَے لوگو! تم میری مخالفت کے جرم میں مبتلا نہ ہو اور میری نافرمانی کر کے حیران و پریشان نہ ہو۔ میری باتیں سنتے وقت تو ایک دوسرے کی طرف آنکھوں کے اشارے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنِّیْ۔ نَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ
النَّسَمَةَ اِنَّ الَّذِیْ اُنَبِّئُکُمْ بِهٖ عَنِ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ
وَسَلَّمَ۔ مَا کَذَبَ الْمُبَلِّغُ وَلَا جَهِلَ
السَّامِعُ۔ وَ لَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی ضَلِیْلٍ
قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ، وَ فَحَصَ بِرَایَاتِهٖ
فِیْ ضَوَاحِیْ کُوْفَانَ۔ فَاِذَا فَغَرَتْ
فَاغِرَتُهٗ، وَاشْتَدَّتْ شَکِیْمَتُهٗ وَ
تَقَلَّصَتْ فِی الْاَرْضِ وَطْاَتُهٗ عَضَّتِ
الْفِتْنَةُ اَبْنَاءَهَا بِاَنْیَابِهَا، وَ مَاجَتِ
الْحَرْبُ بِاَمْوَاجِهَا۔ وَ بَدَا مِنَ الْاَیَّامِ
کُلُوْحُهَا، وَ مِنَ اللَّیَالِیْ کُدُوْحُهَا۔ فَاِذَا
اَیْنَعَ زَرْعُهٗ، وَ قَامَ عَلٰی یَنْعِهٖ۔ وَهَدَرَتْ
شَقَاشِقُهٗ، وَ بَرَقَتْ بَوَارِقُهٗ، عُقِدَتْ
رَایَاتُ الْفِتَنِ الْمُضِلَّةِ وَ اَقْبَلْنَ کَاللَّیْلِ
الْمُظْلِمِ، وَ الْبَحْرِ الْمُلْتَطِمِ۔ هٰذَا وَ کَمْ
یَخْرُجُ الْکُوْفَةَ مِنْ قَاصِفٍ، وَ یَمُرُّ
عَلَیْهَا مِنْ عَاصِفٍ، وَ عَنْ قَلِیْلٍ تَلْتَفُّ
الْعُرُوْنَ بِالْقُرُوْنِ، وَ یُحْصَدُ الْقَائِمُ
وَ یُحْطَمُ الْمَحْصُوْدُ۔

نہ کرو۔ اُس ذات کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور
ذی روح کو پیدا کیا ہے۔ میں جو خبر تمہیں دیتا ہوں، وہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پہونچی ہوئی ہے۔ نہ خبر
دینے والے (رسولؐ) نے جھوٹ کہا، نہ سُننے والا جاہل تھا
(لوگو!) میں ایک سخت گمراہیوں میں پڑے ہوئے شخص
کو گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ شام میں کھڑا
ہوا للکار رہا ہے اور اُس نے اپنے جھنڈے کوفہ کے آس
پاس کھلے میدانوں میں گاڑ دیے ہیں۔ چنانچہ جب اس کا مُنھ
(پھاڑ کھانے کو) کھُل گیا اور اسکی لگام (دہانہ مضبوط
ہوگیا اور زمین میں اسکی پالیاں سخت سے سخت ہوگئیں
تو فتنوں نے اپنے دانتوں سے دُنیا والوں کو کاٹنا شروع
کردیا اور جنگ کا دریا تھپیڑے مارنے لگا اور دونوں کی
سختی سامنے آگئی اور راتوں کی تکلیف شدت اختیار
کرگئی۔ بس ادھر اسکی کھیتی پکنے ہوئی اور فصل تیار ہوئی
اور اس کی سرمستیاں جوش دکھانے لگیں اور تلواریں
چمکنے لگیں ادھر سخت فتنہ و شر کے جھنڈے گڑ گئے
اور اندھیری رات اور متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھ آئے
اس کے علاوہ اور کتنے ہی تیز جھکڑ کوفہ کو اکھیڑ ڈالیں گے
اور کتنی ہی سخت آندھیاں اس پر آئیں گی۔ اور عنقریب
جماعتیں جماعتوں سے گتھ جائیں گی اور کھڑی کھیتیوں کو
کاٹ دیا جائے گا۔ اور کٹے ہوئے حاصلوں کو توڑ پھوڑ دیا جائے گا۔

لہ اس سے بعض نے معاویہ اور بعض نے عبدالملک ابن مروان مُراد لیا ہے ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۰۰)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ يَجْرِيْ مَجْرَى الْخُطْبَةِ

حضرت علیہ السلام کا ایک کلام جو قائم مقام خطبہ کے ہے۔

وَذٰلِكَ يَوْمٌ يَجْمَعُ اللّٰهُ فِيْهِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ لِنِقَاشِ الْحِسَابِ وَجَزَآءِ الْاَعْمَالِ، خُضُوْعًا قِيَامًا قَدْ اَلْجَمَهُمُ الْعَرَقُ، وَرَجَفَتْ بِهِمُ الْاَرْضُ. فَاَحْسَنُهُمْ حَالًا مَنْ وَجَدَ لِقَدَمَيْهِ مَوْضِعًا وَلِنَفَسِهٖ مُتَّسَعًا۔

وہ ایسا دن ہوگا کہ اللہ حساب کی چھان بین اور عملوں کی جزا کیلئے سب اگلے پچھلوں کو جمع کرے گا۔ وہ خضوع کی حالت میں اس کے سامنے کھڑے ہوں گے پسینہ منہ تک پہونچ کر ان کے منہ میں لگام ڈال دے گا۔ زمین اُن لوگوں سمیت لرزتی اور تھرتھراتی ہوگی۔ اُس وقت سب سے بڑا خوشحال وہ ہوگا جسے اپنے دونوں قدم ٹکانے کی جگہ اور سانس لینے کو کھلی فضا مل جائے۔

(مِنْهُ) فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. لَا تَقُوْمُ لَهَا قَآئِمَةٌ، وَلَا تُرَدُّ لَهَا رَايَةٌ، تَاْتِيْكُمْ مَزْمُوْمَةً مَرْحُوْلَةً يَحْفِزُهَا قَآئِدُهَا وَيُجْهِدُهَا رَاكِبُهَا۔ اَهْلُهَا قَوْمٌ شَدِيْدٌ كَلَبُهُمْ قَلِيْلٌ سَلَبُهُمْ يُجَاهِدُهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَوْمٌ اَذِلَّةٌ عِنْدَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ، فِي الْاَرْضِ مَجْهُوْلُوْنَ، وَفِي السَّمَآءِ مَعْرُوْفُوْنَ فَوَيْلٌ لَكِ يَا بَصْرَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ مِنْ جَيْشٍ مِنْ نِقَمِ اللّٰهِ لَا رَهَجَ لَهٗ وَلَا حِسَّ وَسَيُبْتَلٰٓى اَهْلُكِ بِالْمَوْتِ الْاَحْمَرِ وَالْجُوْعِ الْاَغْبَرِ۔

اسی خطبے کا ایک جز یہ ہے:۔ وہ ایسے فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ اُن کے مقابلے کیلئے (گھوڑوں کے) پیر جم نہ سکیں گے اور نہ اُن کے جھنڈے پلٹائے جا سکیں گے۔ وہ تمہارے پاس اس طرح آئیں گے کہ اُن کی لگامیں چڑھی ہوں گی اور اُن پر پالان کسے ہوں گے ان کا پیشرو انھیں تیزی سے ہنکائے گا اور سوار ہونے والا انھیں بھگا دے گا۔ وہ لوگ اس قوم سے ہیں جن کے حملے سخت ہوتے ہیں اور لوٹ کھسوٹ کم ان سے وہ قوم فی سبیل اللہ جہاد کرے گی جو متکبروں کے نزدیک پست اور ذلیل، زمین میں گمنام، اور آسمان میں جانی پہچانی ہوئی ہوگی اے بصرہ! تیری حالت پر افسوس ہے کہ جب تجھ پر اللہ کے عذاب کے لشکر ٹوٹ پڑیں گے جس میں نہ غبار اُٹھے گا اور نہ شور و غوغا ہوگا۔ اور تیرے بسنے والے قتل اور سخت بھوک میں مبتلا ہوں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۰۱)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اُنْظُرُوْا اِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الزَّاهِدِيْنَ فِيْهَا، الصَّادِفِيْنَ عَنْهَا. فَاِنَّهَا وَاللّٰهِ عَمَّا قَلِيْلٍ تُزِيْلُ الثَّاوِيَ السَّاكِنَ، وَتَفْجَعُ الْمُتْرَفَ الْاٰمِنَ لَا يَرْجِعُ مَا تَوَلّٰى مِنْهَا فَاَدْبَرَ. وَلَا يُدْرٰى مَا هُوَ اٰتٍ مِنْهَا فَيُنْتَظَرُ سُرُوْرُهَا مَشُوْبٌ بِالْحُزْنِ. وَجَلَدُ الرِّجَالِ فِيْهَا اِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ. فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ كَثْرَةُ مَا يُعْجِبُكُمْ فِيْهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا.

رَحِمَ اللّٰهُ اَمْرَأً تَفَكَّرَ فَاعْتَبَرَ وَاعْتَبَرَ فَاَبْصَرَ. فَكَاَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الدُّنْيَا عَنْ قَلِيْلٍ لَمْ يَكُنْ، وَكَاَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الْاٰخِرَةِ عَمَّا قَلِيْلٍ لَمْ يَزَلْ. وَكُلُّ مَعْدُوْدٍ مُنْقَضٍ، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ اٰتٍ، وَكُلُّ اٰتٍ قَرِيْبٌ دَانٍ.

(مِنْهَا) اَلْعَالِمُ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهُ وَكَفٰى بِالسَّرْءِ جَهْلًا اَنْ لَّا يَعْرِفَ قَدْرَهُ وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لَعَبْدًا وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلٰى

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔

دُنیا کو زہد اختیار کرنے والوں اور اس سے پہلو بچانے والوں کی نظر سے دیکھو۔ خدا کی قسم! وہ جلد ہی اپنے رہنے سہنے والوں کو اپنے سے الگ کردے گی اور امن وخوشحالی میں بسر کرنے والوں کو رنج و اندوہ میں ڈال دے گی۔ اور جو چیز اس میں کی مُنہ موڑ کر پیٹھ پھرالے وہ واپس نہیں آیا کرتی۔ اور آنے والی چیز کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی راہ دیکھی جائے۔ اس کی مسرتیں رنج میں سمو دی گئی ہیں۔ اور جوانمردوں کی ہمت وطاقت اس میں کمزوری وناتوانی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ (دیکھو) دنیا کی خوش کردینے والی چیزوں کی زیادتی تمھیں مغرور نہ بنادے۔ اس لیے کہ جو چیزیں تمھارا ساتھ دیں گی وہ بہت کم ہیں۔

خدا اُس شخص پر رحم کرے جو سوچ بچار سے عبرت اور عبرت سے بصیرت حاصل کرے۔ دنیا کی ساری موجود چیزیں معدوم ہوجائیں گی۔ گویا کہ وہ موجود تھیں ہی نہیں۔ اور آخرت میں پیش آنے والی چیزیں جلد ہی موجود ہوجائیں گی گویا کہ وہ ابھی سے موجود ہیں۔ ہر شمار میں آنے والی چیز ختم ہوجایا کرتی ہے اور جس کی آمد کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَفْسِهٖ جَآئِرًا عَنْ قَصْدِ السَّبِيْلِ ، سَآئِرًا بِغَيْرِ دَلِيْلٍ ۔ اِنْ دُعِيَ اِلٰى حَرْثِ الدُّنْيَا عَمِلَ ، وَاِنْ دُعِيَ اِلٰى حَرْثِ الْاٰخِرَةِ كَسِلَ ، كَاَنَّ مَا عَمِلَ لَهٗ وَاجِبٌ عَلَيْهِ ، وَكَاَنَّ مَا وَنٰى فِيْهِ سَاقِطٌ عَنْهُ ۔

(وَمِنْهَا) وَذٰلِكَ زَمَانٌ لَا يَنْجُوْ فِيْهِ اِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوْمَةٍ اِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ وَاِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ ۔ اُولٰٓئِكَ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى ، وَاَعْلَامُ السُّرٰى ۔ لَيْسُوْا بِالْمَسَايِيْحِ وَلَا الْمَذَايِيْعِ الْبُذُرِ ، اُولٰٓئِكَ يَفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابَ رَحْمَتِهٖ ۔ وَيَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَّآءَ نِقْمَتِهٖ ۔

اَيُّهَا النَّاسُ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَاُ فِيْهِ الْاِسْلَامُ كَمَا يُكْفَاُ الْاِنَآءُ بِمَا فِيْهِ ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعَاذَكُمْ مِنْ اَنْ يَجُوْرَ عَلَيْكُمْ ، وَلَمْ يُعِنْكُمْ مِنْ اَنْ يَبْتَلِيَكُمْ ، وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَآئِلٍ "اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ"

اَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ (كُلُّ

انتظار ہو، اُسے آیا ہی جانو، اور ہر آنے والے کو نزدیک اور پہونچا ہوا سمجھو۔

اس خطبہ کا ایک جزو یہ ہے :۔ عالم وہ ہے جو اپنا مرتبہ شناس ہو۔ اور انسان کی جہالت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ وہ اپنی قدر و منزلت نہ پہچانے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسند اللہ کو وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اُس کے نفس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس طرح کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا ہوا اور بغیر رہنما کے چلنے والا ہے۔ اگر اُسے دنیا کی کھیتی (بونے) کے لئے بلایا جاتا ہے، تو سرگرمی دکھاتا ہے۔ اور آخرت کی کھیتی (بونے) کیلئے کہا جاتا ہے، تو کاہلی کرنے لگتا ہے۔ گویا جس چیز کے لئے اُس نے سرگرمی دکھائی ہے وہ تو ضروری تھی، اور جس میں سستی و کوتاہی کی ہے، وہ اس سے ساقط ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے :۔ وہ زمانہ ایسا ہوگا، کہ جس میں وہ خوابیدہ مومن ہی بچ کر نکل سکے گا کہ جو سامنے آنے پر جانا پہچانا نہ جائے، اور نگاہ سے اوجھل ہونے پر اُسے ڈھونڈھا نہ جائے۔ یہی لوگ تو ہدایت کے چراغ اور شب پیمائیوں میں روشن نشان ہیں۔ نہ وہ اِدھر اُدھر کا کچھ لگاتے پھرتے ہیں، نہ لوگوں کی بُرائیاں اُچھالتے ہیں اور نہ ان کے راز فاش کرتے ہیں۔ اللہ انھیں لوگوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُؤْمِنٍ نُوْمَةٍ) فَاِنَّمَا اَرَادَ بِهِ الْخَامِلَ الذِّكْرِ الْقَلِيْلَ الشَّرِّ۔ وَ السَّمَاسِيْمُ جَمْعُ مِسْمَاسٍ وَهُوَ الَّذِيْ يَسِيْمُ بَيْنَ النَّاسِ بِالْفَسَادِ وَ النَّمَّائِمِ۔ وَ الْمَذَايِيْعُ جَمْعُ مِذْيَاعٍ وَهُوَ الَّذِيْ اِذَا سَمِعَ لِغَيْرِهٖ بِفَاحِشَةٍ اَذَاعَهَا وَ نَوَّهَ بِهَا۔ وَ الْبُذُرُ جَمْعُ بَذُوْرٍ: وَهُوَ الَّذِيْ يَكْثُرُ سَقَطُهٗ وَ يَلْغُوْ مَنْطِقُهٗ۔

کے لئے رحمت کے دروازے کھولے گا، اور اُن سے اپنے عذاب کی سختیاں دُور رکھے گا۔

اے لوگو! وہ زمانہ تمہارے سامنے آنے والا ہے کہ جس میں اسلام کو اس طرح اوندھا کر دیا جائے گا جس طرح برتن کو (اُن چیزوں سمیت جو اُس میں ہوں) اُلٹ دیا جائے۔ اے لوگو! اللہ نے تمہیں اس امر سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ تم پر ظلم کرے۔ مگر اس سے پناہ نہیں کہ وہ تمہیں آزمائش میں ڈالے۔ اُس بزرگ و برتر کہنے والے کا ارشاد ہے "اس میں (ہماری) بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم تو بس ان کا امتحان لیا کرتے ہیں"

سید رضی فرماتے ہیں:۔ حضرتؑ کے ارشاد "ہر خوابیدہ مومن" میں خوابیدہ سے مُراد وہ شخص ہے کہ جو گمنام اور بے شر ہو۔ اور مَسَايِيْمُ مِسْمَاسٌ کی جمع ہے اور مِسْمَاسٌ اُس شخص کو کہتے ہیں کہ جو لوگوں میں فتنہ و شر پھیلاتا رہے اور لگائی بجھائی کرتا رہے۔ اور مَذَايِيْعُ مِذْيَاعٌ کی جمع ہے۔ اور مِذْيَاعٌ اُسے کہتے ہیں کہ جو کسی کی بُرائی سُنے تو اُسے اُچھالے اور علانیہ بیان کرے۔ اور بُذُرٌ بَذُوْرٌ کی جمع ہے اور بذور اُسے کہتے ہیں کہ جو احمق اور اوّل فوّل بکنے والا ہو۔

خطبہ (۱۰۲)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ تَقَدَّمَ مُخْتَارُهَا بِخِلَافِ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ۔

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔ ایک دوسری روایت کی بنا پر یہ خطبہ پہلے درج ہو چکا ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْعَرَبِ يَقْرَءُ

جب اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا، تو عربوں میں نہ کوئی (آسمانی) کتاب کا پڑھنے والا تھا، اور نہ کوئی نبوت و وحی کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كِتَابًا، وَلَا يَدَّعِي نُبُوَّةً وَلَا وَحْيًا۔ فَقَاتَلَ بِمَنْ أَطَاعَهُ مَنْ عَصَاهُ۔ يَسُوقُهُمْ إِلَى مَنَجَاتِهِمْ، وَيُبَادِرُ بِهِمُ السَّاعَةَ أَنْ تَنْزِلَ بِهِمْ۔ يَحْسِرُ الْحَسِيرُ وَيَقِفُ الْكَسِيرُ فَيُقِيمُ عَلَيْهِ حَتَّى يُلْحِقَهُ غَايَتَهُ إِلَّا هَالِكًا لَا خَيْرَ فِيهِ۔ حَتَّى أَرَاهُمْ مَنَجَاتَهُمْ، وَبَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ فَاسْتَدَارَتْ رَحَاهُمْ وَاسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ۔ وَايْمُ اللهِ لَقَدْ كُنْتُ مِنْ سَاقَتِهَا حَتَّى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا، وَاسْتَوْسَقَتْ فِي قِيَادِهَا، مَا ضَعُفْتُ وَلَا جَبُنْتُ، وَلَا خُنْتُ وَلَا وَهَنْتُ۔ وَايْمُ اللهِ لَأَبْقُرَنَّ الْبَاطِلَ حَتَّى أُخْرِجَ الْحَقَّ مِنْ خَاصِرَتِهِ۔

دعویدار۔ آپ نے اطاعت کرنے والوں کو لے کر اپنے مخالفوں سے جنگ کی۔ درانحالیکہ آپ اُن لوگوں کو نجات کی طرف لئے جا رہے تھے اور قبل اس کے کہ موت ان لوگوں پر آ پڑے، ان کی ہدایت کے لئے بڑھ رہے تھے، جب کوئی تھکا ماندہ رُک جاتا تھا اور خستہ و درماندہ ٹھہر جاتا تھا تو آپ اُس کے (سر پر) کھڑے ہو جاتے تھے اور اسے اس کی منزل مقصود تک پہونچا دیتے تھے یہ اور بات ہے کہ کوئی ایسا تباہ حال ہو جس میں ذرہ بھر بھلائی ہی نہ ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے انھیں نجات کی منزل دکھا دی، اور انھیں اُن کے مرتبہ پر پہونچا دیا۔ چنانچہ ان کی چکّی گھومنے لگی، انکے نیزے کا خم جاتا رہا۔ خدا کی قسم! میں بھی انھیں ہنکانے والوں میں تھا۔ یہاں تک کہ وہ پوری طرح پسپا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دیے گئے۔ اس دوران میں نہ میں عاجز ہوا نہ بزدلی دکھائی، نہ کسی قسم کی خیانت کی، اور نہ مجھ میں کمزوری آئی۔ خدا کی قسم! میں (اب بھی) باطل کو چیر کر حق کو اُس کے پہلو سے نکال لوں گا۔

خطبہ (۱۰۳)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حَتَّى بَعَثَ اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَهِيدًا وَّ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ

آخر اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا درآنحالیکہ وہ گواہی دینے والے،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا: خَيْرُ الْبَرِيَّةِ طِفْلًا، وَأَنْجَبُهَا كَهْلًا وَأَطْهَرُ الْمُطَهَّرِيْنَ شِيْمَةً، وَأَجْوَدُ الْمُسْتَمْطَرِيْنَ دِيْمَةً. فَمَا احْلَوْلَتْ لَكُمُ الدُّنْيَا فِيْ لَذَّاتِهَا وَلَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ رَضَاعِ أَخْلَافِهَا، إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَ فَمُوْهَا جَانِحًا خِطَامُهَا، قَلِقًا وَضِيْنُهَا. قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ مِيْزَلَةَ السِّدْرِ الْمَخْضُوْدِ وَحَلَالُهَا بَعِيْدًا غَيْرَ مَوْجُوْدٍ. وَصَادَ فَمُوْهَا وَاللّٰهِ ظِلًّا مُمْتَدًّا إِلَى أَجَلٍ مَعْدُوْدٍ. فَالْأَرْضُ لَكُمْ شَاغِرَةٌ، وَأَيْدِيْكُمْ فِيْهَا مَبْسُوْطَةٌ، وَأَيْدِي الْقَادَةِ عَنْكُمْ مَكْفُوْفَةٌ، وَسُيُوْفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ، وَسُيُوْفُهُمْ عَنْكُمْ مَقْبُوْضَةٌ. أَلَا إِنَّ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِرًا وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِبًا. وَإِنَّ الثَّائِرَ فِيْ دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِيْ حَقِّ نَفْسِهٖ. وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا يُعْجِزُهٗ مَنْ طَلَبَ وَلَا يَفُوْتُهٗ مَنْ هَرَبَ فَأَقْسِمْ بِاللّٰهِ يَا بَنِيْ أُمَيَّةَ عَمَّا قَلِيْلٍ لِتَعْرِفُنَّهَا فِيْ أَيْدِيْ غَيْرِكُمْ وَفِيْ دَارِ عَدُوِّكُمْ. أَلَا وَإِنَّ أَبْصَرَ الْأَبْصَارِ مَا نَفَذَ فِي الْخَيْرِ

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے جو بچپنے میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف کائنات تھے اور پاک لوگوں میں خوخصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر اور جود و سخا میں ابر صفت برسارے جانے والوں میں سب سے زائد لگاتار برسنے والے تھے۔ دنیا اپنی لذتوں میں اُس وقت تمہارے لئے شیریں و خوشگوار ہوئی اور اُس وقت تم اُس کے تھنوں سے دودھ پینے پر قادر ہوئے کہ جب کہ اس کے پہلے اس کی مہاریں جھول رہی تھیں اور اس کا تنگ (ڈھیلا ہو کر) ہل رہا تھا (یعنی اس کا کوئی سوار اور دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا جو اس کی باگیں اُٹھاتا اور اس کا تنگ کستا) کچھ قوموں کے لئے تو حرام اس بیری کے مانند (خوشگوار اور مزے دار) ہو گیا تھا، جس کی شاخیں پھلوں کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں۔ اور حلال اُن کے لئے (کوسوں) دُور اور نایاب تھا۔ خدا کی قسم! یہ دُنیا لمبی چھاؤں کی صورت میں ایک مقررہ وقت تک تمہارے پاس ہے مگر اس وقت تو زمین بغیر روک ٹوک کے تمہارے قبضے میں ہے تمہارے ہاتھ اس میں کھلے ہوئے ہیں اور پیشواؤں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تمہاری تلواریں ان پر مسلط ہیں اور ان کی تلواریں رُوکی جا چکی ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر خون کا کوئی قصاص لینے والا اور ہر حق کا کوئی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

طَرَفُهُ۔ اَلَا اِنَّ اَسْمَعَ الْاَسْمَاعِ مَاوَعَى التَّذْكِيْرَ وَقَبِلَهُ۔

اَيُّهَا النَّاسُ اسْتَصْبِحُوْا مِنْ شُعْلَةِ مِصْبَاحٍ وَاعِظٍ مُتَّعِظٍ۔ وَامْتَاحُوْا مِنْ صَفْوِ عَيْنٍ قَدْ رُوِّقَتْ مِنَ الْكَدَرِ۔

عِبَادَ اللّٰهِ لَا تَرْكَنُوْا اِلٰى جِهَالَتِكُمْ وَلَا تَنْقَادُوْا لِاَهْوَآئِكُمْ، فَاِنَّ النَّازِلَ بِهٰذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ، يَنْقُلُ الرَّدٰى عَلٰى ظَهْرِهٖ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى مَوْضِعٍ لِرَأْيٍ يُحْدِثُهٗ بَعْدَ رَأْيٍ، يُرِيْدُ اَنْ يُلْصِقَ مَالَا يَلْتَصِقُ وَيُقَرِّبَ مَالَا يَتَقَارَبُ۔ فَاللّٰهَ اَنْ تَشْكُوْا اِلٰى مَنْ لَا يُشْكٰى شَجْوُكُمْ، وَلَا يَنْقُضُ بِرَأْيِهٖ مَاقَدْ اُبْرِمَ لَكُمْ۔ اِنَّهٗ لَيْسَ عَلَى الْاِمَامِ اِلَّا مَا حُمِّلَ مِنْ اَمْرِ رَبِّهٖ الْاِبْلَاغُ فِي الْمَوْعِظَةِ، وَالْاِجْتِهَادُ فِي النَّصِيْحَةِ، وَالْاِحْيَآءُ لِلسُّنَّةِ، وَاِقَامَةُ الْحُدُوْدِ عَلٰى مُسْتَحِقِّيْهَا، وَاِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلٰى اَهْلِهَا۔ فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيْحِ

طلب کرنے والا بھی ہوتا ہے اور ہمارے خون کا قصاص لینے والا اُس حاکم کے مانند ہے جو اپنے ہی حق کے بارے میں فیصلہ کرے اور وہ اللہ ہے کہ جسے وہ تلاش کرے وہ اُسے بے بس نہیں بنا سکتا اور جو بھاگنے کی کوشش کرے وہ اُس کے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ اے بنی اُمیہ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جلد ہی تم اپنی (دنیا اور اُسکی) ثروتوں کو دوسروں کے ہاتھوں اور دشمنوں کے گھروں میں دیکھو گے۔ سب آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی وہ آنکھ ہے، جس کی نظر نیکیوں میں اُتر جائے۔ اور سب کانوں سے بڑھ کر سننے والا وہ کان ہے کہ جو نصیحت کی باتیں سُنے اور اُنھیں قبول کرے۔

اے لوگو! واعظِ باعمل کے چراغِ ہدایت کی لَو سے اپنے چراغ روشن کر لو اور اس صاف وشفاف چشمہ سے پانی بھر لو، جو (شبہات کی) آمیزشوں اور کدورتوں سے نتھر چکا ہے۔

اے اللہ کے بندو! اپنی جہالتوں کی طرف نہ مُڑو اور نہ اپنی خواہشوں کے تابع ہو جاؤ۔ اس لئے کہ خواہشوں کی منزل میں اُترنے والا ایسا ہے جیسے کوئی سیلاب زدہ دیوار کے کنارے پر کھڑا ہو کہ جو گرا چاہتی ہو۔ وہ ہلاکتوں کا پلندہ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے کبھی اس کندھے پر رکھتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَبْتِهٖ، وَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُشْغَلُوْا بِاَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَشَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهٖ۔ وَ اَنْهَوْ عَنِّيْ كُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تَنَاهَوْا عَنْهُ، فَاِنَّمَا اُمِرْتُمْ بِالنَّهْيِ بَعْدَ التَّنَاهِيْ۔

کبھی اُس کندھے پر۔ اپنی اُن رایوں کی صورت میں جنھیں وہ بدلتا رہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس پر (کوئی دلیل) چسپاں کرے مگر جو چپکنے والی نہیں ہوتی اور اسے (ذہنوں سے) قریب کرنا چاہتا ہے، جو قریب ہونے کے قابل نہیں۔

اللہ سے ڈرو کہ تم اپنی شکایتیں اُس شخص کے سامنے لے کر بیٹھ جاؤ کہ جو (تمھاری خواہشوں کے مطابق) تمھارے شکوؤں کے قلق کو دُور نہیں کرے گا۔ اور نہ شریعت کے محکم و مضبوط احکام کو توڑے گا۔ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اُسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اُسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں اُن تک پہونچائے، سمجھانے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے، سُنّت کو زندہ رکھے، اور جن پر حد لگنا ہے اُن پر حد جاری کرے اور (غضب کئے ہوئے) حصّوں کو اُن کے اصلی وارثوں تک پہونچائے۔ تمھیں چاہیے کہ علم کی طرف بڑھو۔ قبل اس کے کہ اس کا (ہرا بھرا) سبزہ خشک ہو جائے اور قبل اس کے کہ اہل علم سے علم سیکھنے میں اپنے ہی نفس کی مصروفیتیں حائل ہو جائیں۔ دوسروں کو بُرائیوں سے رُوکو اور خود بھی رُکے رہو اس لئے کہ تمھیں بُرائیوں سے رُکنے کا پہلے حکم ہے، اور دوسروں کو رُوکنے کا بعد میں ہے۔

خطبہ (۱۰۴)

وَ مِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ فَسَهَّلَ شَرَائِعَهٗ لِمَنْ وَرَدَهٗ، وَ اَعَزَّ اَرْكَانَهٗ عَلٰى مَنْ غَالَبَهٗ، فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِمَنْ عَلِقَهٗ، وَ سِلْمًا لِمَنْ دَخَلَهٗ، وَ بُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهٖ، وَ شَاهِدًا لِمَنْ خَاصَمَ بِهٖ، وَ نُوْرًا لِمَنِ اسْتَضَاءَ بِهٖ، وَ فَهْمًا لِمَنْ عَقَلَ

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔

تمام حمد اُس اللہ کے لئے ہے کہ جس نے شریعت اسلام کو جاری کیا اور اُس (کے سرچشمۂ) ہدایت پر اُترنے والوں کے لئے اس کے قوانین کو آسان کیا اور اُس کے ارکان کو حریف کے مقابلے میں غلبہ و سرفرازی دی۔ چنانچہ جو اُس سے وابستہ ہو اُس کے لئے امن، جو اس میں داخل ہو اُس کے لئے صلح و آشتی، جو اس کی بات کرے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلُبًّا لِمَنْ تَدَبَّرَ، وَ اٰيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ، وَ تَبْصِرَةً لِمَنْ عَزَمَ، وَعِبْرَةً لِمَنِ اتَّعَظَ: وَ نَجَاةً لِمَنْ صَدَّقَ، وَ ثِقَةً لِمَنْ تَوَكَّلَ، وَ رَاحَةً لِمَنْ فَوَّضَ، وَ جُنَّةً لِمَنْ صَبَرَ۔ فَهُوَ اَبْلَجُ الْمَنَاهِجِ وَاَوْضَحُ الْوَلَائِجِ، مُشْرِفُ الْمَنَارِ، مُشْرِقُ الْجَوَادِّ، مُضِيْءُ الْمَصَابِيْحِ كَرِيْمُ الْمَضْمَارِ، رَفِيْعُ الْغَايَةِ، جَامِعُ الْحَلْبَةِ، مُتَنَافَسُ السُّبْقَةِ شَرِيْفُ الْفُرْسَانِ۔ اَلتَّصْدِيْقُ مِنْهَاجُهٗ، وَالصَّالِحَاتُ مَنَارُهٗ، وَالْمَوْتُ غَايَتُهٗ، وَالدُّنْيَا مِضْمَارُهٗ، وَ الْقِيَامَةُ حَلْبَتُهٗ، وَ الْجَنَّةُ سُبْقَتُهٗ۔

مِنْهَا فِيْ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حَتّٰى اَوْرٰى قَبَسَ الْقَابِسِ، وَاَنَارَ عَلَمَ الْحَابِسِ، فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً۔ وَرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً۔ اَللّٰهُمَّ افْسِحْ لَهٗ مَفْسَحًا مِنْ عَدْلِكَ، وَاجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ

اُس کے لئے دلیل، جو اس کی مدد لے کر مقابلہ کرے اُس کے لئے اسے گواہ قرار دیا ہے، اور اس سے کسبِ ضیا کرنے والے کے لئے نور، سمجھنے بوجھنے اور سوچ بچار کرنے والے کے لئے فہم و دانش، غور کرنے والے کے لئے (روشن) نشانی، ارادہ کرنے والے کے لئے بصیرت، نصیحت قبول کرنے والے کے لئے عبرت، تصدیق کرنے والے کے لئے نجات، بھروسا کرنے والے کے لئے اطمینان، ہر چیز اُسے سونپ دینے والے کے لئے راحت، صبر کرنے والے کے لئے سپر بنایا ہے۔ وہ تمام سیدھی راہوں میں زیادہ روشن اور تمام عقیدوں میں زیادہ واضح ہے۔ اس کے مینار بلند، راہیں درخشاں، اور چراغ روشن ہیں۔ اس کا میدانِ (عمل) باوقار اور مقصد و غایت بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے۔ اس کی طرف بڑھنا مطلوب و پسندیدہ ہے۔ اس کے شاہسوار عزت والے، اور اس کا راستہ (اللہ تعالےٰ و رسولؐ کی) تصدیق ہے، اور اچھے اعمال (راستے کے) نشانات ہیں۔ دُنیا گھوڑ دوڑ کا میدان اور موت پہونچنے کی حد اور قیامت گھوڑوں کے جمع ہونے کی جگہ، اور جنت بڑھنے کا انعام ہے۔

اسی خطبہ کا یہ جزو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَضْلِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اَعْلِ عَلٰى بِنَاءِ
الْبَانِيْنَ بِنَاءَهٗ۔ وَ اَكْرِمْ لَدَيْكَ
نُزُلَهٗ، وَ شَرِّفْ لَدَيْكَ مَنْزِلَتَهٗ۔
وَ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَ اَعْطِهِ السَّنَاءَ
وَ الْفَضِيْلَةَ، وَ احْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ
غَيْرَ خَزَايَا وَ لَا نَادِمِيْنَ، وَ لَا نَاكِبِيْنَ
وَ لَا نَاكِثِيْنَ، وَ لَا ضَالِّيْنَ، وَ لَا
مُضِلِّيْنَ، وَ لَا مَفْتُوْنِيْنَ (وَ قَدْ
مَضٰى هٰذَا الْكَلَامُ فِيْمَا تَقَدَّمَ اِلَّا
اَنَّا كَرَّرْنَاهُ هٰهُنَا لِمَا فِي الرِّوَايَتَيْنِ
مِنَ الْاِخْتِلَافِ)

مِنْهَا فِيْ خِطَابِ اَصْحَابِهٖ۔

وَ قَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ اللّٰهِ
لَكُمْ مَنْزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا اِمَاؤُكُمْ،
وَ تُوْصَلُ بِهَا جِيْرَانُكُمْ، وَ يُعَظِّمُكُمْ
مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ وَ لَا يَدَ لَكُمْ
عِنْدَهٗ وَ يَهَابُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ
سَطْوَةً وَ لَا لَكُمْ عَلَيْهِ اِمْرَةٌ۔ وَ قَدْ
تَرَوْنَ عُهُوْدَ اللّٰهِ مَنْقُوْضَةً فَلَا
تَغْضَبُوْنَ، وَ اَنْتُمْ لِنَقْضِ ذِمَمِ
اٰبَائِكُمْ تَأْنَفُوْنَ۔ وَ كَانَتْ اُمُوْرُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ تَرِدُ وَ عَنْكُمْ تَصْدُرُ وَ اِلَيْكُمْ
تَرْجِعُ۔ فَمَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ

وسلم کے متعلق ہے۔

یہاں تک کہ آپ نے روشنی ڈھونڈھنے والے کے لئے شعلے بھڑکائے اور (راستہ کھوکر) سواری کے رُوکنے والے کے لئے نشانات روشن کئے۔

(اے اللہ!) وہ تیرے بھروسے کا امین، اور قیامت کے دن تیرا (ٹھہرایا ہوا) گواہ ہے وہ تیرا نبی مرسل و رسول برحق ہے۔ جو (دنیا کے لئے) نعمت و رحمت ہے۔ (خدایا) تو انھیں اپنے عدل و انصاف سے ان کا حصہ عطا کر اور اپنے فضل سے انھیں دُہرے حسنات اجر میں دے (اے اللہ!) ان کی عمارت کو تمام معماروں کی عمارتوں پر فوقیت عطا کر اور اپنے پاس اُن کی عزت و آبرو سے مہمانی کر اور اُن کے مرتبہ کو بلندی و شرف بخش اور انھیں بلند درجہ دے اور رفعت و فضیلت عطا کر۔ اور ہمیں ان کی جماعت میں اس طرح محشور کر کہ نہ ہم ذلیل و رسوا ہوں نہ نادم و پریشان، نہ حق سے روگردان، نہ عہد شکن، نہ گمراہ کنندہ گمراہ کن اور نہ فریب خوردہ۔

سید رضی کہتے ہیں:۔

یہ کلام اگرچہ پہلے گزر چکا ہے مگر ہم نے پھر اعادہ کیا ہے چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ اختلاف ہے،

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ جس میں اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا ہے:۔

تم اپنے اللہ کے لطف و کرم کی بدولت ایسے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَلْقَيْتُمُ اِلَيْهِمْ اَزِمَّتَكُمْ وَاَسْلَسْتُمْ اُمُوْرَ اللّٰهِ فِيْ اَيْدِيْهِمْ يَعْمَلُوْنَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَيَسِيْرُوْنَ فِي الشَّهَوَاتِ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ فَرَّقُوْكُمْ تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ لَجَمَعَكُمُ اللّٰهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهُمْ۔

مرتبہ پر پہونچ گئے کہ تمہاری کنیزیں بھی محترم سمجھی جانے لگیں۔ اور تمہارے ہمسایوں سے بھی اچھا برتاؤ کیا جانے لگا۔ اور وہ لوگ بھی تمہاری تعظیم کرنے لگے جن پر تمھیں نہ کوئی فضیلت تھی، نہ تمہارا کوئی ان پر احسان تھا۔ اور وہ لوگ بھی تم سے دہشت کھانے لگے، جنھیں تمہارے حملہ کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اور نہ تمہارا ان پر تسلط تھا۔ مگر اس وقت تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ کے عہد توڑے جا رہے ہیں۔ اور تم غیظ میں نہیں آتے۔ حالانکہ اپنے آباؤ اجداد کے قائم کردہ رسم و آئین کے توڑے جانے سے تمہاری رگِ حمیت جنبش میں آجاتی ہے۔ حالانکہ اب تک اللہ کے معاملات تمہارے ہی سامنے پیش ہوتے رہے، اور تمہارے ہی (ذریعہ سے) ان کا حل ہوتا رہا ہے، اور تمہاری ہی طرف ہر پھر کر آتے ہیں۔ لیکن تم نے اپنی جگہ ظالموں کے حوالے کر دی ہے، اور اپنی باگ ڈور انھیں تھما دی ہے، اور اللہ کے معاملات انھیں سونپ دیے ہیں کہ وہ شبہوں پر عمل پیرا اور نفسانی خواہشوں پر گامزن ہیں۔ خدا کی قسم! اگر وہ تمھیں ہر ستارے کے نیچے بکھیر دیں، تو بھی اللہ تمھیں اُس دن (ضرور) جمع کرے گا، جو اُن کے لئے بُرا دن ہوگا۔

خطبہ (۱۰۵)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِ صِفِّيْنَ۔

حضرت علیہ السلام کے ایک کلام کا کچھ حصہ۔ جسے صفین کے بعض دنوں میں ارشاد فرمایا۔

وَقَدْ رَاَيْتُ جَوْلَتَكُمْ وَانْحِيَازَكُمْ عَنْ صُفُوْفِكُمْ، تَحُوْزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ، وَاَعْرَابُ اَهْلِ الشَّامِ، وَاَنْتُمْ لَهَامِيْمُ الْعَرَبِ وَيَافِيْخُ الشَّرَفِ وَالْاَنْفُ الْمُقَدَّمُ وَالسَّنَامُ الْاَعْظَمُ۔ وَلَقَدْ شَفَى وَحَاوِحَ صَدْرِيْ

میں نے تمھیں بھاگتے اور صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا (جبکہ) تمھیں چند کھرے قسم کے اوباشوں اور شام کے بدوؤں نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا حالانکہ تم عرب کے جوانمرد شرف کے راس و رئیس (قوم میں) اونچی ناک والے اور چوٹی کی بلندی والے ہو۔ میرے سینے سے نکلنے والی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَنْ رَأَيْتُكُمْ بِأَخَرَةٍ تَحُوزُونَهُمْ كَمَا حَازُوكُمْ، وَتَزِيلُونَهُمْ عَنْ مَوَاقِفِهِمْ كَمَا أَزَالُوكُمْ. حَسًّا بِالنِّضَالِ، وَشَجْرًا بِالرِّمَاحِ. تَرْكَبُ أُولَاهُمْ أُخْرَاهُمْ، كَالْإِبِلِ الْهِيمِ الْمَطْرُودَةِ تُرْمَى عَنْ حِيَاضِهَا. وَتُذَادُ عَنْ مَوَارِدِهَا۔

کراہنے کی آوازیں اُسی وقت دب سکتی ہیں کہ جب میں دیکھ لوں کہ آخر کار جس طرح اُنھوں نے تمھیں گھیر رکھا ہے، تم نے بھی اُنھیں اپنے نرغہ میں لے لیا ہو۔ اور جس طرح انھوں نے تمھارے قدم اُکھیڑ دیے ہیں، اسی طرح تم نے بھی ان کے قدم ان کی جگہوں سے اُکھیڑ ڈالے ہوں۔ تیروں کی بوچھار سے انھیں قتل کرتے ہوئے اور نیزوں کے ایسے ہاتھ چلاتے ہوئے کہ جس سے ان کی پہلی صفیں دوسری صفوں پر چڑھی جاتی ہوں۔ جیسے ہنکارے ہوئے پیاسے اونٹ کہ جنھیں ان کے نالایوں سے دُور پھینک دیا گیا ہو، اور ان کے گھاٹوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہو۔

خطبہ (۱۰۶)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهِيَ مِنْ خُطَبِ الْمَلَاحِمِ۔

حضرت علیہ السّلام کے ایک خطبہ کا کچھ حصّہ۔ یہ اُن خطبوں میں سے ہے جنمیں زمانہ کے حوادث و فتن کا تذکرہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُتَجَلِّي لِخَلْقِهِ بِخَلْقِهِ وَالظَّاهِرِ لِقُلُوبِهِمْ بِحُجَّتِهِ۔ خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ، إِذْ كَانَتِ الرَّوِيَّاتُ لَا تَلِيقُ إِلَّا بِذَوِي الضَّمَائِرِ وَلَيْسَ بِذِي ضَمِيرٍ فِي نَفْسِهِ. خَرَقَ عِلْمُهُ بَاطِنَ غَيْبِ السُّتُرَاتِ، وَأَحَاطَ بِغُمُوضِ عَقَائِدِ السَّرِيرَاتِ۔ مِنْهَا فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

تمام حمد اُس اللہ کے لیے ہے جو اپنے مخلوقات کی وجہ سے مخلوقات کے سامنے عیاں ہے اور اپنی حجّت و بُرہان کے ذریعہ سے دلوں میں نمایاں ہے۔ اُس نے بغیر سوچ بچار میں پڑے مخلوق کو پیدا کیا اس لیے کہ غور و فکر اس کے مناسب ہوا کرتی ہے جو دل و دماغ (جیسے اعضا) رکھتا ہو۔ اور وہ دل و دماغ کی احتیاج سے بری ہے۔ اس کا علم غیب کے پردوں میں سرایت کیے ہوئے ہے، اور عقیدوں کی گہرائیوں کی تہ تک اُترا ہوا ہے۔

اِخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ

اس خطبہ کا یہ جزو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِشْكَاةِ الضِّيَاءِ، وَذُؤَابَةِ الْعُلْيَاءِ وَسُرَّةِ الْبَطْحَاءِ۔ وَمَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ وَيَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ۔

(وَمِنْهَا) طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ، وَأَحْمَى مَوَاسِمَهُ يَضَعُ ذٰلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ، وَآذَانٍ صُمٍّ، وَأَلْسِنَةٍ بُكْمٍ۔ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ وَمَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ۔ لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ، وَلَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الثَّاقِبَةِ۔ فَهُمْ فِي ذٰلِكَ كَالْأَنْعَامِ السَّائِمَةِ، وَالصُّخُورِ الْقَاسِيَةِ۔ قَدِ انْجَابَتِ السَّرَائِرُ لِأَهْلِ الْبَصَائِرِ۔ وَوَضَحَتْ مَحَجَّةُ الْحَقِّ لِخَابِطِهَا، وَأَسْفَرَتِ السَّاعَةُ عَنْ وَجْهِهَا، وَظَهَرَتِ الْعَلَامَةُ لِمُسْتَوْسِمِهَا۔ مَالِي أَرَاكُمْ أَشْبَاحًا بِلَا أَرْوَاحٍ، وَأَرْوَاحًا بِلَا أَشْبَاحٍ، وَنُسَّاكًا بِلَا صَلَاحٍ، وَتُجَّارًا بِلَا أَرْبَاحٍ۔ وَأَيْقَاظًا نَوْمَى، وَشُهُودًا غُيَّبًا، وَنَاظِرَةً عَمْيَاءَ وَسَامِعَةً صَمَّاءَ وَنَاطِقَةً بَكْمَاءَ رَأَيْتُ ضَلَالَةً قَدْ قَامَتْ عَلَى قُطْبِهَا، وَ

وسلم کے متعلق ہے۔

انھیں انبیا کے شجرہ، روشنی کے مرکز (آل ابراہیمؑ)، بلندی کی جبیں (قریش) بطحا کی ناف (مکّہ)، اور اندھیرے کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں سے منتخب کیا۔

اس خطبہ کا یہ حصّہ بھی رسولؐ ہی سے متعلق ہے۔

وہ ایک طبیب تھے جو اپنی حکمت و طب کو لئے ہوئے چکّر لگا رہا ہو۔ اس نے اپنے مرہم ٹھیک ٹھاک کر لئے ہوں اور داغنے کے آلات تپا لئے ہوں۔ وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں (کے علاج معالجہ) میں جہاں ضرورت ہوتی ہو، ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو، اور دوا لئے غفلت زدہ اور حیرانی و پریشانی کے مارے ہوؤں کی کھوج میں لگا رہتا ہو مگر لوگوں نے نہ تو حکمت کی تنویروں سے ضیا و نور کو حاصل کیا، اور نہ علوم درخشاں کے چقماق کو رگڑ کر نورانی شعلے پیدا کئے۔ وہ اس معاملہ میں چرنے والے حیوانوں اور سخت پتھروں کے مانند ہیں۔ اہل بصیرت کے لئے چھپی ہوئی چیزیں ظاہر ہو گئی ہیں اور بھٹکنے والوں کے لئے حق کی راہ ظاہر ہو گئی اور آنے والی ساعت نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی، اور غور سے دیکھنے والوں کے لئے علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ لیکن تمھیں میں دیکھتا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَفَرَّقَتْ بِشُعَبِهَا، تَكِيلُكُمْ بِصَاعِهَا، وَتَخْبِطُكُمْ بِبَاعِهَا قَائِدُهَا خَارِجٌ مِّنَ الْمِلَّةِ، قَائِمُهُ عَلَى الضَّلَّةِ. فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ مِّنْكُمْ إِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ، أَوْ نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ. تَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الْأَدِيمِ، وَتَدُوسُكُمْ دَوْسَ الْحَصِيدِ، وَتَسْتَخْلِصُ الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِكُمُ اسْتِخْلَاصَ الطَّيْرِ الْحَبَّةَ الْبَطِينَةَ مِنْ بَيْنِ هَزِيلِ الْحَبِّ. أَيْنَ تَذْهَبُ بِكُمُ الْمَذَاهِبُ، وَتَتِيهُ بِكُمُ الْغَيَاهِبُ، وَتَخْدَعُكُمُ الْكَوَاذِبُ. وَمِنْ أَيْنَ تُؤْتَوْنَ وَأَنَّى تُؤْفَكُونَ فَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ، وَلِكُلِّ عَيْبَةٍ إِيَابٌ. فَاسْتَمِعُوا مِنْ رَبَّانِيِّكُمْ، وَأَحْضِرُوا قُلُوبَكُمْ، وَاسْتَيْقِظُوا إِنْ هَتَفَ بِكُمْ. وَلْيُصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ وَلْيَجْمَعْ شَمْلَهُ، وَلْيُحْضِرْ ذِهْنَهُ. فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمُ الْأَمْرَ فَلْقَ الْخَرَزَةِ، وَقَرَفَهُ قَرْفَ الصَّمْغَةِ. فَعِنْدَ ذَلِكَ أَخَذَ الْبَاطِلُ مَآخِذَهُ، وَرَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاكِبَهُ، وَعَظُمَتِ الطَّاغِيَةُ، وَقَلَّتِ الدَّاعِيَةُ، وَصَالَ الدَّهْرُ صِيَالَ السَّبُعِ الْعَقُورِ. وَهَدَرَ فَنِيقُ

ہوں کہ پیکر بے روح اور روح بے قالب بنے ہوئے ہو۔ عابد بنے پھرتے ہو بغیر صلاح و تقوے کے، اور تاجر بنے ہوئے ہو بغیر فائدوں کے۔ بیدار ہو، مگر سُوئے ہو۔ حاضر ہو مگر ایسے جیسے غائب ہوں۔ دیکھنے والے ہو مگر اندھے۔ سُننے والے ہو مگر بہرے۔ بولنے والے ہو مگر گونگے۔ گمراہی کا جھنڈا تو اپنے مرکز پر جم چکا ہے، اور اس کی شاخیں (ہر سو) پھیل گئی ہیں۔ تمھیں (تباہ کرنے کے لئے) اپنے پیمانوں میں تول رہا ہے۔ اور اپنے ہاتھوں سے تمھیں اِدھر اُدھر بھٹکا رہا ہے۔ اس کا پیشرو ملت (اسلام) سے خارج ہے۔ اور گمراہی پر ڈٹا کھڑا ہے۔ اس دن تم میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ مگر کچھ گرے پڑے لوگ جیسے دیگ کی کھرچن، یا تھیلے کے جھاڑنے سے گرے ہوئے ریزے۔ وہ گمراہی تمھیں اس طرح مسل ڈالے گی جس طرح چمڑے کو مسلا جاتا ہے اور اس طرح روندے گی جیسے کٹی ہوئی زراعت کو روندا جاتا ہے اور (مصیبت و ابتلا کے لئے) تم میں سے مومن (کامل) کو اس طرح چُن لے گی جس طرح پرند باریک دانوں میں سے موٹے دانہ کو چن لیتا ہے۔ یہ (غلط) روشیں تمھیں کہاں لئے جا رہی ہیں اور یہ اندھیاریاں تمھیں کن پریشانیوں میں ڈال رہی ہیں اور یہ جھوٹی اُمیدیں تمھیں کاہے کا فریب دے رہی ہیں۔ کہاں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُومٍ۔ وَتَوَاخَى النَّاسُ عَلَى الْفُجُورِ۔ وَتَهَاجَرُوا عَلَى الدِّيْنِ وَتَحَابُّوا عَلَى الْكَذِبِ۔ وَتَبَاغَضُوا عَلَى الصِّدْقِ۔ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَيْظًا، وَالْمَطَرُ قَيْظًا، وَتَفِيضُ اللِّئَامُ فَيْضًا، وَتَغِيضُ الْكِرَامُ غَيْضًا۔ وَكَانَ أَهْلُ ذٰلِكَ الزَّمَانِ ذِئَابًا، وَسَلَاطِينُهُ سِبَاعًا وَأَوْسَاطُهُ أُكَّالًا وَفُقَرَاؤُهُ أَمْوَاتًا۔ وَغَارَ الصِّدْقُ، وَفَاضَ الْكَذِبُ وَاسْتُعْمِلَتِ الْمَوَدَّةُ بِاللِّسَانِ۔ وَتَشَاجَرَ النَّاسُ بِالْقُلُوبِ، وَصَارَ الْفُسُوقُ نَسَبًا، وَالْعَفَافُ عَجَبًا۔ وَلُبِسَ الْإِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوبًا۔

لائے جاتے ہو اور کدھر پلٹائے جاتے ہو؟ ہر میعاد کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور ہر غائب کو پلٹ کر آنا ہے۔ اپنے علم ربانی سے سنو۔ اپنے دلوں کو حاضر کرو۔ اگر تمہیں پکارے، تو جاگ اٹھو۔ قوم کے نمائندہ کو تو اپنی قوم سے سچ ہی بولنا چاہیئے اور اپنی پریشاں خاطری میں یکسوئی پیدا کرنا اور اپنے ذہن کو حاضر رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے حقیقت کو اس طرح واشگاف کر دیا ہے جس طرح (دھاگے میں پروئے جانے والے) مہرہ کو چیر دیا جاتا ہے، اور اس طرح اسے (تہ سے) چھپیل ڈالا ہے جیسے (درخت سے) گوند۔ باوجود اس کے باطل پھر اپنے مرکز پر آ گیا اور جہالت اپنی سواریوں پر چڑھ بیٹھی۔ اس کی طغیانیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور (حق کی) آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے درندے کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اونٹ چپ رہنے کے بعد پھر بلبلانے لگا ہے لوگوں نے فسق و فجور پر آپس میں بھائی چارہ کر لیا ہے اور دین کے سلسلہ میں ان میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے۔ جھوٹ پر تو ایک دوسرے سے یارانہ گانٹھ رکھا ہے، اور سچ کے معاملہ میں باہم کدر رکھتے ہیں۔ (ایسے موقع پر) بیٹا (آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کے بجائے) غیظ و غضب کا سبب ہوگا، اور بارشیں گرمی و تپش کا۔ کمینے پھیل جائیں گے، اور شریف گھٹتے جائیں گے۔ اس زمانہ کے لوگ بھیڑیے ہوں گے، اور حکمراں درندے۔ درمیانی طبقہ کے لوگ کھا پی کر مست رہنے والے اور فقیر و نادار بالکل مردہ۔ سچائی دب جائے گی اور جھوٹ ابھر آئے گا۔ محبت (کی لفظیں) صرف زبانوں پر آئیں گی اور لوگ دلوں میں ایک دوسرے سے کشیدہ رہیں گے۔ نسب کا معیار زنا ہوگا۔ عفت و پاک دامانی نرالی چیز سمجھی جائے گی، اور اسلام کا لبادہ پوستین کی طرح الٹا اوڑھا جائے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ (۱۰۷)

۱۰۷۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

كُلُّ شَيْءٍ خَاشِعٌ لَهُ۔ وَكُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ۔ غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ۔ وَعِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ، وَقُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ، وَمَفْزَعُ كُلِّ مَلْهُوفٍ۔ مَنْ تَكَلَّمَ سَمِعَ نُطْقَهُ، وَمَنْ سَكَتَ عَلِمَ سِرَّهُ، وَمَنْ عَاشَ فَعَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَمَنْ مَاتَ فَإِلَيْهِ مُنْقَلَبُهُ۔ لَمْ تَرَكَ الْعُيُونُ فَتُخْبِرَ عَنْكَ بَلْ كُنْتَ قَبْلَ الْوَاصِفِينَ مِنْ خَلْقِكَ۔ لَمْ تَخْلُقِ الْخَلْقَ لِوَحْشَةٍ، وَلَا اسْتَعْمَلْتَهُمْ لِمَنْفَعَةٍ۔ وَلَا يَسْبِقُكَ مَنْ طَلَبْتَ، وَلَا يُفْلِتُكَ مَنْ أَخَذْتَ۔ وَلَا يَنْقُصُ سُلْطَانَكَ مَنْ عَصَاكَ، وَلَا يَزِيدُ فِي مُلْكِكَ مَنْ أَطَاعَكَ، وَلَا يَرُدُّ أَمْرَكَ مَنْ سَخِطَ قَضَاءَكَ، وَلَا يَسْتَغْنِي عَنْكَ مَنْ تَوَلَّى عَنْ أَمْرِكَ۔ كُلُّ سِرٍّ عِنْدَكَ عَلَانِيَةٌ، وَكُلُّ غَيْبٍ عِنْدَكَ شَهَادَةٌ۔ أَنْتَ الْأَبَدُ لَا أَمَدَ لَكَ، وَأَنْتَ الْمُنْتَهَى فَلَا مَحِيصَ عَنْكَ، وَأَنْتَ الْمَوْعِدُ فَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ۔ بِيَدِكَ نَاصِيَةُ كُلِّ دَابَّةٍ وَإِلَيْكَ

ہر چیز اُس کے سامنے عاجز و سرنگوں اور ہر شے اس کے سہارے وابستہ ہے۔ وہ ہر فقیر کا سرمایہ، ہر ذلیل کی آبرو، ہر کمزور کی توانائی اور ہر مظلوم کی پناہ گاہ ہے۔ جو کہے، اس کی بات بھی وہ سُنتا ہے۔ اور جو چُپ رہے، اُس کے بھید سے بھی وہ آگاہ ہے۔ جو زندہ ہے اُس کے رزق کا ذمّہ اُس پر ہے، اور جو مرجائے اُس کا پلٹنا اُسی کی طرف ہے۔ (اے اللہ!) آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں کہ تیری خبر دے سکیں۔ بلکہ تُو تو اس وصف کرنے والی مخلوق سے پہلے موجود تھا۔ تو نے (تنہائی کی) وحشتوں سے اُکتا کر مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور نہ اپنے کسی فائدے کے پیش نظر ان سے اعمال کرائے جسے تو گرفت میں لانا چاہے وہ تجھ سے آگے بڑھ کر جا نہیں سکتا۔ اور جسے تو نے گرفت میں لے لیا، پھر وہ نکل نہیں سکتا۔ جو تیری مخالفت کرتا ہے، ایسا نہیں کہ وہ تیری فرماں روائی کو نقصان پہنچائے اور جو تیری اطاعت کرتا ہے، وہ مُلک (کی وسعتوں) کو بڑھا نہیں دیتا۔ اور جو تیری قضاؤ قدر پر بگڑ اُٹھے، وہ تیرے امر کو رد نہیں کر سکتا۔ اور جو تیرے حکم سے منھ موڑلے، وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر چھپی ہوئی چیز تیرے لیے ظاہر اور ہر غیب تیرے سامنے بے نقاب ہے۔ تو ابدی ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ اور تو ہی (سب کی) منزل

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَصِيْرُ كُلِّ نَسَمَةٍ۔ سُبْحَانَكَ مَا
اَعْظَمَ مَا نَرٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا
اَصْغَرَ عَظَمَةَ فِيْ جَنْبِ قُدْرَتِكَ
وَمَآ اَهْوَلَ مَا نَرٰى مِنْ مَلَكُوْتِكَ
وَمَآ اَحْقَرَ ذٰلِكَ فِيْمَا غَابَ عَنَّا
مِنْ سُلْطَانِكَ ، وَمَا اَسْبَغَ نِعَمَكَ
فِي الدُّنْيَا۔ وَمَآ اَصْغَرَهَا فِيْ
نِعَمِ الْاٰخِرَةِ۔

(مِنْهَا) مِنْ مَلَائِكَةٍ اَسْكَنْتَهُمْ
سَمٰوَاتِكَ وَرَفَعْتَهُمْ عَنْ اَرْضِكَ
هُمْ اَعْلَمُ خَلْقِكَ بِكَ ، وَاَخْوَفُهُمْ
لَكَ ، وَاَقْرَبُهُمْ مِنْكَ۔ لَمْ يَسْكُنُوا
الْاَصْلَابَ ، وَلَمْ يُضَمَّنُوا الْاَرْحَامَ ،
وَلَمْ يُخْلَقُوْا مِنْ مَاءٍ مَهِيْنٍ ،
وَلَمْ يَتَشَعَّبْهُمْ رَيْبُ الْمَنُوْنِ ، وَ
اِنَّهُمْ عَلٰى مَكَانِهِمْ مِنْكَ ، وَمَنْزِلَتِهِمْ
عِنْدَكَ ، وَاسْتِجْمَاعِ اَهْوَآئِهِمْ
فِيْكَ ، وَكَثْرَةِ طَاعَتِهِمْ لَكَ ،
وَقِلَّةِ غَفْلَتِهِمْ عَنْ اَمْرِكَ لَوْ
عَايَنُوْا كُنْهَ مَا خَفِيَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ
لَحَقَّرُوْا اَعْمَالَهُمْ ، وَلَزَرَوْا عَلٰى
اَنْفُسِهِمْ۔ وَلَعَرَفُوْا اَنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوْكَ
حَقَّ عِبَادَتِكَ ، وَلَمْ يُطِيْعُوْكَ

منتہا ہے۔ کہ جس سے کوئی گریز کی راہ نہیں اور تو ہی وہ
گاہ ہے کہ تجھ سے چھٹکارا پانے کی کوئی جگہ نہیں مگر تیری ہی ذات
ہر راہ چلنے والا تیرے قبضہ میں ہے اور ہر ذی روح کی بازگشت تیری
طرف ہے۔ سبحان اللہ! یہ تیری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں کتنی
عظیم الشان ہے۔ اور تیری قدرت کے سامنے ان کی عظمت کتنی کم
ہے۔ اور یہ تیری بادشاہت جو ہماری نظروں کے سامنے ہے کتنی
پُرشکوہ ہے لیکن تیری اس سلطنت کے مقابلہ میں جو ہماری نگاہوں سے اوجھل
ہے، کتنی حقیر ہے۔ اور دنیا میں یہ تیری نعمتیں کتنی کامل و ہمہ گیر ہیں مگر آخرت کی
نعمتوں کے سامنے وہ کتنی مختصر ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے:۔ تو نے فرشتوں کو
آسمانوں میں بسایا اور انھیں زمین کی سطح سے بلند رکھا۔ وہ
سب مخلوق سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں، اور سب سے زیادہ
تجھ سے ڈرتے ہیں، اور سب سے زیادہ تیرے مقرب ہیں۔ نہ وہ
صلبوں میں ٹھہرے، نہ شکموں میں رکھے گئے، نہ ذلیل پانی
(نطفہ) سے ان کی پیدائش ہوئی، اور نہ زمانہ کے حوادث نے
انھیں منتشر کیا۔ وہ تیرے قرب میں اپنے مقام و منزلت کی بلندی
اور تیرے بارے میں خیالات کی یکسوئی، اور تیری عبادت کی
فراوانی اور تیرے احکام میں عدم غفلت کے باوجود اگر تیرے
رازہائے قدرت کی اس تہہ تک پہنچ جائیں کہ جو ان سے
پوشیدہ ہے، تو وہ اپنے اعمال کو بہت ہی حقیر سمجھیں گے اور اپنے
نفسوں پر حرف گیری کریں گے۔ اور یہ جان لیں گے کہ انھوں
نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور نہ کما حقہٗ تیری اطاعت
کی ہے۔ میں خالق و معبود جانتے ہوئے تیری تسبیح کرتا ہوں
تیرے اس بہترین سلوک کی بنا پر، جو تیرا اپنے مخلوقات

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَقَّ طَاعَتِكَ ۔ سُبْحَانَكَ خَالِقًا
وَ مَعْبُودًا ، بِحُسْنِ بَلَائِكَ عِنْدَ
خَلْقِكَ ۔ خَلَقْتَ دَارًا وَجَعَلْتَ
فِيهَا مَأْدُبَةً : مَشْرَبًا وَمَطْعَمًا
وَ أَزْوَاجًا وَخَدَمًا وَ قُصُورًا
وَ أَنْهَارًا وَ زُرُوعًا وَ ثِمَارًا ۔ ثُمَّ
أَرْسَلْتَ دَاعِيًا يَدْعُوْ إِلَيْهَا ۔
فَلَا الدَّاعِيَ أَجَابُوْا ، وَلَا فِيمَا
رَغَّبْتَ إِلَيْهِ رَغِبُوْا ، وَلَا إِلَى
مَا شَوَّقْتَ إِلَيْهِ اشْتَاقُوْا ۔ أَقْبَلُوْا
عَلَى جِيفَةٍ قَدِ افْتَضَحُوْا بِأَكْلِهَا ،
وَ اصْطَلَحُوْا عَلَى حُبِّهَا وَ مَنْ
عَشِقَ شَيْئًا أَعْشَى بَصَرَهُ ۔ وَ
أَمْرَضَ قَلْبَهُ ۔ فَهُوَ يَنْظُرُ بِعَيْنٍ
غَيْرِ صَحِيحَةٍ ، وَ يَسْمَعُ بِأُذُنٍ
غَيْرِ سَمِيعَةٍ ۔ قَدْ خَرَقَتِ
الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ ، وَ أَمَاتَتِ الدُّنْيَا
قَلْبَهُ ، وَ وَلَّهَتْ عَلَيْهَا نَفْسَهُ فَهُوَ
عَبْدٌ لَهَا ، وَ لِمَنْ فِي يَدِهِ شَيْءٌ
مِنْهَا ۔ حَيْثُمَا زَالَتْ زَالَ إِلَيْهَا
وَحَيْثُمَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا ۔ لَا
يَزْدَجِرُ مِنَ اللهِ بِزَاجِرٍ ، وَ
لَا يَتَّعِظُ مِنْهُ بِوَاعِظٍ ۔ وَهُوَ يَرَى

کے ساتھ ہے ۔ تو نے ایک ایسا گھر (جنت) بنایا ہے کہ جس میں مہمانی کے لیے کھانے پینے کی چیزیں، حوریں، غلمان، محل، نہریں، کھیت اور پھل مہیا کیے ہیں ۔ پھر تو نے ان نعمتوں کی طرف دعوت دینے والا بھیجا، مگر نہ انھوں نے بلانے والے کی آواز پر لبیک کہی، اور نہ اُن چیزوں کی طرف راغب ہوئے، جن کی تو نے رغبت دلائی تھی ۔ اور نہ اُن چیزوں کے مشتاق ہوئے، جن کا تو نے اشتیاق دلایا تھا ۔ وہ تو اسی مُردار دُنیا پر ٹوٹ پڑے کہ جسے نوچ کھانے میں اپنی عزّت آبرو گنوا رہے تھے ۔ اور اس کی چاہت پر ایکا کر لیا تھا ۔ جو شخص کسی شے سے بے تحاشا محبّت کرتا ہے، تو وہ اس کی آنکھوں کو اندھا، دل کو مریض کر دیتی ہے ۔ وہ دیکھتا ہے تو بیمار آنکھوں سے، سُنتا ہے تو نہ سننے والے کانوں سے ۔ شہوتوں نے اس کی عقل کا دامن چاک کر دیا ہے، اور دُنیا نے اُس کے دل کو مُردہ بنا دیا ہے، اور اس کا نفس اس پر مرمٹا ہے ۔ یہ دنیا کا اور ان لوگوں کا جن کے پاس کچھ بھی وہ دُنیا ہے، بندہ و غلام بن گیا ہے ۔ جدھر وہ مڑتی ہے، اُدھر یہ مُڑتا ہے، جدھر اُس کا رُخ ہوتا ہے اُدھر ہی اس کا رُخ ہوتا ہے ۔ نہ اللہ کی طرف سے کسی روکنے والے کے کہنے سننے سے وہ رُکتا ہے، اور نہ ہی اس کے کسی وعظ و پند کرنے والے کی نصیحت مانتا ہے حالانکہ وہ اُن لوگوں کو دیکھتا ہے کہ جنھیں عین غفلت کی حالت میں وہاں پر جکڑ لیا گیا، کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلْمَأْخُوْذِيْنَ عَلَى الْعِزَّةِ۔ حَيْثُ لَا اِقَالَةَ لَهُمْ وَلَا رَجْعَةَ۔ كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوْا يَجْهَلُوْنَ، وَجَآءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوْا يَأْمَنُوْنَ، وَقَدِمُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ عَلٰى مَا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ۔ فَغَيْرُ مَوْصُوْفٍ مَا نَزَلَ بِهِمْ، اِجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ۔ فَفَتَرَتْ لَهَا اَطْرَافُهُمْ، وَتَغَيَّرَتْ لَهَا اَلْوَانُهُمْ۔ ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ فِيْهِمْ وُلُوْجًا۔ فَحِيْلَ بَيْنَ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ مَنْطِقِهٖ، وَاِنَّهٗ لَبَيْنَ اَهْلِهٖ يَنْظُرُ بِبَصَرِهٖ وَيَسْمَعُ بِاُذُنِهٖ، عَلٰى صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهٖ، وَبَقَآءٍ مِنْ لُبِّهٖ۔ يُفَكِّرُ فِيْمَ اَفْنٰى عُمْرَهٗ، وَفِيْمَ اَذْهَبَ دَهْرَهٗ۔ وَيَتَذَكَّرُ اَمْوَالًا جَمَعَهَا اَغْمَضَ فِيْ مَطَالِبِهَا، وَاَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا۔ قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا، وَاَشْرَفَ عَلٰى فِرَاقِهَا، تَبْقٰى لِمَنْ وَرَآءَهٗ يَنْعَمُوْنَ فِيْهَا وَ

جہاں نہ تدارک کی گنجائش اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کا موقعہ ہوتا ہے۔ اور کس طرح وہ چیزیں اُن پر ٹوٹ پڑیں کہ جن سے وہ بے خبر تھے، اور کس طرح اس دُنیا سے جُدائی (کی گھڑی سامنے) آگئی کہ جس سے پُوری طرح مطمئن تھے، اور کیونکر آخرت کی ان چیزوں تک پہنچ گئے کہ جن کی اُنھیں خبر دی گئی تھی۔ اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں، اُنھیں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ موت کی سختیاں اور دُنیا چھوڑنے کی حسرتیں مل کر اُنھیں گھیر لیتی ہیں۔ چنانچہ اُن کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رنگتیں بدل جاتی ہیں۔ پھر ان (کے اعضاء) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اُس کی زبان بند ہو جاتی ہے درصورتیکہ اُس کی عقل درست اور ہوش وحواس باقی ہوتے ہیں وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سُنتا ہے اور اُن چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اُس نے اپنی عمر گنوادی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے اور اپنے جمع کیے ہوئے مال ومتاع کو یاد کرتا ہے کہ جس کے طلب کرنے میں (جائز وناجائز) سے آنکھیں بند کرلی تھیں، اور جسے صاف اور مشکوک ہر طرح کی جگہوں سے حاصل کیا تھا۔ اس کا وبال اپنے سر لے کر اسے چھوڑ دینے کی تیاری کرنے لگا۔ وہ مال (اب) اس کے پچھلوں کے لیے رہ جائے گا کہ وہ اس سے عیش وآرام کریں، اور گلچھرے اڑائیں۔ اس طرح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَتَمَتَّعُوْنَ بِهَا۔ فَيَكُوْنُ الْمَضْنَاعُ لِغَيْرِهٖ، وَالْعِبْءُ عَلٰى ظَهْرِهٖ۔ وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ رُهُوْنُهٗ بِهَا۔ فَهُوَ يَعَضُّ يَدَهٗ نَدَامَةً عَلٰى مَا أَصْحَرَ لَهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَمْرِهٖ، وَيَزْهَدُ فِيْمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيْهِ أَيَّامَ عُمُرِهٖ۔ وَيَتَمَنّٰى أَنَّ الَّذِيْ كَانَ يَغْبِطُهٗ بِهَا وَيَحْسُدُهٗ عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُوْنَهٗ۔ فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِيْ جَسَدِهٖ حَتّٰى خَالَطَ لِسَانُهٗ سَمْعَهٗ۔ فَصَارَ بَيْنَ أَهْلِهٖ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهٖ، وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهٖ يُرَدِّدُ طَرْفَهٗ بِالنَّظَرِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ يَرٰى حَرَكَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ۔ ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ الْتِبَاطًا بِهٖ۔ فَقَبَضَ بَصَرَهٗ كَمَا قَبَضَ سَمْعَهٗ۔ وَخَرَجَتِ الرُّوْحُ مِنْ جَسَدِهٖ، فَصَارَ جِيْفَةً بَيْنَ أَهْلِهٖ، قَدْ أَوْحَشُوْا مِنْ جَانِبِهٖ، وَتَبَاعَدُوْا مِنْ قُرْبِهٖ۔ لَا يُسْعِدُ بَاكِيًا، وَلَا يُجِيْبُ دَاعِيًا۔ ثُمَّ حَمَلُوْهُ إِلٰى مَخَطٍّ فِي الْأَرْضِ، فَأَسْلَمُوْهُ

وہ دوسروں کو تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے یوں ہی مل گیا لیکن اس کا بوجھ اس کی پیٹھ پر رہا۔ اور یہ اُس مال کی وجہ سے ایسا گروی ہوا ہے کہ بس اپنے کو چھڑا نہیں سکتا۔ مرنے کے وقت یہ حقیقت جو کھل کر اس کے سامنے آگئی تو ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹنے لگتا ہے اور عمر بھر جن چیزوں کا طلب گار رہا تھا، اب اُن سے کنارہ ڈھونڈتا ہے۔ اور یہ تمنا کرتا ہے کہ جو اس مال کی وجہ سے اس پر رشک و حسد کیا کرتے تھے (کاش کہ) وہی اس مال کو سمیٹتے۔ نہ کہ وہ اب موت کے تصرفات اس کے جسم میں اور بڑھے یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی۔

گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے نہ کانوں سے سُن سکتا ہے۔ آنکھیں گھما گھما کر ان کے چہروں کو تکتا ہے۔ ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے لیکن بات چیت کی آوازیں نہیں سُن پاتا۔ پھر اس سے موت اور چمٹ گئی کہ اس کی آنکھوں کو بھی بند کر دیا۔ جس طرح اس کے کانوں کو بند کیا تھا۔ اور روح اس کے جسم سے مفارقت کر گئی۔ اب وہ گھر والوں کے سامنے ایک مُردار کی صورت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کی طرف سے انھیں وحشت ہوتی ہے اور اس کے پاس پھٹکنے سے دُور بھاگتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِيهِ إِلَى عَمَلِهِ ، وَانْقَطَعُوا عَنْ زَوْرَتِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ، وَالْأَمْرُ مَقَادِيرَهُ ، وَأُلْحِقَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَوَّلِهِ ، وَجَاءَ مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ ، أَمَادَ السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا وَأَرَجَّ الْأَرْضَ وَأَرْجَفَهَا ، وَقَلَعَ جِبَالَهَا وَنَسَفَهَا ، وَدَكَّ بَعْضُهَا بَعْضًا مِنْ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ وَمَخُوفِ سَطَوَاتِهِ ، وَأَخْرَجَ مَنْ فِيهَا فَجَدَّدَهُمْ بَعْدَ أَخْلَاقٍ ، وَجَمَعَهُمْ بَعْدَ تَفَرُّقٍ ، ثُمَّ مَيَّزَهُمْ لِمَا يُرِيدُ مِنْ مَسَاءَلَتِهِمْ عَنْ خَفَايَا الْأَعْمَالِ وَخَبَايَا الْأَفْعَالِ . وَجَعَلَهُمْ فَرِيقَيْنِ أَنْعَمَ عَلَى هَؤُلَاءِ ، وَانْتَقَمَ مِنْ هَؤُلَاءِ . فَأَمَّا أَهْلُ طَاعَتِهِ فَأَثَابَهُمْ بِجِوَارِهِ ، وَخَلَّدَهُمْ فِي دَارِهِ - حَيْثُ لَا يَظْعَنُ النُّزَّالُ ، وَلَا يَتَغَيَّرُ لَهُمُ الْحَالُ ، وَلَا تَنُوبُهُمُ الْفَزَاعُ ، وَلَا تَنَالُهُمُ الْأَسْقَامُ ، وَلَا تَعْرِضُ

ہیں وہ نہ رونے والے کی کچھ مدد کر سکتا ہے، نہ پکارنے والے کو جواب دے سکتا ہے۔ پھر اُسے اُٹھا کر زمین میں جہاں اُس کی قبر بننا ہے لے جاتے ہیں اور اُسے اُس کے حوالے کر دیتے ہیں کہ اب وہ جانے اور اس کا کام اور اس کی ملاقات سے ہمیشہ کے لیے منھ موڑ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ نوشتۂ (تقدیر) اپنی میعاد کو اور حکمِ الٰہی اپنی مقررہ حدّ کو پہنچ جائے گا اور پچھلوں کو اگلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا، اور فرمانِ قضا پھر سرے سے پیدا کرنے کا ارادہ لے کر آئے گا، تو وہ آسمانوں کو جنبش میں لائے گا اور انھیں پھاڑ دے گا، اور زمین کو ہلا ڈالے گا، اور اس کی بنیادیں کھوکھلی کر دے گا، اور پہاڑوں کو جڑ بنیاد سے اُکھاڑ دے گا۔ اور وہ اس کے جلال کی ہیبت اور قہر و غلبہ کی دہشت سے آپس میں ٹکرانے لگیں گے۔ وہ زمین کے اندر سے سب کو نکالے گا، اور انھیں سڑ گل جانے کے بعد پھر از سرِ نو تر و تازہ کرے گا۔ اور متفرق و پراگندہ ہونے کے بعد پھر یکجا کر دے گا۔ پھر ان کے چھپے ہوئے اعمال اور پوشیدہ کارگزاریوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے کے لیے انھیں جُدا جُدا کرے گا اور اُنھیں دو حصّوں میں بانٹ دے گا۔ ایک کو وہ انعام و اکرام دے گا، اور ایک سے انتقام لے گا۔ جو فرماں بردار تھے، انھیں جزا دے گا کہ وہ اس کے جوارِ رحمت میں رہیں اور اپنے گھر میں انھیں ہمیشہ کے لیے ٹھہرا دے گا۔ کہ جہاں اُترنے والے پھر کوچ نہیں کیا کرتے اور نہ ان کے حالات ادلتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَهُمُ الْاَخْطَارُ، وَلَا تَسْتَخِصُّهُمُ
الْاَسْفَارُ۔ وَاَمَّا اَهْلُ الْمَعْصِيَةِ
فَاَنْزَلَهُمْ شَرَّ دَارٍ، وَغَلَّ
الْاَيْدِيَ اِلَى الْاَعْنَاقِ، وَقَرَنَ
النَّوَاصِيَ بِالْاَقْدَامِ، وَاَلْبَسَهُمْ
سَرَابِيلَ الْقَطِرَانِ، وَمُقَطَّعَاتِ
النِّيرَانِ۔ فِي عَذَابٍ قَدِ اشْتَدَّ
حَرُّهُ، وَبَابٍ قَدْ اُطْبِقَ عَلَى
اَهْلِهِ فِي نَارٍ لَهَا كَلَبٌ وَلَجَبٌ،
وَلَهَبٌ سَاطِعٌ وَقَصِيفٌ هَائِلٌ،
لَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا، وَلَا يُفَادَى
اَسِيرُهَا وَلَا تُفْصَمُ كُبُولُهَا۔
لَا مُدَّةَ لِلدَّارِ فَتَفْنَى، وَلَا
اَجَلَ لِلْقَوْمِ فَيُقْضَى۔ وَمِنْهَا
فِي ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ)

قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا
وَاَهْوَنَهَا وَهَوَّنَهَا۔ وَعَلِمَ
اَنَّ اللّٰهَ زَوَاهَا عَنْهُ اخْتِيَارًا،
وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَارًا۔
فَاَعْرَضَ عَنْهَا بِقَلْبِهِ، وَاَمَاتَ
ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ، وَاَحَبَّ
اَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ

بدلتے رہتے ہیں۔ اور نہ انھیں گھڑی گھڑی خوف ستاتا ہے،
نہ بیماریاں اُن پر آتی ہیں، نہ انھیں خطرات درپیش ہوتے
ہیں اور نہ انھیں سفر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیے پھرتے ہیں
اور جو نافرمان ہوں گے انھیں ایک بُرے گھر میں پھینکے گا،
اور ان کے ہاتھ گردن سے (کس کر) باندھ دے گا۔ اور ان
کی پیشانیوں پر لٹکنے والے بالوں کو قدموں سے جکڑ دے گا
اور انھیں تارکول کی قمیضیں اور آگ سے قطع کیے ہوئے
کپڑے پہنائے گا۔ (یعنی اُن پر تیل چھڑک کر آگ میں جھونک
دیگا کہ جس کی تپش بڑی سخت ہوگی۔ اور ایسی جگہ میں ہوں گے کہ جہاں)
ان پر دروازے بند کر دیے جائیں گے، اور ایسی آگ میں ہوں گے کہ
جس میں تیز شرارے، بھڑکنے کی آوازیں، اُٹھتی ہوئی لپٹیں
اور ہولناک چیخیں ہوں گی۔ اس میں ٹھہرنے والا نکل نہ سکے گا
اور نہ ہی اس کے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا جا سکتا ہے اور نہ
ہی ان کی بیڑیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔ اس گھر کی کوئی مدت مقرر
نہیں کہ اس کے بعد مٹ جائے۔ نہ رہنے والوں کے لیے کوئی
مقررہ میعاد ہے کہ وہ پوری ہو جائے (تو پھر چھوڑ دیے جائیں)۔

اسی خطبہ کا یہ جز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے

انھوں نے (اس کو) ذلیل و خوار سمجھا اور پست و حقیر جانا۔
اور جانتے تھے کہ اللہ نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے
دُنیا کا رُخ اُن سے موڑا ہے، اور گھٹیا سمجھتے ہوئے دوسروں
کے لیے اس کا دامن پھیلا دیا ہے۔ لہٰذا آپ نے دُنیا سے
دل ہٹا لیا اور اس کی یاد اپنے نفس سے مٹا ڈالی۔ اور یہ چاہتے
رہے کہ اس کی سج دھج ان کی نظروں سے اوجھل رہے کہ نہ اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشًا، أَوْ يَرْجُوَ فِيهَا مُقَامًا۔ بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِرًا، وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِرًا، وَدَعَا إِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّرًا۔

سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں، اور نہ اس میں قیام کی آس لگائیں۔ انھوں نے عذر تمام کرتے ہوئے اپنے پروردگار کا پیغام پہنچا دیا اور ڈراتے ہوئے اُمت کو پند و نصیحت کی، اور خوش خبری سُناتے ہوئے جنّت کی طرف دعوت دی۔

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ، وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ، وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ، وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ، وَيَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ۔ نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا يَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ، وَعَدُوُّنَا وَمُبْغِضُنَا يَنْتَظِرُ السَّطْوَةَ۔

ہم نبوّت کا شجرہ، رسالت کی منزل، ملائکہ کی فرودگاہ، علم کا معدن اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ ہماری نصرت کرنے والا اور ہم سے محبّت کرنے والا رحمت کے لیے چشم براہ ہے۔ اور ہم سے دُشمنی و عناد رکھنے والے کو قہر (الٰہی) کا منتظر رہنا چاہیے۔

خطبہ (۱۰۸)

۱۰۸۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْإِيمَانُ بِهِ وَبِرَسُولِهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، فَإِنَّهُ ذِرْوَةُ الْإِسْلَامِ، وَكَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ۔ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا الْمِلَّةُ۔ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ وَاجِبَةٌ۔ وَصَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ۔ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَاعْتِمَارُهُ

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے اور اس کی راہ میں جہاد کرنا کہ وہ اسلام کی سربلند چوٹی ہے اور کلمۂ توحید کہ وہ فطرت (کی آواز) ہے۔ اور نماز کی پابندی کہ وہ عینِ دین ہے۔ اور زکوٰۃ ادا کرنا کہ وہ فرض و واجب ہے اور ماہِ رمضان کے رُوزے رکھنا، کہ وہ عذاب کی سپر ہیں۔ اور خانۂ کعبہ کا حج و عمرہ بجا لانا کہ وہ فقر کو دُور کرتے اور گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔ اور عزیزوں سے حُسنِ سلوک

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَرْحَضَانِ الذَّنْبَ۔ وَصِلَةُ الرَّحِمِ، فَاِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ وَمَنْسَأَةٌ فِي الْاَجَلِ۔ وَصَدَقَةُ السِّرِّ فَاِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيْئَةَ۔ وَصَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَاِنَّهَا تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ۔ وَصَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ فَاِنَّهَا تَقِيْ مَصَارِعَ الْهَوَانِ۔

اَفِيْضُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ اَحْسَنُ الذِّكْرِ۔ وَارْغَبُوْا فِيْمَا وَعَدَ الْمُتَّقِيْنَ فَاِنَّ وَعْدَهُ اَصْدَقُ الْوَعْدِ۔ وَاقْتَدُوْا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ فَاِنَّهُ اَفْضَلُ الْهَدْيِ۔ وَاسْتَنُّوْا بِسُنَّتِهٖ فَاِنَّهَا اَهْدَى السُّنَنِ۔ وَتَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ، وَتَفَقَّهُوْا فِيْهِ فَاِنَّهُ رَبِيْعُ الْقُلُوْبِ، وَاسْتَشْفُوْا بِنُوْرِهٖ فَاِنَّهُ شِفَآءُ الصُّدُوْرِ۔ وَاَحْسِنُوْا تِلَاوَتَهُ فَاِنَّهُ اَنْفَعُ الْقَصَصِ، فَاِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ كَالْجَاهِلِ الْحَآئِرِ الَّذِيْ لَا

کرنا کہ وہ مال کی فراوانی، اور عمر کی درازی کا سبب ہے۔ اور مخفی طور پر خیرات کرنا کہ وہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور کھلم کھلا خیرات کرنا کہ وہ بری موت سے بچاتا ہے۔ اور لوگوں پر احسانات کرنا کہ وہ ذلت و رسوائی کے مواقع سے بچاتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں بڑھے چلو اس لیے کہ وہ بہترین ذکر ہے۔ اور اس چیز کے خواہشمند بنو، کہ جس کا اللہ نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا ہے اس لیے، کہ اس کا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ سچا ہے۔ نبیؐ کی سیرت کی پیروی کرو کہ وہ بہترین سیرت ہے۔ اور اُن کی سنّت پر چلو، کہ وہ سب طریقوں سے بڑھ کر ہدایت کرنے والی ہے۔ اور قرآن کا علم حاصل کرو، کہ وہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔ اور اُس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ سینوں (کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں) کے لیے شفا ہے۔ اور اُس کی خوبی کے ساتھ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ رساں ہیں وہ عالم جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا، اس سرگرداں جاہل کے مانند ہے جو جہالت کی سرمستیوں سے ہوش میں نہیں آتا بلکہ اس پر (اللہ کی) حجّت زیادہ ہے اور حسرت و افسوس اس کے لیے لازم و ضروری

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَسْتَفِيقُ مِنْ جَهْلِهِ، بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ أَعْظَمُ، وَالْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ، وَهُوَ عِنْدَ اللهِ أَلْوَمُ۔

ہے، اور اللہ کے نزدیک وہ زیادہ قابلِ ملامت ہے۔

خطبہ (۱۰۹)

۱۰۹۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ وَتَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ، وَرَاقَتْ بِالْقَلِيلِ، وَتَحَلَّتْ بِالْآمَالِ، وَتَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ. لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا، وَلَا تُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا۔ غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ۔ نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ، أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ۔ لَا تَعْدُوا إِذَا تَنَاهَتْ إِلَى أُمْنِيَّةِ أَهْلِ الرَّغْبَةِ فِيهَا وَالرِّضَاءِ بِهَا أَنْ تَكُونَ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ: ﴿كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا﴾۔ لَمْ يَكُنِ امْرُؤٌ مِنْهَا فِي حَبْرَةٍ إِلَّا أَعْقَبَتْهُ بَعْدَهَا عَبْرَةً،

میں تمھیں دُنیا سے ڈراتا ہوں اس لیے کہ شیریں و خوشگوار، تر و تازہ و شاداب ہے۔ نفسانی خواہشیں اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی جلد میسّر آجانے والی نعمتوں کی وجہ سے لوگوں کو محبوب ہوتی ہے۔ اور اپنی تھوڑی سی (آرائشوں) سے مشتاق بنالیتی ہے۔ وہ (جھوٹی) اُمیدوں سے سجی ہوئی، اور دھوکے اور فریب سے بنی سنوری ہوئی ہے۔ نہ اُس کی مسرّتیں دیرپا ہیں اور نہ اس کی ناگہانی مصیبتوں سے مطمئن رہا جاسکتا ہے۔ وہ دھوکے باز، نقصان رساں، ادلنے بدلنے والی فنا ہونے والی، اور مٹ جانے والی ہے، کھا جانے اور ہلاک کردینے والی ہے۔ جب یہ اپنی طرف مائل ہونے والوں اور خوش ہونے والوں کی انتہائی آرزوؤں تک پہنچ جاتی ہے تو بس وہی ہوتا ہے جو اللہ سبحانہٗ نے بیان کیا ہے۔ (اس دنیاوی زندگی کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ پانی جسے ہم نے آسمان سے اُتارا، تو زمین کا سبزہ اُس سے گھُل مِل گیا اور (اچھی طرح پھُولا پھلا) پھر سوکھ کر تنکا تنکا ہوگیا، جسے ہوائیں (ادھر سے اُدھر) اُڑائے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَمْ يَلْقَ فِي سَرَّائِهَا بَطْنًا
إِلَّا مَنَحَتْهُ مِنْ ضَرَّائِهَا ظَهْرًا
وَلَمْ تُظِلَّهُ فِيهَا دِيمَةُ رَخَاءٍ
إِلَّا هَتَنَتْ عَلَيْهِ مُزْنَةُ بَلَاءٍ
وَحَرِيٌّ إِذَا أَصْبَحَتْ لَهُ
مُنْتَصِرَةً أَنْ تُمْسِيَ لَهُ
مُتَنَكِّرَةً وَإِنْ جَانِبٌ مِنْهَا
أَعْذَوْذَبَ وَأَحْلَوْلَى أَمَرَّ مِنْهَا
جَانِبٌ فَأَوْبَى. لَا يَنَالُ امْرُؤٌ
مِنْ غَضَارَتِهَا رَغَبًا إِلَّا
أَرْهَقَتْهُ مِنْ نَوَائِبِهَا تَعَبًا.
وَلَا يُمْسِي مِنْهَا فِي جَنَاحِ
أَمْنٍ إِلَّا أَصْبَحَ عَلَى قَوَادِمِ
خَوْفٍ. غَرَّارَةٌ غُرُورٌ مَا
فِيهَا، فَانِيَةٌ فَانٍ مَنْ عَلَيْهَا.
لَا خَيْرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَزْوَادِهَا
إِلَّا التَّقْوَى. مَنْ أَقَلَّ مِنْهَا
اسْتَكْثَرَ مِمَّا يُؤْمِنُهُ. وَمَنِ
اسْتَكْثَرَ مِنْهَا اسْتَكْثَرَ مِمَّا
يُوبِقُهُ، وَزَالَ عَمَّا قَلِيلٍ
عَنْهُ. كَمْ مِنْ وَاثِقٍ بِهَا فَجَعَتْهُ،
وَذِي طُمَأْنِينَةٍ قَدْ صَرَعَتْهُ.
وَذِي أُبَّهَةٍ قَدْ جَعَلَتْهُ حَقِيرًا

پھرتی ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ جو شخص اس دُنیا کا عیش و آرام پاتا ہے، تو اس کے بعد اس کے آنسو بھی بہتے ہیں۔ اور جو شخص دُنیا کی مسرّتوں کا رُخ دیکھتا ہے، وہ مصیبتوں میں ڈھکیل کر اس کو اپنی بے رُخی بھی دکھاتی ہے۔ اور جس شخص پر راحت و آرام کی بارش کے ہلکے ہلکے چھینٹے پڑتے ہیں، اس پر مصیبت و بلا کی دھواں دھار بارشیں بھی ہوتی ہیں۔ یہ دُنیا ہی کے مناسبِ حال ہے کہ صبح کو کسی کی دوست بن کر اس کا (دشمن سے) بدلہ چُکائے اور شام کو یوں ہو جائے کہ گویا کوئی جان پہچان ہی نہ تھی۔ اگر اس کا ایک جانبہ شیریں و خوشگوار ہے، تو دوسرا حصّہ تلخ اور بلا انگیز۔ جو شخص بھی دنیا کی تروتازگی سے اپنی کوئی تمنّا پوری کرتا ہے، تو وہ اُس پر مصیبتوں کی مشقتیں بھی لاد دیتی ہے۔ جسے امن و سلامتی کے پر و بال پر شام ہوتی ہے، تو اُسے صبح خوف کے پروں پر ہوتی ہے، وہ دھوکے باز ہے اور اس کی ہر چیز دھوکا۔ وہ خود بھی فنا ہو جانے والی ہے، اور اس میں رہنے والا بھی فانی ہے۔ اس کے کسی زاد میں سوا زادِ تقویٰ کے بھلائی نہیں ہے۔ جو شخص کم حصّہ لیتا ہے، وہ اپنے لیے راحت کے سامان بڑھا لیتا ہے۔ اور جو دُنیا کو زیادہ سمیٹتا ہے، وہ اپنے لیے تباہ کُن چیزوں کا اضافہ کر لیتا ہے۔ (حالانکہ) اسے اپنے مال و متاع سے بھی جلد ہی الگ ہونا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جنھوں نے دُنیا پر بھروسہ کیا، اور اس نے انھیں مصیبتوں میں ڈال دیا۔ اور کتنے ہی اس پر اطمینان کیے بیٹھے تھے جنھیں اس نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَذِیْ نَخْوَةٍ قَدْ رَدَّتْهُ ذَلِیْلًا
سُلْطَانُهَا دُوَلٌ، وَعَیْشُهَا رَنِقٌ،
وَعَذْبُهَا اُجَاجٌ وَحُلْوُهَا صَبِرٌ،
وَغِذَآؤُهَا سِمَامٌ، وَاَسْبَابُهَا
رِمَامٌ۔ حَیُّهَا بِعَرَضِ مَوْتٍ
وَصَحِیْحُهَا بِعَرَضِ سُقْمٍ۔ مُلْکُهَا
مَسْلُوْبٌ، وَعَزِیْزُهَا مَغْلُوْبٌ
وَمَوْفُوْرُهَا مَنْکُوْبٌ۔ وَجَارُهَا
مَحْرُوْبٌ۔ اَلَسْتُمْ فِیْ مَسَاکِنِ
مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، اَطْوَلَ اَعْمَارًا،
وَاَبْقٰی اٰثَارًا وَاَبْعَدَ اٰمَالًا،
وَاَعَدَّ عَدِیْدًا، وَاَکْثَفَ
جُنُوْدًا۔ تَعَبَّدُوْا لِلدُّنْیَا اَیَّ
تَعَبُّدٍ، وَاٰثَرُوْهَا اَیَّ اِیْثَارٍ۔
ثُمَّ ظَعَنُوْا عَنْهَا بِغَیْرِ زَادٍ مُبَلِّغٍ
وَلَا ظَهْرٍ قَاطِعٍ فَهَلْ بَلَغَکُمْ
اَنَّ الدُّنْیَا سَخَتْ لَهُمْ نَفْسًا
بِفِدْیَةٍ، اَوْ اَعَانَتْهُمْ بِمَعُوْنَةٍ
اَوْ اَحْسَنَتْ لَهُمْ صُحْبَةً۔ بَلْ
اَرْهَقَتْهُمْ بِالْفَوَادِحِ، وَاَوْهَنَتْهُمْ
بِالْقَوَارِعِ، وَضَعْضَعَتْهُمْ بِالنَّوَائِبِ
وَعَفَّرَتْهُمْ لِلْمَنَاخِرِ، وَوَطِئَتْهُمْ
بِالْمَنَاسِمِ، وَاَعَانَتْ عَلَیْهِمْ

پچھاڑ دیا۔ اور کتنے ہی رُعب و طنطنہ والے تھے جنھیں حقیر و پست بنا دیا۔ اور کتنے ہی نخوت و غرور والے تھے جنھیں ذلیل کر کے چھوڑا۔ اس کی بادشاہی دست بدست منتقل ہونے والی چیز، اس کا سرچشمہ گندلا، اس کا خوش گوار پانی کھاری، اس کی حلاوتیں ایلوا کے مانند تلخ ہیں۔ اس کے کھانے زہر ہلاہل اور اس کے اسباب ذرائع کے سلسلے بودے ہیں۔ زندہ رہنے والا معرضِ ہلاکت میں ہے اور تندرست کو بیماریوں کا سامنا ہے۔ اس کی سلطنت چھن جانے والی، اس کا زبردست زیردست بننے والا، مال دار بدبختیوں کا ستایا ہوا، اور ہمسایہ لُٹا لُٹایا ہوا ہے۔ کیا تم اُنھی سابقہ لوگوں کے گھروں میں نہیں بستے جو لمبی عمروں والے، پائدار نشانیوں والے، بڑی بڑی اُمیدیں باندھنے والے، زیادہ گنتی و شمار والے اور بڑے لاؤ لشکر والے تھے؟ وہ دنیا کی کس کس طرح پرستش کرتے رہے، اور اُسے آخرت پر کیسا کیسا ترجیح دیتے رہے۔ پھر بغیر کسی ایسے زاد و راحلہ کے جو انھیں راستہ طے کر کے منزل تک پہنچاتا، چل دیئے۔ کیا تمھیں کبھی یہ خبر پہنچی ہے، کہ دُنیا نے ان کے بدلہ میں کسی فدیہ کی پیش کش کی ہو یا انھیں کوئی مدد پہنچائی ہو یا اچھی طرح اُن کے ساتھ رہی سہی ہو؟ بلکہ اس نے تو ان پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے، آفتوں سے اُنھیں عاجز و درماندہ کر دیا، اور لوٹ لوٹ کر آنے والی زحمتوں سے اُنھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اور ناک کے بل انھیں خاک پر پچھاڑ دیا۔ اور اپنے کھُروں سے کچل ڈالا۔ اور ان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رَيْبَ الْمَنُوْنِ۔ فَقَدْ رَاَيْتُمْ
تَنَكُّرَهَا لِمَنْ دَانَ لَهَا، وَاٰثَرَهَا
وَاَخْلَدَ اِلَيْهَا، حَتّٰى ظَعَنُوْا عَنْهَا
لِفِرَاقِ الْاَبَدِ۔ وَهَلْ زَوَّدَهُمْ
اِلَّا السَّغَبَ، اَوْ اَحَلَّتْهُمْ اِلَّا الضَّنْكَ
اَوْ نَوَّرَتْ لَهُمْ اِلَّا الظُّلْمَةَ،
اَوْ اَعْقَبَتْهُمْ اِلَّا النَّدَامَةَ؟
اَفَهٰذِهٖ تُؤْثِرُوْنَ اَمْ اِلَيْهَا
تَطْمَئِنُّوْنَ؟ اَمْ عَلَيْهَا تَحْرِصُوْنَ؟
فَبِئْسَتِ الدَّارُ لِمَنْ لَمْ يَتَّهِمْهَا
وَلَمْ يَكُنْ فِيْهَا عَلٰى وَجَلٍ مِنْهَا
فَاعْلَمُوْا۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔
بِاَنَّكُمْ تَارِكُوْهَا وَظَاعِنُوْنَ
عَنْهَا۔ وَاتَّعِظُوْا فِيْهَا بِالَّذِيْنَ
قَالُوْا "مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔"
حُمِلُوْا اِلٰى قُبُوْرِهِمْ فَلَا يُدْعَوْنَ
رُكْبَانًا، وَاُنْزِلُوْا الْاَجْدَاثَ
فَلَا يُدْعَوْنَ ضُيُفَانًا۔ وَجُعِلَ
لَهُمْ مِنَ الصَّفِيْحِ اَجْنَانٌ،
وَمِنَ التُّرَابِ اَكْفَانٌ، وَمِنَ
الرُّفَاتِ جِيْرَانٌ، فَهُمْ جِيْرَةٌ
لَا يُجِيْبُوْنَ دَاعِيًا، وَلَا يَمْنَعُوْنَ
ضَيْمًا، وَلَا يُبَالُوْنَ مَنْدَبَةً۔ اِنْ

کے خلاف زمانہ کے حوادث کا ہاتھ بٹایا۔ تم نے تو دیکھا ہے کہ جو ذرا دُنیا کی طرف جُھکا اور اسے اختیار کیا اور اس سے لپٹا، تو اس نے (اپنے تیور بدل کر اُن سے کیسی) اجنبیت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے جُدا ہو کر چل دیئے، اور اس نے انھیں بھوک کے سوا کچھ زادِ راہ نہ دیا، اور ایک تنگ جگہ کے سوا کوئی ٹھہرنے کا سامان نہ کیا، اور سوا گھُپ اندھیرے کے کوئی روشنی نہ دی اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دیا۔ تو کیا تم اسی دُنیا کو ترجیح دیتے ہو، یا اسی پر مطمئن ہو گئے ہو، یا اسی پر مرے جا رہے ہو؟ جو دُنیا پر بے اعتماد نہ رہے اور اس میں بے خوف و خطر ہو کر رہے، اس کے لیے یہ بہت بُرا گھر ہے۔ جان لو اور حقیقت میں تم جانتے ہی ہو، کہ (ایک نہ ایک دن) تمھیں دُنیا کو چھوڑنا ہے، اور یہاں سے کوچ کرنا ہے۔ ان لوگوں سے عبرت حاصل کرو جو کہا کرتے تھے کہ "ہم سے زیادہ قوّت و طاقت میں کون ہے"۔ انھیں لاد کر قبروں تک پہنچایا گیا، مگر اس طرح نہیں کہ انھیں سوار سمجھا جائے۔ اُنھیں قبروں میں اُتار دیا گیا، مگر وہ مہمان نہیں کہلاتے۔ پتھروں سے اُن کی قبریں چُن دی گئیں اور خاک کے کفن ان پر ڈال دیئے گئے اور گلی سڑی ہڈیوں کو اُن کا ہمسایہ بنا دیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ جو پکارنے والے کو جواب نہیں دیتے۔ اور نہ زیادتیوں کو رُوک سکتے ہیں اور نہ رونے دھونے والوں کی پروا کرتے ہیں۔ اگر بادل (جھوم کر) اُن پر برسیں،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جِيدُوا لَمْ يَفْرَحُوا، وَإِنْ قُحِطُوا لَمْ يَقْنَطُوا۔ جَمِيعٌ وَهُمْ آحَادٌ، وَجِيرَةٌ وَهُمْ أَبْعَادٌ۔ مُتَدَانُونَ لَا يَتَزَاوَرُونَ، وَقَرِيبُونَ لَا يَتَقَارَبُونَ۔ حُلَمَاءُ قَدْ ذَهَبَتْ أَضْغَانُهُمْ وَجُهَلَاءُ قَدْ مَاتَتْ أَحْقَادُهُمْ۔ لَا يُخْشَى فَجْعُهُمْ، وَلَا يُرْجَى دَفْعُهُمْ اسْتَبْدَلُوا بِظَهْرِ الْأَرْضِ بَطْنًا، وَبِالسَّعَةِ ضِيقًا، وَبِالْأَهْلِ غُرْبَةً، وَبِالنُّورِ ظُلْمَةً۔ فَجَاءُوهَا كَمَا فَارَقُوهَا، حُفَاةً عُرَاةً۔ قَدْ ظَعَنُوا عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ إِلَى الْحَيَاةِ الدَّائِمَةِ وَالدَّارِ الْبَاقِيَةِ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ: "كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ، وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ"۔

تو خوش نہیں ہوتے۔ اور قحط آئے، تو اُن پر مایوسی نہیں چھا جاتی۔ وہ ایک جگہ ہیں، مگر الگ الگ۔ وہ آپس میں ہمسائے ہیں مگر دُور دُور۔ پاس پاس ہیں مگر میل مُلاقات نہیں قریب قریب ہیں مگر ایک دوسرے کے پاس نہیں پھٹکتے، وہ بردبار بنے ہوئے بیخبر پڑے ہیں۔ اُن کے بغض و عناد ختم ہو گئے۔ اور کینے مٹ گئے۔ نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے، نہ کسی تکلیف کے دُور کرنے کی توقع ہے۔ انھوں نے زمین کے اُوپر کا حصّہ اندر کے حصّہ سے اور کشادگی اور وسعت تنگی سے، اور گھر بار پردیس سے اور روشنی اندھیرے سے بدل لی ہے۔ اور جس طرح ننگے پیر اور ننگے بدن پیدا ہوئے تھے، ویسے ہی زمین میں (پیوندِ خاک) ہو گئے۔ اور اس دنیا سے صرف عمل لے کر ہمیشہ کی زندگی اور سدا رہنے والے گھر کی طرف کوچ کر گئے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہٗ نے فرمایا ہے: "جس طرح ہم نے مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ اس وعدہ کا پورا کرنا ہمارے ذمّہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کر کے رہیں گے۔

خطبہ (۱۱۰)

۱۱۰۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ ذَكَرَ فِيهَا مَلَكَ الْمَوْتِ وَتَوَفِّيَهُ الْأَنْفُسَ۔

هَلْ تُحِسُّ بِهِ إِذَا دَخَلَ مَنْزِلًا؟ أَمْ هَلْ تَرَاهُ إِذَا

اس میں ملک الموت اور اس کے رُوح قبض کرنے کا ذکر فرمایا ہے:۔

جب (ملک الموت) کسی گھر میں داخل ہوتا ہے تو کبھی تم اُس کی آہٹ محسوس کرتے ہو؟ یا جب کسی کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَوَفّٰی اَحَدًا ؟ بَلْ کَیْفَ یَتَوَفّٰی الْجَنِیْنَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔ اَیَلِجُ عَلَیْہِ مِنْ بَعْضِ جَوَارِحِہَا ؟ اَمِ الرُّوْحُ اَجَابَتْہُ بِاِذْنِ رَبِّہَا ؟ اَمْ ھُوَ سَاکِنٌ مَعَہٗ فِیْ اَحْشَآئِہَا ؟ کَیْفَ یَصِفُ اِلٰھَہٗ مَنْ یَعْجِزُ عَنْ صِفَۃِ مَخْلُوْقٍ مِثْلِہٖ۔

روح قبض کرتا ہے، تو کیا تم اسے دیکھتے ہو؟ (حیرت ہے کہ) وہ کس طرح ماں کے پیٹ میں بچے کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔ کیا وہ ماں کے جسم کے کسی حصہ سے وہاں تک پہنچتا ہے یا اللہ کے حکم سے روح اُس کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی بڑھتی ہے یا وہ بچّہ کے ساتھ شکمِ مادر میں ٹھہرا ہوا ہے؟ جو اس جیسی مخلوق کے بارے میں بھی کچھ نہ بیان کر سکے، وہ اپنے اللہ کے متعلق کیا بتا سکتا ہے۔

خطبہ (۱۱۱)

۱۱۱۔ وَمِنْ خُطْبَۃٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

وَاُحَذِّرُکُمُ الدُّنْیَا فَاِنَّہَا مَنْزِلُ قُلْعَۃٍ، وَلَیْسَتْ بِدَارِ نُجْعَۃٍ۔ وَقَدْ تَزَیَّنَتْ بِغُرُوْرِھَا، وَغَرَّتْ بِزِیْنَتِہَا۔ دَارُھَانَتٌ عَلٰی رَبِّہَا، فَخَلَطَ حَلَالَہَا بِحَرَامِھَا وَخَیْرَھَا بِشَرِّھَا، وَحَیَاتَہَا بِمَوْتِہَا، وَحُلْوَھَا بِمُرِّھَا۔ لَمْ یُصَفِّھَا اللّٰہُ تَعَالٰی لِاَوْلِیَآئِہٖ، وَلَمْ یَضِنَّ بِھَا عَلٰی اَعْدَآئِہٖ۔ خَیْرُھَا زَھِیْدٌ، وَشَرُّھَا عَتِیْدٌ۔ وَجَمْعُھَا یَنْفَدُ، وَمُلْکُھَا یُسْلَبُ، وَعَامِرُھَا یَخْرَبُ۔ فَمَا خَیْرُ دَارٍ

میں تمھیں دنیا سے خبردار کیے دیتا ہوں کہ یہ ایسے شخص کی منزل ہے جس کے لیے قرار نہیں اور ایسا گھر ہے جس میں آب و دانہ نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔ یہ اپنے باطل سے آراستہ ہے اور اپنی آرائشوں سے دھوکا دیتی ہے یہ ایک ایسا گھر ہے جو اپنے رب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے۔ چنانچہ اس نے حلال کے ساتھ حرام اور بھلائیوں کے ساتھ بُرائیاں اور زندگی کے ساتھ موت اور شیرینیوں کے ساتھ تلخیاں خلط ملط کر دی ہیں اور اپنے دوستوں کے لیے اسے بے غل و غش نہیں رکھا اور نہ دشمنوں کو دینے میں بخل کیا ہے۔ اس کی بھلائیاں بہت ہی کم ہیں اور بُرائیاں (جہاں چاہو) موجود۔ اس کی جمع پونجی ختم ہو جانے والی اور اُس کا ملک چھن جانیوالا اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانیوالی ہیں بھلا اُس گھر میں خیر و خوبی ہی کیا ہو سکتی ہے جو مسمار عمارت کی طرح گر جائے، اور اُس عمر میں جو زادِ راہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تُنْقَضُ نَقْضَ الْبِنَاءِ، وَعُمُرٍ
يَفْنَى فِيهَا فَنَاءَ الزَّادِ، وَمُدَّةٍ
تَنْقَطِعُ انْقِطَاعَ السَّيْرِ. اجْعَلُوا
مَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِنْ
طَلِبَتِكُمْ، وَاسْئَلُوهُ مِنْ اَدَاءِ
حَقِّهِ مَا سَاَلَكُمْ. وَاَسْمِعُوا دَعْوَةَ
الْمَوْتِ اَذَانَكُمْ قَبْلَ اَنْ
يُدْعَى بِكُمْ. اِنَّ الزَّاهِدِينَ
فِي الدُّنْيَا تَبْكِي قُلُوبُهُمْ وَاِنْ
ضَحِكُوا، وَيَشْتَدُّ حُزْنُهُمْ وَ
اِنْ فَرِحُوا، وَيَكْثُرُ مَقْتُهُمْ
اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ اغْتَبَطُوا بِمَا
رُزِقُوا. قَدْ غَابَ عَنْ
قُلُوبِكُمْ ذِكْرُ الْاٰجَالِ، وَ
حَضَرَتْكُمْ كَوَاذِبُ الْاَمَالِ.
فَصَارَتِ الدُّنْيَا اَمْلَكَ بِكُمْ
مِنَ الْاٰخِرَةِ، وَالْعَاجِلَةُ اَذْهَبَ
بِكُمْ مِنَ الْاٰجِلَةِ، وَاِنَّمَا اَنْتُمْ
اِخْوَانٌ عَلٰى دِينِ اللّٰهِ مَا فَرَّقَ
بَيْنَكُمْ اِلَّا خُبْثُ السَّرَائِرِ، وَسُوءُ
الضَّمَائِرِ. فَلَا تَوَازَرُونَ وَ
لَا تَنَاصَحُونَ، وَلَا تَبَاذَلُونَ
وَلَا تَوَادُّونَ. مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُونَ

کی طرح ختم ہو جائے اور اُس مدّت میں جو چلنے پھرنے
کی طرح تمام ہو جائے جن چیزوں کی تمھیں طلب و تلاش
رہتی ہے، ان میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھی داخل کر لو۔
اور جو اللہ نے تم سے چاہا ہے، اُسے پُورا کرنے کی توفیق
بھی اس سے مانگو۔ موت کا پیغام آنے سے پہلے موت
کی پکار اپنے کانوں کو سُنا دو۔ اس دُنیا میں زاہدوں کے
دل روتے ہیں اگرچہ وہ ہنس رہے ہوں۔ اور ان کا غم
واندوہ حد سے بڑھا ہوتا ہے اگرچہ ان (کے چہروں)
سے مسرّت ٹپک رہی ہو۔ اور انھیں اپنے نفسوں سے
انتہائی بَیر ہوتا ہے اگرچہ اس رزق کی وجہ سے جو انھیں
میسّر ہے، ان پر رشک کیا جاتا ہو۔ تمھارے دلوں سے
موت کی یاد جاتی رہی ہے اور جھوٹی امیدیں (تمھارے
اندر) موجود ہیں۔ آخرت سے زیادہ دنیا تم پر چھائی
ہوئی ہے اور وہ عقبیٰ سے زیادہ تمھیں اپنی طرف کھینچتی
ہے۔ تم دین خدا کے سلسلہ میں ایک دوسرے کے
بھائی بھائی ہو لیکن بدنیتی اور بد باطنی نے تم میں تفرقہ
ڈال دیا ہے۔ نہ تم ایک دوسرے کا بوجھ بٹاتے ہو نہ
باہم پند و نصیحت کرتے ہو نہ ایک دوسرے پر کچھ خرچ
کرتے ہو، نہ تمھیں ایک دوسرے کی چاہت ہے۔
تھوڑی سی دُنیا پا کر خوش ہونے لگتے ہو اور آخرت کے بیشتر
حصّہ سے بھی محرومی تمھیں غمزدہ نہیں کرتی۔ ذرا سی دُنیا
کا تمھارے ہاتھوں سے نکلنا تمھیں بے چین کر دیتا
ہے یہاں تک کہ بے چینی تمھارے چہروں سے ظاہر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِالْيَسِيرِ مِنَ الدُّنْيَا تَمْلِكُونَهُ وَلَا يَحْزُنُكُمُ الْكَثِيرُ مِنَ الْآخِرَةِ تُحْرَمُونَهُ. وَيُقْلِقُكُمُ الْيَسِيرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوتُكُمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ ذَلِكَ فِي وُجُوهِكُمْ وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا رُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمْ كَأَنَّهَا دَارُ مُقَامِكُمْ وَكَأَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ. وَمَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَيْبِهِ إِلَّا مَخَافَةُ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ بِمِثْلِهِ قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلَى رَفْضِ الْآجِلِ وَحُبِّ الْعَاجِلِ، وَصَارَ دِينُ أَحَدِكُمْ لُعْقَةً عَلَى لِسَانِهِ. صَنِيعُ مَنْ قَدْ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ وَأَحْرَزَ رِضَا سَيِّدِهِ.

ہونے لگتی ہے۔ اور کھوئی ہوئی چیز پر تمہاری بے صبریوں سے آشکارا ہو جاتی ہے۔ گویا یہ دنیا تمہارا (مستقل) مقام ہے، اور دنیا کا ساز و برگ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ تم میں سے کسی کو بھی اپنے کسی بھائی کا ایسا عیب اُچھالنے سے کہ جس کے ظاہر ہونے سے ڈرتا ہے صرف یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کا ویسا ہی عیب کھول کر اس کے سامنے رکھ دے گا۔ تم نے آخرت کو ٹھکرانے اور دُنیا کو چاہنے پر سمجھوتہ کر رکھا ہے۔ تم لوگوں کا دین تو یہ رہ گیا ہے کہ جیسے ایک دفعہ زبان سے چاٹ لیا جائے (یعنے صرف زبانی اقرار) اور تم تو اس شخص کی طرح (مطمئن) ہو چکے ہو کہ جو اپنے کام دھندوں سے فارغ ہو گیا ہو، اور اپنے مالک کی رضامندی حاصل کر لی ہو۔

خطبہ (۱۱۲)

۱۱۲۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ اَلْحَمْدَ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ نَحْمَدُهُ عَلَى الْآلَائِهِ كَمَا نَحْمَدُهُ عَلَى بَلَائِهِ. وَنَسْتَعِينُهُ عَلَى هٰذِهِ النُّفُوسِ الْبِطَاءِ عَمَّا

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو حمد کا پیوند نعمتوں سے اور نعمتوں کا سلسلہ شکر سے جوڑنے والا ہے۔ ہم اس کا نعمتوں پر اُسی طرح حمد کرتے ہیں جس طرح اس کی آزمائشوں پر ثنا و شکر بجا لاتے ہیں۔ اور ان نفسوں کے خلاف اس سے مدد مانگتے ہیں کہ جو احکام کے بجا لانے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أُمِرَتْ بِهِ، السِّرَاعِ إِلَى مَا نُهِيَتْ عَنْهُ۔ وَنَسْتَغْفِرُهُ مِمَّا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ وَأَحْصَاهُ كِتَابُهُ: عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ وَكِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ۔ وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ عَايَنَ الْغُيُوبَ وَوَقَفَ عَلَى الْمَوْعُودِ، إِيمَانًا نَفَى إِخْلَاصُهُ الشِّرْكَ وَيَقِينُهُ الشَّكَّ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ شَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ۔ لَا يَخِفُّ مِيزَانٌ تُوضَعَانِ فِيهِ، وَلَا يَثْقُلُ مِيزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ۔

میں سُست قدم اور ممنوع چیزوں کی طرف بڑھنے میں تیز گام ہیں اور ان (گناہوں سے) مغفرت چاہتے ہیں کہ جن پر اس کا علم محیط اور نامۂ اعمال حاوی ہے۔ نہ علم کوئی کمی کرنے والا ہے اور نہ نامۂ اعمال کسی کو چھوڑنے والا ہے۔ ہم اس شخص کے مانند ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس نے غیب کی چیزوں کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا ہو اور وعدہ کی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہو چکا ہو۔ ایسا ایمان کہ جس کے خلوص نے شرک کو اور یقین نے شک کو دُور پھینک دیا ہو۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور یہ کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبدؐ اور رسولؐ ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں (اچھی) باتوں کو اُوپر اور (نیک) اعمال کو بلند کرتی ہیں جس ترازو میں انھیں رکھ دیا جائے گا اس کا پلّہ ہلکا نہیں ہوگا۔ اور جس میزان سے انھیں الگ کر لیا جائے گا، اس کا پلّہ بھاری نہیں ہو سکتا۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّتِي هِيَ الزَّادُ وَبِهَا الْمَعَادُ: زَادٌ مُبَلِّغٌ وَمَعَادٌ مُنْجِحٌ۔ دَعَا إِلَيْهَا أَسْمَعُ دَاعٍ، وَوَعَاهَا خَيْرُ وَاعٍ۔ فَأَسْمَعَ دَاعِيَهَا وَفَازَ وَاعِيهَا۔ عِبَادَ اللّٰهِ إِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ حَمَتْ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ مَحَارِمَهُ۔ وَأَلْزَمَتْ

اے اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے، کہ یہی تقویٰ زادِ راہ ہے اور اسی کو لے کر پلٹنا ہے۔ یہ زاد (منزل تک) پہنچانے والا اور یہ پلٹنا کامیاب پلٹنا ہے۔ اس کی طرف سب سے بہتر سُنانے والے نے دعوت دی، اور بہترین سننے والے نے اسے سُن کر محفوظ کر لیا۔ چنانچہ دعوت دینے والے نے سُنا دیا، اور سُننے والا بہرہ اندوز ہو گیا۔ اللہ کے بندو! تقویٰ ہی نے اللہ کے دوستوں کو منہیات سے بچایا ہے اور ان کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قُلُوبَهُمْ مَخَافَتُهُ، حَتّٰى اَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ، وَاَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ. فَاَخَذُوا الرَّاحَةَ بِالنَّصَبِ وَالرِّيَّ بِالظَّمَاءِ. وَاسْتَقْرَبُوا الْاَجَلَ فَبَادَرُوا الْعَمَلَ، وَكَذَّبُوا الْاَمَلَ فَلَاحَظُوا الْاَجَلَ، ثُمَّ اِنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَعَنَاءٍ وَغِيَرٍ وَعِبَرٍ فَمِنَ الْفَنَاءِ اَنَّ الدَّهْرَ مُوَتِّرٌ قَوْسَهُ، لَا تُخْطِئُ سِهَامُهُ، وَلَا تُوسِي جِرَاحُهُ. يَرْمِي الْحَيَّ بِالْمَوْتِ وَالصَّحِيحَ بِالسَّقَمِ، وَالنَّاجِيَ بِالْعَطَبِ. اَكِلٌ لَا يَشْبَعُ وَشَارِبٌ لَا يَنْقَعُ. وَمِنَ الْعَنَاءِ اَنَّ الْمَرْءَ يَجْمَعُ مَا لَا يَاْكُلُ وَيَبْنِي مَا لَا يَسْكُنُ. ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى اللّٰهِ لَا مَالًا حَمَلَ، وَلَا بِنَاءً نَقَلَ. وَمِنْ غِيَرِهَا اَنَّكَ تَرَى الْمَرْحُومَ مَغْبُوطًا وَالْمَغْبُوطَ مَرْحُومًا لَيْسَ ذٰلِكَ اِلَّا نَعِيمًا زَالَ، وَبُؤْسًا نَزَلَ. وَمِنْ عِبَرِهَا اَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلٰى اَمَلِهِ فَيَقْتَطِعُهُ حُضُورُ اَجَلِهِ. فَلَا اَمَلٌ يُدْرِكُ وَلَا مُؤَمَّلٌ يُتْرَكُ، فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَغَرَّ سُرُورَهَا

دلوں میں خوف پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کی راتیں جاگتے اور تپتی ہوئی دوپہریں پیاس میں گزر جاتی ہیں اور اس تعب و کلفت کے عوض راحت (دائمی)، اور اس پیاس کے بدلہ میں (تسنیم و کوثر سے) سیرابی حاصل کرتے ہیں۔ انھوں نے موت کو قریب سمجھ کر اعمال میں جلدی کی اور امیدوں کو جھٹلا کر اجل کو نگاہ میں رکھا پھر یہ دُنیا تو فنا اور مشقت تغیّر اور عبرت کی جگہ ہے۔ چنانچہ فنا کرنے کی صورت یہ ہے کہ زمانہ اپنی کمان کا چلّہ چڑھائے ہوئے ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور نہ اس کے زخموں کا کوئی مداوا ہو سکتا ہے۔ زندہ پر موت کے، تندرست پر بیماری کے، اور محفوظ پر ہلاکت کے تیر چلاتا رہتا ہے۔ وہ ایسا کھاؤ ہے کہ سیر نہیں ہوتا اور ایسا پینے والا ہے کہ اس کی پیاس بجھتی ہی نہیں اور رنج و تعب کی صورت یہ ہے، کہ انسان مال جمع کرتا ہے لیکن اس میں سے کھانا اُسے نصیب نہیں ہوتا۔ گھر بناتا ہے مگر اس میں رہنے نہیں پاتا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح چل دیتا ہے کہ نہ مال ساتھ اُٹھا کر لے جا سکتا ہے اور نہ گھر ہی ادھر منتقل کر سکتا ہے۔ اور اس کے تغیّر کی یہ حالت ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو دیکھتے ہو جس کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے اور وہ (دیکھتے ہی دیکھتے)، اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس پر رشک کھایا جائے۔ اور قابل رشک آدمی کو دیکھتے ہو کہ (چند ہی دنوں میں) اُس کی حالت پر ترس آنے لگتا ہے۔ اس کی یہی وجہ تو ہے کہ اس سے نعمت جاتی رہی، اور اس پر فقر و افلاس ٹوٹ پڑا۔ اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَظْمَأَ رِيَّهَا وَاَضْحٰى فَيْئُهَا لِاَجَاءٍ يُرَدُّ، وَلَا مَاضٍ يَرْتَدُّ۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَقْرَبَ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لِلْحَاقِهٖ بِهٖ، وَاَبْعَدَ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ لِانْقِطَاعِهٖ عَنْهُ۔

اِنَّهٗ لَيْسَ شَيْءٌ بِشَرٍّ مِنَ الشَّرِّ اِلَّا عِقَابُهٗ، وَلَيْسَ شَيْءٌ بِخَيْرٍ مِنَ الْخَيْرِ اِلَّا ثَوَابُهٗ۔ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهٗ اَعْظَمُ مِنْ عِيَانِهٖ۔ وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْاٰخِرَةِ عِيَانُهٗ اَعْظَمُ مِنْ سَمَاعِهٖ۔ فَلْيَكْفِكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ، وَمِنَ الْغَيْبِ الْخَبَرُ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا نَقَصَ مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ مِنَ الْاٰخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا۔ فَكَمْ مِنْ مَنْقُوْصٍ رَابِحٍ وَمَزِيْدٍ خَاسِرٍ۔ اِنَّ الَّذِيْ اُمِرْتُمْ بِهٖ اَوْسَعُ مِنَ الَّذِيْ نُهِيْتُمْ عَنْهُ۔ وَمَا اُحِلَّ لَكُمْ اَكْثَرُ مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ۔ فَذَرُوْا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ، وَمَا ضَاقَ لِمَا اتَّسَعَ۔ قَدْ تُكُفِّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ وَاُمِرْتُمْ بِالْعَمَلِ، فَلَا يَكُوْنَنَّ الْمَضْمُوْنُ لَكُمْ طَلَبُهٗ اَوْلٰى

صورت یہ ہے کہ انسان اپنی اُمیدوں کی انتہا تک پہنچنے والا ہی ہوتا ہے کہ موت پہنچ کر امیدوں کے سارے بندھن توڑ دیتی ہے۔ اس طرح نہ اُمیدیں بر آتی ہیں اور نہ اُمیدیں باندھنے والا ہی باقی چھوڑا جاتا ہے۔ اللہ اکبر! اس دُنیا کی مسرت کی فریب کاریاں اور اس کی سیرابی کی تشنہ کامیاں کتنی زیادہ ہیں اور اس کے سایہ میں دھوپ کی شرکت کتنی زیادہ ہے۔ نہ آنے والی موت کو پلٹایا جا سکتا ہے اور نہ جانے والا پلٹ کر آسکتا ہے۔ سبحان اللہ! زندہ مُردوں سے انہی میں مل جانے کی وجہ سے کتنا قریب ہے اور مُردہ زندوں سے تمام تعلقات کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے کس قدر دُور ہے۔ بیشک کوئی بدی سے بدتر شے نہیں سوا اس کے عذاب کے اور کوئی اچھائی سے اچھی چیز نہیں سوا اس کے ثواب کے۔ دنیا کی ہر چیز کا سُننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ہے۔ مگر آخرت کی ہر شے کا دیکھنا سُننے سے کہیں بڑھا چڑھا ہوا ہے۔ تم اسی سُننے سے اس کی اصلی حالت کا، جو مشاہدہ میں آئے گی اندازہ اور خبر ہی سُن کر اس غیب کی تصدیق کر لو۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ دُنیا کی کمی اور آخرت کا اضافہ عقبیٰ کی کمی اور دُنیا کے اضافے سے کہیں بہتر ہے۔ بہت سے گھاٹا اُٹھانے والے فائدہ میں رہتے ہیں اور بہت سے سمیٹ لینے والے نقصان میں رہتے ہیں جن چیزوں کا خدا نے تم کو حکم دیا ہے (اور تمھارے لیے جائز رکھی ہیں) ان کا دامن اُن چیزوں سے کہیں وسیع ہے جن سے روکا ہے اور حرام کی ہوئی چیزوں سے حلال چیزیں کہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِكُمْ مِنَ الْمَفْرُوضِ عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ، مَعَ أَنَّهُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اعْتَرَضَ الشَّكُّ وَدَخَلَ الْيَقِينُ، حَتّٰى كَأَنَّ الَّذِي ضُمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ، وَكَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ قَدْ وُضِعَ عَنْكُمْ، فَبَادِرُوا الْعَمَلَ، وَخَافُوا بَغْتَةَ الْأَجَلِ، فَإِنَّهُ لَا يُرْجٰى مِنْ رَجْعَةِ الْعُمُرِ مَا يُرْجٰى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ. مَا فَاتَ الْيَوْمَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِيَ غَدًا زِيَادَتُهُ. وَمَا فَاتَ أَمْسِ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ. الرَّجَاءُ مَعَ الْحَيِّ، وَالْيَأْسُ مَعَ الْمَاضِي. فَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ.

زیادہ ہیں۔ لہٰذا زیادہ چیزوں کی وجہ سے کم چیزوں کو چھوڑ دو اور تنگنائے حرام سے نکل کر حلال کی وسعتوں میں آجاؤ۔ اس نے تمھارے رزق کا ذمہ لے لیا ہے اور تمھیں اعمال بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا جس چیز کا ذمہ لیا جا چکا ہے اُس کی تلاش وطلب اعمال وفرائض کے بجالانے سے تمھاری نظروں میں مقدم نہ ہونا چاہیے۔ مگر خدا کی قسم! تمھارا طرزِ عمل ایسا ہے کہ دیکھنے والے کو شبہ ہونے لگے۔ اور ایسا معلوم ہو کہ رزق کا حاصل کرنا تو تم پر فرض ہے اور جو واقعی تمھارا فریضہ ہے یعنی واجبات کا بجالانا، وہ تم سے ساقط ہے۔ عمل کی طرف بڑھو اور موت کے اچانک آجانے سے ڈرو۔ اس لیے کہ عمر کے پلٹ کر آنے کی آس نہیں لگائی جا سکتی۔ جبکہ رزق کے پلٹنے کی اُمید ہو سکتی ہے جو رزق ہاتھ نہیں لگا کل اس کی زیادتی کی توقع ہو سکتی ہے۔ اور اُمید نہیں کہ عمر کا گزرا ہوا کل "آج پلٹ آئیگا۔ اُمید تو آنے والے کی ہو سکتی ہے۔ اور جو گزر جائے اس سے تو مایوسی ہی ہے اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور جب موت آئے تو تمکو بہر صورت مسلمان ہونا چاہیے۔

خطبہ (۱۱۳)

"طلب باراں کے لیے آپؑ کے دعائیہ کلمات"۔

۱۱۳۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

اَللّٰهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا، وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا، وَهَامَتْ دَوَابُّنَا. وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا، وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالٰى عَلٰى أَوْلَادِهَا، وَمَلَّتِ التَّرَدُّدَ فِي مَرَاتِعِهَا، وَالْحَنِينَ إِلٰى مَوَارِدِهَا. اَللّٰهُمَّ

بارالٰہا! (خشک سالی سے) ہمارے پہاڑوں کا سبزہ بالکل سُوکھ گیا ہے اور زمین پر خاک اڑ رہی ہے۔ ہمارے چوپائے پیاسے ہیں اور اپنے چوپالوں میں بوکھلائے ہوئے پھرتے ہیں اور اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح رونے والیاں اپنے بچوں پر بین کرتی ہیں اور اپنی چراگاہوں کے پھیرے کرنے اور تالابوں کی طرف بصد شوق بڑھنے سے عاجز آگئے ہیں۔ پروردگارا! ان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَارْحَمْ اَنِيْنَ الْاٰنَّةِ، وَحَنِيْنَ
الْحَانَّةِ۔ اَللّٰهُمَّ فَارْحَمْ حَيْرَتَهَا
فِيْ مَذَاهِبِهَا، وَاَنِيْنَهَا فِيْ مَوَالِجِهَا۔
اَللّٰهُمَّ خَرَجْنَا اِلَيْكَ حِيْنَ اعْتَكَرَتْ
عَلَيْنَا حَدَابِيْرُ السِّنِيْنَ، وَ
اَخْلَفَتْنَا مَخَايِلُ الْجُوْدِ فَكُنْتَ
الرَّجَآءَ لِلْمُبْتَئِسِ، وَالْبَلَاغَ
لِلْمُلْتَمِسِ۔ نَدْعُوْكَ حِيْنَ
قَنَطَ الْاَنَامُ وَمُنِعَ الْغَمَامُ۔ وَ
هَلَكَ السَّوَامُ، اَنْ لَا تُؤَاخِذَنَا
بِاَعْمَالِنَا، وَلَا تَاْخُذَنَا بِذُنُوْبِنَا
وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ
الْمُنْبَعِقِ، وَالرَّبِيْعِ الْمُغْدِقِ
وَالنَّبَاتِ الْمُوْنِقِ۔ سَحًّا وَابِلًا
تُحْيِيْ بِهٖ مَا قَدْ مَاتَ، وَتَرُدُّ
بِهٖ مَا قَدْ فَاتَ۔ اَللّٰهُمَّ سُقْيًا
مِنْكَ مُحْيِيَةً مَرْوِيَةً، تَامَّةً
عَامَّةً، طَيِّبَةً مُبَارَكَةً، هَنِيْئَةً
مَرِيْعَةً۔ زَاكِيًا نَبْتُهَا، نَامِيًا
فَرْعُهَا، نَاضِرًا وَرَقُهَا، تَنْعَشُ
بِهَا الضَّعِيْفَ مِنْ عِبَادِكَ، وَتُحْيِيْ
بِهَا الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ۔ اَللّٰهُمَّ
سُقْيَا مِنْكَ تُعْشِبُ بِهَا نِجَادُنَا،

چیخنے والی بکریوں اور ان شوق بھرے لہجے میں پکارنے والے اونٹوں پر رحم کر۔ خدایا! تو ان استوں میں ان کی پریشانی اور گھروں میں ان کی چیخ پکار پر ترس کھا۔ بارِ خدایا! جبکہ قحط سالی کے لاغر اور نڈھال اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں۔ اور بظاہر برسنے والی گھٹائیں آ آ کے بن برسے گزر گئیں تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ تو ہی دکھ درد کے ماروں کی آس ہے اور تو ہی التجا کرنے والوں کا سہارا ہے۔ جبکہ لوگ بے آس ہو گئے اور بادلوں کا اٹھنا بند ہو گیا۔ اور مویشی بے جان ہو گئے تو ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہماری گرفت نہ کر اور ہمارے گناہوں کے سبب سے ہمیں (اپنے عذاب میں) نہ دھر لے۔ اے اللہ! تو دھواں دار بارشوں والے ابر اور چھاجوں پانی برسانے والی برکھا رُت اور نظروں میں کھپ جانے والے ہریاول سے اپنے دامانِ رحمت کو ہم پر پھیلا دے۔ وہ موسلا دھار اور لگاتار اس طرح برسیں کہ اُن سے مری ہوئی چیزوں کو تو زندہ کر دے اور گزری ہوئی بہاروں کو پلٹا دے۔ خدایا! ایسی سیرابی ہو کہ جو (مُردہ زمینوں کو) زندہ کرنے والی، سیراب بنانے والی، اور بھرپور برسنے والی، اور سب جگہ پھیل جانے والی، اور پاکیزہ و بابرکت اور خوشگوار و شاداب ہو۔ جس سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں شاخیں بارآور اور پتے ہرے بھرے ہو جائیں۔ اور جس سے تو اپنے عاجز و زمین گیر بندوں کو سہارا دے کر اوپر اٹھائے اور اپنے مردہ شہروں کو زندگی بخش دے۔ اے اللہ! ایسی سیرابی کہ جس سے ہمارے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں اور ندی نالے بہہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَجْرِي بِهَا وِهَادُنَا، وَيُخْصِبُ بِهَا
جَنَابُنَا، وَتُقْبِلُ بِهَا ثِمَادُنَا وَ
تَعِيشُ بِهَا مَوَاشِينَا وَتَنْدَى بِهَا
أَقَاصِينَا، وَتَسْتَعِينُ بِهَا ضَوَاحِينَا
مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ وَعَطَايَاكَ
الْجَزِيلَةِ عَلَى بَرِيَّاتِكَ الْمُرْمِلَةِ،
وَوَحْشَاتِكَ الْمُهْمَلَةِ. وَأَنْزِلْ
عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً بِدْرَارًا
هَاطِلَةً. يُدَافِعُ الْوَدْقُ مِنْهَا
الْوَدْقَ، وَيَحْفِزُ الْقَطْرُ مِنْهَا
الْقَطْرَ غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا، وَلَا
جَهَامٍ عَارِضُهَا، وَلَا قَزَعٍ
رَبَابُهَا، وَلَا شِفَانٍ ذِهَابُهَا،
حَتَّى يُخْصِبَ لِإِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُونَ
وَيَحْيَى بِبَرَكَتِهَا الْمُسْنِتُونَ،
فَإِنَّكَ تُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ
مَا قَنَطُوا، وَتَنْشُرُ رَحْمَتَكَ
وَأَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ۔

تَفْسِيرُ مَا فِي هٰذِهِ الْخُطْبَةِ
مِنَ الْغَرِيبِ۔

قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ اِنْصَاحَتْ
جِبَالُنَا، أَيْ تَشَقَّقَتْ مِنَ الْمَحْوُلِ،
يُقَالُ:۔ اِنْصَاحَ الثَّوْبُ إِذَا انْشَقَّ۔

نکلیں۔ اور آس پاس کے اطراف سرسبز و شاداب ہو جائیں۔ اور پھل نکل آئیں اور چوپائے جی اٹھیں اور دور کی زمینیں بھی تر بتر ہو جائیں۔ اور کھلے میدان بھی اس سے مدد پا سکیں اپنی پھیلنے والی برکتوں اور بڑی بڑی بخششوں سے جو تیری تباہ حال مخلوق اور بغیر چرواہے کے کھلے پھرنے والے حیوانوں پر ہیں۔ ہم پر ایسی بارش ہو، جو پانی سے شرابور کر دینے والی اور موسلا دھار اور لگاتار برسنے والی ہو۔ اس طرح کہ بارشیں بارشوں سے ٹکرائیں اور بوندوں کو تیزی سے ڈھکیلیں (کہ تار بندھ جائے) اس کی بجلی دھوکا دینے والی نہ ہو اور نہ اُفق پر چھا جانے والی گھٹا پانی سے خالی ہو اور نہ سفید ابر کے ٹکڑے بکھرے سے ہوں اور نہ صرف ہوا کے ٹھنڈے جھونکوں والی بوندا باندی ہو کر رہ جائے۔ (یوں برسا کہ) قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبزیوں سے خوشحال ہو جائیں۔ اور خشک سالی کی سختیاں جھیلنے والے اس کی برکتوں سے جی اٹھیں۔ اور تو ہی وہ ہے جو لوگوں کے نا اُمید ہو جانے کے بعد مینھ برساتا ہے اور اپنی رحمت کے دامن پھیلا دیتا ہے۔ اور تو ہی والی و وارث اور (اچھی) صفتوں والا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے اس ارشاد "اِنْصَاحَتْ جِبَالُنَا" کے معنی یہ ہیں کہ پہاڑوں میں قحط سالی سے شگاف پڑ گئے ہیں۔ اِنْصَاحَ الثَّوْبُ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب کپڑا پھٹ جائے اور اِنْصَاحَ النَّبْتُ، صَاحَ النَّبْتُ اور صَوَّحَ النَّبْتُ اس وقت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَيُقَالُ أَيْضًا: اَلْصَاحَ النَّبْتُ وَ صَاحَ وَصَوَّحَ إِذَا جَفَّ وَيَبِسَ. وَقَوْلُهُ: (وَهَامَتْ دَوَابُّنَا) أَيْ عَطِشَتْ، وَالْهُيَامُ الْعَطَشُ. وَقَوْلُهُ: (حَدَابِيرُ السِّنِينَ) جَمْعُ حِدْبَارٍ. وَهِيَ النَّاقَةُ الَّتِي أَنْضَاهَا السَّيْرُ، فَشَبَّهَ بِهَا السَّنَةَ الَّتِي فَشَا فِيهَا الْجَدْبُ. قَالَ ذُو الرُّمَّةِ:

حَدَابِيرُ مَا تَنْفَكُّ إِلَّا مُنَاخَةً
عَلَى الْخَسْفِ أَوْ نَرْمِي بِهَا بَلَدًا قَفْرًا

وَقَوْلُهُ: (وَلَا قَزَعَ رَبَابُهَا) اَلْقَزَعُ الْقِطَعُ الصِّغَارُ الْمُتَفَرِّقَةُ مِنَ السَّحَابِ. وَقَوْلُهُ: (وَلَا شَفَّانٍ ذِهَابُهَا) فَإِنَّ تَقْدِيرَهُ وَلَا ذَاتِ شَفَّانٍ ذِهَابُهَا. وَالشَّفَّانُ الرِّيحُ الْبَارِدَةُ، وَالذِّهَابُ الْأَمْطَارُ اللَّيِّنَةُ. فَحَذَفَ ذَاتَ لِعِلْمِ السَّامِعِ بِهِ.

بولا جاتا ہے کہ جب سبزہ خشک ہو جائے اور بالکل سوکھ جائے۔ اور ھَامَتْ دَوَابُّنَا کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے چوپائے پیاسے ہو گئے ہیں۔ هُيَامُ کے معنی پیاس کے ہوتے ہیں۔ اور حَدَابِيرُ السِّنِينَ میں حَدَابِيرُ حِدْبَارٍ کی جمع ہے جس کے معنی اُس اونٹنی کے ہیں، جسے سفروں نے لاغر اور نڈھال کر دیا ہو۔ چنانچہ حضرتؑ نے قحط زدہ سال کو اسی سفروں کی ماری ہوئی اونٹنی سے تشبیہ دی ہے۔

(عرب کے شاعر) "ذو الرّمہ" نے کہا ہے:۔

یہ لاغر اور کمزور اُونٹنیاں ہیں کہ جو یا تو بس ہر سختی وصعوبت کو جھیل کر اپنی جگہ پر بیٹھی رہتی ہیں۔ اور یا یہ کہ ہم انھیں کسی بے آب وگیاہ جنگل کے سفر میں لے جاتے ہیں تو وہاں جاتی ہیں۔ اور قَزَعَ رَبَابُهَا میں قَزَعَ چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی بدلیوں کو کہتے ہیں۔ اور شَفَّانٍ ذِهَابُهَا میں شفان کے معنی ٹھنڈی ہواؤں کے ہیں۔ اور ذہاب ہلکی ہلکی بوندا باندی کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں والی پھوہار۔ اور ذات کی لفظ جس کے معنی "والی" ہوتے ہیں۔ اس جگہ حذف فرما دی ہے۔ اس لیے کہ سننے والا اسے خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

۱۱۴۔ وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

خطبہ (۱۱۴)

اَرْسَلَهُ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ وَشَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ. فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَانٍ وَلَا مُقَصِّرٍ،

اللہ نے آپؐ کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اُس میں کچھ سستی کی نہ کوتاہی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ أَعْدَآءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَلَا مُعَذِّرٍ. إِمَامُ مَنِ اتَّقَى، وَبَصَرُ مَنِ اهْتَدَى مِنْهَا، وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ مِمَّا طُوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهُ، إِذًا لَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَبْكُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ، وَتَلْتَدِمُونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ. وَلَتَرَكْتُمْ أَمْوَالَكُمْ لِلْحَارِسِ لَهَا وَلَا خَالِفَ عَلَيْهَا. وَلَهَمَّتْ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ نَفْسُهُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِهَا. وَلَشَغَلَكُمْ نَسِيتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ، وَآمَنْتُمْ مَا حُذِّرْتُمْ، فَتَاهَ عَنْكُمْ آرَاؤُكُمْ، وَتَشَتَّتَتْ عَلَيْكُمْ أُمُورُكُمْ. وَلَوَدِدْتُ إِنَّ اللّٰهَ فَرَّقَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأَلْحَقَنِي بِمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِي مِنْكُمْ. قَوْمٌ وَاللّٰهِ مَيَامِينُ الرَّأْيِ، مَرَاجِيحُ الْحِلْمِ مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ، مَتَارِيكُ لِلْبَغْيِ. مَضَوْا قُدُمًا، عَلَى الطَّرِيقَةِ وَأَوْجَفُوا عَلَى الْمَحَجَّةِ. فَظَفَرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ.

اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا جس میں نہ کمزوری دکھائی نہ حیلے بہانے کیے۔ وہ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت پانے والوں (کی آنکھوں) کے لیے بصارت اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: جو چیزیں تم سے پردۂ غیب میں لپیٹ دی گئی ہیں اگر تم بھی انھیں جان لیتے، جس طرح میں جانتا ہوں، تو بلاشبہہ تم اپنی بداعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال و متاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنیوالے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کھلے میدانوں میں نکل پڑتے۔ اور ہر شخص کو اپنے ہی نفس کی پڑی ہوتی۔ کسی اور کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا۔ لیکن جو تمھیں یاد دلایا گیا تھا اسے تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمھیں ڈرایا گیا تھا، اس سے تم نڈر ہو گئے۔ اس طرح تمھارے خیالات بھٹک گئے، اور تمھارے سارے امور درہم برہم ہو گئے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان جدائی ڈال دے، اور مجھے اُن لوگوں سے ملا دے، جو تم سے زیادہ میرے حق دار ہیں۔ خدا کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں، جن کے خیالات مبارک اور عقلیں ٹھوس تھیں۔ وہ کھل کر حق بات کہنے والے اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑنے والے تھے وہ قدم آگے بڑھا کر اللہ کی راہ پر ہو لیے، اور سیدھی راہ پر (بے کھٹکے) دوڑے چلے گئے۔ چنانچہ انھوں نے ہمیشہ رہنے والی آخرت اور عمدہ و پاکیزہ نعمتوں کو پا لیا۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا۔ وہ دراز قد ہوگا، اور بل

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَمَا وَاللّٰهِ لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيفٍ الذَّيَّالُ الْمِيَالُ يَأْكُلُ خَضِرَتَكُمْ وَيُذِيبُ شَحْمَتَكُمْ إِيهٍ أَبَا وَذْحَةَ۔

کھا کر چلے گا۔ وہ تمھارے لیے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا، اور تمھاری چربی (تک) پگھلا دے گا۔ ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور!

(أَقُولُ:۔ اَلْوَذْحَةُ الْخُنْفُسَاءُ وَهٰذَا الْقَوْلُ يُومِئُ بِهٖ إِلَى الْحَجَّاجِ، وَلَهٗ مَعَ الْوَذْحَةِ حَدِيثٌ لَيْسَ هٰذَا مَوْضِعَ ذِكْرِهٖ)

سیّد رضی فرماتے ہیں کہ وذحہ کے معنی خُنفساء[1] کے ہیں۔ آپؑ نے اپنے اس ارشاد سے حجّاج (ابن یوسف ثقفی) کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا خُنفساء سے متعلق ایک واقعہ ہے جس کے بیان کرنے کا یہ محل نہیں۔

---

[1] اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حجاج ایک دن نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا، تو خنفسا اس کی طرف بڑھا۔ حجاج نے ہاتھ بڑھا کر اُسے روکنا چاہا مگر اس نے اسے کاٹ لیا۔ جس سے اس کے ہاتھ پر ورم آگیا۔ اور آخر اس کے اثر سے اس کی موت واقع ہوئی۔

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ وذحہ اس گوبر کو کہتے ہیں جو کسی حیوان کی دُم پر لگا رہ گیا ہو۔ اور اس کنیت سے مقصود اس کی تذلیل ہے۔

۱۱۵۔ وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

خطبہ (۱۱۵)

فَلَا أَمْوَالَ بَذَلْتُمُوهَا لِلَّذِي رَزَقَهَا، وَلَا أَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي خَلَقَهَا۔ تَكْرَهُونَ بِاللّٰهِ عَلَى عِبَادِهٖ، وَلَا تُكْرِمُونَ اللّٰهَ فِي عِبَادِهٖ۔ فَاعْتَبِرُوا بِمَنْزُولٍ بِكُمْ مَنَازِلَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَانْقِطَاعِكُمْ عَنْ أَوْصَلِ إِخْوَانِكُمْ۔

جس نے تم کو مال و متاع بخشا ہے اس کی راہ میں تم اُسے صرف نہیں کرتے اور نہ اپنی جانوں کو اُس کے لیے خطرہ میں ڈالتے ہو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ تم نے اللہ کی وجہ سے بندوں میں عزت و آبرو پائی، لیکن اس کے بندوں کے ساتھ حُسن سلوک کر کے اس کا احترام و اکرام نہیں کرتے۔ جن مکانات میں اگلے لوگ آباد تھے، ان میں اب تم مقیم ہوتے ہو۔ اور قریب سے قریب بھائی گزر جاتے اور تم رہ جاتے ہو۔ اس سے عبرت حاصل کرو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۱۶- وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

أَنْتُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ، وَالْإِخْوَانُ فِي الدِّيْنِ، وَالْجُنَنُ يَوْمَ الْبَأْسِ، وَالْبِطَانَةُ دُوْنَ النَّاسِ۔ بِكُمْ أَضْرِبُ الْمُدْبِرَ، وَأَرْجُو طَاعَةَ الْمُقْبِلِ. فَأَعِينُونِي بِمُنَاصَحَةٍ خَلِيَّةٍ مِنَ الْغِشِّ سَلِيمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ۔ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ۔

خطبہ (۱۱۶)

تم حق کے قائم کرنے میں (میرے) ناصر و مددگار ہو، اور دین میں (ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہو۔ اور سختیوں میں (میری) سپر ہو، اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر تم ہی میرے رازدار ہو۔ تمھاری مدد سے روگردانی کرنے والے پر میں تلوار چلاتا ہوں اور پیشقدمی کرنے والے کی اطاعت کی توقع رکھتا ہوں۔ ایسی خیرخواہی کے ساتھ میری مدد کرو کہ جس میں دھوکا فریب نہ ہو، اور شک و بدگمانی کا شائبہ تک نہ ہو۔ اسلیے کہ میں ہی لوگوں (کی امامت) کے لیے سب سے زیادہ اولیٰ و مقدم ہوں

۱۱۷- وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

وَقَدْ جَمَعَ النَّاسَ وَحَضَّهُمْ عَلَى الْجِهَادِ فَسَكَتُوا مَلِيًّا۔

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ..... أَمُخْرَسُونَ أَنْتُمْ؟ فَقَالَ قَوْمٌ مِنْهُمْ:۔ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ سِرْتَ سِرْنَا مَعَكَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَالُكُمْ لَا سُدِّدْتُمْ لِرُشْدٍ، وَلَا هُدِيتُمْ لِقَصْدٍ۔ أَفِي مِثْلِ هٰذَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَخْرُجَ؟ إِنَّمَا يَخْرُجُ فِي مِثْلِ هٰذَا رَجُلٌ مِمَّنْ أَرْضَاهُ مِنْ شُجْعَانِكُمْ وَذَوِي بَأْسِكُمْ، وَلَا يَنْبَغِي لِي

خطبہ (۱۱۷)

امیرالمومنین علیہ السلام نے لوگوں کو جمع کیا اور انھیں جہاد پر آمادہ کرنا چاہا تو وہ لوگ دیر تک چپ رہے، تو آپؑ نے فرمایا، تمھیں کیا ہوگیا ہے۔ کیا تم گونگے ہوگئے ہو؟ تو ایک گروہ نے کہا کہ اے امیرالمومنینؑ اگر آپ چلیں، تو ہم بھی آپؑ کے ہمراہ چلیں گے۔ جس پر حضرت نے فرمایا:

تمھیں کیا ہوگیا ہے۔ تمھیں ہدایت کی توفیق نہ ہو اور نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو۔ کیا ایسے حالات میں میں ہی نکلوں۔ اس وقت تو تمھارے جوانمردوں اور طاقتوروں میں سے جس شخص کو میں پسند کروں گا اُسے جانا چاہیے میرے لیے مناسب نہیں کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، زمین کے خراج کی فراہمی، مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ اور مطالبہ کرنے والوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَنْ اَدَعَ الْجُنْدَ وَالْمِصْرَ وَبَيْتَ
الْمَالِ وَجِبَايَةَ الْاَرْضِ وَالْقَضَاءَ
بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالنَّظَرَ فِيْ حُقُوْقِ
الْمُطَالِبِيْنَ، ثُمَّ اَخْرُجَ فِيْ كَتِيْبَةٍ
اُتَبِّعُ اُخْرٰى اَتَقَلْقَلُ تَقَلْقُلَ
الْقِدْحِ فِي الْجَفِيْرِ الْفَارِغِ، وَاِنَّمَا
اَنَا قُطْبُ الرَّحٰى تَدُوْرُ عَلَيَّ وَ
اَنَا بِمَكَانِيْ، فَاِذَا فَارَقْتُهُ
اِسْتَحَارَ مَدَارُهَا وَاضْطَرَبَ
ثُفَالُهَا هٰذَا لَعَمْرُ اللّٰهِ الرَّأْيُ
السُّوْءُ. وَاللّٰهِ لَوْلَا رَجَائِيْ
الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِيْ الْعَدُوَّ
لَوَقَدْحُمَّ لِيْ لِقَاؤُهُ. لَقَرَّبْتُ
رِكَابِيْ، ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ
فَلَا اَطْلُبُكُمْ مَا اخْتَلَفَ جَنُوْبٌ
وَشَمَالٌ. اِنَّهُ لَا غَنَاءَ فِيْ كَثْرَةِ
عَدَدِكُمْ مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ
قُلُوْبِكُمْ. لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى
الطَّرِيْقِ الْوَاضِحِ الَّتِيْ لَا يَهْلِكُ
عَلَيْهَا اِلَّا هَالِكٌ، مَنِ اسْتَقَامَ فَاِلَى
الْجَنَّةِ وَمَنْ زَلَّ فَاِلَى النَّارِ۔

کے حقوق کی دیکھ بھال چھوڑ دوں، اور لشکر لیے ہوئے دوسرے لشکر کے پیچھے نکل کھڑا ہوں۔ اور جس طرح خالی ترکش میں بے پیکان کا تیر ہلتا جلتا ہے۔ جنبش کھاتا رہوں، میں چکی کے اندر کا وہ قطب ہوں کہ جس پر وہ گھومتی ہے جب تک میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہوں۔ اور اگر میں نے اپنا مقام چھوڑ دیا تو اس کے گھومنے کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا۔ اور اس کا نیچے والا پتھر بھی بے ٹھکانے ہو جائے گا۔ خدا کی قسم! یہ بہت بُرا مشورہ ہے۔ قسم بخدا! اگر دشمن کا مقابلہ کرنے سے مجھے شہادت کی اُمید نہ ہو جبکہ وہ مقابلہ میرے لیے مقدر ہو چکا ہو، تو میں اپنی سواریوں کو (سوار ہونے کے لیے) قریب کر لیتا، اور تمھیں چھوڑ چھاڑ کر نکل جاتا۔ اور جب تک جنوبی و شمالی ہوائیں چلتی رہتیں، تمھیں کبھی طلب نہ کرتا۔ تمھارے شمار میں زیادہ ہونے سے کیا فائدہ! جبکہ تم یک دل نہیں ہو پاتے۔ میں نے تمھیں صحیح راستے پر لگایا ہے، کہ جس میں ایسا ہی شخص تباہ و برباد ہو گا، جو خود اپنے لیے ہلاکت کا سامان کیے بیٹھا ہو۔ اور جو اس راہ پر جمارہے گا وہ جنّت کی طرف، اور جو پھسل جائے گا وہ دوزخ کی جانب بڑھے گا۔

لہ جنگِ صفین کے بعد جب معاویہ کی فوجوں نے آپؑ کے مختلف علاقوں پر حملے شروع کر دیئے تو ان کی روک

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مقام کے لیے آپ نے عراقیوں سے کہا لیکن انھوں نے ٹالنے کے لیے یہ عذر تراشا کہ اگر آپ فوج کے ہمراہ چلیں تو ہم بھی چلنے کو تیار ہیں۔ جس پر حضرت نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اپنی مجبوریوں کو واضح کیا کہ اگر میں چلوں، تو مملکت کا نظم وضبط برقرار نہیں رہ سکتا۔ اور اس عالم میں کہ دشمن کے حملے چاروں طرف سے شروع ہو چکے ہیں۔ مرکز کو خالی رکھنا مصلحت کے خلاف ہے۔ مگر اُن لوگوں سے کیا توقع کی جا سکتی تھی جنھوں نے صفین کی فتح کو شکست سے بدل کر ان حملوں کا دروازہ کھول دیا ہو۔

۱۱۸۔ وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ تَبْلِيغَ الرِّسَالَاتِ، وَإِتْمَامَ الْعِدَاتِ، وَتَمَامَ الْكَلِمَاتِ۔ وَعِنْدَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَبْوَابُ الْحِكَمِ وَضِيَاءُ الْأَمْرِ۔ أَلَا وَإِنَّ شَرَائِعَ الدِّينِ وَاحِدَةٌ، وَسُبُلَهُ قَاصِدَةٌ۔ مَنْ أَخَذَ بِهَا لَحِقَ وَغَنِمَ، وَمَنْ وَقَفَ عَنْهَا ضَلَّ وَنَدِمَ۔ اعْمَلُوا لِيَوْمٍ تُذْخَرُ لَهُ الذَّخَائِرُ وَتُبْلَى فِيهِ السَّرَائِرُ۔ وَمَنْ لَا يَنْفَعُهُ حَاضِرُ لُبِّهِ فَغَائِبٌ بِهِ عَنْهُ أَعْجَزُ، وَغَائِبُهُ أَعْوَزُ۔ وَاتَّقُوا نَارًا حَرُّهَا شَدِيدٌ، وَقَعْرُهَا بَعِيدٌ، وَحِلْيَتُهَا حَدِيدٌ، وَشَرَابُهَا صَدِيدٌ۔ أَلَا وَإِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ تَعَالَى لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُوَرِّثُهُ مَنْ لَا يَحْمَدُهُ۔

خطبہ (۱۱۸)

خدا کی قسم! مجھے پیغاموں کے پہنچانے، وعدوں کے پورا کرنے اور آیتوں کی صحیح تاویل بیان کرنے کا خوب علم ہے اور ہم اہل بیتؑ (نبوّت) کے پاس علم و معرفت کے دروازے اور شریعت کی روشن راہیں ہیں۔ آگاہ رہو کہ دین کے تمام قوانین کی روح ایک اور اس کی راہیں سیدھی ہیں۔ جو ان پر ہو لیا، وہ منزل تک پہنچ گیا اور بہرہ یاب ہوا۔ اور جو ٹھہرا رہا۔ وہ گمراہ رہا اور (آخر کار) نادم و پشیمان ہوا۔ اس دن کے لیے عمل کرو کہ جس کے لیے ذخیرے فراہم کیے جاتے ہیں اور جس میں نیتوں کو جانچا جائے گا جسے اپنی ہی عقل فائدہ نہ پہنچائے کہ جو اس کے پاس موجود ہے، تو (دوسروں) کی عقلیں کہ جو اس سے دُور اور اوجھل ہیں فائدہ رسانی سے بہت عاجز و قاصر ہوں گی (دوزخ) کی آگ سے ڈرو کہ جسکی تپش تیز اور گہرائی بہت زیادہ ہے اور (جہاں پہننے کو) لوہے کے زیور اور (پینے کو) پیپ بھرا ہوگا۔ ہاں جس شخص کا ذکرِ خیر لوگوں میں خدا برقرار رکھے وہ اُسکے لیے اس مال سے کہیں بہتر ہے جس کا ایسوں کو وارث بنا جاتا ہے جو اس کو سراہتے تک نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لہ اگر انسان جیتے جاگتے اپنے اختیار سے کسی کو کچھ دے جائے تو لینے والا اس کا احسانمند ہوتا ہے لیکن جو مال مجبوری سے چھن جائے، تو چھین لینے والا اپنے کو اس کا زیر بار احسان نہیں سمجھتا اور نہ اسے سراہتا ہے۔ یہی حالت مرنے والے کی ہوتی ہے کہ اس کے ورثار یہی سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ چھوڑ گیا ہے وہ ہمارا حق تھا کہ جو ہمیں ملنا چاہئے تھا۔ اس میں اس کا احسان ہی کیا کہ اسے سراہا جائے۔ لیکن اسی مال سے اگر وہ کوئی اچھا کام کر جاتا، تو دنیا میں اس کا نام بھی رہتا، اور دنیا والے اس کی تحسین و آفرین بھی کرتے ؎

خُنک کسے کہ پس از وے حدیثِ خیر کنند — کہ جز حدیث نماند از بنی آدم!

۱۱۹۔ وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

خطبہ (۱۱۹)

وَقَدْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ:۔ نَهَيْتَنَا عَنِ الْحُكُومَةِ ثُمَّ أَمَرْتَنَا بِهَا فَمَا نَدْرِي أَيُّ الْأَمْرَيْنِ أَرْشَدُ؟ فَصَفَّقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ:۔

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ۔ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَنِّي حِينَ أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي يَجْعَلُ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا، فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ، وَإِنِ اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ، وَإِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ لَكَانَتِ الْوُثْقَى، وَلٰكِنْ بِمَنْ وَإِلَى مَنْ؟ أُرِيدُ أَنْ أُدَاوِيَ بِكُمْ وَأَنْتُمْ دَائِي كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ وَهُوَ

حضرتؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کر آپؑ کے سامنے آیا اور کہا کہ یا امیر المومنینؑ پہلے تو آپ نے ہمیں تحکیم سے روکا اور پھر اس کا حکم بھی دیدیا۔ نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات زیادہ صحیح ہے۔ (یہ سُن کر حضرتؑ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا) جس نے عہد و فا کو توڑ دیا ہو اس کی یہی پاداش ہوا کرتی ہے۔ خدا کی قسم! جب میں نے تمھیں تحکیم کے مان لینے کا حکم دیا تھا۔ اگر اسی امرِ ناگوار (جنگ) پر تمھیں ٹھہرائے رکھتا کہ جس میں اللہ تمھارے لیے بہتری ہی کرتا۔ چنانچہ تم اس پر جمے رہتے، تو میں تمھیں سیدھی راہ پر لے چلتا۔ اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمھیں سیدھا کر دیتا۔ اور اگر انکار کرتے تو تمھارا تدارک کرتا، تو بلاشبہہ یہ ایک مضبوط طریقہ کار ہوتا۔ لیکن کس کی مدد سے، اور کس کے بھروسے پر؟ میں تم سے اپنا چارہ چاہتا تھا اور تم ہی میرا مرض نکلے۔ جیسے کانٹے کو کانٹے سے نکالنے والا کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَعْلَمُ اَنَّ صَنِيْعَهَا مَعَهَا. اَللّٰهُمَّ قَدْ مَلَّتْ اَطِبَّاءُ هٰذَا الدَّاءِ الدَّوِيِّ، وَكَلَّتِ النَّزَعَةُ بِاَشْطَانِ الرَّكِيِّ. اَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ دُعُوْا اِلَى الْاِسْلَامِ فَقَبِلُوْهُ، وَقَرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاَحْكَمُوْهُ. وَهُيِّجُوْا اِلَى الْقِتَالِ فَوَلَهُوْا وَلَهَ اللِّقَاحِ اِلٰى اَوْلَادِهَا وَسَلِبُوا السُّيُوْفَ اَغْمَادَهَا. وَاَخَذُوْا بِاَطْرَافِ الْاَرْضِ زَحْفًا زَحْفًا وَصَفًّا صَفًّا. بَعْضٌ هَلَكَ وَبَعْضٌ نَجَا. لَا يُبَشَّرُوْنَ بِالْاَحْيَاءِ، وَلَا يُعَزَّوْنَ عَنِ الْمَوْتٰى. مُرُّ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الصِّيَامِ. ذُبَّلُ الشِّفَاهِ مِنَ الدُّعَاءِ. صُفْرُ الْاَلْوَانِ مِنَ السَّهَرِ. عَلٰى وُجُوْهِهِمْ غَبَرَةُ الْخَاشِعِيْنَ. اُولٰٓئِكَ اِخْوَانِيَ الذَّاهِبُوْنَ. فَحَقَّ لَنَا اَنْ نَظْمَاءَ اِلَيْهِمْ وَنَعَضَّ الْاَيْدِيَ عَلٰى فِرَاقِهِمْ. اِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّيْ لَكُمْ طُرُقَهُ، وَيُرِيْدُ اَنْ يَحُلَّ دِيْنَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً، وَيُعْطِيَكُمْ بِالْجَمَاعَةِ الْفُرْقَةَ وَبِالْفُرْقَةِ الْفِتْنَةَ فَاصْدِفُوْا

وہ جانتا ہے کہ یہ بھی اسی کی طرف جھکے گا، خدایا اس موذی مرض سے چارہ گر عاجز آ گئے ہیں اور اس کنوئیں کی رسّیاں کھینچنے والے تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔ وہ لوگ کہاں ہیں کہ جنھیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی، تو انھوں نے اسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا۔ تو اس پر عمل بھی کیا۔ جہاد کے لیے انھیں اُبھارا گیا، تو اس طرح شوق سے بڑھے، جیسے دودھ دینے والی اُونٹنیاں اپنے بچّوں کی طرف۔ انھوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا، اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پا لیا۔ (ان میں سے) کچھ مر گئے، کچھ بچ گئے۔ نہ زندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے اُن کی آنکھیں سفید، رُوزوں سے اُن کے پیٹ لاغر، دعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے اُن کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنیوالوں کی طرح اُن کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ یہ میرے وہ بھائی تھے، جو (دُنیا سے) گزر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بیشک تمھارے لیے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں وہ چاہتا ہے کہ تمھارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں یکجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے۔ تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منھ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنْ نَزَعَاتِهٖ وَ نَفَثَاتِهٖ۔ وَاقْبَلُوْا النَّصِيْحَةَ مِمَّنْ اَهْدَاهَا اِلَيْكُمْ وَاعْقِلُوْهَا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ۔

موڑے رہو۔ اور نصیحت کی پیش کش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو، اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔

لہ امیر المؤمنینؑ کے پرچم کے نیچے جنگ کرنے والے گو آپؑ ہی کی جماعت میں شمار ہوتے تھے، مگر جن کی آنکھوں میں آنسو، چہروں پر زردی، زبانوں پر قرآنی نغمہ، دلوں میں ایمانی ولولہ، پیروں میں ثبات و قرار روح میں عزم و ہمت اور نفس میں صبر و استقامت کا جوہر ہوتا تھا، انہی کو صحیح معنوں میں شیعیان علی کہا جا سکتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ تھے، جن کی جدائی میں امیر المؤمنین کے دل کی بیتابیاں آہ بن کر زبان سے نکل رہی ہیں، اور آتشِ فراق کے لو کے قلب و جگر کو پھونکے دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیوانہ وار موت کی طرف لپکتے تھے، اور بچ رہنے پر انھیں مسرت و شادمانی نہ ہوتی تھی۔ بلکہ ان کے دل کی آواز یہ ہوتی تھی، کہ

شرمندہ ماندہ ایم کہ چرا زندہ ماندہ ایم

جس انسان میں ان صفات کی تھوڑی بہت جھلک ہوگی، وہی متبعِ آل محمد (علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام)، اور شیعۂ علی علیہ السلام کہلا سکتا ہے۔ ورنہ یہ ایک ایسا لفظ ہوگا جو اپنے معنی کو کھو چکا ہو اور بے محل استعمال ہونے کی وجہ سے اپنی عظمت کو گنوا چکا ہو۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے ایک جماعت کو اپنے دروازہ پر دیکھا، تو قنبر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ قنبر نے کہا یا امیر المؤمنینؑ یہ آپ کے شیعہ ہیں۔ یہ سنکر حضرتؑ کی پیشانی پر بل آیا، اور فرمایا مَالِیْ وَلَا اَرٰی فِیْهِمْ سِیْمَاءَ الشِّیْعَةِ کیا وجہ ہے کہ یہ شیعہ کہلاتے ہیں، اور ان میں شیعوں کی کوئی بھی علامت نظر نہیں آتی"۔ اس پر قنبرؓ نے دریافت کیا کہ شیعوں کی علامت کیا ہوتی ہے؟ تو حضرتؑ نے جواب میں فرمایا۔

خُمْصُ الْبُطُوْنِ مِنَ الطَّوٰى يُبْسُ الشِّفَاهِ مِنَ الظَّمَاءِ عُمْشُ الْعُيُوْنِ مِنَ الْبُكَاءِ

بھوک سے ان کے پیٹ لاغر، پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہو گئی ہوتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَهُ لِلْخَوَارِجِ وَقَدْ خَرَجَ إِلَى مُعَسْكَرِهِمْ وَهُمْ مُقِيمُونَ عَلَى إِنْكَارِ الْحُكُومَةِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَكُلُّكُمْ شَهِدَ مَعَنَا صِفِّينَ؟ فَقَالُوا: مِنَّا مَنْ شَهِدَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَشْهَدْ: قَالَ فَامْتَازُوا فِرْقَتَيْنِ فَلْيَكُنْ مَنْ شَهِدَ صِفِّينَ فِرْقَةً وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْهَا فِرْقَةً حَتَّى أُكَلِّمَ كُلًّا مِنْكُمْ بِكَلَامِهِ وَنَادَى النَّاسَ فَقَالَ: أَمْسِكُوا عَنِ الْكَلَامِ، وَأَنْصِتُوا لِقَوْلِي، وَأَقْبِلُوا بِأَفْئِدَتِكُمْ إِلَيَّ، فَمَنْ نَشَدْنَاهُ شَهَادَةً فَلْيَقُلْ بِعِلْمِهِ فِيهَا:۔ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكَلَامٍ طَوِيلٍ (مِنْهُ)

أَلَمْ تَقُولُوا عِنْدَ رَفْعِهِمُ الْمَصَاحِفَ حِيلَةً وَغِيلَةً وَمَكْرًا وَخَدِيعَةً:۔ إِخْوَانُنَا وَأَهْلُ دَعْوَتِنَا، اسْتَقَالُونَا وَاسْتَرَاحُوا إِلَى

خطبہ نمبر ۱۲۰

جب خوارج تحکیم کے زمانے پر اڑ گئے، تو حضرت ان کے پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا:۔ کیا تم سب کے سب ہمارے ساتھ صفین میں موجود تھے؟ انھوں نے کہا کہ ہم میں سے کچھ تھے اور کچھ نہیں تھے تو حضرت نے فرمایا۔ کہ پھر تم دو گروہوں میں الگ الگ ہو جاؤ ایک وہ جو صفین میں موجود تھا اور ایک وہ جو وہاں موجود نہ تھا، تاکہ میں ہر ایک سے جو گفتگو اس سے مناسب ہو وہ کروں اور لوگوں سے پکار کر کہا:۔ کہ بس اب (آپس میں) بات چیت نہ کرو۔ اور خاموشی سے میری بات سنو اور دل سے توجہ کرو اور جس سے ہم گواہی طلب کریں وہ اپنے علم کے مطابق (جو کی توں) گواہی دے پھر حضرت نے ان لوگوں سے ایک طویل گفتگو فرمائی۔

من جملہ اس کے یہ فرمایا کہ جب ان لوگوں نے حیلہ و مکر اور جعل و فریب سے قرآن (نیزوں پر) اٹھائے تھے تو کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ۔

وہ ہمارے بھائی بند اور ہمارے ساتھ (اسلام کی) دعوت قبول کرنے والے ہیں اب چاہتے ہیں کہ ہم جنگ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ فَالرَّأْيُ
الْقَبُولُ مِنْهُمْ وَالتَّنْفِيسُ عَنْهُمْ
فَقُلْتُ لَكُمْ: هٰذَا أَمْرٌ ظَاهِرُهُ
إِيمَانٌ وَبَاطِنُهُ عُدْوَانٌ، وَ
أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَآخِرُهُ نَدَامَةٌ:
فَأَقِيمُوا عَلَى شَأْنِكُمْ وَالْزَمُوا
طَرِيقَتَكُمْ. وَعَضُّوا عَلَى الْجِهَادِ
بِنَوَاجِذِكُمْ. وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَى
نَاعِقٍ نَعَقَ: إِنْ أُجِيبَ أَضَلَّ
وَإِنْ تُرِكَ ذَلَّ. وَقَدْ كَانَتْ
هٰذِهِ الْفَعْلَةُ، وَقَدْ رَأَيْتُكُمْ
أَعْطَيْتُمُوهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ أَبَيْتُهَا
مَا وَجَبَتْ عَلَيَّ فَرِيضَتُهَا، وَ
وَلَا احْتَمَلَنِي اللّٰهُ ذَنْبَهَا. وَوَاللّٰهِ
إِنْ جِئْتُهَا إِنِّي لَلْمُحِقُّ الَّذِي
يُتَّبَعُ وَإِنَّ الْكِتَابَ لَمَعِي.
مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ فَلَقَدْ
كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَإِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُورُ
عَلَى الْآبَاءِ وَالْأَبْنَاءِ وَالْإِخْوَانِ
وَالْقَرَابَاتِ، فَمَا نَزْدَادُ
عَلَى كُلِّ مُصِيبَةٍ وَشِدَّةٍ إِلَّا
إِيمَانًا وَمُضِيًّا عَلَى الْحَقِّ،

سے ہاتھ اٹھالیں اور وہ اللہ سبحانہ کی کتاب پر سمجھوتہ کے
لیے ٹھہر گئے ہیں۔ صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی بات
مان لی جائے اور ان کی گلو خلاصی کی جائے، تو میں نے
تم سے کہا تھا کہ اس چیز کے باہر ایمان اور اندر کینہ و عناد
ہے اس کی ابتدا شفقت و مہربانی اور نتیجہ ندامت و پشیمانی
ہے لہٰذا تم اپنے رویہ پر ٹھہرے رہو اور اپنی راہ پر مضبوطی
سے جمے رہو۔ اور جہاد کے لیے اپنے دانتوں کو بھینچ لو
اور اس[۵۲] چلانے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ اگر اس
کی آواز پر لبیک کہی گئی تو یہ گمراہ کرے گا اور اگر اسے
یونہی رہنے دیا جائے تو ذلیل ہو کر رہ جائے گا (لیکن)
جب تحکیم کی صورت انجام پا گئی تو میں تمھیں دیکھ رہا
تھا کہ تم ہی اس پر رضامندی دینے والے تھے۔ خدا کی قسم
اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو مجھ پر اس کا کوئی فریضہ
واجب نہ ہوتا اور نہ اللہ مجھ پر اس (کے ترک) کا گناہ عائد
کرتا اور قسم بخدا اگر میں اس کی طرف بڑھا تو اس صورت
میں بھی میں ہی وہ حق پرست ہوں جس کی پیروی کی جانا
چاہیے اور کتابِ خدا میرے ساتھ ہے اور جب
سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے میں اس سے الگ نہیں
ہوا ہم (جنگوں میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ کے ساتھ تھے۔ اور قتل ہونے والے وہی تھے جو
ایک دوسرے کے باپ، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار
ہوتے تھے لیکن ہر مصیبت اور سختی میں ہمارا ایمان بڑھتا
تھا اور حق کی پیروی اور دین کی اطاعت میں زیادتی ہوتی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَسْلِيمًا لِلْأَمْرِ وَصَبْرًا عَلَى مَضَضِ الْجِرَاحِ، وَلٰكِنَّا إِنَّمَا أَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيهِ مِنَ الزَّيْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّأْوِيلِ فَإِذَا طَمِعْنَا فِي خَصْلَةٍ يَلُمُّ اللّٰهُ بِهَا شَعَثَنَا وَنَتَدَانَى بِهَا إِلَى الْبَقِيَّةِ فِيمَا بَيْنَنَا رَغِبْنَا فِيهَا وَأَمْسَكْنَا عَمَّا سِوَاهَا۔

اور زخموں کی ٹیسوں پر صبر میں اضافہ ہوتا تھا۔ مگر اب ہم کو ان لوگوں سے کہ جو اسلام کی رُو سے ہمارے بھائی کہلاتے ہیں جنگ کرنا پڑ گئی ہے، چونکہ (ان کی وجہ سے) اس میں گمراہی، کجی، شبہات اور غلط سلط تاویلات داخل ہو گئے ہیں تو جب ہمیں کوئی ایسا ذریعہ نظر آئے کہ جس سے (ممکن ہے) اللہ ہماری پریشانیوں کو دُور کر دے اور اس کی وجہ سے ہمارے درمیان جو باقی ماندہ (لگاؤ) رہ گیا ہے اس کی طرف بڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے قریب ہوں تو ہم اسی کے خواہشمند رہیں گے اور کسی دوسری صورت سے جو اس کے خلاف ہو ہاتھ روک لیں گے۔

۱؎ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ یہ خطبہ تین ایسے ٹکڑوں پر مشتمل ہے جو ایک دوسرے سے غیر مرتبط ہیں، چونکہ علامہ سید رضی حضرت کے خطبوں کا کچھ حصہ منتخب کرتے تھے اور کچھ درج نہ کرتے تھے جس سے سلسلۂ کلام ٹوٹ جاتا تھا اور ربط برقرار نہ رہتا تھا چنانچہ ایک ٹکڑا ان ترک ذلّ پر اور دوسرا وصبرا علی مضض الجراح پر ختم ہوتا ہے اور تیسرا آخر کلام تک ہے۔

۲؎ اس سے معاویہ یا عمرو بن عاص مراد ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۲۱

قَالَهُ لِأَصْحَابِهِ فِي سَاحَةِ الْحَرْبِ

جنگ کے میدان میں اپنے اصحاب سے فرمایا:۔

وَأَيُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ أَحَسَّ مِنْ نَفْسِهِ بِرِبَاطَةِ جَأْشٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَرَأَى مِنْ أَحَدٍ مِنْ إِخْوَانِهِ فَشَلًا فَلْيَذُبَّ عَنْ أَخِيهِ بِفَضْلِ نَجْدَتِهِ

تم میں سے جو شخص بھی جنگ کے موقع پر اپنے دل میں حوصلہ و دلیری محسوس کرے اور اپنے کسی بھائی سے کمزوری کے آثار دیکھے تو اسے چاہیے کہ اپنی شجاعت کی برتری کے ذریعے سے جس کے لحاظ سے وہ اس پر فوقیت رکھتا ہے اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الَّتِي فُضِّلَ بِهَا عَلَيْهِ كَمَا يَذُبُّ عَنْ نَفْسِهِ، فَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُ مِثْلَهُ۔ إِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِيثٌ لَا يَفُوتُهُ الْمُقِيمُ وَلَا يُعْجِزُهُ الْهَارِبُ إِنَّ أَكْرَمَ الْمَوْتِ الْقَتْلُ وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ بِيَدِهِ لَأَلْفُ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مِيتَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ۔

سے (دشمنوں کو) اسی طرح دور کرے جیسے انھیں اپنے سے دور ہٹاتا ہے۔ اس لیے کہ اگر اللہ چاہے تو اسے بھی ویسا ہی کردے بیشک موت تیزی سے ڈھونڈھنے والی ہے نہ ٹھہرنے والا اس سے بچ کر نکل سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا اسے عاجز کرسکتا ہے۔ بلاشبہ قتل ہونا عزت کی موت ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابن ابی طالب کی جان ہے۔ کہ بستر پر اپنی موت مرنے سے تلوار کے ہزار وار کھانا مجھے آسان ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكُمْ تَكْشُونَ كَشِيشَ الضِّبَابِ لَا تَأْخُذُونَ حَقًّا وَلَا تَمْنَعُونَ ضَيْمًا۔ قَدْ خُلِّيتُمْ وَالطَّرِيقَ فَالنَّجَاةُ لِلْمُقْتَحِمِ وَالْهَلَكَةُ لِلْمُسْتَوْهِمِ۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ یہ ہے) گویا میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم (شکست و ہزیمت کے وقت) اس طرح کی آوازیں نکال رہے ہو جس طرح سوسماروں کے اژدہام کے وقت ان کے جسموں کے رگڑ کھانے کی آواز ہوتی ہے نہ تم اپنا حق لیتے ہو اور نہ توہین آمیز زیادتیوں کی روک تھام کرسکتے ہو تمھیں راستے پر کھلا چھوڑ دیا گیا ہے نجات اس کیلئے ہے کہ جو اپنے کو جنگ میں جھونکدے اور جو سوچتا ہی رہ جائے اسکے لئے ہلاکت و تباہی ہے

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۲۲

فِي حَثِّ أَصْحَابِهِ عَلَى الْقِتَالِ

فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ، وَأَخِّرُوا الْحَاسِرَ وَعَضُّوا عَلَى الْأَضْرَاسِ، فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ، وَالْتَوُوا فِي أَطْرَافِ الرِّمَاحِ فَإِنَّهُ أَمْوَرُ لِلْأَسِنَّةِ، وَغُضُّوا الْأَبْصَارَ فَإِنَّهُ أَرْبَطُ لِلْجَأْشِ وَأَسْكَنُ لِلْقُلُوبِ

اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لیے فرمایا:۔ زرہ پوش کو آگے رکھو اور بے زرہ کو پیچھے کردو اور دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اُچٹ جاتی ہیں۔ اور نیزوں کی انیوں کو پہلو بدل کر خالی دیا کرو کہ اس سے اُن کے رُخ پلٹ جاتے ہیں آنکھیں جھکائے رکھو کہ اس سے حوصلہ مضبوط رہتا ہے اور دل ٹھہرے رہتے ہیں اور آوازوں کو بلند نہ کرو کہ اس سے بزدلی دور رہتی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَأَمِيتُوا الْأَصْوَاتَ فَإِنَّهُ أَطْرَدُ
لِلْفَشَلِ. وَرَايَتَكُمْ فَلَا تُمِيلُوهَا
وَلَا تُخِلُّوهَا، وَلَا تَجْعَلُوهَا إِلَّا
بِأَيْدِي شُجْعَانِكُمْ وَالْمَانِعِينَ
الذِّمَارَ مِنْكُمْ، فَإِنَّ الصَّابِرِينَ
عَلَى نُزُولِ الْحَقَائِقِ هُمُ الَّذِينَ
يَحُفُّونَ بَرَايَاهُمْ وَيَكْتَنِفُونَهَا
حِفَافَيْهَا وَوَرَاءَهَا وَأَمَامَهَا
وَلَا يَتَأَخَّرُونَ عَنْهَا فَتُسْلِمُوهَا،
وَلَا يَتَقَدَّمُونَ عَلَيْهَا فَيُفْرِدُوهَا
أَجْزَأَ امْرُؤٌ قِرْنَهُ، وَآسَى أَخَاهُ
بِنَفْسِهِ وَلَمْ يُكِلْ قِرْنَهُ إِلَى أَخِيهِ
فَيَجْتَمِعَ عَلَيْهِ قِرْنُهُ وَقِرْنُ
أَخِيهِ:- وَأَيْمُ اللهِ لَئِنْ فَرَرْتُمْ مِنْ
سَيْفِ الْعَاجِلَةِ لَا تَسْلَمُوا مِنْ
سَيْفِ الْآخِرَةِ:- وَأَنْتُمْ لَهَامِيمُ
الْعَرَبِ وَالسَّنَامُ الْأَعْظَمُ إِنَّ
فِي الْفِرَارِ مَوْجِدَةَ اللهِ، وَالذُّلَّ
اللَّازِمَ وَالْعَارَ الْبَاقِيَ:- وَإِنَّ الْفَارَّ
لَغَيْرُ مَزِيدٍ فِي عُمُرِهِ وَلَا مَحْجُوزٌ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَوْمِهِ الرَّائِحِ إِلَى
اللهِ كَالظَّمْآنِ يَرِدُ الْمَاءَ الْجَنَّةُ
تَحْتَ أَطْرَافِ الْعَوَالِي. أَيُّكُمْ تُبْلِي

اور اپنا جھنڈا سرنگوں نہ ہونے دو اور نہ اسے اکیلا
چھوڑو۔ اسے اپنے جوانمردوں اور عزت کے پاسبانوں
کے ہاتھوں ہی میں رکھو (چونکہ مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے پر
وہی لوگ صبر کرتے ہیں جو اپنے جھنڈوں کے گرد گھیرا
ڈال کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے اس کا احاطہ کر لیتے
ہیں وہ پیچھے نہیں ہٹتے کہ (اسے دشمنوں کے ہاتھوں میں
(سونپ دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اسے اکیلا چھوڑ دیں
ہر شخص اپنے مدّمقابل سے خود نپٹے اور دل و جان سے
اپنے بھائی کی بھی مدد کرے اور اپنے حریف کو کسی اور
بھائی کے حوالے نہ کرے کہ یہ اور اس کا حریف اکٹھا کر کے
اس پر ٹوٹ پڑیں۔ خدا کی قسم تم اگر دنیا کی تلوار
سے بھاگے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے
تم تو عرب کے جواں مرد اور سربلند لوگ ہو (یاد رکھو کہ)
بھاگنے میں اللہ کا غضب اور نہ مٹنے والی رسوائی اور
ہمیشہ کے لیے ننگ و عار ہے بھاگنے والا اپنی عمر بڑھا نہیں
لیتا اور نہ اس میں اور اس کی موت کے دن میں کوئی چیز
حائل ہو جاتی ہے اللہ کی طرف جانیوالا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا
پانی تک پہنچ جائے۔ جنت نیزوں کی انیوں کے نیچے ہے آج
حالات پرکھ لیے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں ان دشمنوں سے دو
بدو ہو کر لڑنے کا اس سے زیادہ مشتاق ہوں جتنا یہ اپنے گھروں
کو پلٹنے کے مشتاق ہوں گے۔ خداوندا! اگر یہ حق کو ٹھکرا دیں
تو ان کے جتھے کو توڑ دے اور انھیں ایک آواز پر جمع نہ ہونے
دے اور ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں تباہ و برباد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاَخْبَارُ:۔ وَاللّٰہِ لَاَنَا اَشْوَقُ اِلٰی لِقَآءِھِمْ مِنْھُمْ اِلٰی دِیَارِھِمْ:۔ اَللّٰھُمَّ فَاِنْ رَدُّوا الْحَقَّ فَاغْفِرْ جَمَاعَتَھُمْ وَشَتِّتْ کَلِمَتَھُمْ، وَاَبْسِلْھُمْ بِخَطَایَاھُمْ، اِنَّھُمْ لَنْ یَزُوْلُوْا عَنْ مَوَاقِفِھِمْ دُوْنَ طَعْنٍ دِرَاکٍ، یَخْرُجُ مِنْہُ النَّسِیْمُ، وَضَرْبٍ یَفْلِقُ الْھَامَ وَیُطِیْحُ الْعِظَامَ، وَیُنْدِرُ السَّوَاعِدَ وَالْاَقْدَامَ۔ وَحَتّٰی یُرْمَوْا بِالْمَنَاسِرِ تَتْبَعُھَا الْمَنَاسِرُ: وَیُرْجَمُوْا بِالْکَتَائِبِ تَقْفُوْھَا الْحَلَائِبُ: وَحَتّٰی یُجَرَّ بِلَادِھِمُ الْخَمِیْسُ، یَتْلُوْہُ الْخَمِیْسُ، وَحَتّٰی تَدْعَقَ الْخُیُوْلُ فِیْ نَوَاحِرِ اَرْضِھِمْ، وَبِاَعْنَانِ مَسَارِبِھِمْ وَمَسَارِحِھِمْ (اَقُوْلُ) الدَّعْقُ:۔ الدَّقُّ، اَیْ تَدُقُّ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِھَا اَرْضَھُمْ وَنَوَاحِرُ اَرْضِھِمْ مُتَقَلَّلَاتُھَا۔ یُقَالُ: مَنَازِلُ بَنِیْ فُلَانٍ تَتَنَاحَرُ، اَیْ تَتَقَابَلُ۔

کر یہ اپنے موقف (شر و فساد) سے اس وقت تک ہٹنے والے نہیں جب تک تابڑ توڑ نیزوں کے ایسے وار نہ ہوں کہ (جس سے زخموں کے منہ اس طرح کھل جائیں کہ) ہوا کے جھونکے گزر سکیں۔ اور تلواروں کی ایسی چوٹیں نہ پڑیں کہ جو سروں کو شگافتہ کر دیں اور ہڈیوں کے پرخچے اڑا دیں اور بازوؤں اور قدموں کو توڑ کر پھینک دیں اور پے در پے لشکروں کا نشانہ نہ بنائے جائیں اور ایسی فوجیں ان پر ٹوٹ نہ پڑیں کہ جن کے پیچھے (کمک کے لیے) اور شہسواروں کے دستے ہوں اور جب تک کہ ان کے شہروں پر یکے بعد دیگرے فوجوں کی چڑھائی نہ ہو یہاں تک کہ گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند ڈالیں اور ان کے سبزہ زاروں اور چراگاہوں کو پامال کر دیں۔

سیّد رضی کہتے ہیں کہ دَعْق کے معنی روندنے کے ہیں اور اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ گھوڑے اپنے سموں سے ان کی زمینوں کو روندیں اور نَوَاحِرِ اَرْضِھِمْ سے مراد وہ زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں عرب اگر یوں کہیں کہ منازل بنی فلان تتناحر تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ فلاں قبیلے کے گھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔

۱؎ حضرت نے یہ خطبہ جنگ صفین کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ یہ جنگ امیر المومنین اور امیر شام معاویہ کے درمیان ۳۷ھ میں خون عثمان کے قصاص کے نام سے لڑی گئی مگر اصل حقیقت اس کے علاوہ کچھ نہ تھی کہ امیر شام جو حضرت عمر کے عہد سے شام کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خود مختار حکمراں چلا آ رہا تھا۔ حضرت کے ہاتھوں پر بیعت کر کے شام کی ولایت سے دست بردار ہونا نہ چاہتا تھا اور قتل عثمان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنا چاہتا تھا۔ جیسا کہ بعد کے واقعات اس کے شاہد ہیں کہ اس نے حکومت حاصل کر لینے کے بعد خونِ عثمان کے سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہ اٹھایا اور بھولے سے بھی کبھی قاتلین عثمان کا نام نہ لیا۔ امیرالمومنین کو اگرچہ پہلے سے اس کا اندازہ تھا کہ اس سے ایک نہ ایک دن جنگ ضرور ہوگی تاہم اس پر اتمام حجت کر دینا ضروری تھا اس لیے جب ۱۲ رجب روز دوشنبہ ۳۶ھ میں جنگ جمل سے فارغ ہو کر دارالکوفہ ہوئے تو جریر ابن عبداللہ بجلی کو خط دے کر معاویہ کے پاس دمشق روانہ کیا جس میں تحریر فرمایا کہ مہاجرین و انصار میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ لہٰذا تم بھی میری اطاعت قبول کرتے ہوئے پہلے بیعت کرو اور پھر قتل عثمان کا مقدمہ میرے سامنے پیش کرو۔ تاکہ میں کتاب و سنت کے مطابق اس کا فیصلہ کروں مگر معاویہ نے جریر کو حیلے بہانوں سے روک لیا اور عمرو بن عاص سے مشورہ کرنے کے بعد خون عثمان کے بہانہ سے بغاوت شروع کر دی اور شام کے سربرآوردہ لوگوں کے ذریعہ تنگ نظر و نافہم عوام کو یقین دلایا کہ حضرت عثمان کے قتل کی ذمہ داری حضرت علی پر عائد ہوتی ہے اور وہی اپنے طرزِ عمل سے محاصرہ کرنے والوں کی ہمت افزائی کرنے والے اور انھیں اپنے دامن میں پناہ دینے والے ہیں اور ادھر حضرت عثمان کا خون آلود پیراہن اور ان کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ کی کٹی ہوئی انگلیاں دمشق کی جامع مسجد میں منبر پر لٹکا دیں۔ جس کے گرد ستر ہزار شامی ڈھاریں مار مار کر روتے اور قصاصِ عثمان کے عہد و پیمان باندھتے تھے۔ جب معاویہ نے شامیوں کے جذبات اس حد تک بھڑکا دیئے کہ وہ جان دینے اور کٹ مرنے کے لیے آمادہ ہو گئے تو خون عثمان کے قصاص پر ان سے بیعت لی اور حرب و پیکار کے سروسامان کرنے میں مصروف ہو گیا اور جریر کو یہ سارا نقشہ دکھا کر ناکام و نامراد رخصت کر دیا۔

جب امیرالمومنین کو جریر ابن عبداللہ کی زبانی ان واقعات کا علم ہوا تو آپ اس کے خلاف قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے اور مالک بن حبیب یربوعی کو وادیٔ تخیلہ میں فوجوں کی فراہمی کا حکم دیا۔ چنانچہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں پر جوق در جوق آنے شروع ہوئے اور بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد اسّی ہزار سے متجاوز ہو گئی حضرت نے پہلے آٹھ ہزار کا ایک ہراول دستہ زیاد بن نضر حارثی کی زیر قیادت اور چار ہزار کا ایک دستہ شریح بن ہانی کی زیر سرکردگی شام کی جانب روانہ کیا اور اس مقدمۃ الجیش کی روانگی کے بعد ۲۵ شوال روز چہارشنبہ خود بھی بقایا لشکر کو لے کر شام کی جانب چل دیے جب حدود کوفہ سے نکلے تو نماز ظہر ادا فرمائی اور دیر ابو موسیٰ، نہر نرس، قبۂ رقیّین۔ بابل۔ دیر کعب، کربلا، ساباط، بہر سیر، انبار اور جریرہ میں منزل کرتے ہوئے مقام رقّہ پر پہنچے۔ یہاں کے لوگ حضرت عثمان کے ہوا خواہ تھے اور یہیں پر سماک ابن مخرمۂ اسدی بنی اسد کے آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا یہ لوگ امیرالمومنین سے منحرف ہو کر معاویہ کے پاس جانے کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لیے کوفہ سے نکل کھڑے ہوئے تھے جب انھوں نے حضرت کی فوج کو دیکھا تو دریائے فرات پر سے کشتیوں کا پل اتار دیا تاکہ آپ کی فوج ادھر سے دریا کو عبور کر کے دوسری طرف نہ جا سکے، مگر مالک اشتر کے ڈرانے دھمکانے سے وہ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور آپس میں مشورہ کرنے کے بعد کشتیوں کو پھر سے جوڑ دیا جس سے حضرت اپنے لشکر سمیت گزر گئے جب دریا کے اس پار اترے تو دیکھا کہ زیاد اور شریح بھی اپنے اپنے دستوں کے ساتھ وہاں پر موجود ہیں چونکہ ان دونوں نے دریائے فرات کے کنارے خشکی کا راستہ اختیار کیا تھا اور یہاں پہنچ کر جب انھیں معلوم ہوا کہ امیر شام اپنی فوجوں کے ہمراہ فرات کی طرف بڑھ رہا ہے تو اس خیال سے کہ وہ شامی فوج کا مقابلہ نہ کر سکیں گے امیر المومنین کے انتظار میں ٹھہر گئے تھے جب ان لوگوں نے اپنے رک جانے کی وجہ بیان کی تو حضرت نے ان کے عذر کو صحیح قرار دیا اور یہاں سے پھر انھیں آگے کی جانب روانہ کر دیا۔ جب یہ فصیل روم کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ابو الاعور سلمی سپاہ شام کے ساتھ چھاؤنی ڈالے ہوئے ہے ان دونوں نے امیر المومنین کو اس کی اطلاع دی جس پر حضرت نے مالک بن حارث اشتر کو سپہ سالار بنا کر ان کے عقب میں روانہ کر دیا اور انھیں تاکید فرما دی کہ جنگ میں پہل نہ کریں اور جہاں تک بن پڑے انھیں سمجھانے بجھانے اور حقیقتِ حال پر مطلع کرنے کی کوشش کریں چنانچہ مالک اشتر نے وہاں پہنچ کر ان کے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈال دیا، جنگ تو ہر وقت شروع کی جا سکتی تھی مگر انھوں نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ کوئی ایسا اقدام کیا کہ جس سے جنگ چھڑنے کی کوئی صورت پیدا ہوتی مگر ابو الاعور نے اچانک رات کے وقت ان پر ہلہ بول دیا جس پر انھوں نے بھی تلواریں نیاموں سے نکال لیں اور ان کی روک تھام کے لیے آمادہ ہو گئے کچھ دیر تک آپس میں جھڑپیں ہوتی رہیں۔ آخر وہ رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ جنگ کی ابتدا تو ہو چکی تھی صبح ہوتے ہی عراقیوں کے ایک سپہ سالار ہاشم ابن عتبہ میدان میں آ کھڑے ہوئے، ادھر سے بھی فوج کا ایک دستہ مقابلہ کیلئے اتر آیا اور دونوں طرف سے جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ آخر مالک اشتر نے ابو الاعور کو اپنے مقابلہ کیلئے للکارا۔ مگر وہ ان کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور شام کے وقت اپنے لشکر کو لے کر آگے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے دن امیر المومنین بھی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور ہراول دستوں اور فوجوں کے ہمراہ صفین کے رخ پر چل دیئے کہ جہاں معاویہ نے پہلے ہی پہنچ کر مناسب جگہوں پر مورچے قائم کر لیے تھے اور فرات کے گھاٹ پر پہرا بٹھا کر اس پر قبضہ کر لیا تھا حضرت نے وہاں پہنچ کر اسے فرات پر سے پہرا اٹھا لینے کے لیے کہلوایا مگر اس نے انکار کیا جس پر عراقیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور دلیرانہ حملہ کر کے فرات پر قبضہ کر لیا۔ جب یہ مرحلہ طے ہو گیا تو حضرت نے بشیر ابن عمرو انصاری سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی تمیمی کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ اسے جنگ کے نشیب و فراز سمجھائیں اور مصالحت و بیعت کے لیے آمادہ کریں۔ مگر اس نے یہ جواب دیا کہ ہم کسی طرح عثمان کے خون کو رائگاں نہیں جانے دیں گے اور اب ہمارا فیصلہ تلوار ہی کرے گی۔ چنانچہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ذی الحجہ ۳۶ھ میں دونوں فریق میں جنگ کی ٹھن گئی اور دونوں طرف سے مردانِ کارزار اپنے حریف کے مقابلہ کے لیے میدان میں اُتر آئے حضرت کی طرف سے میدان مقابلہ میں آنے والے حجر بن عدی کندی، شبث بن ربعی، خالد بن معمر زیاد بن نضر زیاد بن خصفہ تمیمی سعید بن قیس، قیس بن سعد اور مالک بن حارث اشتر تھے اور شامیوں کی طرف سے عبدالرحمٰن بن خالد مخزومی، ابوالاعور سُلمی، حبیب بن مسلمہ فہری عبداللہ ابن ذی الکلاع حمیری، عبیداللہ بن عمر بن الخطاب، شرجیل ابن سمط کندی اور حمزہ بن مالک ہمدانی تھے۔ جب ذی الحجہ کا مہینہ ختم ہوگیا تو محرم میں جنگ کا سلسلہ رُوک دینا پڑا اور یکم صفر روز چہارشنبہ سے پھر جنگ شروع ہوگئی اور دونوں فریق تلواروں، نیزوں، تیروں اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر ایک دوسرے کے سامنے صف آرا ہوگئے حضرت کی طرف سے اہل کوفہ کے سواروں پر مالک اشتر اور پیادوں پر عمار بن یاسر اور اہل بصرہ کے سواروں پر سہل بن حنیف اور پیادوں پر قیس بن سعد سپہ سالار متعین ہوئے اور علم لشکر ہاشم بن عتبہ کے سپرد کیا گیا اور سپاہ شام کے میمنہ پر ابن ذی الکلاع اور میسرہ پر حبیب بن مسلمہ اور سواروں پر عمرو بن عاص اور پیادوں پر ضحاک بن قیس امیر سپاہ مقرر ہوئے۔

پہلے دن مالک اشتر اپنے دستہ کے ساتھ میدان وغا میں آئے اور ادھر سے ان کے مقابلہ میں حبیب بن مسلمہ اپنی فوج کو لے کر نکلا اور دونوں طرف سے خونریز جنگ شروع ہوگئی اور دن بھر تلواریں تلواروں سے اور نیزے نیزوں سے ٹکراتے رہے۔

دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سپاہ علوی کے ساتھ نکلے اور ادھر سے ابوالاعور سوار و پیادے لے کر مقابلہ میں آیا اور جب دونوں لشکر ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو سوار سواروں پر اور پیادے پیادوں پر ٹوٹ پڑے اور بڑے صبر و استقلال سے ایک دوسرے پر وار کرتے اور سہتے رہے۔

تیسرے دن عمار بن یاسر اور زیاد بن نضر سوار و پیادے لے کر نکلے اور اُدھر سے عمرو بن عاص سپاہ کثیر لے کر بڑھا زیاد نے فوج مخالف کے سواروں پر اور عمار یاسر نے پیادوں پر ایسے جوش و خروش سے حملے کیے کہ سپاہ دشمن کے قدم اکھڑ گئے اور وہ تاب مقاومت نہ لاکر اپنی قیام گاہوں کی طرف پلٹ گئے۔

چوتھے دن محمد بن حنفیہ اپنے دستۂ فوج کے ساتھ میدان میں آئے اور ادھر سے عبیداللہ بن عمر شامیوں کے لشکر کے ساتھ بڑھا اور دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

پانچویں دن عبداللہ بن عباس آگے بڑھے اور ادھر سے ولید بن عتبہ سامنے آیا۔ عبداللہ بن عباس نے بڑی پامردی و جرأت سے حملے کیے اور اس طرح جوہر شجاعت دکھائے کہ دشمن میدان چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

چھٹے دن قیس بن سعد انصاری فوج کو لے کر بڑھے اور ان کے مقابلہ میں ذوالکلاع اپنا دستہ لے کر بڑھا اور ایسا سخت رن پڑا کہ قدم قدم پر لاشے تڑپتے اور خون کے سیلاب بہتے ہوئے نظر آنے لگے۔ آخر رات کے اندھیرے نے دونوں لشکروں کو جدا کر دیا۔

ساتویں دن مالک اشتر نکلے اور ان کے مقابلہ میں حبیب ابن مسلمہ اپنی سپاہ کے ساتھ بڑھا اور ظہر تک معرکۂ کارزار گرم رہا آٹھویں دن خود امیر المومنین لشکر کے جلو میں نکلے اور اس طرح حملہ کیا کہ میدان میں زلزلہ آگیا اور صفوں کو چیرتے اور تیر و سنان کے حملے روکتے ہوئے دونوں صفوں کے درمیان آ کھڑے ہوئے اور معاویہ کو للکارا جس پر عمرو ابن عاص کو لیے ہوئے کچھ قریب آیا تو آپ نے فرمایا: اُبْرُزْ اِلَیَّ قَاتِلَ صَاحِبَهٗ فَالْاَمْرُ لَهٗ تم خود میرے مقابلہ کے لیے نکلو، اور پھر جو اپنے حریف کو مار لے وہ خلافت کو سنبھال لے"۔ جس پر عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ علیؑ بات تو انصاف کی کہتے ہیں، ذرا جرأت کرو اور مقابلہ کر دیکھو۔ معاویہ نے کہا کہ میں تمھارے تاننے کی وجہ سے اپنی جان گنوانے کے لیے تیار نہیں اور یہ کہہ کر واپس ہو گیا۔ حضرت نے اسے جاتے دیکھا تو مسکرا کر خود بھی لوٹ آئے۔

امیر المومنین نے صفین کے میدان میں جس بے جگری سے حملے کیے اسے اعجازی قوت ہی کا کرشمہ کہا جا سکتا ہے چنانچہ جب آپ میدان میں للکارتے ہوئے نکلتے دشمن کی صفیں ابتری اور سراسیمگی کے عالم میں منتشر ہو جاتیں اور جی توڑ کر لڑنے والے بھی آپ کے مقابلہ میں آنے سے ہچکچانے لگتے اسی لیے حضرت بعض دفعہ لباس تبدیل فرما کر میدان میں آئے تاکہ دشمن پہچان نہ سکے اور کوئی دو بدو ہو کر لڑنے کے لیے تیار ہو جائے چنانچہ ایک دفعہ عباس ابن ربیعہ کے مقابلہ میں اُدھر سے غزاز ابن ادھم نکلا اور دونوں داؤ پیچ دکھاتے رہے مگر کوئی اپنے حریف کو شکست نہ دے سکا اتنے میں عباس کو اس کی زرہ کا ایک حلقہ ڈھیلا دکھائی دیا۔ چنانچہ انھوں نے نہایت چابکدستی سے اس حلقہ کو تلوار کی نوک میں پرو لیا اور جھٹکا دے کر زرہ کے حلقے چیر ڈالے اور پھر تاک کر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے سینہ کے اندر اتر گئی۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا معاویہ اس آواز پر چونکا اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ غزاز مارا گیا تو پیچ و تاب کھانے لگا اور پکار کر کہا کہ کوئی ہے جو عباس کو قتل کر کے غزاز کا بدلہ لے جس پر قبیلہ بنی لخم کے دو شمشیر زن اٹھ کھڑے ہوئے اور عباس کو اپنے مقابلہ میں للکارا۔ عباس نے کہا کہ میں اپنے امیر سے اجازت لے کر آتا ہوں اور یہ کہہ کر حضرت کے پاس اجازت طلب کرنے کے لیے آئے حضرت نے انھیں روک کر ان کا لباس خود پہن لیا اور انہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آ گئے لخمی آپ کو عباس سمجھ کر کہنے لگے کہ کیا اپنے امیر سے اجازت لے آئے ہو۔ حضرت نے جواب میں اس آیت کی تلاوت فرمائی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ۔ ترجمہ:۔ جن (مسلمانوں) کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خلاف (کافر) لڑا کرتے ہیں اب انھیں بھی جنگ کی اجازت ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔

اب ان میں سے ایک فیل مست کی طرح چنگھاڑتا ہوا نکلا اور آپ پر حملہ کیا مگر آپ نے اس کا وار خالی جانے دیا اور پھر اس طرح صفائی سے اس کی کمر پر تلوار چلائی کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ وار خالی گیا ہے مگر جب اس کا گھوڑا اچھلا تو اس کے دونوں ٹکڑے الگ الگ زمین پر جا پڑے اس کے بعد دوسرا نکلا اور وہ بھی چشم زدن میں ڈھیر ہو گیا پھر حضرت نے دوسروں کو مقابلہ کے لیے للکارا، مگر دشمن تلوار کے وار سے سمجھ گیا کہ عباس کے بھیس میں خود امیر المومنین ہیں۔ اس لیے کسی نے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

نویں دن میمنہ عبداللہ ابن بدیل کے اور میسرہ عبداللہ ابن عباس کے زیر کمان تھا اور قلب لشکر میں خود امیر المومنین رونق افزا تھے اور ادھر سے حبیب ابن مسلمہ سپاہ شام کی قیادت کر رہا تھا جب دونوں صفیں ایک دوسرے کے قریب ہوئیں تو بہادروں نے تلواریں سونت لیں اور ایک دوسرے پر بپھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹ پڑے اور ہر طرف رن پڑن پڑنے لگا۔ حضرت کے میمنہ لشکر کا علم بنی ہمدان کے ہاتھوں میں گردش کر رہا تھا۔ چنانچہ جب بھی ان میں سے کوئی شہید ہو کر گرتا تھا تو دوسرا بڑھ کر علم اٹھا لیتا پہلے کریب ابن شریح نے علم سپاہ بلند کیا ان کے شہید ہونے پر شرحبیل ابن شریح نے پھر مرثد ابن شریح نے پھر میسرہ ابن شریح نے پھر مدیم ابن شریح نے ان سب بھائیوں کے مارے جانے کے بعد عمیر ابن بشیر نے بڑھ کر علم لے لیا ان کے شہید ہونے کے بعد حارث ابن کثیر نے اور پھر وہب بن کریب نے اٹھا لیا۔ آج دشمن کا زیادہ زور میمنہ ہی پر تھا اور اس کے حملے اتنے شدید تھے کہ میمنہ لشکر کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگا اور رئیس میمنہ عبداللہ ابن بدیل کے ہمراہ صرف دو تین سو آدمی رہ گئے۔ امیر المومنین نے جب یہ صورت حال دیکھی تو مالک اشتر سے فرمایا۔ ذرا انھیں پکارو اور کہو کہ کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ اگر زندگی کے دن ختم ہو چکے ہیں تو بھاگ کر موت سے بچ نہیں سکتے ادھر میمنہ لشکر کی ہزیمت سے قلب لشکر کا متاثر ہونا بھی چونکہ ضروری تھا اس لیے حضرت میسرہ کی طرف مڑ گئے اور صفوں کو چیر کر آگے بڑھ رہے تھے کہ بنی امیہ کے ایک غلام احمر نامی نے حضرت سے کہا کہ خدا مجھے مارے اگر میں آج آپ کو قتل نہ کروں۔ یہ سن کر حضرت کا غلام کیسان اس کی طرف جھپٹا مگر اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا، حضرت نے یہ دیکھا تو بڑھ کر اس کو دامن زرہ سے پکڑ لیا اور اونچا لے جا کر اس طرح زمین پر پٹکا کہ اس کے جوڑ بند الگ ہو گئے اور امام حسن اور محمد ابن حنفیہ نے بڑھ کر اسے دار البوار میں پہنچا دیا۔ ادھر مالک اشتر کے للکارنے اور شرم و غیرت دلانے سے بھاگنے والے پلٹ پڑے۔ اور پھر جم کر اس طرح حملہ کیا کہ دشمن کو ڈھکیلتے ہوئے وہیں پہنچ گئے جہاں عبداللہ ابن بدیل نرغہ میں گھرے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تھے۔ جب انھوں نے اپنے آدمیوں کو دیکھا تو ان کی ہمت بندھ گئی اور تلوار سونت کر معاویہ کے خیمہ کی طرف لپکے مالک اشتر نے انھیں روکنا چاہا مگر وہ نہ رکے اور سات شامیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر معاویہ کی قیامگاہ کے قریب پہنچ گئے۔ معاویہ نے جب انھیں بڑھتے دیکھا تو ان پر پتھراؤ کا حکم دیا جس سے آپ نڈھال ہو کر گر پڑے اور شامیوں نے ہجوم کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ مالک اشتر نے یہ دیکھا تو قبیلہ ہمدان اور بنی مذحج کے جنگجوؤں کے ہمراہ معاویہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے اور اس کے گرد حلقہ کرنے والے حفاظتی دستوں کو منتشر کرنا شروع کیا جب ان کے پانچ حلقوں میں سے صرف ایک حلقہ منتشر ہونے سے رہ گیا تو معاویہ نے گھوڑے کی رکاب میں پیر رکھ دیا اور بھاگنے پر تیار ہو گیا مگر ایک شخص کے ڈھارس بندھانے سے پھر رک گیا۔

ادھر میدان کارزار میں عمار ابن یاسر اور ہاشم ابن عتبہ کی تلواروں سے اس سرے سے لے کر اس سرے تک تلاطم برپا تھا حضرت عمار جدھر سے ہو کر گزرتے تھے صحابہ ہجوم کر کے آپ کے ساتھ ہو لیتے تھے اور پھر مل کر اس طرح حملہ کرتے تھے کہ دشمن کی صفوں میں تہلکہ مچ جاتا تھا معاویہ نے جب ان کو بڑھتے دیکھا تو اپنی تازہ دم فوجیں ان کی طرف جھونک دیں مگر آپ تلواروں اور سنانوں کے ہجوم میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے رہے۔ آخر ابو غادیہ مرادی نے آپ پر نیزہ لگایا جس سے آپ سنبھل نہ سکے اور ابن جوین نے آگے بڑھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ عمار یاسر کی شہادت سے معاویہ کی فوج میں ہلچل مچ گئی کیونکہ ان کے متعلق پیغمبرؐ کا ارشاد:۔ تَقْتُلُ عَمَّارَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ:۔ عمار ایک باغی گروہ کے ہاتھ سے قتل ہوں گے، وہ سُن چکے تھے، چنانچہ ان کی شہادت سے پہلے ذوالکلاع نے عمرو ابن عاص سے کہا بھی تھا کہ میں عمار کو علی کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کیا وہ باغی گروہ ہم ہی تو نہیں۔ جس پر عمرو نے یہ کہا کہ آخر میں عمار ہمارے ساتھ مل جائیں گے مگر جب وہ امیرالمومنین کی طرف سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے تو اگرچہ باغی گروہ بے نقاب ہو چکا تھا اور کسی تاویل کی گنجائش نہ رہی تھی مگر معاویہ نے شامیوں سے یہ کہنا شروع کیا کہ عمار کے قاتل ہم نہیں بلکہ علی ہیں چونکہ وہی انھیں میدان جنگ میں لانے والے ہیں۔ امیرالمومنین نے یہ پرفریب جملہ سُنا تو فرمایا کہ پھر حمزہ کے قاتل رسول اللہ تھے جو انھیں میدان اُحد میں لائے تھے۔ اس معرکہ میں ہاشم ابن عتبہ بھی کام آ گئے جو حارث ابن منذر کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور ان کے بعد علم لشکر ان کے فرزند عبداللہ نے سنبھال لیا۔

جب ایسے ایسے جان نثار ختم ہو چکے تو حضرت نے قبیلہ ہمدان اور ربیعہ کے جوانمردوں سے کہا کہ تم میرے لیے بمنزلہ زرہ اور نیزہ کے ہو اُٹھو اور ان باغیوں کو کیفر کردار تک پہنچاؤ۔ چنانچہ قبیلہ ربیعہ و ہمدان کے بارہ ہزار نبرد آزما شمشیر بکف اُٹھ کھڑے ہوئے علم لشکر حصین ابن منذر نے اُٹھا لیا اور دشمن کی صفوں میں گھس کر اس طرح تلواریں چلائیں کہ سر کٹ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کٹ کر گرنے لگے۔ لاشوں کے انبار لگ گئے اور ہر طرف خون کے سیلاب بہہ نکلے مگر ان شمشیر زنوں کے حملے کسی طرح رُکنے میں نہ آتے تھے یہاں تک کہ دن اپنی ہولناکیوں کے ساتھ سمٹنے لگا اور شام کے بھیانک اندھیرے پھیلنے لگے اور وہ دہشت انگیز و بلاخیز رات شروع ہوئی جسے تاریخ میں "لیلۃ الہریر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس میں ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز اور شامیوں کی چیخ پکار کی وجہ سے کان پڑی آواز سُنائی نہ دیتی تھی امیر المومنین کے باطل شکن نعروں سے ایک طرف دلوں میں ہمت و شجاعت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور دوسری طرف سینوں میں کلیجے دہل رہے تھے جنگ اپنے پورے زوروں پر تھی، تیراندازوں کے ترکش خالی ہو چکے تھے نیزوں کی چوبیں ٹوٹ چکی تھیں صرف تلواروں سے دست بدست جنگ ہوتی رہی اور کشتوں کے پشتے لگتے رہے یہانتک کہ صبح ہوتے تک مقتولین کی تعداد تیس ہزار سے متجاوز ہو گئی۔

دسویں دن امیر المومنین کے لشکریوں کے وہی دم خم تھے میمنہ پر مالک اشتر اور میسرہ پر ابن عباس متعین تھے اور تازہ دم سپاہیوں کی طرح حملوں پر حملے کیے جا رہے تھے شامیوں پر شکست کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلنے ہی کو تیار تھے کہ پانچسو قرآن نیزوں پر بلند کر کے جنگ کا نقشہ بدل دیا گیا۔ چلتی ہوئی تلواریں رُک گئیں۔ فریب کا حربہ چل نکلا اور باطل کے اقتدار کے لیے راستہ ہموار ہو گیا۔ اس جنگ میں ۴۵ ہزار شامی مارے گئے اور ۲۵ ہزار عراقی شہید ہوئے۔

کتاب صفین (نصر ابن مزاحم المنقری المتوفی ۲۱۲ھ) (تاریخ طبری)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي التَّحْكِيمِ

خطبہ نمبر ۱۲۳

تحکیم کے بارے میں فرمایا۔

إِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ وَإِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ وَهٰذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْتُورٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ۔ وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ تَرْجُمَانٍ۔ وَإِنَّمَا يَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ۔ وَلَمَّا دَعَانَا الْقَوْمُ إِلَى أَنْ نُحَكِّمَ بَيْنَنَا الْقُرْآنَ لَمْ نَكُنِ الْفَرِيقَ الْمُتَوَلِّيَ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

ہم نے آدمیوں کو نہیں بلکہ قرآن کو حکم قرار دیا تھا چونکہ یہ قرآن دو دفتیوں کے درمیان ایک لکھی ہوئی کتاب ہے کہ جو زبان سے بولا نہیں کرتی اس لیے ضرورت تھی کہ اس کے لیے کوئی ترجمان ہو اور وہ آدمی ہی ہوتے ہیں جو اس کی ترجمانی کیا کرتے ہیں جب ان لوگوں نے ہمیں یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے درمیان قرآن کو حکم ٹھہرائیں تو ہم ایسے لوگ نہ تھے کہ اللہ کی کتاب سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَرَدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ" فَرَدُّهُ
اِلَى اللّٰهِ اَنْ نَحْكُمَ بِكِتَابِهٖ وَرَدُّهُ
اِلَى الرَّسُوْلِ اَنْ نَاخُذَ بِسُنَّتِهٖ فَاِذَا
حُكِمَ بِالصِّدْقِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَنَحْنُ
اَحَقُّ النَّاسِ بِهٖ وَاِنْ حُكِمَ بِسُنَّةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
فَنَحْنُ اَوْلَاهُمْ بِهٖ وَاَمَّا قَوْلُكُمْ
لِمَ جَعَلْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ اَجَلًا
فِي التَّحْكِيْمِ فَاِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ
لِيَتَبَيَّنَ الْجَاهِلُ وَيَتَثَبَّتَ الْعَالِمُ
وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ فِيْ هٰذِهِ
الْهُدْنَةِ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ،
وَلَا تُؤْخَذَ بِاَكْظَامِهَا فَتَعْجَلَ
عَنْ تَبَيُّنِ الْحَقِّ وَتَنْقَادَ لِاَوَّلِ
الْغَيِّ - اِنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ عِنْدَ
اللّٰهِ مَنْ كَانَ الْعَمَلُ بِالْحَقِّ اَحَبَّ
اِلَيْهِ - وَاِنْ نَقَصَهٗ وَكَرَثَهٗ مِنَ
الْبَاطِلِ وَاِنْ جَرَّ اِلَيْهِ فَائِدَةً
وَّزَادَهٗ - فَاَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ!
وَمِنْ اَيْنَ اُتِيْتُمْ! اَسْتَعِدُّوْا
لِلْمَسِيْرِ اِلٰى قَوْمٍ حَيَارٰى عَنِ
الْحَقِّ لَا يُبْصِرُوْنَهٗ وَمُوْزَعِيْنَ
بِالْجَوْرِ لَا يَعْدِلُوْنَ بِهٖ - جُفَاةٍ

منھ پھیر لیتے، جبکہ حق سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی بات میں
جھگڑا کرو تو (اس کا فیصلہ نپٹانے کے لیے) اللہ اور رسول کی طرف
رجوع کرو۔" اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کی
کتاب کے مطابق حکم کریں اور رسول کی طرف رجوع کرنے
کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان کی سنّت پر چلیں، چنانچہ اگر کتاب خدا
سے سچائی کے ساتھ حکم لگایا جائے تو اس کی رو سے سب
لوگوں سے زیادہ ہم (خلافت کے) حق دار ہوں گے اور اگر
سنّت رسول کے مطابق حکم لگایا جائے تو بھی ہم ان سے
زیادہ اس کے اہل ثابت ہوں گے۔ اب رہا تمھارا یہ قول
کہ "آپ نے تحکیم کے لیے اپنے اور ان کے درمیان مہلت
کیوں رکھی"! تو یہ میں نے اس لیے رکھی کہ (اس عرصہ میں)
نہ جاننے والا تحقیق کرلے اور اپنے جاننے والا مسلک پر جم
جائے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ اس صلح کی وجہ سے اس امت
کے حالات درست کردے اور وہ (بے خبری میں) گلا
گھونٹ کر تیار نہ کی جائے کہ حق کے واضح ہونے سے پہلے
جلدی میں کوئی قدم نہ اُٹھا بیٹھے اور پہلی ہی گمراہی کے پیچھے
لگ جائے بلاشبہ اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ
جو حق پر عمل پیرا رہے چاہے وہ اس کے لیے باعثِ نقصان
و مضرت ہو اور باطل کی طرف رُخ نہ کرے چاہے وہ اس کے
کچھ فائدہ کا باعث ہو رہا ہو۔ تمھیں تو بھٹکایا جا رہا ہے آخر تم
کہاں سے (شیطان کی راہ پر) لائے گئے ہو تم اس قوم کی طرف
بڑھنے کے لیے مستعد و آمادہ ہو جاؤ کہ جو حق سے منہ موڑ کر بھٹک
رہی ہے کہ اسے دیکھتی ہی نہیں اور وہ بے راہ رویوں میں بہکا دیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنِ الْكِتَابِ نُكَّبٌ عَنِ الطَّرِيقِ
مَا أَنْتُمْ بِوَثِيقَةٍ يُعْلَقُ بِهَا وَلَا زَوَافِرَ
عِزٍّ يُعْتَصَمُ إِلَيْهَا لَبِئْسَ حُشَّاشُ
نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ أُفٍّ لَّكُمْ
لَقَدْ لَقِيتُ مِنْكُمْ بَرْحًا، يَوْمًا
أُنَادِيكُمْ وَيَوْمًا أُنَاجِيكُمْ فَلَا
أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ النِّدَاءِ وَلَا
إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ النَّجَاءِ۔

گئے ہیں کہ ان سے ہٹ کر سیدھی راہ پر آنا نہیں چاہتے یہ لوگ کتاب خدا سے الگ رہنے والے اور صحیح راستے سے ہٹ جانے والے ہیں لیکن تم تو کوئی مضبوط وسیلہ ہی نہیں ہو کہ تم پر بھروسہ کیا جائے اور نہ عزت کے سہارے ہو کہ تم سے وابستہ ہوا جائے تم (دشمن کے لیے) جنگ کی آگ بھڑکانے کے اہل نہیں ہو تم پر افسوس ہے کہ مجھے تم سے کتنی تکلیفیں اٹھانا پڑی ہیں۔ میں کسی دن تمھیں (دین کی امداد کیلئے) پکارتا ہوں اور کسی دن تم سے (جنگ کی) راز دارانہ باتیں کرتا ہوں مگر تم نہ پکارنے کے وقت سچے جوانمرد اور نہ راز کی باتوں کے لیے قابل اعتماد بھائی ثابت ہوتے ہو۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمَّا عُوتِبَ عَلَى التَّسْوِيَةِ فِي الْعَطَاءِ

خطبہ نمبر ۱۲۴

جب مال کی تقسیم میں آپ کے برابری و مساوات کا اصول برتنے پر کچھ لوگ بگڑ اٹھے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

أَتَأْمُرُونِّي أَنْ أَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ
فِيمَنْ وُلِّيتُ عَلَيْهِ، وَاللّٰهِ لَا أَطُورُ
بِهِ مَا سَمَرَ سَمِيرٌ۔ وَمَا أَمَّ نَجْمٌ
فِي السَّمَاءِ نَجْمًا وَلَوْ كَانَ الْمَالُ
لِي لَسَوَّيْتُ بَيْنَهُمْ فَكَيْفَ وَإِنَّمَا
الْمَالُ مَالُ اللّٰهِ أَلَا وَإِنَّ إِعْطَاءَ الْمَالِ فِي
غَيْرِ حَقِّهِ تَبْذِيرٌ وَإِسْرَافٌ وَهُوَ يَرْفَعُ صَاحِبَهُ
فِي الدُّنْيَا وَيَضَعُهُ فِي الْآخِرَةِ وَيُكْرِمُهُ
فِي النَّاسِ وَيُهِينُهُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَمْ يَضَعِ
امْرُؤٌ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَلَا عِنْدَ

کیا تم مجھ پر یہ امر عائد کرنا چاہتے ہو کہ میں جن لوگوں کا حاکم ہوں ان پر ظلم و زیادتی کر کے (کچھ لوگوں کی امداد) حاصل کروں تو خدا کی قسم جب تک دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور کچھ ستارے دوسرے ستاروں کی طرف جھکتے رہیں گے میں اس چیز کے قریب بھی نہیں بھٹکوں گا۔ اگر یہ خود میرا مال ہوتا جب بھی میں اسے سب میں برابر تقسیم کرتا۔ چہ جائیکہ یہ مال اللہ کا مال ہے۔ دیکھو بغیر کسی حق کے داد و دہش کرنا بے اعتدالی اور فضول خرچی ہے اور یہ اپنے مرتکب کو دنیا میں بلند کر دیتی ہے لیکن آخرت میں پست کرتی ہے اور لوگوں کے اندر عزت میں اضافہ کرتی ہے مگر اللہ کے نزدیک ذلیل کرتی ہے جو شخص بھی مال کو بغیر استحقاق کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

غَيْرِ اَهْلِهٖ اِلَّا حَرَمَهُ اللّٰهُ شُكْرَهُمْ وَكَانَ بِغَيْرِهٖ وُدُّهُمْ، فَاِنْ زَلَّتْ بِهِ النَّعْلُ يَوْمًا فَاحْتَاجَ اِلٰى مَعُوْنَتِهِمْ فَشَرُّ خَدِيْنٍ، وَاَلْاَمُ خَلِيْلٍ۔

یا نااہل افراد کو دے گا اللہ اسے ان کے شکریہ سے محروم ہی رکھے گا اور ان کی دوستی و محبت بھی دوسروں ہی کے حصہ میں جائے گی اور اگر کسی دن اس کے پیر پھسل جائیں (یعنی فقر و تنگدستی اسے گھیر لے) اور ان کی امداد کا محتاج ہو جائے تو وہ اس کے لیے بہت ہی برے ساتھی اور کمینے دوست ثابت ہوں گے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْخَوَارِجِ اَيْضًا

خطبہ نمبر ۱۲۵

خوارج کے متعلق فرمایا۔

فَاِنْ اَبَيْتُمْ اِلَّا اَنْ تَزْعُمُوْا اَنِّيْ اَخْطَاْتُ وَضَلَلْتُ فَلِمَ تُضَلِّلُوْنَ عَامَّةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِضَلَالِيْ وَتَاْخُذُوْنَهُمْ بِخَطَآئِيْ وَتُكَفِّرُوْنَهُمْ بِذُنُوْبِيْ۔ سُيُوْفُكُمْ عَلٰى اَعْوَاتِقِكُمْ تَضَعُوْنَهَا مَوَاضِعَ الْبُرْءِ وَالسُّقْمِ وَتَخْلِطُوْنَ مَنْ اَذْنَبَ بِمَنْ لَّمْ يُذْنِبْ۔ وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَجَمَ الزَّانِيَ الْمُحْصَنَ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ وَرَّثَهٗ اَهْلَهٗ، وَقَتَلَ الْقَاتِلَ وَوَرَّثَ مِيْرَاثَهٗ اَهْلَهٗ، وَقَطَعَ السَّارِقَ وَجَلَدَ الزَّانِيَ غَيْرَ الْمُحْصَنِ ثُمَّ قَسَمَ عَلَيْهِمَا مِنَ الْفَيْءِ وَنَكَحَا الْمُسْلِمَاتِ فَاَخَذَ

اگر تم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی اور گمراہ ہو گیا ہوں تو میری گمراہی کی وجہ سے امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو اور میری غلطی کی پاداش انھیں کیوں دیتے ہو اور میرے گناہوں کے سبب انھیں کیوں کافر کہتے ہو۔ تلواریں کندھوں پر اٹھائے ہر موقع و بے موقع جگہ پر وار کیے جا رہے ہو اور بے خطاؤں کو خطاکاروں کے ساتھ ملائے دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اس کی پڑھی اور اس کے وارثوں کو اس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص لیا تو اس کی میراث اس کے گھر والوں کو دلائی چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انھیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور انھوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کیے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گناہوں کی سزا ان کو دی اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
یَدْنُوْ بِھِمْ وَاَقَامَ حَقَّ اللّٰہِ فِیْھِمْ
وَلَمْ یَمْنَعْھُمْ سَھْمَھُمْ مِنَ الْاِسْلَامِ
وَلَمْ یُخْرِجْ اَسْمَآءَھُمْ مِنْ بَیْنِ
اَھْلِہٖ ثُمَّ اَنْتُمْ شِرَارُ النَّاسِ ، وَ
مَنْ رَّمٰی بِہِ الشَّیْطَانُ مَرَامِیَہٗ وَ
ضَرَبَ بِہٖ تِیْھَہٗ وَسَیَھْلِکُ فِیَّ
صِنْفَانِ : مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یَذْھَبُ
بِہِ الْحُبُّ اِلٰی غَیْرِ الْحَقِّ ۔ وَمُبْغِضٌ
مُفْرِطٌ یَّذْھَبُ بِہِ الْبُغْضُ اِلٰی
غَیْرِ الْحَقِّ ، وَخَیْرُ النَّاسِ فِیَّ حَالًا
النَّمَطُ الْاَوْسَطُ ، فَالْزَمُوْہُ وَالْزَمُوْا
السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی
الْجَمَاعَۃِ ۔ وَاِیَّاکُمْ وَالْفُرْقَۃَ
فَاِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّیْطَانِ
کَمَا اَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ
اَلَا مَنْ دَعَآ اِلٰی ھٰذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوْہُ
وَلَوْ کَانَ تَحْتَ عِمَامَتِیْ ھٰذِہٖ وَ
اِنَّمَا حَکَّمْتُ الْحَکَمَانِ لِیُحْیِیَا مَا اَحْیَا
الْقُرْاٰنُ وَیُمِیْتَا مَا اَمَاتَ الْقُرْاٰنُ
وَاِحْیَآؤُہُ الْاِجْتِمَاعُ عَلَیْہِ ، وَاِمَاتَتُہُ
الْاِفْتِرَاقُ عَنْہُ ، فَاِنْ جَرَّنَا الْقُرْاٰنُ
اِلَیْکُمْ اتَّبَعْنَاکُمْ ، وَاِنْ جَرَّکُمْ اِلَیْنَا

(حد شرعی) تھا اسے جاری کیا، مگر انھیں اسلام کے حق سے محروم
نہیں کیا اور نہ اہل اسلام سے ان کے نام خارج کیے۔ اس کے
بعد ان شر انگیزیوں کے معنی یہ ہیں کہ (تم ہو ہی شر پسند اور وہ
کہ جنھیں شیطان نے اپنی مقصد برآری کی راہ پر لگا رکھا ہے
اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے (یاد رکھو کہ)
میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہوں گے ایک
حد سے زیادہ چاہنے والے جنھیں محبت (کی افراط) غلط راستے پر
لگا دے گی۔ اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دشمنی رکھنے
والے کہ جنھیں یہ عناد حق سے بے راہ کر دے گا۔ میرے
متعلق درمیانی راہ اختیار کرنے والے ہی سب سے بہتر حالت
میں ہوں گے تم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے
ساتھ لگ جاؤ چونکہ اللہ کا ہاتھ اتفاق و اتحاد رکھنے والوں پر
ہے اور تفرقہ و انتشار سے باز آجاؤ اس لیے کہ جماعت سے
الگ ہو جانے والا شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے جس
طرح گلہ سے کٹ جانے والی بھیڑ بھیڑیئے کو مل جاتی ہے خبردار!
جو بھی ایسے نعرے لگا کر اپنی طرف بلائے اسے قتل کر دو، اگرچہ
وہ اسی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو (یعنی میں خود کیوں نہ ہوں)
اور وہ دونوں حکم (ابو موسیٰ و عمرو ابن عاص) تو صرف
اس لیے ثالث مقرر کیے گئے تھے کہ وہ انہی چیزوں کو زندہ کریں
جنھیں قرآن نے زندہ کیا ہے۔ اور انہی چیزوں کو نیست و نابود کریں
جنھیں قرآن نے نیست و نابود کیا ہے کسی چیز کے زندہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر
جمہور کے ساتھ متحد ہو جائے اور اس کے نیست و نابود کرنے
کا مطلب یہ ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اتَّبَعُوْنَا - فَلَكُمْ آتٍ _____

لَا اَبَا لَكُمْ: بُجْرًا، وَلَاخْتَلْتُكُمْ عَنْ اَمْرِكُمْ وَلَا لَبَّسْتُهُ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا اجْتَمَعَ رَاْیُ مَلَاءِكُمْ عَلٰى اخْتِيَارِ رَجُلَيْنِ اَخَذْنَا عَلَيْهِمَا اَنْ لَّا يَتَعَدَّيَا الْقُرْاٰنَ فَتَاهَا عَنْهُ وَتَرَكَا الْحَقَّ وَهُمَا يُبْصِرَانِهِ وَكَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا فَمَضَيَا عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكُوْمَةِ بِالْعَدْلِ وَالصَّمْدِ لِلْحَقِّ سُوْءَ رَاْيِهِمَا وَجَوْرَ حُكْمِهِمَا۔

اگر قرآن ہمیں ان لوگوں (کی اطاعت) کی طرف لے جاتا تو ہم ان کے پیرو بن جاتے اور اگر انھیں ہماری طرف لائے تو پھر انھیں ہمارا اتباع کرنا چاہیے۔ تمھارا بُرا ہو میں نے کوئی مصیبت تو کھڑی نہیں کی اور نہ کسی بات میں تمھیں دھوکا دیا ہے اور نہ اس میں فریبکاری کی ہے۔ تمھاری جماعت ہی کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ دو آدمی چن لیے جائیں جن سے ہم نے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ قرآن سے تجاوز نہ کریں گے لیکن وہ اچھی طرح دیکھنے بھالنے کے باوجود قرآن سے بہک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے اور ان کے جذبات بے راہ روی کے مقتضی ہوئے چنانچہ وہ اس روش پر چل پڑے (حالانکہ) ہم نے پہلے ہی ان سے شرط کر لی تھی کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق کا مقصد پیش نظر رکھنے میں بدنیتی و بے راہ روی کو دخل نہ دیں گے (اگر ایسا ہوا تو وہ فیصلہ ہمارے لیے قابل تسلیم نہ ہوگا)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۲۶

فِيمَا يُخْبِرُ بِهٖ مِنَ الْمَلَاحِمِ بِالْبَصْرَةِ

اس میں بصرہ کے اندر برپا ہونے والے ہنگاموں کا تذکرہ ہے۔

يَا اَحْنَفُ كَاَنِّيْ بِهٖ وَقَدْ سَارَ بِالْجَيْشِ الَّذِيْ لَا يَكُوْنُ لَهٗ غُبَارٌ وَلَا لَجَبٌ وَلَا قَعْقَعَةُ لُجُمٍ، وَلَا حَمْحَمَةُ خَيْلٍ يُثِيْرُوْنَ الْاَرْضَ بِاَقْدَامِهِمْ كَاَنَّهَا اَقْدَامُ النَّعَامِ رَيُوْمِيْ بِذٰلِكَ اِلٰى صَاحِبِ الزَّنْجِ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ): وَيْلٌ لِسِكَكِكُمُ الْعَامِرَةِ - وَالدُّوْرِ الْمُزَخْرَفَةِ الَّتِيْ لَهَا اَجْنِحَةٌ كَاَجْنِحَةِ النُّسُوْرِ،

اے احنف! میں اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک ایسے لشکر کو لیکر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گرد و غبار ہے نہ شور و غوغا لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ اور نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شتر مرغ کے پیروں کے مانند ہیں روندے ہوں گے۔

(سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت نے اس سے حبشیوں[1] کے سردار کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ان لوگوں کے ہاتھوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَخَرَاطِيمُ كَخَرَاطِيمِ الْفِيلَةِ، مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَا يُنْدَبُ قَتِيلُهُمْ، وَلَا يُفْقَدُ غَائِبُهُمْ۔ أَنَا كَأَبِّ الدُّنْيَا لِوَجْهِهَا وَقَادِرُهَا بِقَدْرِهَا وَنَاظِرُهَا بِعَيْنِهَا (مِنْهُ)، وَيُومِئُ بِهِ إِلَى وَصْفِ الْأَتْرَاكِ كَأَنِّي أَرَاهُمْ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ يَلْبَسُونَ السَّرَقَ وَالدِّيبَاجَ وَيَعْتَقِبُونَ الْخَيْلَ الْعِتَاقَ وَيَكُونُ هُنَاكَ اسْتِحْرَارُ قَتْلٍ حَتَّى يَمْشِيَ الْمَجْرُوحُ عَلَى الْمَقْتُولِ، وَيَكُونَ الْمُفْلِتُ أَقَلَّ مِنَ الْمَأْسُورِ (فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ): لَقَدْ أُعْطِيتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عِلْمَ الْغَيْبِ، فَضَحِكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ وَكَانَ كَلْبِيًّا: يَا أَخَا كَلْبٍ لَيْسَ هُوَ بِعِلْمِ غَيْبٍ وَإِنَّمَا هُوَ تَعَلُّمٌ مِنْ ذِي عِلْمٍ۔ وَإِنَّمَا عِلْمُ الْغَيْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا عَدَّدَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِقَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ، فَيَعْلَمُ سُبْحَانَهُ مَا فِي الْأَرْحَامِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، وَقَبِيحٍ أَوْ جَمِيلٍ۔ وَسَخِيٍّ أَوْ بَخِيلٍ وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ وَمَنْ يَكُونُ فِي النَّارِ حَطَبًا أَوْ فِي الْجِنَانِ

ہے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈھا نہیں جاتا تمہاری ان آباد گلیوں اور سجے سجائے مکانوں کے لیے تباہی ہے کہ جن کے چھجے گِدوں کے پروں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کے مانند ہیں۔ میں دنیا کو اوندھے منھ گرانے والا اور اس کی بساط کا صحیح اندازہ رکھنے والا اور اس کے لائق حال نگاہوں سے دیکھنے والا ہوں۔

اسی خطبہ کے ذیل میں ترکوں کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے:۔ میں[۲] ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہوں وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہو گی، یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اوپر سے ہو کر گذریں گے اور بچکر بھاگ نکلنے والے

اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے

(اس موقع پر) آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا، عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کو تو علم غیب حاصل ہے جس پر آپ ہنسے اور فرمایا اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں بلکہ ایک صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے کہ جنھیں اللہ سبحانہ نے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ والی آیت میں شمار کیا ہے چنانچہ اللہ ہی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے۔ نر ہے یا مادہ، بدصورت ہے یا خوب صورت، سخی ہے یا بخیل، بدبخت ہے یا خوش نصیب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِلنَّبِيِّيْنَ مُرَافِقًا۔ فَهٰذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ، وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ فَعُلِّمٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَعَلَّمَنِيْهِ، وَدَعَا لِيْ بِاَنْ تَعِيَهٗ صَدْرِيْ، وَ تَضُمَّ عَلَيْهِ جَوَانِحِيْ۔

اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنّت میں نبیوں کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو دیا۔ اور نبیؐ نے مجھے بتایا، اور میرے لیے دُعا فرمائی کہ میرا سینہ انھیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انھیں سمیٹے رہیں۔

۱؎ علی ابن محمد رے کے مضافات میں ورزنین نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوا خوارج کے فرقہ ازراقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور خود کو محمد ابن احمد مختفی ابن عیسیٰ ابن زید ابن علی کا فرزند کہہ کر سیادت کا مدّعی بنتا تھا مگر اہل انساب و سیر نے اس کے دعوی سیادت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور اس کے باپ کا نام محمد ابن احمد کے بجائے محمد ابن ابراہیم تحریر کیا ہے جو قبیلہ عبد القیس سے تھا اور ایک سندھی کنیز کے بطن سے متولّد ہوا تھا۔

علی ابن محمد نے ۲۵۵ھ میں مہتدی باللہ کے دور میں خروج کیا اور اطراف بصرہ میں بسنے والے غلاموں کو مال و دولت اور آزادی کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور ۷ شوال ۲۵۷ھ میں مار دھاڑ کرتا ہوا البصرہ کے اندر داخل ہوا اور صرف دو دن میں تیس ہزار افراد کو کہ جن میں بچّے بوڑھی عورتیں سب ہی تھیں موت کے گھاٹ اتار دیا اور ظلم و سفّاکی اور وحشت و خونخواری کی انتہا کر دی، مکانوں کو مسمار کر دیا۔ اور مسجدوں میں آگ لگا دی اور لگاتار چودہ برس تک قتل و غارتگری کے بعد موفق کے دور میں صفر ۲۷۰ھ میں قتل ہوا اور لوگوں کو اس کی تباہ کاریوں سے نجات ملی۔

امیرالمومنین کی پیشین گوئیوں میں سے ہے جو آپ کے علم امامت پر روشنی ڈالتی ہیں، چنانچہ اس کے لشکر کی جو کیفیت بیان فرمائی ہے کہ نہ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز اور نہ ہتھیاروں کے کھڑکھڑانے کی صدا ہوگی ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ مورّخ طبری نے لکھا ہے کہ جب یہ خروج کے ارادہ سے مقام کرخ کے قریب پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا اور ایک شخص نے ایک گھوڑا بطور تحفہ اسے پیش کیا مگر تلاش کے باوجود اس کے لیے لگام نہ مل سکی آخر ایک رسی کی لگام دے کر اس پر سوار ہوا اور یونہی اس کے لشکر میں اس وقت صرف تین تلواریں تھیں ایک خود اس کے پاس اور ایک علی ابن مہلبی اور ایک محمد ابن مسلم کے پاس اور بعد میں لوٹ مار سے کچھ اور اسلحہ ان کے ہاتھ لگ گئے تھے۔

۲؎ امیرالمومنین کی یہ پیشین گوئی تاتاریوں کے حملہ کے متعلق ہے جو ترکستان کے شمال مشرق کی جانب صحرائے منگولیا کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رہنے والے تھے۔ ان نیم وحشی قبیلوں کی زندگی لوٹ مار اور قتل و غارت میں گزرتی تھی اور آپس میں لڑتے بھڑتے اور گردونواح پر حملے کرتے رہتے تھے۔ ہر قبیلہ کا سردار الگ الگ ہوتا تھا جو ان کی حفاظت کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا چنگیز خاں جو انھیں تاتاری قبائل کے حکمراں خاندان کا ایک فرد اور بڑا باہمت و جرأت مند تھا ان تمام منتشر و پراگندہ قبیلوں کو منظم کرنے کے لیے اٹھا اور ان کے مزاحم ہونے کے باوجود اپنی قوت و حسن تدبیر سے ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا اور ایک کثیر تعداد اپنے پرچم کے نیچے جمع کر کے ۶۰۶ھ میں سیلاب کی طرح اُمنڈا اور شہروں کو غرق اور آبادیوں کو ویران کرتا ہوا شمالی چین تک کا علاقہ فتح کر لیا۔

جب اس کا اقتدار قائم ہو گیا تو اس نے اپنے ہمسایہ ملک ترکستان کے فرمانروا علاؤالدین خوارزم شاہ کی طرف دست مصالحت بڑھایا اور ایک وفد بھیجکر اس سے عہد لیا کہ تاتاری تاجر اس کے علاقہ میں خرید و فروخت کے لیے آتے جاتے رہیں گے ان کے جان و مال کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچایا جائے۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک وہ بے کھٹکے آتے جاتے رہے مگر ایک موقع پر اس نے تاتاری تاجروں پر جاسوسی کا الزام لگا کر ان کا مال لوٹ لیا والیٔ اترار کے ذریعہ قتل کروا دیا، چنگیز خاں کو جب معاہدہ کی خلاف ورزی اور تاتاری تاجروں کے مارے جانے کا علم ہوا تو اس کی آنکھوں سے شرارے برسنے لگے غصہ میں پیچ و تاب کھانے لگا اور علاؤالدین کو پیغام بھیجا کہ وہ تاتاری تاجروں کا مال واپس کرے اور والیٔ اترار کو اس کے حوالے کرے، مگر علاؤالدین اپنی قوت و طاقت کے نشہ میں مدہوش تھا اس نے کوئی پروا نہ کی اور ناعاقبت اندیشی سے کام لیتے ہوئے چنگیز خاں کے ایلچی کو بھی مروا دیا۔ اب چنگیز خاں میں تاب ضبط نہ رہی اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا شمشیر برکف اُٹھ کھڑا ہوا اور تاتاری جنگجو بادرفتار گھوڑے دوڑاتے ہوئے بخارا پر چڑھ دوڑے۔ علاؤالدین بھی چار لاکھ نبرد آزماؤں کے ساتھ مقابلہ کو نکلا مگر تاتاریوں کے تابڑ توڑ حملوں کو نہ روک سکا۔ اور چند ہی حملوں میں سپر انداختہ ہو کر جیحوں کے راستہ سے نیشاپور کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، تاتاریوں نے بخارا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی مسجدوں اور مدرسوں کو مسمار اور گھروں کو پھونک کر راکھ کا ڈھیر کر دیا اور بلا امتیاز زن و مرد سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور اگلے سال سمرقند پر یورش کی اور اُسے بھی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

علاؤالدین کے نکل بھاگنے کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین خوارزم شاہ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تھی تاتاریوں نے اس کا بھی پیچھا کیا مگر وہ دس برس تک ادھر سے ادھر بھاگتا پھرا اور ان کے ہاتھ نہ لگا اور آخر دریا کو عبور کر کے اپنی حدود سلطنت سے باہر نکل گیا اس اثنار میں تاتاریوں نے آباد زمینوں کو ویران اور نسل انسانی کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا نہ کوئی شہر ان کی غارت گری سے بچ سکا اور نہ کوئی آبادی ان کی پامالیوں سے محفوظ رہ سکی جدھر کا رُخ کیا مملکتوں کو تہ و بالا کر دیا حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا اور تھوڑے عرصہ میں ایشیا کے بالائی حصہ پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔

جب ۶۲۴ھ میں چنگیز خاں کا انتقال ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا اوکتائی خاں تخت نشین ہوا جس نے ۶۲۸ھ میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جلال الدین کو ڈھونڈھ نکالا اور اسے قتل کر دیا اس کے بعد چنگیز خاں کے دوسرے لڑکے توی خاں کا بیٹا منکو خاں تخت حکومت پر بیٹھا منکو خاں کے بعد قوبیلائی خاں مملکت کے ایک حصّہ کا وارث ہوا اور وسط ایشیا اس کے بھائی ہلاکو خاں کے حصّہ میں آیا جب سلطنت چنگیز خاں کے پوتوں میں بٹ گئی تو ہلاکو خاں اسلامی ممالک کو تسخیر کرنے کی فکر میں تھا ہی کہ خراسان کے حنفیوں نے شافعیوں کی ضد میں آکر اسے خراسان پر حملہ کرنے کی دعوت دی چنانچہ اس نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور حنفیوں نے اپنے کو تاتاری تلواروں سے محفوظ سمجھتے ہوئے شہر کے دروازے کھول دیئے مگر تاتاریوں نے حنفیوں اور شافعیوں میں کوئی امتیاز نہ کیا اور جو سامنے آیا اسے تہ تیغ کر دیا اور وہاں کی بیشتر آبادی کو قتل کرنے کے بعد اسے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا اور انہی شافعیوں اور حنفیوں کے جھگڑوں نے اس کے لیے عراق تک کے فتوحات کا دروازہ کھول دیا چنانچہ خراسان کو فتح کرنے کے بعد ان کی ہمت بڑھ گئی اور ۶۵۶ھ میں دو لاکھ تاتاریوں کے ساتھ بغداد کی جانب لشکر کشی کی معتصم باللہ کی فوج اور اہل بغداد نے مل کر مقابلہ کیا مگر اس سیلاب بلا کو روکنا ان کے بس میں نہ تھی چنانچہ تاتاری مار دھاڑ کرتے ہوئے عاشورہ کے دن بغداد کے اندر داخل ہو گئے اور چالیس دن تک اپنی خوں آشام تلواروں کی پیاس بجھاتے رہے۔ گلی کوچوں میں خون کی ندیاں بہا دیں راستے لاشوں سے پاٹ دیئے لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا اور معتصم باللہ کو پیروں کے نیچے روند کر مار ڈالا۔ اور صرف وہی لوگ بچ سکے جو کنوؤں اور تہ خانوں میں چھپ کر ان کی آنکھوں سے اوجھل رہ سکے یہ تھی بغداد کی وہ تباہی کہ جس سے عباسی سلطنت بنیاد سے ہل گئی اور اس کا پرچم پھر لہرا نہ سکا۔

بعض مؤرخین نے اس تباہی و بربادی کی ذمہ داری ابن علقمی پر عائد کی ہے کہ اس نے شیعوں کے قتل عام اور محلہ کرخ کی تباہی سے متاثر ہو کر نصیر الدین طوسی وزیر ہلاکو خاں کی وساطت سے اسے بغداد پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی اگر ایسا ہوا بھی تو اس تاریخی حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے پہلے اسلامی ممالک پر حملہ کرنے کی تحریک خلیفہ عباسی الناصر لدین اللہ کر چکا تھا چنانچہ جب خوارزمیوں نے مرکز خلافت کے اقتدار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے چنگیز خاں کو خوارزم پر حملہ کرنے کے لیے کہلوایا تھا جس سے تاتاریوں کو یہ اندازہ ہو گیا کہ مسلمانوں میں یک جہتی و اتحاد نہیں ہے اور پھر حنفیوں نے شافعیوں کی سرکوبی کے لیے ہلاکو خاں کو بلوا بھیجا تھا کہ جس کے نتیجہ میں خراسان پر ان کا اقتدار قائم ہو گیا اور بغداد کی طرف پیشقدمی کرنے کے لیے انھیں راستہ مل گیا ان حالات میں بغداد کی تباہی کا ذمہ دار صرف ابن علقمی کو ٹھہرانا اور الناصر لدین اللہ کی تحریک اور حنفی و شافعی نزاع کو نظر انداز کر دینا حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے جبکہ بغداد کی تباہی کا پیش خیمہ یہی خراسان کی فتح تھی کہ جس کا سبب وہاں کے حنفی باشندے تھے چنانچہ اسی فتح کی وجہ سے اس کا اتنا حوصلہ ہوا کہ وہ مسلمانوں کے مرکز پر حملہ آور ہو ورنہ محض ایک شخص کے پیغام کا نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بغداد ایسے قدیم مرکز پر یلغار کرتا ہوا پہنچ جاتا کہ جس کی سطوت و ہیبت کی دھاک ایک دنیا کے دلوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۔ ذاتی طور پر عالم الغیب ہونا اور چیز ہے اور اللہ کی طرف سے کسی امر پر مطلع ہو کر خبر دینا دوسری چیز ہے انبیاء و اولیاء کو جو مستقبل کا علم ہوتا ہے اسی کے سکھانے اور بتانے سے ہوتا ہے اگر کوئی ذاتی طور پر مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی چیزوں سے آگاہ ہے تو وہ صرف اللہ سبحانہ ہے البتہ جس کو وہ چاہتا ہے امور غیب پر مطلع کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے:۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

وہی غیب کا جاننے والا ہے اور اپنی غیب کی بات کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس پیغمبر کو وہ پسند فرمائے۔

یونہی امیر المومنین کو بھی مستقبل کا علم تعلیم رسولؐ و القائے ربانی سے حاصل ہوتا تھا جس کے لیے آپ کا یہ کلام شاہد ہے البتہ کبھی بعض چیزوں پر مطلع کرنے کی مصلحت یا ضرورت نہیں ہوتی تو انھیں پردۂ خفا میں رہنے دیا جاتا ہے جن پر کوئی آگاہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ قدرت کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی مینھ برساتا ہے اور شکموں میں جو کچھ ہے وہ جانتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا بے شک اللہ ان چیزوں سے آگاہ اور باخبر ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ ۱۲۷

فِيْ ذِكْرِ الْمَكَايِيْلِ وَالْمَوَازِيْنِ

جس میں آپ نے پیمانوں اور ترازوؤں کا ذکر فرمایا ہے۔

عِبَادَ اللّٰهِ۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَأْمُلُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا اَثْوِيَاءُ مُؤَجَّلُوْنَ وَمَدِيْنُوْنَ مُقْتَضَوْنَ اَجَلٌ مَّنْقُوْصٌ وَعَمَلٌ مَّحْفُوْظٌ۔ فَرُبَّ دَآئِبٍ مُّضَيَّعٌ وَرُبَّ كَادِحٍ خَاسِرٌ: وَقَدْ اَصْبَحْتُمْ فِيْ زَمَنٍ لَّا يَزْدَادُ الْخَيْرُ

اللہ کے بندوں! تم اور تمھاری اس دنیا سے بندھی ہوئی امیدیں مقررہ مدّت کی مہمان ہیں اور ایسے قرضدار جن سے ادائگی کا تقاضا کیا جا رہا ہے، عمر ہے جو گھٹتی اور اعمال ہیں جو محفوظ ہو رہے ہیں۔ بہت دوڑ دھوپ کرنے والے اپنی محنت اکارت کرنے والے ہیں اور بہت سے سعی و کوشش میں لگے رہنے والے گھاٹے میں جا رہے ہیں تم ایسے زمانہ میں ہو کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِيهِ إِلَّا إِدْبَارًا وَالشَّرُّ فِيهِ إِلَّا إِقْبَالًا
وَالشَّيْطَانُ فِي هَلَاكِ النَّاسِ
إِلَّا طَمَعًا۔ فَهَذَا أَوَانُ قَوِيَتْ
عُدَّتُهُ وَعَمَّتْ مَكِيدَتُهُ وَأَمْكَنَتْ
فَرِيسَتُهُ، اضْرِبْ بِطَرْفِكَ حَيْثُ
شِئْتَ مِنَ النَّاسِ فَهَلْ تُبْصِرُ إِلَّا
فَقِيرًا يُكَابِدُ فَقْرًا أَوْ غَنِيًّا بَدَّلَ
نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا أَوْ بَخِيلًا اتَّخَذَ
الْبُخْلَ بِحَقِّ اللهِ وَفْرًا، أَوْ مُتَمَرِّدًا
كَأَنَّ بِأُذُنِهِ عَنْ سَمْعِ الْمَوَاعِظِ
وَقْرًا۔ أَيْنَ خِيَارُكُمْ وَصُلَحَاؤُكُمْ
وَأَيْنَ أَحْرَارُكُمْ وَسُمَحَاؤُكُمْ
وَأَيْنَ الْمُتَوَرِّعُونَ فِي مَكَاسِبِهِمْ وَالْمُتَنَزِّهُونَ
فِي مَذَاهِبِهِمْ أَكَيْسُ قَدْ ظَعَنُوا جَمِيعًا عَنْ
هَذِهِ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ وَالْعَاجِلَةِ
الْمُنَغِّصَةِ وَهَلْ خُلِّفْتُمْ إِلَّا فِي
حُثَالَةٍ لَا تَلْتَقِي بِمِثْلِهِمُ الشَّفَتَانِ
اسْتِصْغَارًا لِقَدْرِهِمْ وَذُهَّابًا
عَنْ ذِكْرِهِمْ۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ظَهَرَ الْفَسَادُ
فَلَا مُنْكِرٌ مُغَيِّرٌ وَلَا زَاجِرٌ
مُزْدَجِرٌ أَفَبِهٰذَا تُرِيدُونَ أَنْ
تُجَاوِرُوا اللهَ فِي دَارِ قُدْسِهِ وَتَكُونُوا

جس میں بھلائی کے قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں اور برائی آگے
بڑھ رہی ہے اور لوگوں میں تباہ کرنے میں شیطان کی
حرص تیز ہوتی جا رہی ہے چنانچہ یہی وہ وقت ہے کہ
اس کے ہتھکنڈوں کا سروسامان مضبوط ہو چکا ہے اور
اس کی سازشیں پھیل رہی ہیں اور اس کے شکار آسانی
سے پھنس رہے ہیں جدھر چاہو لوگوں پر نگاہ دوڑاؤ تم
یہی دیکھو گے کہ ایک طرف کوئی فقیر، فقر و فاقہ جھیل رہا
ہے اور دوسری طرف دولت مند نعمتوں کو کفران نعمت
سے بدل رہا ہے اور کوئی بخیل اللہ کے حق کو دبا کر مال
بڑھا رہا ہے اور کوئی سرکش پند و نصیحت سے
کان بند کیے پڑا ہے۔ کہاں ہیں تمہارے نیک
اور صالح افراد اور کہاں ہیں تمہارے عالی حوصلہ
اور کریم النفس لوگ کہاں ہیں کاروبار میں (دغا
و فریب سے) بچنے والے اور اپنے طور طریقوں میں
پاک و پاکیزہ رہنے والے؟ کیا وہ سب کے سب
اس ذلیل اور زندگی کا مزا کرکرا کرنے والی تیز رو
دنیا سے گزر نہیں گئے اور کیا تم ان کے بعد ایسے
رذیل اور ادنیٰ لوگوں میں نہیں رہ گئے کہ جن کے
مرتبہ کو پست و حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کے ذکر سے
پہلو بچاتے ہوئے ہونٹ ان کی مذمت میں بھی کھلنا گوارا
نہیں کرتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، فساد ابھر
آیا ہے برائی کا دور دورہ ایسا ہے کہ انقلاب کے
کوئی آثار نہیں اور نہ کوئی روک تھام کرنے والا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَعَزَّ أَوْلِيَآءِهِ عِنْدَهُ؟ فَهَيْهَاتَ
لَا يُخْدَعُ اللّٰهُ عَنْ جَنَّتِهِ وَلَا يُنَالُ
مَرْضَاتُهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ۔ لَعَنَ اللّٰهُ
الْآمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ التَّارِكِيْنَ
لَهُ، وَالنَّاهِيْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
الْعَامِلِيْنَ بِهِ۔

جو خود بھی باز رہے کیا انہی کرتوتوں سے جنّت میں اللہ کے پڑوس میں بسنے اور اس کا گہرا دوست بننے کا ارادہ ہے، ارے توبہ اللہ کو دھوکا دے کر اس سے جنّت نہیں لی جاسکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضامندیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جو اوروں کو بھلائی کا حکم دیں اور خود اسے چھوڑ بیٹھیں اور دوسروں کو بُری باتوں سے روکیں اور خود ان پر عمل کرتے رہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۲۸

لِأَبِي ذَرٍّ رَحْمَةُ اللّٰهِ لَمَّا أُخْرِجَ إِلَى الرَّبَذَةِ:۔

جب حضرت ابوذر کو ربذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا تو اُن سے خطاب کرکے فرمایا:۔

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ غَضِبْتَ لِلّٰهِ فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ۔ إِنَّ الْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَى دُنْيَاهُمْ وَخِفْتَهُمْ عَلَى دِيْنِكَ فَاتْرُكْ فِي أَيْدِيْهِمْ مَا خَافُوكَ عَلَيْهِ وَاهْرُبْ مِنْهُمْ بِمَا خِفْتَهُمْ عَلَيْهِ فَمَا أَحْوَجَهُمْ إِلَى مَا مَنَعْتَهُمْ وَمَا أَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ وَسَتَعْلَمُ مَنِ الرَّابِحُ غَدًا، وَالْأَكْثَرُ حُسَّدًا۔ وَلَوْ أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرَضِيْنَ كَانَتَا عَلَى عَبْدٍ رَتْقًا ثُمَّ اتَّقَى اللّٰهَ لَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْهُمَا

اے ابوذر! تم اللہ کے لیے غضب ناک ہوئے ہو تو پھر جس کی خاطر یہ تمام غم و غصّہ ہے اسی سے اُمید بھی رکھو، ان لوگوں کو تم سے اپنی دنیا کے متعلق خطرہ ہے اور تمھیں ان سے اپنے دین کے متعلق اندیشہ ہے لہٰذا جس چیز کے لیے انھیں تم سے کھٹکا ہے وہ انہی کے ہاتھ میں چھوڑ دو اور جس شے کے لیے تمھیں ان سے اندیشہ ہے اسے لے کر ان سے بھاگ نکلو جس چیز سے تم انھیں محروم کرکے جا رہے ہو۔ (کاش کہ وہ سمجھتے کہ) وہ اس کے کتنے حاجت مند ہیں اور جس چیز کو انھوں نے تم سے روک لیا ہے اس سے تم بہت ہی بے نیاز ہو اور جلد ہی تم جان لوگے کہ کل فائدہ میں رہنے والا کون ہے اور کس پر حسد کرنے والے زیادہ ہیں، اگر یہ آسمان و زمین کسی بندے پر بند پڑے ہوں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے زمین و

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَخْرَجًا ، وَلَا يُؤْنِسَنَّكَ اِلَّا الْحَقُّ وَلَا يُوْحِشَنَّكَ اِلَّا الْبَاطِلُ فَلَوْ قَبِلْتَ دُنْيَاهُمْ لَاَحَبُّوْكَ۔ وَلَوْ فَرَضْتَ مِنْهَا لَاَمِنُوْكَ۔

وآسمان کی راہیں کھول دے گا تمھیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہیے اور صرف باطل ہی سے گھبرانا چاہیے اگر تم ان کی دنیا قبول کر لیتے تو وہ تمھیں چاہنے لگتے اور تم اس میں کوئی حصہ اپنے لیے مقرر کرا لیتے تو وہ تم سے مطمئن ہو جاتے۔

لہ ابوذر غفاری کا نام جندب ابن جنادہ تھا۔ ربذہ کے رہنے والے تھے جو مدینہ کی مشرقی جانب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جب بعثت رسول کا تذکرہ سُنا تو وہ مکہ آئے اور پوچھ گچھ کرنے کے بعد پیغمبر کی خدمت میں باریاب ہو کر اسلام قبول کیا جس پر کفار قریش نے انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیں اذیتوں پر اذیتیں پہنچائیں مگر آپ کے ثبات قدم میں لغزش نہ آئی۔ اسلام لانے والوں میں آپ تیسرے یا چوتھے یا پانچویں ہیں اور اس سبقت اسلامی کے ساتھ آپ کے زہد و اتقار کا یہ عالم تھا کہ پیغمبر اکرم نے فرمایا کہ اَبُوْذَرٍ فِیْ اُمَّتِیْ شَبِیْهُ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِیْ زُهْدِهٖ وَوَرَعِهٖ۔ میری امت میں ابوذر زہد و ورع میں عیسیٰ بن مریم کی مثال ہیں آپ حضرت عمر کے دور حکومت میں شام چلے گئے اور حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں بھی وہیں مقیم تھے۔ زندگی کے شب و روز ہدایت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے، اہلبیت رسول کی عظمت سے روشناس کرنے اور جادۂ حق کی طرف رہنمائی فرمانے میں گزرتے تھے

.....

.....

..... چنانچہ شام اور جبل عامل میں شیعیت کے جو اثرات پائے جاتے ہیں وہ آپ ہی کی تبلیغ و مساعی کا نتیجہ اور آپ ہی کے بوئے ہوئے بیج کے برگ و بار ہیں۔ امیر معاویہ کو ان کی یہ روش پسند نہ تھی۔ چنانچہ وہ ان کے کھلم کھلا لے دے کرتے اور حضرت عثمان کی زراندوزی اور بے راہ روی کے تذکرے کرنے سے انتہائی بیزار تھے۔ مگر کچھ بنائے نہ بنتی تھی آخر اس نے حضرت عثمان کو لکھا کہ اگر یہ کچھ عرصہ اور یہاں مقیم رہے تو ان اطراف کے لوگوں کو تم سے برگشتہ کر دیں گے لہذا اس کا انسداد ہونا چاہیے جس پر انھوں نے لکھا کہ ابوذر کو شتر بے پالان پر سوار کر کے مدینہ روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور انھیں مدینہ روانہ کر دیا گیا، جب آپ مدینہ پہنچے تو یہاں بھی حق و صداقت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مسلمانوں کو پیغمبر کا عہد یاد دلاتے کسریٰ و قیصری شان کے مظاہروں سے روکتے جس پر حضرت عثمان جز بز ہوتے۔ ان کی زبان بندی کی تدبیریں کرتے چنانچہ ایک دن انھیں بلا کر کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تم کہتے پھرتے ہو کہ پیغمبر نے فرمایا تھا کہ:۔

اِذَا بَلَغَتْ بَنُوْ اُمَيَّةَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا اِتَّخَذُوْا بِلَادَ

جب بنی اُمیّہ کی تعداد تیس ۳۰ تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے شہروں کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰہِ دَوَلًا وَعِبَادَ اللّٰہِ خَوَلًا وَدِیْنَ اللّٰہِ دَخَلًا — اپنی جاگیر اور اسکے بندوں کو اپنا غلام اور اس کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ قرار دے لیں گے۔

آپ نے کہا کہ بیشک میں نے پیغمبر اسلام کو یہ فرماتے سُنا تھا۔ عثمان نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے اس حدیث کو سُنا ہے سب نے نفی میں جواب دیا۔ جس پر ابوذر نے فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب سے دریافت کیا جائے چنانچہ آپ کو بلا کر دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ درست ہے اور ابوذر سچ کہتے ہیں، عثمان نے کہا کہ آپ کس بنا پر اس حدیث کی صحت کی گواہی دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر سے سُنا ہے۔

مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ عَلٰی ذِیْ لَھْجَۃٍ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ۔ — کسی بولنے والے پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور زمین نے اسے نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ راست گو ہو۔

اب حضرت عثمان کیا کہہ سکتے تھے اگر جھٹلاتے تو پیغمبرؐ کی تکذیب لازم آتی تھی، پیچ و تاب کھا کر رہ گئے اور کوئی تردید نہ کر سکے ادھر ابوذرؓ نے سرمایہ پرستی کے خلاف کھُلم کھلا کہنا شروع کر دیا اور حضرت عثمان کو دیکھتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔ — وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن کہ اُن کا جمع کیا ہوا۔ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں۔ پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے تم نے اپنے لیے ذخیرہ بنا کر رکھا تھا تو اب اس ذخیرہ اندوزی کا مزا چکھو۔

حضرت عثمان نے مال و دولت کا لالچ دیا مگر اس طائر آزاد کو سنہری جال میں نہ جکڑ سکے تشدد و سختی سے بھی کام لیا مگر ان کی زبان حق ترجمان کو بند نہ کر سکے آخر انھیں مدینہ چھوڑ دینے اور ربذہ کی جانب چلے جانے کا حکم دیا اور برید رسول کے فرزند مردان کو اس پر مامور کیا کہ وہ انھیں مدینہ سے باہر نکال دے اور اس کے ساتھ یہ قہرمانی فرمان بھی صادر فرمایا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے اور نہ انھیں الوداع کہے، مگر امیر المومنینؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عقیل، عبداللہ ابن جعفر اور عمار یاسر نے اس فرمان کی کوئی پرواہ نہ کی اور انھیں رخصت کرنے کے لیے ساتھ ہو لیے اور اسی رخصت کے موقعہ پر حضرتؑ نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ان سے یہ کلمات فرمائے۔

ربذہ میں حضرت ابوذر کی زندگی بڑی ابتلاؤں میں کٹی یہیں پر آپ کے فرزند اور اہلیہ نے انتقال کیا اور جو بھیڑ بکریاں گزارے کے لیے پال رکھی تھیں وہ بھی ہلاک ہوگئیں۔ اولاد میں صرف ایک دختر رہ گئی جو فاقوں اور دکھوں میں برابر کی شریک تھی، جب سروسامان زندگی ناپید ہوگئے اور فاقوں پر فاقے ہونے لگے تو حضرت ابوذر سے عرض کیا کہ بابا یہ زندگی کے دن کس طرح کٹیں گے کہیں آنا جانا چاہیے اور رزق کی تلاش کرنا چاہیے جس پر حضرت ابوذر اسے ہمراہ لے کر صحرا کی طرف نکل کھڑے ہوئے، مگر گھاس پات بھی میسر نہ آسکا آخر تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئے اور ریت جمع کر کے اس کا ڈھیر بنایا اور اس پر سر رکھ کر لیٹ گئے، اسی عالم میں سانس اکھڑ گئی پتلیاں اوپر چڑھ گئیں نزع کی حالت طاری ہوگئی جب دختر ابوذر نے یہ حالت دیکھی تو سراسیمہ و مضطرب ہو کر کہنے لگی کہ بابا اگر آپ نے اس لق و دق صحرا میں انتقال فرمایا تو میں اکیلی کیسے دفن و کفن کا سامان کروں گی۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی گھبراؤ نہیں، پیغمبر اکرم مجھ سے فرما گئے تھے کہ اے ابوذر تم عالم غربت میں مرو گے اور کچھ عراقی تمھاری تجہیز و تکفین کریں گے۔ تم میرے مرنے کے بعد ایک چادر میرے اوپر ڈال دینا اور سر راہ جا بیٹھنا اور جب ادھر سے کوئی قافلہ گزرے تو اس سے کہنا کہ پیغمبر کے صحابی ابوذر نے انتقال کیا ہے چنانچہ ان کی رحلت کے بعد وہ سر راہ جا کر بیٹھ گئی کچھ دیر کے بعد ادھر سے ایک قافلہ گزرا جس میں ہلال ابن مالک مزنی، احنف ابن قیس تمیمی اصعصعہ ابن صوحان عبدی، اسود ابن قیس تمیمی اور مالک ابن حارث اشتر تھے۔ جب انھوں نے حضرت ابوذر کے انتقال کی خبر سنی تو اس بیکسی کی موت پر تڑپ اٹھے سواریاں روک لیں اور ان کی تجہیز و تکفین کے لیے سفر ملتوی کر دیا۔ مالک اشتر نے ایک حلہ کفن کے لیے دیا۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور تجہیز و تکفین کے فرائض سرانجام دے کر رخصت ہوئے۔ یہ واقعہ ۸ ذی الحجہ ۳۲ھ کا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۲۹

اَيَّتُهَا النُّفُوْسُ الْمُخْتَلِفَةُ وَ الْقُلُوْبُ الْمُتَشَتِّتَةُ الشَّاهِدَةُ اَبْدَانُهُمْ وَالْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُوْلُهُمْ اَظُمَّرُكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَ اَنْتُمْ تَنْفِرُوْنَ عَنْهُمْ نُفُوْرَ الْمِعْزٰى

اے الگ الگ طبیعتوں اور پراگندہ دل و دماغ والو کہ جن کے جسم موجود اور عقلیں گم ہیں میں تمھیں نرمی و شفقت سے حق کی طرف لانا چاہتا ہوں اور تم اس سے اس طرح بھڑک اٹھتے ہو جس طرح شیر کے ڈکارنے سے بھیڑ بکریاں، کتنا دشوار ہے کہ میں تمھارے سہارے پر چھپے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ وَّعْوَعَةِ الْاَسَدِ، هَيْهَاتَ
اَنْ اُطْلِعَ بِكُمْ سَرَارَ الْعَدْلِ
اَوْ اُقِيْمَ اِعْوِجَاجَ الْحَقِّ اَللّٰهُمَّ
اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْ
كَانَ مِنَّا مُنَافَسَةً فِيْ سُلْطَانٍ
وَلَا اِلْتِمَاسَ شَيْءٍ مِنْ فُضُوْلِ
الْحُطَامِ، وَلٰكِنْ لِّنَرُدَّ الْمَعَالِمَ
مِنْ دِيْنِكَ وَنُظْهِرَ الْاِصْلَاحَ
فِيْ بِلَادِكَ. فَيَاْمَنَ الْمَظْلُوْمُوْنَ
مِنْ عِبَادِكَ، وَتُقَامَ الْمُعَطَّلَةُ مِنْ
حُدُوْدِكَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَوَّلُ مَنْ
اَنَابَ وَسَمِعَ وَاَجَابَ، لَمْ يَسْبِقْنِيْ
اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ. وَقَدْ عَلِمْتُمْ
اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ الْوَالِيْ
عَلَى الْفُرُوْجِ وَالدِّمَاءِ وَالْمَغَانِمِ
وَالْاَحْكَامِ وَاِمَامَةِ الْمُسْلِمِيْنَ
الْبَخِيْلُ فَتَكُوْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ
نَهْمَتُهٗ، وَلَا الْجَاهِلُ فَيُضِلَّهُمْ
بِجَهْلِهٖ، وَلَا الْجَافِيْ فَيَقْطَعَهُمْ بِجَفَائِهٖ
وَلَا الْخَائِفُ لِلدُّوَلِ فَيَتَّخِذَ قَوْمًا
دُوْنَ قَوْمٍ، وَلَا الْمُرْتَشِيْ فِي
الْحُكْمِ فَيَذْهَبَ بِالْحُقُوْقِ وَيَقِفَ

عدل کو ظاہر کروں یا حق میں پیدا کی ہوئی کجیوں کو سیدھا
کروں! بارالہا تو خوب جانتا ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہم سے
(جنگ و پیکار کی صورت میں) ظاہر ہوا اس لیے نہیں تھا
کہ ہمیں تسلط و اقتدار کی خواہش تھی یا مالِ دنیا کی طلب
تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ ہم دین کے نشانات کو (پھر ان
کی جگہوں پر) پلٹائیں اور تیرے شہروں میں امن و
بہبودی کی صورت پیدا کریں تاکہ تیرے ستم رسیدہ
بندوں کو کوئی کھٹکا نہ رہے اور تیرے وہ احکام
(پھر سے) جاری ہو جائیں جنھیں بیکار بنا دیا گیا ہے۔
اے اللہ! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف
رجوع کی اور تیرے حکم کو سُن کر لبیک کہی اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نے بھی
نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت نہیں کی۔

(اے لوگو!) تمھیں یہ معلوم ہے کہ ناموس، خون،
مال غنیمت (نفاذ) احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے
لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حاکم ہو کیونکہ
ایسا کل وانت مسلمانوں کے مال پر لگا رہے گا اور نہ کوئی
جاہل کہ وہ انھیں اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ کریگا
اور نہ کوئی کج خلق کہ وہ اپنی تند مزاجی سے چرکے
لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مال و دولت میں بے راہ روی
کرنے والا کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو
محروم کر دے گا اور نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا
کہ وہ دوسروں کے) حقوق کو رائگاں کر دے گا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِهَا دُوْنَ الْمَقَاطِعِ، وَلَا الْمُعَطِّلِ لِلسُّنَّةِ فَيَهْلِكَ الْأُمَّةَ۔

اور انھیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کر دینے والا کہ وہ اُمّت کو تباہ و برباد کر دے گا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۰

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا أَخَذَ وَأَعْطَى، وَعَلَى مَا أَبْلَى وَابْتَلَى، الْبَاطِنُ لِكُلِّ خَفِيَّةٍ وَالْحَاضِرُ لِكُلِّ سَرِيرَةٍ الْعَالِمُ بِمَا تُكِنُّ الصُّدُورُ وَمَا تَخُونُ الْعُيُونُ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَجِيبُهُ وَبَعِيثُهُ شَهَادَةً يُوَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْإِعْلَانَ وَالْقَلْبُ اللِّسَانَ۔

وہ جو کچھ لے اور جو کچھ دے اور جو نعمتیں بخشے اور جن آزمائشوں میں ڈالے (سب پر) ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں وہ ہر چھپی ہوئی چیز کی گہرائیوں سے آگاہ اور ہر پوشیدہ شے پر حاضر و ناظر ہے وہ سینوں میں چھپی ہوئی چیزوں اور آنکھوں کے چوری چھپے اشاروں کا جاننے والا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ اس کے برگزیدہ (بندے) اور فرستادہ (رسول) ہیں ایسی گواہی کہ جس میں ظاہر و باطن یکساں اور دل و زبان ہمنوا ہیں۔

(مِنْهَا) فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ الْجِدُّ لَا اللَّعِبُ وَالْحَقُّ لَا الْكَذِبُ وَمَا هُوَ إِلَّا الْمَوْتُ قَدْ أَسْمَعَ دَاعِيَهُ وَأَعْجَلَ حَادِيَهُ، فَلَا يَغُرَّنَّكَ سَوَادُ النَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ فَقَدْ رَأَيْتَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِمَّنْ جَمَعَ الْمَالَ، وَحَذِرَ الْإِقْلَالَ وَأَمِنَ الْعَوَاقِبَ طُولَ أَمَلٍ وَاسْتِبْعَادَ أَجَلٍ۔ كَيْفَ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ فَأَزْعَجَهُ

(اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے) خدا کی قسم وہ چیز جو سراسر حقیقت ہے ہنسی کھیل نہیں اور سرتاپا حق ہے جھوٹ نہیں وہ صرف موت ہے اس کے پکارنے والے نے اپنی آواز پہنچا دی ہے اور اس کے ہنکانے والے نے جلدی مچا رکھی ہے یہ (زندہ) لوگوں کی کثرت تمھارے نفس کو دھوکا نہ دے (کہ اپنی موت کو بھول جاؤ) تم ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے جنھوں نے مال و دولت کو سمیٹا تھا جو افلاس سے ڈرتے تھے اور امیدوں کی درازی اور موت کی دوری کا فریب کھا کر نتائج سے بے خوف بن چکے تھے دیکھ چکے ہو کہ کس طرح موت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنْ وَطَنِهٖ وَاَخْذَهٗ مِنْ مَامَنِهٖ، مَحْمُوْلًا عَلٰٓى اَعْوَادِ الْمَنَايَا يَتَعَاطَى بِهِ الرِّجَالُ الرِّجَالَ حَمْلًا عَلَى الْمَنَاكِبِ وَاِمْسَاكًا بِالْاَنَامِلِ اَمَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَاْمُلُوْنَ بَعِيْدًا وَّيَبْنُوْنَ مَشِيْدًا وَّيَجْمَعُوْنَ كَثِيْرًا كَيْفَ اَصْبَحَتْ بُيُوْتُهُمْ قُبُوْرًا۔ وَّمَا جَمَعُوْا بُوْرًا۔ وَصَارَتْ اَمْوَالُهُمْ لِوَارِثِيْنَ وَاَزْوَاجُهُمْ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَا فِيْ حَسَنَةٍ يَزِيْدُوْنَ، وَلَا مِنْ سَيِّئَةٍ يَسْتَعْتِبُوْنَ فَمَنْ اَشْعَرَ التَّقْوٰى قَلْبَهٗ بَرَزَ مَهَلَهٗ وَفَازَ عَمَلُهٗ۔ فَاهْتَبِلُوْا هَبَلَهَا، وَاعْمَلُوْا لِلْجَنَّةِ عَمَلَهَا۔ فَاِنَّ الدُّنْيَا لَمْ تُخْلَقْ لَكُمْ دَارَ مُقَامٍ، بَلْ خُلِقَتْ لَكُمْ مَجَازًا لِّتَزَوَّدُوْا مِنْهَا الْاَعْمَالَ اِلٰى دَارِ الْقَرَارِ فَكُوْنُوْا مِنْهَا عَلٰٓى اَوْفَازٍ۔ وَّقَرِّبُوْا الظُّهُوْرَ لِلزِّيَالِ۔

ان پر ٹوٹ پڑی کہ انھیں وطن سے نکال باہر کیا اور ان کی جائے امن سے انھیں اپنی گرفت میں لے لیا اس عالم میں کہ وہ تابوت پر لدے ہوئے تھے اور لوگ یکے بعد دیگرے کندھا دے رہے تھے اور اپنی انگلیوں (کے سہارے) سے روکے ہوئے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا کہ جو دور کی امیدیں لگائے بیٹھے تھے جنھوں نے مضبوط محل بنائے تھے اور ڈھیروں مال جمع کیا تھا کس طرح ان کے گھر قبروں میں بدل گئے اور جمع پونجی تباہ ہو گئی اور ان کا مال وارثوں کا ہو گیا اور ان کی بیویاں دوسروں کے پاس پہنچ گئیں (اب) نہ وہ نیکیوں میں کچھ اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کا کوئی موقعہ ہے کہ وہ کسی گناہ کے بعد (توبہ کر کے) اللہ کی رضامندیاں حاصل کر لیں جس شخص نے اپنے دل کو تقویٰ شعار بنا لیا وہ بھلائیوں میں سبقت لے گیا اور اس کا کیا کرایا سوارت ہوا تقویٰ حاصل کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھو اور جنّت کے لیے جو عمل ہونا چاہیئے اسے انجام دو کیونکہ دنیا تمھاری قیامگاہ نہیں بنائی گئی بلکہ یہ تو تمھارے لیے گزرگاہ ہے تاکہ تم اس سے اپنی مستقل قیامگاہ کیلئے زاد اکٹھا کر سکو اس دنیا سے چل نکلنے کے لیے آمادہ رہو اور کوچ کے لیے سواریاں اپنے سے قریب کر لو (کہ وقت آنے پر آسانی سوار ہو سکو)

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۱

وَانْقَادَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ بِاَزِمَّتِهَا

دنیا و آخرت اپنی باگ ڈور کو سونپے ہوئے اس کے زیر فرمان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَذَفَتْ إِلَيْهِ السَّمٰوٰتُ وَ الْأَرَضُونَ مَقَالِيدَهَا۔ وَسَجَدَتْ لَهُ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ الْأَشْجَارُ النَّاضِرَةُ۔ وَقَدَحَتْ لَهُ مِنْ قُضْبَانِهَا النِّيرَانَ الْمُضِيئَةَ وَ أَنْتَ أُكُلُهَا بِكَلِمَاتِهِ الثِّمَارَ الْيَانِعَةَ

ہے اور آسمان و زمین نے اپنی کنجیاں اس کے آگے ڈال دی ہیں اور تر و تازہ و شاداب درخت صبح و شام اس کے آگے سربسجود ہیں اور اپنی شاخوں سے چمکتی ہوئی آگ (کے شعلے) بھڑکاتے ہیں اور اس کے حکم سے (پھل پھول کر) پکے ہوئے میووں (کی ڈالیاں) پیش کرتے ہیں۔

(مِنْهَا) وَكِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نَاطِقٌ لَا يَعْيَا لِسَانُهُ وَبَيْتٌ لَا تُهْدَمُ أَرْكَانُهُ وَعِزٌّ لَا تُهْزَمُ أَعْوَانُهُ۔

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے۔ اللہ کی کتاب تمھارے سامنے اس طرح (کھل کر) بولنے والی ہے کہ اس کی زبان کہیں لڑکھڑاتی نہیں اور ایسا گھر ہے جس کے کھمبے سرنگوں نہیں ہوتے اور ایسی عزت ہے کہ اس کے معاون شکست نہیں کھاتے۔

(وَمِنْهَا) أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ وَتَنَازُعٍ مِنَ الْأَلْسُنِ، فَقَفَّى بِهِ الرُّسُلَ وَخَتَمَ بِهِ الْوَحْيَ فَجَاهَدَ فِي اللّٰهِ الْمُدْبِرِينَ عَنْهُ وَالْعَادِلِينَ بِهِ۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا۔ اللہ نے آپ کو اس وقت بھیجا جبکہ رسولوں کی بعثت کا سلسلہ رکا پڑا تھا اور لوگوں میں جتنے منھ تھے اتنی باتیں تھیں چنانچہ آپ کو سب رسولوں سے آخر میں بھیجا اور آپ کے ذریعہ سے وحی کا سلسلہ ختم کیا۔ آپ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو اس سے پیٹھ پھرائے ہوئے تھے اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے تھے۔

(وَمِنْهَا) وَإِنَّمَا الدُّنْيَا مُنْتَهَى بَصَرِ الْأَعْمَى، لَا يُبْصِرُ مِمَّا وَرَاءَهَا شَيْئًا وَالْبَصِيرُ يَنْفُذُهَا بَصَرُهُ وَيَعْلَمُ أَنَّ الدَّارَ وَرَاءَهَا فَالْبَصِيرُ مِنْهَا شَاخِصٌ وَالْأَعْمَى

اسی خطبہ کا ایک جز یہ ہے (دل کے) اندھے کا منتہائے نظر یہی دنیا ہوتی ہے کہ اسے اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نظر رکھنے والے کی نگاہیں اس سے پار چلی جاتی ہیں اور وہ اس امر کا یقین رکھتا ہے کہ اس کے بعد بھی ایک گھر ہے نگاہ رکھنے والا اس سے نکلنا چاہتا ہے اور اندھا اسی پر نظریں جمائے رہتا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَيْهَا شَاخِصٌ - وَالْبَصِيرُ مِنْهَا مُتَزَوِّدٌ - وَالْأَعْمَى لَهَا مُتَزَوِّدٌ -

(وَمِنْهَا) وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَيَكَادُ صَاحِبُهُ أَنْ يَشْبَعَ مِنْهُ وَيَمَلَّهُ إِلَّا الْحَيَاةَ فَإِنَّهُ لَا يَجِدُ لَهُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً وَإِنَّمَا ذَالِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِي هِيَ حَيَاةٌ لِلْقَلْبِ الْمَيِّتِ وَبَصَرٌ لِلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ، وَسَمْعٌ لِلْأُذُنِ الصَّمَّاءِ، وَرِيٌّ لِلظَّمْآنِ وَفِيهَا الْغِنَى كُلُّهُ وَالسَّلَامَةُ كِتَابُ اللهِ تُبْصِرُونَ بِهِ. وَتَنْطِقُونَ بِهِ. وَتَسْمَعُونَ بِهِ، وَيَنْطِقُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، وَيَشْهَدُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ وَلَا يَخْتَلِفُ فِي اللهِ وَلَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهِ عَنِ اللهِ. قَدِ اصْطَلَحْتُمْ عَلَى الْغِلِّ فِيمَا بَيْنَكُمْ، وَنَبَتَ الْمَرْعَى عَلَى دِمَنِكُمْ. وَتَصَافَيْتُمْ عَلَى حُبِّ الْأَمْوَالِ وَتَعَادَيْتُمْ فِي كَسْبِ الْأَمْوَالِ لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكُمُ الْخَبِيثُ وَتَاهَ بِكُمُ الْغُرُورُ، وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى نَفْسِي وَأَنْفُسِكُمْ

ہے۔ بالبصیرت اس سے (آخرت کے لیے) زاد حاصل کرتا ہے اور بے بصیرت اسی کے سروسامان میں لگا رہتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے تمھیں جاننا چاہیے کہ ہر شے سے آدمی کبھی کبھی سیر ہو جاتا ہے اور اکتا جاتا ہے سوا زندگی کے وہ کبھی مرنے میں راحت نہیں محسوس کرتا اور یہ اس حکمت کی طرح ہے کہ جو قلب مردہ کے لیے حیات، اندھی آنکھوں کے لیے بینائی۔ بہرے کانوں کے لیے شنوائی اور تشنہ کام کے لیے سیرابی ہے، اور اسی میں پورہ پورہ سامان کفایت و سروسامان حفاظت ہے یہ اللہ کی کتاب ہے کہ جس کے ذریعہ تمھیں سمجھائی دیتا ہے اور تمھاری زبانوں میں گویائی آتی ہے اور (حق کی آواز) سنتے ہو۔ اس کے کچھ حصے کچھ حصوں کی وضاحت کرتے ہیں اور بعض بعض کی (صداقت کی) گواہی دیتے ہیں یہ ذات الٰہی کے متعلق الگ الگ نظریئے نہیں پیش کرتا اور نہ اپنے ساتھی کو اس کی راہ سے ہٹا کر کسی اور راہ پر لگا دیتا ہے (مگر) تم نے دلی کدورتوں اور گھورے پر اگے ہوئے سبزہ کی خواہش پر ایکا کر لیا ہے، امیدوں کی چاہت پر تو تم میں صلح صفائی ہے اور مال کے کمانے میں ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہو۔ تمھیں (شیطان) خبیث نے بھٹکا دیا ہے اور فریبوں نے تمھیں بہکا رکھا ہے۔ میرے اور تمھارے نفسوں کے مقابل میں اللہ ہی مددگار ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۲

وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْخُرُوجِ إِلَى غَزْوِ الرُّومِ بِنَفْسِهِ۔

جب حضرت عمر ابن خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لیے حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا:۔

وَقَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِأَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ بِإِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسِتْرِ الْعَوْرَةِ۔ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْتَنِعُونَ: حَيٌّ لَا يَمُوتُ" إِنَّكَ مَتَى تَسِرْ إِلَى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ بِشَخْصِكَ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانِفَةٌ دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ۔ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ۔ فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلًا مِحْرَبًا وَاحْقِنْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ، فَإِنْ أَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ۔

جب حضرت عمر ابن خطاب نے غزوہ روم میں شرکت کے لیے حضرت سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا:۔

اللہ نے دین والوں کی حدوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی غیر محفوظ جگہوں کو (دشمن کی) نظر سے بچائے رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے وہی خدا (اب بھی) زندہ و غیر فانی ہے کہ جس نے اس وقت ان کی تائید و نصرت کی تھی جبکہ وہ اتنے تھوڑے تھے کہ دشمن سے انتقام نہیں لے سکتے تھے اور ان کی حفاظت کی جب وہ اتنے کم تھے کہ اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔ تم اگر خود ان دشمنوں کی طرف بڑھے اور ان سے ٹکرائے اور کسی افتاد میں پڑ گئے تو اس صورت میں مسلمانوں کے لیے دور کے شہروں کے پہلے کوئی ٹھکانا نہ رہے گا، اور نہ تمہارے بعد کوئی ایسی پلٹنے کی جگہ ہو گی کہ اس کی طرف پلٹ کر آ سکیں، تم ان کی طرف (اپنے بجائے) کوئی تجربہ کار آدمی بھیجو اور اس کے ساتھ اچھی کارکردگی والے اور خیر خواہی کرنے والے لوگوں کو بھیج دو اگر اللہ نے غلبہ دے دیا تو تم یہی چاہتے ہو اگر دوسری صورت (شکست) ہو گئی تو تم لوگوں کے لیے ایک مددگار اور مسلمانوں کے لیے پلٹنے کا مقام ہو گے۔

؟ — لہ امیر المومنین کے متعلق یہ عجیب روش اختیار کی جاتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ امور سیاست سے بے خبر اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

طریق جہانبانی سے ناآشنا تھے کہ جس سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بنی امیہ کے ہوس اقتدار کی پیدا کی ہوئی شورشوں کو آپ کی کمزوری سیاست کا نتیجہ قرار دیا جائے اور دوسری طرف خلفائے وقت نے مملکت کے اہم معاملات اور کفار سے محاربات کے سلسلہ میں جو مختلف مواقع پر آپ سے مشورے لیے انھیں بڑی اہمیت دے کر اُچھالا جاتا ہے جس سے یہ مقصد نہیں ہوتا کہ آپ کی صحت فکر و نظر اصابت رائے اور تہ رس بصیرت کو پیش کیا جائے بلکہ صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ آپ اور خلفا میں اتحاد، یگانگت اور یک جہتی کا مظاہرہ کیا جائے تاکہ ادھر توجہ ہی مبذول نہ ہونے پائے کہ آپ کسی مرحلہ پر ان سے متصادم بھی رہے اور باہم اختلاف و مناقشات بھی رونما ہوتے رہے ہیں چنانچہ تاریخی حقائق اس کے شاہد ہیں کہ آپ ان کے نظریات سے اختلاف کرتے تھے اور ان کے ہر اقدام کو درست و صحیح نہ سمجھتے تھے جیسا کہ خطبہ شقشقیہ میں ہر دور کے متعلق واشگاف لفظوں میں تبصرہ کرتے ہوئے اپنے اختلاف رائے اور غم و غصہ کا اظہار فرمایا ہے لیکن اس کے اختلاف کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اسلامی و اجتماعی مفاد کے سلسلہ میں صحیح رہنمائی نہ کی جائے پھر امیرالمومنین کی سیرت تو اتنی بلند تھی کہ کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کسی ایسے مشورے سے پہلو تہی کریں گے کہ جس سے مفاد عامہ وابستہ ہو یا کوئی ایسا مشورہ دیں گے جس سے مصالح عامہ کو نقصان پہنچے اسی لیے نظریات اختلاف کے باوجود آپ سے مشورے لیے جاتے تھے جس سے آپ کے کردار کی عظمت اور صحت فکر و نظر پر روشنی پڑتی ہے اور جس طرح پیغمبر اکرم کی سیرت کا یہ نمایاں جوہر ہے کہ کفار قریش آپ کو دعوت نبوّت میں جھٹلانے کے باوجود بہترین امانت دار سمجھتے تھے اور کبھی آپ کی امانت پر شبہ نہ کر سکے بلکہ مخالفت کے ہنگاموں میں بھی اپنی امانتیں بے کھٹکے آپ کے سپرد کر دیتے تھے اور کبھی یہ وہم بھی نہ کرتے تھے کہ ان کی امانتیں خرد برد ہو جائیں گی یونہی امیرالمومنین بھی وثوق و اعتماد کی اس سطح بلند پر سمجھے جاتے تھے کہ دوست و دشمن ان کی اصابت رائے پر اعتماد کرتے تھے تو جس طرح پیغمبر کے طرز عمل سے ان کے کمال امانت داری کا پتہ چلتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ ان میں اور کفار میں یگانگت تھی کیونکہ امانت اپنے مقام پر ہے اور کفر و اسلام کا ٹکراؤ اپنے مقام پر اسی طرح امیرالمومنین خلفائے سے اختلاف رکھنے کے باوجود ان کی نظروں میں ملکی و قومی مفاد کے محافظ اور اسلام کی فلاح و بہبود کے نگراں سمجھے جاتے تھے، چنانچہ جہاں نوعی مفاد کا سوال پیدا ہوتا تھا آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا اور آپ شخصی اغراض کی سطح سے بلند ہو کر اپنی بے لاگ رائے کا اظہار فرما دیتے تھے اور حدیث نبوی "المستشار مؤتمن، مشیر امین ہوتا ہے" کے پیش نظر کبھی غل و غش گوارا نہ کرتے تھے چنانچہ جنگ قسطین کے موقعہ پر جب حضرت عمر نے اپنی شرکت کے بارے میں ان سے مشورہ لیا تو قطع نظر اس سے کہ آپ کی رائے اُن کے جذبات کے موافق ہو۔ یا مخالف آپ اسلام کی عزت و بقا کا لحاظ کرتے ہوئے انھیں اپنی جگہ پر ٹھہرے رہنے کا مشورہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دیتے ہیں اور محاذ جنگ میں ایسے شخص کو بھیجنے کی رائے دیتے ہیں کہ جو آزمودہ کار اور فنون حرب و ضرب میں ماہر ہو کیونکہ ناتجربہ کار آدمی کے چلے جانے سے اسلام کی بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جاتی اور پیغمبر کے زمانہ سے جو مسلمانوں کی دھاک بیٹھ چکی تھی ختم ہو جاتی اور ان کے چلے جانے سے فتح و کامرانی کے بجائے شکست و ہزیمت کے آثار آپ کو نظر آرہے تھے اس لیے انھیں روک دینے ہی میں اسلامی مفاد نظر آیا چنانچہ اس کا اظہار ان لفظوں میں فرمایا ہے کہ اگر تمھیں میدان چھوڑ کر پلٹنا پڑے تو یہ صرف تمھاری شکست نہ ہوگی بلکہ اس سے مسلمان بددل ہو کر حوصلہ چھوڑ بیٹھیں گے اور میدان جنگ سے روگرداں ہو کر تتر بتر ہو جائیں گے کیونکہ رئیس لشکر کے میدان چھوڑ دینے سے لشکر کے قدم جم نہ سکیں گے اور ادھر مرکز کے خالی ہو جانے کی وجہ سے یہ توقع بھی نہ کی جا سکے گی کہ عقب سے مزید فوجی کمک آجائے گی کہ جس سے لڑنے بھڑنے والوں کی ڈھارس بندھی رہے۔

یہ ہے وہ مشورہ جسے باہمی روابط پر دلیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہ مشورہ صرف اسلام کی سربلندی اور اسکی عزت و بقا کے پیش نظر تھا جو آپ کو ہر مفاد سے زیادہ عزیز تھی اور کسی شخص خاص کی جان عزیز نہ تھی کہ جس کی بنا پر اسے جنگ میں شرکت سے روکا ہو۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۳

وَقَدْ وَقَعَتْ مُشَاجَرَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عُثْمَانَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ الْاَخْنَسِ لِعُثْمَانَ أَنَا أَكْفِيكَهُ فَقَالَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلْمُغِيْرَةِ۔

آپ میں اور عثمان ابن عفان میں کچھ بحث ہوئی تو مغیرہ ابن اخنس نے عثمان سے کہا کہ تمھاری طرف سے میں نپٹ لیتا ہوں، جس پر آپ نے مغیرہ سے کہا۔

يَا بْنَ اللَّعِيْنِ الْاَبْتَرِ، وَالشَّجَرَةِ الَّتِي لَا اَصْلَ لَهَا وَلَا فَرْعَ، اَنْتَ تَكْفِيْنِيْ؟ وَاللّٰهِ مَا اَعَزَّ اللّٰهُ مَنْ اَنْتَ نَاصِرُهُ وَلَا قَامَ مَنْ اَنْتَ مُنْهِضُهُ اُخْرُجْ عَنَّا اَبْعَدَ اللّٰهُ

اے[1] بے اولاد لعین کے بیٹے اور ایسے درخت کے پھل جس کی نہ کوئی جڑ ہے نہ شاخ تو بھلا مجھ سے کیا نپٹے گا خدا کی قسم جس کا تجھ ایسا مددگار ہو اللہ اسے غلبہ و سرفرازی نہیں دیتا اور جس کا تجھے ایسا ابھارنے والا ہو وہ اپنے پیروں پا کھڑا نہیں ہو سکتا۔ ہم سے دور ہو۔ خدا تیری منزل کو دور ہی رکھے اور اس کے بعد جو بن پڑے کرنا اور اگر کچھ بھی مجھ پر ترس کھائے تو خدا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَوَاكَ ، ثُمَّ اَبْلِغْ جُهْدَكَ فَلَا اَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ اِنْ اَبْقَيْتَ ۔	تجھ پر رحم نہ کرے۔

۱؎ مغیرہ بن اخنس عثمان کے ہوا خواہوں میں سے تھا۔ اس کا بھائی ابو الحکم ابن اخنس احد میں امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ حضرت کی طرف سے دل میں کینہ و عناد رکھتا تھا۔ اس کا باپ ان لوگوں میں سے تھا جو فتح مکہ کے موقعہ پر بظاہر ایمان لے آئے، مگر دلوں میں کفر و نفاق لیے ہوئے تھے، اس لیے اسے لعین فرمایا ہے اور ابتر اس لیے کہا ہے کہ جس کی مغیرہ ایسی اولاد ہو وہ بے اولاد ہی سمجھے جانے کے لائق ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۴

لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ اِيَّايَ فَلْتَةً، وَلَيْسَ اَمْرِيْ وَاَمْرُكُمْ وَاحِدًا اِنِّيْ اُرِيْدُكُمْ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَنِيْ لِاَنْفُسِكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ اَعِيْنُوْنِيْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَاُنْصِفَنَّ الْمَظْلُوْمَ مِنْ ظَالِمِهٖ وَلَاَقُوْدَنَّ الظَّالِمَ بِخَزَامَتِهٖ ، حَتّٰى اُوْرِدَهٗ مَنْهَلَ الْحَقِّ وَاِنْ كَانَ كَارِهًا۔

تم نے میری بیعت اچانک اور بے سوچے سمجھے نہیں کی تھی اور نہ میرا اور تمہارا معاملہ یکساں ہے میں تمہیں اللہ کے لیے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے شخصی فوائد کے لیے چاہتے ہو۔ اے لوگو! اپنی نفسانی خواہشوں کے مقابلہ میں میری اعانت کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کا اس کے ظالم سے بدلہ لوں گا۔ اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے سرچشمہ حق تک کھینچ کر لے جاؤں گا۔ اگرچہ اسے یہ ناگوار کیوں نہ گذرے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۵

فِيْ مَعْنٰى طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ :-

طلحہ و زبیر کے متعلق ارشاد فرمایا:-

وَاللّٰهِ مَا اَنْكَرُوْا عَلَيَّ مُنْكَرًا، وَلَا جَعَلُوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ نَصَفًا، وَاِنَّهُمْ لَيَطْلُبُوْنَ حَقًّا هُمْ تَرَكُوْهُ،

خدا کی قسم! انھوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انھوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف برتا وہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کرتے ہیں جسے خود ہی انھوں نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَدَمًا هُمْ سَفَكُوهُ۔ فَإِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ نَصِيبَهُمْ مِنْهُ، وَإِنْ كَانُوا وَلُّوهُ دُونِي فَمَا الطِّلِبَةُ إِلَّا قِبَلَهُمْ وَإِنَّ أَوَّلَ عَدْلِهِمْ لَلْحُكْمُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ۔ إِنَّ مَعِي لَبَصِيرَتِي مَا لَبَّسْتُ وَلَا لُبِّسَ عَلَيَّ وَإِنَّهَا لَلْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فِيهَا الْحَمَا وَالْحُمَةُ وَالشُّبْهَةُ الْمُعْتَرِفَةُ۔ وَإِنَّ الْأَمْرَ لَوَاضِحٌ۔ وَقَدْ زَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ نِصَابِهِ وَانْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ شَغَبِهِ وَايْمُ اللهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضًا أَنَا مَاتِحُهُ لَا يَصْدِرُونَ عَنْهُ بِرِيٍّ، وَلَا يَعُبُّونَ بَعْدَهُ فِي حَسِيٍّ۔

چھوڑ دیا اور اس خون کا عوض چاہتے ہیں جسے انھوں نے خود بہایا ہے۔ اب اگر اس میں میں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی تو حصہ نکلتا ہے اور اگر وہی اس کے مرتکب ہوئے ہیں میں نہیں تو پھر اس کا مطالبہ صرف انہی سے ہونا چاہیئے اور ان کے عدل و انصاف کا پہلا قدم یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے خلاف حکم لگائیں اور میرے ساتھ میری بصیرت کی جلوہ گری ہے، نہ میں نے خود (جان بوجھ کر) کبھی اپنے کو دھوکا دیا اور نہ مجھے واقعی کسی سے دھوکا ہوا اور بلاشبہہ یہی وہ باغی گروہ ہے جس میں ایک ہمارا سگا (زبیر) اور ایک بچھو کا ڈنک (حمیرا) ہے اور حق پر سیاہ پردے ڈالنے والے شبہے ہیں (اب تو) حقیقتِ حال کھل کر سامنے آچکی ہے اور باطل اپنی بنیادوں سے ہل چکا ہے اور شر انگیزی سے اسکی زبان بندی ہو چکی ہے۔ خدا کی قسم! میں ان کیلئے ایک ایسا حوض چھلکاؤں گا جس کا پانی نکالنے والا میں ہوں کہ جس سے سیراب ہو کر پلٹنا ان کے امکان میں نہ ہوگا اور نہ اس کے بعد کوئی گڑھا کھود کر پانی پی سکیں گے۔

(مِنْهُ) فَأَقْبَلْتُمْ إِلَيَّ إِقْبَالَ الْعُوذِ الْمَطَافِيلِ عَلَى أَوْلَادِهَا، تَقُولُونَ الْبَيْعَةَ الْبَيْعَةَ۔ قَبَضْتُ كَفِّي فَبَسَطْتُمُوهَا، وَنَازَعْتُكُمْ يَدِي فَجَاذَبْتُمُونِيهَا۔ اللّٰهُمَّ أُتْهُمَا قَطَعَانِي وَظَلَمَانِي، وَنَكَثَا بَيْعَتِي

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، تم اس طرح (شوق و رغبت سے) بیعت بیعت پکارتے ہوئے میری طرف بڑھے جس طرح نئی بیائی ہوئی بچوں والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی طرف سمیٹا تو تم نے انھیں اپنی جانب پھیلایا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو تم سے چھیننا چاہا مگر تم نے انھیں کھینچا۔ خدایا ان دونوں نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَآلَبَ النَّاسَ عَلَيَّ۔ فَاحْلُلْ مَا عَقَدَا،
وَلَا تُحْكِمْ لَهُمَا مَا أَبْرَمَا وَأَرِهِمَا
الْمَسَاءَةَ فِيمَا أَمَّلَا وَعَمِلَا۔ وَ
لَقَدِ اسْتَبَّتْهُمَا قَبْلَ الْقِتَالِ.
وَاسْتَأْنَيْتُ بِهِمَا أَمَامَ الْوِقَاعِ.
فَعَمِطَا النِّعْمَةَ وَرَدَّا الْعَافِيَةَ۔

میرے حقوق کو نظر انداز کیا ہے اور مجھ پر ظلم ڈھایا ہے اور میری بیعت کو توڑ دیا ہے اور میرے خلاف لوگوں کو اُکسایا ہے، لہٰذا تو جو انھوں نے گرہیں لگائی ہیں انھیں کھول دے اور جو انھوں نے بٹا ہے اسے مضبوط نہ ہونے دے اور انھیں ان کی امیدوں اور کرتوتوں کا بُرا نتیجہ دکھا میں نے جنگ کے چھڑنے سے پہلے انھیں باز رکھنا چاہا اور لڑائی سے قبل انھیں ڈھیل دیتا رہا لیکن انھوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی اور عافیت کو ٹھکرا دیا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۶

يُوْمِيْ فِيْهَا إِلَى ذِكْرِ الْمَلَاحِمِ،

اس میں آنے والے فتنوں اور ہنگاموں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

يَعْطِفُ الْهَوَى عَلَى الْهُدَى إِذَا
عَطَفُوا الْهُدَى عَلَى الْهَوَى وَ
يَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَى الْقُرْآنِ
إِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَى الرَّأْيِ
(مِنْهَا) حَتَّى تَقُوْمَ الْحَرْبُ
بِكُمْ عَلَى سَاقٍ بَادِيًا نَوَاجِذُهَا،
مَمْلُوْءَةً أَخْلَافُهَا حُلْوًا رَضَاعُهَا،
عَلْقَمًا عَاقِبَتُهَا۔ أَلَا وَفِيْ غَدٍ۔
وَسَيَأْتِيْ غَدٌ بِمَا لَا تَعْرِفُوْنَ
يَأْخُذُ الْوَالِيْ مِنْ غَيْرِهَا عُمَّالَهَا
عَلَى مَسَاوِئِ أَعْمَالِهَا۔ وَمُخْرِجٌ
لَهُ الْأَرْضُ أَفَالِيْذَ كَبِدِهَا،
وَتُلْقِيْ إِلَيْهِ سِلْمًا مَقَالِيْدَهَا،
فَيُرِيْكُمْ كَيْفَ عَدْلُ السِّيْرَةِ

(اس داعی حق سے پہلے) وہ خواہشوں کو ہدایات کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہوگا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جبکہ انھوں نے قرآن کو توڑ مروڑ کر قیاس و رائے کے ڈھرے پر لگا لیا ہوگا۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے[1] یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی۔ دانت نکالے ہوئے اور تھن بھرے ہوئے جن کا دودھ شیریں و خوشگوار معلوم ہوگا لیکن اس کا انجام تلخ و ناگوار ہوگا ہاں کل اور یہ کل بہت نزدیک ہے کہ ایسی چیزوں کو لے کر آجائے جنھیں ابھی تک تم نہیں پہچانتے حاکم و والی جو اس جماعت میں سے نہیں ہوگا۔ تمام حکمرانوں سے ان کی بد کرداریوں کی وجہ سے مواخذہ کرے گا اور زمین اس کے سامنے اپنے خزانے انڈیل دے گی اور اپنی کنجیاں بہ سہولت اس کے آگے ڈال دیگی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَيُحْيِي مَيِّتَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.
(مِنْهَا) كَأَنِّي بِهِ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ وَفَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ فَعَطَفَ عَلَيْهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ وَفَرَشَ الْأَرْضَ بِالرُّؤُسِ. قَدْ فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ، وَثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ وَطْأَتُهُ بَعِيدُ الْجَوْلَةِ عَظِيمُ الصَّوْلَةِ. وَاللّٰهِ لَيُسَرِّدَنَّكُمْ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ إِلَّا قَلِيلًا كَالْكُحْلِ فِي الْعَيْنِ فَلَا تَزَالُونَ كَذٰلِكَ حَتّٰى تَؤُوبَ إِلَى الْعَرَبِ عَوَازِبُ أَحْلَامِهَا. فَالْزَمُوا السُّنَنَ الْقَائِمَةَ وَالْآثَارَ الْبَيِّنَةَ وَالْعَهْدَ الْقَرِيبَ الَّذِي عَلَيْهِ بَاقِي النُّبُوَّةِ. وَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّيْطَانَ إِنَّمَا يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ لِتَتَّبِعُوا عَقِبَهُ.

چنانچہ وہ تمھیں دکھائے گا کہ حق و عدالت کی روش کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑ چکنے والی کتاب و سنّت کو پھر سے زندہ کر دے گا۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے گویا یہ منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ (داعی[2] باطل) شام میں کھڑا ہوا للکار رہا ہے اور کوفہ کے اطراف میں اپنے جھنڈے لہرا رہا ہے اور کاٹ کھانے والی اونٹنی کی طرح اس پر (حملہ کرنے کیلئے) جھکا ہوا ہے اور اس نے زمین پر سروں کا فرش بچھا دیا ہے اس کا منہ (پھاڑ کھانے کے لیئے) کھل چکا ہے اور زمین میں اُس کی پامالیاں بہت سخت ہو چکی ہیں وہ دور دور تک بڑھ جانے والا اور بڑے شد و مد سے حملہ کرنے والا ہے بخدا وہ تمھیں اطراف زمین میں بکھیر دے گا، یہاں تک کہ تم میں سے کچھ تھوڑے ہی بچیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ تم اسی سراسیمگی کے عالم میں رہو گے یہاں تک کہ عربوں کی عقلیں پھر اپنے ٹھکانے پر آجائیں تم مضبوط طریقوں، روشن نشانیوں اور اسی قریب کے عہد پر جمے رہو کہ جس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان اپنے قدم بقدم چلانے کے لیے راہیں آسان کرتا رہتا ہے۔

[1] امیر المومنین کی یہ پیشین گوئی حضرت حجت کے ظہور کے سلسلہ میں ہے۔

[2] یہ عبد الملک ابن مروان کی طرف اشارہ ہے کہ جو مروان کے بعد شام میں برسر اقتدار آیا اور پھر مصعب کے مقابلہ میں مختار ابن ابی عبیدہ کے مارے جانے پر یہ اپنے پرچم لہراتا ہوا عراق کی طرف بڑھا اور اطراف کوفہ میں دیر جاثلیق کے نزدیک مقام مسکن پر مصعب کی فوجوں سے برسر ہوا اور اسے شکست دینے کے بعد فتحمندانہ کوفہ میں داخل ہوا اور وہاں کے باشندوں سے بیعت لی اور پھر حجاج ابن یوسف ثقفی کو عبد اللہ ابن زبیر سے لڑنے کے لیئے مکہ روانہ کیا چنانچہ اس نے مکہ کا محاصرہ کر کے خانہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کعبہ پر سنگ باری کی اور ہزاروں بے گناہوں کا خون پانی کی طرح بہایا۔ ابن زبیر کو قتل کر کے اس کی لاش کو سولی پر لٹکایا اور خلق خدا پر ایسے ایسے ظلم ڈھائے کہ جن سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَقْتِ الشُّورٰى

خطبہ نمبر ۱۳۷

شوریٰ کے موقع پر فرمایا۔

لَمْ يُسْرِعْ اَحَدٌ قَبْلِيْ اِلٰى دَعْوَةِ حَقٍّ وَصِلَةِ رَحِيْمٍ، وَعَائِدَةِ كَرَمٍ فَاسْمَعُوْا قَوْلِيْ وَعُوْا مَنْطِقِيْ۔ عَسٰى اَنْ تَرَوْا هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِ هٰذَا الْيَوْمِ تُنْتَضٰى فِيْهِ السُّيُوْفُ وَتُخَانُ فِيْهِ الْعُهُوْدُ حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُكُمْ اَئِمَّةً لِاَهْلِ الضَّلَالَةِ وَشِيْعَةً لِاَهْلِ الْجَهَالَةِ۔

مجھ سے پہلے تبلیغ حق صلہ رحم اور جود و کرم کی طرف کسی نے بھی تیزی سے قدم نہیں بڑھایا، لہذا تم میرے قول کو سنو اور میری باتوں کو یاد رکھو کہ تم جلدی ہی دیکھ لوگے کہ اس دن کے بعد سے خلافت کے لیے تلواریں سونت لی جائیں گی اور عہد و پیمان توڑ کر رکھ دیئے جائیں گے یہاں تک کہ کچھ لوگ گمراہ لوگوں کے پیشوا بن کر کھڑے ہوں گے اور کچھ جاہلوں کے پیروکار ہو جائیں گے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي النَّهْيِ عَنْ عَيْبِ النَّاسِ وَاِنَّمَا يَنْبَغِيْ لِاَهْلِ الْعِصْمَةِ۔ وَالْمَصْنُوْعِ اِلَيْهِمْ فِي السَّلَامَةِ اَنْ يَرْحَمُوْا اَهْلَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعْصِيَةِ وَيَكُوْنَ الشُّكْرُ هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهِمْ وَالْحَاجِزَ لَهُمْ عَنْهُمْ فَكَيْفَ بِالْغَائِبِ الَّذِيْ غَابَ اَخًا

خطبہ نمبر ۱۳۸

اس میں لوگوں کو دوسروں کے عیب بیان کرنے سے روکا ہے۔

جن لوگوں کا دامن خطاؤں سے پاک صاف ہے اور بفضل الٰہی گناہوں سے محفوظ ہیں انھیں چاہیے کہ وہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اس چیز کا شکر ہی (کہ اللہ نے انھیں گناہوں سے بچائے رکھا ہے) ان پر غالب اور دوسروں کے عیب اچھالنے سے مانع ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَعَيَّرَهُ بِبَلْوَاهُ أَمَا ذَكَرَ مَوْضِعَ سَتْرِ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِنْ ذُنُوبِهِ مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي عَابَهُ بِهِ وَكَيْفَ يَذُمُّهُ بِذَنْبٍ قَدْ رَكِبَ مِثْلَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَكِبَ ذٰلِكَ الذَّنْبَ بِعَيْنِهِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ فِيمَا سِوَاهُ مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنْهُ. وَأَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ عَصَاهُ فِي الْكَبِيرِ وَعَصَاهُ فِي الصَّغِيرِ لَجُرْأَتُهُ عَلَى عَيْبِ النَّاسِ أَكْبَرُ.

چہ جائیکہ وہ عیب لگانے والا اپنے کسی بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرے اور اس کے عیب بیان کر کے طعن و تشنیع کرے یہ آخر خدا کی اس پردہ پوشی کو کیوں نہیں یاد کرتا جو اس نے خود اس کے ایسے گناہوں پر کی ہے جو اس گناہ سے بھی جس کی وہ غیبت کر رہا ہے بڑے تھے اور کیونکر کسی ایسے گناہ کی بنا پر اس کی برائی کرتا ہے جبکہ خود بھی ویسے ہی گناہ کا مرتکب ہو چکا ہے اور اگر بعینہٖ ویسا گناہ نہیں بھی کیا تو ایسے گناہ کیے ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے، خدا کی قسم! اگر اُس نے گناہ کبیرہ نہیں کیا تھا اور صرف صغیرہ کا مرتکب ہوا تھا تب بھی اس کا لوگوں کے عیوب بیان کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَعْجَلْ فِي عَيْبِ أَحَدٍ بِذَنْبِهِ فَلَعَلَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ. وَلَا تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ صَغِيرَ مَعْصِيَةٍ فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ فَلْيَكْفُفْ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ عَيْبَ غَيْرِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ عَيْبِ نَفْسِهِ وَلْيَكُنِ الشُّكْرُ شَاغِلًا لَهُ عَمَّا فَاتَهُ مِمَّا ابْتُلِيَ بِهِ غَيْرُهُ.

اے خدا کے بندے جھٹ سے کسی پر گناہ کا عیب نہ لگا شاید کہ اللہ نے وہ بخش دیا ہو اور اپنے کسی چھوٹے سے چھوٹے گناہ کے لیے بھی اطمینان نہ کر شاید کہ اس پر بھی عذاب ہو۔ لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی کسی دوسرے کے عیوب جانتا ہو اسے ان کے اظہار سے باز رہنا چاہیے اس علم کی وجہ سے جو خود اسے اپنے گناہوں کے متعلق ہے اور اس امر کا شکر کہ اللہ نے اسے ان چیزوں سے محفوظ رکھا ہے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں کسی اور طرف اسے متوجہ نہ ہونے دے۔

؎ عیب جوئی و خورده گیری کا مشغلہ اتنا عام اور ہمہ گیر ہو چکا ہے کہ اس کی برائی کا احساس تک جاتا رہا ہے اور اب تو نہ خواص کی زبانیں بند ہیں نہ عوام کی نہ منبر کی رفعت اس سے مانع ہے نہ محراب کی تقدیس۔ بلکہ جہاں چند ہم خیال جمع ہوں گے موضوع سخن اور دلچسپ مشغلہ یہی ہوگا کہ اپنے فریق مخالف کے عیوب رنگ آمیزیوں سے بیان کیے جائیں اور کان دھر کر ذوق سماعت کا مظاہرہ کیا جائے حالانکہ غیبت کرنے والے کا دامن ان آلودگیوں سے خود آلودہ ہوتا ہے جن کا اظہار وہ دوسروں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کے لیے کرتا ہے۔ مگر وہ اپنے لیے یہ گوارہ نہیں کرتا کہ اُس کے عیوب آشکارا ہوں تو پھر اسے دوسروں کے جذبات کا بھی پاس و لحاظ کرتے ہوئے ان کی عیب گیری و دل آزاری سے احتراز کرنا چاہیئے اور آنچہ برائے خود نمی پسندی برائے دیگراں ہم پسند پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ اپنے کسی برادر مومن کے عیب کو بغرض تنقیص اس طرح بے نقاب کرنا کہ اس کے لیے دل آزاری کا باعث ہو چاہے یہ اظہار زبان سے ہو یا محاکات سے، اشارہ سے ہو یا کنایہ و تعریض سے بعض لوگ غیبت بس اسی کو سمجھتے ہیں جو غلط اور خلاف واقع ہو۔ اور جو دیکھا اور سُنا ہوا سے جوں کا توں بیان کر دینا ان کے نزدیک غیبت نہیں ہوتی اور وہ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم غیبت نہیں کرتے بلکہ جو دیکھا یا سُنا ہے اسے صحیح صحیح بیان کر دیا ہے۔ حالانکہ غیبت اسی سچ کہنے کا نام ہے اور اگر جھوٹ ہو تو افتراء و بہتان ہے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم سے مروی ہے کہ:۔

اِنَّهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ	آپ نے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے لوگوں نے کہا کہ
قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ	اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تم
ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ	اپنے کسی بھائی کے متعلق کوئی ایسی بات کہو جو اس کے لیے ناگواری کا باعث
اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ	ہو کہنے والے نے کہا کہ اگر میں وہی بات کہوں جو واقعاً اس میں پائی
اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ اِغْتَبْتَهٗ	جاتی ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور
وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ	اگر نہ ہو تو تم نے اس پر افترا باندھا ہے۔

غیبت میں مبتلا ہونے کے بہت سے وجوہ و اسباب ہیں جن کی وجہ سے انسان کہیں دانستہ اور کہیں نادانستہ اس کا مرتکب ہوتا ہے۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں ان وجوہ و اسباب کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے ان میں چند نمایاں اسباب یہ ہیں:۔ (۱) کسی کی ہنسی اڑانے اور اسے پست و ژبک دکھانے کے لیے (۲) لوگوں کو ہنسانے اور اپنی زندہ دلی و خوش طبعی کا مظاہرہ کرنے کے لیے (۳) غیظ و غضب کے تقاضوں سے متاثر ہو کر بھڑاس نکالنے کے لئے (۴) کسی کی تنقیص سے اپنا تفوق جتلانے کے لیے (۵) اپنی بے تعلقی اور برأت ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ بات مجھ سے سرزد نہیں ہوئی بلکہ فلاں سے سرزد ہوئی ہے (۶) کسی بزم میں بیٹھ کر ہم رنگ جماعت ہونے کے لیے کہ اس سے اجنبیت نہ برتی جائے (۷) کسی ایسے شخص کی بات کو بے وقعت بنانے کے لیے کہ جس کے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس کے کسی عیب کو بے نقاب کر دے گا (۸) اپنے کسی ہم پیشہ رقیب کی سرد بازاری کے لیے (۹) کسی رئیس کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کے لیے (۱۰) اظہار رنج و تاسف کے لیے یہ کہنا کہ مجھے افسوس ہے کہ فلاں شریف زادہ فلاں بُری بات میں مبتلا ہو گیا ہے (۱۱) اظہار تعجب کے لیے مثلاً اس طرح کہنا کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مجھے حیرت ہے کہ فلاں شخص اور یہ کام کرے (۱۲) کسی امر قبیح پر غم و غصہ کا اظہار کرنے کے لیے اس کے مرتکب کا نام لے دینا۔
البتہ چند صورتوں میں عیب گیری و نکتہ چینی غیبت میں شمار نہیں ہوتی:۔

(۱) مظلوم اگر داد رسی کے لیے ظالم کا گلہ کرے تو غیبت نہیں ہے، جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔

اللہ برائی کے اچھالنے کو پسند نہیں کرتا مگر وہ کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

(۲) مشورہ دینے کے موقعہ پر کسی کا کوئی عیب بیان کرنا غیبت نہیں ہے کیونکہ مشورہ میں غل و غش جائز نہیں ہے۔
(۳) اگر استفتاء کے سلسلہ میں کسی خاص شخص کو معین کیے بغیر مسئلہ حل نہ ہوتا ہو تو علی قدر الضرورۃ اس کا عیب بیان کر دینا غیبت نہ ہوگا (۴) کسی مسلمان کو ضرر سے بچانے کے لیے کسی خائن و بد دیانت کی بد دیانتی سے آگاہ کر دینا غیبت نہ ہوگا (۵) کسی ایسے شخص کے سامنے کسی کی برائی بیان کرنا کہ جو اسے برائی سے روک سکتا ہو غیبت نہیں ہے (۶) روایت کے سلسلہ میں رواۃ پر نقد و تبصرہ غیبت میں داخل نہیں ہے (۷) اگر کوئی شخص اپنے کسی عیب ہی سے متعارف ہو تو اسے پہچنوانے کے لیے اس کا ذکر کرنا غیبت نہ ہوگا۔ ——— جیسے بہرا، گونگا، کنجا، لنگڑا وغیرہ (۸) بغرض علاج طبیب کے سامنے مریض کے کسی عیب کو بیان کرنا غیبت نہیں ہے (۹) اگر کوئی غلط نسب کا مدعی ہو تو اس کے نسب کی تردید کرنا غیبت نہ ہوگا (۱۰) اگر کسی کی جان۔ مال یا عزت کا بچاؤ اسی صورت میں ہو سکتا ہو کہ اسے کسی عیب سے روشناس کیا جائے تو یہ بھی غیبت نہیں ہے (۱۱) اگر دو شخص آپس میں کسی کی ایسی برائی کا ذکر کریں کہ جو انھیں پہلے سے معلوم ہو تو یہ اگرچہ غیبت نہیں ہے تاہم زبان کو بچانا ہی بہتر ہے ممکن ہے کہ ان میں سے ایک بھول چکا ہو۔ (۱۲) جو علانیہ فسق و فجور کرتا ہو اس کی برائی کرنا غیبت نہیں، جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے۔ مَنْ أَلْقَى جِلْبَابَ الْحَيَاءِ فَلَا غِيْبَةَ لَهُ۔
جو حیاء کی چادر اتار ڈالے اس کی غیبت، غیبت نہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۳۶

أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَرَفَ مِنْ أَخِيْهِ وَثِيْقَةَ دِيْنٍ وَسَدَادَ طَرِيْقٍ فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيْهِ أَقَاوِيْلَ الرِّجَالِ، أَمَا إِنَّهُ قَدْ يَرْمِي الرَّامِي وَتُخْطِئُ السِّهَامُ

اے لوگو! اگر تمھیں اپنے کسی بھائی کی دینداری کی پختگی اور طور طریقوں کی درستگی کا علم ہو تو پھر اس کے بارے میں افواہی باتوں پر کان نہ دھرو دیکھو! کبھی تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے اور اتفاق سے تیر خطا کر جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَيَحِيلُ الْكَلَامُ وَبَاطِلُ ذٰلِكَ يَبُورُ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ وَشَهِيدٌ۔ اَمَا اِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ اِلَّا اَرْبَعُ اَصَابِعَ (فَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ مَعْنٰى قَوْلِهٖ هٰذَا۔ فَجَمَعَ اَصَابِعَهٗ وَوَضَعَهَا بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ) اَلْبَاطِلُ اَنْ تَقُوْلَ سَمِعْتُ وَالْحَقُّ اَنْ تَقُوْلَ رَاَيْتُ۔

اور بات ذرا میں اِدھر سے اُدھر ہو جاتی ہے اور جو غلط بات ہو گی وہ خود ہی نیست و نابود ہو جائے گی اللہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر شے کی خبر رکھنے والا ہے کہ سچ اور جھوٹ میں صرف چار انگلیوں کا فاصلہ ہے۔

جب آپ سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کر کے اپنے کان اور آنکھ کے درمیان رکھا اور فرمایا جھوٹ وہ ہے جسے تم کہو کہ میں نے سنا اور سچ وہ ہے جسے تم کہو کہ میں نے دیکھا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۰

وَلَيْسَ لِوَاضِعِ الْمَعْرُوْفِ فِيْ غَيْرِ حَقِّهٖ وَعِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ مِنَ الْحَظِّ فِيْمَا اَتٰى اِلَّا مَحْمَدَةُ اللِّئَامِ وَثَنَاءُ الْاَشْرَارِ، وَمُقَالَةُ الْجُهَّالِ مَا دَامَ مُنْعِمًا عَلَيْهِمْ۔ مَا اَجْوَدَ يَدَهٗ وَهُوَ عَنْ ذَاتِ اللّٰهِ بَخِيْلٌ! فَمَنْ اَتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ وَلْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ وَلْيَفُكَّ بِهِ الْاَسِيْرَ وَالْعَانِيَ وَلْيُعْطِ مِنْهُ الْفَقِيْرَ وَالْغَارِمَ وَلْيَصْبِرْ نَفْسَهٗ عَلَى الْحُقُوْقِ وَالنَّوَائِبِ اِبْتِغَاءَ الثَّوَابِ

جو شخص غیر مستحق کے ساتھ حسن سلوک برتتا ہے اور نااہلوں کے ساتھ احسان کرتا ہے، اس کے پلے یہی پڑتا ہے کہ کمینے اور شریر اس کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں اور جب تک وہ دیتا دلاتا رہے جاہل کہتے رہتے ہیں کہ اس کا ہاتھ کتنا سخی ہے حالاں کہ اللہ کے معاملہ میں وہ بخل کرتا ہے، چاہیئے تو یہ کہ اللہ نے جسے مال دیا ہے وہ اس سے عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ خوش اسلوبی سے مہمان نوازی کرے۔ قیدیوں اور خستہ حال اسیروں کو آزاد کرائے محتاجوں اور قرضداروں کو دے اور ثواب کی خواہش میں حقوق کی ادائیگی اور مختلف زحمتوں کو اپنے نفس پر برداشت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَإِنَّ فَوْزًا بِهٰذِهِ الْخِصَالِ شَرَفٌ مَكَارِمِ الدُّنْيَا وَدَرْكٌ فَضَائِلِ الْاٰخِرَةِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

کرے اس لیے کہ ان خصائل و عادات سے آراستہ ہونا دنیا کی بزرگیوں سے شرف یاب ہونا اور آخرت کی فضیلتوں کو پالینا ہے، انشاء اللہ۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ — خطبہ نمبر ۱۴۱

فِي الْاِسْتِسْقَاءِ:۔

طلب باراں کے سلسلہ میں:۔

اَلَا وَاِنَّ الْاَرْضَ الَّتِيْ تَحْمِلُكُمْ وَالسَّمَاءَ الَّتِيْ تُظِلُّكُمْ مُطِيْعَتَانِ لِرَبِّكُمْ وَمَا اَصْبَحَتَا تَجُوْدَانِ لَكُمْ بِبَرَكَتِهِمَا تَوَجُّعًا لَّكُمْ وَلَا رِقَّةً اِلَيْكُمْ وَلَا لِخَيْرٍ تَرْجُوَانِهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ اُمِرَتَا بِمَنَافِعِكُمْ فَاَطَاعَتَا، وَاُقِيْمَتَا عَلٰى حُدُوْدِ مَصَالِحِكُمْ فَقَامَتَا اِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِيْ عِبَادَهٗ عِنْدَ الْاَعْمَالِ السَّيِّئَةِ بِنَقْصِ الثَّمَرَاتِ وَحَبْسِ الْبَرَكَاتِ، وَاِغْلَاقِ خَزَائِنِ الْخَيْرَاتِ لِيَتُوْبَ تَائِبٌ وَيُقْلِعَ مُقْلِعٌ۔ وَيَتَذَكَّرَ مُتَذَكِّرٌ۔ وَيَزْدَجِرَ مُزْدَجِرٌ، وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ الْاِسْتِغْفَارَ سَبَبًا لِّدُرُوْرِ الرِّزْقِ وَرَحْمَةِ الْخَلْقِ، فَقَالَ سُبْحَانَهٗ (اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا

دیکھو یہ زمین جو تمھیں اُٹھائے ہوئے ہے اور یہ آسمان جو تم پر سایہ گستر ہے دونوں تمھارے پروردگار کے زیر فرمان ہیں۔ یہ اپنی برکتوں سے اس لیے تمھیں مالا مال نہیں کرتے کہ ان کا دل تم پر کڑھتا ہے یا تمھارا تقرب چاہتے ہیں یا کسی بھلائی کے تم سے اُمیدوار ہیں بلکہ یہ تو تمھاری منفعت رسانی پر امور ہیں جسے بجالاتے ہیں اور تمھاری مصلحتوں کی حدوں پر انھیں ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ (البتہ) اللہ سبحانہ، بندوں کو ان کی بداعمالیوں کے وقت پھلوں کے کم کرنے، برکتوں کے روک لینے اور انعامات کے خزانوں کو بند کر دینے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے (انکار و سرکشی سے) باز آنے والا باز آجائے نصیحت و عبرت حاصل کرنے والا نصیحت و بصیرت حاصل کرلے اور گناہوں سے رُکنے والا رُک جائے، اللہ سبحانہ، نے توبہ و استغفار کو روزی کے اُترنے کا سبب اور خلق پر رحم کھانے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ اس کا ارشاد ہے کہ:۔ اپنے پروردگار سے توبہ و استغفار کرو بلاشبہ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہی تم پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَّ
يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ فَرَحِمَ
اللّٰهُ اَمْرَءًا اسْتَقْبَلَ تَوْبَتَهٗ وَ
اسْتَقَالَ خَطِيْئَتَهٗ وَبَادَرَ مَنِيَّتَهٗ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَرَجْنَآ اِلَيْكَ مِنْ
تَحْتِ الْاَسْتَارِ وَالْاَكْنَانِ۔ وَبَعْدَ
عَجِيْجِ الْبَهَآئِمِ وَالْوِلْدَانِ رَاغِبِيْنَ
فِيْ رَحْمَتِكَ، وَرَاجِيْنَ فَضْلَ
نِعْمَتِكَ وَخَآئِفِيْنَ مِنْ عَذَابِكَ
وَنِقْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ فَاسْقِنَا غَيْثَكَ
وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ وَلَا تُهْلِكْنَا
بِالسِّنِيْنَ وَلَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ
السُّفَهَآءُ مِنَّا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَرَجْنَآ اِلَيْكَ نَشْكُوْٓا اِلَيْكَ
مَا لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ حِيْنَ الْجَاَتْنَا الْمَضَآئِقُ
الْوَعِرَةُ، وَاَحَاطَتْ بِنَا الْمَقَاحِطُ الْجَدِبَةُ
وَاَعْيَتْنَا الْمَطَالِبُ الْمُتَعَسِّرَةُ۔ وَ
تَلَاحَمَتْ عَلَيْنَا الْفِتَنُ الْمُسْتَصْعَبَةُ
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ اَنْ لَا تَرُدَّنَا خَآئِبِيْنَ
وَلَا تَقْلِبَنَا وَاجِمِيْنَ۔ وَلَا تُخَاطِبْنَا
بِذُنُوْبِنَا وَلَا تُقَايِسْنَا بِاَعْمَالِنَا۔ اَللّٰهُمَّ
انْشُرْ عَلَيْنَا غَيْثَكَ، وَبَرَكَتَكَ وَ
رِزْقَكَ وَرَحْمَتَكَ وَاسْقِنَا سُقْيَانًا

موسلا دھار مینھ برساتا ہے اور مال و اولاد سے تمھیں سہارا دیتا ہے"۔ خدا اس شخص پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو اور گناہوں سے ہاتھ اٹھائے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرلے۔

بار الٰہا! تیری رحمت کی خواہش کرتے ہوئے اور نعمتوں کی فراوانی چاہتے ہوئے اور تیرے عذاب و غضب سے ڈرتے ہوئے ہم پردوں اور گھروں کے گوشوں سے تیری طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت جبکہ چوپائے چیخ رہے ہیں اور بچے چلّا رہے ہیں۔ خدایا! ہمیں بارش سے سیراب کردے اور ہمیں مایوس نہ کر اور خشک سالی سے ہمیں ہلاک نہ ہونے دے اور ہم میں سے کچھ بے وقوفوں کے کرتوت پر ہمیں اپنی گرفت میں نہ لے اے رحم کرنیوالوں میں بہت رحم کرنے والے، خدایا! جب ہمیں سخت تنگیوں نے مضطرب و بے چین کردیا اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا اور شدید حاجتمندیوں نے لاچار بنا ڈالا اور منھ زور فتنوں کا ہم پر تانتا بندھ گیا تو ہم تیری طرف نکل پڑے ہیں گلہ لے کر اس کا جو تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں محروم نہ پلٹا اور نہ اس طرح کہ ہم اپنے نفسوں پر پیچ و تاب کھا رہے ہوں اور ہمارے گناہوں کی بنا پر ہم سے (عتاب آمیز) خطاب نہ کر اور ہمارے کیے کے مطابق ہم سے سلوک نہ کر خداوندا! تو ہم پر باران و برکت اور رزق و رحمت کا دامن پھیلا دے اور ایسی سیرابی سے ہمیں نہال کردے جو فائدہ بخشنے والی اور سیراب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَافِعَةً مَرْوِيَّةً مُعْشِبَةً مُنْبِتُ
بِهَا مَا قَدْ فَاتَ وَتُحْيِي بِهَا مَا
قَدْ مَاتَ نَافِعَةَ الْحَيَا كَثِيرَةَ
الْمُجْتَنَى تُرْوِي بِهَا الْقِيعَانَ۔
وَتُسِيلُ الْبُطْنَانَ وَتَسْتَوْرِقُ
الْأَشْجَارَ وَتُرْخِصُ الْأَسْعَارَ إِنَّكَ
عَلَى مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ۔

کرنے والی اور گھاس پات لگانے والی ہو کہ جس سے
تو گئی گذری ہوئی (کھیتیوں میں پھر سے) روئیدگی
لے آئے اور مردہ زمینوں میں حیات کی لہریں دوڑا
دے وہ ایسی سیرابی ہو کہ جس کی تروتازگی (سرتاسر) افادہ
مند اور چنے ہوئے پھلوں کے انبار لیے ہو جس سے تو ہموار
زمینوں کو جل تھل بنا دے اور ندی نالے بہا دے اور درختوں کو
برگ و بار سے سرسبز کر دے اور نرخوں کو سستا کر دے بلاشبہ تو جو
چاہے اس پر قادر ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۲

بَعَثَ اللّٰهُ رُسُلَهُ بِمَا خَصَّهُمْ
بِهِ مِنْ وَحْيِهِ، وَجَعَلَهُمْ حُجَّةً لَهُ
عَلَى خَلْقِهِ لِئَلَّا تَجِبَ الْحُجَّةُ
لَهُمْ بِتَرْكِ الْأَعْذَارِ إِلَيْهِمْ
فَدَعَاهُمْ بِلِسَانِ الصِّدْقِ إِلَى
سَبِيلِ الْحَقِّ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ
كَشَفَ الْخَلْقَ كَشْفَةً۔ لَا أَنَّهُ
جَهِلَ مَا أَخْفَوْهُ مِنْ مَصُونِ
أَسْرَارِهِمْ وَمَكْنُونِ ضَمَائِرِهِمْ
وَلٰكِنْ لِيَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ
عَمَلًا۔ فَيَكُونُ الثَّوَابُ جَزَاءً
وَالْعِقَابُ بَوَاءً، أَيْنَ الَّذِينَ
زَعَمُوا أَنَّهُمُ الرَّاسِخُونَ فِي

اللہ سبحانہ نے اپنے رسولوں کو وحی کے امتیازات کے
ساتھ بھیجا اور انھیں مخلوق پر اپنی حجت ٹھہرایا تاکہ وہ یہ عذر نہ
کر سکیں کہ ان پر حجت تمام نہیں ہوئی چنانچہ اللہ نے
انھیں سچی زبانوں سے راہ حق کی دعوت دی دیوں تو اللہ
مخلوقات کو اچھی طرح جانتا بوجھتا ہے اور لوگوں کے ان
رازوں اور بھیدوں سے کہ جنھیں وہ چھپا کر رکھتے ہیں بیخبر
نہیں (پھر یہ حکم و احکام اس لیے دیئے ہیں) کہ وہ ان لوگوں
کو آزما کر ظاہر کر دے کہ ان میں اعمال کے اعتبار سے کون
اچھا ہے تاکہ ثواب ان کی جزا اور عقاب ان کی بداعمالیوں
کی پاداش ہو کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو جھوٹ بولتے ہوئے
اور ہم پر ستم روا رکھتے ہوئے یہ ادعا کرتے ہیں کہ وہ راسخون فی العلم
ہیں نہ ہم۔ چونکہ اللہ نے ہم کو بلند کیا ہے اور انہیں گرایا ہے اور ہمیں منصب
امامت دیا ہے اور انھیں محروم رکھا ہے اور ہمیں (منزل علم

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْعِلْمِ دُوْنَنَا۔ كَذِبًا وَّبَغْيًا
عَلَيْنَا اَنْ رَّفَعَنَا اللّٰهُ وَوَضَعَهُمْ
وَاَعْطَانَا وَحَرَمَهُمْ وَاَدْخَلَنَا
وَاَخْرَجَهُمْ۔ بِنَا يُسْتَعْطَى الْهُدٰى
وَيُسْتَجْلَى الْعَمٰى، اِنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ
قُرَيْشٍ غُرِسُوْا فِيْ هٰذَا الْبَطْنِ
مِنْ هَاشِمٍ۔ لَا تَصْلُحُ عَلٰى سِوَاهُمْ
وَلَا تَصْلُحُ الْوُلَاةُ مِنْ غَيْرِهِمْ۔
(مِنْهَا) آثَرُوْا عَاجِلًا وَّاَخَّرُوْا
اٰجِلًا وَّتَرَكُوْا صَافِيًا وَّشَرِبُوْا
آجِنًا۔ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى فَاسِقِهِمْ وَقَدْ
صَحِبَ الْمُنْكَرَ فَاَلِفَهٗ، وَبَسِئَ بِهٖ
وَوَافَقَهٗ، حَتّٰى شَابَتْ عَلَيْهِ مَفَارِقُهٗ
وَصُبِغَتْ بِهٖ خَلَآئِقُهٗ۔ ثُمَّ اَقْبَلَ
مُزْبِدًا كَالتَّيَّارِ لَا يُبَالِيْ مَا غَرَّقَ۔
اَوْ كَوَقْعِ النَّارِ فِي الْهَشِيْمِ لَا يَحْفِلُ
مَا حَرَّقَ اَيْنَ الْعُقُوْلُ الْمُسْتَصْبِحَةُ
بِمَصَابِيْحِ الْهُدٰى وَالْاَبْصَارُ اللَّامِحَةُ
اِلٰى مَنَارِ التَّقْوٰى۔ اَيْنَ الْقُلُوْبُ
الَّتِيْ وُهِبَتْ لِلّٰهِ وَعُوْقِدَتْ
عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ۔ اِزْدَحَمُوْا عَلَى
الْحُطَامِ وَتَشَاحُّوْا عَلَى الْحَرَامِ
وَرُفِعَ لَهُمْ عَلَمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَصَرَفُوْا

میں) داخل کیا ہے اور انھیں دُور کر دیا ہے۔ ہم ہی سے ہدایت
کی طلب اور گمراہی کی تاریکیوں کو چھانٹنے کی خواہش کی جا سکتی
ہے۔ بلاشبہ امام قریش میں سے ہوں گے جو اسی قبیلہ کی ایک
شاخ بنی ہاشم کی کشت زار سے اُبھریں گے۔ نہ امامت
کسی کو زیب دیتی ہے اور نہ ان کے علاوہ کوئی اس کا اہل
ہو سکتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، ان لوگوں نے دنیا کو
اختیار کر لیا ہے اور عقبیٰ کو پیچھے ڈال دیا ہے۔ صاف
پانی چھوڑ دیا ہے اور گندا پانی پینے لگے ہیں گویا میں ان
کے فاسق[1] کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بُرائیوں میں رہا اتنا کہ
انہی بُرائیوں سے اسے محبت ہو گئی اور ان سے مانوس
ہوا اور ان سے اتفاق کرتا رہا یہاں تک کہ (انہی برائیوں
میں) اس کے سر کے بال سفید ہو گئے اور اسی رنگ
میں اس کی طبیعت رنگ گئی پھر یہ کہ وہ (منہ سے)
کف دیتا ہوا متلاطم دریا کی طرح آگے بڑھا بغیر اس
کا کچھ خیال کیے کہ کس کو ڈبو رہا ہے اور بھوسے
میں لگی ہوئی آگ کی طرح پھیلا بغیر اس کی پروا کیے ہوئے
کہ کون چیزیں جلا رہا ہے کہاں ہیں، ہدایت کے چراغوں سے
روشن ہونے والی عقلیں اور کہاں ہیں تقوے کے
روشن مینار کی طرف دیکھنے والی آنکھیں اور کہاں ہیں اللہ کے
ہو جانے والے قلوب اور اس کی اطاعت پر جم جانے والے
دل وہ تو مالِ دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور (مال) حرام پر جھگڑ
رہے ہیں۔ ان کے سامنے جنت اور دوزخ کے جھنڈے

[1] اس سے عبد الملک بن مروان مراد ہے کہ جس نے اپنے عامل حجاج ابن یوسف کے ذریعہ ظلم و سفاکی کی انتہا کر دی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنِ الْجَنَّةِ وُجُوهَهُمْ، وَاَقْبَلُوا اِلَى النَّارِ بِاَعْمَالِهِمْ. دَعَاهُمْ رَبُّهُمْ فَنَفَرُوا وَوَلَّوْا. وَدَعَاهُمُ الشَّيْطَانُ فَاسْتَجَابُوا وَاَقْبَلُوا۔

بلند ہیں لیکن انھوں نے جنّت سے اپنے منھ موڑ لیے ہیں اور اپنے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھتے نکلے ہیں اللہ نے ان لوگوں کو بلایا تو یہ بھڑک اٹھے اور پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور شیطان نے ان کو دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف لپک پڑے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۳

اَيُّهَا النَّاسُ: اِنَّمَا اَنْتُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا. مَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ. وَفِي كُلِّ اُكْلَةٍ غَصَصٌ لَا تَنَالُونَ مِنْهَا نِعْمَةً اِلَّا بِفِرَاقِ اُخْرٰى وَلَا يُعَمَّرُ مُعَمَّرٌ مِنْكُمْ يَوْمًا مِنْ عُمُرِهِ اِلَّا بِهَدْمِ اٰخَرَ مِنْ اَجَلِهِ وَلَا تُجَدَّدُ لَهُ زِيَادَةٌ فِي اُكُلِهِ اِلَّا بِنِفَادِ مَا قَبْلَهَا مِنْ رِزْقِهِ. وَلَا يُحْيٰى لَهُ اَثَرٌ اِلَّا مَاتَ لَهُ اَثَرٌ وَلَا يَتَجَدَّدُ لَهُ جَدِيدٌ اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَخْلَقَ لَهُ جَدِيدٌ. وَلَا تَقُومُ لَهُ نَابِتَةٌ اِلَّا وَتَسْقُطُ مِنْهُ مَحْصُودَةٌ. وَقَدْ مَضَتْ اُصُولٌ نَحْنُ فُرُوعُهَا فَمَا بَقَاءُ فَرْعٍ بَعْدَ ذَهَابِ اَصْلِهِ۔

(مِنْهَا) وَمَا اُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ

اے لوگو! تم اس دنیا میں موت کی تیراندازیوں کا ہدف ہو (جہاں) ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے جہاں تم ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتے جب تک دوسری نعمت جدا نہ ہو جائے، اور تم میں سے کوئی زندگی پانے والا ایک دن کی زندگی میں قدم نہیں رکھتا جب تک اس کی مدّتِ حیات میں سے ایک دن کم نہیں ہو جاتا اور اس کے کھانے میں کسی اور رزق کا اضافہ نہیں ہوتا جب تک پہلا رزق ختم نہ ہو جائے اور جب تک ایک نقش مٹ نہ جائے دوسرا نقش اُبھرتا نہیں اور جب تک کوئی نئی چیز کہنہ و فرسودہ نہ ہو جائے دوسری نئی چیز حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کٹی ہوئی فصل گر نہ جائے نئی فصل کھڑی نہیں ہوتی آباؤ اجداد گزر گئے اور ہم انہی کی شاخیں ہیں جب جڑ ہی نہ رہی تو شاخیں کہاں رہ سکتی ہیں۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے کوئی بدعت وجود میں نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ. فَاتَّقُوا الْبِدَعَ وَالْزَمُوا الْمَهْيَعَ إِنَّ عَوَازِمَ الْأُمُورِ أَفْضَلُهَا وَإِنَّ مُحْدَثَاتِهَا شِرَارُهَا۔

آتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے سُنت کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ بدعتی لوگوں سے بچو روشن طریقہ پر جمے رہو۔ پرانی باتیں ہی اچھی ہیں اور دین میں، پیدا کی ہوئی نئی چیزیں بدترین ہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۴

وَقَدِ اسْتَشَارَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الشُّخُوصِ لِقِتَالِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَّلَا بِقِلَّةٍ۔ وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ، وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ۔ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُودٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ مُنْجِزُ وَعْدِهِ وَنَاصِرُ جُنْدِهِ۔ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ۔ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَدًا وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلًا فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ وَعَزِيزُونَ بِالْاجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ

جب حضرت عمر ابن خطاب نے جنگ فارس میں شریک ہونے کے لیے آپ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔

اس امر میں کامیابی و ناکامیابی کا دار و مدار فوج کی کمی بیشی پر نہیں رہا ہے۔ یہ تو اللہ کا دین ہے جسے اس نے سب دینوں پر غالب رکھا ہے اور اسی کا لشکر ہے جسے اس نے تیار کیا ہے اور اس کی ایسی نصرت کی ہے کہ وہ بڑھ کر اپنی موجودہ حد تک پہنچ گیا ہے اور پھیل کر اپنے موجودہ پھیلاؤ پر آگیا ہے اور ہم سے اللہ کا ایک وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی خود ہی مدد کرے گا۔ امور (سلطنت) میں حاکم کی حیثیت وہی ہوتی ہے جو مہروں میں ڈورے کی جو انھیں سمیٹ کر رکھتا ہے جب ڈورا ٹوٹ جائے تو سب مہرے بکھر جائیں گے اور پھر کبھی سمٹ نہ سکیں گے۔ آج عرب والے اگرچہ گنتی میں کم ہیں مگر اسلام کی وجہ سے وہ بہت ہیں اور اتحاد باہمی کے سبب سے (فتح) و غلبہ پانے والے ہیں تم اپنے مقام پر کھونٹی کی طرح جمے رہو اور عرب کا نظم و نسق برقرار رکھو اور ان ہی کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ، فَاِنَّكَ اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَآءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ. اِنَّ الْاَعَاجِمَ اِنْ يَنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَدًا يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَاِذَا قَطَعْتُمُوْهُ اِسْتَرَحْتُمْ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيْكَ، فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيْرِ الْقَوْمِ اِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ هُوَ اَكْرَهُ لِمَسِيْرِهِمْ مِنْكَ، وَهُوَ اَقْدَرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ مَا يَكْرَهُ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَاِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيْمَا مَضٰى بِالْكَثْرَةِ. وَاِنَّمَا كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُوْنَةِ۔

جنگ کی آگ کا مقابلہ کرنے دو۔ اس لیئے کہ اگر تم نے اس سرزمین کو چھوڑا تو عرب اطراف وجوانب سے تم پر ٹوٹ پڑیں گے یہاں تک کہ تمھیں اپنے سامنے کے حالات سے زیادہ ان مقامات کی فکر ہو جائے گی جنھیں تم اپنے پس پشت غیر محفوظ چھوڑ کر گئے ہو کل اگر عجم والے تمھیں دیکھیں گے تو (آپس میں) یہ کہیں گے کہ یہ ہے "سردار عرب" اگر تم نے اس کا قلع قمع کر دیا تو آسودہ ہو جاؤ گے تو اس کی وجہ سے ان کی حرص وطمع تم پر زیادہ ہو جائے گی لیکن یہ جو تم کہتے ہو کہ وہ لوگ مسلمانوں سے لڑنے بھڑنے کے لیے چل کھڑے ہوئے ہیں تو اللہ ان کے بڑھنے کو تم سے زیادہ برا سمجھتا ہے۔ اور وہ جسے برا سمجھے اس کے بدلنے (اور روکنے) پر بہت قدرت رکھتا ہے اور ان کی تعداد کے متعلق جو کہتے ہو (کہ وہ بہت ہیں) تو ہم سابق میں کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑا کرتے تھے، بلکہ (اللہ کی) تائید ونصرت کے (سہارے) پر لڑتے تھے۔

جب حضرت عمر کو کچھ لوگوں نے جنگ قادسیہ یا جنگ نہاوند کے موقع پر شریک کارزار ہونے کا مشورہ دیا۔ تو آپ نے لوگوں کے مشورہ کو اپنے جذبات کے خلاف سمجھتے ہوئے امیر المومنین سے مشورہ لینا بھی ضروری سمجھا کہ اگر انھوں نے ٹھہرنے کا مشورہ دیا تو دوسروں کے سامنے یہ عذر کر دیا جائے گا کہ امیر المومنین کے مشورہ کی وجہ سے رک گیا ہوں اور اگر انھوں نے بھی شریک جنگ ہونے کا مشورہ دیا تو پھر کوئی اور تدبیر سوچ لی جائے گی۔ چنانچہ حضرت نے دوسروں کے خلاف انھیں ٹھہرے رہنے ہی کا مشورہ دیا۔ دوسرے لوگوں نے تو اس بنا پر انھیں شرکت کا مشورہ دیا تھا کہ وہ دیکھ چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف لشکر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

والوں ہی کو جنگ میں نہ جھونکتے تھے بلکہ خود بھی شرکت فرماتے تھے اور اپنے خاندان کے عزیز ترین فردوں کو بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے اور امیر المومنین کے پیش نظر یہ چیز تھی کہ ان کی شرکت اسلام کے لیے مفید نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کا اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا ہی مسلمانوں کو پراگندگی سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

حضرت کا ارشاد کہ حاکم کی حیثیت ایک محور کی ہوتی ہے جس کی گرد نظام مملکت گھومتا ہے" ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے اور کسی خاص شخصیت کے متعلق نہیں ہے۔ چنانچہ حکمران مسلمان ہو یا کافر عادل ہو یا ظالم۔ نیک عمل ہو یا بد کردار مملکت کے نظم و نسق کے لیے اس کا وجود ناگزیر ہے جیسا کہ حضرت نے اس مطلب کو دوسرے مقام پر وضاحت سے بیان فرمایا ہے:۔

وَاِنَّهٗ لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ یَعْمَلُ فِیْ اِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَیَسْتَمْتِعُ فِیْهَا الْکَافِرُ وَیُبَلِّغُ اللّٰهُ فِیْهَا الْاَجَلَ وَیَجْمَعُ بِهِ الْفَیْءَ وَیُوْخَذُ بِهِ لِلضَّعِیْفِ مِنَ الْقَوِیِّ حَتّٰی یَسْتَرِیْحَ بِهٖ وَیُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ۔

لوگوں کے لیے ایک حاکم کا ہونا ضروری ہے وہ نیک ہو یا بد کردار (اگر نیک ہوگا) تو مومن اسکی حکومت میں اچھے عمل کر سکے گا اور (اگر فاسق ہوگا) تو کافر اسکے عہد میں بہرہ اندوز ہوں گے اور اللہ اس نظام حکومت کی ہر چیز کو اس کی آخری حدوں تک پہنچا دے گا اس حاکم کی وجہ سے (چاہے وہ اچھا ہو یا برا) الیات فراہم ہوتے ہیں دشمن سے لڑا جاتا ہے راستے پرامن رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیک حاکم (مر کر یا معزول ہو کر) راحت پائے اور برے حاکم (کے مرنے یا معزول ہونے) سے دوسروں کو راحت پہنچے۔

حضرت نے مشورہ کے موقع پر جو الفاظ کہے ہیں۔ ان سے حضرت عمر کے حاکم و صاحب اقتدار ہونے کے علاوہ اور کسی خصوصیت کا اظہار نہیں ہوتا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انھیں دنیاوی اقتدار حاصل تھا چاہے وہ صحیح طریق سے حاصل ہوا ہو یا غلط طریق سے اور جہاں اقتدار ہو وہاں رعیت کی مرکزیت بھی حاصل ہوتی ہے اسی لیے حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ نکل کھڑے ہوں گے تو پھر عرب بھی جوق در جوق میدان جنگ کا رخ کریں گے کیونکہ جب حکمراں ہی کھڑا ہو تو رعیت پیچھے رہنا گوارا نہ کرے گی اور ان کے نکلنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شہروں کے شہر خالی ہو جائیں گے اور دشمن بھی ان کے میدان جنگ میں پہنچ جانے سے یہ اندازہ کرے گا کہ اسلامی شہر خالی پڑے ہیں اگر انھیں پسپا کر دیا گیا تو پھر مسلمانوں کو مرکز سے کمک حاصل نہیں ہو سکتی اور اگر حکمراں ہی کو ختم کر دیا گیا تو فوج خود بخود منتشر ہو جائے گی کیونکہ حکمراں بمنزلہ اساس و بنیاد کے ہوتا ہے جب بنیاد ہی ہل جائے تو دیواریں کہاں کھڑی رہ سکتی ہیں۔ یہ اصل العرب (عرب کی جڑ) کی لفظ حضرت نے اپنی طرف سے نہیں فرمائی بلکہ عجموں کی زبان سے نقل کی ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے وہ ان کی نظروں میں بنیاد عرب ہی سمجھے جاتے تھے اور پھر یہ اضافت ملک کی طرف ہے اسلام یا مسلمین کی طرف نہیں ہے کہ اسلامی اعتبار سے ان کی کسی اہمیت کا اظہار ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جب حضرت نے انھیں بتایا کہ ان کے پہنچ جانے سے عجم انہی کی تاک میں رہیں گے اور ہتھے چڑھ جانے پر وہ قتل کئے بغیر نہ رہیں گے تو ایسی باتیں اگرچہ شجاعوں کے لیے سمند ہمت پر تازیانہ کا کام دیتی ہیں اور ان کا جوش و ولولہ ابھر آتا ہے مگر آپ نے ٹھہرنے ہی کا مشورہ پسند فرمایا اور جنگ کے شعلوں سے اپنا دامن بچانا ہی بہتر سمجھا اگر یہ مشورہ ان کے طبعی میلان کے موافق نہ ہوتا تو وہ اس طرح خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم نہ کرتے بلکہ کچھ کہنے سننے اور یہ سمجھانے کی کوشش کرتے کہ ملک میں کسی کو نائب بنا کر ملکی نظم و نسق کو برقرار رکھا جا سکتا ہے اور پھر جب اور لوگوں نے جانے کا مشورہ دیا تو امیر المومنین سے مشورہ لینے کا داعی اس کے علاوہ ہو ہی کیا سکتا تھا کہ رک جانے کا کوئی سہارا مل جائے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۵

فَبَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اِلٰى عِبَادَتِهٖ وَمِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ اِلٰى طَاعَتِهٖ بِقُرْاٰنٍ قَدْ بَيَّنَهٗ وَاَحْكَمَهٗ لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ رَبَّهُمْ اِذْ جَهِلُوْهُ وَلِيُقِرُّوْا بِهٖ اِذْ جَحَدُوْهُ وَلِيُثْبِتُوْهُ بَعْدَ اِذْ اَنْكَرُوْهُ۔ فَتَجَلّٰى سُبْحَانَهٗ لَهُمْ فِيْ كِتَابِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا رَاَوْهُ بِمَا اَرَاهُمْ مِنْ قُدْرَتِهٖ۔ وَخَوَّفَهُمْ مِنْ سَطَوَاتِهٖ۔ وَكَيْفَ مَحَقَ مَنْ مَحَقَ بِالْمَثُلَاتِ۔ وَاحْتَصَدَ مَنِ احْتَصَدَ بِالنَّقِمَاتِ وَاِنَّهٗ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ اَخْفٰى

اللہ سبحانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کے بندوں کو محکم و واضح قرآن کے ذریعہ سے بتوں کی پرستش سے خدا کی پرستش کی طرف اور شیطان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت کی طرف نکال لے جائیں تاکہ بندے اپنے پروردگار سے جاہل و بیخبر رہنے کے بعد اسے جان لیں، ہٹ دھرمی اور انکار کے بعد اس کے وجود کا یقین اور اقرار کریں۔ اللہ ان کے سامنے بغیر اس کے کہ اسے دیکھا ہو قدرت (ان نشانیوں) کی وجہ سے جلوہ طراز ہے کہ جو اس نے اپنی کتاب میں دکھائی ہیں اور اپنی سطوت و شوکت کی (قہرمانیوں سے) نمایاں ہے کہ جن سے ڈرایا ہے اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جنھیں اس نے مٹانا تھا انھیں کس طرح اس نے اپنی عقوبتوں سے مٹا دیا اور جنھیں تہس نہس کرنا تھا انھیں کیوں کر اپنے عذابوں سے تہس نہس کر دیا۔ میرے بعد تم پر ایک ایسا دور آنے والا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنَ الْحَقِّ وَلَا أَظْهَرَ مِنَ الْبَاطِلِ
وَلَا أَكْثَرَ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَلَيْسَ عِنْدَ اَهْلِ ذٰلِكَ
الزَّمَانِ سِلْعَةٌ اَبْوَرُ مِنَ الْكِتَابِ
اِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ وَلَا اَنْفَقَ مِنْهُ
اِذَا حُرِّفَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَلَا فِي الْبِلَادِ
شَيْءٌ اَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَلَا اَعْرَفَ
مِنَ الْمُنْكَرِ۔ فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ
حَمَلَتُهٗ۔ وَتَنَاسَاهُ حَفَظَتُهٗ، فَالْكِتَابُ
يَوْمَئِذٍ وَّاَهْلُهٗ مَنْفِيَّانِ طَرِيْدَانِ
وَصَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِيْ طَرِيْقٍ وَّاحِدٍ
لَا يُؤْوِيْهِمَا مُؤْوٍ، فَالْكِتَابُ وَاَهْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ
الْاَوَانِ فِي النَّاسِ وَلَيْسَا فِيْهِمْ، وَمَعَهُمْ
وَلَيْسَا مَعَهُمْ لِاَنَّ الضَّلَالَةَ لَا تُوَافِقُ
الْهُدٰى وَاِنِ اجْتَمَعَا۔ فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ
عَلَى الْفُرْقَةِ۔ وَافْتَرَقُوْا عَنِ الْجَمَاعَةِ۔
كَاَنَّهُمْ اَئِمَّةُ الْكِتَابِ وَلَيْسَ
الْكِتَابُ اِمَامَهُمْ فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ
مِنْهُ اِلَّا اسْمُهٗ، وَلَا يَعْرِفُوْنَ اِلَّا
خَطَّهٗ وَزَبْرَهٗ۔ وَمِنْ قَبْلُ مَا مَثَّلُوْا
بِالصّٰلِحِيْنَ كُلَّ مُثْلَةٍ وَّسَمُّوْا صِدْقَهُمْ
عَلَى اللّٰهِ فِرْيَةً وَجَعَلُوْا فِي الْحَسَنَةِ
عُقُوْبَةَ السَّيِّئَةِ۔

جس میں حق بہت پوشیدہ اور باطل بہت نمایاں ہوگا اور اللہ و رسول پر افترا پردازی کا زور ہوگا اس زمانہ والوں کے نزدیک قرآن سے زیادہ کوئی بے قیمت چیز نہ ہوگی جبکہ اسے اس طرح پیش کیا جائے جیسے پیش کرنے کا حق ہے اور اس قرآن سے زیادہ ان میں کوئی مقبول اور قیمتی چیز نہیں ہوگی اس وقت جبکہ اس کی آیتوں کا بے محل استعمال کیا جائے اور نہ (ان کے شہروں میں نیکی سے زیادہ کوئی برائی اور برائی سے زیادہ کوئی نیکی ہوگی۔ چنانچہ قرآن کا بار اٹھانے والے اسے پھینک کر الگ کریں گے اور حفظ کرنے والے اس کی تعلیم بھلا بیٹھیں گے اور قرآن اور قرآن والے (اہلبیت) بے گھر اور بے در ہوں گے اور ایک ہی راہ میں ایک دوسرے کے ساتھی ہونگے انھیں کوئی پناہ دینے والا نہ ہوگا وہ (بظاہر) لوگوں میں ہوں گے مگر ان سے الگ تھلگ، ان کے ساتھ ہوں گے مگر بے تعلق اس لیے کہ گمراہی ہدایت سے سازگار نہیں ہوسکتی اگرچہ وہ یکجا ہوں۔ لوگوں نے تفرقہ پردازی پر تو اتفاق کرلیا ہے اور جماعت سے کٹ گئے ہیں گویا کہ وہ کتاب کے پیشوا ہیں کتاب ان کی پیشوا نہیں، ان کے پاس تو صرف قرآن کا نام رہ گیا ہے اور صرف اس کے خطوط و نقوش کو پہچان سکتے ہیں۔ اس آنے والے دور سے پہلے وہ نیک بندوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچا چکے ہوں گے۔ اور اللہ کے متعلق ان کی سچی باتوں کا نام بھی بہتان رکھ دیا ہوگا اور نیکیوں کے بدلہ میں انھیں بری سزائیں دی ہوں گی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاِنَّمَا هَلَاكُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِطُوْلِ
آمَالِهِمْ وَتَغْيِيْبِ آجَالِهِمْ حَتّٰى نَزَلَ
بِهِمُ الْمَوْعُوْدُ الَّذِيْ تُرَدُّ عَنْهُ الْمَعْذِرَةُ
وَتُرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ وَتَحُلُّ مَعَهُ الْقَارِعَةُ
وَالنِّقْمَةُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ مَنْ اَسْتَنْصَحَ
اللّٰهَ وُفِّقَ وَمَنِ اتَّخَذَ قَوْلَهُ دَلِيْلًا
هُدِيَ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ فَاِنَّ جَارَ اللّٰهِ
اٰمِنٌ - وَعَدُوَّهُ - خَآئِفٌ. وَاِنَّهُ
لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ عَرَفَ عَظَمَةَ اللّٰهِ
اَنْ يَتَعَظَّمَ، فَاِنَّ رِفْعَةَ الَّذِيْنَ
يَعْلَمُوْنَ مَا عَظَمَتُهُ اَنْ يَتَوَاضَعُوْا
لَهُ وَسَلَامَةَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا
قُدْرَتُهُ اَنْ يَسْتَسْلِمُوْا لَهُ فَلَا تَقْرَعُوْا
مِنَ الْحَقِّ نِفَارَ الصَّحِيْحِ مِنَ الْاَجْرَبِ
وَالْبَارِيْ مِنْ ذِي السَّقَمِ. وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ لَنْ تَعْرِفُوا الرُّشْدَ حَتّٰى تَعْرِفُوا
الَّذِيْ تَرَكَهُ. وَلَنْ تَاْخُذُوْا بِمِيْثَاقِ
الْكِتَابِ حَتّٰى تَعْرِفُوا الَّذِيْ نَقَضَهُ،
وَلَنْ تَمَسَّكُوْا بِهِ حَتّٰى تَعْرِفُوا الَّذِيْ
نَبَذَهُ فَالْتَمِسُوْا ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهِ
فَاِنَّهُمْ حَيَاةُ الْعِلْمِ وَمَوْتُ الْجَهْلِ
هُمُ الَّذِيْنَ يُخْبِرُكُمْ حُكْمُهُمْ عَنْ
عِلْمِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ مَنْطِقِهِمْ وَ

تم سے پہلے لوگوں کی تباہی کا سبب یہ ہے کہ وہ امیدوں
کے دامن پھیلاتے رہے اور موت کو نظروں سے اوجھل
سمجھا کیے یہاں تک کہ جب وعدہ کی ہوئی (موت) آگئی
تو ان کی معذرت کو ٹھکرا دیا گیا اور توبہ اٹھا لی گئی اور مصیبت
وبلا ان پر ٹوٹ پڑی۔

اے لوگو! جو اللہ سے نصیحت چاہے اسے ہی توفیق
نصیب ہوتی ہے۔ اور جو اس کے ارشادات کو رہنما
بنائے وہ سیدھے راستہ پر ہو لیتا ہے اس لیے کہ اللہ
کی ہمسائگی میں رہنے والا امن وسلامتی میں ہے اور اس کا
دشمن خوف وہراس میں۔ جو اللہ کی عظمت وجلالت کو
پہچان لے اسے کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنی عظمت
کی نمائش کرے چونکہ جو اس کی عظمت کو پہچان چکے ہیں
ان کی رفعت وبلندی اسی میں ہے کہ اس کے آگے
جھک جائیں اور جو اس کی قدرت کو جان چکے ہیں ان کی
سلامتی اسی میں ہے کہ اُس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، حق
سے اس طرح بھڑک نہ اٹھو جس طرح صحیح وسالم اونٹ خارش زدہ
سے، یا تندرست بیمار سے۔ تم ہدایت کو اس وقت تک
نہ پہچان سکو گے جب تک اس کے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان
لو۔ اور قرآن کے عہد وپیمان کے پابند نہ رہ سکو گے
جب تک اس کے توڑنے والے کو نہ جان لو۔ اور اس سے وابستہ
نہیں رہ سکتے جبتک اسے دور پھینکنے والے کی شناخت نہ کرلو
جو ہدایت والے ہیں انہی سے ہدایت طلب کرو وہی علم کی
زندگی اور جہالت کی موت ہیں وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ لَا يُخَالِفُونَ الدِّينَ وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَهُوَ بَيْنَهُمْ شَاهِدٌ صَادِقٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ۔

(دیا ہوا) ہر حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کی گویائی کا پتہ دیگی اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا آئینہ دار ہے وہ نہ دین کی مخالفت کرتے ہیں نہ اُن کے بارے میں باہم اختلاف رکھتے ہیں دین ان کے سامنے ایک سچّا گواہ ہے اور ایک ایسا بے زبان ہے جو بول رہا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۶

فِي ذِكْرِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ

كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يَرْجُو الْأَمْرَ لَهُ وَيَعْطِفُهُ عَلَيْهِ دُونَ صَاحِبِهِ لَا يَمُتَّانِ إِلَى اللَّهِ بِحَبْلٍ، وَلَا يُدْلَيَانِ إِلَيْهِ بِسَبَبٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَامِلٌ ضِبٌّ لِصَاحِبِهِ وَعَمَّا قَلِيلٍ يَكْشِفُ قِنَاعَهُ بِهِ۔ وَاللَّهِ لَئِنْ أَصَابُوا الَّذِي يُرِيدُونَ لَيَسْتَأْثِرَنَّ عَنْ هَذَا نَفْسُ هَذَا وَلَيَأْتِيَنَّ هَذَا عَلَى هَذَا قَدْ قَامَتِ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فَأَيْنَ الْمُحْتَسِبُونَ فَقَدْ سُنَّتْ لَهُمُ السُّنَنُ وَقُدِّمَ لَهُمُ الْخَبَرُ وَلِكُلِّ ضَلَّةٍ عِلَّةٌ وَلِكُلِّ نَاكِثٍ شُبْهَةٌ۔ وَاللَّهِ لَأَكُونُ كَمُسْتَمِعِ اللَّدْمِ يَسْمَعُ النَّاعِيَ وَيَحْضُرُ الْبَاكِيَ ثُمَّ لَا يَعْتَبِرُ۔

ان دونوں (طلحہ و زبیر) میں سے ہر ایک اپنے لئے خلافت کا امیدوار ہے اور اسے اپنی ہی طرف موڑ کر لانا چاہتا ہے نہ اپنے ساتھی کی طرف، وہ اللہ کی طرف کسی وسیلہ سے توسل نہیں ڈھونڈھتے اور نہ کوئی ذریعہ لے کر اس کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف سے (دلوں میں کینہ) لیئے ہوئے ہیں اور جلد ہی اس سلسلے میں بے نقاب ہو جائیں گے خدا کی قسم اگر وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں تو ایک ان میں دوسرے کو جان ہی سے مار ڈالے اور ختم کر کے ہی دم لے (دیکھو) باغی گروہ اُٹھ کھڑا ہوا ہے (اب) کہاں ہیں اجر و ثواب کے چاہنے والے جبکہ حق کی راہیں مقرر ہو چکی ہیں اور یہ خبر انھیں پہلے سے دی جا چکی ہے۔ ہر گمراہی کے لیے حیلے بہانے ہوا کرتے ہیں اور ہر پیمان شکن (دوسروں کو) اشتباہ میں ڈالنے کیلئے کوئی نہ کوئی بات بنایا کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میں اس شخص کی طرح نہیں ہوں گا جو ماتم کی آواز پر کان دھرے موت کی سنانی دینے والے کی آواز سُنے اور رونے والے کے پاس (پرسے کیلئے) بھی جائے اور عبرت حاصل نہ کرے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(قَبْلَ مَوْتِهِ)

أَيُّهَا النَّاسُ كُلُّ امْرِئٍ لَّاقٍ مَا يَفِرُّ مِنْهُ فِي فِرَارِهِ۔ وَالْأَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ، وَالْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ كَمْ أَطْرَدَتِ الْأَيَّامَ أَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُونِ هٰذَا الْأَمْرِ فَأَبَى اللّٰهُ إِلَّا إِخْفَاءَهُ هَيْهَاتَ۔ عِلْمٌ مَخْزُونٌ۔ أَمَّا وَصِيَّتِي فَاللّٰهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا۔ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَا كُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تُشَرِّدُوا۔ حَمَّلَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ مَجْهُودَهُ وَخَفَّفَ عَنِ الْجَهَلَةِ رَبٌّ رَحِيمٌ وَدِينٌ قَوِيمٌ وَإِمَامٌ عَلِيمٌ أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَأَنَا الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَّكُمْ وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ غَفَرَ اللّٰهُ لِي وَلَكُمْ۔

إِنْ ثَبَتَتِ الْوَطْأَةُ فِي هٰذِهِ الْمَزْلَةِ فَذَاكَ۔ وَإِنْ تَدْحَضِ الْقَدَمُ فَإِنَّمَا كُنَّا فِي أَفْيَاءِ أَغْصَانٍ وَمَهَبِّ رِيَاحٍ۔ وَتَحْتَ ظِلِّ غَمَامٍ

خطبہ نمبر ۱۴۷

مرنے سے پہلے فرمایا:۔

اے لوگو! ہر شخص اسی چیز کا سامنا کرنے والا ہے جس سے وہ راہِ فرار اختیار کئے ہوئے ہے اور جہاں زندگی کا سفر کھینچ کر لے جاتا ہے وہی حیات کی منزل منتہا ہے۔ موت سے بھاگنا اسے پالینا ہے، میں نے اس موت کے چھپے ہوئے بھیدوں کی جستجو میں کتنا ہی زمانہ گذارا مگر مشیتِ ایزدی یہی رہی کہ اس کی (تفصیلات) بے نقاب نہ ہوں۔ اس کی منزل تک رسائی کہاں وہ تو ایک پوشیدہ علم ہے تو ہاں میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرو۔ ان دونوں ستونوں کو قائم و برقرار رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن کیے رہو۔ جب تک منتشر و پراگندہ نہیں ہوتے تم میں کوئی برائی نہیں آئے گی۔ تم میں سے ہر شخص اپنی وسعت بھر بوجھ اٹھائے۔ نہ جاننے والوں کا بوجھ بھی ہلکا رکھا گیا ہے (کیونکہ) اللہ رحم کرنے والا دین سیدھا (کہ جس میں کوئی ابہام نہیں) اور پیغمبر عالم و دانا ہے۔ میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیے عبرت بنا ہوا ہوں اور کل تم سے چھوٹ جاؤں گا خدا مجھے اور تمہیں مغفرت عطا کرے۔

اگر اس پھسلنے کی جگہ پر قدم جمے رہے تو خیر اور اگر قدموں کا جماؤ اکھڑ گیا تو ہم انہی (گھنی) شاخوں کی چھاؤں ہوا کی گذرگاہوں اور چھائے ہوئے ابر کے سایوں میں تھے (لیکن اس کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اضْمَحَلَّ فِي الْجَوِّ مُنْسَلِقُهَا وَعَفَا فِي الْأَرْضِ مَخَطُّهَا - وَإِنَّمَا كُنْتُ جَارًا جَاوَرَكُمْ بَدَنِي أَيَّامًا، وَسَتُعْقَبُونَ مِنِّي جُثَّةً خَلَاءً: سَاكِنَةً بَعْدَ حَرَاكٍ، وَصَامِتَةً بَعْدَ نُطْقٍ لِيَعِظَكُمْ هُدُوِّي، وَخُفُوتُ إِطْرَاقِي وَسُكُونُ أَطْرَافِي - فَإِنَّهُ أَوْعَظُ لِلْمُعْتَبِرِينَ مِنَ الْمَنْطِقِ الْبَلِيغِ وَالْقَوْلِ الْمَسْمُوعِ - وَدَاعِي لَكُمْ وَدَاعُ امْرِئٍ مُرْصِدٍ لِلتَّلَاقِي، غَدًا تَرَوْنَ أَيَّامِي وَيُكْشَفُ لَكُمْ عَنْ سَرَائِرِي، وَتَعْرِفُونَنِي بَعْدَ خُلُوِّ مَكَانِي وَقِيَامِ غَيْرِي مَقَامِي.

تہ بہ تہ جمے ہوئے لکے چھٹ گئے اور ہوا کے نشانات مٹ مٹا گئے میں تمھارا ہمسایہ تھا کہ میرا جسم چند دن تمھارے پڑوس میں رہا اور میرے مرنے کے بعد تجھے جسدِ بے روح پاؤ گے کہ جو حرکت کرنے کے بعد تھم گیا اور بولنے کے بعد خاموش ہو گیا تاکہ میرا یہ سکون اور ٹھہراؤ اور آنکھوں کا مند جانا اور ہاتھ پیروں کا بے حس و حرکت ہو جانا تمھیں پند و نصیحت کرے کیونکہ عبرت حاصل کرنیوالوں کیلئے یہ (منظر) بلیغ کلموں اور کان میں پڑنے والی باتوں سے زیادہ موعظت و عبرت دلانے والا ہوتا ہے میں تم سے اس طرح رخصت ہو رہا ہوں جیسے کوئی شخص (کسی کی) ملاقات کیلئے چشم براہ ہو۔ کل تم میرے اس دور کو یاد کرو گے اور میری نیتیں کھل کر تمھارے سامنے آجائیں گی اور میری جگہ کے خالی ہونے اور دوسروں کے اس مقام پر آنے سے تمھیں میری قدر و منزلت کی پہچان ہو گی۔

۱؎ یعنی انسان موت سے بچنے کے لیے جو ہاتھ پیر مارتا ہے اور چارہ سازی کرتا ہے اس میں جتنا زمانہ صرف ہوتا ہے وہ مدّت حیات ہی ہے کہ جو کم ہو رہی ہے اور جوں جوں وقت گزرتا ہے موت کی منزل قریب ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ زندگی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے موت سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔

۲؎ خَلَاكُمْ ذَمٌّ (تم پر کوئی برائی عائد نہ ہو گی) یہ جملہ بطور مثل استعمال ہوتا ہے جسے سب سے پہلے جذیمہ ابرش کے غلام قصیر نے استعمال کیا تھا۔

۳؎ مقصد یہ ہے کہ جب یہ ساری چیزیں فنا ہو جائیں گی تو ان میں رہنے والے کیونکر موت سے محفوظ رہ سکتے ہیں، یقیناً انھیں بھی ہر چیز کی طرح ایک نہ ایک دن فنا ہونا ہے۔ لہٰذا میرے جام حیات کے چھلک جانے پر تعجب ہی کیا۔

خطبہ نمبر ۱۴۸

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْمَلَاحِمِ

(وہ لوگ، گمراہی کے راستوں پر لگ کر اور ہدایت کی راہوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَخَذُوْا يَمِيْنًا وَّشِمَالًا طَعْنًا فِيْ
مَسَايِكِ الْغَيِّ، وَتَرْكًا لِمَذَاهِبِ
الرُّشْدِ۔ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْا مَا هُوَ
كَآئِنٌ مُّرْصَدٌ۔ وَلَا تَسْتَبْطِئُوْا مَا
يَجِيْءُ بِهِ الْغَدُ۔ فَكَمْ مِّنْ مُّسْتَعْجِلٍ
بِمَا اِنْ اَدْرَكَهٗ وَدَّ اَنَّهٗ لَمْ يُدْرِكْهُ۔
وَمَا اَقْرَبَ الْيَوْمَ مِنْ تَبَاشِيْرِ
غَدٍ يَا قَوْمِ هٰذَا اِبَّانُ وُرُوْدِ كُلِّ
مَوْعُوْدٍ، وَّدُنُوٍّ مِّنْ طَلْعَةِ مَا لَا تَعْرِفُوْنَ
اَلَا وَاِنَّ مَنْ اَدْرَكَهَا مِنَّا يَسْرِيْ فِيْهَا
بِسِرَاجٍ مُّنِيْرٍ۔ وَّيَحْذُوْ فِيْهَا
عَلٰى مِثَالِ الصَّالِحِيْنَ لِيَحُلَّ فِيْهَا
رِبْقًا۔ وَّيُعْتِقَ فِيْهَا رِقًّا وَّيَصْدَعَ
شَعْبًا، وَّيَشْعَبَ صَدْعًا فِيْ سُتْرَةٍ
عَنِ النَّاسِ لَا يُبْصِرُ الْقَآئِفُ اَثَرَهٗ
وَلَوْ تَابَعَ نَظَرَهٗ۔ ثُمَّ لَيُشْحَذَنَّ
فِيْهَا قَوْمٌ شَحْذَ الْقَيْنِ النَّصْلَ، تُجْلٰى
بِالتَّنْزِيْلِ اَبْصَارُهُمْ وَيُرْمٰى بِالتَّفْسِيْرِ
فِيْ مَسَامِعِهِمْ۔ وَيُغْبَقُوْنَ كَاْسَ
الْحِكْمَةِ بَعْدَ الصَّبُوْحِ۔

(مِنْهَا) وَطَالَ الْاَمَدُ بِهِمْ
لِيَسْتَكْمِلُوْا الْخِزْيَ وَيَسْتَوْجِبُوْا
الْغِيَرَ۔ حَتّٰى اِذَا خُلُوْقُ الْاَجَلِ وَ

کو چھوڑ کر (افراط و تفریط کے) دائیں بائیں راستوں پر ہو لیے
ہیں جو بات کہ ہو کر رہنے والی اور محل انتظار میں ہو اس
کے لیے جلدی نہ مچاؤ اور جسے "کل" اپنے ساتھ لیے آ رہا ہے
اس کی دوری محسوس کرتے ہوئے ناگواری ظاہر نہ کرو۔
بہتیرے لوگ ہیں کہ جو کسی چیز کے لیے جلدی مچاتے ہیں اور
جب اسے پا لیتے ہیں تو پھر یہ چاہنے لگتے ہیں کہ اسے نہ ہی
پاتے تو اچھا تھا۔ "آج" آنے والے "کل" کے اجالوں سے
کتنا قریب ہے۔ اے میری قوم یہی تو وعدہ کی ہوئی چیزوں
کے آنے اور ان فتنوں کے نمایاں ہو کر قریب ہونے کا زمانہ
ہے کہ جن سے ابھی تم آگاہ نہیں ہو، دیکھو! ہم (اہل بیت)
میں سے جو ان فتنوں کا دور پائے گا وہ اس میں ہدایت
کا چراغ لے کر بڑھے گا۔ اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر
قدم اٹھائے گا تاکہ بندھی ہوئی گرہوں کو کھولے اور بندوں
کو آزاد کرے اور حسب ضرورت جڑے ہوئے کو توڑے
اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے وہ لوگوں کی نگاہوں سے
پوشیدہ ہوگا۔ کھوج لگانے والے پیہم نظریں جمانے کے باوجود بھی
اس کے نقش قدم کو نہ دیکھ سکیں گے اس وقت ایک قوم کو
(حق کی سان پر) اس طرح تیز کیا جائے گا جس طرح لوہار تلوار کی
باڑ تیز کرتا ہے۔ قرآن سے ان کی آنکھوں میں جلا پیدا کی جائے گی
اور اسکے مطالب ان کے کانوں میں پڑتے رہیں گے۔ اور حکمت کے
چھلکتے ہوئے ساغر انھیں صبح و شام پلائے جائیں گے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، ان کی (گمراہیوں کا) زمانہ بڑھتا
ہی رہا تاکہ وہ اپنی رسوائیوں کی تکمیل اور سختیوں کا استحقاق پیدا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اسْتَرَاحَ قَوْمٌ اِلَى الْفِتَنِ، وَاشْتَالُوْا عَنْ لِقَاحِ حَرْبِهِمْ. لَمْ يَمُنُّوْا عَلَى اللّٰهِ بِالصَّبْرِ وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوْا بَذْلَ اَنْفُسِهِمْ فِي الْحَقِّ حَتّٰى اِذَا وَافَقَ وَارِدُ الْقَضَاءِ انْقِطَاعَ مُدَّةِ الْبَلَاءِ حَمَلُوْا بَصَائِرَهُمْ عَلٰى اَسْيَافِهِمْ وَذَالُوْلِرِهِمْ بِاَمْرِ وَاعِظِهِمْ حَتّٰى اِذَا قَبَضَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ رَجَعَ قَوْمٌ عَلَى الْاَعْقَابِ. وَغَالَتْهُمُ السُّبُلُ، وَاتَّكَلُوْا عَلَى الْوَلَائِجِ وَوَصَلُوْا غَيْرَ الرَّاحِمِ. وَهَجَرُوا السَّبَبَ الَّذِيْ اُمِرُوْا بِمَوَدَّتِهٖ وَنَقَلُوا الْبِنَاءَ عَنْ رَصِّ اَسَاسِهٖ فَبَنَوْهُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهٖ مَعَادِنُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ. وَاَبْوَابُ كُلِّ ضَارِبٍ فِيْ غَمْرَةٍ. قَدْ مَارُوْا فِي الْحَيْرَةِ وَذَهَلُوْا فِي السَّكْرَةِ عَلٰى سُنَّةٍ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ مِنْ مُنْقَطِعٍ اِلَى الدُّنْيَا رَاكِنٍ اَوْ مُفَارِقٍ لِلدِّيْنِ مُبَايِنٍ.

کرلیں۔ یہاں تک کہ جب وہ مدّت ختم ہونے کے قریب آگئی اور ایک (فتنہ انگیز) جماعت فتنوں کا سہارا لیکر بڑھی اور جنگ کی تخم پاشیوں کے لیے کھڑی ہوگئی تو اس وقت (ایمان لانے والے) اپنے صبر و شکیب سے اللہ پر احسان نہیں جتلاتے تھے اور نہ حق کی راہ میں جان دینا کوئی بڑا کارنامہ سمجھتے تھے یہانتک کہ جب حکم قضا نے مصیبت کا زمانہ ختم کردیا تو انھوں نے بصیرت کے ساتھ تلواریں اٹھالیں اور اپنے ہادی کے حکم سے اپنے رب کے احکام کی اطاعت کرنے لگے اور جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے اٹھالیا تو ایک گروہ اُلٹے پیروں پلٹ گیا اور گمراہی کی راہوں نے اسے تباہ و برباد کردیا اور وہ اپنے غلط سلط عقیدوں پر بھروسا کر بیٹھا (قریبوں کو چھوڑ کر) بیگانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے لگا اور جن (ہدایت کے) وسیلوں سے اسے مودّت کا حکم دیا گیا تھا انھیں چھوڑ بیٹھا اور (خلافت کو) اس کی مضبوط بنیادوں سے ہٹا کر وہاں نصب کردیا جو اس کی جگہ نہ تھی یہی تو گناہوں کے مخزن اور گمراہی میں بھٹکنے والوں کا دروازہ ہیں۔ وہ حیرت و پریشانی میں سرگرداں اور آلِ فرعون کی طرح گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑے تھے، کچھ تو آخرت سے کٹ کر دنیا کی طرف متوجہ تھے اور کچھ حق سے منھ موڑ کر دین چھوڑ چکے تھے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۴۹

وَاَحْمَدُ اللّٰهَ وَاَسْتَعِيْنُهٗ عَلٰى مَدَاحِرِ

میں اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور ان چیزوں کے لیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الشَّيْطَانِ وَمَزَاجِرِهٖ وَالْاِعْتِصَامِ
مِنْ حَبَائِلِهٖ وَمَخَاتِلِهٖ وَاَشْهَدُ
اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَنَجِيْبُهٗ
وَصَفْوَتُهٗ لَا يُوَازِيْ فَضْلَهٗ وَلَا يُجْبَرُ
فَقْدُهٗ اَضَاءَتْ بِهِ الْبِلَادُ بَعْدَ
الضَّلَالَةِ الْمُظْلِمَةِ وَالْجَهَالَةِ
الْغَالِبَةِ وَالْجَفْوَةِ الْجَافِيَةِ وَالنَّاسُ
يَسْتَحِلُّوْنَ الْحَرِيْمَ وَلَا يَسْتَذِلُّوْنَ
الْحَكِيْمَ۔ يَحْيَوْنَ عَلٰى فَتْرَةٍ۔ وَ
يَمُوْتُوْنَ عَلٰى كَفْرَةٍ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ
مَعْشَرَ الْعَرَبِ اَغْرَاضُ بَلَايَا قَدِ
اقْتَرَبَتْ۔ فَاتَّقُوْا سَكَرَاتِ النِّعْمَةِ
وَاحْذَرُوْا بَوَائِقَ النِّقْمَةِ وَتَثَبَّتُوْا
فِيْ قَتَامِ الْعِشْوَةِ۔ وَاعْوِجَاجِ الْفِتْنَةِ
عِنْدَ طُلُوْعِ جَنِيْنِهَا، وَظُهُوْرِ كَمِيْنِهَا
وَانْتِصَابِ قُطْبِهَا وَمَدَارِ رَحَاهَا تَبْدُوْ
فِيْ مَدَارِجَ خَفِيَّةٍ، وَتَؤُوْلُ اِلٰى فَظَاعَةٍ
جَلِيَّةٍ شِبَابُهَا كَشِبَابِ الْغُلَامِ وَاٰثَارُهَا
كَاٰثَارِ السَّلَامِ تَوَاْمَانِ تُنْتِجُهُمَا الظُّلْمَةُ
بِالْعُهُوْدِ اَوَّلُهُمْ قَائِدٌ لِاٰخِرِهِمْ وَ
اٰخِرُهُمْ مُقْتَدٍ بِاَوَّلِهِمْ۔ يَتَنَافَسُوْنَ
فِيْ دُنْيَا دَنِيَّةٍ وَيَتَكَالَبُوْنَ عَلٰى جِيْفَةٍ

اس سے مدد مانگتا ہوں کہ جو شیطان کو راندہ اور دور کرنے
والی اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے اپنی پناہ میں رکھنے
والی ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس
کے عبد و رسول اور منتخب و برگزیدہ ہیں نہ ان کے فضل و کمال
کی برابری اور نہ ان کے اٹھ جانے کی تلافی ہو سکتی ہے تاریک
گمراہیوں اور بھرپور جہالتوں اور سخت و درشت خصلتوں
کے بعد شہروں (کے شہر) ان کی وجہ سے روشن و منوّر ہو گئے
جبکہ لوگ حلال کو حرام اور مرد زیرک و دانا کو ذلیل سمجھتے تھے
نبیوں سے خالی زمانہ میں جیتے تھے اور گمراہی کی حالت میں مر
جاتے پھر یہ کہ اے گروہ عرب تم ایسی ابتلاؤں کا نشانہ بننے
والے ہو کہ جو قریب پہنچ چکی ہیں۔ عیش و تنعم کی بدمستیوں سے
بچو اور عذاب کی تباہ کاریوں سے ڈرو۔ شبہات کے دھندلکوں
اور فتنہ کی کجرویوں میں اپنے قدموں کو روک لو جبکہ اس کا
چھپا ہوا خدشہ سر اٹھائے اور مخفی اندیشہ سامنے آجائے اور اس
کا کھونٹا مضبوط ہو جائے فتنے ہمیشہ چھپے ہوئے راستوں سے
ظاہر ہوا کرتے ہیں اور انجام کار ان کی کھلم کھلا برائیوں سے
دو چار ہونا پڑتا ہے اور ان کی اٹھان ایسی ہوتی ہے جیسے نوخیز
بچے کی اور ان کے نشانات ایسے ہوتے ہیں جیسے پتھر کی چوٹوں
کے، ظالم آپس میں عہد و پیمان سے اس کے وارث ہوتے چلے
آتے ہیں، اگلا پچھلے کا رہنما اور پچھلا اگلے کا پیرو ہوتا ہے وہ ایسی
رذیل دنیا پر مرمٹتے ہیں اور اس سڑے ہوئے مردار پر ٹوٹ پڑتے
ہیں جلد ہی پیروکار اپنے پیش رو رہنماؤں سے اظہار بیزاری
کریں گے اور ایک دوسرے کی دشمنی کے ساتھ علیحدگی اختیار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُرِيحَةٍ وَعَنْ قَلِيلٍ يَتَبَرَّأُ التَّابِعُ
مِنَ الْمَتْبُوعِ وَالْقَائِدُ مِنَ
الْمَقُودِ فَيَتَزَايَلُونَ بِالْبَغْضَاءِ
وَيَتَلَاعَنُونَ عِنْدَ اللِّقَاءِ ثُمَّ يَأْتِي
بَعْدَ ذٰلِكَ طَالِعُ الْفِتْنَةِ الرَّجُوفِ
وَالْقَاصِمَةِ الزَّحُوفِ. فَتَزِيغُ قُلُوبٌ
بَعْدَ اسْتِقَامَةٍ وَتَضِلُّ رِجَالٌ بَعْدَ
سَلَامَةٍ وَتَخْتَلِفُ الْأَهْوَاءُ عِنْدَ
هُجُومِهَا وَتَلْتَبِسُ الْآرَاءُ عِنْدَ نُجُومِهَا
مَنْ أَشْرَفَ لَهَا قَصَمَتْهُ وَمَنْ سَعَى
فِيهَا حَطَمَتْهُ يَتَكَادَمُونَ فِيهَا تَكَادُمَ
الْحُمُرِ فِي الْعَانَةِ قَدِ اضْطَرَبَ مَعْقُودُ
الْحَبْلِ وَعَمِيَ وَجْهُ الْأَمْرِ تَغِيضُ فِيهَا
الْحِكْمَةُ وَتَنْطِقُ فِيهَا الظَّلَمَةُ. وَ
تَدُقُّ أَهْلَ الْبَدْوِ بِمِسْحَلِهَا، وَ
تَرُضُّهُمْ بِكَلْكَلِهَا يَضِيعُ فِي غُبَارِهَا
الْوُحْدَانُ، وَيَهْلِكُ فِي طَرِيقِهَا
الرُّكْبَانُ تَرِدُ بِمُرِّ الْقَضَاءِ وَتَحْلُبُ
عَبِيطَ الدِّمَاءِ. وَتَثْلِمُ مَنَارَ الدِّينِ
وَتَنْقُضُ عَقْدَ الْيَقِينِ تَهْرُبُ مِنْهَا
الْأَكْيَاسُ وَتَدِبُّرُهَا الْأَرْجَاسُ
مِرْعَادٌ مِبْرَاقٌ. كَاشِفَةٌ عَنْ سَاقٍ
تُقْطَعُ فِيهَا الْأَرْحَامُ وَيُفَارَقُ

کرلیں گے اور ایک دوسرے کے سامنے ہونے پر ایک دوسرے
کو لعنت کریں گے اس دور کے بعد ایک فتنہ ایسا آئے گا جو
امن وسلامتی کو تہ وبالا کرنے والا اور تباہی مچانے والا اور خلق
خدا پر سختی کے ساتھ حملہ آور ہوگا۔ تو بہت سے دل ٹھہراؤ کے
بعد ڈانواڈول اور بہت سے لوگ (ایمان کی) سلامتی کے بعد
گمراہ ہو جائیں گے اس کے حملہ آور ہونے کے وقت خواہشیں بٹ
جائیں گی اور اس کے اُبھرنے کے وقت رائیں مشتبہ ہو جائیں گی
جو اس فتنہ کی طرف جھک کر دیکھے گا وہ اُسے تباہ کر دے گا
اور جو اس میں سعی وکوشش کرے گا اسے جڑ بنیاد سے اکھیڑ
دے گا اور آپس میں ایک دوسرے کو اس طرح کاٹنے لگیں
گے جس طرح وحشی گدھے اپنی بھیڑ میں ایک دوسرے کو
دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ اسلام کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل جائیں
گے صحیح طریق کار چھپ جائیگا۔ حکمت کا پانی خشک ہو جائیگا
اور ظالموں کی زبان کھل جائے گی وہ فتنہ بادیہ نشینوں کو اپنے
ہتھوڑوں سے کچل دے گا اور اپنے سینہ سے ریزہ ریزہ کر دیگا
اس کے گرد وغبار میں اکیلے دوکیلے تباہ وبرباد ہو جائیں گے
اور سوار اس کی راہوں میں ہلاک ہو جائیں گے وہ حکم الٰہی کی
تلخیاں لے کر آئے گا اور (دودھ کے بجائے) خالص خون دوہے
گا۔ دین کے میناروں کو ڈھا دے گا۔ اور یقین کے اصولوں
کو توڑ دے گا عقلمند اس سے بھاگیں گے۔ اور شریر اس کے کرتا
دھرتا ہوں گے وہ گرجنے اور چمکنے والا ہوگا اور پورے زوروں کے
ساتھ سامنے آئے گا۔ سب رشتے ناطے اس میں توڑ دیئے جائیں گے
اور اسلام سے علیحدگی اختیار کر لی جائے گی اس سے الگ تھلگ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَيْهَا الْاِسْلَامُ بِرَّهَا سَقِيْمُهَا وَظَاعِنُهَا مُقِيْمُهَا۔

(مِنْهَا) بَيْنَ قَتِيْلٍ مَطْلُوْلٍ وَخَائِفٍ مُسْتَجِيْرٍ۔ يُخْتَلُوْنَ بِعَقْدِ الْاَيْمَانِ وَبِغُرُوْرِ الْاِيْمَانِ۔ فَلَا تَكُوْنُوْا اَنْصَابَ الْفِتَنِ وَاَعْلَامَ الْبِدَعِ وَالْزَمُوْا مَا عُقِدَ عَلَيْهِ حَبْلُ الْجَمَاعَةِ وَبُنِيَتْ عَلَيْهِ اَرْكَانُ الطَّاعَةِ۔ وَاقْدَمُوْا عَلَى اللّٰهِ مَظْلُوْمِيْنَ وَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ظَالِمِيْنَ۔ وَاتَّقُوْا مَدَارِجَ الشَّيْطَانِ وَمَهَابِطَ الْعُدْوَانِ وَلَا تُدْخِلُوْا بُطُوْنَكُمْ لُعَقَ الْحَرَامِ فَاِنَّكُمْ بِعَيْنِ مَنْ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَعْصِيَةَ وَسَهَّلَ لَكُمْ سُبُلَ الطَّاعَةِ

رہنے والا بھی اس میں مبتلا ہو جائے گا اور اس سے نکل بھاگنے والا بھی اپنے قدم اس سے باہر نہ نکال سکے گا۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے۔ (جس میں ایمان والوں کی حالت کا ذکر ہے) کچھ تو ان میں سے شہید ہوں گے کہ جن کا بدلہ نہ لیا جا سکے گا اور کچھ خوف زدہ ہوں گے جو اپنے لیے پناہ ڈھونڈتے پھریں گے انھیں قسموں اور (ظاہری) ایمان کی فریب کاریوں سے دھوکا دیا جائے گا۔ تم فتنوں کی طرف راہ دکھانے والے نشان اور بدعتوں کے سربراہ نہ بنو، تم (ایمان والی جماعت کے اصولوں اور ان کی عبادت و اطاعت کے طور طریقوں پر جمے رہو۔ اللہ کے پاس مظلوم بن کر جاؤ ظالم بنکر نہ جاؤ شیطان کی راہوں اور تمرد و سرکشی کے مقاموں سے بچو اپنے پیٹ میں حرام کے لقمے نہ ڈالو اس لیے کہ تم اس کی نظروں کے سامنے ہو جس نے معصیت و خطار کو تمھارے لیے حرام کیا ہے اور اطاعت کی راہیں آسان کر دی ہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۰

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الدَّالِّ عَلٰى وُجُوْدِهٖ بِخَلْقِهٖ وَبِمُحْدَثِ خَلْقِهٖ عَلٰى اَزَلِيَّتِهٖ وَبِاَشْبَاهِهِمْ عَلٰى اَنْ لَّا شَبَهَ لَهٗ لَا تَسْتَلِمُّهُ الْمَشَاعِرُ وَلَا تَحْجُبُهُ الْاَوَاتِرُ لِاِفْتِرَاقِ الصَّانِعِ وَالْمَصْنُوْعِ، وَالْحَادِّ وَالْمَحْدُوْدِ وَالرَّبِّ وَالْمَرْبُوْبِ

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے کہ جو خلق (کائنات سے) اپنے وجود کا اور پیدا شدہ مخلوقات سے اپنے قدیم و ازلی ہونے کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دینے والا ہے نہ حواس اسے چھو سکتے ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں چونکہ بنانے والے اور بننے والے گھیرنے والے اور گھرنے والے پالنے والے اور پرورش پانے والے میں فرق یہی ہے وہ ایک ہے لیکن نہ ویسا کہ شمار میں آئے، وہ پیدا کرنے والا ہے لیکن اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاَحَدُ لَا بِتَاْوِيْلِ عَدَدٍ وَّالْخَالِقُ لَا بِمَعْنٰى حَرَكَةٍ وَّنَصَبٍ وَّالسَّمِيْعُ لَا بِاٰدَاةٍ وَّالْبَصِيْرُ لَا بِتَفْرِيْقِ اٰلَةٍ وَّالشَّاهِدُ لَا بِمُمَاسَّةٍ وَالْبَائِنُ لَا بِتَرَاخِيْ مَسَافَةٍ۔ وَّالظَّاهِرُ لَا بِرُؤْيَةٍ وَّالْبَاطِنُ لَا بِلَطَافَةٍ۔ بَانَ مِنَ الْاَشْيَاءِ بِالْقَهْرِ لَهَا وَالْقُدْرَةِ عَلَيْهَا۔ وَبَانَتِ الْاَشْيَاءُ مِنْهُ بِالْخُضُوْعِ لَهٗ وَالرُّجُوْعِ اِلَيْهِ۔ مَنْ وَصَفَهٗ فَقَدْ حَدَّهٗ وَمَنْ حَدَّهٗ فَقَدْ عَدَّهٗ۔ وَمَنْ عَدَّهٗ فَقَدْ اَبْطَلَ اَزَلَهٗ وَمَنْ قَالَ كَيْفَ فَقَدِ اسْتَوْصَفَهٗ، وَمَنْ قَالَ اَيْنَ فَقَدْ حَيَّزَهٗ۔ وَعَالِمًا اِذْ لَا مَعْلُوْمَ وَرَبًّا اِذْ لَا مَرْبُوْبَ۔ وَقَادِرًا اِذْ لَا مَقْدُوْرَ۔

(منها) قَدْ طَلَعَ طَالِعٌ وَلَمَعَ لَامِعٌ وَلَاحَ لَائِحٌ وَاعْتَدَلَ مَائِلٌ۔ وَاسْتَبْدَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ قَوْمًا وَّبِيَوْمٍ يَوْمًا۔ وَانْتَظَرْنَا الْغِيَرَ انْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ۔ وَاِنَّمَا الْاَئِمَّةُ قَوَّامُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ وَعُرَفَاؤُهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ وَعَرَفُوْهُ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا مَنْ اَنْكَرَهُمْ وَ

معنی سے کہ اسے حرکت کرنا اور تعب اٹھانا پڑے، وہ سننے والا ہے لیکن نہ کسی عضو کے ذریعہ سے اور دیکھنے والا ہے لیکن نہ اس طرح کہ آنکھیں پھیلائے وہ حاضر ہے لیکن نہ اس طرح کہ چھوا جا سکے وہ جُدا ہے نہ اس طرح کہ بیچ میں فاصلہ کی دوری ہو۔ وہ ظاہر بظاہر ہے مگر آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ذاتاً پوشیدہ ہے نہ لطافت جسمانی کی بنا پر وہ سب چیزوں سے اس لیے علٰحدہ ہے کہ وہ ان پر چھایا ہوا ہے اور ان پر اقتدار رکھتا ہے اور تمام چیزیں اس لیے اس سے جُدا ہیں کہ وہ اس کے سامنے جھکی ہوئی اور اس کی طرف پلٹنے والی ہیں جس نے (ذات کے علاوہ) اس کے لیے صفات تجویز کیے اس نے اس کی حدبندی کر دی اور جس نے اسے محدود خیال کیا وہ اسے شمار میں آنیوالی چیزوں کی قطار میں لے آیا اور جس نے اسے شمار کے قابل سمجھ لیا اس نے اسکی قدامت ہی سے انکار کر دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کیسا ہے وہ اس کے لیے (الگ سے) صفتیں ڈھونڈنے لگا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کہاں ہے اس نے اسے کسی جگہ میں محدود سمجھ لیا۔ وہ اسوقت بھی عالم تھا جبکہ معلوم کا وجود نہ تھا اور اس وقت بھی رب تھا جبکہ پرورش پانے والے نہ تھے اور اس وقت بھی قادر تھا جبکہ یہ زیر قدرت آنے والی مخلوق نہ تھی۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: ابھرنے والا ابھر آیا چمکنے والا چمک اٹھا اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہوا ٹیڑھے معاملے سیدھے ہو گئے۔ اللہ نے جماعت کو جماعت سے اور زمانہ کو زمانہ سے بدل دیا ہے۔ ہم اس انقلاب کے اس طرح منتظر تھے جس طرح قحط زدہ بارش کا۔ بلاشبہ ائمہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حاکم ہیں اور اس کو بندوں سے پہچنوانے والے ہیں جنت میں وہی جائیگا

أَنْكَرُوْهُ - إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَصَّكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَاسْتَخْلَصَكُمْ لَهُ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ اسْمُ سَلَامَةٍ وَجِمَاعُ كَرَامَةٍ - اِصْطَفَى اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْهَجَهُ وَبَيَّنَ حُجَجَهُ مِنْ ظَاهِرِ عِلْمٍ وَبَاطِنِ حُكْمٍ - لَا تَفْنٰى غَرَائِبُهُ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ، فِيْهِ مَرَابِيْعُ النِّعَمِ، وَمَصَابِيْحُ الظُّلَمِ - لَا تُفْتَحُ الْخَيْرَاتُ إِلَّا بِمَفَاتِيْحِهِ وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِمَصَابِيْحِهِ قَدْ أَحْمٰى حِمَاهُ وَأَرْعٰى مَرْعَاهُ - فِيْهِ شِفَاءُ الْمُشْتَفِيْ وَكِفَايَةُ الْمُكْتَفِيْ -

جسے ان کی معرفت ہوا وروہ بھی اسے پہچانیں اور دوزخ میں وہی ڈالا جائے گا جو نہ انھیں پہچانے اور نہ وہ اسے پہچانیں۔ اللہ نے تمھیں اسلام کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور اس کے لیے تمھیں چھانٹ لیا ہے اور یہ اس طرح کہ اسلام سلامتی کا نام اور عزتِ انسانی کا سرمایہ ہے۔ اس کی راہ کو اللہ نے تمھارے لیے چن لیا ہے اور اس کے کھلے ہوئے احکام اور چھپی ہوئی حکمتوں سے اس کے دلائل واضح کر دیئے ہیں۔ نہ اس کے عجائبات مٹنے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف ختم ہونے والے ہیں۔ اسی میں نعمتوں کی بارشیں اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔ اسی کی کنجیوں سے نیکیوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اسی کے چراغوں سے تیرگیوں کا دامن چاک کیا جاتا ہے خدا نے اس کے ممنوعہ مقامات سے روکا ہے اور اس کی چراگاہوں میں چرنے کی اجازت دی ہے، شفا چاہنے والے کے لیے اس میں شفا اور بے نیازی چاہنے والے کے لیے اس میں بے نیازی ہے۔

اس خطبہ کا پہلا جز علم الٰہیات کے اہم مطالب پر مشتمل ہے جس میں خلق کائنات سے خالق کائنات کے وجود پر استدلال فرماتے ہوئے اس کی ازلیت وعینیت صفات پر روشنی ڈالی ہے چنانچہ جب ہم کائنات پر نظر کرتے ہیں تو ہر حرکت کے پیچھے کسی محرک کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے جس سے ایک سطحی ذہن والا انسان بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کوئی اثر مؤثر کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ یہانتک کہ چند دنوں کا ایک بچہ بھی اپنے جسم کے چھوئے جانے سے اپنے شعور کے دھندلکوں میں یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی چھونے والا ہے جس کا اظہار آنکھوں کو کھولنے یا مڑکر دیکھنے سے کرتا ہے تو پھر کس طرح دنیائے کائنات کی تخلیق اور عالم کون ومکان کا نظم ونسق کسی خالق ومنتظم کے بغیر مانا جا سکتا ہے۔

جب ایک خالق کا اعتراف ضروری ہوا تو اسے موجود بالذات ہونا چاہیے کیونکہ ہر وہ چیز جس کی ابتداء ہے اس کے لیے ایک مرکز وجود کا ہونا ضروری ہے کہ جس تک وہ منتہی ہو۔ تو اگر وہ بھی کسی موجد کا محتاج ہوگا تو پھر اس موجد کے لیے سوال ہوگا کہ وہ از خود ہے یا کسی کا بنایا ہوا اور جب تک ایک موجود بالذات ہستی کا اقرار نہ کیا جائے کہ جو تمام ممکنات کے لیے علۃ العلل ہو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عقل علت و معلول کے نامتناہی سلسلوں میں بھٹک کر سلسلہ موجودات کی آخری کڑی کا تصور بھی نہ کر سکے گی اور تسلسل کے چکر میں پڑ کر اسے کہیں ٹھہراؤ نصیب نہ ہوگا اور اگر خود اسی کو اپنی ذات کا خالق فرض کیا جائے تو دو صورتوں سے خالی نہیں ہوگا یا تو وہ معدوم ہوگا یا موجود۔ اگر معدوم ہوگا تو معدوم کسی کو موجود نہیں بنا سکتا اور اگر موجود ہوگا تو اسے دوبارہ موجود کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوتے، لہذا اسے ایسا موجود ماننا پڑے گا جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو اور اس کے ماسوا ہر چیز اس کی محتاج ہو اور یہی احتیاج کائنات اس سرچشمہ وجود کے ازلی اور ہمیشہ سے برقرار ہونے کی شاہد ہے اور اس کے علاوہ چونکہ ہر چیز تغیر پذیر ہے محل و مکان کی محتاج ہے اور عوارض و صفات میں ایک دوسرے کے مشابہ ہے اور مشابہت کثرت کی آئینہ دار ہوتی ہے اور وحدت اپنی آپ ہی نظیر ہے اس لیے کوئی چیز اس کی مثل و نظیر نہیں ہو سکتی اور ایک کہی جانے والی چیزوں کو بھی اس کی یکتائی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ ہر اعتبار سے واحد و یگانہ ہے وہ ان تمام چیزوں سے منزّہ و مبرّا ہے جو جسم و جسمانیات میں پائی جاتی ہیں کیونکہ نہ وہ جسم ہے نہ رنگ ہے نہ شکل ہے نہ کسی جہت میں واقع ہے اور نہ کسی محل و مکان میں محدود ہے اس لیے انسان اپنے حواس و مشاعر کے ذریعہ اس کا ادراک و مشاہدہ نہیں کر سکتا کیونکہ حواس انہی چیزوں کا ادراک کر سکتے ہیں جو زمان و مکان اور مادہ کے حدود کی پابند ہوں۔ لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دیکھا جا سکتا ہے اس کے لیے جسم مان لینا ہے اور جب وہ جسم ہی نہیں ہے اور نہ جسم کے ساتھ قائم ہے اور نہ کسی جہت و مکان میں واقع ہے تو اس کے دیکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس کی یہ پوشیدگی ان لطیف اجسام کی طرح نہیں ہے کہ جن سے ان کی لطافت کی وجہ سے نگاہیں آر پار ہو جاتی ہیں اور آنکھیں انھیں دیکھنے سے قاصر رہتی ہیں جیسے فضا کی پہنائیوں میں ہوا بلکہ وہ ذاتی طور پر پوشیدہ ہے البتہ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے وہ دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے لیکن آلات سماعت و بصارت کا محتاج نہیں کیونکہ اگر وہ دیکھنے سننے کے لیے اعضاء کا محتاج ہوگا تو اس کی ذات اپنے کمالات میں خارجی چیزوں کی دست نگر ہوگی اور بحیثیت ذات کامل نہ رہے گی حالانکہ وہ ہر لحاظ سے کامل ہے اور اس کا کوئی کمال اس کی ذات سے الگ نہیں کیونکہ ذات کے علاوہ الگ سے صفات ماننے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذات ہوگی اور کچھ صفتیں اُس ذات و صفات کے مجموعہ کا نام ہوگا خدا اور جو چیز اجزاء سے مرکب ہو وہ اپنے وجود میں اجزاء کی محتاج ہوتی ہے اور ان اجزاء کو مرکب کے ترکیب پانے سے پہلے موجود ہونا چاہیئے۔ تو جب اجزاء اس پر مقدم ہوں گے تو وہ ہمیشہ سے موجود اور ازلی کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ اس کا وجود اجزاء سے متاخر ہے حالانکہ وہ اس وقت بھی علم و قدرت و ربوبیت لیے ہوئے تھا جبکہ کوئی چیز موجود نہ تھی کیونکہ اس کی کوئی صفت خارج سے اس میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ جو صفت ہے وہی ذات ہے اور جو ذات ہے۔ وہی صفت ہے اس لیے اس کا علم اس پر منحصر نہیں ہے کہ معلوم کا وجود ہو لے تب وہ جانے کیونکہ اس کی ذات حادث ہونے والے معلومات سے مقدم ہے اور نہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس کی قدرت کے لیئے ضروری ہے کہ مقدور کا وجود ہو تو وہ قادر سمجھا جائے کیونکہ قادر اسے کہتے ہیں جو ترک و فعل پر یکساں اختیار رکھتا ہو اور اس کے لیے مقدور کا ہونا ضروری نہیں اور یونہی رب کے معنی مالک کے ہیں اور وہ جس طرح معدوم کا اس کے موجود ہونے کے بعد مالک ہے اسی طرح موجود کے پردہ عدم میں ہونے کی صورت میں اسے موجود کرنے پر اختیار رکھتا ہے کہ چاہے اسے معدوم رہنے دے اور چاہے اسے وجود بخش دے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۱

وَهُوَ فِي مُهْلَةٍ مِنَ اللّٰهِ يَهْوِي مَعَ الْغَافِلِيْنَ وَيَغْدُوْ مَعَ الْمُذْنِبِيْنَ بِلَا سَبِيْلٍ قَاصِدٍ وَّلَا إِمَامٍ قَائِدٍ۔

اسے اللہ کی طرف سے مہلت ملی ہے وہ غفلت شعاروں کے ساتھ (تباہیوں میں) گرتا ہے بغیر سیدھی راہ اختیار کیے اور بغیر کسی ہادی و رہبر کے ساتھ دیئے صبح سویرے ہی گنہ گاروں کے ساتھ ہو لیتا ہے۔

(مِنْهَا) حَتّٰى إِذَا كَشَفَ لَهُمْ عَنْ جَزَاءِ مَعْصِيَتِهِمْ۔ وَاسْتَخْرَجَهُمْ مِّنْ جَلَابِيْبِ غَفْلَتِهِمْ، اِسْتَقْبَلُوْا مُدْبِرًا وَاسْتَدْبَرُوْا مُقْبِلًا، فَلَمْ يَنْتَفِعُوْا بِمَا أَدْرَكُوْا مِنْ طَلِبَتِهِمْ، وَلَا بِمَا قَضَوْا مِنْ وَطَرِهِمْ وَإِنِّيْ أُحَذِّرُكُمْ وَنَفْسِيْ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَلْيَنْتَفِعِ امْرُؤٌ بِنَفْسِهٖ۔ فَإِنَّمَا الْبَصِيْرُ مَنْ سَمِعَ فَتَفَكَّرَ، وَنَظَرَ فَأَبْصَرَ وَانْتَفَعَ بِالْعِبَرِ ثُمَّ سَلَكَ جَدَدًا وَاضِحًا يَتَجَنَّبُ فِيْهِ الصَّرْعَةَ فِي الْمَهَاوِيْ وَالضَّلَالَ فِي الْمَغَاوِيْ۔ وَلَا يُعِيْنُ

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے:۔ آخر کار جب اللہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ان کے سامنے لائے گا اور غفلت کے پردوں سے انھیں نکال باہر کرے گا تو پھر اس چیز کی طرف بڑھیں گے جسے پیٹھ دکھاتے تھے اور اس شے سے پلٹ پھر آئیں گے جس کی طرف ان کا رخ رہتا تھا انھوں نے اپنے مطلوبہ سروسامان کو پاکر اور خواہشوں کو پورا کر کے کچھ بھی تو فائدہ حاصل نہ کیا میں تمھیں اور خود اپنے کو اس مرحلہ سے متنبہ کرتا ہوں انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے اس لیے کہ آنکھوں والا وہ ہے جو سنے تو غور کرے اور نظر اٹھائے تو حقیقتوں کو دیکھ لے اور عبرتوں سے فائدہ اٹھائے پھر واضح راستہ اختیار کرے جس کے بعد گڑھوں میں گرنے اور شبہات میں بھٹک جانے سے بچتا رہے اور حق سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلٰی نَفْسِہِ الْغَوَاۃَ بِتَعَسُّفٍ فِیْ حَقٍّ اَوْ
تَحْرِیْفٍ فِیْ نُطْقٍ اَوْ تَخَوُّفٍ مِنْ صِدْقٍ
فَاَفِقْ اَیُّھَا السَّامِعُ مِنْ سَکْرَتِکَ۔ وَ
اسْتَیْقِظْ مِنْ غَفْلَتِکَ وَاخْتَصِرْ مِنْ
عَجَلَتِکَ وَالْعِبْ الْفِکْرَ فِیْمَا جَآءَکَ
عَلٰی لِسَانِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِمَّا لَابُدَّ مِنْہُ وَلَامَحِیْصَ
عَنْہُ وَخَالِفْ مَنْ خَالَفَ ذَالِکَ اِلٰی
غَیْرِہٖ، وَدَعْہُ وَمَا رَضِیَ لِنَفْسِہٖ۔ وَضَعْ
فَخْرَکَ وَاحْطُطْ کِبْرَکَ۔ وَاذْکُرْ
قَبْرَکَ فَاِنَّ عَلَیْہِ مَمَرَّکَ، وَکَمَا
تَدِیْنُ تُدَانُ۔ وَکَمَا تَزْرَعُ تَحْصُدُ
وَمَا قَدَّمْتَ الْیَوْمَ تَقْدَمُ عَلَیْہِ
غَدًا فَامْھَدْ لِقَدَمِکَ وَقَدِّمْ
لِیَوْمِکَ فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ اَیُّھَا
الْمُسْتَمِعُ۔ وَالْجِدَّ الْجِدَّ اَیُّھَا الْغَافِلُ۔
وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ۔ اَنَّ مِنْ عَزَآئِمِ
اللّٰہِ فِی الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ الَّتِیْ عَلَیْھَا
یُثِیْبُ وَیُعَاقِبُ وَلَھَا یَرْضٰی وَیَسْخَطُ
اَنَّہٗ لَا یَنْفَعُ عَبْدًا۔ وَاِنْ اَجْھَدَ
نَفْسَہٗ وَاَخْلَصَ فِعْلَہٗ، اَنْ یَّخْرُجَ
مِنَ الدُّنْیَا لَاقِیًا رَبَّہٗ بِخَصْلَۃٍ مِنْ
ھٰذِہِ الْخِصَالِ لَمْ یَتُبْ مِنْھَا۔ اَنْ یُّشْرِکَ

بے راہ ہونے اور بات میں ردّ و بدل کرنے اور سچائی میں
خوف کھانے سے گمراہوں کی مدد کرکے زیاں کار نہ بنے۔
اے وہ سننے والو! اپنی سرمستیوں سے ہوش میں آؤ غفلت
سے آنکھیں کھولو اس دنیا کی، دوڑ دھوپ کو کم کرو اور
جو باتیں نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان (مبارک)
سے پہنچی ہیں ان میں اچھی طرح غور و فکر کرو کان سے نہ کوئی چارہ ہے اور نہ
کوئی گریز کی راہ۔ جو ان کی خلاف ورزی کرے تم اس سے
دوسری طرف رُخ پھیر لو۔ اور اسے چھوڑو کہ وہ اپنے نفس
کی مرضی پر چلتا رہے فخر کے پاس نہ جاؤ، اور بڑائی کے سر
کو نیچا کرو۔ اپنی قبر کو یاد رکھو کہ تمھارا راستہ وہی ہے اور جیسا
کروگے۔ ویسا پاؤگے جو بوؤگے وہی کاٹوگے جو آج آگے
بھیجوگے وہی کل پالوگے، آگے کے لیے کچھ تہیّا کرو اور اس دن
کے لیے سروسامان تیار رکھو۔

اے سننے والو! ڈرو ڈرو اور اے غفلت کرنے والو!
کوشش کرو۔ کوشش کرو تمھیں خبر رکھنے والا جو بتائے
گا وہ دوسرا نہیں بتا سکتا، قرآن حکیم میں اللہ کے ان
اٹل اصول میں سے کہ جن پر وہ جزا و سزا دیتا ہے اور راضی و
ناراض ہوتا ہے یہ چیز ہے کہ کسی بندے کو چاہے وہ جو کچھ جتن
کر ڈالے دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ذرا فائدہ
نہیں پہنچا سکتا جبکہ وہ ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت
سے توبہ کیے بغیر مر جائے ایک یہ کہ فرائض عبادت میں کسی
کو اس کا شریک ٹھہرایا ہو یا کسی کو ہلاک کرکے اپنے غضب
کو ٹھنڈا کیا ہو، یا دوسرے کے کیے پر عیب لگایا ہو، یا دین

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِاللّٰہِ فِیمَا افْتَرَضَ عَلَیْہِ مِنْ عِبَادَتِہٖ
اَوْ یَشْفِیَ غَیْظَہٗ بِھَلَاکِ نَفْسٍ اَوْ
یَعُرَّ بِاَمْرٍ فَعَلَہٗ غَیْرُہٗ اَوْ یَسْتَنْجِحَ
حَاجَۃً اِلَی النَّاسِ بِاِظْھَارِ بِدْعَۃٍ
فِیْ دِیْنِہٖ، اَوْ یَلْقَی النَّاسَ بِوَجْھَیْنِ
اَوْ یَمْشِیَ فِیْھِمْ بِلِسَانَیْنِ۔ اِعْقِلْ
ذٰلِکَ فَاِنَّ الْمَثَلَ دَلِیْلٌ عَلٰی شِبْھِہٖ
اِنَّ الْبَھَائِمَ ھَمُّھَا بُطُوْنُھَا۔ وَاِنَّ السِّبَاعَ
ھَمُّھَا الْعُدْوَانُ عَلٰی غَیْرِھَا وَاِنَّ النِّسَاءَ
ھَمُّھُنَّ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْفَسَادُ
فِیْھَا۔ اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مُسْتَکِیْنُوْنَ
اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مُشْفِقُوْنَ اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ
خَآئِفُوْنَ۔

میں بدعتیں ڈال کر لوگوں سے اپنا مقصد پورا کیا ہو۔ یا لوگوں سے دورخی چال چلتا ہو۔ یا دو زبانوں سے لوگوں سے گفتگو کرتا ہو۔ اس بات کو سمجھو اس لیے کہ ایک نظیر دوسری نظیر کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

بلاشبہہ جو پاؤں کا مقصد پیٹ (بھرنا) اور درندوں کا مقصد دوسروں پر حملہ آور ہونا اور عورتوں کا مقصد اس پست دنیا کو بنانا سنوارنا اور فتنے اٹھانا ہی ہوتا ہے۔ مومن وہ ہیں جو تکبر و غرور سے دور ہوں، مومن وہ ہیں جو خائف و ترساں ہوں مومن وہ ہیں جو ہراساں ہو۔

لہ مقصد یہ ہے کہ تمام شر و مفاسد کا سرچشمہ قوت شہویہ و قوت غضبیہ ہوتی ہے اگر انسان قوت شہویہ سے مغلوب ہو کر پیٹ بھرنا ہی اپنا مقصد بنالے تو اس میں اور چوپائے میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا، کیونکہ چوپائے کے پیش نظر بھی پیٹ بھرنے کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہوتا اور اگر قوت غضبیہ سے مغلوب ہو کر ہلاکت و تباہ کاری شروع کر دے تو اس میں اور درندے میں کوئی فرق نہ رہے گا کیونکہ اس کا مقصد بھی یہی چیرنا پھاڑنا ہوتا ہے اور اگر دونوں قوتیں اس میں کارفرما ہوں تو پھر عورت کے مانند ہے کیونکہ عورت میں یہ دونوں قوتیں کارفرما ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ بناؤ سنگار پر جان دیتی ہے اور فتنہ و فساد کو ہوا دینے میں اپنی کوششوں کو برسرکار رکھتی ہے۔

البتہ مرد مومن کبھی یہ گوارا نہ کرے گا کہ وہ ان حیوانی خصلتوں کو اپنا شعار بنائے بلکہ وہ ان قوتوں کو دبائے رکھتا ہے۔ یوں کہ نہ وہ غرور و خودپسندی کو اپنے پاس پھٹکنے دیتا ہے اور نہ خوف خدا کی وجہ سے فتنہ و شر کو ہوا دیتا ہے۔ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ حضرت نے یہ خطبہ بصرہ کی طرف روانہ ہوتے وقت ارشاد فرمایا اور بصرہ کا ہنگامہ چونکہ ایک عورت کے ابھارنے کا نتیجہ تھا اس لیے چوپاؤں اور درندوں کی طبعی عادتوں کا ذکر کرنے کے بعد عورت کو بھی انہی خصلتوں کا حامل

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قرار دیا ہے، چنانچہ انہی کے نتیجہ میں بصرہ کی خوں ریز جنگ ہوئی اور ہزاروں افراد ہلاک و تباہی کی لپیٹ میں آگئے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۲

وَنَاظِرُ قَلْبِ اللَّبِيبِ بِهِ يُبْصِرُ أَمَدَهُ وَيَعْرِفُ غَوْرَهُ وَنَجْدَهُ دَاعٍ دَعَا وَرَاعٍ رَّعَى فَاسْتَجِيبُوا لِلدَّاعِي وَاتَّبِعُوا الرَّاعِيَ۔

عقلمند دل کی آنکھوں سے اپنا مآل کار دیکھتا ہے اور اپنی اونچ نیچ (اچھی بُری راہوں) کو پہچانتا ہے دعوت دینے والے نے پکارا اور نگہداشت کرنے والے نے نگہداشت کی بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہداشت کرنے والے کی پیروی کرو۔

قَدْ خَاضُوا بِحَارَ الْفِتَنِ وَأَخَذُوا بِالْبِدَعِ دُونَ السُّنَنِ وَأَرْهَزَ الْمُؤْمِنُونَ وَنَطَقَ الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ نَحْنُ الشِّعَارُ وَالْأَصْحَابُ وَالْخَزَنَةُ وَالْأَبْوَابُ لَا تُؤْتَى الْبُيُوتُ إِلَّا مِنْ أَبْوَابِهَا فَمَنْ أَتَاهَا مِنْ غَيْرِ أَبْوَابِهَا سُمِّيَ سَارِقًا۔

کچھ لوگ فتنوں کے دریاؤں میں اترے ہوئے ہیں اور سنتوں کو چھوڑ کر بدعتوں میں پڑ چکے ہیں ایمان والے دبکے پڑے ہیں اور گمراہوں اور جھٹلانے والوں کی زبانیں کھلی ہوئی ہیں۔ ہم قریبی تعلق رکھنے والے اور خاص ساتھی اور خزانہ دار اور دروازے ہیں اور گھروں میں دروازوں ہی سے آیا جاتا ہے اور جو دروازوں کو چھوڑ کر کسی اور طرف سے آئے اس کا نام چور ہوتا ہے۔

(مِنْهَا) فِيهِمْ كَرَائِمُ الْقُرْآنِ وَهُمْ كُنُوزُ الرَّحْمٰنِ۔ إِنْ نَطَقُوا صَدَقُوا، وَإِنْ صَمَتُوا لَمْ يُسْبَقُوا فَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ، وَلْيُحْضِرْ عَقْلَهُ، وَلْيَكُنْ مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ فَإِنَّهُ مِنْهَا قَدِمَ وَإِلَيْهَا يَنْقَلِبُ فَالنَّاظِرُ بِالْقَلْبِ الْعَامِلُ بِالْبَصَرِ

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے:۔ (آل محمدؐ) انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اُتری ہیں اور وہ اللہ کے خزینے اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں پہل کا حق نہیں پیشرو کو اپنے قوم قبیلے سے (ہر بات) سچ سچ بیان کرنا چاہیے، اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور اہل آخرت میں سے بنے اس لیے کہ وہ ادھر ہی سے آیا ہے اور اُدھر ہی اسے پلٹ کر جانا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَكُونُ مُبْتَدَأُ عَمَلِهِ اَنْ يَّعْلَمَ اَعَمَلُهُ عَلَيْهِ اَمْ لَهُ۔ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَضٰى فِيْهِ وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ وَقَفَ عَنْهُ فَاِنَّ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّائِرِ عَلٰى غَيْرِ طَرِيْقٍ فَلَا يَزِيْدُهُ بُعْدُهُ عَنِ الطَّرِيْقِ اِلَّا بُعْدًا مِنْ حَاجَتِهِ وَالْعَامِلَ بِالْعِلْمِ كَالسَّائِرِ عَلَى الطَّرِيْقِ الْوَاضِحِ فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ اَسَائِرٌ هُوَ اَمْ رَاجِعٌ۔ وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ ظَاهِرٍ بَاطِنًا عَلٰى مِثَالِهِ فَمَا طَابَ ظَاهِرُهُ طَابَ بَاطِنُهُ وَمَا خَبُثَ ظَاهِرُهُ خَبُثَ بَاطِنُهُ وَقَدْ قَالَ الرَّسُوْلُ الصَّادِقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ۔ وَيُبْغِضُ عَمَلَهُ وَيُحِبُّ الْعَمَلَ وَيُبْغِضُ بَدَنَهُ وَاعْلَمْ اَنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ نَبَاتًا۔ وَكُلُّ نَبَاتٍ لَّا غِنٰى بِهٖ عَنِ الْمَاءِ وَالْمِيَاهُ مُخْتَلِفَةٌ۔ فَمَا طَابَ سَقْيُهُ طَابَ غَرْسُهُ وَحَلَّتْ ثَمَرَتُهُ۔ وَمَا خَبُثَ سَقْيُهُ خَبُثَ غَرْسُهُ وَاَمَرَّتْ ثَمَرَتُهُ۔

دل (کی آنکھوں) سے دیکھنے والے اور بصیرت کے ساتھ عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ وہ (پہلے) یہ جان لیتا ہے کہ یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہے یا نقصان رساں اگر مفید ہوتا ہے تو آگے بڑھتا ہے مضر ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اس لیے کہ بے جانے بوجھے ہوئے بڑھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی غلط راستے پر چل نکلے تو جتنا وہ اس راہ پر بڑھتا جائے گا اتنا ہی مقصد سے دور ہوتا جائے گا اور علم کی (روشنی میں) عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی روشن راہ پر چل رہا ہو۔ (تو اب دیکھنے والے کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ آگے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یا پیچھے کی طرف پلٹ رہا ہے تمھیں جاننا چاہیے کہ ہر ظاہر کا ویسا ہی باطن ہوتا ہے جس کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اس کا باطن بھی اچھا ہوتا ہے اور جس کا ظاہر برا ہوتا ہے۔ اس کا باطن بھی برا ہوتا ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا رسول صادق صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ ایک بندے کو (ایمان کی وجہ سے) دوست رکھتا ہے اور اس کے عمل کو برا سمجھتا ہے اور (کہیں) عمل کو دوست رکھتا ہے اور عمل کرنے والے کی ذات سے نفرت کرتا ہے۔ دیکھو ہر عمل ایک اگنے والا سبزہ ہے اور ہر سبزہ کے لیے پانی کا ہونا ضروری ہے اور پانی مختلف قسم کا ہوتا ہے جہاں پانی اچھا دیا جائے گا وہاں پر کھیتی بھی اچھی ہوگی اور اس کا پھل بھی میٹھا ہوگا اور جہاں پانی برا دیا جائے گا وہاں کھیتی بھی بری ہوگی اور پھل بھی کڑوا ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۳

يَذْكُرُ فِيهَا بَدِيعَ خِلْقَةِ الْخُفَّاشِ

اس میں چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر فرمایا ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي انْحَسَرَتِ الْاَوْصَافُ عَنْ كُنْهِ مَعْرِفَتِهٖ وَرَدَعَتْ عَظَمَتُهُ الْعُقُوْلَ فَلَمْ تَجِدْ مَسَاغًا اِلٰى بُلُوْغِ غَايَةِ مَلَكُوْتِهٖ۔ هُوَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ اَحَقُّ وَاَبْيَنُ مِمَّا تَرَى الْعُيُوْنُ لَمْ تَبْلُغْهُ الْعُقُوْلُ بِتَحْدِيْدٍ فَيَكُوْنَ مُشَبَّهًا۔ وَلَمْ تَقَعْ عَلَيْهِ الْاَوْهَامُ بِتَقْدِيْرٍ فَيَكُوْنَ مُمَثَّلًا۔ خَلَقَ الْخَلْقَ عَلٰى غَيْرِ تَمْثِيْلٍ وَلَا مَشُوْرَةِ مُشِيْرٍ وَّلَا مَعُوْنَةِ مُعِيْنٍ فَتَمَّ خَلْقُهٗ بِاَمْرِهٖ وَاَذْعَنَ لِطَاعَتِهٖ فَاَجَابَ وَلَمْ يُدَافِعْ وَانْقَادَ وَلَمْ يُنَازِعْ۔ وَمِنْ لَطَائِفِ صَنْعَتِهٖ وَعَجَائِبِ خِلْقَتِهٖ مَا اَرَانَا مِنْ غَوَامِضِ الْحِكْمَةِ فِيْ هٰذِهِ الْخَفَافِيْشِ الَّتِيْ يَقْبِضُهَا الضِّيَاءُ الْبَاسِطُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَّيَبْسُطُهَا الظَّلَامُ الْقَابِضُ لِكُلِّ حَيٍّ۔ وَكَيْفَ عَشِيَتْ اَعْيُنُهَا عَنْ اَنْ تَسْتَمِدَّ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيْئَةِ نُوْرًا تَهْتَدِيْ بِهٖ فِيْ مَذَاهِبِهَا وَتَصِلَ بِعَلَانِيَةِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی معرفت کی حقیقت ظاہر کرنے سے اوصاف عاجز ہیں اور اس کی عظمت و بلندی نے عقلوں کو روک دیا ہے جس سے وہ اس کی سرحد فرمانروائی تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں پاتیں وہ اللہ اقتدار کا مالک ہے اور (سراپا) حق اور حق کا اظہار کرنے والا ہے وہ ان چیزوں سے بھی زیادہ (اپنے مقام پر) ثابت و آشکارا ہے۔ کہ جنھیں آنکھیں دیکھتی ہیں عقلیں اس کی حد بندی کر کے اس تک نہیں پہنچ سکتیں کہ وہ دوسروں سے مشابہ ہو جائے اور نہ وہم اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی چیز کے مانند ہو جائے اس نے بغیر کسی نمونہ و مثال کے اور بغیر کسی مشیر کار کے مشورہ کے اور بغیر کسی معاون کی امداد کے مخلوقات کو پیدا کیا اپنے حکم سے مخلوق اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اس کی اطاعت کے لیے جھک گئی اور بلا توقف لبیک کہی اور بغیر کسی نزاع و مزاحمت کے اس کی مطیع ہو گئی۔ اس کی صنعت کی لطافتوں اور خلقت کی عجیب و غریب کارفرمائیوں میں کیا کیا گہری حکمتیں ہیں کہ جو اس نے ہمیں چمگادڑوں کے اندر دکھائی ہیں کہ جن کی آنکھوں کو دن کا اجالا سکیڑ دیتا ہے حالانکہ وہ تمام آنکھوں میں روشنی پھیلانے والا ہے اور اندھیرا ان کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے حالانکہ وہ ہر زندہ شے کی آنکھوں پر نقاب ڈالنے والا ہے، اور کیونکر چمکتے ہوئے سورج میں ان کی آنکھیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بُرْهَانِ الشَّمْسِ اِلٰى مَعَارِفِهَا۔ وَرَدَعَهَا
بِتَلَأْلُؤِ ضِيَآئِهَا عَنِ الْمُضِيِّ فِي سُجُحَاتِ
اِشْرَاقِهَا وَاَكَنَّهَا فِي مَكَامِنِهَا عَنِ
الذَّهَابِ فِي بَلَجِ ائْتِلَاقِهَا فَهِيَ
مُسْدِلَةُ الْجُفُوْنِ بِالنَّهَارِ عَلٰى
اَحْدَاقِهَا۔ وَجَاعِلَةُ اللَّيْلِ سِرَاجًا
تَسْتَدِلُّ بِهٖ فِي الْتِمَاسِ اَرْزَاقِهَا
فَلَا يَرُدُّ اَبْصَارَهَا اِسْدَافُ ظُلْمَتِهٖ
وَلَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْمُضِيِّ فِيْهِ لِغَسَقِ
دُجُنَّتِهٖ فَاِذَا اَلْقَتِ الشَّمْسُ قِنَاعَهَا
وَبَدَتْ اَوْضَاحُ نَهَارِهَا، وَدَخَلَ
مِنْ اِشْرَاقِ نُوْرِهَا عَلَى الضِّبَابِ
فِيْ وِجَارِهَا اَطْبَقَتِ الْاَجْفَانَ عَلٰى
مَاقِيْهَا وَتَبَلَّغَتْ بِمَا اكْتَسَبَتْهُ مِنَ الْمَعَاشِ فِي
ظُلَفِ لَيَالِيْهَا، فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ
اللَّيْلَ لَهَا نَهَارًا وَّمَعَاشًا وَالنَّهَارَ
سَكَنًا وَّقَرَارًا۔ وَّجَعَلَ لَهَا اَجْنِحَةً
مِنْ لُحُمِهَا تَعْرُجُ بِهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ
اِلَى الطَّيَرَانِ كَاَنَّهَا شَظَايَا الْاَذَانِ
غَيْرُ ذَوَاتِ رِيْشٍ وَلَا قَصَبٍ اِلَّا اَنَّكَ
تَرٰى مَوَاضِعَ الْعُرُوْقِ بَيِّنَةً اَعْلَامًا۔
لَهَا جَنَاحَانِ لَمَّا يَرِقَّا فَيَنْشَقَّا۔ وَلَمْ
يَغْلُظَا فَيَثْقُلَا تَطِيْرُ وَلَدُهَا لَاصِقٌ

چوندھیا جاتی ہیں کہ وہ اس کی نور پاش شعاعوں سے مدد
لے کر اپنے راستوں پر آجا سکیں اور نور آفتاب کے پھیلاؤ
میں اپنی جانی پہچانی ہوئی چیزوں تک پہنچ سکیں۔ اس نے تو
اپنی ضوپاشیوں کی تابش سے انھیں نور کی تجلیوں میں
بڑھنے سے روک دیا ہے اور ان کے پوشیدہ ٹھکانوں میں انھیں
چھپا دیا ہے کہ وہ اس کی روشنی کے اجالوں میں آسکیں دن
کے وقت تو وہ اس طرح ہوتی ہیں کہ ان کی پلکیں جھک کر
آنکھوں پر لگ آتی ہیں اور تاریکی شب کو اپنا چراغ بنا کر
رزق کے ڈھونڈھنے میں اس سے مدد لیتی ہیں۔ رات کی تاریکیاں
ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے نہیں روکتیں اور نہ اس کی گھٹا
ٹوپ اندھیاریاں راہ پیمائیوں سے باز رکھتی ہیں مگر جب
آفتاب اپنے چہرے سے نقاب ہٹاتا ہے اور دن کے اجالے
ابھر آتے ہیں اور سورج کی کرنیں سوسمار کے سوراخ کے اندر
تک پہنچ جاتی ہیں۔ تو وہ اپنی پلکوں کو آنکھوں پر جھکا لیتی
ہیں اور رات کی تیرگیوں میں جو معاش حاصل کی ہے
اسی پر اپنا وقت پورا کر لیتی ہیں سبحان اللہ کہ جس نے
رات ان کے کسب معاش کے لیے بنایا ہے اور دن آرام
وسکون کے لیے اور ان کے گوشت ہی سے ان کے پر بنائے
ہیں اور جب اڑنے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہی پروں سے
اونچی ہوتی ہیں گویا کہ وہ کانوں کی لویں ہیں کہ نہ ان میں پر و بال
ہیں اور نہ کریاں، مگر تم ان کی رگوں کی جگہ کو دیکھو گے کہ اس کے
نشان ظاہر ہیں اور اس میں دو پر لگے ہوئے ہیں کہ جو نہ اتنے
باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے موٹے ہیں کہ بوجھل ہو جائیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِهَا لَا جِئٌ إِلَيْهَا يَقَعُ إِذَا وَقَعَتْ. وَ
يَرْتَفِعُ إِذَا ارْتَفَعَتْ لَا يُقَارِفُهَا حَتّٰى
تَشْتَدَّ أَرْكَانُهُ وَيَحْمِلَهُ لِلنُّهُوْضِ
جَنَاحُهُ وَيَعْرِفَ مَذَاهِبَ عَيْشِهِ
وَمَصَالِحَ نَفْسِهِ فَسُبْحَانَ الْبَارِئِ
لِكُلِّ شَيْءٍ عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ
غَيْرِهِ۔

وکہ اڑا نہ جا سکے) وہ اڑتی ہیں تو بچے ان سے چمٹے رہتے ہیں اور ان کی پناہ میں ہوتے ہیں جب وہ نیچے کی طرف جھکتی ہیں تو بچے بھی جھک پڑتے ہیں اور جب وہ اونچی ہوتی ہیں تو بچے بھی اونچے ہو جاتے ہیں اور اس وقت تک الگ نہیں ہوتے جب تک ان کے اعضاء میں مضبوطی نہ آجائے اور بلند ہونے کیلئے ان کے پر (ان کا بوجھ) اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں، وہ اپنی زندگی کی راہوں اور اپنی مصلحتوں کو پہچان لیتے ہیں۔ پاک ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر کسی نمونہ کے کہ جو اس سے پہلے کسی نے بنایا ہو ان تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۴

خَاطَبَ بِهِ أَهْلَ الْبَصْرَةِ عَلٰى جِهَةِ
اقْتِصَاصِ الْمَلَاحِمِ۔

اس میں اہل بصرہ کو مخاطب کرتے ہوئے انھیں فتنوں سے آگاہ کیا ہے:۔

فَمَنِ اسْتَطَاعَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنْ
يَعْتَقِدَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَلْيَفْعَلْ. فَإِنْ أَطَعْتُمُونِي فَإِنِّي
حَامِلُكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى سَبِيلِ
الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ ذَا مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ
وَمَذَاقَةٍ مَرِيرَةٍ. وَأَمَّا فُلَانَةُ فَأَدْرَكَهَا
رَأْيُ النِّسَاءِ، وَضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا
كَمِرْجَلِ الْقَيْنِ وَلَوْ دُعِيَتْ لِتَنَالَ
مِنْ غَيْرِي مَا أَتَتْ إِلَيَّ لَمْ تَفْعَلْ وَ

جو شخص ان (فتنہ انگیزیوں) کے وقت اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت پر ٹھہرائے رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں انشاء اللہ تمھیں جنت کی راہ پر لگا دوں گا۔ اگرچہ وہ راستہ کٹھن دشواریوں اور تلخ مزوں کو لیے ہوئے ہے (رہیں فلاں تو ان میں عورتوں والی کم عقلی آگئی ہے اور لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کینہ و عناد ان کے سینہ میں جوش مار رہا ہے اور جو سلوک مجھ سے کر رہی ہیں اگر میرے سوا کسی دوسرے سے ویسے سلوک کو ان سے کہا جاتا تو وہ نہ کرتیں ان سب چیزوں کے بعد بھی ہمیں ان کی سابقہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولٰى وَالْحِسَابُ
عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى
(مِنْهُ) سَبِيْلُ أَبْلَجُ الْمِنْهَاجِ أَنْوَرُ
السِّرَاجِ۔ فَبِالْإِيْمَانِ يُسْتَدَلُّ
عَلَى الصَّالِحَاتِ۔ وَبِالصَّالِحَاتِ
يُسْتَدَلُّ عَلَى الْإِيْمَانِ۔ وَبِالْإِيْمَانِ
يُعْمَرُ الْعِلْمُ۔ وَبِالْعِلْمِ يُرْهَبُ
الْمَوْتُ وَبِالْمَوْتِ تُخْتَمُ الدُّنْيَا۔
وَبِالدُّنْيَا تُحْرَزُ الْآخِرَةُ۔ وَإِنَّ
الْخَلْقَ لَا مَقْصَرَ لَهُمْ عَنِ الْقِيَامَةِ
مُرْقِلِيْنَ فِيْ مِضْمَارِهَا إِلَى الْغَايَةِ
الْقُصْوٰى۔ (مِنْهُ) قَدْ شَخَصُوْا مِنْ
مُسْتَقَرِّ الْأَجْدَاثِ وَصَارُوْا إِلَى
مَصَائِرِ الْغَايَاتِ لِكُلِّ دَارٍ أَهْلُهَا۔
لَا يَسْتَبْدِلُوْنَ بِهَا وَلَا يُنْقَلُوْنَ عَنْهَا
وَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ
عَنِ الْمُنْكَرِ لَخُلُقَانِ مِنْ خُلُقِ اللّٰهِ
سُبْحَانَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ
وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ وَعَلَيْكُمْ
بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ الْحَبْلُ الْمَتِيْنُ
وَالنُّوْرُ الْمُبِيْنُ وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ
وَالرِّيُّ النَّاقِعُ وَالْعِصْمَةُ لِلْمُتَمَسِّكِ
وَالنَّجَاةُ لِلْمُتَعَلِّقِ۔ لَا يَعْوَجُّ فَيُقَامَ

حرمت کا لحاظ ہے ان کا حساب و کتاب اللہ کے ذمہ ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے:۔ ایمان کی راہ سب راہوں سے واضح اور سب چراغوں سے زیادہ نورانی ہے ایمان سے نیکیوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور نیکیوں سے ایمان پر دلیل لائی جاتی ہے، ایمان سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم کی بدولت موت سے ڈرا جاتا ہے اور موت سے دنیا کے سارے جھنجھٹ ختم ہو جاتے ہیں، اور دنیا سے آخرت حاصل کی جاتی ہے مخلوقات کے لیے قیامت سے ادھر کوئی منزل نہیں وہ اسی کے میدان میں انتہا کی حد تک پہنچنے کے لیے دوڑ لگانے والی ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے، وہ اپنی قبروں کے ٹھکانوں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخرت کے ٹھکانوں کی طرف پلٹ پڑے ہر گھر کے لیے اس کے اہل ہیں کہ نہ وہ اسے تبدیل کر سکیں گے اور نہ اس سے منتقل ہو سکیں گے نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ایسے دو کام ہیں جو اخلاق خداوندی میں سے ہیں۔ نہ ان کی وجہ سے موت قبل از وقت آسکتی ہے اور نہ جو رزق مقرر ہے اس میں کوئی کمی ہو سکتی ہے تمہیں کتاب خدا پر عمل کرنا چاہیے اس لیے کہ وہ ایک مضبوط رسی روشن و واضح نور۔ نفع بخش شفا، پیاس بجھانے والی سیرابی تمسک کرنے والے کے لیے سامان حفاظت و وابستہ رہنے والے کے لیے نجات ہے اس میں کجی نہیں آتی کہ اسے سیدھا کیا جائے، نہ حق سے الگ ہوتی ہے کہ اس کا رخ موڑا جائے۔ کثرت سے دہرایا جانا اور بار بار کانوں میں پڑنا اسے پرانا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يَزِيغُ فَيُسْتَعْتَبَ۔ وَلَا تُخْلِقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ وَوُلُوجُ السَّمْعِ مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ سَبَقَ۔

(وَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبِرْنَا عَنِ الْفِتْنَةِ وَهَلْ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَنْهَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)

لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ قَوْلَهُ (الٓمٓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ) عَلِمْتُ أَنَّ الْفِتْنَةَ لَا تَنْزِلُ بِنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْفِتْنَةُ الَّتِي أَخْبَرَكَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهَا فَقَالَ: يَا عَلِيُّ إِنَّ أُمَّتِي سَيُفْتَنُونَ مِنْ بَعْدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَلَيْسَ قَدْ قُلْتَ لِي يَوْمَ أُحُدٍ حَيْثُ اسْتُشْهِدَ مَنِ اسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَحِيزَتْ عَنِّي الشَّهَادَةُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتَ لِي: أَبْشِرْ فَإِنَّ الشَّهَادَةَ مِنْ وَرَائِكَ. فَقَالَ لِي: إِنَّ ذٰلِكَ لَكَذٰلِكَ فَكَيْفَ صَبْرُكَ إِذًا" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

نہیں کرتا جو اس کے مطابق کہے وہ سچا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ سبقت لے جانے والا ہے۔

(اسی اثنا میں) ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ ہمیں فتنہ کے بارے میں کچھ بتائیے اور کیا آپ نے اس کے متعلق رسول اللہ سے دریافت کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کے اتنا کہہ دینے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں انھیں چھوڑ دیا جائے گا اور وہ فتنوں سے دوچار نہیں ہوں گے، تو میں سمجھ گیا کہ فتنہ ہم پر تو نہیں آئے گا۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے کہا! یا رسول اللہ! یہ فتنہ کیا ہے کہ جس کی اللہ نے آپ کو خبر دی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اے علی! میرے بعد میری امت جلدی فتنوں میں پڑ جائے گی۔ تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! اُحد کے دن جب شہید ہونے والے مسلمان شہید ہو چکے تھے اور شہادت مجھ سے روک لی گئی اور یہ مجھ پر گراں گزرا تھا تو آپ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ تمھیں بشارت ہو کہ شہادت تمھیں پیش آنے والی ہے اور یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ یونہی ہو کر رہے گا (یہ کہو) کہ اس وقت تمھارے صبر کی کیا حالت ہوگی تو میں نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ یہ صبر کا کوئی موقع نہیں ہے، یہ تو میرے لیے مژدہ اور شکر کا مقام ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ یا علی حقیقت یہ ہے کہ لوگ میرے بعد مال و دولت کی وجہ سے فتنوں میں پڑ جائیں گے اور دین اختیار کر لینے سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَيْسَ هٰذَا مِنْ مَوَاطِنِ الصَّبْرِ، وَلٰكِنْ مِنْ مَوَاطِنِ الْبُشْرٰى، وَالشُّكْرِ، وَقَالَ يَا عَلِيُّ اِنَّ الْقَوْمَ سَيُفْتَنُوْنَ بَعْدِيْ بِاَمْوَالِهِمْ وَيَمُنُّوْنَ بِدِيْنِهِمْ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَتَمَنَّوْنَ رَحْمَتَهٗ، وَيَاْمَنُوْنَ سَطْوَتَهٗ، وَيَسْتَحِلُّوْنَ حَرَامَهٗ بِالشُّبُهَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْاَهْوَآءِ السَّاهِيَةِ۔ فَيَسْتَحِلُّوْنَ الْخَمْرَ بِالنَّبِيْذِ، وَالسُّحْتَ بِالْهَدِيَّةِ وَالرِّبَا بِالْبَيْعِ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَيِّ الْمَنَازِلِ اُنْزِلُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ؟ اَبِمَنْزِلَةِ رِدَّةٍ اَمْ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ؟ فَقَالَ:۔ بِمَنْزِلَةِ فِتْنَةٍ۔"

اللہ پر احسان جتائیں گے۔ اس کی رحمت کی آرزو ئیں تو کریں گے لیکن اس کے قہر و غلبہ (کی گرفت) سے بے خوف ہو جائیں گے کہ جھوٹ موٹ کے شبہوں اور غافل کر دینے والی خواہشوں کی وجہ سے حلال کو حرام کر لیں گے، شراب کو انگور و خرما کا پانی کہہ کر اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر اور سود کو خرید و فروخت قرار دے کر جائز سمجھ لیں گے (پھر) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں انھیں اسی موقعہ پر کس مرتبہ پر سمجھوں اس مرتبہ پر کہ وہ مرتد ہو گئے ہیں یا اس مرتبہ پر کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ فتنہ کے مرتبہ پر

لہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عائشہ کا رویہ امیر المومنین سے ہمیشہ معاندانہ رہا اور اکثر ان کے دل کی کدورت ان کے چہرے پر کھل جاتی اور طرزِ عمل سے نفرت و بیزاری جھلک اٹھتی تھی، یہاں تک کہ اگر کسی واقعہ کے سلسلہ میں حضرت کا نام آجاتا تو ان کی پیشانی پر بل پڑ جاتا تھا اور اس کا زبان پر لانا بھی گوارا نہ کرتی تھیں چنانچہ عبید اللہ ابن عبد اللہ نے حضرت عائشہ کی اس روایت کا کہ پیغمبر حالت مرض میں فضل ابن عباس اور ایک دوسرے شخص کا سہارا لے کر ان کے ہاں چلے آئے حضرت عبد اللہ ابن عباس سے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا:۔

هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ قُلْتُ لَا قَالَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَلٰكِنَّهَا كَانَتْ لَا تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ تَذْكُرَهٗ

کیا تمھیں معلوم ہے کہ وہ دوسرا شخص کون تھا اس نے کہا کہ نہیں کہا کہ وہ علی ابن ابی طالب تھے مگر حضرت عائشہ کے بس کی یہ بات نہ تھی کہ وہ علی کا کسی اچھائی کے ساتھ ذکر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِخَیْرٍ (تاریخ طبری ج ۵۳ ص ۴۳۳) کرتیں۔

اس نفرت و عناد کا ایک سبب حضرت فاطمہ زہراؑ کا وجود تھا کہ جن کی ہمہ گیر عظمت و توقیر ان کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی اور سوتاپے کی جلن یہ گوارا نہ کر سکتی تھی کہ پیغمبر سوت کی دختر کو اس طرح چاہیں کہ اسے دیکھتے ہی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اپنی مسند پر جگہ دیں اور سیدہ نساء العالمین کہہ کر دنیا جہان کی عورتوں پر اس کی فوقیت ظاہر کریں اور اس کی اولاد کو اس حد تک دوست رکھیں کہ انھیں اپنا فرزند کہہ کر پکاریں۔ یہ تمام چیزیں ان پر شاق گزرنے والی تھیں اور فطری طور پر ان کے جذبات اس موقع پر یہی ہوں گے کہ اگر خود ان کے بطن سے اولاد ہوتی تو وہ پیغمبر کے بیٹے کہلاتے اور بجائے حسنؑ و حسینؑ کے وہ ان کی محبت کا مرکز بنتے مگر ان کی گود اولاد سے ہمیشہ خالی ہی رہی اور ماں بننے کی آرزو کو اپنے بھانجے کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ کر پورا کر لیا۔ غرض یہ سب چیزیں ایسی تھیں جنھوں نے ان کے دل میں نفرت کا جذبہ پیدا کر دیا جس کے تقاضے سے مجبور ہو کر جناب سیّدہ کے خلاف شکوہ و شکایت کرتی رہتی تھیں مگر پیغمبر کی توجہات ان سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اس رنجش و کشیدگی کا تذکرہ حضرت ابوبکر کے کانوں میں بھی برابر پہنچتا رہتا تھا جس سے وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے تھے مگر ان کے کیے بھی کچھ نہ ہو سکتا تھا سوا اس کے کہ ان کی زبانی ہمدردیاں اپنی بیٹی کے ساتھ ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ پیغمبر اکرم نے دنیا سے رحلت فرمائی اور حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آ گئی۔ اب موقع تھا کہ وہ جس طرح چاہتے انتقام لیتے اور جو تشدد چاہتے روا رکھتے چنانچہ پہلا قدم یہ اٹھایا کہ جناب سیّدہ کو محروم الارث قرار دینے کے لیے پیغمبروں کے ورثہ کی نفی کر دی کہ نہ وہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ان کا کوئی وارث ہوتا ہے بلکہ ان کا ترکہ حکومت کی ملکیّت ہوتا ہے جس سے سیّدہ اس حد تک متاثر ہوئیں کہ ان سے ترک کلام کر دیا اور انہی تاثرات کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ حضرت عائشہ نے اس موقع پر بھی اپنی روش نہ بدلی اور یہ تک گوارا نہ کیا کہ ان کے انتقال پر ملال پر افسوس کا اظہار کرتیں۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ:۔

ثُمَّ مَاتَتْ فَاطِمَةُ فَجَاءَ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كُلُّهُنَّ اِلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ فِي الْعَزَاءِ اِلَّا عَائِشَةُ فَاِنَّهَا لَمْ تَاتِ وَاَظْهَرَتْ مَرَضًا وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْهَا كَلَامٌ يَدُلُّ عَلَى السُّرُوْرِ (شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۴۵۹)

جب حضرت فاطمہ نے رحلت فرمائی تو تمام ازواج پیغمبر بنی ہاشم کے ہاں تعزیت کے لیے پہنچ گئیں سوا عائشہ کے وہ نہ آئیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مریض ہیں اور حضرت علیؑ تک ان کی طرف سے ایسے الفاظ پہنچے جن سے ان کی مسرّت و شادمانی کا پتہ چلتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جب جناب سیدہ سے اس حد تک عناد تھا تو جن سے ان کا دامن وابستہ ہوگا وہ کس طرح ان کی دشمنی و عناد سے بچ سکتا تھا جبکہ ایسے واقعات بھی رونما ہوتے رہے ہوں کہ جو اس مخالفت کو ہوا دیتے اور ان کے جذبۂ نفرت کو ابھارتے ہوں جیسے واقعہ افک کے سلسلہ میں امیر المومنین کا پیغمبر سے یہ کہنا کہ اِنْ ہِیَ اِلَّا شِسْعُ نَعْلِکَ "یہ تو آپ کی جوتی کا تسمہ ہے" اسے چھوڑیئے اور طلاق دے کر الگ کیجئے۔ جب حضرت عائشہ نے یہ سنا ہوگا تو یقیناً بے قراری کے بستر پر کروٹیں بدلی ہوں گی اور حضرت کے خلاف جذبۂ نفرت انتہائی شدت سے ابھرا ہوگا، پھر ایسے واقعات بھی پیش آتے رہے کہ ان کے والد حضرت ابوبکر کے مقابلہ میں حضرت کو امتیاز دیا گیا اور ان کے مدارج کو بلند اور نمایاں کر کے دکھایا گیا جیسے تبلیغ سورۂ برات کے سلسلہ میں پیغمبرؐ کا انھیں معزول کر کے واپس پلٹا لینا اور یہ خدمت حضرت علی کے سپرد کرنا اور یہ فرمانا کہ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اُبَلِّغَہٗ اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خود اسے پہنچاؤں یا وہ شخص جو میرے اہلبیت میں سے ہو اسی طرح مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے کہ جن میں حضرت ابوبکر کے گھر کا بھی دروازہ تھا چنوا دیئے اور صرف امیر المومنین کے گھر کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔

حضرت عائشہ اپنے باپ کے مقابلہ میں حضرت کا تفوق گوارا نہ کر سکتی تھیں اور جب کوئی امتیازی صورت پیدا ہوتی تھی تو اسے مٹانے کے لیے کوشش اٹھا نہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ جب پیغمبر نے آخر وقت میں حضرت اسامہ کے ہمراہ لشکر روانہ کیا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو بھی ان کی زیر امارت جانے کا حکم دیا تو ازواج پیغمبر کے ذریعہ انھیں یہ پیغام ملتا ہے کہ پیغمبر کی حالت نازک ہے لشکر کو آگے بڑھنے کے بجائے پلٹ آنا چاہیئے چونکہ ان کی دور رس نظروں نے یہ بھانپ لیا تھا کہ مدینہ کو مہاجرین و انصار سے خالی کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ رحلت نبی کے بعد امیر المومنین سے کوئی مزاحم نہ ہو اور کسی شورش انگیزی کے بغیر آپ منصب خلافت پر فائز ہو جائیں چنانچہ لشکر اسامہ اس پیغام پر پلٹ آیا۔ جب پیغمبر نے یہ دیکھا تو اسامہ کو پھر لشکر لے جانے کی تاکید فرمائی اور یہ تک فرمایا کہ لَعَنَ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَخَلَّفَ عَنْ جَیْشِ اُسَامَۃَ "جو شخص لشکر اسامہ سے تخلف کرے اس پر خدا کی لعنت ہو" جس پر وہ پھر روانہ ہوئے مگر پھر انھیں واپس بلایا جاتا ہے یہاں تک کہ پیغمبر کے مرض نے شدت اختیار کر لی اور لشکر کو روانہ نہ ہونا تھا نہ ہوا اس کارروائی کے بعد بلال کے ذریعہ حضرت ابوبکر کو یہ کہلوایا جاتا ہے کہ وہ امامت نماز کے فرائض سرانجام دیں تاکہ ان کی خلافت کے لیے راستہ ہموار ہو جائے چنانچہ اسی کے پیش نظر انھیں خلیفہ رسول اللہ علی الصلوٰۃ کہہ کر خلیفہ علی الاطلاق مان لیا گیا اور پھر ایسا طریقہ اختیار کیا گیا کہ کسی طرح خلافت امیر المومنین تک نہ پہنچ سکے لیکن دور ثالث کے بعد حالات نے اس طرح کروٹ لی کہ لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے مجبور ہو گئے۔ حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عائشہ اس موقع پر مکہ میں تشریف فرما تھیں انھیں جب حضرت کی بیعت کا علم ہوا تو ان کی آنکھوں سے شرارے برسنے لگے، غیظ و غضب نے مزاج میں برہمی پیدا کر دی اور نفرت نے ایسی شدت اختیار کر لی کہ جس خون کے بہانے کا فتویٰ دے چکی تھیں اسی کے قصاص کا سہارا لے کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور کھلم کھلا اعلان جنگ کر دیا جس کے نتیجہ میں ایسا کشت و خون ہوا کہ بصرہ کی سرزمین کشتوں کے خون سے رنگین ہو گئی اور افتراق انگیزی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل گیا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۵

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْحَمْدَ مِفْتَاحًا لِذِکْرِهٖ۔ وَسَبَبًا لِلْمَزِیْدِ مِنْ فَضْلِهٖ وَدَلِیْلًا عَلٰی آلَائِهٖ وَعَظَمَتِهٖ عِبَادَ اللّٰهِ اِنَّ الدَّهْرَ یَجْرِیْ بِالْبَاقِیْنَ کَجَرْیِهٖ بِالْمَاضِیْنَ لَا یَعُوْدُ مَا قَدْ وَلّٰی مِنْهُ، وَلَا یَبْقٰی سَرْمَدًا مَا فِیْهِ۔ آخِرُ فِعَالِهٖ کَاَوَّلِهٖ مُتَسَابِقَةٌ اُمُوْرُهٗ مُتَظَاهِرَةٌ اَعْلَامُهٗ فَکَاَنَّکُمْ بِالسَّاعَةِ تَحْدُوْکُمْ حَدْوَ الزَّاجِرِ بِشَوْلِهٖ فَمَنْ شَغَلَ نَفْسَهٗ بِغَیْرِ نَفْسِهٖ تَحَیَّرَ فِی الظُّلُمَاتِ۔ وَارْتَبَکَ فِی الْهَلَکَاتِ وَمَدَّتْ بِهٖ شَیَاطِیْنُهٗ فِیْ طُغْیَانِهٖ، وَزَیَّنَتْ لَهٗ سَیِّئَ اَعْمَالِهٖ۔ فَالْجَنَّةُ غَایَةُ السَّابِقِیْنَ وَالنَّارُ غَایَةُ الْمُفْرِطِیْنَ اِعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ التَّقْوٰی دَارُ حِصْنٍ عَزِیْزٍ وَالْفُجُوْرَ دَارُ حِصْنٍ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے حمد کو اپنے ذکر کا افتتاحیہ، اپنے فضل و احسان کے بڑھانے کا ذریعہ اور اپنی نعمتوں اور عظمتوں کا دلیل راہ قرار دیا ہے۔ اے اللہ کے بندو! باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ بھی زمانہ کی وہی روش رہے گی جو گذر جانے والے کے ساتھ تھی۔ جتنا زمانہ گذر چکا ہے وہ پلٹ کر نہیں آئے گا اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ہمیشہ رہنے والا نہیں آخر میں بھی اس کی کارگزاریاں وہی ہوں گی جو پہلے رہ چکی ہیں اس کی مصیبتیں ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہتی ہیں اور اس کے جھنڈے ایک دوسرے کے عقب میں ہیں، گویا تم قیامت کے دامن سے وابستہ ہو کہ وہ تمہیں ڈھکیل کر اس طرح لیے جا رہی ہے جس طرح للکارنے والا اپنی اونٹنیوں کو جو شخص اپنے نفس کو سنوارنے کے بجائے اور چیزوں میں پڑ جاتا ہے وہ تیرگیوں میں سرگرداں اور ہلاکتوں میں پھنسا رہتا ہے اور شیاطین اسے سرکشیوں میں کھینچ کر لے جاتے ہیں اور اس کی بداعمالیوں کو اس کے سامنے سجا دیتے ہیں۔ آگے بڑھنے والوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دَلِيلٌ لَا يَمْنَعُ أَهْلَهُ وَلَا يَحْرِزُ مَنْ لَجَأَ إِلَيْهِ۔ أَلَا وَبِالتَّقْوَى تُقْطَعُ حُمَةُ الْخَطَايَا۔ وَبِالْيَقِينِ تُدْرَكُ الْغَايَةُ الْقُصْوَى۔

عِبَادَ اللّٰهِ! اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي أَعَزِّ الْأَنْفُسِ عَلَيْكُمْ وَأَحَبِّهَا إِلَيْكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْضَحَ لَكُمْ سَبِيلَ الْحَقِّ وَأَنَارَ طُرُقَهُ، فَشِقْوَةٌ لَازِمَةٌ أَوْ سَعَادَةٌ دَائِمَةٌ فَتَزَوَّدُوا فِي أَيَّامِ الْفَنَاءِ لِأَيَّامِ الْبَقَاءِ فَقَدْ دُلِلْتُمْ عَلَى الزَّادِ وَأُمِرْتُمْ بِالظَّعْنِ وَحُثِثْتُمْ عَلَى الْمَسِيرِ فَإِنَّمَا أَنْتُمْ كَرَكْبٍ وُقُوفٍ لَا تَدْرُونَ مَتَى يُؤْمَرُونَ بِالْمَسِيرِ أَلَا فَمَا يَصْنَعُ بِالدُّنْيَا مَنْ خُلِقَ لِلْآخِرَةِ وَمَا يَصْنَعُ بِالْمَالِ مَنْ عَمَّا قَلِيلٍ يُسْلَبُهُ وَتَبْقَى عَلَيْهِ تَبِعَتُهُ وَحِسَابُهُ۔

عِبَادَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِمَا وَعَدَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ مَتْرُكٌ، وَلَا فِيمَا نَهَى عَنْهُ مِنَ الشَّرِّ مَرْغَبٌ۔ عِبَادَ اللّٰهِ، أَحْذَرُوا يَوْمًا تُفْحَصُ فِيهِ الْأَعْمَالُ وَيَكْثُرُ فِيهِ الزِّلْزَالُ وَتَشِيبُ فِيهِ الْأَطْفَالُ۔

آخری منزل جنّت ہے اور عمداً کوتاہیاں کرنے والوں کی حد جہنم ہے۔

اللہ کے بندو! یاد رکھو کہ تقویٰ ایک مضبوط قلعہ ہے اور فسق و فجور ایک کمزور سی چار دیواری ہے کہ جو نہ اپنے رہنے والوں سے تباہیوں کو روک سکتی ہے اور نہ ان کی حفاظت کر سکتی ہے دیکھو تقویٰ ہی وہ چیز ہے کہ جس سے گناہوں کا ڈنک کاٹا جاتا ہے اور یقین ہی سے منتہائے مقصد کی کامرانیاں حاصل ہوتی ہیں۔

اے اللہ کے بندو! اپنے نفس کے بارے میں کہ جو تمھیں تمام نفسوں سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اللہ سے ڈرو! اس نے تو تمھارے لیے حق کا راستہ کھول دیا ہے اور اس کی راہیں اجاگر کر دی ہیں اب یا تو اٹ بدبختی ہو گی یا دائمی خوش بختی و سعادت، دار فانی سے عالم باقی کے لیے توشہ مہیا کر لو۔ تمھیں زاد راہ کا پتہ دیا جا چکا ہے اور کوچ کا حکم مل چکا ہے اور چل چلاؤ کے لیے جلدی مچائی جا رہی ہے تم ٹھہرے ہوئے سواروں کے مانند ہو کہ تمھیں یہ پتہ نہیں کہ کب روانگی کا حکم دیا جائے گا۔ بھلا وہ دنیا کو لے کر کیا کرے گا جو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہو۔ اور اس مال کا کیا کرے گا جو عنقریب اس سے چھن جانے والا ہے اور اس کا مظلمہ و حساب اس کے ذمہ رہنے والا ہے۔

اللہ کے بندو! خدا نے جس بھلائی کا وعدہ کیا ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور جس برائی سے روکا ہے اس کی خواہش نہیں کی جا سکتی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اِعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اَنَّ عَلَیْکُمْ رَصَدًا مِنْ اَنْفُسِکُمْ۔ وَعُیُوْنًا مِنْ جَوَارِحِکُمْ وَحُفَّاظَ صِدْقٍ یَحْفَظُوْنَ اَعْمَالَکُمْ وَعَدَدَ اَنْفَاسِکُمْ لَا تَسْتُرُکُمْ مِنْهُمْ ظُلْمَةُ لَیْلٍ دَاجٍ وَّلَا یُکِنُّکُمْ مِنْهُمْ بَابٌ ذُوْ رِتَاجٍ وَاِنَّ غَدًا مِنَ الْیَوْمِ قَرِیْبٌ۔

یَذْهَبُ الْیَوْمُ بِمَا فِیْهِ، وَیَجِیْءُ الْغَدُ لَاحِقًا بِهٖ۔ فَکَاَنَّ کُلَّ امْرِئٍ مِنْکُمْ قَدْ بَلَغَ مِنَ الْاَرْضِ مَنْزِلَ وَحْدَتِهٖ وَمَخَطَّ حُفْرَتِهٖ۔ فَیَا لَهٗ مِنْ بَیْتِ وَحْدَةٍ، وَمَنْزِلِ وَحْشَةٍ وَّمُعَرَّدِ غُرْبَةٍ وَکَاَنَّ الصَّیْحَةَ قَدْ اَتَتْکُمُ وَالسَّاعَةَ قَدْ غَشِیَتْکُمْ وَبَرَزْتُمْ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ قَدْ زَاحَتْ عَنْکُمُ الْاَبَاطِیْلُ۔ وَاضْمَحَلَّتْ عَنْکُمُ الْعِلَلُ۔ وَاسْتَحَقَّتْ بِکُمُ الْحَقَائِقُ وَصَدَرَتْ بِکُمُ الْاُمُوْرُ مَصَادِرَهَا فَاتَّعِظُوْا بِالْعِبَرِ، وَاعْتَبِرُوْا بِالْغِیَرِ وَانْتَفِعُوْا بِالنُّذُرِ۔

اللہ کے بندو! اس دن سے ڈرو کہ جس میں عملوں کی جانچ پڑتال اور زلزلوں کی بہتات ہوگی اور بچے تک اس میں بوڑھے ہو جائیں گے۔

اے اللہ کے بندو! یقین رکھو کہ خود تمہارا ضمیر تمہارا نگہبان اور خود تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے نگراں ہیں اور تمہارے عملوں اور سانسوں کی گنتی کو صحیح صحیح یاد رکھنے والے (کراماً کاتبین) ہیں ان سے نہ اندھیری رات کی اندھیاریاں چھپا سکتی ہیں اور نہ بند دروازے تمہیں اوجھل رکھ سکتے ہیں۔ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے۔

"آج کا دن" اپنا سب کچھ لے کر چلا جائے گا اور "کل" اس کے عقب میں آیا ہی چاہتا ہے۔ گویا تم میں سے ہر شخص زمین کے اس حصہ پر کہ جہاں تنہائی کی منزل اور گڑھے کا نشان (قبر) ہے پہنچ چکا ہے اس تنہائی کے گھر، وحشت کی منزل اور مسافرت کے عالم تنہائی (کی ہولناکیوں) کا کیا حال بیان کیا جائے۔ گویا کہ صور کی آواز تم تک پہنچ چکی ہے اور قیامت تم پر چھا گئی ہے اور آخری فیصلہ سننے کے لیے تم (قبروں سے) نکل آئے ہو باطل کے پردے تمہاری آنکھوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں اور تمہارے حیلے بہانے دب چکے ہیں اور حقیقتیں تمہارے لیے ثابت ہو گئی ہیں اور تمام چیزیں اپنے اپنے مقام کی طرف پلٹ پڑی ہیں عبرتوں سے پند و نصیحت اور زمانہ کے الٹ پھیر سے عبرت حاصل کرو۔ اور ڈرانے والی چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۶

اَرْسَلَهٗ عَلٰى حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ
الرُّسُلِ وَطُوْلِ هَجْعَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ
وَانْتِقَاضٍ مِّنَ الْمُبْرَمِ۔ فَجَآءَهُمْ
بِتَصْدِيْقِ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
النُّوْرِ الْمُقْتَدٰى بِهٖ ذٰلِكَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَنْطِقُوْهُ وَلَنْ يَّنْطِقَ وَلٰكِنْ
اُخْبِرُكُمْ عَنْهُ، اَلَآ اِنَّ فِيْهِ عِلْمَ
مَا يَاْتِيْ۔ وَالْحَدِيْثَ عَنِ الْمَاضِيْ
وَدَوَآءَ دَآئِكُمْ وَنَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ

(منها) فَعِنْدَ ذٰلِكَ لَا يَبْقٰى
بَيْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا وَاَدْخَلَ
الظُّلْمَةُ تَرَحَةً۔ وَاَوْلَجُوْا فِيْهِ
نِقْمَةً فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَبْقٰى لَكُمْ فِي السَّمَآءِ
عَاذِرٌ وَّلَا فِي الْاَرْضِ نَاصِرٌ۔ اَصْفَيْتُمْ
بِالْاَمْرِ غَيْرَ اَهْلِهٖ۔ وَاَوْرَدْتُمُوْهُ
غَيْرَ مَوْرِدِهٖ۔ وَسَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ
مِمَّنْ ظَلَمَ مَاْكَلًا بِمَاْكَلٍ وَّمَشْرَبًا
بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ الْعَلْقَمِ
وَمَشَارِبِ الصَّبِرِ وَالْمَقِرِ۔ وَ
لِبَاسِ شِعَارِ الْخَوْفِ۔ وَدِثَارِ
السَّيْفِ۔ وَاِنَّمَا هُمْ مَطَايَا

(اللہ نے) آپ کو اس وقت رسول بنا کر بھیجا جبکہ رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور اُمتیں مدّت سے پڑی سو رہی تھیں اور (دین کی) مضبوط رسی کے بل کھل چکے تھے چنانچہ آپ ان کے پاس پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب) اور ایک ایسا نور لے کر آئے کہ جس کی پیروی کی جاتی ہے۔ اور وہ قرآن ہے۔ اس کتاب سے پوچھو لیکن یہ بولے گی نہیں البتہ میں تمھیں اس کی طرف سے خبر دیتا ہوں کہ اس میں آیندہ کے معلومات گذشتہ واقعات اور تمھاری بیماریوں کا چارہ اور تمھارے باہمی تعلقات کی شیرازہ بندی ہے۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے اس وقت کوئی پختہ گھر اور کوئی اُونی خیمہ ایسا نہ بچے گا کہ جس میں ظالم غم و حزن کو داخل نہ کریں اور سختیوں کو اس کے اندر نہ پہنچائیں وہ دن ایسا ہوگا کہ آسمان میں تمھارا کوئی عذر خواہ اور زمین میں کوئی تمھارا مددگار نہ رہے گا۔ تم نے امر (خلافت) کے لیے نااہلوں کو چن لیا اور ایسی جگہ پر اسے لا اُتارا کہ جو اس کے اترنے کی جگہ نہ تھی عنقریب اللہ ظلم ڈھانے والوں سے بدلہ لے گا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے کا اور پینے کے بدلے میں پینے کا یوں کہ انھیں کھانے کے لیے حنظل اور پینے کے لیے ایلوا اور زہر ہلاہل دیا جائے گا اور ان کا اندرونی لباس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْخَطِيئَاتِ وَزَوَامِلُ الْآثَامِ فَأُقْسِمُ ثُمَّ أُقْسِمُ، لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَلَا تَتَطَعَّمُ بِطَعْمِهَا أَبَدًا مَا كَرَّ الْجَدِيدَانِ۔

خوف اور بیرونی پہناوٗ تلوار ہوگا۔ وہ گناہوں کی سواریاں اور خطاؤں کے باربردار اونٹ ہیں۔ میں قسم پر قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میرے بعد بنی امیّہ کو یہ خلافت اس طرح تھوک دینا پڑے گی جس طرح بلغم تھوکا جاتا ہے پھر جب تک دن رات کا چکر چلتا رہے گا وہ اس کا ذائقہ نہ چکھیں گے اور نہ اس کا مزا اٹھا سکیں گے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۷

وَلَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ وَأَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ، وَحَلَقِ الضَّيْمِ شُكْرًا مِنِّي لِلْبِرِّ الْقَلِيلِ۔ وَإِطْرَاقًا عَمَّا أَدْرَكَهُ الْبَصَرُ وَشَهِدَهُ الْبَدَنُ مِنَ الْمُنْكَرِ الْكَثِيرِ۔

میں تمھارا اچھا ہمسایہ بن کر رہا اور اپنی طاقت بھر تمھاری نگہداشت وحفاظت کرتا رہا اور تمھیں ذلت کے پھندوں اور ظلم کے بندھنوں سے آزاد کیا (یہ صرف) تمھاری تھوڑی سی بھلائی کا شکریہ ادا کرنے اور تمھاری بہت سی ایسی برائیوں سے چشم پوشی برتنے کے لیے کہ جو میری آنکھوں کے سامنے اور میری موجودگی میں ہوتی تھیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۸

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَحِكْمَةٌ، وَرِضَاهُ أَمَانٌ وَرَحْمَةٌ۔ يَقْضِي بِعِلْمٍ، وَيَعْفُو بِحِلْمٍ۔ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَأْخُذُ وَتُعْطِي، وَعَلَى مَا تُعَافِي وَتَبْتَلِي۔ حَمْدًا يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ

اس کا حکم، فیصلہ کن اور حکمت آمیز اور اس کی خوشنودی امان اور رحمت ہے، وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے حلم سے عفو کرتا ہے۔ بارالٰہا! تو جو کچھ (دے کر) لے لیتا ہے اور جو کچھ عطا کرتا ہے اور جن (مرضوں سے) شفا دیتا ہے ——— اور جن آزمائشوں میں ڈالتا ہے (سب پر) تیرے لیے حمد وثنا ہے ایسی حمد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلْحَمْدُ عِنْدَكَ حَمْدًا يَمْلَأُ مَا
خَلَقْتَ - وَيَبْلُغُ مَا اَرَدْتَ. حَمْدًا
لَّا يَحْجُبُ عَنْكَ وَلَا يَقْصُرُ دُوْنَكَ
حَمْدًا لَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهٗ وَلَا يَفْنٰى
مَدَدُهٗ - فَلَسْنَا نَعْلَمُ كُنْهَ عَظْمَتِكَ
اِلَّا اَنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَمْ يَنَلْهُ اِلَيْكَ نَظَرٌ
وَلَمْ يُدْرِكْكَ بَصَرٌ - اَدْرَكْتَ
الْاَبْصَارَ وَاَحْصَيْتَ الْاَعْمَارَ -
وَاَخَذْتَ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ
وَمَا الَّذِيْ نَرٰى مِنْ خَلْقِكَ وَنَعْجَبُ
لَهٗ مِنْ قُدْرَتِكَ وَنَصِفُهٗ مِنْ
عَظِيْمِ سُلْطَانِكَ وَمَا تَغَيَّبَ عَنَّا مِنْهُ
وَقَصُرَتْ اَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَانْتَهَتْ
عُقُوْلُنَا دُوْنَهٗ، وَحَالَتْ سَوَاتِرُ
الْغُيُوْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ اَعْظَمُ فِيْمَنْ
فَرَّغَ قَلْبَهٗ وَاَعْمَلَ فِكْرَهٗ لِيَعْلَمَ
كَيْفَ اَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَكَيْفَ ذَرَاْتَ
خَلْقَكَ وَكَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَآءِ
سَمٰوَاتِكَ وَكَيْفَ مَدَدْتَ عَلَى مَوْرِ
الْمَآءِ اَرْضَكَ رَجَعَ طَرْفُهٗ حَسِيْرًا
وَعَقْلُهٗ مَبْهُوْرًا وَّسَمْعُهٗ وَالِهًا
وَّفِكْرُهٗ حَائِرًا -

جو انتہائی درجے تک تجھے پسند آئے اور انتہائی درجے تک
تجھے محبوب ہو اور تیرے نزدیک ہر ستائش سے بڑھ چڑھ کر
ہو ایسی حمد جو کائنات کو بھر دے اور جو تو نے چاہا ہے اس
کی حد تک پہنچ جائے ایسی حمد کہ جس کے آگے تیری بارگاہ
تک پہنچنے سے نہ کوئی حجاب ہے اور نہ اس کے لیے کوئی
بندش، ایسی حمد کہ جس کی گنتی نہ کہیں پر ٹوٹے اور نہ
اس کا سلسلہ ختم ہو، ہم تیری عظمت و بزرگی کی حقیقت
کو نہیں جانتے مگر اتنا کہ تو زندہ و کارساز (عالم) ہے
نہ تجھے غنودگی ہوتی ہے اور نہ نیند آتی ہے نہ تا رنظر تجھ
تک پہنچ سکتا ہے اور نہ نگاہیں تجھے دیکھ سکتی ہیں۔
تو نے نظروں کو پالیا ہے اور عمروں کا احاطہ کر لیا ہے
اور پیشانی کے بالوں کو پیروں (سے ملا کر) گرفت میں
لے لیا ہے یہ تیری مخلوق کیا ہے جو ہم دیکھتے ہیں اور اس میں
تیری قدرت (کی کارسازیوں) پر تعجب کرتے ہیں اور تیری
عظیم فرمانروائی (کی کارفرمائیوں) پر اس کی توصیف کرتے
ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ (مخلوقات) جو ہماری آنکھوں
سے اوجھل ہے اور جس تک پہنچنے سے ہماری نظریں عاجز
اور عقلیں درماندہ ہیں اور ہمارے اور جن کے درمیان
غیب کے پردے حائل ہیں اس سے کہیں زیادہ باعظمت
ہے جو شخص (وسوسوں سے) اپنے دل کو خالی کر کے اور غور
و فکر (کی قوتوں) سے کام لے کر یہ جاننا چاہے کہ تو نے
کیونکر عرش کو قائم کیا ہے اور کس طرح مخلوقات کو پیدا
کیا ہے اور کیونکر آسمانوں کو فضا میں لٹکایا ہے اور کس طرح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(منها) يدّعي بزعمه أنّه يرجو الله كذب والعظيم، ما باله لا يتبيّن رجاؤه في عمله؟ فكلّ من رجا عرف رجاؤه في عمله إلّا من جاء الله تعالى فإنّه مدخول وكلّ خوف محقّق إلّا خوف الله فإنّه معلول يرجو الله في الكبير ويرجو العباد في الصغير فيعطي العبد ما لا يعطي الربّ. فما بال الله جلّ ثناؤه يقصّر به عمّا يصنع لعباده أتخاف أن تكون في رجائك له كاذبا أو تكون لا تراه للرجاء موضعا؟ وكذلك إن هو خاف عبدا من عبيده أعطاه من خوفه ما لا يعطي ربّه فجعل خوفه من العباد نقدا وخوفه من خالقهم ضمارا ووعدا وكذلك من عظمت الدنيا في عينه وكبر موقعها في قلبه آثرها على الله تعالى فانقطع إليها وصار عبدا لها. ولقد كان في رسول الله صلّى الله عليه وآله كافٍ لك في الأسوة ودليل

پانی کے تھپیڑوں پر زمین کو بچھایا ہے تو اس کی آنکھیں تھک کر اور عقل مغلوب ہو کر اور کان حیران و سراسیمہ اور فکر گم گشتہ راہ ہو کر پلٹ آئے گی۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے، وہ اپنے خیال میں اس کا دعویدار بنتا ہے کہ اس کا دامن امید اللہ سے وابستہ ہے خدائے برتر کی قسم وہ جھوٹا ہے (اگر ایسا ہی ہے) تو پھر کیوں اس کے اعمال میں اس امید کی جھلک نمایاں نہیں ہوتی جبکہ ہر امیدوار کے کاموں میں امید کی پہچان ہو جایا کرتی ہے سوائے اس امید کے جو اللہ سے لگائی جائے کہ اس میں کھوٹ پایا جاتا ہے اور ہر خوف و ہراس جو (دوسروں سے ہو) ایک مسلّمہ حقیقت رکھتا ہے مگر اللہ کا خوف غیر یقینی ہے وہ اللہ سے بڑی چیزوں کا اور بندوں سے چھوٹی چیزوں کا امیدوار ہوتا ہے پھر بھی جو عاجزی کا رویہ بندوں سے رکھتا ہے وہ رویہ اللہ سے نہیں برتتا تو آخر کیا بات ہے کہ اللہ کے حق میں اتنا بھی نہیں کیا جاتا جتنا بندوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ کیا تمہیں کبھی اس کا اندیشہ ہوا ہے کہ کہیں تم ان امیدوں (کے دعووں) میں جھوٹے تو نہیں؟ یا یہ کہ تم اسے محل امید ہی نہیں سمجھتے یونہی انسان اگر اس کے بندوں میں سے کسی بندے سے ڈرتا ہے تو جو خوف کی صورت اس کے لیے اختیار کرتا ہے اللہ کے لیے ویسی صورت اختیار نہیں کرتا۔ انسانوں کا خوف تو اس نے نقد کی صورت میں رکھا ہے اور اللہ کا ڈر صرف ٹال مٹول اور (غلط سلط) وعدے یونہی جس کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَكَ عَلَى ذَمِّ الدُّنْيَا وَعَيْبِهَا وَكَثْرَةِ
مَخَازِيهَا، وَمَسَاوِيهَا إِذْ قُبِضَتْ
عَنْهُ أَطْرَافُهَا. وَوُطِئَتْ لِغَيْرِهِ
أَكْنَافُهَا. وَفُطِمَ عَنْ رَضَاعِهَا،
وَزُوِيَ عَنْ زَخَارِفِهَا. وَإِنْ
شِئْتَ ثَنَّيْتُ بِمُوسَى كَلِيمِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ يَقُولُ
رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ
خَيْرٍ فَقِيرٌ. وَاللهِ مَا سَأَلَهُ إِلَّا خُبْزًا
يَأْكُلُهُ، لِأَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ بَقْلَةَ
الْأَرْضِ. وَلَقَدْ كَانَتْ خُضْرَةُ
الْبَقْلِ تُرَى مِنْ شَفِيفِ صِفَاقِ
بَطْنِهِ لِهُزَالِهِ وَتَشَذُّبِ لَحْمِهِ.
وَإِنْ شِئْتَ ثَلَّثْتُ بِدَاوُدَ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ صَاحِبِ الْمَزَامِيرِ وَ
قَارِئِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلَقَدْ كَانَ
يَعْمَلُ سَفَائِفَ الْخُوصِ بِيَدِهِ.
وَيَقُولُ لِجُلَسَائِهِ أَيُّكُمْ يَكْفِينِي
بَيْعَهَا وَيَأْكُلُ قُرْصَ الشَّعِيرِ مِنْ
ثَمَنِهَا وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عِيسَى
بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ
كَانَ يَتَوَسَّدُ الْحَجَرَ وَيَلْبَسُ الْخَشِنَ
وَيَأْكُلُ الْجَشِبَ وَكَانَ إِدَامُهُ

نظروں میں دنیا عظمت پا لیتی ہے اور اس کے دل میں
اس کی عظمت و وقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اسے اللہ
پر ترجیح دیتا ہے اور اس کی طرف مڑتا ہے اور اسی کا بندہ
ہو کر رہ جاتا ہے۔ تمھارے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا قول و عمل پیروی کے لیے کافی ہے اور ان
کی ذات دنیا کے عیب و نقص اور اس کی رسوائیوں
اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لیے رہنما ہے اس
لیے کہ دنیا کے دامنوں کو ان سے سمیٹ لیا گیا اور دوسروں
کے لیے اس کی وسعتیں مہیا کر دی گئیں اور اس (زوال دنیا
کی چھاتیوں سے) آپ کا دودھ چھڑا دیا گیا اور اس کی آرائشوں
سے آپ کا رُخ موڑ دیا گیا۔ اگر دوسرا نمونہ چاہو تو موسیٰ
کلیم اللہ ہیں کہ جنھوں نے اپنے اللہ سے کہا کہ: "پروردگار!
تو جو کچھ بھی اس وقت تھوڑی بہت نعمت بھیج دے گا میں
اسی کا محتاج ہوں" خدا کی قسم! انھوں نے صرف کھانے
کے لیے روٹی کا سوال کیا تھا چونکہ وہ زمین کا ساگ پات
کھاتے تھے اور لاغری اور (جسم پر) گوشت کی کمی کی وجہ سے
اُن کے پیٹ کی نازک جلد سے گھاس پات کی سبزی دکھائی
دیتی تھی۔ اگر چاہو تو تیسری مثال داؤد علیہ السلام کی
سامنے رکھ لو۔ جو صاحب زبور اور اہل جنت کے قاری ہیں
وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کی پتیوں کی ٹوکریاں بنا کرتے تھے اور
اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ تم میں سے کون ہے جو
انھیں بیچ کر میری دستگیری کرے (پھر) جو اس کی قیمت
ملتی اس سے جَو کی روٹی کھا لیتے تھے۔ اگر چاہو تو عیسیٰ ابن

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْجُوعَ. وَسِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ الْقَمَرُ. وَ
ظِلَالُهُ فِي الشِّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ
وَمَغَارِبَهَا وَفَاكِهَتُهُ وَرَيْحَانُهُ
مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِلْبَهَائِمِ. وَلَمْ
تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَلَا وَلَدٌ
يَحْزُنُهُ. وَلَا مَالٌ يَلْفِتُهُ وَلَا
طَمَعٌ يُذِلُّهُ. دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ
وَخَادِمُهُ يَدَاهُ. فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ
الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى
وَعَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى وَأَحَبُّ الْعِبَادِ
إِلَى اللّٰهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ وَالْمُقْتَصُّ
لِأَثَرِهِ. قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْمًا وَلَمْ
يُعِرْهَا طَرْفًا. أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا
كَشْحًا وَأَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا
بَطْنًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى
أَنْ يَقْبَلَهَا وَعَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ
أَبْغَضَ شَيْئًا فَأَبْغَضَهُ، وَحَقَّرَ
شَيْئًا فَحَقَّرَهُ، وَصَغَّرَ شَيْئًا فَصَغَّرَهُ
وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ
اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَتَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ
اللّٰهُ وَرَسُولُهُ لَكَفَى بِهِ شِقَاقًا
لِلّٰهِ وَمُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ. وَلَقَدْ

مریم کا حال کہو کہ جو (سر کے نیچے) پتھر کا تکیہ رکھتے تھے سخت
اور کھردرا لباس پہنتے تھے اور (کھانے میں) سالن کے بجائے
بھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ
کے بجائے (ان کے سر پر) زمین کے مشرق و مغرب کا سائبان
ہوتا تھا۔ اور زمین جو گھاس پھوس چوپاؤں کے لیے اگاتی
تھی۔ وہ ان کے لیے پھل پھول کی جگہ تھی نہ ان کی بیوی تھیں
جو انھیں دنیا کے جھنجھٹوں میں مبتلا کرتیں اور نہ بال بچے
تھے کہ ان کے لیے فکر و اندوہ کا سبب بنتے اور نہ مال و متاع
تھا کہ ان کی توجہ کو موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انھیں رسوا
کرتی۔ ان کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم اُن
کے دونوں ہاتھ تھے۔ تم اپنے پاک و پاکیزہ نبی کی پیروی
کرو چونکہ ان کی ذات اتباع کرنے والے کے لیے نمونہ اور صبر
کرنے والے کے لیے ڈھارس ہے۔ ان کی پیروی کرنے والا
اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والا ہی اللہ کو سب سے زیادہ
محبوب ہے جنھوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا
اور اسے نظر بھر کر نہیں دیکھا وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم
تہی میں بسر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے۔ ان
کے سامنے دُنیا کی پیش کش کی گئی۔ تو انھوں نے اسے قبول
کرنے سے انکار کر دیا۔ اور (جب) جان لیا کہ اللہ نے
ایک چیز کو بُرا جانا ہے تو آپ نے بھی اُسے بُرا ہی جانا اور
اللہ نے ایک چیز کو حقیر سمجھا ہے تو آپ نے بھی اسے حقیر ہی
سمجھا اور اللہ نے ایک چیز کو پست قرار دیا ہے تو آپ نے
بھی اسے پست ہی قرار دیا۔ اگر ہم میں صرف یہی ایک چیز ہو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
يَاْكُلُ عَلَى الْاَرْضِ ۔ وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ
الْعَبْدِ وَيَخْصِفُ بِيَدِهٖ نَعْلَهٗ وَيَرْقَعُ
بِيَدِهٖ ثَوْبَهٗ ۔ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ
الْعَارِيَ وَيُرْدِفُ ۔ خَلْفَهٗ وَيَكُوْنُ
السِّتْرُ عَلٰى بَابِ بَيْتِهٖ فَتَكُوْنُ فِيْهِ
التَّصَاوِيْرُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانَةُ لِاِحْدٰى
اَزْوَاجِهٖ غَيِّبِيْهِ عَنِّيْ فَاِنِّيْ اِذَا
نَظَرْتُ اِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ
زَخَارِفَهَا فَاَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا
بِقَلْبِهٖ وَاَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ
نَفْسِهٖ وَاَحَبَّ اَنْ تَغِيْبَ زِيْنَتُهَا
عَنْ عَيْنِهٖ لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا
رِيَاشًا ۔ وَّلَا يُعْتَقِدَهَا قَرَارًا وَ
لَا يَرْجُوْ فِيْهَا مُقَامًا ۔ فَاَخْرَجَهَا مِنَ
النَّفْسِ وَاَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ وَ
غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ ۔ وَكَذٰلِكَ مَنْ اَبْغَضَ
شَيْئًا اَبْغَضَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهِ وَاَنْ
يُّذْكَرَ عِنْدَهٗ ۔

وَلَقَدْ كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَا يَدُلُّكَ عَلٰى
مَسَاوِي الدُّنْيَا وَعُيُوْبِهَا اِذْ جَاعَ
فِيْهَا مَعَ خَاصَّتِهٖ وَرُوِيَتْ عَنْهُ

کہ ہم اس شے کو چاہنے لگیں جسے اللہ اور رسول بُرا سمجھتے ہیں
اور اس چیز کو بڑا سمجھنے لگیں جسے وہ حقیر سمجھتے ہیں تو اللہ
کی نافرمانی اور اس کے حکم سے سرتابی کے لیے یہی بہت ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور
غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے
اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے اور بے پالان
کے گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اپنے پیچھے کسی کو بٹھا بھی لیتے
تھے ۔ گھر کے دروازہ پر (ایک دفعہ) ایسا پردہ پڑا تھا جس
میں تصویریں تھیں تو آپ نے اپنے ازواج میں سے ایک
کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے میری نظروں سے ہٹا دو جب
میری نظریں اس پر پڑتی ہیں تو مجھے دنیا اور اس کی
آرائشیں یاد آجاتی ہیں آپ نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا
اور اس کی یاد تک اپنے نفس سے مٹا ڈالی تھی اور یہ چاہتے
تھے کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تاکہ نہ اس
سے عمدہ عمدہ لباس حاصل کریں اور نہ اسے اپنی منزل خیال
کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں انھوں نے
اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا
اور نگاہوں سے اسے اوجھل رکھا تھا یونہی جو شخص کسی شے
کو بُرا سمجھتا ہے تو نہ اسے دیکھنا چاہتا ہے اور نہ اس کا ذکر
سننا گوارا کرتا ہے ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عادات و خصائل
میں ایسی چیزیں ہیں کہ جو تمھیں دنیا کے عیوب و قبائح کا پتہ
دیں گی آپ اس دنیا میں اپنے خاص افراد سمیت بھوکے رہا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

زخارفها مع عظيم زلفته۔
فلينظر ناظر بعقله أكرم الله
محمداً بذالك أم أهانه؟
فإن قال أهانه فقد كذب
وأتى بالإفك العظيم۔ وإن قال
أكرمه فليعلم أن الله قد أهان
غيره حيث بسط الدنيا له وزواها
عن أقرب الناس منه فتأسى
متأس بنبيه، واقتص أثره۔
وولج مولجه، وإلا فلا يأمن
الهلكة فإن الله جعل محمداً
صلى الله عليه وآله علماً للساعة
ومبشراً بالجنة، ومنذراً بالعقوبة
خرج من الدنيا خميصاً وورد
الآخرة سليماً لم يضع حجراً على
حجر حتى مضى لسبيله وأجاب
داعي ربه، فما أعظم منة الله
عندنا حين أنعم علينا به سلفاً
نتبعه، وقائداً نطأ عقبه،
والله لقد رقعت مدرعتي
هذه حتى استحييت من راقعها۔
ولقد قال لي قائل ألا تنبذها
فقلت اغرب عني فعند

کرتے تھے اور باوجود انتہائی قرب منزلت کے اس کی آرائشیں
ان سے دور رکھی گئیں۔ چاہیے کہ دیکھنے والا عقل کی روشنی
میں دیکھے کہ اللہ نے انھیں دنیا نہ دے کر ان کی عزت بڑھائی
ہے یا اہانت کی ہے اگر کوئی یہ کہے کہ اہانت کی ہے تو اس
نے جھوٹ کہا ہے اور بہت بڑا بہتان باندھا اور اگر یہ کہے
کہ عزت بڑھائی ہے تو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ نے دوسروں
کی بے عزتی ظاہر کی جبکہ انھیں دنیا کی زیادہ سے زیادہ وسعت
دے دی اور اس کا رخ اپنے مقرب ترین بندے سے موڑ رکھا
پیروی کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی پیروی کرے اور ان
کے نشان قدم پر چلے اور انہی کی منزل میں آئے ورنہ ہلاکت
سے محفوظ نہیں رہ سکتا، کیونکہ اللہ نے ان کو (قرب) قیامت
کی نشانی اور جنت کی خوشخبری سنانے والا اور عذاب سے
ڈرانے والا قرار دیا ہے۔ دنیا سے آپ بھوکے نکل کھڑے
ہوئے اور آخرت میں سلامتیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ آپ نے
تعمیر کے لیے کبھی پتھر پر پتھر نہیں رکھا یہاں تک کہ آخرت
کی راہ پر چل دیئے اور اللہ کی طرف بلاوا دینے والے کی آواز
پر لبیک کہی۔ یہ اللہ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس
نے ہمیں ایسے پیش رو و پیشوا جیسی نعمت عظمیٰ بخشی کہ جن کی
ہم پیروی کرتے ہیں اور قدم بقدم چلتے ہیں۔ (انہی کی پیروی
میں) خدا کی قسم میں نے اپنی اس قمیص میں اتنے پیوند لگائے
ہیں کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے
ایک کہنے والے نے کہا کہ کیا آپ اسے اتاریں گے نہیں؟ تو
میں نے اسے کہا کہ میری (نظروں سے) دور ہو کہ صبح کے وقت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الصَّبَاحِ يُحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى۔

ہی لوگوں کو رات کے چلنے کی قدر ہوتی ہے اور وہ اس کی مدح کرتے ہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۵۹

بَعَثَهُ بِالنُّوْرِ الْمُضِيْءِ وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِيْ وَالْكِتَابِ الْهَادِيْ۔ أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ۔ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ وَّثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ وَامْتَدَّ بِهَا صَوْتُهُ۔ أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ وَّمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُوْلَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُوْلَةَ، وَبَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُوْلَةَ۔ فَمَنْ يَّتَبَّعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهُ۔ وَيَكُوْنُ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيْلِ وَالْعَذَابِ الْوَبِيْلِ: وَأَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ۔ وَاسْتَرْشِدُهُ

اللہ نے اپنے رسول کو چمکتے ہوئے نور روشن دلیل کھلی ہوئی راہ شریعت اور ہدایت دینے والی کتاب کے ساتھ بھیجا، ان کا قوم و قبیلہ بہترین قوم و قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے کہ جس کی شاخیں سیدھی اور پھل جھکے ہوئے ہیں۔ اُن کا مولد مکّہ اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے کہ جہاں سے آپ کے نام کا بول بالا ہوا اور آپ کا آوازہ (چار سو) پھیلا۔ اللہ نے آپ کو مکمل دلیل، شفا بخش نصیحت اور (پہلی جہالتوں کی) تلافی کرنے والا پیغام دے کر بھیجا اور اُن کے ذریعہ سے (شریعت کی) نامعلوم راہیں آشکارا کیں اور غلط سلط بدعتوں کا قلع قمع کیا اور (قرآن و سنت میں) بیان کیے ہوئے احکام واضح کیے، تو اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس کی بدبختی مسلّم، اس کا شیرازہ درہم و برہم اور اس کا منھ کے بل گرنا سخت (دوناگزیر) اور انجام طویل حزن اور مہلک عذاب ہے۔ میں اللہ پر بھروسا رکھتا ہوں، ایسا بھروسا کہ جس میں ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہے اور ایسے راستے کی ہدایت چاہتا ہوں کہ جو اس کی جنّت تک پہنچانے والا اور منزل مطلوب کی طرف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَى جَنَّتِهِ
الْقَاصِدَةَ إِلَى مَحَلِّ رَغْبَتِهِ
أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ
وَطَاعَتِهِ فَإِنَّهَا النَّجَاةُ غَدًا
وَالْمَنْجَاةُ أَبَدًا۔ رَهَّبَ فَأَبْلَغَ،
وَرَغَّبَ فَأَسْبَغَ وَوَصَفَ لَكُمُ
الدُّنْيَا وَانْقِطَاعَهَا، وَزَوَالَهَا
وَانْتِقَالَهَا فَاعْرِضُوا عَمَّا يُعْجِبُكُمْ
فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا۔
أَقْرَبُ دَارٍ مِنْ سَخَطِ اللهِ، وَ
أَبْعَدُهَا مِنْ رِضْوَانِ اللهِ. فَغُضُّوا
عَنْكُمْ۔ عِبَادَ اللهِ۔ غُمُومَهَا وَ
أَشْغَالَهَا لِمَا قَدْ أَيْقَنْتُمْ بِهِ مِنْ
فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا. فَاحْذَرُوهَا
حَذَرَ الشَّفِيقِ النَّاصِحِ وَالْمُجِدِّ
الْكَادِحِ وَاعْتَبِرُوا بِمَا قَدْ رَأَيْتُمْ
مِنْ مَصَارِعِ الْقُرُونِ قَبْلَكُمْ.
قَدْ تَزَايَلَتْ أَوْصَالُهُمْ، وَزَالَتْ
أَبْصَارُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ، وَذَهَبَ
شَرَفُهُمْ وَعِزُّهُمْ، وَانْقَطَعَ
سُرُورُهُمْ وَنَعِيمُهُمْ فَبَدَلُوا
بِقُرْبِ الْأَوْلَادِ فَقْدَهَا وَبِصُحْبَةِ
الْأَزْوَاجِ مُفَارَقَتَهَا۔ لَا يَتَفَاخَرُونَ،

بڑھنے والا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ ہی کل رستگاری (کا وسیلہ) اور نجات کی منزل دائمی ہوگا اس نے اپنے عذاب سے ڈرایا تو سب کو خبردار کر دیا اور جنت کی رغبت دلائی تو اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی دنیا اور اس کے فنا و زوال اور اس کے پلٹ جانے کو کھول کر بیان کیا جو چیزیں اس دنیا سے تمھیں اچھی معلوم ہوتی ہیں ان سے پہلو بچائے رکھو کیونکہ ان میں سے ساتھ جانے والی تو بہت ہی تھوڑی ہیں۔ دنیا کی منزل اللہ کی ناراضگیوں سے قریب اور اس کی رضامندیوں سے دُور ہے۔ اللہ کے بندو، اس کی فکروں اور اس کے دھندوں سے آنکھیں بند کر لو اس لیے کہ تمھیں یقین ہے کہ آخر یہ جُدا ہو جانے والی ہے اور اس کے حالات پلٹا کھانے والے ہیں اس دنیا سے اس طرح خوف کھاؤ جس طرح کوئی ڈرنے والا اور اپنے نفس کا خیرخواہ اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا ڈرتا ہے تم نے اپنے سے پہلے لوگوں کے جو گرنے کی جگہیں دیکھی ہیں ان سے عبرت حاصل کرو کہ اُن کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے نہ اُن کی آنکھیں رہیں اور نہ کان۔ اُن کا شرف و وقار مٹ گیا۔ ان کی مسرتیں اور نعمتیں جاتی رہیں اور بال بچوں کے قرب کے بجائے علیحدگی اور بیویوں سے ہم نشینی کے بجائے ان سے جُدائی ہو گئی۔ اب نہ وہ فخر کرتے ہیں اور نہ ان کے اولاد ہوتی ہے۔ نہ ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يَتَنَاسَلُونَ، وَلَا يَتَزَاوَرُونَ، وَلَا يَتَحَاوَرُونَ. فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللّٰهِ حَذَرَ الْغَالِبِ لِنَفْسِهِ الْمَانِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاظِرِ بِعَقْلِهِ. فَإِنَّ الْأَمْرَ وَاضِحٌ، وَالْعَلَمَ قَائِمٌ، وَالطَّرِيقَ جَدَدٌ. وَالسَّبِيلَ قَصْدٌ

نہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمسایہ بن کر رہتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! ڈرو جس طرح اپنے نفس پر قابو پا لینے والا اور اپنی خواہشوں کو دبانے والا اور چشم بصیرت سے دیکھنے والا ڈرتا ہے کیونکہ (ہر) چیز واضح ہو چکی ہے۔ نشانات قائم ہیں راستہ ہموار ہے۔ اور راہ سیدھی ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۰

لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ وَقَدْ سَأَلَهُ: كَيْفَ دَعَاكُمْ قَوْمُكُمْ عَنْ هٰذَا الْمُقَامِ وَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت کے اصحاب میں سے ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے آپ کو اس منصب سے الگ رکھا حالانکہ آپ اس کے زیادہ حقدار تھے، تو آپ نے فرمایا کہ

يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ! إِنَّكَ لَقَلِقُ الْوَضِينِ، تُرْسِلُ فِي غَيْرِ سَدَدٍ، وَلَكَ بَعْدُ ذِمَامَةُ الصِّهْرِ، وَحَقُّ الْمَسْأَلَةِ. وَقَدِ اسْتَعْلَمْتَ فَاعْلَمْ. أَمَّا الْاِسْتِبْدَادُ عَلَيْنَا بِهٰذَا الْمَقَامِ وَنَحْنُ الْأَعْلَوْنَ نَسَبًا، وَالْأَشَدُّونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَوْطًا، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَثَرَةً شَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ آخَرِينَ. وَالْحَكَمُ اللّٰهُ وَ

اے برادر بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو، اور بے راہ ہو کر چل نکلے ہو۔ (اس کے باوجود) چونکہ ہمیں تمہاری قرابت کا پاس و لحاظ ہے اور تمہیں سوال کرنے کا حق بھی ہے، تو اب دریافت کیا ہے تو پھر جان لو کہ (ان لوگوں کا) اس منصب پر خود اختیاری سے جم جانا، باوجودیکہ ہم نسب کے اعتبار سے بلند تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے رشتہ قرابت بھی قوی تھا ان کی یہ خود غرضی تھی جس میں کچھ لوگوں کے نفس اس پر مرمٹے تھے اور کچھ لوگوں کے نفسوں نے اس کی پروا تک نہ کی اور فیصلہ کرنے والا اللہ ہے اور اس کی طرف بازگشت قیامت کے روز ہے۔ (اس کے بعد حضرت نے بطور تمثیل یہ مصرع پڑھا) "چھوڑو اس لوٹ مار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَعُوْدُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔
وَدَعْ عَنْكَ هَبَّا صِيحَ فِي حَجَرَاتِهٖ۔
وَهَلُمَّ الْخَطْبَ فِي ابْنِ أَبِي
سُفْيَانَ، فَلَقَدْ أَضْحَكَنِي الدَّهْرُ
بَعْدَ إِبْكَائِهٖ۔ وَلَا غَرْوَ وَاللّٰهِ فَيَالَكَ
خَطْبًا۔ يَسْتَفْرِغُ الْعَجَبَ، وَيُكْثِرُ
الْأَوَدَ۔ حَاوَلَ الْقَوْمُ إِطْفَاءَ
نُوْرِ اللّٰهِ مِنْ مِصْبَاحِهٖ، وَسَدَّ
فَوَّارَهٗ مِنْ يَنْبُوْعِهٖ، وَجَدَحُوْا
بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ شَرْبًا وَبِيْئًا۔
فَإِنْ تَرْتَفِعْ عَنَّا وَعَنْهُمْ مِحَنُ
الْبَلْوَى أَحْمِلْهُمْ مِنَ الْحَقِّ عَلَى
مَحْضِهٖ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَلَا
تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ۔
إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔

کے ذکر کو کہ جس کا چاروں طرف شور مچا ہوا تھا[1] اب تو اس مصیبت کو دیکھو کہ جو ابو سفیان کے بیٹے کی وجہ سے آئی ہے تجھے تو (اس پر) زمانہ نے رُلانے کے بعد ہنسایا ہے اور زمانہ کی (موجودہ روش سے) خدا کی قسم! کوئی تعجب نہیں ہے۔ اس مصیبت پر تعجب ہوتا ہے کہ جس سے تعجب کی حد ہو گئی ہے اور جس نے بے راہ رویوں کو بڑھا دیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اللہ کے روشن چراغ کا نور بجھانا چاہا اور اس کے سرچشمہ (ہدایت کے) فوارے کو بند کرنے کے درپے ہوئے اور میرے اور اپنے درمیان زہریلے گھونٹوں کی آمیزش کی، اگر اس ابتلا، کی دشواریاں ہمارے اور ان کے درمیان سے اُٹھ جائیں تو میں انھیں خالص حق کے راستے پر لے چلوں گا اور اگر کوئی اور صورت ہو گئی تو پھر اُن پر حسرت و افسوس کرتے ہوئے تمھارا دم نہ نکلے اس لیے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں۔ اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

---

[1] یہ عرب کے مشہور شاعر امرأ القیس کے ایک شعر کا مصرع ہے جس کا دوسرا مصرع یہ ہے: "وَهَاتِ حَدِيْثًا مَا حَدِيْثُ الرَّوَاحِلِ"۔ اس شعر کا واقعہ یہ ہے کہ جب امرأ القیس کا باپ حجر کندی مارا گیا تو وہ قبائل عرب میں چکر لگاتا تھا تاکہ ان کی مدد سے اپنے باپ کا قصاص لے سکے چنانچہ بنی جدیلہ کے ایک شخص طریف کے یہاں چند دن ٹھہرا اور پھر وہاں سے اپنے کو غیر محفوظ سمجھ کر چل دیا اور خالد ابن سدوس کے ہاں جا اترا اس دوران میں بنی جدیلہ کا ایک شخص باعث ابن خویلص اس کے اونٹ ہنکا لایا۔ امرأ القیس نے اپنے میزبان سے اس کا شکوہ کیا تو اس نے کہا کہ تم اپنی اونٹنیاں میرے ساتھ کر دو۔ میں تمھارے اونٹ ان سے واپس لائے دیتا ہوں، چنانچہ خالد ان کے ہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم نے میرے مہمان کے اونٹوں کو لوٹ لیا ہے تمھیں ان اونٹوں کو واپس کر دینا چاہیے ان لوگوں نے کہا کہ وہ نہ تمھارا مہمان ہے اور نہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تمہاری زیر حمایت ہے خالد نے قسم کھا کر کہا کہ وہ واقعی میرا مہمان ہے اور یہ اس کی اونٹنیاں میرے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ پھر وہ اونٹ واپس دیئے دیتے ہیں کہا تو یہ لیکن ان اونٹوں کو واپس کرنے کے بجائے ان اونٹنیوں کو بھی ہنکا کر لے گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان لوگوں نے وہ اونٹ خالد کے حوالے کر دیئے تھے اور اس نے امرأ القیس کو دینے کے بجائے خود ان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب امرأ القیس کو اس کا پتہ چلا تو اس نے چند اشعار کہے جن میں کا ایک شعر یہ تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ان اونٹوں کا ذکر چھوڑو جنھیں لوٹا جا چکا ہے اب ان اونٹنیوں کی بات کرو کہ جو ہاتھ سے جاتی رہی ہیں۔

حضرت کے اس شعر کو بطور تمثیل پیش کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اب جبکہ معاویہ برسرپیکار ہے اس کی بات کرو اور ان لوگوں کی غارت گریوں کا ذکر رہنے دو کہ جنھوں نے پیغمبر کے بعد میرے حق پر چھاپا مارا۔ وہ دور گزر چکا ہے، اب اس دور کے فتنوں سے نپٹنے کا وقت ہے لہذا وقت کی بات کرو اور بے وقت کی راگنی نہ چھیڑو۔ یہ اس لیے فرمایا کہ سائل نے یہ سوال جنگ صفین کے موقع پر کیا تھا، جبکہ جنگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ اور کشت و خون کی گرم بازاری تھی۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَالِقِ الْعِبَادِ، وَسَاطِحِ الْمِهَادِ، وَمُسِيلِ الْوِهَادِ، وَمُخْصِبِ النِّجَادِ، لَيْسَ لِاَوَّلِيَّتِهٖ ابْتِدَآءٌ۔ وَلَا لِاَزَلِيَّتِهٖ انْقِضَآءٌ هُوَ الْاَوَّلُ لَمْ يَزَلْ۔ وَالْبَاقِي بِلَا اَجَلٍ خَرَّتْ لَهُ الْجِبَاهُ وَوَحَّدَتْهُ الشِّفَاهُ حَدَّ الْاَشْيَآءَ عِنْدَ خَلْقِهٖ لَهَا اِبَانَةً لَهٗ مِنْ شَبَهِهَا۔ لَا تُقَدِّرُهُ الْاَوْهَامُ بِالْحُدُوْدِ وَالْحَرَكَاتِ۔ وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْاَدَوَاتِ۔ لَا يُقَالُ لَهٗ مَتٰى، وَلَا يُضْرَبُ لَهٗ اَمَدٌ بِحَتّٰى،

تمام حمد اُس اللہ کے لیے ہے جو بندوں کا پیدا کرنے والا، فرش زمین کا بچھانے والا، ندی نالوں کا بہانے والا اور ٹیلوں کو سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ نہ اس کی اوّلیت کی کوئی ابتدا اور نہ اس کی ازلیت کی کوئی انتہا ہے۔ وہ ایسا اوّل ہے جو ہمیشہ سے ہے اور بغیر کسی مدّت کی حد بندی کے ہمیشہ رہنے والا ہے پیشانیاں اُس کے آگے (سجدہ میں) گری ہوئی ہیں اور لب اس کی توحید کے معترف ہیں۔ اس نے تمام چیزوں کو ان کے پیدا کرنے کے وقت ہی سے (جداگانہ صورتوں اور شکلوں میں) محدود کر دیا، تاکہ اپنی ذات کو ان کی مشابہت سے الگ رکھے۔ تصوّرات اسے حدود و حرکات اور اعضاء

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الظَّاهِرُ لَا يُقَالُ مِمَّا، وَالْبَاطِنُ لَا يُقَالُ فِيمَا۔ لَا شَبَحٌ فَيَنْقَضِيَ، وَلَا مَحْجُوبٌ فَيُحْوَى۔ لَمْ يَقْرُبْ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِالْتِصَاقٍ، وَلَمْ يَبْعُدْ عَنْهَا بِافْتِرَاقٍ۔ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مِنْ عِبَادِهِ شُخُوصُ لَحْظَةٍ، وَلَا كُرُورُ لَفْظَةٍ، وَلَا ازْدِلَافُ رَبْوَةٍ، وَلَا انْبِسَاطُ خُطْوَةٍ فِي لَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا غَسَقٍ سَاجٍ، يَتَفَيَّأُ عَلَيْهِ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ، وَتَعْقُبُهُ الشَّمْسُ ذَاتُ النُّورِ فِي الْأُفُولِ وَالْكُرُورِ، وَتَقَلُّبُ الْأَزْمِنَةِ وَالدُّهُورِ۔ مِنْ إِقْبَالِ لَيْلٍ مُقْبِلٍ وَإِدْبَارِ نَهَارٍ مُدْبِرٍ۔ قَبْلَ كُلِّ غَايَةٍ وَمُدَّةٍ، وَكُلِّ إِحْصَاءٍ وَعِدَّةٍ۔ تَعَالَى عَمَّا يَتَحَلَّلُهُ الْمُحَدِّدُونَ مِنْ صِفَاتِ الْأَقْدَارِ وَنِهَايَاتِ الْأَقْطَارِ وَتَأَثُّلِ الْمَسَاكِنِ، وَتَمَكُّنِ الْأَمَاكِنِ فَالْحَدُّ لِخَلْقِهِ مَضْرُوبٌ، وَإِلَى غَيْرِهِ مَنْسُوبٌ۔ لَمْ يَخْلُقِ الْأَشْيَاءَ مِنْ أُصُولٍ أَزَلِيَّةٍ، وَلَا أَوَائِلَ أَبَدِيَّةٍ، بَلْ خَلَقَ مَا خَلَقَ فَأَقَامَ حَدَّهُ، وَصَوَّرَ مَا صَوَّرَ فَأَحْسَنَ

وحواس کے ساتھ متعیّن نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ "کب سے ہے" اور نہ یہ کہہ کر اس کی مدّت مقرر کی جا سکتی ہے کہ وہ "کب تک ہے" وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ "کس سے (ظاہر ہوا) وہ باطن ہے مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ "کس میں" وہ نہ دُور سے نظر آنے والا کوئی ڈھانچہ ہے کہ مٹ جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ وہ چیزوں سے اس طرح قریب نہیں کہ ساتھ چھو جائے اور نہ وہ جسمانی طور پر ان کے الگ ہو کر دُور ہوا ہے۔ اس سے کسی کا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا، کسی لفظ کا دُہرایا جانا، کسی بلندی کا دُور سے جھلکنا اور کسی قدم کا آگے بڑھنا پوشیدہ نہیں ہے نہ اندھیری راتوں میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں کہ جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور نورانی آفتاب طلوع و غروب (کے چکروں) میں اور زمانہ کی ان کی گردشوں میں اندھیرے کے بعد نور پھیلاتا ہے کہ جو آنے والی رات اور جانے والے دن کی آمد و شد سے (پیدا) ہوتی ہیں وہ ہر مدّت و انتہا اور ہر گنتی اور شمار سے پہلے ہے۔ اسے محدود سمجھ لینے والے جن اندازوں اور اطراف و جوانب کی حدوں اور مکانوں میں بسنے اور جگہوں میں ٹھہرنے کو اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وہ ان نسبتوں سے بہت بلند ہے۔ حدیں تو اس کی مخلوق کے لیے قائم کی گئی ہیں اور دوسروں ہی کی طرف ان کی نسبت دی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صُوْرَتَهٗ، لَيْسَ لِشَيْءٍ مِنْهُ امْتِنَاعٌ
وَلَا لَهٗ بِطَاعَةِ شَيْءٍ انْتِفَاعٌ۔
عِلْمُهٗ بِالْاَمْوَاتِ الْمَاضِيْنَ
كَعِلْمِهٖ بِالْاَحْيَاءِ الْبَاقِيْنَ وَعِلْمُهٗ
بِمَا فِي السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى كَعِلْمِهٖ
بِمَا فِي الْاَرَضِيْنَ السُّفْلٰى۔

(منها) اَيُّهَا الْمَخْلُوْقُ السَّوِيُّ
وَالْمُنْشَاُ الْمَرْعِيُّ فِي ظُلُمَاتِ
الْاَرْحَامِ وَمُضَاعَفَاتِ الْاَسْتَارِ
بُدِئْتَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ،
وَّوُضِعْتَ فِي قَرَارٍ مَّكِيْنٍ، اِلٰى
قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ، وَاَجَلٍ مَّقْسُوْمٍ۔
تَمُوْرُ فِي بَطْنِ اُمِّكَ جَنِيْنًا لَا
تُحِيْرُ دُعَآءً وَّلَا تَسْمَعُ نِدَآءً
ثُمَّ اُخْرِجْتَ مِنْ مَّقَرِّكَ اِلٰى دَارٍ
لَمْ تَشْهَدْهَا، وَلَمْ تَعْرِفْ سُبُلَ مَنَافِعِهَا.
فَمَنْ هَدَاكَ لِاجْتِرَارِ الْغِذَآءِ
مِنْ ثَدْيِ اُمِّكَ، وَعَرَّفَكَ عِنْدَ الْحَاجَةِ
مَوَاضِعَ طَلَبِكَ وَاِرَادَتِكَ۔ هَيْهَاتَ،
اِنَّ مَنْ يَّعْجِزُ عَنْ صِفَاتِ ذِي الْهَيْئَةِ
وَالْاَدَوَاتِ فَهُوَ عَنْ صِفَاتِ خَالِقِهٖ
اَعْجَزُ وَمِنْ تَنَاوُلِهٖ بِحُدُوْدِ
الْمَخْلُوْقِيْنَ اَبْعَدُ۔

جایا کرتی ہے اس نے اشیاء کو کچھ ایسے مواد سے پیدا نہیں کیا کہ جو ہمیشہ سے ہوا اور نہ ایسی مثالوں پر بنایا کہ جو پہلے سے موجود ہوں بلکہ اس نے جو چیز پیدا کی اُسے مستحکم کیا اور جو ڈھانچہ بنایا اسے اچھی شکل و صورت دی کوئی شے اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی نہ اس کو کسی کی اطاعت سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اسے پہلے مرنے والوں کا ویسا ہی علم ہے جیسا باقی رہنے والے زندہ لوگوں کا اور جس طرح بلند آسمانوں کی چیزوں کو جانتا ہے ویسے ہی پست زمینوں کی چیزوں کو پہچانتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے: اے وہ مخلوق کہ جس کی خلقت کو پوری طرح درست کیا گیا ہے۔ اور جسے شکم کی اندھیاریوں اور دُھرے پردوں میں بنایا گیا ہے اور ہر طرح سے اس کی نگہداشت کی گئی ہے تیری ابتدا مٹی کے خلاصہ سے ہوئی اور تجھے جانے پہچانے ہوئے وقت اور طے شدہ مدت تک ایک جماؤ پلنے کی جگہ میں ٹھہرایا گیا کہ تو جنین ہونے کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پھرتا تھا نہ تو کسی پکار کا جواب دیتا تھا اور نہ کوئی آواز سنتا تھا پھر تو اپنے ٹھکانے سے ایسے گھر میں لایا گیا کہ جو تیرا دیکھا بھالا ہوا نہ تھا اور نہ اس سے نفع حاصل کرنے کے طریقے پہچانتا تھا کس نے تجھ کو ماں کی چھاتی سے غذا حاصل کرنے کی راہ بتائی اور ضرورت کے وقت طلب مقصود کی جگہیں پہچنوائیں؟ بھلا جو شخص ایک صورت و اعضاء والی مخلوق کے پہچاننے سے بھی عاجز ہو وہ اُس کے پیدا کرنے والے کی صفات سے کیسے عاجز و درماندہ نہ ہوگا اور کیوں کر مخلوقات کی سی حد بندیوں کے ساتھ اسے پالینے سے دور نہ ہوگا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۲

لَمَّا اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ وَ شَكَوْا مَا نَقَمُوهُ عَلَى عُثْمَانَ وَ سَأَلُوهُ مُخَاطَبَتَهُ عَنْهُمْ وَاسْتِعْتَابَهُ لَهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِ۔ فَقَالَ:۔

إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَ قَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ وَ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ ؟ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا تَجْهَلُهُ ، وَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ. إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ۔ مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ ، وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ۔ وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا ، وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا ، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا صَحِبْنَا۔ وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ ، وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا۔ فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ ، فَإِنَّكَ وَ

جب امیر المومنین کے پاس لوگ جمع ہو کر آئے اور عثمان کے متعلق جو باتیں انھیں بُری معلوم ہوئی تھیں ان کا گلہ کیا اور چاہا کہ حضرت ان کی طرف سے اُن سے بات چیت کریں اور لوگوں کو رضامند کرنے کا اُن سے مطالبہ کریں۔ چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور اُن سے کہا، کہ لوگ میرے پیچھے منتظر ہیں اور مجھے اس مقصد سے تمھارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمھارے اور ان کے قضیوں کو نپٹاؤں۔ خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ میں تم سے کیا کہوں جبکہ میں (اس سلسلہ میں) ایسی کوئی بات نہیں جانتا کہ جس سے تم بیخبر ہو اور نہ کوئی ایسی چیز بتانے والا ہوں کہ جس کا تمھیں علم نہ ہو جو تم جانتے ہو وہ ہم جانتے ہیں، نہ تم سے پہلے ہمیں کسی چیز کی خبر تھی کہ تمھیں بتائیں اور نہ علیحدگی میں کچھ سُنا ہے کہ تم تک پہنچائیں۔ جیسے ہم نے دیکھا ویسے تم نے بھی دیکھا اور جس طرح ہم نے سُنا تم نے بھی سُنا۔ جس طرح ہم رسول اللہ کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری ابن ابی قحافہ اور ابن خطاب پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کہ تم پر ہونا چاہیے، اور تم تو رسولؐ سے خاندانی قرابت کی بنا پر اُن دونوں سے قریب تر بھی ہو اور ان کی ایک طرح کی دامادی بھی تمھیں حاصل ہے کہ جو انھیں حاصل نہ تھی۔ کچھ اپنے دل میں اللہ کا بھی خوف کرو۔ خدا کی قسم اس لیے تمھیں سمجھایا نہیں جا رہا ہے کہ تمھیں کچھ نظر آتا نہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰهِ مَا تُبَصِّرُ مِنْ عَمًى وَلَا تُعَلِّمُ
مِنْ جَهْلٍ، وَإِنَّ الطُّرُقَ لَوَاضِحَةٌ
وَإِنَّ أَعْلَامَ الدِّيْنِ لَقَائِمَةٌ۔ فَاعْلَمْ
أَنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ
إِمَامٌ عَادِلٌ هُدِيَ وَهَدَى، فَأَقَامَ
سُنَّةً مَعْلُومَةً وَأَمَاتَ بِدْعَةً
مَجْهُولَةً وَإِنَّ السُّنَنَ لَنَيِّرَةٌ
لَهَا أَعْلَامٌ وَإِنَّ الْبِدَعَ لَظَاهِرَةٌ
لَهَا أَعْلَامٌ۔ وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ
اللّٰهِ إِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهٖ۔
فَأَمَاتَ سُنَّةً مَأْخُوذَةً، وَأَحْيَى
بِدْعَةً مَتْرُوكَةً۔ وَإِنِّيْ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
يَقُوْلُ:۔ يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْإِمَامِ
الْجَائِرِ وَلَيْسَ مَعَهُ نَصِيْرٌ وَلَا
عَاذِرٌ فَيُلْقَى فِيْ جَهَنَّمَ فَيَدُوْرُ
فِيْهَا كَمَا تَدُوْرُ الرَّحَى ثُمَّ يَرْتَبِطُ
فِيْ قَعْرِهَا" وَإِنِّيْ أُنْشِدُكَ اللّٰهَ
أَنْ لَا تَكُوْنَ إِمَامَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
الْمَقْتُوْلَ، فَإِنَّهٗ كَانَ يُقَالُ: يُقْتَلُ
فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ إِمَامٌ يَفْتَحُ عَلَيْهَا
الْقَتْلَ وَالْقِتَالَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،
وَيَلْبِسُ أُمُوْرَهَا عَلَيْهَا، وَيَبُثُّ

سکتا ہو اور نہ اس لیے یہ چیزیں تمھیں بتائی جا رہی ہیں کہ
تمھیں علم نہ ہو اور (لاعلمی کے کیا معنی) جبکہ شریعت کی راہیں
واضح اور دین کے نشانات قائم ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ کے
نزدیک سب بندوں سے بہتر وہ انصاف پرور حاکم ہے
جو خود بھی ہدایت پائے اور دوسروں کو بھی ہدایت کرے
اور جانی پہچانی ہوئی سُنّت کو مستحکم کرے اور انجانی بدعتوں
کو فنا کرے۔ سنتوں کے نشانات جگمگا رہے ہیں اور
بدعتوں کی علامتیں بھی واضح ہیں اور اللہ کے نزدیک
سب لوگوں سے بدتر وہ ظالم حکمراں ہے جو گمراہی میں پڑا
رہے اور دوسرے بھی اُس کی وجہ سے گمراہی میں پڑیں اور
(رسولؐ سے) حاصل کی ہوئی سنتوں کو تباہ اور قابلِ ترک
بدعتوں کو زندہ کرے۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
آلہ سے سُنا کہ اُنھوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم کو اس
طرح لایا جائے گا کہ نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ کوئی
عذر خواہ اور اسے (سیدھا) جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
اور وہ اس میں اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکّی گھومتی
ہے، اور پھر اسے جہنم کے گھڑاؤ میں جکڑ دیا جائے گا۔ میں
تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم اُس اُمّت کے وہ سربراہ نہ ہو
کہ جسے قتل ہی ہونا ہے چونکہ کہا گیا ہے کہ اس اُمّت میں ایک
ایسا حاکم مارا جائے گا، جو اس کے لیے قیامت تک
قتل و خوں ریزی کا دروازہ کھول دے گا۔ اور اس
کے تمام اُمور کو اشتباہ میں ڈال دے گا۔ اور اُس میں
فتنوں کو پھیلائے گا۔ کہ وہ لوگ حق کو باطل سے الگ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْفِتَنَ فِيهَا، فَلَا يُبْصِرُونَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ۔ يَمُوجُونَ فِيهَا مَوْجًا وَيَمُوجُونَ فِيهَا مَرْجًا۔ فَلَا تَكُونَنَّ لِمَرْوَانَ سَيِّقَةً يَسُوقُكَ حَيْثُ شَآءَ بَعْدَ جَلَالِ السِّنِّ وَتَقَضِّي الْعُمُرِ۔ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ۔

"كَلِّمِ النَّاسَ فِي أَنْ يُؤَجِّلُونِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ مِنْ مَظَالِمِهِمْ" فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ مَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا أَجَلَ فِيهِ، وَمَا غَابَ فَأَجَلُهُ وُصُولُ أَمْرِكَ إِلَيْهِ۔

کر کے نہ دیکھ سکیں گے۔ اور وہ فتنوں میں (دریا کی) موجوں کی طرح الٹے پلٹے کھائیں گے اور انہی میں تہ و بالا ہوتے رہیں گے۔ تم مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ تمھیں جہاں چاہے کھینچتا پھرے اور جب کہ تم سن رسیدہ بھی ہو چکے ہو اور عمر بھی بیت چکی ہے۔

(عثمان نے) کہا: کہ آپ اُن لوگوں سے بات کریں کہ وہ مجھے (کچھ عرصہ کے لیئے) مہلت دیں کہ میں ان کی حق تلفیوں سے عہدہ برآہ ہو سکوں تو آپ نے فرمایا:۔ کہ جن چیزوں کا تعلق مدینہ سے ہے ان میں تو کوئی مہلت کی ضرورت نہیں البتہ جو جگہیں نگاہوں سے اوجھل (اور دُور) ہیں اُن کے لیئے اتنی مُہلت ہو سکتی ہے کہ تمھارا فرمان وہاں تک پہنچ جائے۔

لہ حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں جب حکومت اور اس کے کارندوں کے ستائے ہوئے مسلمان اکابر صحابہ تک اپنی فریاد پہنچانے کے لیے مدینہ میں سمٹ آئے تو پُرامن طریق کار اختیار کرتے ہوئے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے خواہش کی کہ وہ حضرت عثمان سے مل کر اُنھیں سمجھائیں بجھائیں کہ وہ مسلمانوں کے حقوق پامال نہ کریں اور ان فتنوں کا سدّباب کریں جو رعیّت کے لیے تباہی کا باعث بن رہے ہیں جس پر حضرت ان کے ہاں تشریف لے گئے اور اس موقع پر یہ کلام ارشاد فرمایا:۔

امیرالمومنین نے موعظت کی تلخیوں کو خوش گوار بنانے کے لیے تمہید میں وہ لب و لہجہ اختیار کیا ہے جو اشتعال دلانے کے بجائے ان میں ذمہ داری کا احساس پیدا کرے اور فرائض کی جانب متوجہ کرے چنانچہ ان کی صحابیت شخصی اہمیت اور شیخین کے مقابلہ میں پیغمبر سے ان کی خاندانی قرابت کو ظاہر کرنے سے اسی فرض شناسی کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ موقعہ ان کی مدح سرائی کا نہ تھا کہ آخر کلام سے آنکھیں بند کر کے اسے قصیدہ شرف سمجھ لیا جائے جبکہ اس تمہید سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کرتے تھے جان بوجھ کر کرتے تھے ایسا نہ تھا کہ انھیں علم و اطلاع نہ ہو اور لاعلمی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کی بنا پر ان کی لغزشوں کو قابلِ مواخذہ نہ سمجھا جائے، ہاں! اگر رسول اللہ کی صحبت میں رہنے ان کی تعلیمات کو سننے ان کے طرزِ عمل کو دیکھنے اور اسلامی احکام پر مطلع ہونے کے بعد ایسا طور طریقہ اختیار کرنا کہ جس سے دنیائے اسلام چیخ اُٹھے کوئی فضیلت ہے تو پھر اس تعریض کو بھی مدح سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر وہ فضیلت نہیں ہے تو پھر اُسے بھی مدح نہیں کہا جا سکتا حالانکہ جن لفظوں کو مدح سمجھ کر پیش کیا جاتا ہے وہ ان کے جرم کی سنگینی ثابت کرنے کے لیے ہیں کیونکہ بے خبری و لاعلمی میں جرم اتنا سنگین نہیں ہوتا جتنا جانتے بوجھتے ہوئے جرم کا ارتکاب اس کے وزن کو بڑھا دیتا ہے چنانچہ اگر راستے کے نشیب و فراز سے ناواقف شخص گھپ اندھیرے میں ٹھوکر کھائے تو اسے معذور سمجھ لیا جاتا ہے اور اگر راستے کے گڑھوں سے واقف دن کے اجالے میں ٹھوکر کھائے تو اسے سرزنش کے قابل سمجھا جاتا ہے اور اگر اس موقع پر اس سے یہ کہا جائے کہ تم آنکھیں بھی رکھتے ہو۔ راستے کی اونچ نیچ سے بھی واقف ہو، تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ اس کی وسعت علمی و روشنیٔ چشم کو سراہا جا رہا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے آنکھوں کے ہوتے ہوئے پھر راستے کے گڑھوں کو نہ دیکھا اور جانے بوجھنے کے باوجود پھر سنبھل کر نہ چلا۔ لہٰذا آنکھوں کا ہونا نہ ہونا برابر اور جاننا نہ جاننا یکساں ہے۔

اس سلسلہ میں ان کی دامادی پر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ پیغمبر نے اپنی دو صاحبزادیوں رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے ان سے کیا۔ اس کو وجہ شرف ماننے سے قبل یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ دامادی عثمان کی نوعیت کیا ہے تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے کہ اس میں ولیت کا شرف حضرت عثمان کو حاصل نہ تھا، بلکہ ان سے قبل رقیہ و ام کلثوم ابولہب کے بیٹوں عتبہ و عتیبہ سے منسوب تھیں، مگر ان کو باوجود پہلا داماد ہونے کے قبل از بعثت کے صاحبان شرف میں بھی اب تک شمار نہیں کیا گیا۔ تو یہاں کسی جوہر ذاتی کے بغیر اس نسبت کو کس بنا پر سرمایہ افتخار سمجھا جا سکتا ہے جب کہ اس رشتہ کی اہمیت کے متعلق نہ کوئی سند ہے اور نہ اس ماحول میں اس طرف کوئی توجہ پائی جاتی تھی کہ یہ کہا جائے کہ کسی اہم ترین عظمت کی مالک شخصیت اور ان میں معاملہ دائر تھا پھر یہ منتخب ہو کر یہ شرف پا گئے۔ یا یہ کہ ان دونوں بیٹیوں کو تاریخ و حدیث و سیر میں کسی کردار کی شخصیت کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہو جس کی وجہ سے اس رشتہ کو خاص اہمیت دے کر ان کے لیے طرۂ امتیاز قرار دیا جائے اگر قبل بعثت عتبہ و عتیبہ سے ان کا بیاہا جانا اس بنا پر صحیح سمجھا جاتا ہے کہ اس وقت مشرکین کے ساتھ عقد کی حرمت کا سوال پیدا نہ ہوتا تھا، تو یہاں پر بھی صحت عقد کے لیے صرف ظاہری اسلام کی شرط تھی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں نے زبان سے اقرار شہادتین بھی کیا اور بظاہر ایمان بھی لائے لہٰذا اس عقد کو صرف ظاہر اسلام کی دلیل تو قرار دیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ اور کسی امتیاز کو اس کے ذریعہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہی کہاں مسلّم ہے کہ وہ رسول اللہ کی صلبی بیٹیاں تھیں جب کہ ایک طبقہ ان کے صلبِ رسول سے ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اور وہ انھیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اولاد یا ان کے پہلے شوہر کی اولاد قرار دیتا ہے چنانچہ ابوالقاسم الکوفی متوفی ۳۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِخَدِيْجَةَ مَاتَتْ هَالَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمُدَّةٍ يَسِيْرَةٍ وَخَلَّفَتِ الطِّفْلَتَيْنِ زَيْنَبَ وَرُقَيَّةَ فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَحِجْرِ خَدِيْجَةَ فَرَبَّيَاهُمَا وَكَانَ مِنْ سُنَّةِ الْعَرَبِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَنْ يُرَبِّيْ يَتِيْمًا يُنْسَبُ ذٰلِكَ الْيَتِيْمُ اِلَيْهِ (کتاب الاستغاثۃ ص۶۹)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت خدیجہ سے عقد کیا تو اس کے تھوڑے عرصہ بعد ہالہ کا انتقال ہوگیا اور اس نے دو لڑکیاں چھوڑیں ایک کا نام زینب تھا اور ایک کا نام رقیہ اور ان دونوں نے پیغمبر اور خدیجہ کی گود میں پرورش پائی اور انہی نے ان کی تربیت کی اور اسلام سے قبل یہ دستور تھا کہ اگر کوئی یتیم بچہ کسی کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ تو اسے اسی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

اور ابن ہشام نے حضرت خدیجہ کی اولاد کے سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے: کہ

وَكَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ اَبِيْ هَالَةَ ابْنِ مَالِكٍ فَوَلَدَتْ لَهُ هِنْدَ ابْنَ اَبِيْ هَالَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ هَالَةَ وَكَانَتْ قَبْلَ اَبِيْ هَالَةَ عِنْدَ عَتِيْقِ ابْنِ عَائِذِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ مَخْزُوْمٍ فَوَلَدَتْ لَهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَجَارِيَةً (سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۲۹۳)

حضرت خدیجہ رسول اللہ کے حبالہ عقد میں آنے سے پہلے ابی ہالہ ابن مالک کی زوجیت میں تھیں جس سے ایک لڑکا ہند اور ایک لڑکی زینب پیدا ہوئی اور ابی ہالہ سے قبل عتیق ابن عائذ کے عقد میں تھیں جس سے ایک لڑکا ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہ کی دو لڑکیاں عقد رسولؐ میں آنے سے پہلے موجود تھیں جو حسب ظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بیٹیاں کہلائیں گی اور وہ جن سے بھی بیاہی جائیں گی وہ پیغمبر کے داماد ہی کہلائیں گے لیکن دامادی کی حیثیت وہی ہوگی۔ جو ان لڑکیوں کے بیٹی ہونے کی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اسے محل افتخار میں پیش کرنے سے پہلے ان بیٹیوں کی حیثیت کو دیکھ لینا چاہیئے اور حضرت عثمان کے رویہ پر بھی ایک نظر کر لینا چاہیئے چنانچہ اس سلسلہ میں امام بخاری اپنی صحیح میں یہ روایت درج کرتے ہیں:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ اَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا۔

انس ابن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم دختر رسول کے دفن کے موقع پر موجود تھے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ قبر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ کون تم میں ایسا ہے جو آج کی رات ہمبستر نہ ہوا۔ ابو طلحہ نے کہا کہ میں، حضرت نے فرمایا:۔ کہ پھر تم قبر میں اُترو۔ چنانچہ وہ قبر میں اترے

(ج ۱۔ ص ۲۳۲)

اس موقع پر پیغمبر اکرمؐ نے حضرت عثمان کے رازداروں کے پردہ کو بے نقاب کر کے انھیں قبر میں اترنے سے روک دیا، حالانکہ پیغمبر کی سیرت کا یہ نمایاں جوہر تھا، کہ وہ کسی کے اندرونی حالات کو طشت از بام کر کے اس کی ہتک و اہانت گوارا نہ کرتے تھے۔ اور دوسروں کے عیوب پر مطلع ہونے کے باوجود چشم پوشی فرما جاتے تھے۔ مگر یہاں کردار کا گھناؤنا پن کچھ ایسا تھا کہ بھرے مجمع میں انھیں رسوا کرنا ضروری سمجھا گیا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۳

يَذْكُرُ فِيْهَا عَجِيْبَ خِلْقَةِ الطَّاوُوْسِ۔

جس میں مور کی عجیب و غریب آفرینش کا تذکرہ فرمایا ہے:۔

اِبْتَدَعَهُمْ خَلْقًا عَجِيْبًا مِّنْ حَيَوَانٍ وَّمَوَاتٍ، وَّسَاكِنٍ وَّذِيْ حَرَكَاتٍ۔ فَاَقَامَ مِنْ شَوَاهِدِ الْبَيِّنَاتِ عَلٰى لَطِيْفِ صَنْعَتِهٖ وَعَظِيْمِ قُدْرَتِهٖ مَا انْقَادَتْ لَهُ الْعُقُوْلُ مُعْتَرِفَةً بِهٖ وَمُسَلِّمَةً لَهٗ۔ وَنَعَقَتْ فِيْ اَسْمَاعِنَا دَلَائِلُهٗ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ

قدرت نے ہر قسم کی مخلوق کو وہ جاندار ہو، یا بے جان ساکن ہو، یا متحرک عجیب و غریب آفرینش کا جامہ پہنا کر ایجاد کیا ہے۔ اور اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت پر ایسی واضح نشانیاں شاہد بنا کر قائم کی ہیں، کہ جن کے سامنے عقلیں اُس کی ہستی کا اعتراف اور اس کی (فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہوئے سر اطاعت خم کر چکی ہیں اور اس کی یکتائی پر بھی عقل کی تسلیم کی ہوئی اور اُسکے خالق بیمثال ہونے پر مختلف شکل

وَمَا ذَرَأَ مِنْ مُخْتَلِفِ صُوَرِ الْأَطْيَارِ
الَّتِي أَسْكَنَهَا أَخَادِيدَ الْأَرْضِ
وَخُرُوقَ فِجَاجِهَا، وَرَوَاسِيَ أَعْلَامِهَا
مِنْ ذَوَاتِ أَجْنِحَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَهَيْئَاتٍ
مُتَبَايِنَةٍ، مُصَرَّفَةٍ فِي زِمَامِ التَّسْخِيرِ
وَمُرَفْرِفَةٍ بِأَجْنِحَتِهَا فِي مَخَارِقِ الْجَوِّ
الْمُنْفَسِحِ، وَالْفَضَاءِ الْمُنْفَرِجِ. كَوَّنَهَا
بَعْدَ إِذْ لَمْ تَكُنْ فِي عَجَائِبِ صُوَرٍ
ظَاهِرَةٍ، وَرَكَّبَهَا فِي حَقَائِقِ مَفَاصِلَ
مُحْتَجِبَةٍ. وَمَنَعَ بَعْضَهَا بِعَبَالَةِ خَلْقِهِ أَنْ
يَسْمُوَ فِي السَّمَاءِ خُرُوقًا، وَجَعَلَهُ
يَدِفُّ دَفِيفًا وَنَسَقَهَا عَلَى اخْتِلَافِهَا
فِي الْأَصَابِغِ بِلَطِيفِ قُدْرَتِهِ وَ
دَقِيقِ صَنْعَتِهِ. فَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي
قَالَبِ لَوْنٍ لَا يَشُوبُهُ غَيْرُ لَوْنِ مَا
غُمِسَ فِيهِ. وَمِنْهَا مَعْمُوسٌ فِي
لَوْنِ صِبْغٍ قَدْ طُوِّقَ بِخِلَافِ مَا صُبِغَ
بِهِ وَمِنْ أَعْجَبِهَا خَلْقًا الطَّاوُوسُ
الَّذِي أَقَامَهُ فِي أَحْكَمِ تَعْدِيلٍ،
وَنَضَّدَ أَلْوَانَهُ فِي أَحْسَنِ تَنْضِيدٍ
بِجَنَاحٍ أَشْرَجَ قَصَبَهُ، وَذَنَبٍ
أَطَالَ مَسْحَبَهُ. إِذَا دَرَجَ إِلَى الْأُنْثَى
نَشَرَهُ مِنْ طَيِّهِ، وَسَمَا بِهِ مُنْظِلًّا

وصورت کے پرندوں کی آفرینش سے اُبھری ہوئی
دلیلیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ وہ
پرندے جن کو اُس نے زمین کے گڑھوں، دروں کے
شگافوں اور مضبوط پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسایا ہے۔
جو مختلف طرح کے پر و بال اور جُداگانہ شکل و صورت
والے ہیں جنھیں تسلّط (الٰہی) کی باگ ڈور میں گھمایا پھرایا
جاتا ہے اور جو کشادہ ہوا کی وسعتوں اور کھلی فضاؤں میں
پروں کو پھڑپھڑاتے ہیں۔ انھیں جبکہ یہ موجود نہ تھے
عجیب و غریب ظاہری صورتوں سے (آراستہ کرکے) پیدا
کیا اور (گوشت و پوست میں) ڈھکے ہوئے جوڑوں
کے سروں سے ان کے (جسموں کی) ساخت قائم کی۔ ان
میں سے بعض وہ ہیں جنھیں ان کے جسموں کے بوجھل
ہونے کی وجہ سے فضا میں بلند ہو کر تیز پروازی سے روک
دیا ہے اور انھیں ایسا بنایا ہے۔ کہ وہ زمین سے کچھ تھوڑے
ہی اونچے ہو کر پرواز کر سکیں۔ اس نے اپنی لطیف قدرت
اور باریک صنعت سے ان قسم قسم کے پرندوں کو (مختلف)
رنگوں سے ترتیب دیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض ایسے
ہیں، جو ایک ہی رنگ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں
یوں کہ جس رنگ میں انھیں ڈبو دیا گیا ہے اس کے
علاوہ کسی اور رنگ کی ان میں آمیزش نہیں کی گئی۔ اور
بعض اس طرح رنگ میں ڈبوئے گئے ہیں کہ جس رنگ
کا طوق انھیں پہنا دیا گیا ہے وہ اس رنگ میں نہیں
ملتا جس سے خود رنگین ہیں۔ ان سب پرندوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلٰى رَأْسِهٖ كَأَنَّهٗ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهٗ
نُوْتِيُّهٗ. يَخْتَالُ بِأَلْوَانِهٖ، وَ
يَمِيْسُ بِرَيْقَانِهٖ. يُقْضِيْ كِفَضَاءِ
الدِّيْكَةِ، وَيُؤَرُّ بِمُلَاحَةِ اَرَّ
الْفُحُوْلِ الْمُقْتَلِمَةِ الْضِّرَابِ أُجِيْلُكَ
مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى مُعَايَنَةٍ، لَا كَمَنْ
يُجِيْلُ عَلٰى ضَعِيْفِ إِسْنَادِهٖ وَلَوْ
كَانَ كَزَعْمِ مَنْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ يُلْقِحُ
بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا مَدَامِعُهٗ فَتَقِفُ
فِيْ ضَفَّتَيْ جُفُوْنِهٖ وَاَنَّ اُنْثَاهُ
تَطْعَمُ ذٰلِكَ، ثُمَّ تَبِيْضُ لَا مِنْ
لَقَاحِ فَحْلٍ سِوَى الدَّمْعِ الْمُنْجَبِسِ
لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ بِاَعْجَبَ مِنْ مُطَاعَمَةِ
الْغُرَابِ. تَخَالُ قُصَبَهٗ مَدَارِيَ
مِنْ فِضَّةٍ وَمَا أُنْبِتَ عَلَيْهَا مِنْ
عَجِيْبِ دَارَاتِهٖ وَشُمُوْسِهٖ خَالِصَ
الْعِقْيَانِ وَفِلَذَ الزَّبَرْجَدِ فَاِنْ
شَبَّهْتَهٗ بِمَا اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ قُلْتَ
جَنِيٌّ جُنِيَ مِنْ زَهْرَةِ كُلِّ رَبِيْعٍ.
وَاِنْ ضَاهَيْتَهٗ بِالْمَلَابِسِ فَهُوَ
كَمُوْشِيِّ الْحُلَلِ، اَوْ كَمُوْنِقِ عَصْبِ
الْيَمَنِ. وَاِنْ شَاكَلْتَهٗ بِالْحُلِيِّ
فَهُوَ كَفُصُوْصِ ذَاتِ اَلْوَانٍ قَدْ

زائد عجیب الخلقت مور ہے کہ (اللہ نے) جس کے (اعضا
کو موزونیت کے محکم ترین سانچے میں ڈھالا ہے۔ اور
اس کے رنگوں کو ایک حسین ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ یہ
(حسن و توازن) ایسے پروں سے ہے کہ جن کی جڑوں کو
(ایک دوسرے سے) جوڑ دیا ہے۔ اور ایسی دم سے ہے جو
دُور تک کھینچتی چلی جاتی ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کی طرف
بڑھتا ہے تو اپنی لپیٹی ہوئی دم کو پھیلا دیتا ہے۔ اور اسے
اس طرح اونچا لے جاتا ہے کہ وہ اس کے سر پر سایہ افگن
ہو کر پھیل جاتی ہے۔ گویا وہ (مقام) دارین کی اس کشتی
کا بادبان ہے جسے اس کا ملاح ادھر ادھر موڑ رہا ہو۔ وہ
اس کے رنگوں پر اتراتا ہے۔ اور اس کی جنبشوں کے ساتھ
جھومنے لگتا ہے اور مرغوں کی طرح جفتی کھاتا ہے۔ اور
(اپنی مادہ کو) حاملہ کرنے کے لیے جوش و ہیجان میں بھرے
ہوئے نروں کی طرح جوڑ کھاتا ہے۔ میں اس (بیان) کے
لیے مشاہدہ کو تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اس شخص
کی طرح نہیں کہتا، جو کسی کمزور سند کا حوالہ دے رہا ہو،
گمان کرنے والوں کا یہ صرف وہم و گمان ہے کہ وہ اپنے
گوشہ ہائے چشم کے بہائے ہوئے اس آنسو سے اپنی مادہ
کو انڈوں پر لاتا ہے کہ جو اُس کی پلکوں کے دونوں کناروں
میں آکر ٹھہر جاتا ہے اور مورنی اسے پی لیتی ہے۔ اور پھر
وہ انڈے دینے لگتی ہے۔ اور اس پھوٹ کر نکلنے والے
آنسو کے علاوہ یوں نر اس سے جفتی نہیں کھاتا۔ اگر ایسا
ہو تو بھی (ان کے خیال کے مطابق) کوّے کے اپنی مادہ کو (پوٹے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نُطِّقَتْ بِاللَّجَيْنِ الْمُكَلَّلِ ۔ يَمْشِي مَشْيَ الْمَرِحِ الْمُخْتَالِ وَيَتَصَفَّحُ ذَنَبَهُ وَجَنَاحَيْهِ فَيُقَهْقِهُ ضَاحِكًا بِجَمَالِ سِرْبَالِهِ وَأَصَابِغِ وَشَاحِهِ فَإِذَا رَمَى بِبَصَرِهِ إِلَى قَوَائِمِهِ زَقَا مَعْوِلًا بِصَوْتٍ يَكَادُ يُبِينُ عَنِ اسْتِغَاثَتِهِ، وَيَشْهَدُ بِصَادِقِ تَوَجُّعِهِ، لِأَنَّ قَوَائِمَهُ حُمْشٌ كَقَوَائِمِ الدِّيَكَةِ الْخِلَاسِيَّةِ وَقَدْ نَجَمَتْ مِنْ ظُنُوبِ سَاقِهِ صِيصِيَةٌ خَفِيَّةٌ. وَلَهُ فِي مَوْضِعِ الْعُرْفِ قُنْزُعَةٌ خَضْرَاءُ مُوَشَّاةٌ ۔ وَمَخْرَجُ عُنُقِهِ كَالْإِبْرِيقِ وَمَغْرِزُهَا إِلَى حَيْثُ بَطْنُهُ كَصِبْغِ الْوَسْمَةِ الْيَمَانِيَّةِ أَوْ كَحَرِيرَةٍ مُلْبَسَةٍ مِرْآةً ذَاتَ صِقَالٍ وَكَأَنَّهُ مُتَلَفِّعٌ بِمُعْجَرٍ أَسْحَمَ ۔ إِلَّا أَنَّهُ يُخَيَّلُ لِكَثْرَةِ مَائِهِ وَشِدَّةِ بَرِيقِهِ أَنَّ الْخُضْرَةَ النَّاضِرَةَ مُمْتَزِجَةٌ بِهِ ۔ وَمَعَ فَتْقِ سَمْعِهِ خَطٌّ كَمُسْتَدَقِّ الْقَلَمِ فِي لَوْنِ الْأُقْحُوَانِ أَبْيَضُ يَقَقٌ ۔ فَهُوَ بَيَاضُهُ فِي سَوَادِ مَا هُنَالِكَ يَأْتَلِقُ ۔ وَقَلَّ صِبْغٌ إِلَّا وَقَدْ أَخَذَ مِنْهُ بِقِسْطٍ، وَعَلَاهُ بِكَثْرَةِ صِقَالِهِ وَبَرِيقِهِ وَ

سے دانہ پانی) بھر اکر انڈوں پر لانے سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے (تم اگر بغور دیکھو گے) تو اس کے پروں کی درمیانی تیلیوں کو چاندی کی سلائیاں تصور کرو گے اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے بنے ہوئے ہیں اور سورج (کی شعاعوں) کے مانند (جو پر و بال) اُگے ہوئے ہیں انھیں (زردی) میں خالص سونا اور (سبزی میں) زمرد کے ٹکڑے خیال کرو گے۔ اگر تم اسے زمین کی اُگائی ہوئی چیزوں سے تشبیہ دو گے تو یہ کہو گے کہ وہ ہر موسم بہار کے چنے ہوئے شگوفوں کا گلدستہ ہے اور اگر کپڑوں سے تشبیہ دو گے تو وہ منقش حلّوں یا خوشنما یمنی چادروں کے مانند ہے اور اگر زیورات سے تشبیہ دو گے تو وہ رنگ برنگ کے ان نگینوں کی طرح ہے جو مرصع بجواہر چاندی میں دائروں کی صورت میں پھیلا دیئے گئے ہوں وہ اس طرح چلتا ہے جس طرح کوئی ہشاش بشاش اور متکبر محو خرام ہوتا ہے، اور اپنی دم اور پر و بال کو غور سے دیکھتا ہے تو اپنے پیراہن کے حسن و جمال اور اپنے گلوبند کی رنگتوں کی وجہ سے قہقہہ لگا کر ہنستا ہے مگر جب اپنے پیروں پر نظر ڈالتا ہے تو اس طرح اونچی آواز سے روتا ہے کہ گویا اپنی فریاد کو ظاہر کر رہا ہے اور اپنے سچے درد (دل) کی گواہی دے رہا ہے۔ کیونکہ اس کے پیر خاکستری رنگ کے دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح باریک اور پتلے ہوتے ہیں۔ اور اس کی پنڈلی کے کنارے پر ایک باریک سا کانٹا نمایاں ہوتا ہے اور اس کی (گردن پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَصِيصِ دِيبَاجِهٖ وَرَوْنَقِهٖ۔ فَهُوَ
كَالْاَزَاهِيرِ الْمَبْثُوثَةِ لَمْ تُرَبِّهَا
اَمْطَارُ رَبِيعٍ وَلَا شُمُوسُ قَيْظٍ۔
وَقَدْ يَتَحَسَّرُ مِنْ رِيشِهٖ، وَيَعْرَى
مِنْ لِبَاسِهٖ، فَيَسْقُطُ تَتْرَى، وَيَنْبُتُ
تِبَاعًا، فَيَبْخَتُّ مِنْ قَصَبِهٖ اِنْحِتَاتَ
اَوْرَاقِ الْاَغْصَانِ ثُمَّ يَتَلَاحَقُ نَامِيًا
حَتّٰى يَعُودَ كَهَيْئَتِهٖ قَبْلَ سُقُوطِهٖ۔
لَا يُخَالِفُ سَالِفَ اَلْوَانِهٖ، وَلَا يَقَعُ
لَوْنٌ فِي غَيْرِ مَكَانِهٖ۔ وَاِذَا تَصَفَّحْتَ
شَعْرَةً مِنْ شَعَرَاتِ قَصَبِهٖ اَرَتْكَ
حُمْرَةً وَرْدِيَّةً، وَتَارَةً خُضْرَةً زَبَرْجَدِيَّةً
وَاَحْيَانًا صُفْرَةً عَسْجَدِيَّةً۔ فَكَيْفَ
تَصِلُ اِلٰى صِفَةِ هٰذَا اَعْمَائِقُ الْفِطَنِ
اَوْ تَبْلُغُهُ قَرَائِحُ الْعُقُولِ، اَوْ تَسْتَنْظِمُ
وَصْفَهٗ اَقْوَالُ الْوَاصِفِينَ۔ وَاَقَلُّ
اَجْزَائِهٖ قَدْ اَعْجَزَ الْاَوْهَامَ اَنْ تُدْرِكَهٗ
وَالْاَلْسِنَةَ اَنْ تَصِفَهٗ۔ فَسُبْحَانَ
الَّذِي۔ حَيَّرَ الْعُقُولَ عَنْ وَصْفِ خَلْقٍ
جَلَّاهُ لِلْعُيُونِ فَاَدْلَكَتْهُ مَحْدُودًا
مُكَوَّنًا، وَمُؤَلَّفًا مُلَوَّنًا۔ وَاَعْجَزَ الْاَلْسُنَ
عَنْ تَلْخِيصِ صِفَتِهٖ، وَقَعَدَ بِهَا عَنْ
تَادِيَةِ نَعْتِهٖ۔ وَسُبْحَانَ مَنْ اَدْمَجَ

ایال کی جگہ سبز رنگ کے منقش پروں کا گچھا ہوتا ہے اور
گردن کا پھیلاؤ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے صراحی کی گردن،
اور اس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر وہاں تک کا حصہ کہ
جہاں اس کا پیٹ ہے یمنی وسمہ کے رنگ کی طرح
دگہرا سبز ہے یا اس ریشم کی طرح ہے جو صیقل کیے ہوئے
آئینہ پر بچھا دیا گیا ہو گویا کہ وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی
میں لپٹا ہوا ہے لیکن اس کی آب و تاب کی فراوانی اور
چمک دمک کی بہتات سے ایسا گمان ہوتا ہے کہ اس
میں تر و تازہ سبزی کی (الگ سے) آمیزش کر دی گئی ہے
اس کے کانوں کے شگاف سے ملی ہوئی بابونہ کے پھولوں
جیسی ایک سفید چمکیلی لکیر ہوتی ہے جو قلم کی باریک نوک
کے مانند ہے وہ (لکیر) اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی
سیاہیوں میں جگمگاتی ہے۔ کم ہی ایسے رنگ ہوں گے
جس نے سفید دھاری کا کچھ حصہ نہ لیا ہو اور وہ ان رنگوں
پر اپنی آب و تاب کی زیادتی اپنے پیکر ریشمیں کی چمک
دمک اور زیبائش کی وجہ سے چھائی ہوتی ہے وہ ان
بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہے کہ جنھیں نہ فصل بہار کی
بارشوں نے پروان چڑھایا ہو اور نہ گرمیوں کے سورج
نے پرورش کیا ہو وہ کبھی اپنے پر و بال سے برہنہ اور
اپنے رنگین لباس سے عریاں ہو جاتا ہے اس کے بال و پر
لگاتار جھڑتے ہیں اور پھر پے در پے اگنے لگتے ہیں وہ اس
بازوؤں سے اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح ٹہنیوں سے
پتے، یہاں تک کہ جھڑنے سے پہلے جو شکل و صورت تھی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَوَائِمَ الذَّرَّةِ وَالْهَمَجَةِ اِلٰى مَا فَوْقَهُمَا
مِنْ خَلْقِ الْحِيتَانِ وَالْاَفِيلَةِ۔ وَرَاٰى
عَلٰى نَفْسِهٖ اَنْ لَا يَضْطَرِبَ شَبَحٌ
مِمَّا اَوْلَجَ فِيهِ الرُّوحَ اِلَّا وَجَعَلَ
الْحِمَامَ مَوْعِدَهٗ وَالْفَنَاءَ غَايَتَهٗ۔

(مِنْهَا فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ)

فَلَوْ رَمَيْتَ بِبَصَرِ قَلْبِكَ نَحْوَ مَا
يُوْصَفُ لَكَ مِنْهَا لَغَرَفَتْ نَفْسُكَ
عَنْ بَدَآئِعِ مَا اُخْرِجَ اِلَى الدُّنْيَا
مِنْ شَهَوَاتِهَا وَلَذَّاتِهَا وَزَخَارِفِ
مَنَاظِرِهَا وَلَذَهِلَتْ بِالْفِكْرِ فِي
اصْطِفَاقِ اَشْجَارٍ غُيِّبَتْ عُرُوقُهَا
فِي كُثْبَانِ الْمِسْكِ عَلٰى سَوَاحِلِ
اَنْهَارِهَا، وَفِي تَعْلِيقِ كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ
الرَّطْبِ فِي عَسَالِيجِهَا وَاَفْنَانِهَا،
وَطُلُوعِ تِلْكَ الثِّمَارِ مُخْتَلِفَةً فِي
غُلُفِ اَكْمَامِهَا۔ تُجْنٰى مِنْ غَيْرِ
تَكَلُّفٍ فَتَاْتِي عَلٰى مُنْيَةِ جُتْنِهَا
وَيُطَافُ عَلٰى نُزَّالِهَا فِي اَفْنِيَةِ
قُصُورِهَا بِاَلْاَعْسَالِ الْمُصَفَّقَةِ
وَالْخُمُورِ الْمُرَوَّقَةِ۔ قَوْمٌ لَمْ تَزَلِ
الْكَرَامَةُ تَتَمَادٰى بِهِمْ حَتّٰى حَلُّوا
دَارَ الْقَرَارِ، وَاَمِنُوا نُقْلَةَ الْاَسْفَارِ

اسی کی طرف پلٹ آتا ہے اور اپنے پہلے رنگوں سے سر مو ادھر
سے اُدھر نہیں ہوتا اور نہ کوئی رنگ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری
جگہ اختیار کرتا ہے۔ جب اس کے پروں کے ریشوں میں سے کسی
ریشے کو تم غور سے دیکھو گے تو وہ تمھیں کبھی گلاب کے پھولوں جیسی
سُرخی اور کبھی زمرد جیسی سبزی اور کبھی سونے جیسی زردی کی
جھلکیاں دکھائے گا (غور تو کرو کہ) ایک ایسی مخلوق کی
صفتوں تک فکروں کی گہرائی کیوں کر پہنچ سکتی ہیں یا
عقلوں کی طبع آزمائیاں کس طرح وہاں تک رسائی پا سکتی ہیں
یا بیان کرنے والوں کے کلمات کیوں کر اس کے وصفوں کو
ترتیب دے سکتے ہیں کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے جزنے بھی
واہموں کو سمجھنے سے عاجز اور زبانوں کو بیان کرنے سے درماندہ
کر دیا ہو، تو پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک ایسی مخلوق
کی حالت بیان کرنے سے بھی عقلوں کو مغلوب کر رکھا ہے
کہ جسے آنکھوں کے سامنے نمایاں کر دیا تھا اور (ان آنکھوں)
نے اس کو ایک حد تک گھرا ہوا اور (اجزا) سے مرکب اور
(مختلف رنگوں سے) رنگین صورت میں دیکھ بھی لیا اور
جس نے زبانوں کو اس (مخلوق) کے وصفوں کا خلاصہ کرنے
سے عاجز اور اس کی صفتوں کے بیان کرنے سے درماندہ کر دیا
ہے اور پاک ہے وہ خدا کہ جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر
ان سے بڑی مخلوق مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں کو
مضبوط و مستحکم کیا ہے اور اپنی ذات پر لازم کر لیا ہے کہ کوئی
پیکر کہ جس میں اُس نے روح داخل کی ہے جنبش نہیں کھائے
گا مگر یہ کہ موت کو اس کی وعدہ گاہ اور فنا کو اس کی حد آخر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَلَوْ شَغَلَتْ قَلْبَكَ أَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ بِالْوُصُولِ إِلَى مَا يَهْجُمُ عَلَيْكَ مِنْ تِلْكَ الْمَنَاظِرِ الْمُونِقَةِ لَزَهَقَتْ نَفْسُكَ شَوْقًا إِلَيْهَا، وَلَتَحَمَّلْتَ مِنْ مَجْلِسِي هٰذَا إِلَى مُجَاوَرَةِ أَهْلِ الْقُبُورِ اسْتِعْجَالًا لَهَا. جَعَلَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ مِمَّنْ يَسْعَى بِقَلْبِهِ إِلَى مَنَازِلِ الْأَبْرَارِ بِرَحْمَتِهِ.

قرار دے گا۔

اس خطبہ کا یہ حصہ جنت کے بیان میں ہے۔ اگر تم دیدۂ دل سے جنّت کی ان کیفیتوں پر نظر کرو جو تم سے بیان کی جاتی ہیں تو تمہارا نفس دنیا میں پیش کی ہوئی عمدہ سے عمدہ خواہشوں اور لذّتوں اور اس کے مناظر کی زیبائشوں سے نفرت کرنے لگے گا اور وہ ان درختوں کے پتوں کے کھڑکھڑانے کی آوازوں میں کہ جن کی جڑیں جنّت کی نہروں کے کناروں پر مشک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں کھو جائے گا اور ان کی بڑی اور چھوٹی ٹہنیوں میں تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے نکلنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے پھلوں کے نکلنے کے (نظاروں) میں محو ہو جائے گا ایسے پھل کہ جو بغیر کسی زحمت کے چُنے جا سکتے ہیں اور چننے والے کی خواہش کے مطابق آگے بڑھ آتے ہیں۔ وہاں کے بلند ایوانوں کے صحنوں میں اُترنے والے مہمانوں کے گرد پاک و صاف شہد اور صاف ستھری شراب (کے جام) گردش میں لائے جائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی بخشش و عنایت ہمیشہ اُن کے شامل حال رہی یہاں تک کہ وہ اپنی جائے قیام میں اتر پڑے اور سفروں کی نقل و حرکت سے آسودہ ہو گئے۔ اے سننے والے اگر تو ان دلکش مناظر تک پہنچنے کے لیے اپنے نفس کو متوجہ کرے جو تیری طرف ایک دم آنے والے ہیں تو اس کے اشتیاق میں تیری جان ہی نکل جائے گی اور اسے جلد سے جلد پا لینے کے لیے میری اس مجلس سے اُٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائگی اختیار کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا۔ اللہ سبحانہ، اپنی رحمت سے ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے کہ جو نیک بندوں کی منزل تک پہنچنے کی (سر توڑ) کوشش کرتے ہیں۔

تَفْسِيرُ بَعْضِ مَا فِي هٰذِهِ الْخُطْبَةِ مِنَ الْغَرِيبِ:- قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيُوَرِّثُهُ بِمُلَاقَحَةِ الْأَرِّ كِنَايَةٌ عَنِ النِّكَاحِ، يُقَالُ أَرَّ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ يَئِرُّهَا أَيْ نَكَحَهَا، وَقَوْلُهُ كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنْجَهَ لَوْتِيَّةٍ، الْقِلْعُ

سیّد رضی اس خطبہ کے بعض مشکل الفاظ کی توضیح و تشریح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آپ کے ارشاد وَيُوَرِّثُهُ بِمُلَاقَحَةِ میں لفظ اَرّ سے مباشرت کی طرف کنایہ ہے یوں کہا جاتا ہے کہ اَرَّ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ يَئِرُّهَا یعنی اس نے عورت سے مباشرت کی اور آپ کے اس ارشاد كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنْجَهَ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

شَرَاعُ السَّفِينَةِ، وَدَارِيٌّ: مَنْسُوبٌ إِلَى دَارِينَ، وَهِيَ بَلْدَةٌ عَلَى الْبَحْرِ يُجْلَبُ مِنْهَا الطِّيبُ۔ وَعَنَجَهُ أَيْ عَطَفَهُ يُقَالُ عَنَجْتُ النَّاقَةَ۔ كَنَصَرْتُ۔

أَعْنُجُهَا عَنْجًا إِذَا عَطَفْتُهَا۔ وَالنَّوْتِيُّ الْمَلَّاحُ۔ وَقَوْلُهُ، ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ، أَرَادَ جَانِبَيْ جُفُونِهِ۔ وَالضَّفَّتَانِ الْجَانِبَانِ۔ وَقَوْلُهُ وَفِلَذِ الزَّبَرْجَدِ، الْفِلَذُ: جَمْعُ فِلْذَةٍ، وَهِيَ الْقِطْعَةُ۔ وَقَوْلُهُ كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ، الْكَبَائِسُ: الْعِذْقُ وَالْعَسَالِيجُ الْغُصُونُ، وَاحِدُهَا عُسْلُوجٌ)۔

نَوْتِیَّہ میں قلع کے معنی کشتی کے بادبان کے ہیں اور لفظ داری دارین کی طرف منسوب ہے اور دارین سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے کہ جہاں سے خوشبودار چیزیں لائی جاتی اور عنجہ کے معنی ہیں اس کو موڑا اور استعمال یوں ہوتا ہے۔ عَنَجْتُ النَّاقَةَ۔ (عَنَجْتُ بَرْوَزْنِ نَصَرْتُ) یعنی میں نے اونٹنی کے رُخ کو موڑا اور اَعْنُجُهَا عَنْجًا اس وقت کہو گے کہ جب تم اس کے رخ کو موڑو گے اور نوتی کے معنی ملاح کے ہیں اور آپ کے ارشاد ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ سے مراد مور کی پلکوں کے دونوں کنارے ہیں اور آپ کے قول فِلَذِ الزَّبَرْجَدِ میں فِلَذٌ فِلْذَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں اور آپ کے قول كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ میں كَبَائِسُ كِبَاسَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی کھجور کے خوشے کے ہیں اور عَسَالِيجُ عُسْلُوجٌ کی جمع ہے جس کے معنی ٹہنی کے ہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۴

لِيَتَأَسَّ صَغِيرُكُمْ بِكَبِيرِكُمْ وَلْيَرْأَفْ كَبِيرُكُمْ بِصَغِيرِكُمْ وَلَا تَكُونُوا كَجُفَاةِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا فِي الدِّينِ يَتَفَقَّهُونَ۔ وَلَا عَنِ اللّٰهِ يَعْقِلُونَ۔ كَقَيْضِ بَيْضٍ فِي أَدْحِيٍّ يَكُونُ كَسْرُهَا وِزْرًا۔ وَيُخْرِجُ حِضَانُهَا شَرًّا۔

تمہارے چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کو چاہیے کہ وہ چھوٹوں سے شفقت و مہربانی سے پیش آئیں۔ زمانہ جاہلیت کے ان اجڈ آدمیوں کے مانند نہ ہو جاؤ کہ جو نہ دین میں فہم و بصیرت سے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے[1] وہ ان انڈوں کے چھلکوں کی طرح ہیں جو شتر مرغوں کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں جن کا توڑنا گناہ معلوم ہوتا ہے مگر انھیں سینے کے لیے چھوڑ دینا ایذا رساں بچوں کے نکلنے کا سبب ہوتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(منها) اِفْتَرَقُوا بَعْدَ الْفَتِهِمْ
وَتَشَتَّتُوا عَنْ اَصْلِهِمْ. فَمِنْهُمْ
اٰخِذٌ بِغُصْنٍ اَيْنَمَا مَالَ مَالَ
مَعَهٗ. عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيَجْمَعُهُمْ
لِشَرِّ يَوْمٍ لِبَنِيْ اُمَيَّةَ كَمَا تَجْتَمِعُ
قَزَعُ الْخَرِيْفِ يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ يَجْعَلُهُمْ رُكَامًا كَرُكَامِ السَّحَابِ
ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ اَبْوَابًا يَسِيْلُوْنَ
مِنْ مُسْتَنَارِهِمْ كَسَيْلِ الْجَنَّتَيْنِ
حَيْثُ لَمْ تَسْلَمْ عَلَيْهِ قَارَّةٌ، وَلَمْ
تَثْبُتْ عَلَيْهِ اَكَمَةٌ، وَلَمْ يَرُدَّ
سَنَنَهٗ رَصُّ طَوْدٍ، وَلَا حِدَابُ
اَرْضٍ. يُزَعْزِعُهُمُ اللّٰهُ فِيْ بُطُوْنِ
اَوْدِيَتِهٖ، ثُمَّ يَسْلُكُهُمْ يَنَابِيْعَ
فِي الْاَرْضِ يَاْخُذُ بِهِمْ مِنْ قَوْمٍ
حُقُوْقَ قَوْمٍ، وَيُمَكِّنُ لِقَوْمٍ فِيْ
دِيَارِ قَوْمٍ. وَاَيْمُ اللّٰهِ لَيُدَوِّلَنَّ
مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ بَعْدَ الْعُلُوِّ وَالتَّمْكِيْنِ
كَمَا تَذُوْبُ الْاَلْيَةُ عَلَى النَّارِ
اَيُّهَا النَّاسُ لَوْ لَمْ تَتَخَاذَلُوْا
عَنْ نَّصْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ تَهِنُوْا عَنْ
تَوْهِيْنِ الْبَاطِلِ. لَمْ يَطْمَعْ فِيْكُمْ
مَنْ لَيْسَ مِثْلَكُمْ وَلَمْ يَقْوَ مَنْ

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے: وہ الفت و یک جائی کے بعد الگ الگ اور اپنے مرکز سے منتشر ہو گئے ہوں گے البتہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ایک شاخ کو پکڑے رہیں گے کہ جدھر یہ جھکے ادھر وہ جھکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ جلد ہی اس دن کے لیے کہ جو بنی اُمیہ کے لیے بدترین دن ہو گا انھیں اس طرح جمع کرے گا جس طرح خریف کے موسم میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کے درمیان محبت و دوستی پیدا کرے گا اور پھر ان کا تہہ بہ تہہ جمے ہوئے ابر کی طرح ایک مضبوط جتھا بنا دے گا اور ان کے لیے دروازوں کو کھول دے گا کہ وہ اپنے اُبھرنے کے مقام سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بہ نکلیں گے جس سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ اس کے سامنے ٹک سکا تھا اور نہ پہاڑ کی مضبوطی اور نہ زمین کی اونچائی اس کا دھارا موڑ سکی تھی اللہ سبحانہ انھیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کر دے گا، پھر انھیں چشموں (کے بہاؤ) کی طرح زمین میں پھیلا دے گا اور ان کے ذریعہ سے کچھ لوگوں کے حقوق کچھ لوگوں سے لے گا اور ایک قوم کو دوسری قوم کے شہروں پر متمکن کر دے گا۔ خدا کی قسم ان کی سربلندی و اقتدار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہو گا۔ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح آگ پر چربی۔ اے لوگو! اگر تم حق کی نصرت و امداد سے پہلو نہ بچاتے اور باطل کو کمزور کرنے سے کمزوری نہ دکھاتے تو جو تمھارا ہمپایہ نہ تھا وہ تم پر دانت نہ رکھتا اور جس نے تم پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَوِیَ عَلَیْکُمْ۔ لٰکِنَّکُمْ تُهْتُمْ مَتَاهَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَعَمْرِیْ لَیُضَعَّفَنَّ لَکُمُ التِّیْهُ مِنْ بَعْدِیْ اَضْعَافًا بِمَا خَلَّفْتُمُ الْحَقَّ وَرَاءَ ظُهُوْرِکُمْ وَقَطَعْتُمُ الْاَدْنٰی وَوَصَلْتُمُ الْاَبْعَدَ وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ اِنِ اتَّبَعْتُمُ الدَّاعِیَ لَکُمْ سَلَکَ بِکُمْ مِنْهَاجَ الرَّسُوْلِ وَکُفِیْتُمْ مَؤُوْنَةَ الْاِعْتِسَافِ وَنَبَذْتُمُ الثِّقْلَ الْفَادِحَ عَنِ الْاَعْنَاقِ۔

قابو پالیا وہ تم پر قابو نہ پاتا۔ لیکن تم تو بنی اسرائیل کی طرح صحرائے تیہ میں بھٹک گئے۔ اور اپنی جان کی قسم میرے بعد تمھاری سرگردانی و پریشانی کئی گنا بڑھ جائے گی، کیونکہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے اور قریبیوں سے قطع تعلق کر لیا اور دُور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یقین رکھو کہ اگر تم دعوت دینے والے کی پیروی کرتے تو وہ تمھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کے راستہ پر لے چلتا اور تم بے راہ روی کی زحمتوں سے بچ جاتے اور اپنی گردنوں سے بھاری بوجھ اُتار پھینکتے۔

لہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے ظاہری اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان پر تشدد نہ کیا جائے مگر اس طرح اُنھیں چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شر و مفاسد پھیلاتے ہیں۔

---

(۱۶۵) وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۵

فِیْ اَوَّلِ خِلَافَتِهٖ۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْزَلَ کِتَابًا هَادِیًا بَیَّنَ فِیْهِ الْخَیْرَ وَالشَّرَّ فَخُذُوْا نَهْجَ الْخَیْرِ تَهْتَدُوْا، وَاصْدِفُوْا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوْا الْفَرَائِضَ الْفَرَائِضَ، اَدُّوْهَا اِلَی اللّٰهِ تُؤَدِّکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ نے ایسی ہدایت کرنے والی کتاب نازل فرمائی ہے کہ جس میں اچھائیوں اور برائیوں کو کھول کر بیان کیا ہے تم بھلائی کا راستہ اختیار کرو تاکہ ہدایت پاسکو اور برائی کی جانب سے رُخ موڑ لو تاکہ سیدھی راہ پر چل سکو، فرائض کو پیش نظر رکھو اور انھیں اللہ کے لیے بجا لاؤ تاکہ یہ تمھیں جنت تک پہنچائیں۔ اللہ سبحانہٗ نے ان چیزوں کو حرام کیا ہے جو اسخانی نہیں ہیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَرَّمَ حَرَامًا غَيْرَ مَجْهُوْلٍ، وَّاَحَلَّ حَلَالًا غَيْرَ مَدْخُوْلٍ، وَفَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْحُرَمِ كُلِّهَا، وَشَدَّ بِالْاِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيْدِ حُقُوْقَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ مَعَاقِدِهَا۔ فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ وَلَا يَحِلُّ اَذَى الْمُسْلِمِ اِلَّا بِمَا يَجِبُ۔ بَادِرُوْا اَمْرَ الْعَامَّةِ وَخَاصَّةَ اَحَدِكُمُ الْمَوْتَ وَهُوَ الْمَوْتُ فَاِنَّ النَّاسَ اَمَامَكُمْ وَاِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا، فَاِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ عِبَادِهٖ وَبِلَادِهٖ فَاِنَّكُمْ مَسْئُوْلُوْنَ حَتّٰى عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَائِمِ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَلَا تَعْصُوْهُ، وَاِذَا رَاَيْتُمُ الْخَيْرَ فَخُذُوْا بِهٖ، وَاِذَا رَاَيْتُمُ الشَّرَّ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُ۔

ان چیزوں کو حلال کیا ہے جن میں کوئی عیب و نقص نہیں پایا جاتا اس نے مسلمان کی عزت و حرمت کو تمام حرمتوں پر فضلیت دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کے موقع و محل پر اخلاص و توحید کے دامن سے باندھ دیا ہے چنانچہ مسلمان وہی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بنا پر اُن پر ہاتھ ڈالا جائے اور ان کو ایذا پہنچانا جائز نہیں مگر جہاں واجب ہو جائے۔ اس چیز کی طرف بڑھو کہ جو ہمہ گیر اور تم میں سے ہر ایک کے لیے مخصوص ہے اور وہ موت ہے چونکہ (گزر جانے والے) لوگ تمہارے سامنے ہیں اور (موت کی) گھڑی تمہیں پیچھے سے آگے کی طرف ہنکائے لیے جا رہی ہے۔ ہلکے پھلکے رہو، تاکہ آگے بڑھ جانے والوں کو پاسکو تمہارے اگلوں کو پچھلوں کا انتظار کرایا جا رہا ہے۔ اللہ سے اس کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے میں ڈرتے رہو اس لیے کہ تم سے ہر چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا یہاں تک کہ زمینوں اور چوپاؤں کے متعلق بھی اللہ کی اطاعت کرو اور اس سے سرتابی نہ کرو جب بھلائی کو دیکھو تو اسے حاصل کرو اور جب برائی کو دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۶

بَعْدَ مَا بُوْيِعَ بِالْخِلَافَةِ، وَقَدْ قَالَ لَهٗ قَوْمٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ

آپ کی بیعت ہو چکنے کے بعد صحابہ کی ایک جماعت نے آپ سے کہا کہ بہتر ہے کہ آپ ان لوگوں کو جنھوں نے عثمان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَوْ عَاقَبْتَ قَوْمًا مِمَّنْ اَحْلَبَ عَلٰی عُثْمَانَ ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَا اِخْوَتَاهُ اِنِّیْ لَسْتُ اَجْهَلُ مَا تَعْلَمُوْنَ، وَلٰكِنْ كَيْفَ لِیْ بِقُوَّةٍ وَالْقَوْمُ الْمُجْلِبُوْنَ عَلٰی حَدِّ شَوْكَتِهِمْ يَمْلِكُوْنَنَا وَلَا نَمْلِكُهُمْ. وَهَا هُمْ هٰؤُلَاءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عُبْدَانُكُمْ وَالْتَفَّتْ اِلَيْهِمْ اَعْرَابُكُمْ، وَهُمْ خِلَالَكُمْ يَسُوْمُوْنَكُمْ مَا شَآءُوْا وَهَلْ تَرَوْنَ مَوْضِعًا لِقُدْرَةٍ عَلٰی شَیْءٍ تُرِيْدُوْنَهُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ اَمْرُ جَاهِلِيَّةٍ وَاِنَّ لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ مَادَّةً. اِنَّ النَّاسَ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِذَا حُرِّكَ عَلٰی اُمُوْرٍ. فِرْقَةٌ تَرٰی مَا تَرَوْنَ، وَفِرْقَةٌ تَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ، وَفِرْقَةٌ لَا تَرٰی هٰذَا وَلَا ذَاكَ، فَاصْبِرُوْا حَتّٰی يَهْدَاَ النَّاسُ، وَتَقَعَ الْقُلُوْبُ مَوَاقِعَهَا، وَتُؤْخَذَ الْحُقُوْقُ مُسْمَحَةً فَاهْدَءُوْا عَنِّیْ، وَانْظُرُوْا مَاذَا يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اَمْرِیْ. وَلَا تَفْعَلُوْا فَعْلَةً تُضَعْضِعُ قُوَّةً، وَتُسْقِطُ مُنَّةً، وَتُوْرِثُ وَهْنًا وَّذِلَّةً وَسَاَمْسِكُ

فوج کشی کی تھی، سزا دیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا: کہ

اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں ہوں لیکن میرے پاس (اس کی) قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی زوروں پر ہیں (اسوقت ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں اور عالم یہ ہے کہ تمھارے غلام بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی ان سے مل جل گئے ہیں اور اس وقت بھی وہ تمھارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ جیسا چاہیں تمھیں گزند پہنچا سکتے ہیں۔ کیا تم جو چاہتے ہو اس پر قابو پانے کی کوئی صورت تمھیں نظر آتی ہے؟ بلاشبہ یہ جہالت و نادانی کا مطالبہ ہے ان لوگوں کی پشت پر مدد کا ایک ذخیرہ ہے جب یہ قصہ چھڑے گا تو اس معاملہ میں لوگوں کے مختلف خیالات ہوں گے کچھ لوگوں کی رائے تو وہی ہو گی جو تمھاری ہے اور کچھ لوگوں کی رائے تمھاری رائے کے خلاف ہو گی اور کچھ لوگوں کی رائے نہ ادھر ہو گی نہ ادھر، اتنا صبر کرو کہ لوگ سکون سے بیٹھ لیں اور دل اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں اور آسانی سے حقوق حاصل کیے جا سکیں تم میری طرف سے مطمئن رہو اور دیکھتے رہو کہ میرا فرمان تم تک کیا آتا ہے۔ کوئی ایسی حرکت نہ کرو، جو طاقت کو متزلزل اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذلت کا باعث بن جائے۔ میں اس جنگ کو جہاں تک روک سکے گی، روکوں گا۔ اور جب کوئی چارہ نہ پاؤں گا تو پھر آخری علاج

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْأَمْرَ مَا اسْتَمْسَكَ۔ وَإِذَا لَمْ أَجِدْ بُدًّا فَآخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ۔

داغنا تو ہے ہی۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۷

عِنْدَ مَسِيرِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ إِلَى الْبَصْرَةِ:۔

جب جمل والوں نے بصرہ کا رُخ کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ رَسُولًا هَادِيًا بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَأَمْرٍ قَائِمٍ، لَا يَهْلِكُ عَنْهُ إِلَّا هَالِكٌ۔ وَإِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشْتَبِهَاتِ هُنَّ الْمُهْلِكَاتُ إِلَّا مَا حَفِظَ اللّٰهُ مِنْهَا۔ وَإِنَّ فِي سُلْطَانِ اللّٰهِ عِصْمَةً لِأَمْرِكُمْ۔ فَأَعْطُوهُ طَاعَتَكُمْ غَيْرَ مُلَوَّمَةٍ وَلَا مُسْتَكْرَهٍ بِهَا وَاللّٰهِ لَتَفْعَلُنَّ أَوْ لَيَنْقُلَنَّ اللّٰهُ عَنْكُمْ سُلْطَانَ الْإِسْلَامِ ثُمَّ لَا يَنْقُلُهُ إِلَيْكُمْ أَبَدًا حَتّٰى يَأْرِزَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِكُمْ۔

بیشک اللہ نے اپنے رسول کو ہادی بنا کر بولنے والی کتاب اور برقرار رہنے والی شریعت کے ساتھ بھیجا، جس سے تباہ و برباد ہونا ہے وہی اس کی مخالفت سے تباہ ہوگا اور (حق سے) مشابہ ہو جانے والی بدعتیں ہی تباہ کیا کرتی ہیں مگر وہ کہ جن میں (مبتلا ہونے سے) اللہ بچائے رکھے۔ بلاشبہ حجت خدا کی (اطاعت میں) تمھارے لیے سامان حفاظت ہے لہذا تم اس کی ایسی اطاعت کرو کہ جو نہ لائق سرزنش ہو اور نہ بددلی سے بجا لائی گئی ہو۔ خدا کی قسم یا تو تمھیں (یہ اطاعت) کرنا ہوگی یا اللہ اسلامی اقتدار تم سے منتقل کر دے گا اور پھر کبھی تمھاری طرف نہیں پلٹائے گا یہاں تک کہ یہ اقتدار دوسروں کی طرف رخ موڑے گا۔

إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَدْ نَمَالُوا عَلَى سَخْطَةِ إِمَارَتِي، وَسَأَصْبِرُ مَا لَمْ أَخَفْ عَلَى جَمَاعَتِكُمْ۔ فَإِنَّهُمْ إِنْ كَتَمُوا عَلَى فَيَالَةِ هٰذَا الرَّأْيِ انْقَطَعَ نِظَامُ الْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّمَا

یہ لوگ جہاں تک میری خلافت سے ناراضامندی کا تعلق ہے آپس میں متفق ہو چکے ہیں اور مجھے بھی جبتک تمھاری پراگندگی کا اندیشہ نہ ہوگا صبر کیے رہوں گا، اگر وہ اپنی رائے کی کمزوری کے باوجود اس میں کامیاب ہو گئے، تو مسلمانوں کا رشتہ نظم و نسق ٹوٹ جائے گا۔ یہ اس شخص پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

طَلَبُوا هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَدًا لِمَنْ أَفَاءَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ فَأَرَادُوا رَدَّ الْأُمُوْرِ عَلٰى أَدْبَارِهَا۔ وَلَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَسِيْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْقِيَامُ بِحَقِّهٖ وَالنَّعْشُ لِسُنَّتِهٖ۔

جسے اللہ نے امارت و خلافت دی ہے حسد کرتے ہوئے اس دنیا کے طلبگار بن گئے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام اُمور (شریعت) کو پلٹا کر (دورِ جاہلیت) کی طرف لے جائیں (اگر تم ثابت قدم رہے تو) تمہارا ہم پر یہ حق ہوگا کہ ہم تمہارے اُمور کے تصفیہ کے لیے) کتابِ خدا اور سیرتِ پیغمبرؐ پر عمل پیرا ہوں اور ان کے حق کو برپا اور ان کی سنّت کو بلند کریں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۸

كَلَّمَهٗ بَعْضُ الْعَرَبِ وَقَدْ أَرْسَلَهٗ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ لَمَّا قَرُبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهَا لِيَعْلَمَ لَهُمْ مِنْهُ حَقِيْقَةَ حَالِهٖ مَعَ أَصْحَابِ الْجَمَلِ لِتَزُوْلَ الشُّبْهَةُ مِنْ نُّفُوْسِهِمْ فَبَيَّنَ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَمْرِهٖ مَعَهُمْ مَا عَلِمَ بِهٖ أَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ، ثُمَّ قَالَ لَهٗ بَايِعْ، فَقَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ قَوْمٍ وَّلَا أُحْدِثُ حَدَثًا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ الَّذِيْنَ وَرَاءَكَ بَعَثُوْكَ رَائِدًا لِّيَبْغِيَ لَهُمْ مَسَاقِطَ الْغَيْثِ فَرَجَعْتَ إِلَيْهِمْ وَأَخْبَرْتَهُمْ عَنِ الْكَلَأِ

جب امیر المومنین بصرہ کے قریب پہنچے تو وہاں کی ایک جماعت نے ایک شخص کو اس مقصد سے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان کے لیے اہلِ جمل کے متعلق حضرتؑ کے موقف کو دریافت کرے تاکہ ان کے دلوں سے شکوک مٹ جائیں چنانچہ حضرتؑ نے اس کے سامنے جمل والوں کے ساتھ اپنے رویّہ کی وضاحت فرمائی جس سے اسے معلوم ہوگیا کہ حضرتؑ حق پر ہیں تو آپ نے اس سے فرمایا کہ (جب حق تم پر واضح ہوگیا ہے تو اب) بیعت کرو اس نے کہا کہ میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور جب تک ان کے پاس پلٹ کر نہ جاؤں کوئی نیا قدم نہیں اٹھا سکتا تو حضرتؑ نے فرمایا کہ (دیکھو) اگر وہی لوگ جو تمہارے پیچھے ہیں اس مقصد سے تمہیں کہیں پیشرو بنا کر بھیجیں کہ تم ان کے لیے ایسی جگہ تلاش کرو، جہاں بارش ہوئی ہو اور تم (تلاش کے بعد) ان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْمَاءِ فَخَالِفْ إِلَى الْمَعَاطِشِ وَالْمَجَادِبِ مَا كُنْتَ صَانِعًا ؟ قَالَ كُنْتُ تَارِكَهُمْ وَمُخَالِفَهُمْ إِلَى الْكَلَاءِ وَالْمَاءِ - فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَامْدُدْ إِذًا يَدَكَ - فَقَالَ الرَّجُلُ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَمْتَنِعَ عِنْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيَّ، فَبَايَعَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - وَالرَّجُلُ يُعْرَفُ بِكُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ -

کے پاس پلٹ کر جاؤ اور انھیں خبر دو کہ سبزہ بھی ہے اور پانی بھی ہے اور وہ تمھاری مخالفت کرتے ہوئے خشک اور ویران جگہ کا رخ کریں تو تم اس موقعہ پر کیا کرو گے اس نے کہا کہ میں ان کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور ان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گھاس اور پانی کی طرف چل دوں گا، تو حضرت نے فرمایا کہ (جب ایسا ہی کرنا ہے) تو پھر بیعت کے لیے ہاتھ بڑھاؤ۔

وہ شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم حجت کے قائم ہو جانے کے بعد میرے بس میں نہ تھا کہ میں بیعت سے انکار کر دیتا چنانچہ میں نے بیعت کر لی۔ (یہ شخص کلیب جرمی کے نام سے موسوم ہے)

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۶۹

لَمَّا عَزَمَ عَلَى لِقَاءِ الْقَوْمِ بِصِفِّيْنَ :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ، وَالْجَوِّ الْمَكْفُوْفِ، الَّذِيْ جَعَلْتَهُ مُغِيْضًا لِّلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمَجْرًى لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَمُخْتَلَفًا لِلنُّجُوْمِ السَّيَّارَةِ - وَجَعَلْتَ سُكَّانَهُ سِبْطًا مِنْ مَلَائِكَتِكَ لَا يَسْأَمُوْنَ مِنْ عِبَادَتِكَ - وَرَبَّ هٰذِهِ الْأَرْضِ الَّتِيْ جَعَلْتَهَا قَرَارًا لِلْأَنَامِ وَمَدْرَجًا لِّلْهَوَامِّ وَالْأَنْعَامِ، وَمَا لَا يُحْصٰى

جب صفین میں دشمن سے دو بدو ہو کر لڑنے کا ارادہ کیا تو فرمایا:-

اے اللہ! اے اس بلند آسمان اور تھمی ہوئی فضا کے پروردگار جسے تو نے شب و روز کے سر چھپانے، چاند اور سورج کے گردش کرنے اور چلنے پھرنے والے ستاروں کی آمد و رفت کی جگہ بنایا ہے اور جس میں بسنے والا فرشتوں کا وہ گروہ بنایا ہے جو تیری عبادت سے اکتاتا نہیں۔ اے اس زمین کے پروردگار جسے تو نے انسانوں کی قیام گاہ اور حشرات الارض اور چوپاؤں اور لاتعداد دیکھی اور ان دیکھی مخلوق کے چلنے پھرنے کا مقام قرار دیا ہے۔ اے مضبوط پہاڑوں کے پروردگار جنھیں تو نے زمین کے لیے میخ اور مخلوقات کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِمَّا يُرِيْ وَمِمَّا لَا يُرِيْ۔ وَرَبِّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِيْ الَّتِيْ جَعَلْتَهَا لِلْأَرْضِ أَوْتَادًا، وَلِلْخَلْقِ اِعْتِمَادًا اِنْ أَظْهَرْتَنَا عَلَى عَدُوِّنَا فَجَنِّبْنَا الْبَغْيَ وَسَدِّدْنَا لِلْحَقِّ، وَاِنْ أَظْهَرْتَهُمْ عَلَيْنَا فَارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ وَاعْصِمْنَا مِنَ الْفِتْنَةِ۔ اَيْنَ الْمَانِعُ لِلذِّمَارِ وَالْغَائِرُ عِنْدَ نُزُوْلِ الْحَقَائِقِ مِنْ اَهْلِ الْحِفَاظِ الْعَارُ وَرَاءَكُمْ وَالْجَنَّةُ اَمَامَكُمْ۔

لیے (زندگی کا) سہارا بنایا ہے (اے اللہ) اگر تو نے ہمیں دشمنوں پر غلبہ دیا تو ظلم سے ہمارا دامن بچانا اور حق کے سیدھے راستے پر برقرار رکھنا اور اگر دشمنوں کو ہم پر غلبہ دیا تو ہمیں شہادت نصیب کرنا، اور فریب حیات سے بچائے رکھنا۔ کہاں ہیں عزّت و آبرو کے پاسبان اور کہاں ہیں مصیبتوں کے نازل ہونے کے وقت ننگ و نام کی حفاظت کرنے والے باغیرت (اگر بھاگے تو) ننگ و عار تمھارے عقب میں ہے اور (اگر جمے رہے تو) جنّت تمھارے سامنے ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۰

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَا تُوَارِيْ عَنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَّلَا اَرْضٌ اَرْضًا۔ (مِنْهَا)، وَقَدْ قَالَ قَائِلٌ: اِنَّكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ يَا بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ لَحَرِيْصٌ، فَقُلْتُ بَلْ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَاَحْرَصُ وَاَبْعَدُ، وَاَنَا اَخَصُّ وَاَقْرَبُ، وَاِنَّمَا طَلَبْتُ حَقًّا لِيْ وَاَنْتُمْ تَحُوْلُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ۔ وَتَضْرِبُوْنَ وَجْهِيْ دُوْنَهُ۔ فَلَمَّا قَرَعْتُهُ بِالْحُجَّةِ فِيْ الْمَلَاِ الْحَاضِرِيْنَ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو نہیں چھپاتی اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا:۔ مجھ سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے ابن ابی طالب آپ تو اس خلافت پر للچائے ہوئے ہیں، تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم تم اس پر کہیں زیادہ حریص اور (اس منصب کی اہلیت سے) دور ہو اور میں اس کا اہل اور (پیغمبر سے) نزدیک تر ہوں۔ میں نے تو اپنا حق طلب کیا ہے اور تم میرے اور میرے حق کے درمیان حائل ہو جاتے ہو اور جب اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں تو تم میرا رخ موڑ دیتے ہو چنانچہ جب بھری محفل میں میں نے دلیل سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

هَبَّ كَأَنَّهُ بُهِتَ لَا يَدْرِي مَا يُجِيبُنِي بِهِ۔

اس (کے کان کے پردوں) کو کھٹکھٹایا تو چوکنا ہوا اور اس طرح مبہوت ہو کر رہ گیا کہ اسے کوئی جواب نہ سوجھتا تھا۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَعِينُكَ عَلَى قُرَيْشٍ وَمَنْ أَعَانَهُمْ، فَإِنَّهُمْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَصَغَّرُوا عَظِيمَ مَنْزِلَتِي، وَاجْتَمَعُوا عَلَى مُنَازَعَتِي أَمْرًا هُوَ لِي۔ ثُمَّ قَالُوا أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ وَفِي الْحَقِّ أَنْ تَتْرُكَهُ۔

خدایا! میں قریش اور ان کے مددگاروں کے خلاف تجھ سے مدد چاہتا ہوں کیونکہ انھوں نے قطع رحمی کی اور میرے مرتبہ کی بلندی کو پست سمجھا اور اس (خلافت) پر کہ جو میرے لیے مخصوص تھی ٹکرانے کے لیے اکٹھا کر لیا ہے پھر کہتے یہ ہیں کہ حق تو یہی ہے کہ آپ اسے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ اس سے دست بردار ہو جائیں۔

(وَمِنْهَا) فِي ذِكْرِ أَصْحَابِ الْجَمَلِ، فَخَرَجُوا يَجُرُّونَ حُرْمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا تُجَرُّ الْأَمَةُ عِنْدَ شِرَائِهَا، مُتَوَجِّهِينَ بِهَا إِلَى الْبَصْرَةِ، فَحَبَسَا نِسَاءَهُمَا فِي بُيُوتِهِمَا، وَأَبْرَزَ حَبِيسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَهُمَا وَلِغَيْرِهِمَا فِي جَيْشٍ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ أَعْطَانِي الطَّاعَةَ وَسَمَحَ لِي بِالْبَيْعَةِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ، فَقَدِمُوا عَلَى عَامِلَيَّ بِهَا وَخُزَّانِ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِهَا۔ فَقَتَلُوا طَائِفَةً صَبْرًا وَطَائِفَةً غَدْرًا۔ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ يُصِيبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا مُعْتَمِدِينَ لِقَتْلِهِ بِلَا جُرْمٍ

اس خطبہ کا یہ جز اصحاب جمل کے متعلق ہے: وہ لوگ (مکہ سے) بصرہ کا رُخ کیے ہوئے اس طرح نکلے کہ رسول اللہ کی حرمت و ناموس کو یوں کھینچے پھرتے تھے جس طرح کسی کنیز کو فروخت کے لیے (شہر بشہر) پھرایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی بیویوں کو تو گھروں میں روک رکھا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی بیوی کو اپنے اور دوسروں کے سامنے کھلے بندوں لے آئے تھے ایک ایسے لشکر میں کہ جس کی ایک ایک فرد میری اطاعت تسلیم کیے ہوئے تھی اور برضا و رغبت میری بیعت کر چکی تھی۔ یہ لوگ بصرہ میں میرے (مقرر کردہ) عامل اور مسلمانوں کے بیت المال کے خزینہ داروں اور وہاں کے دوسرے باشندوں تک پہنچ گئے اور کچھ لوگوں کو قید کے اندر مار مار کے اور کچھ لوگوں کو حیلہ و مکر سے شہید کیا۔ خدا کی قسم اگر وہ مسلمانوں میں سے صرف ایک ناکردہ گناہ مسلمان کو عمداً قتل کرتے تو بھی میرے لیے جائز ہوتا کہ میں اس تمام لشکر کو قتل

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جَرَّةً، لَحَلَّ لِيْ قَتْلُ ذَالِكَ الْجَيْشِ كُلِّهٖ اِذْ حَضَرُوْهُ فَلَمْ يُنْكِرُوْا وَلَمْ يَدْفَعُوْا عَنْهُ بِلِسَانٍ وَلَا يَدٍ وَّعَمَّا آتَاهُمْ قَدْ قَتَلُوْا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِثْلَ الْعِدَّةِ الَّتِيْ دَخَلُوْا بِهَا عَلَيْهِمْ۔

کر دوں، کیونکہ وہ موجود تھے۔ اور انھوں نے نہ تو اسے بُرا سمجھا اور نہ زبان اور ہاتھ سے اس کی رُوک تھام کی چہ جائے کہ انھوں نے مسلمانوں کے اتنے آدمی قتل کر دیئے جتنی تعداد خود ان کے لشکر کی تھی جسے لے کر ان پر چڑھ دوڑے تھے۔

لہ حضرت عمر نے اپنے آخر وقت میں امیر المومنین کے متعلق جس خیال کا اظہار کیا تھا اسی کو سعد ابن ابی وقاص نے شوریٰ کے موقعہ پر دہراتے ہوئے حضرت سے کہا کہ اے علیؑ آپ اس منصب خلافت کے بہت حریص ہیں جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ جو اپنا حق طلب کرے اسے حریص نہیں کہا جا سکتا بلکہ حریص وہ ہے جو اس حق تک پہنچنے سے مانع اور سد راہ ہو اور نا اہلیت کے باوجود اسے حاصل کرنے کے درپے ہو۔

اس میں شک نہیں کہ امیر المومنین اپنے کو حق دار سمجھتے تھے اور اپنا حق طلب کرتے تھے لیکن اس حق طلبی سے حق ساقط نہیں ہو جاتا کہ اسے خلافت کے نہ دینے کے لئے وجہ جواز قرار دے لیا جائے اور اسے حرص سے تعبیر کیا جائے اور اگر یہ حرص ہے تو پھر کون ایسا تھا جو حرص کے پھندوں میں جکڑا ہوا نہ تھا۔ کیا انصار کے مقابلہ میں مہاجرین کی زور آزمائی۔ ارکان شوریٰ کی باہمی کش مکش اور طلحہ و زبیر کی ہنگامہ آرائی اسی حرص کا نتیجہ نہ تھی؟ اگر امیر المومنین کو منصب کا لالچ ہوتا تو جب ابن عباس اور ابوسفیان نے بیعت قبول کرنے کے لیے زور دیا تھا، تو آپ نتائج و عواقب سے آنکھیں بند کر کے ان کے کہنے پر اُٹھ کھڑے ہوتے اور جب دورِ ثالث کے بعد لوگ بیعت کے لیے ٹوٹ رہے تھے تو آپ بگڑے ہوئے حالات کا خیال کیے بغیر ان کی پیش کش کو فوراً قبول کر لیتے مگر آپ نے کسی موقعہ پر بھی ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا جس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ منصب کو منصب کی حیثیت سے چاہتے ہیں بلکہ خلافت کی طلب تھی تو صرف اس لیے کہ شریعت کے خدوخال بگڑنے نہ پائیں اور دین دوسروں کی خواہشوں کی آماجگاہ نہ بنے، نہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

یہ کہ دنیا کی کامرانیوں سے بہرہ اندوز ہوں کہ جسے حرص کہا جاسکے۔

۲؎ مقصد یہ ہے کہ اگر وہ یہ نہ کہتے کہ میرا خلافت سے الگ رہنا بھی حق ہے تو میرے لیے اس پر صبر کرنا آسان ہوتا اس خیال سے کہ کم از کم میرے حق کا اعتراف تو ہے اگرچہ اسے ادا کرنے کے لیے تیار نہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۱

اَمِيْنُ وَحْيِهٖ، وَخَاتَمُ رُسُلِهٖ، وَبَشِيْرُ رَحْمَتِهٖ، وَنَذِيْرُ نِقْمَتِهٖ۔

وہ اللہ کی وحی کے امانت دار، اس کے رسولوں کی آخری فرد، اس کی رحمت کا مژدہ سنانے والے اور اس کے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَحَقَّ النَّاسِ بِهٰذَا الْاَمْرِ اَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ، وَاَعْلَمُهُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ فِيْهِ۔ فَاِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتُعْتِبَ فَاِنْ اَبٰى قُوْتِلَ۔ وَلَعَمْرِیْ لَئِنْ كَانَتِ الْاِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتّٰى يَحْضُرَهَا عَامَّةُ النَّاسِ فَمَا اِلٰى ذٰلِكَ سَبِيْلٌ، وَلٰكِنْ اَهْلُهَا يَحْكُمُوْنَ عَلٰى مَنْ غَابَ عَنْهَا ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّرْجِعَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّخْتَارَ۔

اے لوگو! تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق) کے برقرار رکھنے کی سب سے زیادہ قوت (و صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زائد جانتا ہو۔ اس صورت میں اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے تو (پہلے) اسے توبہ و بازگشت کے لیے کہا جائے گا اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ و جدال کیا جائیگا اپنی جان[1] کی قسم! اگر خلافت کا انعقاد تمام افراد امت کے ایک جگہ اکٹھا ہونے سے ہو تو اس کی کوئی سبیل ہی نہیں بلکہ (اس کی صورت تو انھوں نے یہ رکھی تھی کہ) اس کے کرتا دھرتا لوگ اپنے فیصلہ کا ان لوگوں کو بھی پابند بنائیں گے جو (بیعت کے وقت موجود نہ ہوں گے۔ پھر موجود کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ (بیعت سے) انحراف کرے اور نہ غیر موجود کو یہ حق ہوگا کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے۔ دیکھو! میں دو شخصوں سے ضرور جنگ کروں گا، ایک وہ جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو اور دوسرا وہ جو اپنے معاہدہ

اَلَا وَاِنِّیْ اُقَاتِلُ رَجُلَيْنِ: رَجُلًا اِدَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ، وَآخَرَ مَنَعَ الَّذِیْ عَلَيْهِ۔ اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهَا خَيْرُ مَا تَوَاصَى الْعِبَادُ بِهٖ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَخَيْرُ عَوَاقِبِ الْأُمُورِ عِنْدَ اللّٰهِ
وَقَدْ فُتِحَ بَابُ الْحَرْبِ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَ اَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَلَا يَحْمِلُ
هٰذَا الْعَلَمَ اِلَّا اَهْلُ الْبَصَرِ وَالصَّبْرِ
وَالْعِلْمِ بِمَوَاضِعِ الْحَقِّ. فَامْضُوا
لِمَا تُؤْمَرُونَ بِهٖ، وَقِفُوا عِنْدَ مَا
تُنْهَوْنَ عَنْهُ. وَلَا تَعْجَلُوا فِيْ اَمْرٍ
حَتّٰى تَتَبَيَّنُوْا، وَاِنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ اَمْرٍ
تُنْكِرُوْنَهٗ خَيْرًا. اَلَا وَاِنَّ هٰذِهِ
الدُّنْيَا الَّتِيْ اَصْبَحْتُمْ تَمَنَّوْنَهَا
وَتَرْغَبُوْنَ فِيْهَا، وَاَصْبَحَتْ تُغْضِبُكُمْ
وَتُرْضِيْكُمْ لَيْسَتْ بِدَارِ مَقَرٍّ لَكُمْ وَ
وَلَا مَنْزِلِكُمُ الَّذِيْ خُلِقْتُمْ لَهٗ وَ
لَا الَّذِيْ دُعِيْتُمْ اِلَيْهِ. اَلَا وَاِنَّهَا
لَيْسَتْ بِبَاقِيَةٍ لَكُمْ وَلَا تَبْقَوْنَ
عَلَيْهَا. وَهِيَ وَاِنْ غَرَّتْكُمْ مِنْهَا فَقَدْ
حَذَّرَتْكُمْ شَرَّهَا. فَدَعُوْا غُرُوْرَهَا
لِتَحْذِيْرِهَا وَاِطْمَاعَهَا لِتَخْوِيْفِهَا
وَسَابِقُوْا فِيْهَا اِلَى الدَّارِ الَّتِيْ دُعِيْتُمْ
اِلَيْهَا وَانْصَرِفُوْا بِقُلُوْبِكُمْ عَنْهَا وَلَا
يَحْنِنْ اَحَدُكُمْ حَنِيْنَ الْاَمَةِ عَلٰى مَا
زُوِيَ عَنْهُ مِنْهَا. وَاسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ
لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلٰى طَاعَةِ

کا پابند نہ رہے اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے: اے اللہ کے
بندو! میں تمھیں تقویٰ و پرہیزگاری کی ہدایت کرتا ہوں
کیونکہ بندے جن چیزوں کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے
ہیں ان میں تقویٰ سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک تمام
چیزوں کے نتائج سے بہتر و برتر ہے تمھارے اور دوسرے
اہل قبلہ کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا ہے اور اس
(جنگ) کے جھنڈے کو وہی اٹھائے گا جو نظر رکھنے والا بصیرتوں
پر اصبر کرنے والا اور حق کے مقامات کو پہچاننے والا ہو تمھیں
جو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو اور جس چیز سے روکا جائے
اس سے باز رہو اور کسی بات میں جلدی نہ کرو جب تک اسے
خوب سوچ سمجھ نہ لو۔ ہمیں ان امور میں کہ جن پر تم ناپسندیدگی
کا اظہار کرتے ہو، غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے۔ دیکھو!
یہ دنیا جس کی تم تمنا کرتے ہو اور جس کی جانب خواہش و
رغبت سے بڑھتے ہو جو کبھی تم کو غصہ دلاتی ہے اور کبھی تمھیں
خوش کر دیتی ہے تمھارا دار اصلی، گھر نہیں ہے اور نہ وہ منزل
ہے جس کے لیے تم پیدا کیے گئے ہو اور نہ وہ جگہ ہے جس کی طرف
تمھیں دعوت دی گئی ہے، دیکھو! یہ تمھارے لیے باقی
رہنے والی نہیں اور نہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو اگر اس
نے تمھیں (اپنی آرائشوں سے) فریب دیا ہے تو اپنی برائیوں
سے خوف بھی دلایا ہے لہٰذا تم اس کے ڈرانے سے متاثر ہو کر
اس سے فریب نہ کھاؤ اور اس کے خوف زدہ کرنے کی بنا پر
اس کے طمع دلانے میں نہ آؤ۔ اس گھر کی طرف بڑھو جس کی
تمھیں دعوت دی گئی ہے اور اس دنیا سے اپنے دلوں کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰهِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰى مَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهٖ۔ اَلَا وَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّكُمْ تَضْيِيْعُ شَيْءٍ مِنْ دُنْيَاكُمْ بَعْدَ حِفْظِكُمْ قَائِمَةَ دِيْنِكُمْ۔ اَلَا وَاِنَّهٗ لَا يَنْفَعُكُمْ بَعْدَ تَضْيِيْعِ دِيْنِكُمْ شَيْءٌ حَافَظْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَمْرِ دُنْيَاكُمْ۔ اَحَدَ اللّٰهُ بِقُلُوْبِنَا وَقُلُوْبِكُمْ اِلَى الْحَقِّ۔ وَاَلْهَمَنَا وَاِيَّاكُمُ الصَّبْرَ۔

موڑ لو۔ تم میں سے کوئی شخص دنیا کی کسی چیز کے روک لیے جانے پر لونڈیوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اطاعتِ خدا پر صبر کرکے اور جن چیزوں کی اس نے اپنی کتاب میں تم سے حفاظت چاہی ہے ان کی حفاظت کرکے اس سے نعمتوں کی تکمیل چاہو۔ دیکھو! اگر تم نے دین کے اصول محفوظ رکھے تو پھر دنیا کی کسی چیز کو کھو دینا تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور دین کو ضائع و برباد کرنے کے بعد تمہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نفع نہ پہنچائے گی جسے تم نے محفوظ کر لیا ہو۔ خداوند عالم ہمارے اور تمہارے دلوں کو حق کی طرف متوجہ کرے اور ہمیں اور تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

لہ جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انتخاب کے سلسلہ میں اجتماع ہوا تو وہاں کے فیصلہ کا ان لوگوں کو بھی پابند بنایا گیا جو اس موقع پر موجود نہ تھے اور یہ اصول قرار دے لیا گیا کہ جو انتخاب کے موقع پر موجود ہو اسے نظر ثانی اور بیعت سے انحراف کا کوئی حق نہ ہوگا اور جو موجود نہ ہو وہ طے شدہ فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہوگا، لیکن جب امیر المومنین کے ہاتھ پر اہل مدینہ نے بیعت کی تو امیر شام نے اس بنیاد پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ چونکہ انتخاب کے موقع پر موجود نہ تھا لہذا اس پر اس فیصلہ کی پابندی عائد نہیں ہوتی جس پر امیر المومنین نے ان مسلّمات اور مقررہ اصول و شرائط کے مطابق اس خطبہ میں جواب دیا کہ جو ان لوگوں میں طے پا کر ناقابلِ انکار بن چکے تھے اور وہ یہ کہ جب اہل مدینہ اور انصار و مہاجرین میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو معاویہ کو اس بنا پر کہ وہ اس موقع پر موجود نہ تھا بیعت سے انحراف کا حق نہیں پہنچتا، اور نہ طلحہ و زبیر بیعت کرنے کے بعد عہد شکنی کے مجاز ہو سکتے ہیں۔

حضرت نے اس موقع پر پیغمبر کے کسی ارشاد کو کہ جو آپ کی خلافت پر نص قطعی کی حیثیت رکھتا ہو استدلال میں پیش نہیں فرمایا اس لیے کہ انکار کی وجہ اصول انتخاب کے طریق کار کی بنا پر تھی لہذا موقع و محل کے لحاظ سے انہی کے مسلّمات کی رُو سے جواب دینا ہی فریق مخالف کے لیے مسکت ہو سکتا تھا اور اگر نص رسولؐ سے استدلال فرماتے تو اسے مختلف تاویلوں کی زد پر رکھ لیا جاتا اور بات سمٹنے کے بجائے بڑھتی ہی جاتی اور پھر رحلت پیغمبر کے فوراً بعد آپ دیکھ چکے تھے کہ باوجود قرب عہد کے تمام نصوص و ارشادات نظر انداز کر دیئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

گئے، تو اب جبکہ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے، کہ وہ اُسے تسلیم کرے گا، جبکہ قول رسولؐ کے سامنے من مانی کرنے کی عادت پڑ چکی تھی۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۲

فِي مَعْنَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ:-

طلحہ ابن عبید اللہ کے متعلق فرمایا:-

قَدْ كُنْتُ وَمَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَلَا أُرْهَبُ بِالضَّرْبِ. وَأَنَا عَلَى مَا قَدْ وَعَدَنِي رَبِّي مِنَ النَّصْرِ. وَاللّٰهِ مَا اسْتَعْجَلَ مُتَجَرِّدًا لِلطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ إِلَّا خَوْفًا مِنْ أَنْ يُطَالَبَ بِدَمِهِ لِأَنَّهُ مَظِنَّتُهُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحْرَصُ عَلَيْهِ مِنْهُ. فَأَرَادَ أَنْ يُغَالِطَ بِمَا أَجْلَبَ فِيهِ لِيَلْبِسَ الْأَمْرَ وَيَقَعَ الشَّكُّ. وَاللّٰهِ مَا صَنَعَ فِي أَمْرِ عُثْمَانَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ:- كَيْفَ كَانَ ابْنُ عُفَّانَ ظَالِمًا. كَمَا كَانَ يَزْعُمُ. لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُوَازِرَ قَاتِلِيهِ أَوْ أَنْ يُنَابِذَ نَاصِرِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ مَظْلُومًا لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُنْهَضِينَ عَنْهُ، وَالْمُعْتَذِرِينَ فِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ فِي شَكٍّ مِنَ الْخَصْلَتَيْنِ لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْتَزِلَهُ وَ

مجھے تو کبھی بھی حرب و ضرب سے دھمکایا اور ڈرایا نہیں جا سکا ہے میں اپنے پروردگار کے کیے ہوئے وعدۂ نصرت پر مطمئن ہوں خدا کی قسم وہ خون عثمان کا بدلہ لینے کے لیے کھینچی ہوئی تلوار کی طرح اس لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے کہ اسے یہ ڈر ہے کہ کہیں اسی سے ان کے خون کا مطالبہ نہ ہونے لگے کیونکہ (لوگوں کا) ظن غالب اس کے متعلق یہی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ (قتل کرنے والی) جماعت میں اس سے بڑھ کر ان کے خون کا پیاسا ایک بھی نہ تھا، چنانچہ اس نے خون کا عوض لینے کے سلسلہ میں جو فوجیں فراہم کی ہیں اس سے یہ چاہا ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے تاکہ حقیقت مشتبہ ہو جائے اور اس میں شک پڑ جائے۔ خدا کی قسم! اس نے عثمان کے معاملہ میں ان تین باتوں میں سے ایک بات پر بھی تو عمل نہیں کیا۔ اگر ابن عفان جیسا کہ اس کا خیال تھا ظالم تھے تو (اس صورت میں) اسے چاہیے تھا کہ ان کے قاتلوں کی مدد کرتا یا ان کے مددگاروں سے علیحدگی اختیار کر لیتا اور اگر وہ مظلوم تھے تو اس صورت میں اس کے لیے مناسب تھا کہ ان کے قتل سے روکنے والوں اور ان کی طرف سے عذر معذرت کرنے والوں میں ہوتا اور اگر ان دونوں باتوں میں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَرْكُدَ جَانِبًا وَيَدَعَ النَّاسَ مَعَهُ، فَمَا فَعَلَ وَاحِدَةً مِنَ الثَّلَاثِ، وَجَاءَ بِأَمْرٍ لَمْ يُعْرَفْ بَابُهُ، وَلَمْ تَسْلَمْ مَعَاذِيرُهُ۔

تبہ تھا تو اس صورت میں اسے یہ چاہئے تھا کہ ان سے کنارہ کش ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیتا کہ وہ جانیں اور ان کا کام لیکن اس نے ان باتوں میں سے ایک پر بھی عمل نہ کیا اور ایک بات کو لیکر سامنے آگیا ہے کہ جس کی صحت کی کوئی صورت ہی نہیں اور نہ اس کا کوئی عذر درست ہے۔

لہ مطلب یہ ہے کہ اگر طلحہ حضرت عثمان کو ظالم سمجھتے تھے تو ان کے قتل ہونے کے بعد ان کے قاتلوں سے آمادہ قصاص ہونے کے بجائے ان کی مدد کرنا چاہیے تھی اور ان کے اس اقدام کو صحیح و درست قرار دینا چاہئے تھا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ظالم ہونے کی صورت میں محاصرہ کرنے والوں کی ان کو مدد کرنا چاہیے تھی کیونکہ ان کی مدد و ہمت افزائی تو وہ کرتے ہی رہے تھے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۳

أَيُّهَا الْغَافِلُونَ غَيْرُ الْمَغْفُولِ عَنْهُمْ، وَالتَّارِكُونَ الْمَأْخُوذُ مِنْهُمْ مَالِي أَرَاكُمْ عَنِ اللّٰهِ ذَاهِبِينَ، وَإِلَى غَيْرِهِ رَاغِبِينَ۔ كَأَنَّكُمْ نَعَمٌ أَرَاحَ بِهَا سَائِمُهَا إِلَى مَرْعًى وَبِيٍّ وَمَشْرَبٍ دَوِيٍّ۔ إِنَّمَا هِيَ كَالْمَعْلُوفَةِ لِلْمُدَى لَا تَعْرِفُ مَاذَا يُرَادُ بِهَا، إِذَا أُحْسِنَ إِلَيْهَا تَحْسَبُ يَوْمَهَا دَهْرَهَا، وَشِبَعَهَا أَمْرَهَا۔ وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَخْرَجِهِ وَمَوْلِجِهِ وَجَمِيعِ شَأْنِهِ

اے غافلو! کہ جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جارہی اور اے چھوڑ دینے والو کہ جن کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ تعجب ہے کہ میں تمھیں اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ تم اللہ سے دور ہٹتے جارہے ہو۔ اور دوسروں کی طرف شوق سے بڑھ رہے ہو گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا انھیں ایک ہلاک کرنے والی چراگاہ اور تباہ کرنے والے گھاٹ پر لایا ہو یہ ان چوپاؤں کے مانند ہیں جنھیں چھریوں سے ذبح کرنے کے لیے چارہ دیا جارہا ہو اور انھیں یہ معلوم نہ ہو کہ جب ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو ان سے مقصود کیا ہے یہ تو اپنے دن کو اپنا پورا زمانہ خیال کرتے ہیں اور پیٹ بھر کر کھا لینا ہی اپنا کام سمجھتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر میں بتانا چاہوں تو تم میں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَفَعَلْتُ، وَلٰكِنْ اَخَافُ اَنْ تَكْفُرُوْا فِيَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔ اَلَا وَاِنِّيْ مُفْضِيْهِ اِلَى الْخَاصَّةِ مِمَّنْ يُّؤْمِنُ ذٰلِكَ مِنْهُ۔ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ وَاصْطَفَاهُ عَلَى الْخَلْقِ مَآ اَنْطِقُ اِلَّا صَادِقًا وَلَقَدْ عَهِدَ اِلَيَّ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ، وَبِمَهْلِكِ مَنْ يَّهْلِكُ وَمَنْجٰى مَنْ يَّنْجُوْ، وَمَالِ هٰذَا الْاَمْرِ۔ وَمَآ اَبْقٰى شَيْئًا يَمُرُّ عَلٰى رَاْسِيْ اِلَّآ اَفْرَغَهٗ فِيْ اُذُنَيَّ وَاَفْضٰى بِهٖ اِلَيَّ۔ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَآ اَحُثُّكُمْ عَلٰى طَاعَةٍ اِلَّا وَاَسْبِقُكُمْ اِلَيْهَا، وَلَآ اَنْهَاكُمْ عَنْ مَّعْصِيَةٍ اِلَّا وَاَتَنَاهٰى قَبْلَكُمْ عَنْهَا۔

ہر شخص کو بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اسے کہاں جانا ہے اور اس کے پورے حالات کیا ہیں لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم مجھ میں (کھوکر) پیغمبر سے کفر اختیار کر لوگے البتہ میں اپنے ان مخصوص دوستوں تک یہ چیزیں ضرور پہنچاؤں گا کہ جن کے بھٹک جانے کا اندیشہ نہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے پیغمبر کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور ساری مخلوقات میں سے ان کو منتخب فرمایا میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان تمام چیزوں اور ہلاک ہونیوالوں کی ہلاکت اور نجات پانے والوں کی نجات اور اس امر (خلافت) کے انجام کی خبر دی ہے اور ہر وہ چیز جو سر پر گذرے گی اسے میرے کانوں میں ڈالے اور مجھ تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑا۔ اے لوگو! قسم بخدا میں تمھیں کسی اطاعت پر آمادہ نہیں کرتا مگر یہ کہ تم سے پہلے اس کی طرف بڑھتا ہوں اور کسی گناہ سے تمھیں نہیں روکتا مگر یہ کہ تم سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہوں۔

لہ سرچشمۂ وحی و الہام سے سیراب ہونے والے غیب کے پردوں میں مخفی اور مستقبل میں رُونما ہونے والی چیزوں کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح محسوسات کو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور یہ ارشاد قدرت قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (تم کہہ دو کہ اللہ کے سوا زمین و آسمان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا) کے منافی نہیں کیونکہ آیت میں ذاتی طور پر علم غیب کے جاننے کی نفی ہے اس علم غیب کی نفی نہیں جو انبیاؑ و اولیاؑ کو القائے ربانی سے حاصل ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بہت سے احوال و واردات کو بے نقاب کرتے ہیں چنانچہ اس مطلب پر قرآن مجید کی متعدد آیتیں شاہد ہیں:۔

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ

جب رسول صؐ اللہ نے اس واقعہ کی خبر اپنی ایک بیوی کو دی تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے رسول نے کہا کہ مجھے ایک جاننے والے اور واقف کار

الخبیر۔ نے خبر دی ہے۔

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ اے رسول! یہ غیب کی خبریں ہیں جنھیں وحی کے ذریعہ تمھیں بتاتے ہیں۔

لہذا اپنے معتقدات کی سخن پروری کرتے ہوئے یہ کہنا کہ انبیاء و اولیاء کو علم غیب کا حامل سمجھنا شرک فی الصفات ہے۔ حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ شرک تو اس وقت میں ہوتا کہ جب یہ کہا جاتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی ذاتی حیثیت سے عالم الغیب ہے۔ جب ایسا نہیں بلکہ انبیاء و ائمہ کا علم اللہ کا دیا ہوا ہے تو اس کو شرک سے کیا واسطہ اور اگر شرک کے یہی معنی ہیں تو پھر حضرت عیسیٰؑ کے اس دعویٰ کا کیا نام ہوگا جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

إِنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ	میں تمھارے لیے مٹی سے ایک پرندہ کا ڈھانچہ بناؤں گا
الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا	پھر اس میں پھونکوں گا تو وہ خدا کے حکم سے سچ مچ کا پرندہ
بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ	بن جائے گا اور میں مادرزاد اندھے اور برص کو اچھا کر دوں گا
وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم	اور اس کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دوں گا اور جو کچھ تم کھاتے ہو
بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي	اور گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو تم کو بتا دوں گا۔
بُيُوتِكُمْ	

کیا ان کو بحکم خدا خالق و حیات بخش مان لینے کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی صفت خلق و احیاء میں ان کو شریک سمجھا گیا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اللہ کے کسی کو امور غیب پر مطلع کر دینے سے یہ کہاں سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے عالم الغیب ہونے میں اس کو شریک ٹھہرا لیا گیا ہے۔ کہ علم غیب کے جاننے کو شرک سے تعبیر کر کے اپنی موحدانہ عظمت کا مظاہرہ کیا جائے

اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ بعض لوگوں کو خواب میں ایسی چیزیں آجاتی ہیں یا اس کی تعبیر سے ظاہر ہو جاتی ہیں کہ جن کا ظہور مستقبل سے وابستہ ہوتا ہے حالانکہ خواب کی حالت میں نہ حواس کام دیتے ہیں اور نہ ذہن و ادراک کی قوتیں ساتھ دیتی ہیں تو اگر بیداری میں بعض افراد پر کچھ حقائق منکشف ہو جائیں تو اس پر اچنبھا کیوں اور اس سے وجہ انکار کیا؟ جبکہ عقل کہتی ہے کہ جو چیز خواب میں واقع ہو سکتی ہے وہ بیداری میں بھی ممکن ہے چنانچہ ابن میثم نے تحریر کیا ہے کہ خواب میں یہ افادہ و فیضان اس لیے ہوتا ہے کہ نفس تربیت بدن کی الجھنوں سے آزاد اور مادی علائق سے الگ ہوتا ہے جس کی وجہ سے بہت سی ایسی پوشیدہ حقیقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جن کے دیکھنے سے حجاب عنصری مانع ہوتا ہے یونہی وہ نفوس کاملہ جو جبلۂ مادی سے بے اعتنا اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قلب روح کی پوری توجہ سے افاضہ علمی کے مرکز سے رجوع ہوتے ہیں۔ ان پر وہ حقائق و بواطن منکشف ہو جاتے ہیں جنھیں ظاہری آنکھیں دیکھنے سے عاجز و قاصر ہوتی ہیں۔ لہذا اہل بیت کی روحانی عظمت کے پیش نظر اس میں قطعاً کوئی استبعاد نہیں کہ وہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی چیزوں سے آگاہ ہو سکیں۔ چنانچہ ابن خلدون نے تحریر کیا ہے کہ:-

وَاِذَا كَانَتِ الْكَرَامَةُ تَقَعُ لِغَيْرِهِمْ فَمَا ظَنُّكَ بِهِمْ عِلْمًا وَدِيْنًا وَآثَارًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَعِنَايَةً مِنَ اللّٰهِ بِالْاَصْلِ الْكَرِيْمِ تَشْهَدُ لِفَرْعِهِ الطَّيِّبِ وَقَدْ يُنْقَلُ بَيْنَ اَهْلِ الْبَيْتِ كَثِيْرٌ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ غَيْرُ مَنْسُوْبٍ اِلٰى اَحَدٍ۔ مقدمہ ابن خلدون ص ۲۳۴

جبکہ کرامات کا ظہور اوروں سے ہو سکتا ہے تو ان ہستیوں کے بارے میں تمھارا کیا گمان ہے کہ جو علم و دیانت کے لحاظ سے ممتاز اور نبوت کی نشانیوں کے آئینہ دار تھے اور اس بزرگ اصل (رسولؐ) پر جو نظر توجہ باری تھی وہ اس کی پاکیزہ شاخوں کے کمالات پر شاہد ہے چنانچہ امور غیب کے متعلق اہل بیت سے بہت سے واقعات نقل کیے جاتے ہیں جو کسی اور کی طرف منسوب نہیں کیے جا سکتے۔

اس صورت میں امیر المومنین کے دعوی پر کوئی وجہ استعجاب نہیں جبکہ آپ پروردہ آغوش رسالت و متعلم درسگاہ قدرت تھے، البتہ جن کا علم محسوسات کی حد سے آگے نہیں بڑھتا اور ان کے علم و ادراک کا وسیلہ صرف ظاہری حواس ہوتے ہیں وہ عرفان و حقیقت کی راہوں سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اس قسم کے علم بالمغیبات سے انکار کر دیتے ہیں اگر اس قسم کا دعوے انوکھا ہوتا اور صرف آپ ہی سے سننے میں آیا ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ اسے تسلیم کرنے میں دماغ پس و پیش کرتے طبیعتیں ہچکچاتیں، مگر قرآن میں جب حضرت عیسیٰ کا یہ تک دعوی موجود ہے کہ میں تمھیں خبر دے سکتا ہوں کہ تم کیا کھاتے پیتے ہو اور کیا گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو تو امیر المومنین کے اس دعوے پر کیوں پس و پیش کیا جاتا ہے جبکہ یہ مسلم ہے کہ امیر المومنین پیغمبر کے تمام کمالات و خصوصیات کے وارث تھے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جن چیزوں کو حضرت عیسیٰ جان سکتے تھے پیغمبر اکرمؐ ان سے بے خبر تھے تو پھر وارث علم پیغمبر اگر ایسا دعوی کرے تو اس سے انکار کیسا جبکہ حضرت کی یہ علمی وسعت پیغمبر کے علم و کمال کی ایک بہترین حجت و دلیل اور ان کی صداقت کا ایک زندہ معجزہ ہے۔

اس سلسلہ میں یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ حالات پر مطلع ہونے کے باوجود اپنے کسی قول و عمل سے یہ ظاہر نہ ہونے دیتے تھے کہ وہ انھیں جانتے ہیں چنانچہ سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ اس دعوی کی غیر معمولی عظمت و اہمیت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

وَمِنْ عَجَائِبِ هٰذَا الْقَوْلِ اَنَّ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ مَعَ عِلْمِهٖ بِتَفْصِیْلِ الْاَحْوَالِ یَسِیْرُ فِی النَّاسِ بِالْمَقَالِ وَالْفِعَالِ سِیْرَةَ مَنْ لَا یَعْتَقِدُ مَنْ یَرَاهُ اَنَّهٗ عَارِفٌ بِبَوَاطِنِ تِلْكَ الْاَعْمَالِ وَالْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَالِ وَقَدْ عَرَفَ الْعُقَلَاءُ اَنَّ كُلَّ مَنْ عَرَفَ وَاطَّلَعَ عَلٰی مَا یَتَجَدَّدُ مِنْ حَرَكَةٍ مِنْ حَرَكَاتِ نَفْسِهٖ اَوْ حَرَكَاتِ مَنْ یُصَاحِبُهٗ اِذَا یَطَّلِعُ عَلٰی اَسْرَارِ النَّاسِ فَاِنَّهٗ یَظْهَرُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَفِعْلِهٖ اَثَرٌ عَلَیْهِ بِذٰلِكَ وَاَنَّ مَنْ یَعْلَمُ وَیَكُوْنُ كَمَنْ لَا یَعْلَمُ فَاِنَّهٗ مِنَ الْاٰیَاتِ الْبَاهِرَاتِ وَالْجَمْعُ بَیْنَ الْاَضْدَادِ مِنَ الْمُشْكِلَاتِ۔ (طرائف ص ۴۲۲)

اس دعوی کا حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ باوجود اس کے امیر المومنین احوال دقائق سے باخبر تھے پھر بھی قول و عمل کے لحاظ سے ایسی روش اختیار کیے ہوئے تھے کہ دیکھنے والا یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ دوسروں کی پوشیدہ باتوں اور مخفی کاموں پر مطلع ہوں گے کیونکہ عقلا کو یہ اعتراف ہے کہ جس کو یہ معلوم ہو کہ اس سے کون سا عمل ظہور پذیر ہونے والا ہے یا اس کا ساتھی کیا قدم اٹھانے والا ہے یا لوگوں کے چھپے ہوئے بھید اس کی نظر میں ہوں تو اس علم کے اثرات اس کے چہرے کے خط و خال اور اس کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہونے لگتے ہیں اور جو شخص جاننے بوجھنے کے باوجود اس طرح رہے جیسے کہ گویا وہ بے خبر ہے اور کچھ نہیں جانتا تو اس کی شخصیت ایک معجزہ اور متضاد چیزوں کا مجموعہ ہوگی۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے باطنی علم کے مقتضیات پر عمل کیوں نہ کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام شریعت کی بنیاد ظاہری اسباب پر ہے، چنانچہ قاضی کو اگر یہ علم ہو جائے کہ فلاں فریق حق بجانب ہے اور فلاں باطل پر ہے تو وہ اپنے علم پر بنا کرتے ہوئے فریقوں کے حق میں فیصلہ نہیں کرے گا، بلکہ کسی نتیجہ پر پہنچنے کے لیے جو شرعی اور متعارف طریقے ہیں انہی پر چلے گا اور ان سے جو نتیجہ نکلے گا اسی کا پابند ہوگا۔ مثلاً قاضی کو اگر خواب مکاشفہ یا فراست سے یہ علم ہو جائے کہ زید نے عمرو کی دیوار گرائی ہے تو اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے اس علم کے مطابق فیصلہ کرے بلکہ وہ یہ دیکھے گا کہ بینہ و شہادت کی رو سے اس پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں اگر ان ظاہری طرق سے جرم ثابت نہ ہوگا تو اسے مجرم نہ قرار دیا جائے گا، اگرچہ اسے اپنے مقام پر اس کے مجرم ہونے کا یقین ہو اس کے علاوہ انبیاء و اولیاء اپنے علم باطنی پر بنا کرتے ہوئے عملدرآمد کرتے تو یہ امر اختلال و انتشار امت کا باعث ہو جاتا۔ مثلاً اگر کوئی نبی یا ولی اپنے علم باطنی کی وجہ سے کسی واجب القتل

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کو قتل کی سزا دے تو دیکھنے والوں میں ایک اضطراب و ہیجان پیدا ہو جائے گا کہ اس نے ناحق ایک شخص کو قتل کر دیا ہے اسی لیے خاص موارد کے علاوہ علم باطنی پر بنا کر کے نتائج مرتب کرنے کی اجازت نہیں دی اور صرف ظواہر کا پابند بنایا ہے چنانچہ پیغمبر بعض منافقین کے نفاق سے آگاہ ہونے کے باوجود ان سے وہی رویہ رکھتے تھے جو ایک مسلمان کیساتھ رکھنا چاہیے۔

اب اس اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہ کہا جائے کہ اگر وہ پوشیدہ چیزوں کو جانتے تھے تو اس کے مطابق عمل کیوں نہ کرتے تھے، کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ علم باطنی کے مقتضیات پر عمل پیرا ہونے کے لیے مامور ہی نہ تھے البتہ پند و موعظت اور انذار و بشارت کے لیے جہاں حالات و مقتضیات ہوتے تھے بعض امور کو ظاہر کر دیتے تھے تاکہ پیش آیندہ واقعات کی پیش بندی کی جا سکے جیسا کہ امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ نے یحییٰ ابن زید کو مطلع کر دیا کہ وہ اگر نکلے تو قتل کر دیے جائیں گے چنانچہ ابن خلدون نے تحریر کیا ہے:۔

وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُحَذِّرُ بَعْضَ	امام جعفر صادق سے صحیح طریقہ پر وارد ہوا ہے کہ وہ اپنے
قَرَابَتِهِ بِوَقَائِعَ تَكُوْنُ لَهُمْ	بعض عزیزوں کو پیش آنے والے حادثوں سے آگاہ کر دیتے تھے
فَتَصِحُّ كَمَا يَقُوْلُ وَقَدْ حَذَّرَ يَحْيٰى	اور وہ اسی طرح ہو کر رہتے تھے جس طرح آپ فرما دیتے تھے چنانچہ
ابْنَ عَمِّهِ زَيْدِ بْنَ مُصْرِعِهِ	آپ نے اپنے ابن عم یحییٰ ابن زید کو قتل ہو جانے سے متنبہ کیا مگر
وَعَصٰى فَخَرَجَ وَقُتِلَ بِالْجُوْزْجَانِ	وہ آپ کے حکم سے سرتابی کرتے ہوئے چل دیے اور جوزجان میں
(مقدمہ ابن خلدون ص۲۳۳)	قتل کر دیے گئے۔

البتہ جہاں ذہنوں میں تشویش پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا وہاں اس کا اظہار تک نہ کیا جاتا تھا چنانچہ اس خطبہ میں حضرت نے اس اندیشہ کے پیش نظر کہ ان کو رسول کی منزل سے بھی بالاتر سمجھنے لگیں گے زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیا لیکن اس کے باوجود جس طرح حضرت عیسیٰ کے بارے میں لوگ بھٹک گئے اور انھیں ابن اللہ کہنے لگے یونہی حضرت کے متعلق بعض کج فہم کچھ کا کچھ کہنے لگے اور غلو کی حد تک پہنچ کر گمراہ ہو گئے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۴

اِنْتَفِعُوْا بِبَيَانِ اللّٰهِ، وَاتَّعِظُوْا بِمَوَاعِظِ اللّٰهِ، وَاقْبَلُوْا نَصِيْحَةَ

خداوند عالم کے ارشادات سے فائدہ اٹھاؤ اور اس کے موعظوں سے نصیحت حاصل کرو اور اس کی نصیحتوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰهِ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعْذَرَ اِلَيْكُمْ
بِالْجَلِيَّةِ۔ وَاتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ۔
وَبَيَّنَ لَكُمْ مَحَابَّهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ
وَمَكَارِهَهٗ مِنْهَا لِتَتَّبِعُوْا هٰذِهٖ وَ
تَجْتَنِبُوْا هٰذِهٖ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ كَانَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْجَنَّةَ
حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ وَاِنَّ النَّارَ حُفَّتْ
بِالشَّهَوَاتِ، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَا مِنْ
طَاعَةِ اللّٰهِ شَيْءٌ اِلَّا يَاْتِيْ فِيْ كُرْهٍ وَ
مَا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ شَيْءٌ اِلَّا يَاْتِيْ فِيْ
شَهْوَةٍ۔ فَرَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا نَزَعَ
عَنْ شَهْوَتِهٖ۔ وَقَمَعَ هَوٰى نَفْسِهٖ
فَاِنَّ هٰذِهِ النَّفْسَ اَبْعَدُ شَيْءٍ مَنْزَعًا
وَاِنَّهَا لَا تَزَالُ تَنْزِعُ اِلٰى مَعْصِيَةٍ
فِيْ هَوًى۔ وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ
الْمُؤْمِنَ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَ
نَفْسُهٗ ظَنُوْنٌ عِنْدَهٗ۔ فَلَا يَزَالُ زَارِيًا
عَلَيْهَا وَمُسْتَزِيْدًا لَهَا۔ فَكُوْنُوْا
كَالسَّابِقِيْنَ قَبْلَكُمْ وَالْمَاضِيْنَ اَمَامَكُمْ
قَوَّضُوْا مِنَ الدُّنْيَا تَقْوِيْضَ الرَّاحِلِ
وَطَوَوْهَا طَيَّ الْمَنَازِلِ۔ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ هُوَ النَّاصِحُ
الَّذِيْ لَا يَغُشُّ، وَالْهَادِيْ الَّذِيْ لَا

کو مانو کیونکہ اس نے واضح دلیلوں سے تمھارے لیے کسی عذر کی
گنجائش نہیں رکھی اور تم پر (پوری طرح) حجّت کو تمام
کر دیا ہے اور اپنے پسندیدہ و ناپسند اعمال تم سے بیان
کر دیئے ہیں تاکہ اچھے اعمال بجا لاؤ اور بُرے کاموں سے
بچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے کہ: جنّت
ناگواریوں میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشوں میں
گھرا ہوا ہے، یاد رکھو! کہ اللہ کی ہر اطاعت ناگوار صورت
میں اور اس کی ہر معصیت عین خواہش بن کر سامنے آتی
ہے۔ خدا اس شخص پر رحمت کرے جس نے خواہشوں سے
دُوری اختیار کی اور اپنے نفس کے ہوا و ہوس کو جڑ بنیاد
سے اکھیڑ دیا، کیونکہ نفس خواہشوں میں لامحدود درجہ تک
بڑھنے والا ہے اور وہ ہمیشہ خواہش و آرزوئے گناہ کی طرف
مائل ہوتا ہے۔ اللہ کے بندو! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ
مومن (زندگی کے) صبح و شام میں اپنے نفس سے بدگمان
رہتا ہے اور اس پر (کوتاہیوں کا الزام لگاتا ہے اور اس
سے عبادتوں میں) اضافہ کا خواہشمند رہتا ہے۔ تم ان لوگوں
کی طرح بنو کہ جو تم سے پہلے آگے بڑھ چکے ہیں اور تمھارے
قبل اس راہ سے گزر چکے ہیں انھوں نے دنیا سے یوں اپنا
رختِ سفر باندھا جس طرح مسافر اپنا ڈیرا اٹھا لیتا ہے اور
دنیا کو اس طرح طے کیا جس طرح (سفر کی) منزلوں کو۔ یاد
رکھو! کہ یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے جو فریب نہیں
دیتا اور ایسا
ہدایت کرنے والا ہے جو گمراہ نہیں کرتا اور ایسا بیان کرنے والا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يُمْلِلُ، وَالْمُحَدِّثُ الَّذِي لَا يَكْذِبُ، وَمَا جَالَسَ هٰذَا الْقُرْآنَ أَحَدٌ إِلَّا قَامَ عَنْهُ بِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ: زِيَادَةٍ فِي هُدًى، وَنُقْصَانٍ مِنْ عَمًى. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقَةٍ، وَلَا لِأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غِنًى فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَائِكُمْ وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى لَأْوَائِكُمْ، فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ وَهُوَ الْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ وَالْغَيُّ وَالضَّلَالُ. فَاسْأَلُوا اللّٰهَ بِهِ، وَتَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُبِّهِ، وَلَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تُوُجِّهَ الْعِبَادُ إِلَى اللّٰهِ بِمِثْلِهِ. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ وَمُشَفَّعٌ، وَقَائِلٌ وَمُصَدَّقٌ. وَأَنَّهُ مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِّعَ فِيهِ، وَمَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُدِّقَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُبْتَلًى فِي حَرْثِهِ وَعَاقِبَةِ عَمَلِهِ غَيْرَ حَرَثَةِ الْقُرْآنِ، فَكُونُوا مِنْ حَرَثَتِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَاسْتَدِلُّوهُ عَلَى رَبِّكُمْ، وَاسْتَنْصِحُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَاتَّهِمُوا عَلَيْهِ آرَاءَكُمْ، وَاسْتَغْشُّوا

جو جھوٹ نہیں بولتا۔ جو بھی اس قرآن کا ہمنشین ہوا وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی و ضلالت کو گھٹا کر اس سے الگ ہوا۔ جان لو کہ کسی کو قرآن کے تعلیمات کے بعد کسی اور لائحہ عمل کی احتیاج نہیں رہتی اور نہ کوئی قرآن سے کچھ سیکھنے سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ اس سے اپنی بیماریوں کی شفا چاہو اور اپنی مصیبتوں پر اس سے مدد مانگو اس میں کفر و نفاق اور ہلاکت و گمراہی جیسی بڑی بڑی مرضوں کی شفا پائی جاتی ہے اس کے وسیلہ سے اللہ سے مانگو اور اس کی دوستی کو لیے ہوئے اس کا رخ کرو اور اسے لوگوں سے مانگنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یقیناً بندوں کے لیے اللہ کی طرف متوجہ ہونے کا اس جیسا کوئی ذریعہ نہیں۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن ایسا شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت مقبول اور ایسا کلام کرنے والا ہے جس کی ہر بات تصدیق شدہ ہے۔ قیامت کے دن جس کی یہ شفاعت کرے گا، وہ اس کے حق میں مانی جائے گی، اور اس روز جس کے عیوب بتائے گا تو اس کے بارے میں بھی اس کے قول کی تصدیق کی جائے گی قیامت کے دن ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا کہ دیکھو قرآن کی کھیتی بونے والوں کے علاوہ ہر بونے والا اپنی کھیتی اور اپنے اعمال کے نتیجہ میں مبتلا ہے۔ لہٰذا تم قرآن کی کھیتی بونے والے اور اس کے پیروکار بنو، اور اپنے پروردگار تک پہنچنے کے لیے اسے دلیلِ راہ بناؤ اور اپنے نفسوں کے لیے اس سے پند و نصیحت چاہو۔ اور اس کے خلاف خود اپنی رایوں پر بھروسا نہ کرو اور اس کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں کو غلط و فریب خوردہ سمجھو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِيهِ أَهْوَاءَكُمُ الْعَمَلَ الْعَمَلَ،
ثُمَّ النِّهَايَةَ النِّهَايَةَ. وَالْاِسْتِقَامَةَ
الْاِسْتِقَامَةَ، ثُمَّ الصَّبْرَ الصَّبْرَ، وَ
الْوَرَعَ الْوَرَعَ. إِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً
فَانْتَهُوا إِلَى نِهَايَتِكُمْ وَإِنَّ لَكُمْ
عَلَمًا فَاهْتَدُوا بِعَلَمِكُمْ. وَإِنَّ لِلْإِسْلَامِ
غَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى غَايَتِهِ. وَاخْرُجُوا
إِلَى اللّٰهِ بِمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهِ
وَبَيِّنْ لَكُمْ مِنْ وَظَائِفِهِ. أَنَا شَاهِدٌ
لَكُمْ وَحَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ.

أَلَا وَإِنَّ الْقَدَرَ السَّابِقَ قَدْ وَقَعَ،
وَالْقَضَاءَ الْمَاضِيَ قَدْ تَوَرَّدَ وَإِنِّي
مُتَكَلِّمٌ بِعِدَةِ اللّٰهِ وَحُجَّتِهِ، قَالَ
اللّٰهُ تَعَالَى: "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا
اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ"
وَقَدْ قُلْتُمْ رَبُّنَا اللّٰهُ، فَاسْتَقِيمُوا
عَلَى كِتَابِهِ، وَعَلَى مِنْهَاجِ أَمْرِهِ.
وَعَلَى الطَّرِيقَةِ الصَّالِحَةِ مِنْ عِبَادَتِهِ.
ثُمَّ لَا تَمْرُقُوا مِنْهَا وَلَا تَبْتَدِعُوا
فِيهَا وَلَا تُخَالِفُوا عَنْهَا. فَإِنَّ أَهْلَ
الْمُرُوقِ مُنْقَطِعٌ بِهِمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ

عمل کرو، عمل کرو اور عاقبت و انجام کو دیکھو استوار و برقرار
رہو پھر یہ کہ صبر کرو صبر کرو، تقوی و پرہیز گاری اختیار کرو،
تمھارے لیے ایک منزل منتہا ہے اپنے کو وہاں تک پہنچاؤ،
اور تمھارے لیے ایک نشان ہے اس سے ہدایت حاصل کرو
اسلام کی ایک حد ہے، تم اس حد و انتہا تک پہنچو، اللہ نے
جن حقوق کی ادائیگی کو تم پر فرض کیا ہے، اور جن فرائض کو
تم سے بیان کیا ہے انھیں ادا کر کے اس سے عہدہ برآ ہو جاؤ۔
میں تمھارے اعمال کا گواہ اور قیامت کے دن تمھاری طرف
سے حجت پیش کرنے والا ہوں گا۔

دیکھو! جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی
تھا وہ سامنے آگیا۔ میں الٰہی وعدہ و برہان کی رو سے
کلام کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ بیشک وہ لوگ
جنھوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور پھر وہ اس
(عقیدہ) پر جمے رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں اور یہ کہتے
ہیں) کہ تم خوف نہ کھاؤ اور غمگین نہ ہو تمھیں اس جنت کی
بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اب تمھارا قول
تو یہ ہے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے تو اب اس کی کتاب اور
اس کی شریعت کی راہ اور اس کی عبادت کے نیک طریقہ پر
جمے رہو اور پھر اس سے نکل نہ بھاگو اور نہ اس میں بدعتیں
پیدا کرو اور نہ اس کے خلاف چلو اس لیے کہ اس راہ سے نکل
بھاگنے والے قیامت کے دن اللہ (کی رحمت) سے جدا ہونے
والے ہیں۔ پھر یہ کہ تم اپنے اخلاق و اطوار کو پلٹنے اور انھیں ادلنے
بدلنے سے پرہیز کرو۔ دوغلی اور متلون مزاجی سے بچتے رہو اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْقِيَامَةِ۔ ثُمَّ اِيَّاكُمْ وَتَهْزِيعَ الْاِخْلَاقِ وَتَصْرِيفَهَا۔ وَاجْعَلُوا اللِّسَانَ وَاحِدًا وَلْيَخْزُنِ الرَّجُلُ لِسَانَهٗ۔ فَاِنَّ هٰذَا اللِّسَانَ جَمُوحٌ بِصَاحِبِهٖ۔ وَاللّٰهِ مَا اَرٰى عَبْدًا يَتَّقِي تَقْوٰى تَنْفَعُهٗ حَتّٰى يَخْزُنَ لِسَانَهٗ۔ وَاِنَّ لِسَانَ الْمُؤْمِنِ مِنْ وَرَاءِ قَلْبِهٖ۔ وَاِنَّ قَلْبَ الْمُنَافِقِ مِنْ وَّرَاءِ لِسَانِهٖ۔ لِاَنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ تَدَبَّرَهٗ فِيْ نَفْسِهٖ، فَاِنْ كَانَ خَيْرًا اَبْدَاهُ، وَاِنْ كَانَ شَرًّا وَّارَاهُ۔ وَاِنَّ الْمُنَافِقَ يَتَكَلَّمُ بِمَا اَتٰى عَلٰى لِسَانِهٖ لَا يَدْرِيْ مَا ذَا لَهٗ وَمَا ذَا عَلَيْهِ۔ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَا يَسْتَقِيْمُ اِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهٗ۔ وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهٗ۔

حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهٗ۔ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ وَهُوَ نَقِيُّ الرَّاحَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمْوَالِهِمْ، سَلِيْمُ اللِّسَانِ مِنْ اَعْرَاضِهِمْ فَلْيَفْعَلْ وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَحِلُّ الْعَامَ مَا اسْتَحَلَّ عَامًا اَوَّلَ، وَيُحَرِّمُ الْعَامَ مَا حَرَّمَ عَامًا

ایک نہ بان رکھو۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے اس لیے کہ یہ اپنے مالک سے منہ زوری کرنے والی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے کسی پرہیزگار کو نہیں دیکھا کہ تقوی اس کے لیے مفید ثابت ہوا ہو جب تک کہ اس نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہو۔ بے شک مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے کیونکہ مومن جب کوئی بات کہنا چاہتا ہے تو پہلے اسے دل میں سوچ لیتا ہے اگر وہ اچھی بات ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے پوشیدہ ہی رہنے دیتا ہے اور منافق کی زبان پر جو آتا ہے کہہ گزرتا ہے اسے یہ کچھ خبر نہیں ہوتی کہ کون سی بات اس کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات مضر ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ کسی بندے کا ایمان اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتا جب تک زبان مستحکم نہ ہو، لہذا تم میں سے جس سے یہ بن پڑے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح پہنچے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک و صاف اور اس کی زبان ان کی آبروریزی سے محفوظ رہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہیے۔ خدا کے بندو! یاد رکھو کہ مومن اس سال بھی اسی چیز کو حلال سمجھتا ہے جسے پارسال حلال سمجھ چکا ہے اور اس سال بھی اسی چیز کو حرام کہتا ہے جسے گذشتہ سال حرام کہہ چکا ہے اور یاد رکھو! کہ لوگوں کی پیدا کی ہوئی بدعتیں ان چیزوں کو جو خدا کی طرف سے حرام ہیں حلال نہیں کر سکتیں بلکہ حلال وہ ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے، تم تمام چیزوں کو تجربہ و

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَوَّلَ وَإِنَّ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ لَا يُحِلُّ
لَكُمْ شَيْئًا مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ، وَلَكِنَّ
الْحَلَالَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ وَالْحَرَامَ مَا حَرَّمَ
اللّٰهُ۔ فَقَدْ جَرَّبْتُمُ الْأُمُورَ وَضَرَسَتْكُمُوهَا
وَوُعِظْتُمْ بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَضُرِبَتِ
الْأَمْثَالُ لَكُمْ وَدُعِيتُمْ إِلَى الْأَمْرِ الْوَاضِحِ
فَلَا يَصَمُّ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَصَمُّ، وَلَا يَعْمَى
عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَعْمَى وَمَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ
اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ وَالتَّجَارِبِ لَمْ يَنْتَفِعْ
بِشَيْءٍ مِنَ الْعِظَةِ۔ وَآفَةُ التَّقْصِيرِ
مِنْ أَمَامِهِ حَتّٰى يَعْرِفَ مَا أَنْكَرَ،
وَيُنْكِرَ مَا عَرَفَ فَإِنَّ النَّاسَ رَجُلَانِ:
مُتَّبِعٌ شِرْعَةً وَمُبْتَدِعٌ بِدْعَةً لَيْسَ
مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ بُرْهَانُ سُنَّةٍ
وَلَا ضِيَاءُ حُجَّةٍ۔ وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ
لَمْ يَعِظْ أَحَدًا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ
فَإِنَّهُ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ وَسَبَبُهُ
الْأَمِينُ، وَفِيهِ رَبِيعُ الْقَلْبِ وَ
يَنَابِيعُ الْعِلْمِ، وَمَا لِلْقَلْبِ جِلَاءٌ
غَيْرُهُ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ الْمُتَذَكِّرُونَ
وَبَقِيَ النَّاسُونَ أَوِ الْمُتَنَاسُونَ۔
فَإِذَا رَأَيْتُمْ خَيْرًا فَأَعِينُوا عَلَيْهِ
وَإِذَا رَأَيْتُمْ شَرًّا فَاذْهَبُوا عَنْهُ فَإِنَّ

آزمائش سے پرکھ چکے ہو اور پہلے لوگوں سے تمھیں پند و نصیحت بھی کی جا چکی ہے۔ اور (حق و باطل کی) مثالیں بھی تمھارے سامنے پیش کی جا چکی ہیں۔ اور واضح حقیقتوں کی طرف تمھیں دعوت دی جا چکی ہے۔ اب اس آواز کے سننے سے قاصر وہی ہو سکتا ہے جو واقعی بہرا ہو اور اس کے دیکھنے سے معذور وہی سمجھا جا سکتا ہے جو اندھا ہو اور جسے اللہ کی آزمائشوں اور تجربوں سے فائدہ نہ پہنچے وہ کسی پند و نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسے زیاں کاریاں ہی درپیش ہوں گی یہاں تک کہ وہ بُری باتوں کو اچھا اور اچھی باتوں کو بُرا سمجھے گا۔ چونکہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شریعت کے پیروکار اور دوسرے بدعت ساز کہ جن کے پاس نہ سنّت پیغمبر کی کوئی سند ہوتی ہے اور نہ دلیل و برہان کی روشنی۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ نے کسی کو ایسی نصیحت نہیں کی جو اس قرآن کے مانند ہو کیونکہ یہ اللہ کی مضبوط رسّی اور امانتدار وسیلہ ہے۔ اسی میں دل کی بہار اور علم کے سرچشمے ہیں اور اسی سے (آئینۂ) قلب پر جلا ہوتی ہے۔ باوجودیکہ یاد رکھنے والے گزر گئے اور بھول جانے والے یا بھولا دینے میں ڈالنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ اب تمھارا کام یہ ہے کہ بھلائی کو دیکھو تو اسے تقویت پہنچاؤ اور بُرائی کو دیکھو تو اس سے (دامن بچا کر) چل دو، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فرمایا کرتے تھے کہ اے فرزند آدم! اچھے کام کر اور بُرائیوں کو چھوڑ دے اگر تو نے ایسا کیا تو تو نیک چلن اور راست رو ہے۔ دیکھو! ظلم تین طرح کا ہوتا ہے،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ کَانَ یَقُوْلُ: یَا ابْنَ اٰدَمَ اعْمَلِ الْخَیْرَ وَ دَعِ الشَّرَّ فَاِذَا اَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدٌ۔ اَلَا وَاِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَۃٌ: فَظُلْمٌ لَا یُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا یُتْرَکُ وَظُلْمٌ مَغْفُوْرٌ لَا یُطْلَبُ فَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُغْفَرُ فَالشِّرْکُ بِاللّٰہِ، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ یُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَہٗ عِنْدَ بَعْضِ الْھَنَاتِ۔ وَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُتْرَکُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُھُمْ بَعْضًا الْقِصَاصُ ھُنَاکَ شَدِیْدٌ، لَیْسَ ھُوَ جَرْحًا بِالْمُدٰی وَلَا ضَرْبًا بِالسِّیَاطِ، وَلٰکِنَّہٗ مَا یُسْتَصْغَرُ ذٰلِکَ مَعَہٗ۔ فَاِیَّاکُمْ وَالتَّلَوُّنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ، فَاِنَّ جَمَاعَۃً فِیْمَا تَکْرَھُوْنَ مِنَ الْحَقِّ خَیْرٌ مِنْ فُرْقَۃٍ فِیْمَا تُحِبُّوْنَ مِنَ الْبَاطِلِ۔ وَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَمْ یُعْطِ اَحَدًا بِفُرْقَۃٍ خَیْرًا مِّمَّنْ مَضٰی وَلَا مِمَّنْ بَقِیَ۔ یَا اَیُّھَا النَّاسُ طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ، وَطُوْبٰی لِمَنْ لَزِمَ بَیْتَہٗ، وَاَکَلَ قُوْتَہٗ، وَاشْتَغَلَ بِطَاعَۃِ رَبِّہٖ، وَبَکٰی عَلٰی خَطِیْئَتِہٖ، فَکَانَ مِنْ نَفْسِہٖ فِیْ شُغْلٍ

ایک ظلم وہ جو بخشا نہیں جائے گا اور دوسرا ظلم وہ جس کا (مواخذہ) چھوڑا نہیں جائے گا، تیسرا وہ جو بخش دیا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ لیکن وہ ظلم جو بخشا نہیں جائے گا وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ خدا اس (گناہ) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ ظلم جو بخش دیا جائے گا وہ ہے جو بندہ چھوٹے چھوٹے گناہ کا مرتکب ہو کر اپنے نفس پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا ہے جس کا آخرت میں سخت بدلہ لیا جائے گا وہ کوئی چھریوں سے کچوکے دینا اور کوڑوں سے مارنا نہیں ہے بلکہ ایک ایسا سخت عذاب ہے جس کے مقابلہ میں یہ چیزیں بہت ہی کم ہیں۔ دین خدا میں رنگ بدلنے سے بچو، کیونکہ تمہارا حق پر ایکا کر لینا جسے تم ناپسند کرتے ہو باطل راستوں پر جا کر مٹ جانے سے جو تمہارا محبوب مشغلہ ہے بہتر ہے۔ بے شک اللہ سبحانہٗ نے اگلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو متفرق اور پراگندہ ہو جانے سے کوئی بھلائی نہیں دی۔

اے لوگو! لائق مبارک باد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں اور قابل مبارک باد وہ شخص ہے جو اپنے گھر (کے گوشہ) میں بیٹھ جائے۔ اور جو کھانا میسر آ جائے کھائے اور اپنے اللہ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہائے کہ اس طرح وہ بس اپنی ذات کی فکر میں رہے اور دوسرے لوگ اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ۔

سے آرام میں رہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۵

فِي مَعْنَى الْحَكَمَيْنِ۔

فَاجْمَعَ رَأْيَ مَلَئِكُمْ عَلَى أَنْ اخْتَارُوا رَجُلَيْنِ فَأَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَنْ يُجْعِجِعَا عِنْدَ الْقُرْآنِ، وَلَا يُجَاوِزَاهُ، وَتَكُونُ أَلْسِنَتُهُمَا مَعَهُ وَقُلُوبُهُمَا تَبَعَهُ۔ فَتَنَاهَا عَنْهُ وَتَرَكَا الْحَقَّ وَهُمَا يُبْصِرَانِهِ۔ وَكَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا وَالْإِعْوِجَاجُ رَأْيَهُمَا۔ وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكْمِ بِالْعَدْلِ وَالْعَمَلِ بِالْحَقِّ سُوءَ رَأْيِهِمَا وَجَوْرَ حُكْمِهِمَا، وَالثِّقَةُ فِي أَيْدِينَا لِأَنْفُسِنَا حِينَ خَالَفَنَا سَبِيلَ الْحَقِّ، وَأَتَيَا بِمَا لَا يُعْرَفُ مِنْ مَعْكُوسِ الْحُكْمِ۔

حکمین کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:۔

تمہاری جماعت ہی نے دو شخصوں کے چن لینے کی رائے طے کی تھی۔ چنانچہ ہم نے ان دونوں سے یہ عہد لے لیا تھا، کہ وہ قرآن کے مطابق عمل کریں اور اس سے سر مو تجاوز نہ کریں اور ان کی زبانیں اس سے ہمنوا اور ان کے دل اس کے پیرو رہیں مگر وہ قرآن سے بھٹک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے حالانکہ وہ ان کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ ظلم ان کی عین خواہش اور کجروی ان کی روش تھی حالانکہ ہم نے پہلے ہی ان سے یہ ٹھہرا لیا تھا کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق پر عمل پیرا ہونے میں بدنیتی اور ناانصافی کو دخل نہ دیں گے۔ اب جب انھوں نے راہ حق سے انحراف کیا اور طے شدہ قرارداد کے برعکس حکم لگایا تو ہمارے ہاتھوں میں (ان کا فیصلہ ٹھکرا دینے کے لیے) ایک مضبوط دلیل (اور معقول وجہ) موجود ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۶

لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ وَلَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ، وَلَا يَحْوِيهِ مَكَانٌ۔

خداوند عالم کو ایک حالت دوسری حالت سے سدّ راہ نہیں ہوتی نہ زمانہ اس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، نہ کوئی جگہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يَصِفُهُ لِسَانٌ لَا يَحْزُبُ عَنْهُ
عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ، وَلَا نُجُومِ السَّمَاءِ
وَالْأَسْوَا فِي الرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ وَلَا
دَبِيبُ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا، وَلَا مَقِيلُ
الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ يَعْلَمُ مَسَاقِطَ
الْأَوْرَاقِ وَخَفِيَّ طَوْفِ الْأَحْدَاقِ
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غَيْرَ
مَعْدُولٍ بِهِ وَلَا مَشْكُوكٍ فِيهِ، وَلَا
مَكْفُورٍ دِينُهُ وَلَا مَجْحُودٍ تَكْوِينُهُ.
شَهَادَةَ مَنْ صَدَقَتْ نِيَّتُهُ وَصَفَتْ
دِخْلَتُهُ، وَخَلَصَ يَقِينُهُ، وَثَقُلَتْ
مَوَازِينُهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ الْمُجْتَبَى مِنْ خَلَائِقِهِ
وَالْمُعْتَامُ لِشَرَائِحِ حَقَائِقِهِ وَالْمُخْتَصُّ
بِفَضَائِلِ كَرَامَاتِهِ. وَالْمُصْطَفَى لِكَرَائِمِ
رِسَالَاتِهِ. وَالْمُوَضَّحَةُ بِهِ أَشْرَاطُ
الْهُدَى. وَالْمَجْلُوُّ بِهِ غَرَائِبُ الْعَمَى.

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الدُّنْيَا تَغُرُّ
الْمُؤَمِّلَ لَهَا وَالْمُخْلِدَ إِلَيْهَا، وَلَا
تَنْفَسُ بِمَنْ نَافَسَ فِيهَا، وَتَغْلِبُ
مَنْ غَلَبَ عَلَيْهَا. وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا كَانَ
قَوْمٌ قَطُّ فِي غَضِّ نِعْمَةٍ مِنْ عَيْشٍ
فَزَالَ عَنْهُمْ إِلَّا بِذُنُوبٍ اجْتَرَحُوهَا

اسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اس کا وصف کر سکتی ہے اس سے
پانی کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں
کا شمار چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور اندھیری رات
میں چھوٹی چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی چیز پوشیدہ
نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور آنکھ کے چوری
چھپے اشاروں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
علاوہ کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی ہمسر ہے نہ اس کی ہستی
میں کوئی شبہ نہ اس کے دین سے سرتابی ہو سکتی
ہے اور نہ اس کی آفرینش سے انکار، اس شخص کی
سی گواہی جس کی نیت سچی، باطن پاکیزہ، یقین (شبہوں)
سے) پاک اور اس کے (نیک اعمال کا) پلہ بھاری
ہو، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسول
ہیں اور مخلوقات میں منتخب، بیانِ شریعت کے لیے
برگزیدہ، گراں بہا بزرگیوں سے مخصوص۔ اور عمدہ پیاموں
کے پہنچانے کے لیے منتخب ہیں۔ آپ کے ذریعہ سے
ہدایت کے نشانات روشن کیے گئے اور گمراہی کی
تیرگیوں کو چھانٹا گیا۔

اے لوگو! جو شخص دنیا کی آرزوئیں کرتا ہے اور اس
کی جانب کھنچتا ہے۔ وہ اسے انجام کار، فریب دیتی ہے
اور جو اس کا خواہشمند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی
اور جو اس پر چھا جاتا ہے وہ اس پر قابو پالے گی۔ خدا کی
قسم! جن لوگوں کے پاس زندگی کی تر و تازہ و شاداب
نعمتیں تھیں اور پھر ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں یہ ان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ۔ وَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ حِیْنَ تَنْزِلُ بِھِمُ النِّقَمُ وَ تَزُوْلُ عَنْھُمُ النِّعَمُ فَزَعُوْا اِلٰی رَبِّھِمْ بِصِدْقٍ مِّنْ نِیَّاتِھِمْ وَ وَلَہٍ مِّنْ قُلُوْبِھِمْ لَرَدَّ عَلَیْھِمْ کُلَّ شَارِدٍ، وَ اَصْلَحَ لَھُمْ کُلَّ فَاسِدٍ۔ وَ اِنِّیْ لَاَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا فِیْ فَتْرَۃٍ۔ وَ قَدْ کَانَتْ اُمُوْرٌ مَضَتْ مِنْکُمْ فِیْھَا مَیْلَۃٌ کُنْتُمْ فِیْھَا عِنْدِیْ غَیْرَ مَحْمُوْدِیْنَ، وَ لَئِنْ رُدَّ عَلَیْکُمْ اَمْرُکُمْ اِنَّکُمْ لَسُعَدَآءُ۔ وَ مَا عَلَیَّ اِلَّا الْجُھْدُ، وَ لَوْ اَشَآءُ اَنْ اَقُوْلَ لَقُلْتُ۔ عَفَا اللّٰہُ عَمَّا سَلَفَ۔

کے گناہوں کے مرتکب ہونے کی پاداش ہے کیونکہ اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر لوگ اس وقت کہ جب ان پر مصیبتیں ٹوٹ رہی ہوں اور نعمتیں ان سے زائل ہو رہی ہوں صدق نیت و رجوع قلب سے اپنے اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ برگشتہ ہو جانے والی نعمتوں کو پھر ان کی طرف پلٹا دے گا اور ہر خرابی کی اصلاح کر دے گا مجھے تم سے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں تم جہالت و نادانی میں نہ پڑ جاؤ۔ کچھ واقعات ایسے ہو گزرے ہیں کہ جن میں تم نے نامناسب جذبات سے کام لیا میرے نزدیک تم ان میں سرزنش کے قابل نہیں ہو اگر تمہیں پہلی روش پر پھر لگا دیا جائے تو تم یقیناً نیک بخت و سعادت مند بن جاؤ گے، میرا کام تو صرف کوشش کرنا ہے، اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو البتہ یہی کہوں گا کہ خدا (تمہاری) گزشتہ لغزشوں سے درگزر کرے۔

وَمِنْ کَلَامٍ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۷

وَقَدْ سَاَلَہٗ ذِعْلِبٌ الْیَمَانِیُّ فَقَالَ: ھَلْ رَاَیْتَ رَبَّکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ؟ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اَفَاَعْبُدُ مَا لَآ اَرٰی؟ فَقَالَ: وَکَیْفَ تَرَاہُ؟ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَا تَرَاہُ الْعُیُوْنُ بِمُشَاھَدَۃِ الْعِیَانِ وَلٰکِنْ تُدْرِکُہُ الْقُلُوْبُ بِحَقَآئِقِ الْاِیْمَانِ۔

ذعلب یمنی نے آپ سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جسے میں نے دیکھا تک نہیں۔ اس نے کہا کہ آپ کیونکر دیکھتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ

آنکھیں اسے کھلم کھلا نہیں دیکھتیں، بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اسے پہچانتے ہیں وہ ہر چیز سے قریب ہے لیکن جسمانی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَرِيبٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ غَيْرُ مُلَامِسٍ. بَعِيدٌ مِنْهَا غَيْرُ مُبَايِنٍ. مُتَكَلِّمٌ لَا بِرَوِيَّةٍ، مُرِيدٌ لَا بِهِمَّةٍ، صَانِعٌ لَا بِجَارِحَةٍ. لَطِيفٌ لَا يُوصَفُ بِالْخَفَاءِ. كَبِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْجَفَاءِ. بَصِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْحَاسَّةِ. رَحِيمٌ لَا يُوصَفُ بِالرِّقَّةِ. تَعْنُو الْوُجُوهُ لِعَظَمَتِهِ، وَتَجِبُ الْقُلُوبُ مِنْ مَخَافَتِهِ.

اتصال کے طور پر نہیں وہ ہر شے سے دُور ہے مگر الگ نہیں وہ غور و فکر کیے بغیر کلام کرنے والا اور بغیر آمادگی کے قصد و ارادہ کرنے والا اور بغیر اعضاء (کی مدد) کے بنانے والا ہے وہ لطیف ہے لیکن پوشیدگی سے اسے متصف نہیں کیا جا سکتا وہ بزرگ و برتر ہے مگر تند خوئی و بد خلقی کی صفت اس میں نہیں وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اسے موصوف نہیں کیا جا سکتا وہ رحم کرنے والا ہے مگر اس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ چہرے اس کی عظمت کے آگے ذلیل و خوار اور دل اس کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہیں

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۸

فِي ذَمِّ أَصْحَابِهِ:-

اپنے اصحاب کی مذمت میں فرمایا:-

أَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَى مَا قَضَى مِنْ أَمْرٍ وَقَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَعَلَى ابْتِلَائِي بِكُمْ أَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِي إِذَا أَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ، وَإِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ. إِنْ أُمْهِلْتُمْ خُضْتُمْ، وَإِنْ حُوِرِبْتُمْ خُرْتُمْ. وَإِنِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى إِمَامٍ طَعَنْتُمْ، وَإِنْ أُجِئْتُمْ إِلَى مُشَاقَّةٍ نَكَصْتُمْ. لَا أَبَا لِغَيْرِكُمْ مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ وَالْجِهَادِ عَلَى حَقِّكُمْ؟ الْمَوْتُ أَوِ الذُّلُّ لَكُمْ. فَوَاللّٰهِ لَئِنْ جَاءَ يَوْمِي - وَلَيَأْتِيَنِّي -

میں اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں ہر اس امر پر جس کا اس نے فیصلہ کیا اور ہر اس کام پر جو اس کی تقدیر نے طے کیا ہو اور اس آزمائش پر جو تمہارے ہاتھوں اُس نے میری کی ہے اے وہ لوگو! کہ جنہیں کوئی حکم دیتا ہوں تو نافرمانی کرتے ہیں اور پکارتا ہوں تو میری آواز پر لبیک نہیں کہتے اگر تمہیں (جنگ سے) کچھ مہلت ملتی ہے تو ڈنگیں مارنے لگتے ہو اور اگر جنگ چھڑ جاتی ہے تو بزدلی دکھاتے ہو اور جب لوگ امام پر ایکا کر لیتے ہیں تو تم طعن و تشنیع کرنے لگتے ہو اور اگر تمہیں (جکڑ باندھ کر) جنگ کی طرف لایا جاتا ہے تو اُلٹے پیروں لوٹ جاتے ہو۔ تمہارے دشمنوں کا بُرا ہو تم اب نصرت کے لیے آمادہ ہونے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَيُغَرِّقَنَّ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأَنَا لِصُحْبَتِكُمْ
قَالٍ، وَبِكُمْ غَيْرُ كَثِيرٍ. لِلّٰهِ أَنْتُمْ
أَمَادِيٌّ يَجْمَعُكُمْ؟ وَلَا حَمِيَّةٌ تَشْحَذُكُمْ
أَوَلَيْسَ عَجَبًا أَنَّ مُعَاوِيَةَ يَدْعُو
الْجُفَاةَ الطَّغَامَ فَيَتَّبِعُونَهُ عَلَى غَيْرِ
مَعُونَةٍ وَلَا عَطَاءٍ. وَأَنَا أَدْعُوكُمْ
وَأَنْتُمْ تَرِيكَةُ الْإِسْلَامِ وَبَقِيَّةُ
النَّاسِ. إِلَى الْمَعُونَةِ وَطَائِفَةٍ مِنَ
الْعَطَاءِ فَتَتَفَرَّقُونَ عَنِّي وَتَخْتَلِفُونَ
عَلَيَّ. إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَمْرِي
رِضًى فَتَرْضَوْنَهُ، وَلَا سَخَطٌ فَتَجْتَمِعُونَ
عَلَيْهِ وَإِنَّ أَحَبَّ مَا أَنَا لَاقٍ إِلَيَّ الْمَوْتُ
قَدْ دَارَسْتُكُمُ الْكِتَابَ، وَفَاتَحْتُكُمُ
الْحِجَاجَ، وَعَرَّفْتُكُمْ مَا أَنْكَرْتُمْ، وَ
سَوَّغْتُكُمْ مَا مَجَجْتُمْ، لَوْ كَانَ الْأَعْمَى
يَلْحَظُ، أَوِ النَّائِمُ يَسْتَيْقِظُ. وَأَقْرَبُ
بِقَوْمٍ مِنَ الْجَهْلِ بِاللّٰهِ قَائِدُهُمْ
مُعَاوِيَةُ، وَمُؤَدِّبُهُمُ ابْنُ النَّابِغَةِ۔

اور اپنے حق کے لیے جہاد کرنے میں کس چیز کے منتظر ہو موت
کے یا اپنی ذلت و رسوائی کے؟ خدا کی قسم! اگر میری موت کا
دن آئے گا اور البتہ آ کر رہے گا تو وہ میرے اور تمھارے درمیان
جدائی ڈالدے گا درآنحالیکہ میں تمھاری ہمنشینی سے بیزار اور تمھاری
کثرت کے باوجود اکیلا ہوں۔ اب تمھیں اللہ ہی اجر دے۔ کیا کوئی دین
تمھیں ایک مرکز پر جمع نہیں کرتا اور غیرت تمھیں (دشمن کی روک
تھام پر) آمادہ نہیں کرتی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ معاویہ چند
بدمزاج اوباشوں کو دعوت دیتا ہے اور وہ بغیر کسی امداد و اعانت
اور بخشش و عطا کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور میں تمھیں امداد
کے علاوہ تمھارے معیّنہ عطیوں کے ساتھ دعوت دیتا ہوں مگر
تم مجھ سے پراگندہ و منتشر ہو جاتے ہو، اور مخالفتیں کرتے ہو حالانکہ
تم اسلام کے رہے سہے افراد اور مسلمانوں کا بقیہ ہو۔ تم تو میرے
کسی فرمان پر راضی ہوتے اور نہ اس پر متحد ہوتے ہو چاہے وہ تمھارے
جذبات کے موافق ہو یا مخالف ہیں جن چیزوں کا سامنا کرنے والا ہوں ان
میں سب سے زیادہ محبوب مجھے موت ہے میں نے تمھیں قرآن کی تعلیم دی اور دلیل و برہان
سے تمھارے درمیان فیصلے کیے اور ان چیزوں سے تمھیں روشناس کیا جنھیں تم نہیں
جانتے تھے اور ان چیزوں کو تمھارے لیے خوشگوار بنایا جنھیں تم تھوک دیتے تھے
کاش کہ اندھے کو کچھ نظر آئے اور سونے والا خواب غفلت سے بیدار ہو وہ قوم
اللہ کے احکام سے کتنی جاہل ہے کہ جس کا پیشرو معاویہ اور معلم ابن النابغہ[1] کا بیٹا ہے،

---

[1] "نابغہ" عمرو ابن عاص کی والدہ بنی غزیہ کا لقب ہے اسے بجائے باپ کے ماں کی طرف نسبت دینے کی وجہ اس کی عمومی شہرت ہے، چنانچہ جب الروی بنت حارث معاویہ کے ہاں گئیں تو دوران گفتگو میں عمرو ابن عاص کے ٹوکنے پر آپ نے اس سے کہا:۔

وَأَنْتَ يَا ابْنَ النَّابِغَةِ تَتَكَلَّمُ فِي أُمِّكَ

اے نابغہ کے بیٹے تم بھی بولنے کی جرأت کرتے ہو حالانکہ تمھاری

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كانت أُمُّكَ أشهر امرأة تغنّي بمكة وآخذهن أجرة ادّعاك خمسة نفر من قريش فسئلت أمك عنهم فقالت كلهم أتاني فانظروا أشبههم به فألحقوه به فغلب عليك شبه العاصي ابن وائل فلحقت به (عقد الفريد ج ۱ ص ۲۲)

ماں شہرۂ آفاق اور مکّہ میں گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی اور اُجرت لیتی تھی چنانچہ تمھارے متعلّق پانچ آدمیوں[عہ] نے دعویٰ کیا اور جب تمھاری ماں سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ ہاں یہ پانچوں آدمی میرے ہاں آئے تھے لہذا جس سے یہ مشابہہ ہو اس کا اسے بیٹا قرار دے لو تو تم عاصی ابن وائل سے زیادہ مشابہہ نظر آئے جس کی وجہ سے تم اس کے بیٹے کہلانے لگے۔

عہ وہ پانچ آدمی یہ ہیں: عاصی[۱] ابن وائل۔ ابولہب[۲]۔ امیہ[۳] بن خلف۔ ہشام[۴] ابن مغیرہ۔ ابوسفیان[۵] ابن حرب

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۷۹

وَقَدْ أَرْسَلَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَعْلَمُ لَهُ عِلْمَ أَحْوَالِ قَوْمٍ مِنْ جُنْدِ الْكُوفَةِ قَدْ هَمُّوا بِاللِّحَاقِ بِالْخَوَارِجِ وَكَانُوا عَلَى خَوْفٍ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمَّا عَادَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: أَأَمِنُوا فَقَطَنُوا أَمْ جَبُنُوا فَظَعَنُوا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ: بَلْ ظَعَنُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بُعْدًا لَهُمْ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ. أَمَا لَوْ أُشْرِعَتِ الْأَسِنَّةُ إِلَيْهِمْ، وَصُبَّتِ السُّيُوفُ عَلَى هَامَاتِهِمْ لَقَدْ نَدِمُوا عَلَى مَا كَانَ مِنْهُمْ إِنَّ

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو سپاہ کوفہ کی ایک جماعت کی خبر لانے کے لیے بھیجا جو خارجیوں سے منضم ہونے کا تہیّا کیے بیٹھی تھی لیکن حضرت سے خائف تھی چنانچہ جب وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا وہ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا کمزوری و بزدلی دکھاتے ہوئے چل دیئے ہیں۔ اس نے کہا: یا امیر المومنین وہ تو چلے گئے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: انھیں قوم ثمود کی طرح خدا کی رحمت سے دُوری ہو۔ دیکھنا جب نیزوں کے رخ ان کی طرف سیدھے ہوں گے اور تلواروں کے وار ان کی کھوپڑیوں پر پڑیں گے تو اپنے کیے پر پچھتائیں گے، آج تو شیطان نے انھیں تتر بتر کر دیا ہے اور کل ان سے اظہار بیزاری کرتا ہوا ان سے الگ ہو جائے گا۔ ان کا ہدایت سے نکل جانا،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلشَّيْطَانَ الْيَوْمَ قَدِ اسْتَفَلَّهُمْ، وَ هُوَ غَدًا مُتَبَرِّئٌ مِنْهُمْ وَ مُتَخَلٍّ عَنْهُمْ۔ فَحَسْبُهُمْ بِجُرُوحِهِمْ مِنَ الْهُدَى، وَ ارْتِكَاسِهِمْ فِي الضَّلَالِ وَ الْعَمَى، وَ صَدِّهِمْ عَنِ الْحَقِّ، وَ جِمَاحِهِمْ فِي التِّيهِ۔

گمراہی و ضلالت میں جا پڑنا، حق سے منہ پھیر لینا اور ضلالتوں میں منہ زوریاں دکھانا ہی ان کے مستحق عذاب ہونے کے لیے کافی ہے۔

۱؎ قبیلہ بنی ناجیہ کا ایک شخص خریت ابن راشد جنگ صفین میں امیر المومنین کے ساتھ شریک تھا مگر تحکیم کے بعد بغاوت پر اتر آیا اور تیس آدمیوں کے ہمراہ حضرت کے سامنے آکر کہنے لگا۔ وَاللّٰهِ لَا أُطِيعُ أَمْرَكَ وَلَا أُصَلِّي خَلْفَكَ وَإِنِّي غَدًا لَمُفَارِقٌ لَكَ۔ خدا کی قسم! نہ میں آپ کا کوئی حکم مانوں گا نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا اور کل آپ سے الگ ہو جاؤں گا۔ جس پر حضرت نے فرمایا کہ تمھیں پہلے اس تحکیم کے وجوہ پر غور کرنا چاہیئے اور اس سلسلہ میں مجھ سے بات چیت کرنا چاہیے اگر تمھارا اطمینان نہ ہو تو پھر جو چاہو کرو، اس نے کہا کہ میں کل آؤں گا اور اس کے متعلق گفتگو کروں گا۔ حضرت نے فرمایا:۔ کہ دیکھو یہاں سے جا کر دوسروں کے بہکانے میں نہ آجانا اور کوئی دوسرا راستہ اختیار نہ کرنا اگر تم سمجھنا چاہو گے تو میں تمھیں اس ٹیڑھی راہ سے ہٹا کر شاہ راہ ہدایت پر لگا دوں گا۔ اس گفتگو کے بعد وہ واپس ہو گیا مگر اس کے تیور اس امر کے غماز تھے کہ وہ بغاوت پر تلا بیٹھا ہے اور کسی طرح سمجھانے سے نہیں سمجھے گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ وہ معاملہ فہمی کے بجائے اپنی بات پر اڑ گیا اور اپنی منزل پر پہنچ کر اپنے قبیلہ والوں سے کہا کہ جب ہم نے امیر المومنین سے الگ ہونے کا تہیا کر لیا ہے۔ تو ان کے پاس جانے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہمیں جو قدم اٹھانا ہے اٹھا لینا چاہیے۔ اس موقع پر عبداللہ ابن قعین ازدی بھی ان کی ٹوہ لگانے کے لیے ان کے ہاں پہنچ گئے۔ جب انھوں نے یہ رنگ دیکھا تو مدرک ابن ریان ناجی سے کہا کہ تم اسے سمجھاؤ اور اس بغاوت کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرو ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے پورے قبیلہ کے لیے تباہی کا باعث بن جائے جس پر مدرک نے اطمینان دلایا کہ اسے کوئی غلط قدم نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔ چنانچہ عبداللہ مطمئن ہو کر واپس پلٹ آئے اور دوسرے دن امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت سے آپ کو مطلع کیا۔ جس پر حضرت نے فرمایا کہ دیکھیں اس کے آنے پر کیا صورت ہوتی ہے لیکن مقررہ وقت گزرنے کے بعد جب وہ نہ آیا تو حضرت نے عبداللہ سے فرمایا کہ تم جا کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دیکھو کیا بات ہے اور اس تاخیر کا کیا سبب ہے۔ جب عبداللہ وہاں پہنچے تو وہ سب جا چکے تھے، پلٹ کر امیر المومنین کے پاس آئے تو حضرت نے اس موقع پر یہ کلام فرمایا:۔

خریت ابن راشد اور اس کی جماعت کا جو حشر ہوا وہ خطبہ ۱۲۶ کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۰

رُوِيَ عَنْ نَوْفٍ الْبِكَالِيِّ قَالَ خَطَبَنَا بِهٰذِهِ الْخُطْبَةِ بِالْكُوفَةِ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى حِجَارَةٍ نَصَبَهَا لَهُ جَعْدَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ، وَعَلَيْهِ مِدْرَعَةٌ مِّنْ صُوْفٍ وَحَمَائِلُ سَيْفِهِ لِيْفٌ، وَفِيْ رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ مِنْ لِيْفٍ، وَكَانَ بَجِيْنُهُ ثَفِنَةَ بَعِيْرٍ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت نے یہ خطبہ ہمارے سامنے کوفہ میں اس پتھر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا جسے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا۔ اس وقت آپ کے جسم مبارک پر ایک اونی جبہ تھا اور آپ کی تلوار کا پرتلہ لیف خرما کا تھا اور پیروں میں جوتے بھی کھجور کی پتیوں کے تھے اور (سجدوں کی وجہ سے) پیشانی یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اونٹ کے گھٹنے پر کا گھٹا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ إِلَيْهِ مَصَائِرُ الْخَلْقِ، وَعَوَاقِبُ الْأَمْرِ نَحْمَدُهُ عَلٰى عَظِيْمِ إِحْسَانِهِ وَنَيِّرِ بُرْهَانِهِ، وَكَوَامِنِ فَضْلِهِ وَامْتِنَانِهِ، حَمْدًا يَكُوْنُ لِحَقِّهِ قَضَاءً وَلِشُكْرِهِ أَدَاءً، وَإِلٰى ثَوَابِهِ مُقَرِّبًا وَلِحُسْنِ مَزِيْدِهِ مُوْجِبًا وَنَسْتَعِيْنُهُ بِإِسْتِعَانَةِ رَاجٍ لِفَضْلِهِ مُؤَمِّلٍ لِنَفْعِهِ، وَاثِقٍ بِدَفْعِهِ، مُعْتَرِفٍ لَهُ بِالطَّوْلِ، مُذْعِنٍ لَهُ بِالْعَمَلِ وَالْقَوْلِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس کی طرف تمام مخلوق کی بازگشت اور ہر چیز کی انتہا ہے ہم اس کے عظیم احسان، روشن و واضح برہان اور اس کے لطف و کرم کی افزائش پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں ایسی حمد کہ جس سے اس کا حق پورا ہو اور شکر ادا ہو اور اس کے ثواب کے قریب لے جانے والی اور اس کی بخششوں کو بڑھانے والی ہو۔ ہم اس سے اس طرح مدد مانگتے ہیں جس طرح اس کے فضل کا امیدوار اس کے نفع کا آرزومند (دفع بلیات کا) اطمینان رکھنے والا اور بخشش و عطا کا معترف اور قول و عمل سے اس کا مطیع و فرمان بردار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ رَجَاهُ مُوقِنًا،
وَآنَابَ إِلَيْهِ مُؤْمِنًا، خَضَعَ لَهُ مُذْعِنًا،
وَأَخْلَصَ لَهُ مُوَحِّدًا، وَعَظَّمَهُ
مُمَجِّدًا، وَلَاذَ بِهِ رَاغِبًا مُجْتَهِدًا.
لَمْ يُوْلَدْ سُبْحَانَهُ فَيَكُوْنَ فِي الْعِزِّ
مُشَارَكًا. وَلَمْ يَلِدْ فَيَكُوْنَ مَوْرُوْثًا
هَالِكًا. وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ وَقْتٌ وَلَا زَمَانٌ.
وَلَمْ يَتَعَاوَرْهُ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ
بَلْ ظَهَرَ لِلْعُقُوْلِ بِمَا أَرَانَا مِنْ عَلَامَاتِ
التَّدْبِيْرِ الْمُتْقَنِ وَالْقَضَاءِ الْمُبْرَمِ.
فَمِنْ شَوَاهِدِ خَلْقِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ
مُوَطَّدَاتٍ بِلَا عَمَدٍ، قَائِمَاتٍ بِلَا
سَنَدٍ. دَعَاهُنَّ فَأَجَبْنَ طَائِعَاتٍ
مُذْعِنَاتٍ غَيْرَ مُتَلَكِّئَاتٍ وَلَا
مُبْطِئَاتٍ. وَلَوْلَا
إِقْرَارُهُنَّ بِالرُّبُوْبِيَّةِ
وَإِذْعَانُهُنَّ لَهُ بِالطَّوَاعِيَةِ لَمَا جَعَلَهُنَّ
مَوْضِعًا لِعَرْشِهِ، وَلَا مَسْكَنًا لِمَلَائِكَتِهِ
وَلَا مَصْعَدًا لِلْكَلِمِ الطَّيِّبِ وَالْعَمَلِ
الصَّالِحِ مِنْ خَلْقِهِ. جَعَلَ نُجُوْمَهُنَّ
أَعْلَامًا يُسْتَدَلُّ بِهَا الْحَيْرَانُ فِي
مُخْتَلِفِ فِجَاجِ الْأَقْطَارِ. لَمْ يَمْنَعْ
ضَوْءَ نُوْرِهَا إِدْلِهْمَامُ سُجُفِ اللَّيْلِ

اس سے مدد چاہتا ہو اور ہم اس شخص کی طرح اس پر ایمان
رکھتے ہیں جو یقین کے ساتھ اس سے آس لگائے ہو اور
ایمان (کامل) کے ساتھ اس کی طرف رجوع ہو اور اطاعت
و فرماں برداری کے ساتھ اس کے سامنے عاجزی و فروتنی
کرتا ہو اور اسے ایک جانتے ہوئے اس سے اخلاص برتتا
ہو اور سپاس گزاری کے ساتھ اسے بزرگ جانتا ہو اور
رغبت و کوشش سے اس کے دامن میں پناہ ڈھونڈتا ہو۔
اس کا کوئی باپ نہیں کہ وہ عزت و بزرگی میں اس کا شریک
ہو نہ اس کے کوئی اولاد ہے کہ اسے چھوڑ کر وہ دنیا سے
رخصت ہو جائے اور وہ اس کی وارث ہو جائے نہ اس کے
پہلے وقت اور زمانہ تھا نہ اس پر یکے بعد دیگرے کمی اور زیادتی
طاری ہوتی ہے بلکہ جو اس نے مضبوط نظام (کائنات) اور اٹل
احکام کی علامتیں ہمیں دکھائی ہیں ان کی وجہ سے وہ عقلوں
کے لیے ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ اس آفرینش پر گواہی دینے والوں
میں آسمانوں کی خلقت ہے کہ جو بغیر ستونوں کے ثابت و
برقرار اور بغیر سہارے کے قائم ہیں۔ خداوند عالم نے
انھیں پکارا تو یہ بغیر کسی سستی اور توقف کے اطاعت و
فرمانبرداری کرتے ہوئے لبیک کہہ اٹھے۔ اگر وہ اس کی
ربوبیت کا اقرار نہ کرتے اور اس کے سامنے سر اطاعت نہ جھکاتے
تو وہ انھیں اپنے عرش کا مقام اور اپنے فرشتوں کا مسکن اور
پاکیزہ کلموں اور مخلوق کے نیک عملوں کے بلند ہونے کی جگہ
نہ بناتا۔ اللہ نے ان کے ستاروں کو ایسی روشن نشانیاں
قرار دیا ہے کہ جن سے حیران و سرگرداں اطراف زمین کی راہوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمُظْلِمِ۔ وَلَا اسْتَطَاعَتْ جَلَابِيبُ
سَوَادِ الْحَنَادِسِ اَنْ تَرُدَّ مَا شَاعَ
فِي السَّمٰوٰتِ مِنْ تَلَأْلُؤِ نُوْرِ الْقَمَرِ۔
سُبْحَانَ مَنْ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ سَوَادُ
غَسَقِ دَاجٍ وَلَا لَيْلٍ سَاجٍ فِي بَقَاعِ
الْاَرَضِيْنَ الْمُتَطَامِّاتِ، وَلَا فِي
يَقَاعِ السُّفْحِ الْمُتَجَاوِرَاتِ۔ وَمَا
يَتَجَلْجَلُ بِهِ الرَّعْدُ فِيْ اُفُقِ السَّمَآءِ،
وَمَا تَلَاشَتْ عَنْهُ بُرُوْقُ الْغَمَامِ،
وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ تُزِيْلُهَا عَنْ
مَسْقَطِهَا عَوَاصِفُ الْاَنْوَآءِ وَاُهْطُلُ
السَّمَآءِ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّ النُّقْطَةِ وَمَقَرَّهَا،
وَمَسْحَبَ الذَّرَّةِ وَمَجَرَّهَا۔ وَمَا يَكْفِي
الْبَعُوْضَةَ مِنْ قُوْتِهَا، وَمَا تَحْمِلُ
الْاُنْثٰى فِيْ بَطْنِهَا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَائِنِ قَبْلَ اَنْ يَّكُوْنَ
كُرْسِيٌّ اَوْ عَرْشٌ، اَوْ سَمَآءٌ اَوْ اَرْضٌ
اَوْ جَآنٌّ اَوْ اِنْسٌ۔ لَا يُدْرَكُ بِوَهْمٍ
وَّلَا يُقَدَّرُ بِفَهْمٍ۔ وَلَا يَشْغَلُهٗ سَائِلٌ
وَلَا يَنْقُصُهٗ نَآئِلٌ وَلَا يُبْصَرُ بِعَيْنٍ
وَلَا يَحُدُّ بِاَيْنٍ۔ وَلَا يُوْصَفُ بِالْاَزْوَاجِ
وَلَا يَخْلُقُ بِعِلَاجٍ۔ وَلَا يُدْرَكُ
بِالْحَوَاسِّ۔ وَلَا يُقَاسُ بِالنَّاسِ الَّذِيْ

آنے جانے کے لیے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اندھیری رات
کی اندھیاریوں کے سیاہ پردے ان کے نور کی ضوپاشیوں کو
نہیں روک سکتے اور نہ شب ہائے تاریک کی تیرگی کے پردے
یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں پھیلی ہوئی چاند کے
نور کی جگمگاہٹ کو پلٹا دیں۔ پاک ہے وہ ذات جس پر پست
زمین کے قطعوں اور باہم ملے ہوئے سیاہ پہاڑوں کی چوٹیوں
میں اندھیری رات کی اندھیاریاں اور پُرسکون شب کی
ظلمتیں پوشیدہ نہیں ہیں اور نہ اُفق آسمان میں رعد کی
گرج اس سے مخفی ہے اور نہ وہ چیزیں کہ جن پر بادلوں کی
بجلیاں کوند کر ناپید ہو جاتی ہیں اور نہ وہ پتے جو (ٹوٹ کر)
گرتے ہیں کہ جنھیں (بارش کے) بچھتروں کی تند ہوائیں
اور موسلا دھار بارشیں ان کے گرنے کی جگہ سے ہٹا دیتی ہیں
وہ جانتا ہے کہ بارش کے قطرے کہاں گریں گے اور کہاں ٹھہریں
گے۔ اور چھوٹی چیونٹیاں کہاں رینگیں گی اور کہاں (اپنے کو) کھینچ
کر لے جائیں گی اور مچھروں کو کون سی روزی کفایت
کرے گی اور مادہ اپنے پیٹ میں کیا لیے ہوئے ہے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو عرش و کرسی، زمین و آسمان
اور جن و انس سے پہلے موجود تھا، نہ (انسانی) وہموں سے
اسے جانا جا سکتا ہے اور نہ عقل و فہم سے اس کا اندازہ
ہو سکتا ہے۔ اسے کوئی سوال کرنے والا (دوسرے سائلوں سے)
غافل نہیں بناتا اور نہ بخشش و عطا سے اس کے ہاں کچھ
کمی آتی ہے وہ آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا اور نہ کسی
جگہ میں اس کی حد بندی ہو سکتی ہے نہ ساتھیوں کے ساتھ اسے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَلَّمَ مُوسٰى تَكْلِيمًا، وَاَرَاهُ مِنْ آيَاتِهِ عَظِيمًا۔ بِلَا جَوَارِحَ وَلَا اَدَوَاتٍ، وَّلَا نُطْقٍ وَلَا لَهَوَاتٍ۔ بَلْ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا اَيُّهَا الْمُتَكَلِّفُ لِوَصْفِ رَبِّكَ۔ فَصِفْ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَجُنُودَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ فِي حُجُرَاتِ الْقُدُسِ مِنْ عَجِينٍ، مُتَوَلِّهَةً عُقُولُهُمْ اَنْ يَحُدُّوا اَحْسَنَ الْخَالِقِينَ فَاِنَّهُ يُدْرِكُ بِالصِّفَاتِ ذَوُو الْهَيْئَاتِ وَالْاَدَوَاتِ، وَمَنْ يَنْقَضِي اِذَا بَلَغَ اَمَدَ حَدِّهِ بِالْفَنَاءِ فَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَضَاءَ بِنُورِهِ كُلَّ ظَلَامٍ وَاَظْلَمَ بِظُلْمَتِهِ كُلَّ نُورٍ۔

اُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِي اَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمُ الْمَعَاشَ۔ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا يَجِدُ اِلَى الْبَقَاءِ عَلَيْكُمُ الْمَعَاشَ۔ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا يَجِدُ اِلَى الْبَقَاءِ سَلَّمًا، اَوْ اِلَى دَفْعِ الْمَوْتِ سَبِيلًا۔ لَكَانَ ذٰلِكَ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي سُخِّرَ لَهُ مُلْكُ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مَعَ النُّبُوَّةِ وَعَظِيمِ الزُّلْفَةِ۔ فَلَمَّا اسْتَوْفَى طُعْمَتَهُ، وَاسْتَكْمَلَ مُدَّتَهُ، رَمَتْهُ قِسِيُّ الْفَنَاءِ

متصف کیا جا سکتا ہے اور نہ (اعضا و جوارح کی حرکت سے وہ پیدا کرتا ہے اور نہ حواس سے وہ جانا پہچانا جا سکتا ہے اور نہ انسانوں پر اس کا قیاس ہو سکتا ہے وہ خدا کہ جس نے بغیر اعضاء و جوارح اور بغیر گویائی اور بغیر حلق کے کوؤں کو ہلائے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اور انھیں اپنی عظیم نشانیاں دکھلائیں۔ اے اللہ کی توصیف میں رنج و تعب اٹھانے والے اگر تو (اس سے عہدہ برآ ہونے میں) سچا ہے تو پہلے جبرئیل و میکائیل اور مقرب فرشتوں کے لاؤ لشکر کا وصف بیان کر کہ جو پاکیزگی و طہارت کے حجروں میں اس عالم میں سر جھکائے پڑے ہیں کہ ان کی عقلیں ششدر و حیران ہیں کہ وہ اس بہترین خالق کی توصیف کر سکیں صفتوں کے ذریعے وہ چیزیں جانی پہچانی جاتی ہیں جو شکل و صورت اور اعضاء و جوارح رکھتی ہوں اور وہ کہ جو اپنی حد انتہا کو پہنچ کر موت کے ہاتھوں ختم ہو جائیں اس اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ جس نے اپنے نور سے تمام تاریکیوں کو روشن منور کیا اور ظلمت (عدم) سے ہر نور کو تیرہ و تار بنا دیا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمھیں اس اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تم کو لباس سے ڈھانپا اور ہر طرح کا سامان معیشت تمھارے لیے مہیا کیا اگر کوئی دنیوی بقاء کی (بلندیوں پر) چڑھنے کا زینہ یا موت کو دور کرنے کا راستہ پا سکتا ہوتا تو وہ سلیمان ابن داؤد (علیہما السلام) ہوتے کہ جن کے لیے نبوت و انتہائے تقرب کے ساتھ جن و انس کی سلطنت قبضہ میں دے دی گئی تھی لیکن جب وہ اپنا آب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِبِنَاءِ الْمَوْتِ۔ وَاَصْبَحَتِ الدِّيَارُ مِنْهُ خَالِيَةً، وَالْمَسَاكِنُ مُعَطَّلَةً، وَوَرِثَهَا قَوْمٌ آخَرُونَ، وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرُونِ السَّالِفَةِ لَعِبْرَةً۔ اَيْنَ الْعَمَالِقَةُ وَاَبْنَاءُ الْعَمَالِقَةِ۔ اَيْنَ الْفَرَاعِنَةُ وَاَبْنَاءُ الْفَرَاعِنَةِ اَيْنَ اَصْحَابُ مَدَائِنِ الرَّسِّ الَّذِيْنَ قَتَلُوا النَّبِيِّيْنَ وَاَطْفَاُوا سُنَنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ وَاَحْيَوْا سُنَنَ الْجَبَّارِيْنَ وَاَيْنَ الَّذِيْنَ سَارُوْا بِالْجُيُوْشِ وَهَزَمُوا الْاُلُوْفَ۔ وَعَسْكَرُوا الْعَسَاكِرَ وَمَدَّنُوا الْمَدَائِنَ۔

(مِنْهَا) قَدْ لَبِسَ لِلْحِكْمَةِ جُنَّتَهَا۔ وَاَخَذَهَا بِجَمِيْعِ اٰدَابِهَا مِنَ الْاِقْبَالِ عَلَيْهَا وَالْمَعْرِفَةِ بِهَا وَالتَّفَرُّغِ لَهَا۔ وَهِيَ عِنْدَ نَفْسِهٖ ضَالَّةُ الَّتِي يَلْتَمِسُهَا، وَحَاجَتُهُ الَّتِي يَسْاَلُ عَنْهَا۔ فَهُوَ مُغْتَرِبٌ اِذَا اغْتَرَبَ الْاِسْلَامُ، وَضَرَبَ بِعَسِيْبِ ذَنَبِهٖ، وَاَلْصَقَ الْاَرْضَ بِجِرَانِهٖ۔ بَقِيَّةٌ مِّنْ بَقَايَا حُجَّتِهٖ، خَلِيْفَةٌ مِّنْ خَلَائِفِ اَنْبِيَائِهٖ

(ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ):۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ بَثَثْتُ لَكُمُ

دانہ پورا اور اپنی مدّت رحیات ختم کر چکے تو فنا کی کمانوں نے انھیں موت کے تیروں کی زد پر رکھ لیا گھران سے خالی ہو گئے اور بستیاں اجڑ گئیں اور دوسرے لوگ ان کے وارث ہو گئے تمھارے لیے گذشتہ دوروں (کے ہر دور) میں عبرتیں (ہی عبرتیں) ہیں۔ (ذرا سوچو تو) کہ کہاں ہیں عمالقہ اور ان کے بیٹے، اور کہاں ہیں فرعون اور ان کی اولادیں، اور کہاں ہیں اصحاب الرس کے شہروں کے باشندے جنھوں نے نبیوں کو قتل کیا، پیغمبروں کے روشن طریقوں کو مٹایا اور ظالموں کے طور طریقوں کو زندہ کیا، کہاں ہیں وہ لوگ جو لشکروں کو لے کر بڑھے ہزاروں کو شکست دی اور فوجوں کو فراہم کر کے شہروں کو آباد کیا۔

اسی خطبہ کے ذیل میں فرمایا ہے:۔ وہ حکمت کی سپر پہنے ہوگا اور اس کو اس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہوگا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہو اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل (علائق دنیا سے) خالی ہو چنانچہ وہ اس کے نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ طلب گار و خواستگار ہے وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر) غریب و مسافر ہوگا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور مثل اس اونٹ کے ہوگا جو تھکن سے اپنی دُم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصّہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو۔ وہ اللہ کی باقیماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے

اس کے بعد حضرت نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمھیں اسی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَوَاعِظَ الَّتِي وَعَظَ الْأَنْبِيَاءُ بِهَا
أُمَمَهُمْ - وَأَدَّيْتُ إِلَيْكُمْ مَا أَدَّتِ
الْأَوْصِيَاءُ إِلَى مَنْ بَعْدَهُمْ - وَأَدَّبْتُكُمْ
بِسَوْطِي فَلَمْ تَسْتَقِيمُوا - وَحَدَوْتُكُمْ
بِالزَّوَاجِرِ فَلَمْ تَسْتَوْسِقُوا - لِلّٰهِ أَنْتُمْ!
أَتَتَوَقَّعُونَ إِمَامًا غَيْرِي يَطَأُ بِكُمُ
الطَّرِيقَ، وَيُرْشِدُكُمُ السَّبِيلَ؟
أَلَا إِنَّهُ قَدْ أَدْبَرَ مِنَ الدُّنْيَا مَا كَانَ
مُقْبِلًا، وَأَقْبَلَ مِنْهَا مَا كَانَ مُدْبِرًا،
وَأَزْمَعَ التَّرْحَالَ عِبَادُ اللّٰهِ الْأَخْيَارُ،
وَبَاعُوا قَلِيلًا مِنَ الدُّنْيَا لَا يَبْقَى
بِكَثِيرٍ مِنَ الْآخِرَةِ لَا يَفْنَى - مَا ضَرَّ
إِخْوَانَنَا الَّذِينَ سُفِكَتْ دِمَاؤُهُمْ
وَهُمْ بِصِفِّينَ أَنْ لَا يَكُونُوا الْيَوْمَ
أَحْيَاءً؟ يُسِيغُونَ الْغُصَصَ وَ
يَشْرَبُونَ الرَّنِقَ - قَدْ وَاللّٰهِ لَقُوا
اللّٰهَ فَوَفَّاهُمْ أُجُورَهُمْ، وَأَحَلَّهُمْ
دَارَ الْأَمْنِ بَعْدَ خَوْفِهِمْ - أَيْنَ
إِخْوَانِيَ الَّذِينَ رَكِبُوا الطَّرِيقَ
وَمَضَوْا عَلَى الْحَقِّ؟ أَيْنَ عَمَّارٌ؟
وَأَيْنَ ابْنُ التَّيِّهَانِ؟ وَأَيْنَ
ذُو الشَّهَادَتَيْنِ؟ وَأَيْنَ نُظَرَاؤُهُمْ
مِنْ إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ تَعَاقَدُوا

طرح کی نصیحتیں کی ہیں جس طرح کی انبیاء اپنی اُمتوں کو کرتے
چلے آئے ہیں اور ان چیزوں کو تم تک پہنچایا ہے جو اوصیاء بعد
والوں تک پہنچایا کیے ہیں۔ میں نے تمھیں اپنے تازیانہ
سے ادب سکھانا چاہا مگر تم سیدھے نہ ہوئے اور زجر و توبیخ
سے تمھیں ہنکایا لیکن تم یک جا نہ ہوئے اللہ تمھیں سمجھے کیا
میرے علاوہ کسی اور امام کے امیدوار ہو جو تمھیں سیدھی
راہ پر چلائے اور صحیح راستہ دکھائے۔ دیکھو! دنیا کی رخ کرنے
والی چیزوں نے جو رُخ کیے ہوئے تھیں۔ پیٹھ پھیرلی، اور
جو پیٹھ پھیرائے ہوئے تھیں انھوں نے رُخ کرلیا۔ اللہ کے
نیک بندوں نے (دنیا سے) کوچ کرنے کا تہیّا کرلیا اور
فنا ہونے والی تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے دے کر ہمیشہ رہنے
والی بہت سی آخرت مول لے لی۔ بھلا ہمارے ان بھائی
بندوں کو کہ جن کے خون صفین میں بہائے گئے اس سے کیا
نقصان پہنچا؟ کہ وہ آج زندہ موجود نہیں ہیں (یہی نہ کہ
اگر وہ ہوتے) تو تلخ گھونٹوں کو گوارہ کرتے اور گندلا پانی
پیتے۔ خدا کی قسم! وہ خدا کے حضور میں پہنچ گئے اس نے ان
کو پورا پورا اجر دیا اور خوف و ہراس کے بعد انھیں امن و
چین والے گھر میں اتارا کہاں ہیں؟ وہ میرے بھائی
جو سیدھی راہ پر چلتے رہے۔ اور حق پر گزر گئے، کہاں ہیں؟
عمّار اور کہاں ہیں؟ ابن تیہان، اور کہاں ہیں ذوالشہادتین
اور کہاں ہیں ان کے ایسے اور دوسرے بھائی کہ جو مرنے پر
عہد و پیمان باندھے ہوئے تھے۔ اور جن کے سروں کو فاسقوں
کے پاس روانہ کیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَى الْمَنِيَّةِ، وَأُبْرِدَ بِرُؤُسِهِمْ إِلَى الْفَجَرَةِ۔ (قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى لِحْيَتِهِ الشَّرِيفَةِ الْكَرِيمَةِ فَأَطَالَ الْبُكَاءَ، ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ):۔

أَوَّهْ عَلَى إِخْوَانِيَ الَّذِينَ تَلَوُا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ، وَتَدَبَّرُوا الْفَرْضَ فَأَقَامُوهُ، أَحْيَوُا السُّنَّةَ وَأَمَاتُوا الْبِدْعَةَ۔ دُعُوا لِلْجِهَادِ فَأَجَابُوا، وَوَثِقُوا بِالْقَائِدِ فَاتَّبَعُوهُ (ثُمَّ نَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ) الْجِهَادَ الْجِهَادَ عِبَادَ اللهِ۔ أَلَا وَإِنِّي مُعَسْكِرٌ فِي يَوْمِي هٰذَا فَمَنْ أَرَادَ الرَّوَاحَ إِلَى اللهِ فَلْيَخْرُجْ۔

قَالَ نَوْفٌ:۔ وَعَقَدَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ، وَلِقَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ رَحِمَهُ اللهُ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ، وَلِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فِي عَشَرَةِ آلَافٍ، وَلِغَيْرِهِمْ عَلَى أَعْدَادٍ أُخَرَ وَهُوَ يُرِيدُ الرَّجْعَةَ إِلَى صِفِّينَ، فَمَا دَارَتِ الْجُمُعَةُ حَتَّى ضَرَبَهُ الْمَلْعُونُ ابْنُ مُلْجِمٍ لَعَنَهُ اللهُ، فَتَرَاجَعَتِ الْعَسَاكِرُ

نوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ ریش مبارک پر پھیرا اور دیر تک رویا کئے اور پھر فرمایا:۔

آہ! میرے وہ بھائی کہ جنھوں نے قرآن کو پڑھا تو اسے مضبوط کیا اپنے فرائض میں غور و فکر کیا تو انھیں ادا کیا، سنّت کو زندہ کیا اور بدعت کو موت کے گھاٹ اُتارا جہاد کے لیے انھیں بلایا گیا تو انھوں نے لبّیک کہی اور اپنے پیشوا پر یقین کامل کے ساتھ بھروسا کیا تو اس کی پیروی بھی کی (اس کے بعد حضرت نے بلند آواز سے پکار کر کہا) جہاد، جہاد، اے بندگانِ خدا! دیکھو! میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں جو اللہ کی طرف بڑھنا چاہے وہ نکل کھڑا ہو۔

نوف کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کی سپاہ پر حسین (علیہ السلام) کو اور دس ہزار کی فوج پر قیس ابن سعد (رحمہ اللہ) کو اور دس ہزار کے لشکر پر ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کو امیر بنایا اور دوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کی فوجوں پر سالار مقرر کیا اور آپ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن ایک ہفتہ بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ ملعون ابن ملجم (لعنہ اللہ) نے آپ کے سر اقدس پر ضرب لگائی جس سے یہ تمام لشکر پلٹ گئے اور ہماری حالت ان بھیڑ بکریوں کے مانند ہو گئی۔ جو اپنے چرواہے کو کھو چکی ہوں اور بھیڑیئے ہر طرف سے انھیں اُچک کر لے جا رہے ہوں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَلُنَا كَاَغْنَامٍ فَقَدَتْ رَاعِيَهَا تَخْتَطِفُهَا الذِّئَابُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ۔

لہ تاریخ کے صفحات اس کے شاہد ہیں کہ اکثر و بیشتر قوموں کی ہلاکت و تباہی ان کے ظلم و جور اور علانیہ فسق و فجور کی وجہ سے ظہور میں آئی چنانچہ وہ قومیں جنھوں نے ربع مسکون کے ہر گوشہ پر اپنے اقتدار کے سکے جمائے اور شرق و غرب عالم پر اپنے پرچم لہرائے جب ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے پردہ ہٹا تو "پاداش عمل" کے قانون نے اس طرح ان کا استیصال کیا کہ صفحۂ عالم سے حرف غلط کی طرح محو ہو گئے۔ عاد و ثمود کی سلطنتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ نمرود و نمرود کی شاہنشاہیاں مٹ گئیں طسم و جدیس کی سربفلک عمارتیں سنسان بن گئیں۔ اصحاب الرس کی بستیاں اجڑ کر ویرانہ ہو گئیں اور جہاں زندگی کے قہقہے تھے وہاں موت کی اداسیاں اور جہاں جگمگٹے تھے وہاں بھیانک خرّاٹے چھا گئے۔ یہ قوموں کا عروج و زوال چشم بینا کے لیے ہزاروں عبرت کے سامان رکھتا ہے اور ان واقعات کے پیش کرنے سے مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ انسان ان کے احوال و واردات سے عبرت اندوز ہو اور غرور و طغیان کی سرمستیوں میں کھو کر اپنے انجام کو بھول نہ جائے۔ چنانچہ امیر المومنین نے اسی موعظت و عبرت کے لیے عمالقہ، فراعنہ اور اصحاب الرس کی تباہیوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو عظمت و ارتفاع کی چوٹیوں سے ہلاکت و بربادی کے قعر مذلت میں اس طرح گرے کہ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔

یہ عمالقہ کون تھے؟ اس کے لیے ابن قتیبہ نے تحریر کیا ہے:۔

وَمِنْ وُلْدِ اِرَمِ ابْنِ سَامِ ابْنِ نُوحٍ طَسْمٌ وَجَدِيْسٌ اِبْنَا الْاَوْلَادِ ابْنِ اِرَمِ بْنِ سَامِ بْنِ نُوحٍ وَنَزَلُوا الْيَمَامَةَ وَاَخُوْهُمَا عِمْلِيْقُ ابْنُ لَاوُذَ بْنِ اِرَمِ بْنِ سَامِ ابْنِ نُوحٍ نَزَلَ بَعْضُهُمْ بِالْحَرَمِ وَبَعْضُهُمُ الشَّامَ فَمِنْهُمُ الْعَمَالِيْقُ ثُمَّ تَفَرَّقُوا فِي الْبِلَادِ وَمِنْهُمْ فَرَاعِنَةُ مِصْرَ وَالْجَبَابِرَةُ (المعارف ص ۱۳)

لاوُد

ارم بن سام ابن نوح کی اولاد میں سے طسم اور جدیس تھے کہ جو لاود ابن ارم ابن سام ابن نوح کے بیٹے تھے یہ یمامہ میں فروکش ہوئے اور ان کا ایک بھائی عملیق ابن لاود ابن ارم ابن سام ابن نوح تھا کہ جس کی اولاد میں سے کچھ افراد مکہ میں اور کچھ شام میں مقیم تھے اور انہی قبائل عرب میں سے عمالقہ تھے کہ جو متعدد گروہوں کی صورت میں مختلف شہروں میں پھیل گئے اور انہی میں سے فراعنہ مصر اور شام کے فرمانروا تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مؤرخ طبری نے لکھا ہے :-

وَوُلِدَ لِلْاَوْدَ اَیْضًا عِمْلِیْقُ وَکَانَ مَنْزِلُہُ الْحَرَمَ وَالْکِنَانَ مَکَّۃَ وَلَحِقَ بَعْضُ وُلْدِہٖ بِالشَّامِ فَمِنْھُمْ کَانَتِ الْعَمَالِیْقُ وَمِنَ الْعَمَالِیْقِ الْفَرَاعِنَۃُ بِمِصْرَ (طبری ج ۱ ص ۱۴۲)

لاود کا ایک بیٹا عملیق تھا اور مکہ اور اس کے اطراف میں اس کی رہائش تھی اور اس کی اولاد میں سے کچھ لوگ شام چلے گئے۔ اور اسی کی اولاد میں سے عمالقہ تھے اور انہی عمالقہ میں سے فراعنہ مصر تھے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ عمالقہ عرب کے قبائل بائدہ تھے جنھوں نے شام و حجاز پر اپنی حکومتیں قائم کر رکھی تھیں چنانچہ ابتدا میں اس خاندان کے مورث اعلےٰ عملیق کو اقتدار حاصل تھا، مگر اس کے بعد طسم کی طرف منتقل ہو گیا اور طسم کے بعد جب عملوق ابن طسم برسر اقتدار آیا تو اس نے ظلم و جور اور فسق و فجور کی حد کر دی، یہاں تک کہ اُس نے حکم دے رکھا تھا کہ قبیلۂ جدیس کی جو عورت بیاہی جائے وہ شوہر کے یہاں جانے سے پہلے اس کے شبستانِ عشرت میں ایک رات گزار کر جائے چنانچہ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور جب اسی خاندان کی ایک عورت عفیرہ بنت عفار کے ساتھ یہی شرمناک برتاؤ ہوا تو اُس نے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کر دیا اور اپنے قبیلہ کو اشعار کے ذریعے سے غیرت دلائی جس پر پورا قبیلہ اپنی عزت و ناموس کی بربادیوں پر تلملا اُٹھا اور انتقام لینے کے درپے ہو گیا چنانچہ عفیرہ کے بھائی اسود ابن عفار نے عملوق کو اس کے عملہ کے ساتھ دعوت کے بہانہ سے اپنے ہاں بُلوا لیا اور اُن کے پہونچتے ہی بنی جدیس نے تلواریں نیاموں سے نکال لیں اور ان پر اس طرح اچانک ٹوٹ پڑے کہ رباح ابن مر کے علاوہ کوئی اپنا بچاؤ نہ کر سکا یہ بھاگ کر شاہ یمن کے دربار میں جا پہونچا اور اُسے بنی جدیس پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ ایک لشکر جرار لے کر ان پر چڑھ دوڑا اور انھیں شکست دے کر ہلاک و منتشر کر دیا اور اقتدار ان کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

یہ عمالقہ وہی ہیں جنھوں نے ۲۰۰۰ ق م مصر پر حملہ کیا تھا اور جنھیں ہیکسوس (چرواہے بادشاہ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ مسعودی نے ان کے مصر میں داخل ہونے کے سلسلہ میں لکھا ہے :-

وَمَلَّکُوا النِّسَاءَ فَطَمِعَتْ فِیْھِمْ مُلُوْکُ الْاَرْضِ فَسَارَ اِلَیْھِمْ مِنَ الشَّامِ مَلِکٌ مِنْ مُلُوْکِ الْعَمَالِیْقِ یُقَالُ لَہٗ

جب اہل مصر نے عورتوں کے ہاتھ میں اقتدار دے دیا تو دوسرے بادشاہوں کے دل میں اسے فتح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی، چنانچہ شاہان عمالقہ میں سے ایک بادشاہ جسے ولید

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْوَلِيدُ ابْنُ دَوْمَعٍ فَكَانَتْ لَهُ حُرُوبٌ بِهَا وَغَلَبَ عَلَى الْمُلْكِ فَانْقَادُوا إِلَيْهِ وَ اسْتَقَامَ الْأَمْرُ إِلَى أَنْ هَلَكَ (ثُمَّ مَلَكَ بَعْدَهُ) الرَّيَّانُ بْنُ الْوَلِيدِ الْعِمْلَاقِيُّ وَهُوَ فِرْعَوْنُ يُوسُفَ ..... (ثُمَّ مَلَكَ بَعْدَهُ) دَارِمُ بْنُ الرَّيَّانِ الْعِمْلَاقِيُّ (ثُمَّ مَلَكَ بَعْدَهُ) كَامِسُ ابْنُ مَعْدَانَ الْعِمْلَاقِيُّ (مروج الذہب ج ۱ صـ ۲۲۲)

ابن دومع کہا جاتا ہے مصر پر چڑھائی کی اور بہت سی لڑائیاں لڑیں آخر اہل مصر نے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور اس کی حکومت تسلیم کر لی۔ جب یہ مر گیا تو ریان بن ولید عملاقی تخت فرماں روائی پر بیٹھا اور یہی حضرت یوسف کے زمانہ کا فرعون تھا، اس کے بعد دارم ابن ریان اور پھر کامس ابن معدان عملاقی فرماں روا ہوا۔

یہ انتہائی سرکش و ظالم حکمراں تھے جس کی پاداش میں قدرت نے ان کو نیست و نابود کرنے کے سامان پیدا کر دیے۔ چنانچہ مسعودی تحریر کرتے ہیں :۔

وَقَدْ كَانَتِ الْعَمَالِيقُ بَغَتْ فِي الْأَرْضِ فَسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مُلُوكَ الْأَرْضِ۔ (مروج الذہب ج ۱ ص ۲۶۵)

عمالقہ نے زمین میں شر و فساد پھیلا رکھا تھا جس کے نتیجہ میں قدرت نے ان پر دوسرے فرماں رواؤں کو مسلط کر دیا جنھوں نے انھیں فنا و برباد کر دیا۔

ان عمالقہ کے بعد ولید ابن مصعب حکمراں ہوا یہ بعض مورخین کے نزدیک شام کے قبیلہ لخم سے تھا اور بعض نے اسے قبطی لکھا ہے اور یہی حضرت موسیٰؑ کے عہد کا فرعون تھا اس کے کبر و انانیت اور غرور و نخوت کی یہ حالت تھی کہ انا ربکم الاعلیٰ کا دعوے کر کے دنیا کی ساری قوتوں کو اپنے تصرف و اختیار میں سمجھنے لگا تھا۔ اور اس زعم میں مبتلا تھا کہ کوئی طاقت اس سے سلطنت و حکومت چھین نہیں سکتی، چنانچہ قرآن مجید نے اس کے دعوے انا و لا غیری کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْأَنْهٰرُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝

اس نے کہا کہ اے قوم! کیا یہ ملک مصر میرا نہیں ہے اور یہ میرے محل کے نیچے بہتی ہوئی نہریں میری نہیں ہیں کیا تمھیں یہ نظر نہیں آتا۔

مگر جب اس کی سلطنت مٹنے پر آئی تو لمحوں میں مٹ گئی نہ اس کی جاہ و حشمت سدِ راہ ہوئی اور نہ مملکت کی وسعت روک تھام کر سکی بلکہ جن نہروں کی ملکیت پر اسے گھمنڈ تھا انہی کی تلملاتی لہروں نے اسے اپنی سپیٹ میں لے کر اس کی روح کو دار البوار میں اور جسم کو کائنات کی عبرت و بصیرت کے لئے کنارے پر پھینک دیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اسی طرح اصحاب الرس ایک نبی کی دعوت و تبلیغ کے ٹھکرانے اور سرکشی و نافرمانی کرنے کے نتیجہ میں ہلاک و برباد ہو گئے، چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے :۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا۔

اور اسی طرح عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور اُن کے درمیانی زمانہ کی بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہم نے سب کے لئے مثالیں بیان کی تھیں اور آخر ہم نے ان سب کو جڑ بنیاد سے اُکھاڑ دیا۔

"رس" آذربائیجان کے علاقہ میں ایک نہر کا نام تھا جس کے کنارے پر بارہ بستیاں آباد تھیں جن کے رہنے والوں کو اصحاب الرس کہا جاتا ہے ان بستیوں کے نام[1] ابان، آذر، دی، بہمن، اسفندار، فروردین، اردی بہشت، خرداد، مرداد، تیر، مہر، اور شہریور تھے۔ ان میں اسفندار کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اور اس میں صنوبر کا ایک درخت تھا جسے یافث ابن نوح نے لگایا تھا اور اسے شاہ درخت کہا جاتا تھا اسی درخت کے بیجوں سے دوسری بستیوں میں بھی ایک ایک درخت لگایا گیا تھا یہ لوگ ہر مہینے ایک بستی میں جمع ہوتے اور اس درخت کی پرستش کرتے اور سال میں ایک مرتبہ نوروز کے موقع پر اسفندار میں ان کا اجتماع ہوتا تھا اور اس اصل درخت کی خاص اہتمام سے پوجا کرتے، قربانیاں چڑھاتے اور منتیں مانتے تھے۔ قدرت نے انھیں اس درخت کی عبادت کے لئے یہودا ابن یعقوب کی نسل سے ایک پیغمبر ان کی طرف آئے جنھوں نے انھیں اس مشرکانہ عبادت سے روکنا چاہا مگر انھوں نے ان کا کہنا نہ مانا اور انکار و سرکشی پر اتر آئے اور ان کی ہلاکت کے درپے ہو گئے چنانچہ ان لوگوں نے چشمہ کے اندر ایک کنواں کھود کر اس میں انھیں پھینک دیا اور اس کا منھ ایک پتھر سے بند کر دیا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر جاں بحق ہو گئے۔ اس ظلم و سفاکی کے نتیجہ میں قہر الٰہی نے کروٹ لی اور ان پر لوکے ایسے جھونکے چلے کہ ان کے بدن جھلس کر رہ گئے اور زمین سے گندھک کا لاوا پھوٹ نکلا جس سے اُن کے جسم کی ہڈیاں تک پگھل گئیں اور ساری کی ساری بستیاں اُلٹ گئیں۔

---

[1] یہی نام فارسی مہینوں کے ہیں جو ان ہی بستیوں کے نام پر رکھے گئے تھے کیونکہ ہر مہینہ ان لوگوں کا ایک بستی میں اجتماع ہوتا تھا جس کی وجہ سے اس مہینہ کا بھی وہی نام ہو گیا جو اس بستی کا نام تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَعْرُوْفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ وَالْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ مَنْصَبَةٍ خَلَقَ الْخَلَآئِقَ بِقُدْرَتِهٖ وَاسْتَبَعَدَ الْاَرْبَابَ بِعِزَّتِهٖ، وَسَادَ الْعُظَمَآءَ بِجُوْدِهٖ. وَهُوَ الَّذِیْ اَسْكَنَ الدُّنْيَا خَلْقَهٗ وَبَعَثَ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ رُسُلَهٗ لِيَكْشِفُوْا لَهُمْ عَنْ خَطَآئِهَا وَلِيُحَذِّرُوْهُمْ مِنْ ضَرَّآئِهَا، وَلِيُضْرِبُوْا لَهُمْ اَمْثَالَهَا، وَلِيُبَصِّرُوْهُمْ عُيُوْبَهَا، وَلِيَهْجُمُوْا عَلَيْهِمْ بِمُعْتَبَرٍ مِنْ تَصَرُّفِ مَصَآئِهَا وَاَسْقَامِهَا، وَحَلَالِهَا وَحَرَامِهَا. وَمَا اَعَدَّ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ مِنْهُمْ وَالْعُصَاةِ مِنْ جَنَّةٍ وَّنَارٍ وَكَرَامَةٍ وَهَوَانٍ.

اَحْمَدُهٗ اِلٰى نَفْسِهٖ كَمَا اسْتَحْمَدَ اِلٰى خَلْقِهٖ وَجَعَلَ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا وَلِكُلِّ قَدْرٍ اَجَلًا وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابًا.

(مِنْهَا) فَالْقُرْاٰنُ اٰمِرٌ زَاجِرٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ. حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ. اَخَذَ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقَهٗ. وَ

خطبہ نمبر ۱۸۱

تمام حمد اُس خدا کے لئے ہے کہ جو بن دیکھے جانا پہچانا ہوا اور بے رنج و تعب اُٹھائے (ہر چیز کا) پیدا کرنے والا ہے اس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنی عزّت و جلالت کے پیش نظر فرمانرواؤں سے اطاعت و بندگی لی اور اپنے جود و عطا کی بدولت با عظمت لوگوں پر سرداری کی۔ وہ اللہ جس نے دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا اور اپنے رسولوں کو جن و انس کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کے سامنے دنیا کو بے نقاب کریں اور اس کی مضرتوں سے انھیں ڈرائیں دھوکائیں اس کی (بے وفائی کی) مثالیں بیان کریں اور اس کی صحت و بیماری کے تغیرات سے ایک دم انھیں پوری پوری عبرت دلانے کا سامان کر دیں اور اس کے عیوب اور حلال و حرام کے (ذرائع اکتساب) اور فرمانبردار اور نافرمانوں کے لیے جو بہشت و دوزخ اور عزّت و ذلّت کے سامان اللہ نے مہیا کئے ہیں، دکھلائیں میں اس کی ذات کی طرف ہمہ تن متوجّہ ہو کر اُس کی ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جیسی حمد اُس نے اپنی مخلوقات سے چاہی ہے اُس نے ہر شے کا ایک اندازہ اور ہر اندازے کی ایک مدّت اور ہر مدّت کے لئے ایک نوشتہ قرار دیا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزو یہ ہے:۔ قرآن (اچھائیوں کا) حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا (بظاہر) خاموش

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَرْتَهَنَ عَلَيْهِ اَنْفُسَهُمْ۔ اَتَمَّ نُوْرَهٗ وَاَكْمَلَ بِهٖ دِيْنَهٗ، وَقَبَضَ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَقَدْ فَرَغَ اِلَى الْخَلْقِ مِنْ اَحْكَامِ الْهُدٰى بِهٖ۔ فَعَظِّمُوْا مِنْهُ سُبْحَانَهٗ مَا عَظَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ۔ فَاِنَّهٗ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئًا مِنْ دِيْنِهٖ۔ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا رَضِيَهٗ اَوْ كَرِهَهٗ اِلَّا وَجَعَلَ لَهٗ عَلَمًا بَادِيًا وَّاٰيَةً مُحْكَمَةً تَزْجُرُ عَنْهُ اَوْ تَدْعُوْ اِلَيْهِ۔ فَرِضَاهُ فِيْمَا بَقِيَ وَاحِدٌ، وَسَخَطُهٗ فِيْمَا بَقِيَ وَاحِدٌ۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَنْ يَّرْضٰى عَنْكُمْ بِشَيْءٍ سَخِطَهٗ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ، وَلَنْ يَّسْخَطَ عَلَيْكُمْ بِشَيْءٍ رَضِيَهٗ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَاِنَّمَا تَسِيْرُوْنَ فِيْ اَثَرٍ بَيِّنٍ، وَتَتَكَلَّمُوْنَ بِرَجْعِ قَوْلٍ قَدْ قَالَهُ الرِّجَالُ مِنْ قَبْلِكُمْ، قَدْ كَفَاكُمْ مَؤُوْنَةَ دُنْيَاكُمْ، وَحَثَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ، وَافْتَرَضَ مِنْ اَلْسِنَتِكُمُ الذِّكْرَ۔ وَاَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوٰى وَجَعَلَهَا مُنْتَهٰى رِضَاهُ وَحَاجَتَهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اَنْتُمْ بِعَيْنِهٖ وَنَوَاصِيْكُمْ بِيَدِهٖ، وَ

اور (باطن) گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر (عمل کرنے کا) اُس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور اُن کے نفسوں کو اس کا پابند بنایا ہے اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے اور نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ) کو اس حالت میں دنیا سے اُٹھایا کہ وہ لوگوں کو ایسے احکام قرآن کی تبلیغ کر کے فارغ ہو چکے تھے کہ جو ہدایت (و رستگاری) کا سبب ہیں لہذا اللہ سبحانہ کو ایسی بزرگی و عظمت کے ساتھ یاد کرو جیسی اپنی بزرگی خود اس نے بیان کی ہے کیونکہ اس نے اپنے دین کی کوئی بات تم سے نہیں چھپائی اور کسی شے کو خواہ اُسے پسند ہو، یا ناپسند بغیر کسی واضح علامت اور محکم نشان کے نہیں چھوڑا جو ناپسند اُمور سے رُوکے اور پسندیدہ باتوں کی طرف دعوت دے (ان احکام کے متعلق) اس کی خوشنودی و ناراضگی کا معیار زمانہ آئندہ میں بھی ایک ہی رہے گا۔ یاد رکھو! کہ وہ تم سے کسی ایسی چیز پر رضامند نہ ہو گا کہ جس پر تمہارے اگلوں سے ناراض ہو چکا ہو اور نہ کسی ایسی چیز پر غضب ناک ہو گا کہ جس پر پہلے لوگوں سے خوش رہ چکا ہو۔ تمھیں تو بس یہی چاہیے کہ تم واضح نشانوں پر چلتے رہو تم سے پہلے لوگوں نے جو کہا ہے اُسے دُہراتے رہو۔ ساری ضروریات دُنیا کا ذمہ لے چکا ہے اور تمھیں صرف شکر گزار رہنے کی ترغیب دیتی ہے اور تم پر واجب کیا ہے کہ اپنی زبان سے اس کا ذکر کرتے رہو اور تمھیں تقوے و پرہیزگاری کی ہدایت کی ہے اور اسے اپنی رضا و خوشنودی کی حد اور مخلوق سے اپنا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَقَلُّبُكُمْ فِي قَبْضَتِهٖ۔ وَاِنْ اَسْرَرْتُمْ
عَلِيْمٌ، وَاِنْ اَعْلَنْتُمْ كَتَبَهٗ۔ قَدْ
وَكَّلَ بِكُمْ حَفَظَةً كِرَامًا لَا يُسْقِطُوْنَ
حَقًّا، وَلَا يُثْبِتُوْنَ بَاطِلًا۔ وَاعْلَمُوْا
اَنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
مِنَ الْفِتَنِ وَنُوْرًا مِّنَ الظُّلَمِ، وَ
يُخَلِّدْهُ فِيْمَا اشْتَهَتْ نَفْسُهٗ وَ
يُنْزِلْهُ مَنْزِلَةَ الْكَرَامَةِ عِنْدَهٗ، فِيْ
دَارٍ اصْطَنَعَهَا لِنَفْسِهٖ ظُلَّتُهَا عَرْشُهٗ
وَنُوْرُهَا بَهْجَتُهٗ۔ وَزُوَّارُهَا مَلَائِكَتُهٗ
وَرُفَقَاؤُهَا رُسُلُهٗ فَبَادِرُوا الْمَعَادَ
وَسَابِقُوا الْاٰجَالَ۔ فَاِنَّ النَّاسَ
يُوْشِكُ اَنْ يَّنْقَطِعَ بِهِمُ الْاَمَلُ وَ
يَرْهَقَهُمُ الْاَجَلُ وَيُسَدَّ عَنْهُمْ بَابُ
التَّوْبَةِ فَقَدْ اَصْبَحْتُمْ فِيْ مِثْلِ مَا
مَالَ اِلَيْهِ الرَّجْعَةُ مِنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
وَاَنْتُمْ بَنُوْ سَبِيْلٍ عَلٰى سَفَرٍ مِّنْ دَارٍ
لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ وَقَدْ اُوْذِنْتُمْ مِنْهَا
بِالْاِرْتِحَالِ وَاُمِرْتُمْ فِيْهَا بِالزَّادِ۔
وَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ لِهٰذَا الْجِلْدِ
الرَّقِيْقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ، فَارْحَمُوْا
نُفُوْسَكُمْ فَاِنَّكُمْ قَدْ جَرَّبْتُمُوْهَا
فِيْ مَصَائِبِ الدُّنْيَا۔ اَفَرَاَيْتُمْ جَزَعَ

مدعا قرار دیا ہے اُس اللہ سے ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے
سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیوں کے بال اور
جس کے قبضۂ قدرت میں تمہارا اُٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا ہے۔ اگر
تم کوئی بات مخفی رکھو گے تو وہ اُسے جان لے گا اور ظاہر کرو گے
تو اُسے لکھ لے گا (یوں کہ) اُس نے تم پر نگہبانی کرنے والے مکرم
(فرشتے) مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ کسی حق کو نظر انداز اور کسی غلط چیز کو
درج نہیں کرتے۔ یاد رکھو! کہ جو اللہ سے ڈرے گا وہ اُس کے لیے
فتنوں سے (بچ کر) نکلنے کی راہ نکال دے گا اور اندھیاریوں سے
اُجالے میں لے آئے گا اور اُس کے حسبِ دلخواہ نعمتوں میں اُسے
ہمیشہ رکھے گا اور اُسے اپنے پاس ایسے گھر میں کہ جسے اُس نے اپنے
لیے منتخب کیا ہے عزت و بزرگی کی منزل میں لا اُتارے گا۔ اس
گھر کا سایہ عرش، اس کی روشنی جمالِ قدرت (کی چھوٹ)
اس میں ملاقاتی ملائکہ اور رفیق و ہمنشین انبیاء و مرسلین ہیں۔
اپنی جائے بازگشت کی طرف بڑھو اور زادِ عمل فراہم کرنے میں
موت پر سبقت کرو اس لیے کہ وہ وقت قریب ہے کہ لوگوں کی
اُمیدیں ٹوٹ جائیں، موت ان پر چھا جائے اور توبہ کا
دروازہ ان کے لیے بند ہو جائے، ابھی تو تم اس دور میں ہو
کہ جس کی طرف پلٹنے کی تم سے قبل گزر جانے والے لوگ تمنا
کرتے ہیں۔ تم اس دارِ دنیا میں کہ جو تمہارے رہنے کا گھر نہیں
ہے مسافرانہ نورد ہو۔ اس سے تمہیں کوچ کرنے کی خبر
دی جا چکی ہے اور اس میں رہتے ہوئے تمہیں زاد کے مہیا
کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یاد رکھو کہ اس نرم و نازک کھال میں آتش
جہنم کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں (تو پھر) اپنی جانوں پر رحم

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَحَدَكُمْ مِنَ الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، وَالْعَثْرَةِ تُدْمِيهِ، وَالرَّمْضَاءِ تَحْرُقُهُ؛ فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَيْنَ طَابَقَيْنِ مِنْ نَارٍ، ضَجِيعَ حَجَرٍ، وَقَرِينَ شَيْطَانٍ. أَعَلِمْتُمْ أَنَّ مَالِكًا إِذَا غَضِبَ عَلَى النَّارِ حَطَمَ بَعْضُهَا بَعْضًا لِغَضَبِهِ، وَإِذَا زَجَرَهَا تَوَثَّبَتْ بَيْنَ أَبْوَابِهَا جَزَعًا مِنْ زَجْرَتِهِ.

أَيُّهَا الْبَيْضُ الْكَبِيرُ الَّذِي قَدْ لَهَزَتْهُ الْقَتِيرُ، كَيْفَ أَنْتَ إِذَا الْتَحَمَتْ أَطْوَاقُ النَّارِ بِعِظَامِ الْأَعْنَاقِ، وَنَشِبَتِ الْجَوَامِعُ حَتَّى أَكَلَتْ لُحُومَ السَّوَاعِدِ. فَاللَّهَ اللَّهَ مَعْشَرَ الْعِبَادِ، وَأَنْتُمْ سَالِمُونَ فِي الصِّحَّةِ قَبْلَ السُّقْمِ، وَفِي الْفُسْحَةِ قَبْلَ الضِّيقِ، فَاسْعَوْا فِي فِكَاكِ رِقَابِكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَغْلَقَ رَهَائِنُهَا. اسْهَرُوا عُيُونَكُمْ، وَاضْمُرُوا بُطُونَكُمْ، وَاسْتَعْمِلُوا أَقْدَامَكُمْ، وَانْفِقُوا أَمْوَالَكُمْ، وَخُذُوا مِنْ أَجْسَادِكُمْ وَجُودُوا بِهَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَبْخَلُوا بِهَا عَنْهَا فَقَدْ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ:

"إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ

کھاؤ کیونکہ تم نے ان کو دنیا کی مصیبتوں میں آزما کر دیکھ لیا ہے۔ کیا تم نے اپنے میں سے کسی ایک کو دیکھا ہے کہ وہ (جسم میں) کانٹا لگنے سے یا ایسی ٹھوکر کھانے سے کہ جو اُسے لہولہان کر دے یا ایسی گرم ریت (کی تپش) سے کہ جو اُسے جلا دے کس طرح بے چین ہو کر چیختا ہے (ذرا سوچو تو کہ) اُس وقت کیا حالت ہو گی، کہ جب وہ جہنم کے دو آتشیں تودوں کے درمیان (دہکتے ہوئے) پتھروں کا پہلو نشین اور شیطان کا ساتھی ہو گا۔ کیا تمھیں خبر ہے کہ جب مالک (پاسبانِ جہنم) آگ پر غضب ناک ہو گا تو وہ اُس کے غصہ سے (بھڑک کر) آپس میں ٹکرانے لگے گی۔ اور اس کے اجزا ایک دوسرے کو توڑنے پھوڑنے لگیں گے اور جب اسے جھڑکے گا تو اس کی جھڑکیوں سے (تلملا کر) دوزخ کے دروازوں میں اُچھلنے لگے گی۔

اے پیرِ کہن سال کہ جس پر بڑھاپا چھایا ہوا ہے اس وقت تیری کیا حالت ہو گی کہ جب آتشیں طوق گردن کی ہڈیوں میں پیوست ہو جائیں گے؟ اور (ہاتھوں میں) بیڑیاں گڑ جائیں گی؟ یہاں تک کہ وہ کلائیوں کا گوشت کھا لیں گی۔ اے خدا کے بندو! اب جبکہ تم بیماریوں میں مبتلا ہونے اور تنگی و ضیق میں پڑنے سے پہلے صحت و فراخی کے عالم میں صحیح و سالم ہو اللہ کا خوف کھا لو اور اپنی گردنوں کو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ انھیں چھڑایا نہ جا سکے چھڑانے کی کوشش کرو۔ اپنی آنکھوں کو بیدار اور شکموں کو لاغر بناؤ (میدانِ سعی میں) اپنے قدموں کو کام میں لاؤ اور اپنے مال کو (اس کی راہ میں) خرچ کرو، اپنے جسموں کو اپنے نفسوں پر نثار کر دو اور ان سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَقْدَامَكُمْ"، وَقَالَ تَعَالٰى: "مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗ اَجْرٌ كَرِيْمٌ"، فَلَمْ يَسْتَنْصِرْكُمْ مِنْ ذُلٍّ، وَلَمْ يَسْتَقْرِضْكُمْ مِنْ قِلٍّ، اِسْتَنْصَرَكُمْ وَلَهٗ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. وَاسْتَقْرَضَكُمْ وَلَهٗ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ. فَاِنَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا فَبَادِرُوْا بِاَعْمَالِكُمْ تَكُوْنُوْا مَعَ جِيْرَانِ اللّٰهِ فِيْ دَارِهٖ. رَافَقَ بِهِمْ رُسُلَهٗ، وَاَزَارَهُمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ، وَاَكْرَمَ اَسْمَاعَهُمْ اَنْ تَسْمَعَ حَسِيْسَ نَارٍ اَبَدًا، وَصَانَ اَجْسَادَهُمْ اَنْ تَلْقٰى لُغُوْبًا وَنَصَبًا: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"، اَقُوْلُ مَا تَسْمَعُوْنَ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى نَفْسِيْ وَاَنْفُسِكُمْ، وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

بخل نہ برتو، کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا"، اور (پھر) فرمایا: کہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو خدا اُس کے اجر کو دُگنا کر دے گا اور اُس کے لئے عمدہ جزا ہے"۔ خدا نے کسی کمزوری کی بنا پر تم سے مدد نہیں مانگی اور نہ بے مائگی کی وجہ سے تم سے قرض کا سوال کیا ہے اُس نے تم سے مدد چاہی ہے باوجودیکہ اُس کے پاس سارے آسمان زمین کے لشکر ہیں اور وہ غلبہ اور حکمت والا ہے اور تم سے قرض مانگتا ہے حالانکہ آسمان و زمین کے خزانے اُس کے قبضہ میں ہیں اور وہ بے نیاز و لائق حمد و ثنا ہے اُس نے تو یہ چاہا ہے کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اعمال کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ تم اپنے اعمال کو لے کر بڑھو تاکہ اللہ کے ہمسایوں کے ساتھ اس کے گھر (جنت) میں رہو وہ ایسے ہمسائے ہیں کہ اللہ نے جنہیں پیغمبروں کا رفیق بنایا ہے اور فرشتوں کو اُن کی ملاقات کا حکم دیا ہے اور اُن کے کانوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھا ہے کہ آگ (کی اذیتوں) کی بھنگ اُن میں نہ پڑے اور ان کے جسموں کو بچائے رکھا ہے کہ وہ رنج اور تکان سے دوچار نہ ہوں یہ خدا کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا تو بڑے فضل و کرم والا ہے میں وہی کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ میرے اور تمہارے نفسوں کے لئے اللہ ہی مددگار ہے اور وہی میرے لئے کافی اور اچھا کارساز ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۲

قَالَهٗ لِلْبُرْجِ بْنِ مُسْهِرٍ الطَّائِيِّ،

برج ابن مسہر طائی نے کہ جو خوارج میں سے تھا مشہور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَدْ قَالَ لَهُ بِحَيْثُ يَسْمَعُهُ: لَا حُكْمَ
إِلَّا لِلّٰهِ، وَكَانَ مِنَ الْخَوَارِجِ، أَسْكَتَ
قَبَّحَكَ اللّٰهُ يَا أَثْرَمُ، فَوَاللّٰهِ لَقَدْ
ظَهَرَ الْحَقُّ فَكُمِنْتَ فِيهِ ضَئِيلًا
شَخْصُكَ، خَفِيًّا صَوْتُكَ، حَتّٰى إِذَا
نَعَرَ الْبَاطِلُ نَجَمْتَ نُجُومَ قَرْنِ
الْمَاعِزِ۔

نعرہ) لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ (حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے)
اس طرح بلند کیا کہ حضرتؑ سُن لیں چنانچہ آپ نے
سُن کر ارشاد فرمایا: خاموش! خدا تیرا بُرا کرے،
اے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے خدا کی قسم جب حق ظاہر
ہوا تو اُس وقت تیری شخصیت ذلیل اور تیری آواز
دبی ہوئی تھی اور جب باطل زور سے چیخا ہے تو تو بھی بکری
کے سینگ کی طرح اُبھر آیا ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ — خطبہ نمبر ۱۸۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تُدْرِكُهُ
الشَّوَاهِدُ، وَلَا تَحْوِيهِ الْمَشَاهِدُ،
وَلَا تَرَاهُ النَّوَاظِرُ، وَلَا تَحْجُبُهُ
السَّوَاتِرُ، الدَّالِّ عَلٰى قِدَمِهِ
بِحُدُوثِ خَلْقِهِ، وَبِحُدُوثِ خَلْقِهِ
عَلٰى وُجُودِهِ، وَبِاشْتِبَاهِهِمْ عَلٰى
أَنْ لَا شِبْهَ لَهُ۔ الَّذِي صَدَقَ فِي
مِيعَادِهِ، وَارْتَفَعَ عَنْ ظُلْمِ عِبَادِهِ۔
وَقَامَ بِالْقِسْطِ فِي خَلْقِهِ، وَعَدَلَ
عَلَيْهِمْ فِي حُكْمِهِ۔ مُسْتَشْهَدُ بِحُدُوثِ
الْأَشْيَاءِ عَلٰى أَزَلِيَّتِهِ، وَبِمَا وَسَمَهَا
بِهِ مِنَ الْعَجْزِ عَلٰى قُدْرَتِهِ، وَبِمَا
اضْطَرَّهَا إِلَيْهِ مِنَ الْفَنَاءِ عَلٰى دَوَامِهِ

ساری حمد و ستائش اُس اللہ کے لئے ہے جسے حواس
پا نہیں سکتے نہ جگہیں اُسے گھیر سکتی ہیں نہ آنکھیں اُسے دیکھ
سکتی ہیں، نہ پردے اُسے چھپا سکتے ہیں وہ مخلوقات کے نیست
کے بعد ہست ہونے سے پہلے ہمیشہ سے ہونے کا اور اُن کے باہم
مشابہ ہونے سے اپنے بے مثل و بے نظیر ہونے کا پتہ دیتا ہے وہ
اپنے وعدہ میں سچا اور بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے وہ
مخلوق کے بارے میں عدل سے چلتا ہے اور اپنے حکم میں
انصاف برتتا ہے وہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے سے اپنی
قدامت پر ان کے عجز و کمزوری کے نشانوں سے اپنی قدرت
پر اور ان کے فنا ہو جانے کی اضطراری کیفیتوں سے اپنی
ہمیشگی پر (عقل سے) گواہی حاصل کرتا ہے وہ گنتی اور شمار
میں آئے بغیر ایک (یگانہ) ہے وہ کسی (متعینہ) مدت کے
بغیر ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور ستونوں (اعضا)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاحِدٌ لَا بِعَدَدٍ، وَدَائِمٌ لَا بِأَمَدٍ، وَقَائِمٌ لَا بِعَمَدٍ. تَتَلَقَّاهُ الْأَذْهَانُ لَا بِمُشَاعَرَةٍ. وَتَشْهَدُ لَهُ الْمَرَائِيْ لَا بِمُحَاضَرَةٍ. لَمْ تُحِطْ بِهِ الْأَوْهَامُ، بَلْ تَجَلَّى لَهَا، وَبِهَا امْتَنَعَ مِنْهَا. وَإِلَيْهَا حَاكَمَهَا. لَيْسَ بِذِيْ كِبَرٍ امْتَدَّتْ بِهِ النِّهَايَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيْمًا، وَلَا بِذِيْ عِظَمٍ، تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيْدًا. بَلْ كَبُرَ شَأْنًا وَعَظُمَ سُلْطَانًا. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ الصَّفِيُّ، وَأَمِيْنُهُ الرَّضِيُّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَهُ بِوُجُوْبِ الْحُجَجِ، وَظُهُوْرِ الْفَلَجِ وَإِيْضَاحِ الْمَنْهَجِ، فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعًا بِهَا، وَحَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ دَالًّا عَلَيْهَا. وَأَقَامَ أَعْلَامَ الْاِهْتِدَاءِ وَمَنَارَ الضِّيَاءِ وَجَعَلَ أَمْرَاسَ الْإِسْلَامِ مَتِيْنَةً وَعُرَى الْإِيْمَانِ وَثِيْقَةً مِنْهَا فِيْ صِفَةِ (عَجِيْبٍ) خَلْقِ أَصْنَافٍ مِنَ (الْحَيَوَانَاتِ): وَلَوْ فَكَّرُوْا فِيْ عَظِيْمِ الْقُدْرَةِ وَجَسِيْمِ النِّعْمَةِ لَرَجَعُوْا إِلَى الطَّرِيْقِ وَخَافُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ

کے سہارے کے بغیر قائم و برقرار ہے، حواس و مشاعر کے بغیر ذہن اسے قبول کرتے ہیں اور اس تک پہونچے بغیر نظر آنے والی چیزیں اس کی ہستی کی گواہی دیتی ہیں عقلیں اس کی حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتیں بلکہ وہ عقلوں کے وسیلہ سے عقلوں کے لئے آشکارا ہوا ہے اور عقلوں ہی کے ذریعہ عقل و فہم میں آنے سے انکاری ہے اور ان کے معاملہ میں خود انہی کو حکم ٹھہرایا ہے وہ اس معنی سے بڑا نہیں کہ اس کے حدود و اطراف پھیلے ہوئے ہیں کہ جو اسے مجسم صورت میں بڑا کر کے دکھاتے ہیں اور نہ اس اعتبار سے عظیم ہے کہ وہ جسامت میں انتہائی حدوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بلکہ وہ شان و منزلت کے اعتبار سے بڑا ہے اور دبدبہ و اقتدار کے لحاظ سے عظیم ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے عبد اور برگزیدہ رسول اور پسندیدہ امین ہیں خدا ان پر اور ان کے اہل بیت پر رحمت فراواں نازل کرے اللہ نے انھیں ناقابل انکار دلیلوں، واضح کامرانیوں اور راہ (شریعت) کی رہنمائیوں کے ساتھ بھیجا چنانچہ آپ نے (حق کو باطل سے) چھانٹ کر اس کا پیغام پہونچایا، راہ حق دکھا کر اس پر لوگوں کو لگایا ہدایت کے نشان اور روشنی کے مینار قائم کئے اسلام کی رسیوں اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کیا۔

اس خطبہ کا ایک جزیہ ہے: جس میں مختلف قسم کے جانوروں کی عجیب و غریب آفرینش کا ذکر فرمایا ہے: اگر لوگ اس کی عظیم الشان قدرتوں اور بلند پایہ نعمتوں میں غور و فکر کریں تو سیدھی راہ کی طرف پلٹ آئیں اور دوزخ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلٰكِنَّ الْقُلُوْبَ عَلِيْلَةٌ۔ وَالْبَصَائِرَ مَدْخُوْلَةٌ۔ اَلَا يَنْظُرُوْنَ، اِلٰى صَغِيْرِ مَا خَلَقَ كَيْفَ اَحْكَمَ خَلْقَهٗ، وَ اَتْقَنَ تَرْكِيْبَهٗ، وَفَلَقَ لَهٗ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ، وَسَوّٰى لَهُ الْعَظْمَ وَالْبَشَرَ۔ اُنْظُرُوْا اِلَى النَّمْلَةِ فِيْ صِغَرِ جُثَّتِهَا وَلَطَافَةِ هَيْئَتِهَا، لَا تَكَادُ تُنَالُ بِلَحْظِ الْبَصَرِ، وَلَا بِمُسْتَدْرَكِ الْفِكَرِ، كَيْفَ دَبَّتْ عَلٰى اَرْضِهَا، وَصُبَّتْ عَلٰى رِزْقِهَا، تَنْقُلُ الْحَبَّةَ اِلٰى جُحْرِهَا، وَتَعُدُّهَا فِيْ مُسْتَقَرِّهَا. تَجْمَعُ فِيْ حَرِّهَا لِبَرْدِهَا، وَفِيْ وِرْدِهَا لِصَدَرِهَا، مَكْفُوْلَةٌ بِرِزْقِهَا مَرْزُوْقَةٌ بِوَفْقِهَا۔ لَا يُغْفِلُهَا الْمَنَّانُ، وَلَا يَحْرِمُهَا الدَّيَّانُ وَلَوْ فِي الصَّفَا الْيَابِسِ وَالْحَجَرِ الْجَامِسِ۔ وَلَوْ فَكَّرْتَ فِيْ مَجَارِيْ اَكْلِهَا وَفِيْ عُلْوِهَا وَسُفْلِهَا وَمَا فِي الْجَوْفِ مِنْ شَرَاسِيْفِ بَطْنِهَا وَمَا فِي الرَّاْسِ مِنْ عَيْنِهَا وَاُذُنِهَا لَقَضَيْتَ مِنْ خَلْقِهَا عَجَبًا، وَلَقِيْتَ مِنْ وَصْفِهَا تَعَبًا۔ فَتَعَالَى الَّذِيْ اَقَامَهَا عَلٰى قَوَائِمِهَا، وَبَنَاهَا عَلٰى

کے عذاب سے خوف کھانے لگیں لیکن دل بیمار اور بصیرتیں کھوٹی ہیں۔ کیا وہ لوگ ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو کہ جنھیں اس نے پیدا کیا ہے نہیں دیکھتے کہ کیوں کر ان کی آفرینش کو استحکام بخشا ہے اور ان کے جوڑ بند کو باہم استواری کے ساتھ ملایا ہے اور ان کے لیے کان اور آنکھ (کے سوراخ) کھولے ہیں اور ہڈی اور کھال کو (پوری مناسبت سے) درست کیا ہے، ذرا اس چیونٹی کی طرف اس کی جسامت کے اختصار اور شکل وصورت کی باریکی کے عالم میں نظر کرو اتنی چھوٹی کہ گوشۂ چشم سے بہ مشکل دیکھی جا سکے اور نہ فکروں میں سماتی ہے۔ دیکھو تو کہ کیونکر زمین پر رینگتی پھرتی ہے اور اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے اور دانے کو بل کی طرف لے جاتی ہے اور اسے اپنے قیامگاہ میں مہیا رکھتی ہے اور گرمیوں میں، جاڑے کے موسم کے لیے اور قوت وتوانائی کے زمانہ میں عجز ودرماندگی کے دنوں کے لیے ذخیرہ اکٹھا کر لیتی ہے اس کی روزی کا ذمہ لیا جا چکا ہے اور اس کے مناسب حال رزق اسے پہنچتا رہتا ہے۔ خدائے کریم اس سے تغافل نہیں برتتا اور صاحب عطا وجزا اسے محروم نہیں رکھتا اگرچہ یہ خشک پتھر اور جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر کیوں نہ ہو اگر تم اس کی غذا کی نالیوں اور اس کے بلند وپست حصوں اور اس کے خول میں پیٹ کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور اس کے سر میں (چھوٹی چھوٹی) آنکھوں اور کانوں کی (ساخت میں) غور و فکر کرو گے تو اس کی آفرینش پر تمھیں تعجب ہوگا اور اس کا وصف کرنے میں تمھیں تعب اٹھانا پڑے گا۔ بلند وبرتر ہے وہ کہ جس نے اس کو اس کے پیروں پر کھڑا کیا ہے اور ستونوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دَعَائِمِهَا، لَمْ يَشْرَكْهُ فِي فِطْرَتِهَا
فَاطِرٌ، وَلَمْ يُعِنْهُ فِي خَلْقِهَا قَادِرٌ۔
وَلَوْ ضَرَبْتَ فِي مَذَاهِبِ فِكْرِكَ
لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ، مَا دَلَّتْكَ الدَّلَالَةُ
إِلَّا عَلَى أَنَّ فَاطِرَ النَّمْلَةِ هُوَ فَاطِرُ
النَّخْلَةِ، لِدَقِيقِ تَفْصِيلِ كُلِّ شَيْءٍ،
وَغَامِضِ اخْتِلَافِ كُلِّ حَيٍّ، وَمَا الْجَلِيلُ
وَاللَّطِيفُ وَالثَّقِيلُ وَالْخَفِيفُ وَالْقَوِيُّ
وَالضَّعِيفُ فِي خَلْقِهِ إِلَّا سَوَاءٌ وَ
كَذَلِكَ السَّمَاءُ وَالْهَوَاءُ وَالرِّيَاحُ
وَالْمَاءُ۔ فَانْظُرْ إِلَى الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ
وَالنَّبَاتِ وَالشَّجَرِ وَالْمَاءِ وَالْحَجَرِ
وَاخْتِلَافِ هٰذَا اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ،
وَتَفَجُّرِ هٰذِهِ الْبِحَارِ، وَكَثْرَةِ هٰذِهِ
الْجِبَالِ، وَطُولِ هٰذِهِ الْقِلَالِ وَ
تَفَرُّقِ هٰذِهِ اللُّغَاتِ، وَأَلْسُنِ
الْمُخْتَلِفَاتِ۔ فَالْوَيْلُ لِمَنْ جَحَدَ الْمُقَدِّرَ
وَأَنْكَرَ الْمُدَبِّرَ۔ زَعَمُوا أَنَّهُمْ كَالنَّبَاتِ
مَا لَهُمْ زَارِعٌ، وَلَا لِاخْتِلَافِ صُوَرِهِمْ
صَانِعٌ۔ وَلَمْ يَلْجَأُوا إِلَى حُجَّةٍ فِيمَا ادَّعَوْا
وَلَا تَحْقِيقٍ لِمَا أَوْعَوْا۔ وَهَلْ يَكُونُ
بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بَانٍ، أَوْ جِنَايَةٌ مِنْ
غَيْرِ جَانٍ۔ وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي الْجَرَادَةِ

(اعضاء) پر اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے بنانے میں کوئی
بنانے والا اس کا شریک نہیں ہوا اور نہ اس کے پیدا کرنے
میں کسی قادر و توانا نے اس کا ہاتھ بٹایا ہے۔ اگر تم سوچ بچار
کی راہوں کو طے کرتے ہوئے اس کی آخری حد تک پہنچ جاؤ
تو عقل کی رہنمائی تمھیں بس اس نتیجہ پر پہنچائے گی، کہ جو
چیونٹی کا پیدا کرنے والا ہے وہی کھجور کے درخت کا پیدا کرنے
والا ہے کیونکہ ہر چیز کی تفصیل لطافت و باریکی لیے ہوئے ہے
اور ہر ذی حیات کے مختلف اعضاء میں باریک ہی سا فرق
ہے اس کی مخلوقات میں بڑی اور چھوٹی، بھاری اور ہلکی، طاقتور
اور کمزور چیزیں یکساں ہیں اور یونہی آسمان، فضاء، ہوا اور پانی
برابر ہیں لہذا تم سورج، چاند، سبزے، درخت، پانی اور پتھر
کی طرف دیکھو اور اس رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے
اور ان دریاؤں کے جاری ہونے اور ان پہاڑوں کی بہتات
اور ان چوٹیوں کی اونچان پر نگاہ دوڑاؤ اور ان نعمتوں اور قسم
قسم کی زبانوں کے اختلاف پر نظر کرو اس کے بعد افسوس ہے
ان پر کہ جو قضا و قدر کی مالک ذات اور نظم و انضباط کے قائم
کرنے والی ہستی سے انکار کریں انھوں نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ
گھاس پھونس کی طرح خود بخود اُگ آئے ہیں، نہ ان کا کوئی
بونے والا ہے اور نہ ان کی گوناگوں صورتوں کا کوئی بنانے والا
ہے۔ انھوں نے اپنے اس دعوے کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں رکھی
اور نہ سُنی سنائی باتوں کی تحقیق کی ہے ذرا سوچو تو کہ کیا
کوئی عمارت بغیر بنانے والے کے ہوا کرتی ہے؟ اور کوئی جرم
بغیر مجرم کے ہوتا ہے؟ اگر چاہو تو (چیونٹی کی طرح) ٹڈی کے متعلق

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اِذْ خَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرَاوَيْنِ.
وَاَسْرَجَ لَهَا حَدَقَتَيْنِ قَمْرَاوَيْنِ.
وَجَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْخَفِيَّ، وَفَتَحَ لَهَا
الْفَمَ السَّوِيَّ، وَجَعَلَ لَهَا الْحِسَّ
الْقَوِيَّ وَنَابَيْنِ بِهِمَا تَقْرِضُ، وَ
مِنْجَلَيْنِ بِهِمَا تَقْضِمُ يُرْهِمُهَا الزُّرَّاعُ
فِي زَرْعِهِمْ، وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا.
وَلَوْ اَجْلَبُوا بِجَمْعِهِمْ، حَتّٰى تَرِدَ
الْحَرْثَ فِي نَزَوَاتِهَا، وَتَقْضِيَ مِنْهُ
شَهَوَاتِهَا. وَخَلْقُهَا كُلُّهُ لَا يَكُونُ
اِصْبَعًا مُسْتَدِقَّةً. فَتَبَارَكَ اللّٰهُ
الَّذِي يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا، وَيُعَفِّرُ لَهُ
خَدًّا وَوَجْهًا، وَيُلْقِي اِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ
سِلْمًا وَضَعْفًا، وَيُعْطِي لَهُ الْقِيَادَ
رَهْبَةً وَخَوْفًا. فَالطَّيْرُ مُسَخَّرٌ
لِاَمْرِهٖ. اَحْصٰى عَدَدَ الرِّيشِ مِنْهَا
وَالنَّفَسِ، وَاَرْسٰى قَوَائِمَهَا عَلَى
النَّدٰى وَالْيَبَسِ. وَقَدَّرَ اَقْوَاتَهَا،
وَاَحْصٰى اَجْنَاسَهَا. فَهٰذَا غُرَابٌ
وَهٰذَا عُقَابٌ. وَهٰذَا حَمَامٌ وَهٰذَا
نَعَامٌ. دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهٖ، وَ
كَفَلَ لَهُ بِرِزْقِهٖ. وَاَنْشَاَ السَّحَابَ

بھی کچھ کہو، کہ اس کے لیے لال بھبوکا دو آنکھیں پیدا کیں اور
اس کی آنکھوں کے چاند سے دونوں حلقوں کے چراغ روشن
کیے اور اس کے لیے بہت ہی چھوٹے چھوٹے کان بنائے اور
مناسب و معتدل منھ کا شگاف بنایا اور اس کے حس کو قوی
اور تیز قرار دیا اور ایسے دو دانت بنائے کہ جن سے وہ
(پتیوں کو) کاٹتی ہے اور درانتی کی طرح کے دو پیر دیے کہ
جن سے وہ (گھاس پات کو) پکڑتی ہے۔ کاشتکار اپنی زراعت
کے بارے میں اس سے ہراساں رہتے ہیں۔ اگر وہ اپنے جتھوں
کو سمیٹ لیں، جب بھی اس ٹڈی دل کا ہنکانا ان کے بس
میں نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ جست وخیز کرتا ہوا ان کی
کھیتیوں پر ٹوٹ پڑتا ہے اور ان سے اپنی خواہشوں کو پورا
کر لیتا ہے، حالانکہ اس کا جسم ایک باریک انگلی کے بھی برابر
نہیں ہوتا پاک ہے وہ ذات کہ جس کے سامنے آسمان
و زمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی یا مجبوری سے بہرصورت
سجدہ میں گرا ہوا ہے اور اس کے لیے رخسار اور چہرے کو
خاک پر مل رہا ہے اور عجز و انکسار سے اس کے آگے سرنگوں
ہے اور خوف و دہشت سے اپنی باگ ڈور اسے سونپے
ہوئے ہے۔ پرندے اس کے حکم (کی زنجیروں) میں جکڑے ہوئے
ہیں وہ ان کے پروں اور سانسوں کی گنتی تک کو جانتا ہے اور
(ان میں سے کچھ کے) پیر تری پر اور (کچھ کے) خشکی پر جما دیے
ہیں اور ان کی روزیاں معین کر دی ہیں اور ان کے انواع
و اقسام پر احاطہ رکھتا ہے کہ یہ کوا ہے اور یہ عقاب، یہ کبوتر
ہے اور یہ شترمرغ۔ اس نے ہر پرندے کو اس کے نام پر دعوت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الثِّقَالَ فَاهْطَلَ دِيَمَهَا وَعَدَّدَ قِسَمَهَا، فَبَلَّ الْاَرْضَ بَعْدَ جُفُوْفِهَا، وَاَخْرَجَ نَبْتَهَا بَعْدَ جُدُوْبِهَا۔

(وجود) دی اور ان کی روزی کا ذمّہ لیا اور یہ بھاری بوجھل بادل پیدا کیے کہ جن سے موسلا دھار بارشیں برسائیں اور حصّہ رسدی مختلف (سرزمینوں پر) انھیں بانٹ دیا اور زمین کو اس کے خشک ہو جانے کے بعد تر بتر کر دیا اور بنجر ہونیکے بعد اس سے (لہلہاتا ہوا) سبزہ اُگایا۔

لہ مطلب یہ ہے کہ اگر کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا جائزہ لیا جائے تو وہ اپنے اندر ان تمام چیزوں کو سمیٹے ہوئے ہوگی جو بڑی سے بڑی چیز کے اندر پائی جاتی ہیں اور ہر ایک میں قدرت کی صنعت طرازی و کارسازی کی جھلک یکساں اور ہر ایک کی نسبت اس کی قوت و توانائی کی طرف برابر ہوگی خواہ وہ چیونٹی کی طرح چھوٹی ہو یا درخت خرما کی طرح بڑی، ایسا نہیں کہ چھوٹی چیز کو بنانا سہل اور بڑی چیز کو پیدا کرنا اس کے لیے مشکل ہو کیونکہ صورت رنگ، حجم اور مقدار کا اختلاف صرف اس کی حکمت و تدبیر کی کارفرمائی کی بنا پر ہے مگر اصل خلقت کے اعتبار سے ان میں کوئی تفاوت نہیں لہذا خلقت آفرینش کی یہ یک رنگی اس کے صانع کی وحدت و یکتائی کی دلیل ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۴

فِي التَّوْحِيْدِ، وَتَجْمَعُ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ مِنْ اُصُوْلِ الْعِلْمِ مَا لَا تَجْمَعُهٗ خُطْبَةٌ (غَيْرُهَا)

مَا وَحَّدَهٗ مَنْ كَيَّفَهٗ، وَلَا حَقِيْقَتَهٗ اَصَابَ مَنْ مَثَّلَهٗ۔ وَلَا اِيَّاهُ عَنٰى مَنْ شَبَّهَهٗ، وَلَا صَمَدَهٗ مَنْ اَشَارَ اِلَيْهِ وَتَوَهَّمَهٗ۔ كُلُّ مَعْرُوْفٍ بِنَفْسِهٖ مَصْنُوْعٌ۔ وَكُلُّ قَائِمٍ فِيْ سِوَاهُ مَعْلُوْلٌ۔ فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابِ اٰلَةٍ مُقَدِّرٌ لَا بِجَوْلِ

یہ خطبہ توحید کے متعلق ہے اور علم و معرفت کی اتنی بنیادی باتوں پر مشتمل ہے کہ جن پر کوئی دوسرا خطبہ حاوی نہیں۔

جس نے اسے مختلف کیفیتوں سے متصف کیا اس نے اسے یکتا نہیں سمجھا، جس نے اس کا مثل ٹھہرایا، اس نے اس کی حقیقت کو نہیں پایا، جس نے اسے کسی چیز سے تشبیہ دی اس نے اس کا قصد نہیں کیا، جس نے اسے قابل اشارہ سمجھا اور اپنے تصوّر کا پابند بنایا۔

اس نے اس کا رخ نہیں کیا جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہوگا اور جو دوسرے کے سہارے پر قائم ہو وہ علت کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِكْرَةٍ ۔ غَنِيٌّ لَا بِاسْتِفَادَةٍ ۔ لَا تَصْحَبُهُ
الْأَوْقَاتُ ، وَلَا تَرْفِدُهُ الْأَدَوَاتُ
سَبَقَ الْأَوْقَاتَ كَوْنُهُ ، وَالْعَدَمَ
وُجُودُهُ ۔ وَالْابْتِدَاءَ أَنَارَ لَهُ
بِتَشْعِيرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ أَنْ لَا
مَشْعَرَ لَهُ ۔ وَبِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ
الْأُمُورِ عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ ۔ وَ
بِمُقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ
أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ ۔ ضَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ ،
وَالْوُضُوحَ بِالْبُهْمَةِ ، وَالْجُمُودَ
بِالْبَلَلِ ، وَالْحُرُورَ بِالصَّرَدِ ۔ مُؤَلِّفٌ
بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا ۔ مُقَارِنٌ بَيْنَ
مُتَبَايِنَاتِهَا ۔ مُقَرِّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا ۔
مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا ۔ لَا يُشْمَلُ
بِحَدٍّ ، وَلَا يُحْسَبُ بِعَدٍّ ، وَإِنَّمَا تَحُدُّ
الْأَدَوَاتُ أَنْفُسَهَا ، وَتُشِيرُ الْآلَاتُ
إِلَى نَظَائِرِهَا مَنَعَتْهَا مُنْذُ الْقِدْمَةِ
وَحَمَتْهَا قَدِيمُ الْأَزَلِيَّةِ ۔ وَجَنَّبَتْهَا
كَوْلَا التَّكْمِلَةِ ۔ بِهَا تَجَلَّى صَانِعُهَا
لِلْعُقُولِ وَبِهَا امْتَنَعَ عَنْ نَظَرِ الْعُيُونِ ۔
لَا يَجْرِي عَلَيْهِ السُّكُونُ وَالْحَرَكَةُ ۔
وَكَيْفَ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا هُوَ أَجْرَاهُ ۔
وَيَعُودُ فِيهِ مَا هُوَ أَبْدَاهُ ، وَيُحْدِثُ

محتاج ہوگا ۔ وہ فاعل ہے بغیر آلات کو حرکت میں لائے ۔ وہ
ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے بغیر فکر کی جولانی کے ، وہ
تونگر و غنی ہے بغیر دوسروں سے استفادہ کیے نہ زمانہ اس کا
ہمنشین اور نہ آلات اس کے معاون و معین ہیں ۔ اس کی
ہستی زمانہ سے پیشتر اس کا وجود عدم سے سابق اور اس کی
ہمیشگی نقطۂ آغاز سے بھی پہلے سے ہے ۔ اس نے جو احساس
و شعور کی قوتوں کو ایجاد کیا اسی سے معلوم ہوا کہ وہ خود حواس
و آلات شعور نہیں رکھتا اور چیزوں میں ضدیت قرار دینے
سے معلوم ہوا کہ اس کی ضد نہیں ہو سکتی اور چیزوں کو جو اس
نے ایکدوسرے کے ساتھ رکھا ہے اسی سے معلوم ہوا کہ اس کا کوئی
ساتھی نہیں ، اس نے نور کو ظلمت کی روشنی کو اندھیرے
کی ، خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے ۔
وہ ایکدوسرے کی دشمن چیزوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے والا ،
متضاد چیزوں کو ملانے والا ، ایک دوسرے سے دور کی چیزوں
کو باہم قریب لانے والا اور باہم پیوستہ چیزوں کو الگ الگ کرنے
والا ہے ۔ وہ کسی حد میں محدود نہیں اور نہ گننے سے شمار میں
آتا ہے ۔ جسمانی قوا رتو جسمانی ہی چیزوں کو گھیرا کرتے ہیں
اور اپنے ہی ایسوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں ۔ انہیں لفظ منع
نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور لفظ قد نے ہمیشگی سے منع کر دیا
ہے اور لفظ لولا نے کمال سے ہٹا دیا ہے انہی اعضاء و جوارح
اور حواس و مشاعر کے ذریعہ ان کا موجد عقلوں کے سامنے جلوہ گر
ہوا ہے اور ان ہی کے تقاضوں کے سبب سے آنکھوں کے مشاہدہ
سے بری ہو گیا ہے حرکت و سکون اس پر طاری نہیں ہو سکتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَفِيهِ مَا هُوَ أَحْدَثَهُ - إِذِ التَّفَاوُتُ ذَاتُهُ، وَلَتَجَزَّأَ كُنْهُهُ، وَلَامْتَنَعَ مِنَ الْأَزَلِ مَعْنَاهُ - وَلَكَانَ لَهُ وَرَاءٌ إِذْ وُجِدَ لَهُ أَمَامٌ - وَلَالْتَمَسَ التَّمَامَ إِذْ لَزِمَهُ النُّقْصَانُ - وَإِذًا لَقَامَتْ آيَةُ الْمَصْنُوعِ فِيهِ، وَلَتَحَوَّلَ دَلِيلًا بَعْدَ أَنْ كَانَ مَدْلُولًا عَلَيْهِ - وَخَرَجَ بِسُلْطَانِ الِامْتِنَاعِ مِنْ أَنْ يُؤَثِّرَ فِيهِ مَا يُؤَثِّرُ فِي غَيْرِهِ الَّذِي لَا يَجُولُ، وَلَا يَزُولُ وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْأُفُولُ، وَلَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْلُودًا وَلَمْ يُولَدْ فَيَصِيرَ مَحْدُودًا - جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْأَبْنَاءِ، وَطَهُرَ عَنْ مُلَامَسَةِ النِّسَاءِ - لَا تَنَالُهُ الْأَوْهَامُ فَتُقَدِّرَهُ، وَلَا تَتَوَهَّمُهُ الْفِطَنُ فَتُصَوِّرَهُ - وَلَا تُدْرِكُهُ الْحَوَاسُّ فَتَحُسَّهُ، وَلَا تُلْمِسُهُ الْأَيْدِي فَتَمَسَّهُ - لَا يَتَغَيَّرُ بِحَالٍ، وَلَا يَتَبَدَّلُ بِالْأَحْوَالِ - وَلَا تُبْلِيهِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ، وَلَا يُغَيِّرُهُ الضِّيَاءُ وَالظَّلَامُ - وَلَا يُوصَفُ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَجْزَاءِ، وَلَا بِالْجَوَارِحِ وَالْأَعْضَاءِ - وَلَا بِعَرَضٍ مِنَ

بھلا جو چیز اس نے مخلوقات پر طاری کی ہو وہ اس پر کیونکر طاری ہو سکتی ہے اور جو چیز پہلے پہل اسی نے پیدا کی ہے وہ اس کی طرف عائد کیونکر ہو سکتی ہے اور جس چیز کو اس نے پیدا کیا ہو وہ اس میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے اگر ایسا ہو تو اس کی ذات تغیر پذیر قرار پائے گی اور اس کی ہستی قابل تجزیہ ٹھہرے گی اور اس کی حقیقت ہمیشگی و دوام سے علیحدہ ہو جائے گی اگر اس کے لیے سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی جہت بھی ہوتی اور اگر اس میں کمی آتی تو وہ اس کی تکمیل کا محتاج ہوتا اور اس صورت میں اس کے اندر مخلوق کی علامتیں آجاتیں اور جب کہ ساری چیزیں اس کی ہستی کی دلیل تھیں اس صورت میں وہ خود کسی خالق کے وجود کی دلیل بن جاتا حالانکہ وہ اس امر مسلّمہ کی رو سے کہ اس میں مخلوق کی صفتوں کا ہونا ممنوع ہے اس سے بری ہے کہ اس میں وہ چیز اثر انداز ہو جو ممکنات میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ ادلتا بدلتا نہیں نہ زوال پذیر ہوتا ہے نہ غروب ہونا اس کے لیے روا ہے اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے ورنہ محدود ہو کر رہ جائے گا۔ وہ آل اولاد رکھنے سے بالاتر اور عورتوں کو چھونے سے پاک ہے تصوّرات اسے پا نہیں سکتے کہ اس کا اندازہ ٹھہرا لیں اور عقلیں اس کا تصوّر نہیں کر سکتیں کہ اس کی کوئی صورت مقرر کر لیں حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے کہ اسے محسوس کر لیں اور ہاتھ اس سے مس نہیں ہوتے کہ اسے چھو لیں۔ وہ کسی حال میں بدلتا نہیں اور نہ مختلف حالتوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے نہ شب و روز اسے کہنہ کرتے ہیں، نہ روشنی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْأَعْرَاضِ وَلَا بِالْغَيْرِيَّةِ وَالْأَبْعَاضِ
وَلَا يُقَالُ لَهُ حَدٌّ وَلَا نِهَايَةٌ، وَلَا
انْقِطَاعٌ وَلَا غَايَةٌ۔ وَلَا أَنَّ الْأَشْيَاءَ
تَحْوِيهِ، فَتُقِلَّهُ أَوْ تَهْوِيهِ، أَوْ أَنَّ
شَيْئًا يَحْمِلُهُ فَيُمِيلَهُ أَوْ يَعْدِلَهُ۔
وَلَيْسَ فِي الْأَشْيَاءِ بِوَالِجٍ، وَلَا عَنْهَا
بِخَارِجٍ يُخْبِرُ لَا بِلِسَانٍ وَلَهَوَاتٍ،
وَيَسْمَعُ لَا بِخُرُوقٍ وَأَدَوَاتٍ۔ يَقُولُ
وَلَا يَلْفِظُ، وَيَحْفَظُ وَلَا يَتَحَفَّظُ، وَ
يُرِيدُ وَلَا يُضْمِرُ۔ يُحِبُّ وَيَرْضَى
مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ، وَيُبْغِضُ وَيَغْضَبُ
مِنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ، يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ
كَوْنَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ لَا بِصَوْتٍ يُقْرَعُ،
وَلَا بِنِدَاءٍ يُسْمَعُ۔ وَإِنَّمَا كَلَامُهُ
سُبْحَانَهُ فِعْلٌ مِنْهُ أَنْشَأَهُ۔ وَ
مِثْلُهُ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ كَائِنًا،
وَلَوْ كَانَ قَدِيمًا لَكَانَ إِلَهًا ثَانِيًا۔
لَا يُقَالُ كَانَ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ
فَتَجْرِيَ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ الْمُحْدَثَاتُ،
وَلَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ فَصْلٌ،
وَلَا لَهُ عَلَيْهَا فَضْلٌ، فَيَسْتَوِيَ
الصَّانِعُ وَالْمَصْنُوعُ، وَيَتَكَافَأَ الْمُبْتَدِعُ
وَالْبَدِيعُ۔ خَلَقَ الْخَلَائِقَ عَلَى غَيْرِ

وتاریکی اسے متغیر کرتی ہے۔ اسے اجزاء، اعضاء، جوارح، صفات
میں سے کسی صفت اور ذات کے علاوہ کسی بھی چیز اور حصول
سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے کسی حد اور اختتام
اور زوال پذیری اور انتہا کو کہا نہیں جا سکتا اور نہ یہ کہ
چیزیں اس پر حاوی ہیں کہ خواہ اسے بلند کریں اور خواہ
پست یا چیزیں اسے اٹھائے ہوئے ہیں کہ چاہے اسے ادھر
اُدھر موڑیں اور چاہے اسے سیدھا رکھیں۔ نہ وہ چیزوں
کے اندر ہے اور نہ ان سے باہر، وہ خبر دیتا ہے بغیر زبان
اور تالو جبڑے کی حرکت کے، وہ سنتا ہے بغیر کانوں کے
سوراخوں اور آلاتِ سماعت کے، وہ بات کرتا ہے بغیر
تلفظ کے، وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے،
وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب اور ضمیر کے، وہ دوست رکھتا
اور خوشنود ہوتا ہے بغیر رقت طبع کے، وہ دشمن رکھتا ہے
اور غضب ناک ہوتا ہے بغیر غم و غصہ کی تکلیف کے، جسے
پیدا کرنا چاہتا ہے، اسے "ہو جا" کہتا ہے جس سے وہ
ہو جاتی ہے بغیر کسی ایسی آواز کے جو کان (کے پردوں) سے
ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جا سکے بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام
بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اس طرح کا کلام پہلے سے
موجود نہیں ہو سکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا
یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ عدم کے بعد وجود میں آیا ہے کہ
اس پر حادث صفتیں منطبق ہونے لگیں اور اس میں اور مخلوقات
میں کوئی فرق نہ رہے اور نہ اسے اس پر کوئی فوقیت و برتری
رہے کہ جس کے نتیجہ میں خالق و مخلوق ایک سطح پر آجائیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهٖ، وَلَمْ يَسْتَعِنْ
عَلٰى خَلْقِهَا بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِهٖ۔ وَاَنْشَاَ
الْاَرْضَ فَاَمْسَكَهَا مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ
وَاَرْسَاهَا عَلٰى غَيْرِ قَرَارٍ۔ وَاَقَامَهَا
بِغَيْرِ قَوَائِمَ۔ وَرَفَعَهَا بِغَيْرِ دَعَائِمَ۔
وَحَصَّنَهَا مِنَ الْاَوَدِ وَالْاِعْوِجَاجِ۔
وَمَنَعَهَا مِنَ التَّهَافُتِ وَالْانْفِرَاجِ۔
اَرْسٰى اَوْتَادَهَا۔ وَضَرَبَ اَسْدَادَهَا،
وَاسْتَفَاضَ عُيُوْنَهَا وَخَدَّ اَوْدِيَتَهَا،
فَلَمْ يَهِنْ مَا بَنَاهُ، وَلَا ضَعُفَ مَا قَوَّاهُ۔
هُوَ الظَّاهِرُ عَلَيْهَا بِسُلْطَانِهٖ وَعَظَمَتِهٖ،
وَهُوَ الْبَاطِنُ لَهَا بِعِلْمِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ،
وَالْعَالِي عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا بِجَلَالِهٖ وَ
عِزَّتِهٖ۔ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ مِنْهَا طَلَبَهٗ
وَلَا يَمْتَنِعُ عَلَيْهِ فَيَغْلِبَهٗ۔ وَلَا يَفُوْتُهٗ
السَّرِيْعُ فَيَسْبِقَهٗ، وَلَا يَحْتَاجُ اِلٰى
ذِيْ مَالٍ فَيَرْزُقَهٗ۔ خَضَعَتِ الْاَشْيَاءُ
لَهٗ، وَذَلَّتْ مُسْتَكِيْنَةً لِعَظَمَتِهٖ،
لَا تَسْتَطِيْعُ الْهَرَبَ مِنْ سُلْطَانِهٖ
اِلٰى غَيْرِهٖ فَتَمْتَنِعَ مِنْ نَفْعِهٖ وَضَرِّهٖ،
وَلَا كُفْوَ لَهٗ فَيُكَافِئَهٗ وَلَا نَظِيْرَ لَهٗ
فَيُسَاوِيَهٗ۔ هُوَ الْمُفْنِيْ لَهَا بَعْدَ وُجُوْدِهَا،
حَتّٰى يَصِيْرَ مَوْجُوْدُهَا كَمَفْقُوْدِهَا۔

صانع و مصنوع برابر ہو جائیں۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی ایسے نمونہ کے پیدا کیا کہ جو اس سے پہلے کسی دوسرے نے قائم کیا ہو اور اس کے بنانے میں اس نے مخلوقات میں سے کسی ایک سے بھی مدد نہیں چاہی وہ زمین کو وجود میں لایا اور بغیر اس کام میں الجھے ہوئے اسے برابر روکے تھامے رہا اور بغیر کسی چیز پر ٹکائے ہوئے اسے برقرار کر دیا اور بغیر ستونوں کے اس نے قائم اور بغیر کھمبوں کے اسے بلند کیا۔ کجی اور جھکاؤ سے اسے محفوظ کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے اور پھٹنے سے اسے بچائے رہا۔ اس کے پہاڑوں کو میخوں کی طرح گاڑا اور چٹانوں کو مضبوطی سے نصب کیا، اس کے چشموں کو جاری اور پانی کی گزرگاہوں کو شگافتہ کیا اس نے جو بنایا اس میں کوئی سستی نہ آئی اور جسے مضبوط کیا اس میں کمزوری نہیں پیدا ہوئی وہ اپنی عظمت و شاہی کے ساتھ زمین پر غالب، علم و دانائی کی بدولت اس کے اندرونی رازوں سے واقف اور اپنے جلال و عزت کے سبب اس کی ہر چیز پر چھایا ہوا ہے وہ جس چیز کا اس سے تقاضا ہوتا ہے وہ اس کے دسترس سے باہر نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے روگردانی کر کے اس پر غالب آ سکتی ہے اور نہ کوئی تیز رو اس کے قبضہ سے نکل سکتا ہے کہ اس سے بڑھ جائے اور نہ وہ کسی مالدار کا محتاج ہے کہ وہ اسے روزی دے۔ تمام چیزیں اس کے سامنے عاجز اور اس کی بزرگی و عظمت کے آگے ذلیل و خوار ہیں۔ اس کی سلطنت (کی وسعتوں) سے نکل کر کسی اور طرف بھاگ جانے کی ہمت نہیں رکھتیں کہ اس کے جود و عطا سے بے نیاز) اور اس کی گرفت سے اپنے کو محفوظ سمجھ لیں۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے جو اس کے برابر آ سکے نہ اس کا کوئی مثل و نظیر ہے جو اس سے برابری کر سکے۔ وہی ان چیزوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ابْتِدَاعِهَا
بِأَعْجَبَ مِنْ إِنْشَائِهَا وَاخْتِرَاعِهَا۔
وَكَيْفَ وَلَوِ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَوَانِهَا
مِنْ طَيْرِهَا وَبَهَائِمِهَا، وَمَا كَانَ
مِنْ مُرَاحِهَا وَسَائِمِهَا، وَأَصْنَافِ
أَسْنَاخِهَا وَأَجْنَاسِهَا، وَمُتَبَلِّدَةِ
أُمَمِهَا وَآكِيَاسِهَا عَلَى إِحْدَاثِ
بَعُوضَةٍ مَا قَدَرَتْ عَلَى إِحْدَاثِهَا،
وَلَا عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَى إِيجَادِهَا
وَلَتَحَيَّرَتْ عُقُولُهَا فِي عِلْمِ ذَلِكَ وَ
تَاهَتْ، وَعَجَزَتْ قُوَاهَا وَتَنَاهَتْ
وَرَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً عَارِفَةً
بِأَنَّهَا مَقْهُورَةٌ مُقِرَّةٌ بِالْعَجْزِ
عَنْ إِنْشَائِهَا۔ مُذْعِنَةً بِالضَّعْفِ عَنْ
إِفْنَائِهَا۔ وَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَعُودُ
بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحْدَهُ لَا شَيْءَ مَعَهُ
كَمَا كَانَ قَبْلَ ابْتِدَائِهَا كَذَلِكَ
يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا۔ بِلَا وَقْتٍ
وَلَا مَكَانٍ، وَلَا حِينٍ وَلَا زَمَانٍ
عُدِمَتْ عِنْدَ ذَلِكَ الْآجَالُ
وَالْأَوْقَاتُ، وَزَالَتِ السُّنُونُ
وَالسَّاعَاتُ۔ فَلَا شَيْءَ إِلَّا اللهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ الَّذِي إِلَيْهِ مَصِيرُ جَمِيعِ

کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے یہاں تک کہ موجودہ چیزیں ان چیزوں کی طرح ہو جائیں کہ جو کبھی تھیں ہی نہیں اور یہ دنیا کو پیدا کرنے کے بعد نیست و نابود کرنا اس کے شروع شروع وجود میں لانے سے زیادہ تعجب خیز و دشوار نہیں اور کیونکر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ تمام حیوان وہ پرندے ہوں یا چوپائے رات کو گھروں کی طرف پلٹ کر آنے والے ہوں یا چراگاہوں میں چرنے والے جس نوع کے بھی ہوں اور جس قسم کے ہوں وہ اور تمام آدمی کودن وغبی صنف سے ہوں یا زیرک و ہوشیار سب مل کر اگر ایک مچھر کو پیدا کرنا چاہیں تو وہ اس کے پیدا کرنے پر قادر نہ ہوں گے اور نہ یہ جان سکیں گے کہ اس کے پیدا کرنے کی کیا صورت ہے اور اس جاننے کے سلسلہ میں ان کی عقلیں حیران و سرگردان اور قوتیں عاجز و درماندہ ہو جائیں گی اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ شکست خوردہ ہیں اور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ وہ اس کی ایجاد سے درماندہ ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہوئے کہ وہ اس کے فنا کرنے سے بھی عاجز ہیں خستہ و نامراد ہو کر پلٹ آئیں گے۔ بلاشبہہ اللہ سبحانہ دنیا کے مٹ مٹا جانے کے بعد ایک اکیلا ہوگا کوئی چیز اس کے ساتھ نہ ہوگی جس طرح کہ دنیا کی ایجاد و آفرینش سے پہلے تھا۔ یونہی اس کے فنا ہو جانے کے بعد بغیر وقت و مکان اور ہنگام و زمان کے ہوگا اس وقت مدتیں اور اوقات سال اور گھڑیاں سب نابود ہوں گی، سوائے اس خدائے واحد و قہار کے جس کی طرف تمام چیزوں کی بازگشت ہے۔ کوئی چیز باقی نہ رہے گی ان کی آفرینش کی ابتدا ان کے اختیار و قدرت سے باہر تھی اور ان کا فنا ہونا بھی ان کی روک ٹوک کے بغیر ہوگا اگر ان کو انکار پر قدرت ہوتی تو ان کی زندگی بقا سے ہمکنار ہوتی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْأُمُوْرِ۔ بِلَا قُدْرَةٍ مِنْهَا كَانَ
ابْتِدَاءُ خَلْقِهَا، وَبِغَيْرِ امْتِنَاعٍ
مِنْهَا كَانَ فَنَاؤُهَا۔ وَلَوْ قَدَرَتْ
عَلَى الِامْتِنَاعِ لَدَامَ بَقَاؤُهَا۔ لَمْ
يَتَكَاءَدْهُ صُنْعُ شَيْءٍ مِنْهَا إِذْ صَنَعَهُ،
وَلَمْ يَؤُدْهُ مِنْهَا خَلْقُ مَا خَلَقَهُ وَ
بَرَأَهُ وَلَمْ يَكُفَّهَا لِتَشَدُّدِ سُلْطَانٍ
وَلَا لِخَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَنُقْصَانٍ وَلَا
لِلِاسْتِعَانَةِ بِهَا عَلَى نِدٍّ مُكَاثِرٍ،
وَلَا لِلِاحْتِرَازِ بِهَا مِنْ ضِدٍّ مُثَاوِرٍ
وَلَا لِلِازْدِيَادِ بِهَا فِي مُلْكِهِ، وَلَا
لِمُكَاثَرَةِ شُرَكَاءَ فِي شُرْكِهِ۔ وَ
لَا لِوَحْشَةٍ كَانَتْ مِنْهُ فَأَرَادَ أَنْ
يَسْتَأْنِسَ إِلَيْهَا۔ ثُمَّ هُوَ يُفْنِيهَا بَعْدَ
تَكْوِينِهَا لَا لِسَأْمٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي
تَصْرِيفِهَا وَتَدْبِيرِهَا، وَلَا لِرَاحَةٍ
وَاصِلَةٍ إِلَيْهِ۔ وَلَا لِثِقَلِ شَيْءٍ مِنْهَا
عَلَيْهِ، لَمْ يُمِلَّهُ طُوْلُ بَقَائِهَا فَيَدْعُوْهُ
إِلَى سُرْعَةِ إِفْنَائِهَا۔ لَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ
دَبَّرَهَا بِلُطْفِهِ، وَأَمْسَكَهَا بِأَمْرِهِ،
وَأَتْقَنَهَا بِقُدْرَتِهِ، ثُمَّ يُعِيدُهَا بَعْدَ
الْفَنَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَيْهَا،
وَلَا اسْتِعَانَةٍ بِشَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهَا، وَلَا

جب اس نے کسی چیز کو بنایا تو اس کے بنانے میں اسے کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ جس چیز کو اس نے خلق و ایجاد کیا اس کی آفرینش نے اسے خستہ و درماندہ کیا۔ اس نے اپنی سلطنت (کی بنیادوں) کو استوار کرنے اور (مملکت کے) زوال اور (عزت کے) انحطاط کے خطرات سے بچنے، اور کسی جمع جتھے والے حریف کے خلاف مدد حاصل کرنے اور کسی حملہ آور غنیم سے محفوظ رہنے اور ملک و سلطنت کا دائرہ بڑھانے اور کسی شریک کے مقابلہ میں اپنی کثرت پر اترانے کے لیے ان چیزوں کو پیدا نہیں کیا اور نہ اس لیے کہ اس نے (تنہائی کی) وحشت سے گھبرا کر یہ چاہا ہو کہ ان چیزوں سے جی لگائے۔ پھر وہ ان چیزوں کو بنانے کے بعد فنا کر دے گا، اس لیے نہیں کہ ان میں رد و بدل کرنے اور ان کی دیکھ بھال رکھنے سے اسے دل تنگی لاحق ہوئی ہو اور نہ اس آسودگی و راحت کے خیال سے کہ جو انھیں مٹا کر اسے حاصل ہونے کی توقع ہو اور نہ اس وجہ سے کہ ان میں سے کسی چیز کا اس پر بوجھ ہو۔ اسے ان چیزوں کی طول طویل بقا آزردہ و دل تنگ نہیں بناتی کہ یہ انھیں جلدی سے فنا کر دینے کی اسے دعوت دے بلکہ اللہ سبحانہ نے اپنے لطف و کرم سے ان کا بندوبست کیا ہے اور اپنے فرمان سے ان کی روک تھام کر رکھی ہے اور اپنی قدرت سے ان کو مضبوط بنایا ہے۔ پھر وہ ان چیزوں کو فنا کے بعد پلٹائے گا نہ اس لیے کہ ان میں سے کسی چیز کی اسے احتیاج ہے اور ان کی مدد کا خواہاں ہے اور نہ تنہائی کی الجھن سے منتقل ہو کر دل بستگی کی حالت پیدا کرنے کے لیے اور جہالت و بے بصیرتی کی حالت سے واقفیت اور تجربات کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَانْصِرَافٍ مِنْ حَالِ وَحْشَةٍ إِلَى حَالِ اسْتِئْنَاسٍ، وَلَا مِنْ حَالِ جَهْلٍ وَعَمًى إِلَى حَالِ عِلْمٍ وَالْتِمَاسٍ. وَلَا مِنْ فَقْرٍ وَحَاجَةٍ إِلَى غِنًى وَكَثْرَةٍ۔ وَلَا مِنْ ذُلِّ وَضَعَةٍ إِلَى عِزٍّ وَقُدْرَةٍ۔

دُنیا میں آنے کے لیے اور فقر و احتیاج سے دولت و فراوانی اور ذلّت و پستی سے عزّت و توانائی کی طرف منتقل ہونے کے لیے ان کو دوبارہ پیدا کرتا ہے۔

لہ مطلب یہ ہے کہ لفظ منذ، قد، اور لولا جن معانی کے لیے وضع ہیں وہ قدیم و ازلی و کامل ہونے کے منافی ہیں لہذا ان کا اشیاء سے متعلق ہونا ان کے حادث و ناقص ہونے کی دلیل ہوگا وہ اس طرح کہ منذ ابتدائے زمانہ کی تعیین کے لیے وضع ہے جیسے قَدْ وُجِدَ مُنْذُ كَذَا کہ یہ چیز فلاں وقت سے پائی جاتی ہے) اس سے وقت کی تعیین و حد بندی ہو گئی اور جس کے لیے تحدید وقت ہو سکے وہ قدیم نہیں ہو سکتی اور لفظ قد ماضی قریب کے معنی دیتا ہے اور یہ معنی اسی میں ہو سکتے ہیں جو زمانہ میں محدود ہو اور لَوْلَا کی وَضْعُ اِمْتِنَاعِ الشَّيْءِ لِوُجُودِ غَيْرِهٖ کے لیے ہے جیسے مَا اَحْسَنَهٗ وَاَكْمَلَهٗ لَوْلَا فِيْهِ كَذَا یہ چیز کتنی حسین و کامل ہوتی اگر اس میں یہ بات نہ ہوتی) لہذا جس سے یہ متعلق ہوگا وہ حسن و کمال میں دوسرے کا محتاج اور اپنی ذات میں ناقص ہوگا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۵

تختص بذكر الملاحم

یہ حوادث و فتن کے ذکر سے مخصوص ہے:۔

اَلَا بِاَبِيْ وَاُمِّيْ هُمْ مِنْ عِدَّةٍ اَسْمَاؤُهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوْفَةٌ، وَفِي الْاَرْضِ مَجْهُوْلَةٌ، اَلَا فَتَوَقَّعُوْا مَا يَكُوْنُ مِنْ اِدْبَارِ اُمُوْرِكُمْ، وَ

ہاں! میرے ماں باپ ان گنتی کے چند پر قرباں ہوں، جن کے نام آسمانوں میں جانے پہچانے ہوئے اور زمین میں انجانے ہیں لہذا اس صورت حال کے متوقع رہو کہ تمہیں مسلسل ناکامیاں ہوتی رہیں اور تمہارے تعلقات درہم و برہم ہوں اور تم میں کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

انْقِطَاعُ وَصْلِكُمْ، وَاسْتِعْمَالُ صِغَارِكُمْ ذَاكَ حَيْثُ تَكُونُ ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَهْوَنَ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلِّهِ - ذَاكَ حَيْثُ يَكُونُ الْمُعْطِي أَعْظَمَ أَجْرًا مِنَ الْمُعْطَى - ذَاكَ حَيْثُ تَسْكَرُونَ مِنْ غَيْرِ شَرَابٍ، بَلْ مِنَ النَّعْمَةِ وَالنَّعِيمِ، وَتَحْلِفُونَ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ، وَتَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ إِحْرَاجٍ ذَاكَ إِذَا عَضَّكُمُ الْبَلَاءُ كَمَا يَعَضُّ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَعِيرِ. مَا أَطْوَلَ هٰذَا الْعَنَاءَ وَأَبْعَدَ هٰذَا الرَّجَاءَ -

چھوٹے برسرکار نظر آئیں یہ وہ ہنگام ہوگا کہ جب مومن کے لیے بطریق حلال ایک درہم حاصل کرنے سے تلوار کا وار کھانا آسان ہوگا وہ وہ وقت ہوگا کہ جب لینے والے (فقیر بینوا) کا اجر و ثواب دینے والے (غنیاء) سے بڑھا ہوا ہوگا یہ وہ زمانہ ہوگا کہ جب تم مست و سرشار ہوگے شراب سے نہیں بلکہ عیش و آرام سے اور بغیر کسی مجبوری کے (بات بات پر) قسمیں کھاؤ گے اور بغیر کسی لاچاری کے جھوٹ بولوگے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب مصیبتیں تمھیں اس طرح کاٹیں گی جس طرح اونٹ کی کوہان کو پالان (آہ) ان سختیوں کی مدت کتنی دراز اور اس سے چھٹکارا پانے کی امیدیں کتنی دور ہیں۔

أَيُّهَا النَّاسُ اقْبَلُوا هٰذِهِ الْأَزِمَّةَ الَّتِي تَحْمِلُ ظُهُورُهَا الْأَثْقَالَ مِنْ أَيْدِيكُمْ وَلَا تَصَدَّعُوا عَلَى سُلْطَانِكُمْ فَتَنْدَمُوا غِبَّ فِعَالِكُمْ. وَلَا تَقْتَحِمُوا مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ فَوْرِ نَارِ الْفِتْنَةِ. وَأَمِيطُوا عَنْ سَنَنِهَا، وَخَلُّوا قَصْدَ السَّبِيلِ لَهَا. فَقَدْ لَعَمْرِي يَهْلِكُ فِي لَهَبِهَا الْمُؤْمِنُ وَيَسْلَمُ فِيهَا غَيْرُ الْمُسْلِمِ. إِنَّمَا مَثَلِي بَيْنَكُمْ مَثَلُ السِّرَاجِ فِي الظُّلْمَةِ يَسْتَضِيءُ بِهِ مَنْ وَلَجَهَا. فَاسْمَعُوا أَيُّهَا النَّاسُ وَعُوا وَأَحْضِرُوا آذَانَ قُلُوبِكُمْ تَفْهَمُوا -

اے لوگو! ان سواریوں کی باگیں اتار پھینکو کہ جن کی پشت نے تمھارے ہاتھوں گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہیں۔ اپنے حاکم سے کٹ کر علیحدہ نہ ہو جاؤ ورنہ بداعمالیوں کے انجام میں اپنے ہی نفسوں کو برا بھلا کہوگے اور جو آتش فتنہ تمھارے آگے شعلہ ور ہے اس میں اندھا دھند کود نہ پڑو۔ اس کی راہ سے مڑ کر چلو اور درمیانی راہ کو اس کے لیے خالی کر دو۔ کیونکہ میری جان کی قسم! یہ وہ آگ ہے کہ مومن اس کی لپٹوں میں تباہ و برباد اور کافر اس میں سالم و محفوظ رہے گا۔ تمھارے درمیان میری مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اس سے روشنی حاصل کرے۔ اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور دل کے کانوں کو کھول کر سامنے لاؤ تاکہ سمجھ سکو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱؎ اس دور میں دینے والے مالدار سے لینے والے فقیر و نادار کا اجر و ثواب اس لیے زیادہ ہوگا کہ مالدار کے اکتساب رزق کے ذرائع ناجائز حرام ہوں گے اور وہ جو کچھ دے گا اس میں نمود و ریا اور شہرت و نمائش مقصود ہوگی جس کی وجہ سے وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہوگا اور غریب لے گا تو اپنی غربت و بے چارگی سے مجبور ہو کر اور اسے صحیح مصرف میں صرف کرنے سے اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

شارح معتزلی نے اس کے ایک اور معنی بھی تحریر کیے ہیں اور وہ یہ کہ اگر وہ مال دولتمند کے پاس رہتا اور یہ فقیر اسے نہ لیتا تو وہ حسب معمول اسے بھی حرام کاریوں اور عیش پرستیوں میں صرف کرتا اور چونکہ اس کا لے لینا بظاہر اس کے مصرف ناجائز میں صرف کرنے سے سدّ راہ ہوا ہے لہذا اس بُرے مصرف کی روک تھام کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۶

اُوصِيكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَكَثْرَةِ حَمْدِهٖ عَلٰى آلَائِهٖ اِلَيْكُمْ وَنَعْمَائِهٖ عَلَيْكُمْ، وَبَلَائِهٖ لَدَيْكُمْ. فَكَمْ خَصَّكُمْ بِنِعْمَةٍ، وَتَدَارَكَكُمْ بِرَحْمَةٍ. اَعْوَرَ لَهٗ فَسَتَرَكُمْ، وَتَعَرَّضْتُمْ لِاَخْذِهٖ فَاَمْهَلَكُمْ. وَاُوصِيكُمْ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَاِقْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ. وَكَيْفَ غَفْلَتُكُمْ عَمَّا لَيْسَ يُغْفِلُكُمْ، وَطَمَعُكُمْ فِيمَنْ لَيْسَ يُمْهِلُكُمْ فَكَفٰى وَاعِظًا بِمَوْتٰى عَايَنْتُمُوهُمْ حُمِلُوا اِلٰى قُبُورِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِينَ، وَاُنْزِلُوا

اے لوگو! میں تمھیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیّت کرتا ہوں، اور اس کی اُن نعمتوں پر جو اس نے تمھیں دیں۔ ان انعامات پر جو تمھیں بخشے اور ان احسانات پر جو تم پر ہمیشہ کے لیے ہیں بکثرت حمد و ستائش کی نصیحت کرتا ہوں۔ کتنا ہی اس نے تمھیں اپنی نعمتوں کے لیے مخصوص کیا اور اپنی رحمت سے تمھاری دستگیری کی۔ تم نے علانیہ بُرائیاں کیں لیکن اُس نے تمھاری پردہ پوشی کی تم نے ایسی حرکتیں کیں، جو قابل گرفت تھیں، مگر اس نے تمھیں ڈھیل دی۔ میں تمھیں سمجھاتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے اپنی غفلت کو کم کرو اور آخر کیونکر تم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو، جو تم سے غافل نہیں، اور کیونکر اس (فرشتۂ موت) سے کوئی آس لگاتے ہو۔ جو تمھیں ذرا مہلت نہ دے گا۔ تمھیں پند و عبرت دینے کے لیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِيهَا غَيْرَ نَازِلِينَ. فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا لِلدُّنْيَا عُمَّارًا، وَكَأَنَّ الْآخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَارًا. أَوْحَشُوا مَا كَانُوا يُوطِنُونَ، وَأَوْطَنُوا مَا كَانُوا يُوحِشُونَ. وَاشْتَغَلُوا بِمَا فَارَقُوا وَأَضَاعُوا مَا إِلَيْهِ انْتَقَلُوا. لَا عَنْ قَبِيحٍ يَسْتَطِيعُونَ انْتِقَالًا، وَلَا فِي حَسَنٍ يَسْتَطِيعُونَ ازْدِيَادًا. أَنِسُوا بِالدُّنْيَا فَغَرَّتْهُمْ، وَوَثِقُوا بِهَا فَصَرَعَتْهُمْ. فَسَابِقُوا رَحِمَكُمُ اللهُ إِلَى مَنَازِلِكُمُ الَّتِي أُمِرْتُمْ أَنْ تَعْمُرُوهَا. وَالَّتِي رُغِّبْتُمْ فِيهَا وَدُعِيتُمْ إِلَيْهَا. وَاسْتَتِمُّوا نِعَمَ اللهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَتِهِ، وَالْمُجَانَبَةِ لِمَعْصِيَتِهِ فَإِنَّ غَدًا مِنَ الْيَوْمِ قَرِيبٌ. مَا أَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي الْيَوْمِ، وَأَسْرَعَ الْأَيَّامَ فِي الشَّهْرِ، وَأَسْرَعَ الشُّهُورِ .....

..... وَأَسْرَعَ الشُّهُورَ فِي السَّنَةِ، وَأَسْرَعَ السِّنِينَ فِي الْعُمُرِ.

وہی مرنے والے کافی ہیں، کہ جنھیں تم دیکھتے رہے ہو انھیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا درآنحالیکہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے اور انھیں قبروں میں اتار دیا گیا، جبکہ وہ خود اترنے پر قادر نہ تھے (یوں مٹ مٹا گئے کہ) گویا یہی آخرت (کا گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی۔ ہمیشہ اس کا انتظام کیا جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہ کی جہاں جانا تھا (اب) نہ تو برائیوں سے (توبہ کر کے) پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں کو بڑھانا ان کے اختیار میں ہے۔ انھوں نے دنیا سے دل لگایا تو اس نے انھیں فریب دیا اور اس پر بھروسہ کیا تو اس نے انھیں پچھاڑ دیا۔ خدا تم پر رحم کرے ان گھروں کی طرف توجہ میں جلدی کرو جن کے آباد کرنے کا تمھیں حکم دیا گیا ہے اور جن کا تمھیں شوق دلایا گیا ہے اور جن کی جانب تمھیں بُلایا گیا ہے۔ اس کی اطاعت پر صبر اور گناہوں سے کنارہ کشی کر کے اس کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ کیونکہ آنے والا "کل" آج کے دن سے قریب ہے۔ دن کے اندر گھڑیاں کتنی تیز قدم اور مہینوں کے اندر دن کتنے تیز رو اور سالوں کے اندر مہینے کتنے تیز گام اور عمر کے اندر سال کتنے تیز رفتار ہیں

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۷

فَمِنَ الْإِيمَانِ مَا يَكُونُ ثَابِتًا

ایک ایمان تو وہ ہوتا ہے، جو دلوں میں جما ہوا اور برقرار

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُسْتَقِرًّا فِي الْقُلُوبِ - وَمِنْهُ مَا يَكُونُ عَوَارِيَّ بَيْنَ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ - فَإِذَا كَانَتْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ أَحَدٍ فَقِفُوهُ حَتَّى يَحْضُرَهُ الْمَوْتُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقَعُ حَدُّ الْبَرَاءَةِ - وَالْهِجْرَةُ قَائِمَةٌ عَلَى حَدِّهَا الْأَوَّلِ - مَا كَانَ لِلّٰهِ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ حَاجَةٌ مِنْ مُسْتَسِرِّ الْأُمَمِ وَمُعْلِنِهَا - لَا يَقَعُ اسْمُ الْهِجْرَةِ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ الْحُجَّةِ فِي الْأَرْضِ - فَمَنْ عَرَفَهَا وَأَقَرَّ بِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ - وَلَا يَقَعُ اسْمُ الِاسْتِضْعَافِ عَلَى مَنْ بَلَغَتْهُ الْحُجَّةُ فَسَمِعَتْهَا أُذُنُهُ وَوَعَاهَا قَلْبُهُ، إِنَّ أَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ، لَا يَحْمِلُهُ إِلَّا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، وَلَا يَعِي حَدِيثَنَا إِلَّا صُدُورٌ أَمِينَةٌ وَأَحْلَامٌ رَزِينَةٌ أَيُّهَا النَّاسُ سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي فَلَأَنَا بِطُرُقِ السَّمَاءِ أَعْلَمُ مِنِّي بِطُرُقِ الْأَرْضِ، قَبْلَ أَنْ تَشْغَرَ بِرِجْلِهَا فِتْنَةٌ تَطَأُ فِي خِطَامِهَا، وَتَذْهَبُ بِأَحْلَامِ قَوْمِهَا۔

ہوتا ہے اور ایک وہ کہ جو دلوں اور سینے (کی تہوں) میں ایک مقررہ مدت تک عاریۃً ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ایک میں تمھیں کوئی برائی ایسی نظر آئے کہ جس سے تمھیں اظہار بیزاری کرنا پڑے تو اسے اس وقت تک موقوف رکھو کہ اس شخص کو موت آجائے کہ اس موقعہ پر اظہار بیزاری اپنی حد پر واقع ہوگی۔ ہجرت کا اصول پہلے ہی کی طرح اب بھی برقرار ہے۔ اہل زمین میں کوئی گروہ چپکے سے خدا کا راستہ اختیار کرلے یا علانیہ۔ بہرحال اللہ کو اس کی کوئی احتیاج نہیں ہے، زمین میں حجت خدا کی معرفت کے بغیر کسی ایک کو بھی صحیح معنی میں مہاجر نہیں کہا جاسکتا۔ ہاں جو اسے پہچانے اور اس کا اقرار کرے وہی مہاجر ہے اور جس تک حجت (الٰہیہ) کی خبر پہنچے، کہ اس کے کان سن لیں، اور دل محفوظ کرلیں تو اسے مستضعفین میں (جو ہجرت سے مستثنیٰ ہیں) داخل نہیں سمجھا جاسکتا، بلاشبہ ہمارا معاملہ ایک امر مشکل و دشوار ہے۔ جس کا متحمل وہی بندۂ مومن ہوگا، کہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے پرکھ لیا ہو، اور ہمارے قول وحدیث کو صرف امانت دار سینے اور ٹھوس عقلیں ہی محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اے لوگو! مجھے کھو دینے سے پہلے مجھ سے پوچھ لو اور میں زمین کی راہوں سے زیادہ آسمان کے راستوں سے واقف ہوں۔ قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیروں کو اٹھائے جو ہمارکو بھی اپنے پیروں کے نیچے روندرہا ہو اور جس نے لوگوں کی عقلیں زائل کردی ہوں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لہ امیر المومنین کے اس ارشاد کی بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ زمین کی راہوں سے مراد امور دنیا اور آسمان کے راستوں سے مراد احکام شرعیہ ہیں اور حضرت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ امور دنیا سے زائد احکام شرعیہ وفتاوی فقہیہ کے واقف ہیں چنانچہ ابن میثم تحریر کرتے ہیں کہ :۔

نُقِلَ عَنِ الْاِمَامِ الْوَبْرِیِّ اَنَّہٗ قَالَ اَرَادَ اَنَّ عِلْمَہٗ بِالدِّیْنِ اَوْفَرُ مِنْ عِلْمِہٖ بِالدُّنْیَا

امام وبری سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت کا اس سے مقصد یہ ہے کہ ان کے دینی معلومات کا دائرہ دنیوی معلومات سے وسیع تر ہے۔

لیکن سیاق وسباق کلام کو دیکھتے ہوئے یہ معنی صحیح نہیں قرار دیئے جاسکتے۔ کیونکہ یہ جملہ سلونی قبل ان تفقدونی کی علت کے طور پر وارد ہوا ہے اور اس کے بعد فتنہ انگیزی کی پیشین گوئی ہے اور ان دونوں جملوں کے درمیان یہ قول کہ میں امور دنیا سے زیادہ احکام شرعیہ سے واقف ہوں کلام کو بے ربط بنا دیتا ہے۔ کیونکہ حضرت کا دعویٰ جو چاہو پوچھ لو، احکام شرعیہ تک محدود نہیں ہے کہ یہ جملہ اس کی علت قرار پا سکے۔ اور پھر اس کے بعد فتنہ کے اٹھ کھڑے ہونے کی جو پیشینگوئی کی ہے۔ اسے مسائل شرعیہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے کہ اسے امور دنیا سے علوم دینیہ کے زیادہ جاننے کے ثبوت میں پیش کیا جائے۔ لہٰذا الفاظ کے واضح مفہوم کو نظر انداز کر کے ایسی تاویل کرنا کہ جس کا مورد و محل متعین ہو سکے کسی صحیح جذبہ کی ترجمانی نہیں کرتا جبکہ سیاق وسباق کے اعتبار سے وہی معنی درست بیٹھتے ہیں جو حضرت ظاہر الفاظ ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت فتنہ بنی امیہ سے آگاہ کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ تم جو چاہو مجھ سے پوچھ لو کیونکہ میں مقدرات الٰہیہ کے مجاری و مسالک کو زمین کی راہوں سے زیادہ جانتا ہوں، لہٰذا اگر تم ان امور کے متعلق بھی دریافت کرنا چاہو گے کہ جو لوح محفوظ میں ثبت اور تقدیر الٰہی سے وابستہ ہیں تو میں تمھیں بتا سکتا ہوں اور میرے بعد ایک سخت فتنہ اٹھنے والا ہے جس میں تمھیں شک و شبہ نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ میری نظریں زمین پر ابھرنے والے نقوش سے زیادہ ان فلکی خطوط سے آشنا ہیں کہ جن سے حوادث و فتن کا ظہور وابستہ ہے اور اس فتنہ کا ظہور اتنا ہی یقینی ہے جتنا آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے۔ لہٰذا تم اس کی تفصیل اور اس سے بچاؤ کی صورت مجھ سے دریافت کر لو تاکہ وقت آنے پر اپنی حفاظت کا سامان کر سکو۔ اس معنی کی تائید حضرت کے ان متواتر ارشادات سے بھی ہوتی ہے، کہ جو آپ نے غیب کے سلسلہ میں فرمائے۔ اور مستقبل نے ان کی تصدیق کی چنانچہ ابن الحدید نے حضرت کے اس دعویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔

قَدْ صَدَّقَ ھٰذَا الْقَوْلَ عَنْہُ مَا تَوَاتَرَ عَنْہُ مِنَ الْاَخْبَارِ بِالْغُیُوْبِ الْمُتَکَرِّرِ لَا مَرَّۃً وَلَا مِائَۃَ مَرَّۃٍ حَتّٰی زَالَ الشَّکُّ وَالرَّیْبُ فِیْ اَنَّہٗ اَخْبَارٌ

حضرت کے اس قول کی تصدیق آپ کے ان ارشادات سے بھی ہوتی ہے جو ایک مرتبہ نہیں بلکہ مسلسل و متواتر امور غیبیہ کے سلسلہ میں آپ کی زبان سے نکلے جس سے اس امر میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ آپ جو فرماتے تھے وہ علم و یقین کی بنیاد پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنْ عِلْمٍ وَاَنَّہٗ لَیْسَ عَلٰی طَرِیْقِ الْاِتِّفَاقِ۔ (شرح ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱۱۷)

فرماتے تھے اتفاقی صورت سے ایسا نہ ہوتا تھا۔

امیرالمومنین کے اس کلام کے متعلق لکھا جا چکا ہے کہ کسی اور کو اس طرح کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور جنھوں نے اس طرح کا ادّعا کیا انھیں ذلت و رسوائی ہی اٹھانا پڑی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں:۔

(۱) مقاتل ابن سلیمان نے ایک موقعہ پر دعویٰ کیا کہ سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ (عرش سے ادھر کی جو بات چاہو پوچھ لو۔) اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ جب حضرت آدم نے حج کیا تھا تو انھوں نے سر کس سے منڈوایا تھا مقاتل نے کہا اللہ نے تمھارے دل میں یہ سوال اس لیئے ڈالا ہے کہ مجھے اس نخوت و غرور پر رسوا و ذلیل کرے۔ بھلا مجھے اس کا علم کہاں ہو سکتا ہے۔

(۲) ابراہیم ابن ہشام نے حج کے موقع پر کہا۔ سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ الْوَحِیْدِ لَا تَسْئَلُوْا اَعْلَمَ مِنِّیْ (مجھ سے پوچھو میں یکتائے روزگار اور اعلم زمانہ ہوں) جس پر ایک عراقی نے پوچھا کیا قربانی واجب ہے؟ مگر اس کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

(۳) شافعی نے مکّہ میں کہا کہ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ اُحَدِّثُکُمْ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ (جو چاہو مجھ سے پوچھ لو میں کتاب و سنّت سے اس کا جواب دوں گا) اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے کہ جس نے حالت احرام میں زنبور کو مار دیا ہو۔ مگر وہ کتاب و سنّت سے کوئی جواب نہ دے سکے۔

(۴) مقاتل ابن سلیمان کے ایسا ہی دعویٰ کرنے پر ایک شخص نے پوچھا کہ چیونٹی کی انتڑیاں اس کے جسم کے اگلے حصّہ میں ہوتی ہیں یا پچھلے حصّہ میں؟ مگر وہ کچھ جواب نہ دے سکا۔

(۵) جب قتادہ کوفہ میں وارد ہوا اور لوگوں کا اس کے گرد اجتماع ہوا تو اس نے کہا کہ جو پوچھنا چاہو پوچھ لو اس پر امام ابوحنیفہ نے ایک شخص سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ حضرت سلیمان کے واقعہ میں جس چیونٹی کا ذکر ہے وہ مادہ تھی یا نر۔ اس سے دریافت کیا گیا مگر وہ جواب سے عاجز رہا جب حضرت ابوحنیفہ سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ مادہ تھی، لوگوں نے کہا کہ اس کی دلیل کیا ہے۔ کہا کہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد۔ قَالَتْ نَمْلَۃٌ اس کے مادہ ہونے کی دلیل ہے اگر نر ہوتا تو قَالَتْ کے بجائے قَالَ ہوتا۔ لیکن یہ جواب درست نہیں ہے،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کیونکہ نملۃ کا اطلاق مذکر و مؤنث پر یکساں ہوتا ہے۔ اور فعل کی تانیث نملۃ کی تانیث لفظی کی وجہ سے ہے۔ نہ اس کے مادہ ہونے کی بنا پر۔

(۶) ابن جوزی نے ایک دن منبر پر یہی دعویٰ کیا تھا تو ایک خاتون نے دریافت کیا کہ اس روایت کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے کہ امیر المومنین سلمان کی خبر مرگ سُن کر ایک ہی رات میں مدائن پہنچ گئے اور ان کی تجہیز و تکفین کی۔ فرمایا کہ ہاں درست ہے۔ پھر اس نے پوچھا، کہ اس روایت کے متعلق کیا کہتے ہو، کہ خلیفہ ثالث تین دن تک دفن نہ ہو سکے۔ حالانکہ امیر المومنین مدینہ ہی میں تشریف فرما تھے، کہا کہ ہاں یہ بھی درست ہے۔ اس نے پھر کہا کہ ان میں امیر المومنین کا کون سا اقدام درست ہے اور کون سا غلط تھا۔ یہ سُن کر وہ کچھ چکرا سے گئے، مگر پھر سنبھل کر بولے کہ اے خاتون اگر تو شوہر کے اذن سے آئی ہے تو اس پر لعنت ہو ورنہ تجھ پر کہ تو بے حجابانہ یہاں چلی آئی ہے۔ اس نے کہا کہ اے ابن جوزی کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ ام المومنین کا نکلنا کس ذیل میں آتا ہے۔ اس کے بعد ابن جوزی کے لیے جواب کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

(۷) ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ الناصر لدین اللہ کے عہد میں ایک واعظ طلاقت لسانی میں بڑی شہرت رکھتا تھا، ایک دفعہ اس نے دوران بیان میں صفاتِ باری کا مسئلہ چھیڑ دیا جس پر بغداد کے ایک شخص احمد بن عبد العزیز نے کچھ اعتراضات کیے جن کا کوئی معقول جواب تو وہ دے نہ سکا، البتہ اپنی عظمت و جلالت کا سکّہ بٹھانے کے لیے پُر شکوہ لفظوں اور مسجع عبارتوں سے کھیلنا شروع کیا۔ جس سے عوام جھومنے لگے اور ہر طرف سے تحسین و آفرین کی آوازیں آنے لگیں۔ واعظ بھی غرور علمی کے نشہ باطل میں بہک گیا، اور مجمع سے کہنے لگا، کہ جو پوچھنا چاہو پوچھ لو۔ جس پر احمد نے کہا کہ اے شخص یہ دعویٰ تو حضرت علی ابن ابی طالب کا ہے اور اس کلام کا ایک تتمہ یہ بھی ہے کہ میرے بعد یہ دعویٰ وہی کرے گا جو جھوٹا ہو گا۔ واعظ نے اپنے علم کی نمائش کرتے ہوئے بڑی تمکنت سے کہا کہ تم کس علی ابن ابی طالب کا ذکر کرتے ہو، کیا علی ابن ابی طالب ابن مبارک نیشاپوری کا یا علی ابن ابی طالب ابن اسحاق مروزی کا یا ابن ابی طالب بن عثمان قیروانی کا یا علی ابن ابی طالب بن سلیمان رازی کا۔ اسی طرح کتنے ہی اشخاص گنوا دیے، جن کا نام علی ابن ابی طالب تھا۔ یہ سن کر احمد نے کہا:۔ واہ سبحان اللہ! اس وسعتِ علمی کا کیا ٹھکانا، مگر میری مراد وہ ہیں جو سیدۃ النساء العالمین کے شوہر تھے اور جب پیغمبر نے صحابہ میں ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا تو انھیں اپنی اخوت کے لیے منتخب کیا تھا۔ اس نے کچھ جواب دینا چاہا کہ منبر کے داہنی طرف سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے شیخ محمد ابن عبداللہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نام کے تو سینکڑوں ملیں گے مگر ان میں ایک بھی ایسا نہ ملے گا جس کے حق میں قدرت نے یہ کہا ہو کہ:۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

تمھارے ساتھی (پیغمبر) نہ بھٹکے نہ گمراہ ہوئے اور وہ خواہش سے مغلوب ہو کر کچھ نہیں بولتے یہ تو وحی ہے جو ان پر اُتری ہے۔

اسی طرح علی ابن ابی طالب نام کے تو بہت سے افراد مل جائیں گے، مگر ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں زبان وحی ترجمان نے یہ کہا ہو کہ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون موسیٰ سے رکھتے تھے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) اب واعظ نے ادھر رُخ کرنا چاہا تو بائیں طرف سے ایک شخص بول اُٹھا کہ ہاں ہاں اگر تم علی ابن ابی طالب کو نہ پہچانو تو اس تجاہل عارفانہ سے ان کی قدر و منزلت گھٹ نہیں سکتی ؎ تپ پرہ گر وصل آفتاب نخواہد رونق بازار آفتاب نکاہد۔ اس بحث و بحثی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ آپس میں اُلجھ پڑے اور واعظ منھ چھپا کر بھاگ کھڑا ہوا

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۸

اَحْمَدُهٗ شُكْرًا لِاِنْعَامِهٖ، وَاَسْتَعِيْنُهٗ عَلٰى وَظَائِفِ حُقُوْقِهٖ عَزِيْزُ الْجُنْدِ عَظِيْمُ الْمَجْدِ. وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ دَعَا اِلٰى طَاعَتِهٖ وَقَاهَرَ اَعْدَاءَهٗ جِهَادًا عَنْ دِيْنِهٖ۔ لَا يَثْنِيْهِ عَنْ ذٰلِكَ اِجْتِمَاعٌ عَلٰى تَكْذِيْبِهٖ وَالْتِمَاسٌ لِاِطْفَاءِ نُوْرِهٖ۔ فَاعْتَصِمُوْا بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّ لَهَا حَبْلًا وَثِيْقًا عُرْوَتُهٗ، وَمَعْقِلًا مَنِيْعًا ذِرْوَتُهٗ۔ وَبَادِرُوْا

میں اس کے انعامات کے شکریہ میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اُسی سے مدد چاہتا ہوں، وہ بڑے لاؤ لشکر اور بڑی شان والا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنھوں نے اُس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بُلایا اور دین کی راہ میں جہاد کر کے اس کے دشمنوں پر غلبہ پایا۔ اُن کے جھٹلانے پر لوگوں کا ایکا کر لینا اور ان کے نور کو بجھانے کے لیے کوشش و تلاش میں لگے رہنا ان کو اس (تبلیغ و جہاد کی) راہ سے ہٹا نہ سکا۔ اب تم کو لازم ہے کہ خوفِ الٰہی سے لپٹے رہو۔ اس لیے کہ اس کی رسیمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر طرح محفوظ ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَوْتَ فِي غَمَرَاتِهِ - وَامْهَدُوا
لَهُ قَبْلَ حُلُولِهِ، وَاعِدُّوا لَهُ
قَبْلَ نُزُولِهِ - فَإِنَّ الْغَايَةَ
الْقِيَامَةُ وَكَفَى بِذَالِكَ وَاعِظًا
لِمَنْ عَقَلَ، وَمُعْتَبَرًا لِمَنْ جَهِلَ.
وَقَبْلَ بُلُوغِ الْغَايَةِ مَا تَعْلَمُونَ
مِنْ ضِيقِ الْأَرْمَاسِ، وَشِدَّةِ
الْإِبْلَاسِ - وَهَوْلِ الْمُطَّلَعِ، وَ
رَوْعَاتِ الْفَزَعِ - وَاخْتِلَاقِ
الْأَضْلَاعِ وَاسْتِكَاكِ الْأَسْمَاعِ -
وَظُلْمَةِ اللَّحْدِ، وَخِيفَةِ الْوَعْدِ -
وَغَمِّ الضَّرِيحِ، وَرَدْمِ الصَّفِيحِ -
فَاللَّهَ اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ - فَإِنَّ الدُّنْيَا
مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلَى سَنَنٍ، وَأَنْتُمْ
وَالسَّاعَةُ فِي قَرَنٍ - وَكَأَنَّهَا قَدْ
جَاءَتْ بِأَشْرَاطِهَا، وَآزِفَتْ
بِأَفْرَاطِهَا، وَوَقَفَتْ بِكُمْ عَلَى
صِرَاطِهَا - وَكَأَنَّهَا قَدْ أَشْرَفَتْ
بِزَلَازِلِهَا، وَأَنَاخَتْ بِكَلَاكِلِهَا -
وَالْصَرَمَتِ الدُّنْيَا بِأَهْلِهَا -
وَأَخْرَجَتْهُمْ مِنْ حِضْنِهَا، فَكَانَتْ
كَيَوْمٍ مَضَى أَوْ شَهْرٍ انْقَضَى - وَصَارَ
جَدِيدُهَا رَثًّا، وَسَمِينُهَا غَثًّا -

اور موت اور اس کی سختیوں (کے چھا جانے) سے پہلے فرائض
و اعمال اپنے پورے کر دو، اور اس کے آنے سے پہلے اس کا
سروسامان کر لو، اور اس کے وارد ہونے سے قبل تہیا کر لو کیونکہ
آخری منزل قیامت ہے اور یہ عقلمند کے لیے نصیحت دینے اور
نادان کے لیے عبرت بننے کے لیے کافی ہے اور اس آخری
منزل کے پہلے تم جانتے ہی ہو کہ کیا کیا ہے۔ قبروں کی تنگنائی،
برزخ کی ہولناکی، خوف کی دہشتیں (فشار قبر سے) پسلیوں کا
ادھر سے اُدھر ہو جانا، کانوں کا بہرا پن، لحد کی تاریکی، عذاب
کی دھمکیاں، قبر کے شگاف کا بند کیا جانا، اور اس پر پتھر کی
سلوں کا چن دیا جانا۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو
ڈرو کیونکہ دنیا تمھارے لیے ایک ہی ڈھرّے پر چل رہی ہے
اور تم اور قیامت ایک ہی رسّی میں بندھے ہوئے ہو گویا
کہ وہ اپنی علامتوں کو آشکارا کر کے آ چکی ہے۔ اور اپنے جھنڈوں
کو لے کر قریب پہنچ چکی ہے۔ اور تمھیں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے
گویا کہ وہ اپنی مصیبتوں کو لے کر تمھارے سر پر کھڑی ہوئی ہے
اور اپنا سینہ ٹیک دیا ہے، اور دنیا اپنے بسنے والوں سے کنارہ
کشی کر چکی ہے، اور انھیں اپنی آغوش سے الگ کر دیا ہے۔
گویا کہ وہ ایک دن تھا جو بیت گیا اور ایک مہینہ تھا جو گزر گیا
اس کی نئی چیزیں پرانی اور موٹے تازے (جسم) دُبلے ہو گئے
ایک ایسی جگہ میں (پہنچ کر) جو تنگ (و تار) ہے اور ایسی چیزوں
میں (پھنس کر) جو پیچیدہ و عظیم ہیں اور ایسی آگ میں (پڑ کر)
جس کی ایذائیں شدید، چیخیں بلند، شعلے اُٹھتے ہوئے، بھڑکنے
کی آوازیں غضبناک، لپٹیں تیز، بجھنا مشکل، بھڑکنا تیز،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي مَوْقِفٍ ضَنْكِ الْمُقَامِ، وَأُمُورٍ
مُشْتَبِهَةٍ عِظَامٍ. وَنَارٍ شَدِيدٍ
كَلَبُهَا، عَالٍ لَجَبُهَا سَاطِعٍ لَهَبُهَا،
مُتَغَيِّظٍ زَفِيرُهَا، مُتَأَجِّجٍ سَعِيرُهَا۔
بَعِيدٍ خُمُودُهَا، ذَاكٍ وَقُودُهَا،
مُخِيفٍ وَعِيدُهَا، جَسِيمٍ قَرَارُهَا
مُظْلِمَةٍ أَقْطَارُهَا۔ حَامِيَةٍ قُدُورُهَا
فَظِيعَةٍ أُمُورُهَا" وَسِيقَ الَّذِينَ
اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا" قَدْ أُمِنَ
الْعَذَابُ، وَانْقَطَعَ الْعِتَابُ وَزُحْزِحُوا
عَنِ النَّارِ، وَاطْمَأَنَّتْ بِهِمُ الدَّارُ،
وَرَضُوا الْمَثْوَى وَالْقَرَارَ۔ الَّذِينَ
كَانَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا زَاكِيَةً،
وَأَعْيُنُهُمْ بَاكِيَةً۔ وَكَانَ لَيْلُهُمْ فِي
دُنْيَاهُمْ نَهَارًا تَخَشُّعًا وَاسْتِغْفَارًا۔
وَكَانَ نَهَارُهُمْ لَيْلًا تَوَحُّشًا وَانْقِطَاعًا
فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ مَآبًا،
وَالْجَزَاءَ ثَوَابًا۔ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا
وَأَهْلَهَا فِي مُلْكٍ دَائِمٍ، وَنَعِيمٍ
قَائِمٍ۔

فَارْعَوْا عِبَادَ اللّٰهِ مَا بِرِعَايَتِهِ
يَفُوزُ فَائِزُكُمْ۔ وَبِإِضَاعَتِهِ يَخْسَرُ
مُبْطِلُكُمْ۔ وَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ

خطرات دہشتناک، گھراؤ نگاہ سے دُور اطراف تیرہ و تار آتشیں دیگیں کھولتی ہوئی اور تمام کیفیتیں سخت و ناگوار ہیں اور جو لوگ اللہ کا خوف کھاتے تھے اُنھیں جوق در جوق جنّت کی طرف بڑھایا جائے گا، وہ عذاب سے محفوظ، عتاب و سرزنش سے علٰحدہ اور آگ سے بری ہوں گے۔ گھر اُن کا پُرسکون اور وہ اپنی منزل و جائے قرار سے خوش ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دنیا میں اعمال پاک و پاکیزہ تھے اور آنکھیں اشکبار رہتی تھیں دنیا میں ان کی راتیں خضوع و خشوع اور توبہ و استغفار میں (بیداری کی وجہ سے) دن اور دن لوگوں سے متوحش و علٰحدہ رہنے کے باعث ان کے لیے رات تھے۔ تو اللہ نے جنّت کو ان کی جائے بازگشت اور وہاں کی نعمتوں کو ان کی جزا قرار دیا ہے اور وہ اس کے سزاوار اور اہل و حق دار تھے اس ہمیشہ رہنے والی سلطنت اور برقرار رہنے والی نعمتوں میں۔

لہٰذا اے خدا کے بندو! ان چیزوں کی پابندی کرو جن کی پابندی کرنے سے تم میں سے کامیاب ہونے والا کامیاب اور انھیں ضائع و برباد کرنے سے غلط کار نقصان رسیدہ ہوگا موت آنے سے پہلے اعمال کا ذخیرہ مہیا کر لو۔ اس لیے کہ جن اعمال کو تم آگے بھیج چکے ہوگے انہی کے ہاتھوں میں تم گروی ہوگے اور جو کارگزاریاں انجام دے چکے ہوگے انہی کا بدلہ پاؤگے اور یہ سمجھتے رہنا چاہیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاِنَّكُمْ مُرْتَهَنُوْنَ بِمَا اَسْلَفْتُمْ، وَمَدِيْنُوْنَ بِمَا قَدَّمْتُمْ. وَكَاَنَّ قَدْ نَزَلَ بِكُمُ الْمَخُوْفُ. فَلَا رَجْعَةً تَنَالُوْنَ، وَلَا عَثْرَةً تُقَالُوْنَ، اِسْتَعْمَلَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بِطَاعَتِهٖ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ، وَعَفَا عَنَّا وَعَنْكُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ. اِلْزَمُوا الْاَرْضَ، وَاصْبِرُوْا عَلَى الْبَلَاءِ. وَلَا تُحَرِّكُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَسُيُوْفِكُمْ فِيْ هَوَى اَلْسِنَتِكُمْ، وَلَا تَسْتَعْجِلُوْا بِمَا لَمْ يُعَجِّلْهُ اللّٰهُ لَكُمْ. فَاِنَّهٗ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَهُوَ عَلٰى مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهٖ وَحَقِّ رَسُوْلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ مَاتَ شَهِيْدًا وَوَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ، وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا نَوٰى مِنْ صَالِحِ عَمَلِهٖ. وَقَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ اِصْلَاتِهٖ بِسَيْفِهٖ. وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَاَجَلًا.

کہ گویا موت تم پر وارد ہو ہی چکی ہے۔ جس کے بعد نہ تو تمھارے لیے پلٹنا ہے، اور نہ گناہوں اور لغزشوں سے دست برداری کا موقع ہے، خداوند عالم ہمیں اور تمھیں اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کی توفیق دے اور اپنی رحمت کی فراوانیوں سے ہمیں اور تمھیں دامن عفو میں جگہ دے زمین سے چمٹے رہو، بلا و سختی کو برداشت کرتے رہو اور اپنی زبان کی خواہشوں سے مغلوب ہو کر اپنے ہاتھوں اور تلواروں کو حرکت نہ دو اور جن چیزوں میں اللہ نے جلدی نہیں کی ان میں جلدی نہ مچاؤ۔ بلاشبہ تم میں سے جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان کے اہل بیت کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر بھی دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس عمل خیر کی نیت اس نے کی ہے اس کے ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے، اور اس کی یہ نیت تلوار سونتنے کے قائم مقام ہے۔ بے شک ہر چیز کی ایک مدت اور میعاد ہوا کرتی ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۸۹

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْغَالِبِ فِيْ اَخْذِهٖ حَمْدَهٗ وَالْغَالِبِ جُنْدُهٗ، وَالْمُتَعَالِيْ جَدُّهٗ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے، جس کی حمد ہمہ گیر ہے جس کا لشکر غالب اور عظمت و شان بلند ہے میں اس کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَحْمَدُهُ عَلَى نِعَمِهِ الْتُّوَامِ، وَآلَائِهِ الْعِظَامِ۔ الَّذِي عَظُمَ حِلْمُهُ فَعَفَا، وَعَدَلَ فِي كُلِّ مَا قَضَى، وَعَلِمَ مَا يَمْضِي وَمَا مَضَى۔ مُبْتَدِعِ الْخَلَائِقِ بِعِلْمِهِ۔ وَمُنْشِئِهِمْ بِحُكْمِهِ، بِلَا اقْتِدَاءٍ وَلَا تَعْلِيمٍ، وَلَا احْتِذَاءٍ لِمِثَالِ صَانِعٍ حَكِيمٍ، وَلَا إِصَابَةِ خَطَأٍ وَلَا حَضْرَةِ مَلَإٍ۔ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ ابْتَعَثَهُ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ فِي غَمْرَةٍ، وَيَمُوجُونَ فِي حَيْرَةٍ۔ قَدْ قَادَهُمْ أَزِمَّةُ الْحَيْنِ، وَاسْتَغْلَقَتْ عَلَى أَفْئِدَتِهِمْ أَقْفَالُ الرَّيْنِ۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ فَإِنَّهَا حَقُّ اللهِ عَلَيْكُمْ، وَالْمُوجِبَةُ عَلَى اللهِ حَقَّكُمْ۔ وَأَنْ تَسْتَعِينُوا عَلَيْهَا بِاللهِ وَتَسْتَعِينُوا بِهَا عَلَى اللهِ فَإِنَّ التَّقْوَى فِي الْيَوْمِ الْحِرْزُ وَالْجُنَّةُ، وَفِي غَدِ الطَّرِيقُ إِلَى الْجَنَّةِ مَسْلَكُهَا وَاضِحٌ، وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ، لَمْ تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسَهَا عَلَى الْأُمَمِ الْمَاضِينَ وَالْغَابِرِينَ لِحَاجَتِهِمْ إِلَيْهَا غَدًا إِذَا أَعَادَ اللهُ مَا أَبْدَى، وَأَخَذَ مَا أَعْطَى، وَسَأَلَ عَمَّا أَسْدَى

پے در پے نعمتوں اور بلند پایہ عطیوں پر اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں، اس کے حلم کا درجہ بلند ہے، چنانچہ اس نے گنہ گاروں سے درگذر کیا، اور اس کا ہر فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے، وہ گزری ہوئی اور گزرنے والی باتوں کو جانتا ہے۔ اور بغیر کسی کے نقش قدم پر چلے اور بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے اور کسی ماہر صنعت گر کے نمونہ و مثال کی پیروی کیے اور بغیر لغزش و خطا سے دوچار ہوئے اور بغیر (مشیر و نگہ) جماعت کی موجودگی کے وہ اپنے علم و دانش سے مخلوقات کو ایجاد و اختراع کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنھیں اس وقت بھیجا جبکہ لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطاں و پیچاں تھے، ہلاکت و تباہی کی مہاریں انھیں کھینچ رہی تھیں اور زنگ و کدورت کے تالے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تھے۔

اے خدا کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، کہ یہ اللہ کا تم پر حق ہے اور تمھارے حق کو اللہ ثابت کرنے والا ہے۔ اور یہ کہ تقویٰ کے لیے اللہ سے اعانت چاہو اور (تقرب الٰہی کے لیے اس سے مدد مانگو اس لیے کہ تقویٰ آج (دنیا میں) پناہ و سپر ہے اور کل جنت کی راہ ہے اس کا راستہ آشکارا اور اس کا راہ پیما نفع میں رہنے والا ہے، جس کے سپرد یہ ودیعت ہے وہ اس کا نگہبان ہے، یہ تقویٰ اپنے آپ کو گزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی امتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے، کیونکہ وہ سب اس کی حاجتمند رہیں گی، کل جب خداوند عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَمَا اَقَلَّ مِنْ قَبِلَهَا وَحَمَلَهَا حَقَّ
حَمْلِهَا۔ اُولٰٓئِكَ الْاَقَلُّوْنَ عَدَدًا۔
وَهُمْ اَهْلُ صِفَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اِذْ
يَقُوْلُ:۔ "وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ"
فَاَهْطِعُوْا بِاَسْمَاعِكُمْ اِلَيْهَا، وَ
وَاكِظُوْ بِجِدِّكُمْ عَلَيْهَا۔ وَاعْتَاضُوْهَا
مِنْ كُلِّ سَلَفٍ خَلَفًا، وَمِنْ كُلِّ مُخَالِفٍ
مُوَافِقًا۔ اَيْقِظُوْا بِهَا نَوْمَكُمْ، وَ
اقْطَعُوْا بِهَا يَوْمَكُمْ۔ وَاشْعِرُوْهَا
قُلُوْبَكُمْ۔ وَارْحَضُوْا بِهَا ذُنُوْبَكُمْ
وَدَاوُوْا بِهَا الْاَسْقَامَ، وَبَادِرُوْا
بِهَا الْحِمَامَ۔ وَاعْتَبِرُوْا بِمَنْ اَضَاعَهَا،
وَلَا يَعْتَبِرَنَّ بِكُمْ مَنْ اَطَاعَهَا۔ اَلَا
فَصُوْنُوْهَا وَتَصَوَّنُوْا بِهَا، وَكُوْنُوْا
عَنِ الدُّنْيَا تُزَّاهًا، وَاِلَى الْاٰخِرَةِ
وُلَّاهًا۔ وَلَا تَضَعُوْا مِنْ رَفِيْعَتِهِ
التَّقْوٰى، وَلَا تَرْفَعُوْا مِنْ رَفِيْعَتِهِ
الدُّنْيَا وَلَا تَشِيْمُوْا بَارِقَهَا وَلَا تَسْمَعُوْا
نَاطِقَهَا، وَلَا تُجِيْبُوْا نَاعِقَهَا۔ وَلَا تَسْتَضِيْئُوْا
بِاِشْرَاقِهَا، وَلَا تُفْتَنُوْا بِاَعْلَاقِهَا۔
فَاِنَّ بَرْقَهَا خَالِبٌ وَنُطْقَهَا كَاذِبٌ۔
وَاَمْوَالُهَا مَحْرُوْبَةٌ، وَاَعْلَاقُهَا
مَسْلُوْبَةٌ۔ اَلَا وَهِيَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُوْنُ

جو دے رکھا ہے وہ واپس لے گا۔ اور اپنی بخشی ہوئی نعمتوں کے
بارے میں سوال کرے گا۔ تو اسے قبول کرنے والے اور اُس کا
پُورا پُورا حق ادا کرنے والے بہت ہی تھوڑے نکلیں گے، وہ گنتی
کے اعتبار سے کم اور اس توصیف کے مصداق ہیں، جو اللہ
نے فرمائی ہے کہ "میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں"
لہٰذا تقویٰ کی (آواز پر) اپنے کان لگاؤ اور سعی و کوشش سے
برابر اس کی پابندی کرو اور اس کو گزری ہوئی کوتاہیوں کا
عوض قرار دو، اور ہر مخالفت کرنے والے کے بدلہ میں اُسے
اپنا ہمنوا بناؤ۔ اُسے خوابِ غفلت سے اپنے چونکنے کا ذریعہ بناؤ۔
اور اسی میں اپنے دن کاٹ دو اور اسے اپنے دلوں کا شعار
بناؤ۔ اور گناہوں کو اس کے ذریعہ سے دھو ڈالو اور اس سے
اپنی بیماریوں کا علاج کرو اور موت کے پہلے اس کا توشہ حاصل
کرو اور جنھوں نے اُسے ضائع و برباد کیا ہے ان سے عبرت حاصل
کرو۔ یہ نہ ہو کہ دوسرے تقویٰ پر عمل کرنے والے تم سے
عبرت اندوز ہوں۔ دیکھو! اس کی حفاظت کرو، اور اس کے ذریعہ
سے اپنے لیے سروسامانِ حفاظت فراہم کرو۔ دنیا کی آلودگیوں سے
اپنا دامن پاک و صاف رکھو، اور آخرت کی طرف والہانہ انداز
سے بڑھو۔ جسے تقوے نے بلندی بخشی ہو اسے پست نہ سمجھو اور
جسے دنیا نے اوج و رفعت پر پہنچایا ہو اسے بلند (مرتبہ) نہ خیال
کرو۔ اس کے چمکنے والے بادل پر نظر نہ کرو اس کی باتیں کرنے
والے کی باتوں پر کان نہ دھرو اور نہ اس کی دعوت دینے والے
کی (آواز پر) لبیک کہو، نہ اس کی جگمگاہٹوں سے روشنی کی
امید کرو، نہ اس کی عمدہ و نفیس چیزوں پر مرمٹو۔ کیونکہ اس کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْجَامِحَةُ الْحَرُوْنُ وَالْمَائِنَةُ الْخَؤُوْنُ۔ وَالْجَحُوْدُ الْكَنُوْدُ، وَالْعَنُوْدُ الصَّدُوْدُ، وَالْحَيُوْدُ الْمَيُوْدُ، حَالُهَا انْتِقَالٌ، وَوَطْأَتُهَا زِلْزَالٌ، وَعِزُّهَا ذُلٌّ، وَجِدُّهَا هَزْلٌ، وَعُلُوُّهَا سُفْلٌ۔ دَارُ حَرْبٍ وَسَلَبٍ، وَنَهْبٍ وَعَطَبٍ أَهْلُهَا عَلَى سَاقٍ وَسِيَاقٍ، وَلَهَاقٍ وَفِرَاقٍ۔ قَدْ تَحَيَّرَتْ مَذَاهِبُهَا وَأَعْجَزَتْ مَهَادِبُهَا، وَخَابَتْ مَطَالِبُهَا۔ فَأَسْلَمَتْهُمُ الْمَعَاقِلُ وَلَفَظَتْهُمُ الْمَنَازِلُ، وَأَعْيَتْهُمُ الْمَحَاوِلُ۔ فَمِنْ نَاجٍ مَعْقُوْرٍ، وَلَحْمٍ مَجْزُوْرٍ، وَشِلْوٍ مَذْبُوْحٍ، وَدَمٍ مَسْفُوْحٍ۔ وَعَاضٍّ عَلَى يَدَيْهِ، وَصَافِقٍ بِكَفَّيْهِ، وَمُرْتَفِقٍ بِخَدَّيْهِ، وَزَارٍ عَلَى رَأْيِهِ وَرَاجِعٍ عَنْ عَزْمِهِ۔ وَقَدْ أَدْبَرَتِ الْحِيلَةُ وَأَقْبَلَتِ الْغِيلَةُ، وَكَلَتْ حِينَ مَنَاصٍ۔ وَهَيْهَاتَ هَيْهَاتَ قَدْ فَاتَ مَا فَاتَ وَذَهَبَ مَا ذَهَبَ، وَمَضَتِ الدُّنْيَا بِحَالِهَا، فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ۔

چمکتی ہوئی بجلیاں نمائش اور اس کی باتیں جھوٹی ہیں۔ اس کا اثاثہ تباہ اور اس کا عمدہ متاع غارت ہونے والا ہے۔ دیکھو! یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال اور منہ زور اڑیل اور جھوٹی، بڑی خائن اور ہٹ دھرم، ناشکری ہے اور سیدھی راہ سے مڑنے رخ پھیر لینے والی اور کجرو پیچ و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا وطیرہ) ایک سے دوسرے کی طرف) پلٹ جانا ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی عزت (سراسر) ذلت اس کی سنجیدگی عین ہرزہ سرائی اور اس کی بلندی سرتاسر پستی ہے یہ غارتگری و تباہ کاری، ہلاکت و تاراجی کا گھر ہے۔ اس کے رہنے والے پا در رکاب چل چلاؤ کے منتظر، وصل و ہجر کی کشمکش میں گرفتار اس کے راستے پاشان و پریشان، اس سے گریز کی راہیں دشوار اور اس کے منصوبے ناکام ہیں، چنانچہ اس کی محفوظ گھاٹیوں نے ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اور ان کے گھروں نے انھیں دور پھینک دیا اور ان کی ساری دانشمندیوں نے انھیں درماندہ کر دیا۔ اب جو ہیں (ان کی حالت یہ ہے) کہ کچھ کی کوچیں کٹی ہوئی ہیں اور کچھ گوشت کے لوتھڑے ہیں۔ جن کی کھال اتری ہوئی ہیں اور کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہے ہوئے خون ہیں اور کچھ (غم واندوہ سے) اپنے ہاتھ کاٹنے والے اور کچھ کف افسوس ملنے والے اور کچھ (فکر و تردد میں) رخسار کہنیوں پر رکھے ہوئے ہیں اور کچھ اپنی سمجھ کو غلط قرار دینے والے اور کچھ اپنے ارادوں سے روگردانی کرنے والے ہیں لیکن اب کہاں جبکہ چارہ سازی کا موقعہ ہاتھ سے نکل چکا اور ناگہانی مصیبت سامنے آگئی اب نکل بھاگنے کا وقت کہاں یہ تو ایک انہونی بات ہے، جو چیز ہاتھ سے نکل گئی سو نکل گئی اور جو وقت جا چکا سو جا چکا اور دنیا اپنی من مانی کرتے ہوئے گزر گئی۔ ان پر نہ آسمان رویا نہ زمین اور نہ ہی انھیں مہلت دی گئی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(تُسَمّٰى الْقَاصِعَةَ)

خطبہ نمبر ۱۹۰

اس خطبہ کا نام خطبہ قاصعہ ہے۔

جس میں ابلیس کی مذمت ہے اس کے تکبر و غرور اور آدم (علیہ السلام) کے آگے سر بسجود نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ پہلی فرد ہے جس نے عصبیت کا مظاہرہ کیا اور غرور و نخوت کی راہ اختیار کی اور لوگوں کو اس کے طور طریقوں پر چلنے سے تنبیہ کی گئی ہے:۔

وَهِيَ تَتَضَمَّنُ ذَمَّ إِبْلِيسَ لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلَى اسْتِكْبَارِهِ وَتَرْكِهِ السُّجُودَ لِآدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ الْعَصَبِيَّةَ وَتَبِعَ الْحَمِيَّةَ وَتَحْذِيرَ النَّاسِ مِنْ سُلُوكِ طَرِيقَتِهِ:۔

ہر تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو عزت و کبریائی کی ردا اوڑھے ہوئے ہے اور جس نے ان دونوں صفتوں کو بلا شرکت غیرے اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہے اور دوسروں کے لیے ممنوع و ناجائز قرار دیتے ہوئے صرف اپنے لیے انھیں منتخب کیا ہے، اور اس کے بندوں میں سے جو ان صفتوں میں اس سے ٹکرلے اس پر لعنت کی ہے اور اسی کی رو سے اس نے اپنے مقرب فرشتوں کا امتحان لیا تاکہ ان میں سے فروتنی کرنے والوں کو گھمنڈ کرنے والوں سے چھانٹ کر الگ کر دے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ نے باوجودیکہ وہ دل کے بھیدوں اور پردۂ غیب میں چھپی ہوئی چیزوں سے آگاہ ہے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں جب میں اس کو تیار کر لوں اور اپنی خاص روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا، مگر ابلیس، اسے سجدہ کرنے میں عار آئی اور اپنے مادۂ تخلیق کی بنا پر آدم کے مقابلہ میں گھمنڈ کیا اور اپنی اصل کے لحاظ سے ان کے سامنے اکڑ گیا۔ چنانچہ یہ دشمن خدا عصبیت برتنے والوں کا سرغنہ اور سرکشوں کا پیشرو ہے کہ جس نے

"إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ" اعْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَافْتَخَرَ عَلَى آدَمَ بِخَلْقِهِ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَ تَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَصْلِهِ۔ فَعَدُوُّ اللّٰهِ
إِمَامُ الْمُتَعَصِّبِيْنَ، وَسَلَفُ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ
الَّذِيْ وَضَعَ أَسَاسَ الْعَصَبِيَّةِ،
وَنَازَعَ اللّٰهَ رِدَاءَ الْجَبَرِيَّةِ۔ وَادَّرَعَ
لِبَاسَ التَّعَزُّزِ۔ وَخَلَعَ قِنَاعَ التَّذَلُّلِ
أَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ صَغَّرَهُ اللّٰهُ بِتَكَبُّرِهٖ۔
وَوَضَعَهُ بِتَرَفُّعِهٖ۔ فَجَعَلَهُ فِي
الدُّنْيَا مَدْحُوْرًا، وَأَعَدَّ لَهُ فِي
الْآخِرَةِ سَعِيْرًا۔ وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ
أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ مِنْ نُوْرٍ يَخْطَفُ
الْأَبْصَارَ ضِيَاءُهُ، وَيَبْهَرُ الْعُقُوْلَ
رُوَاؤُهُ وَطِيْبٍ يَأْخُذُ الْأَنْفَاسَ
عَرْفُهُ لَفَعَلَ۔ وَلَوْ فَعَلَ لَظَلَّتْ
لَهُ الْأَعْنَاقُ خَاضِعَةً۔ وَلَخَفَّتِ
الْبَلْوٰى فِيْهِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ۔ وَ
لٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ ابْتَلٰى خَلْقَهُ
بِبَعْضِ مَا يَجْهَلُوْنَ أَصْلَهُ تَمْيِيْزًا
بِالْاِخْتِبَارِ لَهُمْ وَنَفْيًا لِلْاِسْتِكْبَارِ
عَنْهُمْ، وَإِبْعَادًا لِلْخُيَلَاءِ مِنْهُمْ۔
فَاعْتَبِرُوْا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ
بِإِبْلِيْسَ إِذْ أَحْبَطَ عَمَلَهُ الطَّوِيْلَ
وَجَهْدَهُ الْجَهِيْدَ، وَكَانَ قَدْ
عَبَدَ اللّٰهَ سِتَّةَ آلَافِ سَنَةٍ لَا

تعصب کی بنیاد رکھی اللہ سے اس کی ردائے عظمت و کبریائی
کو چھیننے کا تصور کیا۔ تکبر و سرکشی کا جامہ پہن لیا اور عجز و فروتنی
کی نقاب اتار ڈالی پھر تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے اسے بڑے
بننے کی وجہ سے کس طرح چھوٹا بنایا۔ اور بلندی کے زعم کی
وجہ سے کس طرح پستی دی۔ دنیا میں اسے رانده درگاہ بنایا اور
آخرت میں اس کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کی اور اگر اللہ
چاہتا تو آدم کو ایک ایسے نور سے پیدا کرتا کہ جس کی روشنی
آنکھوں کو چوندھیا دے۔ اور اس کی خوش نمائی عقلوں پر
چھا جائے اور ایسی خوشبو سے کہ جس کی مہک سانسوں کو
جکڑ لے اور اگر ایسا کرتا تو ان کے آگے گردنیں خم ہو جاتیں اور
فرشتوں کی اُن کے بارے میں آزمائش ہلکی ہو جاتی لیکن
اللہ سبحانہ، اپنی مخلوقات کو ایسی چیزوں سے آزماتا ہے کہ
جن کی اصل و حقیقت سے وہ ناواقف ہوتے ہیں تاکہ
اس آزمائش کے ذریعہ (اچھے اور بُرے افراد میں) امتیاز
کر دے ان سے نخوت و برتری کو الگ اور غرور و خود پسندی
کو دُور کر دے۔ تمھیں چاہیئے کہ اللہ نے شیطان کے
ساتھ جو کیا اس سے عبرت حاصل کرو، کہ اس کی طول
طویل عبادتوں اور بھرپور کوششوں پر اس کے
ایک گھڑی کے گھمنڈ سے پانی پھیر دیا، حالانکہ اس نے چھ ہزار
برس تک جو پتہ نہیں دُنیا کے سال تھے یا آخرت کے اس کی
عبادت کی تھی، تو اب ابلیس کے بعد کون رہ
جاتا ہے جو اس جیسی معصیت کر کے اللہ کے
عذاب سے محفوظ رہ سکتا ہو؟ ہرگز نہیں، یہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يُدْرِيْ أَمِنْ سِنِي الدُّنْيَا أَمْ سِنِي
الْآخِرَةِ عَنْ كِبْرِ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ.
فَمَنْ ذَا بَعْدَ إِبْلِيْسَ يَسْلَمُ عَلَى اللّٰهِ
بِمِثْلِ مَعْصِيَتِهِ ؟ كَلَّا، مَا كَانَ اللّٰهُ
سُبْحَانَهُ لِيُدْخِلَ الْجَنَّةَ بَشَرًا
بِأَمْرٍ أَخْرَجَ بِهِ مِنْهَا مَلَكًا. إِنَّ
حُكْمَهُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ
لَوَاحِدٌ. وَمَا بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ أَحَدٍ
مِنْ خَلْقِهِ هَوَادَةٌ فِيْ إِبَاحَةِ حِمًى
حَرَّمَهُ عَلَى الْعَالَمِيْنَ.

فَاحْذَرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ عَدُوَّ
اللّٰهِ أَنْ يُعْدِيَكُمْ بِدَائِهِ، وَأَنْ
يَسْتَفِزَّكُمْ بِنِدَائِهِ، وَأَنْ يُجْلِبَ
عَلَيْكُمْ بِخَيْلِهِ وَرَجْلِهِ. فَلَعَمْرِيْ
لَقَدْ فَوَّقَ لَكُمْ سَهْمَ الْوَعِيْدِ، وَأَغْرَقَ
لَكُمْ بِالنَّزْعِ الشَّدِيْدِ، وَرَمَاكُمْ
مِنْ مَكَانٍ قَرِيْبٍ، وَقَالَ: رَبِّ بِمَا
أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ
وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ، قَذْفًا
بِغَيْبٍ بَعِيْدٍ، وَرَجْمًا بِظَنٍّ غَيْرِ
مُصِيْبٍ، صَدَّقَهُ بِهِ أَبْنَاءُ الْحَمِيَّةِ
وَإِخْوَانُ الْعَصَبِيَّةِ، وَفُرْسَانُ الْكِبْرِ
وَالْجَاهِلِيَّةِ. حَتَّى إِذَا انْقَادَتْ لَهُ

ہو سکتا، کہ اللہ نے جس چیز کی وجہ سے ایک
ملک کو جنت سے نکال باہر کیا ہو، اُسی پر کسی
بشر کو جنت میں جگہ دے اس کا حکم تو اہل آسمان
اور اہل زمین میں یکساں ہے اللہ اور مخلوقات
میں سے کسی فرد خاص کے درمیان
دوستی نہیں کہ اس کو
ایسے امر ممنوع کی
اجازت ہو کہ جسے
تمام جہان والوں
کے لیے اس نے حرام کیا ہو۔

خدا کے بندو! اللہ کے دشمن سے ڈرو کہ کہیں وہ
تمھیں اپنا روگ نہ لگا دے اپنی پکار سے تمھیں بہکا نہ دے
اور اپنے سوار و پیادے لے کر تم پر چڑھ نہ دوڑے
اس لیے کہ میری جان کی قسم! اس نے شر انگیزی کے
تیر کو چلّہ کمان میں جوڑ رکھا ہے اور قریب کی جگہ سے
تمھیں اپنے نشانہ کی زد پر رکھ کر کمان کو زور سے کھینچ لیا
ہے جیسا کہ اللہ نے اس کی زبانی فرمایا ہے کہ اے میرے پروردگار! چونکہ تو نے
مجھے بہکا دیا ہے اب میں بھی ان کے سامنے زمین میں گناہوں کو سج کر
پیش کروں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا، حالانکہ یہ
اس نے بالکل اٹکل پچو کہا تھا، اور غلط گمان کی بنا پر
(اندھیرے میں) تیر چلایا تھا لیکن فرزندان رعونت برادران
عصبیت اور شہسواران غرور و جاہلیت نے اس کی بات
کو سچ کر دکھایا، یہاں تک کہ جب تم میں سے سرکش اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْجَامِحَةُ مِنْكُمْ، وَاسْتَحْكَمَتِ
الطَّمَاعِيَةُ مِنْهُ فِيكُمْ، فَنَجَمَتِ
الْحَالُ مِنَ السِّرِّ الْخَفِيِّ إِلَى الْأَمْرِ
الْجَلِيِّ. اسْتَفْحَلَ سُلْطَانُهُ عَلَيْكُمْ
وَدَلَفَ بِجُنُودِهِ نَحْوَكُمْ. فَأَقْحَمُوكُمْ
وَلَجَاتِ الذُّلِّ، وَأَحَلُّوكُمْ وَطْأَةَ
الْقَتْلِ، وَأَوْطَأُوكُمْ إِثْخَانَ الْجِرَاحَةِ
طَعْنًا فِي عُيُونِكُمْ، وَحَزًّا فِي حُلُوقِكُمْ
وَدَقًّا لِمَنَاخِرِكُمْ، وَقَصْدًا لِمَقَاتِلِكُمْ
وَسَوْقًا بِخَزَائِمِ الْقَهْرِ إِلَى النَّارِ
الْمُعَدَّةِ لَكُمْ فَأَصْبَحَ أَعْظَمَ فِي
دِينِكُمْ حَرَجًا، وَأَوْرَى فِي دُنْيَاكُمْ
قَدْحًا مِنَ الَّذِينَ أَصْبَحْتُمْ لَهُمْ
مُنَاصِبِينَ وَعَلَيْهِمْ مُنَاكِبِينَ.
فَاجْعَلُوا عَلَيْهِ حَدَّكُمْ، وَلَهُ جِدَّكُمْ
فَلَعَمْرُ اللهِ لَقَدْ فَخَرَ عَلَى أَصْلِكُمْ
وَوَقَعَ فِي حَسَبِكُمْ، وَدَفَعَ فِي نَسَبِكُمْ
وَأَجْلَبَ بِخَيْلِهِ عَلَيْكُمْ، وَقَصَدَ
بِرَجْلِهِ سَبِيلَكُمْ. يَقْتَنِصُونَكُمْ
بِكُلِّ مَكَانٍ، وَيَضْرِبُونَ مِنْكُمْ كُلَّ
بَنَانٍ. لَا تَمْتَنِعُونَ بِحِيلَةٍ، وَلَا
تَدْفَعُونَ بِعَزِيمَةٍ. فِي حَوْمَةِ ذُلٍّ
وَحَلْقَةِ ضِيقٍ. وَعَرْهَةِ مَوْتٍ. وَ

نہ زور لوگ اس کے فرماں بردار ہو گئے اور تمھارے بارے
میں اس کی ہوس و طمع قوی ہو گئی اور صورت حال پردۂ
خفا سے نکل کر کھلم کھلا سامنے آگئی تو اس کا پورا پورا تسلط
تم پر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر و سپاہ کو لے کر تمھاری طرف
بڑھ آیا اور انھوں نے تمھیں ذلت کے غاروں میں ڈھکیل
دیا اور قتل و خون کے بھنوروں میں لا گرایا اور گھاؤ پر
گھاؤ لگا کر تمھیں کچل دیا۔ تمھاری آنکھوں میں نیزے گڑو کر،
تمھارے گلے کاٹ کر، تمھارے نتھنوں کو پارہ پارہ کر کے،
تمھارے ایک ایک جوڑ بند کو توڑ کر اور تمھاری ناک میں غلبہ
و تسلط کی نکیلیں ڈال کر تمھیں اُس آگ کی طرف کھینچے لیے
جاتا ہے۔ جو تمھارے لیے تیار کی گئی ہے، اسی طرح اُن دشمنوں
سے جن سے کھلم کھلا تم سے مخالفت ہے اور جن کے مقابلہ
کے لیے تم فوجیں جمع کرتے ہو زیادہ بڑھ چڑھ کر وہ تمھارے
دین کو مجروح کرنے والا اور دنیا میں تمھارے لیے فتنہ و فساد
کے شعلے بھڑکانے والا ہے۔ لہٰذا تمھیں لازم ہے کہ اپنے جوش
و غضب کا پورا مرکز اسے قرار دو اور پوری کوشش اس کے
خلاف صرف کرو، کیونکہ اس نے شروع ہی میں تمھاری اصل
(آدم) پر فخر کیا، تمھارے حسب (قدر و منزلت) پر حرف
رکھا، تمھارے نسب (اصل و طینت) پر طعن کیا، اور اپنے
سواروں کو لے کر تم پر یورش کی اور اپنے پیادوں کو
لے کر تمھارے راستہ کا قصد کیا ہے وہ ہر جگہ سے تمھیں
خکار کرتے ہیں اور تمھاری (انگلی کی) ایک ایک پور پر چوٹیں لگاتے
ہیں نہ کسی حیلہ و تدبیر سے تم اپنا بچاؤ اور نہ پورا انتہا کر کے اس کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جَوْلَةَ بَلَاءٍ فَاطْفِئُوْا مَا كَمَنَ فِي قُلُوْبِكُمْ مِنْ نِيْرَانِ الْعَصَبِيَّةِ وَ اَحْقَادِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَاِنَّمَا تِلْكَ الْحَمِيَّةُ تَكُوْنُ فِي الْمُسْلِمِ مِنْ خَطَرَاتِ الشَّيْطَانِ وَنَخَوَاتِهٖ، وَنَزَغَاتِهٖ وَنَفَثَاتِهٖ۔ وَاعْتَمِدُوْا وَضْعَ التَّذَلُّلِ عَلٰى رُؤُسِكُمْ، وَاِلْقَاءَ التَّعَزُّزِ تَحْتَ اَقْدَامِكُمْ، وَخَلْعَ التَّكَبُّرِ مِنْ اَعْنَاقِكُمْ۔ وَاتَّخِذُوا التَّوَاضُعَ سَلْحَةً بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّكُمْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ فَاِنَّ لَهٗ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ جُنُوْدًا وَاَعْوَانًا، وَرَجْلًا وَفُرْسَانًا۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالْمُتَكَبِّرِ عَلٰى ابْنِ اُمِّهٖ مِنْ غَيْرِ مَا فَضْلٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ فِيْهِ سِوٰى مَا اَلْحَقَتِ الْعَظَمَةُ بِنَفْسِهٖ مِنْ عَدَاوَةِ الْحَسَدِ، وَقَدَحَتِ الْحَمِيَّةُ فِيْ قَلْبِهٖ مِنْ نَارِ الْغَضَبِ، وَنَفَخَ الشَّيْطَانُ فِيْ اَنْفِهٖ مِنْ رِيْحِ الْكِبْرِ الَّذِيْ اَعْقَبَهُ اللّٰهُ بِهِ النَّدَامَةَ، وَاَلْزَمَهٗ اٰثَامَ الْقَاتِلِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

اَلَا وَقَدْ اَمْعَنْتُمْ فِي الْبَغْيِ، وَاَفْسَدْتُمْ فِي الْاَرْضِ مُصَارِحَةً

روک تھام کر سکتے ہو، درآں حالیکہ تم رسوائی کے بھنور، تنگی و ضیق کے دائرہ، موت کے میدان اور مصیبت و بلا کی جولاں گاہ میں ہو، تمھیں لازم ہے کہ اپنے دلوں میں چھپی ہوئی عصبیت کی آگ اور جاہلیت کے کینوں کو فرو کرو کیونکہ مسلمان میں یہ غرور و خود پسندی شیطان کی وسوسہ اندازی، نخوت پسندی، فتنہ انگیزی اور فسوں کاری ہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ عجز و فروتنی کو سر کا تاج بنانے کبر و خود بینی کو پیروں تلے روندنے اور تکبّر و رعونت کا طوق گردن سے اتارنے کا عزم بالجزم کر لو۔ اپنے اور اپنے دشمن شیطان اور اس کی سپاہ کے درمیان تواضع و فروتنی کا مورچہ قائم کرو کیونکہ ہر جماعت میں اس کے لشکر، یار و مددگار اور سوار و پیادے موجود ہیں۔ تم اس کی طرح نہ بنو کہ جس نے اپنے ماں جائے بھائی کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر کسی فضیلت و بلندی کے کہ جو اللہ نے اس میں قرار دی ہو، سوا اس کے کہ حاسدانہ عداوت سے اس میں اپنی بڑائی کا احساس پیدا ہوا اور خود پسندی نے اس کے دل میں غیظ و غضب کی آگ بھڑکا دی اور شیطان نے اس کے ناک میں کبر و غرور کی ہوا پھونک دی کہ جس کی وجہ سے اللہ نے ندامت و پشیمانی کو اس کے پیچھے لگا دیا اور قیامت تک کے قاتلوں کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے۔

دیکھو! تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی پر اتر کر اور مومنین سے آمادہ پیکار ہو کر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی اور زمین میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِلّٰهِ بِالْمُنَاصَبَةِ، وَمُبَارَزَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِالْمُحَارَبَةِ۔ فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ كِبْرِ الْحَمِيَّةِ وَفَخْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّهُ مَلَاقِحُ الشَّنَاٰنِ وَمَنَافِخُ الشَّيْطَانِ الَّتِيْ خَدَعَ بِهَا الْاُمَمَ الْمَاضِيَةَ، وَالْقُرُوْنَ الْخَالِيَةَ، حَتّٰى أَعْنَقُوْا فِيْ حَنَادِسِ جَهَالَتِهٖ، وَمَهَاوِيْ ضَلَالَتِهٖ، ذُلُلًا عَنْ سِيَاقِهٖ، سُلُسًا فِيْ قِيَادِهٖ۔ أَمْرًا تَشَابَهَتِ الْقُلُوْبُ فِيْهِ، وَتَتَابَعَتِ الْقُرُوْنُ عَلَيْهِ۔ وَكِبْرًا تَضَايَقَتِ الصُّدُوْرُ بِهٖ۔

فساد مچا دیا تم زمانۂ جاہلیت والی خود بینی کی بنا پر فخر و غرور کرنے سے اللہ کا خوف کھاؤ کیونکہ یہ دشمنی و عناد کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری کا مرکز ہے جس سے اس نے گذشتہ اُمتوں اور پہلی قوموں کو ورغلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ڈھکیلنے اور آگے سے کھینچنے پر بے چون و چرا جہالت کی اندھیاریوں اور ضلالت کے گڑھوں میں تیزی سے جا پڑیں ایسی صورت سے جس میں ایسے لوگوں کے تمام دل ملتے جلتے ہوئے ہیں اور صدیوں کا حال ایک ہی سا رہا ہے اور ایسا غرور جس کے چھپانے سے سینوں کی وسعتیں تنگ ہوتی ہیں۔

أَلَا فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ مِنْ طَاعَةِ سَادَاتِكُمْ وَكُبَرَائِكُمُ الَّذِيْنَ تَكَبَّرُوْا عَنْ حَسَبِهِمْ، وَتَرَفَّعُوْا فَوْقَ نَسَبِهِمْ، وَأَلْقُوُا الْهَجِيْنَةَ عَلٰى رَبِّهِمْ، وَجَاحَدُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا صَنَعَ بِهِمْ۔ مُكَابَرَةً لِقَضَائِهٖ، وَمُغَالَبَةً لِآلَائِهٖ۔ فَإِنَّهُمْ قَوَاعِدُ أَسَاسِ الْعَصَبِيَّةِ وَدَعَائِمُ أَرْكَانِ الْفِتْنَةِ، وَسُيُوْفُ اعْتِزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَكُوْنُوْا لِنِعَمِهٖ عَلَيْكُمْ أَضْدَادًا

دیکھو! اپنے اُن سرداروں اور بڑوں کا اتباع کرنے سے ڈرو کہ جو اپنی جاہ و حشمت پر اکڑتے اور اپنے نسب کی بلندیوں پر عزہ کرتے ہوں اور بد نما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیتے ہوں اور اس کی قضا و قدر سے ٹکر لینے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ پانے کے لیے اس کے احسانات سے یکسر انکار کر دیتے ہوں، یہی لوگ تو عصبیت کی عمارت کی گہری بنیاد، فتنہ کے کاخ و ایوان کے ستون اور جاہلیت کے نسبی تفاخر کی تلواریں ہیں، لہٰذا اللہ سے ڈرو اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کے دشمن نہ بنو اور نہ اس کے فضل و کرم کے جو تم پر ہے، حاسد بنو اور ان جھوٹے مدعیانِ اسلام کی پیروی نہ کرو کہ جن کا گندلا پانی تم اپنے صاف پانی میں سمو کر پیتے ہو اور اپنی درستگی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا لِفَضْلِهِ عِنْدَكُمْ جُحُودًا۔ وَلَا
تُطِيعُوا الْأَدْعِيَاءَ الَّذِينَ
شَرِبْتُمْ بِصَفْوِكُمْ كَدَرَهُمْ، وَ
خَلَطْتُمْ بِصِحَّتِكُمْ مَرَضَهُمْ،
وَأَدْخَلْتُمْ فِي حَقِّكُمْ بَاطِلَهُمْ، وَهُمْ
أَسَاسُ الْفُسُوقِ وَأَحْلَاسُ الْعُقُوقِ۔
اتَّخَذَهُمْ إِبْلِيسُ مَطَايَا ضَلَالٍ۔ وَ
جُنْدًا بِهِمْ يَصُولُ عَلَى النَّاسِ۔ وَتَرَاجِمَةً
يَنْطِقُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ۔ اسْتِرَاقًا
لِعُقُولِكُمْ، وَدُخُولًا فِي عُيُونِكُمْ۔
وَنَفْثًا فِي أَسْمَاعِكُمْ۔ فَجَعَلَكُمْ مَرْمَى
نَبْلِهِ، وَمَوْطِئَ قَدَمِهِ، وَمَأْخَذَ
يَدِهِ۔ فَاعْتَبِرُوا بِمَا أَصَابَ الْأُمَمَ
الْمُسْتَكْبِرِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَأْسِ
اللهِ وَصَوْلَاتِهِ، وَوَقَائِعِهِ وَمُثُلَاتِهِ
وَاتَّعِظُوا بِمَثَاوِي خُدُودِهِمْ،
وَمَصَارِعِ جُنُوبِهِمْ، وَاسْتَعِيذُوا
بِاللهِ مِنْ لَوَاقِحِ الْكِبْرِ كَمَا تَسْتَعِيذُونَهُ
مِنْ طَوَارِقِ الدَّهْرِ۔ فَلَوْ رَخَّصَ
اللهُ فِي الْكِبْرِ لِأَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ
لَرَخَّصَ فِيهِ لِخَاصَّةِ أَنْبِيَائِهِ
وَأَوْلِيَائِهِ۔ وَلَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ كَرَّهَ
إِلَيْهِمُ التَّكَابُرَ وَرَضِيَ لَهُمُ التَّوَاضُعَ

کے ساتھ ان کی خرابیوں کو خلط ملط کر لیتے ہو اور اپنے حق
میں اُن کے باطل کے لیے بھی راہ پیدا کر دیتے ہو وہ فسق
و فجور کی بُنیاد ہیں، اور نافرمانیوں کے ساتھ چسپیدہ ہیں
جنھیں شیطان نے گمراہی کی باربردار سواری قرار دے
رکھا ہے اور ایسا لشکر جس کو ساتھ لے کر لوگوں پر حملہ
کرتا ہے اور ایسے ترجمان کہ جن کی زبان سے وہ گویا ہوتا
ہے تاکہ تمھاری عقلیں چھین لے تمھاری آنکھوں میں گھس
جائے اور تمھارے کانوں میں پھونک دے اس طرح اس
نے تمھیں اپنے تیروں کا ہدف اپنے قدموں کی جولاں گاہ
اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا لیا ہے تمھیں لازم ہے کہ تم
سے قبل سرکش اُمتوں پر جو قہر و عذاب اور عتاب
و عقاب نازل ہوا۔ اس سے عبرت لو اور ان رخساروں کے
بل لیٹنے اور پہلوؤں کے بل گرنے کے مقامات سے
نصیحت حاصل کرو۔ اور جس طرح زمانہ کی مصیبتوں سے
پناہ مانگتے ہو اسی طرح مغرور و سرکش بنانے والی
چیزوں سے اللہ کے دامن میں پناہ مانگو۔ اگر خداوند عالم
اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو بھی کبر و رعونت کی
اجازت دے سکتا ہوتا تو وہ اپنے مخصوص انبیاء اور
اولیاء کو اس کی اجازت دیتا لیکن اس نے
ان کو کبر و غرور سے بیزار ہی رکھا، اور ان کے لیے عجز و
مسکنت ہی کو پسند فرمایا چنانچہ انھوں نے اپنے رخسار
زمین سے پیوستہ اور چہرے خاک آلودہ رکھے، اور
مومنین کے آگے تواضع و انکسار سے جھکتے رہے اور وہ دنیا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَالصَّقُوا بِالْاَرْضِ خُدُوْدَهُمْ، وَ
عَفَّرُوْا فِي التُّرَابِ وُجُوْهَهُمْ. وَ
خَفَضُوْا اَجْنِحَتَهُمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ،
وَكَانُوْا اَقْوَامًا مُسْتَضْعَفِيْنَ، قَدِ
اخْتَبَرَهُمُ اللّٰهُ بِالْمَخْمَصَةِ، وَ
ابْتَلَاهُمْ بِالْمَجْهَدَةِ. وَامْتَحَنَهُمْ
بِالْمَخَاوِفِ. وَمَحَضَهُمْ بِالْمَكَارِهِ.
فَلَا تَعْتَبِرُوا الرِّضَا وَالسَّخَطَ بِالْمَالِ
وَالْوَلَدِ جَهْلًا بِمَوَاقِعِ الْفِتْنَةِ وَ
الْاِخْتِبَارِ فِي مَوَاضِعِ الْغِنٰى وَالْاِقْتَارِ.
فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى: "اَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَّا
يَشْعُرُوْنَ". فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَخْتَبِرُ
عِبَادَهُ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ
بِاَوْلِيَآئِهِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فِيْ
اَعْيُنِهِمْ. وَلَقَدْ دَخَلَ مُوْسٰى بْنُ
عِمْرَانَ وَمَعَهٗ اَخُوْهُ هَارُوْنُ عَلَيْهِمَا
السَّلَامُ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَعَلَيْهِمَا
مَدَارِعُ الصُّوْفِ وَبِاَيْدِيْهِمَا الْعِصِيُّ
فَشَرَطَا لَهٗ اِنْ اَسْلَمَ بَقَآءَ مُلْكِهٖ
وَدَوَامَ عِزِّهٖ فَقَالَ: "اَلَا تَعْجَبُوْنَ
مِنْ هٰذَيْنِ يَشْتَرِطَانِ لِيْ دَوَامَ الْعِزِّ

میں کمزور و بے بس تھے۔ جنھیں اللہ نے بھوک سے آزمایا
تعب و مشقت میں مبتلا کیا خوف و خطر کے موقعوں سے
ان کا امتحان لیا اور ابتلاء و مصیبت سے انھیں تہ و بالا
کیا۔ لہٰذا خدا کی خوشنودی و ناخوشنودی کا معیار اولاد
و مال کو قرار نہ دو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ دولت اور
اقتدار سے بھی کس کس طرح بندوں کا امتحان لیتا ہے
چنانچہ اللہ سبحانہٗ کا ارشاد ہے کہ "وہ لوگ یہ
خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد سے انھیں
سہارا دیتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں
کرنے میں سرگرم ہیں۔ مگر (جو اصل واقعہ
ہے اُسے) یہ لوگ سمجھتے نہیں" اسی طرح واقعہ
یہ ہے کہ اللہ اپنے اُن بندوں کا جو بجائے خود اپنی
بڑائی کا گھمنڈ رکھتے ہیں۔ امتحان لیتا ہے اپنے ان دوستوں
کے ذریعہ سے جو ان کی نظروں میں عاجز و بے بس ہیں۔
(چنانچہ اس کی مثال یہ ہے کہ) موسیٰ (علیہ السلام) اپنے
بھائی ہارون (علیہ السلام) کو ساتھ لے کر اس حالت میں
فرعون کے پاس آئے کہ ان کے جسم پر اُونی کرتے اور
ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور اس سے یہ قول و قرار کیا
کہ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اس کا ملک بھی باقی رہے گا
اور اس کی عزت بھی برقرار رہے گی تو اس نے (اپنے حاشیہ
نشینوں سے) کہا کہ تمھیں ان پر تعجب نہیں ہوتا کہ یہ
دونوں مجھ سے یہ معاملہ ٹھہرا رہے ہیں کہ میری عزت بھی
برقرار رہے گی۔ اور میرا ملک بھی باقی رہے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَبَقَاءَ الْمُلْكِ وَهُمَا بِمَا تَرَوْنَ
مِنْ حَالِ الْفَقْرِ وَالذُّلِّ. فَهَلَّا أُلْقِيَ
عَلَيْهِمَا أَسَاوِرُ مِنْ ذَهَبٍ"
إِعْظَامًا لِلذَّهَبِ وَجَمْعِهِ، وَاحْتِقَارًا
لِلصُّوفِ وَلُبْسِهِ. وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ
سُبْحَانَهُ لِأَنْبِيَائِهِ حَيْثُ بَعَثَهُمْ
أَنْ يَفْتَحَ لَهُمْ كُنُوزَ الذَّهْبَانِ
وَمَعَادِنَ الْعِقْيَانِ، وَمَغَارِسَ
الْجِنَانِ وَأَنْ يَحْشُرَ مَعَهُمْ طُيُورَ
السَّمَاءِ وَوُحُوشَ الْأَرْضِ لَفَعَلَ،
وَلَوْ فَعَلَ لَسَقَطَ الْبَلَاءُ وَبَطَلَ
الْجَزَاءُ، وَاضْمَحَلَّتِ الْأَنْبَاءُ، وَ
لَمَّا وَجَبَ لِلْقَابِلِينَ أُجُورُ الْمُبْتَلِينَ
وَلَا اسْتَحَقَّ الْمُؤْمِنُونَ ثَوَابَ
الْمُحْسِنِينَ، وَلَا لَزِمَتِ الْأَسْمَاءُ
مَعَانِيَهَا. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ
رُسُلَهُ أُولِي قُوَّةٍ فِي عَزَائِمِهِمْ،
وَضَعَفَةً فِيمَا تَرَى الْأَعْيُنُ مِنْ
حَالَاتِهِمْ مَعَ قَنَاعَةٍ تَمْلَأُ الْقُلُوبَ
وَالْعُيُونَ غِنًى، وَخَصَاصَةٍ تَمْلَأُ
الْأَبْصَارَ وَالْأَسْمَاعَ أَذًى. وَلَوْ
كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ أَهْلَ قُوَّةٍ لَا تُرَامُ
وَعِزَّةٍ لَا تُضَامُ، وَمُلْكٍ تُمَدُّ نَحْوَهُ

اور جس پھٹے حال اور ذلیل صورت میں یہ ہیں تم دیکھ ہی
رہے ہو اگر ان میں اتنا ہی دم خم تھا تو پھر ان کے ہاتھوں
میں سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے یہ اس لیے
کہ وہ سونے کو اور اس کی جمع آوری کو بڑی چیز
سمجھتا تھا اور بالوں کے کپڑوں کو حقارت کی نظر سے
دیکھتا تھا اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ جس وقت اس نے
نبیوں کو مبعوث کیا تو ان کے لیے سونے کے خزانوں اور
خالص طلا کی کانوں کے منہ کھول دیتا اور باغوں کی
کشت زاروں کو ان کے لیے مہیا کر دیتا اور فضا
کے پرندوں اور زمین کے صحرائی جانوروں کو ان کے
ہمراہ کر دیتا تو کر سکتا تھا اور اگر ایسا کرتا تو پھر آزمائش
ختم، جزا و سزا بیکار اور (آسمانی) جزیں اکارت
ہو جاتیں اور آزمائش میں پڑنے والوں کا اجر اس
طرح کے ماننے والوں کے لیے ضروری نہ رہتا اور نہ
ایسے ایمان لانے والے نیک کرداروں کی جزا کے
مستحق رہتے اور نہ الفاظ اپنے معنی کا ساتھ دیتے لیکن اللہ
سبحانہ اپنے رسولوں کو ارادوں میں قوی اور آنکھوں کو
دکھائی دینے والے ظاہری حالت میں کمزور و ناتواں قرار دیتا
ہے اور انھیں ایسی قناعت سے سرفراز کرتا ہے جو دیکھنے
اور سننے والوں کے) دلوں اور آنکھوں کو بے نیازی سے
بھر دیتی ہے اور ایسا افلاس ان کے دامن سے وابستہ
کر دیتا ہے کہ جس سے آنکھوں کو دیکھ کر اور کانوں کو سن کر
اذیت ہوتی ہے۔ اگر انبیاء ایسی قوت و طاقت رکھتے کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَعْنَاقُ الرِّجَالِ، وَتُشَدُّ إِلَيْهِ عُقَدُ
الرِّحَالِ لَكَانَ ذَلِكَ أَهْوَنَ عَلَى
الْخَلْقِ فِي الْاِعْتِبَارِ وَأَبْعَدَ لَهُمْ فِي
الْاِسْتِكْبَارِ، وَلَآمَنُوا عَنْ رَهْبَةٍ
قَاهِرَةٍ لَهُمْ أَوْ رَغْبَةٍ مَائِلَةٍ
بِهِمْ، فَكَانَتِ النِّيَّاتُ مُشْتَرَكَةً
وَالْحَسَنَاتُ مُقْتَسَمَةً، وَلَكِنَّ اللهَ
سُبْحَانَهُ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ الْاِتِّبَاعُ
لِرُسُلِهِ وَالتَّصْدِيقُ بِكُتُبِهِ وَ
الْخُشُوعُ لِوَجْهِهِ وَالْاِسْتِكَانَةُ
لِأَمْرِهِ وَالْاِسْتِسْلَامُ لِطَاعَتِهِ
أُمُورًا لَهُ خَاصَّةً لَا تَشُوبُهَا
مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ. وَكُلَّمَا كَانَتِ
الْبَلْوَى وَالْاِخْتِبَارُ أَعْظَمَ كَانَتِ
الْمَثُوبَةُ وَالْجَزَاءُ أَجْزَلَ.

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ
اخْتَبَرَ الْأَوَّلِينَ مِنْ لَدُنْ آدَمَ
صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ إِلَى الْآخِرِينَ
مِنْ هَذَا الْعَالَمِ بِأَحْجَارٍ لَا تَضُرُّ
وَلَا تَنْفَعُ، وَلَا تُبْصِرُ وَلَا تَسْمَعُ
فَجَعَلَهَا بَيْتَهُ الْحَرَامَ الَّذِي
جَعَلَهُ لِلنَّاسِ قِيَامًا، ثُمَّ وَضَعَهُ
بِأَوْعَرِ بِقَاعِ الْأَرْضِ حَجَرًا، وَأَقَلِّ

جیسے دباؤ کا قصد و ارادہ بھی نہ ہو سکتا ہوتا اور ایسا تسلط و
اقتدار رکھتے کہ جس پر تعدی ممکن ہی نہ ہوتی اور ایسی
سلطنت کے مالک ہوتے کہ جس کی طرف لوگوں کی گردنیں
مڑتیں اور اس کے رُخ پر سواریوں کے پالان کسے جاتے
تو یہ چیز نصیحت پذیری کے لیے بڑی آسان اور اس سے
انکار و سرتابی بہت بعید ہوتی اور لوگ چھائے ہوئے
خوف یا مائل کرنے والے اسباب رغبت کی بنا پر ایمان لے
آتے تو اس صورت میں ان کی نیتیں مشترک اور نیک
عمل بٹے ہوئے ہوتے لیکن اللہ سبحانہ نے تو یہ چاہا
کہ اس کے پیغمبروں کا اتباع اس کی کتابوں کی تصدیق
اس کے سامنے فروتنی اس کے احکام کی فرماں برداری اور
اس کی اطاعت یہ سب چیزیں اسی کے لیے مخصوص ہوں
اور ان میں کوئی دوسرا شائبہ تک نہ ہو اور جتنی آزمائش کڑی
ہوگی اتنا ہی اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

تم دیکھتے نہیں کہ اللہ سبحانہ نے آدم علیہ سے لے کر
اس جہان کے آخر تک کے اگلے پچھلوں کو ایسے پتھروں سے
آزمایا ہے کہ جو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ نہ سن سکتے
ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں اس نے ان پتھروں ہی کو اپنا
محترم گھر قرار دیا کہ جسے لوگوں کے لیے (امن کے) قیام کا
ذریعہ ٹھہرایا ہے۔ پھر یہ کہ اس نے اسے زمین کے رقبوں
میں سے ایک سنگلاخ رقبہ اور دُنیا میں بلندی پر واقع
ہونے والی آبادیوں میں سے ایک کم مٹی والے مقام اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَنَاطِقِ الْأَرْضِ مَدَرًا۔ وَأَضْيَقِ بُطُونِ الْأَوْدِيَةِ قُطْرًا۔ بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ، وَرِمَالٍ دَمِثَةٍ، وَعُيُونٍ وَشِلَةٍ، وَقُرًى مُنْقَطِعَةٍ۔ لَا يَرْكَبُونَ بِهَا خُفًّا، وَلَا حَافِرًا وَلَا ظِلْفًا۔ ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ وَوَلَدَهُ أَنْ يَثْنُوا إِعْطَافَهُمْ نَحْوَهَا، فَصَارَ مَثَابَةً لِمُنْتَجَعِ أَسْفَارِهِمْ وَغَايَةً لِمُلْقَى رِحَالِهِمْ۔ تَهْوِي إِلَيْهِ ثِمَارُ الْأَفْئِدَةِ مِنْ مَفَاوِزَ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ وَمَهَاوِي فِجَاجٍ عَمِيقَةٍ، وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ، حَتَّى يَهُزُّوا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلًا يُهَلِّلُونَ لِلَّهِ حَوْلَهُ۔ وَيَرْمُلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ شُعْثًا غُبْرًا لَهُ۔ قَدْ نَبَذُوا السَّرَابِيلَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، وَشَوَّهُوا بِإِعْفَاءِ الشُّعُورِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ، ابْتِلَاءً عَظِيمًا وَامْتِحَانًا شَدِيدًا وَاخْتِبَارًا مُبِينًا۔ وَتَمْحِيصًا بَلِيغًا جَعَلَهُ اللَّهُ سَبَبًا لِرَحْمَتِهِ، وَوُصْلَةً إِلَى جَنَّتِهِ۔ وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ وَمَشَاعِرَهُ

گھاٹیوں میں سے ایک تنگ اطراف والی گھاٹی میں قرار دیا کھرے اور کھردرے پہاڑوں نرم ریتیلے میدانوں، کم آب چشموں اور متفرق دیہاتوں کے درمیان کہ جہاں اونٹ، گھوڑا اور گائے بکری نشو و نما نہیں پا سکتے پھر بھی اس نے آدم اور ان کی اولاد کو حکم دیا کہ اپنے رخ اس کی طرف موڑیں، چنانچہ وہ ان کے سفروں سے فائدہ اٹھانے کا مرکز اور پالانوں کے اترنے کی منزل بن گیا کہ دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راہوں اور (زمین سے) کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے نفوس انسانی اُدھر متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پوری فرماں برداری سے اپنے کندھوں کو ہلاتے ہوئے اس کے گرد لبیک اللّٰھم لبیک کی آوازیں بلند کرتے ہیں اور اپنے پیروں سے پوپہ دوڑ لگاتے ہیں اس حالت میں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے اور بدن خاک میں اٹے ہوتے ہیں۔ انھوں نے اپنا لباس پشت پر ڈال دیا ہوتا ہے اور بالوں کو بڑھا کر اپنے کو بدصورت بنا لیا ہوتا ہے۔ یہ بڑا ابتلا، کڑی آزمائش کھلم کھلا امتحان اور پوری پوری جانچ ہے۔ اللہ نے اُسے اپنی رحمت کا ذریعہ اور جنّت تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیا ہے اور اگر خداوند عالم یہ چاہتا کہ وہ اپنا محترم گھر اور بلند پایہ عبادت گاہیں ایسی جگہ پر بنائے کہ جس کے گرد باغ و چمن کی قطاریں اور بہتی ہوئی نہریں ہوں زمین نرم و ہموار ہو کہ (جس میں) درختوں کے جھنڈ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْعِظَامَ بَيْنَ جَنَّاتٍ وَأَنْهَارٍ، وَسَهْلٍ وَقَرَارٍ، جَمِّ الْأَشْجَارِ، دَانِي الثِّمَارِ، مُلْتَفِّ الْبُنَى، مُتَّصِلِ الْقُرَى. بَيْنَ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ، وَرَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، وَأَرْيَافٍ مُحْدِقَةٍ، وَعِرَاصٍ مُغْدِقَةٍ، وَرِيَاضٍ نَاضِرَةٍ، وَطُرُقٍ عَامِرَةٍ، لَكَانَ قَدْ صَغُرَ قَدْرُ الْجَزَاءِ عَلَى حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ. وَلَوْ كَانَ الْأَسَاسُ الْمَحْمُولُ عَلَيْهَا، وَالْأَحْجَارُ الْمَرْفُوعُ بِهَا بَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ، وَيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ، وَنُورٍ وَضِيَاءٍ لَخَفَّفَ ذَلِكَ مُسَارَعَةَ الشَّاكِّ فِي الصُّدُورِ، وَلَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ إِبْلِيسَ عَنِ الْقُلُوبِ، وَلَنَفَى مُعْتَلَجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنَّ اللهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَهُ بِأَنْوَاعِ الشَّدَائِدِ، وَيَتَعَبَّدُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ، وَيَبْتَلِيهِمْ بِضُرُوبِ الْمَكَارِهِ إِخْرَاجًا لِلتَّكَبُّرِ مِنْ قُلُوبِهِمْ، وَإِسْكَانًا لِلتَّذَلُّلِ فِي نُفُوسِهِمْ، وَلِيَجْعَلَ ذَلِكَ أَبْوَابًا فُتُحًا إِلَى فَضْلِهِ، وَأَسْبَابًا ذُلُلًا لِعَفْوِهِ.

اور (اُن میں) جھکے ہوئے پھلوں کے خوشے ہوں جہاں عمارتوں کا جال بچھا ہوا اور آبادیوں کا سلسلہ ملا ہوا ہو جہاں سرخی مائل گیہوں کے پودے، سرسبز مرغزار، چمن در کنار سبزہ زار پانی میں شرابور میدان، لہلہاتے ہوئے کھیت اور آباد گذرگاہیں ہوں، تو البتہ وہ جزا و ثواب کو اسی اندازہ سے کم کر دیتا کہ جس اندازہ سے ابتلاء و آزمائش میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اگر وہ بنیاد کہ جس پر اس گھر کی تعمیر ہوئی ہے اور وہ پتھر کہ جس پر اس کی عمارت اٹھائی گئی ہے زمرد سبز و یاقوت سرخ کے ہوتے اور (اُن میں) نور و ضیاء (کی تابانی) ہوتی تو یہ چیز سینوں میں شک و شبہات کے ٹکراؤ کو کم کر دیتی اور دلوں سے شیطان کی دوڑ دھوپ (کا اثر) مٹا دیتی اور لوگوں سے شکوک کے خلجان دُور کر دیتی لیکن اللہ سبحانہ، اپنے بندوں کو گوناگوں سختیوں سے آزماتا ہے۔ اور ان سے ایسی عبادت کا خواہاں ہے کہ جو طرح طرح کی مشقتوں سے بجالائی گئی ہو اور انھیں قسم قسم کی ناگواریوں سے جانچتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمکنت و غرور کو نکال باہر کرے اور ان کے نفوس میں عجز و فروتنی کو جگہ دے اور یہ کہ اس ابتلاء و آزمائش (کی راہ) سے اپنے فضل و امتنان کے کھلے ہوئے دروازوں تک (انھیں) پہنچائے اور اسے اپنی معافی و بخشش کا آسان وسیلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي عَاجِلِ الْبَغْيِ، وَ
آجِلِ وَخَامَةِ الظُّلْمِ، وَسُوءِ
عَاقِبَةِ الْكِبْرِ فَإِنَّهَا مَصْيَدَةُ
إِبْلِيسَ الْعُظْمَى، وَمَكِيدَتُهُ
الْكُبْرَى الَّتِي تُسَاوِرُ قُلُوبَ
الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ السُّمُومِ الْقَاتِلَةِ
فَمَا تَكَادُ أَبَدًا. وَلَا تُشْوِي
أَحَدًا، لَا عَالِمًا بِعِلْمِهِ، وَلَا
مُقِلًّا فِي طِمْرِهِ. وَعَنْ ذٰلِكَ
مَا حَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ
بِالصَّلَوَاتِ وَالزَّكَوَاتِ، وَ
مُجَاهَدَةِ الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ
الْمَفْرُوضَاتِ تَسْكِينًا لِأَطْرَافِهِمْ
وَتَخْشِيعًا لِأَبْصَارِهِمْ، وَتَذْلِيلًا
لِنُفُوسِهِمْ، وَتَخْفِيضًا لِقُلُوبِهِمْ،
وَإِذْهَابًا لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ لِمَا
فِي ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيرِ عِتَاقِ الْوُجُوهِ
بِالتُّرَابِ تَوَاضُعًا، وَالْتِصَاقِ
كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْأَرْضِ
تَصَاغُرًا، وَلُحُوقِ الْبُطُونِ
بِالْمُتُونِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلًا
مَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ
ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ إِلَى

وذریعہ تسرا دے۔ دنیا میں سرکشی کی پاداش
اور آخرت میں ظلم کی گرانباری کے عذاب اور
غرور و نخوت کے بُرے انجام کے خیال سے اللہ کا
خوف کھاؤ کیونکہ یہ سرکشی ظلم اور غرور و تکبر شیطان کا
بہت بڑا جال اور بہت بڑا پھندا ہے کہ جو لوگوں کے
دلوں میں زہر قاتل کی طرح اُتر جاتا ہے نہ اُس کا اثر
کبھی رائگاں جاتا ہے نہ اس کا وار کسی سے خطا کرتا ہے
نہ عالم کو اس کے علم کے باوجود اور نہ پھٹے پُرانے
چیتھڑوں میں کسی فقیر بے نوا سے۔ یہی وہ چیز ہے
جس سے خداوند عالم ایمان سے سرفراز ہونے
والے بندوں کو نماز، زکوٰۃ اور مقررہ دنوں میں
روزوں کے جہاد کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے اور
اس طرح ان کے ہاتھ پیروں (کی شیطانیوں) کو
سکون کی سطح پر لاتا ہے، ان کی آنکھوں کو عجز
و شکستگی سے جھکا کر نفس کو رام
اور دلوں کو متواضع بنا کر
رعونت و خود پسندی کو ان سے
دور کرتا ہے (نماز میں) ناک
چہروں کو عجز و نیاز مندی کی
بنا پر خاک آلودہ کیا جاتا
ہے۔ اور روزوں میں
از روئے فرمانبرداری پیٹ
پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کی پیداوار وغیرہ کو فقرا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ۔

أُنْظُرُوا إِلَىٰ مَا فِي هٰذِهِ الْأَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ، وَقَدْعِ طَوَالِعِ الْكِبْرِ۔ وَلَقَدْ نَظَرْتُ فَمَا وَجَدْتُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ يَتَعَصَّبُ لِشَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا عَنْ عِلَّةٍ تَحْتَمِلُ تَمْوِيهَ الْجُهَلَاءِ، أَوْ حُجَّةٍ تَلِيطُ بِعُقُولِ السُّفَهَاءِ غَيْرَكُمْ۔ فَإِنَّكُمْ تَتَعَصَّبُونَ لِأَمْرٍ لَا يُعْرَفُ لَهُ سَبَبٌ وَلَا عِلَّةٌ۔ أَمَا إِبْلِيسُ فَتَعَصَّبَ عَلَىٰ آدَمَ لِأَصْلِهِ۔ وَطَعَنَ عَلَيْهِ فِي خِلْقَتِهِ فَقَالَ: أَنَا نَارِيٌّ وَأَنْتَ طِينِيٌّ۔ وَأَمَّا الْأَغْنِيَاءُ مِنْ مُتْرَفَةِ الْأُمَمِ فَتَعَصَّبُوا لِآثَارِ مَوَاقِعِ النِّعَمِ۔ فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ۔ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ فَلْيَكُنْ تَعَصُّبُكُمْ لِمَكَارِمِ الْخِصَالِ، وَمَحَامِدِ الْأَفْعَالِ، وَمَحَاسِنِ الْأُمُورِ الَّتِي تَفَاضَلَتْ فِيهَا الْمُجْدَاءُ وَالنَّجْدَاءُ مِنْ بُيُوتَاتِ الْعَرَبِ وَيَعَاسِيبِ الْقَبَائِلِ بِالْأَخْلَاقِ الرَّغِيبَةِ وَالْأَحْلَامِ الْعَظِيمَةِ وَالْأَخْطَارِ الْجَلِيلَةِ

وساکین تک پہنچایا جاتا ہے۔

دیکھو کہ ان اعمال وعبادات میں غرور کے ابھرے ہوئے اثرات کو مٹانے اور تمکنت کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبانے کے کیسے کیسے فوائد مضمر ہیں۔ میں نے نگاہ دوڑائی تو دنیا بھر میں ایک فرد کو بھی ایسا نہ پایا کہ وہ کسی چیز کی پاسداری کرتا ہو، مگر یہ کہ اس کی نظروں میں اس کی کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے کہ جو جاہلوں کے اشتباہ کا باعث بن جاتی ہے یا کوئی ایسی دلیل ہوتی ہے جو بیوقوفوں کی عقلوں سے چپک جاتی ہے سوا تمہارے کہ تم ایک چیز کی جنبہ داری تو کرتے ہو مگر اس کی کوئی علت اور وجہ نہیں معلوم ہوتی ابلیس ہی کو لو کہ اس نے آدم کے سامنے حمیت جاہلیت کا مظاہرہ کیا تو اپنی اصل (آگ) کی وجہ سے اور ان پر چوٹ کی تو اپنی خلقت و پیدائش کی بنا پر چنانچہ اس نے آدم سے کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم مٹی سے (یونہی) خوش حال قوموں کے مال دار لوگ اپنی نعمتوں پر اتراتے ہوئے بڑا بول بولے کہ "ہم مال و اولاد میں بڑھے ہوئے ہیں ہمیں کیونکر عذاب کیا جا سکتا ہے"۔ اب اگر تمہیں فخر ہی کرنا ہے تو اس پاکیزگی اخلاق، بلندی کردار اور حسن سیرت پر فخر و ناز کرو کہ جس میں عرب گھرانوں کے باعظمت و بلند ہمت سرداران قوم اپنی خوش اطواریوں بلند پایہ دانائیوں اعلیٰ مرتبوں اور پسندیدہ کارناموں کی وجہ سے ایک دوسرے پر برتری ثابت کرتے تھے۔ تم بھی ان قابل ستائش خصلتوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْاٰثَارِ الْمَحْمُوْدَةِ، فَتَعَصَّبُوْا لِخِلَالِ
الْحَمْدِ مِنَ الْحِفْظِ لِلْجَوَارِ، وَالْوَفَاءِ
بِالذِّمَامِ، وَالطَّاعَةِ لِلْبِرِّ، وَالْمَعْصِيَةِ
لِلْكِبْرِ، وَالْاَخْذِ بِالْفَضْلِ، وَالْكَفِّ
عَنِ الْبَغْيِ، وَالْاِعْظَامِ لِلْقَتْلِ، وَ
الْاِنْصَافِ لِلْخَلْقِ، وَالْكَظْمِ لِلْغَيْظِ،
وَاجْتِنَابِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ. وَاحْذَرُوْا
مَا نَزَلَ بِالْاُمَمِ قَبْلَكُمْ مِنَ الْمَثُلَاتِ
بِسُوْءِ الْاَفْعَالِ وَذَمِيْمِ الْاَعْمَالِ.
فَتَذَكَّرُوْا فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اَحْوَالَهُمْ
وَاحْذَرُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا اَمْثَالَهُمْ
فَاِذَا تَفَكَّرْتُمْ فِي تَفَاوُتِ حَالَيْهِمْ
فَالْزَمُوْا كُلَّ اَمْرٍ لَزِمَتِ الْعِزَّةُ بِهٖ
شَاْنَهُمْ وَزَاحَتِ الْاَعْدَاءُ لَهٗ
عَنْهُمْ وَمُدَّتِ الْعَافِيَةُ فِيْهِ عَلَيْهِمْ
وَانْقَادَتِ النِّعْمَةُ لَهٗ مَعَهُمْ، وَ
وَصَلَتِ الْكَرَامَةُ عَلَيْهِ حَبْلَهُمْ
مِنَ الْاِجْتِنَابِ لِلْفُرْقَةِ، وَاللُّزُوْمِ
لِلْاُلْفَةِ، وَالتَّحَاضِّ عَلَيْهَا وَالتَّوَاصِيْ
بِهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ اَمْرٍ كَسَرَ فِقْرَتَهُمْ
وَاَوْهَنَ مُنَّتَهُمْ مِنْ نَقْضِ مَا عُنِ
الْقُلُوْبِ، وَتَشَاحُنِ الصُّدُوْرِ وَ
تَدَابُرِ النُّفُوْسِ، وَتَخَاذُلِ الْاَيْدِيْ،

طرف داری کرو جیسے ہمسایوں کے حقوق کی حفاظت کرنا عہد
و پیمان کو نباہنا، نیکوں کی اطاعت اور سرکشوں کی مخالفت
کرنا حسن سلوک کا پابند اور ظلم سے کنارہ کش رہنا خونریزی
سے پناہ مانگنا خلق خدا سے عدل و انصاف برتنا غصہ کو
پی جانا زمین میں شر انگیزی سے دامن بچانا تمھیں ان عذابوں
سے ڈرنا چاہیے۔ جو تم سے پہلی امتوں پر ان کی بداعمالیوں
اور بد کرداریوں کی وجہ سے نازل ہوئے اور اپنے اچھے
اور برے حالات میں ان کے احوال و واردات کو پیش نظر
رکھو اور اس امر سے خائف و ترساں رہو کہ کہیں تم بھی انہی
کے ایسے نہ ہو جاؤ اگر تم نے ان کی دونوں (اچھی بری) حالتوں
پر غور کر لیا ہے تو پھر ہر اس چیز کی پابندی کرو کہ جس کی
وجہ سے عزت و برتری نے ہر حال میں ان کا ساتھ دیا اور
دشمن ان سے دور دور رہے اور عیش و سکون کے دامن ان پر
پھیل گئے اور نعمتیں سرنگوں ہو کر ان کے ساتھ ہو لیں اور عزت
و سرفرازی نے اپنے بندھن ان سے جوڑ لیے (وہ کیا چیزیں تھیں؟)
یہ کہ وہ افتراق سے بچے اور اتفاق و یک جہتی پر قائم رہے
اسی پر ایک دوسرے کو ابھارتے تھے اور اسی کی باہم سفارش
کرتے تھے اور تم ہر اس امر سے بچ کر رہو کہ جس نے ان کی ریڑھ
کی ہڈی کو توڑ ڈالا اور قوت و توانائی کو ضعف سے بدل
دیا اور وہ یہ تھا کہ انھوں نے دلوں میں کینہ اور سینوں
میں بغض رکھا ایک دوسرے کی مدد سے ہاتھ پھیر لیا اور باہمی
تعاون سے ہاتھ اٹھا لیا اور تم کو لازم ہے کہ گذشتہ زمانہ
کے اہل ایمان کے وقائع و حالات میں غور و فکر کرو کہ (عبرت آموز

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَدْ بَرَوْا اَحْوَالَ الْمَاضِيْنَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ قَبْلَكُمْ كَيْفَ كَانُوْا فِيْ
حَالِ التَّمْحِيْصِ وَالْبَلَاءِ. اَلَمْ يَكُوْنُوْا
اَثْقَلَ الْخَلَائِقِ اَعْبَاءً، وَاَجْهَدَ
الْعِبَادِ بَلَاءً، وَاَضْيَقَ اَهْلِ
الدُّنْيَا حَالًا. اتَّخَذَتْهُمُ الْفَرَاعِنَةُ
عَبِيْدًا فَسَاَمُوْهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ
وَجَرَّعُوْهُمُ الْمُرَارَ فَلَمْ تَبْرَحِ
الْحَالُ بِهِمْ فِيْ ذُلِّ الْمَلَكَةِ
وَقَهْرِ الْغَلَبَةِ. لَا يَجِدُوْنَ حِيْلَةً
فِيْ امْتِنَاعٍ، وَلَا سَبِيْلًا اِلٰى دِفَاعٍ.
حَتّٰى اِذَا رَاَى اللّٰهُ جِدَّ الصَّبْرِ مِنْهُمْ
عَلَى الْاَذٰى فِيْ مَحَبَّتِهٖ، وَالْاِحْتِمَالِ
لِلْمَكْرُوْهِ مِنْ خَوْفِهٖ جَعَلَ لَهُمْ مِنْ
مَضَايِقِ الْبَلَاءِ فَرَجًا، فَاَبْدَلَهُمُ
الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ. وَالْاَمْنَ مَكَانَ
الْخَوْفِ فَصَارُوْا مُلُوْكًا حُكَّامًا.
وَاَئِمَّةً اَعْلَامًا، وَقَدْ بَلَغَتِ
الْكَرَامَةُ مِنَ اللّٰهِ لَهُمْ مَا لَمْ تَبْلُغِ
الْاٰمَالُ اِلَيْهِ بِهِمْ. فَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانُوْا حَيْثُ كَانَتِ الْاَمْلَاءُ مُجْتَمِعَةً
وَالْاَهْوَاءُ مُتَّفِقَةً، وَالْقُلُوْبُ
مُعْتَدِلَةً. وَالْاَيْدِيْ مُتَرَادِفَةً،

ابتلاؤں اور (جانکاہ) مصیبتوں میں ان کی کیا حالت تھی
کیا وہ ساری کائنات سے زیادہ گرانبار تمام لوگوں سے زائد
مبتلائے تعب و مشقت اور دنیا جہان سے زیادہ تنگی و ضیق کے
عالم میں نہ تھے؟ کہ جنھیں دنیا کے فرعونوں نے اپنا غلام بنا
رکھا تھا اور انھیں سخت سے سخت اذیتیں پہنچاتے اور
تلخیوں کے گھونٹ پلاتے تھے اور ان کی یہ حالت ہو گئی تھی
کہ وہ تباہی و ہلاکت کی ذلتوں اور غلبہ و تسلط کی قہرمانیوں
میں گھرتے چلے جا رہے تھے نہ انھیں بچاؤ کی کوئی تدبیر اور
نہ روک تھام کا کوئی ذریعہ سوجھتا تھا، یہاں تک کہ جب
اللہ سبحانہ نے یہ دیکھا کہ یہ میری محبت میں اذیتوں پر پوری
کد و کاوش سے صبر کیے جا رہے ہیں اور میرے خیال
سے مصیبتوں کو جھیل رہے ہیں تو ان کے لیے مصیبت و
ابتلاء کی تنگنائے سے وسعت کی راہیں نکالیں اور ان کی
ذلت کو عزت اور خوف و ہراس کو امن سے بدل دیا چنانچہ
وہ سخت فرمانروائی پر سلطان اور مسند ہدایت پر رہنما ہوئے
اور انھیں اُمیدوں سے بڑھ چڑھ کر اللہ کی طرف سے
عزت و سرفرازی حاصل ہوئی۔ غور کرو! کہ جب ان کی
جمعیتیں یکجا، خیالات یکسو اور دل یکساں تھے اور ان کے
ہاتھ ایک دوسرے کو سہارا دیتے اور تلواریں ایک دوسرے
کی معین و مددگار تھیں اور ان کی بصیرتیں تیز اور ارادے
متحد تھے، تو اس وقت ان کا عالم کیا تھا؟ کیا وہ اطراف
زمین میں فرمانروا اور دنیا والوں کی گردنوں پر حکمران نہ تھے؟
اور تصویر کا یہ رُخ بھی دیکھو! کہ جب ان میں پھوٹ پڑ گئی،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالسُّيُوْفُ مُتَنَاصِرَةٌ، وَالْبَصَائِرُ نَافِذَةٌ، وَالْعَزَائِمُ وَاحِدَةٌ، أَلَمْ يَكُوْنُوْا أَرْبَابًا فِيْ أَقْطَارِ الْأَرَضِيْنَ، وَمُلُوْكًا عَلٰى رِقَابِ الْعَالَمِيْنَ۔ فَانْظُرُوْا إِلٰى مَا صَارُوْا إِلَيْهِ فِيْ آخِرِ أُمُوْرِهِمْ حِيْنَ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ، وَتَشَتَّتِ الْأُلْفَةُ وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَالْأَفْئِدَةُ، وَتَشَعَّبُوْا مُخْتَلِفِيْنَ، وَتَفَرَّقُوْا مُتَحَارِبِيْنَ قَدْ خَلَعَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لِبَاسَ كَرَامَتِهٖ، وَسَلَبَهُمْ غَضَارَةَ نِعْمَتِهٖ۔ وَبَقِيَ قَصَصُ أَخْبَارِهِمْ فِيْكُمْ عِبْرَةً لِلْمُعْتَبِرِيْنَ۔ (مِنْكُمْ)

فَاعْتَبِرُوْا بِحَالِ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ وَبَنِيْ إِسْحَاقَ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ فَمَا أَشَدَّ اعْتِدَالَ الْأَحْوَالِ، وَأَقْرَبَ اشْتِبَاهَ الْأَمْثَالِ۔ تَأَمَّلُوْا أَمْرَهُمْ فِيْ حَالِ تَشَتُّتِهِمْ وَتَفَرُّقِهِمْ لَيَالِيَ كَانَتِ الْأَكَاسِرَةُ وَالْقَيَاصِرَةُ أَرْبَابًا لَهُمْ، يَحْتَازُوْنَهُمْ عَنْ رِيْفِ الْآفَاقِ، وَبَحْرِ الْعِرَاقِ وَخُضْرَةِ الدُّنْيَا إِلٰى مَنَابِتِ الشِّيْحِ،

یک جہتی درہم برہم ہوگئی، ان کی باتوں اور دلوں میں اختلافات کے شاخسانے پھوٹ نکلے۔ اور وہ مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے اور الگ الگ جتھے بن کر ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے لگے تو ان کی نوبت یہ ہوگئی کہ اللہ نے ان سے عزت و بزرگی کا پیراہن اتار لیا اور نعمتوں کی آسائشیں ان سے چھین لیں اور تمہارے درمیان ان کے واقعات کی حکایتیں عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت بن کر رہ گئیں۔

(اب ذرا) اسمٰعیل کی اولاد اسحٰق کے فرزندوں اور یعقوب کے بیٹوں کے حالات سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ حالات کتنے ملتے ہوئے ہیں اور طور و طریقے کتنے یکساں ہیں۔ ان کے منتشر و پراگندہ ہو جانے کی صورت میں جو واقعات رونما ہوئے اُن میں فکر و تامل کرو، کہ جب شاہانِ عجم اور سلاطین روم اُن پر حکمران تھے وہ انھیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے خاردار جھاڑیوں ہواؤں کی بے روک گزرگاہوں اور معیشت کی دشواریوں کی طرف ڈھکیل دیتے تھے اور آخر انھیں فقیر و نادار اور زخمی پیٹھ والے اونٹوں کا چرواہا اور بالوں کی جھونپڑیوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمَهَا فِي الرِّيحِ، وَنَكَدِ الْمَعَاشِ.
فَدَكُوهُمْ عَالَةً مَسَاكِينَ إِخْوَانَ
دَبَرٍ وَوَبَرٍ، أَذَلَّ الْأُمَمِ دَارًا وَ
أَجْدَبَهُمْ قَرَارًا، لَا يَأْوُونَ إِلَى
جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَعْتَصِمُونَ بِهَا، وَ
لَا إِلَى ظِلِّ أُلْفَةٍ يَعْتَمِدُونَ عَلَى
عِزِّهَا. فَالْأَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ،
وَالْأَيْدِي مُخْتَلِفَةٌ، وَالْكَثْرَةُ
مُتَفَرِّقَةٌ. فِي بَلَاءٍ أَزْلٍ، وَأَطْبَاقِ
جَهْلٍ. مِنْ بَنَاتٍ مَوْءُودَةٍ،
وَأَصْنَامٍ مَعْبُودَةٍ، وَأَرْحَامٍ
مَقْطُوعَةٍ، وَغَارَاتٍ مَشْنُونَةٍ.
فَانْظُرُوا إِلَى مَوَاقِعِ نِعَمِ اللَّهِ
عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولًا،
فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ طَاعَتَهُمْ، وَجَمَعَ
عَلَى دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ. كَيْفَ نَشَرَتِ
النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا، وَ
أَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا،
وَالْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَائِدِ
بَرَكَتِهَا. فَأَصْبَحُوا فِي نِعْمَتِهَا
غَرِقِينَ، وَفِي خُضْرَةِ عَيْشِهَا
فَكِهِينَ. قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ
فِي ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ، وَآوَتْهُمْ

کا باشندہ بنا کر چھوڑتے تھے۔ ان کے گھر بار دنیا جہاں سے
بڑھ کر خستہ و خراب اور ان کے ٹھکانے خشک سالیوں سے
تباہ حال تھے۔ نہ ان کی کوئی آواز تھی جس کے پر و بال کا
سہارا لیں، نہ انس و محبت کی چھاؤں تھی جس کے بل بوتے
پر بھروسا کریں۔ ان کے حالات پراگندہ ہاتھ الگ الگ تھے
کثرت و جمعیت بٹی ہوئی تھی، جانگداز مصیبتوں اور

جہالت کی تہ بہ تہ تہوں میں پڑے ہوئے
تھے یوں کہ لڑکیاں زندہ درگور تھیں
گھر گھر مورتی پوجا ہوتی تھی
رشتے ناتے توڑے جا چکے
تھے اور لوٹ کھسوٹ
کی گرم بازاری تھی

دیکھو! کہ اللہ نے ان پر کتنے احسانات کیے، کہ
جب ان میں اپنا رسول بھیجا کہ جس نے اپنی اطاعت کا
انھیں پابند بنایا اور انھیں ایک مرکز وحدت پر جمع
کر دیا اور کیونکر خوش حالی نے اپنے پر و بال ان پر پھیلا دیئے
اور ان کے لیے بخشش و فیضان کی نہریں بہا دیں اور
شریعت نے انھیں اپنی برکت کے بے بہا فائدوں میں
لپیٹ لیا چنانچہ وہ اس کی نعمتوں میں شرابور اور اس کی
زندگی کی تر و تازگیوں میں خوش حال اور ایک مسلّط
فرماں روا (اسلام) کے زیر سایہ ان (کی زندگی) کے
تمام شعبے (نظم و ترتیب سے) قائم ہو گئے اور ان کے حالات
(کی درستگی) نے انھیں غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلْحَالُ اِلٰی کَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ۔ وَتَعَطَّفَتِ
الْاُمُوْرُ عَلَیْهِمْ فِیْ ذُرٰی مُلْكٍ
ثَابِتٍ، فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَی الْعَالَمِیْنَ،
وَمُلُوْكٌ فِیْ اَطْرَافِ الْاَرَضِیْنَ
یَمْلِكُوْنَ الْاُمُوْرَ عَلٰی مَنْ كَانَ
یَمْلِكُهَا عَلَیْهِمْ۔ وَیُمْضُوْنَ الْاَحْكَامَ
فِیْمَنْ كَانَ یُمْضِیْهَا فِیْهِمْ۔ لَا
تُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ، وَلَا تُقْرَعُ
لَهُمْ صَفَاةٌ۔

اور ایک مضبوط سلطنت کی سربلند چوٹیوں میں (دین و دنیا کی) سعادتیں ان پر جھک پڑیں وہ تمام جہاں پر حکمراں اور زمین کی پہنائیوں میں تخت و تاج کے مالک بن گئے اور جن پابندیوں کی بنا پر دوسروں کے زیردست تھے اب یہ انہیں پابند بنا کر ان پر مسلّط ہو گئے اور جن کے زیر فرمان تھے ان کے فرمانروا بن گئے نہ ان کا دم خم ہی نکالا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کا کس بل توڑا جا سکتا ہے۔

اَلَا وَاِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ اَیْدِیَكُمْ
مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ۔ وَثَلَمْتُمْ حِصْنَ
اللّٰهِ الْمَضْرُوْبَ عَلَیْكُمْ بِاَحْكَامِ
الْجَاهِلِیَّةِ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ
قَدْ اَمَتَّنَ عَلٰی جَمَاعَةِ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ فِیْمَا عَقَدَ بَیْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ
هٰذِهِ الْاُلْفَةِ الَّتِیْ یَنْتَقِلُوْنَ
فِیْ ظِلِّهَا، وَیَاْوُوْنَ اِلٰی كَنَفِهَا،
بِنِعْمَةٍ لَا یَعْرِفُ اَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ
لَهَا قِیْمَةً لِاَنَّهَا اَرْجَحُ مِنْ كُلِّ ثَمَنٍ
وَاَجَلُّ مِنْ كُلِّ خَطَرٍ۔

دیکھو! تم نے اطاعت کے بندھنوں سے اپنے ہاتھوں کو چھڑا لیا اور زمانۂ جاہلیت کے طور طریقوں سے اپنے گرد کھینچے ہوئے حصار میں رخنہ ڈال دیا خداوند عالم نے اس امّت کے لوگوں پر اس نعمت بے بہا کے ذریعہ سے لطف و احسان فرمایا ہے کہ جس کی قدر و قیمت کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں پہچانتا کیونکہ وہ ہر ٹھہرائی ہوئی قیمت سے گراں تر اور ہر شرف و بلندی سے بالاتر ہے اور وہ یہ کہ ان کے درمیان انس و یک جہتی کا رابطہ (اسلام) قائم کیا کہ جس کے سایہ میں وہ منزل کرتے ہیں اور جس کے کنار (عاطفت) میں پناہ لیتے ہیں۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَ
الْهِجْرَةِ اَعْرَابًا، وَبَعْدَ الْمُوَالَاةِ
اَحْزَابًا، مَا تَتَعَلَّقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ

یہ جانے رہو کہ تم (جہالت و نادانی) کو خیرباد کہہ دینے کے بعد پھر صحرائی بدو اور باہمی دوستی کے بعد پھر مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے علاوہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَّا بِاسْمِهٖ۔ وَلَا تَعْرِفُوْنَ مِنَ
الْاِيْمَانِ اِلَّا رَسْمَهٗ۔ تَقُوْلُوْنَ
النَّارَ وَلَا الْعَارَ، كَاَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ
اَنْ تُكْفِئُوا الْاِسْلَامَ عَلٰى وَجْهِهٖ
اِنَّهَا كَالْحَرِيْمِهٖ، وَنَقْضًا لِمِيْثَاقِهٖ
الَّذِيْ وَضَعَهُ اللّٰهُ لَكُمْ حَرَمًا فِيْ
اَرْضِهٖ وَاَمْنًا بَيْنَ خَلْقِهٖ۔ وَاِنَّكُمْ
اِنْ لَجَأْتُمْ اِلٰى غَيْرِهٖ حَارَبَكُمْ
اَهْلُ الْكُفْرِ، ثُمَّ لَا جِبْرَائِيْلُ وَ
لَا مِيْكَائِيْلُ وَلَا مُهَاجِرُوْنَ وَلَا
اَنْصَارٌ يَنْصُرُوْنَكُمْ اِلَّا الْمُقَارَعَةُ
بِالسَّيْفِ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَكُمْ
وَاِنَّ عِنْدَكُمُ الْاَمْثَالَ مِنْ بَاْسِ
اللّٰهِ وَقَوَارِعِهٖ، وَاَيَّامِهٖ وَوَقَائِعِهٖ۔
فَلَا تَسْتَبْطِئُوْا وَعِيْدَهٗ جَهْلًا بِاَخْذِهٖ
وَتَهَاوُنًا بِبَطْشِهٖ وَيَاْسًا مِنْ
بَاْسِهٖ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمْ
يَلْعَنِ الْقَرْنَ الْمَاضِيَ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ
اِلَّا لِتَرْكِهِمُ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ فَلَعَنَ اللّٰهُ السُّفَهَاءَ
لِرُكُوْبِ الْمَعَاصِيْ۔ وَالْحُلَمَاءَ
لِتَرْكِ التَّنَاهِيْ۔
اَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْاِسْلَامِ

تمھیں کچھ سمجھائی نہیں دیتا تمھارا قول یہ ہے کہ آگ میں کود پڑیں گے مگر عار قبول نہ کریں گے گویا تم یہ چاہتے ہو کہ اسلام کی ہتک حرمت اور اس کا عہد توڑ کر اسے منہ کے بھل اوندھا کر دو، وہ عہد کہ جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے دیا در کھو اگر تم نے اسلام کے علاوہ کہیں اور کا رُخ کیا تو کفار تم سے جنگ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں گے پھر نہ جبرئیل و میکائیل ہیں اور نہ انصار و مہاجر ہیں کہ تمھاری مدد کریں، سوا اس کے کہ تلواروں کو کھٹکھٹاؤ یہاں تک کہ اللہ تمھارے درمیان فیصلہ کر دے۔ خدا کا سخت عذاب، جھنجھوڑنے والا عقاب ابتلاؤں کے دن اور تعزیر و ہلاکت کے حادثے تمھارے سامنے ہیں اس کی گرفت سے انجان بن کر اور اس کی پکڑ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اس کے قہر و عذاب کو دُور نہ سمجھو۔

خداوند عالم نے گذشتہ اُمتوں کو محض اس لیے اپنی رحمت سے دُور رکھا کہ وہ اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے منہ موڑ چکے تھے چنانچہ اللہ نے بے وقوفوں پر ارتکاب گناہ کی وجہ سے اور دانشمندوں پر خطاؤں سے باز نہ آنے کے سبب سے لعنت کی ہے

دیکھو! تم نے اسلام کی پابندیاں توڑ دیں اور اس کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَعَطَّلْتُ حُدُوْدَهٗ وَاَمَتُّ اَحْكَامَهٗ
اَلَا وَقَدْ اَمَرَنِیَ اللّٰهُ بِقِتَالِ اَهْلِ
النَّعْیِ وَالنَّكْثِ وَالْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ
فَاَمَّا النَّاكِثُوْنَ فَقَدْ قَاتَلْتُ،
وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَقَدْ جَاهَدْتُ
وَاَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ۔ وَ
اَمَّا شَیْطَانُ الرَّدْهَةِ فَقَدْ كُفِیْتُهٗ
بِصَعْقَةٍ سُمِعَتْ لَهَا وَجْبَةُ قَلْبِهٖ
وَرَجَّةُ صَدْرِهٖ۔ وَبَقِیَتْ بَقِیَّةٌ
مِنْ اَهْلِ الْبَغْیِ۔ وَلَئِنْ اَذِنَ اللّٰهُ
فِی الْكَرَّةِ عَلَیْهِمْ لَاَدِیْلَنَّ مِنْهُمْ
اِلَّا مَا یَتَشَذَّرُ فِیْ اَطْرَافِ الْبِلَادِ
تَشَذُّرًا۔ اَنَا وَضَعْتُ فِی الصِّغَرِ
بِكَلْكَلِ الْعَرَبِ، وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ
قُرُوْنِ رَبِیْعَةَ وَمُضَرَ۔ وَقَدْ عَلِمْتُمْ
مَوْضِعِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ بِالْقَرَابَةِ الْقَرِیْبَةِ، وَ
الْمَنْزِلَةِ الْخَصِیْصَةِ۔ وَضَعَنِیْ فِیْ
حِجْرِهٖ وَاَنَا وَلِیْدٌ یَضُمُّنِیْ اِلٰی صَدْرِهٖ
وَیَكْنُفُنِیْ اِلٰی فِرَاشِهٖ، وَیُمِسُّنِیْ
جَسَدَهٗ وَیُشِمُّنِیْ عَرْفَهٗ۔ وَكَانَ
یَمْضَغُ الشَّیْءَ ثُمَّ یُلْقِمُنِیْهِ۔ وَمَا
وَجَدَ لِیْ كِذْبَةً فِیْ قَوْلٍ، وَلَا خَطْلَةً

حدیں بیکار کر دیں اور اس کے احکام سرے سے ختم کر دیے
معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ نے مجھے باغیوں، عہد شکنوں
اور زمین میں فساد پھیلانے والوں سے جہاد کا حکم دیا
چنانچہ میں نے عہد شکنوں (اصحاب جمل) سے جنگ کی
نافرمانوں (اہل صفین) سے جہاد کیا اور بے دینوں (خوارج
نہروان) کو بھی پوری طرح ذلیل کر کے چھوڑ رہا گڑھے
(میں گر کر مرنے) والا شیطان (ذوالثدیہ) میرے لیے اس کی مہم سر
ہو گئی ایک ایسی چنگھاڑ کے ساتھ کہ جس میں اس کے
دل کی دھڑکن اور سینے کی تھرتھری کی آواز میرے
کانوں میں پہنچ رہی تھی اب باغیوں میں سے کچھ رہے
سہے باقی رہ گئے ہیں، اگر اللہ نے پھر مجھے ان پر دھاوا بولنے
کی اجازت دی تو میں انھیں تہس نہس کر کے دولت
و سلطنت کا رُخ دوسری طرف موڑ دوں گا پھر وہی
لوگ بچ سکیں گے جو مختلف شہروں کی دور دراز حدوں میں
تتر بتر ہو چکے ہوں گے۔ میں نے تو بچپن ہی میں عرب کا سینہ پیوند
زمین کر دیا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے ابھرے ہوئے سینگوں کو توڑ دیا
تھا تم جانتے ہی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے قریب کی
عزیز داری اور مخصوص قدر و منزلت کی وجہ سے میرا مقام ان
کے نزدیک کیا تھا میں بچہ ہی تھا کہ رسول نے مجھے گود میں
لے لیا تھا، اپنے سینے سے چمٹائے رکھتے تھے بستر میں اپنے
پہلو میں جگہ دیتے تھے اپنے جسم مبارک کو مجھ سے مس کرتے
تھے اور اپنی خوشبو مجھے سنگھاتے تھے پہلے آپ کسی چیز کو
چباتے پھر اس کے لقمے بنا کر میرے منہ میں دیتے تھے انھوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي فِعْلٍ. وَلَقَدْ قَرَنَ اللّٰهُ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْ لَدُنْ اَنْ كَانَ فَطِيْمًا اَعْظَمَ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ يَسْلُكُ بِهٖ طَرِيْقَ الْمَكَارِمِ، وَ مَحَاسِنَ اَخْلَاقِ الْعَالَمِ لَيْلَهٗ وَ نَهَارَهٗ. وَلَقَدْ كُنْتُ اَتَّبِعُهٗ اِتِّبَاعَ الْفَصِيْلِ اُمَّهٗ يَرْفَعُ لِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِنْ اَخْلَاقِهٖ عَلَمًا وَيَاْمُرُنِيْ بِالْاِقْتِدَاءِ بِهٖ. وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ بِحَرَاءَ فَاَرَاهُ وَلَا يَرَاهُ غَيْرِيْ. وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَخَدِيْجَةَ وَاَنَا ثَالِثُهُمَا. اَرٰى نُوْرَ الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ وَاَشَمُّ رِيْحَ النُّبُوَّةِ.

وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِيْنَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ؟ فَقَالَ هٰذَا الشَّيْطَانُ قَدْ اَيِسَ مِنْ عِبَادَتِهٖ. اِنَّكَ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ وَتَرٰى مَا اَرٰى اِلَّا اَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ. وَلٰكِنَّكَ وَزِيْرٌ وَاِنَّكَ

نے نہ تو میری کسی بات میں جھوٹ کا شائبہ پایا نہ میرے کسی کام میں لغزش و کمزوری دیکھی اللہ نے آپ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں ایک عظیم المرتبت ملک (روح القدس) کو آپ کے ساتھ لگا دیا تھا جو انھیں شب و روز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں کی راہ پر لے چلتا تھا، اور میں اُن کے پیچھے پیچھے یوں لگا رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے۔ آپ ہر روز میرے لیے اخلاق حسنہ کے پرچم بلند کرتے تھے اور مجھے ان کی پیروی کا حکم دیتے تھے اور ہر سال (کوہ) حرا میں کچھ عرصہ قیام فرماتے تھے اور وہاں میرے علاوہ کوئی انھیں نہیں دیکھتا تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اور ام المومنین خدیجہ کے گھر کے علاوہ کسی گھر کی چار دیواری میں اسلام نہ تھا البتہ تیسرا ان میں میں تھا میں وحی و رسالت کا نور دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا۔

جب آپ پر (پہلے پہل) وحی نازل ہوئی تو میں نے شیطان کی ایک چیخ سنی، جس پر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آواز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے کہ جو اپنے پوجے جانے سے مایوس ہو گیا ہے، (اے علی) جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو اور جو میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو، فرق اتنا ہے کہ تم نبی نہیں ہو بلکہ (میرے) وزیر و جانشین ہو اور یقیناً بھلائی کی راہ پر ہو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَعَلَى خَيْرٍ وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ لَمَّا اَتَاهُ الْمَلَأُ
مِنْ قُرَيْشٍ ، فَقَالُوْا لَهُ :- يَا مُحَمَّدُ
اِنَّكَ قَدِ ادَّعَيْتَ عَظِيْمًا لَمْ يَدَّعِهٖ
اٰبَاؤُكَ وَلَا اَحَدٌ مِنْ بَيْتِكَ ، وَ
نَحْنُ نَسْاَلُكَ اَمْرًا اِنْ اَنْتَ اَجَبْتَنَا
اِلَيْهِ وَاَرَيْتَنَاهُ عَلِمْنَا اَنَّكَ نَبِيٌّ
وَرَسُوْلٌ ، وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ عَلِمْنَا
اَنَّكَ سَاحِرٌ كَذَّابٌ . فَقَالَ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ :- وَمَا تَسْاَلُوْنَ؟
قَالُوْا تَدْعُوْ لَنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
حَتّٰى تَنْقَلِعَ بِعُرُوْقِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ
يَدَيْكَ ، فَقَالَ ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ :- اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ، فَاِنْ فَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ذٰلِكَ
اَتُؤْمِنُوْنَ وَتَشْهَدُوْنَ بِالْحَقِّ؟
قَالُوْا نَعَمْ ، قَالَ فَاِنِّيْ سَاُرِيْكُمْ
مَا تَطْلُبُوْنَ ، وَاِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّكُمْ
لَا تَفِيْئُوْنَ اِلٰى خَيْرٍ ، وَاِنَّ فِيْكُمْ
مَنْ يُطْرَحُ فِي الْقَلِيْبِ ، وَمَنْ
يُحَزِّبُ الْاَحْزَابَ . ثُمَّ قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ : يَا اَيَّتُهَا
الشَّجَرَةُ اِنْ كُنْتِ تُؤْمِنِيْنَ بِاللّٰهِ

میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ تھا کہ قریش کی ایک
جماعت آپ کے پاس آئی اور انھوں نے آپ سے کہا کہ
اے محمدؐ آپ نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے ایسا دعویٰ
نہ تو آپ کے باپ دادا نے کیا نہ آپ کے خاندان والوں
میں سے کسی اور نے کیا ہم آپ سے ایک امر کا مطالبہ کرتے
ہیں اگر آپ نے اسے پورا کر کے ہمیں دکھلا دیا تو پھر ہم بھی
یقین کر لیں گے کہ آپ نبی و رسول ہیں اور اگر نہ کر سکے
تو ہم جان لیں گے کہ (معاذ اللہ) آپ جادوگر اور جھوٹے
ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ تمھارا مطالبہ ہے کیا؟ انھوں
نے کہا کہ آپ ہمارے لیے اس درخت کو پکاریں کہ یہ جڑ
سمیت اکھڑ آئے اور آپ کے سامنے آکر ٹھہر جائے۔ آپ
نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اگر اس نے
تمھارے لیے ایسا کر دکھایا تو کیا تم ایمان لے آؤ گے اور
حق کی گواہی دو گے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! آپ
نے فرمایا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو تمھیں دکھائے دیتا
ہوں اور میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں، کہ تم بھلائی
کی طرف پلٹنے والے نہیں ہو۔ یقیناً تم میں کچھ لوگ
تو وہ ہیں جنھیں چاہ (بدر) میں جھونک دیا جائے گا اور کچھ
وہ ہیں جو (جنگ) احزاب میں جتھا بندی کریں گے۔
پھر آپ نے فرمایا کہ اے درخت اگر تو اللہ اور آخرت کے
دن پر ایمان رکھتا ہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ میں اللہ کا
رسول ہوں، تو اپنی جڑ سمیت اکھڑ آ یہاں تک کہ تو بحکم خدا
میرے سامنے آکر ٹھہر جائے (رسول کا یہ فرمانا تھا کہ، اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتَعْلَمِيْنَ اَنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ فَانْقَلِعِيْ بِعُرُوْقِكِ
حَتّٰى تَقِفِيْ بَيْنَ يَدَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ
فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَانْقَلَعَتْ
بِعُرُوْقِهَا وَجَاءَتْ وَلَهَا دَوِيٌّ
شَدِيْدٌ وَقَصْفٌ كَقَصْفِ اَجْنِحَةِ
الطَّيْرِ حَتّٰى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مُرْتَفِرِفَةً
وَاَلْقَتْ بِغُصْنِهَا الْاَعْلٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَبِبَعْضِ اَغْصَانِهَا عَلٰى مَنْكِبَيَّ وَكُنْتُ
عَنْ يَمِيْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَلَمَّا نَظَرَ الْقَوْمُ اِلٰى ذٰلِكَ
قَالُوْا عُلُوًّا وَاسْتِكْبَارًا۔ فَمُرْهَا فَلْيَاْتِكَ
بِنِصْفِهَا وَيَبْقٰى نِصْفُهَا فَاَمَرَهَا
بِذٰلِكَ ، فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ نِصْفُهَا
كَاَعْجَبِ اِقْبَالٍ وَاَشَدِّهٖ دَوِيًّا ،
فَكَادَتْ تَلْتَفُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَقَالُوْا ۔ كُفْرًا وَعُتُوًّا۔
فَمُرْ هٰذَا النِّصْفَ فَلْيَرْجِعْ اِلٰى نِصْفِهٖ
كَمَا كَانَ فَاَمَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
اٰلِهٖ فَرَجَعَ۔ فَقُلْتُ اَنَا۔ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اِنِّيْ اَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِكَ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ ، وَاَوَّلُ مَنْ اَقَرَّ بِاَنَّ
الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ

ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا وہ درخت
جڑ سمیت اکھڑ آیا اور اس طرح آیا کہ اس سے سخت کھڑکھڑاہٹ
اور پرندوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ کی سی آواز آتی تھی
یہاں تک کہ وہ لکھتا جھومتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کے رُوبرُو آکر ٹھہر گیا اور بلند شاخیں ان پر اور کچھ شاخیں
میرے کندھے پر ڈال دیں اور میں آپ کی دائیں جانب
کھڑا تھا، جب قریش نے یہ دیکھا تو نخوت و غرور سے
کہنے لگے کہ اسے حکم دیں کہ آدھا آپ کے پاس آئے اور
آدھا اپنی جگہ پر رہے۔ چنانچہ آپ نے اُسے یہی حکم دیا تو
اس کا آدھا حصہ آپ کی طرف بڑھ آیا اس طرح کہ اس کا
آنا پہلے آنے سے بھی زیادہ عجیب صورت۔ اور زیادہ تیز
آواز کے ساتھ تھا اور اب کی قریب تھا کہ وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ سے لپٹ جائے۔ اب انھوں نے کفر و سرکشی
سے کہا کہ اچھا اب آدھے کو حکم دیجئے کہ یہ اپنے دوسرے حصے
کے پاس پلٹ جائے جس طرح پہلے تھا۔ چنانچہ آپ نے
حکم دیا اور وہ پلٹ گیا میں نے (یہ دیکھ کر) کہا کہ لا الٰہ الا اللہ
اے اللہ کے رسولؐ میں آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے
والا ہوں کہ اس درخت نے بحکم خدا آپ کی نبوّت کی
تصدیق اور آپ کے کلام کی عظمت و برتری دکھانے
کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ امر واقعی ہے۔ (کوئی آنکھوں کا پھیر
نہیں) یہ سن کر وہ ساری قوم کہنے لگی کہ یہ (پناہ بخدا) پرلے
درجے کے جھوٹے اور جادوگر ہیں۔ ان کا سحر عجیب و غریب
ہے اور یہ بھی اس میں چابک دست اس امر پر آپ کی تصدیق

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَعَالٰی تَصْدِیْقًا بِنُبُوَّتِكَ وَاِجْلَالًا لِكَلِمَتِكَ۔ فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ بَلْ سَاحِرٌ كَذَّابٌ، عَجِیْبُ السِّحْرِ خَفِیْفٌ فِیْهِ، وَهَلْ یُصَدِّقُكَ فِیْ اَمْرِكَ اِلَّا مِثْلُ هٰذَا (یَعْنُوْنِیْ) وَاِنِّیْ لَمِنْ قَوْمٍ لَا تَاْخُذُهُمْ فِی اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ سِیْمَاهُمْ سِیْمَا الصِّدِّیْقِیْنَ وَكَلَامُهُمْ كَلَامُ الْاَبْرَارِ۔ عُمَّارُ اللَّیْلِ وَمَنَارُ النَّهَارِ۔ مُتَمَسِّكُوْنَ بِحَبْلِ الْقُرْاٰنِ۔ یُحْیُوْنَ سُنَنَ اللّٰهِ وَسُنَنَ رَسُوْلِهٖ۔ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ وَلَا یَعْلُوْنَ، وَلَا یَغُلُّوْنَ وَلَا یُفْسِدُوْنَ۔ قُلُوْبُهُمْ فِی الْجِنَانِ وَاَجْسَادُهُمْ فِی الْعَمَلِ۔

ان جیسے ہی کر سکتے ہیں اور اس سے مجھے مراد لیا (جو چاہیں کہیں) میں تو اس جماعت میں سے ہوں کہ جن پر اللہ کے بارے میں کوئی ملامت اثر انداز نہیں ہوتی وہ جماعت ایسی ہے جن کے چہرے سچوں کی تصویر اور جن کا کلام نیکوں کے کلام کا آئینہ دار ہے

وہ شب زندہ داروں کے روشن مینار اور
خدا کی رسی سے وابستہ ہیں یہ لوگ
اللہ کے فرمانوں اور پیغمبر کی سنتوں
کو زندگی بخشتے ہیں نہ سربلندی
دکھاتے ہیں نہ خیانت
کرتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں
انکے دل جنت میں اٹکے
ہوئے اور جسم اعمال
میں لگے ہوئے ہیں۔

---

۵۱ مطلب یہ ہے کہ جس طرح حاسد محسود کی تباہی کے درپے ہوتا ہے اسی طرح تم کفران نعمت و ارتکاب معاصی سے زوال نعمت کے اسباب پیدا نہ کرو۔

۵۲ مطلب یہ ہے کہ اگر ظاہری رعب و دبدبہ سے مرعوب ہو کر ایمان لایا جائے گا اور قوت و طاقت سے متاثر ہو کر عبادت کی جائے گی تو نہ ایمان اپنے حقیقی مفہوم پر اور نہ عبادت اپنے اصلی معنی پر باقی رہے گی کیونکہ ایمان تصدیق باطنی و یقین قلبی کا نام ہے اور جبر و اکراہ سے جس یقین کا مظاہرہ کیا جائے گا وہ صرف زبانی اقرار ہوگا، مگر قلبی اعتراف نہیں ہوگا اور عبادت عبودیت کے مظاہرہ کا نام ہے اور جس عبادت میں احساس عبودیت و جذبہ نیازمندی نہ ہو اور صرف سطوت و ہیبت کے پیش نظر بجالائی گئی ہو وہ عبادت نہیں ہو سکتی لہذا ایسا ایمان اور ایسی عبادت اپنے صحیح معنی و مفہوم کی آئینہ دار نہ ہوگی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۳ عالم اور فقیر کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ عالم کے پاس علم کی روشنی ہوتی ہے جو اس کی رہنمائی کر سکتی ہے اور فقیر کی بے مائگی اس کے لیے مانع ہو سکتی ہے مگر اس کے باوجود عالم و فقیر دونوں اس کے فریب میں آجاتے ہیں تو پھر جاہل کس طرح اپنے کو اس کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور مالدار کہ جس کے پاس بے راہ روی کے سارے وسائل و ذرائع موجود ہوتے ہیں کس طرح اس سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی "بے شک انسان جب اپنے کو مالدار دیکھتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے"

۵۴ امم سابقہ کے عروج و زوال اور وقائع و حالات پر اگر نظر کی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قوموں کا بننا بگڑنا صرف بخت و اتفاق کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ اس میں بڑی حد تک ان کے افعال و اعمال کا دخل ہوتا ہے۔ اور وہ اعمال جس نوعیت کے ہوتے ہیں، ویسا ہی ان کا نتیجہ و ثمرہ ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ قوموں کے حالات و واقعات اس کے آئینہ دار ہیں کہ ظلم و بدعملی کا نتیجہ ہمیشہ تباہی و ہلاکت اور نیکی و سلامت روی کا ثمرہ ہمیشہ خوش بختی و کامرانی رہا ہے اور چونکہ زمانوں اور قوموں کے اختلاف سے نتائج میں کوئی فرق نہیں پڑتا لہٰذا ویسے حالات اگر پھر پیدا ہوں اور ویسے واقعات اگر پھر دہرائے جائیں تو وہی نتائج ابھر کر سامنے آئیں گے جو پہلے حالات کے نتیجہ میں سامنے آچکے ہیں۔ کیونکہ ہر چیز کے خواص و نتائج کی طرح اچھے اور برے عملوں کے نتائج کا ظہور بھی قطعی اور یقینی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو گذشتہ واقعات اور ان کے نتائج کو پیش کر کے مظلوموں اور بے بس لوگوں کو پر امید نہ بنایا جا سکتا اور ظالموں اور ستم رانوں کو انکے پاداشِ عمل سے خائف و ترساں نہ کیا جا سکتا۔ اس بنا پر کیا ضروری ہے کہ وہی نتائج اب بھی ظاہر ہوں جو ان جیسے واقعات سے ظاہر ہو چکے ہیں۔ لیکن نتائج کی یکسانگی ہی وہ چیز ہے جو گذشتہ واقعات کو بعد والوں کے لیے مرقع عبرت بنا کر پیش کرتی ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر امیر المومنین نے بنی اسمٰعیل و بنی اسحٰق و بنی اسرائیل کے مختلف حالات و ادوار اور شاہان عجم و روم کے ہاتھوں ان کی ابتلا و شقاوت اور تباہی و بربادی کا تذکرہ کر کے دعوتِ فکر و بصیرت دی ہے۔

حضرت ابراہیم کے بڑے فرزند حضرت اسمٰعیل کی اولاد بنی اسمٰعیل اور چھوٹے بیٹے حضرت اسحٰق کی اولاد بنی اسحٰق کہلاتی ہے جو بعد میں شاخ در شاخ ہو کر مختلف قبیلوں میں بٹتی اور مختلف ناموں سے موسوم ہوتی گئی۔ ان کا ابتدائی مسکن فلسطین کے علاقے میں مقام کنعان تھا جہاں حضرت ابراہیمؑ سرزمین دجلہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وفرات سے ہجرت کر کے مقیم ہو گئے تھے ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل کی منزل سرزمین حجاز تھی۔ جہاں حضرت ابراہیم انھیں اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو چھوڑ گئے تھے حضرت اسمٰعیلؑ نے انہی اطراف میں بسنے والے قبیلہ جرہم کی ایک خاتون السیدہ بنت مضاض سے شادی کی جن سے ان کی اولاد پھلی پھولی اور اطراف واکناف عالم میں پھیل گئی۔ حضرت ابراہیم کے دوسرے فرزند حضرت اسحٰق کنعان ہی میں مقیم رہے اور ان کے فرزند حضرت یعقوب اسرائیل تھے۔ جنھوں نے اپنے ماموں لبان ابن ماہر کی دختر لیا سے عقد کیا اور اس کے مرنے کے بعد ان کی دوسری صاحبزادی راحیل سے شادی کی اور ان دونوں سے ان کی اولاد ہوئی جو بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ ان فرزندوں میں سے ایک فرزند حضرت یوسف تھے جو اپنے ہمسایہ ملک مصر میں ایک ناگہانی صورت سے پہنچ گئے اور غلامی واسیری کی کڑیاں جھیلنے کے بعد مصر کے تخت وتاج کے مالک ہو گئے۔ اس انقلاب کے بعد انھوں نے اپنے تمام عزیزوں اور کنبہ والوں کو بھی وہیں بلا لیا اور اس طرح مصر بنی اسرائیل کا مستقر قرار پا گیا۔ یہ لوگ کچھ عرصہ تک امن چین سے رہنے سہنے اور عزت واحترام کی زندگی گزارتے رہے۔ مگر رفتہ رفتہ وہاں کے باشندے انھیں ذلت وحقارت کی نظروں سے دیکھنے لگے اور انھیں ہر طرح کے مظالم کا نشانہ بنا لیا۔ یہاں تک کہ لڑکوں کو ذبح اور ان کی عورتوں کو کنیزی کے لیے رکھ لیتے تھے جس سے ان کی عزم وہمت اور روح آزادی مضمحل ہو کر رہ گئی۔ آخر حالات نے پلٹا کھایا اور چار سو برس تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہنے کے بعد نکبت ومصیبت کا دور کٹا اور فرعونی حکومت کے مظالم سے نجات دلانے کے لیے قدرت نے حضرت موسیٰؑ کو بھیج دیا جو انھیں لے کر مصر سے نکل کھڑے ہوئے لیکن قدرت نے فرعون کو تباہ کرنے کے لیے اسرائیلیوں کا رُخ دریائے نیل کی طرف موڑ دیا جہاں آگے پانی کی طغیانیاں تھیں اور پیچھے فرعون کی دل بادل فوجیں جس سے یہ لوگ سخت پریشان ہوئے، مگر قدرت نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ بے کھٹکے دریا کے اندر اتر جائیں۔ چنانچہ جب وہ بڑھے تو دریا میں ایک چھوڑ کئی راستے پیدا ہو گئے اور حضرت موسیٰ اسرائیلیوں کو لے کر دریا کے اس پار اتر گئے۔ فرعون عقب سے آ ہی رہا تھا جب اس نے ان کو گزرتے ہوئے دیکھا تو لشکر کے ساتھ آگے بڑھا اور جب وسط دریا میں پہنچا تو رکے ہوئے پانی میں حرکت پیدا ہوئی اور فرعون اور اس کے لشکر کو اپنی لپیٹ میں لے کر فنا کے گھاٹ اتار دیا چنانچہ قدرت کا ارشاد ہے:۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ — اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب ہم نے تمھیں فرعون والوں سے نجات

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ۔

دی جو تمھیں بُرے سے بُرا عذاب دیتے تھے۔ تمھارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے بڑی کٹھن آزمائش تھی۔

بہرصورت جب یہ حدود سفر سے نکل کر اپنے آبائی وطن فلسطین و شام میں پہنچے تو اپنی سلطنت و حکومت کی بنیاد رکھ کر آزادی کی فضا میں سانس لینے لگے، اور قدرت نے ان کی پستی و ذلت کو فرمانروائی کی بلندی و رفعت سے بدل دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ۔

ہم نے اس جماعت کو جو کمزور و ناتواں سمجھی جاتی تھی، زمین کے پورب و پچھم کے ان حصوں کا وارث بنایا جنھیں ہم نے اپنی برکتوں سے مالا مال کیا ہے۔ اے پیغمبر! تمھارے پروردگار کا خوش گوار وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں پورا ہوا۔ چونکہ وہ (فرعون کے مظالم پر) صبر و استقامت سے جمے رہے اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم بناتی اور جو عمارتیں بلند کرتی تھی ہم نے سب برباد کر دیں۔

اسرائیلیوں نے تخت فرمانروائی پر قدم رکھنے اور خوش حالی و فارغ البالی حاصل کرنے کے بعد دور غلامی کی تمام ذلتوں اور رسوائیوں کو فراموش کر دیا۔ اور اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں پر شکر گزار ہونے کے بجائے سرکشی و بغاوت پر اُتر آئے۔ چنانچہ وہ بدکرداری و بداخلاقی کی طرف بے جھجک بڑھتے، شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، حیلے حوالوں سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانے میں کوئی باک نہ کرتے۔ خدا کی طرف سے تبلیغ و دعوت کے فرائض انجام دینے والے انبیاء کو ستاتے اور ان کے خون ناحق سے ہاتھ رنگتے۔ اب ان کی بداعمالیوں کا تقاضا یہی تھا کہ انھیں ان کے پاداش عمل کی گرفت میں جکڑ لیا جائے۔ چنانچہ بخت نصر کہ جو ۶۰۰ ق۔م بابل (عراق) پر اپنا پرچم حکومت لہرا رہا تھا، شام و فلسطین پر حملہ کرنے کے لیے اٹھا اور اپنی خونچکاں تلواروں سے ستر ہزار اسرائیلیوں کو قتل اور ان کی بستیوں کو تباہ و برباد کر دیا، اور بقیۃ السیف کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اور انھیں غلامی کے بندھنوں میں کس کر قعر مذلت میں لا پھینکا۔ اگرچہ اس تباہی و بربادی کے بعد کوئی ایسی صورت نظر نہ آتی تھی کہ وہ پھر اوج و عروج حاصل کر سکیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مگر قدرت نے انھیں سنبھلنے کا ایک اور موقع دیا چنانچہ جب بخت نصر کے مرنے کے بعد حکومت کا نظم و نسق بیل شازار کے سپرد ہوا، تو اس نے رعیت پر طرح طرح کے مظالم شروع کر دیئے جس سے تنگ آ کر وہاں کے باشندوں نے شہنشاہ فارس (سائرس) کو پیغام بھجوایا کہ ہم اپنے فرمانروا کے ظلم و جور سہتے سہتے عاجز آ گئے ہیں۔ آپ ہماری دستگیری کیجیے، اور بیل شازار کے مظالم سے چھٹکارا دلائیے۔ خورس جو عدل گستر و انصاف پرور حکمراں تھا اس آواز پر لبیک کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور وہاں کے لوگوں کے تعاون سے اس نے بابل کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ جس کے نتیجہ میں بنی اسرائیل کی گردنوں سے غلامی کا جوا اترا اور انھیں فلسطین کی طرف پلٹ جانے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ انھوں نے ستر برس غلامی میں گزارنے کے بعد دوبارہ اپنے ملک میں قدم رکھا اور حکومت کی باگ سنبھال لی۔ اب اگر وہ گذشتہ واقعات سے عبرت حاصل کرتے تو ان بداعمالیوں کے مرتکب نہ ہوتے کہ جن کے نتیجہ میں انھیں غلامی کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا تھا مگر اس ناہنجار قوم کے مزاج کی ساخت ہی کچھ اس طرح کی تھی کہ جب بھی انھیں آسائش و فارغ البالی حاصل ہوتی تو دولت کی سرمستیوں میں کھو جاتے اور عیش پرستیوں میں پڑ جاتے احکام شریعت کا تمسخر اڑاتے اور انبیاء کا استہزاء کرتے بلکہ ان کے قتل سے بھی ان کی جبین پر شکن نہ آتی تھی۔ چنانچہ جب ان کے فرمانروا ہیرودیس نے اپنی محبوبہ کے کہنے سے حضرت یحییٰ کا سر قلم کر کے اسے بطور تحفہ پیش کیا تو کسی ایک سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ وہ اس ظلم کے خلاف کوئی آواز بلند کرتا یا اس سے کوئی اثر لیتا۔ ان کی سرکشیوں اور سخت زوریوں کا یہی عالم تھا کہ حضرت عیسیٰ نے ظہور فرمایا جو انھیں بے راہ رویوں سے روکتے اور نیکی و خوش اطواری کی تلقین فرماتے تھے۔ لیکن انھوں نے ان کی بھی مخالفت کی اور طرح طرح کے دُکھ پہنچائے یہاں تک کہ ان کی زندگی کا خاتمہ کر دینے کے درپے ہو گئے۔ لیکن قدرت نے ان کی تمام کوششوں کو ناکام بنا دیا اور حضرت عیسیٰ کو ان کے دستبرد سے محفوظ کر دیا۔ جب ان کی طغیانیاں اس حد تک بڑھ گئیں اور قبول ہدایت کی صلاحیتیں دم توڑ چکیں تو تقدیر نے ان کی ہلاکت و بربادی کا سامان مکمل کر کے ان کی تباہی کا فیصلہ کر لیا چنانچہ قیصر روم اسپانوس نے اپنے لڑکے طیطوس (ٹیٹس) کو شام پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا جس نے بیت المقدس کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ مکانوں کو مسمار اور ہیکل کی دیواروں کو توڑ دیا۔ جس سے ہزاروں اسرائیلی گھروں کو چھوڑ کر منتشر ہو گئے اور ہزاروں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئے اور جو رہ گئے وہ تلواروں کی نذر ہو گئے اور وہ اسرائیلی جو حصار کے زمانہ میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے، ان میں بیشتر حجاز و یثرب میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آکر آباد ہو گئے۔ مگر پیغمبر آخر الزماں کے انکار سے ان کی قومیت کا شیرازہ اس طرح بکھرا کہ پھر کسی مرکز عزت پہ جمع نہ ہو سکے اور ذلت و رسوائی کے سوا عزت و سرفرازی کی زندگی انھیں نصیب نہ ہوئی۔

اسی طرح شاہانِ عجم نے بھی عرب پر شدید حملے کیے اور وہاں کے باشندوں کو مقہور و مغلوب بنا لیا چنانچہ سابور ابن ہرمز نے سولہ برس کی عمر میں چار ہزار جنگجوؤں کو اپنے ساتھ لے کر ان عربوں پر حملہ کیا جو حدود فارس میں آباد تھے اور پھر بحرین، قطیف اور حجر کی طرف چڑھائی کی اور بنی تمیم و بنی بکر ابن وائل و بنی عبد قیس کو تباہ و برباد کیا اور ستر ہزار عربوں کے شانے چیر ڈالے اس کا لقب ذوالاکتاف پڑ گیا۔ اس نے عربوں کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ صرف بالوں کی جھونپڑیوں میں رہیں اپنے سر کے بالوں کو بڑھائیں سفید لباس نہ پہنیں اور بغیر زین کے گھوڑوں پر سواری کریں اور پھر عراق و شام کے درمیان نصیبین میں بارہ ہزار اصفہان اور فارس کے دوسرے شہروں کے باشندے بسائے اور اس طرح وہاں کے رہنے والوں کو سرسبز و شاداب جگہوں سے صحراؤں اور بے آب و گیاہ جنگلوں کی طرف ڈھکیل دیا جہاں نہ زندگی و راحت کا کوئی سامان تھا اور نہ معیشت کا کوئی ذریعہ اور یہ آپس کے تفرقہ و انتشار کے نتیجہ میں مدتوں تک دوسروں کی قہر سامانیوں کا نشانہ بنتے رہے آخر قدرت نے سرور کائناتؐ کو مبعوث فرما کر انھیں ذلت سے عروج و رفعت کی بلندی سے بلند منزل پر پہنچا دیا۔

۵ گڑھے میں گر کر مرنے والے شیطان سے مراد ذوالثدیہ ہے جو نہروان میں صاعقۂ آسمانی کے گرنے سے ہلاک ہوا اور اس پر تلوار اٹھانے کی ضرورت ہی نہ پڑی اس کی ہلاکت کے متعلق پیغمبر اکرمؐ پیشین گوئی فرما چکے تھے اس لیے امیر المومنین نہروان کے میدان میں استیصال خوارج کے بعد اس کی تلاش میں نکلے۔ لیکن اس کی لاش کہیں نظر نہ آئی۔ مگر ریان ابن صبرہ نے نہر کے کنارے ایک گڑھے کے اندر چالیس پچاس لاشیں دیکھیں۔ جب انھیں نکالا گیا تو ان میں ذوالثدیہ کی بھی لاش تھی اور اس کے شانے پر گوشت کا ایک لوتھڑا ابھرا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے ذوالثدیہ کہا جاتا تھا۔ جب امیر المومنین نے دیکھا تو فرمایا۔ اللہ اکبر واللہ ما کذبت ولا کذبت "اللہ اکبر خدا کی قسم! نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی تھی"۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۱

رُوِيَ اَنَّ صَاحِبًا لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُقَالُ لَهٗ هَمَّامٌ كَانَ رَجُلًا عَابِدًا، فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ صِفْ لِيَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ. فَتَثَاقَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ جَوَابِهٖ ثُمَّ قَالَ:- يَا هَمَّامُ اتَّقِ اللّٰهَ وَاَحْسِنْ فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ، فَلَمْ يَقْنَعْ هَمَّامٌ بِهٰذَا الْقَوْلِ حَتّٰى عَزَمَ عَلَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ثُمَّ قَالَ:-

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حِيْنَ خَلَقَهُمْ غَنِيًّا عَنْ طَاعَتِهِمْ، اٰمِنًا مِنْ مَّعْصِيَتِهِمْ، لِاَنَّهٗ لَا تَضُرُّهٗ مَعْصِيَةُ مَنْ عَصَاهُ وَلَا تَنْفَعُهٗ طَاعَةُ مَنْ اَطَاعَهٗ. فَقَسَمَ بَيْنَهُمْ مَّعَايِشَهُمْ، وَوَضَعَهُمْ مِّنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ، فَالْمُتَّقُوْنَ فِيْهَا هُمْ اَهْلُ الْفَضَائِلِ، مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ، وَمَلْبَسُهُمُ الْاِقْتِصَادُ، وَمَمْشَاهُمُ التَّوَاضُعُ، غَضُّوْا اَبْصَارَهُمْ

۱ بیان کیا گیا ہے کہ امیر المومنین (علیہ السلام) کے ایک صحابی نے کہ جنھیں ہمام کہا جاتا ہے اور جو بہت عبادت گزار شخص تھے حضرت سے عرض کیا کہ یا امیر المومنین، مجھ سے پرہیزگاروں کی حالت اس طرح بیان فرمائیں کہ ان کی تصویر میری نظروں میں پھرنے لگے حضرت نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا پھر اتنا فرمایا کہ اے ہمام اللہ سے ڈرو اور اچھے عمل کرو کیونکہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی و نیک کردار ہوں، ہمام نے آپ کے اس جواب پر اکتفا نہ کی اور آپ کو مزید بیان فرمانے کے لیے قسم دی جس پر حضرت نے خدا کی حمد و ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجا اور یہ فرمایا۔

اللہ سبحانہ نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو اُن کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کے گناہوں سے بے خطر ہو کر کارگاہ ہستی میں انھیں جگہ دی کیوں کہ اسے نہ کسی معصیت سے نقصان اور نہ کسی فرماں بردار کی اطاعت سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس نے زندگی کا سروسامان اس میں بانٹ دیا ہے اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مناسب حال محل و مقام پر رکھا ہے، چنانچہ فضیلت اُن کے لیے ہے جو پرہیزگار ہیں کیونکہ ان کی گفتگو جچی تلی ہوتی، پہناوا میانہ روی اور چال ڈھال عجز و فروتنی ہے۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے انھوں نے آنکھیں بند کر لیں اور فائدہ مند علم پر کان دھر لیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، وَوَقَفُوا أَسْمَاعَهُمْ
عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ. نَزَلَتْ أَنْفُسُهُمْ
مِنْهُمْ فِي الْبَلَاءِ كَالَّتِي نَزَلَتْ فِي
الرَّخَاءِ، وَلَوْلَا الْأَجَلُ الَّذِي كُتِبَ
لَهُمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ
طَرْفَةَ عَيْنٍ شَوْقًا إِلَى الثَّوَابِ، وَ
خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ. عَظَّمَ الْخَالِقُ فِي
أَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَا دُونَهُ فِي أَعْيُنِهِمْ،
فَهُمْ وَالْجَنَّةُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا فَهُمْ
فِيهَا مُنَعَّمُونَ، وَهُمْ وَالنَّارُ كَمَنْ
قَدْ رَآهَا فَهُمْ فِيهَا مُعَذَّبُونَ قُلُوبُهُمْ
مَحْزُونَةٌ، وَشُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ.
وَأَجْسَادُهُمْ نَحِيفَةٌ، وَحَاجَاتُهُمْ
خَفِيفَةٌ، وَأَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ، صَبَرُوا
أَيَّامًا قَصِيرَةً أَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً طَوِيلَةً
تِجَارَةٌ مُرْبِحَةٌ يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ،
أَرَادَتْهُمُ الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيدُوهَا، وَ
أَسَرَتْهُمْ فَفَدَوْا أَنْفُسَهُمْ مِنْهَا. أَمَّا
اللَّيْلَ فَصَافُّونَ أَقْدَامَهُمْ تَالِينَ
لِأَجْزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُونَهُ تَرْتِيلًا
يُحَزِّنُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيرُونَ
بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ. فَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ
فِيهَا تَشْوِيقٌ رَكَنُوا إِلَيْهَا طَمَعًا،

ہیں۔ ان کے نفس زحمت و تکلیف میں بھی ویسے ہی رہتے
ہیں جیسے آرام و آسائش میں اگر (زندگی کی مقررہ) مدت
نہ ہوتی جو اللہ نے اُن کے لیے لکھ دی ہے تو ثواب کے
شوق اور عتاب کے خوف سے ان کی روحیں اُن کے جسموں
میں چشم زدن کے لیے بھی نہ ٹھہرتیں۔ خالق کی عظمت ان
کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے اس لیے کہ اس کے ماسوا ہر چیز
ان کی نظروں میں ذلیل و خوار ہے، اُن کو جنت کا ایسا
ہی یقین ہے جیسے کسی کو آنکھوں دیکھی چیز کا ہوتا ہے،
تو گویا وہ اسی وقت جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہیں اور
دوزخ کا بھی ایسا ہی یقین ہے جیسے کہ وہ دیکھ رہے
ہیں تو انھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہاں کا عذاب
اُن کے گرد و پیش موجود ہے اُن کے دل غمزدہ و محزون
اور لوگ ان کے شر و ایذا سے محفوظ و مامون ہیں ان کے
بدن لاغر، ضروریات کم اور نفس نفسانی خواہشوں سے
بری ہیں انھوں نے چند مختصر سے دنوں کی (تکلیفوں پر)
صبر کیا جس کے نتیجہ میں دائمی آسائش حاصل کی۔ یہ ایک
فائدہ مند تجارت ہے جو اللہ نے ان کے لیے مہیا کی، دنیا
نے انھیں چاہا مگر انھوں نے دنیا کو نہ چاہا۔ اُس نے انھیں
قیدی بنایا تو انھوں نے اپنے نفسوں کا فدیہ دے کر اپنے کو
چھڑا لیا۔ رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی
آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں
غم و اندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں
جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَطَلَّعَتْ نُفُوْسُهُمْ اِلَيْهَا شَوْقًا، وَظَنُّوْا اَنَّهَا نُصْبُ اَعْيُنِهِمْ۔ وَاِذَا مَرَّوْا بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَخْوِيْفٌ اَصْغَوْا اِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوْبِهِمْ وَظَنُّوْا اَنَّ زَفِيْرَ جَهَنَّمَ وَشَهِيْقَهَا فِيْ اُصُوْلِ اُذُنَاهِهِمْ، فَهُمْ حَانُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ مُفْتَرِشُوْنَ بِجِبَاهِهِمْ وَاَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ يَطْلُبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ فِكَاكِ رِقَابِهِمْ۔ وَاَمَّا النَّهَارُ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ، اَبْرَارٌ اَتْقِيَاءُ۔ قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْيَ الْقِدَاحِ يَنْظُرُ اِلَيْهِمُ النَّاظِرُ فَيَحْسَبُهُمْ مَرْضٰى وَمَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَرَضٍ وَيَقُوْلُ قَدْ خُوْلِطُوْا۔ وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ اَمْرٌ عَظِيْمٌ۔ لَا يَرْضَوْنَ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الْقَلِيْلَ۔ وَلَا يَسْتَكْثِرُوْنَ الْكَثِيْرَ۔ فَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ مُتَّهِمُوْنَ۔ وَمِنْ اَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُوْنَ اِذَا زُكِّيَ اَحَدُهُمْ مِنْهُمْ خَافَ مِمَّا يُقَالُ لَهُ فَيَقُوْلُ: اَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ مِنْ غَيْرِيْ، وَرَبِّيْ اَعْلَمُ بِنِيْ مِنِّيْ بِنَفْسِيْ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا يَقُوْلُوْنَ، وَاجْعَلْنِيْ اَفْضَلَ مِمَّا يَظُنُّوْنَ، وَاغْفِرْ لِيْ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ۔

فَمِنْ عَلَامَةِ اَحَدِهِمْ اَنَّكَ

دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بیتاب نہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پرکیف منظر) ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (دوزخ سے) ڈرایا گیا ہو، تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں) اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلو خلاصی کے لیے التجائیں کرتے ہیں دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں خوف نے انھیں تیروں کی طرح لاغر کر چھوڑا ہے، دیکھنے والا انھیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے، حالانکہ انھیں کوئی مرض نہیں ہوتا اور جب ان کی باتوں کو سنتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے (ایسا نہیں) بلکہ انھیں تو ایک دوسرا ہی خطرہ لاحق ہے۔ وہ اپنے اعمال کی کم مقدار سے مطمئن نہیں ہوتے اور زیادہ کو زیادہ نہیں سمجھتے، وہ اپنے ہی نفسوں پر (کوتاہیوں) کا الزام رکھتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی ایک کو (صلاح و تقوی کی بنا پر) سراہا جاتا ہے تو وہ اپنے حق میں کہی ہوئی باتوں سے لرز اٹھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں دوسروں سے زیادہ اپنے نفس کو جانتا ہوں اور میرا پروردگار مجھ سے بھی زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے خدایا! انکی باتوں پر میری گرفت نہ کرنا اور میرے متعلق جو یہ حسن ظن رکھتے ہیں مجھے اس سے بہتر قرار دینا اور میرے ان گناہوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَرَى لَهُ قُوَّةً فِي دِيْنٍ، وَحَزْمًا فِي لِيْنٍ،
وَإِيْمَانًا فِي يَقِيْنٍ، وَحِرْصًا فِي عِلْمٍ،
وَعِلْمًا فِي حِلْمٍ. وَقَصْدًا فِي غِنًى، وَ
خُشُوْعًا فِي عِبَادَةٍ. وَتَجَمُّلًا فِي فَاقَةٍ
وَصَبْرًا فِي شِدَّةٍ. وَطَلَبًا فِي حَلَالٍ وَ
نَشَاطًا فِي هُدًى. وَتَحَرُّجًا عَنْ طَمَعٍ
يَعْمَلُ الْأَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلَى
وَجَلٍ. يُمْسِي وَهَمُّهُ الشُّكْرُ، وَيُصْبِحُ
وَهَمُّهُ الذِّكْرُ. يَبِيْتُ حَذِرًا وَ
يُصْبِحُ فَرِحًا. حَذِرًا لِمَا حُذِرَ مِنَ
الْغَفْلَةِ. وَفَرِحًا بِمَا أَصَابَ مِنَ
الْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ. إِنِ اسْتَصْعَبَتْ
عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِيمَا تَكْرَهُ لَمْ يُعْطِهَا
سُؤْلَهَا فِيمَا تُحِبُّ. قُرَّةُ عَيْنِهِ فِيمَا
لَا يَزُوْلُ. وَزَهَادَتُهُ فِيمَا لَا يَبْقَى
يَمْزِجُ الْحِلْمَ بِالْعِلْمِ. وَالْقَوْلَ بِالْعَمَلِ.
تَرَاهُ قَرِيْبًا أَمَلُهُ. قَلِيْلًا زَلَلُهُ.
خَاشِعًا قَلْبُهُ. قَانِعَةً نَفْسُهُ. مَنْزُوْرًا
أَكْلُهُ. سَهْلًا أَمْرُهُ. حَرِيْزًا دِيْنُهُ
مَيِّتَةً شَهَوَاتُهُ. مَكْظُوْمًا غَيْظُهُ.
اَلْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُوْلٌ، وَالشَّرُّ مِنْهُ
مَأْمُوْنٌ. إِنْ كَانَ فِي الْغَافِلِيْنَ كُتِبَ
فِي الذَّاكِرِيْنَ. وَإِنْ كَانَ فِي الذَّاكِرِيْنَ

کو بخش دیتا جو ان کے علم میں نہیں۔

ان میں سے ایک کی علامت یہ ہے کہ تم اس کے دین میں استحکام، نرمی و خوش خلقی کے ساتھ دور اندیشی، ایمان میں یقین و استواری، بردباری کے ساتھ دانائی، خوشحالی میں میانہ روی عبادت میں عجز و نیازمندی، فقر و فاقہ میں آن بان، مصیبت میں صبر، طلب رزق میں حلال پر نظر، ہدایت میں کیف و سرور اور طمع سے نفرت و بے تعلقی دیکھو گے۔ وہ نیک اعمال بجالانے کے باوجود خائف رہتا ہے۔ شام ہوتی ہے تو اس کے پیش نظر اللہ کا شکر اور صبح ہوتی ہے تو اُس کا مقصد یادِ خدا ہوتا ہے۔ رات خوف و خطر میں گزارتا ہے اور صبح کو خوش اُٹھتا ہے۔ خطرہ اس کا کہ رات غفلت میں نہ گزر جائے اور خوشی اس فضل و رحمت کی دولت پر جو اسے نصیب ہوئی ہے۔ اگر اس کا نفس کسی ناگوار صورت حال کے برداشت کرنے سے انکار کرتا ہے تو وہ اس کی من مانی خواہش کو پورا نہیں کرتا۔ جاودانی نعمتوں میں اس کے لیے آنکھوں کا سرور ہے اور دار فانی کی چیزوں سے بے تعلقی و بیزاری ہے۔ اس نے علم میں حلم اور قول میں عمل کو سمو دیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ اس کی امیدوں کا دامن کوتاہ، لغزشیں کم، دل متواضع اور نفس قانع، غذا قلیل، رویہ بے زحمت، دین محفوظ، خواہشیں مردہ اور غصہ ناپید ہے اس سے بھلائی ہی کی توقع ہو سکتی ہے اور اس سے گزند کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ جس وقت ذکرِ خدا سے غافل ہونیوالوں میں نظر آتا ہے جب بھی ذکر کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے (چونکہ اس کا دل) غافل نہیں ہوتا) اور جب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔ يَعْفُوْ
عَمَّنْ ظَلَمَهٗ، وَيُعْطِيْ مَنْ حَرَمَهٗ،
وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهٗ۔ بَعِيْدًا فُحْشُهٗ۔
لَيِّنًا قَوْلُهٗ۔ غَائِبًا مُنْكَرُهٗ حَاضِرًا
مَعْرُوْفُهٗ۔ مُقْبِلًا خَيْرُهٗ۔ مُدْبِرًا شَرُّهٗ۔
فِي الزَّلَازِلِ وَقُوْرٌ، وَفِي الْمَكَارِهِ صَبُوْرٌ
وَفِي الرَّخَاءِ شَكُوْرٌ۔ لَا يَحِيْفُ عَلٰى مَنْ
يُبْغِضُ۔ وَلَا يَأْثَمُ فِيْمَنْ يُحِبُّ۔ يَعْتَرِفُ
بِالْحَقِّ قَبْلَ اَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ لَا يُضَيِّعُ
مَا اسْتُحْفِظَ۔ وَلَا يَنْسٰى مَا ذُكِّرَ۔ وَلَا
يُنَابِزُ بِالْاَلْقَابِ۔ وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ
وَلَا يَشْمَتُ بِالْمَصَائِبِ۔ وَلَا يَدْخُلُ
فِي الْبَاطِلِ۔ وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَقِّ۔ اِنْ
صَمَتَ لَمْ يَغُمَّهٗ صَمْتُهٗ، وَاِنْ ضَحِكَ
لَمْ يَعْلُ صَوْتُهٗ۔ وَاِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ
حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْ يَنْتَقِمُ
لَهٗ۔ نَفْسُهٗ مِنْهُ فِيْ عَنَاءٍ۔ وَالنَّاسُ
مِنْهُ فِيْ رَاحَةٍ۔ اَتْعَبَ نَفْسَهٗ لِاٰخِرَتِهٖ
وَاَرَاحَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهٖ۔
بُعْدُهٗ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ
وَتَرَاهُهٗ۔ وَدُنُوُّهٗ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ
لِيْنٌ وَرَحْمَةٌ۔ لَيْسَ تَبَاعُدُهٗ بِكِبْرٍ وَ
عَظَمَةٍ، وَلَا دُنُوُّهٗ بِمَكْرٍ وَخَدِيْعَةٍ۔

ذکر کرنے والوں میں ہوتا ہے تو ظاہر ہی ہے کہ اسے غفلت
شعاروں میں شمار نہیں کیا جاتا۔ جو اس پر ظلم کرتا ہے اس سے
درگزر کر جاتا ہے جو اسے محروم کرتا ہے اس کا دامن اپنی عطا
سے بھر دیتا ہے جو اس سے بگاڑ کرتا ہے یہ اس سے بناتا ہے
بیہودہ بکواس اس کے قریب نہیں پھٹکتی اس کی باتیں نرم برائیاں
ناپسند اور اچھائیاں نمایاں ہیں۔ خوبیاں ابھر کر سامنے
آتی ہیں اور بدیاں پیچھے ہٹتی ہوئی نظر آتی ہیں، یہ مصیبت کے
جھٹکوں میں کوہِ حلم و وقار سختیوں پر صابر اور خوش حالی میں
شاکر رہتا ہے جس کا دشمن بھی ہو اس کے خلاف بیجا زیادتی
نہیں کرتا اور جس کا دوست ہوتا ہے اس کی خاطر بھی کوئی گناہ
نہیں کرتا قبل اس کے کہ اس کی کسی بات کے خلاف گواہی کی
ضرورت پڑے وہ خود ہی حق کا اعتراف کر لیتا ہے۔ امانت کو ضائع
و برباد نہیں کرتا۔ جو اسے یاد دلایا گیا ہے اسے فراموش نہیں کرتا،
نہ دوسروں کو برے ناموں سے یاد کرتا ہے نہ ہمسایوں کو گزند پہنچاتا
ہے نہ دوسروں کی مصیبتوں پر خوش ہوتا ہے نہ باطل کی سرحد میں
داخل ہوتا ہے اور نہ جادۂ حق سے قدم باہر نکالتا ہے۔ اگر چپ سادھ
لیتا ہے تو اس خاموشی سے اس کا دل نہیں بھیجتا ہے، اور اگر ہنستا ہے
تو آواز بلند نہیں ہوتی۔ اگر اس پر زیادتی کی جائے تو سہ لیتا ہے
تاکہ اللہ ہی اس کا انتقام لے۔ اس کا نفس اس کے ہاتھوں مشقت
میں مبتلا ہے اور دوسرے لوگ اس سے امن و راحت میں ہیں۔
اس نے آخرت کی خاطر اپنے نفس کو زحمت میں اور خلقِ خدا
کو اپنے نفس کے شر سے راحت میں رکھا ہے جن سے دوری
اختیار کرتا ہے تو یہ زہد و پاکیزگی کے لیے ہوتی ہے اور جن سے قرب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(قَالَ) فَصَعِقَ هَمَّامٌ صَعْقَةً كَانَتْ نَفْسَهُ فِيهَا۔ فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَخَافُهَا عَلَيْهِ۔ ثُمَّ قَالَ:۔ أَهٰكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظُ الْبَالِغَةُ بِأَهْلِهَا۔ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ فَمَا بَالُكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ:۔ وَيْحَكَ إِنَّ لِكُلِّ أَجَلٍ وَقْتًا لَا يَعْدُوهُ وَسَبَبًا لَا يَتَجَاوَزُهُ۔ فَمَهْلًا لَا تَعُدْ لِمِثْلِهَا فَإِنَّمَا نَفَثَ الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِكَ۔

ہوتا ہی تو یہ خوش خلقی و رحم دلی کی بنا پر ہے نہ اس کی دُوری غرور وکبر کی وجہ سے اور نہ اس کا میل جول کسی فریب اور مکر کی بنا پر ہوتا ہے ـــــ راوی کا بیان ہے کہ ان کلمات کو سنتے سنتے ہمام پر غشی طاری ہوئی اور اسی عالم میں اس کی روح پرواز کر گئی۔ امیر المؤمنین نے فرمایا، کہ خدا کی قسم مجھے اس کے متعلق یہی خطرہ تھا پھر فرمایا کہ موثر نصیحتیں نصیحت پذیر طبیعتوں پر یہی اثر کیا کرتی ہیں۔ اس وقت ایک[2] کہنے والے نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! پھر کیا بات ہی کہ خود آپ پر ایسا اثر نہیں ہوتا؟ حضرت نے فرمایا کہ بلاشبہ موت کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہی کہ وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہی جو کبھی ٹل نہیں سکتا ایسی (بیمعنی) گفتگو سے جو شیطان نے تمھاری زبان پر جاری کی ہے باز آؤ اور ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۲

يَصِفُ فِيهَا الْمُنَافِقِينَ:۔

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا وَفَّقَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ وَزَادَ عَنْهُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ، وَنَسْأَلُهُ لِمِنَّتِهِ تَمَامًا وَبِحَبْلِهِ اعْتِصَامًا۔ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ خَاضَ إِلَى رِضْوَانِ اللّٰهِ كُلَّ غَمْرَةٍ، وَتَجَرَّعَ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ، وَقَدْ تَلَوَّنَ

ہم اُس کی حمد و ستائش کرتے ہیں جس نے اطاعت کی توفیق بخشی اور معصیت سے روک کر رکھا، ہم اس سے نعمتوں کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خواہش اور اس سے (اسلام کی) رسّی سے وابستہ رہنے کا سوال کرتے ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اس کے عبد اور رسول ہیں جو اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے ہر سختی میں پھاند پڑے اور جنھوں نے اس کے لیے غم و غصّہ کے

---

[1] ابن ابی الحدید کے نزدیک اس سے ہمام ابن شریح مراد ہیں اور علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ اس سے بظاہر ہمام ابن عبادہ مُراد ہیں۔

[2] یہ شخص عبد ابن کوا تھا جو خوارج کی ہنگامہ آرائیوں میں پیش پیش اور حضرت کا سخت مخالف تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَهُ الْأَدْنَوْنَ، وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصَوْنَ
وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعِنَّتَهَا، وَ
ضَرَبَتْ لِمُحَارَبَتِهِ بُطُونَ رَوَاحِلِهَا،
حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحَتِهِ عَدَاوَتُهَا
مِنْ أَبْعَدِ الدَّارِ وَأَسْحَقِ الْمَزَارِ۔
أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى
اللهِ۔ وَأُحَذِّرُكُمْ أَهْلَ النِّفَاقِ
فَإِنَّهُمُ الضَّالُّونَ الْمُضِلُّونَ۔ وَ
الزَّالُّونَ الْمُزِلُّونَ۔ يَتَلَوَّنُونَ
أَلْوَانًا، وَيُفْتَنُّونَ افْتِنَانًا وَ
يَعْمِدُونَكُمْ بِكُلِّ عِمَادٍ، وَيَرْصُدُونَكُمْ
بِكُلِّ مِرْصَادٍ۔ قُلُوبُهُمْ دَوِيَّةٌ۔ وَ
صِفَاحُهُمْ نَقِيَّةٌ وَيَمْشُونَ الْخَفَاءَ
وَيَدِبُّونَ الضَّرَاءَ وَصْفُهُمْ دَوَاءٌ،
وَقَوْلُهُمْ شِفَاءٌ، وَفِعْلُهُمُ الدَّاءُ
الْعَيَاءُ۔ حَسَدَةُ الرَّخَاءِ، وَمُؤَكِّدُوا
الْبَلَاءِ، وَمُقَنِّطُوا الرَّجَاءِ۔ لَهُمْ
بِكُلِّ طَرِيقٍ صَرِيعٌ وَإِلَى كُلِّ قَلْبٍ
شَفِيعٌ، وَلِكُلِّ شَجْوٍ دُمُوعٌ۔ يَتَقَارَضُونَ
الثَّنَاءَ، وَيَتَرَاقَبُونَ الْجَزَاءَ۔ إِنْ
سَأَلُوا أَلْحَفُوا، وَإِنْ عَذَلُوا أَكْشَفُوا
وَإِنْ حَكَمُوا أَسْرَفُوا، قَدْ أَعَدُّوا
لِكُلِّ حَقٍّ بَاطِلًا، وَلِكُلِّ قَائِمٍ مَائِلًا،

کھونٹ پئے۔ جن کے قریبیوں نے بھی مختلف رنگ بدلے اور دور والوں نے بھی ان کی دشمنی پر اکٹھا کر لیا اور عرب والے بھی ان کے خلاف بگٹٹ چڑھ دوڑے اور دور دراز جگہوں اور دور افتادہ سرحدوں سے سواریوں کے پیٹ پر ایڑ لگاتے ہوئے آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہو گئے اور عداوتوں (کے پشتارے) آپ کے صحن میں لا اتارے۔

اے خدا کے بندو! میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تمھیں وصیت کرتا ہوں اور منافقوں سے بھی چوکنا کیے دیتا ہوں، کیونکہ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے بے راہ اور بے راہروی پر لگنے والے ہیں وہ مختلف رنگ اور ہر بات میں جداگانہ پینترا بدلتے ہیں اور تمھیں ہمخیال بنانے کے لیے ہر قسم کے مکر و فریب کے اڑانوں کا سہارا دیتے ہیں اور ہر گھات کی جگہ میں تمھاری تاک لگائے بیٹھے ہیں ان کے دل (نفاق کے) روگ میں مبتلا اور چہرے (بظاہر کدورتوں سے) پاک و صاف ہیں، وہ اندر ہی اندر چالیں چلتے ہیں، اور (بہکانے کے لیے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں جس طرح مرض چپکے سے سرایت کرتا ہے، ان کے طور طریقے دوا باتیں شفا اور کرتوت دردِ بے درماں ہیں (دوسروں کی) خوش حالی پر جلنے والے انھیں مصیبت میں پھنسانے کے لیے جد و جہد کرنے والے اور انھیں امیدوں سے بے آس بنانے والے ہیں۔ ہر رہگذر پر ان کا ایک کشتہ اور ہر دل میں گھر کرنے کا ان کے پاس وسیلہ ہے اور ہر غم کے لیے ان کی آنکھوں میں نمی مچھ کے آنسو ہیں ایک دوسرے کی قرضہ کے طور پر مدح و ستائش کرتے ہیں اور اس کا بدلہ دیئے جانے کی آس لگائے رہتے ہیں۔ اگر مانگتے ہیں تو لپٹ ہی جاتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَبِكُلِّ حَيٍّ قَاتِلًا، وَبِكُلِّ بَابٍ مِفْتَاحًا، وَبِكُلِّ لَيْلٍ مِصْبَاحًا۔ يَتَوَصَّلُونَ إِلَى الطَّمَعِ بِالْيَأْسِ لِيُقِيمُوا بِهِ أَسْوَاقَهُمْ، وَيُنَفِّقُوا بِهِ أَعْلَاقَهُمْ۔ يَقُولُونَ فَيُشَبِّهُونَ، وَيَصِفُونَ فَيُمَوِّهُونَ، قَدْ هَوَّنُوا الطَّرِيقَ، وَأَضْلَعُوا الْمَضِيقَ، فَهُمْ لُمَةُ الشَّيْطَانِ وَحُمَةُ النِّيرَانِ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ۔

اور بُرا بھلا کہنے پر آتے ہیں تو پھر رسوا کر کے چھوڑتے ہیں اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو بے راہ روی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں انھوں نے ہر حق کے مقابلہ میں باطل اور ہر برائی کے مقابلہ میں کچھ ہر زندہ کے لیے قاتل ہر در کے لیے کلید اور ہر رات کے لیے چراغ مہیا کر رکھا ہے، وہ بے آسی میں آس پیدا کر لیتے ہیں کہ جس سے اپنے بازار جمائیں اور اپنے مال کو رواج دیں غلط بات کو صحیح بات کے انداز میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کا رنگ دے کر پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے (اپنے لیے) تو راستے آسان بنا رکھے ہیں اور دوسروں کے لیے پیچیدگیاں ڈال دی ہیں۔ وہ شیطان کا گروہ اور آگ کا شعلہ ہیں (جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ) یہ شیطان کا گروہ ہے اور جان رہو کہ شیطان کا گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَ مِنْ آثَارِ سُلْطَانِهِ وَجَلَالِ كِبْرِيَائِهِ مَا حَيَّرَ مُقَلَ الْعُيُونِ مِنْ عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ وَرَدَعَ خَطَرَاتِ هَمَاهِمِ النُّفُوسِ عَنْ عِرْفَانِ كُنْهِ صِفَتِهِ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةَ إِيمَانٍ وَإِيقَانٍ، وَإِخْلَاصٍ وَإِذْعَانٍ۔ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ وَأَعْلَامُ الْهُدَى دَارِسَةٌ، وَمَنَاهِجُ الدِّينِ

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنی فرماں روائی و جلال کبریائی کے آثار کو نمایاں کر کے اپنی قدرت کی عجیب و غریب نقش آرائیوں سے آنکھ کی پتلیوں کو محو حیرت کر دیا ہے اور انسانی واہموں کو اپنی صفتوں کی تہ تک پہنچنے سے روک دیا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ معبود نہیں ایسا اقرار جو سراپا ایمان، یقین، اخلاص اور فرماں برداری ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنھیں اس وقت رسول بنا کر بھیجا کہ جب ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے اور دین کی راہیں اجڑ چکی تھیں آپ نے حق کو آشکارا کیا خلق خدا کو نصیحت کی، ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور (افراط و تفریط کی سمتوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

طَامِسَةٌ۔ فَصَدَعَ بِالْحَقِّ، وَنَصَحَ لِلْخَلْقِ۔ وَهَدَى إِلَى الرُّشْدِ، وَأَمَرَ بِالْقَصْدِ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَّهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا۔ وَلَمْ يُرْسِلْكُمْ هَمَلًا۔ عَلِمَ مَبْلَغَ نِعَمِهِ عَلَيْكُمْ، وَأَحْصَى إِحْسَانَهُ إِلَيْكُمْ۔ فَاسْتَفْتِحُوهُ وَاسْتَنْجِحُوهُ، وَاطْلُبُوا إِلَيْهِ وَاسْتَمْنَحُوهُ۔ فَمَا قَطَعَكُمْ عَنْهُ حِجَابٌ وَلَا أُغْلِقَ عَنْكُمْ دُونَهُ بَابٌ۔ وَأَنَّهُ لِكُلِّ مَكَانٍ، وَفِي كُلِّ حِينٍ وَأَوَانٍ، وَمَعَ كُلِّ إِنْسٍ وَجَانٍّ۔ لَا يَثْلِمُهُ الْعَطَاءُ، وَلَا يُنْقِصُهُ الْحِبَاءُ وَلَا يَسْتَنْفِدُهُ سَائِلٌ، وَلَا يَسْتَقْصِيهِ نَائِلٌ۔ وَلَا يَلْوِيهِ شَخْصٌ عَنْ شَخْصٍ، وَلَا يُلْهِيهِ صَوْتٌ عَنْ صَوْتٍ۔ وَلَا تَحْجُزُهُ هِبَةٌ عَنْ سَلْبٍ وَلَا يَشْغَلُهُ غَضَبٌ عَنْ رَحْمَةٍ۔ وَلَا تُولِهُهُ رَحْمَةٌ عَنْ عِقَابٍ۔ وَلَا يُجِنُّهُ الْبُطُونُ عَنِ الظُّهُورِ۔ وَلَا يَقْطَعُهُ الظُّهُورُ عَنِ الْبُطُونِ قَرُبَ فَنَأَى، وَعَلَا فَدَنَا۔ وَظَهَرَ فَبَطَنَ، وَبَطَنَ فَعَلَنَ۔ وَدَانَ وَلَمْ

بچ کر) درمیانی راہ چلنے کا حکم دیا خدا ان پر اور ان کے اہل بیت پر رحمت نازل کرے۔

اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ اس نے تم کو بیکار پیدا نہیں کیا اور نہ یونہی کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے، جو نعمتیں اس نے تمھیں دی ہیں اس کی مقدار سے آگاہ اور جو احسانات تم پر کیے ہیں اس کا شمار جانتا ہے اس سے فتح و کامرانی اور حاجت روائی چاہو اس کے سامنے دست طلب پھیلاؤ۔ اس سے بخشش و عطا کی بھیک مانگو۔ تمھارے اور اس کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے اور نہ تمھارے لیے اس کا دروازہ بند ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر ساعت و ہر آن اور ہر جن و انسان کے ساتھ موجود ہے نہ جود و سخا سے اس میں کوئی رخنہ پڑتا ہے نہ داد و دہش سے اس کے ہاں کمی ہوتی ہے نہ مانگنے والے اس کے خزانوں کو ختم کر سکتے ہیں نہ بخشش و فیضان اس کی نعمتوں کو انتہا تک پہنچا سکتا ہے نہ ایک طرف التفات دوسروں سے اس کی توجہ کو موڑ سکتا ہے اور نہ ایک آواز میں محویت دوسری آواز سے اسے بے خبر بنا تی ہے۔ نہ اسے (ایک وقت) ایک نعمت کا دینا دوسری نعمت کے چھین لینے سے مانع ہوتا ہے اور نہ غضب (کے شرارے) رحمت (کے فیضان) سے اسے روکتے ہیں اور نہ لطف و کرم اسے تنبیہ و عقاب سے غافل کرتا ہے، اس کی ذات کی پوشیدگی اس کے آثار کی جلوہ پاشیوں پر نقاب نہیں ڈالتی اور نہ آثار کی جلوہ طرازیاں اس کی ذات سے پوشیدگی کو الگ کر سکتی ہیں وہ قریب پھر بھی دور ہے اور بلند مگر نزدیک

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يُدَانُ. لَمْ يَذْرَأْ بِالْخَلْقِ بِاحْتِيَالٍ، وَلَا اسْتَعَانَ بِهِمْ لِكَلَالٍ. أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهَا الزِّمَامُ وَالْقِوَامُ. فَتَمَسَّكُوا بِوَثَائِقِهَا، وَاعْتَصِمُوا بِحَقَائِقِهَا تَؤُلْ بِكُمْ إِلَى أَكْنَانِ الدَّعَةِ، وَأَوْطَانِ السَّعَةِ، وَمَعَاقِلِ الْحِرْزِ وَمَنَازِلِ الْعِزِّ فِي يَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ، وَتُظْلِمُ لَهُ الْأَقْطَارُ. وَيُعَطَّلُ فِيهِ صُرُومُ الْعِشَارِ. وَيُنْفَخُ فِي الصُّوَرِ. فَتَزْهَقُ كُلُّ مُهْجَةٍ، وَتَبْكَمُ كُلُّ لَهْجَةٍ. وَتُدَكُّ الشَّمُّ الشَّوَامِخُ، وَالصُّمُّ الرَّوَاسِخُ، فَتَصِيرُ صَلْدَهَا سَرَابًا رَقْرَقًا، وَمَعْهَدَهَا قَاعًا سَمْلَقًا. فَلَا شَفِيعٌ يَشْفَعُ وَلَا حَمِيمٌ يَنْفَعُ، وَلَا مَعْذِرَةٌ تَنْفَعُ.

ہے، وہ ظاہر مگر اسی کے ساتھ باطن وہ پوشیدہ مگر آشکارا ہے وہ جزا دیتا ہے مگر اسے جزا نہیں دی جاسکتی اس نے خلقت کائنات کو سوچ سوچ کر ایجاد نہیں کیا اور نہ تکان کی وجہ سے اُن سے مدد لینے کا محتاج ہے۔ اے اللہ کے بندو! میں تمھیں خوفِ خدا کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ (سعادت کی) باگ ڈور اور (دین کا) مضبوط سہارا ہے اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کی حقیقتوں کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو کہ یہ تمھیں آسائش کی جگہوں، آسودگی کے گھروں، حفاظت کے قلعوں اور عزت کی منزلوں میں پہنچائے گی جس دن کہ آنکھیں (خوف کی وجہ سے) پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا دس دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں بیکار کردی جائیں گی اور صور پھونکا جائے گا تو ہر جان بدن سے نکل جائیگی زبانیں گونگی ہو جائینگی اور بلند پہاڑ اور مضبوط چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائینگی اور سخت پتھر آپس میں ٹکرا ٹکرا کر چمکتے ہوئے سراب کی طرح ہو جائینگے اور جہاں آباد یا دل اور فلک بوس عمارتیں تھیں وہ جگہیں ہموار میدان کی صورت میں ہو جائینگی (اس موقعہ پر) نہ کوئی سفارش کرنیوالا ہوگا جو سفارش کرے نہ کوئی عزیز ہوگا جو (اس عذاب کی) روک تھام کرے نہ عذر و معذرت پیش کی جاسکے گی کہ کچھ فائدہ بخشے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۴

بَعَثَهُ حِينَ لَا عَلَمٌ قَائِمٌ، وَلَا مَنَارٌ سَاطِعٌ، وَلَا مَنْهَجٌ وَاضِحٌ، أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا دَارُ شُخُوصٍ

اللہ نے اپنے رسول کو اس وقت مبعوث کیا جبکہ ہدایت کا کوئی نشان باقی نہ رہا تھا نہ (دین کا) کوئی بلند مینار اور نہ (شریعت کی) کوئی واضح راہ موجود تھی۔ اے اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس دنیا سے متنبہ کیے دیتا ہوں کہ جو کوچ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمَحَلَّةُ تَنْغِيصٍ، سَاكِنُهَا ظَاعِنٌ. وَقَاطِنُهَا بَائِنٌ، تَمِيدُ بِأَهْلِهَا مَيَدَانَ السَّفِينَةِ تَقْصِفُهَا الْعَوَاصِفُ فِي لُجَجِ الْبِحَارِ. فَمِنْهُمُ الْغَرِقُ الْوَبِقُ، وَمِنْهُمُ النَّاجِي عَلَى بُطُونِ الْأَمْوَاجِ تَحْفِزُهُ الرِّيَاحُ بِأَذْيَالِهَا، وَتَحْمِلُهُ عَلَى أَهْوَالِهَا فَمَا غَرِقَ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُسْتَدْرَكٍ، وَمَا نَجَا مِنْهَا فَإِلَى مَهْلَكٍ.

عِبَادَ اللهِ الْآنَ فَاعْمَلُوا وَالْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ، وَالْأَعْضَاءُ لَدْنَةٌ، وَالْمُنْقَلَبُ فَسِيحٌ، وَالْمَجَالُ عَرِيضٌ، قَبْلَ إِرْهَاقِ الْفَوْتِ، وَحُلُولِ الْمَوْتِ، فَحَقِّقُوا عَلَيْكُمْ نُزُولَهُ، وَلَا تَنْتَظِرُوا قُدُومَهُ.

کی جگہ اور بے لطفی و بدمزگی کا مقام ہے۔ اس میں بسنے والا آخر اس سے چل چلاؤ پر مجبور ہوگا اور ٹھہرنے والا اپنا رخ موڑ کر اس سے الگ ہو جائے گا یہ اپنے رہنے والوں سمیت اس طرح ڈانوا ڈول ہو رہی ہے جس طرح وہ کشتی جسے تند ہوائیں ہچکولے دے رہی ہوں کچھ تو ان میں سے ہلاک و غرق ہو گئے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ موجوں کی سطح پر تھپیڑے کھا رہے ہیں اور ہوائیں اپنے دامنوں سے انھیں ڈھکیل رہی ہیں اور ہولناکیوں میں بڑھائے لیے جا رہی ہیں جو غرق ہو چکا ہے، وہ ہاتھ نہیں لگے گا اور جو بچ رہا ہے وہ ہلکوں میں پڑا رہے گا۔

اے اللہ کے بندو! اعمال نیک بجا لاؤ ابھی جب کہ زبانوں کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں بدن تندرست اور ہاتھ پیروں میں لچک ہے (کہ جو چاہو ان سے کام لے سکتے ہو) آنے جانے کی جگہ وسیع اور میدان (عمل) کشادہ ہے قبل اس کے کہ فرصت رفتہ موقع نہ دے اور موت ٹوٹ پڑے اپنے لیے موت کو یہ سمجھو کہ وہ آ چکی اس کا انتظار نہ کرو کہ وہ آئے گی۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۵

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنِّي لَمْ أُرِدَّ عَلَى اللهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ. وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ

پیغمبر کے وہ اصحاب جو (احکام شریعت) کے امین ٹھہرائے گئے تھے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ میں نے کبھی ایک آن کے لیے بھی اللہ اور اُس کے رسول کے احکام سے سرتابی نہیں کی اور میں نے اس جوانمردی کے بل بوتے پر کہ جس سے اللہ نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِنَفْسِي فِي الْمَوَاطِنِ الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا
الْأَبْطَالُ ، وَتَتَأَخَّرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ
نَجْدَةً أَكْرَمَنِيَ اللهُ بِهَا. وَلَقَدْ
قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَعَلَى صَدْرِي،
وَلَقَدْ سَالَتْ نَفْسُهُ فِي كَفِّي فَأَمْرَرْتُهَا
عَلَى وَجْهِي. وَلَقَدْ وَلِيتُ غُسْلَهُ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالْمَلَائِكَةُ
أَعْوَانِي، فَضَجَّتِ الدَّارُ وَالْأَفْنِيَةُ
مَلَأٌ يَهْبِطُ وَمَلَأٌ يَعْرُجُ وَمَا فَارَقَتْ
سَمْعِي هَيْنَمَةٌ مِنْهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ
حَتَّى وَارَيْنَاهُ فِي ضَرِيحِهِ. فَمَنْ
ذَا أَحَقُّ بِهِ مِنِّي حَيًّا وَمَيِّتًا؟ فَانْفُذُوا
عَلَى بَصَائِرِكُمْ، وَلْتَصْدُقْ نِيَّاتُكُمْ
فِي جِهَادِ عَدُوِّكُمْ. فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ إِنِّي لَعَلَى جَادَّةِ الْحَقِّ وَإِنَّهُمْ
لَعَلَى مَزَلَّةِ الْبَاطِلِ. أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ
وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ.

مجھے سرفراز کیا ہے پیغمبرؐ کی دل وجان سے مدد ان موقعوں پر کی کہ جن موقعوں سے بہادر رجی چرا کر، بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور قدم (آگے بڑھنے کے بجائے) پیچھے ہٹ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے رحلت فرمائی تو ان کا سر (اقدس) میرے سینے پر تھا اور جب میرے ہاتھوں میں ان کی روح طیب نے مفارقت کی تو میں نے (تبرکاً) اپنے ہاتھ منھ پر پھیر لیے میں نے آپ کے غسل کا فریضہ انجام دیا اس عالم میں کہ ملائکہ میرا ہاتھ بٹا رہے تھے (آپ کی رحلت سے) گھر اور اس کے اطراف وجوانب نالہ وفریاد سے گونج رہے تھے (فرشتوں کا تانتا بندھا ہوا تھا) ایک گروہ اترتا تھا اور ایک گروہ چڑھتا تھا۔ وہ حضرت پر نماز پڑھتے تھے اور ان کی دھیمی آوازیں برابر میرے کانوں میں آرہی تھیں یہاں تک کہ ہم نے انھیں قبر میں چھپا دیا تو اب ان کی زندگی میں اور موت کے بعد مجھ سے زائد کون اس کا حقدار ہو سکتا ہے؟ (جب میرا حق تمھیں معلوم ہو چکا) تو تم بصیرت کے جلو میں دشمن سے جہاد کرنے کے لیے صدق نیت سے بڑھو اس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں بلاشبہہ میں جادہ حق پر ہوں اور وہ (اہل شام) باطل کی ایسی گھاٹی پر ہیں کہ جہاں سے پھسلے کہ پھسلے۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ سے آمرزش کا طلبگار ہوں۔

لہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ امیر المومنین کا ارشاد کہ "میں نے کبھی پیغمبر کے احکام سے سرتابی نہیں کی" یہ ان لوگوں پر ایک طرح کا طنز ہے کہ جو پیغمبر کے حکام کو رد کرنے میں بیباک تھے اور انھیں ٹوکنے کی جسارت کر گزرتے تھے جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیغمبر کفار قریش سے صلح پر آمادہ ہو گئے تو صحابہ میں سے ایک صاحب اتنے برافروختہ ہوئے کہ وہ پیغمبر کی رسالت میں شک کا اظہار کرنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لگے جس پر حضرت ابو بکر کو یہ کہنا پڑا:۔

وَیْحَاکَ اَلْزِمْ غَرْزَہٗ فَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُہٗ۔

تم پر افسوس ہے تمھیں ان کی رکاب تھامے رہنا چاہیئے یہ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ انھیں ضائع و برباد نہیں ہونے دیگا۔

اس شک کے ازالہ کے لیے قسم اِنَّ اور لام تاکید کے ذریعہ نبوت کے یقین دلانے کی کوشش کرنا اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ مخاطب شک کی منزل سے بھی کچھ آگے نکل چکا تھا کیونکہ یہ تاکیدی لفظیں وہیں پر استعمال کی جاتی ہیں جہاں انکار تک کی نوبت پہنچ چکی ہو بہر صورت اگر ایمان عدم شک کا نام ہے تو شک سے ایمان کا مجروح ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا۔

مومن بس وہی لوگ ہیں جو اللہ و رسول پر ایمان لانے کے بعد شک نہیں کرتے۔

اسی طرح جب پیغمبر نے ابن سلول کی میت پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو پیغمبر سے کہا کَیْفَ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِ الْمُنَافِقِیْنَ"۔ کیا اس منافقوں کے سردار کے لیے آپ دعائے مغفرت کریں گے" اور یہ کہہ کر پیغمبر کو دامن سے پکڑ کر کھینچ لیا جس پر پیغمبر کو یہ کہنا پڑا کہ میرا کوئی اقدام حکم خدا کے بغیر نہیں ہوتا۔ اسی طرح جیش اسامہ کے ہمراہ جانے میں پیغمبر کے تاکیدی حکم کو ٹھکرا دیا گیا اور ان تمام سرتابیوں سے بڑھ کر وہ سرتابی تھی جو تحریر وصیت کے سلسلہ میں ظاہر ہوئی اور پیغمبر کی طرف ایسی غلط نسبت دی گئی کہ جس سے احکام شریعت پر سے اعتماد ہی اٹھ جاتا ہے اور ہر حکم کے متعلق یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ نہ معلوم کہ یہ حکم وحی الٰہی کی بنا پر ہے یا معاذ اللہ کسی بد حواسی کا نتیجہ ہے۔

۵ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ہر معرکہ اور جان جوکھوں کے موقعہ پر پیغمبر کے سینہ سپر رہے اور اپنی خداداد جسارت و ہمت سے ان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے چنانچہ پہلا جان نثاری کا موقعہ وہ ہے کہ جب قریش نے قتل پیغمبر کا عزم بالجزم کر لیا تو آپ تلواروں کے نرغہ اور دشمنوں کے ہجوم میں بستر نبوت پر سو گئے جس سے دشمنوں کو اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد ہونا پڑا۔ پھر ان جنگوں میں کہ جہاں دشمن ہجوم کر کے پیغمبر پر ٹوٹ پڑتے تھے اور اچھے اچھے بہادروں کے قدم ڈگمگا جاتے تھے آپ علم لشکر کو لیئے ہوئے پامردی سے جمے رہتے تھے، چنانچہ ابن عبدالبر تحریر کرتے ہیں:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِعَلِیٍّ
اَرْبَعُ خِصَالٍ لَیْسَتْ لِاَحَدٍ
غَیْرِہٖ ھُوَ اَوَّلُ عَرَبِیٍّ وَّعَجَمِیٍّ
صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الَّذِیْ کَانَ
لِوَائُہٗ مَعَہٗ فِیْ کُلِّ زَحْفٍ وَ
ھُوَ الَّذِیْ صَبَرَ مَعَہٗ یَوْمَ
فَرَّعَنْہُ غَیْرُہٗ وَھُوَ الَّذِیْ
غَسَّلَہٗ وَاَدْخَلَہٗ قَبْرَہٗ

ابن عباس کہتے ہیں کہ امیرالمومنین میں چار
خصوصیتیں ایسی تھیں جو اُن کے علاوہ کسی کو حاصل
نہ تھیں ایک یہ کہ آپ نے ہر عربی و غیر عربی سے
پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھی اور دوسرے ہر معرکہ دار و گیر
میں علمبردار ہوتے رہے اور تیسرے جب لوگ
پیغمبر کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے تو آپ
صبر و استقامت سے جمے رہتے تھے اور چوتھے یہ کہ
آپ ہی نے پیغمبر کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

(استیعاب ج ۲ صفحہ ۴۷)

اسلامی غزوات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ جنگ تبوک کے علاوہ کہ جس میں بحکم پیغمبر امیرالمومنین شرکت نہ کر سکے تمام جنگیں آپ کی حسن کارکردگی کی آئینہ دار اور تمام فتوحات آپ کے قوت بازو کی مرہون منت ہیں۔ چنانچہ جنگ بدر میں ستر کفار قتل ہوئے جن میں سے نصف امیرالمومنین کی تلوار سے مارے گئے۔ جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کے مال غنیمت پر ٹوٹ پڑنے کی وجہ سے فتح شکست کی صورت اختیار کر گئی اور دشمنوں کے اچانک حملہ سے مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو امیرالمومنین جہاد کو فریضۂ ایمانی سمجھتے ہوئے ثابت قدمی سے جمے رہے اور پیغمبر کی ہمدردی جان نثاری میں وہ کارنمایاں کیا کہ جس کا پیغمبر نے بھی اعتراف کیا اور ملک نے بھی اقرار کیا۔ جنگ احزاب میں پیغمبر کے ہمراہ تین ہزار نبرد آزما تھے مگر عمرو ابن عبدود کے مقابلہ میں بڑھنے کی کسی ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی آخر امیرالمومنین نے اسے قتل کر کے مسلمانوں کو رُسوائی سے بچا لیا۔ جنگ خیبر میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر علم لے کر گئے مگر پلٹ آئے اس موقع پر بھی امیرالمومنین نے اس مہم کو سر کیا جنگ حنین میں مسلمانوں کو اپنی کثرت پر بڑا گھمنڈ تھا چونکہ ان کی تعداد دس ہزار تھی اور کفار کی گنتی چار ہزار تھی مگر یہاں بھی غنیمت پر لپک پڑے جس کی وجہ سے کفار کو موقع مل گیا کہ وہ ان پر ٹوٹ پڑیں چنانچہ اس اچانک حملہ سے مسلمان گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:-

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ۔

اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمھاری مدد کی اور حنین کے دن بھی کہ جب تم اپنی کثرت پر اتراتے تھے اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر چلتے بنے۔ اس موقعہ پر بھی امیر المومنین پہاڑ کی طرح جمے رہے اور آخر تائید خداوندی سے فتح و کامرانی حاصل ہوئی۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۶

يَعْلَمُ عَجِيجَ الْوُحُوشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَمَعَاصِيَ الْعِبَادِ فِي الْخَلَوَاتِ، وَاخْتِلَافَ النِّينَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ، وَتَلَاطُمَ الْمَاءِ بِالرِّيَاحِ الْعَاصِفَاتِ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَنَجِيبُهُ اللّٰهِ وَسَفِيرُ وَحْيِهِ وَرَسُولُ رَحْمَتِهِ۔

وہ (خداوند عالم) بیابانوں میں چوپاؤں کے نالے سنتا ہے، تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں سے آگاہ ہے اور اتھاہ دریاؤں میں مچھلیوں کی آمد و شد اور تند ہواؤں کے ٹکراؤ سے پانی کے تھپیڑوں کو جانتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ اللہ کے برگزیدہ اس کی وحی کے ترجمان اور رحمت کے پیغامبر ہیں۔

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِي ابْتَدَأَ خَلْقَكُمْ، وَإِلَيْهِ يَكُونُ مَعَادُكُمْ، وَبِهِ نَجَاحُ طَلِبَتِكُمْ وَإِلَيْهِ مُنْتَهَى رَغْبَتِكُمْ، وَنَحْوَهُ قَصْدُ سَبِيلِكُمْ، وَإِلَيْهِ مَرَامِي مَفْزَعِكُمْ۔ فَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ دَوَاءُ دَاءِ قُلُوبِكُمْ، وَبَصَرُ عَمَى أَفْئِدَتِكُمْ، وَشِفَاءُ مَرَضِ أَجْسَادِكُمْ، وَصَلَاحُ فَسَادِ صُدُورِكُمْ، وَطُهُورُ دَنَسِ أَنْفُسِكُمْ، وَجَلَاءُ عَشَا أَبْصَارِكُمْ وَأَمْنُ فَزَعِ جَأْشِكُمْ، وَضِيَاءُ سَوَادِ

میں تمھیں اس اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کہ جس نے تمھیں پیدا کیا اور جس کی طرف تمھیں پلٹنا ہے وہی تمھاری کامرانیوں کا ذریعہ اور تمھاری آرزوؤں کی منزل منتہا ہے تمھاری راہ حق اسی کی طرف پلٹتی ہے اور وہی خوف و ہراس کے وقت تمھارے لیے پناہ گاہ ہے دل میں اللہ کا خوف رکھو کیونکہ یہ تمھارے دلوں کے سوگ کا چارہ، فکر و شعور کی تاریکیوں کے لیے اجالا، جسموں کی بیماریوں کے لیے شفا، سینے کی تباہکاریوں کے لیے اصلاح، نفس کی کثافتوں کے لیے پاکیزگی، آنکھوں کی تیرگی کے لیے جلا، دل کی دہشت کے لیے ڈھارس اور جہالت کی اندھیاریوں کے لیے روشنی ہے۔ صرف ظاہری طور پر اللہ کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ظُلْمَتِكُمْ، فَاجْعَلُوا طَاعَةَ اللّٰهِ شِعَارًا
دُوْنَ دِثَارِكُمْ، وَدَخِيْلًا دُوْنَ
شِعَارِكُمْ، وَلَطِيْفًا بَيْنَ اَضْلَاعِكُمْ
وَاَمِيْرًا فَوْقَ اُمُوْرِكُمْ، وَمَنْهَلًا
لِحِيْنِ وُرُوْدِكُمْ، وَشَفِيْعًا لِدَرْكِ
طَلِبَتِكُمْ وَجُنَّةً لِيَوْمِ فَزَعِكُمْ، وَ
مَصَابِيْحَ لِبُطُوْنِ قُبُوْرِكُمْ، وَسَكَنًا
لِطُوْلِ وَحْشَتِكُمْ، وَنَفَسًا لِكُرَبِ
مَوَاطِنِكُمْ. فَاِنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ حِرْزٌ
مِنْ مَتَالِفَ مُكْتَنِفَةٍ، وَمَخَاوِفَ
مُتَوَقَّعَةٍ، وَاُوَارِ نِيْرَانٍ مُوْقَدَةٍ.
فَمَنْ اَخَذَ بِالتَّقْوٰى غَرَبَتْ عَنْهُ
الشَّدَائِدُ بَعْدَ دُنُوِّهَا، وَاحْلَوْلَتْ
لَهُ الْاُمُوْرُ بَعْدَ مَرَارَتِهَا، وَ
انْفَرَجَتْ عَنْهُ الْاَمْوَاجُ بَعْدَ تَرَاكُمِهَا،
وَاسْهَلَتْ لَهُ الصِّعَابُ بَعْدَ اِنْصَابِهَا،
وَهَطَلَتْ عَلَيْهِ الْكَرَامَةُ بَعْدَ
قُحُوْطِهَا، وَتَحَدَّبَتْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ
بَعْدَ نُفُوْرِهَا، وَتَفَجَّرَتْ عَلَيْهِ النِّعَمُ
بَعْدَ نُضُوْبِهَا، وَوَبَلَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ
بَعْدَ اِرْذَاذِهَا. فَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ
نَفَعَكُمْ بِمَوْعِظَتِهٖ، وَوَعَظَكُمْ
بِرِسَالَتِهٖ، وَامْتَنَّ عَلَيْكُمْ بِنِعْمَتِهٖ.

اطاعت کا جامہ نہ اوڑھ لو (بلکہ) اسے اپنا اندرونی پہناوا بناؤ،
نہ صرف اندرونی پہناوا! بلکہ ایسا کرو کہ وہ تمھارے باطن میں
اُتر جائے اور پسلیوں کے اندر (دل میں) رچ بس جائے اور
اسے اپنے معاملات پر حکمراں اور (حشر میں) وارد ہونے کے
وقت سرچشمہ، منزل مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ، خوف کے دن کے
لیے سپر، تنہائی کی طویل وحشتوں
کے لیے ہمنوا و دمساز اور منزل کی اندوہناکیوں سے رہائی کا
ذریعہ) قرار دو، کیونکہ اطاعتِ خدا گھیرنے والے مہلکوں، پیش
آنے خوف و دہشت کے مرحلوں اور بھڑکتی ہوئی آگ کے
لپکوں کے لیے پناہ گاہ ہے۔ جو تقویٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا
ہے تو مصیبتیں اس کے قریب ہونے کے باوجود دُور ہٹ
جاتی ہیں تمام اُمور تلخی و بدمزگی کے بعد شیریں و خوشگوار ہو جاتے
ہیں (تباہی و ہلاکت کی) موجیں ہجوم کرنے کے بعد چھٹ جاتی
ہیں اور دشواریاں سختیوں میں مبتلا کرنے کے بعد آسان ہو جاتی
ہیں قحط و نایابی کے بعد لطف و کرم کی جھڑی لگ جاتی ہے
رحمت برگشتہ ہونے کے بعد پھر جھک پڑتی ہے زمین میں پایاب
ہونے کے بعد پھر نعمتوں کے سرچشمے اُبل پڑتے ہیں۔ پھوار کی
کمی کے بعد رحمت و برکت کی دھواں دھار بارشیں ہونے
لگتی ہیں۔ اس اللہ سے ڈرو! کہ جس نے پند و موعظت
سے تمھیں فائدہ پہنچایا اپنے پیغام کے ذریعہ تمھیں وعظ و نصیحت
کی اپنی نعمتوں سے تم پر لطف و احسان کیا اس کی بندگی و
نیاز مندی کے لیے اپنے نفسوں کو رام کرو اور اس کی فرماں
برداری کا پورا پورا حق ادا کرو پھر یہ کہ اسلام ہی وہ دین ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَعَبِّدُوا أَنْفُسَكُمْ لِعِبَادَتِهِ، وَاخْرُجُوا
إِلَيْهِ مِنْ حَقِّ طَاعَتِهِ. ثُمَّ إِنَّ هٰذَا
الْإِسْلَامَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي اصْطَفَاهُ
لِنَفْسِهِ، وَاصْطَنَعَهُ عَلٰى عَيْنِهِ، وَ
أَصْفَاهُ خِيَرَةَ خَلْقِهِ، وَأَقَامَ دَعَائِمَهُ
عَلٰى مَحَبَّتِهِ. أَذَلَّ الْأَدْيَانَ بِعِزَّتِهِ
وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهِ، وَأَهَانَ
أَعْدَاءَهُ بِكَرَامَتِهِ، وَخَذَلَ
مُحَادِّيهِ بِنَصْرِهِ، وَهَدَمَ أَرْكَانَ
الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهِ. وَسَقَى مَنْ عَطِشَ
مِنْ حِيَاضِهِ، وَأَتَاقَ الْحِيَاضَ
بِمَوَاتِحِهِ، ثُمَّ جَعَلَهُ لَا انْفِصَامَ
لِعُرْوَتِهِ، وَلَا فَكَّ لِحَلْقَتِهِ، وَلَا
انْهِدَامَ لِأَسَاسِهِ، وَلَا تَوَاءَ
لِدَعَائِمِهِ، وَلَا انْقِلَاعَ لِشَجَرَتِهِ،
وَلَا انْقِطَاعَ لِمُدَّتِهِ، وَلَا عَفَاءَ
لِشَرَائِعِهِ، وَلَا جَذَّ لِفُرُوعِهِ، وَ
لَا ضَنْكَ لِطُرُقِهِ، وَلَا وُعُوثَةَ
لِسُهُولَتِهِ، وَلَا سَوَادَ لِوَضَحِهِ، وَ
لَا عِوَجَ لِانْتِصَابِهِ، وَلَا عَصَلَ فِي
عُودِهِ، وَلَا وَعَثَ لِفَجِّهِ، وَلَا انْطِفَاءَ
لِمَصَابِيحِهِ، وَلَا مَرَارَةَ لِحَلَاوَتِهِ،
فَهُوَ دَعَائِمُ أَسَاخَ فِي الْحَقِّ أَسْنَاخَهَا

جسے اللہ نے اپنے پہچنوانے کے لیے پسند کیا اپنی نظروں کے سامنے
اُس کی دیکھ بھال کی اُس کی (تبلیغ کے لیے) بہترین خلق کا
انتخاب فرمایا اپنی محبّت پر اس کے ستون کھڑے کئے، اس کی
عزّت و برتری کی وجہ سے تمام دینوں کو سرنگوں کیا اور اس کی
بلندی کے سامنے سب ملتوں کو پست کیا۔ اُس کی عزّت و
بزرگی کے ذریعہ دشمنوں کو ذلیل اور اس کی نصرت و تائید سے
مخالفوں کو رُسوا کیا اس کے ستون سے گمراہی کے کھمبوں کو
گرا دیا پیاسوں کو اس کے تالابوں سے سیراب کیا اور پانی اُلچنے
والوں کے ذریعہ حوضوں کو بھر دیا۔ پھر یہ کہ اسے اس طرح مضبوط
کیا کہ اس کے بندھنوں کے لیے شکست و ریخت نہیں، نہ
اُس کے حلقہ (کی کڑیاں) الگ الگ ہو سکتی ہیں نہ اُس کی بنیاد
گر سکتی ہے، نہ اُس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، نہ اس کا
درخت اکھڑ سکتا ہے، نہ اس کی مدّت ختم ہو سکتی ہے، نہ اُس کے
قوانین محو ہوتے ہیں نہ اس کی شاخیں کٹ سکتی ہیں نہ اس کی
راہیں تنگ، نہ اس کی آسانیاں دشوار ہیں، نہ اس کے
سفید دامن پر سیاہی کا دھبّہ، نہ اس کی استقامت میں پیچ و
خم، نہ اس کی لکڑی میں کجی نہ اس کی کشادہ راہ میں کوئی دشواری
ہے نہ اس کے چراغ گُل ہوتے ہیں، نہ اس کی خوش گوار یوں
میں تلخیوں کا گزر ہوتا ہے۔ اسلام ایسے ستونوں پر حاوی ہے
جس کے پائے اللہ نے حق (کی سرزمین) میں قائم کئے ہیں اور
اُن کی اساس و بنیاد کو استحکام بخشا ہے اور ایسے سرچشمے
ہیں جن کے چشمے پانی سے بھرپور اور ایسے چراغ ہیں جن کی لویں
ضیا بار ہیں، ایسے مینار ہیں جن کی روشنی میں مسافر قدم

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَثَبَّتَ لَهَا أَسَاسَهَا وَيَنَابِيعَ غَزُرَتْ
عُيُونُهَا، وَمَصَابِيحَ شَبَّتْ نِيرَانُهَا،
وَمَنَارٌ اقْتُدِيَ بِهَا سُفَّارُهَا، وَ
أَعْلَامٌ قُصِدَ بِهَا فِجَاجُهَا، وَمَنَاهِلُ
رُوِيَ بِهَا وُرَّادُهَا۔ جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ
مُنْتَهَى رِضْوَانِهِ، وَذِرْوَةَ دَعَائِمِهِ
وَسَنَامَ طَاعَتِهِ۔ فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
وَثِيقُ الْأَرْكَانِ، رَفِيعُ الْبُنْيَانِ،
مُنِيرُ الْبُرْهَانِ، مُضِيءُ النِّيرَانِ، عَزِيزُ
السُّلْطَانِ، مُشْرِفُ الْمَنَارِ، مُعْوِنُ
الْمَنَارِ۔ مُعْوِنُ الْمَنَارِ۔ فَشَرِّفُوهُ
وَاتَّبِعُوهُ، وَأَدُّوا إِلَيْهِ حَقَّهُ،
وَضَعُوهُ مَوَاضِعَهُ۔ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ
بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الدُّنْيَا الِانْقِطَاعُ
وَأَقْبَلَ مِنَ الْآخِرَةِ الِاطِّلَاعُ۔ وَ
أَظْلَمَتْ بَهْجَتُهَا بَعْدَ إِشْرَاقٍ، وَ
قَامَتْ بِأَهْلِهَا عَلَى سَاقٍ۔ وَخَشُنَ
مِنْهَا مِهَادٌ، وَأَزِفَ مِنْهَا قِيَادٌ۔
فِي انْقِطَاعٍ مِنْ مُدَّتِهَا، وَاقْتِرَابٍ
مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَتَصَرُّمٍ مِنْ أَهْلِهَا،
وَانْفِصَامٍ مِنْ حَلْقَتِهَا، وَانْتِشَارٍ
مِنْ سَبَبِهَا، وَعَفَاءٍ مِنْ أَعْلَامِهَا.

بڑھاتے ہیں اور ایسے نشان ہیں کہ جن سے سیدھی راہوں کا
قصد کیا جاتا ہے اور ایسے گھاٹ ہیں جن پر اُترنے والے
اُن سے سیراب ہوتے ہیں۔ اللہ نے اسلام میں
اپنی انتہائے رضامندی، بلند ترین ارکان اور
اپنی اطاعت کی اونچی سطح کو قرار دیا ہے، چنانچہ
اللہ کے نزدیک اس کے ستون مضبوط اُس کی عمارت
سربلند دلیلیں روشن اور ضیائیں نور پاش ہیں اس
کی سلطنت غالب اور مینار بلند ہیں اور اُس کی بیخ کنی
دشوار ہے۔ اُس کی عزّت و وقار باقی رکھو اس کے
(احکام کی) پیروی کرو اس کے حقوق ادا کرو، اور اُس
کے (ہر حکم کو) اُس کی جگہ پر قائم کرو۔ پھر یہ کہ اللہ سبحانہٗ
نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ کو اس وقت حق کے ساتھ مبعوث
کیا جبکہ فنا نے دنیا کے قریب ڈیرے ڈال دیئے
اور آخرت سر پر منڈلانے لگی، اس کی رونقوں کا
اُجالا اندھیرے سے بدلنے لگا اور اپنے رہنے والوں کے
لیے مصیبت بن کر کھڑی ہوگئی اس کا فرش درشت
و ناہموار ہوگیا اور فنا کے ہاتھوں میں باگ ڈور دینے
کے لیے آمادہ ہوگئی، یہ اُس وقت کہ جب اُس کی
مدّت اختتام پذیر اور (فنا کی) علامتیں قریب آگئیں
اس کے بسنے والے تباہ اور اُس کے حلقہ کی کڑیاں
الگ ہونے لگیں اس کے بندھن پراگندہ اور نشانات
بوسیدہ ہوگئے اس کے عیب کھلنے اور پھیلے ہوئے دامن
سمٹنے لگے اللہ نے ان کو پیغام رسانی اور اُمت کی سرفرازی کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَكَشُّفٍ مِنْ عَوْرَاتِهَا، وَقِصَرٍ مِنْ
طُوْلِهَا۔ جَعَلَهُ اللّٰهُ بَلَاغًا لِرِسَالَتِهٖ،
وَكَرَامَةً لِاُمَّتِهٖ، وَرَبِيْعًا لِاَهْلِ
زَمَانِهٖ، وَرِفْعَةً لِاَعْوَانِهٖ، وَشَرَفًا
لِاَنْصَارِهٖ۔ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ
نُوْرًا لَا تُطْفَاُ مَصَابِيْحُهٗ، وَسِرَاجًا
لَا يَخْبُوْ تَوَقُّدُهٗ، وَبَحْرًا لَا يُدْرَكُ
قَعْرُهٗ، وَمِنْهَاجًا لَا يُضِلُّ نَهْجُهٗ،
وَشُعَاعًا لَا يُظْلَمُ ضَوْءُهٗ، وَفُرْقَانًا
لَا يُخْمَدُ بُرْهَانُهٗ، وَتِبْيَانًا لَا تُهْدَمُ
اَرْكَانُهٗ۔ وَشِفَاءً لَا تُخْشٰى اَسْقَامُهٗ
وَعِزًّا لَا تُهْزَمُ اَنْصَارُهٗ، وَحَقًّا
لَا تُخْذَلُ اَعْوَانُهٗ۔ فَهُوَ مَعْدِنُ
الْاِيْمَانِ وَبُحْبُوْحَتُهٗ، وَيَنَابِيْعُ
الْعِلْمِ وَبُحُوْرُهٗ، وَرِيَاضُ الْعَدْلِ
وَغُدْرَانُهٗ، وَاَثَافِيُّ الْاِسْلَامِ
وَبُنْيَانُهٗ، وَاَوْدِيَةُ الْحَقِّ وَ
غِيْطَانُهٗ، وَبَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ
الْمُسْتَنْزِفُوْنَ، وَعُيُوْنٌ لَا يُنْضِبُهَا
الْمَاتِحُوْنَ وَمَنَاهِلُ لَا يُغِيْضُهَا
الْوَارِدُوْنَ، وَمَنَازِلُ لَا يَضِلُّ
نَهْجَهَا الْمُسَافِرُوْنَ، وَاَعْلَامٌ
لَا يَعْمٰى عَنْهَا السَّائِرُوْنَ وَاٰكَامٌ

ذریعہ، اہل عالم کے لیے بہار اور یار و انصار کی رفعت
وعزت کا سبب قرار دیا۔ پھر آپ پر ایک ایسی کتاب
نازل فرمائی جو (سراپا) نور ہے جس کی قندیلیں گل
نہیں ہوتیں ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش
نہیں ہوتی ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں لگائی
جاسکتی ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ
نہیں کرتی ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدھم نہیں پڑتی
وہ ایسا (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والا ہے جس
کی دلیل کمزور نہیں پڑتی ایسا کھول کر بیان کرنے والا
ہے جس کے ستون منہدم نہیں کیے جاسکتے وہ (سراسر)
شفا ہے (کہ جس کے ہوتے ہوئے روحانی) بیماریوں کا
کھٹکا نہیں وہ سرتاسر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار
شکست نہیں کھاتے وہ (سراپا) حق ہے جس کے معین
و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے وہ ایمان کا
معدن اور مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور
دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض
ہیں وہ اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے
حق کی وادی اور اُس کا ہموار میدان ہے وہ ایسا دریا
ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کرسکتے وہ ایسا چشمہ
ہے کہ پانی اُلیچنے والے اُسے خشک نہیں کرسکتے وہ ایسا گھاٹ
ہے کہ اُس پر اترنے والوں سے اُس کا پانی گھٹ نہیں سکتا
وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں
وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا وہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا يَجُوزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ، جَعَلَهُ
اللّٰهُ رِيًّا لِعَطَشِ الْعُلَمَاءِ، وَرَبِيعًا
لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ، وَمَحَاجَّ لِطُرُقِ
الصُّلَحَاءِ، وَدَوَاءً لَيْسَ بَعْدَهُ
دَاءٌ، وَنُورًا لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ
وَحَبْلًا وَثِيقًا عُرْوَتُهُ، وَمَعْقِلًا
مَنِيعًا ذِرْوَتُهُ، وَعِزًّا لِمَنْ تَوَلَّاهُ،
وَسِلْمًا لِمَنْ دَخَلَهُ، وَهُدًى
لِمَنِ ائْتَمَّ بِهِ، وَعُذْرًا لِمَنِ انْتَحَلَهُ،
وَبُرْهَانًا لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِدًا
لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ، وَفَلْجًا لِمَنْ حَاجَّ
بِهِ، وَحَامِلًا لِمَنْ حَمَلَهُ، وَمَطِيَّةً
لِمَنْ أَعْمَلَهُ، وَآيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ،
وَجُنَّةً لِمَنِ اسْتَلْأَمَ، وَعِلْمًا لِمَنْ
وَعَى، وَحَدِيثًا لِمَنْ رَوَى، وَحُكْمًا
لِمَنْ قَضَى۔

ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی فقیہوں کے دلوں کے لیے بہار اور نیکوں کی رہ گذر کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے، یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گذر نہیں ایسی رسی ہے کہ جس کے حلقے مضبوط ہیں ایسی چوٹی ہے کہ جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے جو اس سے وابستہ ہو اس کے لیے سرمایۂ عزت ہے جو اس کی حدود میں داخل ہو اُس کے لیے پیغام صلح و امن ہے۔ جو اس کی پیروی کرے اُس کے لیے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے جو اس کی رو سے بات کرے اُس کے لیے دلیل و برہان ہے جو اُس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کیلئے گواہ ہے جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اُسکے لیے فتح و کامرانی ہے جو اسکا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لیے مرکب (تیز گام) ہے یہ حقیقت شناس کیلئے ایک واضح نشان ہے جو ضلالت سے ٹکرانے کیلئے سلاح بند ہو اُسکے لیے سپر ہے جو اسکی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اُس کے لیے علم و دانش ہے۔ بیان کرنیوالے کیلئے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لیے قطعی حکم ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۷

كَانَ يُوصِي بِهِ أَصْحَابَهُ:-

تَعَاهَدُوا أَمْرَ الصَّلَاةِ وَحَافِظُوا
عَلَيْهَا، وَاسْتَكْثِرُوا مِنْهَا، وَتَقَرَّبُوا
بِهَا، فَإِنَّهَا كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

حضرت اپنے اصحاب کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے:۔
نماز کی پابندی اور اُس کی نگہداشت کرو اور اسے زیادہ سے زیادہ بجالاؤ اور اُس کے ذریعہ سے اللہ کا تقرب چاہو کیونکہ نماز مسلمانوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے، کیا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۔ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِلٰى
جَوَابِ اَهْلِ النَّارِ حِيْنَ سُئِلُوْا :۔
"مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ؟ قَالُوْا لَمْ نَكُ
مِنَ الْمُصَلِّيْنَ" وَاِنَّهَا لَتَحُتُّ الذُّنُوْبَ
حَتَّ الْوَرَقِ، وَتُطْلِقُهَا اِطْلَاقَ
الرِّبَقِ وَشَبَّهَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْحَمَّةِ
تَكُوْنُ عَلٰى بَابِ الرَّجُلِ فَهُوَ يَغْتَسِلُ
مِنْهَا فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ
فَمَا عَسٰى اَنْ يَبْقٰى عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَنِ،
وَقَدْ عَرَفَ حَقَّهَا رِجَالٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ لَا تَشْغَلُهُمْ
عَنْهَا زِيْنَةُ مَتَاعٍ وَلَا قُرَّةُ عَيْنٍ
مِنْ وَلَدٍ وَلَا مَالٍ۔ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ
"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ
الزَّكٰوةِ" وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نَصَبًا بِالصَّلٰوةِ بَعْدَ التَّبْشِيْرِ
لَهٗ بِالْجَنَّةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ "وَ
اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا" فَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ وَيَصْبِرُ
عَلَيْهَا نَفْسَهٗ۔ ثُمَّ اِنَّ الزَّكٰوةَ جُعِلَتْ
مَعَ الصَّلٰوةِ قُرْبَانًا لِّاَهْلِ الْاِسْلَامِ

(قرآن میں) دوزخیوں کے جواب کو تم نے نہیں سُنا کہ جب ان
سے پوچھا جائے گا کہ "کون سی چیز تمھیں دوزخ کی طرف کھینچ
لائی ہے ؟ تو وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے ۔ بلاشبہ نماز گناہوں
کو جھاڑ کر اس طرح الگ کر دیتی ہے جس طرح (درخت سے)
پتے جھڑتے ہیں اور انھیں اس طرح الگ کرتی ہے جس طرح
(چوپاؤں کی گردنوں سے) پھندے کھول کر انھیں رہا کیا جاتا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو اس گرم چشمہ
سے تشبیہ دی ہے جو کسی شخص کے گھر کے دروازہ پر ہو اور وہ
اس میں دن رات پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اُمید کی جا سکتی
ہے کہ اُس کے (جسم پر) کوئی میل رہ جائے گا ؟ نماز کا حق تو
وہی مردان باخدا پہچانتے ہیں جنھیں متاع دنیا کی سج دھج
اور مال و اولاد کا سرور دیدہ و دل اس سے غفلت میں نہیں
ڈالتا (چنانچہ) اللہ سبحانہ، کا ارشاد ہے کہ "کچھ لوگ
ایسے ہیں کہ جنھیں خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے
سے نہ تجارت غافل کرتی ہے، نہ خرید و فروخت اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ باوجودیکہ انھیں جنت کی نوید دی جا چکی تھی
(بکثرت) نماز پڑھنے سے اپنے کو زحمت و تعب میں ڈالتے تھے چونکہ انھیں
اللہ کا ارشاد تھا کہ "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی
کرو" چنانچہ حضرت اپنے گھر والوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز کی تاکید بھی
فرماتے تھے اور خود بھی اس کی کثرت و بجا آوری میں زحمت و مشقت برداشت
کرتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے لیے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو بھی تقرب خدا کا
ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو جو شخص اسے بہ رضا و رغبت ادا کرے گا اس کے
لیے یہ گناہوں کا کفارہ اور دوزخ سے آڑ اور سپر ہو گی (دیکھو!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَمَنْ اَعْطَاهَا طَيِّبَ النَّفْسِ بِهَا فَاِنَّهَا تَجْعَلُ لَهٗ كَفَّارَةً، وَمِنَ النَّارِ حِجَازًا وَّوِقَايَةً۔ فَلَا يُتْبِعَنَّهَا اَحَدٌ نَفْسَهٗ، وَلَا يُكْثِرَنَّ عَلَيْهَا لَهَفَهٗ۔ فَاِنَّ مَنْ اَعْطَاهَا غَيْرَ طَيِّبِ النَّفْسِ بِهَا يَرْجُوْ بِهَا مَا هُوَ اَفْضَلُ مِنْهَا فَهُوَ جَاهِلٌ بِالسُّنَّةِ مَغْبُوْنُ الْاَجْرِ۔ ضَالُّ الْعَمَلِ طَوِيْلُ النَّدَمِ۔ ثُمَّ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ، فَقَدْ خَابَ مَنْ لَيْسَ مِنْ اَهْلِهَا۔ اِنَّهَا عُرِضَتْ عَلَى السَّمٰوٰتِ الْمَبْنِيَّةِ، وَالْاَرْضِيْنَ الْمَدْحُوَّةِ، وَالْجِبَالِ ذَاتِ الطُّوْلِ الْمَنْصُوْبَةِ، فَلَا اَطْوَلَ وَلَا اَعْرَضَ وَلَا اَعْلٰى وَلَا اَعْظَمَ مِنْهَا۔ وَلَوِ امْتَنَعَ شَيْءٌ بِطُوْلٍ اَوْ عَرْضٍ اَوْ قُوَّةٍ اَوْ عِزٍّ لَامْتَنَعْنَ، وَلٰكِنْ اَشْفَقْنَ مِنَ الْعُقُوْبَةِ، وَعَقَلْنَ مَا جَهِلَ مَنْ هُوَ اَضْعَفُ مِنْهُنَّ وَهُوَ الْاِنْسَانُ "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ مَا الْعِبَادُ مُقْتَرِفُوْنَ فِيْ لَيَالِيْهِمْ وَنَهَارِهِمْ۔ لَطُفَ بِهٖ خُبْرًا، وَاَحَاطَ بِهٖ عِلْمًا، اَعْضَاؤُكُمْ شُهُوْدُهٗ

ادا کرنے کے بعد) کوئی شخص اس کا خیال تک دل میں نہ لائے اور نہ اس پر زیادہ ہائے وائے مچائے کیونکہ جو شخص دلی لگن کے بغیر زکوٰۃ دے کر اُس سے بہتر چیز کے لیے چشم براہ رہتا ہے وہ سنّت سے بے خبر اجر کے اعتبار سے نقصان اٹھانے والا، غلط کار اور دائمی پریشانی و ندامت میں گرفتار ہے پھر امانت کا ادا کرنا ہے جو اپنے کو امانت کا اہل نہ بنا سکے وہ ناکام و نامراد ہے۔ اس امانت کو مضبوط آسمانوں، پھیلی ہوئی زمینوں اور لمبے چوڑے گڑے ہوئے پہاڑوں پر پیش کیا گیا بھلا اُن سے تو بڑھ کر کوئی چیز لمبی، چوڑی، اونچی اور بڑی نہیں ہے تو اگر کوئی چیز لمبائی چوڑائی یا قوّت اور غلبہ کے بل بوتے پر سرتابی کر سکتی ہوتی تو یہ سرتابی کر سکتے تھے لیکن یہ تو اُس کے عقاب و عتاب سے ڈر گئے اور اُس چیز کو جان گئے، جسے ان سے کمزور تر مخلوق انسان نہ جان سکا

ہاں شبہ انسان بڑا
بے انصاف اور
بڑا جاہل
ہے۔

یہ بندگان خدا رات (کے پردوں) اور دن (کے اُجالوں) میں جو گناہ کرتے ہیں وہ اللہ سے ڈھکے چھپے ہوئے نہیں وہ تو ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز سے آگاہ اور ہر شے پر اس کا علم محیط ہے۔ تمہارے ہی اعضا اس کے سامنے گواہ بن کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَجَوَادِحُكُمْ جُنُودُهُ، وَضَمَائِرُكُمْ عُيُونُهُ، وَخَلَوَاتُكُمْ عِيَانُهُ۔

پیش ہوں گے اور تمھارے ہی ہاتھ پاؤں اس کے لاؤ لشکر ہیں اور تمھارے ہی قلب و ضمیر اس کے جاسوس ہیں اور تمھاری تنہائیوں کے عشرتکدے اس کی نظروں کے سامنے ہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۸

وَاللّٰهِ مَا مُعَاوِيَةُ بِأَدْهَى مِنِّي وَلٰكِنَّهُ يَغْدِرُ وَيَفْجُرُ۔ وَلَوْلَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ أَدْهَى النَّاسِ، وَلٰكِنْ كُلُّ غَدْرَةٍ فَجْرَةٌ، وَكُلُّ فَجْرَةٍ كُفْرَةٌ۔ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَاللّٰهِ مَا اسْتُغْفِلُ بِالْمَكِيدَةِ، وَلَا أُسْتَغْمَزُ بِالشَّدِيدَةِ۔

خدا کی قسم! معاویہ مجھ سے زیادہ چالباز اور ہوشیار نہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ غداریوں سے چوکتا نہیں اور بدکرداریوں سے باز نہیں آتا۔ اگر مجھے عیاری و غداری سے نفرت نہ ہوتی تو میں سب لوگوں سے زائد ہوشیار و زیرک ہوتا لیکن ہر غداری گناہ اور ہر گناہ حکم الٰہی کی نافرمانی ہے چنانچہ قیامت کے دن ہر غدار کے ہاتھوں میں ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔ خدا کی قسم! مجھے ہتھکنڈوں سے غفلت میں نہیں ڈالا جا سکتا اور نہ سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

لہ وہ افراد جو مذہب و اخلاق سے بیگانہ شرعی قید و بند سے آزاد اور جزا و سزا کے تصور سے ناآشنا ہوتے ہیں ان کے لیے مطلب براری کے لیے حیل و ذرائع کی کمی نہیں ہوتی وہ ہر منزل پر کامیابی و کامرانی کی تدبیریں نکال لیتے ہیں لیکن جہاں انسانی و اسلامی تقاضے اور اخلاقی و شرعی حدیں روک بن کر کھڑی ہو جاتی ہیں وہاں حیلہ و تدبیر کا میدان تنگ اور جولاں گاہ عمل کی وسعت تنگ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ معاویہ کا نفوذ و تسلط انہی تدابیر و حیل کا نتیجہ تھا کہ جن پر عمل پیرا ہونے میں اسے کوئی روک ٹوک نہ تھی نہ حلال و حرام کا سوال اس کے لیے سدِ راہ ہوتا تھا اور نہ پاداشِ آخرت کا خوف اسے ان مطلق العنانیوں اور بیباکیوں سے روکتا تھا جیسا کہ امام راغب اصفہانی اس کی سیرت و کردار کا جائزہ لیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكُنْ غَايَتُهُ إِلَّا دَرْكَ الْحَاجَةِ

اس کا مطمح نظر یہی ہوتا تھا کہ جس طرح بن پڑے اپنا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَلٌّ اَوْ حَرَمٌ ثُمَّ لَمْ یَکُنْ یُبَالِیْ بِالدِّیْنِ وَلَا یَتَفَکَّرُ فِیْ سَخَطِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (محاضرات)

مطلب پورا کرو نہ حلال وحرام سے اسے کوئی واسطہ تھا نہ دین کی اسے کوئی پروا تھی اور نہ خدا کے غضب کی کوئی فکر تھی۔

چنانچہ اس نے اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کے لیے غلط بیانی وافترا پردازی کے سہارے ڈھونڈھے طرح طرح کے مکر وفریب کے حربے استعمال کیے اور جب یہ دیکھا کہ امیرالمومنین کو جنگ میں الجھائے بغیر کامیابی نہیں ہوسکتی تو طلحہ وزبیر کو آپ کے خلاف اُبھار کر کھڑا کر دیا اور جب اس صورت سے بھی کامیابی نہ ہوئی تو فاتحوں کو بھڑکا کر جنگ صفین کا فتنہ برپا کر دیا اور پھر حضرت عمار کی شہادت سے جب اس کا ظلم وعدوان بے نقاب ہونے لگا تو عوام فریبی کے لیے کبھی یہ کہہ دیا کہ عمار کے قاتل علی ہیں کیونکہ وہی انھیں ہمراہ لانے والے ہیں اور کبھی حدیث پیغمبر میں لفظ فِئَۃٌ بَاغِیَۃٌ کی یہ تاویل کی کہ اس کے معنی باغی گروہ کے نہیں بلکہ اس کے معنی طلب کرنے والی جماعت کے ہیں یعنی عمار اس گروہ کے ہاتھ سے قتل ہوں گے جو خون عثمان کے قصاص کا طالب ہوگا حالانکہ اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَھُمْ اِلَی النَّارِ عمار کو بہشت کی دعوت دیں گے اور وہ انھیں جہنم کی طرف بلائیں گے) اس تاویل کی کوئی گنجائش پیدا نہیں کرتا جب ایسے اوچھے ہتھیاروں سے بھی فتح وکامرانی کے آثار نظر نہ آئے تو قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے کا پُرفریب حربہ استعمال کیا حالانکہ اس کی نظروں میں نہ قرآن کا کوئی وزن اور نہ اس کے فیصلہ کی کوئی اہمیت تھی اگر اسے قرآن کا فیصلہ ہی مطلوب ہوتا تو یہ مطالبہ جنگ کے چھڑنے سے پہلے کرتا اور پھر جب اس پر یہ حقیقت کھل گئی کہ عمرو ابن عاص نے ابوموسیٰ کو فریب دے کر اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے اور اس کے فیصلہ کو قرآن سے دُور کا بھی لگاؤ نہیں ہے تو وہ اس پُرفریب تحکیم کے فیصلہ پر رضامند نہ ہوتا اور عمرو ابن عاص کو اس فریب کاری کی سزا دیتا یا کم ازکم تنبیہ وسرزنش کرتا مگر یہاں تو اس کے کارناموں پر اس کی تحسین وآفرین کی جاتی ہے اور اس کارکردگی کے صلہ میں اسے مصر کا گورنر بنا دیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس امیرالمومنین کی سیرت شریعت واخلاق کے اعلیٰ معیار کا نمونہ تھی وہ ناموافق حالات میں بھی حق وصداقت کے مقتضیات کو نظر میں رکھتے تھے اور اپنی پاکیزہ زندگی کو حیلہ ومکر کی آلودگیوں سے آلودہ نہ ہونے دیتے تھے وہ چاہتے تو حیلوں کا توڑ حیلوں سے کر سکتے تھے اور اس کی رکاکت آمیز حرکتوں کا جواب ویسی ہی حرکتوں سے دیا جا سکتا تھا جیسے اس نے فرات پر پہرا بٹھا کر پانی روک دیا تھا تو اس کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس امر کے جواز میں پیش کیا جا سکتا تھا کہ جب عراقیوں نے فرات پر قبضہ کر لیا تو ان پر بھی پانی بند کر دیا جاتا اور اس ذریعہ سے ان کی قوت حرب و ضرب کو مضمحل کر کے انھیں مغلوب بنا لیا جاتا مگر امیر المومنین ایسے ننگ انسانیت اقدام سے کہ جس کی کوئی آئین و اخلاق اجازت نہیں دیتا کبھی اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دیتے تھے اگرچہ دنیا والے ایسے حربوں کو دشمن کے مقابلہ میں جائز سمجھتے ہیں اور اپنی کامرانی کے لیے ظاہر و باطن کی دو رنگی کو سیاست و حسن تدبیر سے تعبیر کرتے ہیں مگر امیر المومنین کسی موقعہ پر فریب کاری دو رنگی سے اپنے اقتدار کے استحکام کا تصور بھی نہ کرتے تھے چنانچہ جب لوگوں نے آپ کو یہ مشورے دیئے کہ عثمانی دور کے عمال کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے دیا جائے اور طلحہ و زبیر کو کوفہ و بصرہ کی امارت دے کر ہمنوا بنا لیا جائے اور معاویہ کو شام کا اقتدار سونپ کر اس کے دنیوی تدبر سے فائدہ اٹھایا جائے تو آپ نے دنیوی مصلحتوں پر شرعی تقاضوں کو ترجیح دیتے ہوئے اسے ماننے سے انکار کر دیا اور معاویہ کے متعلق صاف صاف لفظوں میں فرمایا:۔

اِنْ اَقَرَّنِیْ مُعَاوِیَۃُ عَلٰی مَا فِیْ یَدِہٖ	اگر میں معاویہ کو اس کے مقبوضہ علاقہ پر برقرار
کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا	رہنے دوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں گمراہ کرنے والوں
(استیعاب ج ۱ ص ۲۵۹)	کو اپنا قوت بازو بنا رہا ہوں۔

ظاہر ہیں لوگ صرف ظاہری کامیابی کو دیکھتے ہیں اور یہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ یہ کامیابی کن ذرائع سے حاصل ہوئی ہے وہ شاطرانہ چالوں اور عیارانہ گھاتوں سے جسے کامیاب و کامران ہوتے دیکھتے ہیں اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور اسے مدبر و باہم اور سیاست داں و بیدار مغز اور خدا جانے کیا کیا سمجھنے لگتے ہیں اور جو الٰہی تعلیمات اور اسلامی ہدایات کی پابندی کی وجہ سے چالوں اور ہتھکنڈوں کو کام میں نہ لائے اور غلط طریق کار سے حاصل کی ہوئی کامیابی پر محرومی کو ترجیح دے وہ ان کی نظروں میں سیاست سے ناآشنا اور سوجھ بوجھ کے لحاظ سے کمزور سمجھا جاتا ہے انھیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ وہ یہ سوچیں کہ ایک پابند اصول و شرع کی راہ میں کتنی مشکلیں اور رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں کہ جو منزل کامرانی کے قریب پہنچنے کے باوجود اسے قدم آگے بڑھانے سے روک دیتی ہیں

وَمِنْ کَلَامٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۱۹۹

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَسْتَوْحِشُوا فِي طَرِيقِ الْهُدَى لِقِلَّةِ أَهْلِهِ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى مَائِدَةٍ شِبَعُهَا قَصِيرٌ، وَجُوعُهَا طَوِيلٌ۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا يَجْمَعُ النَّاسَ الرِّضَاءُ وَالسُّخْطُ۔ وَإِنَّمَا عَقَرَ نَاقَةَ ثَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ لَمَّا عَمُّوهُ بِالرِّضَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ: "فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ"۔ فَمَا كَانَ إِلَّا أَنْ خَارَتْ أَرْضُهُمْ بِالْخَسْفَةِ خُوَارَ السِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ فِي الْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ۔

أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوَاضِحَ وَرَدَ الْمَاءَ، وَمَنْ خَالَفَ وَقَعَ فِي التِّيهِ۔

اے لوگو! ہدایت کی راہ میں ہدایت پانے والوں کی کمی سے گھبرا نہ جاؤ کیونکہ لوگ تو اسی دنیا کے خوان نعمت پر ٹوٹے پڑتے ہیں جس سے شکم پری کی مدت کم اور گرسنگی کا عرصہ دراز ہے۔

اے لوگو! افعال و اعمال چاہے مختلف ہوں مگر رضا و ناراضگی کے جذبات تمام لوگوں کو ایک حکم میں لے آتے ہیں۔ آخر قوم ثمود[1] کی اونٹنی کو ایک ہی شخص نے پے کیا تھا لیکن اللہ نے عذاب سب پر کیا کیونکہ وہ سارے کے سارے اس پر رضامند تھے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے "کہ ان لوگوں نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور صبح کے وقت (جب عذاب کے آثار دیکھے تو اپنے کیے پر) نادم و پشیمان ہوئے (عذاب کی آمد یوں تھی) کہ زمین کے دھنسنے (اور زلزلوں کے جھٹکوں سے) ایسی گھر گھراہٹ ہونے لگی جیسے نرم زمین میں ہل کی پتی ہو کی پھالی کے چلانے سے آواز آتی ہے۔ اے لوگو! جو روش و واضح راہ پر چلتا ہے وہ سرچشمۂ (ہدایت) پر پہنچ جاتا ہے اور جو بے راہ روی کرتا ہے وہ صحرائے بے آب و گیاہ میں جا پڑتا ہے۔

---

[1] ثمود ابن عامر ابن سام کی اولاد قوم ثمود کہلاتی ہے ان کا موطن و مستقر حجاز و شام کے راستے میں مقام وادی القریٰ تھا جو متفرق بستیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم تھا۔ خداوند عالم نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ان میں حضرت صالح کو مبعوث فرمایا جو ۱۶ برس کی عمر سے ۱۲۰ برس کی عمر تک انھیں ہدایت و تبلیغ کرتے رہے مگر وہ بتوں کی پرستش اور اپنی گمراہی و ضلالت سے باز نہ آئے۔ آخر اللہ نے ایک اونٹنی کو ان کے سامنے اپنی آیت و نشانی کے طور پر پیش کیا جس کے متعلق حضرت صالح نے ان سے کہا کہ ایک دن چشمہ کا پانی یہ پیئے گی دوسرے دن تم اور تمھارے مویشی پئیں گے اور یہ جہاں چاہے چرتی پھرے تم اس سے کوئی تعرض نہ کرنا اور اگر تم نے اسے کوئی صدمہ پہنچایا تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوگا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

چنانچہ کچھ عرصہ تک ایسا ہی ہوتا رہا کہ ایک دن وہ اپنی ضروریات کے لیے پانی لے لیتے اور دوسرے دن اس اونٹنی کے پینے کے لیے چھوڑ دیتے مگر ان لوگوں نے اس پر اکتفا نہ کی اور آپس میں مشورہ کر کے اس اونٹنی کو ہلاک کرنے کا تہیا کر لیا چنانچہ قدار ابن سالف نے اس کی کونچیں کاٹ کر اسے ہلاک کر دیا حضرت صالح نے جب یہ دیکھا تو ان سے کہا کہ تم نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ اگر تم تین دن کے اندر اندر توبہ نہ کر لو گے تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور ان کی بات کو تمسخر میں اڑا دیا۔ آخر تین دن گزرنے کے بعد ایسا آتش فشاں زلزلہ آیا جس نے ان کا نام و نشان تک صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۰

رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَهُ عِنْدَ دَفْنِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ كَالْمُنَاجِي بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ قَبْرِهِ۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دفن کے موقع پر فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَنِّيْ وَعَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِيْ جِوَارِكَ وَالسَّرِيْعَةِ اللِّحَاقِ بِكَ۔ قَلَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِيْ۔ وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِيْ إِلَّا أَنَّ لِيْ فِي التَّأَسِّي بِعَظِيْمِ فُرْقَتِكَ، وَفَادِحِ مُصِيبَتِكَ مَوْضِعَ تَعَزٍّ فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِيْ مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ، وَفَاضَتْ بَيْنَ نَحْرِيْ وَصَدْرِيْ نَفْسُكَ۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ فَلَقَدِ اسْتُرْجِعَتِ

یا رسول اللہ آپ کو میری جانب سے اور آپ کے پڑوس میں اترنے والی اور آپ سے جلد ملحق ہونے والی آپ کی بیٹی کی طرف سے سلام ہو، یا رسول اللہ آپ کی برگزیدہ (بیٹی کی رحلت) سے میرا صبر و شکیب جاتا رہا میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن آپ کی مفارقت کے حادثۂ عظمیٰ اور آپ کی رحلت کے صدمہ جانکاہ پر صبر کر لینے کے بعد مجھے اس مصیبت پر بھی صبر و شکیبائی ہی سے کام لینا پڑے گا جبکہ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو قبر کی لحد میں اتارا اور اس عالم میں آپ کی روح نے پرواز کی کہ آپ کا سر میری گردن اور سینے کے درمیان رکھا تھا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اب یہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْوَدِيعَةُ، وَاُخِذَتِ الرَّهِينَةُ۔ اَمَّا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ، وَاَمَّا لَيْلِي فَمُسَهَّدٌ اِلَى اَنْ يَخْتَارَ اللّٰهُ لِي دَارَكَ الَّتِي اَنْتَ بِهَا مُقِيمٌ۔ وَسَتُنَبِّئُكَ ابْنَتُكَ بِتَضَافُرِ اُمَّتِكَ عَلٰى هَضْمِهَا فَاَحْفِهَا السُّؤَالَ وَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ هٰذَا وَلَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ۔ وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمَا سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَا قَالٍ وَلَا سَئِمٍ۔ فَاِنِ انْصَرَفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ۔ وَاِنْ اُقِمْ فَلَا عَنْ سُوْءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الصَّابِرِينَ

امانت پلٹائی گئی گروی رکھی ہوئی چیز چھڑا لی گئی لیکن میرا غم بے پایاں اور میری راتیں بیخواب رہیں گی یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لیے بھی اُسی گھر کو منتخب کرے جس میں آپ رونق افروز ہیں وہ وقت آگیا کہ آپ کی بیٹی آپ کو بتائیں کہ کس[1] طرح آپ کی اُمت نے ان پر ظلم ڈھانے کے لیئے ایکا کر لیا۔ آپ اُن سے پُورے طور پر پوچھیں اور تمام احوال و واردات دریافت کریں۔ یہ ساری مصیبتیں اُن پر بیت گئیں حالانکہ آپ کو گزرے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ آپکے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں آپ دونوں پر میرا اسلام رخصتی ہو نہ ایسا سلام جو کسی ملول و دل تنگ کی طرف سے ہوتا ہے اگر میں (اس جگہ سے) پلٹ جاؤں تو اس لیئے نہیں کہ آپ سے میرا دل بھر گیا ہے اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لیئے نہیں کہ میں اس وعدہ سے بدظن ہوں جو اللہ نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

---

[1] پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد اُمت محمدیہ نے بنت رسول سے جو رویہ اختیار کیا وہ انتہائی تکلیف دہ اور افسوس ناک ہے اگرچہ پیغمبر کے اٹھ جانے کے بعد جناب سیدہ چند ماہ سے زیادہ اس دنیا میں نہیں رہیں مگر یہ قلیل عرصہ بھی رنج و اندوہ کی ایک طویل داستان اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو پہلا منظر سامنے آتا ہے وہ ہے کہ پیغمبر کی تجہیز و تکفین کا سروسامان بھی نہیں ہونے پاتا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جنگ اقتدار شروع ہو جاتی ہے۔ فطری طور پر ان لوگوں کا نقش پیغمبر کو چھوڑ کر چلے جانا سیدہ کے غم رسیدہ دل پر اثر انداز ہوا ہوگا کہ زندگی میں پیمان وفا و محبت باندھنے والے ان کی اکلوتی بیٹی کی تسلی و تسکین کا سامان کرنے کے بجائے اپنے اقتدار کی فکر میں اس طرح کھو گئے کہ نہ یہ پتہ چلا کہ کب پیغمبر کو غسل دیا گیا اور کب دفن کیا گیا اور تعزیت کی بھی تو اس صورت سے کہ پوری مسلح سامانیوں کے ساتھ ان کے گھر پر ہجوم کر کے آدھمکے اور ظلم و جبر اور درشتی و تشدد کے مظاہروں کے ساتھ بجبر بیعت لینے کے درپے ہو گئے۔ یہ تمام قہر سامانیاں صرف اس لیے تھیں کہ اس گھر کی عظمت کو خاک میں ملا کر رکھ دیا جائے تاکہ کسی موقعہ پر یہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل نہ کر سکے چنانچہ اسی مقصد کے پیش نظر صدیقہ کبریٰ کی اقتصادی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حالت کو پامال کرنے کے لیے ان کے دعوی فدک کو کذب بیانی پر محمول کر کے انھیں محروم کر دیا گیا جس سے متاثر ہو کر سیدہ نے یہ وصیت فرمادی کہ ان میں کوئی مشایعت جنازہ تک نہ کرے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۱

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ وَالْاٰخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوْا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ۔ وَلَا تَهْتِكُوْا اَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمُ اَسْرَارَكُمْ۔ وَاَخْرِجُوْا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوْبَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا اَبْدَانُكُمْ۔ فَفِيْهَا اخْتُبِرْتُمْ وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ۔ اِنَّ الْمَرْءَ اِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ مَا تَرَكَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ۔ لِلّٰهِ اٰبَاؤُكُمْ فَقَدِّمُوْا بَعْضًا يَكُنْ لَكُمْ كَرْضًا وَلَا تُخَلِّفُوْا كُلًّا فَيَكُوْنَ عَلَيْكُمْ كَلًّا۔

اے لوگو! یہ دنیا گزرگاہ ہے اور آخرت جائے قرار۔ اس راہگزر سے اپنی منزل کے لیے توشہ اٹھالو جس کے سامنے تمھارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو قبل اس کے کہ تمھارے جسم دنیا سے الگ کر دیئے جائیں، اپنے دل اس سے ہٹالو اس دنیا میں تمھیں جانچا جارہا ہے لیکن تمھیں پیدا دوسری جگہ کے لیے کیا گیا ہے۔ جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا سروسامان کیا ہے خدا تمھارا بھلا کرے کچھ آگے کے لیے بھی بھیجو کہ وہ تمھارے لیے ایک طرح سے (اللہ کے ذمہ) قرضہ ہوگا سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمھارے لیے بوجھ ہوگا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۲

كَانَ كَثِيْرًا يُنَادِيْ بِهٖ اَصْحَابَهٗ:۔ تَجَهَّزُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ فَقَدْ نُوْدِيَ فِيْكُمْ بِالرَّحِيْلِ۔ وَاَقِلُّوْا الْعُرُّجَةَ

اکثر اپنے اصحاب سے پکار کر فرمایا کرتے تھے، خدا تم پر رحم کرے کچھ سفر کا ساز و سامان کر لو۔ کوچ کی صدائیں تمھارے گوش گزار ہو چکی ہیں، دنیا کے وقفۂ قیام کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَى الدُّنْيَا۔ وَانْقَلِبُوا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ، فَإِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُودًا، وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً لَابُدَّ مِنَ الْوُرُودِ عَلَيْهَا وَالْوُقُوفِ عِنْدَهَا۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمَنِيَّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَةٌ۔ وَكَأَنَّكُمْ بِسَحَابِهَا وَقَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ، وَقَدْ دَهَمَتْكُمْ فِيهَا مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ وَمُعْضِلَاتُ الْمَحْذُورِ۔ فَقَطِّعُوا عَلَائِقَ الدُّنْيَا، وَاسْتَظْهِرُوا بِزَادِ التَّقْوَى۔

(وَقَدْ مَضَى شَيْءٌ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ فِيمَا تَقَدَّمَ بِخِلَافِ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ)

زیادہ تصور نہ کرو اور جو تمھارے دسترس میں بہترین زاد ہے، اسے لے کر (اللہ کی طرف) پلٹو کیونکہ تمھارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے، اور پُر ہول و خوفناک مراحل ہیں کہ جہاں اُترے اور ٹھہرے بغیر تمھیں کوئی چارہ نہیں۔ تمھیں جاننا چاہیے کہ موت کی ترچھی نظریں تم سے قریب پہنچ چکی ہیں، اور گویا تم اُس کے پنجوں میں ہو جو تم میں گڑو دیے گئے ہیں اور موت کے شدائد و مشکلات تم پر چھا گئے ہیں۔ دُنیا سے سارے علائق قطع کر لو اور زادِ تقوی سے اپنے کو تقویت پہنچاؤ

(سید رضیؒ کہتے ہیں کہ اس خطبہ کا کچھ حصہ پہلے بھی گزر چکا ہے لیکن اس روایت کے الفاظ پہلی روایت سے کچھ مختلف ہیں)

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۳

كَلَّمَ بِهِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ بَعْدَ بَيْعَتِهِ بِالْخِلَافَةِ وَقَدْ عَتَبَا عَلَيْهِ مِنْ تَرْكِ مَشْوَرَتِهِمَا وَالِاسْتِعَانَةِ فِي الْأُمُورِ بِهِمَا۔

لَقَدْ نَقَمْتُمَا يَسِيرًا وَأَرْجَأْتُمَا كَثِيرًا۔ أَلَا تُخْبِرَانِي أَيُّ شَيْءٍ لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ دَفَعْتُكُمَا عَنْهُ، وَأَيُّ قَسْمٍ

حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد طلحہ و زبیر نے آپ سے شکایت کی کہ اُن سے کیوں (اُمورِ حکومت میں) مشورہ نہیں لیا جاتا اور کیوں اُن سے امداد کی خواہش نہیں کی جاتی تو حضرتؑ نے فرمایا۔ ذرا سی بات پر تو تمھارے تیور بگڑ گئے ہیں اور بہت سی چیزوں کو تم نے پس پشت ڈال دیا ہے کیا مجھے بتا سکتے ہو کہ کسی چیز میں تمھارا حق تھا اور میں نے اسے دبا لیا ہو یا تمھارے حصہ میں کوئی چیز آئی ہو اور میں نے اس سے دریغ کیا ہو یا کسی مسلمان نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اسْتَأْثَرْتُ عَلَيْكُمَا بِهِ، أَمْ رَأَيْتُمَا حَقِّي
دَفَعَهُ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
ضَعُفْتُ عَنْهُ أَمْ جَهِلْتُهُ، أَمْ أَخْطَأْتُ
بَابَهُ. وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ
رَغْبَةٌ، وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ.
وَلٰكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا وَحَمَلْتُمُونِي
عَلَيْهَا. فَلَمَّا أَفْضَتْ إِلَيَّ نَظَرْتُ
إِلَى كِتَابِ اللّٰهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا وَ
أَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُهُ، وَمَا
اسْتَسَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَاقْتَدَيْتُهُ. فَلَمْ أَحْتَجْ فِي
ذٰلِكَ إِلَى رَأْيِكُمَا وَلَا رَأْيِ غَيْرِكُمَا
وَلَا وَقَعَ حُكْمٌ جَهِلْتُهُ فَأَسْتَشِيرَكُمَا
وَإِخْوَانِي الْمُسْلِمِينَ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ
لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُمَا وَلَا عَنْ غَيْرِكُمَا
وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمَا مِنْ أَمْرِ الْأُسْوَةِ
فَإِنَّ ذٰلِكَ أَمْرٌ لَمْ أَحْكُمْ أَنَا فِيهِ بِرَأْيِي
وَلَا وَلِيتُهُ هَوًى مِنِّي. بَلْ وَجَدْتُ
أَنَا وَأَنْتُمَا مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدْ
فُرِغَ مِنْهُ، فَلَمْ أَحْتَجْ إِلَيْكُمَا فِيمَا
فَرَغَ اللّٰهُ مِنْ قَسْمِهِ وَأَمْضَى فِيهِ
حُكْمَهُ. فَلَيْسَ لَكُمَا وَاللّٰهِ عِنْدِي

میرے سامنے کوئی دعوے پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ کرنے
سے عاجز یا اُس کے حکم سے جاہل رہا ہوں یا صحیح طریق کار سے خطا
کی ہو۔ خدا کی قسم! مجھے تو کبھی بھی اپنے لیے خلافت اور حکومت
کی حاجت و تمنا نہیں رہی تم ہی لوگوں نے مجھے اس کی طرف
دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا۔ چنانچہ جب وہ مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے
اللہ کی کتاب کو نظر میں رکھا اور جو لائحہ عمل اس نے ہمارے
سامنے پیش کیا اور جس طرح فیصلہ کرنے کا اس نے حکم دیا میں اسی
کے مطابق چلا اور جو سنّت پیغمبر قرار پا گئی اس کی پیروی کی اُس
میں نہ تو تم سے کبھی مجھے رائے لینے کی احتیاج ہوئی اور نہ تمھارے
علاوہ کسی اور سے لیکن تم نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے (بیت المال
سے) برابر کی تقسیم جاری کی ہے تو یہ میری رائے کا حکم اور میری خواہش
نفسانی کا فیصلہ نہیں، بلکہ یہ وہی طے شدہ چیز ہے، جسے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ لے کر آئے جو میرے بھی سامنے ہے اور تمھارے
بھی پیش نظر ہے تو جس چیز کی اللہ نے حد بندی کر دی
ہے اور اس کا قطعی حکم دے دیا اُس میں تم سے
رائے لینے کی مجھے احتیاج نہیں۔ خدا کی قسم! تمھیں
اور تمھارے علاوہ کسی کو بھی اس
معاملہ میں شکایت کرنے
کا حق نہیں۔ خدا ہمارے
اور تمھارے دلوں کو
حق ٹھہرائے اور
ہمیں اور تمھیں
صبر عطا کرے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا لِغَيْرِكُمَا فِي هٰذَا عُتْبَى۔ أَخَذَ اللّٰهُ بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمُ الصَّبْرَ۔ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً رَأَى حَقًّا فَأَعَانَ عَلَيْهِ، أَوْ رَأَى جَوْرًا فَرَدَّهُ وَكَانَ عَوْنًا بِالْحَقِّ عَلَى صَاحِبِهِ

(پھر آپ نے ارشاد فرمایا):۔
خدا اس شخص پر رحم کرے جو حق کو دیکھے تو اُس کی مدد کرے باطل کو دیکھے تو اُسے ٹھکرا دے اور صاحبِ حق کا حق کے ساتھ معین ہو۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۴

وَقَدْ سَمِعَ قَوْمًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَسُبُّونَ أَهْلَ الشَّامِ أَيَّامَ حَرْبِهِمْ بِصِفِّينَ:

إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا سَبَّابِينَ وَلٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ أَعْمَالَهُمْ وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ كَانَ أَصْوَبَ فِي الْقَوْلِ وَأَبْلَغَ فِي الْعُذْرِ، وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ إِيَّاهُمْ:۔ اللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَنَا وَدِمَاءَهُمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَبَيْنِهِمْ، وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ حَتّٰى يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهُ وَيَرْعَوِيَ عَنِ الْغَيِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهِ۔

آپ نے جنگ صفین کے موقع پر اپنے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو سُنا کہ وہ شامیوں پر سب و شتم کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا:۔
میں تمھارے لیئے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ تم گالیاں دینے لگو اگر تم ان کے کرتوت کھولو اور ان کے صحیح حالات پیش کرو تو یہ ایک ٹھکانے کی بات اور عذر تمام کرنے کا صحیح طریق کار ہوگا۔ تم گالم گلوچ کے بجائے یہ کہو کہ خدایا ہمارا بھی خون محفوظ رکھ اور ان کا بھی اور ہمارے اور اُن کے درمیان اصلاح کی صورت پیدا کر اور انھیں گمراہی سے ہدایت کی طرف لا تاکہ حق سے بے خبر، حق کو پہچان لیں اور گمراہی و سرکشی کے شیدائی اس سے اپنا رُخ موڑ لیں۔

وَقَالَ كَلَامٍ لَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي أَيَّامِ صِفِّينَ وَقَدْ رَأَى الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُسْرِعُ إِلَى الْحَرْبِ:-

أَمْلِكُوا عَنِّي هٰذَا الْغُلَامَ لَا يَهُدَّنِي، فَإِنَّنِي أَنْفَسُ بِهٰذَيْنِ (يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) عَلَى الْمَوْتِ لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔

صفین کے موقع پر جب آپ نے اپنے فرزند حسن (علیہ السلام) کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔

میری طرف سے اس جوان کو روک لو کہیں (اس کی موت) مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے کیونکہ میں ان دونوں نوجوانوں (حسن اور حسین علیہما السلام) کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں اُن کے (مرنے سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کی نسل قطع نہ ہو جائے۔

قَالَ الرَّضِيُّ أَبُو الْحَسَنِ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمْلِكُوا عَنِّي هٰذَا الْغُلَامَ مِنْ أَعْلَى الْكَلَامِ وَأَفْصَحِهِ۔

سید رضی کہتے ہیں کہ حضرت کا ارشاد (املکوا عنی هذا الغلام) میری طرف سے اس جوان کو روک لو بہت بلند اور فصیح جملہ ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۶

قَالَهُ لَمَّا اضْطَرَبَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ فِي أَمْرِ الْحُكُومَةِ:-

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ أَمْرِي مَعَكُمْ عَلَى مَا أُحِبُّ حَتَّى نَهَكَتْكُمُ الْحَرْبُ، وَقَدْ وَاللّٰهِ أَخَذَتْ مِنْكُمْ وَتَرَكَتْ، وَهِيَ لِعَدُوِّكُمْ أَنْهَكُ۔

لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمِيرًا فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَأْمُورًا۔ وَكُنْتُ أَمْسِ نَاهِيًا

جب[1] تحکیم کے سلسلہ میں آپ کے اصحاب آپ پر پیچ و تاب کھانے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔

اے لوگو! جب تک جنگ نے تمھیں بے حال نہیں کر دیا میرے حسب منشاء میری بات تم سے نبھ رہی، خدا کی قسم! اس نے تم میں سے کچھ کو تو اپنی گرفت میں لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا اور تمھارے دشمنوں کو تو اس نے بالکل ہی نڈھال کر دیا اگر تم جمے رہتے تو پھر جیت تمھاری تھی مگر اس کا کیا علاج کہ میں کل تک امر و نہی کا مالک تھا اور آج دوسروں کے امر و نہی پر مجھے چلنا پڑ رہا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاَصْبَحْتُ الْیَوْمَ مَنْهِیًّا۔ وَ قَدْ حَسِبْتُمُ الْبَقَاءَ وَلَیْسَ لِیْ اَنْ اَحْمِلَکُمْ عَلٰی مَا تَکْرَهُوْنَ۔

تم (دُنیا کی) زندگانی چاہنے لگے اور یہ چیز میرے بس میں نہ رہی کہ جس چیز (جنگ) سے تم بیزار ہو چکے تھے اس پر تمھیں برقرار رکھتا۔

لہ جب شامیوں کی بچی بچائی اور سچی کھچی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر آمادہ ہو گئی تو معاویہ نے قرآن کو آلہ کار بنا کر جنگ کا نقشہ ہی بدل دیا اور عراقیوں میں ایسی پھوٹ ڈلوا دی کہ امیر المومنین کے سمجھانے بجھانے کے باوجود وہ ایک قدم بھی اٹھانے پر آمادہ نہ ہوئے اور جنگ کے رُکوانے پر بضد ہو گئے جس سے حضرت کو بھی مجبوراً تحکیم پر رضامند ہونا پڑا ان لوگوں میں کچھ تو ایسے تھے جو واقعاً دھوکے میں آ گئے تھے اور یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ حقیقۃً قرآن کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور کچھ لوگ وہ تھے جو جنگ کی اس طولانی مدت سے اکتا چکے تھے اور اب جی چھوڑے بیٹھے تھے چنانچہ انھیں جنگ کے رُکوانے کا حیلہ مل گیا، تو انھوں نے التوائے جنگ کا شور مچایا اور کچھ لوگ وہ تھے جو حضرت کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے تھے مگر دل سے ان کے ہمنوا نہ تھے اور نہ یہ چاہتے تھے کہ آپ کو فتح و کامرانی حاصل ہو اور کچھ لوگ وہ تھے جن کے توقعات معاویہ سے وابستہ تھے اور اس کارکردگی کے صلہ میں اس سے امیدیں باندھنے لگے تھے اور کچھ پہلے ہی سے اس سے ساز باز کیے ہوئے تھے۔ ان حالات میں اور ایسی فوج کے ساتھ دشمن سے اس حد تک ٹکرا جانا بھی امیر المومنین کی حسن سیاست اور فوجی نظم و نسق کی صلاحیت کا نتیجہ تھا اور اگر معاویہؓ چال نہ چلتا تو کامیابی میں کوئی شبہ ہی نہ تھا کیونکہ فوج شام کی قوت حرب و ضرب ختم ہو چکی تھی اور شکست اس کے سر پہ منڈلا رہی تھی، چنانچہ ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں کہ خَلَصَ الْاَشْتَرُ اِلٰی مُعَاوِیَةَ فَاَخَذَهٗ بِعُنُقِهٖ وَلَمْ یَکُنْ بَقِیَ مِنْ قُوَّةِ الشَّامِ اِلَّا کَحَرَکَةِ ذَنَبِ الْوَزْغَةِ عَنْهُ قَتْلُهَا یَضْرِبُ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا (شرح ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱) مالک اشتر معاویہ تک پہنچ چکے تھے اور اسے گردن سے پکڑ لیا تھا اور شامیوں کا سارا دم خم جاتا رہا تھا بس ان میں ایسی ہی حرکت باقی رہ گئی تھی جیسے چھپکلی کو مار دیا جائے تو اس کی دُم دائیں بائیں اُچھلتی رہتی ہے۔

وَمِنْ کَلَامٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ — خطبہ نمبر ۲۰۷

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبہ نمبر ۲۰۷

بصرہ میں اپنے ایک صحابی علاء ابن زیاد حارثی کے ہاں عیادت کے لیئے تشریف لے گئے تو اس کے گھر کی وسعت کو دیکھ کر فرمایا:۔

تم دنیا میں اس گھر کی وسعت کو کیا کرو گے؟ درآنحالیکہ آخرت میں تم گھر کی وسعت کے زیادہ محتاج ہو (کہ جہاں تمھیں ہمیشہ رہنا ہے) ہاں! اگر اس کے ساتھ تم آخرت میں بھی وسیع گھر چاہتے ہو تو اس میں مہمانوں کی مہمان نوازی، قریبوں سے اچھا برتاؤ اور موقع و محل کے مطابق حقوق کی ادائیگی کرو اگر ایسا کیا تو اس کے ذریعے آخرت کی کامرانیوں کو پالو گے علاء ابن زیاد نے کہا کہ یا امیرالمومنین مجھے اپنے بھائی عاصم ابن زیاد کی آپ سے شکایت کرنا ہے حضرت نے پوچھا کیوں اُسے کیا ہوا؟ علاءؓ نے کہا کہ اُس نے بالوں کی چادر اوڑھ لی ہے اور دنیا سے بالکل بے لگاؤ ہو گیا ہے تو حضرتؑ نے کہا کہ اُسے میرے پاس لاؤ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ:۔

اے اپنی جان کے دشمن تمھیں شیطان خبیث نے بھٹکا دیا ہے تمھیں اپنی آل اولاد پر ترس نہیں آتا؟ اور کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمھارے لیے حلال کیا ہے اگر تم انھیں کھاؤ، برتو گے تو اُسے ناگوار گزرے گا۔ تم اللہ کی نظروں میں اس سے کہیں زیادہ گرے ہوئے ہو کہ وہ تمھارے لیے یہ چاہے۔ اس نے کہا کہ یا امیرالمومنین یہ آپ کا پہناوا بھی تو موٹا جھوٹا اور کھانا روکھا سوکھا ہوتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم پر حیف ہے میں تمھارے مانند نہیں ہوں، خدا نے ائمہ حق پر فرض کیا ہے

بِالْبَصْرَةِ وَقَدْ دَخَلَ عَلَى الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ الْحَارِثِيِّ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُهُ فَلَمَّا رَأَى سَعَةَ دَارِهِ قَالَ:۔

مَا كُنْتَ تَصْنَعُ بِسَعَةِ هٰذِهِ الدَّارِ فِي الدُّنْيَا۔؟ وَمَا أَنْتَ إِلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ كُنْتَ أَحْوَجَ، وَبَلَى إِنْ شِئْتَ بَلَّغَتْ بِهَا الْآخِرَةَ تَقْرِي فِيهَا الضَّيْفَ وَتَصِلُ فِيهَا الرَّحِمَ، وَتُطْلِعُ مِنْهَا الْحُقُوقَ مَطَالِعَهَا، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ بَلَّغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ۔ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَشْكُو إِلَيْكَ أَخِي عَاصِمَ بْنَ زِيَادٍ، قَالَ وَمَا لَهُ؟ قَالَ لَبِسَ الْعَبَاءَةَ وَتَخَلَّى عَنِ الدُّنْيَا۔ قَالَ عَلَيَّ بِهِ۔ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ:۔ يَا عُدَيَّ نَفْسِهِ لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكَ الْخَبِيثُ، أَمَا رَحِمْتَ أَهْلَكَ وَوَلَدَكَ أَتَرَى اللّٰهَ أَحَلَّ لَكَ الطَّيِّبَاتِ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ تَأْخُذَهَا، أَنْتَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ قَالَ:۔ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هٰذَا أَنْتَ فِي خُشُونَةِ مَلْبَسِكَ وَجُشُوبَةِ مَأْكَلِكَ قَالَ:۔ وَيْحَكَ إِنِّي لَسْتُ كَأَنْتَ،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَى أَئِمَّةِ الْعَدْلِ أَنْ يُقَدِّرُوا أَنْفُسَهُمْ بِضَعَفَةِ النَّاسِ كَيْلَا يَتَبَيَّغَ بِالْفَقِيرِ فَقْرُهُ۔

کہ وہ اپنے کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تاکہ مفلوک الحال اپنے فقر کی وجہ سے پیچ و تاب نہ کھائے۔

لہ رہبانیت و ترک علائق کو زمانہ قدیم سے طہارت نفس و درستگی اعمال کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے چنانچہ جو لوگ زہد و استغراق میں زندگی بسر کرنا چاہتے تھے وہ شہروں اور بستیوں سے نکل کھڑے ہوتے اور جنگلوں اور پہاڑوں کی غاروں میں سکونت اختیار کر کے بخیال خود اللہ سے لو لگائے پڑے رہتے۔ اگر کسی راہ گیر یا آس پاس کی بستی والے نے کچھ کھانے کو دے دیا تو کھا لیا ورنہ جنگلی درختوں کے پھلوں اور چشموں کے پانی پر قناعت کر لیتے اور اس طرح زندگی کے لمحات گزار دیتے۔ اس طریقہ عبادت کی ابتدا یوں ہوئی کہ کچھ لوگ حکمرانوں کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور ان کی گرفت سے بچنے کے لیے کسی سنسان جنگل یا کسی پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے اور وہاں اللہ کی عبادت و پرستش میں منہمک ہو گئے۔ بعد میں اس قہری زہد و گوشہ نشینی نے اختیاری صورت حاصل کر لی اور لوگ باختیار خود کھوہوں اور غاروں میں گوشہ نشین ہونے لگے اور یہ طریقہ رائج ہو گیا کہ جو روحانی ترقی کا خواہشمند ہوتا وہ تمام دنیوی بندھنوں کو توڑ کر کسی گوشے میں معتکف ہو جاتا چنانچہ صدیوں تک اس پر عمل درآمد ہوتا رہا اور اب تک اس طریقۂ عبادت کے آثار بدھسٹوں اور عیسائیوں میں پائے جاتے ہیں لیکن اسلام کا اعتدال پسندانہ مزاج اس خانقاہی زندگی سے سازگار نہیں ہے وہ روحانی ترقی کے لیے دنیا کی نعمتوں اور سعادتوں سے ہاتھ اٹھا لینے کی تعلیم نہیں دیتا اور نہ اس چیز کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ مسلمان گھر بار چھوڑ کر اور اپنائے جنس سے علیحدہ ہو کر کسی گوشے میں چھپ کر بیٹھ جائے اور صرف رسمی عبادت میں لگا رہے اسلام میں عبادت کا مفہوم صرف چند مخصوص اعمال تک محدود نہیں ہے بلکہ جائز ذریعۂ معاش سے روزی کی تلاش اور باہمی سلوک و ہمدردی اور تعاون و سازگاری کو بھی عبادت کا ایک اہم جزو قرار دیتا ہے اگر انسان دنیوی حقوق و فرائض کو نظر انداز کر دے کہ نہ اہل و عیال کی ذمہ داریوں کو محسوس کرے نہ کسب معاش کے لیے سعی و کوشش کو برسر کار رکھے اور دوسروں پر سہارا کر کے ہر وقت مراقبہ میں پڑا رہے تو وہ مقصد حیات پورا کرنے کے بجائے اپنی زندگی کو تباہ کر رہا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اگر اللہ کو یہی چیز مطلوب ہوتی تو پھر دنیا کو بسانے اور آباد کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ پہلے ہی سے ایک ایسی مخلوق موجود تھی جو ہمہ وقت اس کی عبادت و پرستش میں مشغول رہتی تھی انسان کو تو قدرت نے اس دوراہے پر کھڑا کیا ہے کہ جس میں حد اوسط ہی ہدایت کا مرکز ہے کہ اگر ذرا اس نقطۂ اعتدال سے اِدھر اُدھر ہوا تو اس کے لیے گمراہی ہے اور وہ حد وسط یہ ہے کہ انسان نہ دُنیا کی طرف اتنا جھکے کہ آخرت کو نظر انداز کر کے صرف دنیا ہی کا ہو کر رہ جائے اور نہ دنیا سے اتنا کنارہ کش ہو جائے کہ کسی چیز سے کوئی لگاؤ نہ رکھے اور ہر چیز سے دستبردار ہو کر کسی گوشہ میں معتکف ہو جائے جب اللہ نے انسان کو دُنیا میں پیدا کیا ہے تو اُسے اس دُنیا میں رہتے ہوئے دستورِ حیات پر عمل پیرا ہونا چاہیے اور حدِ اعتدال میں رہتے ہوئے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور آسائشوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہیے ایسا نہیں کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کھانا برتنا خدا پرستی کے خلاف ہو بلکہ قدرت نے ان نعمتوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ ان سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ چنانچہ جو خاصانِ خدا تھے وہ دُنیا میں مل جُل کر رہتے سہتے اور دنیا داروں کی طرح کھاتے پیتے تھے انھیں ویرانوں اور پہاڑوں کی غاروں کو اپنا مسکن بنانے اور دُنیا والوں سے منھ موڑ کر کسی دُور دراز جگہ پر منزل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی، بلکہ دُنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر اللہ کو یاد رکھتے تھے اور زندگی کی آسائشوں اور راحتوں کے باوجود موت کو نہ بھولتے تھے۔ رہبانیت کی زندگی عموماً ایسے مفسدوں کا باعث ہوتی ہے کہ جو دنیا کے ساتھ عقبیٰ کو بھی تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور انسان صحیح معنی میں خَسِرَ الدُّنیا وَالآخِرَۃ کا مصداق ہو کر رہ جاتا ہے چنانچہ جب فطری خواہشات کو حلال و مشروع طریقے سے پورا نہیں کیا جاتا تو انسان کا ذہن خیالاتِ فاسدہ کا مرکز بن جاتا ہے اور اطمینان و یکسوئی سے عبادت کو سرانجام دینے سے قاصر رہتا ہے اور کبھی ہوائے نفس اس طرح اس پر غلبہ پا لیتی ہے کہ وہ تمام اخلاقی بندھنوں کو توڑ کر نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے درپے ہو جاتا ہے اور پھر ہلاکت کے ایسے گڑھے میں جا پڑتا ہے کہ جس سے نکلنا ناممکن ہو جاتا ہے اسی لیے شریعت نے متاہل کی عبادت کو غیر متاہل کی عبادت پر فضیلت دی ہے کیونکہ وہ عبادات و اعمال میں ذہنی سکون و یکسوئی بہم پہنچا سکتا ہے۔

وہ افراد جو جامۂ تصوف پہن کر زہد و بے تعلقی دنیا اور روحانی عظمت کا ڈھنڈورا پیٹتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رہتے ہیں وہ اسلام کی عملی راہ سے الگ اور اس کی حکیمانہ تعلیم سے ناآشنا ہیں اور صرف شیطان کے بہکانے سے خود ساختہ سہاروں پر بھروسا کر کے ضلالت کے راستے پر گامزن ہیں چنانچہ ان کی گمراہی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے پیشواؤں کو اس سطح پر سمجھنے لگتے ہیں کہ گویا ان کی آواز اور ان کا عمل خدا کا عمل ہے۔ اور کبھی شرعی حدود و قیود سے اپنے کو آزاد سمجھتے ہوئے ہر امر قبیح کو اپنے لیے جائز قرار دے لیتے ہیں اس الحاد و بیدینی کو تصوف کے نام سے پیش کیا جاتا ہے اور اس کے غیر شرعی اصولوں کو طریقت کے نام سے پکارا جاتا ہے اور یہ مسلک اختیار کرنے والے صوفی کہے جاتے ہیں سب سے پہلے ابو ہاشم کوفی شامی نے یہ لقب اختیار کیا کہ جو اموی النسب اور جبری العقیدہ تھا اُسے اس لقب سے پکارے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے زہد و تقویٰ کی نمائش کے لیے صوف کا لباس پہن رکھا تھا بعد میں اس لقب نے عمومیت حاصل کر لی اور اس کی وجہ تسمیہ میں مختلف توجیہات گڑھ لی گئیں چنانچہ ایک توجیہ یہ ہے کہ صوف کے تین حرف ہیں ص، و، ف، صاد سے مراد صبر، صدق اور صفا ہے اور واؤ سے مراد ورع اور و فا ہے اور فا سے مراد فرد، فقر، اور فنا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ صفہ سے ماخوذ ہے اور صفہ مسجد نبوی کے قریب ایک چبوترا تھا جس پر کھجور کی شاخوں کی چھت پڑی ہوئی تھی جس میں رہنے والے اصحاب صفہ کہلاتے تھے اور غربت و بے چارگی کی وجہ سے وہیں پڑے رہتے تھے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عرب کے ایک قبیلہ کے جد اعلیٰ کا نام صوفہ تھا اور یہ قبیلہ خانہ کعبہ اور حجاج کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتا تھا اور اسی قبیلہ کی نسبت سے یہ لوگ صوفی کہے جاتے ہیں۔

یہ گروہ متعدد فرقوں میں بٹا ہوا ہے لیکن بنیادی فرقے صرف سات ہیں:۔

(۱) **وحدتیہ**:۔ یہ فرقہ وحدۃ الوجود کا قائل ہے چنانچہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز خدا ہے یہاں تک کہ ہر نجس و ناپاک چیز کو بھی یہ اسی منزل اُلوہیت پر ٹھہراتے ہیں اور اللہ کو دریا سے اور مخلوقات کو اس میں اٹھنے والی لہروں سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ دریا کی لہریں دریا کے علاوہ کوئی جداگانہ وجود نہیں رکھتیں۔ بلکہ ان کا وجود مبینہ دریا کا وجود ہے جو کبھی اُبھرتی ہیں اور کبھی دریا کے اندر سمٹ جاتی ہیں لہذا کسی چیز کو اس کی ہستی سے الگ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۲) **اتحادیہ**:۔ اس فرقہ کا خیال ہے کہ وہ اللہ سے اور اللہ اس سے متحد ہو چکا ہے یہ اللہ کو آگ سے اور اپنے کو اس لوہے سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جو آگ میں پڑا رہنے کی وجہ سے اُس کی صورت و خاصیت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

پیدا کر چکا ہے۔

(۳) حلولیہ: اس کا عقیدہ یہ ہے کہ خداوند عالم عارفوں اور کاملوں کے اندر حُلُول کر جاتا ہے اور ان کا جسم اس کی فرودگاہ ہوتا ہے اس لیے وہ بظاہر بشر اور بباطن خدا ہوتے ہیں۔

(۴) واصلیہ: یہ فرقہ اپنے کو واصل باللہ سمجھتا ہے، اور اس کا نظریہ یہ ہے کہ احکام شرع، تکمیل نفس و تہذیب اخلاق کا ذریعہ ہیں اور جب نفس حق سے متصل ہو جاتا ہے تو پھر اُسے تکمیل و تہذیب کی احتیاج نہیں رہتی۔ لہذا واصلین کے لیے عبادات و اعمال بیکار ہو جاتے ہیں کیونکہ اِذَا حَصَلَتِ الْحَقِیْقَۃُ بَطَلَتِ الشَّرِیْعَۃُ (جب حقیقت حاصل ہو جاتی ہے تو شریعت بیکار ہو جاتی ہے) لہذا وہ جو چاہیں کریں ان پر حرف گیری نہیں کی جا سکتی۔

(۵) رزاقیہ: یہ فرقہ نغمہ و سرود کی دھنوں اور حال و قال کی سرمستیوں کو مایۂ عبادت سمجھتا ہے اور درویشی و دَرْیُوزَہ گری سے دنیا کماتا ہے اور اپنے پیشواؤں کی من گڑھت کرامتیں سُنا کر عوام کو مرعوب کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔

(۶) عشاقیہ: اس فرقہ کا نظریہ یہ ہے کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ عشق مجازی عشق حقیقی کا ذریعہ ہوتا ہے لہذا عشق الٰہی کی منزل تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ کسی مَہْوَش سے عشق کیا جائے لیکن جس عشق کو یہ عشق الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ صرف اختلال دماغی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے عاشق قلب و روح کی پوری توجہ کے ساتھ ایک فرد کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس تک رسائی ہی اس کی منزل ہوتی ہے یہ عشق فسق و فجور کی راہ پر تو لگا سکتا ہے مگر عشق حقیقی کی منزل سے اسے کوئی لگاؤ نہیں ہوتا ؎

عشق مجاز چوں بہ حقیقت نظر کنی
دیو است و دیو را نہ پائے رہبری

(۷) تلقیہ: اس فرقے کے نزدیک علوم دینیہ کا پڑھنا اور کتب علمیہ کا مطالعہ کرنا قطعاً حرام ہے بلکہ جو مرتبہ علمی ستر برس تک پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا وہ ایک ساعت میں مرشد کے تصرف روحانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

علمائے شیعہ کے نزدیک یہ تمام فرقے گمراہ اور اسلام سے خارج ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں ائمۂ اطہار کے بکثرت ارشادات موجود ہیں۔ اور اس خطبہ میں بھی امیر المومنین نے عاصم بن زیاد کے قطع علائق دنیا کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

شیطانی وسوسہ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اور اسے اس راہ پر چلنے سے بہ شدت منع کیا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۸

وَقَدْ سَاَلَهٗ سَائِلٌ عَنْ اَحَادِيْثِ الْبِدَعِ وَعَمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ مِنْ اخْتِلَافِ الْخَبَرِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

اِنَّ فِيْ اَيْدِي النَّاسِ حَقًّا وَّبَاطِلًا وَّصِدْقًا وَّكَذِبًا، وَّنَاسِخًا وَّمَنْسُوْخًا وَّعَامًّا وَّخَاصًّا. وَّمُحْكَمًا وَّمُتَشَابِهًا. وَّحِفْظًا وَّوَهْمًا. وَلَقَدْ كُذِبَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى عَهْدِهٖ حَتّٰى قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلٰى مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، وَاِنَّمَا اَتَاكَ بِالْحَدِيْثِ اَرْبَعَةُ رِجَالٍ لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ. رَجُلٌ مُّنَافِقٌ مُّظْهِرٌ لِلْاِيْمَانِ مُتَصَنِّعٌ بِالْاِسْلَامِ لَا يَتَاَثَّمُ وَلَا يَتَحَرَّجُ، يَكْذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مُتَعَمِّدًا، فَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ اَنَّهٗ مُنَافِقٌ كَاذِبٌ لَّمْ يَقْبَلُوْا مِنْهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوْا قَوْلَهٗ، وَلٰكِنَّهُمْ قَالُوْا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

ایک[1] شخص نے آپ سے من گھڑت اور متعارض حدیثوں کے متعلق دریافت کیا جو (عام طور سے) لوگوں کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہیں، تو آپ[2] نے فرمایا کہ:

لوگوں کے ہاتھوں میں حق اور باطل، سچ اور جھوٹ ناسخ اور منسوخ، عام اور خاص، واضح اور مبہم، صحیح اور غلط سب ہی کچھ ہے، خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں آپ پر بہتان لگائے گئے یہاں تک کہ آپ کو کھڑے ہو کر خطبہ میں کہنا پڑا کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر بہتان باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

تمہارے پاس چار طرح کے لوگ حدیث لانے والے ہیں کہ جن کا پانچواں نہیں۔ ایک تو وہ جس کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ وہ ایمان کی نمائش کرتا ہے اور مسلمانوں کی سی وضع قطع بنالیتا ہے نہ گناہ کرنے سے گھبراتا ہے اور نہ کسی اُفتاد میں پڑنے سے جھجکتا ہے وہ جان بوجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر جھوٹ باندھتا ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو اس سے نہ کوئی حدیث قبول کرتے اور نہ اُس کی بات کی تصدیق کرتے۔ لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ کا صحابی ہے اُس نے آنحضرتؐ کو دیکھا بھی ہے اور اُن سے حدیثیں بھی سُنی ہیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ رَاٰہُ وَسَمِعَ مِنْہُ وَ
لَقِفَ عَنْہُ فَیَاْخُذُوْنَ بِقَوْلِہٖ، وَ
قَدْ اَخْبَرَکَ اللّٰہُ عَنِ الْمُنَافِقِیْنَ
بِمَا اَخْبَرَکَ، وَوَصَفَھُمْ بِمَا وَصَفَھُمْ
بِہٖ لَکَ، ثُمَّ بَقُوْا بَعْدَہٗ عَلَیْہِ وَاٰلِہِ
السَّلَامُ فَتَحَیَّزُوْا اِلٰی اَئِمَّۃِ الضَّلَالَۃِ
وَالدُّعَاۃِ اِلَی النَّارِ بِالزُّوْرِ وَالْبُھْتَانِ
فَوَلَّوْھُمُ الْاَعْمَالَ وَجَعَلُوْھُمْ حُکَّامًا
عَلٰی رِقَابِ النَّاسِ، وَاَکَلُوْا بِھِمُ الدُّنْیَا۔
وَاِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوْکِ وَالدُّنْیَا
اِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰہُ فَھٰذَا اَحَدُ الْاَرْبَعَۃِ۔

وَرَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
شَیْئًا لَمْ یَحْفَظْہُ عَلٰی وَجْھِہٖ فَوَھِمَ
فِیْہِ وَلَمْ یَتَعَمَّدْ کَذِبًا فَھُوَ فِیْ
یَدَیْہِ وَیَرْوِیْہِ وَیَعْمَلُ بِہٖ وَ
یَقُوْلُ اَنَا سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ، فَلَوْ عَلِمَ
الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّہٗ وَھِمَ فِیْہِ لَمْ یَقْبَلُوْہُ
مِنْہُ، وَلَوْ عَلِمَ ھُوَ اَنَّہٗ کَذٰلِکَ
لَرَفَضَہٗ۔

وَرَجُلٌ ثَالِثٌ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ شَیْئًا یَاْمُرُ
بِہٖ ثُمَّ اِنَّہٗ نَھٰی عَنْہُ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ، اَوْ

اور آپ سے تحصیل علم بھی کی ہے۔ چنانچہ وہ (بے سوچ سمجھے)
اس کی بات کو قبول کر لیتے ہیں حالانکہ اللہ نے تمھیں منافقوں
کے متعلق خبر دے رکھی ہے اور ان کے رنگ ڈھنگ سے بھی
تمھیں آگاہ کر دیا ہے پھر وہ رسولؐ کے بعد بھی باقی و برقرار
رہے اور کذب و بہتان کے ذریعہ گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کا
بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسوخ پیدا کیا چنانچہ انھوں نے
اُن کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی
گردنوں پر مسلط کر دیا اور اُن کے ذریعے سے اچھی طرح دُنیا
کو حلق میں اُتارا اور لوگوں کا تو یہ قاعدہ ہے ہی کہ وہ بادشاہوں اور
دنیا والوں کا ساتھ دیا کرتے ہیں مگر سوا اُن (معدودے) چند افراد کے
کہ جنھیں اللہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

چار میں سے ایک قسم یہ ہوا اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے (تھوڑا بہت)
رسول اللہ سے سُنا لیکن جوں کا توں اُسے یاد نہ رکھ سکا اور اس میں اسے
سہو ہو گیا یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا یہی کچھ اُس کے دسترس
میں ہے اسے ہی دوسروں سے بیان کرتا ہے اور اسی پر خود بھی عمل
پیرا ہوتا ہے اور کہتا بھی یہی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ سے سُنا ہے اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو جاتی کہ اُس کی یاد
داشت میں بھول چوک ہو گئی ہے تو وہ اُس کی بات کو
نہ مانتے اور اگر خود بھی اسے اس کا علم ہو جاتا تو اُسے
چھوڑ دیتا۔

تیسرا شخص وہ ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ کی زبان سے سُنا کہ آپ نے ایک چیز کے بجا لانے کا حکم دیا ہے
پھر پیغمبر نے اس سے روک دیا لیکن یہ اسے معلوم نہ ہو سکا یا یہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سَمِعَهُ يَنْهٰى عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ
وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ الْمَنْسُوْخَ وَلَمْ
يَحْفَظِ النَّاسِخَ، فَلَوْ عَلِمَ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ
لَرَفَضَهٗ، وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذْ
سَمِعُوْا مِنْهُ اَنَّهٗ مَنْسُوْخٌ لَرَفَضُوْهُ

وَاٰخَرُ رَابِعٌ لَمْ يَكْذِبْ عَلَى اللّٰهِ
وَلَا عَلٰى رَسُوْلِهٖ، مُبْغِضٌ لِلْكَذِبِ
خَوْفًا مِنَ اللّٰهِ وَتَعْظِيْمًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَلَمْ يَهِمْ، بَلْ
حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلٰى وَجْهِهٖ، فَجَاءَ بِهٖ
عَلٰى مَا سَمِعَهٗ لَمْ يَزِدْ فِيْهِ وَلَمْ يَنْقُصْ
مِنْهُ، فَحَفِظَ النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهٖ، وَحَفِظَ
الْمَنْسُوْخَ فَجَنَّبَ عَنْهُ وَعَرَفَ الْخَاصَّ وَالْعَامَّ
فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهٗ، وَعَرَفَ الْمُتَشَابِهَ
وَمُحْكَمَهٗ۔

وَقَدْ كَانَ يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الْكَلَامُ لَهٗ
وَجْهَانِ۔ فَكَلَامٌ خَاصٌّ وَكَلَامٌ
عَامٌّ، فَيَسْمَعُهٗ مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا عَنَى
اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِهٖ وَلَا مَا عَنٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ،
فَيَحْمِلُهُ السَّامِعُ وَيُوَجِّهُهٗ عَلٰى غَيْرِ
مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ وَمَا قُصِدَ بِهٖ، وَمَا

کہ اس نے پیغمبر کو ایک چیز سے منع کرتے ہوئے سُنا پھر آپ نے اس کی
اجازت دے دی لیکن اس کے علم میں یہ چیز نہ آسکی اُس نے
(قول) منسوخ کو یاد رکھا اور (حدیث) ناسخ کو محفوظ نہ رکھ سکا
اگر اسے خود معلوم ہو جاتا کہ یہ منسوخ ہے تو وہ اُسے چھوڑ دیتا اور مسلمانوں
کو بھی اگر اس کے منسوخ ہو جانے کی خبر ہوتی تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیتے۔

اور چوتھا شخص وہ ہے کہ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر جھوٹ
نہیں باندھتا وہ خوفِ خدا اور عظمتِ رسولؐ کے پیشِ نظر کذب سے
نفرت کرتا ہے۔ اس کی یادداشت میں غلطی واقع نہیں ہوتی بلکہ
جس طرح سُنا اسی طرح اسے یاد رکھا اور اسی طرح اُسے بیان کیا
نہ اُس میں کچھ بڑھایا نہ اس میں سے کچھ گھٹایا حدیث ناسخ کو
یاد رکھا، تو اس پر عمل بھی کیا حدیث منسوخ کو بھی اپنی نظر میں
رکھا اور اس سے اجتناب برتا وہ اس حدیث کو بھی جانتا ہے جس کا
دائرہ محدود اور اسے بھی جو ہمہ گیر اور سب کو شامل ہے اور ہر
حدیث کو اس کے محل و مقام پر رکھتا ہے اور یونہی واضح اور مبہم
حدیثوں کو پہچانتا ہے۔

کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کا کلام دو رخ لیے ہوتا
تھا، کچھ کلام وہ جو کسی وقت یا افراد سے مخصوص ہوتا تھا اور کچھ
وہ جو تمام اوقات اور تمام افراد کو شامل ہوتا تھا اور ایسے افراد بھی
سُن لیا کرتے تھے کہ جو سمجھ ہی نہ سکتے تھے، کہ اللہ نے اس سے کیا
مُراد لیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا اس سے مقصد کیا ہے تو یہ
سُننے والے اسے سُن تو لیتے تھے اور کچھ اس کا مفہوم بھی قرار
دے لیتے تھے مگر اس کے حقیقی معنی اور مقصد اور وجہ سے
ناواقف ہوتے تھے اور نہ اصحابِ پیغمبر میں سب ایسے تھے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خَرَجَ مِنْ اَجْلِهٖ۔ وَلَيْسَ كُلُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يَسْاَلُهٗ وَيَسْتَفْهِمُهٗ حَتّٰى اِنْ كَانُوْا لَيُحِبُّوْنَ اَنْ يَجِيْءَ الْاَعْرَابِيُّ وَالطَّارِئُ فَيَسْاَلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَسْمَعُوْا۔ وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ اِلَّا سَاَلْتُهٗ عَنْهُ وَحَفِظْتُهٗ۔ فَهٰذِهٖ وُجُوْهُ مَا عَلَيْهِ النَّاسُ فِيْ اخْتِلَافِهِمْ وَعِلَلِهِمْ فِيْ رِوَايَاتِهِمْ۔

کہ جنھیں آپ سے سوال کرنے کی ہمت ہو بلکہ وہ تو یہ چاہا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی بدو یا پردیسی آجائے اور وہ کچھ پوچھے تو یہ بھی سن سنا لیں مگر میرے سامنے سے کوئی چیز نہ گزرتی تھی مگر یہ کہ میں اس کے متعلق پوچھتا تھا اور پھر اسے یاد رکھتا تھا یہ ہیں لوگوں کے احادیث و روایات میں اختلاف کے وجوہ و اسباب۔

۱؎ یہ سلیم ابن قیس ہلالی تھے جو امیر المؤمنین علیہ السلام کے رواۃ حدیث میں سے ہیں۔

۲؎ امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس خطبہ میں رواۃ حدیث کو چار قسموں میں منحصر کیا ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ راوی خود سے کسی روایت کو وضع کرکے پیغمبر کی طرف منسوب کردے چنانچہ ایسی روائتیں گڑھ کر آپ کے سر منڈھ دی جاتی تھیں اور یونہی یہ سلسلہ جاری رہا اور نت نئی روائتیں معرض وجود میں آتی رہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو اس کی بنیاد علم و بصیرت پر نہیں بلکہ سخن پروری و مناظرانہ ضرورت پر ہوتی ہے چنانچہ ایک مرتبہ علم الہدی سید مرتضیٰ کو علمائے اہلسنت سے مناظرہ کا اتفاق ہوا تو سید مرتضیٰ نے تاریخی حقائق سے ثابت کیا کہ اکابر صحابہ کے فضائل میں جو روائتیں نقل کی جاتی ہیں وہ خود ساختہ اور جعلی ہیں۔ اس پر ان علماء نے کہا یہ ناممکن ہے کہ کوئی رسول اللہ پر افترا باندھنے کی جرأت کرے اور اپنی طرف سے کوئی روایت گڑھ کر ان کی طرف منسوب کردے سید مرتضیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر کی حدیث ہے کہ:۔

سَتَكْثُرُ عَلَيَّ الْكَذَّابَةُ بَعْدَ مَوْتِيْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

میرے بعد مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا جائے گا دیکھو! جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تو اگر اس حدیث کو صحیح سمجھتے ہو تو تسلیم کرو کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھا گیا اور اگر غلط سمجھتے ہو تو اس کا غلط ہونا خود ہمارے دعوی کی دلیل ہے۔ بہرصورت یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں میں نفاق بھرا ہوا تھا اور دین میں فتنہ و انتشار پیدا کرنے اور کمزور عقیدہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے من گھڑت روایتیں بناتے رہتے تھے اور جس طرح پیغمبر کے زمانہ میں مسلمانوں سے گھلے ملے رہتے تھے اس طرح ان کے بعد بھی ان میں گھلے ملے رہے اور جس طرح اس وقت افساد و تخریب میں لگے رہتے تھے اسی طرح ان کے بعد بھی اسلام کے تعلیمات کو بگاڑنے اور اس کے نقوش کو مسخ کرنے کی فکر سے غافل نہ تھے بلکہ پیغمبر کے زمانہ میں تو ڈرے سہمے رہتے تھے کہ کہیں پیغمبر انھیں بے نقاب کر کے رسوا نہ کر دیں مگر آنحضرت کے بعد ان کی منافقانہ سرگرمیاں بڑھ گئیں اور بے جھجک اپنے ذاتی مفاد و اغراض کے لیے پیغمبر پر افترا باندھ دیتے تھے اور سننے والے انھیں صحابی رسولؐ سمجھ کر اعتبار و اعتماد کر لیتے تھے کہ بس جو کہہ دیا ہے وہ صحیح ہے اور جو فرما دیا ہے وہ درست ہے اور بعد میں بھی اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ۔ اصحابہ سب کے سب عادل ہیں کے عقیدہ نے زبانوں پر پہرا بٹھا دیا کہ جس کی وجہ سے نقد و نظر اور جرح و تعدیل سے انھیں بلند و بالا سمجھ لیا گیا اور پھر ان کے کارہائے نمایاں نے انھیں بارگاہ حکومت میں بھی مقرب بنا رکھا تھا جس کی وجہ سے ان کے خلاف زبان کھولنے کے لیے جرأت و ہمت کی ضرورت تھی، چنانچہ امیر المومنین کا یہ قول شاہد ہے۔

فَتَقَرَّبُوْا اِلٰى اَئِمَّةِ الضَّلَالَةِ وَالدُّعَاةِ اِلَى النَّارِ بِالزُّوْرِ وَالْبُهْتَانِ فَوَلَّوْهُمُ الْاَعْمَالَ وَجَعَلُوْهُمْ حُكَّامًا عَلٰى رِقَابِ النَّاسِ۔	ان لوگوں نے کذب و بہتان کے ذریعے گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کا بلاوا دینے والوں کے یہاں اثر و رسوخ پیدا کیا چنانچہ انھوں نے ان کو (اچھے اچھے) عہدوں پر لگایا اور حاکم بنا کر لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا۔

منافقین کا مقصد اسلام کی تخریب کے ساتھ دنیا کا حاصل کرنا بھی تھا اور وہ انھیں مدعی اسلام بنے رہنے کی وجہ سے پوری فراوانی سے حاصل ہو رہی تھی جس کی وجہ سے وہ اسلام کی نقاب اتار کر اپنے اصلی خط و خال میں سامنے آنا نہیں چاہتے تھے اور اسلام ہی کے پردے میں اپنے شیطانی اطوار کو جاری رکھتے تھے۔ اور اس کی بنیادی تخریب کے لیے روایات وضع کر کے انتشار و افتراق پھیلانے میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اِنَّمَا تُرِكُوا تَرَكُوا وَحَيْثُ سَكَتُوا عَنْهُمْ سَكَتُوا عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ اِلَّا فِي دَسِيْسَةٍ خَفِيَّةٍ يَعْمَلُوْنَهَا نَحْوَ الْكَذِبِ الَّذِيْ اَشَارَ اِلَيْهِ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ خَالَطَ الْحَدِيْثَ كَذِبٌ كَثِيْرٌ صَدَرَ عَنْ قَوْمٍ غَيْرِ صَحِيْحِيِّ الْعَقِيْدَةِ قَصْدُهُمْ وَبِدْءُ الْاِضْلَالِ وَتَخْلِيْطُ الْقُلُوْبِ الْعَقَائِدِ وَقَصَدَ بِهٖ بَعْضُهُمُ التَّنْوِيْهَ بِذِكْرِ قَوْمٍ كَانَ لَهُمْ فِي التَّنْوِيْهِ بِذِكْرِهِمْ غَرَضٌ دُنْيَوِيٌّ

جب انھیں کھلا چھوڑ دیا گیا تو انھوں نے بھی بہت سی باتوں کو چھوڑ دیا اور جب ان سے خاموشی اختیار کر لی گئی تو انھوں نے بھی اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں چپ سادھ لی مگر در پردہ فریب کاریاں عمل میں لاتے رہتے تھے جیسے کذب تراشی کہ جس کی طرف امیر المومنین علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے کیونکہ حدیث میں جھوٹ کی بہت زیادہ آمیزش کر دی گئی تھی۔ اور یہ فاسد عقیدہ رکھنے والوں کی طرف سے ہوتی تھی، چنانچہ وہ اس کے ذریعہ سے گمراہی پھیلاتے دلوں میں خدشے اور عقائد میں خرابیاں پیدا کرتے تھے اور بعض کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جماعت کو بلند کریں کہ جس سے ان کی دنیوی اغراض وابستہ ہوتی تھیں۔

(شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۱۱)

اس دور کے گزرنے کے بعد جب معاویہ دین کی رہنمائی اور ملک کی قیادت کا ذمہ دار بن کر تخت فرمانروائی پر متمکن ہوا تو اس نے جعلی روایتیں گڑھنے کا باقاعدہ ایک محکمہ کھول دیا اور اپنے کارندوں کو اس پر مامور کیا کہ وہ اہلبیت اطہار کی تنقیص اور عثمان اور بنی امیہ کے فضائل میں حدیثیں گڑھ کر نشر کریں اور اس کے لیے انعامات اور جاگیریں مقرر کیں۔ جس کے نتیجہ میں کثیر التعداد خود ساختہ فضائل کی روایتیں کتب احادیث میں پھیل گئیں۔ چنانچہ ابو الحسن مدائنی نے کتاب الاحداث میں تحریر کیا ہے اور ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں اسے درج کیا ہے کہ:۔

وَكَتَبَ اِلَيْهِمْ اَنْ يَنْظُرُوْا مِنْ قِبَلِكُمْ مِنْ شِيْعَةِ عُثْمَانَ وَمُحِبِّيْهِ وَاَهْلِ وِلَايَتِهٖ وَالَّذِيْنَ يَرْوُوْنَ فَضَائِلَهٗ وَمَنَاقِبَهٗ فَادْنُوْا مَجَالِسَهُمْ وَقَرِّبُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ وَاكْتُبُوْا اِلَيَّ بِكُلِّ مَا يَرْوِيْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ وَاسْمَهٗ وَاسْمَ اَبِيْهِ وَعَشِيْرَتِهٖ

معاویہ نے اپنے عمال حکومت کو تحریر کیا کہ جو تمھارے یہاں عثمان کے طرفدار، ہوا خواہ اور دوستدار ہوں ان پر نظر توجہ رکھو، اور ان لوگوں کو کہ جو ان کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں انھیں اپنا دربار نشین اور مقرب قرار دو اور ان کا احترام کرو اور ان میں سے جو شخص جو روایت کرے وہ مجھے لکھو اور اس کے اور اس کے باپ اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَفَعَلُوا ذٰلِكَ حَتّٰى اَكْثَرُوا فِي فَضَائِلِ
عُثْمَانَ وَمَنَاقِبِهٖ لِمَا كَانَ يَبْعَثُهٗ اِلَيْهِمْ
مُعَاوِيَةُ مِنَ الصِّلَاتِ وَالْكِسَاءِ
وَالْحِبَاءِ وَالْقَطَائِعِ (شرح ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱۶)

اس کے قوم، قبیلے کے نام سے مجھے آگاہ کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ عثمان کے مناقب و فضائل کے انبار لگا دیئے کیونکہ امیر معاویہ ایسے لوگوں کو جائزے، خلعتیں، عطیے اور جاگیریں دیتا تھا۔

جب حضرت عثمان کے فضائل میں خود ساختہ روایتیں چاروں دانگ عالم میں پھیل گئیں تو اس خیال سے کہ پہلے خلفاء کا پلہ ہلکا نہ رہ جائے اس نے اپنے عمّال کو تحریر کیا۔

فَاِذَا جَاءَكُمْ كِتَابِيْ هٰذَا فَادْعُوا النَّاسَ
اِلَى الرِّوَايَةِ فِيْ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ وَالْخُلَفَاءِ
الْاَوَّلِيْنَ وَلَا تَتْرُكُوْا خَبَرَ اَبِيْ تُرَابٍ اَلَّا وَاَتُوْنِيْ
بِمَا قِيْلَ لَهٗ فِي الصَّحَابَةِ مُفْتَعِلَةً فَاِنَّ
هٰذَا اَحَبُّ اِلَيَّ وَاَقَرُّ لِعَيْنِيْ وَاَدْحَضُ لِحُجَّةِ
اَبِيْ تُرَابٍ وَشِيْعَتِهٖ وَاَشَدُّ اِيْلَامًا لَهُمْ مِنْ
مَنَاقِبِ عُثْمَانَ وَفَضْلِهٖ فَقَرَاَتْ كُتُبُهٗ
عَلَى النَّاسِ فَرُوِيَتْ اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ فِيْ
مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ مُفْتَعِلَةً لَا حَقِيْقَةَ
لَهَا (شرح ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱۶)

جب تمہیں میرا یہ فرمان ملے تو لوگوں کو اس امر کی دعوت دو کہ وہ صحابہ اور پہلے خلفاء کے فضائل میں بھی حدیثیں روایت کریں اور دیکھو مسلمانوں میں سے جو شخص بھی ابو تراب کے بارے میں کوئی حدیث بیان کرے تو اسے توڑنے کے لیے صحابہ کے لیے بھی ویسی ہی حدیثیں گڑھ کر بیان کرو کیونکہ یہ چیز مجھے بہت پسند اور میرے لیے ٹھنڈک چشم کا باعث ہے اور یہ چیز ابو تراب اور اس کے شیعوں کی حجت کو کمزور کرنے والی اور عثمان کے فضائل و مناقب سے بھی زیادہ گراں گزرنے والی ہے چنانچہ اس کے خطوط لوگوں کو پڑھ کر سنائے گئے جس کے نتیجہ میں صحابہ کے فضائل میں ایسی روایتیں گڑھنا شروع ہو گئیں کہ جن کی کوئی اصل و حقیقت نہ ہوتی تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عرفہ معروف بہ نفطویہ نے کہ جو اکابر علماء و محدثین میں سے تھے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے اور ابن ابی الحدید نے اسے اپنی شرح میں درج کیا ہے کہ:۔

اِنَّ اَكْثَرَ الْاَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ فِيْ فَضَائِلِ
الصَّحَابَةِ اُفْتُعِلَتْ فِيْ اَيَّامِ بَنِيْ اُمَيَّةَ تَقَرُّبًا
اِلَيْهِمْ بِمَا يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ يَرْغَمُوْنَ بِهٖ اُنُوْفَ
بَنِيْ هَاشِمٍ۔ (شرح ابن ابی الحدید ج ۳ ص ۱۶)

صحابہ کے فضائل میں اکثر موضوع حدیثیں بنی امیہ کے دور میں گڑھی گئیں تاکہ ان کی بارگاہ میں رسوخ حاصل کیا جائے کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ وہ اس ذریعہ سے بنی ہاشم کو ذلیل و پست کر سکیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وضع روایات کی عادت تو پڑ ہی چکی تھی اب دنیا پرستوں نے سلاطین و امرار کا تقرب حاصل کرنے و مال دُنیا سمیٹنے کے لیے اُسے ایک ذریعہ بنالیا جیسا کہ غیاث ابن ابراہیم نے مہدی ابن منصور کو خوش کرنے اور اس سے تقرب حاصل کرنے کے لیے کبوتروں کی پرواز میں ایک روایت گڑھ کر سُنا دی اور ابو سعید مدائنی وغیرہ نے اسے ذریعہ معاش بنالیا، اور حد یہ ہے کہ کرامیہ اور متصوفہ نے معصیت سے روکنے اور اطاعت کی طرف راغب کرنے کے لیے وضع حدیث کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیا چنانچہ ترغیب و ترہیب کے سلسلہ میں بے کھٹکے روایتیں وضع کی جاتی تھیں اور اسے شریعت و دیانت کے خلاف نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ عموماً یہ کام وہی لوگ انجام دیتے تھے کہ جو بظاہر زہد و تقویٰ اور صلاح و رُشد سے آراستہ ہوتے تھے، اور جن کی راتیں مصلّوں پر اور دن جھوٹی روایتوں سے دفتر سیاہ کرنے میں گزرتے تھے۔

چنانچہ ان جعلی روایتوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام بخاری نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے دو ہزار چھ سو اکسٹھ حدیثیں منتخب کیں۔ مسلم نے آٹھ لاکھ حدیثوں میں سے چار ہزار حدیثیں قابل انتخاب سمجھیں۔ ابو داؤد نے پانچ لاکھ حدیثوں میں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثیں انتخاب کیں۔ احمد ابن حنبل نے سات لاکھ پچاس ہزار حدیثوں میں سے تیس ہزار منتخب کیں۔ مگر جب اس انتخاب کو دیکھا جاتا ہے تو ایسی حدیثیں سامنے آتی ہیں کہ وہ کسی حالت میں بھی پیغمبر اکرم کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتیں، چنانچہ آج مسلمانوں میں ایک معتد بہ طبقہ ایسا پیدا ہو چکا ہے جو کہ ان مسانید و صحاح پر نظر کرنے کے بعد سرے سے حدیث کی حجیت ہی سے انکار کر چکا ہے۔

دوسری قسم کے رواۃ وہ ہیں کہ جو موقع و محل کو سمجھے بغیر جو الٹا سیدھا اُنھیں یاد رہ جاتا تھا وہ روایت کر دیتے تھے، چنانچہ صحیح بخاری باب البکاء علی المیّت میں ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صہیب روتے ہوئے ان کے ہاں آئے تو حضرت عمر نے کہا کہ:۔

اَتَبْکِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ۔	اے صہیب تم مجھ پر روتے ہو، حالانکہ رسول اللہ نے فرمایا تھا، کہ گھر والوں کے رونے سے میّت پر عذاب ہوتا ہے۔

جب حضرت عمر کے مرنے کے بعد حضرت عائشہ سے اس کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ خدا عمر پر رحم کرے رسول اللہ نے تو ایسا نہیں فرمایا تھا کہ گھر والوں کے رونے سے مومن کی میت پر عذاب ہوتا ہے البتہ یہ فرمایا تھا کہ کافر کی میت پر اُسکے گھر والوں کے رونے سے عذاب میں زیادتی ہوتی ہے اس کے بعد ام المومنین نے فرمایا کہ قرآن میں تو یہ ہے لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(ایک کا بار دوسرا نہیں اُٹھاتا) تو یہاں رُونے والوں کا بار میت کیسے اُٹھائے گی) پھر حضرت عائشہ سے یہ حدیث درج کی ہے کہ جس سے پہلی حدیث کی مزید تشریح ہوتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يَبْكِيْ عَلَيْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا۔

زوجۂ رسولؐ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ایک یہودی عورت کی طرف سے ہو کر گزرے کہ جس پر اس کے گھر والے رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اسکے گھر والے تو اس پر رو رہے ہیں اور وہ قبر میں مبتلائے عذاب ہے۔

تیسری قسم کے رواۃ وہ ہیں کہ جنھوں نے پیغمبر سے حدیث منسوخ کو سُنا مگر اس کی ناسخ حدیث کے سننے کا ان کو موقع ہی نہ ملا کہ وہ اُسے بیان کرتے یا اس پر عمل کرتے حدیث ناسخ کی مثال پیغمبرؐ کا یہ ارشاد ہے کہ جس میں حدیث منسوخ کی طرف اشارہ ہے۔ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا مگر اب تم زیارت کر سکتے ہو اس میں زیارت قبور کی نہی کو اذنِ زیارتِ قبور سے منسوخ کر دیا ہے تو جن لوگوں نے صرف حدیث منسوخ کو سُن رکھا تھا وہ اسی پر عمل پیرا رہے

چوتھی قسم کے رواۃ وہ ہیں کہ جو عدالت سے آراستہ فہم و ذکا کے مالک حدیث کے مَوْرِدْ و مَحَلْ سے آگاہ ناسخ و منسوخ، خاص و عام، مقید و مطلق سے واقف کِذْب و اِفْتِرَاء سے کنارہ کش ہوتے تھے وہ جو سنتے تھے ان کے حافظہ میں محفوظ رہتا تھا اور اُسے صحیح صحیح دوسروں تک پہنچا دیتے تھے انہی کی بیان کردہ احادیث اسلام کا سرمایہ مَیل و غش سے پاک اور قابل اعتماد و عمل ہیں خصوصاً وہ سرمایۂ احادیث جو امیر المؤمنین علیہ السلام سے امانت دار سینوں میں منتقل ہوتا رہا اور قطع و برید اور تحریف و تبدیل سے محفوظ رہنے کی وجہ سے اسلام کو صحیح صورت میں پیش کرتا ہے کاش کہ دنیا علم کے ان سرچشموں سے پیغمبرؐ کے فیوض حاصل کرتی، مگر تاریخ کا یہ افسوسناک باب ہے کہ خوارج و مُعاندینِ آلِ محمدؐ سے تو حدیث لی جاتی ہے اور جہاں سلسلہ روایت میں اہلبیت کی کسی فرد کا نام آجاتا ہے تو قلم رُک جاتا ہے چہرے پر شکنیں پڑ جاتی ہیں اور تیور بدل جاتے ہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۰۹

وَكَانَ مِنْ اِقْتِدَارِ جَبَرُوْتِهٖ وَ

اللہ سبحانہٗ کے زور فرمانروائی اور عجیب و غریب

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَدِيعِ لَطَائِفِ صَنْعَتِهٖ أَنْ جَعَلَ مِنْ
مَاءِ الْبَحْرِ الزَّاخِرِ الْمُتَرَاكِمِ الْمَتَقَاصِفِ
يَبَسًا جَامِدًا۔ ثُمَّ فَطَرَ مِنْهُ أَطْبَاقًا
فَفَتَقَهَا سَبْعَ سَمَاوَاتٍ بَعْدَ أَرْتَاقِهَا
فَاسْتَمْسَكَتْ بِأَمْرِهٖ، وَقَامَتْ عَلَى
حَدِّهٖ۔ وَأَرْسَى أَرْضًا يَحْمِلُهَا
الْأَخْضَرُ الْمُتَعَجْرِفُ وَالْقُمْقُامُ الْمُسَخَّرُ
قَدْ ذَلَّ لِأَمْرِهٖ، وَأَذْعَنَ لِهَيْبَتِهٖ،
وَوَقَفَ الْجَارِي مِنْهُ لِخَشْيَتِهٖ۔ وَ
جَبَلَ جَلَامِيدَهَا وَنُشُوزَ مُتُونِهَا
وَأَطْوَادِهَا۔ فَأَرْسَاهَا فِي مَرَاسِيهَا
وَأَلْزَمَهَا قَرَارَاتِهَا فَمَضَتْ رُؤُوسُهَا
فِي الْهَوَاءِ وَرَسَتْ أُصُولُهَا فِي الْمَاءِ
فَأَنْهَدَ جِبَالَهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ
قَوَاعِدَهَا فِي مُتُونِ أَقْطَارِهَا
وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا، فَأَشْهَقَ قِلَالَهَا
وَأَطَالَ أَنْشَازَهَا۔ وَجَعَلَهَا لِلْأَرْضِ
عِمَادًا، وَأَرَّزَهَا فِيهَا أَوْتَادًا فَسَكَنَتْ
عَلَى حَرَكَتِهَا مِنْ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا أَوْ
تَسِيخَ بِحَمْلِهَا أَوْ تَزُولَ عَنْ مَوَاضِعِهَا
فَسُبْحَانَ مَنْ أَمْسَكَهَا بَعْدَ مَوَجَانِ
مِيَاهِهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبَةِ
أَكْنَافِهَا فَجَعَلَهَا لِخَلْقِهٖ مِهَادًا، وَ

صنعت کی لطیف نقش آرائی میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے ایک
اتھاہ دریا کے پانی سے جس کی سطحیں تہ بہ تہ اور موجیں تھپیڑے
مار رہی تھیں، ایک خشک و بے حرکت زمین کو پیدا کیا پھر
یہ کہ اس نے پانی (کے بخار) کی تہوں پر تہیں چڑھا دیں جو
آپس میں ملی ہوئی تھیں اور انھیں الگ الگ کر کے سات
آسمان بنائے جو اس کے حکم سے تھمے ہوئے اور اپنے
مرکز پہ ٹھہرے ہوئے ہیں اور زمین کو اس طرح قائم کیا کہ
اسے ایک نیلگوں گھرا اور (فرمان الٰہی کے حدود میں) گھرا ہوا
دریا اٹھائے ہوئے ہے جو اس کے حکم کے آگے بے بس اور
اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے
اس کی روانی تھمی ہوئی ہے اور ٹھوس چکنے پتھروں، ٹیلوں اور
پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی جگہوں پر نصب اور ان کی
قرارگاہوں میں قائم کیا چنانچہ ان کی چوٹیاں فضا کو چیرتی
ہوئی نکل گئی ہیں اور بنیادیں پانی میں گڑی ہوئی ہیں اس
طرح اس نے پہاڑوں کو پست اور ہموار زمین سے بلند
کیا اور ان کی بنیادوں کو ان کے پھیلاؤ اور ان کے ٹھہراؤ کی
جگہوں میں زمین کے اندر اتار دیا۔ ان کی چوٹیوں کو فلک بوس
اور بلندیوں کو آسمان پیما بنا دیا اور انھیں زمین کے لیے ستون قرار
دیا اور میخوں کی صورت میں انھیں گاڑا، چنانچہ وہ ہچکولے کھانے
کے بعد تھم گئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے رہنے والوں کو لے کر
جھک پڑے یا اپنے بوجھ کی وجہ سے دھنس جائے یا اپنی جگہ
چھوڑ دے پاک ہے وہ ذات کہ جس نے پانی کی طغیانیوں کے
بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تر ہونے کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَبَسَطَهَا لَهُمْ فِرَاشًا فَوْقَ بَحْرٍ لُجِّيٍّ رَاكِدٍ لَا يَجْرِي، وَقَائِمٍ لَا يَسْرِي۔ تُكَرْكِرُهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ وَتُمَخْضُهُ الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ، إِنَّ فِي ذَالِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشٰى)

بعد خشک کیا اور اسے اپنی مخلوقات کیلئے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اسکے لیے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہی بہتا نہیں اور رُکا ہوا ہی جنبش نہیں کرتا جسے تند ہوائیں ادھر سے اُدھر ڈھکیلتی رہتی ہیں اور برسنے والے بادل اسے تھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں، بیشک ان چیزوں میں سروسامان عبرت ہے اس شخص کے لیے جو اللہ سے ڈرے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۰

اَللّٰهُمَّ اَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَقَالَتَنَا الْعَادِلَةَ غَيْرَ الْجَائِرَةِ، وَالْمُصْلِحَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا غَيْرَ الْمُفْسِدَةِ فَأَبَى بَعْدَ سَمْعِهِ لَهَا إِلَّا النُّكُوْصَ عَنْ نُصْرَتِكَ، وَالْإِبْطَاءَ عَنْ إِعْزَازِ دِيْنِكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْهِدُكَ عَلَيْهِ يَا كَبِيْرَ الشَّاهِدِيْنَ شَهَادَةً۔ وَنَسْتَشْهِدُ عَلَيْهِ جَمِيْعَ مَنْ أَسْكَنْتَهُ أَرْضَكَ وَسَمَوَاتِكَ، ثُمَّ أَنْتَ بَعْدُ الْمُغْنِيُ عَنْ نَصْرِهِ وَالْآخِذُ لَهُ بِذَنْبِهِ۔

خدایا تیرے بندوں میں سے جو بندہ ہماری ان باتوں کو سُنے کہ جو عدل کے تقاضوں سے ہموا اور ظلم و جور سے الگ ہیں جو دین و دنیا کی اصلاح کرنے والی اور شر انگیزی سے دُور ہیں اور سننے کے بعد پھر بھی انھیں ماننے سے انکار کر دے تو اس کے معنی یہی ہیں کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا اور تیرے دین کو ترقی دینے سے کوتاہی کرنے والا ہے اے گواہوں میں سب سے بڑے گواہ! ہم تجھے اور ان سب کو جنھیں تو نے آسمانوں اور زمینوں میں بسایا ہے اس شخص کے خلاف گواہ کرتے ہیں پھر اس کے بعد تو ہی اسکی نصرت و امداد سے بے نیاز کرنے والا اور اس کے گناہ کا اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ عَنْ شَبَهِ

تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَخْلُوقِيْنَ، الْغَالِبِ لِمَقَالِ الْوَاصِفِيْنَ
الظَّاهِرِ بِعَجَائِبِ تَدْبِيْرِهٖ لِلنَّاظِرِيْنَ
وَالْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهٖ عَنْ فِكْرِ
الْمُتَوَهِّمِيْنَ۔ اَلْعَالِمِ بِلَا اكْتِسَابٍ
وَلَا ازْدِيَادٍ وَلَا عِلْمٍ مُسْتَفَادٍ،
الْمُقَدِّرِ لِجَمِيْعِ الْاُمُوْرِ بِلَا رَوِيَّةٍ
وَلَا ضَمِيْرٍ۔ الَّذِيْ لَا تَغْشَاهُ الظُّلَمُ
وَلَا يَسْتَضِيْئُ بِالْاَنْوَارِ، وَلَا يَهْقَهُ
لَيْلٌ وَلَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ لَهَارٌ۔ لَيْسَ
اِدْرَاكُهٗ بِالْاَبْصَارِ وَلَا عِلْمُهٗ
بِالْاَخْبَارِ۔

بلند تر، توصیف کرنے والوں کے تعریفی کلمات سے بالاتر، اپنے عجیب و غریب نظم و نسق کی بدولت دیکھنے والوں کے سامنے آشکارا اور اپنے جلالِ عظمت کی وجہ سے وہم و گمان دوڑانے والوں کے فکر و اوہام سے پوشیدہ ہے وہ عالم ہے بغیر اس کے کہ کسی سے کچھ سیکھے یا علم میں اضافہ اور کہیں سے استفادہ کرے اور وہ بغیر فکر و تامل کے ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنے والا ہے نہ اسے تاریکیاں ڈھانپتی ہیں نہ وہ روشنیوں سے کسب ضیا کرتا ہے نہ رات اُسے گھیرتی ہے نہ دن کی، اگر دشوں کا اس پر گزرتا ہے اور اس کا جاننا بوجھنا آنکھوں کے ذریعہ سے نہیں اور نہ اس کا علم دوسروں کے بتانے پر منحصر ہے۔

وَمِنْهَا فِيْ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَرْسَلَهٗ بِضِيَاءٍ وَقَدَّمَهٗ فِي الْاِصْطِفَاءِ فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقَ، وَسَاوَرَ بِهِ الْغَالِبَ وَذَلَّلَ بِهِ الصُّعُوْبَةَ وَسَهَّلَ بِهِ الْحُزُوْنَةَ حَتّٰى سَرَّحَ الضَّلَالَ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ۔

اسی خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کا ذکر فرمایا ہے اللہ نے انھیں روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب منزل میں سب سے آگے رکھا تو ان کے ذریعہ سے تمام پراگندگیوں اور پریشانیوں کو دور کیا اور غلبہ پانے والوں پر تسلط جمالیا۔ مشکلوں کو سہل اور دشواریوں کو آسان بنایا۔ یہاں تک کہ دائیں بائیں (افراط و تفریط) کی سمتوں سے گمراہی کو دور ہٹایا۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۲

وَاَشْهَدُ اَنَّهٗ عَدَلَ وَحَكَمَ فَفَصَلَ۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَيِّدُ عِبَادِهٖ كُلَّمَا

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا عادل ہے کہ جس نے عدل ہی کی راہ اختیار کی ہے اور ایسا حاکم ہے جو حق و باطل کو الگ الگ کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَسَخَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَهُ فِي خَيْرِهِمَا۔ لَمْ يُسْهِمْ فِيهِ عَاهِرٌ وَلَا ضَرَبَ فِيهِ فَاجِرٌ۔

اَلَا وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لِلْخَيْرِ اَهْلًا۔ وَلِلْحَقِّ دَعَائِمَ، وَلِلطَّاعَةِ عِصَمًا وَاِنَّ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ طَاعَةٍ عَوْنًا مِنَ اللّٰهِ يَقُولُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ وَيُثَبِّتُ الْاَفْئِدَةَ۔ فِيهِ كِفَاءٌ لِمُكْتَفٍ، وَشِفَاءٌ لِمُشْتَفٍ۔

وَاعْلَمُوا اَنَّ عِبَادَ اللّٰهِ الْمُسْتَحْفِظِينَ عِلْمَهُ يَصُونُونَ مَصُونَهُ، وَيُفَجِّرُونَ عُيُونَهُ۔ يَتَوَاصَلُونَ بِالْوَلَايَةِ۔ وَيَتَلَاقَوْنَ بِالْمَحَبَّةِ۔ وَيَتَسَاقَوْنَ بِكَاسٍ رَوِيَّةٍ۔ وَيَصْدُرُونَ بِرِيَّةٍ لَا تَشُوبُهُمُ الرِّيبَةُ، وَلَا تُسْرِعُ فِيهِمُ الْغِيبَةُ۔ عَلَى ذَالِكَ عَقَدَ خَلْقَهُمْ وَاَخْلَاقَهُمْ۔ فَعَلَيْهِ يَتَحَابُّونَ وَبِهِ يَتَوَاصَلُونَ۔ فَكَانُوا كَتَفَاضُلِ الْبَذْرِ يُنْتَقَى، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ وَيُلْقَى۔ قَدْ مَيَّزَهُ التَّخْلِيصُ، وَهَذَّبَهُ التَّمْحِيصُ۔ فَلْيَقْبَلِ امْرُؤٌ كَرَامَةً بِقُبُولِهَا۔ وَلْيَحْذَرْ قَارِعَةً قَبْلَ حُلُولِهَا۔ وَلْيَنْظُرِ امْرُؤٌ فِي قَصِيرِ اَيَّامِهِ، وَقَلِيلِ

وآلہ اس کے بندہ اور رسول اور بندوں کے سیّد و سردار ہیں۔ شروع سے انسانی نسل میں جہاں جہاں پر سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جس میں اللہ نے آپ کو قرار دیا تھا دوسری شاخوں سے بہتر ہی تھی آپ کے (نسب میں) کسی بدکار کا ساجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں)

دیکھو! اللہ نے بھلائی کے لیے اہل حق کیلئے ستون اور اطاعت کیلئے سامان حفاظت مہیّا کیا ہے ہر اطاعت کے موقعہ پر تمھارے لیے اللہ کی طرف سے نصرت و تائید دستگیری کے لیے موجود ہوتی ہے (جس کو) اس نے زبانوں سے ادا کیا ہے اور اس سے دلوں کو ڈھارس دی ہے۔ اس میں بے نیاز چاہنے والے کے لیے بے نیازی اور شفا چاہنے والے کے لیے شفا ہے۔

تمھیں جاننا چاہیے کہ اللہ کے وہ بندے جو علم الٰہی کے امانتدار ہیں وہ محفوظ چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو (تشنگان علم و معارف کے لیے) بہاتے ہیں ایک دوسرے کی (اعانت کے لیے) باہم ملتے ملاتے ہیں اور خلوص و محبّت سے میل ملاقات کرتے ہیں اور (علم و حکمت کے) سیراب کرنے والے ساغروں سے چھک کر سیراب ہوتے ہیں سیراب ہو کر (سرچشمۂ علم سے پلٹتے ہیں۔ ان میں شک و شبہہ کا شائبہ نہیں ہوتا اور غیب کا گزر نہیں ہوتا۔ اللہ نے ان کے پاکیزہ اخلاق کو ان کی طینت و فطرت میں سمو دیا ہے انہی خوبیوں کی بنا پر وہ آپس میں محبّت و انس رکھتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ملاتے ہیں وہ لوگوں میں اس طرح نمایاں ہیں جس طرح (بیجوں میں) صاف ستھرے بیج کہ (اچھے دانوں کو) لے لیا جاتا ہے اور (بروں کو) پھینک دیا جاتا ہے۔ اس صفائی و پاکیزگی نے انھیں چھانٹ اور پرکھنے نے نکھار دیا ہے انسان کو چاہیے کہ وہ ان اوصاف کی پذیرائی سے اپنے لیے شرف و عزّت قبول کرے اور قیامت کے وارد ہونے سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُقَامِهِ فِي مَنْزِلِهِ حَتّٰى يَسْتَبْدِلَ بِهِ مَنْزِلًا۔ فَلْيَصْنَعْ لِمُتَحَوَّلِهِ وَمَعَارِفِ مُنْتَقَلِهِ۔ فَطُوْبٰى لِذِي قَلْبٍ سَلِيْمٍ اَطَاعَ مَنْ يَهْدِيْهِ، وَتَجَنَّبَ مَنْ يُرْدِيْهِ، وَاَصَابَ سَبِيْلَ السَّلَامَةِ بِبَصَرِ مَنْ بَصَّرَهٗ وَطَاعَةِ هَادٍ اَمَرَهٗ۔ وَبَادَرَ الْهُدٰى قَبْلَ اَنْ تُغْلَقَ اَبْوَابُهٗ وَتُقْطَعَ اَسْبَابُهٗ، وَاسْتَفْتَحَ التَّوْبَةَ وَاَمَاطَ الْحَوْبَةَ فَقَدْ اُقِيْمَ عَلَى الطَّرِيْقِ وَهُدِيَ نَهْجَ السَّبِيْلِ۔

پہلے اس سے ہراساں رہے اور اسے چاہیئے کہ وہ زندگی کے مختصر دنوں اور اس گھر کے تھوڑے سے قیام میں کہ جو بس آتا ہے اس کو آخرت کے گھر سے بدلے آنکھیں کھولے اور غفلت میں نہ پڑے اور اپنی جائے بازگشت اور منزل آخرت کے جانے پہچانے ہوئے مرحلوں (قبر، برزخ، حشر) کے لیئے نیک اعمال کرے مبارک ہو اس پاک و پاکیزہ دل والے کو کہ جو ہدایت کرنیوالے کی پیروی اور تباہی میں ڈالنے والے سے کنارا کرتا ہے اور دیدۂ بصیرت میں جلا بخشنے والے کی روشنی اور ہدایت کرنیوالے کے حکم کی فرمانبرداری سے سلامتی کی راہ پالیتا ہے اور ہدایت کے دروازوں کے بند اور وسائل ذرائع کے قطع ہونے سے پہلے ہدایت کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ توبہ کا دروازہ کھلوا تا ہے اور پھر گناہ کا دھبا اپنے دامن سے چھڑا تا ہے۔ وہ سیدھے راستے پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور واضح راہ سے بتا دی گئی ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۳

وَمِنْ دُعَاءٍ كَانَ يَدْعُوْ بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيْرًا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُصْبِحْنِيْ مَيِّتًا وَلَا سَقِيْمًا، وَلَا مَضْرُوْبًا عَلٰى عُرُوْقِيْ بِسُوْءٍ، وَلَا مَاخُوْذًا بِاَسْوَءِ عَمَلِيْ، وَلَا مَقْطُوْعًا دَابِرِيْ، وَلَا مُرْتَدًّا عَنْ دِيْنِيْ، وَلَا مُنْكِرًا لِرَبِّيْ، وَلَا مُسْتَوْحِشًا مِنْ اِيْمَانِيْ، وَلَا مُلْتَبِسًا عَقْلِيْ، وَلَا مُعَذَّبًا بِعَذَابِ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِيْ۔ اَصْبَحْتُ عَبْدًا مَمْلُوْكًا ظَالِمًا

امیر المومنین علیہ السلام کے وہ دعائیہ کلمات جو اکثر آپ کی زبان پر جاری رہتے تھے۔

تمام حمد اس اللہ کے لیئے ہے جس نے مجھے اس حالت میں رکھا کہ نہ مردہ ہوں، نہ بیمار، نہ میری رگوں پر برص کے جراثیم کا حملہ ہوا ہے نہ بُرے اعمال کے نتائج میں گرفتار ہوں نہ بے اولاد ہوں، نہ دین سے برگشتہ، نہ اپنے پروردگار کا منکر ہوں اور نہ ایمان سے متوحش، نہ میری عقل میں فتور آیا ہے اور نہ پہلی امتوں کے سے عذاب میں مبتلا ہوں۔ میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ستم راں ہوں۔ (اے اللہ) تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے اور میرے لیے اب عذر کی کوئی گنجائش

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِنَفْسِيْ، لَكَ الْحُجَّةُ عَلَيَّ وَلَا حُجَّةَ لِيْ وَلَا أَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِيْ، وَلَا اَتَّقِيْ اِلَّا مَا وَقَيْتَنِيْ۔

نہیں ہے۔ خدایا! مجھ میں کسی چیز کے حاصل کرنے کی قوت نہیں سوا اس کے کہ جو تو مجھے عطا کر دے اور کسی چیز سے بچنے کی سکت نہیں سوا اس کے کہ جس سے تو مجھے بچائے رکھے۔ اے اللہ میں تجھ سے پناہ کا خواستگار ہوں کہ تیری ثروت کے باوجود فقیر و تہی دست رہوں یا تیری رہنمائی کے ہوتے ہوئے بھٹک جاؤں یا تیری سلطنت میں رہتے ہوئے ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جبکہ تمام اختیارات تجھے حاصل ہیں خدایا! میری ان نفیس چیزوں میں جنھیں تو چھین لیگا میری روح کو اولیت کا درجہ عطا کر اور مجھے

سونپی ہوئی ان امانتوں میں
جنھیں تو پلٹا لے گا
اسے پہلی امانت
قرار دے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِيْ اَوَّلَ كَرِيْمَةٍ تَنْتَزِعُهَا مِنْ كَرَائِمِيْ، وَاَوَّلَ وَدِيْعَةٍ تَرْتَجِعُهَا مِنْ وَدَائِعِ نِعَمِكَ عِنْدِيْ۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ کے طلبگار ہیں اس بات سے کہ تیرے ارشاد سے منھ موڑیں یا ایسے فتنوں میں پڑ جائیں کہ تیرے دین سے پھر جائیں یا تیری طرف سے آئی ہوئی ہدایت کو قبول کرنے کے بجائے نفسانی خواہشیں ہمیں برائی کی طرف لے جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نَذْهَبَ عَنْ قَوْلِكَ، اَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِكَ اَوْ تَتَابَعَ بِنَا اَهْوَاؤُنَا دُوْنَ الْهُدٰى الَّذِيْ جَاءَ مِنْ عِنْدِكَ۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۴

خَطَبَهَا (بِصِفِّيْنَ)

صفین کے موقع پر فرمایا۔

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِيْ عَلَيْكُمْ حَقًّا بِوِلَايَةِ اَمْرِكُمْ، وَلَكُمْ عَلَيَّ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لِيْ عَلَيْكُمْ، وَالْحَقُّ

اللہ سبحانہٗ نے مجھے تمھارے اُمور کا اختیار دے کر میرا حق تم پر قائم کر دیا ہے اور جس طرح میرا تم پر حق ہے ویسا ہی تمھارا بھی مجھ پر حق ہے۔ یوں تو حق کے بارے میں باہمی اوصاف گنوانے میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَوْسَعُ الْاَشْيَاءِ فِي التَّوَاصُفِ ، وَ
اَضْيَقُهَا فِي التَّنَاصُفِ ، لَا يَجْرِيْ
لِاَحَدٍ اِلَّا جَرٰى عَلَيْهِ ، وَلَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ
اِلَّا جَرٰى لَهٗ ، وَلَوْ كَانَ لِاَحَدٍ اَنْ
يَجْرِيَ لَهٗ ، وَلَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ لَكَانَ
ذٰلِكَ خَالِصًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ دُوْنَ
خَلْقِهٖ لِقُدْرَتِهٖ عَلٰى عِبَادِهٖ وَلِعَدْلِهٖ
فِيْ كُلِّ مَا جَرَتْ عَلَيْهِ صُرُوْفُ قَضَائِهٖ
وَلٰكِنَّهٗ جَعَلَ حَقَّهٗ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ
يُطِيْعُوْهُ ، وَجَعَلَ جَزَاءَهُمْ عَلَيْهِ
مُضَاعَفَةَ الثَّوَابِ تَفَضُّلًا مِنْهُ
وَتَوَسُّعًا بِمَا هُوَ مِنَ الْمَزِيْدِ اَهْلُهٗ
ثُمَّ جَعَلَ سُبْحَانَهٗ مِنْ حُقُوْقِهٖ
حُقُوْقًا اِفْتَرَضَهَا لِبَعْضِ النَّاسِ
عَلٰى بَعْضٍ ، فَجَعَلَهَا تَتَكَافَأُ فِيْ
وُجُوْهِهَا وَيُوْجِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا . وَ
لَا يَسْتَوْجِبُ بَعْضُهَا اِلَّا بِبَعْضٍ . وَ
اَعْظَمُ مَا افْتَرَضَ سُبْحَانَهٗ مِنْ تِلْكَ
الْحُقُوْقِ حَقُّ الْوَالِيْ عَلَى الرَّعِيَّةِ وَ
حَقُّ الرَّعِيَّةِ عَلَى الْوَالِيْ . فَرِيْضَةٌ
فَرَضَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ بِكُلٍّ عَلٰى
كُلٍّ ، فَجَعَلَهَا نِظَامًا لِاُلْفَتِهِمْ وَعِزًّا
لِدِيْنِهِمْ . فَلَيْسَتْ تَصْلُحُ الرَّعِيَّةُ

بہت وسعت ہے لیکن آپس میں حق وانصاف کرنے کا دائرہ بہت
تنگ ہے دو آدمیوں میں ایک کا حق دوسرے پر اسی وقت ہے جب دوسرے
کا بھی اس پر حق ہو اور دوسرے کا حق اس پر جب ہی ہوتا ہے جب پہلے کا
حق دوسرے پر بھی ہو اور اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کا حق تو دوسروں
پر ہو لیکن اس پر کسی کا حق نہ ہو تو یہ امر ذات باری کے لیے مخصوص
ہے نہ اس کی مخلوق کے لیے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر پورا تسلط و
اقتدار رکھتا ہے اور اس نے تمام ان چیزوں میں کہ جن پر اس کے فرمان
قضا جاری ہوئے ہیں، عدل کرتے ہوئے ہر صاحب حق کا حق
دیا ہے، اس نے بندوں پر اپنا یہ حق رکھا ہے کہ وہ اس کی اطاعت
و فرمانبرداری کریں اور اس نے محض اپنے فضل و کرم اور اپنے احسان
کو وسعت دینے کی بنا پر کہ جس کا وہ اہل ہے ان کا کئی گنا اجر قرار
دیا ہے پھر اس نے ان حقوق انسانی کو بھی کہ جنھیں ایک کے لیے
دوسرے پر قرار دیا ہے اپنے ہی حقوق میں سے قرار دیا ہے۔ اور انھیں
اس طرح ٹھہرایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں برابر اتریں
اور کچھ ان میں سے کچھ حقوق کا باعث ہوتے ہیں اور اس وقت تک
واجب نہیں ہوتے جب تک اس کے مقابلہ میں حقوق ثابت
نہ ہو جائیں اور سب سے بڑا حق کہ جسے اللہ سبحانہ نے واجب کیا ہے
حکمراں کا رعیت پر اور رعیت کا حکمراں پر ہے، کہ جس سے اللہ
نے والی و رعیت میں سے ہر ایک کے لیے فریضہ بنا کر عائد کیا ہے۔
اور اسے اُن میں رابطۂ محبت قائم کرنے اور ان کے دین
کو سرفرازی بخشنے کا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ رعیت
اسی وقت خوش حال رہ سکتی ہے۔ جب حاکم کے طور
طریقے درست ہوں اور حاکم بھی اسی وقت صلاح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَّا بِصَلَاحِ الْوُلَاةِ، وَلَا يَصْلُحُ الْوُلَاةُ
إِلَّا بِاسْتِقَامَةِ الرَّعِيَّةِ. فَإِذَا
أَدَّتِ الرَّعِيَّةُ إِلَى الْوَالِي حَقَّهُ، وَ
أَدَّى الْوَالِي إِلَيْهَا حَقَّهَا، عَزَّ الْحَقُّ
بَيْنَهُمْ، وَقَامَتْ مَنَاهِجُ الدِّينِ،
وَاعْتَدَلَتْ مَعَالِمُ الْعَدْلِ، وَجَرَتْ
عَلَى أَذْلَالِهَا السُّنَنُ فَصَلَحَ بِذَلِكَ
الزَّمَانُ، وَطُمِعَ فِي بَقَاءِ الدَّوْلَةِ،
وَيَئِسَتْ مَطَامِعُ الْأَعْدَاءِ. وَإِذَا
غَلَبَتِ الرَّعِيَّةُ وَالِيَهَا، وَأَجْحَفَتِ
الْوَالِي بِرَعِيَّتِهِ اخْتَلَفَتْ هُنَالِكَ
الْكَلِمَةُ وَظَهَرَتْ مَعَالِمُ الْجَوْرِ
وَكَثُرَ الْإِدْغَالُ فِي الدِّينِ وَتُرِكَتْ
مَحَاجُّ السُّنَنِ. فَعُمِلَ بِالْهَوَى.
وَعُطِّلَتِ الْأَحْكَامُ. وَكَثُرَتْ عِلَلُ
النُّفُوسِ. فَلَا يُسْتَوْحَشُ لِعَظِيمِ
حَقٍّ عُطِّلَ وَلَا لِعَظِيمِ بَاطِلٍ فُعِلَ.
فَهُنَالِكَ تَذِلُّ الْأَبْرَارُ وَتَعِزُّ
الْأَشْرَارُ، وَتَعْظُمُ تَبِعَاتُ اللَّهِ
عِنْدَ الْعِبَادِ فَعَلَيْكُمْ بِالتَّنَاصُحِ فِي
ذَلِكَ وَحُسْنِ التَّعَاوُنِ عَلَيْهِ، فَلَيْسَ
أَحَدٌ وَإِنِ اشْتَدَّ عَلَى رِضَاءِ اللَّهِ
حِرْصُهُ وَطَالَ فِي الْعَمَلِ اجْتِهَادُهُ

دور سستگی سے آراستہ ہو سکتا ہے جب رعیت اس کے
احکام کی انجام دہی کے لیے آمادہ ہوں جب رعیت، فرمانروا
کے حقوق پورے کرے اور فرمانروا رعیت کے حقوق سے عہدہ
برآ ہو تو اُن میں باوقار، دین کی راہیں استوار اور عدل و انصاف
کے نشانات برقرار ہو جائیں گے اور پیغمبر کی سنتیں اپنے ڈھرے پر
چل نکلیں گی۔ اور زمانہ سدھر جائے گا بقائے سلطنت کے
توقعات پیدا ہو جائیں گے اور دشمنوں کی حرص و طمع یاس و
نا اُمیدی سے بدل جائے گی۔ اور جب رعیت حاکم پر مسلط ہو جائے
یا حاکم رعیت پر ظلم ڈھانے لگے تو اس موقع پر ہر بات میں اختلاف ہو گا
ظلم کے نشانات اُبھر آئیں گے دین میں مفسدے بڑھ جائیں گے شریعت
کی راہیں متروک ہو جائیں گی خواہشوں پر عملدرآمد ہو گا۔ شریعت
کے احکام ٹھکرا دیئے جائیں گے۔ نفسانی بیماریاں بڑھ جائیں گی۔
اور بڑے سے بڑے حق کو ٹھکرا دینے اور بڑے سے بڑے باطل
عمل پیرا ہونے سے بھی کوئی نہ گھبرائے گا ایسے موقعہ پر نیکوکار ذلیل
اور بدکردار، باعزت ہو جاتے ہیں اور بندوں پر اللہ کی
عقوبتیں بڑھ جاتی ہیں لہذا اس حق کی ادائیگی میں ایک
دوسرے کو سمجھانا بجھانا اور ایک دوسرے سے بخوبی
تعاون کرنا تمہارے لیے ضروری ہے اس لیے کہ کوئی شخص
بھی اللہ کی اطاعت و بندگی کی اس حد تک نہیں پہنچ
سکتا کہ جس کا وہ اہل ہے، چاہے وہ اس کی خوشنودیوں
کو حاصل کرنے کے لیے کتنا حریص ہو اور اس کی عملی
کوششیں بھی بڑھی چڑھی ہوئی ہوں۔ پھر بھی اس
نے بندوں پر یہ حق واجب قرار دیا ہے کہ وہ مقدور بھر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِبَالِغٍ حَقِيقَةَ مَا اللّٰهُ اَهْلُهُ مِنَ
الطَّاعَةِ لَهُ، وَلٰكِنْ مِنْ وَاجِبِ
حُقُوقِ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ النَّصِيحَةُ
بِمَبْلَغِ جُهْدِهِمْ، وَالتَّعَاوُنُ عَلَى
اِقَامَةِ الْحَقِّ بَيْنَهُمْ. وَلَيْسَ امْرُؤٌ
وَاِنْ عَظُمَتْ فِي الْحَقِّ مَنْزِلَتُهُ،
وَتَقَدَّمَتْ فِي الدِّيْنِ فَضِيلَتُهُ
بِفَوْقِ اَنْ يُعَانَ عَلَى مَا حَمَّلَهُ
اللّٰهُ مِنْ حَقِّهِ، وَلَا امْرُؤٌ وَاِنْ
صَغَّرَتْهُ النُّفُوسُ وَاقْتَحَمَتْهُ
الْعُيُونُ بِدُونِ اَنْ يُعِينَ عَلَى
ذٰلِكَ اَوْ يُعَانَ عَلَيْهِ۔

پند و نصیحت کریں اور اپنے درمیان حق کو قائم کرنے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں۔ کوئی شخص بھی اپنے کو اس سے بے نیاز نہیں قرار دے سکتا۔ کہ اللہ نے جس ذمہ داری کا بوجھ اس پر ڈالا ہے اس میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، چاہے وہ حق میں کتنا ہی بلند منزلت کیوں نہ ہو اور دین میں اسے فضیلت و برتری کیوں نہ حاصل ہو اور کوئی شخص اس سے بھی گیا گزرا نہیں حق میں تعاون کرے یا اس کی طرف دست تعاون بڑھایا جائے چاہے لوگ اسے ذلیل سمجھیں اور اپنی حقارت کی

کی وجہ سے آنکھوں

میں نہ

جچے

(فَاَجَابَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ
مِنْ اَصْحَابِهِ بِكَلَامٍ طَوِيلٍ يُكْثِرُ فِيهِ
الثَّنَاءَ عَلَيْهِ وَيَذْكُرُ سَمْعَهُ وَ
طَاعَتَهُ لَهُ) فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
اِنَّ مِنْ اَحَقِّ مَنْ عَظُمَ جَلَالُ اللّٰهِ فِي
نَفْسِهِ، وَجَلَّ مَوْضِعُهُ مِنْ قَلْبِهِ
اَنْ يَصْغُرَ عِنْدَهُ لِعِظَمِ ذٰلِكَ كُلُّ
مَا سِوَاهُ۔ وَاِنَّ اَحَقَّ مَنْ كَانَ
كَذٰلِكَ لَمَنْ عَظُمَتْ نِعْمَةُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَلَطُفَ اِحْسَانُهُ اِلَيْهِ۔ فَاِنَّهُ
لَمْ تَعْظُمْ نِعْمَةُ اللّٰهِ عَلَى اَحَدٍ اِلَّا

اس موقعہ پر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طویل گفتگو کی جس میں حضرت کی بڑی مدح و ثنا کی اور آپ کی باتوں پر کان دھرنے اور ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کیا، تو آپ نے فرمایا جس شخص کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور قلب میں منزلت خداوندی کی رفعت کا احساس ہو اسے سزاوار ہے کہ اس جلالت و عظمت کے پیش نظر اللہ کے ماسوا ہر چیز کو حقیر جانے اور ایسے لوگوں میں وہ شخص اور بھی اس کا زیادہ اہل ہے کہ جسے اس نے بڑی نعمتیں دی ہوں اور اچھے احسانات کیے ہوں اس لیے کہ جتنی اللہ کی نعمتیں کسی پر بڑی ہوں گی اتنا ہی اس پر اللہ کا حق زیادہ ہوگا نیک بندوں کے نزدیک فرمانرواؤں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ازْدَادَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَيْهِ عِظَمًا، وَإِنَّ
مِنْ أَسْخَفِ حَالَاتِ الْوُلَاةِ عِنْدَ
صَالِحِ النَّاسِ أَنْ يُظَنَّ بِهِمْ حُبُّ
الْفَخْرِ، وَيُوضَعَ أَمْرُهُمْ عَلَى الْكِبْرِ
وَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَكُونَ جَالَ فِي
ظَنِّكُمْ أَنِّي أُحِبُّ الْإِطْرَاءَ وَ
اسْتِمَاعَ الثَّنَاءِ. وَلَسْتُ بِحَمْدِ اللّٰهِ
كَذٰلِكَ، وَلَوْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ يُقَالَ
ذٰلِكَ لَتَرَكْتُهُ إِنْحِطَاطًا لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ
عَنْ تَنَاوُلِ مَا هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْعَظَمَةِ
وَالْكِبْرِيَاءِ. وَرُبَّمَا اسْتَحْلَى
النَّاسُ الثَّنَاءَ بَعْدَ الْبَلَاءِ. فَلَا
تُثْنُوا عَلَيَّ بِجَمِيلِ ثَنَاءٍ لِإِخْرَاجِي
نَفْسِي إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ مِنَ الْبَقِيَّةِ
فِي حُقُوقٍ لَمْ أَفْرُغْ مِنْ أَدَائِهَا،
وَفَرَائِضَ لَا بُدَّ مِنْ إِمْضَائِهَا،
فَلَا تُكَلِّمُونِي بِمَا تُكَلَّمُ بِهِ الْجَبَابِرَةُ،
وَلَا تَتَحَفَّظُوا مِنِّي بِمَا يُتَحَفَّظُ بِهِ
عِنْدَ أَهْلِ الْبَادِرَةِ. وَلَا تُخَالِطُونِي
بِالْمُصَانَعَةِ. وَلَا تَظُنُّوا بِي اسْتِثْقَالًا
فِي حَقٍّ قِيلَ لِي وَلَا الْتِمَاسَ إِعْظَامٍ
لِنَفْسِي. فَإِنَّهُ مَنِ اسْتَثْقَلَ الْحَقَّ
أَنْ يُقَالَ لَهُ أَوِ الْعَدْلَ أَنْ يُعْرَضَ

ترین صورت حال یہ ہے کہ ان کے متعلق یہ گمان ہونے لگے کہ
وہ فخر و سربلندی کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے حالات
کبر و غرور پر محمول ہو سکیں مجھے یہ تک ناگوار معلوم ہوتا ہے
کہ تمہیں اس کا وہم و گمان بھی گزرے کہ میں بڑھ چڑھ کر
سراہے جانے یا تعریف سننے کو پسند کرتا ہوں۔ بحمداللہ کہ میں
ایسا نہیں ہوں اور اگر مجھے اس کی خواہش بھی ہوتی کہ ایسا
کہا جائے تو بھی اللہ کے سامنے فروتنی کرتے ہوئے اُسے
چھوڑ دیتا کہ ایسی عظمت و بزرگی کو اپنایا جائے کہ جس کا
وہی اہل ہے یوں تو لوگ اکثر اچھی کارکردگی کے بعد مدح
و ثنا کو خوش کوار سمجھا کرتے ہیں لیکن میری اس پر مدح و
ستائش نہ کرو کہ اللہ کی اطاعت اور تمہارے حقوق سے
عہدہ برآ ہونا ہوں کیونکہ ابھی ان حقوق کا ڈر ہے کہ جنھیں پورا
کرنے سے میں ابھی فارغ نہیں ہوا اور ان فرائض کا بھی
اندیشہ ہے کہ جن کا نفاذ ضروری ہے۔ مجھ سے ویسی باتیں نہ
کیا کرو جیسی جابر و سرکش فرماں رواؤں سے کی جاتی ہیں
اور نہ مجھ سے اس طرح بچاؤ کرو جس طرح طیش کھانے والے حاکموں سے بچ بچاؤ کیا جاتا ہے
اور مجھ سے اس طرح کا میل جول نہ رکھو جس سے چاپلوسی اور خوشامد کا
پہلو نکلتا ہو میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے
سامنے کوئی حق بات کہی جائے گی تو مجھے گراں گزرے
گی اور نہ یہ خیال کرو کہ میں درخواست کروں گا کہ مجھے
بڑھا چڑھا دو کیونکہ جو اپنے سامنے حق کے کہے جانے اور
عدل کے پیش کیے جانے کو بھی گراں سمجھتا ہو اسے
حق و انصاف پر عمل کرنا کہیں زیادہ دشوار ہوگا۔ تم اپنے کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَيْهِ كَانَ الْعَمَلُ بِهِمَا أَثْقَلَ عَلَيْهِ۔
فَلَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ أَوْ مَشُورَةٍ
بِعَدْلٍ، فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ
أَنْ أُخْطِئَ، وَلَا أَمَّنُ ذٰلِكَ مِنْ
فِعْلِي إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِي مَا
هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنِّي۔ فَإِنَّمَا أَنَا وَأَنْتُمْ
عَبِيدٌ مَمْلُوكُونَ لِرَبٍّ لَا رَبَّ غَيْرُهُ
يَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا نَمْلِكُ مِنْ أَنْفُسِنَا،
وَأَخْرَجَنَا مِمَّا كُنَّا فِيهِ إِلَى مَا
صَلَحْنَا عَلَيْهِ، فَأَبْدَلَنَا بَعْدَ الضَّلَالَةِ
بِالْهُدَى، وَأَعْطَانَا الْبَصِيرَةَ
بَعْدَ الْعَمَى۔

حق کی بات کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے نہ روکو
کیونکہ میں[1] تو اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ
خطا کروں اور نہ اپنے کسی کام کو لغزش سے محفوظ سمجھتا ہوں
مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے کہ جس پر
وہ مجھ سے زیادہ اختیار رکھتا ہے ہم اور تم اسی رب کے
بے اختیار بندے ہیں کہ جس کے علاوہ کوئی رب نہیں
وہ ہم پر اتنا اختیار رکھتا ہے کہ خود ہم اپنے نفسوں پر
اتنا اختیار نہیں رکھتے اسی نے ہمیں پہلی حالت سے
نکال کر جس میں ہم تھے بھلائی کی راہ پر لگایا
اور اسی نے ہماری گمراہی کو ہدایت
سے بدلا اور بے بصیرتی
کے بعد بصیرت عطا کی

---

[1] یہ امر کسی تصریح کا محتاج نہیں ہے کہ عصمت ملکی اور ہے اور عصمت بشری اور ہے۔ فرشتوں کے معصوم ہونے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ان میں کسی خطا و لغزش کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی مگر انسان کے معصوم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں بشری تقاضے اور نفسانی خواہشیں ہوتی ہیں مگر وہ انھیں روکنے کی ایک قوتِ خاص رکھتا ہے اور ان سے مغلوب ہو کر کسی خطا کا مرتکب نہیں ہوتا اور اسی قوت کا نام عصمت ہے کہ جو ذاتی خواہشات و جذبات کو ابھرنے نہیں دیتی حضرت کے ارشاد فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِئَ (میں اپنے کو اس سے بالاتر نہیں سمجھتا کہ خطا کروں) میں انہی بشری تقاضوں کی طرف اشارہ ہے اور إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللّٰهُ فِي نَفْسِي (مگر یہ کہ خدا میرے نفس کو اس سے بچائے رہے) میں عصمت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ اسی لب و لہجہ میں حضرت یوسف کی زبانی قرآن میں وارد ہوا ہے کہ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي (میں اپنے نفس کو گناہ سے پاک نہیں ٹھہراتا کیونکہ انسان کا نفس گناہ پر بہت ابھارنے والا ہے مگر میرا پروردگار رحم کرے) تو جس طرح یہاں پر إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

استثنا رہے اس کی وجہ سے آیت کے پہلے جزء سے آپ کی عصمت کے خلاف دلیل نہیں لائی جاسکتی اسی طرح امیر المومنین کے کلام میں اِلَّا اَنْ یَّکْفِیَ اللّٰہُ کا جو استثنا رہے اس کے ہوتے ہوئے کلام کے پہلے ٹکڑے سے آپ کے غیر معصوم ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ورنہ ایک نبی کی عصمت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ یونہی اس خطبہ کے آخری ٹکڑے سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ آپ بعثت رسول سے پہلے دور جاہلیت کے عقائد سے متاثر رہ چکے ہوں گے اور جس طرح دوسروں کا دامن کفر و شرک سے آلودہ رہ چکا تھا اسی طرح آپ بھی تاریکی و ضلالت میں رہے ہوں گے کیونکہ آپ پیدائش کے دن سے رہبر عالم کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے اور انہی کی تعلیم و تربیت کے اثرات آپ کے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے لہذا یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ابتدائے عمر سے پیغمبر کے نقش قدم پر چلنے والا زندگی کے کسی لمحہ میں ہدایت سے بیگانہ رہا ہوگا چنانچہ مسعودی نے تحریر کیا ہے کہ:۔

اِنَّہٗ لَمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا قَطُّ	آپ نے کبھی شرک ہی نہیں کیا کہ اس سے الگ ہو کہ آپ کے
اَلْاِسْلَامُ بَلْ کَانَ تَابِعًا لِلنَّبِیِّ فِیْ	اسلام لانے کا سوال ہی پیدا ہو بلکہ تمام افعال و اعمال میں رسول
جَمِیْعِ اَفْعَالِہٖ مُقْتَدِیًا بِہٖ بَلَغَ	کے تابع اور ان کے پیرو تھے اور اس حالت اتباع میں
وَھُوَ عَلٰی ذٰلِکَ۔	آپ نے سرحد بلوغ میں قدم رکھا۔

(مروج الذہب ج ۲ ص ۳)

اس مقام پر ان لوگوں سے جن کو اللہ نے تاریکی و گمراہی سے راہ راست پر لگایا وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کے مخاطب تھے چنانچہ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ:۔

لَیْسَ ھٰذَا اِشَارَۃً اِلٰی خَاصِّ نَفْسِہٖ	یہ خود امیر المومنین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ نہیں
عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ کَافِرًا فَاَسْلَمَ وَ	کیونکہ وہ کبھی کافر نہیں رہے کہ کفر کے بعد اسلام لاتے
لٰکِنَّہٗ کَلَامٌ یَقُوْلُہٗ وَیُشِیْرُ بِہٖ اِلَی الْقَوْمِ	بلکہ لوگوں کی مختلف جماعتیں جو آپ کی مخاطب تھیں ان
الَّذِیْنَ یُخَاطِبُھُمْ مِنْ اَفْنَادِ النَّاسِ۔	کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۳۶)

وَمِنْ کَلَامٍ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْكَ عَلٰی قُرَیْشٍ
وَمَنْ اَعَانَهُمْ فَاِنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوْا رَحِمِیْ، وَ
اَكْفَأُوْا اِنَائِیْ، وَاَجْمَعُوْا عَلٰی مُنَازَعَتِیْ
حَقًّا كُنْتُ اَوْلٰی بِهٖ مِنْ غَیْرِیْ، وَ
قَالُوْا: اَلَا اِنَّ فِی الْحَقِّ اَنْ تَاْخُذَهٗ
وَفِی الْحَقِّ اَنْ تُمْنَعَهٗ، فَاصْبِرْ مَغْمُوْمًا
اَوْ مُتْ مُتَاَسِّفًا، فَنَظَرْتُ فَاِذَا لَیْسَ
لِیْ رَافِدٌ وَلَا ذَابٌّ وَلَا مُسَاعِدٌ
اِلَّا اَهْلَ بَیْتِیْ، فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ
الْمَنِیَّةِ فَاَغْضَیْتُ عَلَی الْقَذٰی، وَ
جَرَعْتُ رِیْقِیْ عَلَی الشَّجٰی، وَصَبَرْتُ
مِنْ كَظْمِ الْغَیْظِ عَلٰی اَمَرَّ مِنَ الْعَلْقَمِ،
وَاَلَمَّ لِلْقَلْبِ مِنْ حَزِّ الشِّفَارِ. وَقَالَ
الرَّضِیُّ قَدْ مَضٰی هٰذَا الْكَلَامُ فِیْ اَثْنَاءِ
خُطْبَةٍ مُتَقَدِّمَةٍ اِلَّا اَنِّیْ كَرَّرْتُهٗ
هٰهُنَا لِاخْتِلَافِ الرِّوَایَتَیْنِ.

(وَمِنْهُ فِیْ ذِكْرِ السَّائِرِیْنَ اِلَی
الْبَصْرَةِ لِحَرْبِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ)

فَقَدَّمُوْا عَلٰی عُمَّالِیْ وَخُزَّانِ بَیْتِ
مَالِ الْمُسْلِمِیْنَ الَّذِیْ فِیْ یَدَیَّ، وَ
عَلٰی اَهْلِ مِصْرٍ كُلِّهِمْ فِیْ طَاعَتِیْ وَ
عَلٰی بَیْعَتِیْ، فَشَتَّتُوْا كَلِمَتَهُمْ، وَاَفْسَدُوْا
عَلَیَّ جَمَاعَتَهُمْ. وَوَثَبُوْا عَلٰی شِیْعَتِیْ

خدایا! میں قریش سے انتقام لینے پر تجھ سے مدد کا خواستگار ہوں کیونکہ انھوں نے میری قرابت و عزیز داری کے بندھن توڑ دیئے اور میرے ظرف (عزت و حرمت) کو اوندھا کر دیا اور اس حق میں کہ جس کا میں سب سے زیادہ اہل ہوں جھگڑا کرنے کے لیے ایکا کر لیا اور یہ کہنے لگے کہ یہ بھی حق ہے آپ اسے لے لیں اور یہ بھی حق ہے کہ آپ کو اس سے روک دیا جائے یا تو غم و حزن کی حالت میں صبر کیجیے یا رنج و اندوہ سے مر جائیے میں نے نگاہ دوڑائی تو مجھے اپنے اہل بیت کے سوا نہ کوئی معاون نظر آیا اور نہ کوئی سینہ سپر اور معین دکھائی دیا تو میں نے انھیں موت کے منہ میں دینے سے بخل کیا آنکھوں میں خس و خاشاک تھا مگر میں نے چشم پوشی کی حلق میں (رنج و غم کے) پھندے تھے مگر میں لعاب دہن نگلتا رہا اور غم و غصہ پی لینے کی وجہ سے ایسے حالات پر صبر کیا جو حنظل (اندرائن) سے زیادہ تلخ اور دل کے لیے چھریوں کے کچوکوں سے زیادہ المناک تھے۔ سید رضی فرماتے ہیں کہ حضرت کا یہ کلام ایک پہلے خطبہ کے ضمن میں گزر چکا ہے مگر میں نے پھر اس کا اعادہ کیا ہے چونکہ دونوں روایتوں کی لفظوں میں کچھ فرق ہے۔

اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ سے لڑنے کے لیے بصرہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے تھے۔ وہ میرے عاملوں اور مسلمانوں کے اس بیت المال کے خزینہ داروں پر کہ جس کا اختیار میرے ہاتھوں میں تھا اور شہر (بصرہ) کے سبھی والوں پر کہ جو سب کے سب میرے فرمانبردار اور میری بیعت پر برقرار تھے چڑھ دوڑے چنانچہ انھوں نے ان میں پھوٹ ڈلوا دی اور مجھ پر ان کی یک جہتی کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقَتَلُوْا طَائِفَةً مِنْهُمْ غَدْرًا، وَ طَائِفَةٌ عَضُّوْا عَلٰى اَسْيَافِهِمْ فَضَارَبُوْا بِهَا حَتّٰى لَقُوا اللّٰهَ صَادِقِيْنَ۔

درہم برہم کر دیا اور میرے پیروکاروں پر ٹوٹ پڑے اور ان میں سے ایک گروہ کو غداری سے قتل کر دیا (البتہ) ایک گروہ نے شمشیر بکف ہو کر دانتوں کو بھینچ لیا اور ان سے تلوار کے ساتھ ٹکرائے یہانتک کہ وہ سچائی کا جامہ پہنے ہوئے اللہ کے حضور میں پہنچ گئے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۶

لَمَّا مَرَّ بِطَلْحَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَتَّابِ بْنِ اُسَيْدٍ وَهُمَا قَتِيْلَانِ يَوْمَ الْجَمَلِ:۔

لَقَدْ اَصْبَحَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيْبًا۔ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ قُرَيْشٌ قَتْلٰى تَحْتَ بُطُوْنِ الْكَوَاكِبِ۔ اَدْرَكْتُ وَتَرِيْ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَاَفْلَتَنِيْ اَعْيَانُ بَنِيْ جُمَحَ، لَقَدْ اَتْلَعُوْا اَعْنَاقَهُمْ اِلٰى اَمْرٍ لَمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَهٗ فَوُقِصُوْا دُوْنَهٗ

جب آپ طلحہ اور عبدالرحمٰن ابن عتاب ابن اسید کی طرف سے گذرے کہ جب وہ میدان جمل میں مقتول پڑے تھے تو فرمایا:۔

ابو محمد (طلحہ) اس جگہ گھر بار سے دور پڑا ہے خدا کی قسم! میں پسند نہیں کرتا تھا کہ قریش ستاروں کے نیچے (کھلے میدانوں میں) مقتول پڑے ہوں۔ میں نے عبد مناف کی اولاد سے (ان کے کیے کا) بدلہ لے لیا ہے (لیکن) بنی جمح[1] کے اکابر میرے ہاتھوں سے بچ نکلے ہیں انھوں نے اس چیز کی طرف گردنیں اُٹھائی تھیں جس کے وہ اہل نہ تھے چنانچہ اس تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

---

[1] جنگ جمل میں بنی جمح کی ایک جماعت حضرت عائشہ کے ہمراہ تھی لیکن اس جماعت کے سرکردہ افراد میدان چھوڑ کر بھاگ گئے، ان بھاگنے والوں میں سے چند یہ ہیں:۔ عبداللہ الطویل ابن صفوان، یحییٰ ابن حکیم عامر ابن مسعود، ایوب ابن حبیب۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۷

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَدْ اَحْيَى عَقْلَهُ وَاَمَاتَ نَفْسَهُ، حَتّٰى دَقَّ جَلِيْلُهُ وَلَطُفَ غَلِيْظُهُ، وَبَرَقَ لَهُ لَامِعٌ كَثِيْرُ الْبَرْقِ فَاَبَانَ لَهُ الطَّرِيْقَ وَسَلَكَ بِهِ السَّبِيْلَ، وَتَدَافَعَتْهُ الْاَبْوَابُ اِلٰى بَابِ السَّلَامَةِ وَدَارِ الْاِقَامَةِ، وَثَبَتَتْ رِجْلَاهُ بِطُمَانِيْنَةِ بَدَنِهِ فِيْ قَرَارِ الْاَمْنِ وَالرَّاحَةِ بِمَا اسْتَعْمَلَ قَلْبَهُ وَاَرْضٰى رَبَّهُ۔

مومن نے اپنی عقل کو زندہ رکھا اور اپنے نفس کو مار ڈالا یہاں تک کہ اس کا ڈیل ڈول لاغر اور تن و توش ہلکا ہو گیا۔ اس کے لیے بھرپور درخشندگیوں والا نور ہدایت چمکا کہ جس نے اس کے سامنے راستہ نمایاں کر دیا اور اسے سیدھی راہ پر لے چلا اور مختلف دروازے اسے ڈھکیلتے ہوئے سلامتی کے دروازہ اور دائمی، قرارگاہ تک لے گئے اور اس کے پاؤں بدن کے ٹکاؤ کے ساتھ امن و راحت کے مقام پر جم گئے چونکہ اس نے اپنے دل کو عمل میں لگائے رکھا تھا اور اپنے پروردگار کو راضی و خوشنود کیا تھا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۸

قَالَهُ بَعْدَ تِلَاوَتِهِ "اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ"

يَا لَهُ مَرَامًا مَا اَبْعَدَهُ، وَزَوْرًا اَغْفَلَهُ، وَخَطَرًا مَا اَفْظَعَهُ۔ لَقَدِ اسْتَخْلَوْا مِنْهُمْ اَيَّ مُدَّكِرٍ، وَتَنَاوَشُوْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيْدٍ اَفَبِمَصَارِعِ اٰبَائِهِمْ يَفْخَرُوْنَ؟ اَمْ بِعَدِيْدِ الْهَلْكٰى يَتَكَاثَرُوْنَ؟ يَرْتَجِعُوْنَ مِنْهُمْ اَجْسَادًا خَوَتْ، وَحَرَكَاتٍ سَكَنَتْ۔ وَلَاَنْ يَكُوْنُوْا عِبَرًا اَحَقُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنُوْا مُفْتَخِرًا، وَلَاَنْ يَهْبِطُوْا بِهِمْ جَنَابَ

امیر المومنین نے آیۃ الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر (تمھیں قوم قبیلے کی کثرت پر اترانے نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے قبریں دیکھ ڈالیں) کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

دیکھو تو ان بوسیدہ ہڈیوں پر فخر کرنے والوں کا مقصد کتنا دور از عقل ہے، اور یہ قبروں پر آنے والے کتنے غافل بے خبر ہیں اور یہ مہم کتنی سخت و دشوار ہے انھوں نے مرنے والوں کو کیسی کیسی عبرت آموز چیزوں سے خالی سمجھ لیا اور دور و دراز جگہ سے انھیں (سرمایۂ افتخار بنانے کے لیے) لے لیا۔ کیا یہ اپنے باپ داداؤں کی لاشوں پر فخر کرتے ہیں یا ہلاک ہونیوالوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ محسوس کرتے ہیں، وہ ان جسموں کو پلٹانا چاہتے ہیں، جو بے روح ہو چکے ہیں اور ان جنبشوں کو لوٹانا چاہتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ذِلَّةٍ اَحْجَى مِنْ اَنْ يَقُوْمُوْا بِهِمْ مَقَامَ عِزَّةٍ. لَقَدْ نَظَرُوْا اِلَيْهِمْ بِاَبْصَارِ الْعِشْوَةِ. وَضَرَبُوْا مِنْهُمْ فِيْ غَمْرَةِ جَهَالَةٍ. وَلَوِ اسْتَنْطَقُوْا عَنْهُمْ عَرَصَاتِ تِلْكَ الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ وَالرُّبُوْعِ الْخَالِيَةِ لَقَالَتْ ذَهَبُوْا فِي الْاَرْضِ ضُلَّالًا، وَذَهَبْتُمْ فِيْ اَعْقَابِهِمْ جُهَّالًا. تَطَأُوْنَ فِيْ هَامِهِمْ، وَتَسْتَثْبِتُوْنَ فِيْ اَجْسَادِهِمْ، وَتَرْتَعُوْنَ فِيْمَا لَفَظُوْا، وَتَسْكُنُوْنَ فِيْمَا خَرَّبُوْا، وَاِنَّمَا الْاَيَّامُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ بَوَاكٍ وَنَوَائِحُ عَلَيْكُمْ.

اُولٰئِكُمْ سَلَفُ غَايَتِكُمْ، وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِكُمُ الَّذِيْنَ كَانَتْ لَهُمْ مَقَاوِمُ الْعِزِّ وَحَلَبَاتُ الْفَخْرِ مُلُوْكًا وَسُوْقًا، سَلَكُوْا فِيْ بُطُوْنِ الْبَرْزَخِ سَبِيْلًا سُلِّطَتِ الْاَرْضُ عَلَيْهِمْ فِيْهِ، فَاَكَلَتْ مِنْ لُحُوْمِهِمْ وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ. فَاَصْبَحُوْا فِيْ فَجَوَاتِ قُبُوْرِهِمْ جَمَادًا لَا يَنُمُّوْنَ، وَضِمَارًا لَا يُوْجَدُوْنَ لَا يُفْزِعُهُمْ وُرُوْدُ الْاَهْوَالِ، وَلَا يَحْزُنُهُمْ تَنَكُّرُ الْاَحْوَالِ، وَلَا يَحْفِلُوْنَ بِالرَّوَاجِفِ، وَلَا يَاْذَنُوْنَ لِلْقَوَاصِفِ.

ہیں۔ جو تھم چکی ہیں۔ وہ سبب افتخار بننے سے زیادہ سامان عبرت بننے کے قابل ہیں ان کی وجہ سے عجز و فروتنی کی جگہ پر اترنا عزت و سرفرازی کے مقام پر ٹھہرنے سے زیادہ مناسب ہے۔ انھوں نے چوندھیائی ہوئی آنکھوں سے انھیں دیکھا اور ان سے (عبرت لینے کے بجائے) جہالت کے گہراؤ میں اتر پڑے۔ اگر وہ ان کی سرگزشت کو ٹوٹے ہوئے مکانوں اور خالی گھروں کے صحنوں سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ وہ گمراہی کی حالت میں زمین کے اندر چلے گئے اور تم بھی بیخبری و جہالت کے عالم میں ان کے عقب میں بڑھے جا رہے ہو تم انکی کھوپڑیوں کو روندتے ہو اور ان کے جسموں کی جگہ پر عمارتیں کھڑی کرنا چاہتے ہو جس چیز کو انھوں نے چھوڑ دیا ہے اس میں چر رہے ہو اور جسے وہ خالی چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس میں آ بسے ہو اور یہ دن بھی تمھارے اور اُن کے درمیان ہیں تم پر رو رہے ہیں اور نوحہ پڑھ رہے ہیں۔ تمھاری منزل منتہا پر پہلے سے پہنچ جانے والے اور تمھارے سرچشموں پر قبل سے وارد ہونیوالے وہی لوگ ہیں جن کے لیے عزت کی منزلیں تھیں اور فخر و سربلندی کی فراوانی تھی کچھ تاجدار تھے کچھ دوسرے درجہ کے بلند منصب مگر اب تو وہ برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیما ہیں، کہ جہاں زمین ان پر مسلط کر دی گئی ہے جس نے ان کا، گوشت کھا لیا اور لہو چوس لیا ہے۔ چنانچہ وہ قبر کے شگافوں میں نشو و نما کھو کر جماد کی صورت میں پڑے ہیں اور یوں نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں (ڈھونڈھے سے) نہیں ملتے۔ نہ پُر ہول خطرات کا آنا انھیں خوفزدہ کرتا ہے نہ حالات کا انقلاب انھیں، اندوہناک بناتا ہے۔ نہ زلزلوں کی پرواہ کرتے ہیں نہ رعد کی کڑک پر کان دھرتے ہیں وہ ایسے غائب ہیں کہ جن کا انتظار نہیں کیا جاتا اور ایسے موجود ہیں کہ سامنے نہیں آتے۔ وہ مل جل کر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

غُيَّبًا لَا يُنْتَظَرُوْنَ، وَشُهُوْدًا لَا
يَحْضُرُوْنَ. وَاِنَّمَا كَانُوْا جَمِيْعًا
فَتَشَتَّتُوْا، وَاَلْاَفًا فَافْتَرَقُوْا، وَمَا
عَنْ طُوْلِ عَهْدٍ بِهِمْ وَلَا بُعْدِ مَحَلِّهِمْ
عَمِيَتْ اَخْبَارُهُمْ وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ،
وَلٰكِنَّهُمْ سُقُوْا كَاسًا بَدَّلَتْهُمْ
بِالنُّطْقِ خَرَسًا، وَبِالسَّمْعِ صَمَمًا، وَ
بِالْحَرَكَاتِ سُكُوْنًا. فَكَاَنَّهُمْ فِي
ارْتِجَالِ الصِّفَةِ صَرْعٰى سُبَاتٍ.
جِيْرَانٌ لَا يَتَاَنَّسُوْنَ، وَاَحِبَّاءُ لَا
يَتَزَاوَرُوْنَ. بَلِيَتْ بَيْنَهُمْ عُرَى
التَّعَارُفِ وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ اَسْبَابُ
الْاِخَاءِ. فَكُلُّهُمْ وَحِيْدٌ وَهُمْ جَمِيْعٌ.
وَبِجَانِبِ الْهَجْرِ وَهُمْ اَخِلَّاءُ. لَا
يَتَعَارَفُوْنَ لِلَيْلٍ صَبَاحًا وَلَا لِنَهَارٍ
مَسَآءً. اَيُّ الْجَدِيْدَيْنِ ظَعَنُوْا
فِيْهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَدًا. شَاهَدُوْا
مِنْ اَخْطَارِ دَارِهِمْ اَفْظَعَ مِمَّا خَافُوْا،
وَرَاَوْا مِنْ اٰيَاتِهَا اَعْظَمَ مِمَّا
قَدَّرُوْا. فَكِلْتَا الْغَايَتَيْنِ مُدَّتْ
لَهُمْ اِلٰى مُبَاءَةٍ فَاتَتْ مَبَالِغَ
الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ. فَلَوْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ
بِهَا لَعَيُوْا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوْا وَمَا

رہتے تھے جو اب بکھر گئے ہیں اور آپس میں میل محبت رکھتے تھے جو
اب جدا ہو گئے ہیں ان کے واقعات سے بے خبری اور ان کے
گھروں کی خاموشی استدادِ زمانہ اور دوری منزل کی وجہ سے
نہیں بلکہ انھیں (موت کا) ایسا ساغر پلا دیا گیا ہے کہ جس نے
ان کی گویائی چھین کر انھیں گونگا بنا دیا ہے۔ اور قوت شنوائی
سلب کر کے بہرا کر دیا ہے اور ان کی حرکت و جنبش کو سکون و
بے حسی سے بدل دیا ہے، گویا کہ وہ سرسری نظر میں یوں دکھائی
دیتے ہیں جیسے نیند میں لیٹے ہوئے ہوں۔ وہ ایسے ہمسائے ہیں
جو ایک دوسرے سے اُنس و محبت کا لگاؤ نہیں رکھتے اور ایسے
دوست ہیں جو آپس میں ملتے ملاتے نہیں۔ ان کے جان پہچان
کے رابطے بوسیدہ ہو چکے ہیں اور بھائی بندی کے سلسلے ٹوٹ گئے
ہیں وہ ایک ساتھ ہوتے ہوئے پھر اکیلے ہیں اور دوست ہوتے ہوئے
پھر علیحدہ اور جدا ہیں یہ لوگ شب ہو تو اس کی صبح سے بے خبر دن
ہو تو اس کی شام سے ناآشنا ہیں۔ جس رات یا جس دن میں انھوں
نے رختِ سفر باندھا ہے وہ ساعت ان پر ہمیشہ اور یکساں رہنے
والی ہے انھوں نے منزل آخرت کی ہولناکیوں کو اس سے بھی
کہیں زیادہ ہولناک پایا جتنا انھیں ڈر تھا اور وہاں کے آثار کو
اس سے عظیم تر دیکھا جتنا کہ وہ اندازہ لگاتے تھے (مومنوں اور
کافروں) کی منزل انتہا کو جائے بازگشت (دوزخ و جنت تک
پھیلا دیا گیا ہے وہ (کافروں کے لیے) ہر درجہ
خوف سے بلند تر اور (مومنوں کے لیے) ہر درجہ امید
سے بالاتر ہے، اگر وہ بول سکتے ہوتے جب بھی دیکھی ہوئی
چیزوں کے بیان سے ان کی زبانیں گنگ ہو جاتیں اگر ان کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَامِيَةٌ وَلَئِنْ عَمِيَتْ آثَارُهُمْ وَ
انْقَطَعَتْ أَخْبَارُهُمْ.

لَقَدْ رَجَعَتْ فِيهِمْ أَبْصَارُ الْعِبَرِ،
وَسَمِعَتْ عَنْهُمْ آذَانُ الْعُقُولِ،
وَتَكَلَّمُوا مِنْ غَيْرِ جِهَاتِ النُّطُقِ.
فَقَالُوا كَلَحَتِ الْوُجُوهُ النَّوَاضِرُ وَ
خَوَتِ الْأَجْسَادُ النَّوَاعِمُ. وَلَبِسْنَا
أَهْدَامَ الْبِلَى. وَتَكَأَّدَنَا ضِيقُ
الْمَضْجَعِ. وَتَوَارَثْنَا الْوَحْشَةَ. وَ
وَتَهَكَّمَتْ عَيْنَا الرُّبُوعُ الصُّمُوتُ
فَانْمَحَتْ مَحَاسِنُ أَجْسَادِنَا. وَ
تَنَكَّرَتْ مَعَارِفُ صُوَرِنَا، وَطَالَتْ
فِي مَسَاكِنِ الْوَحْشَةِ إِقَامَتُنَا. وَلَمْ
نَجِدْ مِنْ كَرْبٍ فَرَجًا، وَلَا مِنْ ضِيقٍ
مُتَّسَعًا، فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ بِعَقْلِكَ أَوْ
كُشِفَ عَنْهُمْ مَحْجُوبُ الْغِطَاءِ لَكَ
وَقَدِ ارْتَسَخَتْ أَسْمَاعُهُمْ بِالْهَوَامِّ
فَاسْتَكَّتْ، وَانْتَحَلَتْ أَبْصَارُهُمُ
بِالتُّرَابِ فَخَسَفَتْ، وَتَقَطَّعَتِ
الْأَلْسِنَةُ فِي أَفْوَاهِهِمْ بَعْدَ دَلَاقِهَا
وَهَمَدَتِ الْقُلُوبُ فِي صُدُورِهِمْ
بَعْدَ يَقْظَتِهَا. وَعَاثَ فِي كُلِّ جَارِحَةٍ
مِنْهُمْ جَدِيدُ بِلَى سَمَّجَهَا، وَسَهَّلَ

نشانات مٹ چکے ہیں اور اُن کی خبروں کا سلسلہ قطع ہو چکا ہے
لیکن چشم بصیرت انھیں دیکھتی اور گوش عقل و خرد ان کی سنتے
ہیں، وہ بولے مگر نطق و کلام کے طریقہ پر نہیں بلکہ انھوں نے زبان حال
سے کہا شگفتہ چہرے بگڑ گئے۔ نرم و نازک بدن مٹی میں مل گئے
اور ہم نے بوسیدہ کفن پہن رکھا ہے اور قبر کی تنگی نے ہمیں عاجز
کر دیا ہے خوف دہشت کا ایک دوسرے سے ورثہ پایا ہے
ہماری خاموش منزلیں ویران ہو گئیں ہمارے جسم کی
رعنائیاں مٹ گئیں، ہماری جانی پہچانی ہوئی صورتیں بدل گئیں۔
ان وحشت کدوں میں ہماری مدت رہائش دراز ہو گئی۔ نہ
بے چینی سے چھٹکارا نصیب ہے نہ تنگی سے فراخی حاصل ہے۔ اب
اس عالم میں کہ جب کیڑوں کی وجہ سے اُن کے کان سماعت کو کھو کر
بہرے ہو چکے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں خاک کا سرمہ لگا کر اندر کو
دھنس چکی ہیں اور ان کے منھ میں زبانیں طلاقت و روانی دکھانے
کے بعد پارہ پارہ ہو چکی ہیں اور سینوں میں دل چوکنا رہنے کے
بعد بے حرکت ہو چکے ہیں اور ان کے ایک ایک عضو کو نت نئی
بوسیدگیوں نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور اس حالت
میں کہ وہ (ہر مصیبت سہنے کے لیے) بلا مزاحمت آمادہ ہیں ان
کی طرف آفتوں کا راستہ ہموار کر دیا ہے، نہ کوئی ہاتھ ہے جو ان کا
بچاؤ کرے اور نہ (پسیجنے والے) دل ہیں جو بے چین
ہو جائیں، اگر تم اپنی عقلوں میں ان کا نقشہ جماؤ یا یہ کہ
تمھارے سامنے سے ان پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا جائے تو البتہ
تم ان کے دلوں کے اندوہ اور آنکھوں میں پڑے ہوئے خس و
خاشاک کو دیکھو گے ان پر شدت و سختی کی ایسی حالت ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

طُرُقَ الْآفَةِ إِلَيْهَا، مُسْتَسْلِمَاتٌ
فَلَا أَيْدٍ تَدْفَعُ، وَلَا قُلُوبٌ تَجْزَعُ
لَرَأَيْتَ أَشْجَانَ قُلُوبٍ، وَأَقْذَاءَ
عُيُونٍ۔ لَهُمْ فِي كُلِّ فَظَاعَةٍ صِفَةُ
حَالٍ لَا تَنْتَقِلُ، وَغَمْرَةٌ لَا تَنْجَلِي۔
وَكَمْ أَكَلَتِ الْأَرْضُ مِنْ عَزِيزِ
جَسَدٍ وَأَنِيقِ لَوْنٍ كَانَ فِي الدُّنْيَا
غَذِيَّ تَرَفٍ وَرَبِيبَ شَرَفٍ يَتَعَلَّلُ
بِالسُّرُورِ فِي سَاعَةِ حُزْنِهِ، وَيَفْزَعُ
إِلَى السَّلْوَةِ إِنْ مُصِيبَةٌ نَزَلَتْ بِهِ
ضَنًّا بِغَضَارَةِ عَيْشِهِ وَشَحَاحَةً
بِلَهْوِهِ وَلَعْبِهِ۔ فَبَيْنَا هُوَ يَضْحَكُ
إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْحَكُ الدُّنْيَا إِلَيْهِ
فِي ظِلِّ عَيْشٍ غَفُولٍ إِذْ وَطِئَ الدَّهْرُ
بِهِ حَسَكَهُ، وَنَقَضَتِ الْأَيَّامُ قُوَاهُ،
وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ الْحُتُوفُ مِنْ كُثَبٍ۔
فَخَالَطَهُ بَثٌّ لَا يَعْرِفُهُ، وَنَجِيُّ هَمٍّ
مَا كَانَ يَجِدُهُ۔ وَتَوَلَّدَتْ فِيهِ فَتَرَاتُ
عِلَلٍ أَنَسَ مَا كَانَ بِصِحَّتِهِ۔ فَفَزِعَ
إِلَى مَا كَانَ عَوَّدَهُ الْأَطِبَّاءُ مِنْ تَسْكِينِ
الْحَارِّ بِالْقَارِّ، وَتَحْرِيكِ الْبَارِدِ بِالْحَارِّ،
فَلَمْ يُطْفِئْ بِبَارِدٍ إِلَّا تَوَقَّدَ حَرَارَةً،
وَلَا حَرَّكَ بِحَارٍّ إِلَّا هَيَّجَ بُرُودَةً،

وہ بدلتی نہیں اور ایسی مصیبت وجان کاہی ہے کہ مٹنے کا نام
نہیں لیتی، اور تمھیں معلوم ہوگا کہ زمین کے کتنے باوقار جسموں اور
دل فریب رنگ روپ والوں کو کھا لیا جو رنج کی گھڑیوں میں بھی
مسرت انگیز چیزوں سے دل بہلاتے تھے، اگر کوئی مصیبت
ان پر آپڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں پر للچائے رہنے اور
کھیل تفریح پر فریفتہ ہونے کی وجہ سے خوش وقتیوں کے سہارے
ڈھونڈھتے تھے اسی دوران میں کہ وہ غافل و مدہوش کرنے والی
زندگی کی چھاؤں میں دنیا کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہے تھے
اور دنیا انھیں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہی تھی کہ اچانک زمانہ
نے انھیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور ان کے سارے زور توڑ
دیئے اور قریب ہی سے موت کی نظریں ان پر پڑنے لگیں اور
ایسا غم واندوہ ان پر طاری ہوا کہ جس سے وہ آشنا نہ تھے اور
ایسے اندرونی قلق میں مبتلا ہوئے کہ جس سے کبھی سابقہ نہ پڑا تھا
اور اس حالت میں کہ وہ صحت سے بہت زیادہ مانوس تھے ان میں
مرض کی کمزوریاں پیدا ہوگئیں تو اب انھوں نے انھی چیزوں
کی طرف رجوع کی جن کا طبیبوں نے انھیں عادی بنا رکھا کہ گرمی
کے زور کو سرد دواؤں سے فرو کیا جائے اور سردی کو گرم دواؤں
سے ہٹایا جائے مگر سرد دواؤں نے گرمی کو بجھانے کے بجائے اور
بھڑکا دیا اور گرم دواؤں نے ٹھنڈک کو ہٹانے کے بجائے اس کا
جوش اور بڑھا دیا اور نہ ان طبیعتوں میں مخلوط ہونے والی
چیزوں سے ان کے مزاج نقطہ واعتدال پر آئے بلکہ ان چیزوں نے
ہر عضو ماؤف کا آزار اور بڑھا دیا یہاں تک کہ چارہ گر سست
پڑ گئے تیماردار مایوس ہو کر غفلت برتنے لگے گھر والے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا اعْتَدَلَ بِمُمَازِجٍ لِتِلْكَ الطَّبَائِعِ
إِلَّا أَمَدَّ مِنْهَا كُلَّ ذَاتِ دَاءٍ حَتَّىٰ
قَتَرَ مُعَلِّلُهُ، وَذَهَلَ مُمَرِّضُهُ،
وَتَعَايَا أَهْلُهُ بِصِفَةِ دَائِهِ، وَخَرِسُوا
عَنْ جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ، وَتَنَازَعُوا
دُونَهُ شَجِيَّ خَبَرٍ يَكْتُمُونَهُ، فَقَائِلٌ
يَقُولُ هُوَ لِمَا بِهِ، وَمِمَّنْ لَهُمْ إِيَابٌ
عَافِيَتِهِ، وَمُصَبِّرٌ لَهُمْ عَلَى فَقْدِهِ.
يُذَكِّرُهُمْ أُسَى الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ.
فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ عَلَى اجْتِنَاحٍ مِنْ
فِرَاقِ الدُّنْيَا وَتَرْكِ الْأَحِبَّةِ، إِذْ
عَرَضَ لَهُ عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ
فَتَحَيَّرَتْ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ، وَيَبِسَتْ
رُطُوبَةُ لِسَانِهِ. فَكَمْ مِنْ مُهِمٍّ مِنْ
جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ، وَدُعَاءٍ
مُؤْلِمٍ بِقَلْبِهِ سَمِعَهُ فَتَصَامَّ عَنْهُ
مِنْ كَبِيرٍ كَانَ يُعَظِّمُهُ أَوْ صَغِيرٍ
كَانَ يَرْحَمُهُ. وَإِنَّ لِلْمَوْتِ
لَغَمَرَاتٍ هِيَ أَفْظَعُ مِنْ أَنْ
تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ أَوْ تَعْتَدِلَ
عَلَى قُلُوبِ أَهْلِ الدُّنْيَا۔

مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور اس سے چھپاتے ہوئے اس اندوہناک خبر کے بارے میں اختلاف رائے کرنے لگے ایک کہنے والا یہ کہتا تھا کہ اس کی حالت جو ہے سو ظاہر ہے اور ایک صحت و تندرستی کے پلٹ آنے کی اُمید دلاتا تھا اور ایک اس کی (ہونے والی) موت پر انھیں صبر کی تلقین کرتا تھا اس سے پہلے گزر جانے والوں کی مصیبتیں انھیں یاد دلاتا تھا۔ اسی اثار میں کہ وہ دنیا سے جانے اور دوستوں کو چھوڑنے کے لیے پر تول رہا تھا کہ ناگاہ گلوگیر پھندوں میں سے ایک ایسا پھندا اسے لگا کہ اس کے ہوش و حواس پاشان و پریشان ہو گئے اور زبان کی تری خشک ہو گئی اور کتنے ہی مہم سوالات تھے کہ جن کے جواب وہ جانتا تھا مگر بیان کرنے سے عاجز ہو گیا اور کتنی ہی دل سوز صدائیں اس کے کان سے ٹکرائیں کہ جن کے سننے سے بہرا ہو گیا وہ آواز یا کسی ایسے بزرگ کی ہوتی تھی جس کا یہ بڑا احترام کرتا تھا، یا کسی ایسے خورد سال کی ہوتی تھی جس پر یہ مہربان و شفیق تھا۔

موت کی سختیاں اتنی ہیں کہ مشکل ہے
کہ دائرہ بیان میں آ سکیں یا۔
اہل دنیا کی عقلوں کے
اندازہ پر پوری
اتر سکیں

لہ اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ بنی عبد مناف اور بنی سہم مال و دولت کی فراوانی اور افراد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قبیلہ کی کثرت پر آپس میں تفاخر کرنے لگے اور ہر ایک اپنی کثرت دکھانے کے لیے اپنے مُردوں کو بھی شمار کرنے لگا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تمھیں مال و اولاد کی کثرت نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم نے زندوں کے ساتھ مردوں کو شمار کرنا شروع کر دیا اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کہے گئے ہیں کہ مال و اولاد کی فراوانی نے تمھیں غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم مر کر قبروں تک پہنچ گئے۔ مگر امیر المؤمنین کے ارشاد سے پہلے معنی کی تائید ہوتی ہے۔

۵۲ مطلب یہ ہے کہ جو دن کے وقت مرتے ہیں ان کی نگاہوں میں ہمیشہ دن ہی رہتا ہے اور جو رات کے وقت مرتے ہیں ان کے لیے رات کا اندھیرا نہیں چھٹتا کیونکہ وہ ایسے مقام پر ہیں جہاں چاند، سورج کی گردش اور شب و روز کا چکر نہیں ہوتا۔ اس مضمون کو ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے۔

لَا بُدَّ مِنْ یَوْمٍ بِلَا لَیْلَۃٍ — اَوْ لَیْلَۃٍ تَاْتِیْ بِلَا یَوْمٍ

پھر اُجالی رات کا منظر نہ دیکھے گا یہ دن — صبح کا جلوہ نہ دیکھے گی کبھی شام فراق

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۱۹

قَالَهٗ عِنْدَ تِلَاوَتِهٖ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"

آیہ "رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ" وہ لوگ ایسے ہیں جنھیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں بناتی" کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ جَعَلَ الذِّكْرَ جَلَاءً لِّلْقُلُوْبِ تَسْمَعُ بِهٖ بَعْدَ الْوَقْرَةِ، وَتُبْصِرُ بِهٖ بَعْدَ الْعَشْوَةِ، وَتَنْقَادُ بِهٖ بَعْدَ الْمُعَانَدَةِ۔ وَمَا بَرَحَ لِلّٰهِ ـــــ عَزَّتْ اٰلَاؤُهٗ ـــ فِيْ الْبُرْهَةِ بَعْدَ الْبُرْهَةِ وَفِيْ

بیشک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ (اور امر و نواہی سے) بہرا ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرماں بردار ہو گئے کیے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں احقائق و

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَزْمَانِ الْفَتَرَاتِ عِبَادٌ نَاجَاهُمْ
فِي فِكْرِهِمْ، وَكَلَّمَهُمْ فِي ذَاتِ
عُقُولِهِمْ، فَاسْتَصْبَحُوا بِنُورِ
يَقْظَةٍ فِي الْأَسْمَاعِ وَالْأَبْصَارِ
وَالْأَفْئِدَةِ. يُذَكِّرُونَ بِأَيَّامِ
اللّٰهِ، وَيُخَوِّفُونَ مَقَامَهُ بِمَنْزِلَةِ
الْأَدِلَّةِ فِي الْفَلَوَاتِ. مَنْ أَخَذَ
الْقَصْدَ حَمِدُوا إِلَيْهِ طَرِيقَهُ
وَبَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ. وَمَنْ أَخَذَ
يَمِينًا وَشِمَالًا ذَمُّوا إِلَيْهِ الطَّرِيقَ
وَحَذَّرُوهُ مِنَ الْهَلَكَةِ، وَ
كَانُوا كَذٰلِكَ مَصَابِيحَ تِلْكَ
الظُّلُمَاتِ وَأَدِلَّةَ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ
وَإِنَّ لِلذِّكْرِ لَأَهْلًا أَخَذُوهُ مِنَ
الدُّنْيَا بَدَلًا فَلَمْ تَشْغَلْهُمْ
تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْهُ، يَقْطَعُونَ
بِهِ أَيَّامَ الْحَيَاةِ وَيَصْدِفُونَ
بِالزَّوَاجِرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فِي أَسْمَاعِ
الْغَافِلِينَ وَيَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ وَ
وَيَأْتَمِرُونَ بِهِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيَتَنَاهَوْنَ عَنْهُ. فَكَأَنَّمَا
قَطَعُوا الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ وَهُمْ
فِيهَا فَشَاهَدُوا مَا وَرَاءَ ذٰلِكَ،

معارف کا القاء کرتا ہے اور ان کی عقلوں سے (الہامی آوازوں
کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ انھوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور
دلوں سے بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ
روشن کیے وہ مخصوص یاد رکھنے (کے قابل) دنوں کی یاد دلاتے
ہیں اور اس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں وہ لق و دق
صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے
اس کے طور طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور ایسے
نجات کی خوش خبری سناتے ہیں اور جو (افراط و تفریط کی)
دائیں بائیں سمتوں پر ہو لیتا ہے اس کے رویہ کی مذمت
کرتے ہیں اور اسے تباہی و ہلاکت سے خوف دلاتے ہیں انھی
خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور ان شبہوں
کے لیے راہنما ہیں۔ کچھ اہل ذکر ہوتے ہیں جنھوں نے یاد الٰہی کو دنیا
کے بدلے میں لے لیا۔ انھیں نہ تجارت اس سے غافل رکھتی ہے
نہ خرید و فروخت، اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور
محرمات الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں
کے کانوں میں پکارتے ہیں عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی
اس پر عمل کرتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز
رہتے ہیں۔ گویا کہ انھوں نے دنیا میں ہوتے ہوئے آخرت تک منزل
کو طے کر لیا اور جو کچھ دنیا کے عقب میں ہے اسے اپنی آنکھوں سے
دیکھ لیا اور گویا کہ اہل برزخ کے ان چھپے ہوئے حالات پر جو ان کے
طویل عرصۂ قیام میں انہیں پیش آئے آگاہ ہو چکے ہیں۔ اور
گویا کہ قیامت نے ان کے لیے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا۔
اور انھوں نے اہل دنیا کے سامنے (ان چیزوں پر سے پردہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَكَأَنَّمَا اطَّلَعُوا عُيُوبَ أَهْلِ
الْبَرْزَخِ فِي طُولِ الْإِقَامَةِ فِيهِ،
وَحَقَّقَتِ الْقِيَامَةُ عَلَيْهِمْ عِدَاتِهَا
فَكَشَفُوا غِطَاءَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الدُّنْيَا
حَتَّى كَأَنَّهُمْ يَرَوْنَ مَا لَا تَرَى النَّاسُ
وَيَسْمَعُونَ مَا لَا يَسْمَعُونَ فَلَوْ مَثَّلَهُمْ
لِعَقْلِكَ فِي مَقَاوِمِهِمُ الْمَحْمُودَةِ،
وَمَجَالِسِهِمُ الْمَشْهُودَةِ وَقَدْ نَشَرُوا
دَوَاوِينَ أَعْمَالِهِمْ، وَفَرَغُوا لِلْمُحَاسَبَةِ
أَنْفُسَهُمْ عَنْ كُلِّ صَغِيرَةٍ وَكَبِيرَةٍ
أَمَرُّوا بِهَا فَقَصَّرُوا عَنْهَا، أَوْ نَهَوْا
عَنْهَا فَفَرَّطُوا فِيهَا، وَحَمَلُوا ثِقَلَ
أَوْزَارِهِمْ ظُهُورَهُمْ فَضَعُفُوا عَنِ
الِاسْتِقْلَالِ بِهَا فَنَشَجُوا نَشِيجًا
وَنَجَا وَبُوا نَحِيبًا. يَعِجُّونَ إِلَى
رَبِّهِمْ مِنْ مَقَاوِمِ نَدَمٍ وَاعْتِرَافٍ
لَرَأَيْتَ أَعْلَامَ هُدًى وَمَصَابِيحَ
دُجًى. قَدْ حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ،
وَتَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَ
فُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ
أُعِدَّتْ لَهُمْ مَقَاعِدُ الْكَرَامَاتِ
فِي مَقَامٍ اطَّلَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
فِيهِ فَرَضِيَ سَعْيَهُمْ وَحَمِدَ مَقَامَهُمْ

اُلٹ دیا یہاں تک کہ گویا وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور وہ سب کچھ سُن رہے ہیں جسے دوسرے نہیں سُن سکتے۔ اگر تم ان کی پاکیزہ جگہوں اور پسندیدہ محفلوں میں ان کی تصویر اپنے ذہن میں کھینچو جب کہ وہ اپنے اعمال ناموں کو کھولے ہوں اور اپنے نفسوں سے ہر چھوٹے بڑے کام کا محاسبہ کرنے پر آمادہ ہوں ایسے کام کہ جن پر وہ مامور تھے اور انھوں نے کوتاہی کی یا ایسے جن سے انھیں روکا گیا تھا، اور ان سے تقصیر ہوئی اور ہمیشہ اپنی پشتوں کو اپنے گناہوں سے گراں بار محسوس کرتے رہے ہوں کہ جن کے اُٹھانے سے وہ اپنے کو عاجز و درماندہ پاتے ہوں اس لیے روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئی ہوں اور بلک بلک کر روتے ہوئے ایک دوسرے کو جواب دے رہے ہوں۔ اور ندامت و اعترافِ گناہ کی منزل پر کھڑے ہوئے اللہ سے چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہوں۔ تو اس صورت میں تمھیں ہدایت کے نشان اور اندھیروں کے چراغ نظر آئیں گے کہ جن کے گرد فرشتے حلقہ کیے ہوں گے۔ تسلّی و تسکین کا ان پر درود ہو آسمان کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہوں عزّت کی مسندیں ان کے لیے مہیّا ہوں ایسی جگہ پر کہ جہاں اللہ کی نظرِ توجہ ان پر ہو وہ ان کی کوششوں سے خوش ہو اور ان کی منزلت پر آفریں کرتا ہو وہ اسے پکارنے کی وجہ سے عفو و بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں وہ اس کے فضل و کرم کی امید میں گروی ہوں اور اس کی عظمت و رفعت کے سامنے ذلّت و پستی میں جکڑے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَتَنَسَّمُونَ بِدُعَائِهِ رَوْحَ التَّجَاوُزِ۔ رَهَائِنُ فَاقَةٍ إِلَى فَضْلِهِ، وَأُسَارَى ذِلَّةٍ لِعَظَمَتِهِ حَزَّ طُولُ الْأَسَى قُلُوبَهُمْ۔ وَطُولُ الْبُكَاءِ عُيُونَهُمْ۔ لِكُلِّ بَابِ رَغْبَةٍ إِلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ يَدٌ قَارِعَةٌ، يَسْأَلُونَ مَنْ لَا تَضِيقُ لَدَيْهِ الْمَنَادِحُ وَلَا يَخِيبُ عَلَيْهِ الرَّاغِبُونَ۔ فَحَاسِبْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ فَإِنَّ غَيْرَهَا مِنَ الْأَنْفُسِ لَهَا حَسِيبٌ غَيْرُكَ۔

ہوں۔ غم واندوہ کی طویل مدت نے ان کے دلوں کو زخمی اور گریہ وبکا کی کثرت نے اُن کی آنکھوں کو مجروح کر دیا ہو، ہر اس دروازہ پر ان کا ہاتھ دستک دینے والا ہے جو اس کی طرف متوجہ و راغب کرے وہ اس سے مانگتے ہیں کہ جس کے جود و کرم کی پہنائیاں تنگ نہیں ہوتیں اور نہ خواہش لے کر بڑھنے والے ناامید

پھرتے ہیں تم اپنی بہبودی کے لیے
اپنے ہی نفس کا محاسبہ کرو کیونکہ
دوسروں کا محاسبہ کرنے والا
تمہارے علاوہ دوسرا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۰

قَالَهُ عِنْدَ تِلَاوَتِهِ:۔
"يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ"

"اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے پروردگار کریم کے بارے میں دھوکہ دیا" کی تلاوت کے وقت ارشاد فرمایا۔

أَدْحَضُ مُسْتَدْلٍّ حُجَّةً، وَأَقْطَعُ مُغْتَرٍّ مَعْذِرَةً۔ لَقَدْ أَبْرَحَ جَهَالَةً بِنَفْسِهِ۔

یہ شخص جس سے یہ سوال ہو رہا ہے، جواب میں کتنا عاجز اور یہ فریب خوردہ عذر پیش کرنے میں کتنا قاصر ہے وہ اپنے نفس کو سختی سے جہالت میں ڈالے ہوئے ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا جَرَّأَكَ عَلَى ذَنْبِكَ، وَمَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ، وَمَا آنَسَكَ بِهَلَكَةِ نَفْسِكَ، أَمَا مِنْ دَائِكَ بُلُولٌ، أَمْ لَيْسَ مِنْ نَوْمَتِكَ

اے انسان تجھے کس چیز نے گناہ پر دلیر کر دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکا دیا ہے اور کس چیز نے تجھے اپنی تباہی پر مطمئن بنا دیا ہے کیا تیرے مرض کے لیے شفا اور تیرے خواب غفلت کے لیے بیداری

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَقْظَةً ۔ اَمَا تَرْحَمُ مِنْ نَفْسِكَ
مَا تَرْحَمُ مِنْ غَيْرِكَ فَلَرُبَّمَا
تَرَى الضَّاحِيَ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ
فَتُظِلُّهُ ، اَوْ تَرَى الْمُبْتَلٰى بِاَلَمٍ
يُمِضُّ جَسَدَهٗ فَتَبْكِي رَحْمَةً لَهٗ ،
فَمَا صَبَّرَكَ عَلٰى دَائِكَ ، وَجَلَّدَكَ
عَلٰى مُصَابِكَ ، وَعَزَّاكَ عَنِ الْبُكَاءِ
عَلٰى نَفْسِكَ ۔ وَهِيَ اَعَزُّ الْاَنْفُسِ
عَلَيْكَ ۔ وَكَيْفَ لَا يُوْقِظُكَ خَوْفُ
بَيَاتِ نِقْمَةٍ وَقَدْ تَوَرَّطْتَ بِمَعَاصِيْهِ
مَدَارِجَ سَطَوَاتِهٖ ۔ فَتَدَاوَ مِنْ
دَاءِ الْفَتْرَةِ فِيْ قَلْبِكَ بِعَزِيْمَةٍ ،
وَمِنْ كَرٰى الْغَفْلَةِ فِيْ نَاظِرِكَ
بِيَقْظَةٍ ۔ وَكُنْ لِلّٰهِ مُطِيْعًا ، وَبِذِكْرِهٖ
اٰنِسًا ۔ وَتَمَثَّلْ فِيْ حَالِ تَوَلِّيْكَ عَنْهُ
اِقْبَالَهٗ عَلَيْكَ ۔ يَدْعُوْكَ اِلٰى عَفْوِهٖ
وَيَتَغَمَّدُكَ بِفَضْلِهٖ وَاَنْتَ مُتَوَلٍّ
عَنْهُ اِلٰى غَيْرِهٖ ۔ فَتَعَالٰى مِنْ قَوِيٍّ
مَا اَكْرَمَهٗ ، وَكَوَاضَعْتَ مِنْ ضَعِيْفٍ
مَا اَجْرَاكَ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ وَاَنْتَ فِيْ
كَنَفِ سِتْرِهٖ مُقِيْمٌ ، وَفِيْ سَعَةِ
فَضْلِهٖ مُتَقَلِّبٌ ۔ فَلَمْ يَمْنَعْكَ
فَضْلَهٗ وَلَمْ يَهْتِكْ عَنْكَ سِتْرَهٗ ،

نہیں ہے، کیا تجھے اپنے پر اتنا بھی رحم نہیں آتا جتنا دوسروں پر
ترس کھاتا ہے بسا اوقات تو جلتی دھوپ میں کسی کو دیکھتا
ہے تو اس پر سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد و کرب میں مبتلا
پاتا ہے تو اُس پر شفقت کی بنا پر تیرے آنسو نکل پڑتے ہیں
مگر خود اپنے روگ پر کس نے تجھے صبر دلا دیا ہے اور کس نے
تجھے اپنی مصیبتوں پر توانا کر دیا ہے اور خود اپنے اوپر رونے
سے تسلی دے دی ہے حالانکہ سب جانوں سے تجھے اپنی جان
عزیز ہے اور کیونکر عذاب الٰہی کے رات ہی کو ڈیرا ڈال
دینے کا خطرہ تجھے بیدار نہیں رکھتا حالانکہ تو اپنے گناہوں
کی بدولت اس کے قہر و تسلط کی راہ میں پڑا ہوا ہے دل کی
کوتاہیوں کے روگ کا چارہ عزم راسخ سے آنکھوں کے
خواب غفلت کا مداوا بیداری سے کر واللہ کے مطیع و
فرمانبردار بنو اور اس یاد سے جی لگاؤ ذرا اس حالت کا تصور کرو
وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے اور تم اس سے منہ پھیرے ہوئے ہو
اور وہ تمہیں اپنے دامن عفو میں لینے کے لیے بلا رہا ہے اور
اپنے لطف و احسان سے ڈھانپنا چاہتا ہے اور تم ہو کہ اس
سے روگرداں ہو کر دوسری طرف رُخ کیے ہوئے ہو۔ بلند و برتر
ہے وہ خدائے قوی و توانا کہ جو کتنا بڑا کریم ہے، اور تو اتنا عاجز
و ناتواں اور اتنا پست ہو کر گناہوں پر کتنا جری اور
دلیر ہے حالانکہ اسی کے دامن پناہ میں اقامت گزیں ہے اور اسی
کے لطف و احسان کی پہنائیوں میں اُٹھتا بیٹھتا ہے اس نے
اپنے لطف و کرم کو تجھ سے روکا نہیں اور نہ تیرا پردہ چاک کیا
ہے بلکہ اس کی کسی نعمت میں جو اس نے تیرے لیے خلق کی یا کسی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَلْ لَمْ تَخْلُ مِنْ لُطْفِهِ مَطْرَفَ عَيْنٍ،
فِي نِعْمَةٍ يُحْدِثُهَا لَكَ، أَوْ سَيِّئَةٍ
يَسْتُرُهَا عَلَيْكَ، أَوْ بَلِيَّةٍ يَصْرِفُهَا
عَنْكَ. فَمَا ظَنُّكَ بِهِ لَوْ أَطَعْتَهُ؟
وَأَيْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ كَانَتْ
فِي مُتَّفِقَيْنِ فِي الْقُوَّةِ، مُتَوَازِنَيْنِ
فِي الْقُدْرَةِ لَكُنْتَ أَوَّلَ حَاكِمٍ عَلَى
نَفْسِكَ بِذَمِيمِ الْأَخْلَاقِ وَمَسَاوِئِ
الْأَعْمَالِ. وَحَقًّا أَقُولُ مَا الدُّنْيَا
غَرَّتْكَ وَلٰكِنْ بِهَا اغْتَرَرْتَ. وَلَقَدْ
كَاشَفَتْكَ الْعِظَاتُ وَآذَنَتْكَ عَلَى
سَوَاءٍ وَلَهِيَ بِمَا تُعِدُّ مِنْ نُزُولِ
الْبَلَاءِ بِجِسْمِكَ وَالنَّقْصِ فِي قُوَّتِكَ
أَصْدَقُ وَأَوْفَى مِنْ أَنْ تَكْذِبَكَ
أَوْ تَغُرَّكَ. وَلَرُبَّ نَاصِحٍ لَهَا عِنْدَكَ
مُتَّهَمٌ، وَصَادِقٍ مِنْ خَبَرِهَا مُكَذَّبٌ.
وَلَئِنْ تَعَرَّفْتَهَا فِي الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ
وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ لَتَجِدَنَّهَا مِنْ
حُسْنِ تَذْكِيرِكَ وَبَلَاغِ مَوْعِظَتِكَ
بِمَحَلَّةِ الشَّفِيقِ عَلَيْكَ وَالشَّحِيحِ
بِكَ. وَلَنِعْمَ دَارُ مَنْ لَمْ يَرْضَ
بِهَا دَارًا، وَمَحَلُّ مَنْ لَمْ يُوَطِّنْهَا
مَحَلًّا. وَإِنَّ السَّعْدَاءَ بِالدُّنْيَا غَدًا

گناہ میں کہ جس پر اس نے پردہ ڈالا یا کسی مصیبت و ابتلا میں
کہ جس کا رُخ تجھ سے موڑا تو اس کے لطف و کرم سے لحظہ بھر کے
لیے محروم نہیں ہوا یہ اس صورت میں ہے کہ جب تو اُس کی
معصیت کرتا ہے تو پھر تیرا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟
اگر تو اس کی اطاعت کرتا ہوتا۔ خدا کی قسم! اگر یہی رویہ دو
ایسے شخصوں میں ہوتا جو قوت و قدرت میں برابر کے ہم پلہ ہوتے
(اور ان میں سے ایک تو ہوتا جو بے رخی کرتا اور دوسرا تجھ پر
احسان کرتا تو تو ہی سب سے پہلے اپنے نفس پر کج خلقی و بدکرداری
کا حکم لگاتا سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھ کو فریب نہیں دیا بلکہ تو
خود جان بوجھ کر) اس کے فریب میں آیا ہے اس نے تو تیرے
سامنے نصیحتوں کو کھول کر رکھ دیا اور تجھے (ہر چیز سے) یکساں
طور پر آگاہ کر دیا۔ اس نے جن بلاؤں کے تیرے جسم پر نازل ہونے
اور جس کمزوری کے تیرے اوپر طاری ہونے کا وعدہ کیا ہے اور
جس میں راست گو اور ایفائے عہد کرنے والی ہے بجائے اس
کے کہ تجھ سے جھوٹ کہا ہو یا فریب دیا ہو کتنے ہی اس دنیا
کے بارے میں سچے نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک
ناقابل اعتبار ہیں اور کتنے ہی اس کے حالات کو صحیح صحیح بیان
کرنے والے ہیں جو جھٹلائے جاتے ہیں۔ اگر تو ٹوٹے ہوئے گھروں
اور سنسان مکانوں سے دنیا کی معرفت حاصل کرے تو تو انھیں
اچھی یاد دہانی اور، موثر پند دہی کے لحاظ سے بمنزلہ ایک مہربان
کے پائے گا کہ جو تیرے ہلاکتوں میں پڑنے سے بخل سے کام لیتے ہیں
یہ دنیا اس کے لیے اچھا گھر ہے جو اسے گھر سمجھنے پر خوش نہ ہو اور اسی کے
لیے اچھی جگہ ہے جو اسے اپنا وطن بنا کر نہ رہے۔ اس دنیا کی وجہ سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

هُمُ الْمَارِبُوْنَ مِنْهَا الْيَوْمَ۔

إِذَا رَجَفَتِ الرَّاجِفَةُ۔ وَحَقَّتْ بِجَلَائِلِهَا الْقِيَامَةُ۔ وَلَحِقَ بِكُلِّ مَنْسَكٍ أَهْلُهُ، وَبِكُلِّ مَعْبُوْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَبِكُلِّ مُطَاعٍ أَهْلُ طَاعَتِهِ فَلَمْ يَخْزَ فِي عَدْلِهِ وَقِسْطِهِ يَوْمَئِذٍ خَرْقُ بَصَرٍ فِي الْهَوَاءِ وَلَا هَمْسُ قَدَمٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِحَقِّهِ۔ فَكَمْ حُجَّةٍ يَوْمَ ذَاكَ دَاحِضَةٍ وَعَلَائِقِ عُذْرٍ مُنْقَطِعَةٍ۔ فَتَحَرَّ مِنْ أَمْرِكَ مَا يَقُوْمُ بِهِ عُذْرُكَ، وَتَثْبُتُ بِهِ حُجَّتُكَ۔ وَخُذْ مَا يَبْقَى لَكَ مِمَّا لَا تَبْقَى لَهُ۔ وَتَيَسَّرْ لِسَفَرِكَ۔ وَشِمْ بَرْقَ النَّجَاةِ۔ وَارْحَلْ مَطَايَا التَّشْمِيْرِ۔

سعادت کی منزل پر کل وہی لوگ پہنچیں گے جو آج اس سے گریزاں ہیں۔

جب یہ زلزلہ میں اور قیامت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آجائے گی اور ہر عبادت گاہ سے اس کے پجاری، ہر معبود سے اس کے پرستار اور ہر پیشوا سے اس کے مقتدی ملحق ہو جائیں گے تو اس وقت فضا میں شگاف کرنے والی نظر اور زمین میں قدموں کی ہلکی چاپ کا بدلہ بھی اس کی عدالت گستری و انصاف پروری کے پیش نظر حق و انصاف سے پورا پورا دیا جائے گا اس دن کتنی ہی دلیلیں غلط و بے معنی ہو جائیں گی اور عذر و معذرت کے بندھن ٹوٹ جائیں گے تو اب اس چیز کو اختیار کرو جس سے تمہارا عذر قبول اور تمہاری حجت ثابت ہو سکے، جس دنیا سے تم کو ہمیشہ بہرہ یاب نہیں ہونا اس سے وہ چیزیں لے لو جو تمہارے لیے ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں اپنے سفر کے لیے تیار رہو (دنیا کی ظلمتوں میں) نجات کی چمک پر نظر کرو اور جد و جہد کی سواریوں پر پالان کس لو۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۱

وَاللّٰهِ لَأَنْ أَبِيْتَ عَلَى حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّدًا، وَأُجَرَّ فِي الْأَغْلَالِ مُصَفَّدًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَالِمًا لِبَعْضِ

خدا کی قسم! مجھے سعدان[1] کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گذارنا اور طوق و زنجیر میں مقید ہو کر گھسیٹا جانا اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے اس حالت میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندے پر ظلم کیا ہو یا مال دنیا میں سے کوئی

---

[1] ایک خاردار جھاڑی ہے جسے اونٹ چرتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْعِبَادِ، وَغَاصِبًا لِشَيْءٍ مِنَ الْحُطَامِ،
وَكَيْفَ أَظْلِمُ أَحَدًا لِنَفْسٍ يُسْرَعُ
إِلَى الْبِلَى قُفُولُهَا، وَيَطُولُ فِي الثَّرَى
حُلُولُهَا۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ عَقِيلًا وَقَدْ
أَمْلَقَ حَتَّى اسْتَمَاحَنِي مِنْ بُرِّكُمْ
صَاعًا، وَرَأَيْتُ صِبْيَانَهُ شُعْثَ
الشُّعُورِ غُبْرَ الْأَلْوَانِ مِنْ فَقْرِهِمْ
كَأَنَّمَا سُوِّدَتْ وُجُوهُهُمْ بِالْعِظْلِمِ،
وَعَاوَدَنِي مُؤَكِّدًا وَكَرَّرَ عَلَيَّ الْقَوْلَ
مُرَدِّدًا فَأَصْغَيْتُ إِلَيْهِ سَمْعِي فَظَنَّ
أَنِّي أَبِيعُهُ دِينِي وَأَتَّبِعُ قِيَادَهُ
مُفَارِقًا طَرِيقَتِي، فَأَحْمَيْتُ لَهُ حَدِيدَةً
ثُمَّ أَدْنَيْتُهَا مِنْ جِسْمِهِ لِيَعْتَبِرَ بِهَا
فَضَجَّ ضَجِيجَ ذِي دَنَفٍ مِنْ أَلَمِهَا،
وَكَادَ أَنْ يَحْتَرِقَ مِنْ مِيسَمِهَا. فَقُلْتُ
لَهُ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ يَا عَقِيلُ، أَتَئِنُّ
مِنْ حَدِيدَةٍ أَحْمَاهَا إِنْسَانُهَا
لِلَعِبِهِ، وَتَجُرُّنِي إِلَى نَارٍ سَجَرَهَا
جَبَّارُهَا لِغَضَبِهِ۔ أَتَئِنُّ مِنَ الْأَذَى
وَلَا أَئِنُّ مِنْ لَظًى۔ وَأَعْجَبُ مِنْ
ذٰلِكَ طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ
فِي وِعَائِهَا، وَمَعْجُونَةٍ شَنِئْتُهَا

چیز غصب کی ہو، میں اس نفس کی خاطر کیونکر کسی پر ظلم کر سکتا
ہوں جو جلد ہی فنا کی طرف پلٹنے والا اور مدتوں تک
مٹی کے نیچے پڑا رہنے والا ہے۔

بخدا میں نے (اپنے بھائی) عقیل کو سخت فقر و فاقہ
کی حالت میں دیکھا یہاں تک کہ تمہارے (حصّہ کے)
گیہوں میں ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے اور میں نے اُن
کے بچّوں کو بھی دیکھا جن کے بال بکھرے ہوئے اور فقر و بے نوائی
سے رنگ تیرگی مائل ہو چکے تھے گویا اُن کے چہرے نیل چھڑک
کر سیاہ کر دیئے گئے ہیں وہ اصرار کرتے ہوئے میرے پاس
آئے اور اس بات کو بار بار دھرایا میں نے ان کی باتوں کو کان
دے کر سُنا تو انھوں نے یہ خیال کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ
ڈالوں گا اور اپنی روش چھوڑ کر ان کی کھینچ تان پر ان کے پیچھے ہو جاؤں
گا، مگر میں نے کیا یہ کہ ایک لوہے کے ٹکڑے کو تپایا اور پھر اُن
کے جسم کے قریب لے گیا تاکہ عبرت حاصل کریں چنانچہ اُس طرح
چیخے جس طرح کوئی بیمار درد و کرب سے چیختا ہے اور قریب تھا
کہ ان کا بدن اس داغ دینے سے جل جائے پھر میں نے ان سے
کہا کہ اے عقیل رونے والیاں تم پر روئیں کیا تم اس لوہے کے
ٹکڑے سے چیخ اُٹھے ہو جسے ایک انسان نے ہنسی مذاق میں بغیر
جلانے کی نیت کے) تپایا ہے اور تم مجھے اُس آگ کی طرف کھینچ رہے
ہو کہ جسے خدائے قہار نے اپنے غضب سے بھڑکایا ہے تم تو اذیت
سے چیخو اور میں جہنم کے شعلوں سے نہ چلاؤں۔ اس سے عجیب تر واقعہ
ہے کہ ایک شخص رات کے وقت (شہد میں آگندھا ہوا حلوہ ایک
سربند برتن میں لیے ہوئے ہمارے گھر پر آیا جس سے مجھے ایسی

ما ۱۲ شنبہ ابن قیس نخعی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَأَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ أَوْ قَيْئِهَا،
فَقُلْتُ أَصِلَةٌ أَمْ زَكَاةٌ أَمْ صَدَقَةٌ
فَذَاكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ،
فَقَالَ لَا ذَا وَلَا ذَاكَ وَلَكِنَّهَا هَدِيَّةٌ
فَقُلْتُ هَبِلَتْكَ الْهَبُولُ، أَعَنْ
دِينِ اللهِ أَتَيْتَنِي لِتَخْدَعَنِي، أَمُخْتَبِطٌ
أَنْتَ أَمْ ذُو جِنَّةٍ أَمْ تَهْجُرُ۔ وَاللهِ
لَوْ أُعْطِيتُ الْأَقَالِيمَ السَّبْعَةَ بِمَا
تَحْتَ أَفْلَاكِهَا عَلَى أَنْ أَعْصِيَ اللهَ
فِي نَمْلَةٍ أَسْلُبُهَا جِلْبَ شَعِيرَةٍ
مَا فَعَلْتُهُ وَإِنَّ دُنْيَاكُمْ عِنْدِي
لَأَهْوَنُ مِنْ وَرَقَةٍ فِي فَمِ جَرَادَةٍ
تَقْضَمُهَا مَا لِعَلِيٍّ وَلِنَعِيمٍ يَفْنَى وَلَذَّةٍ
لَا تَبْقَى۔ نَعُوذُ بِاللهِ مِنْ سُبَاتِ
الْعَقْلِ وَقُبْحِ الزَّلَلِ وَبِهِ نَسْتَعِينُ۔

نفرت تھی کہ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سانپ کے تھوک یا اس کی قے میں گندھا گیا ہے میں نے اس سے کہا کہ کیا یہ کسی بات کا انعام ہے یا زکوٰۃ ہے یا صدقہ ہے کہ جو ہم اہل بیت پر حرام ہے تو اس نے کہا کہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے۔ بلکہ یہ تحفہ ہے تو میں نے کہا کہ پسر مردہ عورتیں تجھ پر روئیں کیا تو دین کی راہ سے مجھے فریب دینے کے لیے آیا ہے کیا تو بہک گیا ہے، یا پاگل ہو گیا ہے یا یونہی ہذیان بک رہا ہے خدا کی قسم! اگر ہفت اقلیم ان چیزوں سمیت جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دے دیئے جائیں کہ صرف اللہ کی اتنی معصیت کروں کہ میں چیونٹی سے جو کا ایک چھلکا چھین لوں تو کبھی بھی ایسا نہ کروں گا۔ یہ دنیا تو میرے نزدیک اس پتی سے بھی زیادہ بے قدر ہے جو ٹڈی کے منھ میں ہو کہ جسے وہ چبا رہی ہو۔ علی کو فنا ہونے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ۔ ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ لیتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔

وَمِنْ دُعَاءٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۲

اَللّٰهُمَّ صُنْ وَجْهِي بِالْيَسَارِ،
وَلَا تَبْذُلْ جَاهِي بِالْإِقْتَارِ فَأَسْتَرْزِقَ
طَالِبِي رِزْقِكَ، وَأَسْتَعْطِفَ أَشْرَارَ
خَلْقِكَ، وَأُبْتَلَى بِحَمْدِ مَنْ أَعْطَانِي
وَالْفِتْنَةِ بِذَمِّ مَنْ مَنَعَنِي، وَأَنْتَ

خدایا میری آبرو کو غنا و تونگری کے ساتھ محفوظ رکھ اور فقر و تنگ دستی سے میری منزلت کو نظروں سے نہ گرا کہ تجھ سے رزق مانگنے والوں سے رزق مانگنے لگوں اور تیرے بندوں کی نگاہ لطف و کرم کو اپنی طرف موڑنے کی تمنا کروں اور جو مجھے دے اس کی مدح ثنا کرنے لگوں اور جو نہ دے اس کی برائی کرنے میں مبتلا ہو جاؤں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ وَرَاءِ ذَالِكَ كُلِّهِ وَلِيُّ الْاِعْطَاءِ وَالْمَنْعِ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

اور ان سب چیزوں کے پس پردہ تو ہی عطا کرنے اور روک لینے کا اختیار رکھتا ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۳

دَارٌ بِالْبَلَاءِ مَحْفُوْفَةٌ، وَبِالْغَدْرِ مَعْرُوْفَةٌ۔ لَا تَدُوْمُ اَحْوَالُهَا، وَلَا تَسْلَمُ نُزَّالُهَا اَحْوَالٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَتَارَاتٌ مُتَصَرِّفَةٌ۔ اَلْعَيْشُ فِيْهَا مَذْمُوْمٌ، وَالْاَمَانُ مِنْهَا مَعْدُوْمٌ۔ وَاِنَّمَا اَهْلُهَا فِيْهَا اَغْرَاضٌ مُسْتَهْدَفَةٌ تَرْمِيْهِمْ بِسِهَامِهَا وَتُفْنِيْهِمْ بِحِمَامِهَا۔ وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّكُمْ وَمَا اَنْتُمْ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا عَلٰى سَبِيْلِ مَنْ قَدْ مَضٰى قَبْلَكُمْ مِمَّنْ كَانَ اَطْوَلَ مِنْكُمْ اَعْمَارًا، وَاَعْمَرَ دِيَارًا، وَاَبْعَدَ اٰثَارًا، اَصْبَحَتْ اَصْوَاتُهُمْ هَامِدَةً، وَرِيَاحُهُمْ رَاكِدَةً، وَاَجْسَادُهُمْ بَالِيَةً، وَدِيَارُهُمْ خَالِيَةً، وَاٰثَارُهُمْ عَافِيَةً۔ فَاسْتَبْدَلُوْا بِالْقُصُوْرِ الْمُشَيَّدَةِ وَالنَّمَارِقِ الْمُمَهَّدَةِ الصُّخُوْرَ وَ

(یہ دنیا) ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا اور فریب کاریوں میں شہرت یافتہ ہے اس کے حالات کبھی یکساں نہیں رہتے اور نہ اس میں فروکش ہونے والے۔ صحیح و سالم رہ سکتے ہیں اس کے حالات مختلف اور اطوار ادلنے بدلنے والے ہیں۔ خوش گذرانی کی صورت اس میں قابلِ مذمت اور امن و سلامتی کا اس میں پتہ نہیں اس کے رہنے والے تیر اندازی کے ایسے نشانے ہیں کہ جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور موت کے ذریعہ انھیں فنا کرتی رہتی ہے! اے خدا کے بندو! اس بات کو جانے رہو کہ تمھیں اس دنیا کی ان چیزوں کو کہ جن میں تم ہو انہی لوگوں کی راہ پر گزرنا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ جو تم سے زیادہ لمبی عمروں والے، تم سے زیادہ آباد گھروں والے اور تم سے زیادہ پائدار نشانیوں والے تھے ان کی آوازیں خاموش ہوگئیں بندھی ہوائیں اکھڑ گئیں بدن گل سڑ گئے گھر سنسان ہوگئے اور نام و نشان تک مٹ گئے انھوں نے مضبوط محلوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور چنی ہوئی سلوں اور پیوند زمین ہونے والی (اور) لحد والی حجروں سے بدل لیا کہ جن کے صحنوں کی بنیاد تباہی و ویرانی پر ہے۔ اور مٹی سے ان کی عمارتیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْاَحْجَارَ الْمُسَنَّدَةَ، وَالْقُبُوْرَ اللَّاطِئَةَ
الْمُلْحَدَةَ. الَّتِيْ قَدْ بُنِيَ بِالْخَرَابِ
فِنَاؤُهَا، وَشِيْدَ بِالتُّرَابِ بِنَاؤُهَا
فَمَحَلُّهَا مُقْتَرِبٌ، وَسَاكِنُهَا مُغْتَرِبٌ.
بَيْنَ اَهْلِ مَحَلَّةٍ مُوْحِشِيْنَ وَاَهْلِ
فَرَاغٍ مُتَشَاغِلِيْنَ لَا يَسْتَأْنِسُوْنَ
بِالْاَوْطَانِ، وَلَا يَتَوَاصَلُوْنَ تَوَاصُلَ
الْجِيْرَانِ عَلٰى مَا بَيْنَهُمْ مِنْ قُرْبِ
الْجِوَارِ وَدُنُوِّ الدَّارِ وَكَيْفَ يَكُوْنُ
بَيْنَهُمْ تَزَاوُرٌ وَقَدْ طَحَنَهُمْ بِكَلْكَلِهِ
الْبِلٰى، وَاَكَلَتْهُمُ الْجَنَادِلُ وَالثَّرٰى.
وَكَاَنْ قَدْ صِرْتُمْ اِلٰى مَا صَارُوْا اِلَيْهِ،
وَارْتَهَنَكُمْ ذَالِكَ الْمَضْجَعُ، وَضَمَّكُمْ
ذَالِكَ الْمُسْتَوْدَعُ. فَكَيْفَ بِكُمْ لَوْ
تَنَاهَتْ بِكُمُ الْاُمُوْرُ، وَلُعْثِرَتِ
الْقُبُوْرُ. هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّا
اَسْلَفَتْ، وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُمُ
الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ.

مضبوط کی گئی ہیں ان قبروں کی جگہیں آپس میں نزدیک
نزدیک ہیں اور ان میں بسنے والے دو افتادہ مسافر ہیں اپنے
مقام میں کہ جہاں وہ بوکھلائے ہوئے ہیں اور ایسی جگہ میں
کہ جہاں وہ (دنیا کے کاموں سے) فارغ ہو کر (آخرت
کی فکروں میں) مشغول ہیں وہ اپنے وطن سے انس نہیں
رکھتے اور نزدیک کی ہمسائیگی اور گھروں کے قرب کے
باوجود ہمسایوں کی طرح آپس میں میل ملاپ نہیں رکھتے
اور کیوں کر آپس میں ملنا جلنا ہو سکتا، ہے جب کہ بوسیدگی
و تباہی نے اپنے سینہ سے انھیں پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی
نے انھیں کھا لیا ہے۔ تم بھی یہی سمجھو کہ (گویا) وہیں پہنچ گئے
جہاں وہ پہنچ چکے ہیں اور اسی خواب گاہ (قبر) نے تمھیں
بھی جکڑ لیا ہے اور اسی امانت گاہ (لحد) نے تمھیں بھی چمٹا لیا
ہے اس وقت تمھاری حالت کیا ہو گی، کہ جب تمھارے سارے مرحلے
انتہا کو پہنچ جائیں گے اور قبروں سے نکل کھڑے ہو گے وہاں ہر شخص
اپنے اعمال کے (نفع یا نقصان کی) جانچ کرے گا اور وہ اپنے سچے
مالک خدا کی طرف پلٹائے جائیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں
کرتے تھے ان کے کام نہ آئیں گی۔

وَمِنْ دُعَائِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۴

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَنْسُ الْاٰنِسِيْنَ
لِاَوْلِيَائِكَ. وَاَحْضَرُهُمْ بِالْكِفَايَةِ

اے اللہ! تو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام اُنس کرنے والوں
سے زیادہ مانوس ہے اور جو تجھ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں ان کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِلْمُتَوَكِّلِيْنَ عَلَيْكَ - تُشَاهِدُهُمْ فِيْ سَرَائِرِهِمْ، وَتَطَّلِعُ عَلَيْهِمْ فِيْ ضَمَائِرِهِمْ وَتَعْلَمُ مُبْلَغَ بَصَائِرِهِمْ - فَسَرَائِرُهُمْ لَكَ مَكْشُوْفَةٌ، وَقُلُوْبُهُمْ إِلَيْكَ مَلْهُوْفَةٌ، إِنْ أَوْحَشَتْهُمُ الْغُرْبَةُ آنَسَهُمْ ذِكْرُكَ، وَإِنْ صُبَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ لَجَأُوْا إِلَى الْاِسْتِجَارَةِ بِكَ، عِلْمًا بِأَنَّ أَزِمَّةَ الْأُمُوْرِ بِيَدِكَ وَمَصَادِرَهَا عَنْ قَضَائِكَ

اَللّٰهُمَّ إِنْ نَهَضَتْ عَنْ مَسْأَلَتِيْ أَوْ عَمِهَتْ عَنْ طَلَبَتِيْ فَدُلَّنِيْ عَلَى مَصَالِحِيْ، وَخُذْ بِقَلْبِيْ إِلَى مَرَاشِدِيْ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِنُكْرٍ مِنْ هِدَايَاتِكَ وَلَا بِبِدْعٍ مِنْ كِفَايَاتِكَ -

اَللّٰهُمَّ احْمِلْنِيْ عَلَى عَفْوِكَ وَلَا تَحْمِلْنِيْ عَلَى عَدْلِكَ،

حاجت روائی کے لیے ہمہ وقت پیش پیش ہے تو ان کی باطنی کیفیتوں کو دیکھتا اور ان کے چھپے ہوئے بھیدوں کو جانتا اور ان کی بصیرتوں کی رسائی سے باخبر ہے ان کے راز تیرے سامنے آشکارا اور اُن کے دل تیرے آگے فریادی ہیں۔ اگر تنہائی سے ان کا جی گھبراتا ہے تو تیرا ذکر ان کا دل بہلاتا ہے اگر مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں تو وہ تیرے دامن میں پناہ لینے کے لیے ملتجی ہوتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ سب چیزوں کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے اور اُن کے نفاذ پذیر ہونے کی جگہیں تیرے ہی فیصلوں سے وابستہ ہیں۔

خدایا! اگر میں سوال کرنے سے عاجز رہوں یا اپنے مقصود پر نظر نہ ڈال سکوں تو تو میری مصلحتوں کی طرف رہنمائی فرما اور میرے دل کو اصلاح و بہبودی کی صحیح منزل پر پہنچا۔ یہ چیز تیری رہنمائیوں اور حاجت روائیوں کو دیکھتے ہوئے کوئی نرالی نہیں۔

خدایا! میرا معاملہ اپنے عفو و بخشش سے طے کر نہ اپنے عدل و انصاف کے معیار سے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۵

بِلَادُ فُلَانٍ فَقَدْ قَوَّمَ الْأَوَدَ وَدَاوَى الْعَمَدَ - وَأَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْفِتْنَةَ ذَهَبَ

فلاں[1] شخص کا کارکردگیوں کی جزا اللہ دے انھوں نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا مرض کا چارہ کیا فتنہ و فساد کو پیچھے چھوڑ گئے سنّت کو قائم کیا صاف ستھرے دامن اور کم عیبوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَقِيَّ الثَّوبِ، قَلِيلَ العَيبِ. أَصَابَ خَيرَهَا وَسَبَقَ شَرَّهَا أَدَّى إِلَى اللهِ طَاعَتَهُ وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ. رَحَلَ وَتَرَكَهُم فِي طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ لَا يَهتَدِي فِيهَا الضَّالُّ وَلَا يَستَيقِنُ المُهتَدِي۔

کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے (دنیا کی) بھلائیوں کو پالیا اور اس کی شر انگیزیوں سے آگے بڑھ گئے اللہ کی اطاعت بھی کی اور اس کا پورا پورا خوف بھی کھایا خود چلے گئے اور لوگوں کو ایسے متفرق راستوں میں چھوڑ گئے . . . . . .

. . . . . جن میں گم کردہ راہ راستہ نہیں پاسکتا اور ہدایت یافتہ یقین تک نہیں پہنچ سکتا۔

لہ ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ لفظ فلاں کنایہ ہے حضرت عمر سے اور یہ کلمات انہی کی مدح و توصیف میں کہے گئے ہیں جیسا کہ سید رضی کے تحریر کردہ نسخہ نہج البلاغہ میں لفظ فلاں کے نیچے انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفظ عمر موجود تھا۔ یہ ہے ابن ابی الحدید کا دعویٰ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اگر سید رضی نے بطور تشریح حضرت عمر کا نام لکھا ہوتا تو جس طرح ان کے دوسرے تشریحات موجود ہیں اس تشریح کو بھی موجود ہونا چاہیئے تھا اور ان نسخوں میں بھی اس کا وجود ہونا چاہیے تھا کہ جو ان کے نسخہ سے نقل ہوتے رہے ہیں چنانچہ اب بھی موصل میں مستعصم باللہ کے دور کے شہرہ آفاق خطاط یاقوت المستعصمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا قدیم ترین نہج البلاغہ کا نسخہ موجود ہے مگر سید رضی کی اس تشریح کی نشان دہی کسی ایک نے بھی نہیں کی اور اگر ابن ابی الحدید کی اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اسے زائد سے زائد جناب رضی کی ذاتی رائے کہا جاسکتا ہے جسے کسی قوی دلیل کی موجودگی میں بطور مؤید تو پیش کیا جاسکتا ہے مگر مستقلاً اس شخصی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاسکتی۔

حیرت ہے کہ ابن ابی الحدید ساتویں ہجری میں سید رضی کے ڈھائی سو برس بعد یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت عمر مراد ہیں اور یہ کہ خود سید رضی نے اس کی تصریح کردی تھی چنانچہ ان کے تتبع میں بعض دوسرے شارحین نے بھی یہی لکھنا شروع کردیا لیکن سید رضی کے معاصرین میں سے جن لوگوں نے بھی نہج البلاغہ کے متعلق کچھ لکھا ہے ان کے تحریرات میں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا حالانکہ بحیثیت معاصر ہونے کے سید رضی کی تحریر پر انہیں زیادہ مطلع ہونا چاہیئے تھا چنانچہ علامہ علی ابن الناصر جو جناب سید رضی کے ہمعصر تھے اور انہی کے دور میں نہج البلاغہ کی شرح اعلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہج البلاغہ کے نام سے لکھتے ہیں وہ اُس خطبہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

مَدَحَ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ بَعْضَ السِّیْرَۃِ وَاَنَّہٗ مَاتَ قَبْلَ الْفِتْنَۃِ الَّتِیْ وَقَعَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ۔

حضرت نے اپنے اصحاب میں سے ایک ایسے شخص کو حسن سیرت کے ساتھ سراہا ہے کہ جو پیغمبر کے بعد پیدا ہونے والے فتنہ سے پہلے ہی انتقال کر چکا تھا۔

اس کی تائید علامہ قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ کی شرح نہج البلاغہ سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ابن میثم نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:۔

اِنَّمَا اَرَادَ بَعْضُ اَصْحَابِہٖ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِمَّنْ مَاتَ قَبْلَ وُقُوْعِ الْفِتْنَۃِ وَانْتِشَارِھَا۔

حضرت نے اس سے زمانہ پیغمبر کے اپنے ایک ایسے ساتھی کو مراد لیا ہے جو فتنہ کے برپا ہونے اور پھیلنے سے پہلے ہی رحلت کر چکا تھا۔

اگر یہ کلمات حضرت عمر کے متعلق ہوتے اور اس کے متعلق کوئی قابل اعتماد سند ہوتی تو ابن ابی الحدید اس سند و روایت کو درج کرتے اور اس کا ذکر تاریخ میں آتا اور زبانوں پر اس کا چرچا ہوتا مگر یہاں تو اثبات مدعا کے لیے خود ساختہ قرائن کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آتا چنانچہ وہ خَیْرُھَا وَشَرُّھَا کی ضمیر کا مرجع خلافت کو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کلمات ایسے ہی پر صادق آسکتے ہیں جو تسلط و اقتدار رکھتا ہو کیونکہ اقتدار کے بغیر ناممکن ہے کہ سنت کی ترویج اور بدعت کی روک تھام کی جا سکے۔ یہ ہے اس دلیل کا خلاصہ جسے اس مقام پر پیش کیا ہے حالانکہ اس کی کوئی دلیل نہیں کہ ضمیر کا مرجع خلافت ہے، بلکہ وہ ضمیر دنیا کی طرف راجع ہو سکتی ہے جو سیاق کلام سے مستفاد ہے اور مفاد عامہ کی حفاظت اور ترویج سنت کے لیے اقتدار کی شرط لگا دینا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند کر دینا ہے خداوند عالم نے شرط اقتدار کے بغیر اُمت کے ایک گروہ پر یہ فریضہ عائد کیا ہے:۔

وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

تم میں سے ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے۔

اسی طرح پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا اَمَرُوا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔

لوگ جب تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں گے اور نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے رہیں گے وہ بھلائی پر باقی رہیں گے۔

یونہی امیرالمومنین اپنی ایک وصیت میں عمومیت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ:۔

اَقِیْمُوْا هٰذَیْنِ الْعَمُوْدَیْنِ وَ اَوْقِدُوْا هٰذَیْنِ الْمِصْبَاحَیْنِ۔

توحید اور سنّت کے ستونوں کو قائم کرو اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔

ان ارشادات میں کہیں بھی اس طرف اشارہ نہیں کہ اس فریضہ کی انجام دہی حکومت واقتدار کے بغیر نہیں ہوسکتی اور واقعات بھی یہ بتاتے ہیں کہ امراؤ سلاطین لشکر وسپاہ اور قوت وطاقت کے باوجود برائیوں کو اس حد تک نہ مٹا سکے اور نیکیوں کو اس قدر رواج نہ دے سکے جس قدر بعض گمنام اور شکستہ حال درویش دل ودماغ پر اپنی روحانیت کا نقش بٹھا کر اخلاقی رفعتوں کو اُبھار گئے حالانکہ ان کی پشت پر نہ فوج نہ سپاہ ہوتی تھی اور نہ بے سروسامانی کے علاوہ کوئی سروسامان ہوتا تھا۔ بے شک تسلّط واقتدار سروں کو جھکا سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ دلوں میں نیکی کی راہ بھی پیدا کرسکے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بیشتر اسلامی تاجداروں نے اسلامی خدوخال کو مٹا کر رکھ دیا اور اسلام اپنے بقاء وفروغ میں صرف ان بے نواؤں کا مرہون منّت رہا۔ جن کی جھولی میں فقر ونامرادی کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تھا۔

اگر اسی پر اصرار ہو کہ اس سے صرف ایک حکمراں ہی مراد لیا جاسکتا ہے تو کیوں نہ اس سے حضرت کا کوئی ایسا ساتھی مراد لیا جائے جو کسی صوبہ پر حکمراں رہ چکا ہو جیسے حضرت سلمان فارسی جن کی تجہیز وتکفین کے لیے حضرت مدائن تشریف لے گئے اور بعید نہیں ان کے دفن کرنے کے بعد ان کی زندگی اور آئین حکمرانی پر تبصرہ فرماتے ہوئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہوں پھر یہ سمجھنا کہ وہ حضرت عمر ہی کے متعلق یہ الفاظ ہیں بلا دلیل ہی تو ہے۔ آخر میں اثبات مدعا کے لیے طبری کی اس روایت کو پیش کیا ہے۔

عَنِ الْمُغِیْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

مغیرہ ابن شعبہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتقال کرگئے تو بنت ابی حثمہ نے روتے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَكَتْ اِبْنَةُ اَبِي حَثْمَةَ فَقَالَتْ
وَاعُمَرَاهُ اَقَامَ الْاَوَدَ وَاَبْرَأَ
الْعَمَدَ اَمَاتَ الْفِتَنَ وَاَحْيَى
السُّنَنَ خَرَجَ نَقِيَّ الثَّوْبِ بَرِيْئًا
مِنَ الْعَيْبِ (قَالَ) وَقَالَ
الْمُغِيْرَةُ اِبْنُ شُعْبَةَ لَمَّا دُفِنَ
عُمَرُ اَتَيْتُ عَلِيًّا وَاَنَا اُحِبُّ
اَنْ اَسْمَعَ مِنْهُ فِيْ عُمَرَ شَيْئًا
فَخَرَجَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ وَهُوَ
مُلْتَحِفٌ بِثَوْبٍ لَا يَشُكُّ اَنَّ
الْاَمْرَ يَصِيْرُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَرْحَمُ
اللّٰهُ اِبْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ صَدَقَتْ
اِبْنَةُ اَبِي حَثْمَةَ لَقَدْ ذَهَبَ
بِخَيْرِهَا وَنَجَا مِنْ شَرِّهَا اَمَا
وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ وَلٰكِنْ
قُوْلَتْ۔

کہا کہ ہائے عمر تو وہ تھا جس نے ٹیڑھے پن کو سیدھا کیا
بیماریوں کو دور کیا فتنوں کو مٹایا اور سنتوں کو زندہ
کیا پاکیزہ دامن اور عیبوں سے بچ کر چل بسا (مورخ
طبری کہتے ہیں کہ) مغیرہ نے بیان کیا کہ جب حضرت
عمر دفن ہو گئے تو میں حضرت علی کے پاس آیا اور میں
چاہتا تھا کہ آپ سے حضرت عمر کے بارے میں کچھ سنوں
چنانچہ میرے جانے پر حضرت باہر تشریف لائے اس
حالت میں کہ آپ غسل فرما کر ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے
تھے اور سر اور داڑھی کے بالوں کو جھٹک رہے تھے
اور آپ کو اس میں کوئی شبہ نہ تھا کہ خلافت آپ ہی
کی طرف پلٹے گی۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا خدا ابن خطاب
پر رحم کرے بنت ابی حثمہ نے سچ کہا ہے کہ وہ خلافت کے
فائدے اٹھا گئے اور بعد میں پیدا ہونے والے فتنوں سے
بچ نکلے خدا کی قسم بنت ابی حثمہ نے نہیں کہا بلکہ اس
سے کہلوایا گیا ہے۔

(طبری ج ۳ ص ۲۸۵)

اس واقعہ کا راوی مغیرہ ابن شعبہ ہے جس کا ام جمیل کے ساتھ فعل بد کا مرتکب ہونا اور شہادت کے باوجود حضرت عمر کا اسے حد سے بچا لے جانا اور معاویہ کے حکم سے اس کا کوفہ میں علانیہ امیر المومنین پر سب و شتم کرنا تاریخی مسلمات میں سے ہے۔ اس بنا پر اس کی روایت کا جو وزن ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اور پھر درایۃً بھی اس روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ مغیرہ کا یہ کہنا کہ امیر المومنین کو اپنی خلافت میں کوئی شبہ نہ تھا حقیقت کے خلاف ہے آخر وہ کون سے قرائن تھے جن سے اس نے یہ اندازہ لگایا جبکہ تاریخی حقائق اس کے سراسر خلاف ہیں اور اگر کسی کی خلافت یقینی تھی تو وہ حضرت عثمان تھے چنانچہ عبدالرحمن ابن عوف نے شوریٰ کے موقع پر امیر المومنین

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سے کہا ہے کہ:-

يَا عَلِيُّ لَا تَجْعَلْ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَاِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ وَ شَاوَرْتُ النَّاسَ فَاِذَا هُمْ لَا يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ (طبری ج ۳ ص ۲۹۷)

اے علی تم اپنے لیئے ضرر کی صورت پیدا نہ کرو میں نے دیکھ بھال لیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی کر لیا ہے وہ سب عثمان کو چاہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت کو خلافت کے نہ ملنے کا پورا یقین تھا جیسا کہ خطبہ شقشقیہ کے ذیل میں تاریخ طبری سے نقل کیا جا چکا ہے کہ امیر المومنین نے ارکان شوریٰ کے نام دیکھتے ہی عباس ابن عبد المطلب سے فرما دیا تھا کہ خلافت عثمان کے علاوہ کسی اور کو نہیں مل سکتی، کیونکہ تمام اختیارات عبد الرحمٰن کو سونپ دیئے گئے ہیں اور وہ عثمان کے بہنوئی ہوتے ہیں اور سعد ابن ابی وقاص، عبد الرحمٰن کے عزیز و ہم قبیلہ ہیں اور یہ دونوں مل کر خلافت انہی کو دیں گے۔

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا جذبہ تھا جس نے مغیرہ کے دل میں یہ تڑپ پیدا کی کہ وہ حضرت عمر کے متعلق امیر المومنین سے کچھ کہلوائے، اگر وہ یہ جانتا تھا کہ حضرت ان کے متعلق اچھے خیالات رکھتے ہیں تو ان کے تاثرات کا بھی اندازہ ہو سکتا تھا اور اگر یہ سمجھتا تھا کہ امیر المومنین ان کے متعلق حسن ظن نہیں رکھتے تو پوچھنے کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا کہ آپ جو کچھ فرمائیں اسے اچھال کر قضا کو ان کے خلاف اور ارکان شوریٰ کو ان سے بدظن کیا جائے اور ارکان شوریٰ کے نظریات تو اسی سے ظاہر ہیں کہ وہ انتخاب خلافت میں سیرت شیخین کی پابندی لگا کر شیخین سے اپنی عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان حالات میں جب مغیرہ نے یہ سازش کرنا چاہی تو آپ نے حکایت واقعہ کے طور پر فرمایا لَقَدْ ذَهَبَ بِخَيْرِهَا وَ نَجَا مِنْ شَرِّهَا اس جملہ کا مدح و توصیف سے کوئی لگاؤ نہیں یقیناً وہ اپنے دور میں ہر طرح کے فائدہ اٹھاتے رہے اور بعد میں پیدا ہونے والے فتنوں سے ان کا دور خالی رہا۔ ابن ابی الحدید اس روایت کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:-

وَهٰذَا كَمَا تَرٰى يُقَوِّي الظَّنَّ اَنَّ

اس روایت سے یہ ظن قوی ہو جاتا ہے کہ اس کلام سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلْمُرَادُ وَالْمَعْنِیُّ بِالْکَلَامِ هُوَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ	مراد و مقصود عمر ابن خطاب ہیں۔

اگر اس کلام سے وہ کلمات مُراد ہیں جو بنت ابی حثمہ نے کہے ہیں کہ جن کے متعلق امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ اس کے دل کی آواز نہیں اس سے کہلوائے گئے ہیں تو بیشک اس سے حضرت عمر مراد ہیں لیکن یہ کہ یہ الفاظ امیر المومنین نے ان کی مدح میں کہے ہیں تو یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس روایت سے تو صراحۃً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ الفاظ بنت ابی حثمہ نے کہے تھے، خدا جانے کس بنا پر بنت ابی حثمہ کے الفاظ کو درج کر کے یہ دعویٰ کرنے کی جرأت کی جاتی ہے یہ کہ الفاظ امیر المومنین نے حضرت عمر کے بارے میں کہے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین نے کسی موقع پر یہ الفاظ کسی کے متعلق کہے ہوں گے اور بنت ابی حثمہ نے حضرت عمر کے مرنے پر ان سے ملتے جلتے ہوئے الفاظ کہے تو حضرت علی کے کلمات کو بھی حضرت کی مدح میں سمجھ لیا گیا ورنہ عقل اعتزال کے علاوہ کوئی عقل یہ تجویز نہیں کر سکتی کہ بنت ابی حثمہ کے کہے ہوئے الفاظ کو اس کی دلیل قرار دیا جائے کہ امیر المومنین نے حضرت عمر کی مدح میں الفاظ فرمائے ہیں کیا خطبہ شقشقیہ کے تصریحات کے بعد یہ توقع ہو سکتی ہے کہ امیر المومنین نے ایسے الفاظ کہے ہوں گے اور پھر غور طلب بات یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ حضرت عمر کی رحلت کے موقع پر فرمائے ہوتے تو جب آپ شوریٰ کے موقع پر علانیہ سیرت شیخین کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو آپ سے یہ نہیں کہا جاتا کہ کل تو آپ یہ فرما رہے تھے کہ انھوں نے سنّت کو قائم کیا اور بدعت کو مٹایا تو جب ان کی سیرت سنّت سے ہمنوا ہے تو پھر سنّت کو تسلیم کرنے کے بعد سیرت سے انکار کرنے کے کیا معنی ہوتے ہیں۔

وَمِنْ کَلَامٍ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۶

فِیْ وَصْفِ بَیْعَتِهٖ بِالْخِلَافَةِ وَ قَدْ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ:

وَبَسَطْتُمْ یَدِیْ فَکَفَفْتُهَا، وَمَدَدْتُمُوْهَا

آپ کی بیعت کے بیان میں ایسا ہی ایک خطبہ اس سے قبل کچھ مختلف لفظوں میں گزر چکا ہے:

تم نے (بیعت کیلئے) میرا ہاتھ (اپنی طرف) پھیلانا چاہا تو میں نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقَبَضْتُهَا، ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ عَلَى حِيَاضِهَا يَوْمَ وُرُودِهَا حَتَّى انْقَطَعَتِ النَّعْلُ وَسَقَطَتِ الرِّدَاءُ وَوُطِئَ الضَّعِيفُ وَبَلَغَ مِنْ سُرُورِ النَّاسِ بِبَيْعَتِهِمْ إِيَّايَ أَنِ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِيرُ وَهَدَجَ إِلَيْهَا الْكَبِيرُ وَتَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِيلُ، وَحَسَرَتْ إِلَيْهَا الْكِعَابُ۔

اسے روکا اور تم نے کھینچا تو میں اسے سمیٹتا رہا مگر تم نے مجھ پر اس طرح ہجوم کیا جس طرح پیاسے اونٹ پانی پینے کے دن تالابوں پر ٹوٹتے ہیں یہاں تک کہ جوتی (کے تسمے) ٹوٹ گئے اور عبا کاندھے سے گر گئی کمزور و ناتواں کچلے گئے اور میری بیعت پر لوگوں کی مسرت یہاں تک پہنچ گئی کہ چھوٹے چھوٹے بچے خوشیاں منانے لگے اور بوڑھے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے بیعت کے لیے بڑھے بیمار بھی اٹھتے بیٹھتے ہوئے پہنچ گئے اور نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل کر دوڑ پڑیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۷

فَإِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ وَذَخِيرَةُ مَعَادٍ۔ وَعِتْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَةٍ، وَنَجَاةٌ مِنْ كُلِّ هَلَكَةٍ۔ بِهَا يَنْجَحُ الطَّالِبُ، وَيَنْجُو الْهَارِبُ۔ وَتُنَالُ الرَّغَائِبُ۔ فَاعْمَلُوا وَالْعَمَلُ يُرْفَعُ، وَالتَّوْبَةُ تَنْفَعُ وَالدُّعَاءُ يُسْمَعُ۔ وَالْحَالُ هَادِئَةٌ، وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ۔ وَبَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ عُمُرًا نَاكِسًا، أَوْ مَرَضًا حَابِسًا أَوْ مَوْتًا خَالِسًا فَإِنَّ الْمَوْتَ هَادِمُ لَذَّاتِكُمْ، وَمُكَدِّرُ شَهَوَاتِكُمْ، وَمُبَاعِدُ طِيَّاتِكُمْ زَائِرٌ غَيْرُ مَحْبُوبٍ، وَقِرْنٌ غَيْرُ

بے شک اللہ کا خوف، ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے (خواہشوں کی) ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے اس کے ذریعہ طلب گار منزل مقصود تک پہنچتا اور (سختیوں سے) بھاگنے والا نجات پاتا ہے اور مطلوبہ چیزوں تک پہنچ جاتا ہے (اچھے) اعمال بجا لے آؤ ابھی جبکہ اعمال بلند ہو رہے ہیں توبہ فائدہ دے سکتی ہے پکار سنی جا رہی ہے حالات پرسکون اور (کراماً کاتبین کے) قلم رواں ہیں ضعف و پیری کی طرف پلٹانے والی عمر، زنجیر پا بن جانے والے مرض اور جھپٹ لینے والی موت سے پہلے اعمال کی طرف جلدی کرو کیونکہ موت تمہاری لذتوں کو تباہ کرنے والی خواہشات کو مکدر بنانے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے یہ ناپسندیدہ ملاقاتی اور شکست نہ کھانے والا حریف ہے اور ایسی خواستگار ہے کہ اس سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَطْلُوبٍ، وَوَاتِرٌ غَيْرُ مَطْلُوبٍ۔ قَدْ
أَعْلَقَتْكُمْ حَبَائِلُهُ وَتَكَنَّفَتْكُمْ غَوَائِلُهُ
وَأَقْصَدَتْكُمْ مَعَابِلُهُ وَعَظُمَتْ فِيكُمْ
سَطْوَتُهُ وَتَتَابَعَتْ عَلَيْكُمْ عَدْوَتُهُ،
وَقَلَّتْ عَنْكُمْ نَبْوَتُهُ۔ فَوُحُوشُ
أَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِي ظُلَلِهِ، وَاحْتِدَامُ
عِلَلِهِ۔ وَحَنَادِسُ غَمَرَاتِهِ، وَ
غَوَاشِي سَكَرَاتِهِ وَأَلِيمُ إِرْهَاقِهِ،
وَدُجُوُّ إِطْبَاقِهِ، وَجُشُوبَةُ مَذَاقِهِ۔
فَكَأَنْ قَدْ أَتَاكُمْ بَغْتَةً فَأَسْكَتَ
نَجِيَّكُمْ، وَفَرَّقَ نَدِيَّكُمْ، وَعَفَّى
آثَارَكُمْ وَعَطَّلَ دِيَارَكُمْ وَبَعَثَ
وُرَّاثَكُمْ يَقْتَسِمُونَ تُرَاثَكُمْ بَيْنَ
حَمِيمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعْ، وَقَرِيبٍ
مَحْزُونٍ لَمْ يَمْنَعْ، وَآخَرَ شَامِتٍ
لَمْ يَجْزَعْ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالِاجْتِهَادِ،
وَالتَّأَهُّبِ وَالِاسْتِعْدَادِ، وَالتَّزَوُّدِ
فِي مَنْزِلِ الزَّادِ۔ وَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الدُّنْيَا
كَمَا غَرَّتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ
الْمَاضِيَةِ وَالْقُرُونِ الْخَالِيَةِ الَّذِينَ
اسْتَكْلَبُوا دِرَّتَهَا، وَأَصَابُوا غِرَّتَهَا،
فَأَفْنَوْا عِدَّتَهَا، وَأَخْلَقُوا جِدَّتَهَا
وَأَصْبَحَتْ مَسَاكِنُهُمْ أَجْدَاثًا، وَأَمْوَالُهُمْ

(خوں بہا کا) مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے پھندے تمھیں جکڑے
ہوئے ہیں اور اس کی تباہ کاریاں تمھیں گھیرے ہوئے ہیں اور
اس کے (تیروں کے) پھل تمھیں سیدھا نشانہ بنائے ہوئے ہیں
اور تم پر اس کا غلبہ و تسلّط عظیم اور تم پر اس کا ظلم و تعدی برابر جاری
ہے اور اس کے وار خالی جانے کا امکان کم ہے۔ قریب ہے کہ سحاب
مرگ کی تیرگیاں، مرض الموت کے حملے، جان لیوا سختیوں کے
اندھیرے، سانس اکھڑنے کی مدہوشیاں، جان کنی کی اذیتیں،
اس کے ہر طرف سے چھا جانے کی تاریکی اور کام و دہن کے لیے اس
کی بدمزگی تمھیں گھیر لے گویا کہ وہ تم پر اچانک آ پڑی ہے کہ جس
نے تمھارے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرنے والے کو خاموش کر دیا
اور تمھاری جماعت کو متفرق و پراگندہ کر دیا اور تمھارے نشانات
کو مٹا دیا اور تمھارے گھروں کو سنسان کر دیا اور تمھارے وارثوں
کو تیار کر دیا، کہ وہ تمھارے ترکہ کو مخصوص عزیزوں میں کہ جنھوں نے
تمھیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور ان غمزدہ قریبیوں میں کہ جو موت
کو) روک نہ سکے اور ان خوش ہونے والے (رشتہ داروں) میں
جو ذرا بے چین نہیں ہوئے تقسیم کر لیں۔ لہٰذا تمھیں لازم ہے کہ تم
سعی و کوشش کرو اور (سفر آخرت کے لیے) تیار ہو جاؤ اور سر و
سامان مہیا کرو اور زاد مہیا کر لینے والی منزل سے زاد فراہم کرو
دنیا تمھیں فریب نہ دے جس طرح تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں
اور گذشتہ لوگوں کو فریب دیا کہ جنھوں نے اس دنیا کا دودھ دوہا
اور اس کی غفلت سے فائدہ اٹھائے گئے اور اس کے گنے چنے
(دنوں کو) فنا اور تازگیوں کو پژمردہ کر دیا ان کے گھروں نے قبروں
کی صورت اختیار کر لی ان کا مال ترکہ بن گیا جو ان کی (قبروں پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِيرَاثًا۔ لَا يَعْرِفُونَ مَنْ أَتَاهُمْ، وَلَا يُحْفِلُونَ مَنْ بَكَاهُمْ، وَلَا يُجِيبُونَ مَنْ دَعَاهُمْ فَاحْذَرُوا الدُّنْيَا فَإِنَّهَا غَدَّارَةٌ، غَرَّارَةٌ خَدُوعٌ، مُعْطِيَةٌ مَنُوعٌ، مُلْبِسَةٌ نَزُوعٌ۔ لَا يَدُومُ رَخَاؤُهَا۔ وَلَا يَنْقَضِي عَنَاؤُهَا، وَلَا يَرْكُدُ بَلَاؤُهَا۔

وَمِنْهَا فِي صِفَةِ الزُّهَّادِ كَانُوا قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَيْسُوا مِنْ أَهْلِهَا فَكَانُوا فِيهَا كَمَنْ لَيْسَ مِنْهَا عَمِلُوا فِيهَا بِمَا يُبْصِرُونَ، وَبَادَرُوا فِيهَا مَا يَحْذَرُونَ۔ تَقَلَّبُ أَبْدَانِهِمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، يَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُعَظِّمُونَ مَوْتَ أَجْسَادِهِمْ وَهُمْ أَشَدُّ إِعْظَامًا لِمَوْتِ قُلُوبِ أَحْيَائِهِمْ۔

آتا ہے اسے پہچانتے نہیں جو انھیں روتا ہے اس کی پروا نہیں کرتے اور جو پکارے اسے جواب نہیں دیتے اس دنیا سے ڈرو کہ یہ غدّار، دھوکہ باز اور فریب کار ہے دینے والی (اور پھر) اسے لینے والی ہے لباس پہنانے والی (اور پھر) اتروا لینے والی ہے اس کی آسائشیں ہمیشہ نہیں رہتیں نہ اس کی سختیاں ختم ہوتی ہیں اور نہ اس کی مصیبتیں تھمتی رہتی ہیں۔

اِس خطبہ کا یہ حصّہ زاہدوں کے اوصاف میں ہے

وہ ایسے لوگ تھے جو اہل دنیا میں سے تھے مگر (حقیقۃً) دنیا والے نہ تھے وہ دنیا میں اس طرح رہے کہ گویا دنیا سے نہ ہوں ان کا عمل ان چیزوں پر ہے جنھیں خوب جانے پہچانے ہوئے ہیں اور جس چیز سے خائف ہیں اس سے بچنے کے لیے جلدی کرتے ہیں ان کے جسم گو یا اہل آخرت کے مجمع میں گردش کر رہے ہیں وہ دنیا والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی جسمانی موت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور وہ ان اشخاص کے حال کو زیادہ اندوہناک سمجھتے ہیں جو زندہ ہیں مگر ان کے دل مُردہ ہیں۔

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۹

خَطَبَهَا بِذِي قَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى الْبَصْرَةِ۔ ذَكَرَهَا الْوَاقِدِيُّ فِي كِتَابِ الْجُمَلِ:

فَصَدَعَ بِمَا أُمِرَ بِهِ، وَبَلَّغَ

امیر المومنین نے بصرہ کی طرف جاتے ہوئے مقام ذی قار میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا اس کا واقدی نے کتاب الجمل میں ذکر کیا ہے۔

رسول کو جو حکم تھا اُسے آپ نے کھول کر بیان کر دیا اور اللہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رِسَالَاتِ رَبِّهٖ فَلَمَّ اللّٰهُ بِهِ الصَّدْعَ۔ وَرَتَقَ بِهِ الْفَتْقَ۔ وَاَلَّفَ بِهِ الشَّمْلَ ذَوِی الْاَرْحَامِ بَعْدَ الْعَدَاوَةِ الْوَاغِرَةِ فِی الصُّدُوْرِ، وَالضَّغَائِنِ الْقَادِحَةِ فِی الْقُلُوْبِ۔

کے پیغامات پہنچا دیئے اللہ نے آپ کے ذریعہ بکھرے ہوئے افراد کی شیرازہ بندی کی سینوں میں بھری ہوئی سخت عداوتوں اور دلوں میں بھڑک اٹھنے والے کینوں کے بعد خویش و اقارب کو آپس میں شیر و شکر کر دیا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۲۹

كَلَّمَ بِهٖ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَمْعَةَ وَهُوَ مِنْ شِيْعَتِهٖ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلَيْهِ فِیْ خِلَافَتِهٖ يَطْلُبُ مِنْهُ مَالًا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔

عبداللہ ابن زمعہ جو آپ کی جماعت میں محسوب ہوتا تھا آپ کے زمانہ خلافت میں کچھ مال طلب کرنے کے لیے حضرت کے پاس آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا الْمَالَ لَيْسَ لِیْ وَلَا لَكَ وَاِنَّمَا هُوَ فَیْءٌ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَجَلْبُ اَسْيَافِهِمْ، فَاِنْ شَرِكْتَهُمْ فِیْ حَرْبِهِمْ كَانَ لَكَ مِثْلُ حَظِّهِمْ، وَاِلَّا فَجَنَاةُ اَيْدِيْهِمْ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِ اَفْوَاهِهِمْ۔

یہ مال نہ میرا ہے نہ تمھارا بلکہ مسلمانوں کا حق مشترک اور ان کی تلواروں کا جمع کیا ہوا سرمایہ ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہوتے تو تمھارا حصہ بھی اُن کے برابر ہوتا۔ ورنہ ان کے ہاتھوں کی کمائی دوسروں کے منھ کا نوالہ بننے کے لیے نہیں ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۰

اَلَا اِنَّ اللِّسَانَ بِضْعَةٌ مِنَ الْاِنْسَانِ فَلَا يُسْعِدُهُ الْقَوْلُ اِذَا امْتَنَعَ وَلَا يُمْهِلُهُ النُّطْقُ اِذَا اتَّسَعَ۔ وَ

معلوم ہونا چاہیئے کہ زبان انسان (کے بدن) کا ایک ٹکڑا ہے جب انسان (کا ذہن) رُک جائے تو پھر کلام اس کا ساتھ نہیں دیا کرتا اور جب اس کے (معلومات میں) وسعت ہو تو پھر کلام زبان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِنَّا لَأُمَرَاءُ الْكَلَامِ، وَفِينَا تَنَشَّبَتْ عُرُوقُهُ، وَعَلَيْنَا تَهَدَّلَتْ غُصُونُهُ.

وَاعْلَمُوا رَحِمَكُمُ اللهُ أَنَّكُمْ فِي زَمَانٍ الْقَائِلُ فِيهِ بِالْحَقِّ قَلِيلٌ، وَاللِّسَانُ عَنِ الصِّدْقِ كَلِيلٌ، وَاللَّازِمُ لِلْحَقِّ ذَلِيلٌ. أَهْلُهُ مُعْتَكِفُونَ عَلَى الْعِصْيَانِ، مُصْطَلِحُونَ عَلَى الْإِدْهَانِ فَتَاهُمْ عَارِمٌ، وَشَائِبُهُمْ آثِمٌ، وَعَالِمُهُمْ مُنَافِقٌ، وَقَارِئُهُمْ مُمَاذِقٌ، لَا يُعَظِّمُ صَغِيرُهُمْ كَبِيرَهُمْ، وَلَا يَعُولُ غَنِيُّهُمْ فَقِيرَهُمْ

کو رُکنے کی مہلت نہیں دیا کرتا اور ہم راہلبیت) اقلیم سخن کے فرماں روا ہیں۔ وہ ہمارے رگ وپے میں سمایا ہوا ہے اور ان کی شاخیں ہم پر جھکی ہوئی ہیں۔

خدا تم پر رحم کرے اس بات کو جان لو کہ تم ایسے دور میں ہو جس میں حق کو کم، زبانیں صدق بیانی سے کند اور حق والے ذلیل وخوار ہیں۔ یہ لوگ گناہ ونافرمانی پر جمے ہوئے ہیں اور ظاہرداری ونفاق کی بنا پر ایک دوسرے سے صلح وصفائی رکھتے ہیں۔ ان کے جوان بدخو، ان کے بوڑھے گنہگار، ان کے عالم منافق اور ان کے واعظ چاپلوس ہیں نہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کرتے ہیں اور نہ مال دار فقیروں کی دستگیری کرتے ہیں۔

لہ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنے بھانجے جعدہ ابن ہبیرہ مخزومی سے فرمایا کہ وہ خطبہ دیں مگر جب خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو زبان لڑکھڑانے لگی اور کچھ نہ کہہ سکے جس پر حضرت خطبہ دینے کے لیے منبر پر بلند ہوئے اور ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے چند جملے سید رضی نے یہاں درج کیے ہیں

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۱

رَوَى ذِئْبٌ الْيَمَانِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِحْيَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ ذُكِرَ عِنْدَهُ اخْتِلَافُ النَّاسِ فَقَالَ:

ذعلب یمانی نے ابن قتیبہ سے اور اس نے عبداللہ ابن یزید سے انھوں نے مالک ابن دحیہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر تھے کہ لوگوں کے اختلاف (صورت وسیرت) کا ذکر چھڑا، تو آپ نے فرمایا:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَهُمْ مَبَادِئُ طِينِهِمْ وَذَلِكَ أَنَّهُمْ كَانُوا فِلْقَةً مِنْ سَبَخِ أَرْضٍ وَعَذْبِهَا، وَحَزْنِ تُرْبَةٍ وَسَهْلِهَا - فَهُمْ عَلَى حَسَبِ قُرْبِ أَرْضِهِمْ يَتَقَارَبُونَ، وَعَلَى قَدْرِ اخْتِلَافِهَا يَتَفَاوَتُونَ - فَتَامُّ الرُّوَاءِ نَاقِصُ الْعَقْلِ، وَمَادُّ الْقَامَةِ قَصِيرُ الْهِمَّةِ، وَزَاكِي الْعَمَلِ قَبِيحُ الْمَنْظَرِ، وَقَرِيبُ الْقَعْرِ بَعِيدُ السَّبْرِ، وَمَعْرُوفُ الضَّرِيبَةِ مُنْكَرُ الْجَلِيبَةِ، وَتَائِهُ الْقَلْبِ مُتَفَرِّقُ اللُّبِّ، وَطَلِيقُ اللِّسَانِ حَدِيدُ الْجَنَانِ۔

ان[1] کے مبدا طینت نے ان میں تفریق پیدا کر دی ہے اور یہ اس طرح کہ وہ شورہ زار و شیریں زمین اور سخت و نرم مٹی سے پیدا ہوئے ہیں لہذا وہ زمین کے قرب کے اعتبار سے متفق ہوتے اور اختلاف کے تناسب سے مختلف ہوتے ہیں (اس پر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ) پورا خوش شکل انسان عقل میں ناقص اور بلند قامت آدمی پست ہمت ہو جاتا ہے اور نیکوکار، بدصورت اور کوتاہ قامت دُور اندیش ہوتا ہے اور طبعاً نیک سرشت کسی بُری عادت کو پیچھے لگا لیتا ہے اور پریشان دل والا پراگندہ عقل اور چلتی ہوئی زبان والا ہوشمند دل رکھتا ہے۔

---

[1] حضرت نے اس کلام میں انسانی صورت و سیرت کے اختلاف کا سبب انسان کے مبادی طینت کو قرار دیا ہے کہ جن کے مطابق ان کے خط و خال بنتے اور سیرت و کردار کے سانچے ڈھلتے ہیں چنانچہ انسانوں کے مبادیِ طینت میں جتنا باہمی قرب ہوگا اتنا ہی ان کے ذہنی و فکری رجحانات ہم آہنگ ہوں گے اور جتنا ان میں بعد ہوگا، اتنا ہی ان کے میلانات و عواطف میں اختلاف اُبھرے گا مبادی شے سے مراد وہ چیزیں ہوتی ہیں کہ جن پر اس کے وجود کا انحصار ہو، مگر وہ اس کے لیے علت نہ ہوں اور طین طینت کی جمع ہے جس کے معنی اصل و بنیاد کے ہوتے ہیں اور یہاں پر طینت سے مراد نطفہ ہے کہ جو نشو و نما کی مختلف منزلوں سے گذر کر انسانی صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ اور اس کے مبادی سے مُراد وہ اجزاء عنصریہ ہیں جن سے اُن چیزوں کی پیدائش ہوتی ہے جس سے نطفہ کی تخلیق وابستہ ہے چنانچہ زمین شورہ زار و شیریں اور نرم و سخت سے انہی اجزاء عنصریہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ اجزاء عنصریہ چونکہ مختلف کیفیات کے حامل ہوتے ہیں۔ لہذا ان سے پیدا ہونے والا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نطفہ بھی مختلف خصوصیات و استعدادات کا حامل ہوگا جن کا اظہار اس سے پیدا ہونے والی مخلوق کے اختلاف صور و اخلاق سے ہوتا ہے۔

ابن ابی الحدید نے تحریر کیا ہے کہ مبادی طینت سے مراد نفوس مدبرہ ہیں کہ جو اپنی ماہیات میں مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ افلاطون اور حکماء کی ایک جماعت کا مسلک ہے اور انھیں مبادی طینت سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جسم انسانی کے لیئے حصار اور عناصر کے متفرق و پراگندہ ہونے سے مانع ہوتے ہیں تو جس طرح شے کا وجود اس کے مبادی پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح جسد عنصری کی بقا نفس مدبرہ پر منحصر ہے چنانچہ جب تک نفس مدبرہ باقی رہتا ہے بدن شکست و ریخت سے اور عناصر منتشر و پراگندہ ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور جب وہ بدن کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے تو پھر عناصر کا شیرازہ بھی بکھر جاتا ہے۔

اس تاویل کی بنا پر حضرت کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ قدرت نے مختلف نفوس پیدا کیئے ہیں جن میں سے کچھ شقی ہیں کچھ سعید اور کچھ ضعیف ہیں اور کچھ قوی اور جس میں جیسا نفس کارفرما ہوگا اس سے ویسے ہی افعال و اعمال صادر ہوں گے اور دو شخصوں کے رجحانات میں اگر یکسانیت و ہمرنگی ہوتی ہے تو اس لیئے کہ ان کے نفس یکساں و ہمرنگ ہیں اور اگر ان کے میلانات میں فرق ہوتا ہے تو اس لیئے کہ ان کے نفس آپس میں کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ لیکن یہ تاویل قابل قبول نہیں کیونکہ امیرالمومنین کے ارشاد میں صرف سیرت و کردار کے اختلاف کا تذکرہ نہیں بلکہ صورت و شکل کے اختلاف کا بھی ذکر ہے اور صورت و شکل کے اختلاف کو نفس کے اختلاف کا نتیجہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔

بہرصورت انسانی صورت و سیرت کے اختلاف کی وجہ نفوس مدبرہ ہوں یا اجزاء عنصریہ ان کلمات سے نفی اختیار اور جبر کا توہم ہوتا ہے کہ اگر انسان کی فکری و عملی خصوصیات طینت کی کارفرمائی کی وجہ سے ہوتی ہیں تو وہ اپنے کو ایک معینہ سانچے میں ڈھالنے پر مجبور ہوگا کہ جس کی وجہ سے نہ اچھی خصلت پر تحسین و آفریں کا مستحق قرار پائے گا اور نہ بری خصلت پر نفرت و ملامت کے قابل سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ توہم غلط ہے کیونکہ یہ چیز اپنے مقام پر ثابت ہے کہ خداوند عالم جس طرح کائنات کی ہر چیز کو اس کے موجود ہونے کے بعد جانتا ہے اسی طرح اس کے موجود ہونے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سے پہلے بھی جانتا تھا۔ اور اس کے علم میں تھا کہ انسان اپنے ارادہ و اختیار سے کن چیزوں پر عمل کرے گا اور کن چیزوں کو ترک کرے گا تو قدرت نے اس کے اختیاری افعال کے لحاظ سے ویسی ہی اسے استعداد دے دی اور ویسی ہی طینت سے اسے خلق کر دیا اور یہ طینت ان افعال کے وقوع کی علت نہیں کہ انسان کو مجبور قرار دے کر اس سے اختیار کو سلب کر لیا جائے بلکہ مناسب طینت سے خلق کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ اس کے لیئے یہ چیز مانع نہیں ہوتا اور جس راہ پر وہ با اختیار خود چلنا چاہتا ہے۔ چلنے دیتا ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۲

قَالَهُ وَهُوَ يَلِي غُسْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَجْهِيزَهُ:-

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ۔ خَصَّصْتَ حَتّٰى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ حَتّٰى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً۔ وَلَوْلَا أَنَّكَ أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُونِ وَلَكَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا وَالْكَمَدُ مُحَايِقًا وَقَلَّا لَكَ، وَلٰكِنَّهُ مَا لَا يُمْلَكُ رَدُّهُ وَلَا يُسْتَطَاعُ دَفْعُهُ۔ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي اذْكُرْنَا عِنْدَ رَبِّكَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل و کفن دیتے وقت فرمایا:-

یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قرباں ہوں آپ کے رحلت فرما جانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ قطع ہو گیا جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا (آپ نے) اس مصیبت میں اپنے اہلبیت کو مخصوص کیا یہاں تک کہ آپ نے دوسروں کے غموں سے تسلی دے دی اور (اس غم کو) عام بھی کر دیا کہ سب لوگ آپ کے (سوگ میں) برابر کے شریک ہیں۔ اگر آپ نے صبر کا حکم اور نالہ و فریاد سے روکا نہ ہوتا تو ہم آپ کے غم میں آنسوؤں کا ذخیرہ ختم کر دیتے اور یہ درد منت پذیر درماں نہ ہوتا اور یہ غم و حزن ساتھ نہ چھوڑتا (پھر بھی یہ) گریہ و بکا اور اندوہ و حزن آپ کی مصیبت کے مقابلہ میں کم ہوتا لیکن موت ایسی چیز ہے کہ جس کا پلٹانا اختیار میں نہیں ہے اور نہ اس کا دور کرنا بس میں ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں ہمیں بھی اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِكَ۔ — پروردگار کے پاس یاد کیجیے گا اور ہمارا خیال رکھیے گا۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۲

اِقْتَصَّ فِيْهِ ذِكْرَ مَا كَانَ مِنْهُ بَعْدَ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ ثُمَّ لَحَاقِهٖ بِهٖ۔

فَجَعَلْتُ اَتَّبِعُ مَا خَذَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاَطَأُ ذِكْرَهٗ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى الْعَرَجِ (فِيْ كَلَامٍ طَوِيْلٍ):۔

قَالَ الشَّرِيْفُ (قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ:۔ فَاَطَأُ ذِكْرَهٗ مِنَ الْكَلَامِ الَّذِيْ رُمِيَ بِهٖ اِلٰى غَايَتَيِ الْاِيْجَازِ وَالْفَصَاحَةِ اَرَادَ اِنِّيْ كُنْتُ اُعْطٰى خَبَرَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْ بَدْءِ خُرُوْجِيْ اِلٰى اَنِ انْتَهَيْتُ اِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَكَنٰى عَنْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْكِنَايَةِ الْعَجِيْبَةِ)

اس[1] میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد اپنی کیفیت اور پھر ان تک پہنچنے کی حالت کا تذکرہ کیا ہے:۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ پر روانہ ہوا اور آپ کے چھوڑے کے خطوط پر قدم رکھتا ہوا مقام عرج تک پہنچ گیا۔

سید رضی کہتے ہیں کہ یہ ٹکڑا ایک طویل کلام کا جز ہے اور (فاطا ذکرہ) ایسا کلام ہے جس میں منتہا درجہ کا اختصار اور فصاحت ملحوظ رکھی گئی ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ ابتدائے سفر سے لے کر یہاں تک کہ میں اس مقام عرج تک پہنچا برابر آپ کی اطلاعات مجھے پہنچ رہی تھیں۔ آپ نے اس مطلب کو اس عجیب و غریب کنایہ میں ادا کیا ہے۔

---

[1] پیغمبر اسلام بعثت کے بعد تیرہ برس تک مکہ میں رہے یہ عرصہ آپ کی انتہائی مظلومیت و بے سروسامانی کا تھا۔ کفار قریش نے آپ پر وسائل معیشت کے تمام دروازے بند کر دیئے تھے اور ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا یہاں تک کہ آپ کی جان کے دشمن ہو کر اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح آپ کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کام تمام کر دیا جائے چنانچہ اس کے چالیس سرکردہ افراد دارالندوہ میں صلاح و مشورہ کے لیے جمع ہوئے اور یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک فرد منتخب کر لیا جائے اور وہ مل کر آپ پر حملہ کریں اس طرح بنی ہاشم یہ جرأت نہ کر سکیں گے کہ تمام قبائل کا مقابلہ کریں اور یہ معاملہ خون بہا پر ٹل جائے گا۔ اس قرار داد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ربیع الاول کی شب اول کو یہ لوگ پیغمبر کے گھر کے قریب گھات لگا کر بیٹھ گئے کہ جب حضرت بستر استراحت پر جائیں تو ان پر حملہ کر دیا جائے۔ ادھر قتل کی تیاری مکمل ہو چکی تھی ادھر قدرت نے کفار قریش کی تمام سازشوں سے آپ کو آگاہ کر دیا اور حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا کر مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا چنانچہ پیغمبر نے علی ابن طالبؑ کو بلا کر ان سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ اے علی تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ امیر المومنین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے سو جانے سے آپ کی جان بچ جائے گی فرمایا کہ ہاں۔ یہ سن کر امیر المومنین سجدہ شکر بجا لائے اور سر و تن کی بازی لگا کر رسولؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور پیغمبر مکان کے عقبی دروازے سے نکل گئے۔ کفار قریش جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے اور حملہ کے لیے پر تول رہے تھے کہ ابولہب نے کہا کہ رات کے وقت حملہ کرنا مناسب نہیں کیونکہ گھر میں عورتیں بچے ہیں جب صبح ہو تو حملہ کر دینا اور رات بھر ان پر کڑی نگرانی رکھو کہ ادھر ادھر نہ ہونے پائیں چنانچہ رات بھر وہ بستر پر نظریں جمائے رہے اور جب پو پھوٹی تو دبے پاؤں آگے بڑھے امیر المومنین نے ان کے قدموں کی چاپ سن کر چادر الٹ دی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ قریش آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے کہ یہ نظروں کا پھیر ہے یا حقیقت ہے مگر جب یقین ہو گیا کہ یہ علی ہیں تو پوچھا کہ محمدؐ کہاں ہیں، فرمایا کہ کیا مجھے سپرد کر گئے تھے جو مجھ سے پوچھتے ہو۔ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ تعاقب میں آدمی دوڑے، مگر غار ثور تک نشان قدم ملتا رہا اور اس کے بعد نہ نشان قدم تھا اور نہ غار میں چھپنے کے کچھ آثار تھے حیران و سراسیمہ ہو کر پلٹ آئے اور پیغمبر تین دن غار ثور میں گزار کر مدینہ کی طرف چل دیئے۔ امیر المومنین نے یہ تین دن مکہ میں گذارے، لوگوں کی امانتیں ان کے حوالے کیں اور پھر پیغمبر کی جستجو میں مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے، مقام عرج تک جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی ہے پیغمبر کا پتہ انھیں چلتا رہا اور ان کی تلاش میں قدم شوق اٹھتا رہا یہاں تک کہ بارہ ربیع الاول کو مقام قبا میں پیغمبر سے جا ملے اور پھر انہی کے ہمراہ مدینہ میں داخل ہوئے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۴

فَاعْمَلُوا وَاَنْتُمْ فِي نَفَسِ الْبَقَاءِ وَالصُّحُفُ مَنْشُورَةٌ، وَالتَّوْبَةُ مَبْسُوطَةٌ۔ وَالْمُدْبِرُ يُدْعَى، وَالْمُسِيءُ يُرْجَى، قَبْلَ اَنْ يَخْمُدَ الْعَمَلُ وَيَنْقَطِعَ الْمَهَلُ، وَيَنْقَضِيَ الْاَجَلُ، وَيُسَدَّ بَابُ التَّوْبَةِ وَتَصْعَدَ الْمَلَائِكَةُ۔

فَاَخَذَ اَمْرُؤٌ مِنْ نَفْسِهِ لِنَفْسِهِ، وَاَخَذَ مِنْ حَيٍّ لِمَيِّتٍ، وَمِنْ فَانٍ لِبَاقٍ، وَمِنْ ذَاهِبٍ لِدَائِمٍ۔ اَمْرُؤٌ خَافَ اللّٰهَ وَهُوَ مُعَمَّرٌ اِلٰى اَجَلِهِ وَمَنْظُورٌ اِلٰى عَمَلِهِ، اَمْرُؤٌ اَلْجَمَ نَفْسَهُ بِلِجَامِهَا وَزَمَّهَا بِزِمَامِهَا، فَاَمْسَكَهَا بِلِجَامِهَا عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ وَقَادَهَا بِزِمَامِهَا اِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ۔

اعمال بجالاؤ، ابھی جب کہ تم زندگی کی فراخی و وسعت میں ہو اعمال نامے کھلے ہوئے اور توبہ کا دامن پھیلا ہوا ہے۔ اللہ سے رُخ پھیر لینے والے کو پکارا جا رہا ہے اور گنہ گاروں کو امید دلائی جا رہی ہے قبل اس کے کہ عمل کی روشنی گُل ہو جائے اور مہلت ہاتھ سے جاتی رہے اور مدّت ختم ہو جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے اور ملائکہ آسمان پر چڑھ جائیں۔

چاہیئے کہ انسان خود اپنے سے اپنے واسطے اور زندہ سے مردہ کے لیے اور فانی سے باقی کی خاطر اور جانے والی زندگی سے حیاتِ جاودانی کے لیئے نفس و بہبود حاصل کرلے وہ انسان جسے ایک مدّت تک عمر دی گئی ہے اور عمل کی انجام دہی کے لیئے مہلت بھی ملی ہے اسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ مرد وہ ہے جو اپنے نفس کو لگام دے کر اور اس کی باگیں چڑھا کر اپنے قابو میں رکھے اور لگام کے ذریعہ اسے اللہ کی نافرمانیوں سے روکے اور اس کی باگیں تھام کر اللہ کی اطاعت کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ نمبر ۲۳۵

فِي شَانِ الْحَكَمَيْنِ وَذَمِّ اَهْلِ الشَّامِ:-

دونوں ثالثوں (ابو موسیٰ و عمرو ابن عاص) کے بارے میں اور اہل شام کی مذمّت میں فرمایا:-

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جُفَاةٌ طَغَامٌ، وَعَبِيدٌ أَقْزَامٌ جُمِّعُوا مِنْ كُلِّ أَوْبٍ، وَتُلُقِّطُوا مِنْ كُلِّ شَوْبٍ مِمَّنْ يَنْبَغِي أَنْ يُفَقَّهَ وَيُؤَدَّبَ، وَيُعَلَّمَ وَيُدَرَّبَ، وَيُوَلَّى عَلَيْهِ وَيُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهِ، لَيْسُوا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَلَا مِنَ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ۔

وہ تُند خو اوباش اور کمینے بد قماش ہیں کہ جو ہر طرف سے اکٹھا کر لیے گئے ہیں اور مخلوط النسب لوگوں میں سے چُن لیے گئے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جہالت کی بنا پر) اس قابل ہیں کہ انھیں (ابھی اسلام کے متعلق) کچھ بتایا جائے اور شائستگی، سکھائی جائے (اچھائی اور برائی کی) تعلیم دی جائے اور (عمل کی) مشق کرائی جائے اور ان پر کسی نگران کو چھوڑا جائے اور ان کے ہاتھ پکڑ کر چلایا جائے نہ تو وہ مہاجر ہیں نہ انصار اور نہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مدینہ میں فروکش تھے۔

أَلَا وَإِنَّ الْقَوْمَ اخْتَارُوا لِأَنْفُسِهِمْ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِمَّا يُحِبُّونَ وَأَنْتُمْ اخْتَرْتُمْ أَقْرَبَ الْقَوْمِ مِمَّا تَكْرَهُونَ وَإِنَّمَا عَهْدُكُمْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ:۔

"إِنَّهَا فِتْنَةٌ فَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ وَشِيمُوا سُيُوفَكُمْ"۔ فَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَقَدْ أَخْطَأَ بِمَسِيرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرَهٍ، وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهْمَةُ۔ فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهَلَ الْأَيَّامِ وَحُوطُوا قَوَاصِيَ الْإِسْلَامِ۔ أَلَا تَرَوْنَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى، وَإِلَى صَفَاتِكُمْ تُرْمَى۔

دیکھو! اہل شام نے تو اپنے لیے ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو ان کے پسندیدہ مقصد کے بہت قریب ہے اور تم نے ایسے شخص کو چنا ہے جو تمھارے ناپسندیدہ مقصد سے انتہائی نزدیک ہے۔ تم کو عبداللہ ابن قیس (ابو موسیٰ) کا کل والا وقت یاد ہو گا۔ (کہ وہ کہتا پھرتا تھا) کہ "یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہٰذا اپنی کمانوں کے چلّوں کو توڑ دو اور تلواروں کو نیاموں میں رکھ لو"۔ اگر وہ اپنے اس قول میں سچا تھا تو (ہمارے ساتھ) چل کھڑا ہونے میں خطاکار ہے جب کہ اس پر کوئی جبر بھی نہیں ہے اور اگر جھوٹا تھا تو اس پر (تمھیں) بے اعتمادی ہونا چاہیے لہٰذا عمرو ابن عاص کے ڈھکیلنے کے لیے عبداللہ ابن عباس کو منتخب کرو ان دنوں کی مہلت غنیمت جانو اور اسلامی (شہروں کی) سرحدوں کو گھیر لو کیا تم اپنے شہروں کو نہیں دیکھتے کہ ان پر حملے ہو رہے ہیں اور تمھاری قوت و طاقت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَذْكُرُ فِيهَا آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ:

وَهُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ وَمَوْتُ الْجَهْلِ يُخْبِرُكُمْ حِلْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ وَظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ وَصَمْتُهُمْ عَنْ حِكَمِ مَنْطِقِهِمْ لَا يُخَالِفُونَ الْحَقَّ وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ۔ هُمْ دَعَائِمُ الْإِسْلَامِ وَوَلَائِجُ الْاِعْتِصَامِ بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ فِي نِصَابِهٖ، وَانْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ مُقَامِهٖ، وَانْقَطَعَ لِسَانُهٗ عَنْ مَنْبَتِهٖ۔ عَقَلُوا الدِّينَ عَقْلَ وِعَايَةٍ وَرِعَايَةٍ، لَا عَقْلَ سَمَاعٍ وَرِوَايَةٍ فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ وَرُعَاتَهٗ قَلِيلٌ۔

خطبہ نمبر ۲۳۶

اس میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا:۔

وہ علم کے لیے باعث حیات اور جہالت کے لیے سبب مرگ ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا اور ان کی خاموشی ان کے کلام کی حکمتوں کا پتہ دیتی ہے۔ وہ نہ حق کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس میں اختلاف پیدا کرتے ہیں وہ اسلام کے ستون اور بچاؤ کا ٹھکانا ہیں ان کی وجہ سے حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی۔ انھوں نے دین کو سمجھ کر اور اس پر عمل کر کے اسے پہچانا ہے نہ صرف نقل و سماعت سے اسے جانا ہے یوں تو علم کے راوی بہت ہیں۔ مگر ان پر عمل پیرا ہو کر اس کی نگہداشت کرنے والے کم ہیں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَقَدْ جَاءَهٗ بِرِسَالَةٍ مِنْ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ يَسْأَلُهٗ فِيهَا الْخُرُوجَ إِلٰى مَالِهٖ بِيَنْبُعَ لِيَقِلَّ هَتْفُ النَّاسِ بِاسْمِهٖ لِلْخِلَافَةِ بَعْدَ أَنْ كَانَ

خطبہ نمبر ۲۳۷

جن دنوں میں عثمان ابن عفان محاصرہ میں تھے، تو عبداللہ ابن عباس ان کی ایک تحریر لے کر امیرالمومنین کے پاس آئے جس میں آپ سے خواہش کی تھی کہ آپ اپنی جاگیر ینبع کی طرف چلے جائیں تاکہ خلافت کے لیے جو حضرت کا نام پکارا جا رہا ہے اس میں کچھ کمی آجائے اور وہ ایسی درخواست

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سَالَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ :-

يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا يُرِيْدُ عُثْمَانُ اِلَّا اَنْ يَجْعَلَنِيْ جَمَلًا نَاضِحًا بِالْغَرْبِ اُقْبِلُ وَاُدْبِرُ، بَعَثَ اِلَيَّ اَنِ اخْرُجْ، ثُمَّ بَعَثَ اِلَيَّ اَنِ اقْدَمْ، ثُمَّ هُوَ الْاٰنَ يَبْعَثُ اِلَيَّ اَنِ اخْرُجْ۔ وَاللّٰهِ لَقَدْ دَفَعْتُ عَنْهُ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اٰثِمًا۔

پہلے بھی کر چکے تھے جس پر حضرت نے ابن عباس سے فرمایا:۔

اے ابن عباس! عثمان تو بس یہ چاہتے ہیں کہ وہ مجھے اپنا شتر آب کش بنائیں کہ جو ڈول کے ساتھ کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹتا ہے۔ انھوں نے پہلے بھی یہی پیغام بھیجا تھا کہ میں (مدینہ سے) باہر نکل جاؤں اور اس کے بعد یہ کہلوا بھیجا کہ میں پلٹ آؤں اب پھر وہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں (جہاں تک مناسب تھا) میں نے ان کو بچایا اب تو مجھے ڈر ہے کہ میں (ان کو مدد دینے سے) کہیں گنہ گار نہ ہو جاؤں۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

يَحُثُّ فِيْهِ اَصْحَابَهٗ عَلَى الْجِهَادِ۔

وَاللّٰهُ مُسْتَأْدِيْكُمْ شُكْرَهٗ وَمُوْرِثُكُمْ اَمْرَهٗ، وَمُمْهِلُكُمْ فِيْ مِضْمَارٍ مَحْدُوْدٍ۔ لِيَتَنَازَعُوْا سَبَقَهٗ۔ فَشُدُّوْا عُقَدَ الْمَآزِرِ، وَاطْوُوْا فُضُوْلَ الْخَوَاصِرِ، وَلَا تَجْتَمِعُ عَزِيْمَةٌ وَوَلِيْمَةٌ۔ مَا اَنْقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْيَوْمِ، وَاَمْحَى الظُّلَمَ لِتَنَاكِيْرِ الْهِمَمِ۔

خطبہ نمبر ۲۳۸

خداوند عالم تم سے ادائے شکر کا طلب گار ہے اور تمھیں اپنے اقتدار کا مالک بنایا ہے اور تمھیں اس زندگی کے محدود میدان میں مہلت دے رکھی ہے تاکہ سبقت کا انعام حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ کمریں مضبوطی سے کس لو اور دامن گردان لو۔ بلند ہمتی اور دعوتوں کی خواہش ایک ساتھ نہیں چل سکتی رات کی گہری نیند دن کی مہموں میں بڑی کمزوری پیدا کرنے والی ہے اور (اس کی) اندھیاریاں ہمت و جرأت کی یاد بہت مٹا دینے والی ہیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ مَصَابِيْحِ الدُّجٰى وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ط

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہج البلاغۃ

حصّہ سوئم

مکتوبات و رقعات

۷۹

ترجمہ

مولوی عبدالرزّاق خاں ملیح آبادی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

پہلا بول

علمائے عرب و عجم کا فیصلہ ہے کہ کلام اللہ اور کلام رسول اللہ کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کا کلام، افصح الکلام و ابلغ المقال ہے حضرت امیرؑ کی لسان امیر اللسان اور حضرت امیرؑ کا کلام امیر الکلام ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملاء اعلیٰ سے کوئی مقدس اور نورانی ہستی بول رہی ہے۔ لفظ تو بے شک انسانی لفظ ہیں۔ آواز بھی بے شک انسانی آواز ہے، مگر کلام کا انجام و نظام انسانی نہیں۔ ملکوتی ہے، چھوٹے سے چھوٹا فقرہ بھی اپنی جگہ ممتاز ہے۔ ایسا ممتاز کہ انسانی کلام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اللہ کی رحمتیں ہوں سید رضی پر کہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبوں، تحریروں اور جملوں کا ایک مجموعہ چھوڑ گئے "نہج البلاغہ" اسی مجموعہ کا نام ہے، یہ مجموعہ بلاشبہہ عربی ادب کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور اس سرمائے پر عربی زبان جتنا فخر کرے کم ہے "نہج البلاغہ" کا ایک ایک لفظ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس کے جس حصے میں تحریریں جمع کی گئی ہیں، انمول خزانہ ہے۔

ہر زبان میں نثر نے نظم کے بہت بعد ترقی کی ہے۔ قوم کی ذہنی پختگی اور تمدن کی ترقی کے ساتھ نثر آگے بڑھتی ہے عربی زبان میں نثر کا پہلا نمونہ "قرآن مجید" ہے مگر قرآن کی نثر ایسے اسلوب پر ہے کہ بقول ابن خلدون، فن انشا میں اسے رہنما بنایا نہیں جاسکتا۔ اس نثر کی پیروی انسانی طاقت سے باہر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے مراسلات / مکاتیب نہایت مختصر ہوتے تھے۔ اس لیے کہ نثر نے ابھی تک ترقی نہیں کی تھی۔ دفعتاً امیر المومنین علیہ السلام سے نثر شروع ہو جاتی ہے۔ یہ نثر صحیح معنی میں نثر ہے مگر ایسی نثر، جس پر ہر عربی نثر قربان کی جاسکتی ہے ——— امیر المومنین کی خطابت ایک معجزہ ہے، لیکن امیر المومنین کی انشا تو معجزے سے بھی بڑھ کر کوئی چیز ہے۔ ایسی بے تکلف، بلند، ٹھوس تحریر کی امیر المومنین سے پہلے عربی ادب میں مثال نہیں ملتی اور پھر تحریر بھی کیسی۔ ہر موضوع پر، ہر عنوان پر، اہم سے اہم سیاسی مسائل پر محیط، اعلیٰ سے اعلیٰ اخلاقی مواعظ پر حاوی طنزیہ بھی۔ ناصحانہ بھی۔ دل ملانے والی بھی۔ دل ہلا ڈالنے والی بھی۔ ایمان کی پرورش کرنے والی بھی، نفاق کو بے پردہ کر ڈالنے والی بھی، طویل سے طویل بھی، مختصر سے مختصر بھی مگر اس طرح کہ ہر لفظ فصاحت کا علمبردار، ہر جملہ بلاغت کا آئینہ دار بلکہ سچ تو یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت امیر المومنین کی کنیزیں ہیں جو ہر وقت تعمیل حکم کے لیے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں۔

اہل علم جانتے ہیں ایسی بلیغ تحریر کے ترجمے میں لوہے کے چنے چبانا پڑتے ہیں۔ پھر امیر المومنین کی تحریر کا ترجمہ کیسا ہوگا! یہ جانتے ہوئے بھی اپنی بے بضاعتی کا علم رکھتے ہوئے بھی، اس کٹھن مہم کا بیڑا میں نے اٹھایا میری اس جرأت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کی سفارش شاید یہ واقعہ کرے کہ اس ادبی خزانے کو اُردو میں منتقل کرنے کی اب تک کسی نے ہمت نہیں کی اور میری اس جرأت کی ذمہ داری سراسر بھائی مولانا غلام رسول صاحب فہر کے سر ہے۔ وہ ہمت نہ دلاتے، تو میں جرأت بھی نہ کرتا۔

ترجمہ جیسا بھی ہے، آپ کے سامنے ہے، اس میں خامیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ بات میرے لیے تسلی کی ہے کہ ترجمہ صحیح ہے۔ میں نے اُردو زبان کی سلامت بھی کہیں کہیں صحتِ ترجمہ پر قربان کر دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ترجمہ کو سامنے رکھکر عربی ادب کے شیدائی "نہج البلاغہ" کا مطالعہ کریں گے تو بہت فائدہ اٹھائیں گے۔

اس کتاب میں سلمان رضؓ فارسی کے نام ایک خط کے علاوہ جتنی تحریریں ہیں امیر المومنین کے آغاز خلافت سے شہادت تک کی ہیں، یعنی ۳۶ھ سے ۴۰ھ تک تقریباً چار برس کی مدت میں امیر المومنین نے یہ سب لکھا ہے۔ یا املا کر کے لکھایا ہے۔

سید رضی نے "نہج البلاغہ" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس لیے تیار نہیں کیا تھا کہ امیر المومنین کا سب کلام جمع کر دیں، بلکہ مقصود یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام چن لیا جائے۔ یعنی "نہج البلاغہ" امیر المومنین کے کلام کا مکمل مجموعہ نہیں ہے، بلکہ فصیح ترین کلام کا مجموعہ ہے، اسی لیے "نہج البلاغہ" میں پابندی نہیں کی گئی کہ مکمل تحریریں جمع کی جائیں۔ بہت سی نامکمل تحریریں بھی ہیں لیکن "نہج البلاغہ" کے شہرۂ آفاق شارح، ابن ابی الحدید نے اکثر نامکمل تحریریں مستند روایتوں سے مکمل کر دی ہیں۔

خاکسار

عبد الرزاق، ملیح آبادی

نئی دہلی، نومبر ۱۹۵۰ء

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

امیر المومنین علیہ السلام، خلافت کو اپنا ہی حق سمجھتے تھے، مگر قریش کو اندیشہ تھا کہ ایک دفعہ خلافت خاندان رسالت میں چلی گئی، تو پھر کبھی نہ نکلے گی، اور وہ اس سے کھیل نہ سکیں گے، اسی لیے قریش، خلافت کو اہل بیت سے دُور رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

جاہلیت میں بنی اُمیّہ نے قریش کی قیادت کی تھی۔ اب اسلام میں بھی سرداری چاہتے تھے پہلے دو خلفاء کے زمانے میں ابھر نہ سکے، مگر تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ — بنی امیّہ ہی میں سے تھے۔ اب امویوں کو اپنی سلطنت قائم کر لینے کا موقعہ ملا۔ اور انھوں نے طے کر لیا کہ حکومت ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔

خلافت کا معاملہ اب تک اس طرح طے ہوا کرتا تھا کہ مدینے کے اکابر مہاجرین وانصار کسی شخص پر اتفاق کر لیتے تھے اور اسی کو خلیفہ مان لیا جاتا تھا، مگر یہ دستور بنی امیّہ کے مفید مطلب نہ تھا کیونکہ حضرت عثمانؓ کے علاوہ تین ہی سربرآوردہ مہاجر باقی رہتے تھے علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ پرانے دستور کے مطابق انہی میں سے کوئی خلیفہ ہوتا۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اموی نہ تھا۔ یہ صورتِ حال بنی امیّہ کو منظور نہیں ہو سکتی تھی۔ ان کے مقاصد کے لیے ضروری تھا کہ پرانا دستور ٹوٹ جائے انتشار پیدا ہو، اور خلافت کا فیصلہ تلوار کے سپرد ہو جائے۔ امویوں کو انتشار اور خانہ جنگی میں اپنی کامیابی اس لیے دکھائی دیتی تھی کہ صوبوں کی حکومتیں، انہی کے ہاتھ میں تھیں اور اُن کے لیڈر امیر معاویہ بن ابی سفیان گورنر شام بہت طاقتور ہو چکے تھے۔

ایک طرف یہ اموی سیاست تھی، دوسری طرف اکابر مہاجرین میں طلحہؓ اور زبیرؓ بہت دولت مند ہو گئے تھے اور اقتدار حکومت میں نمایاں شرکت چاہتے تھے۔ یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو عثمانی حکومت کی خرابیاں اُچھالنے لگے اور لوگوں کو مخالفت پر اُبھارنے لگے۔

حضرت علیؓ کی پوزیشن یہ تھی کہ اپنا حق سمجھنے پر بھی خلافت حاصل کرنے کے لیے کوئی خفیہ یا علانیہ کوشش نہیں کر رہے تھے۔ عثمانی حکومت کی بدعنوانیوں سے نالاں ضرور تھے مگر تخریب نہیں، اصلاح چاہتے تھے۔ خلیفہ کو ایسے مشورے دیتے رہتے تھے کہ فتنوں کا ..... سدِّ باب ہو اور اُمّت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے، مگر یہ روش نہ طلحہؓ و زبیرؓ کو پسند تھی نہ بنی اُمیّہ کو۔ دونوں پارٹیاں، امیر المومنینؓ سے ناراضی میں متفق تھیں اور اس اتفاق نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ان میں سبز سبز ہمدردی پیدا کر دی تھی۔

حضرت عثمانؓ ستر برس کی عمر (۲۳ھ) میں خلیفہ ہوئے تھے۔ عمر کے ساتھ ساتھ حکومت میں بھی خرابیاں بڑھتی رہیں، لوگوں کو جو بڑی بڑی شکایتیں پیدا ہوئیں، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔ (۱) سب بڑے بڑے عہدے بنی امیہ کو دے دیئے حالانکہ یہ لوگ نہ صحابی ہیں، نہ اچھی سیرت رکھتے ہیں۔ (۲) مدینہ کے اطراف میں بہت بڑی چراگاہ، مسلمانوں پر بند کر کے اپنے اور بنی امیہ کے مویشیوں کے لیے خاص کر دی۔ (۳) اکابر مہاجرین و انصار سے صلاح و مشورہ لینا چھوڑ دیا (۴) مروان کے باپ، الحکم بن العاص کو مدینہ میں بلا لیا، حالانکہ رسول اللہ اسے جلاوطن کر چکے تھے اور حضرت عثمانؓ کی پیہم سفارش پر بھی اگلے خلفا نے اس کی واپسی منظور نہ کی تھی۔ (۵) مروان کو فتح افریقہ کا مال غنیمت بخش دیا۔ یہ بہت بڑی رقم تھی اور فدک بھی مروان کی جاگیر میں دے دیا (۶) ولید بن عقبہ، گورنر کوفہ نے نشے میں امامت کی۔ کوفہ والوں کی شورش پر اسے معزول تو کر دیا، مگر سزا دینے سے گریز ہوتا رہا (۷) حضرت ابوذر غفاریؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو محض اس لیے جلاوطن کر دیا کہ بنی اُمیہ کی دُنیا پرستی پر معترض تھے۔

حضرت عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود جیسے اکابر صحابہ کو ناحق بے دردی سے پٹوایا، شکایتیں غلط نہ تھیں مگر ایسی بھی نہ تھیں کہ اصلاح نہ ہو سکے اور معاملہ خلیفہ کے قتل تک پہنچ جائے۔ مگر طلحہؓ و زبیرؓ کی پارٹی انہی شکایتوں کو لے کر ورغلاتی رہی اور بنی امیہ کی پارٹی اور زیادہ اشتعال دلا کے برہمی و خانہ جنگی کے لیے زمین ہموار کرتی رہی۔

صوبوں کے مسلمان، اموی گورنروں سے پہلے ہی نالاں تھے۔ دفعتاً مدینہ سے ایک خط پہنچتا ہے:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مہاجرین اولین اور بقیہ اہل شوریٰ کی طرف سے صحابہ اور تابعین کے نام۔

"ہمارے پاس دوڑ کے پہنچو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو برباد ہونے سے بچا لو!"

"تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا دین بدل ڈالا گیا ہے۔ رسول اللہ کی سنت پلٹ دی گئی ہے اور اگلے خلفاء کے احکام ملیامیٹ کر دیئے گئے ہیں۔"

"اصحاب رسول اللہ اور تابعین بہ احسان میں سے جو کوئی ہمارا یہ خط پڑھے۔ ہم اسے خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ فوراً چل پڑے، یہاں آ جائے، ہم سے حق لے، اور ہمیں حق دے

"پس اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو بلا تاخیر ہمارے پاس چلے آؤ اور حق کو اسی شاہ راہ پر قائم کرو جس پر تم اپنے نبیؐ سے جدا ہوئے تھے اور جس پر اگلے خلفاء سے رخصت ہوئے تھے۔"

یہ پُراثر اور باغیانہ خط کس نے لکھا تھا؟ تاریخ جواب نہیں دیتی، لیکن یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ حضرت عثمان پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جب باغیوں کی سختیاں بہت بڑھ گئیں اور حضرت طلحہؓ نے روز روز کا انھیں منع کیا تو مالک ابن حارث اشتر نخعی نے یہی خط سب کے سامنے پیش کر کے طلحہؓ سے کہا: "اب آنسو بہاتے ہو، حالانکہ تم نے یہ خط بھیج کے ہمیں بلایا ہے"۔ مگر طلحہؓ نے خط سے قطعی لاعلمی ظاہر کی۔

ممکن ہے طلحہؓ و زبیرؓ کی پارٹی نے خط لکھا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اموی سازشیوں کی کارستانی ہو لیکن تاریخی واقعات پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ طلحہؓ و زبیرؓ کی پارٹی یہ تو چاہتی تھی کہ حضرت عثمانؓ کو پریشان کر کے زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرے۔ مگر شاید اس کے وہم میں بھی نہیں تھا کہ فتنے کی یہ آگ خلیفہ کو ہلاک اور امت کی وحدت کو بھسم کر کے رہے گی۔

بہرحال جب مذکورۂ بالا خط صوبوں میں پہنچا۔ تو ایک آگ سی لگ گئی اور شورہ پشت لوگ مدینے کو چل پڑے۔ مصر سے چھ سو آدمی آئے تھے ان میں سے چار سو کا سرغنہ، محمد بن حذیفہ تھا۔ یہ شخص بنی امیہ میں سے تھا۔ اور حضرت عثمانؓ ہی کی گود میں پلا تھا۔ خفا ہو کر مصر چلا گیا تھا اور اب اپنے محسن کے خلاف بغاوت پر تلا ہوا تھا۔ دراصل وہ بنی امیہ کی سیاست کو کامیاب بنا رہا تھا۔

مصر کے علاوہ بصرے اور کوفہ سے بھی شورش پسند آئے تھے۔ ان سب نے مدینہ پر فوجی قبضہ جما لیا اور حضرت عثمانؓ کو ان کے گھر میں نظربند کر دیا۔ مگر شروع شروع مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے، پڑھانے سے نہیں رُوکا، بلکہ خود بھی انہی کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔

محاصرے کے زمانے میں پہلا جمعہ آیا تو حضرت عثمانؓ نے اپنے اموی مشیروں کی اشتعال انگیزی سے سرکشوں کو برا بھلا ہی نہیں کہا، بلکہ ملعون بھی قرار دیا۔ اس پر مسجد میں ہلڑ مچ گیا، باغیوں نے نمازیوں کو رگید کے نکال دیا اور حضرت عثمانؓ پر ایسا غرغہ کیا کہ بیہوش ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے۔ حضرت علی اور طلحہ اور زبیر مزاج پرسی کو گئے۔ اموی لوگ حضرت عثمان کو گھیرے بیٹھے تھے۔ انھوں نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو تو کچھ نہیں کہا، لیکن حضرت علی کو مخاطب کر کے چلّانے لگے "تم نے ہمیں مار ڈالا ہے"۔

انہی دنوں ایک دفعہ حضرت عثمانؓ حضرت علیؑ کے گھر آئے اور اپنے رشتے کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ شورش پسندوں سے نجات کی تدبیر کریں۔ ساتھ ہی وعدہ کیا کہ آئندہ ہر مشورے پر عمل کریں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اس قسم کے وعدے آپ تو کر لیتے ہیں، مگر بعد میں مروان، معاویہ ابن عامر اور عبداللہ بن سرح کے کہے میں آ کر میرے کیے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔

پھر حضرت علیؑ، سربرآوردہ مہاجرین و انصار کے ساتھ، جن میں طلحہؓ اور زبیرؓ نہ تھے مصریوں سے ملے اور سمجھایا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مصری اس شرط پر راضی ہو گئے کہ حکومت کی اصلاح کی جائے مصر کے گورنر، عبداللہ بن سرح کو معزول اور اس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا جائے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ سب مان لیا اور مصری سرکش، محمد بن ابی بکر کے ساتھ اپنے وطن کو واپس ہو گئے۔ ۔ ۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کے مشورے سے حضرت عثمانؓ نے مسجد میں بڑی پُر اثر تقریر کی پچھلی غلطیوں کی معافی چاہی صاف لفظوں میں توبہ بھی کر لی۔ یہ اعلان بھی کر دیا "تمھارے سردار ضرور میرے گھر آئیں، جو کچھ کہنا ہو دل کھول کے کہیں۔ میں ہر ظلم، ہر شکایت دُور کر کے رہوں گا۔ ۔ ۔ ۔ بخدا میں تمھیں رضامند کر کے چھوڑوں گا۔ مروان اور اس کے رشتہ داروں کو الگ کر دوں گا"!

حاضرین پر گہرا اثر ہوا، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں مگر جب حضرت مسجد سے گھر پہنچے، تو مروان نے بولنے کی اجازت چاہی، حضرت کی بیوی نائلہ بنت الفرافصہ چیخ اٹھیں "چپ رہو، تم بڑے میاں کو قتل کرا کے اور ان کے بچوں کو یتیمی کا داغ دے کے چین لو گے امیر المومنین جو کچھ فرما آئے ہیں اب اس سے پھر جانا ان کی شان کے خلاف ہے"۔

مگر مروان نہ مانا، کہنے لگا "امیر المومنین! میرے ماں باپ قربان، بخدا میری کیسی آرزو ہے کہ آپ مسجد میں جو کچھ کہہ آئے ہیں ایسی حالت میں کہتے کہ آپ کے ہاتھ میں طاقت ہوتی، لیکن آپ کا یہ اعلان ایسی حالت میں ہوا ہے کہ آپ کو بے بس سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ تو کھلی ذلت ہے۔ بخدا گناہ پہ اڑے رہنا جس سے رجوع کیا جا سکتا ہے اس توبہ سے کہیں بہتر ہے جو مجبوری سے ہو۔ آپ جانتے بھی، کیا کر آئے ہیں؟ لوگوں کو اور بھی شیر کر آئے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔"!

حضرت نے جواب دیا "جو کچھ کہہ آیا ہوں، اب اس سے پھروں کیسے؟ میں نے تو وہی کیا ہے جو اچھا سمجھا تھا"!

مروان نے کہا "اچھا سمجھا تھا! مگر خبر بھی ہے کہ پہاڑ جیسی ایک بھیڑ آپ کے دروازے پر کھڑی ہے۔ کوئی ظلم کی شکایت کر رہا ہے، کوئی روپیہ پیسہ مانگتا ہے، کوئی عہدہ داروں کی معزولی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی خلافت مٹی میں ملا دی ہے آپ مضبوط رہتے تو یہ کچھ بھی نہ ہوتا

پھر مروان مجمع کے سامنے پہنچ گیا، اور اس نے جو کچھ کہا، اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

"تم کیوں آئے ہو، لوٹ مار کا ارادہ ہے؟ دُور ہو یہاں سے! خدا کی قسم، ہمارے منہ آؤ گے تو ہم چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں گے! خدا کی قسم ہم نہ مغلوب ہیں نہ کمزور ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جو سلطنت ہمارے ہاتھ میں آ چکی ہے اس کی حفاظت کس طرح کرنا چاہئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔"!

مروان کی تقریر سے لوگ بہت برہم ہوئے۔ بعضوں نے حضرت علی سے بھی شکایت کی تو آپ نے فرمایا:۔

"عجیب مشکل میں ہوں، گھر بیٹھ رہتا ہوں تو عثمان کہتے ہیں، مجھے چھوڑ دیا، بولتا ہوں اور بگڑی بننے لگتی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہے تو مروان آکے ان سے کھیلنے لگتا ہے۔ افسوس اس عمر اور صحبت رسول ؐ کے باوجود مروان کا کھلونا بن گئے ہیں!"

پھر حضرت علیؑ، حضرت عثمانؓ سے ملے اور جو کچھ ہوا تھا اس پر ناخوشی ظاہر کی۔ صاف کہہ دیا: "آئندہ دخل نہیں دوں گا!" آپ کے چلے جانے کے بعد حضرت عثمان کی بیوی نائلہ نے اپنے شوہر کو سمجھایا: "آپ تو مروان کے ہاتھ میں اپنی مہار دے چکے ہیں، جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے، خدا سے ڈریئے اگلے خلفا کی پیروی کیجیے، مروان ہی کے پیچھے چلتے رہیں گے، تو ضرور آپ کو قتل کرا کے رہے گا۔ اس کی عزت ہی کیا ہے بلکہ اس کی وجہ سے تو سب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ علیؑ کو منا لیجیے، دیر نہ کیجیے" ..... سوچیے تو ان کے کہتے ہی مصری باغی کس طرح لوٹ گئے؟"

حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؑ کو بلوایا، مگر وہ نہیں آئے۔ اس پر حضرت عثمانؓ رات کو چھپ کر ان کے گھر گئے اور الٹے شکایت کرنے لگے: "ابوالحسن! آپ نے مجھ سے بیوفائی کی ہے اور لوگوں کو میرے خلاف اُبھار دیا ہے!"

حضرت علیؑ نے جواب دیا: "خدا گواہ ہے، میں سب سے زیادہ آپ کی مدافعت کرتا رہا ہوں۔ لیکن خود آپ نے مجھے بے بس کر ڈالا ہے۔ آپ کی بھلائی کے لیے جو کچھ کرتا ہوں، مروان اس کے خلاف ہوتا ہے اور آپ میری نہیں مروان کی سنتے ہیں، ایسی حالت میں میرا دخل دینا بے سود ہے!"

حضرت علیؑ نے حمایت کرنا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ محاصرہ کرنے والوں نے حضرت عثمانؓ پر پانی بھی بند کر دیا۔ حضرت ام سلمہؓ مشک چھپائے لیے جا رہی تھیں، سرکش تاڑ گئے۔ مشک چھین لی اور خود ام المومنین کو تکلیف پہنچائی۔ حضرت علیؑ نے سُنا تو بہت غمگین ہوئے۔ طلحہؓ سے کہا پانی پہنچانا چاہیے، مگر طلحہؓ نے یہ بھی پسند نہ کیا، اس پر حضرت خود اُٹھے اور پانی پہنچا دیا۔

اب ایک نیا شگوفہ کھلتا ہے۔ حضرت علیؑ سمجھا بجھا کر مصریوں کو لوٹا چکے تھے، مگر تین دن بعد وہ پھر واپس آ گئے اور بتایا کہ رستے میں حضرت عثمانؓ کا غلام ملا اس کے پاس سے سیسے کی نلی میں چھپا ہوا خط نکلا۔ خط پر خلیفہ کی مہر ہے اور اس میں گورنر کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے سرداروں کے کوڑے لگائے جائیں۔ سر اور ڈاڑھیاں مونڈ کر ان کی تشہیر کی جائے، انھیں قید کیا جائے اور محمد بن ابی بکر کو قتل کر ڈالا جائے۔

بعض مصری حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور اصرار کیا کہ حضرت عثمان سے ملیں اور دیکھیں، یہ معاملہ کیا ہے حضرت علیؑ گئے، کچھ مصری بھی ساتھ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے قسم کھائی کہ وہ خط سے بالکل بے خبر ہیں۔ مصریوں نے کہا: یہ کیسی بات ہے؟ مروان اس قدر ڈھیٹ ہو گیا ہے کہ آپ کے نام سے فرمان لکھتا ہے آپ کے غلام کے ہاتھ بھیجتا ہے۔ سرکاری اونٹ پر غلام کو روانہ کر دیتا ہے لیکن آپ کو خبر تک نہیں ہوتی؛ دو میں سے ایک ہی بات ہو سکتی ہے آپ سچے ہیں یا جھوٹے۔ جھوٹے ہیں تو آپ کو معزول کر دینا قطعاً ضروری ہے کیونکہ آپ نے ہم بے گناہوں کو ناحق سزا دینے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اور قتل کر ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ اور سچے ہیں، تو بھی معزول ہونے کے مستحق ہیں کیونکہ خلافت کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے میں آپ کمزور ثابت ہو چکے ہیں۔ ایسے کمزور اور غافل آدمی کے ہاتھ میں خلافت چھوڑی نہیں جا سکتی۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آپ خود ہی خلافت سے دست بردار ہو جائیں!

حضرت عثمانؓ نے معزول ہونے سے انکار کر دیا اور کہا: "میں توبہ کر لوں گا" مصریوں نے جواب دیا "یہ پہلی غلطی ہوتی تو ہم بخوشی توبہ و انابت مان لیتے، مگر آپ توبہ بھی کرتے رہے ہیں اور توڑتے بھی رہے ہیں، اب ہم ہٹیں گے نہیں آپ کو معزول یا قتل کر کے ہی دم لیں گے آپ کے طرفدار سامنے آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے"

حضرت عثمانؓ نے جواب دیا: "میں نہ خلافت سے دست بردار ہوں گا، نہ کسی کو تم سے لڑنے کا حکم دوں گا" اس پر شور مچ گیا حضرت علی نے مصریوں کے تیور بگڑے دیکھے، تو انھیں باہر نکال کے خود اپنے گھر چلے گئے۔

لیکن حضرت عثمانؓ نے پھر اصرار کیا کہ بیچ میں پڑیں اور فسادیوں کو دور کر دیں۔ اس دفعہ بھی حضرت علیؓ کی کوشش سے فسادی اس شرط پر راضی ہو گئے کہ تین دن کے اندر تمام مظالم مٹا دیئے جائیں گے اور ناپسندیدہ گورنروں کو بھی معزول کر دیا جائے گا۔ حضرت عثمان نے اپنی منظوری عہدنامے کی صورت میں لکھ دی۔

تین دن گزر گئے اور اموی مشیروں نے کچھ نہ ہونے دیا، اب لوگ آپے سے باہر ہو کر حضرت عثمانؓ پر چڑھ دوڑے ان کا مطالبہ اب صرف یہ تھا، خلافت سے دست بردار ہو جاؤ۔

اسی دوران میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمانؓ کی حمایت میں باہر سے فوجیں آ رہی ہیں۔ یہ سن کر باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے دروازے پر ہلّہ بول دیا۔ خلیفہ کے طرفداروں نے تیر چلا کر ایک مخالف صحابی، کثیر بن الصلت کندی کو مار ڈالا۔ باغیوں کا مطالبہ ہوا کہ قاتل ان کے حوالے کر دیا جائے۔ مطالبہ نامنظور کیا گیا تو باغی اور زیادہ جوش میں آ گئے انھوں نے خلیفہ کے دروازے اور ڈیوڑھی میں آگ لگا دی۔ دروازہ جل گیا اور ڈیوڑھی گر پڑی۔ باغی گھر میں گھس پڑنا چاہتے تھے۔ مگر کچھ لوگ اب تک پر کھڑے تھے۔ آپس میں جھڑپ شروع ہو گئی، لیکن کچھ باغی چپکے سے پچھواڑے چلے گئے اور عمرو بن حزم کی چھت پر سے حضرت عثمانؓ کے مکان میں اتر گئے دروازے پر لوگوں کو اس وقت خبر ہوئی جب یہ اپنا کام کر چکے تھے۔ (ذی الحجہ ۳۵ھ)

خلیفہ کا قتل اور وہ بھی خلیفہ عثمانؓ کا قتل معمولی واقعہ نہ تھا۔ پھر اسلام میں یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ تھا اور بڑا ہی بھیانک تھا اسی لیے تعجب کیا جاتا ہے کہ ایسا بڑا واقعہ اتنی آسانی سے خود دارالخلافہ میں کیسے پیش آ گیا اور وہ بھی باہر کے غوغائیوں کے ہاتھ سے۔ لیکن تاریخی واقعات پر غور کرنے سے یہ تعجب دور ہو جاتا ہے۔

بات یہ ہے کہ مدینہ کی عام آبادی حضرت عثمانؓ سے روٹھ چکی تھی۔ اکابر صحابہ کے بڑے سردار طلحہؓ اور زبیرؓ بھی حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عثمانؓ کے سخت مخالف تھے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ خود بنو امیہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، انتشار اور خانہ جنگی چاہتے تھے۔ اسی لیے جب مصر کوفہ اور بصرہ کے شورہ پشتوں نے مدینہ کا رُخ کیا تو یہاں کسی نے انھیں روکنا ضروری نہ سمجھا۔ یہ سرکش آئے اور مدینہ پر چھا گئے۔ ان کی مجموعی تعداد سات یا نو سو تھی۔ سب لڑنے مرنے والے تھے۔ قابض ہو جانے کے بعد مدینہ والوں کا ان سے مقابلہ کرنا آسان نہ تھا۔ پھر وہ باغیوں کے ہاتھوں اصلاح کی اُمید بھی رکھتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ مدینہ میں اکیلے حضرت علیؓ ہی تھے۔ جو آخر تک اصلاح حال کی کوشش کرتے رہے۔ شورش پسند بھی حضرت کی عزت کرتے تھے، کیونکہ بے غرض یقین کرتے تھے مگر مدینہ پر شورش پسندوں کے قبضے کے بعد اکیلے حضرت علیؓ حضرت عثمان کو بچا نہیں سکتے تھے۔

وہ صرف بنی اُمیّہ تھے جو اس المیہ کو رُوک سکتے تھے۔ بنی امیہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جس راہ پر حضرت عثمانؓ کو لیے جا رہے ہیں، قتل پر ختم ہوگی۔ یہ جانتے ہوئے بھی بنی اُمیّہ نے پوری کوشش کی کہ حضرت عثمانؓ کی مسلمانوں سے صفائی نہ ہونے پائے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مدینہ میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر معترض ہونا شروع ہی کیا تھا کہ امیر معاویہ، شام سے آئے اور صحابہ کے ایک مجمع کو جس میں حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمان بن عوف اور عمار بن یاسر موجود تھے، اس طرح مخاطب کیا۔

"میں اپنے بوڑھے بزرگ کے حق میں نیک وصیت کرتا ہوں، یاد رکھو، اگر تمھاری آبادی میں انھیں قتل کر ڈالا گیا تو بخدا میں مدینہ کو پیدلوں اور سواروں سے بھر دوں گا۔۔۔۔!"

اسی مجلس میں ابن عباسؓ کو مخاطب کر کے، مگر حضرت علیؓ کو دھمکانے کے لیے کہا: "تم نے ایک ایسی آگ سلگائی ہے جو پانی سے نہیں بجھے گی"۔

معاویہ ابھی مدینہ ہی میں تھے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک دن اکابر صحابہ کو جمع کیا۔ حضرت علی کو خاص طور سے بُلایا اور کہنے لگے "میرا چچا زاد بھائی معاویہ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ معاویہ نے اپنی اس تقریر میں بھی حضرت علیؓ ہی کو دھمکیاں دیں کہ حضرت عثمانؓ کو کچھ ہو گیا، تو قیامت برپا کر دوں گا۔

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ معاویہ نے حضرت عثمانؓ سے کہا تھا کہ سب کچھ ٹھیک رہے گا اگر علی، طلحہ، اور زبیرؓ کی گردنیں مار دی جائیں اور جب حضرت عثمانؓ نے یہ منظور نہ کیا، تو معاویہ نے کہا، میں چار ہزار سپاہی آپ کی حفاظت کے لیے مدینہ بھیج دوں گا۔ حضرت نے یہ بھی قبول نہیں کیا تو صلاح دی کہ ان تینوں کو دُور دراز سرحدوں پر لڑنے کے لیے بھیج دیا جائے اور یہ بھی نہیں، تو مجھے اجازت دیجیے کہ آپ قتل ہو جائیں تو آپ کے خون کا دعویٰ کر دوں"۔

ان تصریحات سے صاف ظاہر ہے کہ معاویہ اور دوسرے بنی اُمیّہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کی راہ پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لیے جا رہے ہیں مگر یہ جانتے ہوئے بھی حفاظت کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ کیونکہ منصوبہ بھی یہی تھا کہ قتل کا واقعہ پیش آئے اور خانہ جنگی برپا کرنے کا موقعہ مل جائے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے محاصرے کے دنوں میں معاویہ سے فوجی مدد طلب کی تھی اور معاویہ نے ایک فوج بھی شام روانہ کر دی تھی۔ مگر اس ہدایت کے ساتھ کہ راستے میں ایک جگہ رُکی رہے اور نئے حکم کا انتظار کرے۔ فوج برابر پڑی رہی اور جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے، تو شام کو واپس چلی گئی۔ بہرحال قتل کے بعد لوگ کئی دن حیرت میں رہے، پھر مکہ ہوئی کہ کسی کو خلیفہ بنایا جائے۔ تین ہی صحابیوں کی طرف نگاہیں اُٹھ سکتی تھیں:۔ علیؑ، طلحہؓ، زبیرؓ، لیکن واقعہ قتل نے طلحہؓ اور زبیرؓ کا معاملہ بہت مشتبہ کر دیا تھا۔ اس لیے انھیں آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی، اور جب حضرت علیؑ کا نام آیا تو مخالفت کی جرأت بھی نہ کر سکے۔

بے حد انکار کے بعد امیرالمومنینؑ خلافت قبول کرنے پر راضی ہوئے۔ مسجد میں اجتماع ہوا اور حضرت نے خطبہ دیا۔

"یہ معاملہ میں پسند نہیں کرتا تھا، مگر تمھارا اصرار جاری رہا کہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لوں، تو سنو! میری حکومت خود آرائی کی حکومت نہ ہوگی بلکہ تمھارے مشورے سے چلے گی۔ بیت المال کی کنجیاں تو میرے پاس رہیں گی مگر ایک پیسہ بھی تمھاری مرضی کے بغیر نہ لوں گا۔ کیا تم یہ سُن کر بھی میری حکومت چاہتے ہو؟"

سب نے جوش سے ہامی بھر لی اور بیعت شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے طلحہؓ نے بیعت کی۔ ان کا داہنا ہاتھ شل تھا۔ اسی کو بڑھایا۔ اس پر کسی نے کہا "خدا خیر کرے شگون بُرا ہوا ہے لُنجا ہاتھ سب سے پہلے بڑھا ہے!"

بیعت کے بعد طلحہؓ اور زبیر نے کوفہ اور بصرہ کی گورنریاں طلب کیں۔ حضرت نے انکار کیا! تو مکہ جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت ان کے ارادوں سے واقف تھے، مگر آزادی میں خلل ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ اجازت دے دی۔

دراصل معاویہ کے خط دونوں کے پاس پہنچ چکے تھے۔ لکھا تھا کہ عثمانؓ کے خون کا دعویٰ کیا جائے۔ حضرت علیؑ کو خلافت سے بیدخل کر دیا جائے اور یہ دونوں باری باری خلیفہ بنیں۔ معاویہ نے یقین دلایا تھا کہ ان کی بیعت کر لیں گے اور ہر قسم کی مدد دیں گے۔ یہ بھی معاویہ ہی کا مشورہ تھا کہ مکہ جائیں جہاں یمن کا عثمانی گورنر ملے گا اور مالی مدد پیش کرے گا۔ حضرت عائشہؓ پہلے سے مکہ میں موجود تھیں اور حضرت علیؑ سے ان کا رنج بہت[1] پرانا تھا۔ معاویہ نے لکھا کہ انھیں بھی ملا لیا جائے۔ بنی اُمیہ کے اور لوگ بھی مکہ میں ہیں۔ وہ بھی ساتھ دیں گے۔ پھر سب مل کر عراق جائیں اور اس پر قبضہ کر لیں۔

---

[1] حضرت عائشہؓ پر جب بہتان لگایا گیا تو رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے بھی مشورہ لیا۔ انھوں نے کہا آپ کے لیے عورتوں کی کمی نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور امیرالمومنینؑ سے ناراض رہیں۔ پھر حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کہ بہت بڑا اور طاقتور مرکز ہے۔

معاویہ چاہتے تھے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ امیر المومنین سے ٹکرا جائیں۔ فریقین میں سے ایک ختم ہو جائے گا اور جیسے فتح ہوگی وہ بھی کمزور پڑ جائے گا اور معاویہ کو اپنی سلطنت قائم کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

معاویہ کی اسکیم کامیاب رہی۔ طلحہؓ اور زبیرؓ اپنی بیعت توڑ کے حضرت عائشہؓ اور بہت سے لوگوں کو لے کر بصرے کی طرف چل پڑے۔ امیر المومنین بھی مقابلے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے بصرہ کے سامنے دونوں فوجوں کا سامنا ہوا۔

امیر المومنین اب بھی خونریزی نہیں چاہتے تھے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ سے بات چیت کی۔ مصالحت کی اُمید بھی پیدا ہوگئی تھی کہ رات کے پچھلے پہر فوجوں میں خود بخود لڑائی چھڑ گئی۔ یہ کاروائی قاتلان عثمان کی ہوگی جو مصالحت میں اپنی موت یقین کرتے، یا پھر دونوں نے لڑائی کی آگ بھڑکا دی ہوگی۔

تاریخ میں یہ لڑائی، جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں اور یہ اونٹ علم کا کام دے رہا تھا۔ اس لڑائی میں دس ہزار مسلمان کام آئے مقتولوں میں طلحہؓ و زبیرؓ بھی تھے، خود اپنی فوج کے ایک تیر کا شکار ہو گئے[1] اور زبیرؓ کو جب وہ لڑائی سے کنارہ کر کے مدینہ جا رہے تھے، ایک آفاقی عرب نے دھوکے سے مار ڈالا۔

طلحہؓ و زبیرؓ کو اور بعد میں معاویہ کو امیر المومنین سے لڑنے کی کوئی جائز وجہ نہ تھی۔ . . . لوگ حضرت عثمانؓ کے خون کا دعویٰ لے کر اٹھے تھے اور مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ مگر ان کا دعویٰ غلط تھا اور مطالبہ نامعقول۔ طلحہؓ اور زبیرؓ عثمانؓ کے رشتے دار نہ تھے کہ خون کا دعویٰ کر سکتے۔ معاویہ اموی ضرور تھے مگر عثمانؓ کے وارث یہ بھی نہ تھے۔ ان کے مقابلے میں امیر المومنین کا جواب نہایت معقول تھا۔ فرماتے تھے۔ مدینہ کے صحابہ اور عام مسلمان مجھے خلیفہ تسلیم کر چکے ہیں۔ تم بھی میری بیعت و اطاعت قبول کر لو۔ پھر قاتلانِ عثمانؓ کا مقدمہ پیش کرنا۔ میں شریعت کے مطابق فیصلہ کر دوں گا۔ امیر معاویہ بھی خونِ عثمانؓ کے مطالبے کی کمزوری سمجھتے تھے۔ اسی لیے انھوں نے یہ دعویٰ بھی کر دیا کہ اہل مدینہ کی طرح اہل شام کو بھی خلافت کا معاملہ طے کرنے کا حق ہے۔ یعنی وہی بات جو ہم شروع میں کہہ آئے ہیں۔ خلافت کے بارے میں پرانے دستور کو توڑ دینا۔

چشمک رہتی تھی۔ جنگ جمل ختم ہونے پر انہی باتوں کی طرف یہ کہہ کر اشارہ کیا تھا "مجھ میں اور ان میں (امیر المومنین) شکوے شکایت اور جھگڑے اس لیے ہوئے کہ ہم محبت میں کمی پاتے تھے یا محبت میں اضافہ چاہتے تھے۔ بخدا مجھ میں اور علیؑ میں بس ویسا ہی رنج پیدا ہو گیا تھا جیسا کہ عورت میں اور اس کے دیوروں میں کبھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن اس پر بھی میں علیؑ کو نیکوکاروں میں سمجھتی رہی ہوں۔" حضرت امیر المومنین نے جواب دیا: "بخدا انھوں نے سچ کہا ہے۔ واقعی مجھ میں ان میں ویسی ہی بات تھی جیسی انھوں نے بتائی ہے۔ یاد رکھو یہ تمھارے نبی کی دنیا، آخرت میں بیوی ہیں۔" (شرح ابی الحدید)

[1] یہ تیر مروان نے چلایا تھا اور پکار اٹھا تھا "عثمانؓ کے قاتل کو قتل کر رہا ہوں"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

امیرالمومنین علیہ السّلام اور معاویہ میں کوئی مقابلہ نہ تھا۔ اسلام میں امیرالمومنین کا مرتبہ معلوم و مشہور ہے۔ دشمنوں کو بھی انکار کی جرأت نہ تھی لیکن ایک اور چیز بھی تھی۔ جو معاویہ کے پاس تھی۔ مگر امیرالمومنین کے پاس نہ تھی۔ وہ ڈپلومیسی تھی۔ معاویہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے سب کچھ جائز سمجھتے تھے۔ لیکن امیرالمومنین حق سے بال برابر ہٹنا بھی روا نہ رکھتے تھے۔

دولت کی بہتات مسلمانوں میں بہت سی خرابیاں پیدا کر چکی تھی۔ پہلے کی سی استقامت باقی نہ رہی تھی۔ معاویہ نے شام کے خزانے دنیا پرستوں کے لیے کھول رکھے تھے اور وہ معاویہ کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔ ان میں سب سے بڑی شخصیت فاتح مصر عمرو بن العاص کی تھی۔ عمرو حضرت عثمانؓ کے سب سے بڑے مخالفوں میں سے تھے اور ان کے قتل میں ان کے پروپگنڈے کا بڑا حصّہ تھا۔ مگر اب خانہ جنگی سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ اُنھیں صرف حکومتِ مصر کی طلب تھی۔ معاویہ نے دینے کا وعدہ کر لیا اور یہ معاویہ کے ہو گئے۔ معاویہ کی کامیابی میں عمرو بن العاصؓ کی ڈپلومیسی کا بڑا ہاتھ تھا۔

جنگ جمل کے بعد امیرالمومنینؓ کو صرف معاویہ سے نپٹنا رہ گیا تھا۔ جغرافیائی موقعہ کا خیال کر کے حضرت نے مدینہ کی بجائے کوفہ کو اپنا مرکز بنا لیا اور جنگی تیاریاں مکمل کر کے شام کی سرکوبی کو چل پڑے۔

صفین کے مقام پر رن پڑا، امیرالمومنینؓ نے معاویہ کو بار بار پیغام بھیجا، مسلمانوں کی خونریزی کیوں ہو رہی ہے۔ میدان میں نکل آؤ ہم تم لڑ کر فیصلہ کر لیں، معاویہ میں اتنی ہمت کہاں تھی! جانتے تھے کہ امیرالمومنین کے ہاتھ میں وہی تلوار موجود ہے، جو اُن کے نانا، ماموں، اور بھائی کے سر اُڑا چکی ہے۔

صفین کی لڑائی میں جب شامیوں کو اپنی بربادی کا یقین ہو گیا تو انھوں نے فریب سے کام لیا۔ نیزوں پر قرآن لٹکا کر بلند کر دیئے اور چلّانا شروع کیا "ہمارا تمھارا فیصلہ کتاب اللہ کر دے۔"!

معلوم ہوتا ہے امیرالمومنینؓ کی فوج میں معاویہ کے ایجنٹ موجود تھے اور اپنا کام کر رہے تھے۔ امیرالمومنین نے ہر چند سمجھایا کہ فتح آنکھوں کے سامنے ہے، قرآن دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ۔ مگر بہت سے فوجی سرداروں نے نصیحت ماننے سے صاف انکار کر دیا آخر لڑائی موقوف ہو گئی اور یقینی فتح ہاتھ سے نکل گئی۔

مگر کتاب اللہ کا فیصلہ کیسے ہو؟ طے پایا کہ فریقین اپنا اپنا نمائندہ مقرر کر دیں اور دونوں نمائندے مل کر جو متفقہ فیصلہ کریں اسے مان لیا جائے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص کو اپنا نمائندہ تجویز کیا۔ امیرالمومنین عبداللہ بن عباسؓ کو مقرر کرنا چاہتے تھے۔ مگر کوفہ والے پھر اڑ گئے کہ ابو موسیٰ اشعری کو نمائندہ بنایا جائے۔ ابو موسیٰ امیرالمومنین کے مخالف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

رہ چکے تھے، مگر کوفہ والوں کی ضد سے مجبور ہو کر حضرت نے انہی کو مقرر کر دیا۔ اب امیر المومنین کا نمائندہ ایسا شخص تھا۔ جو اسی قدر نہیں کہ مخالف رہ چکا تھا، بلکہ از حد سادہ لوح بھی تھا اس کے مقابلے میں معاویہ کا نمائندہ گرگ باراں دیدہ اور عرب کا مانا ہوا گھاگ تھا۔

عمرو نے ایک ہی دو ملاقاتوں میں ابو موسیٰ کو شیشے میں اتار لیا۔ یہ حضرت مان گئے کہ علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے مسلمانوں سے کہہ دیا جائے کہ کسی اور آدمی کو اپنا خلیفہ بنا لیں!

فیصلہ سننے کے لیے جب مسلمانوں کا اجتماع ہوا، تو عمرو نے یہ کہہ کر ابو موسیٰ کو آگے بڑھا دیا کہ بزرگ ہیں اور پہلے بولنے کا انہی کو حق ہے۔ یہ حضرت اور بھی رو میں آ گئے اور اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ علیؓ اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیا جائے۔ لہٰذا میں علیؓ کو معزول کرتا ہوں۔

ابو موسیٰ کے بعد عمرو نے کہا: تم سن چکے ہو کہ ابو موسیٰ اپنے آدمی علیؓ ابن ابی طالب کو معزول کر چکے ہیں میں بھی علی کو معزول کرتا ہوں لیکن معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہوں۔

"فیصلہ" محض ڈھکوسلا تھا، سب جان گئے۔ لیکن امیر المومنین کو اس سے بڑا نقصان پہنچا جمعیت میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہی لوگ جو کتاب اللہ کو حکم ماننے میں پیش پیش تھے، امیر المومنین کے جانی دشمن بن گئے۔ خارجیوں کا فرقہ انہی سے بنا۔ امیر المومنین کو بھی اس فرقہ سے لڑنا پڑا اور بعد کی مسلم حکومتوں کو بھی اس فرقے نے بہت پریشان کیا آج بھی یہ فرقہ عمان اور بعض دوسرے مقامات میں موجود ہے۔

"فیصلہ" تو ڈھونگ ہی تھا۔ مگر صفین کی جنگ ختم ہو گئی۔ اور معاویہ حتمی تباہی سے صاف بچ گئے۔ اب امیر المومنین نے کوفہ کا رُخ کیا اور معاویہ پر آخری ضرب لگانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہو چکی تھی اور یلغار شروع ہی ہونے والی تھی۔ کہ ایک خارجی عبد الرحمان بن ملجم نے دغابازی سے حملہ کر دیا، امیر المومنین شہید ہو گئے (رمضان ۴۰ھ)

ابن ملجم کی تلوار نے حضرت علیؓ کا کام تمام نہیں کیا بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ کو قتل کر ڈالا۔ تاریخ کا دھارا ہی بدل ڈالا۔ ابن ملجم کی تلوار نہ ہوتی۔ خلافت، منہاجِ نبوت پر استوار رہتی اور اُمّتِ مسلمہ سچ مچ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہو کر "شھداء علی الناس" کے منصب کی مالک بن جاتی۔ لیکن بدبخت ابن ملجم کی تلوار نے بنی اُمیّہ کی شہنشاہی اور اس کی تمام تخریبوں کے لیے راہ صاف کر دی۔ ابن ملجم کی تلوار سے "خیر امت" کا خاتمہ ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

(ابن سعد، طبری، ابو الفدا، یعقوبی۔ الامامۃ والسیاسۃ۔ اور دوسری کتب تاریخ کی طرف توجہ کیجئے۔

عبد الرزاق

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ كُتُبِ مَوْلَانَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَعْدَائِهِ وَأُمَرَاءِ بِلَادِهِ وَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ مَا اخْتِيرَ مِنْ عُهُودِهِ إِلَى عُمَّالِهِ وَوَصَايَاهُ لِأَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ۔

زیر نظر حصے میں امیر المومنین علیہ السلام کے مکاتیب، وصیت نامے اور احکامات کا انتخاب ہے جو آپ نے اپنے دشمنوں۔ گورنروں، اعزا اور احباب کو تحریر فرمائے ہیں۔

۱۔ اہلِ کوفہ کے نام

اصلی قصہ

مدینہ سے بصرہ روانہ ہوتے ہوئے امیر المومنین نے کوفہ والوں کے نام یہ خط لکھا[1]!

مدینہ سے اس روانگی کے بعد جنگ جمل پیش آئی۔ ع

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ جَبْهَةِ الْأَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ!

اللہ کے بندے علی، امیر المومنین کی طرف سے اہل کوفہ کے نام، جو مددگاروں میں پیش پیش اور عرب کے سرخیل ہیں،

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُخْبِرُكُمْ عَنْ أَمْرِ عُثْمَانَ حَتّٰى يَكُونَ سَمْعُهُ كَعِيَانِهِ إِنَّ النَّاسَ طَعَنُوا عَلَيْهِ فَكُنْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُهَاجِرِينَ أَكْثِرُ اسْتِعْتَابَهُ وَأُقِلُّ عِتَابَهُ وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنَ سَيْرِهِمَا فِيهِ الْوَجِيفُ وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ وَكَانَ مِنْ

اَمَّا بَعْدُ، میں عثمانؓ کا پورا معاملہ تمہارے سامنے اس طرح کھول کے رکھ دیتا ہوں، گویا تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔

لوگ عثمانؓ سے شاکی ہوئے۔ مہاجرین میں میری روش یہ تھی کہ عثمانؓ کی رضامندی زیادہ چاہتا تھا اور شکووں سے کم سروکار رکھتا۔ طلحہ اور زبیر کا ان کے ساتھ چلن، سرپٹ دوڑنا اور ہلکے سے ہلکا راگ، گلا پھاڑ کے چلانا تھا، عائشہؓ بھی ان کے

یہ خط امام حسنؑ اور جناب عمار یاسرؓ کے ہاتھ بھیجا تھا۔ م

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد وہ غلط فہمیاں رفع ہو جاتی ہیں جو قتل عثمان کے سلسلہ میں بعض مخصوص لوگوں نے پیدا کر دی تھیں کہ خدانخواستہ امیر المومنین کا دامن

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَائِشَةُ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ۔ فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ۔

بارے میں غصّے سے مغلوب ہوگئی تھیں۔ پھر یہ ہوا کہ ایک گروہ نمودار ہوا اور اُس نے عثمانؓ کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی۔ زبردستی اور جبر سے نہیں، بلکہ اپنی پوری رضامندی اور دل کی خوشی سے انھوں نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا

وَاعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهِجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا وَجَاشَتْ جَيْشَ الْمِرْجَلِ وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ وَبَادِرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ إِنْشَاءَ اللّٰهُ۔

اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ دارِ ہجرت (مدینے) کے باشندے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مدینہ کڑھاؤ کی طرح اُبل رہا ہے۔ امام کے خلاف بڑا فتنہ اُٹھایا گیا ہے لہٰذا اپنے امیر کی طرف کوچ کرنے میں جلدی کرو۔

۲ - فتح بصرہ کے بعد اہلِ کوفہ کو خط

وَجَزَاكُمُ اللّٰهُ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ أَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَامِلِينَ بِطَاعَتِهِ وَالشَّاكِرِينَ لِنِعْمَتِهِ فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ وَدُعِيتُمْ فَأَجَبْتُمْ۔

خدا تم اہلِ شہر کو تمھارے نبی کے اہلِ بیت کی طرف سے وہ بہترین صلہ بخشے، جو اپنی اطاعت میں سرگرموں اور اپنی نعمت کے شکر گذاروں کو بخشا کرتا ہے بے شک۔ تم نے کلم سُنا، اور تعمیل کی۔ دعوت تمھیں پہنچی اور تم نے لبیک کہا[1]

یہ امیر المؤمنین کی طرف سے اعتراف ہے۔ اس صدق و وفا کا جس کا مظاہرہ اہلِ کوفہ نے جناب امیر کے ساتھ کیا تھا۔
(رئیس احمد جعفری)

اس حادثہ سے وابستہ تھا (رئیس احمد جعفری) ۱۲ کوفے کے باشندوں نے جنگِ جمل میں امیر المومنین علیہ السّلام کا پورا ساتھ دیا تھا اور شجاعت کے بڑے جوہر دکھائے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۔ بیع نامہ

جو قاضی شریح بن حارث کے لیے تحریر فرمایا

رُوِیَ اَنَّ شُرَیْحَ بْنَ حَارِثٍ قَاضِیَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اشْتَرٰی عَلٰی عَهْدِهٖ دَارًا بِثَمَانِیْنَ دِیْنَارًا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَاسْتَدْعَاهُ وَ قَالَ لَهٗ: بَلَغَنِیْ اَنَّكَ ابْتَعْتَ دَارًا بِثَمَانِیْنَ دِیْنَارٍ وَ كَتَبْتَ لَهَا كِتَابًا وَ اَشْهَدْتَ فِیْهِ شُهُوْدًا ؟ فَقَالَ (لَهٗ) شُرَیْحٌ: قَدْ كَانَ ذٰلِكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ: فَنَظَرَ اِلَیْهِ نَظَرَ مُغْضَبٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ:-

روایت ہے امیر المومنین کے قاضی شریح بن حارث نے ایک مکان اسی دینار میں خریدا۔ امیر المومنین کو خبر ہوئی تو قاضی کو طلب کیا اور فرمایا سنا ہے "تم نے اسی دینار میں گھر مول لیا ہے ؟" شریح نے اقرار کیا، تو امیر المومنین نے غصہ کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا۔

یَا شُرَیْحُ اَمَا اِنَّهٗ سَیَاْتِیْكَ مَنْ لَا یَنْظُرُ فِیْ كِتَابِكَ وَلَا یَسْاَلُكَ عَنْ بَیِّنَاتِكَ حَتّٰی یُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصًا وَ یُسَلِّمَكَ اِلٰی قَبْرِكَ خَالِصًا فَانْظُرْ یَا شُرَیْحُ لَا تَكُوْنُ ابْتَعْتَ هٰذِهِ الدَّارَ مِنْ غَیْرِ مَالِكَ اَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَیْرِ حَلَالِكَ ! فَاِذَا اَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْیَا وَ دَارَ الْاٰخِرَةِ ! اَمَا اِنَّكَ لَوْ كُنْتَ اَتَیْتَنِیْ عِنْدَ شِرَائِكَ كَاشْتَرَیْتَ

اے شریح جلد ہی تیرے پاس وہ آپہنچے گا جو نہ تیری دستاویز دیکھے گا نہ تیرے گواہوں ہی کو پوچھے گا۔ وہ بس تجھے گھر سے بیک بینی و دو گوش نکال باہر کر کے سیدھا قبر میں پہنچا دے گا۔ اے شریح! اب تجھے سوچ لینا چاہیے کہ یہ گھر تو نے غیر کے مال سے تو خریدا نہیں ہے! اس کی قیمت حرام کی کمائی سے تو ادا نہیں کی ہے۔ ایسا ہوا ہے تو دنیا کا گھر بھی تو نے کھو دیا اور آخرت کا بھی۔ خریداری کے وقت تو میرے پاس آتا تو میں ایسی دستاویز لکھ دیتا کہ ایک درہم میں بھی تو یہ گھر خریدنا گوارا نہ کرتا۔ وہ دستاویز

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَابًا عَلَى هٰذِهِ النُّسْخَةِ
لَمْ تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هٰذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ
فَمَا فَوْقَ وَالنُّسْخَةُ (هٰذِهِ) "هٰذَا مَا
اشْتَرَى عَبْدٌ ذَلِيلٌ مِنْ عَبْدٍ قَدْ أَزْعَجَ
لِلرَّحِيلِ اشْتَرَى مِنْهُ دَارًا مِنْ دَارِ
الْغُرُورِ مِنْ جَانِبِ الْفَانِينَ وَخِطَّةِ
الْهَالِكِينَ وَتَجْمَعُ هٰذِهِ الدَّارَ
حُدُودًا أَرْبَعَةً: - اَلْحَدُّ الْأَوَّلُ يَنْتَهِي
إِلَى دَوَاعِي الْآفَاتِ، وَالْحَدُّ الثَّانِي:
يَنْتَهِي إِلَى دَوَاعِي الْمُصِيبَاتِ، وَالْحَدُّ
الثَّالِثُ: يَنْتَهِي إِلَى الْهَوَى الْمُرْدِي وَالْحَدُّ الرَّابِعُ
يَنْتَهِي إِلَى الشَّيْطَانِ الْمُغْوِي وَفِيهِ يُشْرَعُ بَابُ هٰذِهِ الدَّارِ

اِشْتَرَى هٰذَا الْمُغْتَرُّ بِالْأَمَلِ مِنْ هٰذَا
الْمُزْعَجِ بِالْأَجَلِ، هٰذِهِ الدَّارَ بِالْخُرُوجِ
مِنْ عِزِّ الْقَنَاعَةِ وَالدُّخُولِ فِي ذُلِّ الطَّلَبِ
وَالضَّرَاعَةِ فَمَا أَدْرَكَ هٰذَا الْمُشْتَرِيَ
فِيمَا اشْتَرَى مِنْهُ مِنْ دَرَكٍ فَعَلَى مُبَلْبِلِ
أَجْسَامِ الْمُلُوكِ وَسَالِبِ نُفُوسِ الْجَبَابِرَةِ
وَمُزِيلِ مُلْكِ الْقَرَاعِنَةِ. مِثْلِ كِسْرَى
وَقَيْصَرَ وَتُبَّعٍ وَحِمْيَرَ وَمَنْ جَمَعَ
الْمَالَ عَلَى الْمَالِ فَأَكْثَرَ وَمَنْ بَنَى

یہ ہے:-

"یہ ہے وہ جو ایک عاجز بندے نے ایک چل چلاؤ والے بندے سے خرید اہے اس گھر کی چوحدی اس طرح ہے:-

پہلی حد آفتوں کے اسباب پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری حد مصیبتوں کے اسباب پر ٹھہرتی ہے۔ تیسری حد منہ کے بل گرا دینے والی خواہشوں پر رُکتی ہے اور چوتھی حد گمراہ کرنے والے شیطان تک پہنچتی ہے اور اسی حد میں گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔

آرزو کے جال میں پھنسے ہوئے اس آدمی نے گھر کا سودا اُس آدمی سے کیا ہے۔ جس کا پیچھا موت کر رہی ہے اور قیمت یہ دی ہے کہ قناعت کی عزت تج کے خواہش طلب کی ذلت اوڑھ لی ہے! اگر اس بیع میں خریدار کا کوئی حق تلف ہو تو بادشاہوں کو گرانے والا، جباروں کی جان لینے والا، کسریٰ و قیصر، تبع و حمیر[1] جیسے فرعونوں کی بادشاہیاں مٹانے والا، بائع اور مشتری کو حساب و کتاب ثواب و عذاب کے دربار میں لے جا کے پیش کر دے جہاں اہل باطل کے لیے خسارہ ہی ہے

---

[1] یمن کے پرانے بادشاہ تبع کہلاتے تھے۔ حمیر بھی یمن ہی والے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَشَيَّدَ وَتَرَخْرَفَ وَنَجَّدَ وَادَّخَرَ وَاعْتَقَدَ وَنَظَرَ بِزَعْمِهِ لِلْوَلَدِ۔ اِشْخَاصُهُمْ جَمِيعًا اِلٰى مَوْقِفِ الْعَرْضِ وَالْحِسَابِ وَمَوْضِعِ الثَّوَابِ وَالْعِقَابِ اِذَا وَقَعَ الْاَمْرُ بِفَصْلِ الْقَضَاءِ (وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ)۔ شَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ الْعَقْلُ اِذَا خَرَجَ مِنْ اَسْرِ الْهَوٰى وَسَلِمَ مِنْ عَلَائِقِ الدُّنْيَا۔

عقل اس تحریر کی گواہ ہے۔ جب خواہش کی قید سے باہر اور علائق دنیا سے آزاد ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۔ ایک سپہ سالار[1] کے نام

فَاِنْ عَادُوْ اِلٰی ظِلِّ الطَّاعَةِ فَذٰلِكَ الَّذِیْ نُحِبُّ وَاِنْ تَوَافَتِ الْاُمُوْرُ بِالْقَوْمِ اِلَی الشِّقَاقِ وَالْعِصْیَانِ فَانْهَدْ بِمَنْ اَطَاعَكَ اِلٰی مَنْ عَصَاكَ وَاسْتَغْنِ بِمَنْ۔ اِنْقَادَ مَعَكَ عَمَّنْ تَقَاعَسَ عَنْكَ فَاِنَّ الْمُتَكَارِهَ مَغِیْبُهٗ خَیْرٌ مِنْ مَشْهَدِهٖ وَقُعُوْدُهٗ) اَغْنٰی مِنْ نُهُوْضِهٖ۔

اگر وہ سرکش اطاعت کی ٹھنڈک کی طرف لوٹ آئیں تو ہمیں یہی پسند ہے، لیکن اگر پھوٹ اور بغاوت پر ان کے دل جم چکے ہیں تو جو لوگ تمھاری فرمانبرداری کا دم بھر رہے ہیں۔ انھیں لے کر نافرمانوں کی سرکوبی پر اُٹھ کھڑے ہو، دیکھو، جو دِل سے تمھارے ساتھ ہیں انہی سے کام لینا، جو تم سے بدسلوکی کر رہے ہیں ان کی پروا نہ کرنا۔ جو شخص خوش دلی سے ہمارے ساتھ نہیں اُس کا نہ ہونا ہونے سے بہتر ہے اُس کا بیٹھے رہنا کھڑے ہونے سے زیادہ مفید ہے۔

---

[1] عثمان بن حنیف - م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۔ اشعث بن قیس کے نام

اشعث بن قیس، حضرت عثمانؓ کی طرف سے آذربائیجان کے حاکم تھے یہ خط انہی کے نام ہے۔[1]

وَإِنَّ عَمَلَكَ لَيْسَ لَكَ بِطُعْمَةٍ، وَلَكِنَّهُ فِي عُنُقِكَ أَمَانَةٌ، وَأَنْتَ مُسْتَرْعًى لِمَنْ فَوْقَكَ۔

تمہارا یہ عہدہ کوئی خوانِ نعمت نہیں ہے، بلکہ تمہارے گلے میں امانت ہے اور تم بالادست حاکم کے سامنے جواب دہ ہو، تمہارے

لَيْسَ لَكَ أَنْ تَفْتَاتَ فِي رَعِيَّةٍ وَلَا تُخَاطِرَ إِلَّا بِوَثِيقَةٍ وَفِي يَدَيْكَ مَالٌ مِنْ مَالِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنْتَ مِنْ خُزَّانِهِ حَتَّى تُسَلِّمَهُ إِلَيَّ وَلَعَلِّي أَنْ لَا أَكُونَ شَرَّ وُلَاتِكَ لَكَ وَالسَّلَامُ۔

ہاتھ میں جو مال ہے، خدا کا ہے تم اُس کے خزانچی ہو یہاں تک کہ اُسے میرے پاس پہنچا دو۔ امید ہے کہ میں تمہارے حق میں بُرا افسر ثابت نہ ہوں گا۔

---

[1] تم میں کچھ کمزوریاں نہ ہوتیں تو اس معاملے میں اوروں سے آگے ہوتے، لیکن اگر خدا کا خوف دل میں رکھو تو کیا عجب نئی صورتیں پیدا ہو جائیں۔ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ لوگوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ ان میں سب سے آگے تھے مگر بعد میں بے سبب پھر گئے اور ام المومنین کو پردے سے نکال کر بصرہ لے گئے۔ اس پر میں بھی مہاجرین و انصار کے ساتھ چلا ہمارا سامنا ہوا میں نے دعوت دی کہ اپنی بیعت میں واپس آجائیں۔ انھوں نے انکار کیا۔ میں نے دعوت میں کوتاہی نہیں کی اور جنگ میں بچ رہنے والوں سے نیک سلوک کیا اس خط کی یہ عبارت "الامامۃ والسیاسۃ" سے لی گئی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۔ معاویہ کے نام

اتمام حجت

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلَى مَا بَايَعُوهُمْ عَلَيْهِ. فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ وَإِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمُّوهُ إِمَامًا كَانَ ذَلِكَ لِلَّهِ رِضًا فَإِنْ خَرَجَ عَنْ أَمْرِهِمْ مُخْرِجٌ بِطَعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوهُ إِلَى مَا خَرَجَ مِنْهُ فَإِنْ أَبَى قَاتَلُوهُ عَلَى اتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ وَوَلَّاهُ اللَّهُ مَا تَوَلَّى.

وَلَعَمْرِي يَا مُعَاوِيَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِكَ دُونَ هَوَاكَ لَتَجِدَنِّي أَبْرَأَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ أَنِّي كُنْتُ فِي عُزْلَةٍ عَنْهُ إِلَّا أَنْ تَتَجَنَّى فَتَجْنِيَ مَا بَدَا لَكَ، وَالسَّلَامُ.

مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنھوں نے ابوبکرؓ عمرؓ، عثمانؓ سے بیعت کی تھی، لہذا نہ تو حاضر کے لیے حق باقی رہ گیا ہے کہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے کہ بیعت سے روگردانی کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لیے ہے اگر انھوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اسے امام قرار دے دیا۔ تو یہ اللہ کی اور پوری امت کی رضامندی کے لیے کافی ہے اب اگر امت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعتراض یا بدعت کی بنا پر خروج کرتا ہے تو مسلمان اُسے حق کی طرف لوٹا دیں گے جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ انکار کرے گا تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ کیونکہ اُس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور خدا اسے گمراہی کے حوالے کر دے گا۔

اور اے معاویہ! میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر تو نفس سے ہٹ کر عقل سے کام لے گا تو مجھے عثمانؓ کے خون سے بالکل بری الذمہ پائے گا اور جان جائے گا کہ میرا اس خون سے دُور کا بھی لگاؤ نہیں، یہ الگ بات ہے کہ تو اپنے مطلب کے لیے تہمتیں تراشے جو چاہے کرتا رہ!

اس مختصر سے مکتوب میں امیر المومنین نے جس طرح شوریٰ، انتخاب، اصول انتخاب، حدود اطاعت اور تمام امور مہمہ (جمہور) پر جامعیت کے ساتھ دینی اور شرعی طور پر روشنی ڈالی ہے وہ واقعی کلام کا اعجاز ہے!

(رئیس احمد جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۔ معاویہ کے نام خط

اَمَّا بَعْدُ؛ فَقَدْ اَتَتْنِی مِنْكَ مَوْعِظَةٌ مُوَصَّلَةٌ وَرِسَالَةٌ مُحَبَّرَةٌ نَمَّقْتَهَا بِضَلَالِكَ وَاَمْضَيْتَهَا بِسُوْءِ رَأْيِكَ وَكِتَابُ اِمْرِئٍ لَيْسَ لَهٗ بَصَرٌ يَهْدِيْهِ وَلَا قَائِدٌ يُرْشِدُهٗ قَدْ دَعَاهُ الْهَوٰى فَاَجَابَهٗ وَقَادَهُ الضَّلَالُ فَاتَّبَعَهٗ فَهَجَرَ لَاغِطًا (وَضَلَّ) خَابِطًا۔

وَمِنْ هٰذَا الْكِتَابِ۔

اِنَّهَا بَيْعَةٌ وَاحِدَةٌ لَا يَثْنِیْ فِيْهَا النَّظَرَ، وَلَا يُسْتَانَفُ فِيْهَا الْخِيَارُ اَلْخَارِجُ مِنْهَا طَاعِنٌ وَالْمُرَوِّیْ فِيْهَا مُدَاهِنٌ۔

اَمَّا بَعْدُ! تمہارا پُر فریب نصیحت نامہ اور بناوٹی سجاوٹ سے آراستہ خط ملا اسے تم نے اپنی گمراہی سے رچا اور اپنی بد باطنی سے بھیجا ہے۔ تمہارا یہ خط اس آدمی کا خط ہے، جس کے پاس نہ روشنی ہے کہ راہ دکھائے نہ رہبر ہے کہ رستہ دکھائے۔ خواہش نے اُسے پکارا اور جواب میں اُس نے بے تکلف لبیک کہہ دیا۔ گمراہی نے اُسے چلایا اور وہ گمراہی کے پیچھے لگ گیا۔ اسی لیے اس کا خط بے معنی اور باطل ہے۔

اسی خط میں۔

کیونکہ یہ تو ایک ہی بیعت ہے۔ (جو ہو چکی) جس میں نظر ثانی نہیں ہو سکتی، نہ نئے سرے سے اختیار کا حق ہے، جو اس سے نکل گیا وہ (اسلام پر) طعن کرتا ہے اور جو تردّد کرتا ہے وہ سہل انکار ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۸۰ جریر بن عبداللہ البجلی کے نام

بات ختم کرو

جریر بن عبداللہ کو جنھیں امیر المومنین علیہ السلام نے قاصد بنا کر شام بھیجا تھا، واپسی میں بڑی دیر ہوئی اس پر اُن کے نام یہ خط تحریر فرمایا:۔

اَمَّا بَعْدُ، فَاِذَا اَتَاکَ کِتَابِیْ فَاحْمِلْ مُعَاوِیَةَ عَلَی الْفَصْلِ، وَخُذْهُ بِالْاَمْرِ الْجَزْمِ ثُمَّ خَیِّرْهُ بَیْنَ حَرْبٍ مُجْلِیَةٍ اَوْ سِلْمٍ مُخْزِیَةٍ فَاِنِ اخْتَارَ الْحَرْبَ فَانْبِذْ اِلَیْهِ وَاِنِ اخْتَارَ السِّلْمَ فَخُذْ بَیْعَتَهُ وَالسَّلَامُ۔

امابعد، میرا خط پاتے ہی معاویہ کو صاف جواب دینے پر مجبور کر دو۔ پکی ٹھوس بات اس کے سامنے رکھ کے جواب طلب کرو۔ کہو کہ برباد کن جنگ اور رُسوا کن امن میں سے ایک کو اپنے لیے پسند کرلے جنگ کرے تو اُس سے لڑا جائے گا امن پسند کرے تو اس سے بیعت لے کر واپس چلے آؤ۔ والسلام[1]

---

[1] جریر کہتے ہیں میں جواب کے انتظار میں چار مہینے دمشق میں پڑا رہا مگر معاویہ ٹال مٹول کرتے رہے۔ دراصل وہ اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ پھر ایک دن ولید بن عتبہ کا خط آیا جس میں جوش دلانے والے شعر درج تھے۔

خط پڑھنے کے بعد معاویہ نے تہہ کیا ہوا ایک کاغذ مجھے دیا۔ جس پر لکھا تھا "معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف" میں سمجھا یہ امیر المومنین کے خط کا جواب ہے اور کاغذ لے کر چل پڑا۔ معاویہ نے میرے ساتھ قبیلہ عبس کے ایک آدمی کو بھی کر دیا تھا، ہم کوفہ پہنچے میرے سامنے ایسا معاملہ آیا ہے جس میں دل کے لیے صدمہ ہے اور بڑی بے عزتی ہے۔ امیر المومنین کا قتل ایسا واقعہ ہے کہ قریب ہے عظیم الشان پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۹۔ معاویہ کے نام خط

معاویہ نے لکھا تھا کہ قاتلین عثمان سپرد کیے جائیں۔ اسی کے ساتھ کچھ فخر بھی کیا تھا۔

جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا:۔

فَارَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا۔ وَاجْتِيَاحَ اَصْلِنَا، وَهَمُّوا بِنَا الْهُمُومَ، وَفَعَلُوا بِنَا الْاَفَاعِيلَ، وَمَنَعُونَا الْعَذْبَ، وَاَحْلَسُونَا الْخَوْفَ، وَاضْطَرُّونَا اِلٰى جَبَلٍ وَعْرٍ، وَاَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ۔ فَعَزَمَ اللّٰهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنْ حَوْزَتِهٖ وَالرَّمْيِ مِنْ وَرَاءِ حُرْمَتِهٖ مُؤْمِنُنَا يَبْغِي بِذٰلِكَ الْاَجْرَ، وَكَافِرُنَا يُحَامِي عَنِ الْاَصْلِ، وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ خَلْوٌ مِمَّا نَحْنُ فِيهِ بِحِلْفٍ يَمْنَعُهُ اَوْ عَشِيرَةٍ تَقُومُ دُونَهُ فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ اَمْنٍ۔

ہماری قوم نے ہمارے نبیؐ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، اور ہماری (آلِ محمدؐ کی) جڑیں اکھیڑنا چاہیں۔ ہمارے خلاف طرح طرح کے منصوبے باندھے۔ عجب عجب حرکتیں کیں، ہمیں میٹھے پانی (سکون) سے روک دیا، خوف و ہراس میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ ہمیں سخت (ناقابل عبور) پہاڑ پر چلنے کے لیے مجبور کیا۔ جنگ کی آگ بھڑکائی۔ لیکن خدا نے ہماری امداد کا ارادہ کیا، اور اپنے دین کو بچایا۔ اس کی عزت (بچانے) کے لیے تیر اندازی کی۔ (اس دور ابتلا میں) ہمارے مومن، انعام خداوندی اور کافر، خاندانی تعلق کی وجہ سے حمایت کرتے تھے۔ قریشیوں میں جو اسلام لے آئے، یا محفوظ کن عہد کر لیے۔ یا محافظ خاندان اور قبیلے رکھتے تھے، وہ قتل سے بچ گئے۔

وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ، وَاَحْجَمَ النَّاسُ قَدَّمَ اَهْلَ بَيْتِهٖ فَوَقَى بِهِمْ اَصْحَابَهٗ حَرَّ السُّيُوفِ وَالْاَسِنَّةِ فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ ابْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَقُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ اُحُدٍ، وَقُتِلَ جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا، کہ جب جنگ زور پر ہوتی اور لوگوں کے قدم رکنے لگتے تھے تو وہ اپنے اہل بیت کو آگے کر کے ساتھیوں کو تلوار اور نیزوں کی آنچ سے بچاتے تھے (چنانچہ اس سلسلہ میں) بدر کے دن عبیدہ بن حارث اور احد کے دن حمزہ اور جنگ موتہ میں جعفر قتل کیے گئے اور اگر میرا دل چاہے تو میں اس (علی) کا بھی نام لے دوں جس کا ارادہ (شہادت) اسی طرح تھا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَأَرَادَ مَنْ لَوْ شِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلُ الَّذِي أَرَادُوا مِنَ الشَّهَادَةِ وَلَكِنِ اجَالُهُمْ عُجِّلَتْ وَمَنِيَّتُهُ أُخِّرَتْ ـــ فَيَا عَجَبًا لِلدَّهْرِ إِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِي مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِي وَلَمْ تَكُنْ لَهُ كَسَابِقَتِي، الَّتِي لَا يُدْلِي أَحَدٌ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَا لَا أَعْرِفُهُ وَلَا أَظُنُّ اللهَ يَعْرِفُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ

جس طرح ان لوگوں سے کیا تھا، لیکن ان کی موتوں نے جلدی کی اور اس (علی) کی قضا پیچھے ہٹ گئی ـــ یہ دنیا کی بوالعجبی تو دیکھو! کہ میرا نام اس کے ساتھ لیا جاتا ہے جو دو قدم بھی میرے ساتھ نہیں چل سکتا۔ نہ اسے وہ پہل حاصل ہے جو مجھے حاصل ہے اور وہ بھی اس طرح کہ اس میں کوئی شخص بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ہاں کسی مدعی کے (غلط) دعوے کی اور بات ہے، جسے (بھی) میں نہیں جانتا۔ اور میرے خیال میں تو خدا کو بھی (کوئی ایسا مدعی) نہیں معلوم (دنیا میں کسی نے یہ دعویٰ کیا ہی نہیں بہرحال خدا کا شکر ہے۔

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ مِنْ دَفْعِ قَتَلَةِ عُثْمَانَ إِلَيْكَ: فَإِنِّي نَظَرْتُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلَمْ أَرَهُ يَسَعُنِي دَفْعُهُمْ إِلَيْكَ وَلَا إِلَى غَيْرِكَ، وَلَعَمْرِي لَئِنْ لَمْ تَنْزِعْ عَنْ غَيِّكَ وَشِقَاقِكَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ عَنْ قَلِيلٍ يَطْلُبُونَكَ، لَا يُكَلِّفُونَكَ طَلَبَهُمْ فِي بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ وَلَا جَبَلٍ وَلَا سَهْلٍ إِلَّا أَنَّهُ طَلَبٌ يَسُوءُكَ وِجْدَانُهُ، وَزَوْرٌ لَا يَسُرُّكَ لُقْيَانُهُ. وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ۔

اور یہ جو مطالبہ کیا ہے کہ: قاتلین عثمان تمھارے سپرد کر دوں"، تو میں نے اس پر غور کیا، میرے خیال میں تو ان کو تمھارے یا کسی غیر شخص کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی جان کی قسم! اگر تم اپنے گمراہی اور نافرمانی سے باز نہ آئے تو تم بہت جلد ایسے آدمیوں سے ملو گے جو تمھیں تلاش کر رہے ہوں گے، اور تمھیں ڈھونڈنے کی زحمت نہ دیں گے، نہ خشکی میں (دوڑائیں گے)، نہ سمندر میں، نہ پہاڑ میں، نہ ہموار زمین میں، مگر یہ ایسی طلب ہو گی جس کے پانے سے تمھیں تکلیف ہو گی اور ایسی طلب ہو گی جس سے مل کر تمھیں کوئی خوشی نہ ہو گی۔ لائق سلام پر خدا کی سلامتیاں ہوں۔ (م ح)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۰۔ معاویہ کے نام مکتوب

چیلنج

وَكَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا انْكَشَفَتْ عَنْكَ جَلَابِيبُ مَا أَنْتَ فِيهِ مِنْ دُنْيَا قَدْ تَهَجَّجَتْ بِزِينَتِهَا وَخَدَعَتْ بِلَذَّتِهَا، وَعَنْ قَلِيلٍ تَبْعَثُهَا وَأَمَرَتْكَ فَأَطَعْتَهَا وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَقِفَكَ وَاقِفٌ عَلَى مَا لَا يُنْجِيكَ مِنْهُ مُنْجٍ فَأَقْصِرْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ وَخُذْ أُهْبَةَ الْحِسَابِ وَشَمِّرْ لِمَا قَدْ نَزَلَ بِكَ وَلَا تُمَكِّنِ الْغُوَاةَ مِنْ سَمْعِكَ وَإِلَّا تَفْعَلْ أُعْلِمْكَ مَا أَغْفَلْتَ مِنْ نَفْسِكَ فَإِنَّكَ مُتْرَفٌ قَدْ أَخَذَ الشَّيْطَانُ مِنْكَ مَأْخَذَهُ وَبَلَغَ فِيكَ أَمَلَهُ وَجَرَى مِنْكَ مَجْرَى الرُّوحِ وَالدَّمِ وَمَتَى كُنْتُمْ يَا مُعَاوِيَةُ سَاسَةَ الرَّعِيَّةِ وَوُلَاةَ أَمْرِ الْأُمَّةِ بِغَيْرِ قَدَمٍ سَابِقٍ وَلَا شَرَفٍ بَاسِقٍ ؟ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ لُزُومِ سَوَابِقِ الشَّقَاءِ وَأُحَذِّرُكَ أَنْ تَكُونَ مُتَمَادِّيًا فِي غِرَّةِ الْأُمْنِيَّةِ مُخْتَلِفَ الْعَلَانِيَةِ وَالسَّرِيرَةِ۔

تم کیا کرو گے جب دنیا کا یہ خلعت جو پہنے ہو، اُتر جائے گا؟ دُنیا نے اپنی زینت کی نمائش کی، اپنی لذتوں کا جال بچھایا، اور تمھیں اپنی طرف پکارا اور تم دوڑ پڑے۔ دنیا نے تمھیں چلایا، اور تم اُس کے پیچھے چل پڑے، دنیا نے تمھیں حکم دیا اور تم اس کے فرماں بردار بن گئے۔ تم بھول گئے کہ کھڑا کرنے والا تمھیں جلد ہی وہاں کھڑا کر دے گا، جہاں کوئی سپر بھی نہ چھپا سکے گی۔ لہٰذا اس معاملے سے ہٹ جاؤ، حساب کی تیاری کرو اور اس بلائے عظیم سے بچاؤ کی تدبیر کر لو، جو تم پر نازل ہے۔ گمراہوں کی باتوں پر کان نہ دھرو۔ اپنی روش سے باز نہ آؤ گے تو سُن لو میں تمھارے حواس درست کر دوں گا۔ تم ہو کیا؟ محض عیش پسند آدمی۔ شیطان کے شکنجے میں پڑ چکے ہو۔ وہ تم میں اپنی آرزو پوری کر چکا ہے اور وہی تمھارا اوڑھنا بچھونا بن گیا ہے۔

اور اے معاویہ! یہ تو بتاؤ تم رعیت کے رہبر اور اُمت کی حکومت کے والی کب تھے؟ نہ اسلام میں تمھیں پیش قدمی حاصل ہوئی نہ جاہلیت ہی میں کسی بڑے شرف کے تم مالک بنے۔ خدا کی پناہ ہے بدبختی کے سوابق سے! اور دیکھو میں تمھیں جتائے دیتا ہوں ایسا نہ ہو تم آرزو کے دھوکے میں بڑھتے چلے جا رہے ہو اور تمھارا ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَدْ دَعَوْتَ إِلَى الْحَرْبِ فَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا وَاخْرُجْ إِلَيَّ وَاعْفِ الْفَرِيقَيْنِ مِنَ الْقِتَالِ لِيُعْلَمَ أَيُّنَا الْمَرِينُ عَلَى قَلْبِهِ وَالْمُغْطَى عَلَى بَصَرِهِ فَأَنَا أَبُو حَسَنٍ قَاتِلُ جَدِّكَ وَخَالِكَ وَأَخِيكَ شَدْخًا يَوْمَ بَدْرٍ وَذَلِكَ السَّيْفُ مَعِي، وَبِذَلِكَ الْقَلْبِ أَلْقَى عَدُوِّي! مَا اسْتَبْدَلْتُ دِينًا وَلَا اسْتَحْدَثْتُ نَبِيًّا وَإِنِّي لَعَلَى الْمِنْهَاجِ الَّذِي تَرَكْتُمُوهُ طَائِعِينَ وَدَخَلْتُمْ فِيهِ مُكْرَهِينَ۔

اور تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے۔ بہت اچھا سب لوگوں کو ایک طرف کرو اور میرے مقابلے پر نکل آؤ۔ ہماری فوجوں کو لڑائی سے معاف کر دیا جائے۔ ہم تم اکیلے ہی نپٹ لیں تاکہ ظاہر ہو جائے گمراہی کس کے دل پر چھا چکی ہے اور کون اندھا ہو گیا ہے۔

کیا تم بھول گئے کہ میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے بدر کی لڑائی میں تمھارے نانا۔ ماموں اور بھائی کے سر اڑا دیئے تھے، ۔ اسی دل کے ساتھ آج بھی نہ اپنا دین بدلا ہے نہ نبی اور جس راستہ پر استوار ہوں جسے تم اپنی مرضی سے چھوڑ چکے ہو اور جس پر اپنے دل کی خوشی سے قائم ہوئے تھے۔

وَزَعَمْتَ أَنَّكَ جِئْتَ ثَائِرًا بِعُثْمَانَ؛ وَلَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَقَعَ دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ إِنْ كُنْتَ طَالِبًا لَكَأَنِّي (قَدْ) رَأَيْتُكَ تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ إِذَا عَضَّتْكَ عَجِيجَ الْجِمَالِ بِالْأَثْقَالِ، وَكَأَنِّي بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُونِي جَزَعًا مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ وَالْقَضَاءِ الْوَاقِعِ وَمَصَارِعَ بَعْدَ مَصَارِعَ إِلَى كِتَابِ اللهِ۔ وَهِيَ كَافِرَةٌ جَاحِدَةٌ أَوْ مُبَايِعَةٌ حَائِدَةٌ۔

اور تم نے دعویٰ کیا ہے کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے اٹھے ہو مگر تمھیں خوب معلوم ہے کہ عثمانؓ کا خون کس جگہ ہے اگر واقعی اسی خون کے طالب ہو، تو وہاں طلب کرو۔ جہاں وہ ہے لیکن میں کچھ اور ہی دیکھ رہا ہوں کہ جب جنگ تمھیں اپنے دانتوں سے کاٹنے لگے گی تو تم بوجھل اونٹ کی طرح چیخ اٹھو گے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے آدمی تلواروں کی تابڑ توڑ مار سے حتمی موت سے اور کشتوں پر کشتوں کے نظارے سے کانپ کر مجھے کتاب اللہ کی طرف پکارنے لگیں گے حالانکہ وہ کتاب اللہ کے منکر ہو چکے ہیں، اسے ٹھکرا چکے ہیں۔ اپنی بیعت توڑ چکے ہیں۔

اس مکتوب کی فصاحت بلاغت سے قطع نظر اس کی معنویت، اس کا زور بیان اور اس کی افادیت خاص طور پر غور طلب ہے، وہی جوش ہے، جو حق کے مقابلہ میں حق کو عطا ہوتا ہے، وہی ولولہ ہے جو ناموافق حالات میں اور زیادہ ابھر جاتا ہے۔

(رئیس احمد جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۱۔ لشکر کو نصیحت

زیاد بن نضر اور شریح ابن ہانی کے دو اختلافی خطوں کے جواب سے
ہدایات جنگی کا اقتباس، یہ خط جنگ صفین سے پہلے لکھا گیا تھا۔

فَاِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ اَوْ نَزَلَ بِكُمْ فَلْيَكُنْ مُعَسْكَرُكُمْ فِي قُبُلِ الْاَشْرَافِ اَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ، اَوْ اَثْنَاءِ الْاَنْهَارِ، كَيْمَا يَكُوْنَ لَكُمْ رِدْاً، وَدُوْنَكُمْ مَرَدّاً وَلْتَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهٍ وَاحِدٍ اَوِ اثْنَيْنِ۔ وَاجْعَلُوْا لَكُمْ رُقَبَاءَ فِي صَيَاصِي الْجِبَالِ وَمَنَاكِبِ الْهِضَابِ، لِئَلَّا يَاْتِيَكُمُ الْعَدُوُّ مِنْ مَكَانِ مَخَافَةٍ اَوْ اَمْنٍ۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ مُقَدِّمَةَ الْقَوْمِ عُيُوْنُهُمْ، وَعُيُوْنُ الْمُقَدِّمَةِ طَلَائِعُهُمْ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّفَرُّقَ۔ فَاِذَا نَزَلْتُمْ فَانْزِلُوْا جَمِيْعاً وَاِذَا ارْتَحَلْتُمْ فَارْتَحِلُوْا جَمِيْعاً، وَاِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوْا الرِّمَاحَ كِفَّةً، وَلَا تَذُوْقُوا النَّوْمَ اِلَّا غِرَاراً اَوْ مَضْمَضَةً۔

جب دشمن کے سامنے اترنا، یا وہ تم پر آئے، تو تمھارا پڑاؤ بلند ٹیلوں یا پہاڑوں کے دامن یا نہر کے کناروں پر ہونا چاہیے، تاکہ تمھارے لیے حفاظت، اور تمھارے لیے مدد ہو، اور جنگ ایک یا دو رخوں سے ہو۔ اور پہاڑوں کی بلندیوں اور سطح ٹیلوں پر نگہبان مقرر کرو، تاکہ دشمن کسی کمیں گاہ یا محفوظ و بے خوف جگہ سے (اچانک) حملہ آور نہ ہو۔

اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فوج کا ہراول دستہ اس کا جاسوس، اور ہراول کے جاسوس اس کے فرستادے ہوتے ہیں۔ (اس لیے ان سب جاسوسوں کا انتظام رکھو) خبردار اختلاف اور پھوٹ نہ ہونے پائے، جب کہیں اترو، تو سب ساتھ اترو اور جب کوچ کرو تو ایک ساتھ۔

جب رات آجائے تو نیزوں سے اپنے گرد حلقہ بنالو، اور اس طرح سوؤ جیسے غرارہ یا کلی کرتے ہیں (ذرا سی جھپکی لو) اور اٹھ پڑو)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

معقل بن قیس الریاحی کو وصیّت

شام پر چڑھائی کرتے وقت تین ہزار فوج کا معقل بن قیس کو افسر بنا کر امیر المومنین نے یہ وصیّت فرمائی۔

اِتَّقِ اللّٰهَ الَّذِی لَابُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِهِ وَلَا مُنْتَهَى لَكَ دُوْنَهُ وَلَا تُقَاتِلَنَّ اِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ وَسِرِ الْبَرْدَيْنِ وَغَوِّرْ بِالنَّاسِ وَرَفِّهْ فِي السَّيْرِ وَلَا تَسِرْ اَوَّلَ اللَّيْلِ. فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَهُ سَكَنًا، وَقَدَّرَهُ مُقَامًا، لَا ظَعْنًا، فَارِحْ فِيْهِ بَدَنَكَ وَرَوِّحْ ظَهْرَكَ، فَاِذَا وَقَفْتَ حِيْنَ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ اَوْ حِيْنَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ فَسِرْ عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ فَاِذَا لَقِيْتَ الْعَدُوَّ فَقِفْ مِنْ اَصْحَابِكَ وَسَطًا وَلَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ دُنُوَّ مَنْ يُرِيْدُ اَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ وَلَا تَبَاعَدْ مِنْهُمْ تَبَاعُدَ مَنْ يَهَابُ الْبَاْسَ، حَتّٰى يَاْتِيَكَ اَمْرِیْ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَاٰنُهُمْ عَلٰى قِتَالِهِمْ قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَالْاِعْذَارِ اِلَيْهِمْ۔

خدا سے ڈرتے رہنا، اس سے ملنا لازمی ہے اور اس کے سوا کہیں تمہارا سفر ختم ہونے کا نہیں۔ اسی سے لڑنا جو تم سے لڑے دونوں ٹھنڈے وقت کوچ کرنا۔ دوپہر کو پڑاؤ کرنا اور شروع رات میں نہ چلنا۔ کیونکہ خدا نے رات سکون و قیام کے لیے بنائی ہے۔ سفر کے لیے نہیں۔ تمہیں اپنے جسم کو بھی آرام دینا چاہیے۔ اور اپنی سواری کو بھی۔ پھر جب پو پھٹے اور صبح ہو تو برکت الٰہی کے ساتھ کوچ کرنا اور جب دشمن کا سامنا ہو اپنے ساتھیوں کے بیچ میں ٹھہرنا دشمن کے اتنے نزدیک نہ ہو جانا کہ معلوم ہو کہ لڑائی شروع ہی کر دو گے اور نہ اتنے دور رہنا کہ شک گزرے۔ جنگ سے جی چرا رہے ہو۔ میرے حکم کا انتظار کرنا۔ عداوت تمہیں لڑائی شروع کرنے پر آمادہ نہ کر دے مگر ہاں یہ کہ دعوت دے کر عذر کا دروازہ ان پر پہلے بند کر چکے ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۳۔ دو فوجی افسروں کے نام

وَقَدْ أَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا وَعَلَى مَنْ فِي حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرِ فَاسْمَعَا لَهُ وَأَطِيعَا وَاجْعَلَاهُ دِرْعًا وَمِجَنًّا فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يُخَافُ وَهْنُهُ وَلَا سَقْطَتُهُ وَلَا بُطْؤُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعُ إِلَيْهِ أَحْزَمُ وَلَا إِسْرَاعُهُ إِلَى مَا الْبُطْءُ عَنْهُ أَمْثَلُ۔

میں نے تم پر اور تمہارے ساتھ کی فوجوں پر مالک بن حارث اشتر کو امیر مقرر کر دیا ہے۔ لہٰذا مالک کی سنو۔ ان کی نافرمانی نہ کرو اور انھیں اپنے لیے زرہ بناؤ۔ مالک اشتر ان لوگوں میں ہیں جن سے اندیشہ نہیں کیا جا سکتا نہ کمزوری کا، نہ غلطی کا، نہ جلدی کے موقع پر سستی کا نہ دھیرج کے موقع پر جلد بازی کا۔

۱۴۔ جنگ صفین شروع ہونے سے پہلے فوج کو وصیت

لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللهِ عَلَى حُجَّةٍ وَتَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَى لَكُمْ عَلَيْهِمْ فَإِذَا كَانَتِ الْهَزِيمَةُ بِإِذْنِ اللهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِرًا وَلَا تُصِيبُوا مُعْوِرًا وَلَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ، وَلَا تَهِيجُوا النِّسَاءَ بِأَذًى وَإِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ وَسَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ فَإِنَّهُنَّ ضَعِيفَاتُ الْقُوَى وَالْأَنْفُسِ وَالْعُقُولِ إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ بِالْكَفِّ عَنْهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمُشْرِكَاتٌ وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَنَاوَلُ الْمَرْأَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْفِهْرِ أَوِ الْهِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ۔

لڑائی میں تم پہل نہ کرو۔ دشمن کو پہل کرنے دو۔ اس لیے کہ تم بحمداللہ حق و حمایت پر استوار ہو۔ ان کے حملے سے پہلے تمہارا حملہ نہ کرنا ان پر تمہاری طرف سے ایک اور حجت ہو جائے گا۔ اگر بحکم خدا دشمن کو شکست ہو تو نہ بھاگنے والے کو قتل کرنا۔ نہ ہتھیار ڈال دینے والے کو۔ نہ کسی زخمی کو مارنا۔ نہ کسی عورت کو ستانا اگرچہ وہ تمہیں گالیاں دیں اور تمہارے افسروں کو کوسیں۔ عورتیں کمزور ہوتی ہیں اپنے جسم میں بھی، نفس میں بھی، ہمیں عورتوں سے تعرض نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، حالانکہ وہ مشرک تھیں۔ جاہلیت میں بھی۔ اگر کوئی آدمی عورت کو پتھر یا لاٹھی سے مار دیتا تھا تو خود بھی رسوا ہو جاتا تھا اور اس کی نسلوں کو بھی نام دھرا جاتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۵۔ مقابلے کے وقت

جب دشمن سے لڑنے تشریف لے جاتے تھے، تو فرماتے تھے!

اَللّٰھُمَّ! اِلَیْکَ اَفْضَتِ الْقُلُوْبُ، وَمُدَّتِ الْاَعْنَاقُ، وَشَخَصَتِ الْاَبْصَارُ وَنُقِلَتِ الْاَقْدَامُ، وَاُنْضِیَتِ الْاَبْدَانُ

خدایا! دل تیری (ہی) طرف جھکتے ہیں۔ گردنیں تیری ہی طرف اٹھتی اور نگاہیں تیری ہی طرف اُٹھتی ہیں، تیری راہ میں قدم چلنے اور بدن کمزور کیے جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ!
قَدْ صَرَّحَ مَکْنُوْنُ الشَّنَاٰنِ. وَجَاشَتْ مَرَاجِلُ الْاَضْغَانِ.

اے اللہ!
چھپے ہوئے کینے کھل گئے، دشمنوں کی پتیلیاں (سینے) کھول رہی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ!
اِنَّا نَشْکُوْ اِلَیْکَ غَیْبَۃَ نَبِیِّنَا، وَکَثْرَۃَ عَدُوِّنَا، وَتَشَتُّتَ اَھْوَائِنَا۔

معبود!
اپنے نبی کی غیبت، دشمنوں کی زیادتی، جذبات کے انتشار پر فریاد۔

رَبَّنَا!
اَفْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔

خدایا!
ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کو فتح دے کہ تو بہترین فتح دینے والا ہے"

(ص ۷۰ - ۸۹)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۶۔ ساتھیوں سے

جنگ کے موقع پر حضرت اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے

لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ، وَلَا جَوْلَةٌ بَعْدَهَا حَمْلَةٌ، وَاَعْطُوا السُّيُوفَ حُقُوقَهَا، وَوَطِّئُوا لِلْجُنُوبِ مَصَارِعَهَا، وَاذْمُرُوا اَنْفُسَكُمْ عَلَى الطَّعْنِ الدَّعْسِيِّ، وَالضَّرْبِ الطِّلَحْفَى وَاَمِيتُوا الْاَصْوَاتَ فَاِنَّهُ اَطْرَدُ لِلْفَشَلِ فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَا النَّسَمَةَ، مَا اَسْلَمُوا، وَلٰكِنِ اسْتَسْلَمُوا، وَاَسَرُّوا الْكُفْرَ فَلَمَّا وَجَدُوا اَعْوَانًا عَلَيْهِ اَظْهَرُوهُ!

(اگر وقت پڑ جائے تو) دوبارہ حملے کے لیے پیچھے ہٹنا اور فرار کر کے دشمن پر ہجوم کرنا ناگوار (و ہمت شکن) نہ ہو۔ اور تلواروں کو ان کا حصّہ (دشمن) دے دو۔ (یہ حسرت نہ رہے کہ کاش تلوار چلاتے) اور انھیں ان کی قتل گاہ (زمین) پر پہنچا دو۔ اپنے دل کو سخت و خطرناک نیزہ بازی مضبوط شمشیر زنی کے لیے تیار کر لو۔ آوازیں دبا دو (خاموش رہو) کہ پریشانی و خوف کو دُور کرنے والی چیز ہے۔ دانوں کو چاک اور انسان کے پیدا کرنے والے کی قسم! یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں۔ ہاں ظاہر تو یہی کیا مگر کفر چھپا لیا ہے، جب بھی اس کے طرفدار مل جائیں گے۔ یہ کفر کو ظاہر کر دیں گے!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۷۔ معاویہ کو جواب

سوال امارت شام غلط ہے!

فَأَمَّا طَلَبُكَ إِلَيَّ الشَّامَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ أَمْسِ وَأَمَّا قَوْلُكَ "إِنَّ الْحَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ إِلَّا حُشَاشَاتِ النُّفُوسِ بَقِيَتْ" أَلَا وَمَنْ أَكَلَهُ الْحَقُّ فَإِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ فَإِلَى النَّارِ۔ وَأَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَسْتَ بِأَمْضَى عَلَى الشَّكِّ مِنِّي عَلَى الْيَقِينِ۔ وَلَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ۔ وَأَمَّا قَوْلُكَ "إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ فَكَذَلِكَ نَحْنُ وَلَكِنْ لَيْسَ أُمَيَّةُ كَهَاشِمٍ وَلَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَلَا أَبُو سُفْيَانَ كَأَبِي طَالِبٍ وَلَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيقِ وَلَا الصَّرِيحُ كَاللَّصِيقِ، وَلَا الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُدْغَلِ وَلَبِئْسَ الْخَلَفُ (خَلْفٌ) يَتْبَعُ سَلَفًا هَوَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔

وَفِي أَيْدِينَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِي

تمہاری یہ خواہش کہ شام تمہیں دے دوں! تو میں آج وہ چیز دینے کا نہیں جس سے کل انکار کر چکا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کو کھا ڈالا ہے اور اب کچھ سانسیں ہی باقی رہ گئی ہیں تو سن لو جسے حق نے کھایا ہے وہ جنت سے شاد کام ہو چکا ہے اور جسے باطل نے کھایا ہے وہ دوزخ کا ایندھن بن گیا ہے! اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم دونوں جنگ اور فوج میں برابر ہیں تو سمجھ لو۔ تم شک پر اس قدر تیز نہیں چل سکتے جس قدر تیز میں یقین پر چل سکتا ہوں۔ پھر شام والے دنیا کے اتنے خواہش مند نہیں جتنے عراق والے جنت کے خواہشمند ہیں اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں تو یہ سچ ہے، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ نہ اُمیہ ہاشم کے برابر ہے، نہ حرب عبد المطلب کے برابر، نہ ابوسفیان ابوطالب کے برابر ہے، نہ طلیق، مہاجر کے برابر، نہ باطل والا حق والے کے برابر ہے، نہ مفسد مومن کے برابر۔ وہ نسل کیسی بُری ہے جو ان بزرگوں کے پیچھے آئی ہے جو جہنم میں گر چکے ہیں۔

اور تمہیں یہ تو یاد ہی نہ رہا کہ ہمارے ہاتھ میں نبوت کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَذَلَّنَا بِهَا الْعَزِيزَ وَنَعَشَنَا بِهَا الذَّلِيلَ
وَلَمَّا أَدْخَلَ اللهُ الْعَرَبَ فِي دِينِهِ
أَفْوَاجًا، وَأَسْلَمَتْ لَهُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ
طَوْعًا وَكَرْهًا كُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِي
الدِّينِ إِمَّا رَغْبَةً وَإِمَّا رَهْبَةً عَلَى
حِينَ فَازَ أَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ
وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ
بِفَضْلِهِمْ فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ
فِيكَ نَصِيبًا وَلَا عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلًا

فضیلت بھی ہے۔ اسی نبوّت کے ذریعے ہم نے طاقتوروں کو نیچا دکھایا، اور گرے ہوؤں کو سربلند کر دیا اور جب خدا نے عرب کو جو ق در جو ق اپنے دین میں داخل کیا اور یہ قوم اسلام کے آگے خوشی یا ناخوشی سے جھک گئی تو تم ان لوگوں میں سے تھے جو دین میں طمع یا خوف سے داخل ہوئے تھے اور یہ بھی اس وقت جب دین میں سبقت کرنے والے سبقت لے جا چکے تھے اور مہاجرین اولین فضیلت سے شادکام ہو چکے تھے تو اب تمہارے لیے سب سے اچھی بات یہ ہے کہ شیطان کو اپنے دل کا حصّہ دار نہ بناؤ اور اپنے آپ پر اُسے چھا جانے کا موقعہ نہ دو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۸۔ گورنر بصرہ، عبداللہ بن عباس کے نام[1]

بنی تمیم کی سفارش

وَاعْلَمْ اَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ اِبْلِيْسَ وَمَغْرِسُ الْفِتَنِ فَحَادِثْ اَهْلَهَا بِالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَاحْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوْبِهِمْ۔

تمھیں جاننا چاہیئے کہ بصرہ وہ جگہ ہے جہاں ابلیس اترتا ہے اور جہاں فتنوں کی کھیتی ہوتی ہے۔ تم بصرہ والوں سے اچھا سلوک کرو۔ ان کے دلوں سے خوف کی گرہیں نکال دو۔

وَقَدْ بَلَغَنِيْ تَنَمُّرُكَ لِبَنِيْ تَمِيْمٍ وَغِلْظَتُكَ عَلَيْهِمْ (وَ) اِنَّ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ اِلَّا طَلَعَ لَهُمْ اُخْرٰى وَاِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوْا بِوَعْمٍ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَا اِسْلَامٍ وَاِنَّ لَهُمْ بِنَا رَحِمًا مَاسَّةً وَقَرَابَةً خَاصَّةً نَحْنُ مَاجُوْرُوْنَ عَلٰى صِلَتِهَا وَمَاْزُوْرُوْنَ عَلٰى قَطِيْعَتِهَا فَارْبَعْ اَبَا الْعَبَّاسِ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيْمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ وَيَدِكَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ، فَاِنَّا شَرِيْكَانِ فِيْ ذٰلِكَ وَكُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّيْ بِكَ وَلَا يَفِيْلَنَّ رَاْيِيْ فِيْكَ وَالسَّلَامُ!

مجھے خبر ملی ہے کہ اے عبداللہ تو بنی تمیم کے مقابلے میں شیر بن گیا ہے اور ان پر تیری سختیاں جاری ہیں، حالانکہ بنی تمیم وہ ہیں کہ ان کا ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہوتا ہے۔ جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی ان سے کوئی پیش نہ پا سکا۔ پھر ہم سے ان کا رشتہ قریبی ہے۔ تعلق نزدیک کا ہے۔ ہم اس رشتہ کو جوڑیں گے تو ثواب پائیں گے، کاٹیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ لہٰذا ابن عباسؓ خدا کی رحمت ہو تجھ پر! اپنی زبان سے اور ہاتھ سے خیر و شر میں ہشیار رہ کیونکہ تو میری طرف سے حاکم ہے اور تیرے کاموں کی ذمہ داری مجھ پر بھی ہے میرے حسنِ ظن کے مطابق ثابت ہو۔ تجھ سے میرا حسن ظن کمزور نہ پڑنے پائے۔ والسلام

یہ مکتوب بھی اس روح اور اسپرٹ کا آئینہ دار ہے جو عدل و انصاف کے اعتبار سے دورِ مرتضوی کا ما بہ الامتیاز شعار تھی!

(رئیس احمد جعفری)

---

[1] حضرت ابن عباسؓ نے بنی تمیم پر اس لیے سختی کی تھی کہ جنگ جمل میں انھوں نے طلحہؓ اور زبیرؓ کا ساتھ دیا۔ بعض شیعیان علیؓ نے اس برتاؤ کی شکایت کی تو امیر المومنین علیہ السلام نے یہ خط لکھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۹۔ ایک عہدے دار کے نام

شکایت سُن کر

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ دَهَاقِيْنَ اَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً وَاحْتِقَارًا وَجَفْوَةً وَنَظَرْتُ فَلَمْ اَرَهُمْ اَهْلًا لِاَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ وَلَا اَنْ يُقْصَوْا وَيُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَابًا مِنَ اللِّيْنِ تَشُوْبُهُ بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ وَدَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ وَالرَّاْفَةِ وَامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيْبِ وَالْاِدْنَاءِ وَالْاِبْعَادِ وَالْاِقْصَاءِ، اِنْشَاءَ اللّٰهُ۔

تمھارے علاقے کے زمینداروں نے تمھاری سختی، تنگ دلی، تحقیر، بے پروائی کی شکایت کی ہے میں نے انھیں منہ نہیں لگایا کہ مشرک ہیں مگر ان سے بے پروائی برتنا بھی ٹھیک نہ تھا کہ ہم میں ان میں معاہدہ موجود ہے تو تم ایسا کرو کہ ان کے لیے نرمی کا لباس پہن لو جس کے کناروں پر سختی کی گوٹ ہو۔ نرمی اور سختی کے بین بین سلوک کرو۔ نہ ایسا کرو کہ بالکل دُور ہو جائیں اور نہ ایسا کہ بالکل قریب آجائیں۔ ایک درمیانی برتاؤ ان سے کرتے رہو۔

۲۰۔ زیاد بن ابیہ کے نام ایک خط

امانت داری کی تاکید

وَاِنِّیْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ قَسَمًا صَادِقًا لَئِنْ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا لَاَشُدَّنَّ عَلَيْكَ شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيْلَ الْوَفْرِ ثَقِيْلَ الظَّهْرِ ضَئِيْلَ الْاَمْرِ وَالسَّلَامُ۔

قسم کھاتا ہوں اللہ کی سچی قسم کہ مسلمانوں کے مال میں تیری ذرا سی خیانت بھی سُن لوں گا تو ایسی سختی سے پیش آؤں گا کہ تو بے سروسامان ہو کر رہ جائے گا تیری پیٹھ بوجھل ہو جائے گی اور تو کہیں کا بھی نہ رہے گا۔

والسلام

لہ اسے عبداللہ بن عباس نے بصرہ کا نائب گورنر بنایا تھا اور خود عبداللہ امیرالمومنین کی طرف سے اس زمانہ میں اہواز، فارس اور کرمان کے گورنر تھے۔

رضی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۱۔ زیاد بن ابیہ کے نام ایک اور خط

فضول خرچی سے ہوشیار!

فَدَعِ الْاِسْرَافَ مُقْتَصِدًا وَاذْكُرْ فِي الْيَوْمِ غَدًا وَاَمْسِكْ مِنَ الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُوْرَتِكَ وَقَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ۔ اَتَرْجُوْ اَنْ يُعْطِيَكَ اللّٰهُ اَجْرَ الْمُتَوَاضِعِيْنَ وَاَنْتَ عِنْدَهٗ مِنَ الْمُتَكَبِّرِيْنَ وَتَطْمَعُ ـــــ وَاَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيْمِ تَمْنَعُهُ الضَّعِيْفَ وَالْاَرْمَلَةَ اَنْ يُوْجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَاِنَّمَا الْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِمَا اَسْلَفَ وَقَادِمٌ عَلٰى مَا قَدَّمَ۔ وَالسَّلَامُ!

اعتدال کی راہ سے اسراف کو چھوڑ دے۔ آج کے دن کل کو یاد کر۔ جتنی ضرورت ہے اتنا ہی مال رکھ۔ جو زیادہ ہو اُسے اپنی محتاجی کے دنوں کے لیے آگے بڑھاتا جا۔[1]

کیا تو اُمید کرتا ہے کہ خدا تجھے خاکساروں کا اجر دے گا جب کہ تو اس کے نزدیک متکبروں میں سے ہے! اور تجھے صدقہ کرنے والوں کا ثواب ملے گا جب کہ تو عیش میں لوٹ رہا ہے۔ کمزوروں اور بے نواؤں کو محروم کر چکا ہے۔ آدمی کو اُسی عمل کا ثواب ملتا ہے جو وہ انجام دے چکا ہے۔ آدمی وہی پاتا ہے جو آگے بھیج چکا ہے۔

والسلام

---

[1] یعنی آخرت کی زندگی کے لیے جب آدمی محتاج ہو گا نیکیاں کما نہ سکے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۲۔ عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک مکتوب

ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ مجھے جو فائدہ اس کلام سے حاصل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور کلام سے حاصل نہیں ہوا۔

(رضیؓ)

اَمَّا بَعْدُ :۔ فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ یَسُرُّہٗ دَرْكُ مَا لَمْ یَكُنْ لِیَفُوْتَہٗ وَ یَسُوْءُہٗ فَوْتُ مَا لَمْ یَكُنْ لِیُدْرِكَہٗ ، فَلْیَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ اٰخِرَتِكَ وَ لْیَكُنْ اَسَفُكَ عَلٰی مَا فَاتَكَ مِنْھَا :۔ وَ مَا نِلْتَ مِنْ دُنْیَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِہٖ فَرَحًا ۔ وَمَا فَاتَكَ مِنْھَا فَلَا تَاْسَ عَلَیْہِ جَزَعًا وَلْیَكُنْ ھَمُّكَ فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

آدمی کبھی وہ چیز پا کے خوش ہو جاتا ہے جس سے محروم ہونے والا نہیں اور کبھی ایسی چیز کی محرومی اُسے مغموم کر دیتی ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہوتی۔ لہٰذا تمھاری خوشی اسی کامیابی پر ہو جو آخرت سے تعلق رکھتی ہے اور تمھارا افسوس بھی آخرت ہی کی کسی چیز سے محرومی پر ہو۔ دُنیا کی کسی کامیابی پر تمھاری خوشی زیادہ نہ ہونے پائے اور دنیا کی کسی چیز سے محرومی بھی تمھیں غمگین نہ کرے۔ تمھاری پوری فکر موت کے بعد کے لیے ہونی چاہیے۔

یہ پورا خط مع تعارفی عبارت، عقد الفرید ج ۱ ص ۲۹۸ طبع مصر ۱۳۲۱ھ پر موجود ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۳۔ ابنِ ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد

امیر المومنین کی وصیت

وَصِيَّتِي لَكُمْ أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ (وَسَلَّمَ) فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ. أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَخَلَا كُمُ ذَمٌّ. أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَالْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي وَإِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي. وَإِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ وَهُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ فَاعْفُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهِ مَا فَجَأَنِي مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهُ وَلَا طَالِعٌ أَنْكَرْتُهُ وَمَا كُنْتُ إِلَّا كَقَارِبٍ وَرَدَ وَطَالِبٍ وَجَدَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ۔

تم سب کو میری وصیت ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کو ضائع نہ ہونے دینا، یہ دو ستون تم نے قائم کر لیے تو کیا کہنا ہے تمھارا۔ کل میں تمھارا ساتھی تھا۔ آج تمھارے لیے عبرت ہوں اور آئندہ کل تم سے جدا ہو جانے والا ہوں، اگر میں بچ گیا تو اپنے خون کا خود مجھے اختیار ہے۔ فنا ہو گیا تو فنا ہی کی طرف مجھے لوٹنا تھا۔ قاتل کو معاف کر دوں گا تو یہ معاف کرنا میرے لیے قربتِ الٰہی کا سبب بن جائے گا اور اس میں تمھارے لیے بھی بھلائی ہو گی۔ تو اے لوگو! معاف کرو۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تمھیں معاف کر دے۔

بخدا موت کے کسی پیامبر سے بھی میں نے کراہت نہیں کی، موت کے کسی قاصد سے بھی مجھے وحشت نہیں ہوئی۔ آج میری مثال اس پیاسے کی سی ہے جو پانی کی تلاش میں گھاٹ پر پہنچ گیا ہو یا گم گشتہ متاع کے جویندہ کی، جسے اپنی جستجو میں کامیابی نصیب ہو گئی ہو۔

خدا کے پاس جو کچھ ہے، نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔

سیّد رضی فرماتے ہیں۔ اس کلام مبارک کا ایک جز ایک سو انچاس پر بھی گزر چکا ہے۔ لیکن بعض افادی پہلوؤں کے مدنظر مکرر رکھنا ضروری ہے۔ (نائب نقوی)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۴۔ صفین سے واپسی پر اپنی جائداد کے بارے میں وصیت

هٰذَا مَا اَمَرَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ (اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ) فِي مَالِهٖ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ لِيُوْلِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَيُعْطِيَهُ بِهِ الْاَمْنَةَ۔

(مِنْهَا):- وَاِنَّهُ يَقُوْمُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَاْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُنْفِقُ فِي الْمَعْرُوْفِ فَاِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَحُسَيْنٌ حَيٌّ قَامَ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ وَاَصْدَرَهٗ مَصْدَرَهٗ۔

وَاِنَّ لِبَنِيْ فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِيْ لِبَنِيْ عَلِيٍّ وَاِنِّيْ اِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذٰلِكَ اِلٰى ابْنَيْ فَاطِمَةَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَقُرْبَةً اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَتَكْرِيْمًا لِحُرْمَتِهٖ وَتَشْرِيْفًا لِوُصْلَتِهٖ وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِيْ يَجْعَلُهُ اِلَيْهِ اَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلٰى اُصُوْلِهٖ وَيُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِهٖ حَيْثُ اُمِرَ بِهٖ وَهُدِيَ لَهٗ وَاَنْ لَا يَبِيْعَ مِنْ اَوْلَادِ نَخِيْلِ هٰذِهِ الْقُرٰى وَدِيَّةً حَتّٰى تُشْكِلَ اَرْضَهَا غِرَاسًا وَمَنْ كَانَ مِنْ اِمَائِيَ اللَّاتِيْ اَطُوْفُ عَلَيْهِنَّ لَهَا وَلَدٌ اَوْ هِيَ حَامِلٌ فَتُمْسَكُ عَلٰى وَلَدِهَا وَهِيَ مِنْ حَظِّهٖ فَاِنْ مَاتَ وَلَدُهَا وَهِيَ حَيَّةٌ قَدْ اَفْرَجَ عَنْهَا الرِّقُّ وَحَرَزَهَا الْعِتْقُ۔

یہ ہے وہ جس کا حکم دیا ہے اللہ کے بندے علی ابن ابی طالب نے اپنی جائداد کے بارے میں اور اس سے اس کی غرض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے، تاکہ اس کے جنت میں جانے اور امن پانے کا ذریعہ بن جائے۔

اس وقف کا متولی حسنؑ بن علیؑ ہوگا۔ نیکی کے ساتھ اس میں سے کھائے گا اور نیکی کے ساتھ خرچ کرے گا۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہو جائے گا اور حسینؑ زندہ ہو تو حسنؑ کا قائم مقام ہوگا اور اسی کی روش پر چلے گا۔

علیؑ کے اس وقف میں بنی فاطمہؑ اور بنی علیؑ کا حق برابر ہے لیکن میں نے وقف کا متولی فاطمہؑ کے دونوں بیٹوں کو اس لیے بنایا ہے کہ خدا کی خوشنودی اور رسولؐ خدا کی قربت ہو۔ ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتے کی بزرگی کا بھی اعتراف ہو۔

متولی کے لیے ضروری ہے کہ جائداد کو اصلی حالت پر رہنے دے صرف اس کی آمدنی وصیت کے مطابق خرچ کرے۔ کسی نخلستان کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اس کی بہت سی نسل پیدا نہ ہو جائے۔

اور میری کنیزوں میں سے جو حاملہ ہو، اور اسے بچہ ہو جائے تو وہ اپنے بچے کی وجہ سے آزاد ہے اور اگر بچہ مر جائے اور وہ خود زندہ ہے تو بھی آزاد ہے۔ اس کی غلامی ختم ہو گئی (اور آزادی مل گئی)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۵۔ زکاۃ کے تحصیل داروں کے نام فرمان

وکان یکتبھا لمن یستعملہ علی الصدقات وانما ذکرناھا جملۃ منھا لیعلم بھا انہ کان یقیم عماد الحق ویشرع امثلۃ العدل فی صغیرالامور وکبیرھا ودقیقھا وجلیلھا۔ یعنی

انطلق علی تقوی اللہ وحدہ لاشریک لہ ولا ترو عن مسلما، ولا تجتازن علیہ کارھا ولا تاخذن منہ اکثر من حق اللہ فی مالہ، فاذا قدمت علی الحی فانزل بماھم من غیر ان تخالط ابیاتھم۔ ثم امض الیھم بالسکینۃ والوقار حتی تقوم بینھم فتسلم علیھم، ولا تخدج بالتحیۃ لھم ثم تقول: عباد اللہ ارسلنی الیکم ولی اللہ وخلیفتہ لاخذ منکم حق اللہ فی اموالکم۔ فھل للہ فی اموالکم من حق فتودوہ الی ولیہ۔ فان قال قائل: لا، فلا تراجعہ وان انعم لک منعم فانطلق معہ من غیر ان تخیفہ او توعدہ او تعسفہ او ترھقہ فخذ ما اعطاک من ذھب او فضۃ

اللہ وحدہ لاشریک لہ کے تقوے کے ساتھ اپنے کام پر روانہ ہو۔ خبردار کسی مسلمان کو خوف زدہ نہ کرنا۔ خبردار کسی مسلمان کی طرف سے اس حال میں نہ گذرنا کہ تمھیں ناپسند کرتا ہو۔ خدا کے مقرر کیے ہوئے حق سے زیادہ کچھ نہ لینا جب کسی علاقے میں پہنچنا تو آبادی کے باہر کنوئیں پر اترنا کسی کے گھر میں نہ اترنا۔ پھر سکون و وقار کے ساتھ آبادی میں داخل ہونا لوگوں کو سلام کرنا۔ اگر انھوں نے صاحب سلامت نہ کی ہو تو پرواہ نہ کرنا۔ تم خود پوری طرح صاحب سلامت کرنا۔ اس کے بعد ان سے کہنا خدا کے بندو، اللہ کے ولی اور خلیفہ نے مجھے بھیجا ہے کہ تمھارے مال میں سے خدا کا حق وصول کرلوں۔ تو اب تم بتاؤ کیا خدا کا کوئی حق تمھارے مال میں واجب الادا ہے جسے اس کے ولی کے حوالے کیا جائے۔ تمھارے اس کہنے پر اگر کوئی انکار کرے تو حجت نہ کرنا۔ اگر کسی کے ہاں جائے تو اس کے ساتھ جانا، مگر اس طرح کہ نہ ڈرانا، نہ دھمکانا، نہ ستانا، بلکہ سونا چاندی جو کچھ پیش کرے، لے لینا۔

اور اگر اس کے پاس مویشی اور اونٹ ہیں تو ان کے گلے میں اس کی اجازت کے بغیر نہ جانا کیونکہ اکثر جانور اسی کے تو ہیں، اور جب مالک کی اجازت سے جانا تو اس طرح نہیں کہ گویا تم افسر ہو۔ ہرگز کوئی سختی تمھاری طرف سے نہ ہونے پائے، کسی جانور کو نہ بھڑکانا، نہ سہمانا نہ مالک کو اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَإِنْ كَانَ لَهُ مَاشِيَةٌ أَوْ إِبِلٌ فَلَا تَدْخُلْ
إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنَّ أَكْثَرَ مَالِهِ۔ فَإِذَا
أَتَيْتَهَا فَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهَا دُخُولَ مُتَسَلِّطٍ
عَلَيْهِ وَلَا عَنِيفٍ بِهِ وَلَا تُنَفِّرَنَّ بَهِيمَةً
وَلَا تُفْزِعَنَّهَا وَلَا تَسُوءَنَّ صَاحِبَهَا
فِيهَا وَاصْدَعِ الْمَالَ صَدْعَيْنِ ثُمَّ
خَيِّرْهُ فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا
اخْتَارَهُ فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ لِمَا
اخْتَارَهُ ثُمَّ اصْدَعِ الْبَاقِيَ صَدْعَيْنِ
ثُمَّ خَيِّرْهُ فَإِذَا اخْتَارَ فَلَا تَعْرِضَنَّ
لِمَا اخْتَارَهُ فَلَا تَزَالُ كَذَلِكَ حَتَّى
يَبْقَى مَا فِيهِ وَفَاءُ لِحَقِّ اللّٰهِ فِي مَالِهِ
فَاقْبِضْ حَقَّ اللّٰهِ مِنْهُ فَإِنِ اسْتَقَالَكَ
فَأَقِلْهُ ثُمَّ اخْلِطْهُمَا ثُمَّ اصْنَعْ مِثْلَ
الَّذِي صَنَعْتَ أَوَّلًا حَتَّى تَأْخُذَ حَقَّ اللّٰهِ
فِي مَالِهِ۔ وَلَا تَأْخُذَنَّ عَوْدًا وَلَا هَرِمَةً
وَلَا مَكْسُورَةً وَلَا مَهْلُوسَةً وَلَا ذَاتَ
عَوَارٍ۔ وَلَا تَأْمَنَنَّ عَلَيْهَا إِلَّا مَنْ تَثِقُ
بِدِينِهِ رَافِقًا بِمَالِ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى
يُوصِّلَهَا إِلَى وَلِيِّهِمْ فَيَقْسِمَهَا بَيْنَهُمْ وَ
لَا تُوَكِّلْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا شَفِيقًا وَأَمِينًا
حَفِيظًا غَيْرَ مُعَنِّفٍ وَلَا مُعْجِفٍ وَ
لَا مُلْغِبٍ وَلَا مُتْعِبٍ ثُمَّ احْدُرْ إِلَيْنَا

طرزِ عمل سے رنجیدہ کرنا،

جو کچھ مال ہو اس کے دو حصے کر دینا۔ اور مالک کو اختیار دینا کہ اپنے لیے جو حصہ چاہے پسند کرلے۔ اس کی پسند پر اعتراض نہ کرنا۔ اب جو ایک حصہ رہا ہے اُسے بھی دو حصوں میں بانٹ دینا اور مالک سے کہنا کہ جو حصہ چاہے اپنے لیے پسند کرلے اور تم اس کی پسند پر معترض نہ ہونا۔ اسی طرح تقسیم در تقسیم کرتے چلے جانا، یہاں تک کہ اُس مال میں خدا کا جو حق ہے نکل آئے۔ تم اس حق کو لے لینا۔

لیکن اگر اس کارروائی کے بعد بھی مالک چاہے کہ پورے مال کی پھر سے تقسیم ہو تو تم بے چون وچرا منظور کرلینا سب جانوروں کو دوبارہ ملا دینا اور پہلے کی طرح مالک کی مرضی کے مطابق تقسیم در تقسیم کرتے چلے جانا۔ یہاں تک کہ خدا کا حق بے باق ہو جائے۔ لیکن کوئی بوڑھا۔ مریل، لنگڑا لولا، بیمار، عیبی جانور نہ لینا۔

زکوٰۃ کے اس مال کو ایسے آدمی کے سپرد کر دینا جس کے دین پر تمھیں بھروسہ ہو جو مسلمانوں کے مال کا ہمدرد ہو، یہاں تک کہ یہ مال ان کے ولی کے پاس پہنچ جائے اور ولی ان میں تقسیم کر دے۔ ایسے ہی آدمی کے سپرد کرنا جو خیر خواہ ہو، ترس کھانے والا ہو۔ امین ہو، حفاظت کرنے والا ہو، جانوروں کے حق میں بے رحم نہ ہو، انھیں دوڑانے، تھکانے، ستانے، دُبلا کر ڈالنے والا نہ ہو، پھر تم سب کچھ لے کر سُستی کیے بغیر ہمارے پاس چلے آنا، ہم اس مال کو حکم الٰہی کے مطابق ٹھکانے لگا دیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ نُصَيِّرُهُ حَيْثُ أَمَرَ
اللّٰهُ فَإِذَا أَخَذَهَا أَمِينُكَ فَآوِ عِيرَهُ
إِلَيْهِ أَنْ لَا يَحْمِلَ بَيْنَ نَاقَةٍ وَبَيْنَ فَصِيلِهَا
وَلَا يُمَصِّرَ لَبَنَهَا فَيَضُرَّ ذَالِكَ بِوَلَدِهَا
وَلَا يَجْهَدَهَا رُكُوبًا، وَلْيَعْدِلْ بَيْنَ
صَوَاحِبَاتِهَا فِي ذَالِكَ وَبَيْنَهَا وَلْيُوَفِّهِ
عَلَى الْأَغِبِّ وَلَيْتَانِ بِالنَّقْبِ وَالظَّالِعِ
وَلْيُوَرِّدْهَا مَا تَمُرُّ بِهِ مِنَ الْغُدُرِ وَلَا
يَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ إِلَى جَادِّ الطَّرِيقِ
وَلْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ
النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ حَتَّى تَأْتِيَنَا بِإِذْنِ
اللّٰهِ بُدْنًا مُنْقِيَاتٍ غَيْرَ مُتْعَبَاتٍ وَلَا
مَجْهُودَاتٍ لِنَقْسِمَهَا عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ
وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
فَإِنَّ ذَالِكَ أَعْظَمُ لِأَجْرِكَ وَأَقْرَبُ
لِرُشْدِكَ۔ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

اور دیکھو جس آدمی کے سپرد جانور کرنا اُسے تاکید کر دینا کہ بچے کو اونٹنی سے الگ نہ کرے اُسے بہت نہ دوھے کہ بچوں کو بھوک سے نقصان پہنچے۔ سواری کر کے اُسے ہلکان نہ کر ڈالے۔ سوار ہو۔ مگر دوسری اونٹنیوں میں اور اس میں انصاف سے کام لے۔ باری باری بیٹھے، تھکے ہوئے اونٹوں کو آرام دے جس اونٹ کا کھر پھٹ جائے، یا وہ لنگڑانے لگے تو اس پر ترس کھائے۔ رستے میں جہاں جہاں پانی ملتا جائے جانوروں کو خوب پلائے۔ ہری بھری زمین سے انھیں ہٹا کے شاہراہوں پر نہ چلائے اچھی طرح سستانے، پانی پینے اور چرنے کا انھیں موقعہ دے تاکہ جب ہمارے پاس پہنچیں تو خوب موٹے تازے ہوں، تھکے ماندے، دُبلے پتلے نہ ہوں، ہم انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق تقسیم کر دیں گے۔ تم ان سب باتوں پر عمل کرو گے تو تمھارے لیے بڑا اجر ہوگا اور تم ہدایت سے قریب تر ہو جاؤ گے انشاء اللہ!

یہ ہے نظم مملکت کا وہ دستور العمل جس سے پھر کبھی دنیا آشنا نہ ہو سکی اور اب کہ دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت بن چکی ہے۔ کاش یہ دستور العمل پھر اپنایا جا سکے۔

(رئیس احمد جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۶۔ زکوٰۃ کے ایک تحصیلدار کے نام

حاکمیت کا تصوّر!

رمن عهد له عليه السلام الى بعض عماله وقد بعثه على الصدقة، امره بتقوى الله في سرائر امره وخفيات عمله حيث لا شاهد غيره ولا وكيل دونه۔ وامره ان لا يعمل بشيء من طاعة الله فيما ظهر فيخالف الى غيره فيما اسر، ومن لم يختلف سره وعلانيته وفعله ومقالته فقد ادى الامانة۔ واخلص العبادة۔ وامره ان لا يخيفهم ولا يعضههم ولا يرغب عنهم تفضلا بالامارة عليهم فانهم الاخوان في الدين والاعوان على استخراج الحقوق۔ وان لك في هذه الصدقة نصيبا مفروضا، وحقا معلوما وشركاء اهل مسكنة وضعفاء ذوي فاقة ورثا موفورك حقاك فوفهم حقوقهم والا فانك من اكثر الناس خصوما يوم القيامة وبوسا لمن خصمه عند الله الفقراء والمساكين والسائلون والمدفوعون والغارم وابن السبيل ومن استهان بالامانة

امیر المومنینؑ نے حکم دیا ہے کہ اپنے ہر عمل میں اور اپنے دل کی گہرائیوں میں بھی خدا سے ڈرتے رہنا جہاں خدا کے سوا نہ کوئی گواہ ہے نہ دلیل ہے۔

اور حکم دیا ہے کہ خدا کا کوئی حکم ظاہر میں اس طرح نہ بجالانا کہ باطن میں خدا کی نافرمانی ہو جس شخص کے ظاہر و باطن قول و فعل میں اختلاف نہ ہو اُس نے بیشک اپنی امانت پوری کر دی ہے اور خدا کی سچی عبادت بجالایا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ شخص اپنے ماتحتوں پر افسری نہ جتائے انھیں حیران نہ کرے اور اپنے عہدے کی وجہ سے انھیں حقیر نہ سمجھے کیونکہ سب مسلمان دین میں بھائی بھائی ہیں اور حقوق کے حاصل کرنے میں ایک دوسرے کے مددگار!

اس صدقے میں تمھارا حصّہ مقرر اور حق معلوم ہے مگر اس میں اور لوگ بھی تمھارے شریک ہیں۔ یہ کون ہیں؟ غریب، کمزور، فاقہ زدہ لوگ۔ ہم تمھیں تمھارا پورا پورا حق دیں گے۔ لہٰذا تم بھی اپنے شریکوں کو ان کا پورا پورا حق دینا، ورنہ یاد رکھو قیامت کے دن تم سے زیادہ کسی آدمی کے دشمن نہ ہوں گے اور بدبختی ہے اس کے لیے جس سے اللہ کے حضور جھگڑا کریں گے۔ فقیر، مسکین، سائل، محروم، مقروض، مسافر!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ وَلَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهُ وَدِينَهُ عَنْهَا فَقَدْ أَحَلَّ بِنَفْسِهِ فِي الدُّنْيَا (الذُّلَّ وَ) الْخِزْيَ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَذَلُّ وَأَخْزَى فَإِنَّ أَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ وَأَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْأَئِمَّةِ۔ وَالسَّلَامُ!

یاد رکھو جو کوئی امانت میں غفلت سے کام لیتا ہے خیانت کے میدان میں چرتا پھرتا ہے اور اپنے نفس و دین کو گندگی سے پاک نہیں رکھتا تو وہ اس دنیا میں بھی اپنے اوپر بلائیں نازل کراتا ہے اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ اور روسیاہ ہوگا۔

سب سے بڑی خیانت، اُمت کی خیانت ہے اور سب سے بڑی دغابازی امام سے دغابازی ہے۔

والسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۷۔ مصر کا گورنر بناتے وقت محمدؐ بن ابی بکرؓ کے لیے فرمان

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ حَتّٰى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ لَهُمْ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ. فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيْرَةِ مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيْرَةِ، وَالظَّاهِرَةِ، وَالْمَسْتُوْرَةِ، فَاِنْ يُعَذِّبْ فَاَنْتُمْ اَظْلَمُ

اور اے محمدؐ رعایا سے خاکساری برتنا، نرمی سے پیش آنا بشاشت ظاہر کرنا اپنے برتاؤ اور نظر میں سب کو مساوی رکھنا تاکہ نہ بڑے لوگ چھوٹوں پر تمھارے ظلم کی امیدیں رکھیں۔ نہ چھوٹے لوگ بڑوں کے مقابلے میں تمھارے انصاف سے مایوس ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سب سے جو اس کے بندے ہو تمھارے چھوٹے بڑے کھلے ڈھکے اعمال کا جواب طلب کرے گا۔ اس کے بعد اگر عذاب دے تو تم ہی سب سے بڑے ظالم ہو اور معاف کر دے تو وہی سب سے بڑا کریم ہے۔

اَمَّا بَعْدُ، میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ ظاہر میں، باطن میں اور جس حال میں بھی ہو خدا سے ڈرتے رہنا۔

یاد رکھو، یہ دُنیا ابتلا و فنا کا گھر ہے اور آخرت، جزاء و بقا کا گھر ہے۔ پس جو کوئی باقی رہنے والے گھر کو فنا ہو جانے والے گھر پر ترجیح دے سکتا ہے ضرور دے۔ آخرت ہی باقی رہنے والی ہے اور دُنیا فنا ہو جانے والی ہے۔

خدا ہمیں اور تمھیں وہ بصیرت عطا فرمائے، جس سے ہم وہ سب دیکھ سکیں جو وہ ذات برتر ہمیں دکھائے اور ایسی فہم بخشے جس سے ہم وہ سب سمجھ سکیں جو وہ ذوالجلال ہمیں سمجھائے اور یہ اس لیے کہ جو کچھ ذاتِ اقدس نے ہمیں حکم دیا ہے اس میں ہم سے کوتاہی نہ ہو اور جس سے منع فرما دیا ہے اس کا ارتکاب ہم سے ہونے نہ پائے۔

اور محمدؐ تجھے جاننا چاہیے کہ اگرچہ تو دُنیا کا بھی محتاج ہے۔ مگر آخرت کی طرف تیری محتاجی کہیں زیادہ ہے پس اگر تیرے سامنے دو ایسے کام درپیش ہوں جن میں ایک دنیا کا ہے اور ایک آخرت کا تو تجھے آخرت کا کام پہلے انجام دینا چاہیے۔ بھلائی میں تیری رغبت بہت سے بہت ہو اور نیکی میں تیری نیت ہمیشہ اچھی رہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ خدا بندے کو اُس کی نیت کے مطابق ہی اجر دیتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ بندہ جب نیکی سے اور نیکیوں سے محبت کرنے لگتا ہے تو چاہے خود نیکی نہ کر سکے انشاء اللہ نیکوں ہی جیسا ہو جاتا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے واپسی پر فرمایا تھا کہ مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمھارے اس سفر جہاد میں اور اس کی سب جہتوں میں تمھارے ساتھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ساتھ جانے سے بیماری نے روک دیا تھا۔ مگر چونکہ نیت جہاد کی رکھتے تھے۔ اس لیے انھیں بھی جہاد کا ثواب حاصل ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاِنْ يَعِفْ فَهُوَ اَكْرَمُ۔

وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ! اَنَّ الْمُتَّقِيْنَ ذَهَبُوْا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَاٰجِلِ الْاٰخِرَةِ فَشَارَكُوْا اَهْلَ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ وَلَمْ يُشَارِكْهُمْ اَهْلُ الدُّنْيَا فِيْ اٰخِرَتِهِمْ، سَكَنُوا الدُّنْيَا بِاَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ، وَاَكَلُوْهَا بِاَفْضَلِ مَا اُكِلَتْ فَحَظُوْا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا يَحْظٰى بِهِ الْمُتْرَفُوْنَ۔ وَاَخَذُوْا مِنْهَا مَا اَخَذَ (لَهُ) الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ انْقَلَبُوْا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ وَالْمَتْجَرِ الرَّابِحِ اَصَابُوْا لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِيْ دُنْيَاهُمْ وَتَيَقَّنُوْا اَنَّهُمْ جِيْرَانُ اللّٰهِ غَدًا فِيْ اٰخِرَتِهِمْ لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِنْ لَذَّةٍ فَاحْذَرُوْا عِبَادَ اللّٰهِ الْمَوْتَ وَقُرْبَهُ وَاَعِدُّوْا لَهُ عُدَّتَهُ فَاِنَّهُ يَاْتِيْ بِاَمْرٍ عَظِيْمٍ وَخَطْبٍ جَلِيْلٍ: بِخَيْرٍ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ شَرٌّ اَبَدًا۔ اَوْ شَرٍّ لَا يَكُوْنُ مَعَهُ خَيْرٌ اَبَدًا۔ فَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا وَمَنْ اَقْرَبُ اِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا؟ وَاَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ: اِنْ اَقَمْتُمْ لَهُ اَخَذَكُمْ وَاِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ اَدْرَكَكُمْ وَهُوَ اَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ اَلْمَوْتُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْكُمْ وَالدُّنْيَا تُطْوٰى مِنْ خَلْفِكُمْ فَاحْذَرُوْا نَارًا قَعْرُهَا بَعِيْدٌ، وَحَرُّهَا شَدِيْدٌ وَ

اللہ کے بندو سنو، پرہیزگار لوگ دنیا کے قریبی اجر اور آخرت کے دور والے ثواب دونوں کو لے گئے وہ دنیا والوں کے ساتھ ان کی دنیا میں بھی شریک رہے۔ مگر دنیا والے اُن کی آخرت میں شریک نہ ہوئے وہ دنیا میں افضل طریق پر رہے۔ انھوں نے دنیا کو بہتر سے بہتر برتا۔ انھیں دنیا سے وہ سب کچھ ملا جو عیش نعمت میں لوٹنے والوں کو ملتا ہے، انھوں نے دنیا سے وہ سب حاصل کیا جو جبار و متکبر حاصل کیا کرتے ہیں۔ پھر وہ دُنیا سے پورا پورا توشہ لے کر اور مالا مال تجارت حاصل کر کے سدھار گئے دنیا سے زہد کی لذت انھوں نے دنیا ہی میں پالی۔ انھیں یقین رہا کہ کل آخرت میں خدا کے پڑوسی ہوں گے، جہاں اُن کی نہ کوئی بات کاٹی جائے گی نہ کسی لذت میں ان کے لیے کمی کی جائے گی تو اللہ کے بندو موت سے ڈرو، اس کی نزدیکی سے ڈرو، اور اُس کے لیے اپنی تیاری پُوری کر لو۔ موت کے ساتھ بڑا معاملہ ہوتا ہے، موت کے ساتھ یا تو بھلائی آتی ہے جس میں شر کا شائبہ تک نہیں ہوتا یا شر آتا ہے جس کے ساتھ بھلائی ہو نہیں سکتی۔ اس شخص سے زیادہ جنّت کے قریب کون ہے جو جنّت کے لیے عمل کرتا ہے اور اس شخص سے زیادہ دوزخ کے قریب کون ہے جو دوزخ میں جانے کا کام کرتا ہے؟ اور تمھیں جان لینا چاہیے کہ موت تمھارے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اگر تم اس کے انتظار میں ٹھہرے رہو گے تو بھی اچک لے گی اور بھاگو گے تو بھی دھر لے گی، موت تمھارے سایہ سے بھی زیادہ تمھارے ساتھ ہے۔ موت تو تمھارا مقدر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَذَابُهَا جَدِيدٌ (دَائِمٌ) لَيْسَ فِيهَا رَحْمَةٌ وَلَا تُسْمَعُ فِيهَا دَعْوَةٌ وَلَا تُفَرَّجُ فِيهَا كُرْبَةٌ وَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَأَنْ يَحْسُنَ ظَنُّكُمْ (بِهِ) فَاجْمَعُوا بَيْنَهُمَا۔

بن چکی ہے۔ دُنیا تمہارے پیچھے سے تہہ ہوتی چلی جا رہی ہے لہٰذا ڈرو اس دوزخ سے جو بہت گہری ہے جس کی گرمی بڑی سخت ہے اور جس میں عذاب نت نئے طریق سے بدلتا، بڑھتا، رہتا ہے۔ دوزخ ایسی جگہ ہے جہاں ترس کھایا نہیں جاتا، آہ و بکا سُنی نہیں جاتی، کوئی تکلیف دُور نہیں کی جاتی۔

فَإِنَّ الْعَبْدَ إِنَّمَا يَكُونُ حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَى قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ رَبِّهِ وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنًّا بِاللّٰهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفًا لِلّٰهِ۔

اللہ کے بندو! اگر تم اللہ سے زیادہ سے زیادہ خوف کو اللہ سے زیادہ سے زیادہ حُسن ظن کے ساتھ جمع کر سکو تو ضرور جمع کرلو کیونکہ بندے کا اپنے پروردگار سے حسن ظن اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے جتنا وہ اُس سے ڈرتا ہے خدا کے ساتھ سب سے زیادہ حسن ظن رکھنے والے ہی سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں۔

وَاعْلَمْ يَا مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي فِي نَفْسِي: أَهْلَ مِصْرَ۔ فَأَنْتَ مَحْقُوقٌ أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ، وَأَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِينِكَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلَّا سَاعَةٌ، مِنَ الدَّهْرِ، وَلَا تُسْخِطِ اللّٰهَ بِرِضَا أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ فَإِنَّ فِي اللّٰهِ خَلَفًا مِنْ غَيْرِهِ وَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ خَلَفٌ فِي غَيْرِهِ ـــــ صَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا الْمُؤَقَّتِ لَهَا وَلَا تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ وَلَا تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لِاشْتِغَالٍ وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلَاتِكَ۔

اور محمد بن ابی بکر! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے تجھے اپنے سب سے بڑے صوبے مصر کا گورنر بنایا ہے۔ اب تجھ سے میرا مطالبہ ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا، اپنے دین کی مدافعت کرنا۔ اگرچہ یہ بات تجھے ایک ہی گھڑی کے لیے میسر آئے اور یاد رکھ کسی مخلوق کی خوشنودی کے لیے خدا کو ناخوش نہ کرنا کیونکہ اگر خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے بہت لوگ مل جائیں گے اور اگر خدا سے تیرا رشتہ کٹ گیا تو کوئی بھی خدا کی جگہ تیرے پاس نہ لے سکے گا۔

وقت پر نماز پڑھنا نہ چھٹی پالینے کے لیے وقت سے پہلے پڑھنا۔ نہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے دیر کر دینا۔ یاد رہے تمہارا ہر کام نماز کے ماتحت ہے۔

مِنْهَا ـــــ اسی خط کا حصّہ

فَإِنَّهُ لَا سَوَاءَ إِمَامُ الْهُدَى وَ

دونوں برابر نہیں، ہدایت کا امام اور ہلاکت کا امام۔ نبی کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِمَامُ الرَّدَى وَوَلِيُّ النَّبِيِّ وَعَدُوُّ النَّبِيِّ
وَلَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهٖ "إِنِّي لَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي مُؤْمِنًا وَ
لَا مُشْرِكًا :- أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ
بِإِيمَانِهٖ وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ
اللّٰهُ بِشِرْكِهٖ وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ
كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ عَالِمِ اللِّسَانِ يَقُولُ
مَا تَعْرِفُونَ وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُونَ"

دوست، اور نبی کا دشمن۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھ سے فرمایا تھا "اپنی اُمت کے حق میں مجھے نہ مومن سے
اندیشہ ہے، نہ مشرک سے۔ مومن کو خدا اس کے ایمان
کی راہ سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک
کے ذریعہ گرا دے گا لیکن میں تمھارے حق میں اس
آدمی سے ڈرتا ہوں جس کے دل میں نفاق ہے۔ مگر زبان
کا عالم ہے وہی کہتا ہے جو تم پسند نہ کرو اور جو تمھیں
پسند نہیں اُسے ٹال جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۸۔ معاویہ کو جواب

معاویہ اور عمرو بن العاص کی پالیسی یہ تھی کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے نام بار بار سامنے لاتے اور امیر المومنین کو اشتعال دلاتے کہ ان خلفاء کے بارے میں کوئی ایسی بات آپ کی زبان یا قلم سے نکل جائے، جسے نمک مرچ لگا کر پھیلایا اور لوگوں کو ورغلایا جائے۔ اسی خیال سے ایک خط معاویہ نے لکھا۔ خلفاء ثلاثہ کی اس میں بڑی تعریف کی اور حضرت پر بہتان جوڑا کہ آپ ان خلفاء سے حسد کرتے تھے۔ اُن کی بیخ کنی میں لگے تھے اور بیعت نہیں کرتے تھے جب تک نکیل پڑے مجبور اونٹ کی طرح آپ کو گھسیٹا نہ جاتا تھا! غرضیکہ بڑی گستاخی سے خط لکھا امیر المومنین نے جو جواب دیا۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔ عبدالرزاق

أَمَّا بَعْدُ۔ فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ اصْطِفَاءَ اللهِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِدِينِهِ وَتَأْيِيدَهُ إِيَّاهُ بِمَنْ أَيَّدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَقَدْ خَبَا لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَبًا۔ إِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلَاءِ اللهِ (تَعَالَى) عِنْدَنَا وَنِعْمَتِهِ عَلَيْنَا فِي نَبِيِّنَا، فَكُنْتَ فِي ذَلِكَ كَنَاقِلِ التَّمْرِ إِلَى هَجَرَ، أَوْ دَاعِي مُسَدِّدِهِ إِلَى النِّضَالِ۔

تمہارا خط پہنچا۔ تم نے لکھا ہے کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا اور صحابہ نے رسولؐ کی تائید کی۔ واقعی زمانہ تمہاری جھولی میں ہے ہمارے لیے عجائبات پر عجائبات نکالتا چلا جاتا ہے۔ یہ تم ہم کو جتا رہے ہو کہ خدا نے کس طرح ہماری آزمائش کی اور ہمارے نبیؐ کی بدولت ہم پر کتنا احسان کیا۔ تم تو ویسے ہو گئے جیسے کوئی کھجوروں کا تحفہ ہجر لے جائے یا اپنے استاد کو تیر اندازی کے مقابلے کی دعوت دینے لگے!

وَزَعَمْتَ أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ (وَذَكَرْتَ) أَمْرًا إِنْ تَمَّمْتَهُ اعْتَزَلَكَ كُلُّهُ، وَإِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ اسلام میں سب سے افضل فلاں فلاں لوگ ہیں۔ یہ دعوے ایسا ہے کہ پورا اُترے تو تم سے بالکل دور رہے گا اور پورا نہ اُترے تو اس سے تمہیں نقصان نہ پہنچے گا تمہیں اس

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَلْمُهُ. وَمَا أَنْتَ وَالْفَاضِلَ وَالْمَفْضُولَ وَالسَّائِسَ وَالْمَسُوسَ. وَمَا لِلطُّلَقَاءِ وَأَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ وَالتَّمْيِيزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، وَتَرْتِيبَ دَرَجَاتِهِمْ، وَتَعْرِيفَ طَبَقَاتِهِمْ. هَيْهَاتَ! لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا وَطَفِقَ يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ الْحُكْمُ لَهَا، لَا تَرْبَعْ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ! عَلَى ظَلْعِكَ وَتَعْرِفُ قُصُورَ ذَرْعِكَ وَتَتَأَخَّرُ حَيْثُ أَخَّرَكَ الْقَدَرُ: فَمَا عَلَيْكَ غَلَبَةُ الْمَغْلُوبِ وَلَا لَكَ ظَفَرُ الظَّافِرِ وَإِنَّكَ لَذَهَّابٌ فِي التِّيهِ، رَوَّاغٌ عَنِ الْقَصْدِ! أَلَا تَرَى غَيْرَ مُخْبِرٍ لَكَ وَلَكِنْ بِنِعْمَةِ اللهِ أُحَدِّثُ أَنَّ قَوْمًا اسْتُشْهِدُوا فِي سَبِيلِ اللهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَلِكُلٍّ فَضْلٌ. حَتَّى إِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيدُنَا قِيلَ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ، وَخَصَّهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ تَكْبِيرَةً عِنْدَ صَلَاتِهِ عَلَيْهِ، أَوَلَا تَرَى

سے کیا مطلب کہ افضل کون ہے اور غیر افضل کون؟ رہبر کون ہے اور پیرو کون؟ طلقاء اور اولاد طلقاء کو مہاجرین اولین میں تمیز کرنے ان کے درجے مقرر کرنے ان کے طبقے ٹھہرانے سے کیا سروکار؟ ہیہات! ایسا تیر تُکّا ہے جو سب تیروں سے الگ[1] ہے اور فیصلہ کرنے وہ بیٹھا ہے، جو خود ہی مجرم ہے۔

اے انسان! کیا تو اپنی حد پر نہیں رُکے گا۔ اپنی کوتاہ دستی کو نہیں جانے گا اور اس پیچھے کی جگہ پر ہٹ نہیں جائے گا۔ جہاں مقدر تجھے ہٹا چکا ہے؟ تجھے اس سے کیا کہ مغلوب کیسے مغلوب ہوا اور فاتح کی فتح کیسی رہی؟

معاویہ! تم گمراہی میں دوڑے چلے جا رہے ہو اور راہِ اعتدال سے بدک کر دُور نکل گئے ہو۔ تم دیکھتے نہیں ـــــ تمھیں سُنا نہیں رہا ہوں بلکہ اللہ کی نعمت کا چرچا کر رہا ہوں ـــــ کہ بہت سے مہاجر اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے فضیلت ہے، لیکن جب ہمارا آدمی مارا گیا۔ تو فرمایا گیا "سید الشہداء[2]" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے یہ خصوصیت بخشی کہ اس کی نماز جنازہ ستر تکبیروں کے ساتھ پڑھی!

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ لوگوں کے ہاتھ خدا کی راہ میں کاٹے گئے ان میں سے ہر ایک کے لیے فضیلت ہے۔ لیکن جب یہ معاملہ ہمارے

---

[1] ایک کہاوت ہے۔ یہ اس طرح شروع ہوا کہ جنگ بدر کے بعد عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم ہوا تو وہ چلّا اٹھا "کیا قریش سے صرف مجھی کو مارا جائے گا؟" جواب میں حضرت عمرؓ کی زبان سے کہاوت کے لفظ نکلے۔

[2] حضرت حمزہؓ احد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَنَّ قَوْمًا قُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتّٰى اِذَا فُعِلَ بِوَاحِدِنَا مَا فُعِلَ بِوَاحِدِهِمْ قِيْلَ "الطَّيَّارُ فِي الْجَنَّةِ وَذُو الْجَنَاحَيْنِ"۔ وَلَوْلَا مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ تَزْكِيَةِ الْمَرْءِ نَفْسَهُ لَذَكَرَ ذَاكِرٌ فَضَائِلَ جَمَّةً تَعْرِفُهَا قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا تَمُجُّهَا اٰذَانُ السَّامِعِيْنَ۔ فَدَعْ عَنْكَ مَنْ مَالَتْ بِهِ الرَّمِيَّةُ فَاِنَّا صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالنَّاسُ بَعْدُ صَنَائِعُ لَنَا۔

آدمی کے ساتھ پیش آیا تو ارشاد ہوا "طیار جنت" اور ذوالجناحین[۳]۔ اور اگر خدا نے منع نہ کر دیا ہوتا کہ آدمی خود اپنی بڑائی کرے تو بیان کرنے والا بہت سے فضائل بیان کرتا۔ یہ فضائل وہ ہیں، جن سے مومنوں کے دل مانوس ہیں اور جن کے سننے سے کسی کے کان بیزار نہیں ہوتے۔[۴]

لہٰذا تم اپنی اس گمراہی سے باز آجاؤ ہم تو وہ ہیں جنھیں ہمارا پروردگار اپنا چکا ہے اور باقی سب لوگ ہم ہی سے ہیں۔

لَمْ يَمْنَعْنَا قَدِيْمُ عِزِّنَا، وَلَا عَادِيُّ طَوْلِنَا عَلٰى قَوْمِكَ اَنْ خَلَطْنَاكُمْ بِاَنْفُسِنَا فَنَكَحْنَا فِعْلَ الْاَكْفَاءِ، وَلَسْتُمْ هُنَاكَ! وَاَنّٰى يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، وَمِنَّا "النَّبِيُّ" وَمِنْكُمُ "الْمُكَذِّبُ" وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَمِنْكُمْ اَسَدُ الْاَحْلَافِ، وَمِنَّا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمِنْكُمْ "صِبْيَةُ النَّارِ" وَمِنَّا "خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ" وَمِنْكُمْ "حَمَّالَةُ

تم نے کبھی یہ نہ سوچا کہ ہماری عزت کتنی پرانی ہے اور تمھارے خاندان پر ہماری برتری کتنی مشہور ہے۔ اس پر بھی ہم نے تمھیں موقع دیا کہ ہم سے گھل مل جاؤ۔ تم سے بیاہ شادی کا رشتہ بھی جوڑ لیا[۳]۔ بالکل برابر والوں کا برتاؤ۔ حالانکہ تم برابر نہ تھے، ہوتے بھی کیسے؟ جبکہ ہم میں اللہ کا نبی ہے اور تم میں مکذب[۲]۔ ہم میں اسد اللہ[۳] اور تم میں اسد الاحلاف[۴]۔ ہم میں سید اشباب اہل الجنۃ[۵]، اور تم میں صبیۃ النار[۶]۔ ہم میں افضل ترین خاتون ہے اور تم میں حمالۃ الحطب[۸] کہاں تک

---

[۱] حضرت جعفر بن ابی طالب، امیر المومنین کے بھائی، جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

[۲] امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد خود اپنی طرف ہے۔

[۳] خاندان بنی امیہ سے جن رشتہ داریوں کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے یہ ہیں: رسولؐ نے ..... رقیہ اور ام کلثوم، عثمان بن عفان بن ابی العاص سے بیاہیں اور تیسری کی شادی ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس سے کی۔ رسولؐ کے چچا ابو لہب بن عبد المطلب نے ام جمیل بنت حرب بن امیہ سے کی اور خود رسولؐ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو اپنی زوجیت میں قبول فرمایا۔ [۴] ابو جہل [۵] حضرت حمزہؓ [۶] ابو سفیان [۷] حضرت حسن و حسین [۸] حضرت فاطمۃ الزہراؑ [۹] ام جمیل۔ ابو لہب کی بیوی اور معاویہ کی پھوپھی [۱۱] ابراہیم سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْخَطَبِ" فِي كَثِيرٍ مِمَّا لَنَا وَعَلَيْكُمْ۔

فَاسْلَمْنَا رِمَا، قَدْ سَمِعَ، وَجَاهِلِيَّتُنَا لَا تُدْفَعُ وَكِتَابُ اللّٰهِ يَجْمَعُ لَنَا مَا شَذَّ عَنَّا، وَهُوَ قَوْلُهُ "وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتٰبِ اللّٰهِ" وَقَوْلُهُ تَعَالٰى "اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ" فَنَحْنُ مَرَّةً اَوْلٰى بِالْقَرَابَةِ وَتَارَةً اَوْلٰى بِالطَّاعَةِ۔ وَلَمَّا احْتَجَّ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْاَنْصَارِ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَجُوْا عَلَيْهِمْ فَاِنْ يَكُنُ الْفَلَجُ بِهٖ فَالْحَقُّ لَنَا دُوْنَكُمْ وَاِنْ يَكُنْ بِغَيْرِهٖ :- فَالْاَنْصَارُ عَلٰى دَعْوَاهُمْ۔

وَزَعَمْتَ اَنِّيْ لِكُلِّ الْخُلَفَاءِ حَسَدْتُ وَعَلٰى كُلِّهِمْ بَغَيْتُ۔ فَاِنْ يَكُنْ ذٰلِكَ

بتایا جائے؟ ہر بات ہمارے حق میں ہے اور ہر بات تمھارے خلاف۔

پس واقعہ یہ ہے کہ ہمارا اسلام بھی شاندار ہے اور ہماری جاہلیت بھی کم شاندار نہ تھی، اگر کچھ کسر تھی تو اسے کتاب اللہ نے پورا کر دیا ہے۔ خدا فرماتا ہے "اور اولوالارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ"۔ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ[1] تو ہم کبھی اس لیے سب سے مقدم ہیں کہ رسولؐ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں اور کبھی اسلیے سب سے بڑھ کر ہیں کہ رسول کے سب سے بڑھ کر فرمانبردار ہیں۔ اور مہاجرین نے یوم سقیفہ کے موقعہ پر جب انصار کے سامنے اپنی حجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے پیش کی تھی تو انصار نے سر جھکا لیا تھا اب اگر سقیفے میں مہاجرین کی یہ حجت صحیح تھی تو حکومت کا حق ہمیں ہے نہ کہ تمھیں اور اگر مہاجرین کی حجت غلط تھی تو انصار کا دعوے اپنی جگہ قائم ہے۔

اور تم نے دعوے کیا ہے کہ میں سب خلفا پر حسد کیا کرتا تھا اور سب سے سرکشی کرنا میرا وطیرہ تھا۔ اگر واقعہ یہی ہے

سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۷) جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ پیغمبر ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں بیشک خدا مومنوں کا دوست اور مددگار ہے

[1] یہ مدینہ میں انصار کی چوپال تھی جس میں وہ بیٹھا کرتے تھے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر انصار یہیں جمع ہوئے تھے اور ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح نے جاکر ان سے بحث کی اور قریش کی خلافت ان سے منوالی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَذَلِكَ فَلَيْسَ الْجِنَايَةُ عَلَيْكَ فَيَكُونَ
الْعُذْرُ إِلَيْكَ ـــ وَتِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ
عَنْكَ عَارُهَا ـــ" وَقُلْتَ: إِنِّي كُنْتُ
أُقَادُ كَمَا يُقَادُ الْجَمَلُ الْمَخْشُوشُ حَتَّى
أُبَايِعَ. وَلَعَمْرُ اللهِ! لَقَدْ أَرَدْتَ أَنْ
تَذُمَّ فَمَدَحْتَ، وَأَنْ تَفْضَحَ فَافْتَضَحْتَ.

وَمَا عَلَى الْمُسْلِمِ مِنْ غَضَاضَةٍ فِي
أَنْ يَكُونَ مَظْلُومًا مَا لَمْ يَكُنْ شَاكًّا فِي دِينِهِ
وَلَا مُرْتَابًا بِيَقِينِهِ. وَهٰذِهِ حُجَّتِي إِلَى
غَيْرِكَ قَصْدُهَا وَلٰكِنِّي أَطْلَقْتُ لَكَ مِنْهَا
بِقَدْرِ مَا سَنَحَ مِنْ ذِكْرِهَا.

ثُمَّ ذَكَرْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِي وَأَمْرِ
عُثْمَانَ: فَلَكَ أَنْ تُجَابَ عَنْ هٰذِهِ،
لِرَحِمِكَ مِنْهُ فَأَيُّنَا كَانَ أَعْدَى لَهُ؟
وَأَهْدَى إِلَى مَقَاتِلِهِ؟ أَمَنْ بَذَلَ لَهُ
نُصْرَتَهُ فَاسْتَقْعَدَهُ وَاسْتَكَفَّهُ؟ أَمْ مَنِ
اسْتَنْصَرَهُ فَتَرَاخَى عَنْهُ وَبَثَّ الْمَنُونَ
إِلَيْهِ حَتَّى أَتَى قَدَرُهُ عَلَيْهِ؟ كَلَّا وَاللهِ.
وَلَقَدْ عَلِمَ اللهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ
وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا
وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا.

تو میں نے تمہارا تو کوئی قصور نہیں کیا کہ تمہارے سامنے اپنا عذر پیش کروں۔

اور تم نے لکھا ہے کہ خلفاء کی بیعت کے لیے مجھے اسی طرح گھسیٹا جاتا تھا جس طرح نکیل پڑے اونٹ کو چلایا جاتا ہے تو بخدا تم نے چاہی تھی مذمت، اور ہو گئی تعریف۔ تم نے چاہا تھا رسوا کرنا اور ہو گئے تم خود رسوا۔

بھلا سوچو تو مسلمان کے لیے اس میں بھی کوئی عیب ہے کہ وہ مظلوم ہو، بشرطیکہ نہ اپنے دین میں شک رکھتا ہو، نہ اپنے یقین میں تزلزل۔ تم اس سچائی کے مخاطب نہیں تھے مگر میں نے تمہارے لیے اسے چھوڑ دیا ہے۔

اور تم نے خط میں میرے اور عثمان کے معاملے کا تذکرہ بھی کیا ہے ہاں اس بارے میں مجھے جواب دینا چاہیئے کیونکہ تم عثمان کے رشتہ دار ہو، اچھا، خود ہی بتاؤ، ہم دونوں میں سے میں اور تم میں عثمان کا زیادہ دشمن اور ان کے لیے موت کا زیادہ جال بچھانے والا کون تھا؟ وہ تھا جس نے اپنی مدد کے لیے وقف کر رکھی تھی، مگر انھوں نے اسے بٹھا دیا اور اس کی مدد سے فائدہ نہ اٹھایا۔ یا وہ تھا جس سے انھوں نے مدد طلب کی تھی۔ مگر وہ پیچھے ہٹ گیا اور ان کی موت کے لیے اس نے زمین ہموار کر دی؟ آخر عثمان کا وقت آ گیا اور جو ہونا تھا ہو گیا۔ ہرگز نہیں بخدا اللہ جان چکا ہے تم میں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

انھیں جو لوگوں کو روکتے ہیں اور اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں
کہ ہمارے پاس آجاؤ۔ مگر خود جنگ سے بد کتے ہی رہتے ہیں[1]

وَمَا كُنْتُ لِأَعْتَذِرَ مِنْ أَنِّي كُنْتُ
أَلْقِمُ عَلَيْهِ أَحَدَاثًا فَإِنْ كَانَ الذَّنْبُ
إِلَيْهِ إِرْشَادِي وَهِدَايَتِي لَهُ فَرُبَّ مَلُومٍ
لَا ذَنْبَ لَهُ۔

ہاں اس واقعے پر میں تم سے معذرت کرنے والا نہیں کہ
عثمانؓ کی بعض کارروائیوں پر مجھے اعتراض ضرور ہوتا تھا۔ اب
اگر میرا قصور یہی ہے کہ میں انھیں نیک صلاح دیتا اور سیدھا راہ
دکھایا کرتا تھا تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے قصور کے سر الزام
تھپ جاتا ہے اور بڑے خیر خواہ کو بھی مشکوک سمجھ
لیا جاتا ہے۔ میری نیت اصلاح کی تھی اور میری توفیق
بس اللہ ہی سے ہے اور اسی پر میرا تکیہ ہے۔

وَقَدْ يَسْتَفِيدُ الظِّنَّةَ الْمُتَنَصِّحُ وَمَا
أَرَدْتُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
أُنِيبُ"

اور تم نے لکھا ہے کہ تمھارے پاس میرے لیے اور میرے
ساتھ والوں کے لیے تلوار ہے! تو رُلانے کے بعد تم نے مجھے
ہنسا دیا! خاندان عبد المطلب کو تم نے دشمن کے سامنے
سے ہٹتے اور تلواروں سے ڈرتے کب پایا؟

وَذَكَرْتَ: أَنَّهُ لَيْسَ لِي وَلِأَصْحَابِي
(عِنْدَكَ) إِلَّا السَّيْفُ! فَلَقَدْ أَضْحَكْتَ
بَعْدَ اسْتِعْبَارٍ۔ مَتَى أَلْفَيْتَ بَنِي عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ عَنِ الْأَعْدَاءِ نَاكِلِينَ؟ وَبِالسَّيْفِ
مُخَوَّفِينَ؟

جلد ہی تمھیں وہ طلب کرے گا جسے تم طلب کر رہے ہو
اور وہ تم سے قریب ہو جائے گا۔ جسے دُور سمجھ رہے ہو میں
تمھاری طرف تیزی سے آرہا ہوں۔ مہاجرین و انصار اور "تابعین
بہ احسان" کی جرّار فوج لیے ہوئے بڑی کثرت ہے ان کی!
بڑا پھیلاؤ ہے ان کے غبار کا! موت کا لباس پہنے ہیں وہ!
جو چیز سب سے زیادہ انھیں پسند ہے وہ اپنے پروردگار
کی ملاقات ہے۔ ان کے ساتھ ذریّہ بدریہ بھی ہے اور سیوف
ہاشمیہ بھی جن کی باڑھ سے تم بے خبر نہیں ہو،
اپنے بھائی ماموں، نانا اور خاندان میں ان کی

لَبِّثْ قَلِيلًا يَلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ
فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ، وَيَقْرُبُ
مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ۔ وَأَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَكَ
فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ شَدِيدٍ
زِحَامُهُمْ سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ، مُتَسَرْبِلِينَ
سِرْبَالَ الْمَوْتِ۔ أَحَبُّ اللِّقَاءِ إِلَيْهِمْ
لِقَاءُ رَبِّهِمْ قَدْ صَحِبَتْهُمْ ذُرِّيَّةٌ

[1] یہ ایک آیت قرآنی کا مفہوم ہے جو معاویہ پر صادق آتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَدْرِيَّةٌ، وَسُيُوفٌ هَاشِمِيَّةٌ قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ وَخَالِكَ وَجَدِّكَ وَأَهْلِكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ۔

کاٹ دیکھ چکے ہو اور وہ ظالموں سے دُور نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۹۔ اہل بصرہ کے نام

وَقَدْ كَانَ مِنْ اِنْتِشَارِ حَبْلِكُمْ وَشِقَاقِكُمْ مَا لَمْ تَغْبُوْا عَنْهُ فَعَفَوْتُ عَنْ مُجْرِمِكُمْ وَرَفَعْتُ السَّيْفَ عَنْ مُدْبِرِكُمْ، وَقَبِلْتُ مِنْ مُقْبِلِكُمْ فَإِنْ خَطَّتْ بِكُمُ الْأُمُوْرُ الْمُرْدِيَةُ، وَسَفَهُ الْآرَاءِ الْجَائِرَةِ إِلَى مُنَابَذَتِي وَخِلَافِي فَهَا أَنَا ذَا قَدْ قَرَّبْتُ جِيَادِي وَرَحَلْتُ رِكَابِي وَلَئِنْ أَلْجَأْتُمُوْنِي إِلَى الْمَسِيْرِ إِلَيْكُمْ لَأَوْقِعَنَّ بِكُمْ وَقْعَةً لَا يَكُوْنُ يَوْمُ الْجَمَلِ إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعْقَةِ لَاعِقٍ مَعَ أَنِّي عَارِفٌ لِلَّذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ فَضْلَهُ وَلِذِي النَّصِيْحَةِ حَقَّهُ غَيْرُ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَمًا إِلَى بَرِيْءٍ وَلَا نَاكِثًا إِلَى وَفِيٍّ

تم میں جو شقاق و اختلاف تھا، تمھیں معلوم ہے اس پر بھی میں نے تمھارے خطا کاروں کو معاف کر دیا۔ تمھارے پیٹھ دکھانے والوں سے تلوار دُور رکھی اور تمھارے اطاعت پیش کرنے والوں کی اطاعت قبول کر لی، اس سب کے بعد بھی اگر ہلاکت میں ڈالنے والے معاملات اور احمقانہ خیالات تمھیں برگشتہ ہو جانے اور مجھ سے لڑائی مول لینے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سُن لو میں بھی اپنے گھوڑے قریب کر چکا اور اونٹ کسوا چکا ہوں اگر تم نے چڑھائی کرنے پر مجھے مجبور کر دیا تو یقین کرو تمھارا وہ حال کر دوں گا کہ جنگ جمل اس کے سامنے محض ایک مذاق ہو کے رہ جائے گی۔ حالانکہ میں تمھارے اطاعت شعاروں کے فضل کا شکر گذار اور خیر خواہوں کے حق کا پاس گذار ہوں۔ مشتبہ آدمی کی وجہ سے بے گناہ اور بیوفا کے سبب سے وفادار کو گرفت میں لانا میرا دستور نہیں۔

جو لوگ بار بار نکث عہد کرتے تھے۔ پیٹھ پھیر کر بھاگتے تھے، حق کو مانتے تھے، لیکن اس کا ساتھ دیتے ہوئے اغراض و مصالح کے ماتحت ڈرتے تھے، اُن سے امیرالمومنین کے طرز تخاطب کا اندازہ ان سطور سے ہو سکتا ہے۔

(جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۰۔ معاویہ کے نام ایک مکتوب

فَاتَّقِ اللّٰهَ فِيمَا لَدَيْكَ۔ وَانْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ وَارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا لَا عُذْرَ لَكَ بِجَهَالَتِهِ فَإِنَّ لِلطَّاعَةِ أَعْلَامًا وَاضِحَةً وَسُبُلًا نَيِّرَةً وَمَحَجَّةً نَهْجَةً وَغَايَةً مَطْلُوبَةً يَرِدُهَا الْأَكْيَاسُ وَيُخَالِفُهَا الْأَنْكَاسُ۔ مَنْ نَكَبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ وَخَبَطَ فِي التِّيهِ وَغَيَّرَ اللّٰهُ نِعْمَتَهُ وَأَحَلَّ بِهِ نِقْمَتَهُ۔ فَنَفْسَكَ نَفْسَكَ! فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَكَ سَبِيلَكَ وَحَيْثُ تَنَاهَتْ بِكَ أُمُورُكَ فَقَدْ أَحْرَيْتَ إِلَى غَايَةِ خُسْرٍ وَمَحَلَّةِ كُفْرٍ۔ وَإِنَّ نَفْسَكَ قَدْ أَوْبَجَتْكَ شَرًّا وَأَقْحَمَتْكَ غَيًّا۔ وَأَوْرَدَتْكَ الْمَهَالِكَ، وَأَوْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ۔

جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اس کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ تم پر جو خدا کا حق ہے اس کا خیال رکھو اور اس سب کا علم حاصل کرو جس سے جاہل رہنے پر ہرگز معاف نہیں کیے جاؤ گے اطاعت کے نشان واضح ہیں۔ راستے روشن ہیں شاہراہیں کھلی ہوئی ہیں۔ اور اس کی منزل ایسی ہے جس کی طلب کی جاتی ہے، دانش مند اس کی جستجو کرتے ہیں اور بے سمجھ کینے ہی اس سے منہ موڑتے ہیں۔ جو کوئی اس سے ہٹ گیا ہے حق سے بھی دُور ہو گیا ہے اور ضلالت کے اندھیرے دُور کر دے گا اور اس پر اپنا غضب نازل کرے گا۔ لہٰذا فکر کرو اپنے نفس کی۔ کیونکہ خدا تمہارا راستہ بتا چکا ہے اور آج بھی جہاں تک تمہارے معاملات پہنچ چکے ہیں۔ وہ جگہ بھی خسران کی حد اور کفر کا مقام ہے۔ تمہارے نفس نے تمہیں شر کے حوالے کر دیا ہے۔ گمراہی میں جھونک دیا ہے ہلکوں میں ڈال دیا ہے اور تمہاری راہیں سنگلاخ بنا دی گئی ہیں۔

معاویہؓ کے نام ان مکاتیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیر المومنین آخر وقت تک اتمام حجت فرماتے رہے اور موعظۂ حسنہ سے کام لیتے رہے اور صداقت کی تلقین فرماتے رہے۔

(رئیس احمد جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۱۔ حضرت حسن علیہ السّلام کے لیے وصیّت نامہ

صفین کی ہولناک جنگ سے واپسی پر امیر المومنین علیہ السّلام نے اپنے لختِ جگر فرزندِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم حسنؑ بن علیؑ ابن ابی طالب کے لیے یہ وصیّت نامہ لکھا جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا کا اخلاقی ادب قاصر ہے:۔

لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، كَتَبَهَا إِلَيْهِ بِحَاضِرِينَ رَمْضَ فَامَ مِنْ صِفِّينَ:۔

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ الْمُسْتَسْلِمِ لِلدَّهْرِ، الذَّامِّ لِلدُّنْيَا، السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى، وَالظَّاعِنِ عَنْهَا غَدًا. إِلَى الْمَوْلُودِ الْمُؤَمِّلِ مَا لَا يُدْرِكُ السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ غَرَضِ الْأَسْقَامِ وَرَهِينَةِ الْأَيَّامِ. وَرَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ وَعَبْدِ الدُّنْيَا وَتَاجِرِ الْغُرُورِ وَغَرِيمِ الْمَنَايَا وَأَسِيرِ الْمَوْتِ، وَحَلِيفِ الْهُمُومِ، وَقَرِينِ الْأَحْزَانِ. وَنَصَبِ الْآفَاتِ وَصَرِيعِ الشَّهَوَاتِ وَخَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ۔

أَمَّا بَعْدُ:۔ فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي وَجُمُوحِ الدَّهْرِ عَلَيَّ وَإِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ، مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ سِوَايَ، وَالِاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَنِي، دُونَ هُمُومِ

دل شکستہ، بے بس، بیزار دنیا، مسافر عدم آباد، کہن سال پدر کی وصیت ــــ کمسن آرزومند راہرو راہ مرگ، ہدف امراض، اسیر دنیا، تاجر غرور، مقروض اجل، قیدی موت، حلیف تردد، قرین حزن، نشانۂ آفات، مغلوب نفس، جانشین اموات، نوخیز فرزند کے نام۔

فرزند! زمانے کی گردش، دنیا کی بے وفائی، آخرت کی نزدیکی نے مجھے ہر طرف سے غافل کر کے آنے والی زندگی کے اندیشوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب مجھے صرف اپنی فکر ہے تمام نشیب و تمام پیش نظر ہے۔ بے نقاب حقیقت آنکھوں کے سامنے ہے۔ سچا معاملہ روبراہ ہے۔ اسی لیے میں نے یہ وصیّت تیرے لیے لکھی ہے۔ خواہ تیرے لیے زندہ رہوں یا فنا ہو جاؤں کیونکہ مجھ میں تجھ میں کوئی فرق نہیں۔ تو میری جان ہے میری روح ہے۔ تجھ پر آفت آئے گی تو پہلے مجھ پر آئے گی۔ تیری موت میری موت ہوگی۔

فرزند! (میں تجھے وصیّت کرتا ہوں) خدا سے خوف کر اس کے حکم پر کاربند ہو۔ اس کے ذکر سے قلب کو آباد کر۔ اس کی رسّی کو مضبوطی سے تھام۔ کیونکہ اس رشتہ سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ نہیں جو تجھ میں اور تیرے خدا میں ہو جو بشرطیکہ تو خیال

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي فَصَدَقَنِي رَأْيِي، وَصَرَفَنِي
عَنْ هَوَائِي. وَصَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي فَأَفْضَى
بِي إِلَى جِدٍّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَعِبٌ، وَصِدْقٍ
لَا يَشُوبُهُ كَذِبٌ، وَوَجَدْتُكَ بَعْضِي، بَلْ
وَجَدْتُكَ كُلِّي، حَتَّى كَأَنَّ شَيْئًا لَوْ أَصَابَكَ
أَصَابَنِي، وَكَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي
فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِينِي مِنْ أَمْرِ
نَفْسِي، فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِرًا
بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ.

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ وَلُزُومِ
أَمْرِهِ. وَعِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ، وَالِاعْتِصَامِ
بِحَبْلِهِ. وَأَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ
بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ.
أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ، وَأَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ
وَقَوِّهِ بِالْيَقِينِ وَنَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَذَلِّلْهُ
بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَبَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وَ
حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَفُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّيَالِي
وَالْأَيَّامِ. وَاعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ
وَذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ
مِنَ الْأَوَّلِينَ وَسِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَآثَارِهِمْ
فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا، وَعَمَّا انْتَقَلُوا وَأَيْنَ
حَلُّوا وَنَزَلُوا، فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ
انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ وَحَلُّوا دَارَ الْغُرْبَةِ

فرزند! دل کو موعظت سے زندہ کر، زہد سے مار، یقین سے قوت دے، حکمت سے روشن کر۔ موت کی یاد سے اس پر قابو پا۔ فانی ہونے کا اس سے اقرار لے۔ مصائب یاد دلا کے اسے ہشیار بنا۔ زمانے کی نیرنگیوں سے اُسے ڈرا۔ بچھڑ جانے والوں کی حکایتیں اُسے سنا۔ گزرے ہوؤں کی تباہی سے اُسے عبرت دلا۔ ان کی اجڑی ہوئی بستیوں میں گشت کر۔ ان کی عمارتوں کے کھنڈر دیکھ اور دل سے سوال کر ان لوگوں نے کیا کیا؟ کہاں چلے گئے؟ کدھر رخصت ہو گئے؟ کہاں جا کے آباد ہوئے؟ ایسا کرنے سے تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنے دوست واحباب سے جدا ہو گئے۔ ویرانوں میں جا بسے اور تو بھی بس دیکھتے دیکھتے انہی جیسا ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنی جگہ درست کر لے آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچ بے علمی کی حالت میں بولنا چھوڑ دے، بے ضرورت گفتگو سے پرہیز کر، جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس سے باز رہ، کیونکہ قدم کا روک لینا ہولناکیوں میں پھنسنے سے بہتر ہے۔

تو نیکی کی تبلیغ کرے گا تو نیکوں میں سے ہو جائے گا۔ برائی کو اپنے ہاتھ سے اپنی زبان سے بُرا ثابت کر۔ بُروں سے الگ رہ خدا کی راہ میں جہاد کر، جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ خدا کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈر۔ حق کے لیے مصائب کے طوفان میں پھاند پڑ۔ دین میں تفقہ حاصل کر۔ مکروہات کی برداشت کا عادی بن، کیونکہ برداشت کی قوت بہترین قوت ہے۔

سب کاموں میں اپنے لیے خدا کی پناہ تلاش کر، اس طرح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَكَأَنَّكَ عَنْ قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ
فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ، وَلَا تَبِعْ آخِرَتَكَ
بِدُنْيَاكَ، وَدَعِ الْقَوْلَ فِيمَا لَا تَعْرِفُ
وَالْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ، وَأَمْسِكْ عَنْ
طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ، فَإِنَّ الْكَفَّ
عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ
الْأَهْوَالِ. وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ
أَهْلِهِ، وَأَنْكِرِ الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَلِسَانِكَ
وَبَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ، وَجَاهِدْ
فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ، وَلَا تَأْخُذْكَ فِي
اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَخُضِ الْغَمَرَاتِ
لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّينِ
وَعَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ
وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ، وَأَلْجِئْ
نَفْسَكَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا إِلَى إِلٰهِكَ
فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ وَمَانِعٍ
عَزِيزٍ. وَأَخْلِصْ فِي الْمَسْأَلَةِ لِرَبِّكَ
فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَالْحِرْمَانَ. وَأَكْثِرِ
الْاِسْتِخَارَةَ وَتَفَهَّمْ وَصِيَّتِي، وَلَا
تَذْهَبَنَّ عَنْهَا صَفْحًا فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ
مَا نَفَعَ، وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَلَا
يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ. أَيْ بُنَيَّ إِنِّي لَمْ أَرَكَ بَلَغْتَ سِنًّا وَرَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْنًا، بَادَرْتُ بِوَصِيَّتِي

تو مضبوط جائے پناہ اور غیر مسخر قلعے میں پہنچ جائے گا۔

اپنے خدا سے دعا کرنے میں کسی کو شریک نہ کر کیونکہ بخشش وعطا منع وحرمان سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ استخارہ زیادہ کر۔ میری وصیت خوب سمجھ۔ اس سے روگردانی نہ کرنا، وہی بات ٹھیک ہوتی ہے، جو مفید ہوتی ہے۔ بیفائدہ علم بیکار ہے اور اس کی طلب ناروا ہے۔

فرزند! جب میں نے دیکھا کہ آخر عمر کو پہنچ گیا ہوں اور ضعف بڑھتا جاتا ہے تو یہ وصیت لکھنے میں مجھے جلدی کرنا پڑی میں ڈرا کہیں وصیت سے پہلے ہی مجھے موت آجائے۔ یا جسم کی طرح عقل بھی کمزور پڑ جائے، یا تجھ پر نفس کا غلبہ ہو جائے یا دنیاوی فکریں تجھے گھیر لیں اور تو سرکش گھوڑے کی طرح قابو سے باہر ہو جائے نوعمروں کا دل خالی زمین کی طرح ہوتا ہے جو ہر بیج قبول کر لیتی ہے اسی خیال سے میں نے وصیت لکھنے میں جلدی کی، تاکہ دل کے سخت ہونے اور ذہن کے دوسری طرف لگ جانے سے پہلے ہی تو اس معاملے کو سمجھ لے۔ جس کے تجربے اور تحقیق سے اگلوں نے تجھے بے نیاز کر دیا ہے اس کی راہ تگ و دو اور تجربے کی تلخیوں سے تجھے بچا لیا ہے۔ وہ چیز تیرے پاس بلا تکلف پہنچ رہی ہے۔ جس کی جستجو میں ہمیں خود نکلنا پڑا تھا۔ اب وہ سب تیرے سامنے آرہا ہے جو شاید ہماری نگاہوں سے بھی اوجھل رہ گیا ہو۔

فرزند! میری عمر تو اتنی دراز نہیں جتنی اگلوں کی ہوا کرتی تھی تاہم میں نے ان کی زندگی پر غور، اور ان کے حالات میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِلَيْكَ وَأَوَدْتُ خِصَالًا مِنْهَا قَبْلَ أَنْ
يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ
بِمَا فِي نَفْسِي وَأَنْ أَنْقُصَ فِي رَأْيِي كَمَا
نُقِصْتُ فِي جِسْمِي أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ
غَلَبَاتِ الْهَوَى، أَوْ فِتَنِ الدُّنْيَا فَتَكُونَ
كَالصَّعْبِ النَّفُورِ. وَإِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ
كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ: مَا أُلْقِيَ فِيهَا شَيْءٌ
قَبِلَتْهُ فَبَادَرْتُكَ بِالْأَدَبِ قَبْلَ أَنْ
يَقْسُوَ قَلْبُكَ وَيَشْتَغِلَ لُبُّكَ، لِتَسْتَقْبِلَ
بِجِدِّ رَأْيِكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ كَفَاكَ
أَهْلُ التَّجَارِبِ بُغْيَتَهُ وَتَجْرِبَتَهُ
فَتَكُونَ قَدْ كُفِيتَ مَؤُونَةَ الطَّلَبِ وَ
عُوفِيتَ مِنْ عِلَاجِ التَّجْرِبَةِ فَأَتَاكَ
مِنْ ذَلِكَ مَا قَدْ كُنَّا نَأْتِيهِ وَاسْتَبَانَ
لَكَ مَا رُبَّمَا أَظْلَمَ عَلَيْنَا مِنْهُ.

أَيْ بُنَيَّ! إِنِّي - وَإِنْ لَمْ أَكُنْ
عُمِّرْتُ عُمُرَ مَنْ كَانَ قَبْلِي فَقَدْ نَظَرْتُ
فِي أَعْمَالِهِمْ وَفَكَّرْتُ فِي أَخْبَارِهِمْ وَسِرْتُ
فِي آثَارِهِمْ، حَتَّى عُدْتُ كَأَحَدِهِمْ بَلْ كَأَنِّي
بِمَا انْتَهَى إِلَيَّ مِنْ أُمُورِهِمْ قَدْ عُمِّرْتُ
مَعَ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ فَعَرَفْتُ صَفْوَ
ذَلِكَ مِنْ كَدَرِهِ وَنَفْعَهُ مِنْ ضَرَرِهِ
فَاسْتَخْلَصْتُ لَكَ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ نَخِيلَهُ

تفکر کیا ہے، ان کے پیچھے بحث و جستجو میں نکلا ہوں۔ حتی کہ اب میں انہی میں کا ایک فرد ہو چکا ہوں۔ بلکہ ان کے حالات سے حد درجہ واقف ہونے کی وجہ سے گویا ان کا اور ان کا اور ان کے بزرگوں کا ہم سن بن گیا ہوں۔

اسی طرح یہاں کا شیریں و تلخی، سفید و سیاہ، سود و زیاں سب مجھ پر کھل گیا ہے۔ اس سب میں سے میں نے تیرے لیے ہر اچھی بات چن لی ہے۔ ہر خوش نما چیز منتخب کر لی ہے۔ ہر بری اور غیر ضروری بات تجھ سے دور رکھی ہے اور چونکہ مجھے تیرا ویسا ہی خیال ہے جیسا شفیق باپ کو بیٹے کا ہوتا ہے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ یہ وصیت ایسی حالت میں ہو کہ تو ابھی کم عمر ہے۔ دنیا میں نو وارد ہے۔ تیرا دل سلیم ہے، نفس پاک ہے۔

پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے صرف کتاب اللہ اور اس کی تفسیر کی شریعت اور اس کے احکام، حلال و حرام کی تعلیم دوں گا، پھر خوف ہوا مبادا تجھے بھی اسی طرح شکوک و شبہات گھیر لیں جس طرح لوگوں کو نفس پروری کی وجہ سے گھیر چکے ہیں، لہذا میں نے یہ وصیت ضروری سمجھی۔ یہ تجھ پر شاق ہو سکتی ہے مگر میں نے اسے پسند کر لیا اور گوارا نہ کیا کہ ایسی راہ میں تجھے تنہا چھوڑ دوں جس میں ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ امید ہے خدا میری وصیت کے ذریعہ تجھے ہدایت دے گا اور سیدھی راہ کی طرف تیری راہنمائی کرے گا۔

فرزند! تیری جس بات سے میں خوش ہوں گا، یہ ہے کہ تو خدا سے خوف کرے۔ اس کے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرے۔ اپنے اسلاف اور خاندان کے پاک بزرگوں کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَوَخَّيْتُ لَكَ جَمِيلَهُ وَصَرَفْتُ عَنْكَ مَجْهُولَهُ وَرَأَيْتُ حَيْثُ عَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدَ الشَّفِيقَ وَأَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَبِكَ. أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَأَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ، وَمُقْتَبَلُ الدَّهْرِ، ذُو نِيَّةٍ سَلِيمَةٍ وَنَفْسٍ صَافِيَةٍ، وَأَنْ أَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيمِ كِتَابِ اللهِ وَتَأْوِيلِهِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ وَأَحْكَامِهِ، وَحَلَالِهِ وَحَرَامِهِ (وَ) لَا أُجَاوِزَ بِكَ إِلَى غَيْرِهِ. ثُمَّ أَشْفَقْتُ أَنْ يَلْتَبِسَ عَلَيْكَ مَا اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيهِ مِنْ أَهْوَائِهِمْ وَآرَائِهِمْ مِثْلَ الَّذِي الْتَبَسَ عَلَيْهِمْ فَكَانَ إِحْكَامُ ذَلِكَ عَلَى مَا كَرِهْتُ مِنْ تَنْبِيهِكَ لَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِكَ إِلَى أَمْرٍ لَا آمَنُ عَلَيْكَ بِهِ الْهَلَكَةَ وَرَجَوْتُ أَنْ يُوَفِّقَكَ اللهُ لِرُشْدِكَ وَأَنْ يَهْدِيَكَ لِقَصْدِكَ فَعَهَدْتُ إِلَيْكَ وَصِيَّتِي هَذِهِ

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَبَّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِهِ إِلَيَّ مِنْ وَصِيَّتِي، تَقْوَى اللهِ وَالِاقْتِصَارُ عَلَى مَا فَرَضَهُ اللهُ عَلَيْكَ وَالْأَخْذُ بِمَا مَضَى عَلَيْهِ الْأَوَّلُونَ مِنْ آبَائِكَ وَالصَّالِحُونَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ، فَإِنَّهُمْ لَمْ يَدَعُوا أَنْ نَظَرُوا لِأَنْفُسِهِمْ كَمَا أَنْتَ نَاظِرٌ وَفَكَّرُوا

راہ پر گامزن ہو، کیونکہ جس طرح آج تو اپنے آپ کو دیکھتا ہے، اسی طرح کل وہ بھی اپنے آپ کو دیکھتے تھے اور جس طرح تو غور کرتا ہے وہ بھی غور کرتے تھے۔ آخر تجربوں نے انھیں مجبور کر دیا کہ سیدھی راہ پر آجائیں اور فضول باتوں سے پرہیز کریں۔

لیکن اگر تیری طبیعت یہ قبول نہ کرے اور انھیں کی طرح بذاتِ خود تجربے حاصل کرنے پر مصر ہو تو بسم اللہ، تجربہ شروع کر، مگر عقل و دانائی کے ساتھ۔ شبہوں اور بحثوں میں بے عقلی سے الجھ کر نہیں اور اس سے پہلے کہ یہ کام تو شروع کرے، اپنے خدا سے مدد کا خواستگار ہو۔ اس کی توفیق کا طالب ہو اور ہر قسم کے شبہات سے پرہیز کر۔ کیونکہ شبہات تجھے حیرت و گمراہی میں ڈال دیں گے اور جب تجھے یقین ہو جائے کہ قلب صاف ہو کر قبضے میں آگیا ہے عقل پختہ ہو کر جم گئی ہے اور ذہن میں یکسوئی پیدا ہو چکی ہے تو اس وقت اس وادی میں قدم رکھ ورنہ تیرے لئے یہ راہ تاریک ہو گی اور تو اس میں بھٹکتا پھرے گا حالانکہ طالبِ دین کو نہ بھٹکنا چاہیئے، نہ حیرت میں پڑنا چاہیئے ایسی حالت میں طالبِ دین کے لئے اس راہ سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

فرزند! میری وصیت خوب سمجھ، اور جان لے جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے ہاتھ میں زندگی بھی ہے، جو پیدا کرنیوالا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے، جو فنا کرتا ہے، وہی حیات نو بھی بخشتا ہے اور جو مصیبت میں ڈال کے امتحان لیتا ہے۔ وہی نجات بھی دیتا ہے۔

یقین کر، دنیا کا قیام، اللہ کے اِس ٹھہرائے ہوئے قانون پر ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور ابتلا و آزمائش بھی پیش آتی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَمَا أَنْتَ مُفَكِّرٌ۔ ثُمَّ رَدِّدْهُمْ آخِرَ ذٰلِكَ إِلَى
الْأَخْذِ بِمَا عَرَفْتَ وَالْإِمْسَاكِ عَمَّا لَمْ يُكَلَّفُوا
فَإِنْ أَبَتْ نَفْسُكَ أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ دُونَ
أَنْ تَعْلَمَ كَمَا عَلِمُوا فَلْيَكُنْ طَلَبُكَ ذٰلِكَ
بِتَفَهُّمٍ وَتَعَلُّمٍ لَا بِتَوَرُّطِ الشُّبُهَاتِ وَعُلُوِّ
الْخُصُومَاتِ وَابْدَأْ قَبْلَ نَظَرِكَ
فِي ذٰلِكَ بِالْاِسْتِعَانَةِ بِإِلٰهِكَ وَالرَّغْبَةِ
إِلَيْهِ فِي تَوْفِيقِكَ وَتَرْكِ كُلِّ شَائِبَةٍ
أَوْ لَجَاجَةٍ فِي شُبْهَةٍ أَوْ اَسْلَمْتَكَ إِلَى
ضَلَالَةٍ فَإِذَا أَيْقَنْتَ أَنْ قَدْ صَفَا قَلْبُكَ
فَخَشَعَ وَتَمَّ رَأْيُكَ فَاجْتَمَعَ فَكَانَ هَمُّكَ
فِي ذٰلِكَ هَمًّا وَاحِدًا فَانْظُرْ فِيمَا فَسَّرْتُ
لَكَ وَإِنْ أَنْتَ لَمْ يَجْتَمِعْ لَكَ مَا تُحِبُّ مِنْ
نَفْسِكَ وَفَرَاغِ نَظَرِكَ وَفِكْرِكَ فَاعْلَمْ
أَنَّكَ إِنَّمَا تَخْبِطُ الْعَشْوَاءَ وَتَتَوَرَّطُ الظَّلْمَاءَ
وَلَيْسَ طَالِبُ الدِّينِ مَنْ خَبَطَ أَوْ خَلَطَ وَالْإِمْسَاكُ
عَنْ ذٰلِكَ أَمْثَلُ۔

فَتَفَهَّمْ يَا بُنَيَّ وَصِيَّتِي وَاعْلَمْ أَنَّ
مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَيَاةِ، وَأَنَّ
الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِيتُ، وَأَنَّ الْمُفْنِيَ هُوَ الْمُعِيدُ
وَأَنَّ الْمُبْتَلِيَ هُوَ الْمُعَافِي، وَأَنَّ الدُّنْيَا
لَمْ تَكُنْ لِتَسْتَقِرَّ إِلَّا عَلَى مَا جَعَلَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ
مِنَ النَّعْمَاءِ وَالْاِبْتِلَاءِ وَالْجَزَاءِ فِي الْمَعَادِ

اور پھر آخرت میں آخری جزا دی جاتی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ اگر کوئی بات تیری سمجھ میں نہ آئے تو انکار نہ کر دے بلکہ اُسے اپنی کم سمجھی پر محمول کر کے غور کر، کیونکہ اوّل اوّل تو جاہل ہی پیدا ہوا تھا۔ پھر بتدریج علم حاصل ہوا اور ابھی نہیں معلوم نہیں کتنی باتیں ہیں جن سے تو لاعلم ہے۔ جن میں تیری عقل حیران رہ جاتی ہے اور بصیرت کام نہیں دیتی۔ لیکن بعد چندے ان کا علم تجھے ہو جاتا ہے، پس تیری وابستگی اسی ذات سے ہو، جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ رزق دیا ہے اور تیری خلقت پوری کی ہے۔ اسی کے لئے تیری عبادت ہو۔ اسی کی طرف تیرا سر جھکے اسی سے تیری خشیت ہو۔

فرزند! خدا کی بابت کسی نے ویسی تعلیم نہیں دی، جیسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو اپنا رہنما اور نجات کے لئے انہی کو قطب نما تصوّر کر۔

میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے، اور یقین کر اپنی بھلائی کے لئے تو کتنا ہی غور کرے، میرے برابر غور نہ کر سکے گا۔

فرزند! اگر تیرے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اس کی سلطنت و حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے۔ اس کے افعال و اعمال بھی ظاہر ہوتے، مگر نہیں وہ اللہ تو ایک ہی ہے، جیسا کہ خود اس نے اپنے بارے میں فرما دیا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ سب سے اوّل ہے۔ مگر خود اس کی ابتدا نہیں سب سے آخر ہے، مگر خود اس کی انتہا نہیں۔ اسکی شان اس سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَمَا شَاءَ مِمَّا لَا نَعْلَمُ فَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ شَيْءٌ
مِنْ ذَلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلَى جَهَالَتِكَ بِهِ فَإِنَّكَ
أَوَّلَ مَا خُلِقْتَ جَاهِلًا ثُمَّ عُلِّمْتَ وَ مَا
أَكْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْأَمْرِ وَيَتَحَيَّرُ فِيهِ
رَأْيُكَ وَ يَضِلُّ فِيهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهُ
بَعْدَ ذَلِكَ ، فَاعْتَصِمْ بِالَّذِي خَلَقَكَ
وَرَزَقَكَ وَسَوَّاكَ وَلْيَكُنْ لَهُ تَعَبُّدُكَ
وَإِلَيْهِ رَغْبَتُكَ وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ وَاعْلَمْ
يَا بُنَيَّ ! أَنَّ أَحَدًا لَمْ يُنْبِئْ عَنِ اللّٰهِ كَمَا
أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَارْضَ بِهِ رَائِدًا وَإِلَى النَّجَاةِ
قَائِدًا فَإِنِّي لَمْ آلُكَ نَصِيحَةً وَإِنَّكَ لَنْ
تَبْلُغَ فِي النَّظَرِ لِنَفْسِكَ وَإِنِ اجْتَهَدْتَ
مَبْلَغَ نَظَرِي لَكَ - وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّهُ لَوْ كَانَ
لِرَبِّكَ شَرِيكٌ لَأَتَتْكَ رُسُلُهُ وَلَرَأَيْتَ
آثَارَ مُلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ وَلَعَرَفْتَ أَفْعَالَهُ
وَصِفَاتَهُ ، وَلَكِنَّهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ كَمَا وَصَفَ
نَفْسَهُ لَا يُضَادُّهُ فِي مُلْكِهِ أَحَدٌ لَا يَزُولُ
أَبَدًا وَلَمْ يَزَلْ أَوَّلٌ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ
بِلَا أَوَّلِيَّةٍ وَآخِرٌ بَعْدَ الْأَشْيَاءِ بِلَا نِهَايَةٍ
عَظُمَ عَنْ أَنْ تَثْبُتَ رُبُوبِيَّتُهُ بِإِحَاطَةِ
قَلْبٍ أَوْ بَصَرٍ - فَإِذَا عَرَفْتَ ذَلِكَ فَافْعَلْ
كَمَا يَنْبَغِي لِمِثْلِكَ أَنْ يَفْعَلَهُ فِي صِغَرِ خَطَرِهِ

کہیں بلند ہے کہ قلب کے تصور اور بصر کے ادراک پر
اس کی ربوبیت موقوف ہو۔"

پس تیرا عمل ویسا ہو جیسا اس شخص کا ہوتا ہے جس کی حیثیت چھوٹی ہے۔ مقدرت کم ہے اور اپنے پروردگار کی طرف اس کی اطاعت کی جستجو میں، اس کی عقوبت کی دہشت میں اور اس کے غضب کے خوف میں جس کی محتاجی بہت بڑی ہے۔ یاد رکھو تیرے پروردگار نے تجھے اچھی باتوں ہی کا حکم دیا ہے اور صرف برائیوں سے منع کیا ہے۔

فرزند! میں نے تجھے دنیا کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ اس کی حالت بتا دی ہے اس کے ناپائیدار اور ہرجائی ہونے کی خبر سنا دی ہے۔ آخرت کی حالت بھی تیرے پیش نظر کر دی ہے اور اس کی لذت و نعیم کی بھی خبر دیدی ہے۔ میں نے مثالیں دیکر سمجھایا ہے تاکہ تو عبرت حاصل کرے اور ان پر عمل پیرا ہو۔

جن لوگوں نے دنیا کو پرکھ لیا ہے، اس کی جدائی سے گھبراتے نہیں ان کی مثال ایسے مسافر کی ہے کہ جو ناموافق اور قحط زدہ علاقہ چھوڑ کر سرسبز و زرخیز علاقے کی طرف روانہ ہوئے ہیں یہ مسافر راہ کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں۔ احباب کی جدائی گوارہ کرتے ہیں، سفر کی مشقتیں اٹھاتے ہیں، خوراک کی خرابی سہتے ہیں تاکہ کشادہ اور آرام دہ مقام تک پہنچ جائیں۔ کسی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے کسی خرچ سے جی نہیں چراتے۔ ان کے لئے ہر وہ قدم جو منزل مقصود کی طرف بڑھتا ہے سب سے زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے، لیکن جو لوگ دنیا سے چمٹے ہوئے ہیں اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کی مثال اس مسافر جیسی ہے جو سرسبز و شاداب زمین چھوڑ کر قحط زدہ زمین

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقِلَّةِ مَقْدِرَتِهِ وَكَثْرَةِ عَجْزِهِ وَعَظِيمِ
حَاجَتِهِ إِلَى رَبِّهِ فِي طَلَبِ طَاعَتِهِ وَالْخَشْيَةِ
مِنْ عُقُوبَتِهِ وَالشَّفَقَةِ مِنْ سُخْطِهِ فَإِنَّهُ
لَمْ يَأْمُرْكَ إِلَّا بِحَسَنٍ وَلَمْ يَنْهَكَ إِلَّا
عَنْ قَبِيحٍ۔

يَا بُنَيَّ! إِنِّي قَدْ أَنْبَأْتُكَ عَنِ الدُّنْيَا
وَحَالِهَا وَزَوَالِهَا وَانْتِقَالِهَا وَأَنْبَأْتُكَ
عَنِ الْآخِرَةِ وَمَا أُعِدَّ لِأَهْلِهَا فِيهَا، وَ
ضَرَبْتُ لَكَ فِيهِمَا الْأَمْثَالَ لِتَعْتَبِرَ بِهَا وَ
تَحْذُوَ عَلَيْهَا! إِنَّمَا مَثَلُ مَنْ خَبَرَ الدُّنْيَا
كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ
فَأَمُّوا مَنْزِلًا خَصِيبًا، وَجَنَابًا مَرِيعًا فَاحْتَمَلُوا
وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ وَفِرَاقَ الصَّدِيقِ وَخُشُونَةَ
السَّفَرِ، وَجُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ لِيَأْتُوا سَعَةَ
دَارِهِمْ وَمَنْزِلَ قَرَارِهِمْ فَلَيْسَ يَجِدُونَ
لِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ أَلَمًا وَلَا يَرَوْنَ نَفَقَةً
فِيهِ مَغْرَمًا وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ
مِنْ مَنْزِلِهِمْ وَأَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ۔ وَمَثَلُ
مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ
خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ فَلَيْسَ
شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَلَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ
مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَصِيرُونَ
عَلَيْهِ وَيَصِيرُونَ إِلَيْهِ۔

کی طرف چلا ہے اس کے لئے یہ سفر بدترین اور خوفناک سفر ہوگا اصلی مقام کی جدائی اور نئے مقام میں آمد کو بھیانک مصیبت سمجھے گا۔

فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے اپنے لئے پسند ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کر اور جو بات خود اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے، اُن کے حق میں بھی ناپسند کر۔ کسی پر ظلم نہ کر کیونکہ دوسرے کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا۔ سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ جس طرح تیری خواہش ہے کہ وہ تجھ سے پیش آئیں۔ لوگوں کی جو باتیں ناپسند ہوں وہ اپنے لیے بھی ناپسند کر۔ اگر لوگ تجھ سے وہی برتاؤ کریں جو تو ان سے کرتا ہے تو اُسے ٹھیک سمجھ۔ بغیر علم کے کچھ نہ کہہ۔ اگرچہ تیرا علم کتنا ہی کم ہو۔ اور ایسی بات کسی کے حق میں ہرگز نہ کہہ جو خود تو ان سے اپنے لئے سننا نہیں چاہتا۔

خودپسندی حماقت ہے اور نفس کے لئے ہلاکت، لہٰذا سلامتی روی سے اپنی راہ طے کر۔

دوسروں کے لئے خزانچی نہ بن اور جب تجھے خدا سے روشنی مل جائے تو تیرا تمام تر خوف صرف اپنے پروردگار سے ہو۔

فرزند! تیرے سامنے ایک دور دراز، دشوار گذار سفر درپیش ہے اس سفر میں حسن طلب کی بڑی ضرورت ہے۔ اس سفر میں تیرا زادِ راہ ضرورت سے زیادہ نہ ہونے پائے کیونکہ اگر تو طاقت سے زیادہ بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھا کے چلے گا تو تیرے لئے وبالِ جان بن جائے گا۔ لہٰذا اگر بھوکے مزدور تیرا زادِ راہ قیامت تک کے لئے اُٹھانے کو مل رہے ہوں تو انھیں غنیمت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَانًا فِيمَا
بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ فَاحْبِبْ لِغَيْرِكَ
مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا
وَلَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ اَنْ تُظْلَمَ وَاحْسِنْ
كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُحْسَنَ اِلَيْكَ، وَاسْتَقْبِحْ
مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُ مِنْ غَيْرِكَ وَ
ارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ
نَفْسِكَ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَاِنْ قَلَّ مَا
تَعْلَمُ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ اَنْ يُقَالَ لَكَ؛

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ
وَآفَةُ الْاَلْبَابِ، فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ وَ
لَا تَكُنْ خَازِنًا لِغَيْرِكَ وَاِذَا اَنْتَ
هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ اَخْشَعَ مَا تَكُونُ
لِرَبِّكَ ـ وَاعْلَمْ اَنَّ اَمَامَكَ طَرِيقًا
ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ وَمَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ
وَاَنَّهُ لَا غِنًى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الْاِرْتِيَادِ
وَقَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ
فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ
فَيَكُونَ ثِقْلُ ذٰلِكَ وَبَالًا عَلَيْكَ، وَاِذَا
وَجَدْتَ مِنْ اَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ
اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَيُوَافِيَكَ بِهِ غَدًا حَيْثُ

جان اور اپنا بوجھ ان پر رکھ دے۔ تاکہ کل ضرورت پر یہ توشہ تجھے کام دے، مقدرت کی حالت میں تیرا توشہ بار ہو جانا چاہیئے کہ مبادا ضرورت آگھیرے اور تو کچھ نہ پائے، دولتمندی کے زمانے میں اگر کوئی قرض مانگے تو فوراً دے دے، تاکہ ناداری کے زمانے میں وہ تجھے واپس مل جائے۔

فرزند! تیرے سامنے ایک کٹھن گھاٹی ہے۔ اس گھاٹی میں ایک ہلکا پھلکا آدمی بوجھل آدمی سے بہتر ہے اور سست رفتار تیز رفتار سے بدتر ہے۔ تیرا اس گھاٹی سے گذرنا لازمی ہے اس کے بعد جنت ہے یا دوزخ، لہٰذا آخری منزل پر پہنچنے سے پہلے اپنا پیش خیمہ بھیج دے اور قیام سے پہلے ہی جگہ ٹھیک کرلے، کیونکہ مرجانے کے بعد نہ معذرت ممکن ہوگی نہ دنیا کی طرف واپسی۔

یقین کر، جس کے دستِ تصرّف میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے مانگنے کی اجازت دے دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے اس نے کہا مانگ مل جائے گا، رحم کی التجا کر، رحم کیا جائے گا! اس نے اپنے اور تیرے درمیان حاجب کھڑے نہیں کئے جو تجھے اس کے حضور پہنچنے سے روکیں نہ سفارشیوں ہی کا تجھے محتاج بنایا ہے، جو اس کے سامنے تیری سفارش کریں تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی تجھے نہ محروم کرتا ہے نہ تجھ سے انتقام لیتا ہے اور جب تو دوبارہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ نہ تجھ پر طعنہ زن ہوتا ہے، نہ تیری پردہ دری کرتا ہے حالانکہ تو اس کا مستحق ہوتا ہے۔ وہ توبہ کے قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا

سلہ بخیل اس کے سوا اور کیا ہے کہ دوسروں کا خزانچی ہے۔ خود خرچ نہیں کرتا دوسروں کے لئے چھوڑ جاتا ہے اور وہ اُسے بیدردی سے اڑا ڈالتے ہیں؛

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَحَمِّدْهُ إِيَّاهُ وَاكْثِرْ مِنْ تَرْدِيدِهِ وَأَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ وَاغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ وَاعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ عَقَبَةً كَئُودًا الْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالًا مِنَ الْمُثْقِلِ، وَالْبَطِيءُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالًا مِنَ الْمُسْرِعِ، وَأَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ عَلَى جَنَّةٍ أَوْ عَلَى نَارٍ فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ نُزُولِكَ وَوَطِّءِ الْمَنْزِلَ قَبْلَ حُلُولِكَ، فَلَيْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ مُسْتَعْتَبٌ وَلَا إِلَى الدُّنْيَا مُنْصَرَفٌ۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ وَتَكَفَّلَ لَكَ بِالْإِجَابَةِ وَأَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَهُ لِيُعْطِيَكَ وَتَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ مَنْ تَحْتَجِبُهُ عَنْكَ وَلَمْ يَلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْهِ وَلَمْ يَمْنَعْكَ إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ وَلَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ وَلَمْ يُعَيِّرْكَ بِالْإِنَابَةِ وَلَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى وَلَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْإِنَابَةِ وَلَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيمَةِ وَلَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ بَلْ جَعَلَ نُزُوعَكَ عَنِ الذَّنْبِ

اپنی رحمت سے مایوس ہونے نہیں دیتا، بلکہ اس نے توبہ کو نیکی قرار دیا ہے۔ ایک بدی کو وہ بزرگ و برتر ایک ہی گنتا ہے، مگر ایک نیکی کو دس شمار کرتا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ وہ تیری پکار سنتا ہے۔ تیری مناجات پر کان دھرتا ہے۔ تو اس سے مرادیں مانگتا ہے۔ دل کی حالت بیان کرتا ہے۔ اپنی بپتا سناتا ہے۔ اپنی مصیبتوں کی فریاد کرتا ہے اپنی مشکلوں میں مدد مانگتا ہے تو اس سے عمر کی درازی، جسم کی تندرستی، رزق کی کشادگی چاہتا ہے اور اس کی رحمت کے ایسے ایسے خزانے طلب کرتا ہے جو اس کے سوا کوئی اور دے نہیں دے سکتا۔ غور کر اس نے طلب کی اجازت دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تیرے حوالے کر دی ہیں تو جب چاہے دعا کر کے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا لے رحمتوں کا مینھ برسوا لے۔ لیکن اگر اجابتِ دعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو، کیونکہ قبولِ دعا کا مدار نیّت کی صحت پر ہے۔ کبھی اجابتِ دعا میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے۔ اُمیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی مانگتا ہے اور محروم رہتا ہے، جلد یا بدیر طلب سے زیادہ اُسے دے دیا جاتا ہے یا پھر محرومی ہی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں تو انسان کی عاقبت ہی برباد ہو جائے پس تیری دعا انہی باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے سودمند ہیں اور جو نقصان دہ ہیں وہ دور رہیں۔ سن لے مال و دولت بڑی چیز نہیں۔ مال تیرے لئے ہے تو مال کے لئے نہیں ہے۔

فرزند! تو آخرت کے لئے پیدا ہوا ہے نہ کہ دنیا کے لئے۔ فنا کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَسَنَةً وَحَسَبَ سَيِّئَتَكَ وَاحِدَةً وَحَسَبَ
حَسَنَاتِكَ عَشْرًا، وَفَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ
(وَبَابَ الْاِسْتِيْجَابِ) فَاِذَا نَادَيْتَهُ سَمِعَ
نِدَاءَكَ وَاِذَا نَاجَيْتَهُ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَاَفْضَيْتَ
اِلَيْهِ بِحَاجَاتِكَ وَاَبْثَثْتَهُ ذَاتَ نَفْسِكَ وَ
شَكَوْتَ اِلَيْهِ هُمُوْمَكَ وَاسْتَكْشَفْتَهُ كُرُبَاتِكَ
وَاسْتَعَنْتَهُ عَلٰى اُمُوْرِكَ وَسَاَلْتَهُ مِنْ
خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ مَا لَا يَقْدِرُ عَلٰى اِعْطَائِهِ
غَيْرُهُ مِنْ زِيَادَةِ الْاَعْمَارِ، وَصِحَّةِ الْاَبْدَانِ
وَسَعَةِ الْاَرْزَاقِ ثُمَّ جَعَلَ فِيْ يَدَيْكَ
مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِهِ بِمَا اَذِنَ لَكَ (وَفِيْهِ) مِنْ
مَسْاَلَتِهِ فَمَتٰى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَاءِ
اَبْوَابَ نِعْمَتِهِ وَاسْتَمْطَرْتَ شَآبِيْبَ
رَحْمَتِهِ. فَلَا يُقْنِطَنَّكَ اِبْطَاءُ اِجَابَتِهِ فَاِنَّ
الْعَطِيَّةَ عَلٰى قَدْرِ النِّيَّةِ. وَرُبَّمَا اُخِّرَتْ
عَنْكَ الْاِجَابَةُ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ اَعْظَمَ لِاَجْرِ
السَّائِلِ وَاَجْزَلَ لِعَطَاءِ الْاٰمِلِ وَرُبَّمَا
سَاَلْتَ الشَّيْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَاُوْتِيْتَ خَيْرًا
مِنْهُ عَاجِلًا اَوْ اٰجِلًا اَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا
هُوَ خَيْرٌ لَكَ فَلَرُبَّ اَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهُ فِيْهِ
هَلَاكُ دِيْنِكَ لَوْ اُوْتِيْتَهُ فَلْتَكُنْ مَسْاَلَتُكَ
فِيْمَا يَبْقٰى لَكَ جَمَالُهُ وَيَنْفٰى عَنْكَ وَبَالُهُ فَالْمَالُ
لَا يَبْقٰى لَكَ وَلَا تَبْقٰى لَهُ۔

لئے بنا ہے نہ کہ بقا کے لئے، تو ایک ایسے مقام میں ہے
جو ڈانواڈول ہے اور تیاری کرنے کی جگہ یہ محض آخرت
کا راستہ ہے۔ موت تیرے تعاقب میں لگی ہوئی ہے۔ تو لاکھ بھاگے
بچ نہیں سکتا۔ ایک نہ ایک دن تجھے شکار ہو جانا ہی ہے لہٰذا
ہشیار رہ! کہ موت ایسی حالت میں نہ آجائے کہ تو ابھی توبہ و
انابت کی فکر ہی میں ہو اور وہ درمیان میں حائل ہو جائے۔ ایسا
ہوا تو بس تو نے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا۔

فرزند! موت پر، اپنے عمل پر اور موت کے بعد کی حالت پر
ہمیشہ تیرا دھیان رہے تاکہ جب اس کا پیام پہنچے تو تیرا سب کچھ
پہلے سے ٹھیک ٹھاک ہو، اور تجھے اچانک اس پیام کو سننا پڑے

فرزند! دنیا میں دنیاداروں کی محویت اور اس کی طلب میں
ان کی مسابقت تجھے فریب نہ دے۔ کیونکہ خدا نے دنیا کی
حقیقت کھول دی ہے، خدا ہی نے نہیں خود دنیا نے بھی اپنے
فانی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اپنی برائیوں پر سے نقاب اٹھا
دی ہے۔ دنیا دار تو بھونکنے والے کتّے اور پھاڑ کھانے والے درندے
ہیں، جو ایک دوسرے پر غراتے ہیں۔ طاقتور کمزوروں کو کھاتے
ہیں۔ بڑے چھوٹوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ان میں کچھ تو بندھے
ہوئے اونٹ ہیں جو نقصان کرنے سے مجبور ہیں اور کچھ چھٹے ہوئے
اونٹ ہیں جو ہر طرح کا نقصان کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی عقل
گم ہے۔ انجان رستوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ مصائب کی ناہموار
وادیوں میں بلائیں اور آفتیں چرنے کے لئے چھوڑ دیے گئے
ہیں نہ ان کا کوئی گلہ بان ہے نہ رکھوالا۔ دنیا انھیں تاریک
گزرگاہوں میں لے گئی ہے، روشنی کے مینار ان کی آنکھیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاعْلَمْ اَنَّكَ اِنَّمَا خُلِقْتَ لِلْاٰخِرَةِ لَا
لِلدُّنْيَا وَلِلْفَنَاءِ لَا لِلْبَقَاءِ وَلِلْمَوْتِ لَا لِلْحَيَاةِ
وَاَنَّكَ فِيْ مَنْزِلِ قُلْعَةٍ۔ وَدَارِ بُلْغَةٍ وَطَرِيْقٍ
اِلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّكَ طَرِيْدُ الْمَوْتِ الَّذِيْ
لَا يَنْجُوْ مِنْهُ هَارِبُهٗ وَلَا يَفُوْتُهٗ طَالِبُهٗ
وَلَا بُدَّ اَنَّهٗ مُدْرِكُهٗ فَكُنْ مِنْهُ عَلٰى حَذَرٍ
اَنْ يُدْرِكَكَ وَاَنْتَ عَلٰى حَالٍ سَيِّئَةٍ قَدْ كُنْتَ
تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ فَيَحُوْلُ بَيْنَكَ
وَبَيْنَ ذٰلِكَ فَاِذَا اَنْتَ قَدْ اَهْلَكْتَ نَفْسَكَ۔

يَا بُنَيَّ، اَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَذِكْرِ مَا
تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَتُفْضِيْ بَعْدَ الْمَوْتِ اِلَيْهِ حَتّٰى يَاْتِيَكَ
وَقَدْ اَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ وَشَدَدْتَ لَهٗ
اَزْرَكَ وَلَا يَاْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ وَاِيَّاكَ
اَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرٰى مِنْ اِخْلَادِ اَهْلِ الدُّنْيَا اِلَيْهَا وَ
تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا فَقَدْ نَبَّاَكَ اللّٰهُ عَنْهَا وَنَعَتَ لَكَ
نَفْسَهَا وَتَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيْهَا فَاِنَّمَا اَهْلُهَا
كِلَابٌ عَاوِيَةٌ وَسِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا
بَعْضًا وَيَاْكُلُ عَزِيْزُهَا ذَلِيْلَهَا، وَيَقْهَرُ كَبِيْرُهَا
صَغِيْرَهَا، نَعَمٌ مُعْقَلَةٌ وَاُخْرٰى مُهْمَلَةٌ قَدْ
قَدْ اَضَلَّتْ عُقُوْلَهَا وَرَكِبَتْ مَجْهُوْلَهَا سُرُوْحُ
عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيْمُهَا وَ
لَا مُسِيْمٌ يُسِيْمُهَا سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيْقَ
الْعَمٰى وَاَخَذَتْ بِاَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ

دیکھ نہیں سکتیں، دنیا کی بھول بھلیوں میں پھنس گئے ہیں، اس کی لذتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اسی کو اپنا رب بنا لیا ہے وہ ان کے ساتھ کھیل رہی ہے اور وہ اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ افسوس انھوں نے آنیوالی زندگی بالکل فراموش کر دی ہے عنقریب تاریکی چھٹ جائے گی اور قافلہ منزل پر پہنچ جائے گا۔ لیل و نہار کے مرکب پر جو سوار ہے وہ تو برابر رواں دواں ہی ہے، چاہے کسی جگہ کھڑا ہی کیوں نہ ہو۔ مسافر ہے۔ گو بہ آرام کہیں مقیم ہی کیوں نہ ہو۔

فرزند! تو اپنی سب امیدوں میں کامیاب ہو نہیں سکتا۔ زندگی سے زیادہ جی نہیں سکتا، تو بھی اسی راہ پر چلا جا رہا ہے جس پر تجھ سے پہلے لوگ جا چکے ہیں۔ لہٰذا اپنی طلب میں اعتدال مدنظر رکھ کمائی میں سلامت روی سے تجاوز نہ کر۔ یاد رکھ طلب ایسی بھی ہوتی ہے جو حرماں نصیبی کی طرف لے جاتی ہے نہ ہر مانگنے والے کو ملتا ہے نہ ہر خود دار محروم رہتا ہے۔ ہر قسم کی ذلت سے اپنے آپ کو بچا، چاہے وہ کیسی ہی مرغوبات کی طرف لے جانے والی ہو کیونکہ عزت کا عوض تجھے کبھی مل ہی نہیں سکتا۔ دوسروں کا غلام نہ بن کیونکہ خدا نے تجھے آزاد پیدا کیا ہے۔ وہ بھلائی بھلائی نہیں جو برائی سے آئے، وہ دولت دولت نہیں جو ذلت کی راہ سے حاصل ہو۔

خبردار! خبردار! تجھے حرص و ہوس ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لیجائے جہاں تک ممکن ہو اپنے اور خدا کے درمیان کسی کے احسان کو نہ آنے دے کیونکہ تجھے تیرا حصہ بہرحال ملیگا۔ خدا کا دیا ہوا تھوڑا مخلوق کے دیئے بہت سے کہیں زیادہ ہے اور شریفانہ اگرچہ مخلوق کے پاس بھی جو کچھ ہے خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ خاموشی کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک آسان ہے مگر گفتگو سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک مشکل ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مشک کا منہ باندھ کر ہی پانی روکا جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْهُدٰى فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا، وَغَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا وَ
تَخَنُّوهَا رَبًّا، فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَلَعِبُوا بِهَا وَنَسُوا مَا
وَرَاءَهَا! رُوَيْدًا يُسْفِرُ الظَّلَامُ كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ
الْأَظْعَانُ يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ. وَاعْلَمْ
يَا بُنَيَّ! أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَإِنْ كَانَ وَاقِفًا وَيَقْطَعُ الْمَسَافَةَ
وَإِنْ كَانَ مُقِيمًا وَادِعًا۔

وَاعْلَمْ يَقِينًا أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ، وَلَنْ
تَعْدُوَ أَجَلَكَ، وَأَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ
فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَأَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ فَإِنَّهُ
رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ
بِمَرْزُوقٍ. وَلَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ۔ وَأَكْرِمْ
نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَإِنْ سَاقَتْكَ إِلَى
غَائِبٍ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ
عِوَضًا وَلَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ
حُرًّا وَمَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِشَرٍّ وَيُسْرٍ لَا
يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ۔

وَإِيَّاكَ أَنْ تُوجِفَ بِكَ مَطَايَا الطَّمَعِ
فَتُورِدَكَ مَنَاهِلَ الْمَهْلَكَةِ، وَإِنِ اسْتَطَعْتَ
أَنْ لَا يَكُونَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ ذُو نِعْمَةٍ فَافْعَلْ!
فَإِنَّكَ مُدْرِكٌ قِسْمَكَ وَآخِذٌ سَهْمَكَ، وَ
إِنَّ الْيَسِيرَ مِنَ اللّٰهِ، سُبْحَانَهُ، أَعْظَمُ وَأَكْرَمُ
مِنَ الْكَثِيرِ مِنْ خَلْقِهِ، وَإِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ۔

اپنا مال نہ خرچ کرنا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کہیں اچھا ہے۔ مایوسی کی تلخی، سوال کرنے سے بہتر ہے اور آبرو کے ساتھ محنت مزدوری بدکاری کی دولت سے بہتر ہے۔ آدمی اپنا راز، خود ہی خوب چھپا سکتا ہے،

کبھی آدمی اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار لیتا ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے، زیادہ غلطی کرتا ہے۔

نیکوں کی صحبت اختیار کرو، نیک ہو جاؤ گے، بدوں کی صحبت سے پرہیز کرو گے، بدی سے دور رہو گے۔ حرام کھانا، بدترین کھانا ہے، کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔

جب نرمی سختی بن جائے تو سختی نرمی بن جاتی ہے۔ کبھی دوا بیماری ہو جاتی ہے، اور بیماری دوا۔ کبھی بدخواہ خیرخواہی کر جاتا ہے اور خیرخواہ بدخواہی، موہوم اُمیدوں پر تکیہ نہ کرو کیونکہ یہ مُردوں کا سرمایہ ہیں۔

تجربے یاد رکھنے کا نام عقل ہے۔ بہترین تجربہ وہ ہے جو نصیحت آموز ہے موقعے سے فائدہ اٹھاؤ اس سے پہلے کہ وہ تمھارے خلاف ہو جائے۔ ہر کوشش کرنیوالا کامیاب نہیں ہوتا۔

ہر جانے والا واپس نہیں آتا۔ مال کا ضائع کرنا اور عاقبت کا بگاڑنا فساد عظیم ہے۔ انسان کی قسمت مقدر ہو چکی ہے جو کچھ تیرے نوشتۂ تقدیر میں ہے جلد یا دیر سے سامنے آجائے گا تاجر ایک لحاظ سے قمار باز ہوتا ہے۔ کبھی قلت میں کثرت سے زیادہ برکت ہوتی ہے۔

توہین کرنیوالے مددگار اور سوءظن رکھنے والے دوست میں ذرا بھلائی نہیں۔ جب تک زمانہ ساتھ دے زمانے کا ساتھ دو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَلَافِيكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ أَيْسَرُ
مِنْ إِدْرَاكِكَ مَا فَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ وَاحْفَظْ
مَا فِي الْوِعَاءِ بِشَدِّ الْوِكَاءِ، وَاحْفَظْ مَا فِي يَدَيْكَ
أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِي يَدِ غَيْرِكَ وَمَرَارَةُ
الْيَأْسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ إِلَى النَّاسِ وَالْحَرْفَةُ
مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنَى مَعَ الْفُجُورِ. وَ
الْمَرْءُ أَحْفَظُ لِسِرِّهِ وَرُبَّ سَاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ.
مَنْ أَكْثَرَ هَجَرَ. وَمَنْ تَفَكَّرَ أَبْصَرَ. قَارِنْ
أَهْلَ الْخَيْرِ تَكُنْ مِنْهُمْ. وَبَايِنْ أَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ
عَنْهُمْ. بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ. وَظُلْمُ الضَّعِيفِ
أَفْحَشُ الظُّلْمِ. إِذَا كَانَ الرِّفْقُ خُرْقًا كَانَ
الْخُرْقُ رِفْقًا. رُبَّمَا كَانَ الدَّوَاءُ دَاءً وَالدَّاءُ
دَوَاءً. وَرُبَّمَا نَصَحَ غَيْرُ النَّاصِحِ وَغَشَّ
الْمُسْتَنْصَحُ وَإِيَّاكَ وَالِاتِّكَالَ عَلَى الْمُنَى فَإِنَّهَا
بَضَائِعُ النُّوكَى. وَالْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ،
وَخَيْرُ مَا جَرَّبْتَ مَا وَعَظَكَ. بَادِرِ الْفُرْصَةَ
قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُصَّةً. لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيبُ
وَلَا كُلُّ غَائِبٍ يَؤُوبُ. وَمِنَ الْفَسَادِ إِضَاعَةُ
الزَّادِ وَمُفْسِدُ الْمَعَادِ. وَلِكُلِّ أَمْرٍ عَاقِبَةٌ
سَوْفَ يَأْتِيكَ مَا قُدِّرَ لَكَ، التَّاجِرُ مُخَاطِرٌ،
وَرُبَّ بَيِّعٍ أَنْهَى مِنْ كَثِيبٍ وَلَا خَيْرَ فِي مُعِينٍ
مَهِينٍ وَلَا فِي صَدِيقٍ ظَنِينٍ سَاهِلِ الدَّهْرِ مَا ذَلَّ
لَكَ تَعُودُهُ وَلَا تُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَاءَ أَكْثَرَ مِنْهُ.

حرص تجھے اندھا نہ کر دے اور عداوت تجھے بے عقل نہ بنانے پائے
دوست دوستی توڑے تو تم اُسے جوڑ دو، وہ دوری اختیار کرے
تو تم نزدیک ہو جاؤ۔ وہ سختی کرے، تو تم نرمی کرو، وہ غلطی کرے
تو تم اس کے لئے عذر تلاش کرو۔ دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ
کرو گویا تم غلام ہو اور وہ آقا، لیکن خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو
نااہل کے ساتھ نہ ہو۔ دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ
دوست بھی دشمن ہو جائے گا۔ دوست کو بے لاگ نصیحت کرو اچھی
لگے یا بُری لگے۔ غصّہ پی جایا کرو۔ میں نے غصّہ کے جام سے
زیادہ میٹھا کوئی جام نہیں دیکھا۔ جو تم سے سختی کرے، تم اُس سے
نرمی کرو۔ خود بخود نرم پڑ جائے گا۔ دوستی کاٹنا ضروری ہی ہو تو
بھی کچھ نہ کچھ لگاؤ باقی رکھو تاکہ جب چاہو دوستی کو جوڑ سکو۔
جو تم سے حُسنِ ظن رکھے اِس کے حُسنِ ظن کو جھوٹا نہ ہونے دو۔
دوست کے حقوق اس گھمنڈ میں تلف نہ کرو کہ دوست ہے۔ کیونکہ
جس کے حقوق تلف کر دیئے جاتے ہیں وہ دوست نہیں رہتا۔
ایسے نہ ہو جاؤ کہ تمہارا خاندان ہی تمہارے ہاتھوں سب
سے زیادہ بدبخت بن جائے۔ جو کوئی بے پروائی ظاہر کرے اِس کی
طرف نہ جھکو۔ دوست دوستی توڑنے میں اور تم دوستی جوڑنے
میں برابر نہ ہو۔ تمہارا پلّہ ہمیشہ بھاری رہے۔
نیکی سے زیادہ بدی میں تیز نہ ہو۔
ظالم کے ظلم سے تنگ دل نہ ہو، کیونکہ وہ خود اپنا نقصان
اور تمہارا نفع کر رہا ہے۔ جو تمہیں خوش کرے اس کا صلہ یہ نہیں ہے
کہ تم اُسے رنج پہونچاؤ۔
فرزند! رزق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جس کی تو جستجو کرتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَإِيَّاكَ أَنْ تَجْمَعَ بِاكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ، أَحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ أَخِيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَلَى الصِّلَةِ وَعِنْدَ صُدُودِهِ عَلَى اللُّطْفِ وَالْمُقَارَبَةِ وَعِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ، وَعِنْدَ تَبَاعُدِهِ عَلَى الدُّنُوِّ وَعِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ، وَعِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ. حَتَّى كَأَنَّكَ لَهُ عَبْدٌ وَكَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ. وَإِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ أَوْ أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ، لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقًا، فَتُعَادِيَ صَدِيقَكَ. وَامْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً. وَتَجَرَّعِ الْغَيْظَ. فَإِنِّي لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً وَلَا أَلَذَّ مُغَبَّةً. وَلِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ وَخُذْ عَلَى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الظَّفَرَيْنِ. وَإِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْجِعُ إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذٰلِكَ يَوْمًا مَّا. وَمَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهُ وَلَا تُضَيِّعْ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالًا عَلَى مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِأَخٍ مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ وَلَا يَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَى الْخَلْقِ بِكَ وَلَا تَرْغَبَنَّ فِيمَنْ زَهِدَ عَنْكَ وَلَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ عَلَى مُقَاطَعَتِكَ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى صِلَتِهِ وَلَا يَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ وَلَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ

دوسرا وہ جو تیری جستجو کرتا ہے۔ پس اگر تو جستجو چھوڑ دے تو رزق خود ہی تیرے پاس آجائے گا۔ دنیا میں تیرا حصہ بس اتنا ہے، جتنے سے تو اپنی عاقبت درست کر سکے۔ اگر تو اس چیز پر رنج کرتا ہے، جو تیرے ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر اس چیز پر رنج کر جو تیرے ہاتھ میں نہیں آئی ہے۔ آئندہ کو گذشتہ سے غیر سمجھو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جن پر نصیحت نہیں، ملامت اثر کرتی ہے۔ دانا آدمی معمولی تادیب سے مان جاتا ہے۔ مگر چوپایہ مارسے باز آتا ہے۔

خواہشوں اور دل کے وسوسوں کو صبر و یقین کی عزیمتوں سے زائل کر دو۔ جو کوئی راہِ اعتدال سے تجاوز کرتا ہے بدراہ ہو جاتا ہے۔ دوست رشتہ دار کی طرح ہے۔ سچّا دوست وہی ہے جو پیٹھ پیچھے حق دوستی ادا کرے۔

نفس کی خواہشوں اور بدبختیوں میں ساجھا ہے۔

کتنے اپنے ہیں جو غیروں سے زیادہ غیر ہیں اور کتنے غیر ہیں جو اپنوں سے زیادہ عزیز ہیں۔

پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔

جس نے راہِ حق چھوڑ دی اس کا رستہ تنگ ہے۔ جو اپنی حیثیت پر رہتا ہے اس کی عزّت باقی رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مضبوط تعلق وہ ہے جو آدمی اور خدا کے مابین ہے۔ جو کوئی تیری پرواہ نہیں کرتا وہ تیرا دشمن ہے۔ جب امید میں موت ہو تو نا اُمیدی زندگی بن جاتی ہے۔ نہ ہر عیب ظاہر ہوتا ہے نہ ہر موقعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کبھی آنکھوں والا ٹھوکر کھا جاتا ہے اور اندھا سیدھی راہ چلا جاتا ہے۔ بدی کو دور رکھو کیونکہ جب چاہو گے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَنْ ظَلَمَكَ فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَنَفْعِكَ
وَلَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوْءَهُ۔

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ
تَطْلُبُهُ وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ
أَتَاكَ مَا أَقْبَحَ الْخُضُوْعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَالْجَفَاءَ
عِنْدَ الْغِنَى إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَصْلَحَتْ بِهِ
مَثْوَاكَ۔ إِنْ جَزِعْتَ عَلَى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ
فَاجْزَعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ اسْتَدِلَّ
عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ فَإِنَّ الْأُمُوْرَ أَشْبَاهٌ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مِمَّنْ لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا
بَالَغْتَ فِي إِيْلَامِهِ فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْأَدَبِ
وَالْبَهَائِمُ لَا تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ اطْرَحْ عَنْكَ
وَارِدَاتِ الْهُمُوْمِ بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ
الْيَقِيْنِ مَنْ تَرَكَ الْقَصْدَ جَارَ۔ وَالصَّاحِبُ
مُنَاسِبٌ وَالصَّدِيْقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ وَ
الْهَوَى شَدِيْدٌ وَالْمَعْنِيُّ رُبَّ بَعِيْدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيْبٍ وَقَرِيْبٍ
أَبْعَدُ مِنْ بَعِيْدٍ وَالْغَرِيْبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيْبٌ
مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ وَمَنِ اقْتَصَرَ
عَلَى قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ وَاوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ
بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ وَمَنْ
لَمْ يُبَالِكَ فَهُوَ عَدُوٌّ لَكَ قَدْ
يَكُوْنُ الْيَأْسُ إِدْرَاكًا إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكًا
لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَلَا كُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ۔

لوٹ آئے گی۔ احمق سے دوستی کاٹنا عقلمند سے دوستی جوڑنے کے برابر ہے۔

جو دنیا پر بھروسہ کرتا ہے، دنیا اس سے بے وفائی کر جاتی ہے۔ اور جو دنیا کو بڑھاتا ہے دنیا اُسے گرا دیتی ہے۔ ہر تیر نشانے پر نہیں بیٹھتا جب حاکم بدلتا ہے تو زمانہ بھی بدل جاتا ہے۔ سفر سے پہلے سفر کے ساتھیوں کو دیکھ لو۔ ٹھہرنے سے پہلے پڑوسیوں کی جانچ کر لو۔

خبردار! تمھاری گفتگو میں ہنسانے والی کوئی بات نہ ہو اگرچہ کسی دوسرے کا مقولہ ہی کیوں نہ ہو۔

خبردار! عورتوں سے مشورہ نہ کرنا، کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے اور ارادہ ضعیف۔ پردے میں بٹھا کر ان کی نگاہوں کی حفاظت کرو۔ بداطوار لوگوں کی آمد و رفت ان کے بے پردہ رہنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ حتی الوسع اپنے سوا کسی سے انھیں مطلب نہ رکھنے دو۔ عورت کو اس کی ذات کے سوا کسی بات میں خود مختار نہ ہونے دو، کیونکہ عورت پھول ہے جلد نہیں ہے۔ عورت کو لوگوں کی سفارش کرنے کا عادی نہ بناؤ بے جا قرابت ظاہر نہ کرو، کیونکہ اس سے پاکباز اور بے لاگ عورت کی بھی برائی کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔

اپنے نوکروں میں سے ہر ایک کے ذمے کوئی نہ کوئی کام رکھو۔ تاکہ وہ تمھاری خدمت کو ایک دوسرے پر نہ ٹالیں

اپنے کنبہ کی عزت کرو، کیونکہ وہ تمھارا بازو ہے، جس سے لڑتے ہو۔ بنیاد ہے جس پر ٹھہرتے ہو، ہاتھ ہے جس سے لڑتے ہو۔

فرزند! میں تیری دنیا و عقبیٰ خدا کے سپرد کرتا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَرُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ وَأَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ۔
آخِرَ الشَّرِّ، فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَجَمَّلْتَهُ وَقَطِيعَةُ
الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ۔ مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ
وَمَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ إِذَا تَغَيَّرَ
السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ۔ وَعَنِ
الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ۔ إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ
مُضْحِكًا وَإِنْ حَكَيْتَ ذَاكَ عَنْ غَيْرِكَ۔ وَإِيَّاكَ وَمُشَاوَرَةَ
النِّسَاءِ فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ، وَعَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ، وَاكْفُفْ
عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ
أَبْقَى عَلَيْهِنَّ، وَلَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا
يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ وَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ
فَافْعَلْ۔ وَلَا تَمْلِكَنَّ لِلْمَرْأَةِ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ
رَيْحَانَةٌ وَلَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ۔ وَلَا تَعْدُ بِكَرَامَةِ امْرَأَةٍ نَفْسَهَا وَلَا
تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ بِغَيْرِهَا وَإِيَّاكَ وَالتَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ
فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السُّقْمِ وَالْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيبِ
وَاجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلًا تَأْخُذُهُ بِهِ فَإِنَّهُ أَحْرَى
أَنْ لَا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ وَأَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ
الَّذِي بِهِ تَطِيرُ وَأَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ وَيَدُكَ
الَّتِي بِهَا تَصُولُ۔

اِسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَدُنْيَاكَ وَأَسْأَلُهُ خَيْرَ
الْقَضَاءِ (لَكَ) فِي الْعَاجِلَةِ وَالْآجِلَةِ، وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَالسَّلَامُ!

ہوں اور دونوں جہان میں اس ذاتِ برتر سے تیرے لئے فلاح و بہبود کی دعا کرتا ہوں

والسلام

یہ وصیت نامہ حاضرین، (علاقہ صفین) میں واپسی۔ جنگ صفین کے وقت لکھا تھا۔ ابن عبد ربہ نے "العقد الفرید" طبع مصر ۱۳۳۱ھ جلد اول صفحہ ۳۰۱ پر لکھا ہے۔
ضمن کتاب کے علاوہ نہ معلوم کتنی مرتبہ اشاعت اور نہ معلوم کتنی زبانوں میں ترجمہ ہو کر چھپ چکا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۲۔ معاویہ کے نام ایک اہم خط[1]

وَاَرْدَيْتَ جِيْلًا مِّنَ النَّاسِ كَثِيْرًا اَخَذَ عَتْهُمْ بِغَيِّكَ وَ اَلْقَيْتَهُمْ فِيْ مَوْجِ بَحْرِكَ تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ، وَتَتَلَاطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ فَجَارُوْا عَنْ وِجْهَتِهِمْ وَنَكَصُوْا عَلٰى اَعْقَابِهِمْ

"تم نے انسانوں کی ایک پوری نسل گمراہ اور ہلاک کر ڈالی ہے اپنی ضلالت سے دھوکہ دیا اور اپنے باطل کے سمندر کی موجوں پر انھیں ڈال دیا ہے اس سمندر میں گھٹا ٹوپ اندھیرے ان پر چھائے ہوئے ہیں اور شبہات کی لہریں انھیں اٹھائے تلاطم مچا رہی ہیں وہ نکلے تھے حق کی طلب میں مگر پڑ گئے باطل کی ڈگر پر۔ الٹے پاؤں لوٹ گئے۔

---

[1] اس خط کا پہلا حصہ وہ ہے جسے ابن ابی الحدید نے مجلد رابع مصر کے ص ۵۰ پر لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

اللہ کے بندے علی امیر المومنین کی طرف سے معاویہ بن ابی سفیان کے نام:۔

امابعد دنیا اس کے سوا کیا ہے کہ تجارت کی جگہ ہے اور دنیا کا نفع نقصان آخرت ہے پس خوش قسمت ہے وہ جس کا مال تجارت اس دنیا میں عمل صالح ہے۔ اور جو دنیا کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھتا اور اسکی حقیقت جانتا ہے۔

میں تمھیں نصیحت کرنا چاہتا ہوں، حالانکہ تمھارا حشر مجھے معلوم ہے۔ تمھارے حق میں خدا کا فیصلہ کیسے بدل سکتا ہے؟ لیکن خدا نے علماء کے لئے ضروری ٹھہرا دیا ہے کہ علم کی امانت ادا کرتے، نیک و بد بتاتے اور سب کو اچھی نصیحت کرتے رہیں۔ اسی لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو خدا کو خاطر میں نہیں لاتے اور جن پر کلمۂ عذاب نافذ ہو چکا ہے یاد رکھو خدا تاک میں ہے اور تمھاری یہ دنیا جلد ہی تم سے منھ موڑ لینے والی تمھارے لئے سامان حسرت بن جانے والی ہے بس اپنی کجروی و ضلالت سے باز آؤ۔ خصوصاً اب کہ بوڑھے ہو چکے ہو عمر ختم ہونے پر آ گئی ہے۔ تمھارا حال

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَوَلَّوْا عَلَى أَدْبَارِهِمْ وَعَوَّلُوا عَلَى أَحْسَابِهِمْ إِلَّا نَفَاسَةً مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ فَانْهَمُوا فَارَقُوكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِمْ وَهَرَبُوا إِلَى اللهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ إِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ۔

فَاتَّقِ اللهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِي نَفْسِكَ وَجَاذِبِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ وَالْآخِرَةُ قَرِيبَةٌ مِنْكَ۔ وَالسَّلَامُ!

منہ گھما کر چل پڑے اور اپنے قبائلی حسب و نسب کو کافی سمجھ بیٹھے۔ مگر کچھ اہلِ بصیرت بھی تھے انھوں نے تمھیں ٹھونک بجا کے دیکھا اور تم سے الگ ہو گئے۔ تمھاری امداد و اعانت سے کٹ کر اللہ کی طرف نکل بھاگے، کیونکہ تم انھیں مشکلات میں ڈال چکے تھے۔ اور راہِ راست سے دُور ہٹائے گئے تھے

اے معاویہ اپنے نفس کے معاملے میں خدا سے ڈر۔ شیطان کے ہاتھ سے اپنی مہار چھین لے۔ اس لئے کہ دنیا جلد ہی تجھ سے منقطع ہو جانے والی ہے، یاد رکھ آخرت تجھ سے بہت قریب ہے۔

والسّلام

تو اس سڑے پھونس کپڑے جیسا ہو چکا ہے کہ ایک طرف اسے اُسے سیدھا کیا جاتا ہے تو دوسری طرف سے گلنے لگتا ہے۔ تم نے انسانوں الخ

معاویہ نے مذکورہ خط کا جواب گستاخی سے دیا اور قتل کی دھمکی بھی دی۔ اس پر امیر المومنین نے لکھا:۔

جس گمراہی کا تم اظہار کر رہے ہو، وہ تمھارے قبیلے اور خاندان کی قدیم گمراہی کے مشابہ ہے۔ کفر اور باطل آرزوؤں نے تمھارے رشتہ داروں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد پر کھڑا کیا تھا۔ نتیجہ تو تم جانتے ہی ہو کیا ہوا۔ سب کے سب کھیت رہے اور اُن سے کچھ بھی بنائے نہ بنی۔ ایسے موقعوں پر مجھی سے ان کا سابقہ پڑا کرتا تھا۔ میں ہی ان سے لڑا کرتا تھا۔ ان کا حسد میری تلوار ہی نے توڑا تھا۔ ان کے سرداروں کو ضلالت کے سرداروں کو۔ میرے ہی ہاتھوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا اور اب انشاء اللہ ان کی اولاد کو میں ہی ان برچھوں سے ملا دینے والا بنوں گا۔ کیسی بُری اولاد ہے۔ وہ اولاد جو ان بدترین اجداد کے پیچھے چلا دی جائے گی، جن کا پڑاؤ دوزخ میں ہو چکا ہے۔ والسّلام (ابن ابی الحدید ص ۱۵ - مجلد رابع - م)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۳۔ قثم بن عباسؓ گورنر مکہ کے نام

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ عَيْنِيْ بِالْمَغْرِبِ[1] كَتَبَ اِلَيَّ (يُعْلِمُنِيْ) اَنَّهٗ وُجِّهَ اِلَى الْمَوْسِمِ اُنَاسٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ۔ اَلْعُمْيِ الْقُلُوْبِ الصُّمِّ الْاَسْمَاعِ اَلْكَمْهِ الْاَبْصَارِ الَّذِيْنَ يَلْتَمِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَ يُطِيْعُوْنَ الْمَخْلُوْقَ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ وَيَحْتَلِبُوْنَ الدُّنْيَا دَرَّهَا بِالدِّيْنِ۔ وَيَشْتَرُوْنَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الْاَبْرَارِ (وَ) الْمُتَّقِيْنَ وَ لَنْ يَفُوْزَ بِالْخَيْرِ اِلَّا عَامِلُهٗ وَلَا يُجْزَى جَزَاءَ الشَّرِّ اِلَّا فَاعِلُهٗ۔ فَاَقِمْ عَلٰى مَا فِيْ يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيْبِ، وَالنَّاصِحِ اللَّبِيْبِ (وَ) التَّابِعِ لِسُلْطَانِهٖ، اَلْمُطِيْعِ لِاِمَامِهٖ وَ اِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ! وَلَا تَكُنْ عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِرًا وَلَا عِنْدَ الْبَاْسَاءِ فَشِلًا!

وَالسَّلَامُ۔

مغربی[1] ممالک میں میرے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ موسم حج میں شام کے بھی کچھ لوگ شریک ہوں گے۔ فساد پھیلانے کے لئے انھیں بھیجا گیا ہے۔ یہ لوگ دل کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں سے پٹ ہیں۔ باطل کی راہ سے حق تلاش کرتے ہیں۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت کرتے ہیں۔ دین بیچ کے دنیا کی گائے دوہتے ہیں۔ ابرار و اتقیا کو آخرت میں ملنے والے ثواب پر دنیا کے فوری فائدوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

یاد رہے بھلائی اسی کو ملتی ہے جو نیکی کے کام کرتا ہے اور شر اُسی کے حصّے میں آتا ہے جو بدی سے آلودہ رہتا ہے۔ تم ہوشیار رہو۔ اپنے منصب کے فرائض اس آدمی کے طرح پورے کرو۔ جو تدبّر کے ساتھ مضبوط رہتا ہے۔ خیر خواہی کے ساتھ عقل سے کام لیتا ہے۔ اپنے حاکم کا حکم بجا لاتا ہے اور اپنے امام کی اطاعت کرتا ہے

خبردار! ایسا کوئی کام نہ کرنا کہ معذرت کی ضرورت پڑے۔ خبردار، ایسے نہ ہو جانا کہ خوش حالی میں اترا و اور جب مشکل پیش آئے تو ناکارہ ثابت ہو۔

والسّلام

---

[1] مراد شام م فیض الاسلام:

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۴۔ محمدؐ بن ابی بکر کی دلجوئی کے لیے

امیر المومنین نے محمدؐ بن ابی بکرؓ کی جگہ مالک اشتر نخعی کو مصر کا گورنر بنایا تو
خبر ملی کہ محمدؐ بہت غمگیں ہیں۔ اِس دوران میں مالک مصر پہنچنے سے پہلے ہی
فوت ہو گئے۔ امیر المومنین نے محمدؐ کو لکھا۔ (رضیؓ)

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الْاَشْتَرِ اِلٰى عَمَلِكَ۔ وَاِنِّي لَمْ اَفْعَلْ
ذٰلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجُهْدِ، وَلَا اِزْدِيَادًا
فِي الْجِدِّ، وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ
سُلْطَانِكَ لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكَ
مَؤُونَةً وَاَعْجَبُ اِلَيْكَ وِلَايَةً اِنَّ
الرَّجُلَ الَّذِي كُنْتُ وَلَّيْتُهُ اَمْرَ مِصْرَ
كَانَ رَجُلًا لَنَا نَاصِحًا وَعَلٰى عَدُوِّنَا
شَدِيدًا نَاقِمًا نَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَلَقَدِ اسْتَكْمَلَ
اَيَّامَهُ وَلَاقٰى حِمَامَهُ وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ
اَوْلَاهُ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ وَضَاعَفَ الثَّوَابَ
لَهُ فَاصْحَرْ لِعَدُوِّكَ وَامْضِ عَلٰى بَصِيرَتِكَ
وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ وَادْعُ اِلٰى سَبِيلِ
رَبِّكَ وَاَكْثِرِ الْاِسْتِعَانَةَ بِاللّٰهِ
يَكْفِكَ مَا اَهَمَّكَ وَيُعِنْكَ عَلٰى مَا نَزَلَ بِكَ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ!

اشتر، کی وجہ سے تمھارے ملال خاطر کا حال معلوم ہوا۔
میں نے اشتر کو تمھاری جگہ اس لیے نہیں دی تھی کہ تمھیں
کمزور یا نا اہل سمجھتا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ اس عہدے
کے بدلے تمھیں ایسا عہدہ دوں، جس کا معاملہ آسان ہو
اور تمھیں مصر کی حکومت سے زیادہ پسند آئے۔
جس شخص کو میں نے مصر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ ہمارا بڑا
خیر خواہ اور دشمن پر بہت سخت تھا، خدا کی رحمت ہو اس پر
اس نے اپنے دن پورے کر لیے اور اپنی موت کو لبیک کہا۔ ہم
اس سے رضامند ہیں۔ خدا کی رضامندیاں بھی اس کے شامل
حال ہوں اور زیادہ سے زیادہ ثواب اِس کے حصے میں آئے۔
اب تم یہ کرو کہ دشمن کے مقابلے میں نکلو۔ اپنی بصیرت
پر گامزن ہو اور جو کوئی تم سے لڑے، اس کے لیے تیار ہو۔ اپنے
رب کے رستے کی طرف دعوت دو اور خدا سے برابر مدد کی التجائیں
کرتے رہو۔ وہ تمھاری مدد کرے گا۔ اور تمھاری مشکلیں آسان
ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۵۔ محمدؐ بن ابی بکر کے قتل پر عبداللہ ابن عباسؓ کو خط

اَمَّا بَعْدُ۔ فَاِنَّ مِصْرَ قَدْ اُفْتُتِحَتْ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدِ اسْتُشْهِدَ فَعِنْدَ اللّٰهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَدًا نَاصِحًا، وَعَامِلًا کَادِحًا۔ وَسَیْفًا قَاطِعًا، وَرُکْنًا دَافِعًا۔ وَقَدْ کُنْتُ حَثَثْتُ النَّاسَ عَلٰی لِحَاقِهٖ وَاَمَرْتُهُمْ بِغِیَاثِهٖ قَبْلَ الْوَقْعَةِ وَدَعَوْتُهُمْ سِرًّا وَجَهْرًا وَعَوْدًا وَبَدْءًا: فَمِنْهُمُ الْاٰتِیْ کَارِهًا۔ وَمِنْهُمُ الْمُعْتَلُّ کَاذِبًا۔ وَمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلًا۔ (وَ) اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ یَّجْعَلَ لِیْ مِنْهُمْ فَرَجًا عَاجِلًا فَوَاللّٰهِ لَوْلَا طَمَعِیْ عِنْدَ لِقَائِیْ عَدُوِّیْ فِی الشَّهَادَةِ وَتَوْطِیْنِیْ عَلَی الْمَنِیَّةِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا اَبْقٰی مَعَ هٰؤُلَاءِ یَوْمًا وَاحِدًا۔ وَلَا اَلْتَقِیْ بِهِمْ اَبَدًا۔

دشمن نے مصر فتح کر لیا اور اللہ کی رحمت ہو محمد بن ابی بکرؓ پر جو شہید ہو گیا۔ اس خیر خواہ فرزند[1] کی شہادت کا ثواب ہمارے لئے خدا ہی کے پاس ہے۔ یہ فرزند زبردست جد و جہد کرنے والا تھا تیغ براں تھا۔ مدافعت کا ستون تھا۔ حادثے سے پہلے میں نے لوگوں کو اس کی حمایت میں کھڑے ہونے کے لئے ہر ممکن طریقے سے اُبھارا۔ علانیہ اور خفیہ دعوتیں دیں۔ جوش دلانے میں کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر ہوا یہ کہ جو آئے تھے دل کی ناخوشی سے آئے تھے۔ کچھ لوگوں نے جھوٹے عذر کر دیے اور کچھ لوگ پاؤں توڑ کے بیٹھ رہے۔ خدا سے دعا ہے کہ مجھے ان لوگوں سے چھٹکارا دے دے۔ جلد سے جلد چھٹکارا دے دے۔ اگر دشمن سے دو بدو جنگ کرتے ہوئے شہادت کی آرزو نہ ہوتی اور مر جانے پر دل ٹھہر نہ چکا ہوتا تو میں ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی نہ گزارتا۔ ان سے ملنے کی میرے دل میں کبھی خواہش ہی پیدا نہ ہوتی

---

[1] فرزند اس لئے فرمایا کہ حضرت ابوبکر کی وفات پر امیر المومنینؑ نے محمدؐ کی والدہ سے شادی کر لی تھی اور محمد کو اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۶۔ عقیل بن ابی طالب کے خط کا جواب

اِلٰی (اَخِیْہِ) عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ ذِکْرِ جَیْشٍ اَنْفَذَہٗ اِلٰی بَعْضِ الْاَعْدَاءِ وَھُوَ جَوَابُ کِتَابٍ کَتَبَہٗ اِلَیْہِ عَقِیْلٌ:۔

سَرَّحْتُ اِلَیْہِ جَیْشًا کَثِیْفًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَمَّا بَلَغَہٗ ذٰلِکَ شَمَّرَ ھَارِبًا وَنَکَصَ نَادِمًا فَلَحِقْتُہٗ بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ وَقَدْ طَفَلَتِ الشَّمْسُ لِلْاِیَابِ فَاقْتَتَلُوْا شَیْئًا کَلَا وَلَا فَمَا کَانَ اِلَّا کَمَوْقِفِ سَاعَۃٍ حَتّٰی نَجَا جَرِیْضًا بَعْدَ مَا اُخِذَ مِنْہُ بِالْمُخَنَّقِ وَلَمْ یَبْقَ مِنْہُ غَیْرُ الرَّمَقِ، فَلَا بَاَ بِلَایٍ مَا نَجَا۔ فَدَعْ عَنْکَ قُرَیْشًا وَتَرْکَاضَھُمْ فِی الضَّلَالِ وَتَجْوَالَھُمْ فِی الشِّقَاقِ وَجِمَاحَھُمْ فِی التِّیْہِ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰی حَرْبِیْ کَاِجْمَاعِھِمْ عَلٰی حَرْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبْلِیْ، فَجَزَتْ قُرَیْشًا عَنِّیْ الْجَوَازِیْ فَقَدْ قَطَعُوْا رَحِمِیْ وَسَلَبُوْنِیْ سُلْطَانَ بْنِ اُمِّیْ۔ وَاَمَّا مَا سَاَلْتَ عَنْہُ مِنْ رَاْیِیْ فِی الْقِتَالِ فَاِنَّ رَاْیِیْ قِتَالُ الْمُحِلِّیْنَ حَتّٰی اَلْقٰی اللّٰہَ لَا یَزِیْدُنِیْ کَثْرَۃُ النَّاسِ حَوْلِیْ عِزَّۃً وَلَا تَفَرُّقُھُمْ عَنِّیْ وَحْشَۃً وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ اَبِیْکَ وَلَوْ اَسْلَمَہُ النَّاسُ۔ مُتَضَرِّعًا مُتَخَشِّعًا وَلَا مُقِرًّا لِلضَّیْمِ

میں نے دشمن کے مقابلے پر ایک بڑی فوج بھیجی تھی۔ فوج کی خبر پاتے ہی وہ بھاگ نکلا۔ مگر فوج نے رستے میں آ لیا۔ سورج ڈوب رہا تھا ایک ہی جھڑپ ہوئی تھی کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ نکلا۔

تم قریش کو گمراہی میں دوڑنے دو۔ پھوٹ میں جولانی کرنے دو۔ غرور میں ان کی منہ زوری کی پروا نہ کرو۔ انھوں نے میری جنگ پر بھی اسی طرح ایکا کر لیا ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ پر ایک ہو گئے تھے۔ خدا قریش سے میرا بدلہ لے۔ انھوں نے میرا رشتہ کاٹا اور میری ماں کے بیٹے کی حکومت مجھ سے چھینی۔[۱]

تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری رائے یہ ہے کہ گمراہوں سے برابر جنگ کرتے رہنا چاہیئے، یہاں تک کہ خدا کے حضور پہنچ جاؤں۔ اپنے گرد لوگوں کی کثرت دیکھ کر نہ میرا حوصلہ بڑھتا ہے نہ ان کے چھوڑ کر بکھر جانے سے مجھے وحشت ہوتی ہے۔ خبردار! اپنے باپ کے بیٹے کو اگرچہ سب لوگ چھوڑ دیں، کبھی لرزاں و ترساں خیال نہ کرنا کسی حال میں بھی اُسے خوف سے کانپنے والا، ذلت کی طرف جھکنے والا، ہمت ہار کے بیٹھ جانے والا نہ پاؤ گے۔ وہ اپنی لگام کسی کے ہاتھ میں دینے والا نہیں بلکہ وہ ویسا ہے جیسا بنی سلیم کے شاعر نے کہا ہے:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاهِنًا وَلَا سَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ،
وَلَا وَطِئَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ الْمُقْتَعِدِ۔
وَلٰكِنَّهُ كَمَا قَالَ اَخُوْ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَاِنْ
تَسْأَلِيْنِيْ:۔ كَيْفَ اَنْتَ ؟ فَاِنَّنِيْ:
صَبُوْرٌ عَلٰى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيْبُ
يُعِزُّ عَلَيَّ اَنْ تُرَى بِيْ كَآبَةٌ
فَيَشْمَتَ عَادٍ اَوْ يُسَاءَ حَبِيْبُ

فان تسالینی کیف انت فانّنی
صبور علی ریب الزمان صلیب
یعزّ علیّ ان تری بی کآبۃ
فیشمت عاد او یساء حبیب

(محبوبہ اگر تو میرا حال پوچھتی ہے تو سن میں زمانے کے صدموں کا مقابلہ مضبوطی سے کر رہا ہوں)
(مجھے گوارا نہیں کہ اُداس ظاہر ہوں جس پر دشمن خوش ہوں اور دوست کڑھیں)

لہ امیرالمومنینؑ کی والدہ فاطمہؑ بنت اسد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ میری ماں کے بعد فاطمہ میری ماں ہیں۔ اسی لئے امیرالمومنین نے یہ لفظ استعمال کئے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۷۔ معاویہ کے نام ایک اہم خط

زیرِ نظر خط، گذشتہ دونوں انشاعتوں میں دو حصوں پر مشتمل تھا، جس کا پہلا جزو، سید رضی رحمہ اللہ کی ترتیب میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ وہ حصہ ابن ابی الحدید کی ترتیب، سے لیا گیا تھا۔ میں نے، یہاں صرف سیّد رضی کی ترتیب کے پیشِ نظر اس حصّے کو خارج کرکے، ضمیمے میں شامل کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس جزو کا شمول اصل نہج البلاغہ میں مناسب نہیں۔

نائب مدیر وھوی

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا أَشَدَّ لُزُوْمَكَ لِلْأَهْوَاءِ الْمُبْتَدِعَةِ وَالْحَيْرَةِ الْمُتَّبَعَةِ مِنْ تَضْيِيْعِ الْحَقَائِقِ، وَاطِّرَاحِ الْوَثَائِقِ الَّتِيْ هِيَ لِلّٰهِ طِلْبَةٌ وَعَلٰى عِبَادِهٖ حُجَّةٌ فَأَمَّا إِكْثَارُكَ الْحِجَاجَ فِيْ عُثْمَانَ وَقَتَلَتِهٖ فَإِنَّكَ إِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَكَ، وَخَذَلْتَهٗ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَهٗ۔

وَالسَّلَامُ!

سبحان اللہ! بدعتی خواہشوں سے تمہاری وابستگی کتنی گہری ہے اور بے راہروی میں تمہارے قدم کیسے تیز ہیں۔ ساتھ ہی حقائق کو ضائع کرنا اور ان وثائق کو پسِ پشت ڈال دینا بھی ہے۔ جو رضائے الٰہی کے لئے مطلوب اور بندوں پر حجّت ہیں۔

عثمانؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے میں تمہارے اس مسلسل جدل کی حقیقت یہ ہے کہ عثمانؓ کی مدد پر تم اس وقت کھڑے ہوئے جب یہ مدد خود تمہارے اپنے لئے تھی مگر عثمانؓ کو تم نے اس وقت چھوڑے رکھا۔ جب تمہاری مدد ان کے لئے کام آسکتی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۸۔ اہل مصر کے نام خط

جب اشتر کو اُن کا گورنر بنایا

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ غَضِبُوْا لِلّٰهِ حِيْنَ عُصِيَ فِيْ اَرْضِهٖ وَذُهِبَ بِحَقِّهٖ فَضَرَبَ الْجَوْرُ سُرَادِقَهٗ عَلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ وَالْمُقِيْمِ وَالظَّاعِنِ فَلَا مَعْرُوْفٌ يُسْتَرَاحُ اِلَيْهِ وَلَا مُنْكَرٌ يُتَنَاهٰى عَنْهُ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَا يَنَامُ اَيَّامَ الْخَوْفِ وَلَا يَنْكُلُ عَنِ الْاَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوْعِ اَشَدَّ عَلَى الْكُفَّارِ مِنْ حَرِيْقِ النَّارِ وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ اَخُوْ مَذْحِجٍ "فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا اَمْرَهٗ فِيْمَا طَابَقَ الْحَقَّ فَاِنَّهٗ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ لَا كَلِيْلُ الظُّبَةِ وَلَا نَابِي الضَّرِيْبَةِ۔ فَاِنْ اَمَرَكُمْ اَنْ تَنْفِرُوْا فَانْفِرُوْا وَاِنْ اَمَرَكُمْ اَنْ تُقِيْمُوْا فَاَقِيْمُوْا فَاِنَّهٗ لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ وَلَا يُؤَخِّرُ وَلَا يُقَدِّمُ اِلَّا عَنْ اَمْرِيْ۔ وَقَدْ اٰثَرْتُكُمْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِيْ لِنَصِيْحَتِهٖ لَكُمْ وَشِدَّةِ شَكِيْمَتِهٖ عَلٰى عَدُوِّكُمْ۔

اللہ کے بندے، علی امیر المومنینؑ کا خط ان لوگوں کے نام جو خدا کے لئے اس وقت غضب ناک ہوئے جب خدا کی نافرمانی زمین پر ہو رہی تھی۔ خدا کا حق اٹھ گیا تھا، ظلم نے اپنی طنابیں نیک اور فاجر پر تان دی تھیں۔ نہ نیکی پر عمل کیا جاتا تھا، نہ منکر سے اجتناب کیا جاتا تھا۔

اما بعد میں نے اللہ کے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ تمھاری طرف بھیجا ہے جو اندیشے کے دنوں میں سوتا نہیں۔ خوف کی گھڑی میں دشمن سے ڈرتا نہیں۔ فاجروں پر بلائے بے درماں ہے وہ مالک بن الحارث مذحجی ہے تم اس کی سنو اور اس کے حکم کی اطاعت کرو اگر حق کے مطابق ہو۔ یہ شخص اللہ کی تلوار ہے ایسی تلوار جس کی باڑھ نہ کند ہوتی ہے نہ کاٹ میں کمی کرتی ہے۔ اگر وہ تمھیں حکم دے کہ چلو تو چل پڑو، حکم دے کہ بیٹھے رہو تو بیٹھے رہو، کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھے گا نہ پیچھے ہٹے گا نہ کوئی پس و پیش کرے گا۔ مجھے خود اس شخص کی ضرورت تھی مگر میں نے اپنے مقابلے میں تم لوگوں کو ترجیح دی۔ وہ تمھاری خیر خواہی کرے گا اور تمھارے دشمن پر بہت سخت ثابت ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۹۔ عمرو بن العاص کے نام ایک خط

امیرالمومنینؑ کے ناصحانہ خط کا عمروؓ پر کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ مطالبہ کیا کہ خلافت سے دست بردار ہو کر اس کا فیصلہ مسلمانوں کے مشورہ پر کر دیں۔ اس پر امیرالمومنین نے لکھا۔

فَاِنَّكَ (قَدْ) جَعَلْتَ دِيْنَكَ تَبَعًا لِدُنْيَا اُمْرِئٍ ظَاهِرٍ غَيُّهٗ تَقْتُوْ سُ سُتْرَتُهٗ يَشِيْنُ الْكَرِيْمَ بِمَجْلِسِهٖ وَيُسَفِّهُ الْحَلِيْمَ بِخُلْطَتِهٖ فَاتَّبَعْتَ اَثَرَهٗ وَطَلَبْتَ فَضْلَهٗ اِتِّبَاعَ الْكَلْبِ لِلضِّرْغَامِ يَلُوْذُ اِلٰى مَخَالِبِهٖ وَيَنْظُرُ مَا يُلْقٰى اِلَيْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِيْسَتِهٖ فَاَذْهَبَتْ دُنْيَاكَ وَاٰخِرَتَكَ وَلَوْ بِالْحَقِّ اَخَذْتَ اَدْرَكْتَ مَا طَلَبْتَ وَاِنْ يُمَكِّنِ اللّٰهُ مِنْكَ وَمِنِ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَجْزِكُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا وَاِنْ تُعْجِزَا (نِيْ) وَتَبْقَيَا فَمَا اَمَامَكُمَا شَرٌّ لَّكُمَا۔

وَالسَّلَامُ

تم نے بس یہ کیا ہے کہ اپنا دین ایک ایسے شخص کی دنیا کے پیچھے لگا دیا ہے، جس کی گمراہی ظاہر ہو چکی ہے۔ جس کا پردہ اٹھ چکا ہے، جس کی ہم مجلسی سے شریف کو دھبہ لگتا ہے۔ اور جس کی ہم نشینی سے عقلمند بھی بے سمجھ بن جاتا ہے۔ تم نے اس شخص کے نقش قدم کی پیروی اس طرح کی ہے، جس طرح کتا شیر کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ اس کے چنگلوں کی پناہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کی جھوٹن کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ دراصل تم نے اپنی دنیا بھی گنوا دی ہے اور آخرت بھی کھو بیٹھے ہو، حالانکہ اگر تم حق پر استوار رہتے تو اپنی مراد تک ضرور پہنچ جاتے اگر خدا نے تمھیں اور معاویہ کو میرے ہاتھ میں کر دیا تو تمھارے اعمال کی تمھیں سزا دوں گا لیکن اگر تم دونوں میرے ہاتھ سے بچ گئے تو خدا کے پاس جو کچھ تمھارے لئے تیار ہے وہ کہیں زیادہ بھیانک ہے۔!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱؎ "عمرو" میں واؤ لکھا جاتا ہے، مگر پڑھا نہیں جاتا۔ لہٰذا لفظ "عمر" کرنا چاہیئے۔

۲؎ عمرو بن العاص فاتح مصر، حضرت عثمان کے سب سے بڑے مخالفوں میں تھے۔ مگر قتل کے بعد اس شرط پر امیر معاویہ سے مل گئے کہ زندگی بھر مصر پر حکومت کریں گے۔ حضرت امیر علیہ السّلام نے اسی حرکت پر نصیحت فرمائی ہے

دنیا اپنے ماسوا سے غافل کرنے والی ہے۔ دنیا کی حالت یہ ہے کہ دنیا دار کو جب کوئی چیز حاصل ہو جاتی ہے تو حرص و شوق کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں۔ دنیا والا حاصل ہو جانے والی چیزوں پر قانع نہیں ہوتا۔ بلکہ جو کچھ حاصل نہیں ہوا ہے اس کی طلب میں سرگرداں پھرنے لگتا ہے۔ پھر انجام یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ حاصل کر چکا ہے۔ اس سے یک لخت جدائی اور جو کچھ بنا چکا ہے اس کے تار و تار کی ریخت! خوش نصیب وہ ہے جو غیر کی حالت سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا اے ابو عبداللہ! اپنے اس اجر کو ضائع نہ ہونے دو اور معاویہ کے ساتھ اس کے باطل میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ معاویہ نے لوگوں کی حق تلفی کی ہے اور مخلوق کو بے وقوف بنا ڈالا ہے ؛

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۰۔ ایک عہدہ دار کے نام خط

حساب پیش کرو

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِیْ عَنْكَ اَمْرٌ اِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهٗ فَقَدْ اَسْخَطْتَ رَبَّكَ وَعَصَیْتَ اِمَامَكَ وَ اَخْزَیْتَ اَمَانَتَكَ۔

بَلَغَنِیْ اَنَّكَ جَرَّدْتَ الْاَرْضَ فَاَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَیْكَ وَ اَكَلْتَ مَا تَحْتَ یَدَیْكَ فَارْفَعْ اِلَیَّ حِسَابَكَ وَاعْلَمْ اَنَّ حِسَابَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ۔

مجھے ایک خبر ملی ہے، اگر سچی ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر لیا ہے۔ اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اپنی امانت گنوا دی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ تم نے ملک اجاڑ دیا ہے جو کچھ تمھارے پاؤں کے نیچے تھا اُسے ہتیا لیا ہے، اور جو کچھ تمھارے ہاتھ میں تھا، اُسے ہڑپ کر گئے ہو۔ لہٰذا اپنا حساب میرے پاس بھیجو اور یقین کرو، خدا کا حساب آدمیوں کے حساب سے کہیں زیادہ خوفناک ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۱۔ ایک عہدہ دار کے نام مکتوب[1]

أَمَّا بَعْدُ. فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْثَقُ مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ. فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ وَأَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَرِبَتْ. وَهَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ فُتِكَتْ وَشَغَرَتْ قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ. فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ. فَلَا ابْنَ عَمِّكَ آسَيْتَ وَلَا الْأَمَانَةَ أَدَّيْتَ وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ اللهَ تُرِيدُ بِجِهَادِكَ وَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ. وَكَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَنْ دُنْيَاهُمْ وَتَنْوِي غِرَّتَهُمْ عَنْ فَيْئِهِمْ فَلَمَّا أَمْكَنَتْكَ الشِّدَّةُ فِي خِيَانَةِ الْأُمَّةِ أَسْرَعَتْ أَلْكَرَةً. وَعَاجَلْتَ الْوَثْبَةَ. وَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ مِنْ أَمْوَالِهِمُ

میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا تھا۔ اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا تھا خود اپنے خاندان کے بھی کسی آدمی کو تم سے زیادہ اپنی خیر خواہی، مددگاری اور امانت کی حفاظت میں قابل اعتماد نہ سمجھا تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمھارے چچا کے بیٹے کے خلاف سخت ہو گیا ہے۔ دشمن کا زور بڑھ رہا ہے۔ قوم کی امانت فساد کا شکار بن گئی ہے۔ امت آوارہ اور بے سری ہو گئی ہے۔ تو تم نے بھی اپنے چچیرے بھائی سے نگاہیں پھیر لیں۔ کٹنے والوں کے ساتھ کٹ گئے۔ بے وفاؤں کے ساتھ بے وفا بن گئے۔ غداروں کے ساتھ غداری کی ڈگر پر چل پڑے۔ تم نے نہ اپنے چچیرے بھائی کی رفاقت کی نہ اپنی امانت ادا کی، گویا اپنے جہاد سے تم خدا کی رضامندی نہیں چاہتے تھے۔ گویا اپنے پروردگار کی طرف سے تم کسی کھلی روشنی پر نہ تھے، گویا اس امت کو اس کی دنیا میں تم دھوکا دینا اور غفلت میں پا کے اس کا مال غنیمت ہڑپ کر جانا چاہتے تھے، اسی لئے جب خیانت نے موقع دیا تو تم نے جست لگائی اور امت کا وہ سب مال اڑا لیا۔ جس تک تمھارا ہاتھ پہنچ سکا، حالانکہ یہ مال امت کی بیواؤں اور یتیموں کے لئے رکھا گیا تھا، تم امت کے مال پر اسی طرح جھپٹ پڑے جس طرح تیز طرار بھیڑیا، زخمی مجبور بکری کو جھپٹ لیتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْمَصُوْنَةِ لِأَرَامِلِهِمْ وَ أَيْتَامِهِمْ اخْتِطَافَ الذِّئْبِ الْأَزَلِّ دَامِيَةَ الْمِعْزَى الْكَسِيْرَةَ فَحَمَلْتَهُ إِلَى الْحِجَازِ رَحِيْبَ الصَّدْرِ بِحَمْلِهِ غَيْرَ مُنَاقِشٍ فِي أَخْذِهِ كَأَنَّكَ لَا أَبَا لِغَيْرِكَ حَدَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ تُرَاثَكَ مِنْ أَبِيْكَ وَ أُمِّكَ

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ! أَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ؟ أَوْ مَا تَخَافُ نِقَاشَ الْحِسَابِ

أَيُّهَا الْمَعْدُوْدُ كَانَ عِنْدَنَا مِنْ ذَوِي الْأَلْبَابِ كَيْفَ تُسِيْغُ شَرَابًا وَ طَعَامًا وَ أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّكَ تَأْكُلُ حَرَامًا وَ تَشْرَبُ حَرَامًا؟ وَ تَبْتَاعُ الْإِمَاءَ وَ تَنْكِحُ النِّسَاءَ مِنْ مَالِ الْيَتَامٰى وَ الْمَسَاكِيْنَ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُجَاهِدِيْنَ الَّذِيْنَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ هٰذِهِ الْأَمْوَالَ وَ أَحْرَزَ بِهِمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ فَاتَّقِ اللّٰهَ وَ ارْدُدْ إِلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ أَمْوَالَهُمْ، فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْكَ لَأُعْذِرَنَّ إِلَى اللّٰهِ فِيْكَ وَ لَأَضْرِبَنَّكَ بِسَيْفِيَ الَّذِيْ مَا ضَرَبْتُ بِهِ أَحَدًا إِلَّا دَخَلَ النَّارَ! ـــــ وَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَعَلَا مِثْلَ الَّذِيْ فَعَلْتَ

پھر تم اس مال کو اس خوشدلی اور خندہ پیشانی سے حجاز لے گئے جس میں ذرا ندامت نہ تھی۔ ضمیر کی ذرا ملامت نہ تھی! تیرے غیر کا بُرا ہو! تو اس مال کو اپنے گھر اس طرح لے گیا جیسے تیرے باپ یا ماں کا ترکہ ہے! سُبحان اللہ! کیا قیامت پر سے بھی تیرا ایمان اُٹھ گیا ہے۔ کیا خدا کے حضور حساب دینے کا خوف بھی تیرے دل سے نکل چکا ہے۔

اے شخص! جسے ہم عقلمند سمجھا کرتے تھے تیرے جی کو کھانا پانی کیسے لگتا ہے، جب کہ تو جانتا ہے کہ حرام کھا رہا ہے، حرام پی رہا ہے، تو کنیزیں خریدتا ہے، عورتوں سے نکاح کرتا ہے، مگر کس مال سے؟ یتیموں، مسکینوں، مومنوں، مجاہدوں کے مال سے! اس مال سے جو خدا نے مومنوں، مجاہدوں کو غنیمت میں دیا تھا اور جس سے اس ملک کی حفاظت کی تھی!

کیوں نہ ایسا ہو کہ اب بھی تو خدا سے ڈرے اور اُمت کو اس کا مال لوٹا دے۔ اگر تو یہ نہیں کرے گا اور خدا تجھے میرے ہاتھ میں کر دے گا! تو تیرے بارے میں خدا کے سامنے میرا عذر پورا ہو کے رہے گا۔ اپنی تلوار سے تجھے مارونگا جس کی ضرب جس کسی پر بھی پڑی دوزخ کا ہو رہا۔

قسم خدا کی اگر حسنؑ اور حسینؑ بھی وہ کرتے جو تو نے کیا ہے۔ تو ہرگز مجھ سے رعایت نہ پاتے۔ ہرگز کسی طرح کی نرمی نہ دیکھتے، یہاں تک کہ میں خدا کا حق ان سے اگلوا لیتا اور ان کے ظلم سے پیدا ہونے والے باطل کو مٹا دیتا۔

سلہ یہ تحقیق نہ ہو سکا، خط کس کے نام ہے۔ بظاہر تو امیر المومنینؑ کے کسی چچیرے بھائی کے نام ہی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَا كَانَتْ لَهُمَا عِنْدِي هَوَادَةٌ وَلَا ظَفِرَا مِنِّي بِإِرَادَةٍ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُمَا وَأُزِيلَ الْبَاطِلَ عَنْ مَظْلَمَتِهِمَا۔ وَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَا أَخَذْتُهُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَلَالٌ لِي أَتْرُكُهُ مِيرَاثًا لِمَنْ بَعْدِي فَضَحَّ رُوَيْدًا فَكَأَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَى وَدُفِنْتَ تَحْتَ الثَّرَى۔ وَعُرِضَتْ عَلَيْكَ أَعْمَالُكَ بِالْمَحَلِّ الَّذِي يُنَادِي الظَّالِمُ فِيهِ بِالْحَسْرَةِ وَيَتَمَنَّى الْمُضَيِّعُ فِيهِ الرَّجْعَةَ وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ۔

اور میں اللہ ربّ العالمین کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے مسلمانوں کے بیت المال میں سے جو حلال مال لیا ہے، مجھے ہرگز منظور نہیں کہ اپنے بعد والوں کے لئے اُسے میراث بنا کے چھوڑ جاؤں۔

ذرا دھیرے دھیرے چر، او چرنے والے! تو گویا اب جنگل کے پاس پہونچا ہوا ہے۔ گویا خاک کے نیچے تو پہونچا دیا گیا ہے، جہاں ظالم حسرت سے چلّاتا ہے۔ اور کوتاہی کرنے والا واپسی کی آرزو کرتا ہے مگر وہاں بھاگنے کا موقع کہاں؟

اس مکتوب کا ایک ایک حرف اس روح کا آئینہ دار ہے جو امیرالمومنینؑ کے اندر کام کر رہی تھی۔ یعنی حقوق عباد میں خدا کا خوف، ذمہ داری کا بے پناہ احساس دوسروں کے افعال سے اپنے آپ کو بری نہ سمجھنا، اور یہی سچّا تقوےٰ ہے۔

(رئیس احمد)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۲۔ گورنر بحرین عمر بن ابی سلمہ کے نام

اِلٰی عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ الْمَخْزُوْمِیِّ وَکَانَ عَامِلَہٗ عَلَی الْبَحْرَیْنِ فَعَزَلَہٗ وَاسْتَعْمَلَ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِیَّ مَکَانَہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ قَدْ وَلَّیْتُ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِیَّ عَلَی الْبَحْرَیْنِ وَنَزَعْتُ یَدَکَ بِلَا ذَمٍّ (لَکَ) وَلَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکَ فَلَقَدْ اَحْسَنْتَ الْوِلَایَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ فَاَقْبِلْ غَیْرَ ظَنِیْنٍ وَلَا مَلُوْمٍ وَلَا مُتَّہَمٍ وَکَلَامَا تُوْمٍ فَلَقَدْ اَرَدْتُّ الْمَسِیْرَ اِلٰی ظَلَمَۃِ اَہْلِ الشَّامِ وَاَحْبَبْتُ اَنْ تَشْہَدَ مَعِیَ فَاِنَّکَ مِمَّنْ اَسْتَظْہِرُ بِہٖ عَلٰی جِہَادِ الْعَدُوِّ وَاِقَامَۃِ عَمُوْدِ الدِّیْنِ، اِنْشَاءَ اللّٰہ!

میں نے اب بحرین کی حکومت نعمان بن عجلان زرقی کو دی ہے اور تمھیں معزول کر دیا ہے۔ مگر اس حالت میں کہ تم سے نہ کوئی خطا ہوئی ہے نہ تم پر کوئی الزام آتا ہے۔ تم نے اپنی حکومت خوب چلائی اور اپنی امانت پوری کر دی ہے تم میرے پاس چلے آؤ۔ تم سے نہ کوئی بدگمانی ہے نہ تم پر کوئی ملامت ہے نہ کوئی تہمت ہے، نہ تمھاری وقعت میں کمی آئی ہے۔

دراصل میں ظالمانِ شام پر چڑھائی کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ جنگ میں تم بھی میرے ساتھ رہو۔ تم ان لوگوں میں سے ہو جن سے دشمن کے جہاد میں اور ستون دین کی استواری میں مدد لی جاتی ہے۔

عمر بن ابی سلمہ (فرزند ام المومنین ام سلمہ) کی جگہ نعمان بن عجلان کو گورنر بحرین بناتے وقت یہ خط لکھا تھا۔ (۴۵)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۴ اردشیر خرّہ[1] کے عامل مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی کے نام

بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ إِلٰهَكَ وَ وَ أَغْضَبْتَ إِمَامَكَ إِنَّكَ تَقْسِمُ فَيْءَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي حَازَتْهُ رِمَاحُهُمْ وَخُيُولُهُمْ وَأُرِيقَتْ عَلَيْهِ دِمَاؤُهُمْ فِيمَنِ اعْتَامَكَ مِنْ أَعْرَابِ قَوْمِكَ فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَئِنْ كَانَ ذٰلِكَ حَقّاً لَتَجِدَنَّ بِكَ عَلَيَّ هَوَاناً وَلَتَخِفَّنَّ عِنْدِي مِيزَاناً فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّكَ وَلَا تُصْلِحْ دُنْيَاكَ بِحَقِّ دِينِكَ فَتَكُونَ مِنَ الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً۔

مجھے ایک ایسی بات کی خبر ملی ہے کہ اگر واقعی تم اس کے مرتکب ہوئے ہو تو تم نے اپنے خدا کو ناراض اور اپنے امام کو خفا کر لیا ہے تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جو ان کے نیزوں اور گھوڑوں نے حاصل کیا ہے اور جس پر ان کا خون بہا ہے اپنی قوم کے بدوؤں میں بانٹ رہے ہو! قسم اُس ذات کی جس نے بیج پھوڑا اور جاندار کو پیدا کیا ہے، اگر یہ خبر صحیح نکلی تو تم میری نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ میرے سامنے ہلکا ہو جائے گا۔ خبردار اپنے پروردگار کے حق کو معمولی نہ سمجھو دین برباد کر کے دنیا آباد نہ کرو کرو گے تو اخسرین اعمالاً میں سے ہو جاؤ گے۔

---

[1] ایران کے ایک علاقے کا نام۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۴۔ زیاد بن ابیہ کے نام

زیاد، امیرالمومنین رضؓ علیہ السّلام کا وفادار عہدہ دار تھا بڑا عاقل اور منتظم سمجھا جاتا تھا، اسی لئے امیر معاویہ اُسے توڑ کے اپنی طرف کر لینا چاہتے تھے جب وہ کسی طرح قابو میں نہ آیا تو لکھا تم تو میرے بھائی ہو، ابوسفیان کے بیٹے۔ امیرالمومنین رضؓ کے بعد، زیاد معاویہ سے مِل گیا تھا۔

اِلیٰ زِیَادِ بْنِ اَبِیْہِ وَقَدْ بَلَغَہٗ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ کَتَبَ اِلَیْہِ یُرِیْدُ خَدِیْعَتَہٗ بِاسْتِلْحَاقِہٖ:۔

وَقَدْ عَرَفْتُ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ کَتَبَ اِلَیْکَ یَسْتَزِلُّ لُبَّکَ وَیَسْتَفِلُّ غَرْبَکَ فَاحْذَرْہُ، فَاِنَّمَا ھُوَ الشَّیْطَانُ یَاْتِی الْمَرْءَ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ لِیَقْتَحِمَ غَفْلَتَہٗ وَیَسْتَلِبَ غِرَّتَہٗ۔ وَقَدْ کَانَ مِنْ اَبِیْ سُفْیَانَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَۃٌ مِنْ حَدِیْثِ النَّفْسِ وَنَزْغَۃٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّیْطَانِ لَا یَثْبُتُ بِھَا نَسَبٌ وَلَا یُسْتَحَقُّ بِھَا اِرْثٌ وَالْمُتَعَلِّقُ بِھَا کَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ وَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ۔ فَلَمَّا قَرَءَ زِیَادٌ الْکِتَابَ قَالَ شَھِدَ بِھَا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ وَلَمْ تَزُلْ فِیْ نَفْسِہٖ حَتّٰی اَعَادَہٗ مُعَاوِیَۃُ۔

معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تم سے خط و کتابت شروع کی ہے تاکہ تمھاری عقل کو ٹھوکر کھلائے اور تمھاری استقامت میں رخنہ ڈالے۔ معاویہ سے ہوشیار رہو۔ معاویہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ شیطان ہے۔ مومن پر آگے سے، پیچھے سے دائیں سے بائیں سے وار کرتا ہے کہ جدھر بھی موقع مل جائے اپنا عمل دخل کرے

عمر کے زمانے میں ابوسفیان کے منہ سے یوں ہی ایک بات نکل گئی تھی یہ بات شیطان کا ایک وسوسہ تھی جس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے نہ وراثت کا حق مقرر ہوتا ہے ایسی بات کو پکڑنے والا، ہوا پر پکڑنے والے کی طرح ہے۔

(زیاد نے خط پڑھ کر نعرہ لگایا یہ مسجد گواہی دیدی! یعنی ابوسفیان کے بیٹے ہونے کی)۔

امیرالمومنین کی شہادت کے واقعہ ہائلہ کے بعد زیاد نے امیر معاویہ کی رفاقت میں اور اسکے بیٹے عبداللہ بن زیاد نے کربلا کے میدان میں جو کچھ کیا اس سے تاریخ کا ایک معمولی طالب علم بھی واقف ہے۔

(رئیس احمد جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۵۔ عثمان بن حنیف انصاری گورنر بصرہ کے نام

یہ دعوتیں اور کھانے

اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ حُنَیْفٍ الْاَنْصَارِیِّ وَھُوَ عَامِلُهٗ عَلَی الْبَصْرَةِ وَقَدْ بَلَغَهٗ اَنَّهٗ دُعِیَ اِلٰی وَلِیْمَةِ قَوْمٍ مِّنْ اَھْلِھَا فَمَضٰی اِلَیْھَا!

عثمان بصرہ کے گورنر تھے وہاں کسی کے یہاں دعوت میں شریک ہوئے۔ حضرت نے یہ خبر سن کر لکھا:

اَمَّا بَعْدُ، یَا ابْنَ حُنَیْفٍ! فَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ فِتْیَةِ اَھْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ اِلٰی مَاْدُبَةٍ فَاَسْرَعْتَ اِلَیْھَا تُسْتَطَابُ لَكَ الْاَلْوَانُ وَتُنْقَلُ اِلَیْكَ الْجِفَانُ۔ وَمَا ظَنَنْتُ اَنَّكَ تُجِیْبُ اِلٰی طَعَامِ قَوْمٍ عَائِلُھُمْ مَجْفُوٌّ وَغَنِیُّھُمْ مَدْعُوٌّ فَانْظُرْ اِلٰی مَا تَقْضَمُهٗ مِنْ ھٰذَا الْمَقْضَمِ فَمَا اشْتَبَهَ عَلَیْكَ عِلْمُهٗ فَالْفِظْهُ وَمَا اَیْقَنْتَ بِطِیْبِ وُجُوْهِهٖ فَنَلْ مِنْهُ۔

اما بعد! ابن حنیف، مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کے ایک بے فکرے نے تمھیں دعوت دی اور تم دوڑ پڑے قسم قسم کے کھانے تھے۔ تم مزے لے کے کھاتے تھے۔ اور تمھارے آگے قابوں پر قابیں بڑھائی جاتی تھیں میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم ایسے لوگوں کی دعوت قبول کروگے جن کے دروازے پر محتاج دھتکارے جاتے ہیں اور جن کے دسترخوان پر صرف مالدار بلائے جاتے ہیں۔ اب سوچو اس دعوت میں تم نے کیا کھایا ہے۔ جس کھانے کی حلت مشتبہ ہو اُسے قے کر کے نکال ڈالو! اور جس کی حلت کا اطمینان ہو تو خیر کوئی مضائقہ نہیں۔

اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَاْمُوْمٍ اِمَامًا یَقْتَدِیْ بِهٖ وَیَسْتَضِیْٓءُ بِنُوْرِ عِلْمِهٖ! اَلَا وَاِنَّ اِمَامَكُمْ قَدِ اكْتَفٰی مِنْ دُنْیَاهُ بِطِمْرَیْهِ وَمِنْ طُعْمِهٖ بِقُرْصَیْهِ اَلَا وَاِنَّكُمْ لَا تَقْدِرُوْنَ عَلٰی ذٰلِكَ وَلٰكِنْ

بات یہ ہے کہ ایک امام ہوتا ہے لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور اس کے نورِ علم سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ تمھارے امام کے لئے اِس دنیا کے ساز و سامان میں سے پہننے کو دو گدڑیاں اور کھانے میں دو روٹیاں بہت ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَعِينُونِي بِوَرَعٍ وَاجْتِهَادٍ وَعِفَّةٍ وَسَدَادٍ۔

کہ تم سب ایسا نہیں کر سکتے۔ البتہ اپنی پرہیزگاری، ریاضت عفّت، نیکی سے میری مدد کر سکتے ہو۔

فَوَاللّٰهِ مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْرًا وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِهَا وَفْرًا وَلَا أَعْدَدْتُ لِبَالِي ثَوْبِي طِمْرًا بَلَى كَانَتْ فِي أَيْدِينَا "فَدَكٌ" مِنْ كُلِّ مَا أَظَلَّتْهُ السَّمَاءُ فَشَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ آخَرِينَ وَنِعْمَ الْحَكَمُ اللّٰهُ وَمَا أَصْنَعُ بِفَدَكٍ وَغَيْرِ فَدَكٍ وَالنَّفْسُ مَظَانُّهَا فِي غَدٍ جَدَثٌ تَنْقَطِعُ فِي ظُلْمَتِهِ آثَارُهَا، وَتَغِيبُ أَخْبَارُهَا وَحُفْرَةٌ لَوْ رِيدَ فِي فُسْحَتِهَا وَأَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا لَأَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَسَدَّ فُرَجَهَا التُّرَابُ الْمُتَرَاكِمُ۔

بخدا تمھاری اس دنیا میں سے میں نے نہ چاندی سونا جمع کیا ہے۔ نہ اور کوئی دولت، اپنی تن کی گدڑی کے سوا اور گدڑی سینت نہیں رکھی ہے۔

بے شک اس آسمان کے نیچے ایک فدک[1] ہی ہمارا تھا، مگر کچھ لوگوں نے بخل سے کام لیا اور کچھ لوگوں کے منھ پھول گئے۔ سچ ہے سب سے اچھا حکم اللہ ہی ہے۔

اور میں کیا کروں گا فدک کو اور غیر فدک کو جبکہ نفس کی جگہ کل قبر ہے جس کے اندھیرے میں زندگی کے سب آثار مٹ جائیں گے اور ہستی کی تمام خبریں ناپید ہو جائیں گی۔ کھودنے والے اس گڑھے کو کشادہ بھی کر دیں تو کیا ہوتا ہے۔ پتھر اور مٹی سے وہ پھر تنگ ہو جائے گا۔ اس کی وسعت مٹی کے تہوں سے بند ہو جائے گی۔

وَإِنَّمَا هِيَ نَفْسِي أُرَوِّضُهَا بِالتَّقْوَى لِتَأْتِيَ آمِنَةً يَوْمَ الْخَوْفِ الْأَكْبَرِ وَتَثْبُتَ عَلَى جَوَانِبِ الْمَزْلَقِ وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَيْتُ الطَّرِيقَ إِلَى مُصَفَّى هَذَا الْعَسَلِ وَلُبَابِ هَذَا الْقَمْحِ وَنَسَائِجِ هَذَا الْقَزِّ۔ وَلَكِنْ هَيْهَاتَ أَنْ يَغْلِبَنِي هَوَايَ وَيَقُودَنِي جَشَعِي إِلَى تَخَيُّرِ الْأَطْعِمَةِ وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ أَوِ الْيَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ فِي الْقُرْصِ، وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالشِّبَعِ۔ أَوْ أَبِيتَ

یہ میرا نفس ہے جسے تقویٰ الٰہی کے ذریعے مغلوب کر رہا ہوں تاکہ خوفِ اکبر کے دن امن میں رہے اور صراط پر پھسل نہ پڑے۔

اگر میں چاہتا تو آسانی سے اس شہد مصفّیٰ سے گیہوں کے خلاصے[2] سے اس نرم ریشم سے تن آسانیاں مہیا کر سکتا تھا۔ مگر یہ کہاں ممکن؟ خواہش مجھے مغلوب نہیں کر سکتی حرص اچھے کھانوں پر رجھا نہیں سکتی۔ جب کہ حجاز میں یا یمامہ میں شاید کوئی ایسا ہو۔ جسے ایک ایک روٹی کی بھی امید نہیں،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِطْبَانًا وَحَوْلِي بُطُونٌ غَرْثَى وَأَكْبَادٌ حَرَّى
أَوْ أَكُونَ كَمَا قَالَ الْقَائِلُ :۔

وَحَسْبُكَ دَاءً أَنْ تَبِيتَ بِبِطْنَةٍ
وَحَوْلَكَ أَكْبَادٌ تَحِنُّ إِلَى الْقِدِّ

جس نے کبھی شکم سیری جانی ہی نہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں شکم سیر ہوں اور میرے گرد بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر بلبلا رہے ہوں؟ کیا میں ویسا ہو جاؤں جیسا شاعر نے کہا ہے ؎

وحسبك داءً ان تبيت ببطنة
وحولك اكبادٌ تحن الى القد

(یہ بیماری کیا کم ہے کہ تمہارا پیٹ کھانوں سے بوجھل ہو اور لوگ چھچھڑوں تک کو ترس رہے ہوں۔)

أَأَقْنَعُ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ يُقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أُشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ الدَّهْرِ؟ أَوْ أَكُونَ أُسْوَةً لَهُمْ فِي جُشُوبَةِ الْعَيْشِ۔ فَمَا خُلِقْتُ لِيَشْغَلَنِي أَكْلُ الطَّيِّبَاتِ كَالْبَهِيمَةِ الْمَرْبُوطَةِ هَمُّهَا عَلَفُهَا؟ أَوِ الْمُرْسَلَةِ شُغْلُهَا تَقَمُّمُهَا، تَكْتَرِشُ مِنْ أَعْلَافِهَا، وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا۔ أَوْ أُتْرَكُ سُدًى أَوْ أُهْمَلُ عَابِثًا، أَوْ أَجُرَّ حَبْلَ الضَّلَالَةِ أَوِ أَعْتَسِفَ طَرِيقَ الْمَتَاهَةِ۔ وَكَأَنِّي بِقَائِلِكُمْ يَقُولُ :۔

کیا اس پر خوش ہو جاؤں کہ مجھے امیر المومنینؑ کہا جاتا ہے۔ مگر مومنوں کی مصیبتوں میں ان کا شریک حال نہ ہوں۔ روکھی سوکھی زندگی میں ان کے لئے نمونہ نہ بنوں؟ اس لئے تو مجھے پیدا نہیں کیا گیا کہ اچھے کھانوں میں میرا دل اس بندھے ہوئے چوپائے کی طرح اٹکا رہے جسے اپنے چارے دانے کے سوا کوئی فکر نہیں ہوتی، یا کھلے ہوئے جانور کی طرح ہو جاؤں، جس کا کام بس چرنا ہے گھاس سے پیٹ بھر لیتا ہے اور ماسوا سے غافل رہتا ہے، کیا میرے لئے مناسب ہے کہ یوں ہی بے مطلب، بے فائدہ عبث

لہ فدک:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گاؤں تھا۔ وہاں کے نخلستان آپ نے آدھوں آدھ پر باشندوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیے تھے۔ تمام شیعہ مانتے ہیں کہ رسول اللہ نے فدک حضرت فاطمہ علیہا السلام کو بخش دیا تھا (اس خطبہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے) مگر خلیفہ اول نے اُسے تسلیم نہیں کیا اور کہا رسول اللہؐ اس سے مسلمانوں کی جس طرح کفالت فرمایا کرتے تھے میں بھی کروں گا اور اس کا منتظم رہوں گا۔ ۲ لباب هذا القمح۔ اس گیہوں کے جوہر۔ یعنی صاف کئے ہوئے عمدہ۔ یا خالص آٹے اور روے سے م۔"

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِذَا كَانَ هٰذَا قُوتُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ
فَقَدْ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ عَنْ قِتَالِ
الْأَقْرَانِ وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ؟ أَلَا!
وَإِنَّ الشَّجَرَةَ الْبَرِّيَّةَ أَصْلَبُ عُوداً وَالرَّوَاتِعَ
الْخَضِرَةَ أَرَقُّ جُلُوداً وَالنَّابَاتَ الْبَدَرِيَّةَ أَقْوَى وَقُوداً
وَأَبْطَأُ خُمُوداً! وَأَنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ
كَالضِّوْءِ مِنَ الضَّوْءِ، وَالذِّرَاعِ مِنَ الْعَضُدِ.
وَاللّٰهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ
عَلَى قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا. وَلَوْ أَمْكَنَتِ
الْفُرَصُ مِنْ رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا وَ
سَأَجْهَدُ فِي أَنْ أُطَهِّرَ الْأَرْضَ مِنْ هٰذَا
الشَّخْصِ الْمَعْكُوسِ، وَالْجِسْمِ الْمَرْكُوسِ
حَتَّى تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ
الْحَصِيدِ۔

(وَمِنْ هٰذَا الْكِتَابِ وَهُوَ آخِرُهُ)

إِلَيْكَ عَنِّي يَا دُنْيَا فَحَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ
قَدِ انْسَلَلْتُ مِنْ مَخَالِبِكِ وَأَفْلَتُّ مِنْ
حَبَائِلِكِ وَاجْتَنَبْتُ الذَّهَابَ فِي مَكَائِضِكِ
أَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِينَ غَرَرْتَهُمْ بِمَدَائِعِكِ

زندگی بسر کروں؟

بے مقصد اپنے دن پورے کرتا ہوں؟ مگر ہی کی رسی کھینچتا پھروں یا حیرانی کا شکار ہو جاؤں۔

اور گویا میں تمہارے کسی کہنے والے کا کہنا سن رہا ہوں کہ ابو طالب کے بیٹے کی خوراک کا یہ حال ہے تو کمزوری نے اُسے برابر والوں کی جنگ اور بہادروں کے مقابلے سے ضرور ٹھہرا دیا ہوگا۔ لیکن نہیں بات ایسی نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میدانی درخت بہت مضبوط ہوتا ہے۔ اور تر و تازہ پیڑ نازک ہوتے ہیں۔ بیابانی لکڑی کا ایندھن زیادہ آگ دیتا اور دیر میں بجھتا ہے۔ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دونوں ایسے ہیں جیسے ایک ہی جڑ کے دو نخل، جیسے کلائی اور ڈنڈا! بخدا پورا عرب بھی مجھ سے لڑائی میں ایکا کرلے تو بھی میں پیٹھ پھیرنے کا نہیں بلکہ موقع پاتے ہی اس کی گردن پر ٹوٹ پڑوں گا۔ میری کوشش رہے گی کہ زمین کو اس شخص (معاویہ) سے پاک کردوں جس کی عقل بھی اُلٹی ہے اور جسم بھی اُلٹا ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے

اے دنیا دور ہو مجھ سے۔ جہاں جانا ہو، چلی جا! میں تیرے چنگل سے نکل چکا ہوں۔ تیرے جال سے چھٹ چکا ہوں۔ تیری بچھائی کھوکھوں سے اپنے پاؤں بچا چکا ہوں۔ وہ لوگ کہاں ہیں جنھوں نے تیرے چونچلوں سے دھوکا کھایا؟ وہ قومیں کیا ہوئیں جنھیں تو نے اپنی آرائشوں میں پھانسا؟ دیکھ، وہ قبروں میں بند ہیں اور زمین کی مٹی بن چکے ہیں۔ واللہ

لہ غرض یہ ظاہر کرنا ہے کہ رسول اللہ کی خوراک بھی نہایت معمولی تھی۔ اس پر بھی سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ امیرالمومنین رسول اللہ سے بھی جدا نہیں کہ الگ حال ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَبْنَ الْأُمَمُ الَّذِينَ فَتَنْتَهُمْ بِزَخَارِفِكَ؟
هَاهُمْ رَهَائِنُ الْقُبُورِ، وَمَضَامِينُ اللُّحُودِ!
وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ شَخْصًا مَرْئِيًّا وَقَالِبًا حِسِّيًّا
لَأَقَمْتُ عَلَيْكَ حُدُودَ اللّٰهِ فِي عِبَادٍ غَرَرْتَهُمْ
بِالْأَمَانِيِّ وَأُمَمٍ أَلْقَيْتَهُمْ فِي الْمَهَاوِي وَ
مُلُوكٍ أَسْكَنْتَهُمْ إِلَى الثَّلَفِ وَأَوْرَدْتَهُمْ
مَوَارِدَ الْبَلَاءِ إِذْ لَا وِرْدَ وَلَا صَدَرَ.
هَيْهَاتَ! مَنْ وَطِئَ دَحْضَكَ زَلِقَ. وَمَنْ
رَكِبَ لُجَجَكَ غَرِقَ وَمَنِ ازْوَرَّ عَنْ جِبَالِكَ
وُفِّقَ. وَالسَّالِمُ مِنْكَ لَا يُبَالِي إِنْ ضَاقَ
بِهِ مُنَاخُهُ وَالدُّنْيَا عِنْدَهُ كَيَوْمٍ حَانَ
إِنْسِلَاخُهُ.

اُغْرُبِي عَنِّي فَوَاللّٰهِ لَا أَذِلُّ لَكِ
فَتَسْتَذِلِّينِي وَلَا أَسْلَسُ لَكِ فَتَقُودِينِي؛
وَايْمُ اللّٰهِ ـــــ يَمِينًا أَسْتَثْنِي فِيهَا
بِمَشِيئَةِ اللّٰهِ ـــ لَأَرُوضَنَّ نَفْسِي رِيَاضَةً
تَهْشُ مَعَهَا إِلَى الْقُرْصِ إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهِ
مَطْعُومًا وَتَقْنَعُ بِالْمِلْحِ مَأْدُومًا؛ وَلَأَدَعَنَّ
مُقْلَتِي كَعَيْنِ مَاءٍ نَضَبَ مَعِينُهَا مُسْتَفْرِغَةِ
دُمُوعُهَا أَتَمْتَلِي السَّائِمَةُ مِنْ رَعْيِهَا
فَتَبْرُكَ؟ وَتَشْبَعُ الرَّبِيضَةُ مِنْ عُشْبِهَا
فَتَرْبِضَ. وَيَأْكُلُ عَلِيٌّ مِنْ زَادِهِ فَيَهْجَعَ قَرَّتْ
إِذًا عَيْنُهُ إِذَا اقْتَدَى بَعْدَ السِّنِينَ الْمُتَطَاوِلَةِ

اگر تو کوئی ایسا وجود ہوتی جس کے جسم ہوتا، جسے دیکھا جا سکتا، جسے پکڑا جا سکتا تو میں تجھے اس جرم پر خدا کی مقرر کی ہوئی سزا ضرور دیتا تو نے نہ جانے کتنے انسانوں کو جھوٹی آرزوؤں کے جال میں پھنسایا اور ہلاکتوں کے حوالے کر دیا۔ کتنے بادشاہوں کو بربادیوں کے سپرد اور تباہیوں کے گھاٹ اتار دیا۔ ہیہات! تیرے پھسلن کی جگہ پر جس نے پاؤں رکھا پھسل گیا۔ تیری موجوں پر جو سوار ہوا ڈوب گیا۔ لیکن جو تیرے جال سے کترا گیا بچ گیا۔ تجھ سے بچ جانے والا پروا نہیں کرتا۔ اگر اس پر عرصہ حیات تنگ ہو جائے کیونکہ اس کی نظر میں دنیا محض ایک دن کے برابر ہے جو ختم ہونے پر آچکا ہے۔

دور ہو جا، مجھ سے اے دنیا! بخدا میں تیرے آگے نہیں جھکوں گا کہ تو مجھے ذلیل کرے۔ تیرے لئے اپنی رسّی ڈھیلی نہیں کروں گا کہ مجھے ہانک لے چلے اور قسم کھاتا ہوں خدا کی، ایسی قسم جس میں مشیّت الٰہی کے سوا کوئی استثنا نہیں کہ اپنے نفس کو ایسا ہلکان کروں گا کہ ایک روٹی پر بھی خوش ہو جائے گا۔ اگر اس کے ساتھ نمک مل جائے اور اپنی آنکھوں کو ایسا چشمہ بنا دوں گا جس کا سوتہ سوکھ چکا ہو۔ میری آنکھیں بھی آنسوؤں سے سوکھ جائیں گی۔

اونٹ اور مویشی اپنے چارے دانے کے بعد اطمینان سے بیٹھ جاتے ہیں۔ تو کیا علی بھی اتنا کھا لیا کرے کہ آسودہ ہو جائے؟ آنکھیں پتھرا جائیں علی کی اور اس عمر بھر کی ریاضت کے بعد اونٹوں اور بھیڑوں بکریوں کی ریس کرنے لگے!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِالْبَهِيمَةِ الْهَامِلَةِ وَالسَّائِمَةِ الْمُرْعِيَّةِ!
طُوبَى لِنَفْسٍ أَدَّتْ إِلَى رَبِّهَا فَرْضَهَا،
وَعَرَكَتْ بِجَنْبِهَا بُؤْسَهَا وَهَجَرَتْ فِي اللَّيْلِ
غُمْضَهَا. حَتَّى إِذَا غَلَبَ الْكَرَى عَلَيْهَا افْتَرَشَتْ
أَرْضَهَا، وَتَوَسَّدَتْ كَفَّهَا فِي مَعْشَرٍ أَسْهَرَ
عُيُونَهُمْ خَوْفُ مَعَادِهِمْ وَتَجَافَتْ عَنْ
مَضَاجِعِهِمْ جُنُوبُهُمْ وَهَمْهَمَتْ بِذِكْرِ
رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ وَتَقَشَّعَتْ بِطُولِ اسْتِغْفَارِهِمْ
ذُنُوبُهُمْ "أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ".

فَاتَّقِ اللَّهَ يَا بْنَ حُنَيْفٍ وَلْتَكْفِكَ
أَقْرَاصُكَ، لِيَكُونَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُكَ۔

مبارک ہے وہ جس نے اپنے رب کا فرض پورا کر دیا۔ مصیبتوں پر صبر کر لیا، راتوں کو نیند سے کنارہ کیا اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو زمین کو فرش بنایا، ہاتھ کو تکیہ ٹھہرایا اور ان لوگوں کے ساتھ پڑ رہا، جن کی آنکھیں خوفِ قیامت سے جاگتی رہتی ہیں جن کے پہلو بچھونوں سے نا آشنا رہے ہیں اور جن کے گناہ کثرتِ استغفار سے چھٹ گئے ہیں۔ یہی لوگ حزب اللہ ہیں اور حزب اللہ ہی کو فلاح ہے۔

تو اے ابن حنیف، خدا سے ڈر۔ تیرے لئے دو روٹیاں کافی ہوں تاکہ دوزخ سے تیری مخلصی کا پروانہ بن جائیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۶- ایک عہدہ دار کے نام

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّكَ مِمَّنْ اَسْتَظْهِرُ بِهٖ عَلٰى اِقَامَةِ الدِّيْنِ وَاَقْمَعُ بِهٖ نَخْوَةَ الْاَثِيْمِ وَاَسُدُّ بِهٖ لَهَاةَ الثَّغْرِ الْمَخُوْفِ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَهَمَّكَ وَاخْلُطِ الشِّدَّةَ بِضِغْثٍ مِّنَ اللِّيْنِ، وَارْفُقْ مَا كَانَ الرِّفْقُ اَرْفَقَ وَاعْتَزِمْ بِالشِّدَّةِ حِيْنَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ اِلَّا الشِّدَّةُ (وَ) اخْفِضْ لِلرَّعِيَّةِ جَنَاحَكَ (وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ) وَاَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ وَاسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ وَالْاِشَارَةِ وَالتَّحِيَّةِ حَتّٰى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِيْ حَيْفِكَ وَلَا يَيْاَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ۔ وَالسَّلَامُ!

تم اِن لوگوں میں سے ہو جن سے دین کے قیام میں مدد لی جاتی ہے۔ جن کے ذریعہ گنہگاروں کی نخوت توڑی جاتی ہے اور جن کے وجود سے خطرناک سرحدی رخنوں کو بھرا جاتا ہے۔ اپنے ہر اس کام میں جو فکر پیدا کرنے والا ہے خدا سے مدد مانگا کرو۔ رعایا سے نرمی و سختی کا ملا جلا برتاؤ کرو۔ جہاں نرمی مناسب ہو نرمی برتو، جہاں سختی کے بغیر کام نہ چلے۔ سختی سے کام لو۔ رعایا کے لئے خاکسار بنو۔ اپنے دل میں اس کے لئے ترس پیدا کرو اور سب افراد کو اپنی نظر، اشارے، سلام میں برابر رکھو تاکہ بڑے لوگ تم سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی طمع نہ کریں اور کمزور تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں

والسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۷۔ ابنِ ملجم کے قاتلانہ حملے کے بعد حسنینؑ کو وصیت

أُوصِيكُمَا بِتَقْوَى اللهِ وَأَنْ لَا تَبْغِيَا الدُّنْيَا وَإِنْ بَغَتْكُمَا وَلَا تَأْسَفَا عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا زُوِيَ عَنْكُمَا وَقُولَا بِالْحَقِّ وَاعْمَلَا لِلْأَجْرِ وَكُونَا لِلظَّالِمِ خَصْمًا وَلِلْمَظْلُومِ عَوْنًا

أُوصِيكُمَا وَجَمِيعَ وَلَدِي وَأَهْلِي وَمَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي بِتَقْوَى اللهِ وَنَظْمِ أَمْرِكُمْ وَصَلَاحِ ذَاتِ بَيْنِكُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكُمَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ" اللهَ اللهَ فِي الْأَيْتَامِ فَلَا تُغِبُّوا أَفْوَاهَهُمْ وَلَا يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ وَاللهَ اللهَ فِي جِيرَانِكُمْ فَإِنَّهُمْ وَصِيَّةُ نَبِيِّكُمْ مَا زَالَ يُوصِي بِهِمْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ وَاللهَ اللهَ فِي الْقُرْآنِ لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ۔

وَاللهَ اللهَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ وَاللهَ اللهَ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ، لَا تُخْلُوهُ مَا بَقِيتُمْ فَإِنَّهُ إِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوا۔

وَاللهَ اللهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ

تم دونوں کو میری وصیت ہے کہ خدا سے ڈرتے رہنا اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑنا۔ اگرچہ دنیا تمھارے پیچھے دوڑے۔ دنیا کی کسی محرومی پر نہ کڑھنا۔ ہمیشہ حق کے لئے تمھاری زبان کھلے۔ ہمیشہ ثواب ہی کے لئے تمھارا عمل ہو ہمیشہ ظالم کے حریف بننا اور مظلوم کے مددگار۔

تم دونوں کو اپنی سب اولادوں کو، سب خاندان کو اور ان سب لوگوں کو جن تک میری یہ تحریر پہنچے وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ اپنا معاملہ درست رکھیں اور آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہیں کیونکہ میں نے تمھارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپس کا میل ملاپ عام روزے نماز سے افضل ہے۔

اور اللہ اللہ یتیموں کے بارے میں! انھیں کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے تمھارے سامنے وہ تتر بتر نہ ہو جائیں۔

اور اللہ اللہ پڑوسیوں کے بارے میں کہ وہ تمھارے نبی کی وصیت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں برابر وصیت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا۔ انھیں وارث بھی قرار دے دیں گے۔

اور اللہ اللہ قرآن کے معاملے میں! قرآن کے عمل میں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَ اَنْفُسِكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَ التَّبَاذُلِ وَ اِيَّاكُمْ وَ التَّدَابُرَ وَ التَّقَاطُعَ۔ لَا تَتْرُكُوا الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلّٰى عَلَيْكُمْ شِرَارُكُمْ ثُمَّ تَدْعُوْنَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔ (ثُمَّ قَالَ) يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوْضُوْنَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ خَوْضًا تَقُوْلُوْنَ۔ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ) اَلَا لَا تَقْتُلُنَّ بِيْ اِلَّا قَاتِلِيْ۔ اُنْظُرُوْا اِذَا اَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهٖ هٰذِهٖ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ وَ لَا يُمَثَّلُ بِالرَّجُلِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ اِيَّاكُمْ وَ الْمُثْلَةَ وَ لَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُوْرِ۔

کوئی تم سے سبقت نہ لے جائے!

اور اللہ اللہ، پروردگار کے گھر کے بارے میں! جب تک جیتے رہنا اس سے دست بردار نہ ہونا۔ بیت اللہ سے بے پروائی کروگے تو تمھاری بھی کسی کو پروا نہ رہے گی۔

اور اللہ اللہ راہِ خدا میں اپنے مال سے، اپنی جان سے اپنی زبان سے جہاد کے بارے میں۔

آپس میں میل و محبت، ہمدردی رکھنا۔ پھوٹ سے نااتفاقی سے بچنا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے باز نہ رہنا۔ ورنہ شریروں کو تمھارا حاکم بنا دیا جائے گا۔ پھر دعائیں کروگے مگر قبول نہ ہوں گی[1]

اولادِ عبد المطلب! خبردار، ایسا نہ ہو مسلمانوں کا خون بہانے لگو اور کہو امیر المومنینؑ کو مار ڈالا گیا ہے! خبردار میرے بدلے صرف میرے قاتل ہی کو قتل کرنا۔

دیکھو، اگر میں اس کی اس ضرب سے مرجاؤں تو قاتل کو بھی ایسی ہی ایک ضرب سے مارنا۔ اس کی شکل نہ بگاڑی جائے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ "خبردار، کسی کے ناک کان نہ کاٹو، اگر پہ وہ کٹکھنا کتا ہی کیوں نہ ہو۔

---

[1] ایک صحیح حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں اسی سچائی کو بیان کیا گیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۸۔ معاویہ کے نام

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُوتِغَانِ بِالْمَرْءِ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ وَيُبْدِيَانِ خَلَلَهُ عِنْدَ مَنْ يَغِيبُهُ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكٍ مَا قُضِيَ فَوَاتُهُ وَقَدْ رَامَ أَقْوَامٌ أَمْرًا بِغَيْرِ الْحَقِّ فَنَالُوا عَلَى اللهِ فَاكْدُدْهُمْ فَاحْذَرْ يَوْمًا يَغْتَبِطُ فِيهِ مَنْ أَحْمَدَ عَاقِبَةَ عَمَلِهِ وَيَنْدَمُ مَنْ أَمْكَنَ الشَّيْطَانُ مِنْ قِيَادِهِ فَلَمْ يُجَاذِبْهُ۔

وَقَدْ دَعَوْتَنَا إِلَى حُكْمِ الْقُرْآنِ وَلَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ وَلَسْنَا إِيَّاكَ أَجَبْنَا وَلَكِنَّا أَجَبْنَا الْقُرْآنَ فِي حُكْمِهِ۔ وَالسَّلَامُ

یاد رکھو سرکشی اور دروغ سے آدمی اپنے دین میں بھی رسوا ہو جاتا ہے اور دنیا میں بھی یہ خصلتیں سمجھنے والوں پر آدمی کی اصلیت کھول دیتی ہیں۔ تم خوب جانتے ہو کہ عثمان کا خون ختم ہو چکا ہے اور تم اُسے پا نہیں سکتے۔ ایک اور گروہ نے بھی حق کو چھوڑ کر ایسی ہی بات چاہی تھی اور خدا کے خلاف وبال کر گذرے تھے، مگر خدا نے انھیں جھٹلایا[1] پس تم اس دن سے ڈرو، جب وہی آدمی خوش ہوگا جس نے اپنے عمل کا نتیجہ محمود بنا لیا ہے اور اس کے حصّے میں ندامت آئے گی۔

جس نے اپنی لگام شیطان کے ہاتھ میں دے دی ہے اور اس سے چھیننا نہیں چاہتا۔ تم نے ہمیں قرآن کی طرف بلایا ـــــ تم اہلِ قرآن نہ تھے۔ اس پر بھی ہم نے قرآن کی طرف تمھاری دعوت قبول کر لی دراصل ہم نے تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہا۔ بلکہ قرآن کو حکم ٹھہرانے میں خود حکمِ قرآن کی تعمیل کی ہے۔

والسّلام

---

[1] جنگ جمل والوں کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی خون عثمان کا نعرہ بلند کر کے اُٹھے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۹۔ معاویہ کے نام

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّ الدُّنْیَا مَشْغَلَةٌ عَنْ غَیْرِهَا، وَلَمْ یُصِبْ صَاحِبُهَا مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا فَتَحَتْ لَهُ حِرْصًا عَلَیْهَا، وَلَهَجًا بِهَا۔ وَلَنْ یَسْتَغْنِیَ صَاحِبُهَا بِمَا نَالَ فِیْهَا عَمَّا لَمْ یَبْلُغْهُ مِنْهَا، وَمِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ فِرَاقُ مَا جَمَعَ، وَنَقْضُ مَا اَبْرَمَ! وَلَوْ اعْتَبَرْتَ بِمَا مَضٰی حَفِظْتَ مَا بَقِیَ۔

وَالسَّلَامُ!

بعد حمد و ثنا، دنیا آخرت سے (اپنے میں) لگائے رکھنے کی جگہ ہے، اور دنیا والا اس سے جو کچھ پاتا ہے اس سے لالچ کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ اور شوق بڑھ جاتا ہے اور دنیادار اس سے فائدہ اٹھانے کے بعد نہ ملی ہوئی چیز سے بے پروا نہیں ہوتا پھر اس کے بعد جمع شدہ کا فراق اور مضبوط کردہ کا ٹوٹنا ضروری ہے۔ اور ماضی سے عبرت لیتے تو باقی زندگی کو محفوظ رکھتے۔

والسلام

(۴۹)

لہ نصر بن مزاحم کی کتاب میں یہ خط موجود ہے (ابن ابی الحدید ص ۱۱۴ ج ۱۷) م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۰۔ فوجی افسروں کے نام عام خط

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَی اَصْحَابِ الْمَسَالِحِ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ حَقًّا عَلَی الْوَالِیْ اَنْ لَّا یُغَیِّرَہٗ عَلٰی رَعِیَّتِہٖ فَضْلٌ نَالَہٗ، وَلَا طَوْلٌ خُصَّ بِہٖ، وَاَنْ یَّزِیْدَہٗ مَا قَسَمَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ نِعَمِہٖ دُنُوًّا مِّنْ عِبَادِہٖ وَعَطْفًا عَلٰی اِخْوَانِہٖ۔

اَلَا وَاِنَّ لَکُمْ عِنْدِیْ اَنْ لَّا اَحْتَجِزَ دُوْنَکُمْ سِرًّا اِلَّا فِیْ حَرْبٍ وَّلَا اَطْوِیَ دُوْنَکُمْ اَمْرًا اِلَّا فِیْ حُکْمٍ وَّلَا اُؤَخِّرَ لَکُمْ حَقًّا عَنْ مَّحَلِّہٖ، وَلَا اَقِفَ بِہٖ دُوْنَ مَقْطَعِہٖ، وَاَنْ تَکُوْنُوْا عِنْدِیْ فِی الْحَقِّ سَوَاءً فَاِذَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ وَجَبَتْ لِلّٰہِ عَلَیْکُمُ النِّعْمَۃُ وَلِیَ عَلَیْکُمُ الطَّاعَۃُ وَاَنْ لَّا تَنْکُصُوْا عَنْ دَعْوَۃٍ وَّلَا تُفْرِطُوْا فِیْ صَلَاحٍ، وَاَنْ تَحْذُوْا الْغَمَرَاتِ اِلَی الْحَقِّ فَاِنْ اَنْتُمْ لَمْ تَسْتَقِیْمُوْا لِیْ عَلٰی ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَھْوَنَ عَلَیَّ مِمَّنْ اَعْوَجَّ مِنْکُمْ، ثُمَّ اَعْظَمُ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ وَلَا

خدا کے بندے علیؓ امیر المومنین کی طرف سے سرحدی سپہ سالاروں کے نام!

امابعد، والی کا فرض ہے کہ اگر اُسے کوئی بڑائی ملی ہے اور کوئی درجہ حاصل ہوا ہے تو اس وجہ سے رعایا کے ساتھ اپنا برتاؤ نہ بدلے، بلکہ خدا کی نعمتیں جتنی زیادہ ہوتی جائیں اسی قدر خدا کے بندوں سے اس کی نزدیکی اور اپنے بھائیوں سے اس کی محبت و ہمدردی بڑھتی چلی جائے۔

مجھ پر تمھارا حق یہ ہے کہ جنگ کے سوا کوئی راز تم سے مخفی نہ رکھوں۔ حکم شرعی کے سوا سب باتوں میں تم سے مشورہ لیتا رہوں اور تمھارے کسی حق سے تمھیں محروم نہ ہونے دوں۔ اگر میں یہ سب کروں تو تم پر واجب ہے کہ احسان الٰہی کا شکر بجا لاؤ۔ میری فرمانبرداری کرو۔ میری کسی پکار پر پیچھے نہ رہو۔ کسی بھلائی میں کوتاہی نہ کرو۔ اور حق کے نام پر مشکلات میں پھاند پڑا کرو۔ اگر تم اس مسلک پر استوار نہ ہوئے تو میری نگاہ میں تمھارے برگشتہ راہوں سے زیادہ کوئی ہلکا نہ ہوگا۔ اس کی سزا بھی بہت بڑی ہوگی اور میرے پاس ہرگز کوئی رعایت نہ ہوگی۔ یہی عہد تم اپنے ماتحت سرداروں سے لو اور یہی عہد انھیں اپنی طرف سے دو۔ اس طرح تمھارے معاملات درست رہیں گے۔

اس مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام میں عوامی حکومت کے حدود کیا ہیں اور انکی اساس کیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۱۔ خراج کے افسروں کے نام

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَى اَصْحَابِ الْخَرَاجِ :-

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ مَنْ لَمْ يَخَفْ رُمَاةَ صَائِرٌ اِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهٖ مَا يُحْرِزُهَا وَاعْلَمُوْا اَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ يَسِيْرٌ وَاَنَّ ثَوَابَهٗ كَثِيْرٌ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِيْ ثَوَابِ اجْتِنَابِهٖ مَا لَا عُذْرَ فِيْ تَرْكِ طَلَبِهٖ فَانْصِفُوا النَّاسَ مِنْ اَنْفُسِكُمْ وَاصْبِرُوْا لِحَوَائِجِهِمْ فَاِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ وَوُكَلَاءُ الْاُمَّةِ وَسُفَرَاءُ الْاَئِمَّةِ، وَلَا تُحْتِمُوْا اَحَدًا عَنْ حَاجَتِهٖ وَلَا تَحْبِسُوْهُ عَنْ طَلِبَتِهٖ، وَلَا تَبِيْعُنَّ لِلنَّاسِ فِي الْخَرَاجِ كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُوْنَ عَلَيْهَا وَلَا عَبْدًا، وَلَا تَضْرِبُنَّ اَحَدًا سَوْطًا لِمَكَانِ دِرْهَمٍ وَلَا تَمَسُّنَّ مَالَ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مُصَلٍّ وَلَا مُعَاهَدٍ اِلَّا اَنْ تَجِدُوْا فَرَسًا اَوْ سِلَاحًا يُعْدَى بِهٖ عَلَى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَاِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُسْلِمِ اَنْ يَدَعَ ذٰلِكَ

خدا کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے خراج کے افسروں کے نام!

امابعد! جو کوئی اپنے انجام سے نہیں ڈرتا وہ خطروں سے اپنے بچاؤ کا سامان بھی نہیں کر سکتا۔ تمھیں جاننا چاہئے کہ جو مطالبہ تم سے کیا گیا ہے معمولی ہے، مگر اس کا ثواب بہت ہے، خدا نے ظلم و سرکشی کی جو ممانعت کی ہے اگر اس پر سزا نہ ہوتی تو بھی اس سے بچنے کا جو ثواب مقرر ہو چکا ہے، ایسا ہے کہ اُسے تج دینے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔

پس اپنے معاملے میں لوگوں سے انصاف کرو۔ اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے میں برداشت سے کام لو۔ تم رعایا کے خزانچی ہو، امت کے وکیل ہو، اماموں کے سفیر ہو کسی کو بھی اسکی ضرورت سے نہ روکو۔ جبردار ایسا نہ ہو کہ لوگ خراج ادا کرنے کے لئے اپنے گرمی جاڑے اپنی روزی کے مویشی اور غلام بیچنے لگیں پیسے کے لئے کسی کو کوڑے نہ لگائے جائیں۔ کسی کا مال چاہے مسلمان ہو یا معاہد نہ چھونا مگر ہاں یہ کہ اس کے پاس گھوڑا یا ہتھیار ہوں جن سے اہلِ اسلام کے خلاف کمک پہنچاتا ہے تو بے شک کسی مسلمان کے لئے روا نہیں کہ ایسی چیزیں دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں چھوڑ دے کہ ان سے اسلام کو نقصان پہنچے آپس میں ہمیشہ خیر خواہی کرتے رہو۔ فوج سے نیک برتاؤ جاری

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي أَيْدِي أَعْدَآءِ الْإِسْلَامِ فَيَكُوْنُ شَوْكَةً عَلَيْكُمْ، وَلَا تَدَّخِرُوْا أَنْفُسَكُمْ نَصِيْحَةً، وَلَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِيْرَةٍ، وَلَا الرَّعِيَّةَ مَعُوْنَةً، وَلَا دِيْنَ اللّٰهِ قُوَّةً، وَأَبْلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وَعِنْدَكُمْ أَنْ نَشْكُرَهُ بِجُهْدِنَا وَأَنْ تَنْصُرَهُ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا۔ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ،

رکھو۔ رعایا کی مدد کرتے رہو۔

اور دین الٰہی کی طاقت بڑھاتے رہو۔ خدا نے اپنی راہ میں جو کچھ خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ خرچ کرتے رہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم اور تم سے چاہتا ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا کریں اور اپنی طاقت بھر اس کی نصرت میں سرگرم رہیں۔ حالانکہ ہماری قوت بھی اللہ ہی کی بخشی ہوئی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۲۔ نماز کے بارے میں عہدہ داروں کے نام فرمان

أَمَّا بَعْدُ:۔ فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتّٰى تَفِيءَ الشَّمْسُ مِنْ مِثْلِ بَصَرِ الْعَنْزِ۔ وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ، فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ يُسَارُ فِيهَا فَرْسَخَانِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ وَيَدْفَعُ الْحَاجُّ إِلَى مِنًى، وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ وَلَا تَكُونُوا فَتَّانِينَ۔

ظہر کی جماعت اس وقت قائم کرو جب سورج اتنا جھک جائے کہ دیوار کا سایہ دیوار کے برابر ہو جائے عصر کی نماز اس وقت پڑھو، جب سورج براق، زندہ موجود ہو۔ دن اتنا باقی ہو کہ آدمی دو فرسخ چل لے، مغرب کا وقت وہ ہے جب روزہ افطار کیا جاتا ہے اور حاجی عرفات سے چلتے ہیں۔ عشا کی نماز کا وقت شفق چھپ جانے سے تہائی رات تک ہے اور فجر کی نماز اتنی روشنی میں ہونا چاہیئے کہ آدمی کا آدمی منھ دیکھ سکے۔ کمزور سے آدمی کی نماز پڑھاؤ اور لوگوں کو فتنے میں ڈالنے والے نہ بنو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۳۔ دستورِ حکومت

مالک اشتر کے نام

یہ نہایت قیمتی دستاویز ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس زمانے میں نہ کالج تھے نہ یونیورسٹیاں۔ علم سیاست مدوّن ہوا تھا، نہ عربوں کو حکمرانی کا تجربہ تھا۔ اس پر بھی امیرالمومنین نے انتہائی اختصار و بلاغت سے حکمرانی اور سیاستِ مدن کے جو اصول اس تحریر میں جمع کر دیئے ہیں آج بھی ان سے متمدن حکمراں مستغنی نہیں ہو سکتے

كَتَبَهُ لِلْاَشْتَرِ النَّخَعِيِّ لَمَّا وَلَّاهُ عَلٰى مِصْرَ وَاَعْمَالِهَا حِيْنَ اِضْطَرَبَ اَمْرُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ اَطْوَلُ عَهْدِ كَتَبَهُ وَاَجْمَعُ لِلْمَحَاسِنِ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هٰذَا مَا اَمَرَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْاَشْتَرَ فِيْ عَهْدِهٖ اِلَيْهِ حِيْنَ وَلَّاهُ مِصْرَ جِبَايَةَ خَرَاجِهَا وَجِهَادَ عَدُوِّهَا وَاسْتِصْلَاحَ اَهْلِهَا وَعِمَارَةَ بِلَادِهَا۔

اَمَرَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاِيْثَارِ طَاعَتِهٖ وَاتِّبَاعِ مَا اَمَرَ بِهٖ فِيْ كِتَابِهٖ مِنْ فَرَائِضِهٖ وَسُنَنِهٖ الَّتِيْ لَا يَسْعَدُ اَحَدٌ اِلَّا بِاتِّبَاعِهَا وَلَا يَشْقٰى اِلَّا مَعَ جُحُوْدِهَا وَاِضَاعَتِهَا۔

جب محمد بن ابی بکر کے بعد مالکِ اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو یہ بہترین دستور دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ہے وہ وصیت، جس کا حکم دیا ہے اللہ کے بندے علی امیرالمومنین نے مالک بن الحارث اشتر کو جب اُسے مصر کا گورنر بنایا تاکہ اس ملک کا خراج جمع کرے، اس کے دشمنوں سے لڑے، اس کے باشندوں کی سود و بہبود کا خیال رکھے اور اس کی زمین کو آباد کرے۔

مالک کو حکم دیا ہے تقویٰ الٰہی کا، اطاعتِ خداوندی کو مقدم رکھنے کا اور کتاب اللہ کے مقرر کئے ہوئے فرائض وسنن کی پیروی کا اس لئے کہ آدمی کی سعادت انہی کی پیروی سے وابستہ ہے اور ان سے انکار کرنے اور انھیں گنوا دینے میں سراسر بدبختی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاَنْ يَنْصُرَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ بِقَلْبِهٖ وَيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ فَاِنَّهٗ جَلَّ اِسْمُهٗ قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهٗ وَاِعْزَازِ مَنْ اَعَزَّهٗ۔

اور حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت میں اپنے دل سے اپنے ہاتھ سے، اپنی زبان سے سرگرم ہے۔ کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ذمہ لے لیا ہے کہ جو کوئی اس کی نصرت و تائید پر کھڑا ہوگا نصرت و تائید خداوندی اُسے حاصل رہے گی۔

وَاَمَرَهٗ اَنْ يَكْسِرَ نَفْسَهٗ عِنْدَ الشَّهَوَاتِ وَيَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ فَاِنَّ النَّفْسَ اَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ اللّٰهُ۔

اور حکم دیا ہے کہ خواہشوں کے موقعے پر اپنے نفس کو توڑے، سرکشی کے وقت اُسے روکے، کیونکہ نفس برائی کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر یہ کہ خدا کا رحم آدمی کے شامل حال ہو جائے۔

ثُمَّ اعْلَمْ يَا مَالِكُ! اِنِّيْ قَدْ وَجَّهْتُكَ اِلٰى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُوَلٌ قَبْلَكَ مِنْ عَدْلٍ وَجَوْرٍ وَاَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُوْنَ مِنْ اُمُوْرِكَ فِيْ مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيْهِ مِنْ اُمُوْرِ الْوُلَاةِ قَبْلَكَ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْكَ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْهِمْ۔

اس کے بعد اے مالک سُن! میں تجھے ایسے ملک میں بھیج رہا ہوں جس پر تجھ سے پہلے بھی حکومتیں گذر چکی ہیں، عادل بھی اور ظالم بھی۔ لوگ تیری حکومت کو بھی اسی نظر سے دیکھیں گے جس نظر سے تو اگلے حاکموں کی حکومتوں کو دیکھتا رہا ہے اور تیرے حق میں بھی وہی کہا جائے گا۔ جو تو ان حاکموں کے حق میں کہا کرتا تھا۔

وَاِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِيْنَ بِمَا يُجْرِي اللّٰهُ لَهُمْ عَلٰى اَلْسُنِ عِبَادِهٖ۔

تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ نیک آدمی اس آواز سے پہچانا جاتا ہے جو خدا اپنے بندوں کی زبان پر اس کے لئے جاری کر دیتا ہے

فَلْيَكُنْ اَحَبُّ الذَّخَائِرِ اِلَيْكَ ذَخِيْرَةَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ۔ فَاَمْلِكْ هَوَاكَ وَشُحَّ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ فَاِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ الْاِنْصَافُ مِنْهَا فِيْمَا اَحْبَبْتَ اَوْ كَرِهْتَ وَاَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ وَالْمَحَبَّةَ لَهُمْ وَاللُّطْفَ بِهِمْ۔ وَلَا تَكُوْنَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعًا ضَارِيًا تَغْتَنِمُ اَكْلَهُمْ۔

لہٰذا تیرا دل پسند ذخیرہ، عمل صالح کا ذخیرہ ہو۔ یہ ذخیرہ اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ تجھے اپنی خواہشوں پر قابو حاصل ہو۔ جو چیز حلال نہیں ہے اس کے لئے تیرا دل کتنا ہی مچلے اپنے آپ کو اس سے دور رکھ۔

یہ بھی جان لو کہ محبوبات و مکروہات میں نفس کی مخالفت کرنا ہی نفس سے انصاف کرنا ہے۔

اپنے دل میں رعایا کے لئے رحم، محبت، لطف پیدا کرنا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاِنَّهُمْ صِنْفَانِ :- اِمَّا اَخٌ لَّكَ فِي الدِّيْنِ وَاِمَّا نَظِيْرٌ لَّكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ وَتَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلَلُ وَيُؤْتٰى عَلٰى اَيْدِيْهِمْ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاءِ فَاَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَصَفْحِكَ مِثْلِ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ يُّعْطِيَكَ اللّٰهُ مِنْ عَفْوِهٖ وَصَفْحِهٖ۔

فَاِنَّكَ فَوْقَهُمْ، وَوَالِي الْاَمْرِ عَلَيْكَ فَوْقَكَ وَاللّٰهُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاكَ۔ وَقَدِ اسْتَكْفَاكَ اَمْرَهُمْ وَابْتَلَاكَ بِهِمْ وَلَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ لِحَرْبِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَدَيْ لَكَ بِنِقْمَتِهٖ وَلَا غِنٰى بِكَ عَنْ عَفْوِهٖ وَرَحْمَتِهٖ وَلَا تَنْدَمَنَّ عَلٰى عَفْوٍ وَلَا تَبْجَحَنَّ بِعُقُوْبَةٍ وَلَا تُسْرِعَنَّ اِلٰى بَادِرَةٍ وَجَدْتَ مِنْهَا مَنْدُوْحَةً وَلَا تَقُوْلَنَّ اِنِّيْ مُؤَمَّرٌ اٰمُرُ فَاُطَاعُ فَاِنَّ ذٰلِكَ اِدْغَالٌ فِي الْقَلْبِ وَمَنْهَكَةٌ لِّلدِّيْنِ وَتَقَرُّبٌ مِنَ الْغِيَرِ۔

وَاِذَا اَحْدَثَ لَكَ مَا اَنْتَ فِيْهِ مِنْ سُلْطَانِكَ اُبَّهَةً اَوْ مَخِيْلَةً فَانْظُرْ اِلٰى عِظَمِ مُلْكِ اللّٰهِ فَوْقَكَ وَقُدْرَتِهٖ مِنْكَ عَلٰى مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ نَّفْسِكَ، فَاِنَّ ذٰلِكَ يَطَامِنُ اِلَيْكَ مِنْ طِمَاحِكَ وَيَكُفُّ عَنْكَ مِنْ غَرْبِكَ وَيَفِيْءُ اِلَيْكَ بِمَا عَزَبَ عَنْكَ مِنْ عَقْلِكَ۔

خبردار، رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ اُسے لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے

رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے: تمھارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمھارے جیسے آدمی لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں تم اپنے عفو وکرم کا دامن خطاکاروں کے لئے اس طرح پھیلا دینا جس طرح تمھاری آرزو ہے کہ خدا تمھاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفو وکرم پھیلا دے۔

کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلیفہ تمھارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمھیں گورنر بنایا ہے۔ اور مصر کی ترقی واصلاح کی ذمہ داری تمھیں سونپ دی ہے۔

خدا سے لڑائی نہ مول لینا۔ کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں خدا کی عفو ورحمت سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا، بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصہ کو پی جانا۔

خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمھارا حاکم بنا دیا گیا ہوں! اور اب میں ہی سب کچھ ہوں سب کو میری تابعداری کرنی چاہیئے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِيَّاكَ وَمُسَامَاةَ اللّٰهِ فِي عَظَمَتِهِ وَالتَّشَبُّهَ بِهِ فِي جَبَرُوتِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ وَيُهِينُ كُلَّ مُخْتَالٍ۔

اَنْصِفِ اللّٰهَ وَاَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ وَمِنْ خَاصَّةِ اَهْلِكَ وَمَنْ لَكَ فِيهِ هَوًى مِنْ رَعِيَّتِكَ فَاِنَّكَ اِلَّا تَفْعَلْ تَظْلِمْ۔

وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ خَصْمَهُ دُونَ عِبَادِهِ، وَمَنْ خَاصَمَهُ اللّٰهُ اَدْحَضَ حُجَّتَهُ وَكَانَ لِلّٰهِ حَرْبًا حَتّٰى يَنْزِعَ وَيَتُوبَ وَلَيْسَ شَيْءٌ اَدْعٰى اِلٰى تَغْيِيرِ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَتَعْجِيلِ نِقْمَتِهِ مِنْ اِقَامَةٍ عَلٰى ظُلْمٍ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ دَعْوَةَ الْمُضْطَهَدِينَ وَهُوَ لِلظَّالِمِينَ بِالْمِرْصَادِ۔

وَلْيَكُنْ اَحَبُّ الْاُمُورِ اِلَيْكَ اَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ۔ وَاَعَمُّهَا فِي الْعَدْلِ وَاَجْمَعُهَا لِرِضَى الرَّعِيَّةِ۔

فَاِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ بِرِضَا الْخَاصَّةِ وَاِنَّ سُخْطَ الْخَاصَّةِ يُغْتَفَرُ مَعَ رِضَا الْعَامَّةِ۔

وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ اَثْقَلَ عَلَى الْوَالِي مَؤُونَةً فِي الرَّخَاءِ وَاَقَلَّ مَعُونَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ وَاَكْرَهَ لِلْاِنْصَافِ وَاَسْاَلَ بِالْاِلْحَافِ وَاَقَلَّ شُكْرًا عِنْدَ الْاِعْطَاءِ وَاَبْطَاَ عُذْرًا

اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ ـــــ خدا کی طرف دیکھنا جو تمہارے اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے، جو تم خود بھی اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی۔ حدّت گھٹ جائے گی۔ بھٹکی ہوئی رُوح لوٹ آئے گی۔

خبردار! خدا کے ساتھ اس کی عظمت میں بازی نہ لگانا، اس کی جبروت میں تشبہ اختیار نہ کرنا، کیونکہ خدا جباروں کو ذلیل کر ڈالتا ہے اور مغروروں کو نیچا دکھا دیتا ہے۔

اپنی ذات کے معاملے میں اپنے خاص عزیزوں کے معاملے میں جنھیں تم اپنی رعایا میں سے چاہتے ہو، خدا سے بھی انصاف کرنا اور ـــــ خدا کے بندوں سے بھی انصاف کرنا۔ یہ نہ کرو گے تو ظلم کرنے لگو گے۔

یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے اور معلوم ہے خدا جس کا حریف بن جائے اس کی حجت باطل ہو جاتی ہے۔ اور خدا سے لڑائی ٹھاننے کا مجرم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ باز آجائے اور توبہ کرلے۔ خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو اختیار کرلے، یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا ہے اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے۔

تمھیں سب سے زیادہ پسند وہ راہ ہونا چاہیئے، جو حق کے لحاظ سے سب سے زیادہ درمیانی، انصاف کی رُو سے سب سے زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عِنْدَ الْمَنْعِ وَاَضْعَفَ صَبْرًا عِنْدَ مُلِمَّاتِ
الدَّهْرِ مِنْ اَهْلِ الْخَاصَّةِ وَاِنَّمَا عُمُودُ الدِّيْنِ
وَجِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعُدَّةُ لِلْاَعْدَاءِ الْعَامَّةُ
مِنَ الْاُمَّةِ فَلْيَكُنْ صَغْوُكَ لَهُمْ وَمَيْلُكَ مَعَهُمْ۔
وَلْيَكُنْ اَبْعَدُ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ وَاَشْنَاُهُمْ
عِنْدَكَ اَطْلَبُهُمْ لِمَعَائِبِ النَّاسِ فَاِنَّ فِي النَّاسِ
عُيُوْبًا فَالْوَالِيْ اَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا۔ فَلَا تَكْشِفَنَّ
عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيْرُ مَا
ظَهَرَ لَكَ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ عَلٰى مَا غَابَ عَنْكَ فَاسْتُرِ
الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللّٰهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ
سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ اَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ
كُلِّ حِقْدٍ وَاقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ وَتَغَابَ
عَنْ كُلِّ مَا لَا يَصِحُّ لَكَ وَلَا تُعَجِّلَنَّ اِلَى تَصْدِيْقِ
سَاعٍ فَاِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِيْنَ
وَلَا تُدْخِلَنَّ فِيْ مَشُوْرَتِكَ بَخِيْلًا يَعْدِلُ بِكَ
عَنِ الْفَضْلِ وَيَعِدُكَ الْفَقْرَ وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ
عَنِ الْاُمُوْرِ وَلَا حَرِيْصًا يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ
فَاِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتّٰى
يَجْمَعُهَا سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ۔

رضامند کرنے والی ہو۔

یہ بھی یاد رکھو عوام کی ناراضی، خواص کی رضامندی کو بہالے جاتی ہے، اور خواص کی ناراضی عوام کی ناراضی کے ہوتے ہوئے گوارا کرلی جاتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ خوشحالی میں جو لوگ حاکم کے لئے سب سے بڑا بوجھ، سب سے کم کارآمد، انصاف سے کھسانے والے مانگنے میں اصرار کرنے والے بخشش وعطا کے موقعے پر کم سے کم شکرگذار ہونے والے انعام واکرام سے محرومی پر عذر نہ سننے والے اور زمانے کی کروٹوں کے مقابلے میں سب سے کم ثابت قدم رہنے والے خواص ہی ہوتے ہیں۔ دین کا اصلی ستون مسلمانوں کی اصلی جمعیت، دشمن کے مقابلے میں اصلی طاقت، امت کے عوام ہیں، لہذا عوام ہی کا تمھیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

تمھاری مجلس سے سب سے زیادہ دور اور تمھاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکروہ وہ شخص ہونا چاہیئے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈھا کرتا ہے۔ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔ خبردار چھپے ہوئے عیبوں کی کرید نہ کرنا۔ تمھارا منصب بس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو۔ حتی المقدور لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دینا۔ ایسا کروگے تو خدا بھی تمھارے وہ عیب ڈھکے رہنے دیگا، جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔

وہ سب اسباب دور کردینا، جو لوگوں میں بغض وکینہ پیدا کرتے ہیں۔ عداوت وغیبت کی ہر رسی کاٹ ڈالنا۔ خبردار اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

چغلخور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا، کیونکہ چغلخور دغاباز ہوتا ہے اگرچہ خیرخواہ کا روپ بھر کے سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورے میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ وہ تمھیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائے گا۔

بزدل کو بھی صلاح میں شریک نہ کرنا، کیونکہ مہمات میں تمھاری ہمت کمزور کر دے گا۔

حریص کو بھی شریک نہ کرنا، کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔

یاد رکھو بخل، بزدلی، حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر ان کی بنیاد خدا سے سوءظن پر ہے۔

وزراء و مصاحبین

إِنَّ شَرَّ وُزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيرًا وَمَنْ شَرِكَهُمْ فِي الْآثَامِ فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بِطَانَةً فَإِنَّهُمْ أَعْوَانُ الْأَئِمَّةِ وَإِخْوَانُ الظَّلَمَةِ۔ وَأَنْتَ وَاجِدٌ مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَنَفَاذِهِمْ وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ آصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنْ ظَالِمًا عَلَى ظُلْمِهِ وَلَا آثِمًا عَلَى إِثْمِهِ أُولَئِكَ أَخَفُّ عَلَيْكَ مَؤُونَةً وَأَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً وَأَحْنَى عَلَيْكَ عَطْفًا وَأَقَلُّ بِغَيْرِكَ إِلْفًا، فَاتَّخِذْ أُولَئِكَ خَاصَّةً لِخَلَوَاتِكَ وَحَفَلَاتِكَ ثُمَّ لْيَكُنْ أَثْرَهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَاهُمْ بِمُرِّ الْحَقِّ لَكَ وَأَقَلُّهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا

بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمھیں ایسے آدمی مل جائیں گے جو عقل و تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے۔ مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے نہ ہوں گے۔ نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی۔ نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمھیں کم تکلیف دیں گے۔ تمھارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور غیر سے اپنے سب رشتے کاٹ لیں گے ایسی ہی لوگوں کو نج کی صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمھاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَرِهَ اللّٰهُ لِأَوْلِيَائِهِ وَاقِعًا ذٰلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ وَالصَّقْ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَالصِّدْقِ ثُمَّ رُضْهُمْ عَلٰى أَنْ لَا يُطْرُوكَ وَلَا يُبَجِّحُوكَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ تُحْدِثُ الزَّهْوَ وَتُدْنِي مِنَ الْعِزَّةِ ــــ وَلَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَالْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ تَزْهِيدًا لِأَهْلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ وَتَدْرِيبًا لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ۔

زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمھارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔

اہل تقویٰ وصدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ انھیں ایسی تربیت دینا کہ تمھاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں۔ کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے۔

اور تمھارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے۔

وَأَلْزِمْ كُلًّا مِنْهُمْ مَا أَلْزَمَ نَفْسَهُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِأَدْعٰى إِلٰى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ وَتَخْفِيفِهِ الْمُؤُونَاتِ عَلَيْهِمْ وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلٰى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ

اور تمھیں جاننا چاہیئے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے۔ اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمھارے لئے کافی ہے۔ اس سے رعایا کا حسن ظن تمھیں بہت سی مشکلوں سے بچا دے گا۔

فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا طَوِيلًا وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ ــــ وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةً صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَاجْتَمَعَتْ

خود تمھارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمھارے امتحان میں سب سے اچھے اُتریں اسی طرح تمھارے سوء ظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے بُرے نکلیں۔

کبھی اچھے دستور کو نہ توڑنا، جو اس امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں اور جس سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے رعایا کی بھلائی کے دستور کو توڑو گے تو اچھے دستوروں کا ثواب اگلوں کے لئے باقی رہے گا اور عذاب تمھارے حصے میں آئے گا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِهَا الْأُلْفَةُ وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ۔ وَلَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُونُ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا۔ وَأَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ وَمُنَاقَشَةَ الْحُكَمَاءِ فِي تَثْبِيتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ بِلَادِكَ وَإِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ وَلَا غِنَى بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ (١) فَمِنْهَا جُنُودُ اللّٰهِ۔ وَمِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ (٣) وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَمِنْهَا (٤) عُمَّالُ الْإِنْصَافِ وَالرِّفْقِ وَمِنْهَا (٥) أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ۔ وَمِنْهَا (٦) التُّجَّارُ وَأَهْلُ (٧) الصِّنَاعَاتِ وَمِنْهَا (٨) الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَكُلٌّ قَدْ سَمَّى اللّٰهُ (لَهُ) سَهْمَهُ وَوَضَعَ عَلَى حَدِّهِ وَفَرِيضَتِهِ فِي كِتَابِهِ أَوْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظًا ــــ فَالْجُنُودُ بِإِذْنِ اللّٰهِ حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَزَيْنُ الْوُلَاةِ، وَعِزُّ الدِّينِ وَسُبُلُ الْأَمْنِ وَلَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَيَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ وَيَكُونُ

کہ بھلی راہ تم نے مٹا دی اس بارے میں اہل علم و عرفان سے مشورہ کرتے رہنا کہ تعمیر و اصلاح کے وسائل کیا ہیں اور انھیں کس طرح استحکام و دوام بخشا جائے۔

اور دیکھو، رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں، یہ طبقے ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہیں اور آپس میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ ایک طبقہ وہ ہے جسے خدا کی فوج کہنا چاہیئے دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو عوام و خواص کا تحریری کام کرتے ہیں۔ پھر انصاف کرنے والے قاضی ہیں، امن و انتظام کے عمال ہیں۔ ذمی اور مسلم اہل جزیہ و اہل خراج ہیں پھر سوداگر اور اہل حرفہ ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کا نچلا طبقہ بھی ہے۔ خدائے حق میں ہر طبقے کا حصہ مقرر کر کے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اسے ضروری ٹھہرا دیا ہے اور اس کی پابندی و بجا آوری ہمارے ذمے لازمی کر دی ہے۔

خدا کی فوج باذن اللہ رعایا کا قلعہ ہے حاکم کی زینت ہے۔ دین کی قوت ہے، امن کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے ہے لیکن فوج کا قیام خراج سے ہے جو خدا اس کے لئے نکالتا ہے، خراج ہی سے سپاہی جہاد میں تقویت پاتے اور اپنی حالت درست کرتے ہیں۔

پھر ان دونوں طبقوں، فوجیوں اور اہل خراج کی بقا کے لئے تیسرا طبقہ ضروری ہے، یعنی قضاۃ، عمال، کُتّاب کا طبقہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ ـــــ ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَ الْعُمَّالِ وَالْكُتَّابِ لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ وَ يَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ - وَيُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ، وَعَوَامِّهَا -

وَلَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ فِيمَا يَجْمَعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ وَ يُقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ، وَيَكْفُونَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ، مَا لَا يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ -

ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ الَّذِينَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَمَعُونَتُهُمْ ـــــ وَفِي اللّٰهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ، وَلِكُلٍّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ وَلَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلْزَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالِاهْتِمَامِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ، وَتَوْطِينِ نَفْسِهِ عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ ـــــ نَوِّلْ مِنْ جُنُودِكَ أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ، وَلِإِمَامِكَ وَأَنْقَاهُمْ جَيْبًا - وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا مِمَّنْ يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ وَيَسْتَرِيحُ إِلَى الْعُذْرِ وَيَرْأَفُ بِالضُّعَفَاءِ وَ يَنْبُو عَلَى الْأَقْوِيَاءِ وَمِمَّنْ لَا يُثِيرُهُ الْعُنْفُ وَلَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ - ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِي (الْمُرُوَّاتِ) وَالْأَحْسَابِ، وَأَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَالسَّوَابِقِ

کہ یہی لوگ ہر قسم کی مالی معاملات انجام دیتے ہیں اور ان چاروں طبقوں کی بقا کے لئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے اور سب کی ضرورتیں مہیا کرتے ہیں۔

آخر میں ادنیٰ طبقہ آتا ہے اور اس طبقے کی امداد و اعانت از بس ضروری ہے۔

خدا کے یہاں سب کی گنجائش ہے اور حاکم پر سب کا حق قائم ہے حاکم جتنی بھی بھلائی کر سکتا ہے، کرتا رہے۔ مگر اس بارے میں اپنے فرض سے وہ عہدہ برآ ہو نہیں سکتا، جب تک توفیق الٰہی کی دعا کے ساتھ عزم مصمم بھی نہ رکھے کہ حق ہی کا ساتھ دے گا، حق ہی پر ثابت قدم رہے گا، چاہے حق آسان ہو یا مشکل۔

دیکھو اپنی فوج کے معاملے میں ہشیاری سے کام لینا انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمہارے خیال میں اللہ کے رسولؐ کے اور تمہارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں، عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں۔ زبردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انھیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انھیں بٹھا دیتی ہو۔

فوج کے لئے انہی کو منتخب کرنا جن کا حسب نسب اور خاندان اچھا ہے جن کا ماضی بے داغ ہے جو ہمت و شجاعت جود و سخا سے آراستہ ہیں۔ شرافت اور نیکی ایسے ہی لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْحَسَنَةِ۔ ثُمَّ اَهْلِ النَّجْدَةِ وَالشَّجَاعَةِ وَالسَّخَاءِ وَالسَّمَاحَةِ، فَاِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ وَشُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ ـــــ ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ اُمُوْرِهِمْ مَا يَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا وَلَا يَتَفَاقَمَنَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ قَوَّيْتَهُمْ بِهٖ۔ وَلَا تَحْقِرَنَّ لُطْفًا تَعَاهَدْتَهُمْ بِهٖ، وَاِنْ قَلَّ فَاِنَّهٗ دَاعِيَةٌ لَهُمْ اِلٰى بَذْلِ النَّصِيْحَةِ لَكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِكَ وَلَا تَدَعْ تَفَقُّدَ لَطِيْفِ اُمُوْرِهِمْ اِتِّكَالًا عَلٰى جَسِيْمِهَا، فَاِنَّ لِلْيَسِيْرِ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعًا يَنْفَعُوْنَ بِهٖ وَلِلْجَسِيْمِ مَوْقِعًا لَا يَسْتَغْنُوْنَ عَنْهُ وَلْيَكُنْ اَثْرَ رُؤُوْسِ جُنْدِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِيْ مَعُوْنَتِهٖ وَاَفْضَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ جِدَتِهٖ، بِمَا يَسَعُهُمْ وَيَسَعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوْفِ اَهْلِيْهِمْ، حَتّٰى يَكُوْنَ هَمُّهُمْ هَمًّا وَاحِدًا فِيْ جِهَادِ الْعَدُوِّ، فَاِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ قُلُوْبَهُمْ عَلَيْكَ وَاِنَّ اَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوُلَاةِ اِسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ، وَظُهُوْرُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ، وَاِنَّهَا لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ اِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُوْرِهِمْ وَلَا تَصِحُّ نَصِيْحَتُهُمْ اِلَّا بِحِيْطَتِهِمْ عَلٰى وُلَاةِ اُمُوْرِهِمْ وَقِلَّةِ اِسْتِثْقَالِ دُوَلِهِمْ، وَتَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ، فَافْسَحْ فِيْ اٰمَالِهِمْ وَوَاصِلْ فِيْ حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَتَعْدِيْدِ مَا اَبْلٰى ذَوُو الْبَلَاءِ مِنْهُمْ فَاِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِحُسْنِ اَفْعَالِهِمْ تَهُزُّ الشُّجَاعَ وَتُحَرِّضُ النَّاكِلَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ۔

ان فوجیوں کے معاملات کی ویسی ہی فکر کرنا جیسی فکر والدین کو اولاد کی ہوتی ہے۔ ان کی تقویت اور درستی حال کے لئے جو بھی بن پڑے کرتے رہنا اور جو کچھ کرنا اُسے بہت نہ سمجھنا۔ اپنے کم سے کم لطف و احسان کو بھی معمولی نہ سمجھنا۔ کیونکہ اس سے ان کی خیر خواہی بڑھے گی اور حسن ظن میں اضافہ ہوگا ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں سے بھی بے پروائی اس بھروسے پر نہ کرنا کہ بڑی ضرورتوں کا خیال کر رہے ہو۔ کیونکہ تمھاری معمولی رعایت بھی ان کے لئے نعمت ہوگی اور بڑی ضرورتوں میں تو وہ سراسر تمھارے لطف و کرم کے ہمیشہ محتاج ہی رہیں گے۔

وہی فوجی سردار تمھارے سب سے زیادہ مقرب ہوں جو فوجیوں کی سب سے زیادہ مدد کرتے ہوں اپنے ہاتھ کی دولت سے سپاہیوں کو ان کی ضرورتوں اور بال بچوں کی فکروں سے آزاد کرتے ہیں تاکہ پوری فوج ایک دل ہو جائے اور اس کے سامنے بس ایک ہی خیال رہے ـــــ دشمن سے جنگ فوج کے سرداروں پر تمھاری توجہ، فوج کے دلوں کو تمھاری طرف متوجہ کر دے گی۔

حاکم کی آنکھ کی ٹھنڈک کس چیز میں ہونا چاہیئے۔ اس میں کہ خود انصاف قائم کرے اور رعایا اس سے اپنی محبت ظاہر کرتی رہے۔ رعایا کی محبت ظاہر نہیں ہوتی، جب تک اس کے دل سلیم نہ ہوں اور رعایا کی خیر خواہی صحیح نہیں ہوتی جب تک اسے حاکم سے سچی محبت نہ ہو اس کی حکومت کو بوجھ اور اس کے زوال میں دیر کو وبال نہ سمجھتی ہو۔

لہٰذا ضروری ہے کہ رعایا کی اُمیدوں کے لئے میدان کشادہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى وَلَا تُضِيفَنَّ بَلَاءَ امْرِئٍ إِلَى غَيْرِهِ، وَلَا تُقَصِّرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بَلَائِهِ وَلَا يَدْعُوَنَّكَ شَرَفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تُعْظِمَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيرًا، وَلَا ضَعَةُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَسْتَصْغِرَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ عَظِيمًا۔

رکھنا اس کی دلجوئی برابر کرتے رہنا۔ اس کے بہادروں کے کارنامے سراہتے رہنا۔ اچھے کاموں کی تعریف سے بہادروں کا جوش بڑھتا ہے اور پیچھے رہ جانے والوں کی ہمتیں اونچی ہوتی ہیں۔

ہر آدمی کے کارنامے کا اعتراف کرنا ایک کا کارنامہ دوسرے کی طرف منسوب نہ کرنا۔ انعام دینے میں کبھی کوتاہی نہ کرنا۔ خاندانی ہونے کی وجہ سے کسی کے معمولی کام کو بڑھا چڑھا نہ دینا۔ اسی طرح ادنیٰ خاندان ہونے کی وجہ سے کسی کے بڑے کارنامے کی بے قدری نہ کرنے لگنا۔

وَأَرْدُدْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ مَا يُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوبِ وَيَشْتَبِهُ عَلَيْكَ مِنَ الْأُمُورِ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِقَوْمٍ أَحَبَّ إِرْشَادَهُمْ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ، فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ"۔

فَالرَّدُّ إِلَى اللّٰهِ: الْأَخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ۔ وَالرَّدُّ إِلَى الرَّسُولِ: الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ۔

مشتبہ معاملات پیش آئیں اور تمہاری بصیرت و علم کام نہ دے تو انھیں اللہ کی طرف اور اللہ کے اصول کی طرف لوٹانا۔ کیونکہ خدا مسلمانوں کی ہدایت کے لئے فرما چکا ہے:۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ[1]

اللہ کی طرف معاملے کا لوٹانا یہ ہے کہ کتاب محکم اور نص صریح کی طرف لوٹایا جائے اور رسول کی طرف لوٹانا یہ ہے کہ جامع سنتِ نبوی کو لیا جائے نہ کہ اُسے جس میں اختلاف پڑ گیا ہے۔

ثُمَّ اخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِي نَفْسِكَ مِمَّنْ لَا تَضِيقُ بِهِ الْأُمُورُ وَلَا تُمَحِّكُهُ الْخُصُومُ، وَلَا يَتَمَادَى فِي الزَّلَّةِ، وَلَا يَحْصَرُ مِنَ الْفَيْءِ إِلَى الْحَقِّ إِذَا عَرَفَهُ، وَلَا تُشْرِفُ نَفْسُهُ عَلَى طَمَعٍ، وَلَا يَكْتَفِي بِأَدْنَى فَهْمٍ

پھر ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمہاری نظر میں سب سے افضل ہوں، ہجوم معاملات سے تنگ دل نہ ہوتے ہوں۔ اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔ طمّاع نہ ہوں۔ اپنے فیصلوں

[1] اے وہ جو ایمان لائے ہو۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے اہل الحل والعقد کی لیکن اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے۔ تو اسے اللہ و رسول کے پاس لوٹاؤ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دُونَ اَقْصَاهُ، وَاَوْقَفَهُمْ فِي الشُّبُهَاتِ وَاَخْذَهُمْ بِالْحُجَجِ، وَاَقَلَّهُمْ تَبَرُّمًا بِمُرَاجَعَةِ الْخَصْمِ، وَاَصْبَرَهُمْ عَلَى تَكَشُّفِ الْاُمُوْرِ وَاَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ الْحُكْمِ مِمَّنْ لَا يَزْدَهِيْهِ اِطْرَاءٌ وَلَا يَسْتَمِيْلُهُ اِغْرَاءٌ وَاُولٰئِكَ قَلِيْلٌ۔

پر غور کرنے کے عادی ہوں۔ فیصلے کے وقت شکوک و شبہات پر رکنے والے ہوں صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔ مدعی اور مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے پر اپنے فیصلے میں بے باک اور بے لاگ ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں، جنھیں نہ تعریف بے خود کر دیتی ہو، نہ چاپلوسی ہی مائل کر سکتی ہو، مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

ثُمَّ اَكْثِرْ تَعَاهُدَ قَضَائِهِ وَافْسَحْ لَهُ فِي الْبَذْلِ مَا يُزِيْلُ عِلَّتَهُ، وَتَقِلُّ مَعَهُ حَاجَتُهُ اِلَى النَّاسِ وَاَعْطِهِ مِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيْهِ غَيْرُهُ مِنْ خَاصَّتِكَ لِيَاْمَنَ بِذٰلِكَ اِغْتِيَالَ الرِّجَالِ لَهُ عِنْدَكَ۔ فَانْظُرْ فِيْ ذٰلِكَ نَظَرًا بَلِيْغًا فَاِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ قَدْ كَانَ اَسِيْرًا فِيْ اَيْدِي الْاَشْرَارِ يُعْمَلُ فِيْهِ بِالْهَوٰى۔ وَتُطْلَبُ بِهِ الدُّنْيَا۔

تمھارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو، کھلے دل سے انھیں معاوضہ دو تاکہ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں اور کسی کے سامنے انھیں ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اپنے دربار میں انھیں ایسا درجہ دو کہ تمھارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے یا انھیں نقصان پہنچانے کی ہمت نہ ہو سکے۔ قاضیوں کو ہر قسم کے خوف سے بالکل آزاد ہونا چاہیے۔ اس بارے میں پوری توجہ سے کام لینا، کیونکہ دین اشرار کے ہاتھ میں پڑ گیا تھا جو اپنی خواہشوں پر چلتے اور دین کے نام پر دنیا کمایا کرتے تھے۔

ثُمَّ انْظُرْ فِيْ اُمُوْرِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَارًا وَلَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَاَثَرَةً، فَاِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَالْخِيَانَةِ وَلُوْحَ مِنْهُمْ اَهْلُ التَّجْرِبَةِ وَالْحَيَاءِ

عمال حکومت کے معاملات پر بھی تمھیں نظر رکھنا ہوگی، جسے مقرر کرنا، امتحاناً مقرر کرنا۔ رو رعایت سے یا صلاح مشورے کے بغیر کسی کو عہدہ نہ دینا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ظلم و خیانت کے دروازے کھل جاتے ہیں اچھے گھرانوں اور سابق میں اسلام کے عزت

لہ اے وہ جو ایمان لائے ہو۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اپنے میں سے اہل الحل والعقد کی، لیکن اگر تم میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ و رسول کے پاس لوٹاؤ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ اَهْلِ الْبُيُوْتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَالْقَدَمِ
فِي الْاِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ، فَاِنَّهُمْ اَكْرَمُ
اَخْلَاقًا، وَاَصَحُّ اَعْرَاضًا، وَاَقَلُّ
فِي الْمَطَامِعِ اِشْرَافًا، وَاَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ
الْاُمُوْرِ نَظَرًا۔ ثُمَّ اَسْبِغْ عَلَيْهِمُ الْاَرْزَاقَ،
فَاِنَّ ذٰلِكَ قُوَّةٌ لَّهُمْ عَلٰى اِسْتِصْلَاحِ اَنْفُسِهِمْ وَغِنًى لَّهُمْ
عَنْ تَنَاوُلِ مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ وَحُجَّةٌ عَلَيْهِمْ اِنْ خَالَفُوْا اَمْرَكَ
اَوْ ثَلَمُوْا اَمَانَتَكَ ثُمَّ تَفَقَّدْ اَعْمَالَهُمْ
وَابْعَثِ الْعُيُوْنَ مِنْ اَهْلِ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ
عَلَيْهِمْ فَاِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي السِّرِّ لِاُمُوْرِهِمْ
حَدْوَةٌ لَّهُمْ عَلٰى اسْتِعْمَالِ الْاَمَانَةِ وَالرِّفْقِ
بِالرَّعِيَّةِ وَتَحَفَّظْ مِنَ الْاَعْوَانِ فَاِنْ اَحَدٌ
مِنْهُمْ بَسَطَ يَدَهٗ اِلٰى خِيَانَةٍ اِجْتَمَعَتْ
بِهَا عَلَيْهِ عِنْدَكَ اَخْبَارُ عُيُوْنِكَ اكْتَفَيْتَ
بِذٰلِكَ شَاهِدًا فَبَسَطْتَ عَلَيْهِ الْعُقُوْبَةَ
فِي بَدَنِهٖ، وَاَخَذْتَهٗ بِمَا اَصَابَ مِنْ عَمَلِهٖ،
ثُمَّ نَصَبْتَهٗ بِمَقَامِ الْمَذَلَّةِ وَسَمْتَهٗ بِالْخِيَانَةِ
وَقَلَّدْتَهٗ عَارَ التُّهَمَةِ۔

وَتَفَقَّدْ اَمْرَ الْخَرَاجِ بِمَا يُصْلِحُ اَهْلَهٗ
فَاِنَّ فِي صَلَاحِهٖ وَصَلَاحِهِمْ صَلَاحًا لِّمَنْ سِوَاهُمْ
وَلَا صَلَاحَ لِمَنْ سِوَاهُمْ اِلَّا بِهِمْ لِاَنَّ النَّاسَ
كُلَّهُمْ عِيَالٌ عَلَى الْخَرَاجِ وَاَهْلِهٖ۔
وَلْيَكُنْ نَظَرُكَ فِي عِمَارَةِ الْاَرْضِ

گزاروں میں تجربہ کار اور باحیا لوگوں ہی کو منتخب کرنا کہ ان
کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ اپنی آبرو کا خیال رکھتے ہیں
طمع کی طرف کم جھکتے ہیں اور انجام پر زیادہ نظر رکھتے
ہیں

عہدہ داروں کو بہت اچھی تنخواہیں دینا اس سے یہ لوگ
اپنی حالت درست کر سکیں گے اور حکومت کے اموال
سے بے نیاز رہیں گے جو ان کے ہاتھ میں ہوگا اس پر بھی
حکم عدولی کریں یا امانت میں خلل ڈالیں تو تمہارے
پاس ان پر حجت ہوگی، مگر ضروری ہے کہ ان کاموں کی
جانچ پڑتال کرتے رہنا نیک لوگوں کو مخبر بنا کے ان پر چھوڑ دینا
یہ اس لئے کہ جب انھیں معلوم ہوگا کہ خفیہ نگرانی بھی ہو
رہی ہے تو امانت داری اور رعایا سے مہربانی میں
اور زیادہ چست ہو جائیں گے پھر اگر ان میں سے کوئی شخص
خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوسوں سے
تصدیق ہو جائے تو بس یہ شہادت کافی ہے تم بھی سزا کا ہاتھ
بڑھانا جسمانی اذیت کے ساتھ خیانت کی رقم بھی اگلوا لینا
خائن کو ذلت کی جگہ کھڑا کرنا اور پوری طرح اسے رسوا کر ڈالنا

دیکھو محکمہ خراج کی نگرانی میں کوتاہی نہ ہو۔ خراج کے
ٹھیک رہنے ہی میں سب کی بھلائی و خوشحالی ہے۔ سب
کے رزق کا مدار خراج پر ہے اور خراج کے تحصیلداروں پر
لیکن خراج سے زیادہ ملک کی آبادی پر توجہ رہنا چاہیے
کیونکہ خراج بھی تو خوشحالی سے حاصل ہوتا ہے۔ جو حاکم آبادکاری
کے بغیر خراج چاہتا ہے اس کی حکومت یقیناً چند روزہ ثابت ہوگی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَبْلَغَ مِنْ نَظَرِكَ فِي اسْتِجْلَابِ الْخَرَاجِ،
لِأَنَّ ذٰلِكَ لَا يُدْرَكُ إِلَّا بِالْعِمَارَةِ، وَمَنْ
طَلَبَ الْخَرَاجَ بِغَيْرِ عِمَارَةٍ أَخْرَبَ الْبِلَادَ،
وَأَهْلَكَ الْعِبَادَ، وَلَمْ يَسْتَقِمْ أَمْرُهُ إِلَّا
قَلِيلًا. فَإِنْ شَكَوْا ثِقَلًا أَوْ عِلَّةً أَوِ انْقِطَاعَ
شِرْبٍ أَوْ بَالَّةً أَوْ إِحَالَةَ أَرْضٍ اغْتَمَرَهَا
غَرَقٌ أَوْ أَجْحَفَ بِهَا عَطَشٌ خَفَّفْتَ عَنْهُمْ
بِمَا تَرْجُو أَنْ يَصْلُحَ بِهِ أَمْرُهُمْ وَلَا يَثْقُلَنَّ
عَلَيْكَ شَيْءٌ خَفَّفْتَ بِهِ الْمُؤْنَةَ عَنْهُمْ فَإِنَّهُ
ذُخْرٌ يَعُودُونَ بِهِ عَلَيْكَ فِي عِمَارَةِ بِلَادِكَ
وَتَزْيِينِ وِلَايَتِكَ، مَعَ اسْتِجْلَابِكَ حُسْنَ
ثَنَائِهِمْ وَتَبَجُّحِكَ بِاسْتِفَاضَةِ الْعَدْلِ فِيهِمْ
مُعْتَمِدًا فَضْلَ قُوَّتِهِمْ بِمَا ذَخَرْتَ مِنْ
إِجْمَامِكَ لَهُمْ وَالثِّقَةِ مِنْهُمْ بِمَا عَوَّدْتَهُمْ
مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ فِي رِفْقِكَ بِهِمْ، فَرُبَّمَا حَدَثَ
مِنَ الْأُمُورِ مَا إِذَا عَوَّلْتَ فِيهِ عَلَيْهِمْ مِنْ
بَعْدُ احْتَمَلُوهُ طَيِّبَةً أَنْفُسُهُمْ بِهِ، فَإِنَّ الْعُمْرَانَ
أَنْ مُحْتَمِلٌ مَا حَمَّلْتَهُ، وَإِنَّمَا يُؤْتَى خَرَابُ الْأَرْضِ
مِنْ إِعْوَازِ أَهْلِهَا وَإِنَّمَا يُعْوِزُ أَهْلَهَا لِإِشْرَافِ
أَنْفُسِ الْوُلَاةِ عَلَى الْجَمْعِ، وَسُوءِ ظَنِّهِمْ بِالْبَقَاءِ
وَقِلَّةِ انْتِفَاعِهِمْ بِالْعِبَرِ.

ثُمَّ انْظُرْ فِي حَالِ كُتَّابِكَ فَوَلِّ عَلَى أُمُورِكَ
خَيْرَهُمْ وَاخْصُصْ رَسَائِلَكَ الَّتِي تُدْخِلُ فِيهَا

اگر کاشتکار، خراج کی زیادتی کی، کسی آسمانی آفت کی
آب پاشی میں خلل پڑ جانے کی، رطوبت میں قلت کی، سیلاب
یا خشکی کے سبب تقاوی کے خراب ہو جانے کی شکایت کریں
تو ان کی سننا اور خراج کم کر دینا کیونکہ کاشتکار ہی تمہارا اصل خزانہ
ہیں ان سے جو رعایت بھی کرو گے اس سے ملک کی فلاح ہوگی
حکومت کی رونق بڑھے گی۔ نیز تم رعایا سے مال کے خراج
کے ساتھ تعریف کا خراج بھی وصول کرو گے۔

اس وقت ان میں عدل پھیلانے سے تمہیں اور زیادہ
خوشی حاصل ہوگی۔ مشکلات میں ان کی قوت پر تمہارا بھروسہ
بڑھ جائے گا اور جو راحت تم نے انھیں پہنچائی ہے اور جس
انصاف کا انھیں خوگر بنا دیا ہے اس پر ان کی شکر گذاری
تمہارے لئے خزانہ بن جائے گی۔ ممکن ہے مشکلات نازل
ہوں اور ان لوگوں پر بھروسہ کرنے کی مجبوری پیش آجائے۔ ایسی
حالت میں وہ بخوشی تمہارا ہر مطالبہ قبول کر لیں گے۔

ملک کی آبادی و سرسبزی، ہر بوجھ اٹھا سکتی ہے۔ لہٰذا
اس کا ہمیشہ خیال رکھنا ملک کی بربادی تو باشندوں کی
غربت ہی سے ہوتی ہے اور باشندوں کی غربت کا سبب یہ
ہوتا ہے کہ حاکم دولت سمیٹنے پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ کیونکہ انھیں
اپنے تبادلے اور زوال کا دھڑکا لگا رہتا ہے اور وہ عبرتوں سے
فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے۔

اپنے منشیوں کے معاملے کو بھی بہت اہمیت دینا۔ یہ منصب
بہترین آدمیوں ہی کے سپرد کرنا۔ راز کی خط و کتابت پر انھیں
لوگوں کو مقرر کرنا جو اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوں جنھیں نہ اعزاز

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَكَائِدَكَ وَاَسْرَارَكَ بِاَجْمَعِهِمْ لِوُجُوْهِ
صَالِحِ الْاَخْلَاقِ مِمَّنْ لَا تَبْطَرُهُ الْكَرَامَةُ
فَيَجْتَرِئَ بِهَا عَلَيْكَ فِيْ خِلَافٍ لَكَ بِحَضْرَةِ مَلَاٍ
وَلَا تَقْصُرُ بِهِ الْغَفْلَةُ عَنْ اِيْرَادِ مُكَاتَبَاتِ
عُمَّالِكَ عَلَيْكَ وَاِصْدَارِ جَوَابَاتِهَا عَلَى الصَّوَابِ
عَنْكَ فِيْمَا يَأْخُذُ لَكَ، وَيُعْطِيْ مِنْكَ وَلَا
يُضَعِّفُ عَقْدًا اعْتَقَدَهُ لَكَ وَلَا يَعْجَزُ عَنْ
اِطْلَاقِ مَا عُقِدَ عَلَيْكَ، وَلَا يَجْهَلُ مَبْلَغَ قَدْرِ
نَفْسِهِ فِي الْاُمُوْرِ، فَاِنَّ الْجَاهِلَ بِقَدْرِ
نَفْسِهِ يَكُوْنُ بِقَدْرِ غَيْرِهَا اَجْهَلَ. ثُمَّ لَا
يَكُنْ اخْتِيَارُكَ اِيَّاهُمْ عَلَى فَرَاسَتِكَ وَ
اسْتِنَامَتِكَ وَحُسْنِ الظَّنِّ مِنْكَ، فَاِنَّ الرِّجَالَ
يَتَعَرَّفُوْنَ لِفِرَاسَاتِ الْوُلَاةِ بِتَصَنُّعِهِمْ، وَ
وَحُسْنِ خِدْمَتِهِمْ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ
النَّصِيْحَةِ وَالْاَمَانَةِ شَيْءٌ، وَلٰكِنِ اخْتَبِرْهُمْ
بِمَا وَلُّوا لِلصَّالِحِيْنَ قَبْلَكَ فَاعْمِدْ لِاَحْسَنِهِمْ
كَانَ فِي الْعَامَّةِ اَثَرًا وَاَعْرَفِهِمْ بِالْاَمَانَةِ
وَجْهًا فَاِنَّ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ عَلَى نَصِيْحَتِكَ لِلّٰهِ وَ
لِمَنْ وَلِيَتْ اَمْرَهُ وَاجْعَلْ لِرَاْسِ كُلِّ اَمْرٍ مِنْ
اُمُوْرِكَ رَاْسًا مِنْهُمْ لَا يَقْهَرُهُ كَبِيْرُهَا وَلَا
يَتَشَتَّتُ عَلَيْهِ كَثِيْرُهَا وَكُلَّمَا كَانَ فِي
كُتَّابِكَ مِنْ عَيْبٍ فَتَغَابَيْتَ عَنْهُ اُلْزِمْتَهُ.
ثُمَّ اسْتَوْصِ بِالتُّجَّارِ، وَذَوِي الصِّنَاعَاتِ

گستاخ بنا دے کہ بھری مجلس میں تم سے بدتمیزی کرنے لگیں یا معاہدوں میں تمھاری مصلحتوں، فائدوں سے چوک جایا کریں یا اگر کسی معاہدے سے تمھیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اس سے مخلصی کی صورت نہ پیدا کر سکیں۔ یہ لوگ ایسے ہونے چاہئیں کہ خود اپنی قدر جانتے ہوں، کیونکہ جو شخص اپنی قدر نہیں جانتا وہ دوسروں کی قدر کیا جانے گا؟

ان لوگوں کا چناؤ محض اپنی فراست میلان طبیعت یا حسنِ ظن کی بنا پر نہ کرنا کیونکہ لوگوں کا دستور ہے کہ تصنع اور ظاہرداری سے اپنے آپ کو حاکموں کی فراست کے مطابق بنا لیتے ہیں، مگر خیر خواہی اور امانت داری سے کورے ہوتے ہیں انتخاب میں یہ بھی دیکھنا کہ اگلے حاکموں کے تحت انھوں نے کیا خدمتیں انجام دی ہیں۔ عوام کو ان سے کتنا فائدہ پہنچا ہے، اور امانت داری میں ان کا شہرہ کیسا ہے؟ ان باتوں کا لحاظ رکھو گے تو بے شک سمجھا جائے گا کہ تم اللہ کے اور اپنی رعایا کے خیر خواہ ہو۔

ہر محکمے کا ایک صدر مقرر کرنا جو محکمے کے تمام کاموں کو اپنے ہاتھ میں رکھے اور مشکلات سے بدحواس نہ ہو۔ یاد رکھو تمھارے منشیوں میں جو عیب ہوگا اور تم اس سے چشم پوشی کروگے تو وہ عیب خود تمھارا سمجھا جائے گا۔

تجار اور اہل حرفت کا پورا خیال رکھنا ان کا بھی، جو مقیم ہیں اور ان کا بھی جو پھیری کرتے ہیں، کیونکہ یہ لوگ ملک کی دولت بڑھاتے ہیں۔ دور دور سے سامان لاتے ہیں خشکیوں، تریوں، میدانوں، ریگستانوں، سمندروں، دریاؤں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاوْعِنْ بِهِمْ خَيْرًا، اَلْمُقِيْمِ مِنْهُمْ وَالْمُضْطَرِبِ
بِمَالِهٖ وَالْمُتَرَفِّقِ بِبَدَنِهٖ۔ فَاِنَّهُمْ مَوَادُّ الْمَنَافِعِ
وَاَسْبَابُ الْمَرَافِقِ وَجُلَّابُهَا مِنَ الْمَبَاعِدِ
وَالْمَطَارِحِ فِيْ بَرِّكَ وَبَحْرِكَ وَسَهْلِكَ وَ
جَبَلِكَ وَحَيْثُ لَا يَلْتَئِمُ النَّاسُ لِمَوَاضِعِهَا
وَلَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْهَا فَاِنَّهُمْ سِلْمٌ لَا تُخَافُ
بَائِقَتُهٗ، وَصُلْحٌ لَا تُخْشٰى غَائِلَتُهٗ۔ وَتَفَقَّدْ
اُمُوْرَهُمْ بِحَضْرَتِكَ، وَفِيْ حَوَاشِيْ بِلَادِكَ
وَاعْلَمْ مَعَ ذٰلِكَ ـــ اَنَّ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْهُمْ ضِيْقًا
فَاحِشًا وَشُحًّا قَبِيْحًا، وَاحْتِكَارًا لِلْمَنَافِعِ، وَتَحَكُّمًا
فِي الْبِيَاعَاتِ، وَذٰلِكَ بَابُ مَضَرَّةٍ لِلْعَامَّةِ۔
وَعَيْبٌ عَلَى الْوُلَاةِ فَامْنَعْ مِنَ الْاِحْتِكَارِ!
فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
مَنَعَ مِنْهُ وَلْيَكُنِ الْبَيْعُ بَيْعًا سَمْحًا بِمَوَازِيْنَ
عَدْلٍ وَاَسْعَارٍ لَا تُجْحِفُ بِالْفَرِيْقَيْنِ مِنَ
الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ، فَمَنْ قَارَفَ حُكْرَةً بَعْدَ
نَهْيِكَ اِيَّاهُ فَنَكِّلْ بِهٖ وَعَاقِبْهُ فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ۔
ثُمَّ اللّٰهَ اللّٰهَ!! فِي الطَّبَقَةِ السُّفْلٰى
مِنَ الَّذِيْنَ لَا حِيْلَةَ لَهُمْ مِنَ الْمَسَاكِيْنِ وَ
الْمُحْتَاجِيْنَ وَاَهْلِ الْبُؤْسٰى وَالزَّمْنٰى فَاِنَّ
فِيْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ قَانِعًا وَمُعْتَرًّا۔ وَاحْفَظْ
لِلّٰهِ مَا اسْتَحْفَظَكَ مِنْ حَقِّهٖ فِيْهِمْ، وَاجْعَلْ
لَهُمْ قِسْمًا مِنْ بَيْتِ مَالِكَ، وَقِسْمًا مِنْ غَلَّاتِ

پہاڑوں کو پار کر کے ضروریات زندگی مہیا کرتے ہیں۔ ایسی ایسی
جگہوں سے مال ڈھو لاتے ہیں، جہاں اور لوگ نہیں پہنچتے
بلکہ وہاں جانے کی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔

تاجر اور اہل حرفہ، امن پسند لوگ ہوتے ہیں۔ ان سے
شورش و بغاوت کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ اس پر بھی ضروری ہے
کہ پایۂ تخت میں بھی اور اطراف ملک میں بھی ان پر نگاہ رکھی
جائے، کیونکہ ان میں سے اکثر بڑے تنگ دل بڑے بخیل
ہوتے ہیں، اجارہ داری سے کام لیتے ہیں اور لین دین میں آنکھ میں
دھول ڈال کے لوٹ لینا چاہتے ہیں۔

اجارہ داری کی قطعی ممانعت کر دینا، کیونکہ رسول اللہ
نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن ہاں خرید و فروخت خوش دلی
سے ہو۔ وزن بٹے ٹھیک ہوں۔ نرخ مقرر ہوں، نہ بیچنے والا گھاٹے
میں رہے، نہ مول لینے والا، مونڈا جائے، اور ممانعت پر بھی
اگر کوئی اجارہ داری کا مرتکب ہو تو اعتدال کے ساتھ اسے عبرت
انگیز سزا دی جائے۔

پھر اللہ اللہ، ادنیٰ طبقے کے معاملے میں یہ لوگ وہ ہیں
جن کا کوئی سہارا نہیں، فقیر، مسکین، محتاج، قلاش، اپاہج
ان میں ایسے بھی ہیں جو ہاتھ نہیں پھیلاتے، مگر خود صورت سوال ہیں
ان لوگوں کے بارے میں جو فرض خدا نے تجھ سونپا
ہے اس پر نگاہ رکھ اسے تلف نہ ہونے دینا۔ بیت المال میں
ایک حصہ ان کے لئے خاص کر دینا اور اسلام کی جہاں جو صافی
جائداد موجود ہے۔ اس کی آمدنی میں ان کا بھی حصہ رکھنا۔ ان
میں سے کون دور ہے۔ کون نزدیک ہے؟

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صَوَافِي الْإِسْلَامِ، فِي كُلِّ بَلَدٍ. فَإِنَّ لِلْأَقْصَى
مِنْهُمْ مِثْلَ الَّذِي لِلْأَدْنَى وَكُلٌّ قَدِ اسْتُرْعِيتَ
حَقَّهُ، فَلَا يَشْغَلَنَّكَ عَنْهُمْ بَطَرٌ، فَإِنَّكَ
لَا تُعْذَرُ بِتَضْيِيعِكَ التَّافِهَ لِإِحْكَامِكَ
الْكَثِيرَ الْمُهِمَّ فَلَا تُشْخِصْ هَمَّكَ عَنْهُمْ وَ
لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لَهُمْ، وَتَفَقَّدْ أُمُورَ مَنْ
لَا يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْهُمْ مِمَّنْ تَقْتَحِمُهُ الْعُيُونُ
وَتَحْقِرُهُ الرِّجَالُ فَفَرِّغْ لِأُولَئِكَ ثِقَتَكَ
مِنْ أَهْلِ الْخَشْيَةِ وَالتَّوَاضُعِ فَلْيَرْفَعْ إِلَيْكَ
أُمُورَهُمْ ثُمَّ اعْمَلْ فِيهِمْ بِالْإِعْذَارِ إِلَى
اللهِ يَوْمَ تَلْقَاهُ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ مِنْ بَيْنِ الرَّعِيَّةِ
أَحْوَجُ إِلَى الْإِنْصَافِ مِنْ غَيْرِهِمْ وَكُلٌّ فَأَعْذِرْ
إِلَى اللهِ فِي تَأْدِيَةِ حَقِّهِ إِلَيْهِ وَتَعَهَّدْ أَهْلَ
الْيُتْمِ وَذَوِي الرِّقَّةِ فِي السِّنِّ مِمَّنْ لَا حِيلَةَ
لَهُ، وَلَا يَنْصِبُ لِلْمَسْأَلَةِ نَفْسَهُ وَذَلِكَ
عَلَى الْوُلَاةِ ثَقِيلٌ، وَالْحَقُّ كُلُّهُ ثَقِيلٌ وَقَدْ
يُخَفِّفُهُ اللهُ عَلَى أَقْوَامٍ طَلَبُوا الْعَاقِبَةَ فَصَبَّرُوا
أَنْفُسَهُمْ، وَوَثِقُوا بِصِدْقِ مَوْعُودِ اللهِ
لَهُمْ.

وَاجْعَلْ لِذَوِي الْحَاجَاتِ مِنْكَ قِسْمًا
تُفَرِّغُ لَهُمْ فِيهِ شَخْصَكَ، وَتَجْلِسُ لَهُمْ مَجْلِسًا
عَامًّا، فَتَتَوَاضَعُ فِيهِ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ وَ
تُقْعِدُ عَنْهُمْ جُنْدَكَ وَأَعْوَانَكَ مِنْ أَحْرَاسِكَ

یہ نہ دیکھنا۔ دور نزدیک سب کا حق برابر ہے اور ہر ایک کے
حق کی ذمّہ داری تمھارے سر ڈال دی گئی ہے۔

دیکھو دولت کا نشہ تمھیں ان بیچاروں سے غافل نہ کر دے
اگر تم نے اس بارے میں اہم و اکثر کو پورا کر دیا تو بھی اس وجہ سے
تمھاری معمولی غفلت بھی معاف نہ کی جائے گی لہذا ان کے
ساتھ تکبّر سے پیش نہ آنا اور اپنی توجّہ سے انھیں محروم نہ کرنا۔
ان میں ایسے بھی ہوں گے جو تمھارے پاس پہنچ نہیں سکتے۔ انھیں نگاہیں
ٹھکراتی ہیں اور لوگ ان سے گھن کھاتے ہیں۔ ان کی خبرگیری
بھی تمھارا کام ہے ان کے لئے بھروسے کے آدمیوں کی
خدمات خاص کر دینا مگر یہ آدمی ایسے ہوں جو خوفِ خدا
رکھتے ہوں اور دل کے خاکسار ہوں یہ لوگ ان بے کسوں کے
معاملات تمھارے سامنے لایا کریں اور تم وہ کرنا کہ قیامت
کے سامنے تمھیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ یاد رکھو رعایا میں
ان غریبوں سے زیادہ انصاف کا مستحق کوئی نہیں ——
مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا جو حق ہے۔ پورا پورا ادا کرتے رہنا
اور یتیموں کے پالنے والوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا
اور ان کا بھی جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں جن کا کوئی سہارا
باقی نہیں، جو بھیک مانگنے کے بھی لائق نہیں رہے۔

یہ چھوٹی چھوٹی باتیں حاکموں پر بے شک گراں ہوتی
ہیں، لیکن یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ پورے کا پورا حق گراں
ہی ہے۔ ہاں خدا، حق کو کبھی ان کے لئے آسان کر دیتا ہے
جو عاقبت کی طلب میں رہتے ہیں اور اس لئے مشکلات
و مکروہات میں اپنے دل کو مضبوط بنا لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَشُرَطِكَ حَتّٰى يُكَلِّمَكَ مُتَكَلِّمُهُمْ غَيْرَ مُتَتَعْتِعٍ۔
فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ غَيْرِ مَوْطِنٍ: لَنْ تُقَدَّسَ اُمَّةٌ
لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيْفِ فِيْهَا حَقُّهٗ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ
مُتَتَعْتِعٍ۔

ثُمَّ احْتَمِلِ الْخُرْقَ مِنْهُمْ وَالْعِيَّ وَنَحِّ عَنْهُمُ
الضِّيْقَ وَالْاَنَفَ، يَبْسُطِ اللّٰهُ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ
اَكْنَافَ رَحْمَتِهٖ، وَيُوْجِبْ لَكَ ثَوَابَ طَاعَتِهٖ
وَاَعْطِ مَا اَعْطَيْتَ هَنِيْئًا، وَامْنَعْ فِيْ اِجْمَالٍ
وَاِعْذَارٍ!

ثُمَّ اُمُوْرٌ مِنْ اُمُوْرِكَ لَا بُدَّ لَكَ مِنْ
مُبَاشَرَتِهَا: مِنْهَا اِجَابَةُ عُمَّالِكَ بِمَا يَعْيَا عَنْهُ
كُتَّابُكَ وَمِنْهَا اِصْدَارُ حَاجَاتِ النَّاسِ يَوْمَ
وُرُوْدِهَا عَلَيْكَ بِمَا تَحْرَجُ بِهٖ صُدُوْرُ اَعْوَانِكَ
وَاَمْضِ لِكُلِّ يَوْمٍ عَمَلَهٗ، فَاِنَّ لِكُلِّ يَوْمٍ مَا فِيْهِ
وَاجْعَلْ لِنَفْسِكَ فِيْمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ اَفْضَلَ
تِلْكَ الْمَوَاقِيْتِ، وَاَجْزَلَ تِلْكَ الْاَقْسَامِ
وَاِنْ كَانَتْ كُلُّهَا لِلّٰهِ اِذَا صَلَحَتْ فِيْهَا النِّيَّةُ وَ
سَلِمَتْ مِنْهَا الرَّعِيَّةُ

وَلْيَكُنْ فِيْ خَاصَّةِ مَا تُخْلِصُ لِلّٰهِ بِهٖ
دِيْنَكَ اِقَامَةُ فَرَائِضِهِ الَّتِيْ هِيَ لَهٗ خَاصَّةً
فَاَعْطِ اللّٰهَ مِنْ بَدَنِكَ فِيْ لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ
وَوَفِّ مَا تَقَرَّبْتَ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

ہیں، جن کا یقین اس وعدۂ الٰہی پر سخت ہے جو وہ پروردگار اپنے نیک بندوں سے کر چکا ہے۔

اور تم اپنے وقت کا ایک حصّہ فریادیوں کے لئے خاص کر دینا۔

سب کام چھوڑ کے ان سے ملا کرنا۔ ایسے موقع پر تمھاری مجلس عام رہے کہ جس کا جی چاہے بے دھڑک چلا آئے۔ اس مجلس میں تھوڑا کے نام پر خاکسار بن جاؤ۔ فوجیوں، افسروں اور پولیس والوں سے مجلس کو بالکل خالی رکھنا، تاکہ آنے والے دل کھول کے اپنی بات کہہ سکیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ کو بار بار فرماتے سنا ہے "اس امت کی بھلائی نہیں ہو سکتی، جس میں کمزوروں کو طاقت ور سے پورا حق دلایا نہیں جاتا"۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس مجلس میں عوام ہی جمع ہوں گے اب اگر بدتمیزی سے بات کریں یا اپنا مطلب صاف بیان نہ کر سکیں، تو خفا نہ ہونا۔ برداشت کر لینا۔ خبردار! زجر و تعریض نہ کرنا۔ میری وصیت پر عمل کرو گے تو خدا تم پر اپنی رحمت کی چادریں پھیلا دے گا اور اپنی فرمانبرداری کا ثواب تمھارے لئے اٹل کر دے گا۔

جس کو کچھ دینا، اس طرح کہ وہ خوش ہو جائے اور نہ دے سکنا تو اپنا عذر صفائی سے بیان کر دینا۔

پھر ایسے معاملات بھی ہیں جنھیں خود اپنے ہی ہاتھ میں تمھیں رکھنا ہوگا ایک معاملہ تو یہی ہے کہ عمالِ حکومت کے ان مراسلوں کا جواب خود لکھا کرنا۔ جو تمھارے منشی نہیں لکھ سکتے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَاِنَّهُمْ صِنْفَانِ :- اِمَّا اَخٌ لَّكَ فِي الدِّيْنِ وَاِمَّا نَظِيْرٌ لَّكَ فِي الْخَلْقِ يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ وَتَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلَلُ وَيُؤْتٰى عَلٰى اَيْدِيْهِمْ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاءِ فَاَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَصَفْحِكَ مِثْلِ الَّذِيْ تُحِبُّ اَنْ يُّعْطِيَكَ اللّٰهُ مِنْ عَفْوِهٖ وَصَفْحِهٖ۔

فَاِنَّكَ فَوْقَهُمْ، وَوَالِي الْاَمْرِ عَلَيْكَ فَوْقَكَ وَاللّٰهُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاكَ۔ وَقَدِ اسْتَكْفَاكَ اَمْرَهُمْ وَابْتَلَاكَ بِهِمْ وَلَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ لِحَرْبِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَدَيْ لَكَ بِنِقْمَتِهٖ وَلَا غِنٰى بِكَ عَنْ عَفْوِهٖ وَرَحْمَتِهٖ وَلَا تَنْدَمَنَّ عَلٰى عَفْوٍ وَلَا تَبْجَحَنَّ بِعُقُوْبَةٍ وَلَا تُسْرِعَنَّ اِلٰى بَادِرَةٍ وَجَدْتَ مِنْهَا مَنْدُوْحَةً وَلَا تَقُوْلَنَّ اِنِّيْ مُؤَمَّرٌ اٰمُرُ فَاُطَاعُ فَاِنَّ ذٰلِكَ اِدْغَالٌ فِي الْقَلْبِ وَمَنْهَكَةٌ لِلدِّيْنِ وَتَقَرُّبٌ مِنَ الْغِيَرِ۔

وَاِذَا اَحْدَثَ لَكَ مَا اَنْتَ فِيْهِ مِنْ سُلْطَانِكَ اُبَّهَةً اَوْ مَخِيْلَةً فَانْظُرْ اِلٰى عِظَمِ مُلْكِ اللّٰهِ فَوْقَكَ وَقُدْرَتِهٖ مِنْكَ عَلٰى مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ مِنْ نَّفْسِكَ، فَاِنَّ ذٰلِكَ يَطَامِنُ اِلَيْكَ مِنْ طِمَاحِكَ وَيَكُفُّ عَنْكَ مِنْ غَرْبِكَ وَيَفِيْءُ اِلَيْكَ بِمَا عَزَبَ عَنْكَ مِنْ عَقْلِكَ۔

خبردار، رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ نہ بن جانا کہ اُسے لقمہ بنا ڈالنے ہی میں تجھے اپنی کامیابی دکھائی دے

رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے: تمھارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمھارے جیسے آدمی لوگوں سے غلطیاں تو ہوتی ہی ہیں جان بوجھ کے یا بھولے چوکے سے ٹھوکریں کھاتے ہی رہتے ہیں تم اپنے عفو و کرم کا دامن خطاکاروں کے لئے اس طرح پھیلا دینا جس طرح تمھاری آرزو ہے کہ خدا تمھاری خطاؤں کے لئے اپنا دامن عفو و کرم پھیلا دے۔

کبھی نہ بھولنا کہ تم رعایا کے افسر ہو، خلیفہ تمھارا افسر ہے اور خدا خلیفہ کے اوپر حاکم ہے۔ خلیفہ نے تمھیں گورنر بنایا ہے۔ اور مصر کی ترقی و اصلاح کی ذمہ داری تمھیں سونپ دی ہے۔

خدا سے لڑائی نہ مول لینا۔ کیونکہ آدمی کے لئے خدا سے کوئی بچاؤ نہیں خدا کی عفو و رحمت سے تم کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

عفو پر کبھی نادم نہ ہونا۔ سزا دینے پر کبھی شیخی نہ بگھارنا غصہ آتے ہی دوڑ نہ پڑنا، بلکہ جہاں تک ممکن ہو غصے سے بچنا اور غصہ کو پی جانا۔

خبردار! رعایا سے کبھی نہ کہنا کہ میں تمھارا حاکم بنا دیا گیا ہوں! اور اب میں ہی سب کچھ ہوں سب کو میری تابعداری کرنی چاہیئے۔ اس ذہنیت سے دل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ دین میں کمزوری آتی ہے اور بربادی کے لئے بلاوا آتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِيَّاكَ وَمُسَامَاةَ اللّٰهِ فِي عَظَمَتِهِ وَالتَّشَبُّهَ بِهِ فِي جَبَرُوتِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُذِلُّ كُلَّ جَبَّارٍ وَيُهِينُ كُلَّ مُخْتَالٍ۔

اَنْصِفِ اللّٰهَ وَاَنْصِفِ النَّاسَ مِنْ نَفْسِكَ وَمِنْ خَاصَّةِ اَهْلِكَ وَمَنْ لَكَ فِيهِ هَوًى مِنْ رَعِيَّتِكَ فَاِنَّكَ اِلَّا تَفْعَلْ تَظْلِمْ۔

وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ خَصْمَهُ دُونَ عِبَادِهِ، وَمَنْ خَاصَمَهُ اللّٰهُ اَدْحَضَ حُجَّتَهُ وَكَانَ لِلّٰهِ حَرْبًا حَتّٰى يَنْزِعَ وَيَتُوبَ وَلَيْسَ شَيْءٌ اَدْعٰى اِلٰى تَغْيِيرِ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَتَعْجِيلِ نِقْمَتِهِ مِنْ اِقَامَةٍ عَلٰى ظُلْمٍ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعُ دَعْوَةِ الْمُضْطَهَدِينَ وَهُوَ لِلظَّالِمِينَ بِالْمِرْصَادِ۔

وَلْيَكُنْ اَحَبُّ الْاُمُورِ اِلَيْكَ اَوْسَطُهَا فِي الْحَقِّ۔ وَاَعَمُّهَا فِي الْعَدْلِ وَاَجْمَعُهَا لِرِضَى الرَّعِيَّةِ۔

فَاِنَّ سُخْطَ الْعَامَّةِ يُجْحِفُ بِرِضَا الْخَاصَّةِ وَاِنَّ سُخْطَ الْخَاصَّةِ يُغْتَفَرُ مَعَ رِضَا الْعَامَّةِ۔

وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَ الرَّعِيَّةِ اَثْقَلَ عَلَى الْوَالِي مَؤُونَةً فِي الرَّخَاءِ وَاَقَلَّ مَعُونَةً لَهُ فِي الْبَلَاءِ وَاَكْرَهَ لِلْاِنْصَافِ وَاَسْاَلَ بِالْاِلْحَافِ وَاَقَلَّ شُكْرًا عِنْدَ الْاِعْطَاءِ وَاَبْطَاَ عُذْرًا

دوبارہ

اپنی اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ ـــــ خدا کی طرف دیکھنا جو تمہارے اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے، جو تم خود بھی اپنے آپ پر نہیں رکھتے۔ ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی۔ حدّت گھٹ جائے گی۔ بھٹکی ہوئی رُوح لوٹ آئے گی۔

خبردار! خدا کے ساتھ اس کی عظمت میں بازی نہ لگانا، اس کی جبروت میں تشبہ اختیار نہ کرنا، کیونکہ خدا جباروں کو ذلیل کر ڈالتا ہے اور مغروروں کو نیچا دکھا دیتا ہے۔

اپنی ذات کے معاملے میں اپنے خاص عزیزوں کے معاملے میں جنھیں تم اپنی رعایا میں سے چاہتے ہو، خدا سے بھی انصاف کرنا اور ـــــ خدا کے بندوں سے بھی انصاف کرنا۔ یہ نہ کرو گے تو ظلم کرنے لگو گے۔

یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے اور معلوم ہے خدا جس کا حریف بن جائے اس کی حجت باطل ہو جاتی ہے۔ اور خدا سے لڑائی ٹھاننے کا مجرم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ باز آجائے اور توبہ کرلے۔ خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو اختیار کرلے، یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا ہے اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے۔

تمھیں سب سے زیادہ پسند وہ راہ ہونا چاہیئے، جو حق کے لحاظ سے سب سے زیادہ درمیانی، انصاف کی رُو سے سب سے زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عِنْدَ الْمَنْعِ وَاَضْعَفَ صَبْرًا عِنْدَ مُلِمَّاتِ
الدَّهْرِ مِنْ اَهْلِ الْخَاصَّةِ وَاِنَّمَا عُمُوْدُ الدِّيْنِ
وَجِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعُدَّةُ لِلْاَعْدَاءِ الْعَامَّةُ
مِنَ الْاُمَّةِ فَلْيَكُنْ صَغْوُكَ لَهُمْ وَمَيْلُكَ مَعَهُمْ۔
وَلْيَكُنْ اَبْعَدُ رَعِيَّتِكَ مِنْكَ وَاَشْنَاُهُمْ
عِنْدَكَ اَطْلَبُهُمْ لِمَعَائِبِ النَّاسِ فَاِنَّ فِي النَّاسِ
عُيُوْبًا الْوَالِيْ اَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا۔ فَلَا تَكْشِفَنَّ
عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيْرُ مَا
ظَهَرَ لَكَ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ عَلٰى مَا غَابَ عَنْكَ فَاسْتُرِ
الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللّٰهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ
سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ اَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ
كُلِّ حِقْدٍ وَاقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ وَتَغَابَ
عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِحُّ لَكَ وَلَا تَعْجَلَنَّ اِلٰى تَصْدِيْقِ
سَاعٍ فَاِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ وَاِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِيْنَ
وَلَا تُدْخِلَنَّ فِيْ مَشُوْرَتِكَ بَخِيْلًا يَعْدِلُ بِكَ
عَنِ الْفَضْلِ وَيَعِدُكَ الْفَقْرَ وَلَا جَبَانًا يُضْعِفُكَ
عَنِ الْاُمُوْرِ وَلَا حَرِيْصًا يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ
فَاِنَّ الْبُخْلَ وَالْجُبْنَ وَالْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتّٰى
يَجْمَعُهَا سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰهِ۔

رضامند کرنے والی ہو۔

یہ بھی یاد رکھو عوام کی ناراضی، خواص کی رضامندی کو بہالے جاتی ہے، اور خواص کی ناراضی عوام کی ناراضی کے ہوتے ہوئے گوارا کرلی جاتی ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ خوشحالی میں جو لوگ حاکم کے لئے سب سے بڑا بوجھ، سب سے کم کارآمد، انصاف سے گھبرانے والے مانگنے میں اصرار کرنے والے بخشش و عطا کے موقعے پر کم سے کم شکر گذار ہونے والے انعام و اکرام سے محرومی پر عذر نہ سننے والے اور زمانے کی کروٹوں کے مقابلے میں سب سے کم ثابت قدم رہنے والے خواص ہی ہوتے ہیں۔ دین کا اصلی ستون، مسلمانوں کی اصلی جمعیت، دشمن کے مقابلے میں اصلی طاقت، امت کے عوام ہیں، لہٰذا عوام ہی کا تمھیں زیادہ سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

تمھاری مجلس سے سب سے زیادہ دور اور تمھاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکروہ وہ شخص ہونا چاہیئے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈھا کرتا ہے۔ لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ کام حاکم کا ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔ خبردار چھپے ہوئے عیبوں کی کرید نہ کرنا۔ تمھارا منصب بس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دو۔ حتی المقدور لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دینا۔ ایسا کروگے تو خدا بھی تمھارے وہ عیب ڈھکے رہنے دیگا، جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔

وہ سب اسباب دور کردینا، جو لوگوں میں بغض و کینہ پیدا کرتے ہیں۔ عداوت و غیبت کی ہر رسّی کاٹ ڈالنا۔ خبردار! ا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۹۱۱ ۹۵ ۲۵۲۲

چغلخور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا، کیونکہ چغلخور دغاباز ہوتا ہے اگرچہ خیرخواہ کا رُوپ بھر کے سامنے آتا ہے۔

اپنے مشورے میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیوں وہ تمھیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائے گا۔

بزدل کو بھی صلاح میں شریک نہ کرنا، کیونکہ مہمات میں تمھاری ہمّت کمزور کر دے گا۔

حریص کو بھی شریک نہ کرنا، کیونکہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی ترغیب دے گا۔

یاد رکھو بخل، بزدلی، حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں مگر ان کی بنیاد خدا سے سوءِ ظن پر ہے۔

بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہوں میں ان کا ساجھی ہو۔ ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ گنہگاروں کے مددگار اور ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کی جگہ تمھیں ایسے آدمی مل جائیں گے جو عقل و تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے۔ مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے نہ ہوں گے۔ نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہوگی۔ نہ کسی گنہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہوگا۔ یہ لوگ تمھیں کم تکلیف دیں گے۔ تمھارے بہترین مددگار ثابت ہوں گے۔ تم سے پوری ہمدردی رکھیں گے اور غیر سے اپنے سب رشتے کاٹ لیں گے ایسی ہی لوگوں کو نج کی صحبتوں اور عام درباروں میں اپنا مصاحب بنانا۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ خاص الخاص لوگوں میں بھی وہی تمھاری نگاہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوں جو زیادہ سے

إِنَّ شَرَّ وُزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ
قَبْلَكَ وَزِيرًا وَمَنْ شَرِكَهُمْ فِي الْآثَامِ
فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بِطَانَةً فَإِنَّهُمْ أَعْوَانُ
الْأَئِمَّةِ وَإِخْوَانُ الظَّلَمَةِ. وَأَنْتَ وَاجِدٌ
مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَ
نَفَاذِهِمْ وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ آصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ
مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنْ ظَالِمًا عَلَى ظُلْمِهِ وَلَا آثِمًا
عَلَى إِثْمِهِ أُولَئِكَ أَخَفُّ عَلَيْكَ مَؤُونَةً وَ
أَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً وَأَحْنَى عَلَيْكَ عَطْفًا
وَأَقَلُّ لِغَيْرِكَ إِلْفًا، فَاتَّخِذْ أُولَئِكَ
خَاصَّةً لِخَلَوَاتِكَ وَحَفَلَاتِكَ. ثُمَّ لْيَكُنْ
آثَرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَلَهُمْ بِمُرِّ الْحَقِّ لَكَ
وَأَقَلَّهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا

وزراء و مصاحبین

كَرِهَ اللّٰهُ لِأَوْلِيَائِهِ وَاقِعًا ذٰلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ وَالْصَقْ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَالصِّدْقِ ثُمَّ رُضْهُمْ عَلٰى أَنْ لَا يُطْرُوكَ وَلَا يُبَجِّحُوكَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ تُحْدِثُ الزَّهْوَ وَتُدْنِي مِنَ الْعِزَّةِ ـــ وَلَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَالْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ فَإِنَّ فِي ذٰلِكَ تَزْهِيدًا لِأَهْلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ وَتَدْرِيبًا لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ۔

زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں اور ان کاموں میں تمھارا ساتھ دینے سے انکار کر سکتے ہوں جو خدا اپنے بندوں کے لئے ناپسند فرما چکا ہے۔

اہل تقویٰ وصدق کو اپنا مصاحب بنانا۔ انھیں ایسی تربیت دینا کہ تمھاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں۔ کیونکہ تعریف کی بھرمار سے آدمی میں غرور پیدا ہوتا ہے۔

اور تمھارے سامنے نیکوکار اور خطاکار برابر نہ ہوں۔ ایسا کرنے سے نیکوں کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطاکار اور بھی شوخ ہو جائیں گے ہر آدمی کو وہ جگہ دینا جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہے۔

وَأَلْزِمْ كُلًّا مِنْهُمْ مَا أَلْزَمَ نَفْسَهُ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يَدْعُو إِلَى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ وَتَخْفِيفِهِ الْمُؤَنَ عَلَيْهِمْ وَتَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلٰى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ

اور تمھیں جاننا چاہیئے کہ رعایا میں اپنے حاکم کے ساتھ حسن ظن اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ حاکم رعایا پر رحم و کرم کی بارش کرتا رہے۔ اس کی تکلیفیں دور کرے اور کوئی ایسا مطالبہ نہ کرے جو اس کے بس سے باہر ہو۔ یہ اصول تمھارے لئے کافی ہے۔ اس سے رعایا کا حسن ظن تمھیں بہت سی مشکلوں سے بچا دے گا۔

فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَبًا طَوِيلًا وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ وَإِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ ـــ وَلَا تَنْقُضْ سُنَّةً صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَاجْتَمَعَتْ

خود تمھارے حسن ظن کے سب سے زیادہ مستحق وہ ہوں جو تمھارے امتحان میں سب سے اچھے اتریں اسی طرح تمھارے سوء ظن کے بھی سب سے زیادہ مستحق وہی ہوں جو آزمائش میں سب سے برے نکلیں۔

کبھی اچھے دستور کو نہ توڑنا، جو اس امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہیں اور جس سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے رعایا کی بھلائی کے دستور کو توڑو گے تو اچھے دستوروں کا ثواب اگلوں کے لئے باقی رہے گا اور عذاب تمھارے حصے میں آئے گا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِهَا الْأُلْفَةُ وَصَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ۔ وَلَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُونُ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا وَالْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا۔ وَأَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ وَمُنَاقَشَةَ الْحُكَمَاءِ فِي تَثْبِيتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ بِلَادِكَ وَإِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ وَلَا غِنَى بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ (۱) فَمِنْهَا جُنُودُ اللّٰهِ۔ وَمِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ (۳) وَمِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَمِنْهَا (۴) عُمَّالُ الْإِنْصَافِ وَالرِّفْقِ وَمِنْهَا (۵) أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَالْخَرَاجِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُسْلِمَةِ النَّاسِ۔ وَمِنْهَا (۶) التُّجَّارُ وَأَهْلُ (۷) الصِّنَاعَاتِ وَمِنْهَا (۸) الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَكُلٌّ قَدْ سَمَّى اللّٰهُ (لَهُ) سَهْمَهُ وَوَضَعَ عَلَى حَدِّهِ وَفَرِيضَتِهِ فِي كِتَابِهِ أَوْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظًا ــــ فَالْجُنُودُ بِإِذْنِ اللّٰهِ حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَزَيْنُ الْوُلَاةِ، وَعِزُّ الدِّينِ وَسُبُلُ الْأَمْنِ وَلَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَيَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ وَيَكُونُ

کہ بھلی راہ تم نے مٹا دی اس بارے میں اہل علم و عرفان سے مشورہ کرتے رہنا کہ تعمیر و اصلاح کے وسائل کیا ہیں اور انھیں کس طرح استحکام و دوام بخشا جائے۔

اور دیکھو، رعایا میں کئی طبقے ہوتے ہیں، یہ طبقے ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہیں اور آپس میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ ایک طبقہ وہ ہے جسے خدا کی فوج کہنا چاہیئے دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو عوام و خواص کا تحریری کام کرتے ہیں۔ پھر انصاف کرنے والے قاضی ہیں، امن و انتظام کے عمال ہیں۔ ذمی اور مسلم اہل جزیہ و اہل خراج ہیں پھر سوداگر اور اہل حرفہ ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کا نچلا طبقہ بھی ہے۔ خدا نے حق میں ہر طبقے کا حصہ مقرر کر کے اپنی کتاب میں یا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اسے ضروری ٹھہرا دیا ہے اور اس کی پابندی و بجا آوری ہمارے ذمے لازمی کر دی ہے۔

خدا کی فوج باذن اللہ رعایا کا قلعہ ہے حاکم کی زینت ہے۔ دین کی قوت ہے، امن کی ضمانت ہے۔ رعایا کا قیام فوج ہی سے ہے لیکن فوج کا قیام خراج سے ہے جو خدا اس کے لئے نکالتا ہے، خراج ہی سے سپاہی جہاد میں تقویت پاتے اور اپنی حالت درست کرتے ہیں۔

پھر ان دونوں طبقوں، فوجیوں اور اہل خراج کی بقا کے لئے تیسرا طبقہ ضروری ہے، یعنی قضاۃ، عمال، کُتّاب کا طبقہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ ـــــ ثُمَّ لَا تُوَامِرْ لِهٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَ الْعُمَّالِ وَالْكُتَّابِ لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ وَ يَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ۔ وَيُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ، وَعَوَامِّهَا۔

وَلَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعًا إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَذَوِي الصَّنَاعَاتِ فِيمَا يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ وَ يُقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ، وَيَكْفُونَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ، مَا لَا يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ۔

ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ الَّذِينَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَمَعُونَتُهُمْ ـــــ وَفِي اللّٰهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ، وَلِكُلٍّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ وَلَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلْزَمَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالِاهْتِمَامِ وَالِاسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ، وَتَوْطِينِ نَفْسِهِ عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ وَالصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ ـــــ فَوَلِّ مِنْ جُنُودِكَ أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ، وَلِإِمَامِكَ وَأَنْقَاهُمْ جَيْبًا۔ وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا مِمَّنْ يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ وَيَسْتَرِيحُ إِلَى الْعُذْرِ، وَيَرْأَفُ بِالضُّعَفَاءِ وَ يَنْبُو عَلَى الْأَقْوِيَاءِ وَمِمَّنْ لَا يُثِيرُهُ الْعُنْفُ وَلَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ۔ ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِي (الْمُرُوَّاتِ) وَالْأَحْسَابِ، وَأَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَالسَّوَابِقِ

کہ یہی لوگ ہر قسم کی مالی معاملات انجام دیتے ہیں اور ان چاروں طبقوں کی بقا کے لئے تاجر اور اہل حرفہ ضروری ہیں کہ بازار لگاتے اور سب کی ضرورتیں مہیا کرتے ہیں۔

آخر میں ادنیٰ طبقہ آتا ہے اور اس طبقے کی امداد و اعانت از بس ضروری ہے۔

خدا کے یہاں سب کی گنجائش ہے اور حاکم پر سب کا حق قائم ہے حاکم جتنی بھی بھلائی کر سکتا ہے، کرتا رہے۔ مگر اس بارے میں اپنے فرض سے وہ عہدہ برآ ہو نہیں سکتا، جب تک توفیق الٰہی کی دعا کے ساتھ عزم مصمم بھی نہ رکھے کہ حق ہی کا ساتھ دے گا، حق ہی پر ثابت قدم رہے گا، چاہے حق آسان ہو یا مشکل۔

دیکھو اپنی فوج کے معاملے میں ہشیاری سے کام لینا انہی لوگوں کو افسر بنانا جو تمھارے خیال میں اللہ کے رسولؐ کے اور تمھارے امام کے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ صاف دل ہوں، ہوشمند ہوں، جلد غصے میں نہ آجاتے ہوں، عذر معذرت قبول کر لیتے ہوں، کمزوروں پر ترس کھاتے ہوں۔ زبردستوں پر سخت ہوں، نہ سختی انھیں جوش میں لے آتی ہو نہ کمزوری انھیں بٹھا دیتی ہو۔

فوج کے لئے انہی کو منتخب کرنا جن کا حسب نسب اور خاندان اچھا ہے جن کا ماضی بے داغ ہے جو ہمت و شجاعت جود و سخا سے آراستہ ہیں۔ شرافت اور نیکی ایسے ہی لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الحسنة۔ ثم اهل النجدة والشجاعة والسخاء والسماحة، فانهم جماع من الكرم وشعب من العرف ـــــ ثم تفقد من امورهم ما يتفقد الوالدان من ولدهما ولا يتفاقمن في نفسك شئ قوّيتهم به۔ ولا تحقرن لطفا تعاهدتهم به، وان قل فانه داعية لهم الى بذل النصيحة لك وحسن الظن بك ولا تدع تفقد لطيف امورهم اتكالا على جسيمها، فان لليسير من لطفك موضعا ينتفعون به وللجسيم موقعا لا يستغنون عنه وليكن اثر رؤوس جندك عندك من واساهم في معونته وافضل عليهم من جدته، بما يسعهم ويسع من وراءهم من خلوف اهليهم، حتى يكون همتهم همّا واحدا في جهاد العدو، فان عطفك عليهم يعطف قلوبهم عليك وان افضل قرة عين الولاة استقامة العدل في البلاد وظهور مودة الرعية، وانه لا تظهر مودتهم الا بسلامة صدورهم ولا نصيحتهم الا بحيطتهم على ولاة امورهم وقلة استثقال دولهم، وترك استبطاء انقطاع مدتهم، فافسح في آمالهم وواصل في حسن الثناء عليهم وتعديد ما ابلى ذوو البلاء منهم فان كثرة الذكر لحسن افعالهم تهز الشجاع وتحرض الناكل ان شاء الله۔

ان فوجیوں کے معاملات کی ویسی ہی فکر کرنا جیسی فکر والدین کو اولاد کی ہوتی ہے۔ ان کی تقویت اور درستی حال کے لئے جو بھی بن پڑے کرتے رہنا اور جو کچھ کرنا اُسے بہت نہ سمجھنا۔ اپنے کم سے کم لطف و احسان کو بھی معمولی نہ سمجھنا کیونکہ اس سے ان کی خیر خواہی بڑھے گی اور حسن ظن میں اضافہ ہوگا ان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورتوں سے بھی بے پروائی اس بھروسے پر نہ کرنا کہ بڑی ضرورتوں کا خیال کر رہے ہو۔ کیونکہ تمھاری معمولی رعایت بھی ان کے لئے نعمت ہوگی اور بڑی ضرورتوں میں تو وہ سراسر تمھارے لطف و کرم کے ہمیشہ محتاج ہی رہیں گے۔

وہی فوجی سردار تمھارے سب سے زیادہ مقرب ہوں جو فوجیوں کی سب سے زیادہ مدد کرتے ہوں اپنے ہاتھ کی دولت سے سپاہیوں کو ان کی ضرورتوں اور بال بچوں کی فکروں سے آزاد کرتے ہیں تاکہ پوری فوج ایک دل ہو جائے اور اس کے سامنے بس ایک ہی خیال رہے ـــــ دشمن سے جنگ فوج کے سرداروں پر تمھاری توجہ، فوج کے دلوں کو تمھاری طرف متوجہ کر دے گی۔

حاکم کی آنکھ کی ٹھنڈک کس چیز میں ہونا چاہیئے۔ اس میں کہ خود انصاف قائم کرے اور رعایا اس سے اپنی محبت ظاہر کرتی رہے۔ رعایا کی محبت ظاہر نہیں ہوتی، جب تک اس کے دل سلیم نہ ہوں اور رعایا کی خیر خواہی صحیح نہیں ہوتی جب تک اسے حاکم سے سچی محبت نہ ہو اس کی حکومت کو بوجھ اور اس کے زوال میں دیر کو وبال نہ سمجھتی ہو۔

لہٰذا ضروری ہے کہ رعایا کی اُمیدوں کے لئے میدان کشادہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْهُ بَعْدَ إِقْرَارِكُمَا بِهِ۔

وَقَدْ زَعَمْتُمَا أَنِّي قَتَلْتُ عُثْمَانَ بِبَنِي وَبَيْنَكُمَا مَنْ تَخَلَّفَ عَنِّي وَعَنْكُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ يُلْزِمُ كُلَّ امْرِئٍ بِقَدْرِ مَا احْتَمَلَ فَارْجِعَا أَيُّهَا الشَّيْخَانِ عَنْ رَأْيِكُمَا فَإِنَّ الْآنَ أَعْظَمُ أَمْرِكُمَا الْعَارُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَجْتَمِعَ الْعَارُ وَالنَّارُ۔

وَالسَّلَامُ!

تم دعویٰ کرتے ہو کہ میں نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ تو آؤ ہم اپنے درمیان مدینہ کے ان لوگوں کو حکم بنا دیں جو مجھ سے بھی الگ ہیں۔ اور تم سے بھی الگ ہیں۔ اس کے بعد ہم میں سے ہر ایک کے حصّے میں وہی آئے گا، جو اس نے بویا ہے۔

اے سن رسیدہ بزرگو! اپنی روش سے باز آجاؤ اس وقت زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دنیا کی رسوائی پڑے گی، مگر یہ بھی تو سوچو، بعد میں دنیا کی رسوائی کے ساتھ دوزخ بھی جمع ہو جائے گی۔

والسّلام

جنگ صفین میں ان دونوں بزرگوں نے پیش قدمیاں کر کے مسلمانوں کو آپس میں لڑنے کے مواقع فراہم کیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۵۔ معاویہ کے نام ایک معرکہ آرا خط

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَقَدْ جَعَلَ الدُّنْیَا لِمَا بَعْدَھَا وَابْتَلٰی فِیْھَا اَھْلَھَا لِیَعْلَمَ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ وَلَسْنَا لِلدُّنْیَا خُلِقْنَا، وَلَا بِالسَّعْیِ فِیْھَا اُمِرْنَا وَاِنَّمَا وَضَعْنَا فِیْھَا لِنُبْتَلٰی بِھَا وَقَدِ ابْتَلَانِیْ اللّٰہُ بِکَ وَابْتَلَاکَ بِیْ فَجَعَلَ اَحَدَنَا حُجَّۃً عَلَی الْاٰخَرِ، فَعَدَوْتَ عَلَی الدُّنْیَا بِتَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ فَصَابَتْنِیْ بِمَا لَمْ تَجْنِ یَدِیْ وَلَا لِسَانِیْ وَعَصَبْتَہٗ اَنْتَ وَاَھْلُ الشَّامِ بِیْ وَاَلَّبَ عَالِمُکُمْ جَاھِلَکُمْ وَقَائِمُکُمْ قَاعِدَکُمْ فَاتَّقِ اللّٰہَ فِیْ نَفْسِکَ وَنَازِعِ الشَّیْطَانَ قِیَادَکَ وَاصْرِفْ اِلَی الْاٰخِرَۃِ وَجْھَکَ فَھِیَ طَرِیْقُنَا وَطَرِیْقُکَ وَاحْذَرْ اَنْ یُّصِیْبَکَ اللّٰہُ مِنْہُ بِعَاجِلٍ قَارِعَۃٍ تَمَسُّ الْاَصْلَ وَتَقْطَعُ الدَّابِرَ، فَاِنِّیْ اُوْلِیْ لَکَ بِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ غَیْرُہٗ فَاجِرَۃً لَئِنْ جَمَعَتْنِیْ وَاِیَّاکَ جَوَامِعُ الْاَقْدَارِ لَا اَزَالُ بِبَاحَتِکَ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بَیْنَنَا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے دنیا آخرت کے لئے بنائی ہے اور دنیا والوں کو آزمائش میں رکھ دیا ہے کہ ظاہر ہو جائے سب سے اچھے عمل والا کون ہے۔ ہم نہ دنیا کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ نہ دنیا کمانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، بلکہ ہم دنیا میں صرف اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ ہماری آزمائش کی جائے۔ اسی اصول پر خدا نے تجھے میری آزمائش بنا دیا ہے اور مجھے تمھاری آزمائش ٹھہرا دیا ہے۔ تم مجھ پر حجت قرار دیدیئے گئے ہو اور میں تم پر مگر تم قرآن کی تاویل کر کے دنیا کی طرف ڈر گئے اور مجھے ایسا کرنے لگے جس کا جرم نہ میرے ہاتھوں نے کیا نہ میری زبان اس سے آشنا ہوئی مگر تم نے اور تمھارے ساتھی شامیوں نے اُسے میرے سر تھوپ دیا۔ تمھارے عالم نے جاہل کو برانگیختہ کیا اور کھڑے لوگوں نے بیٹھے لوگوں کو ورغلایا۔

اے شخص! اپنے نفس کے معاملے میں خدا سے ڈر۔ اپنی تکیل شیطان کے ہاتھ سے چھیننے میں جھگڑا کر اور اپنا رُخ آخرت کی طرف پھیر دے کہ آخرت ہی ہم سب کی منزل ہے اور اس بات سے ڈر کہ خدا کی طرف سے کوئی ناگہانی آفت تجھ پر ٹوٹ پڑے اور تیرا تسمہ بھی باقی نہ رہے[1]

معاویہ! میں تجھ سے ایسی قسم کھاتا ہوں جو ٹوٹنے والی نہیں کہ اگر جوامع تقدیر نے مجھے اور تجھے جمع کر دیا تو اس وقت تک تیرے آنگن سے نہیں ہٹوں گا۔ جب تک خدا ہم دونوں میں فیصلہ کر دے اور خدا ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

---

[1] امیرالمومنین کا یہ اندازہ حرف بحرف پورا ہوا اور معاویہ کے بعد چند ہی سال میں حکومت بھی خاندان سے نکل گئی اور خود خاندان بھی پردۂ گمنامی میں چھپ گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۶۔ شریح بن ہانی کو وصیّت

جب مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا گیا!

اِتَّقِ اللّٰہَ فِی کُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ وَخَفْ عَلٰی نَفْسِکَ الدُّنْیَا الْغَرُوْرَ۔ وَلَا تَمْنَھَا عَلٰی حَالٍ وَاعْلَمْ اَنَّکَ اِنْ لَمْ تَرْدَعْ نَفْسَکَ عَنْ کَثِیْرٍ مِمَّا تُحِبُّ مَخَافَۃَ مَکْرُوْہٍ سَمَتْ بِکَ الْاَھْوَاءُ اِلٰی کَثِیْرٍ مِنَ الضَّرَرِ فَکُنْ لِنَفْسِکَ مَانِعًا رَادِعًا وَلِنَزَوَاتِکَ عِنْدَ الْحَفِیْظَۃِ وَاقِعًا قَامِعًا۔

خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ دنیا کے غرور کا اپنے نفس کے لئے اندیشہ رکھنا۔ دنیا پر کبھی بھروسہ نہ کرنا یاد رکھو، بُرے انجام کے خوف سے نفس کو اس کی محبوبات سے نہ روکو گے تو خواہشیں تمھیں بڑے بڑے نقصانوں کے حوالے کردیں گی۔ لہٰذا نفس کو ہمیشہ روکنا اور غصّے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھنا۔

۵۷۔ مدینہ سے بصرہ جاتے ہوئے اہل کوفہ کے نام

عجیب خط

اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ عِنْدَ مَسِیْرِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَی الْبَصْرَۃِ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ خَرَجْتُ مِنْ حَیِّیْ ھٰذَا اِمَّا ظَالِمًا وَاِمَّا مَظْلُوْمًا وَاِمَّا بَاغِیًا وَاِمَّا مَبْغِیًّا عَلَیْہِ وَاِنِّیْ اُذَکِّرُ مَنْ بَلَغَہٗ کِتَابِیْ ھٰذَا مَا نَفَرَ اِلَیَّ فَاِنْ کُنْتُ مُحْسِنًا اَعَانَنِیْ وَاِنْ کُنْتُ مُسِیْئًا اسْتَعْتَبَنِیْ۔

میں اپنے اس مقام سے جارہا ہوں، اور اس حال میں ہوں کہ ظالم ہوں یا مظلوم، سرکش ہوں یا خود مجھ پر سرکشی کی گئی ہے۔ میں خدا کے نام پر ان سب لوگوں سے کہتا ہوں، جن کے پاس میرا خط پہنچے کہ جو جوق جوق چلے آئیں اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں اگر میں حق پر استوار نکلوں تو میرا ساتھ دیں۔

باطل پر دکھائی دوں تو مجھے سیدھی راہ پر کھڑا کردیں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۸۔ جنگ صفین کے بیان میں مختلف علاقوں کے نام

عام خط

وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ، وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا:۔ اَلْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ، فَقُلْنَا: تَعَالَوْا نُدَاوِي مَا لَا يُدْرَكُ الْيَوْمَ بِإِطْفَاءِ النَّائِرَةِ وَتَسْكِينِ الْعَامَّةِ حَتَّى يَشْتَدَّ الْأَمْرُ وَيَسْتَجْمِعَ فَنَقْوَى عَلَى وَضْعِ الْحَقِّ مَوَاضِعَهُ فَقَالُوا بَلْ نُدَاوِيهِ بِالْمُكَابَرَةِ فَأَبَوْا حَتَّى جَنَحَتِ الْحَرْبُ وَرَكَدَتْ وَوَقَدَتْ نِيرَانُهَا وَحَمِسَتْ فَلَمَّا ضَرَّسَتْنَا وَإِيَّاهُمْ وَوَضَعَتْ مَخَالِبَهَا فِينَا وَفِيهِمْ أَجَابُوا عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى الَّذِي دَعَوْنَاهُمْ إِلَيْهِ فَأَجَبْنَاهُمْ إِلَى مَا دَعَوْنَا وَسَارَعْنَاهُمْ إِلَى مَا طَلَبُوا حَتَّى اسْتَبَانَتْ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةُ وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمُ الْمَعْذِرَةُ فَمَنْ ثَمَّ عَلَى ذَلِكَ مِنْهُمْ فَهُوَ الَّذِي أَنْقَذَهُ

معاملہ اس طرح شروع ہوا کہ ہم اور شامی مقابلے پر نکلے ظاہر میں ہم سب کا پروردگار ایک تھا۔ ہمارا نبی ایک تھا، ہماری دعوتِ اسلام ایک تھی۔ نہ ہم ان سے ایمان باللہ اور تصدیق رسل میں کسی اضافے کا مطالبہ کرتے تھے، نہ وہ ہم سے کرتے تھے۔ ہم سب ایک تھے، اختلاف تھا تو صرف عثمان کے خون میں اختلاف تھا حالانکہ ان سے ہم بالکل بری الذمہ تھے اور ہیں، ہم نے ان سے کہا جس روگ کی آج دوا نہیں ہو سکتی، آؤ اس کا علاج اس طرح کریں کہ فتنے کو ختم اور عوام کو ٹھنڈا کر دیا جائے اور جب حکومت استوار و مستحکم ہو جائے تو حق اس کی جگہ رکھیں لیکن ان لوگوں نے جواب دیا ہم تو سرکشی سے دوا کریں گے۔ جب وہ کسی طرح نہ مانے تو جنگ کی چنگاریاں سلگنے لگیں اور دیکھتے دیکھتے شعلے بھڑک اٹھے۔ پھر لڑائی نے ہمیں اور انھیں اپنے دانتوں سے کاٹا اور اپنے چنگل ہم پر اور ان پر گاڑ دیے۔

اس پر انھوں نے وہ بات مان لی جس کی طرف ہم شروع سے بلا رہے تھے۔ ہم نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ ان کی خواہش پوری کرنے میں دیر نہیں کی تاکہ حجت اور بھی روشن ہو جائے، اور انھیں اپنی گمراہی کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔ اب ان میں سے جو لوگ اپنے عہد میں پورے اتریں گے خدا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللّٰہُ مِنَ الْهَلَكَةِ وَمَنْ لَجَّ وَتَمَادَى فَهُوَ الرَّاكِسُ الَّذِي مَانَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهِ وَصَارَتْ دَائِرَةُ السَّوْءِ عَلَيْهِ

انھیں ہلاکت سے بچائے گا اور جو لوگ ضلالت میں دھنستے چلے جائیں گے وہ عہد شکن قرار پائیں گے۔ خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈال دے گا اور انھیں بدترین انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

۵۹۔ اسود بن قطبہ حاکم حلوان[1] کے نام

اِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ قُطْبَةَ صَاحِبِ (جُنْدِ) حُلْوَانَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ الْوَالِيَ إِذَا اخْتَلَفَ هَوَاهُ مَنَعَهُ ذٰلِكَ كَثِيرًا مِنَ الْعَدْلِ فَلْيَكُنْ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً، فَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الْجَوْرِ عِوَضٌ مِنَ الْعَدْلِ۔ فَاجْتَنِبْ مَا تُنْكِرُ أَمْثَالَهُ، وَابْتَذِلْ نَفْسَكَ فِيمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَاجِيًا ثَوَابَهُ، وَمُتَخَوِّفًا عِقَابَهُ۔

وَاعْلَمْ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلِيَّةٍ لَمْ يَفْرُغْ صَاحِبُهَا فِيهَا قَطُّ سَاعَةً إِلَّا كَانَتْ فَرْغَتُهُ عَلَيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَّهُ لَنْ يُغْنِيَكَ عَنِ الْحَقِّ شَيْءٌ أَبَدًا وَمِنَ الْحَقِّ عَلَيْكَ حِفْظُ نَفْسِكَ وَالْاِحْتِسَابُ عَلَى الرَّعِيَّةِ بِجُهْدِكَ فَإِنَّ الَّذِي يَصِلُ إِلَيْكَ مِنْ ذٰلِكَ أَفْضَلُ مِمَّا يَصِلُ إِلَى الرَّعِيَّةِ مِنْكَ وَالسَّلَامُ

اگر حاکم اپنی خواہشوں پر چلنے لگے تو بہت سا انصاف اس سے رہ جائے گا۔ تمھیں ایسا ہونا چاہیئے کہ حق میں سب لوگ تمھارے سامنے برابر رہیں۔ ناانصافی میں انصاف کا کوئی عوض نہیں ہو سکتا۔ تم ان سب باتوں سے پرہیز کرو جو تمھیں دوسروں میں بری معلوم ہوں اور خدا نے جو کچھ تم پر فرض کر دیا ہے حتی المقدور اُسے انجام دیتے رہو۔ ثواب کی امید رکھو۔ عذاب سے ڈرتے رہو۔

یاد رکھو، دنیا آزمائش کی جگہ ہے۔ ایک گھڑی کے لئے بھی دنیا کے نہ ہو جانا۔ قیامت کے دن اس گھڑی کو اپنے لئے حسرت کی نہ بنا لینا۔ کوئی چیز بھی تمھیں حق سے بے نیاز نہیں کر سکتی اور یہ حق تم پر واجب ہے کہ اپنی حفاظت کرو۔ حتی الوسع رعایا پر احتساب رکھو۔ یقین کرو اس سے رعایا کو جتنا نفع پہنچے گا۔ اس سے کہیں زیادہ تمھیں فائدہ پہنچے گا۔

والسلام

---

[1] ایران کا ایک علاقہ ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۰۔ عمّالِ حکومت کے نام فرمان

غلام پر چڑھائی کرتے وقت امیرالمومنین نے یہ فرمان تحریر فرمایا:۔

اِلَی الْعُمَّالِ الَّذِیْنَ یَطَأُ الْجَیْشُ عَمَلَهُمْ۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مَنْ مَرَّ بِهِ الْجَیْشُ مِنْ جُبَاةِ الْخَرَاجِ وَعُمَّالِ الْبِلَادِ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّیْ قَدْ سَیَّرْتُ جُنُوْدًا هِیَ مَارَّةٌ بِكُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ وَاَوْصَیْتُهُمْ بِمَا یَجِبُ لِلّٰهِ عَلَیْهِمْ مِنْ كَفِّ الْاَذٰی وَصَرْفِ الشَّذٰی، وَاَنَا اَبْرَءُ اِلَیْكُمْ وَاِلٰی ذِمَّتِكُمْ مِنْ مَعَرَّةِ الْجَیْشِ اِلَّا مِنْ جَوْعَةِ الْمُضْطَرِّ لَا یَجِدُ عَنْهَا مَذْهَبًا اِلٰی شَبِیْعِهٖ فَنَكِّلُوْا مَنْ تَنَاوَلَ مِنْهُمْ شَیْئًا ظُلْمًا عَنْ ظُلْمِهِمْ۔ وَكُفُّوْا اَیْدِیَ سُفَهَائِكُمْ عَنْ مُضَارَّتِهِمْ وَالتَّعَرُّضِ لَهُمْ فِیْمَا اسْتَثْنَیْنَاهُ مِنْهُمْ وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِ الْجَیْشِ۔ فَارْفَعُوْا اِلَیَّ مَظَالِمَكُمْ وَمَا عَرَاكُمْ مِمَّا یَغْلِبُكُمْ مِنْ اَمْرِهِمْ، وَمَا لَا تُطِیْقُوْنَ دَفْعَهٗ اِلَّا بِاللّٰهِ وَبِیْ، فَاَنَا اُغَیِّرُهٗ بِمَعُوْنَةِ اللّٰهِ، اِنْشَاءَ اللّٰهِ

اللہ کے بندے علیؑ امیرالمومنین کی طرف سے اِن تحصیلداروں کے نام جن کے علاقے سے فوج گزرے گی۔

امّابعد! میں نے فوجیں روانہ کی ہیں۔ یہ فوجیں انشاءاللہ تمہارے علاقوں سے گزریں گی۔ میں نے فوجیوں کو پوری تاکید کردی ہے۔ اور بتایا ہے کہ خدا انھیں انسانوں کو اذیت دینے اور شرارت کرنے سے منع فرما چکا ہے اور تم بھی سُن لو کہ میں تمہارے اور ذمیوں کے معاملہ میں فوج کی زیادتیوں سے بری الذمہ ہوں۔ لیکن ہاں سپاہی بھوک سے مر رہے ہوں اور پیٹ بھرنے کی کوئی سبیل نہ ہو تو اور بات ہے ورنہ وہ زیادتی کریں تو انھیں سخت سزا دو۔ بدی کا انھیں پورہ مزا چکھاؤ لیکن اپنے گنڈوں[1] کے ہاتھ بھی فوج کے ستانے اور حیران کرنے سے روکنا۔ میں تو فوج کے پیچھے موجود ہی ہوں۔ فوج کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی یا ایسی بات ہو جو تمھیں بے بس کر دے تو مجھے خبر کرنا۔ میں خدا کی مدد سے سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ (انشاءاللہ)

---

[1] اُردو زبان میں نہ جانے کیوں بعض لوگ گنڈے کو "غنڈہ" لکھتے ہیں۔؟

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۱۔ کمیل بن زیاد نخعی کے نام

امیرالمومنین علیہ السّلام کے وفادار اور "ہیت" کے گورنر تھے۔ مگر کمزور آدمی تھے۔ شامی ٹولیاں چھاپے مار جایا کرتی تھیں اور یہ اپنے علاقے کی حفاظت سے غافل رہتے تھے۔ بعد میں دشمن کے علاقے پر چھاپے مار کے سمجھ لیا کرتے تھے کہ بدلہ لے لیا۔

امیرالمومنین نے اسی ستم ظریفی کی طرف متوجہ کیا ہے۔

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ تَضْيِيعَ الْمَرْءِ مَا وُلِّيَ وَتَكَلُّفَهُ مَا كُفِيَ لَعَجْزٌ حَاضِرٌ، وَرَأْيٌ مُنْتَشِرٌ وَإِنَّ تَعَاطِيَكَ الْغَارَةَ عَلَى أَهْلِ قُرَقِيسِيَا وَتَعْطِيلَكَ مَسَالِحَكَ الَّتِي وَلَّيْتَكَ لَيْسَ بِهَا مَنْ يَمْنَعُهَا وَلَا يَرُدُّ الْجَيْشَ عَنْهَا لَرَأْيُ شَعَاعٌ فَقَدْ صِرْتَ جِسْرًا لِمَنْ أَرَادَ الْغَارَةَ مِنْ أَعْدَائِكَ عَلَى أَوْلِيَائِكَ غَيْرَ شَدِيدِ الْمَنْكِبِ وَلَا مَهِيبِ الْجَانِبِ وَلَا سَادٍّ ثُغْرَةً وَلَا كَاسِرٍ لِعَدُوٍّ شَوْكَةً وَلَا مُغْنٍ عَنْ أَهْلِ مِصْرِهِ وَلَا مُجْزٍ عَنْ أَمِيرِهِ۔

وَالسَّلَامُ۔

آدمی کا اپنے منصب کو ضائع کر دینا اور خود ایسے کام میں پڑ جانا جس سے دوسرے اُسے سبک دوش کر سکتے ہیں۔ کھلی نالائقی اور بدترین تدبیر ہے۔ تمھارا قرقیسیا پر غارت گری ہوئے دنیا اور فوجی چوکیوں کو جن کی حفاظت کے تم ذمہ دار ہو اس طرح خالی چھوڑنا کہ کوئی بھی مدافعت کرنیوالا اور حملہ آور کو روکنے والا نہیں۔ یقیناً بہت بری پالیسی ہے۔ اس طرح تو تم دشمن کے حملوں کے لئے پُل بن گئے ہو۔ ایسا پُل جس میں ذرا مضبوطی نہیں تمھارا رعب اٹھ چکا ہے۔ تم کوئی خلا بھی پُر کرنے والے نہیں کسی طاقت کو توڑنے کا تم میں زور نہیں۔ خود اپنے علاقے کے بھی کام آنے والے تم ثابت نہیں ہوئے اور اپنے سردار کے احکام کی بھی تم سے تعمیل نہ ہو سکی۔

والسّلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۲۔ مالک اشتر کے ہاتھ اہلِ مصر کو خط

جب انھیں گورنر بنا کر بھیجا تھا!

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَذِیْرًا لِّلْعَالَمِیْنَ وَ مُھَیْمِنًا عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ فَلَمَّا مَضٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ تَنَازَعَ الْمُسْلِمُوْنَ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِہٖ فَوَاللّٰہِ مَا کَانَ یُلْقٰی فِیْ رَوْعِیْ وَلَا یَخْطُرُ بِبَالِیْ اَنَّ الْعَرَبَ تُزْعِجُ ھٰذَا الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَلَا اَنَّھُمْ مُنَحُّوْہُ عَنِّیْ مِنْ بَعْدِہٖ فَمَا رَاعَنِیْ اِلَّا انْثِیَالُ النَّاسِ عَلٰی فُلَانٍ یُبَایِعُوْنَہٗ فَاَمْسَکْتُ یَدِیْ، حَتّٰی رَاَیْتُ رَاجِعَۃَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْاِسْلَامِ یَدْعُوْنَ اِلٰی مَحْقِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَخَشِیْتُ اِنْ لَّمْ اَنْصُرِ الْاِسْلَامَ وَاَھْلَہٗ اَنْ اَرٰی فِیْہِ ثَلْمًا اَوْ ھَدْمًا تَکُوْنُ الْمُصِیْبَۃُ بِہٖ عَلَیَّ اَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وَلَایَتِکُمُ الَّتِیْ اِنَّمَا ھِیَ مَتَاعُ اَیَّامٍ قَلَائِلَ یَزُوْلُ مِنْھَا مَا کَانَ کَمَا یَزُوْلُ السَّرَابُ اَوْ کَمَا یَتَقَشَّعُ السَّحَابُ فَنَھَضْتُ فِیْ تِلْکَ الْاَحْدَاثِ حَتّٰی زَاحَ الْبَاطِلُ وَزَھَقَ وَاطْمَاَنَّ الدِّیْنُ وَتَنَھْنَہَ

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام دنیا کے لئے نذیر اور تمام انبیاء کا شاہد بنا کے بھیجا۔ پھر جب رسول گزر گئے تو مسلمانوں میں حکومت پر اختلاف ہوا۔ بخدا میرے تصور میں نہ تھا کہ عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس معاملے کو اہل بیت سے دور کر دیں گے۔ بلکہ مجھے یقین تھا کہ معاملہ میرے ہاتھ ہی رکھیں گے۔ مگر دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ فلاں (ابوبکر) کی بیعت پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ اس پر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ یہاں تک کہ لوٹنے والے اسلام سے لوٹ گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو مٹا دینے کی دعوت دینے لگے۔ تب میں ڈرا کہ اسلام اور اہل اسلام کی تائید و نصرت پر کھڑا نہ ہوں گا اور اسلام میں شگاف پڑ جائے گا تو تمھاری حکومت کے فوت ہو جانے سے کہیں بڑی مصیبت مجھ پر آ پڑے گی۔ تمھاری یہ حکومت ہے بھی کیا؟ متاع چند روزہ اسی طرح زائل ہو جائے گی جس طرح سراب زائل ہو جاتا ہے یا بدلی چھٹ جاتی ہے۔ ان واقعات کو دیکھ کر میں اٹھ کر ہوا۔ یہاں تک کہ باطل مٹ گیا اور دین کو اطمینان و تسلی ہو گئی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْهَا ـــــ اسی میں سے

إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ لَقِيتُهُمْ وَاحِدًا وَهُمْ طِلَاعُ
الْأَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالَيْتُ وَلَا اسْتَوْحَشْتُ وَإِنِّي
مِنْ ضَلَالَتِهِمُ الَّذِي هُمْ فِيهِ وَالْهُدَى الَّذِي
أَنَا عَلَيْهِ لَعَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ نَفْسِي وَيَقِينٍ مِنْ
رَبِّي، وَإِنِّي إِلَى لِقَاءِ اللّٰهِ لَمُشْتَاقٌ وَلِحُسْنِ ثَوَابِهِ لَمُنْتَظِرٌ
رَاجٍ وَلٰكِنَّنِي أَسَى أَنْ يَلِيَ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سُفَهَاؤُهَا وَفُجَّارُهَا
فَيَتَّخِذُوا مَالَ اللّٰهِ دُوَلًا وَعِبَادَهُ خَوَلًا، وَالصَّالِحِينَ
حَرْبًا، وَالْفَاسِقِينَ حِزْبًا، فَإِنَّ مِنْهُمُ الَّذِي قَدْ
شَرِبَ فِيكُمُ الْحَرَامَ، وَجُلِدَ حَدًّا فِي الْإِسْلَامِ وَإِنَّ
مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُسْلِمْ حَتّٰى رُضِخَتْ لَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ الرَّضَائِخُ
فَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا اكْتَرَثْتُ بِالْيَتِكُمْ وَتَأْنِيبِكُمْ، وَجَمْعِكُمْ
وَتَحْرِيضِكُمْ وَلَتَرَكْتُكُمْ إِذْ أَبَيْتُمْ وَنَدِيتُمْ، أَلَا تَرَوْنَ
إِلَى أَطْرَافِكُمْ قَدِ انْتُقِصَتْ، وَإِلَى أَمْصَارِكُمْ قَدِ افْتُتِحَتْ
وَإِلَى مَمَالِيكِكُمْ تُزْوَى، وَإِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى، انْفِرُوا رَحِمَكُمُ
اللّٰهُ إِلَى قِتَالِ عَدُوِّكُمْ، وَلَا تَثَّاقَلُوا إِلَى الْأَرْضِ
فَتُقِرُّوا بِالْخَسْفِ، وَتَبُوءُوا بِالذُّلِّ، وَيَكُونَ

بخدا میں اکیلا بھی رہ جاؤں اور یہ باطل پرست ساری
زمین پر چھا جائیں تو بھی مجھے نہ پروا ہوگی نہ وحشت ہی ستائے
گی جس گمراہی میں یہ لوگ ہیں اور جس ہدایت پر میں ہوں اس میں
مجھے اپنے ضمیر کی پوری بصیرت اور اپنے پروردگار کی طرف
سے پورا یقین حاصل ہے میں تو لقاءِ الٰہی کا امیدوار حسن ثواب
کا منتظر ہوں۔ لیکن غم یہ ہے کہ بدنفس اور فاجر لوگ کہیں
تمہارے حاکم نہ بن جائیں۔ بن گئے تو اللہ کا مال ہتیالیں گے
اللہ کے بندوں کو غلام بنا ڈالیں گے نیکوں کو
اپنا دشمن سمجھیں گے اور فاسقوں کو دوست خیال کریں گے
ان لوگوں میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے تمہارے روبرو۔
شرابیں[1] پیں۔ اور اسلامی طریقے پر انھیں کوڑے لگائے گئے
ان میں ایسے بھی ہیں، کہ اسلام نہیں لائے جب تک اسلام
کی قیمت انھیں ادا نہ کر دی گئی[2]

یہ سب خرابیاں نہ ہوتیں تو میں اس طرح تمھیں نہ جوش
دلاتا۔ نہ زجر و توبیخ کرتا، نہ جمع کرتا، نہ اُبھارتا، بلکہ تمھیں
تمہارے حال پر چھوڑ دیتا۔ کیونکہ تم میری پکار سننے سے انکار

---

[1] ولید بن عقبہ ماں کی طرف سے حضرت عثمانؓ کا سوتیلا بھائی تھا اور کوفے کا گورنر۔ ایک دن نشے میں امامت کی اور فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھائی۔ سلام کے بعد کہنے لگا "کہو تو اور زیادہ کر دوں"۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے جواب دیا "آج تو ہم تمہاری طرف سے زیادہ ہی زیادہ دیکھ رہے ہیں"۔ نماز پڑھاتے ہوئے محراب میں قے بھی کی اور تلاوت کی جگہ یہ شعر ترنم سے پڑھتا رہا۔ عَلِقَ الْقَلْبُ الرَّبَابَا ۔ بَعْدَ مَا شَابَ وَشَابَا۔
(دل رباب کے عشق میں گرفتار ہو گیا حالانکہ رباب بھی بوڑھی ہو چکی ہے اور دل بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔) [2] یہ مولفۃ القلوب تھے (بقیہ صفحہ ۸۵۴ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نَصِيبُكُمُ الْأَخَسَّ، وَإِنَّ أَخَا الْحَرْبِ الْأَرِقُ، وَمَنْ نَامَ لَمْ يُنَمْ عَنْهُ. وَالسَّلَامُ۔

کرتے ہو اور تمھاری ہمتیں کمزور پڑ گئی ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمھارے اطراف کم ہوتے چلے جاتے ہیں، شہروں پر شہر دشمن چھینتا چلا جا رہا ہے۔ تمھارے ممالک کم ہو گئے ہیں، اور تم پر چڑھائیاں جاری ہیں۔

جب حالت یہ ہے تو خدا کی رحمت ہو تم پر اپنے دشمن سے لڑنے پر کھڑے ہو جاؤ۔ سستی نہ کرو۔ کرو گے تو ذلت و خواری کا شکار بن جاؤ گے اور کہیں کے نہ رہو گے۔ لڑنے والا جاگتا رہتا ہے سوتا نہیں اور اگر سو جاتا ہے تو لوگ اسے سونے نہیں دیتے (ٹوٹ پڑتے ہیں) اور اُسے اپنی غفلت کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

والسّلام

(بقیہ حاشیہ ۱۸ یعنی روپیہ پیسہ دیکر اسلام سے مانوس کیا جاتا تھا۔ ان میں معاویہ کا خاندان پیش پیش تھا۔ خود معاویہ کا بھائی یزید اور خود ابوسفیان وغیرہ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۳۔ گورنر کوفہ، ابوموسیٰ اشعری کے نام

ابوموسیٰ کوفے کے گورنر تھے۔ مگر جنگ جمل کے موقعہ پر جب امیرؑ المومنین نے فوجی کمک طلب کی تو انھوں نے وہاں کے باشندوں کو بھرتی ہونے سے منع کیا اس پر امیر المومنینؑ نے یہ خط لکھا۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ (عَلِيٍّ) اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

خدا کے بندے علی امیرؑ المومنین کا خط عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) کے نام۔

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكَ قَوْلٌ هُوَ لَكَ وَعَلَيْكَ، فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلِيْ عَلَيْكَ فَارْفَعْ ذَيْلَكَ وَاشْدُدْ مِئْزَرَكَ وَاخْرُجْ مِنْ جُحْرِكَ، وَانْدُبْ مَنْ مَعَكَ فَاِنْ حَقَّقْتَ فَانْفُذْ وَاِنْ تَفَشَّلْتَ فَابْعُدْ وَايْمُ اللّٰهِ لَتُؤْتَيَنَّ (من) حَيْثُ اَنْتَ وَلَا تُتْرَكُ حَتّٰى يُخْلَطَ زُبْدُكَ بِخَاثِرِكَ وَذَائِبُكَ بِجَامِدِكَ وَحَتّٰى تَعْجَلَ عَنْ قِعْدَتِكَ وَتَحْذَرَ مِنْ اَمَامِكَ كَحَذَرِكَ مِنْ خَلْفِكَ وَمَا هِيَ بِالْهُوَيْنَا الَّتِيْ تَرْجُوْهُ، وَلٰكِنَّهَا الدَّاهِيَةُ الْكُبْرٰى يُرْكَبُ جَمَلُهَا وَيُذَلُّ صَعْبُهَا وَيُسَهَّلُ جَبَلُهَا فَاعْقِلْ عَقْلَكَ وَامْلِكْ اَمْرَكَ، وَخُذْ نَصِيْبَكَ وَحَظَّكَ، فَاِنْ كَرِهْتَ فَتَنَحَّ اِلٰى غَيْرِ رُحْبٍ وَلَا فِيْ نَجَاةٍ فَبِالْحَرِيِّ لَتُكْفَيَنَّ وَاَنْتَ نَائِمٌ حَتّٰى لَا يُقَالَ: اَيْنَ فُلَانٌ؟ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَحَقٌّ مَعَ مُحِقٍّ، وَمَا اُبَالِيْ مَا صَنَعَ الْمُلْحِدُوْنَ وَالسَّلَامُ!

اما بعد، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی بات کہہ رہے ہو جو تمھارے موافق بھی پڑ سکتی ہے اور مخالف بھی۔ میرے قاصد کے پہنچتے ہی آستینیں چڑھا لو۔ کمر کس لو۔ اپنے بل سے باہر نکل آؤ اور لوگوں کو جنگ کے لئے جمع کرو اگر تمھیں یقین حاصل ہے تو یہ پس و پیش کیا؟ یہ حیص بیص کیوں؟ اپنے یقین پر چل پڑو، لیکن اگر بزدلی کا شکار بن چکے ہو تو دور ہو جاؤ۔ قسم خدا کی تم پکڑے جاؤ گے، کہیں بھی ہو اور ہرگز نہ چھوڑے جاؤ گے۔ یہاں تک کہ تمھارے ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے۔ تمھارا یہ چین سے بیٹھنا ختم ہو جائے گا اور تم اپنے آگے سے بھی اسی طرح ڈرنے لگو گے جس طرح اپنے پیچھے سے ڈر رہے ہو یہ تر لقمہ نہیں ہے جس کا تم خواب دیکھ رہے ہو۔ یہ مصیبت عظمیٰ ہے مگر اس مصیبت کے سرکش اونٹ پر بیٹھا جائے گا۔ اس کے سخت کو نرم کیا جائیگا۔ اسکے سنگلاخ کو ہموار کر دیا جائیگا۔ لہٰذا اپنی عقل بھٹکنے نہ دو اپنا معاملہ قابو میں رکھو اور اپنا حصہ حاصل کرو لیکن اگر یہ پسند نہیں تو ادھر کو ہٹ جاؤ جہاں نہ خوش آمدید ہے نہ بچاؤ ہے۔ ایسی حالت میں یقیناً تمھاری ضرورت بھی نہ رہیگی تم پڑے سوتے رہو گے اور کوئی پوچھیگا بھی نہیں کہ کہاں ہو تم! بخدا یہ حق ہے حق والے کیلئے اور ہمیں ذرا پروا نہیں کہ مفسد کیا کرتے ہیں۔ والسلام

ن ولا یبالی۔ ن طہران۔ م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۴۔ معاویہ کے خط کا جواب

معاویہ نے اپنے خط میں تہمت لگائی کہ قبیلۂ عبد مناف میں بڑا اتحاد تھا، مگر امیر المومنینؑ نے حضرت عثمان کی دشمنی میں اس اتحاد کو اختلاف سے بدل دیا۔ یہ الزام بھی لگایا کہ امیر المومنین نے طلحہ اور زبیر جیسے بڑے صحابیوں کو قتل کیا۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ کو دربدر پھرایا۔ یہ بھی لکھا کہ امیر المومنینؑ کا مدینہ کی جگہ کوفہ کو اپنا مرکز بنانا اس نبوی ارشاد کے مطابق ہے کہ مدینہ اپنے زنگ کو نکال پھینکتا ہے اور یہ کہ امیر المومنین نے جوار نبوی اور مدینۃ الرسولؐ پر کفار کے شہروں کو ترجیح دی۔ یہ بہتان بھی تراشا کہ امیر المومنین، ابوبکر، اور عمر کی بھی مخالفت میں لگے رہتے تھے، آخر میں دھمکی دی کہ قاتلان عثمان کو میرے حوالے کردو ورنہ برباد کن جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنی یہ دھمکی اس آیت پر ختم کی۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ [1]

اس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّا كُنَّا نَحْنُ وَاَنْتُمْ عَلٰى مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْاُلْفَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَفَرَّقَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَمْسِ، اَنَّا اٰمَنَّا وَكَفَرْتُمْ، وَالْيَوْمَ اَنَّا اسْتَقَمْنَا وَفُتِنْتُمْ، وَمَا اَسْلَمَ مُسْلِمُكُمْ اِلَّا كُرْهًا، وَبَعْدَ اَنْ كَانَ اَنْفُ الْاِسْلَامِ كُلُّهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَرْبًا۔

ہم تم واقعی ویسے ہی تھے جیسا تم نے لکھا ہے۔ ہم میں ایکا تھا ہم ایک ہی برادری تھے لیکن گذشتہ کل ہمیں اور تمھیں الگ کر چکا ہے۔ ہم ایمان لائے تھے مگر تم نے کفر اختیار کیا تھا۔ آج بھی ہم حق پر استوار ہیں اور تم فتنے کی راہ پر دوڑے چلے جا رہے ہو۔ تمھارے خاندان میں جو لوگ اسلام لائے تھے ڈر ہی سے اسلام لائے تھے اور اس وقت لائے تھے جب پورا عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹھی میں آچکا تھا۔

وَذَكَرْتَ اَنِّيْ قَتَلْتُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ،

تم نے لکھا ہے کہ میں نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو قتل کیا۔ عائشہ

---

[1] خدا نے اس آبادی کی مثال دی ہے، جو امن و اطمینان سے تھی۔ اس کا رزق بے کھٹکے ہر جگہ سے چلا آتا تھا۔ مگر اس نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے بداعمالیوں کی سزا یہ دی کہ اُسے فقر و خوف میں مبتلا کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَشَرَّدْتُ بِعَائِشَةَ، وَنَزَلْتُ بَيْنَ الْمِصْرَيْنِ،
وَذَلِكَ أَمْرٌ غِبْتَ عَنْهُ، فَلَا عَلَيْكَ، وَلَا
الْعُذْرُ فِيهِ إِلَيْكَ.

وَذَكَرْتَ: أَنَّكَ زَائِرِي فِي الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ، وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ يَوْمَ أُسِرَ
أَخُوكَ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ عَجَلٌ فَاسْتَرْفِهْ فَإِنِّي
أَنْ أَرَدْتَ ذَلِكَ جَدِيرٌ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ
إِنَّمَا بَعَثَنِي رَائِدًا إِلَيْكَ، لِلنِّقْمَةِ مِنْكَ وَإِنْ
تَزُرْنِي فَلَكَمَا قَالَ أَخُو بَنِي أَسَدٍ:

"مُسْتَقْبِلِينَ رِيَاحَ الصَّيْفِ تَضْرِبُهُمْ
بِحَاصِبٍ بَيْنَ أَغْوَارٍ وَجَلْمُودِ"

وَعِنْدِي السَّيْفُ الَّذِي أَغْضَضْتُهُ بِجَدِّكَ
وَخَالِكَ وَأَخِيكَ فِي مَقَامٍ وَاحِدٍ.
وَإِنَّكَ وَاللَّهِ — مَا عَلِمْتُ — الْأَغْلَفُ
الْقَلْبِ، الْمُقَارِبُ الْعَقْلِ، وَالْأَوْلَى
أَنْ يُقَالَ لَكَ: إِنَّكَ رَقِيتَ سُلَّمًا أَطْلَعَكَ
مَطْلَعَ سَوْءٍ عَلَيْكَ لَا لَكَ، لِأَنَّكَ نَشَدْتَ
غَيْرَ ضَالَّتِكَ، وَرَعَيْتَ غَيْرَ سَائِمَتِكَ،
وَطَلَبْتَ أَمْرًا لَسْتَ مِنْ أَهْلِهِ، وَلَا
فِي مَعْدِنِهِ فَمَا أَبْعَدَ قَوْلَكَ مِنْ فِعْلِكَ وَقَرِيبٌ
مَا اشْتَبَهَتْ مِنْ أَعْمَامٍ وَأَخْوَالٍ حَمَلَتْهُمُ
الشَّقَاوَةُ وَتَمَنِّي الْبَاطِلِ عَلَى الْجُحُودِ بِمُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصُرِعُوا مَصَارِعَ

سے بدسلوکی اور کوفہ بصرہ پر ٹوٹ پڑا۔ مگر یہ باتیں وہ ہیں جو تم نے دیکھی نہیں۔ یہ باتیں تمھارے خلاف بھی نہیں ہیں اس لئے تمھارے سامنے عذر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا

اور تم نے لکھا ہے کہ مہاجرین و انصار کے لشکروں کے ساتھ تم مجھ سے ملاقات کرنے والے ہو، مگر تمھیں یاد نہیں رہا کہ جس دن تمھارا بھائی قید ہوا تھا، اسی دن ہجرت بھی ختم ہو گئی تھی اور اگر تمھیں میرے مقابلے میں آنے کی جلدی ہے تو ذرا آرام کی سانس لے لو، میں خود ہی تمھاری طرف آرہا ہوں اور یہ ٹھیک بھی ہے۔ تمھاری ملاقات کو میرے آنے کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا نے مجھے تم سے انتقام لینے کو بھیجا ہے لیکن اگر تم ہی میری ملاقات کو چلے آئے تو یہ ملاقات ویسی ہوگی جیسا کہ بنی اسد کے شاعر نے کہا ہے:۔

(گرمی کی ہواؤں کا سامنا کرتے ہوئے، جو غبار اور چٹانوں کے درمیان ان کو پچھاڑ رہی ہیں)

اور شاید تم بھولے نہ ہوگے کہ میرے ہاتھ میں آج بھی وہی تلوار ہے جس نے تمھارے نانا، ماموں، بھائی کو ایک ہی جگہ کاٹ کے ڈھیر کر دیا تھا۔ اور بخدا میرے علم میں تم ایسے آدمی ہو جس کے دل پر غلاف چڑھ چکا ہے۔ جس کی عقل ماری گئی ہے تم ایسی سیڑھی پر چڑھ گئے ہو جس نے تمھیں برا ہی برا دکھایا اچھا نہیں دکھایا اور یہ اس لیے کہ تم ایسی چیز کی جستجو میں ہو جو تمھاری نہیں ہے تم غیر کا زیور چرانے میں لگ گئے اور معاملے کی طلب میں نکل پڑے جس کے تم نہ اہل ہو نہ مستحق تمھارا قول تمھارے فعل سے کتنا مختلف ہے اور تم اپنے چچاؤں اور اپنے ماماؤں سے کس قدر مشابہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

حَيْثُ (عَلِمتَ)، لَمْ يَدْفَعُوا عَظِيمًا وَلَمْ يَمْنَعُوا حَرِيمًا بِوَقْعِ سُيُوفٍ مَا خَلَا مِنْهَا الْوَغَى وَلَمْ تُمَاشِهَا لُهُوَيْنَا۔

وَقَدْ أَكْثَرْتَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ: فَادْخُلْ فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ أَحْمِلْكَ وَإِيَّاهُمْ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَمَّا تِلْكَ الَّتِي تُرِيدُ فَإِنَّهَا خُدْعَةُ الصَّبِيِّ عَنِ اللَّبَنِ۔ فِي أَوَّلِ الْفِصَالِ۔

وَالسَّلَامُ لِأَهْلِهِ۔

بدبختی اور تمنائے باطل نے انھیں بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار پر اُبھارا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس جگہ کھیت رہے جس کا جس کا تمھیں علم ہے، نہ کوئی کارنامہ دکھا سکے نہ تلواروں کی کاٹ سے اپنی عزت بچا سکے۔ یاد رکھو۔ ان تلواروں سے جنگ کے میدان کبھی خالی نہیں رہے۔ اور ان تلواروں کی کاٹ میں کبھی سستی نہیں آئی۔

قاتلان عثمانؓ کے بارے میں تم اتنی بک بک کیوں کر رہے ہو؟

جس معاملے میں سب داخل ہو چکے ہیں، تم بھی داخل ہو جاؤ۔ اس کے بعد ان لوگوں کا مقدمہ میرے سامنے پیش کرنا جنھیں قاتلان عثمان کہتے ہو۔ میں تم میں ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دوں گا۔ لیکن وہ جو تم چاہ رہے ہو تو وہ بچے کو دودھ چھڑانے کا دھوکہ ہے۔

فتح مکہ کے وقت اسلام ابوسفیان، جنگ بدر میں گرفتاری عمرو بن ابی سفیان ننھیالی عزیزوں سے عتبہ بن ربیعہ، اور ولید بن عتبہ، اور بھائی سے حنظلہ بن ابی سفیان کی طرف اشارہ ہے کہ ان تینوں کو جنگ بدر میں حضرتؑ نے قتل کیا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۵۔ معاویہ کے نام

ایک اور مکتوب

أَمَّا بَعْدُ ؛ فَقَدْ اٰنَ لَكَ اَنْ تَنْتَفِعَ بِاللُّمَحِ الْبَاصِرِ مِنْ عِيَانِ الْاُمُوْرِ، فَقَدْ سَلَكْتَ مَدَارِجَ اَسْلَافِكَ بِاِدِّعَائِكَ الْاَبَاطِيْلَ وَاقْتِحَامِكَ غُرُوْرَ الْمَيْنِ وَالْاَكَاذِيْبِ وَبِانْتِحَالِكَ مَا قَدْ عَلَا عَنْكَ وَابْتِزَازِكَ لِمَا اخْتُزِنَ دُوْنَكَ فِرَارًا مِنَ الْحَقِّ وَ جُحُوْدًا لِمَا هُوَ اَلْزَمُ لَكَ مِنْ لَحْمِكَ وَ دَمِكَ مِمَّا قَدْ وَعَاهُ سَمْعُكَ وَمُلِئَ بِهٖ صَدْرُكَ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ الْمُبِيْنُ۔ وَبَعْدَ الْبَيَانِ اِلَّا اللَّبْسُ ؟ فَاحْذَرِ الشُّبْهَةَ وَاسْتَمِرَّ لَهَا عَلَى الْبُسْتِهَا فَاِنَّ الْفِتْنَةَ طَالَمَا اَغْدَفَتْ جَلَابِيْبَهَا وَاَغْشَتِ الْاَبْصَارَ ظُلْمَتُهَا۔

وَقَدْ اَتَانِيْ كِتَابٌ مِنْكَ ذُوْ اَفَانِيْنَ مِنَ الْقَوْلِ ضَعُفَتْ قُوَاهَا عَنِ السِّلْمِ وَاَسَاطِيْرَ لَمْ يَحُكْهَا مِنْكَ عِلْمٌ وَلَا حِلْمٌ اَصْبَحْتَ مِنْهَا كَالْخَائِضِ فِي الدَّهَاسِ وَالْخَابِطِ فِي الدِّيْمَاسِ وَتَرَقَّيْتَ اِلٰى مَرْقَبَةٍ بَعِيْدَةِ الْمَرَامِ نَازِحَةِ الْاَعْلَامِ تَقْصُرُ دُوْنَهَا

امابعد، وقت آگیا ہے کہ روشن حق کو دیکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ تم اپنے بزرگوں کی راہ پر چل پڑے ہو۔ باطل دعوے کر رہے ہو، انسانوں کو کذب و زور کی دلدلوں میں پھنسا رہے ہو اس مقام کا ادعا کر رہے ہو۔ جو تم سے بہت بلند ہے۔ اس چیز کو ہتھیا لینا چاہتے ہو جس سے روک دیئے گئے ہو۔ یہ سب اس لئے ہے کہ تم حق سے بھاگ چکے ہو اور اس بات سے منکر ہو گئے ہو جو تمھارے لئے تمھارے گوشت اور خون سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ حالانکہ اسے اچھی طرح سن چکے ہو اور اور اس کے علم سے تمھارا سینہ بھر چکا ہے۔ تو اب بتاؤ حق کے بعد کیا رہ جاتا ہے؟ محض ضلالت، کھلی ضلالت! اور بیان کے بعد کیا رہتا ہے؟ اوہام سراسر اوہام! اگر تمھیں بچنا ہے تو شبہات سے بچو شبہات کے جال سے بچو۔ فتنہ مدت سے اپنے پردے چھوڑے ہوئے ہے اور اس کے اندھیرے ایک زمانے سے آنکھوں کو چندھیا کر چکے ہیں۔

تمھارا خط ملا۔ یہ خط بھی عجیب ملغوبہ ہے امن و سلام تم سے دور ہو۔ تمھارے پاس جو کچھ ہے محض اساطیر ہیں اور دھوکے ان کا تانا بانا نہ تمھارے علم کا کام ہے نہ تمھاری عقل کا عمل یہ خط لکھ کر تم ویسے ہو گئے ہو جیسے کوئی شخص سنگلاخ زمین پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْاَلُوْقُ وَيُحَادِيْ بِهَا الْعَيُّوْقُ۔

وَحَاشَ لِلّٰهِ! اَنْ تَلِيَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بَعْدِيْ صَدَرًا اَوْ وِرْدًا اَوْ اُجْرِيَ لَكَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ عَقْدًا اَوْ عَهْدًا! فَمِنَ الْاٰنَ فَتَدَارَكْ نَفْسَكَ وَانْظُرْ لَهَا، فَاِنَّكَ اِنْ فَرَّطْتَ حَتّٰى يَنْهَدَ اِلَيْكَ عِبَادُ اللّٰهِ اُرْتِجَتْ عَلَيْكَ الْاُمُوْرُ وَمُنِعْتَ اَمْرًا هُوَ مِنْكَ الْيَوْمَ مَقْبُوْلٌ۔

وَالسَّلَامُ!

چل رہا ہو، یا اندھیاروں میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہو، تم ایسی بلندی کی طرف اٹھ گئے ہو، جہاں تک پہنچ نہیں سکتے۔ اس کے نشانِ راہ بہت دور ہیں۔ عقاب بھی وہاں پر نہیں مار سکتا۔ اور وہ ثریّا کا ہمدوش ہے۔ خدا نہ کرے، میرے بعد تم مسلمانوں کی کسی چھوٹی بڑی چیز کے افسر بنو، یا خود میں تمھیں کسی کا سردار کہیں کا عہدہ دار بناؤں ابھی سے اپنے بچاؤ کی کوشش کرو ورنہ جب اللہ کے بندے ٹوٹ پڑیں گے تو کچھ نہ بن پڑے گا۔ بے بس ہو جاؤ گے۔ اور آج جو تم سے قبول کیا جا سکتا ہے اس وقت قبول نہ کیا جائے گا۔

والسّلام [1]

۶۶۔ عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک خط

اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَفْرَحُ بِالشَّيْءِ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ لِيَفُوْتَهُ وَيَحْزَنُ عَلَى الشَّيْءِ الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ فَلَا يَكُنْ اَفْضَلُ مَا نِلْتَ فِيْ نَفْسِكَ مِنْ دُنْيَاكَ بُلُوْغَ لَذَّةٍ اَوْ شِفَاءَ غَيْظٍ، وَلٰكِنْ اِطْفَاءَ بَاطِلٍ اَوْ اِحْيَاءَ حَقٍّ۔ وَلْيَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا قَدَّمْتَ وَاَسَفُكَ عَلٰى مَا خَلَّفْتَ؛ وَهَمُّكَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ!

آدمی کبھی ایسی کامیابی پر خوش ہو جاتا ہے جو اس سے دُور ہونے والی نہیں ہوتی اور کبھی ایسی چیز سے محرومی پر غمگین ہو جاتا ہے جو اُسے حاصل ہونیوالی نہیں ہوتی، لہٰذا دُنیا میں اگر کوئی لذت حاصل ہو یا انتقام کی صورت نکلے تو اس پر خوش نہ ہو۔ البتہ تمھاری خوشی ہونا چاہیے کسی باطل کے مارنے پر یا کسی حق کے زندہ کرنے پر نیک اعمال پر مسرور ہو اور غلطیوں پر افسوس کرو۔ تمھاری سراسر فکر موت کے بعد کی حالت کے لیے وقف رہنی چاہیے۔

[1] اس خط کا جواب معاویہ نے گستاخی سے دیا۔ یہ بھی لکھ مارا کہ خوف کی وجہ سے امیر المومنین میدان میں نہیں آتے۔ ساتھ ہی اپنی طاقت بہت بڑھا چڑھا کر بتائی۔ حضرت نے جواب لکھا۔

تمھارے پاس سے کیسے کیسے عجائبات میرے پاس چلے آرہے ہیں اور تمھارے ہونیوالے حشر کے بارے میں میرا علم کتنا بہت ہے۔ تم سے ملنے میں صرف اس لیے دیر کر رہا ہوں کہ جنگ کی ہولناکیاں دیکھ کر تم اسی طرح بلبلا اٹھو گے جس طرح اونٹ بھاری بوجھ سے بلبلا اُٹھتا ہے۔ پھر تم اور تمھارے ساتھی مجھے اسی کتاب کی طرف بُلانا شروع کریں گے جس کی تعظیم تو اپنی زبانوں سے کرتے ہو، مگر دلوں سے اُسے جھٹلا چکے ہو۔ والسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۷۔ قثم بن عباس گورنر مکہ کے نام مکتوب

یہ قثم حضرتؑ کی خلافت بھر مکے کے گورنر رہے۔ حضرت کا ایک اور خط انھیں کے نام نقل کیا گیا ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَقِمْ لِلنَّاسِ الْحَجَّ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ، وَاجْلِسْ لَهُمُ الْعَصْرَيْنِ فَاَفْتِ الْمُسْتَفْتِيَ، وَعَلِّمِ الْجَاهِلَ، وَذَاكِرِ الْعَالِمَ، وَلَا يَكُنْ لَكَ اِلَى النَّاسِ سَفِيْرٌ اِلَّا لِسَانُكَ، وَلَا حَاجِبٌ اِلَّا وَجْهُكَ وَلَا تَحْجُبَنَّ ذَا حَاجَةٍ عَنْ لِقَائِكَ بِهَا، فَاِنَّهَا اِنْ زُيِّدَتْ عَنْ اَبْوَابِكَ فِيْ اَوَّلِ وِرْدِهَا لَمْ تُحْمَدْ فِيْمَا بَعْدُ عَلٰى قَضَائِهَا وَانْظُرْ اِلٰى مَا اجْتَمَعَ عِنْدَكَ مِنْ مَالِ اللّٰهِ فَاصْرِفْهُ اِلٰى مَنْ قِبَلَكَ مِنْ ذَوِي الْعِيَالِ وَالْمُجَاعَةِ مُصِيْبًا بِهٖ مَوَاضِعَ الْفَاقَةِ وَالْخَلَّاتِ وَمَا فَضَلَ عَنْ ذٰلِكَ. فَاحْمِلْهُ اِلَيْنَا لِنَقْسِمَهُ فِيْمَنْ قِبَلَنَا. وَمُرْ اَهْلَ مَكَّةَ اَنْ لَا يَاْخُذُوْا مِنْ سَاكِنٍ اَجْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ "سَوَاءً نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ" فَالْعَاكِفُ الْمُقِيْمُ بِهٖ وَالْبَادِيْ الَّذِيْ يَحُجُّ اِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهٖ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ لِمَحَابِّهٖ۔

اما بعد! لوگوں کے لئے حج قائم کرو، انھیں ایام[1] اللہ یاد دلاؤ اور صبح شام ان کے لئے تمھارا مفتی تمھاری زبان کے سوا کوئی نہ ہو اور تمھارا حاجب تمھارے چہرے کے سوا کوئی نہ ہو کسی ضرورت مند کو اپنی ملاقات سے نہ روکو۔ کیونکہ پہلی دفعہ تمھارے در پر آنے سے محرومی ہوگئی تو بعد میں کامیابی پر تعریف نہ ہوگی۔

تمھارے پاس اللہ کا جو مال جمع ہو اسے اپنی طرف کے حاجت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرو۔ فقر و فاقے اور ضرورت کے موقعوں کی تلاش کرو اس سے جو کچھ بچ رہے ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم اپنی طرف والوں پر تقسیم کر دیں۔

مکہ والوں کو حکم دو کہ ٹھہرنے والے حاجیوں سے گھر کا کرایہ نہ لیں کیونکہ خدا فرماتا ہے "سواء ن العاکف" عاکف مقیم مکہ ہے اور بادی وہ ہے جو باہر سے حج کرنے آتا ہے خدا ہمیں اور تمھیں اپنی محبوب باتوں کی توفیق بخشے۔ والسلام

اس مکتوب سے اندازہ ہوتا ہے کہ امیر المومنین قوم کے ناداروں، غریبوں اور پریشان روزگاروں کا کس درجہ خیال رکھتے تھے۔
(رئیس احمد جعفری)

---

[1] یعنی وہ واقعات جس میں پچھلی قوموں پر قہر خدا نازل ہوا۔
[2] وہاں کے رہنے والے اور پردیسی برابر ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۸۔ خلافت سے پہلے حضرت سلمانؓ فارسی کو خط

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَا مَثَلُ الْحَیَّةِ لَیِّنٌ مَسُّهَا قَاتِلٌ سَمُّهَا۔ فَاعْرِضْ عَمَّا یُعْجِبُكَ فِیْهَا لِقِلَّةِ مَا یَصْحَبُكَ مِنْهَا وَضَعْ عَنْكَ هُمُوْمَهَا لِمَا اَیْقَنْتَ بِهٖ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا وَكُنْ اٰنَسَ مَا تَكُوْنُ بِهَا اَحْذَرَ مَا تَكُوْنُ مِنْهَا فَاِنَّ صَاحِبَهَا كُلَّمَا اطْمَاَنَّ فِیْهَا اِلٰی سُرُوْرٍ اَشْخَصَتْهُ عَنْهُ اِلٰی مَحْذُوْرٍ اَوْ اِلٰی اِیْنَاسٍ اَزَالَتْهُ اِلٰی اِیْحَاشٍ۔

وَالسَّلَامُ

اما بعد، دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے۔ جس کی جلد تو نرم ہوتی ہے مگر زہر جان لے لیتا ہے۔ پس دنیا کی جو چیز تمھیں اچھی معلوم ہو اس سے اعراض کرو۔ کیونکہ دنیا کم ہی تمھارا ساتھ دیگی۔ اپنے دل سے دنیا کے افکار دور رکھو۔ کیونکہ تمھیں اس کی جدائی کا یقین ہو چکا ہے۔ جس وقت دنیا سے بہت اُنس ہو اسی وقت اس سے بہت ہوشیار رہو۔ کیونکہ دنیا کا طریقہ یہی ہے کہ جب آدمی اس کی کسی خوشی میں پھنس جاتا ہے تو خوشی چھین کر اسے محرومی سے دوچار کر دیتی ہے۔

والسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۶۹۔ حارث الھمدانی کے نام

وَتَمَسَّكْ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ وَاسْتَنْصِحْهُ وَاَحِلَّ حَلَالَهُ، وَحَرِّمْ حَرَامَهُ وَصَدِّقْ بِمَا سَلَفَ مِنَ الْحَقِّ وَاعْتَبِرْ بِمَا مَضٰى مِنَ الدُّنْيَا مَا بَقِيَ مِنْهَا، فَاِنَّ بَعْضَهَا يُشْبِهُ بَعْضًا وَاٰخِرُهَا لَاحِقٌ بِاَوَّلِهَا۔ وَكُلُّهَا حَائِلٌ مُفَارِقٌ وَعَظِّمِ اسْمَ اللّٰهِ اَنْ تَذْكُرَهُ اِلَّا عَلٰى حَقٍّ۔ وَاَكْثِرْ ذِكْرَ الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ اِلَّا بِشَرْطٍ وَثِيْقٍ۔ وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يَرْضَاهُ صَاحِبُهُ لِنَفْسِهِ وَيُكْرَهُ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ يُعْمَلُ بِهِ فِي السِّرِّ، وَيُسْتَحْيٰى مِنْهُ فِي الْعَلَانِيَةِ، وَ وَاحْذَرْ كُلَّ عَمَلٍ اِذَا سُئِلَ عَنْهُ صَاحِبُهُ اَنْكَرَهُ اَوِ اعْتَذَرَ مِنْهُ وَلَا تَجْعَلْ عِرْضَكَ عِرْضَكَ لِنَبَالِ الْقَوْمِ وَلَا تُحَدِّثِ النَّاسَ بِكُلِّ مَا سَمِعْتَ بِهِ فَكَفٰى بِذٰلِكَ كَذِبًا وَلَا تَرُدَّ عَلَى النَّاسِ كُلَّ مَا حَدَّثُوْكَ بِهِ، فَكَفٰى بِذٰلِكَ جَهْلًا۔ وَاكْظِمِ الْغَيْظَ، وَتَجَاوَزْ عِنْدَ الْمَقْدِرَةِ وَاحْلُمْ عِنْدَ الْغَضَبِ وَاصْفَحْ مَعَ الدَّوْلَةِ تَكُنْ لَكَ الْعَاقِبَةُ، وَاسْتَصْلِحْ كُلَّ نِعْمَةٍ

قرآن کی رسّی مضبوط پکڑو۔ قرآن سے نصیحت حاصل کرو جو کچھ اس نے حلال رکھا ہے اُسے حلال سمجھو۔ جو کچھ اس نے حرام ٹھہرایا ہے اُسے حرام جانو۔ جو سچّائی گذر چکی ہے، اس کی تصدیق کرو۔ جو دنیا بیت چکی ہے اس سے باقی دنیا کے بارے میں سبق لو۔ دنیا کی سب چیزیں ایک سی ہیں اس کی آخری بات بھی ویسی ہی ہے جیسی پہلی بات، مگر یہ سب یہ پوری دنیا زائل ہو جانے والی بچھڑ جانے والی چیز ہے۔

خبردار! حق کے سوا کبھی خدا کی قسم نہ کھانا۔ موت کو برابر یاد کرتے رہو۔ اور موت کے بعد جو کچھ ہے اس کی یاد سے بھی غافل نہ ہو مگر موت کی آرزو نہ کرنا۔ جان ہی دنیا ہو تو کسی بڑے مقصد پر جان دو۔"

ہر اس کام سے بچو جو آدمی اپنے لئے تو پسند کرتا ہے مگر عام مسلمانوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ ہر اس کام سے پرہیز کرو جو خفیہ تو کیا جا سکتا ہے، مگر علانیہ کرنے سے شرم روکتی ہے۔ ہر ایسے کام سے دور رہو کہ جواب طلب کیا جائے تو انکار یا معذرت پر مجبور ہو جاؤ، اپنی آبرو کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ بننے نہ دو۔ ہر وہ بات کہتے نہ پھرو جو تم نے سُنی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَنْعَمَهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ وَلَا تُضَيِّعَنَّ نِعْمَةً مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عِنْدَكَ وَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهِ عَلَيْكَ۔

وَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفْضَلُهُمْ تَقْدِمَةً مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِهِ وَمَالِهِ فَإِنَّكَ مَا تُقَدِّمْ مِنْ خَيْرٍ يَبْقَ لَكَ ذُخْرُهُ۔ وَمَا تُؤَخِّرْهُ يَكُنْ لِغَيْرِكَ خَيْرُهُ وَاحْذَرْ صُحْبَةَ مَنْ يُقِلُّ رَايُهُ، وَيُنْكَرُ عَمَلُهُ فَإِنَّ الصَّاحِبَ مُعْتَبَرٌ بِصَاحِبِهِ، وَاسْكُنِ الْأَمْصَارَ الْعِظَامَ، فَإِنَّهَا جِمَاعُ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاحْذَرْ مَنَازِلَ الْغَفْلَةِ وَالْجَفَاءِ، وَقِلَّةَ الْأَعْوَانِ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ۔ وَاقْصُرْ رَأْيَكَ عَلَى مَا يَعْنِيْكَ۔ وَإِيَّاكَ وَمَقَاعِدَ الْأَسْوَاقِ، فَإِنَّهَا مَحَاضِرُ الشَّيْطَانِ وَمَعَارِيْضُ الْفِتَنِ، وَأَكْثِرْ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى مَنْ فُضِّلْتَ عَلَيْهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ أَبْوَابِ الشُّكْرِ، وَلَا تُسَافِرْ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ حَتّٰى تَشْهَدَ الصَّلَاةَ إِلَّا فَاصِلًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ فِي أَمْرٍ تُعْذَرُ بِهِ وَأَطِعِ اللّٰهَ فِي جَمِيْعِ أُمُوْرِكَ۔ فَإِنَّ طَاعَةَ اللّٰهِ فَاضِلَةٌ عَلَى مَا سِوَاهَا، وَخَادِعْ نَفْسَكَ فِي الْعِبَادَةِ وَارْفُقْ بِهَا وَلَا تَقْهَرْهَا وَخُذْ عَفْوَهَا، وَنَشَاطَهَا إِلَّا مَا كَانَ مَكْتُوْبًا عَلَيْكَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ، فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْ

آدمی کے لئے یہ جھوٹ کافی ہے کہ جو کچھ سُنے کہتا پھرے ہر بات کی تکذیب پر بھی تلے نہ رہو، کیونکہ یہ بھی بڑی جہالت ہے، اپنا غصّہ پیو۔ انتقام کا اختیار رکھتے ہوئے بھی معاف کر دو۔ غصّے کے موقعہ پر بُردباری سے کام لو، اور تمھیں تو معاف ہی کرنا چاہیئے، کیونکہ حکومت چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ تم یہ سب کرو گے تو تمھاری عاقبت بخیر ہو گی، خدا کی ہر نعمت کو سنوارنا چاہیئے۔ اور خدا کی کسی نعمت کو بھی ضائع نہ ہونے دو۔ خدا نے جو نعمت بخشی ہے اس کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہیئے۔

اور سنو سب سے افضل مومن وہ ہے جس نے اپنی طرف سے، اپنے اہل و عیال کی طرف سے، اپنے مال کی طرف سے خرچ کیا ہے۔ تم جو کچھ بھی راہِ نیک میں خرچ کرو گے تمھارے لئے توشہ بن جائے گا۔ اور جو کچھ جمع رکھو گے۔ تمھارے بعد کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے گا ایسے آدمیوں کی صحبت سے بچو جن کے خیالات کمزور ہیں جن کے کام بُرے ہیں، کیونکہ دوست دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

بڑے شہروں ہی میں رہا کرو، کیونکہ شہر مسلمانوں کے مرکز ہیں۔ جس جگہ غفلت گنوار پن ہو اور اطاعت الٰہی میں مددگاروں کی کمی ہو وہاں نہ رہنا۔

اسی معاملے پر رائے زنی کیا کرو جس سے تمھیں مطلب ہے۔ بے فائدہ باتوں میں نہ پڑو۔

جبردار! بازار کی بیٹھکوں سے دور رہو۔ یہ بیٹھکیں شیطانوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَضَائِهَا، وَتَعَاهُدِهَا عِنْدَ مَحَلِّهَا، وَإِيَّاكَ أَنْ يَنْزِلَ بِكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ آبِقٌ مِنْ رَبِّكَ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا وَإِيَّاكَ وَمُصَاحَبَةَ الْفُسَّاقِ. فَإِنَّ الشَّرَّ مُلْحَقٌ وَوَقِّرِ اللّٰهَ. وَأَحْبِبْ أَحِبَّاءَهُ وَاحْذَرِ الْغَضَبَ فَإِنَّهُ جُنْدٌ عَظِيمٌ مِنْ جُنُودِ إِبْلِيسَ.

وَالسَّلَامُ!

کی جگہیں اور فتنوں کے تیر ہیں۔ جو تم سے نیچے ہیں زیادہ تر انہی کو دیکھا کرو، کیونکہ یہ شکر الٰہی کا ایک دروازہ ہے۔ جمعہ کے دن سفر نہ کرو۔ یہاں تک کہ نماز پڑھ چکو۔ مگر ہاں اللہ کے جہاد میں جانا ہو یا اور کوئی مجبوری کا کام درپیش ہو، تو بات دوسری ہے۔

تمام معاملات میں خدا کی فرمانبرداری کرو۔ خدا کی فرمانبرداری سب پر مقدم ہے۔ اپنے نفس کو بہلا پھسلا کر عبادت میں لگایا کرو۔ اس بارے میں اس سے نرمی کا برتاؤ نہ کرو۔ زبردستی سے مجبور نہ کرو۔ جب وہ خالی اور چاق و چوبند ہو تو عبادت کی طرف مائل کرو۔ مگر فرض نمازوں کا معاملہ دوسرا ہے انھیں تو ہر حال میں ادا کرنا ہے اور ان کے اوقات ہی میں ادا کرنا ہے۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ موت ایسی حالت میں آ ٹوٹے کہ تم دنیا کی طلب میں اپنے رَبّ سے بھاگے ہوئے ہو۔

خبردار! فاسقوں سے دوستی نہ کرنا۔ کیونکہ ایک شر اپنے ساتھ دوسرے شر لاتا ہے۔ اللہ کی توقیر کرو۔ اللہ کے حبیبوں سے محبّت کرو۔ غصّے سے بچو۔ کیونکہ غصّہ شیطان کی ایک بہت بڑی فوج ہے۔

والسّلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۰۔ سہل بن حنیف انصاری گورنر مدینہ کے نام

فِی مَعْنٰی قَوْمٍ مِنْ اَهْلِهَا لَحِقُوْا بِمُعَاوِيَةَ[1]

اَمَّا بَعْدُ:۔ فَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا مِّمَّنْ قِبَلَكَ يَتَسَلَّلُوْنَ اِلٰی مُعَاوِيَةَ فَلَا تَاْسَفْ عَلٰی مَا يَفُوْتُكَ مِنْ عَدَدِهِمْ وَيَذْهَبُ عَنْكَ مِنْ مَدَدِهِمْ فَكَفٰی لَهُمْ غَيًّا وَّ لَكَ مِنْهُمْ شَافِيًا فِرَارُهُمْ مِنَ الْهُدٰی وَالْحَقِّ وَاِيْضَاعُهُمْ اِلَی الْعَمٰی وَ الْجَهْلِ، وَاِنَّمَا هُمْ اَهْلُ دُنْيَا مُقْبِلُوْنَ عَلَيْهَا وَ مُهْطِعُوْنَ اِلَيْهَا وَقَدْ عَرَفُوا الْعَدْلَ وَرَاَوْهُ وَ سَمِعُوْهُ وَوَعَوْهُ وَعَلِمُوْا اَنَّ النَّاسَ عِنْدَنَا فِی الْحَقِّ اُسْوَةٌ فَهَرَبُوْا اِلَی الْاَثَرَةِ فَبُعْدًا لَّهُمْ وَسُحْقًا ـــــ اِنَّهُمْ وَاللّٰهِ لَمْ يَنْفِرُوْا مِنْ جَوْرٍ، وَلَمْ يَلْحَقُوْا بِعَدْلٍ، وَاِنَّا لَنَطْمَعُ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ اَنْ يُّذَلِّلَ اللّٰهُ لَنَا صَعْبَهٗ وَ يُسَهِّلَ لَنَا حَزْنَهٗ۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ! وَالسَّلَامُ!

معلوم ہوا ہے کہ تمہارے یہاں کے کچھ لوگ چپکے چپکے معاویہ کے پاس چلے جا رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے اپنی تعداد میں کمی اور ان کی مدد سے محرومی پر افسوس نہ کرو۔ ان کے لئے یہ گمراہی کافی ہے، اور تمہارے لئے یہ اطمینان بہت ہے کہ وہ حق و ہدایت سے بھاگ رہے ہیں، کور نگاہی اور جہل کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ یہ لوگ دنیادار ہیں، دنیا پر ریجھتے اور اسی کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ لوگ عدل و انصاف کو جان چکے ہیں، دیکھ چکے ہیں، سن چکے ہیں، سمجھ چکے ہیں ان پر یہ بھی روشن ہو چکا ہے کہ حق کے بارے میں سب لوگ ہمارے یہاں برابر ہیں اس پر بھی بھاگ رہے ہیں اور وہاں جا رہے ہیں۔ جہاں خود غرضیاں چلتی ہیں تو دور ہوں یہ لوگ دفان ہوں یہ لوگ۔

بخدا یہ لوگ نہ ظلم کی وجہ سے بھاگے ہیں نہ انصاف کے دامن میں پناہ لینے گئے ہیں۔ اور ہم؟ تو ہمیں امید ہے کہ خدا اس معاملے کی مشکلیں ہمارے لئے آسان اور سختیاں نرم کر دے گا۔ والسلام

اصل چیز وہ ہے حق و صداقت لیکن حق و صداقت کی دعوت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس سے کوئی بحث اور سروکار نہ رکھنا چاہیئے۔ امیر المومنینؑ اپنے رفقا کو بھی تلقین کرتے تھے۔ کیونکہ انھوں نے دیکھا تھا کہ رسول اکرمؐ کا بھی یہی مسلک تھا۔ (جعفری)

[1] ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو معاویہ سے جا ملے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۱۔ منذر بن الجارود عبدی

کے نام

امیر المومنین علیہ السلام نے اس شخص کو عہدہ دیا تھا، مگر اس نے خیانت کی، بڑا معذور تھا۔ اسی شخص کے بارے میں فرمایا تھا۔ ہر وقت اپنے بازو دیکھا کرتا ہے۔ اپنے کپڑوں میں بڑ رتا رہتا ہے۔ اپنے جوتوں پر پھونکیں مارا کرتا ہے۔ (رضی)

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ صَلَاحَ اَبِیْكَ رَمَا غَرَّنِیْ مِنْكَ وَظَنَنْتُ اَنَّكَ تَتَّبِعُ هَدْیَهٗ وَتَسْلُكُ سَبِیْلَهٗ فَاِذَا اَنْتَ فِیْمَا رُقِّیَ اِلَیَّ عَنْكَ لَا تَدَعُ لِهَوَاكَ انْقِیَادًا وَلَا تُبْقِیْ لِاٰخِرَتِكَ عَتَادًا تَعْمُرُ دُنْیَاكَ بِخَرَابِ اٰخِرَتِكَ وَتَصِلُ عَشِیْرَتَكَ بِقَطِیْعَةِ دِیْنِكَ وَلَئِنْ كَانَ مَا بَلَّغَنِیْ عَنْكَ حَقًّا لَجَمَلُ اَهْلِكَ وَشِسْعُ نَعْلِكَ خَیْرٌ مِّنْكَ وَمَنْ كَانَ بِصِفَتِكَ فَلَیْسَ بِاَهْلٍ اَنْ یُّسَدَّ بِهٖ ثَغْرٌ اَوْ یُنْفَذَ بِهٖ اَمْرٌ اَوْ یُعْلٰی لَهٗ قَدْرٌ اَوْ یُشْرَكَ

تیرے باپ کی نیکی نے مجھے تیرے بارے میں دھوکا دے دیا۔ میں سمجھتا تھا تو بھی اپنے باپ کی راہ پر چلتا ہوگا۔ تیری روش بھی اسی جیسی ہوگی۔ مگر تو جیسا کہ مجھے خبر ملی ہے، نہ اپنی خواہش کو لگام لیتا ہے نہ آخرت کے لئے کوئی توشہ باقی رکھتا ہے۔ اپنی دنیا بنانے کے لئے اپنی عقبیٰ برباد کر رہا ہے کنبہ پروری پر اپنا دین قربان کر رہا ہے۔ اگر وہ سب سچ ہے جو تیری نسبت مجھے معلوم ہوا ہے تو تیرے گھر کا اونٹ، اور تیرے پہننے کی جوتی کا تسمہ بھی تجھ سے بہتر ہے، جو کوئی تیرے جیسا ہو، اس پر نہ کسی قلعے کی حفاظت میں بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ نہ کسی مہم پر اُسے مامور کیا جا سکتا ہے۔ نہ اس کی قدر بڑھنا ٹھیک ہو سکتا ہے، نہ کسی امانت میں اس کی شرکت گوارا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي أَمَانَةٍ أَوْ يُؤْمَنَ عَلَى خِيَانَةٍ فَأَقْبِلْ إِلَيَّ حِينَ يَصِلُ إِلَيْكَ كِتَابِي هٰذَا - إِنْشَاءَ اللّٰهُ!

کی جاسکتی ہے نہ کسی خیانت سے محفوظ رہنے کی اس سے امید کی جاسکتی ہے۔ یہ خط پاتے ہی میرے پاس چلا آ۔"

اپنے جس عامل یا منصب دار کے بارے میں امیر المومنینؑ کو شبہ بھی ہوجاتا تھا کہ یہ اپنے اقتدار اور منصب سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ پھر اس کے بارے میں کسی رعایت اور مروّت کو آپ دخل نہ دیتے تھے۔

(جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۲۔ عبداللہ بن عباسؓ کے نام

مکتوب

اَمَّا بَعْدُ؟

فَاِنَّكَ لَسْتَ بِسَابِقٍ اَجَلَكَ؟ وَلَا مَرْزُوْقٍ مَا لَيْسَ لَكَ، وَاعْلَمْ بِاَنَّ الدَّهْرَ يَوْمَانِ: يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ۔

وَاَنَّ الدُّنْيَا دَاوٌ دُوَلٌ، فَمَا كَانَ مِنْهَا لَكَ اَتَاكَ عَلٰى ضَعْفِكَ وَمَا كَانَ مِنْهَا عَلَيْكَ لَمْ تَدْفَعْهُ بِقُوَّتِكَ

تم نہ اپنی موت سے آگے جا سکتے ہو نہ وہ چیز حاصل کر سکتے ہو جو تمھارے لیے مقدر نہیں ہوئی۔ یاد رکھو۔ زمانہ بس دو ہی دن کا نام ہے۔ ایک دن موافق ہوتا ہے اور ایک دن مخالف پڑتا ہے۔

اور دُنیا؟ تو، دنیا چلتا پھرتا گھر ہے، اور ایک حال پر کبھی نہیں رہتا۔ دنیا میں جو بھلائی تمھارے لیے مقدر ہو چکی ہے، ملے گی۔ تمھاری کمزوری پر بھی ملے گی اور دنیا میں جو نقصان طے پا چکا ہے، اُسے تم اپنی قوت سے روک نہ سکو گے

نیز دیکھیے خط ۶۳

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۳۔ معاویہ کے ایک خط کا جواب

اَمَّا بَعْدُ ؛ فَاِنِّیْ عَلَی التَّرَدُّدِ فِیْ جَوَابِكَ، وَالْاِسْتِمَاعِ اِلٰی كِتَابِكَ لَمَوْهِنٌ رَأْیِیْ وَمُخْطِیٌ فِرَاسَتِیْ وَاَنَّكَ اِذْ تُخَادِلُنِی الْاُمُوْرُ، وَتُرَاجِعُنِی السُّطُوْرُ كَالْمُسْتَثْقِلِ النَّائِمِ تَكْذِبُهُ اَحْلَامُهُ وَالْمُتَحَیِّرِ الْقَائِمِ یَبْهَظُهُ مَقَامُهُ، لَا یَدْرِیْ اَلَهُ مَا یَاْتِیْ اَمْ عَلَیْهِ. وَلَسْتَ بِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ لَكَ شَبِیْهٌ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَوْلَا بَعْضُ الْاِسْتِبْقَاءِ لَوَصَلْتُ اِلَیْكَ مِنِّیْ قَوَارِعُ تَفْرَعُ الْعَظْمَ وَتَهْلِسُ اللَّحْمَ، وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ تَبَطَّكَ عَنْ اَنْ تُرَاجِعَ اَحْسَنَ اُمُوْرِكَ وَتَاْخُذَ لِمَقَالِ نَصِیْحِكَ۔

وَالسَّلَامُ لِاَهْلِهٖ!

تمھیں جواب دے دے کر اور تمھارے خط قبول کر کر کے میں اپنی رائے کو کمزور اور فراست کو غلط ٹھہرانے لگا ہوں۔ تم اپنی کوشش میں کہ مجھے اپنی خواہشوں کے لیے پھسلاؤ اور اپنے خطوں کے جواب پر آمادہ کرتے رہو اس آدمی کی طرح ہے جو گہری نیند میں خواب دیکھے اور پھر اس کا خواب جھوٹا ثابت ہو جائے، یا ویسے آدمی ہو جو حیص بیص میں پڑا ہے اور یہ گومگو کی حالت اُسے ستا رہی ہو۔ وہ جانتا نہیں کہ جو کچھ سامنے آنے والا ہے، نفع پہنچائے گا یا نقصان میں ڈال دے گا۔ مانتا ہوں کہ تم بالکل ویسے نہیں ہو لیکن تم میں اور ایسے لوگوں میں مشابہت ضرور ہے۔

اور میں قسم سے کہتا ہوں اگر تم لوگوں کی جانیں بچانے کا خیال نہ ہوتا تو میری طرف سے تم پر ایسی ہولناکیاں ٹوٹتیں، جو ہڈیوں کو پاش پاش کر ڈالتی ہیں اور گوشت کو پانی بنا کر بہا دیتی ہیں۔ اگر تم میں اب بھی کچھ سمجھ باقی ہے تو یقین کرو، شیطان نے تمھیں سب سے بڑی بھلائی سے روک دیا ہے اور تمھارے کان میری نصیحت سُن لینے سے کان بند کر دیئے ہیں۔

اور سلامتی ہو اس کے اہل پر ——

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۔ قبائل ربیعہ اور یمن کے مابین معاہدہ

وَنُقِلَ مِنْ خَطِّ هِشَامِ ابْنِ الْكَلْبِيِّ[1]۔

هٰذَا مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ الْيَمَنِ حَاضِرُهَا وَبَادِيهَا، وَرَبِيعَةُ، حَاضِرُهَا وَبَادِيهَا: أَنَّهُمْ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ يَدْعُونَ إِلَيْهِ وَيَأْمُرُونَ بِهِ وَيُجِيبُونَ مَنْ دَعَا إِلَيْهِ وَأَمَرَ بِهِ۔ لَا يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا، وَلَا يَرْضَوْنَ بِهِ بَدَلًا، وَأَنَّهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ عَلَى مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ وَتَرَكَهُ أَنْصَارٌ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ دَعْوَتُهُمْ وَاحِدَةٌ۔ لَا يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ لِمَعْتَبَةِ عَاتِبٍ وَلَا بِغَضَبِ غَاضِبٍ وَلَا لِاسْتِذْلَالِ قَوْمٍ قَوْمًا، وَلَا لِمَسَبَّةِ قَوْمٍ قَوْمًا۔ عَلَى ذٰلِكَ شَاهِدُهُمْ وَغَائِبُهُمْ، وَسَفِيهُهُمْ وَعَالِمُهُمْ وَحَلِيمُهُمْ وَجَاهِلُهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ إِنَّ عَهْدَ اللّٰهِ كَانَ مَسْئُولًا۔

وَكَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

یہ ہے وہ عہد جس پر ایک طرف سے اہل یمن کے شہریوں اور بدویوں نے اور دوسری طرف سے ربیعہ کے شہریوں اور بدویوں نے اتفاق کیا ہے۔ یہ سب لوگ کتاب اللہ پر استوار رہیں گے اسی کی طرف دعوت دیں گے۔ اسی پر چلنے کی تلقین کریں گے۔ جو کوئی اس کی طرف بلائے گا اور اس پر چلنے کا حکم دے گا اسے لبیک کہیں گے۔ کتاب اللہ کے بدلے نہ کوئی نفع قبول کریں گے نہ کوئی عوض منظور کریں گے اور یہ سب ایک ہاتھ ہیں۔ ہر اس شخص کے مقابلے میں جو کتاب اللہ کے خلاف جائے گا۔ اسے چھوڑ دے گا۔ آپس میں مددگار ہیں۔ ایک آواز ہیں۔ ایک پکار ہیں۔ ایک دعوت ہیں۔ کسی شخص کے طیش اور غصے کی وجہ سے ایک گروہ کے دوسرے گروہ کو ذلیل کرنے کی وجہ سے ایک جماعت کے دوسری جماعت کو گالی دینے کی وجہ سے اپنا یہ عہد نہیں توڑیں گے، بلکہ اس عہد پر سب لوگ ہمیشہ استوار رہیں گے۔ حاضر بھی اور غیر حاضر بھی، جاہل بھی اور عالم بھی، عقلمند بھی اور بیوقوف بھی اور اس سب کے بعد ان پر اللہ کا عہد و پیمان ہے اور اللہ کے عہد و پیمان کو پوچھا جانے والا ہے۔

(اسے لکھا علی بن ابی طالب نے)

یہ ہے اس معاہدہ کی اصلی، شرعی اور حقیقی اساس جو ایک مسلمان امیر کسی دوسرے شخص، جماعت یا گروہ سے آسکتا ہے۔ (جعفری)

[1] ہشام ابن کلبی مشہور مورخ سے یہ خط نقل کیا گیا ہے۔ (م)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۵۔ معاویہ گورنر شام کے نام

آغاز خلافت میں شام کے گورنر، معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا:۔

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ۔
اَمَّا بَعْدُ:۔

فَقَدْ عَلِمْتَ اِعْذَارِيْ فِيْكُمْ
وَاِعْرَاضِيْ عَنْكُمْ۔ حَتّٰى كَانَ مَا لَا بُدَّ
مِنْهُ وَلَا دَفْعَ لَهُ وَالْحَدِيْثُ طَوِيْلٌ
وَالْكَلَامُ كَثِيْرٌ۔ وَقَدْ اَدْبَرَ مَا اَدْبَرَ
وَاَقْبَلَ مَا اَقْبَلَ، فَبَايِعْ مَنْ قِبَلَكَ
وَاَقْبِلْ اِلَيَّ فِيْ وَفْدٍ مِنْ اَصْحَابِكَ!

اللہ کے بندے علیؑ امیر المومنین کی طرف سے
معاویہ بن ابی سفیان کے نام!
اَمَّا بَعْدُ:۔

تم اپنے خاندان کے بارے میں میرا عذر جانتے ہو اور
اپنے خاندان کے معاملے میں میری بے تعلقی کا بھی تمھیں
پورا علم ہے؛ یہاں تک کہ وہ واقعہ پیش آنے والا ہی تھا اور
جسے روکا نہیں جا سکتا تھا۔ بات لمبی ہے۔ گفتگو بہت ہے
مگر جو ہو چکا ہو چکا اور جو سامنے آنے والا تھا۔ سامنے آگیا۔
اب تم یہ کرو کہ اپنی طرف کے لوگوں سے میری بیعت لو اور
اپنے ساتھیوں کا ایک وفد بنا کر میرے پاس چلے آؤ۔

یہ خط بقول سید رضیؒ: اقدی کی کتاب "الجمل" میں ہے ـــــ م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۶۔ بصرہ کا گورنر بناتے وقت

عبداللہ بن عباس کو وصیّت

سَعِ النَّاسَ بِوَجْهِكَ وَمَجْلِسِكَ وَحُكْمِكَ، وَإِيَّاكَ وَالْغَضَبَ فَإِنَّهُ طَيْرَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاعْلَمْ أَنَّ مَا قَرَّبَكَ مِنَ اللهِ يُبَاعِدُكَ مِنَ النَّارِ، وَمَا بَاعَدَكَ مِنَ اللهِ يُقَرِّبُكَ مِنَ النَّارِ۔

لوگوں کے لیے اپنی مجلس میں بشاشت، اور حکومت میں وسعت پیدا کرنا۔ خبردار، غصّے نہ ہونا، کیونکہ غصّہ شیطان کی بدشگونی ہے، اور یاد رکھو جو چیز خدا سے قریب کرتی ہے، دوزخ سے دُور کر دیتی ہے۔ اور جو چیز خدا سے دُور کرتی ہے، دوزخ سے قریب کر دیتی ہے۔

۷۷۔ خوارج سے مناظرے کے موقع پر

ابن عباسؓ کو ہدایت

لَا تُخَاصِمْهُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّ الْقُرْآنَ حَمَّالٌ ذُو وُجُوهٍ تَقُولُ وَيَقُولُونَ وَلَكِنْ حَاجِجْهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنَّهُمْ لَنْ يَجِدُوا عَنْهَا مَحِيصًا۔

قرآن کو لے کر بحث نہ کرنا۔ کیونکہ قرآن بہت سے معنی کا محتمل ہے۔ بہت سی وجہیں رکھتا ہے۔ قرآن سے بحث کرو گے تو تم بھی کہتے رہو گے، وہ بھی کہتے رہیں گے اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا، لیکن سنت کو لے کر بحث کرنا سنت سے بھاگنے کا موقعہ نہ پا سکیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۸۔ ابوموسیٰ اشعری کے خط کا جواب

حکمین کا قصہ

فِی اَمْرِ الْحَکَمَیْنِ۔ ذَکَرَ سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی الْاُمَوِیُّ فِی "کِتَابِ الْمَغَازِیْ":

سعید بن یحییٰ نے اپنی کتاب "المغازی" میں لکھا ہے۔

فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ تَغَیَّرَ کَثِیْرٌ مِّنْهُمْ عَنْ کَثِیْرٍ مِّنْ حَظِّهِمْ فَمَالُوْا مَعَ الدُّنْیَا وَنَطَقُوْا بِالْهَوٰی، وَاِنِّیْ نَزَلْتُ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ مَنْزِلًا مُّعْجِبًا، اِجْتَمَعَ بِهٖ اَقْوَامٌ اَعْجَبَتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ کَاِنِّیْ اُدَاوِیْ مِنْهُمْ قَرْحًا۔ اَخَافُ اَنْ یَّعُوْدَ عَلَقًا۔ وَلَیْسَ رَجُلٌ۔ فَاعْلَمْ اَحْرَصَ عَلٰی اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاُلْفَتِهَا مِنِّیْ اَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ حُسْنَ الثَّوَابِ وَکَرَمَ الْمَاٰبِ وَسَاَفِیْ بِالَّذِیْ رَاَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ، وَاِنْ تَغَیَّرْتَ عَنْ صَالِحِ مَا فَارَقْتَنِیْ عَلَیْهِ، فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ نَفْعَ مَا اُوْتِیَ مِنَ الْعَقْلِ وَالتَّجْرِبَةِ وَاِنِّیْ لَاَعْبُدُ اَنْ یَّقُوْلَ قَائِلٌ بِبَاطِلٍ وَاِنْ اُفْسِدَ اَمْرًا قَدْ اَصْلَحَهُ فَدَعْ مَا لَا تَعْرِفُ فَاِنَّ شِرَارَ النَّاسِ طَائِرُوْنَ اِلَیْكَ یَا قَاوِیْلَ السُّوْءِ۔

وَالسَّلَامُ!

بہت سے لوگ برگشتہ ہو کر حق سے بدل گئے دنیا کے ساتھ ہو لیے، خواہش کے پیچھے چلنے لگے۔ اس معاملے میں میری حیثیت تعجب انگیز ہے ایسے لوگوں کا اجتماع ہو گیا ہے جو اپنے نفس کو پسند کرتے ہیں اور اب میں ان کے لگائے ہوئے زخم کے مداوے میں لگا ہوا ہوں مگر ڈرتا ہوں یہ زخم کہیں لاعلاج نہ ہو۔ تمھیں جاننا چاہیئے کہ مجھ سے زیادہ کوئی آدمی بھی اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خیر، اور یک جہتی نہیں چاہتا۔ اس سے میری غرض صرف ثواب خداوندی اور حسن آخرت ہے۔ میں نے جو عہد کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ مجھ سے رخصت ہوتے وقت اپنی نیک رائے سے اگر تم بدل گئے ہو تو بدبخت ہے وہ جو اپنی عقل و تجربے سے نفع اُٹھانے کی صلاحیت سے محروم ہو جائے میں برہم ہوتا ہوں کہ باطل بات کہی جائے یا اس معاملے کو خراب ہونے دوں، جسے خدا درست کر چکا ہے لہذا تم ایسی بات کے پیچھے نہ پڑو۔ جسے جانتے نہیں شریر لوگ ضرور بری باتیں لے کر تمھاری طرف اڑیں گے۔

والسلام۔

یہ ہے امیر المومنین کا وہ "بیان صفائی" جس کے مطالعہ کے بعد ان کی پوزیشن صحیح طور پر نظر کے سامنے آجاتی ہے؛ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ گرداب بلا میں ایک مومن کیا کرتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیئے۔ (جعفری)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۷۹۔ خلیفہ ہونے پر فوجی امراکو تحریر فرمایا

اَمَّا بَعْدُ؛

فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ مَنَعُوا النَّاسَ الْحَقَّ فَاشْتَرَوْهُ وَاَخَذُوْهُمْ بِالْبَاطِلِ۔ فَاقْتَدَوْهُ۔

اگلے لوگ اس لیے ہلاک کر دیے گئے کہ انھوں نے حق کو روکا تو لوگوں نے ان کو خریدنا شروع کر دیا اور انھوں نے باطل کو چلایا تو لوگوں نے باطل ہی کو اپنا چلن بنا لیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہج البلاغۃ

(حصہ چہارم)

ملفوظات و کلمات

(۴۷۲)

(ترجمہ و حواشی)

سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ علیؑ کا عربی ادب پر اثر

ماخذ نہج البلاغہ، اور تقریظ مفتی محمد عبدہٗ کے بعد یہ سطریں اس لئے لکھی گئی ہیں کہ فارسی، عربی اور اُردو میں "کلام علیؑ"، پر کئی حیثیتوں سے بحثیں کی گئی ہیں۔ اتفاق سے تنقید و تاریخی آئینہ میں "کلام علیؑ کی اثر آفرینی" کا تجزیہ نہیں کیا جا سکا ـــــ کلام علیؑ، دین، عرفان، احکام، حقائق اور تاریخ کا جو بے نظیر مجموعہ ہے اس سے کون ناواقف ہوگا۔ اور اب تو عرب عیسائی بھی شخصیت علیؑ پر لکھ رہے ہیں۔

زیر نظر مقالہ امیر المومنینؑ کی شخصیت پر ایک دوسرے زاویہ سے بحث کرتا ہے، یعنی حضرتؑ کی ادبیت کے اہم پہلو کو موضوع بحث بناتا ہے۔ اور اس یقین پر کہ شاید کوئی اس بحث کو مکمل کر دے۔

کسی کی تاثیر یا تاثر معلوم کرنے کے لئے موضوع بحث کو "تجریدی" حالت میں دیکھنا تقریباً ناممکن ہوا کرتا ہے، اس لئے موضوع کا پس منظر اور اُس کے مستقبل کا جائزہ لے کر فیصلہ آسان، اور تعارف واضح ہو جاتا ہے۔

بحث یہ ہے کہ "عربی ادب" پر "کلام علیؑ" کا "اثر" ہوا یا نہیں؟ اور ادب میں وہ کون سی خصوصیتیں پیدا ہوئیں جن سے یہ معلوم ہو کہ "کلام علیؑ" نے ادب کو متاثر کیا؟

مشکل یہ ہے کہ "عہد تہذیب تاریخ" سے پہلے کسی خاص چیز کا پس منظر معلوم کرنا "کھدائی" اور زمین میں معدنیات کی تلاش سے کم نہیں۔

ادب جاہلیّت

البتہ کلام علیؑ کا پس منظر سمجھنے کے لئے "ادب قبل از اسلام" کا مطالعہ کرنا ہے۔ یہ مطالعہ اگرچہ کافی طولانی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ "ادب قبل از اسلام"، جسے "ادب جاہلیت" کہتے ہیں ایک جاندار، زندہ اور تاریخی ادب ہے، اس کے

لہ میں تاریخ کے تین عہد فرض کرتا ہوں۔ عہد قصص، عہد تدوین، عہد تہذیب ۱۲

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

دامن میں تیز و تند ہوائیں، زناٹے کی آندھیاں، چٹیل میدان، اطلال و دمن، اونچی نیچی پہاڑیوں پر آگ کی شعلہ نشانی، یا کبھی کبھی کی آبادی کے کھنڈر، اور رزمگاہوں میں تلواروں کی چمک نظر آتی ہے۔ اس میں چلتے پھرتے قبیلوں کا نظام معاشرت، شہریوں کا انداز زندگی، قبائل کی خانہ جنگیاں، افراد کے ذہنی، اخلاقی اور فکر کے سطحی اور رنگین مرقعے نظر آتے ہیں۔

شخصی و اجتماعی کردار، قومی اور قبائلی دستور اگر تلاش کرنا ہوں تو ادب جاہلیت بے مثال دستاویز ہے، سادگی، شجاعت، حریت اور جنگجوئی کے جذبات کا یہ دفتر فصاحت آفریں حیرت انگیز حد تک متاثر کن ہے، لیکن وہ عرب جو شعر کو سجدہ گاہ جانتا تھا جس نے نبی تغلب کی ہر حکومت و برتری بھلا دی تھی جو اپنے شاعر کے شہ کار کو "جاوداں" سمجھتے تھے اس قدر ادب پرستی کے بعد بھی اس کے لٹریچر میں ایک خلا ہے، اور وہ ہے "نثر" کا فقدان۔ مورخین ادب اور آثار ادب میں قصے، لمبی کہانیوں یا مذہبی نثر کا نام نہیں لیتے، بلکہ وہ صرف یہ بتلاتے ہیں کہ عربوں کے بازاروں میں اگر ایک طرف شاعر اپنے قصیدے، غزلیں، ترانے اور "شاہ نامے" سناتا تھا تو دوسری طرف ان کے شعلہ بیان خطیب تقریریں کرتے تھے۔

یہ تقریریں رزم میں برجستہ، رواں، انقلاب آفریں اور فخریہ ہوا کرتی تھیں، اور بزم میں مسرت خیز و فخر آمیز، و مسجع عبارت، اہتمامی انداز اور باقاعدگی و سنجیدگی سے بھاری مگر یہ دونوں نثریں بنیادی خیال، موضوعی فکر اور مقصد انشا سے خالی ہوتی تھیں، خطیب محنت کرتا تھا اور داد حاصل کر کے فن و کمال کا مظاہرہ کرتا تھا۔

یہ خطیب دو طرح کی تقریریں کرتے تھے تمہیدی اور غیر تمہیدی۔ غیر تمہیدی تقریریں "بترا" کہلاتی تھیں۔ پھر یہ خطبے دو طرح سے پیش کئے جاتے تھے "کھڑے ہو کر بولنے والے" اور "بیٹھ کر بولنے والے"، جاحظ نے ان لوگوں کے بارے میں بڑے معلومات فراہم کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر بولنے والے مقرر، سیاسی و معاشرتی موقعوں پر کھڑے ہو کر بولتے تھے، اور فقط نکاح کا خطبہ بیٹھ کر ادا کیا جاتا تھا۔

اسٹیج کے خطیبوں کا انداز یہ تھا کہ :-

وَكَانَ لِكُلِّ قَبِيلَةٍ خَطِيبٌ، كَمَا كَانَ لِكُلِّ قَبِيلَةٍ شَاعِرٌ۔

جس طرح ہر قبیلے کا ایک شاعر ہوا کرتا تھا، اسی طرح ہر قبیلے کا ایک خطیب بھی ہوتا تھا۔

وَأَكْثَرُ مَا كَانَتِ الْخِطَابَةُ فِي التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ وَالتَّحْكِيمِ فِي الْخُصُومَاتِ وَإِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفِي الْمُفَاخَرَاتِ وَالْمُنَافَرَاتِ وَالْوَصَايَا، وَغَيْرِ ذَلِكَ۔

اکثر جنگی تحریک، یا آپس کے جھگڑوں میں فیصلے، صلح و صفائی، فخریہ و ہجویہ یا وصیت و نصیحت کے موقعوں پر یہ لوگ بولتے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْخَطِيبِ فِي غَيْرِ خُطَبِ الْإِمْلَاكِ وَالتَّزْوِيجِ أَنْ يَخْطُبَ قَائِمًا، أَوْ عَلَى نَشْزٍ وَمُرْتَفِعٍ مِنَ الْأَرْضِ أَوْ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ، لِإِبْعَادِ مَدَى الصَّوْتِ، وَلِلتَّأْثِيرِ بِشَخْصِهِ وَإِظْهَارِ مَلَامِحِ وَجْهِهِ، وَحَرَكَاتِ جَوَارِحِهِ، وَلَا غِنَى لَهُ عَنْ لَوْثٍ، وَعَصَبِ الْعِمَامَةِ وَالِاعْتِمَادِ عَلَى مِخْصَرَةٍ، أَوْ عَصًا أَوْ قَنَاةٍ أَوْ قَوْسٍ، وَرُبَّمَا أَشَارَ بِإِحْدَاهَا أَوْ بِيَدِهِ۔

(جوہر الادب، جلد ۲ صفحہ ۲۰)

کسی چیز کے خریدنے، یا عقد نکاح کے علاوہ "خطیب" کھڑے ہو کر بولتے تھے۔ یہ اسٹیج یا تو کوئی چبوترہ، ٹیلا ہوتا تھا یا اونٹ کی پیٹھ پر سے یہ کام لیتے تھے، مقصد یہ تھا کہ آواز دور تک پہونچے، شخصیت سے مرعوب کیا جائے، چہرے کے اتار چڑھاؤ دکھائے جائیں۔ اس کے علاوہ بھی کچھ کیا جاتا تھا۔ مثلاً عمامہ باندھتے تھے، چھڑی، نیزہ یا کمان ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اور کبھی چشم و ابرو یا ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔

اس دور کے کھڑے ہو کر بولنے والے مقررین میں سے چند نام یہ ہیں:۔

(۱) قیس بن خارجہ (م ۶۰ھ تقریباً) یہ نجران کا اسقف، حکیم و مبلغ اور جنگ "داحس و غبراء" کا خطیب مانا گیا ہے۔

(۲) خویلد بن عمرو غطفانی، جنگ فجار کا مقرر۔

(۳) قس بن ساعدہ، عرب کے مشہور بازار اور عظیم الشان میلے کا خطیب کہ اسے پیغمبر اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بولتے سنا تھا۔

(۴) اکثم بن صیفی جو عرب سے ایران جانے والے اس وفد کا لیڈر تھا جو نعمان کی طرف سے کسریٰ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا

(۵) ابو ثور عمر بن معدیکرب الزبیدی، جس کے بارے میں اندازہ ہے کہ ۵۲۳ء میں پیدا اور ۶۴۳ء میں مرا ہے۔ یہ یمن کا بہادر، عرب کا خطیب اور غضب کا ادیب تھا۔ ۹ھ میں مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا، اس کے بعد پھر اسلام قبول کیا[۱]۔

(۶) یونس بن حبیب، عظیم الشان اور مشہور خطیب جس کے لئے ابن رشیق نے لکھا ہے "غَلَبَ بَاقِي الْخُطَبِ" "تقریروں کا شیر"[۲]

(۷) ان کے علاوہ قریش میں "کعب بن لوی" حضرت رسالت مآب و امیر المومنینؑ کے جد ہفتم۔ سید احمد ہاشمی لکھتے ہیں:۔

---

[۱] اصل کتاب میں "باحداہا" ہے۔ میں احدابہا پڑھتا ہوں۔ [۲] تاریخ ادب العربی احمد حسن زیات صفحہ ۱۷۲۔ المجمل صفحہ ۲۸

[۲] کتاب العمدہ جلد ۱ صفحہ ۶۸۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ اَقْدَمِهِمْ "كَعْبُ بْنُ لُوَيٍّ" وَكَانَ ذَا نُفُوْذٍ عَظِيْمٍ فِيْ قَوْمِهٖ حَتّٰى اَكْبَرُوْا مَوْتَهٗ۔

(جواہر الادب جلد ۲ صہ ۱۹)

ان میں قدیم ترین شخصیت "کعب بن لوی" ہیں جو اپنی قوم کے با اثر ترین لوگوں میں تھے، حتّٰی کہ ان کی موت کو بڑی اہمیت دی گئی۔

جاحظ، ابن عبد ربہ، قلقشندی وغیرہ نے ان میں بہت سے لوگوں کے خطبوں، مکالموں اور فیصلوں کے کچھ کچھ جملے، اور منتشر منسوبات لکھے ہیں:۔

قُس کا خطبہ تو تقریباً ایک ہی عبارت میں اکثر کتب ادب میں موجود ہے۔ خطبہ نکاح سے متعارف کرانے کے لئے، تقریباً ۵۹۴ء کا ایک اہم نمونہ وہ ہے جو حضرت ابو طالب کرم اللہ وجہہ نے نکاح پیغمبر اسلام کے موقع پر پڑھا تھا کہ:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّيَّةِ[1] اِبْرَاهِيْمَ، وَزَرْعِ اِسْمَاعِيْلَ، وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ مُضَرٍ، وَجَعَلَ لَنَا بَيْتًا مَحْجُوْبًا وَحَرَمًا اٰمِنًا، وَجَعَلَنَا اٰمِنًا بَيْتَهٗ وَسُوَّاسَ حَرَمِهٖ۔ وَجَعَلَنَا حُكَّامًا عَلَى النَّاسِ۔

اُس خدا کا شکر جس نے ہم کو ذریت ابراہیم، کشت اسماعیل اور پشت معد، اور عنصر مضر سے بنایا۔ ہمیں مرکز حج مکان (بیت اللہ) دیا امن کا حرم مرحمت فرمایا۔ ہم اس گھر کے امین و مہتمم اور لوگوں کے حامی ہیں۔

وَاِنَّ[2] ابْنَ اَخِيْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَرَابَتَهٗ وَهُوَ لَا يُوْزَنُ بِهٖ اَحَدٌ اِلَّا رَجَحَ بِهٖ، فَاِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قَلَّ۔ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ۔

اور میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ کی قرابت سے تم لوگ واقف ہو، اور شرف ایسا ہے کہ جسے بھی اس کے مقابلے میں تول کر دیکھو گے ہلکا ملے گا۔ اور اگر اسکے پاس مال کی کمی ہے تو مال ایک چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔

وَقَدْ خَطَبَ خَدِيْجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ وَبَذَلَ لَهَا مِنَ الصَّدَاقِ مَا عَاجَلَهٗ وَاٰجِلَهٗ مِنْ مَالِيْ كَذَا وَكَذَا۔

اس فرزند نے خدیجہ بنت خویلد سے رشتہ کیا ہے اور اسے فوری اور بدیر دینے والے مہر میں سے اتنا اتنا مال میں دے رہا ہوں۔

وَهُوَ وَاللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا لَهٗ نَبَأٌ عَظِيْمٌ،

یہ فرزند ایک تابناک مستقبل اور کچھ غیبی عظمتیں ظاہر

---

[1] زَرْعُ اِبْرَاهِيْمَ وَذُرِّيَّةُ اِسْمَاعِيْلَ ص المجمل ص ۲۷ ج ۱۔ [2] ..... ثُمَّ اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، اِبْنُ اَخِيْ مَنْ لَا يُوَازَنُ بِهٖ فَتًى مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا رَجَحَ بِهٖ بِرًّا وَفَضْلًا وَعَدْلًا وَمَجْدًا وَنَبْلًا۔ وَاِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قَلَّ فَاِنَّ الْمَالَ عَارِيَةٌ، مُسْتَرْجَعَةٌ وَظِلٌّ زَائِلٌ وَلَهٗ فِيْ خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَغْبَةٌ، وَلَهَا فِيْهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَمَا اَرَدْتُمْ مِنَ الصَّدَاقِ فَقُلِيْ" (المجمل ص ۲۷ ج ۱)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَخَطْرٌ جَلِيلٌ۔ (کتاب تاریخ اللغۃ العربیہ جلد ۲ صفحہ ۷۵) کرے گا۔

بیٹھ کر پڑھے جانے والے خطبے اہم اور خطیب عظمت کے مالک ہوا کرتے تھے۔ جاحظ نے لکھا ہے:۔

..... اِنَّهُ يَعْرِضُ لِلْخَطِيبِ فِيهَا مِنَ الْحَصَرِ أَكْثَرُ مِمَّا يَعْرِضُ لِصَاحِبِ الْمِنْبَرِ، وَلِذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

..... مقرر کو اسٹیج پر بولنے والے سے زیادہ لکنت اور گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔

مَا يَتَتَعْتَعُنِي فِي كَلَامٍ كَمَا تَتَتَعْتَعُنِي فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ۔

مجھے کسی تقریر سے ایسی الجھن اور گھٹن محسوس نہیں ہوتی جیسے خطبۂ نکاح سے۔ (البیان والتبیین جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

مختصر یہ کہ علماء ادب نے چند مختصر خطبوں اور تھوڑے سے نثری اقتباسات و کلمات نقل تو کیے ہیں لیکن نہ ان کی روایت جانچی ہے نہ کوئی ترتیب پیش نظر رکھی، پھر مقدار و کیفیت کے لحاظ سے قابل توجہ نہیں۔ عوام کو اس قسم کے ادب سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ یاد کرتے، نہ ان خطبوں کے خطیبوں کے مخصوص ادا ہوتے تھے۔ اس کی حیثیت وقتی بات کی سی ہوتی تھی، لوگ سنتے اور بھول جاتے تھے، اب اگر اتفاقاً کسی کو ایک آدھ جملہ، ایک دو خیال پسند آگئے تو بطور خود کہیں کہہ دیا، یہی "کہہ دیا" روایت بنتا تھا۔ بھلا جنگی رجز، اور بہادرانہ للکار اور جذبات سے کھیلنے والے شعروں کے مقابلے نثر کی خشک و بے مزہ تقریریں کون یاد کرتا؟

لیکن جو کچھ ہے، اس سے اس گلستاں کی بہار کا قیاس کرنا ممکن ہے۔ تنقید نگاروں کا سرسری جائزہ ہے کہ:۔

یہ ادب مقفیٰ و مسجع اور سادہ و غیر مسلسل، ادب اور رنگا رنگ اسلوب رکھتا ہے جس میں اخلاقیات کے علاوہ فکر اور پیام کا نام نہیں۔

چھوٹے چھوٹے جملے:۔

خطبوں کے علاوہ، مکالمات و قضایا و وصایا اور مختصر جملوں پر مشتمل ذخیرۂ ادب کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ عرض کردوں کہ، جاحظ کا کہنا ہے کہ یونان، ہندوستان اور ایران کے مقابلے میں عربوں کا امتیاز شعر میں نہیں، خطبوں میں ہے کہ ان مقامات پر مقررین کا پتہ نہیں چلتا، البتہ حکیمانہ گفتگو اور فلسفیانہ جملوں کی ان زبانوں میں کمی نہیں۔

درحقیقت کوئی الگ اور منفرد کلام کم ہی تھا، ہوا یہ کہ کسی کی تقریر سے کوئی پسندیدہ جملہ زبان زد ہو گیا، یا راوی کے ہاتھ لگا اور کتابوں میں آگیا۔ مگر یہ جملے بڑی اہمیت رکھتے ہیں، علامہ زمخشری نے لکھا ہے:۔

فَهٰذِهِ فَصَاحَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَجَوَامِعُ اہل زبان عربوں کی ادبیت کی انتہا ان کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَلِمِهَا، وَنَوَادِرُ حِكَمِهَا، وَبَيْضَةُ مَنْطِقِهَا وَ
زُبْدَةُ بَلَاغَتِهَا الَّتِي أَغْرَبَتْ عَنِ الْقَرَائِحِ
السَّلِيمَةِ وَالرَّكْنِ الْبَدِيعِ إِلَى ذَرَابَةِ اللِّسَانِ وَ
غَرَابَةِ اللَّسَنِ، حَيْثُ أَوْجَزَتِ اللَّفْظَ فَأَشْبَعَتِ
الْمَعْنَى وَقَصَرَتِ الْعِبَارَةَ فَأَطَالَتِ الْمَغْزَى[1]

جامع ترین کلمات، حکیمانہ نکتے، گفتگو کے جواہر پارے اور بلاغت کی روح وہ ہے جو اہل ذوق طبیعتوں کی ایجاد، اور آتش بیان زبانوں کی تیزی و ندرت سے ترشے ہوئے جملوں کی شکل میں نظر آتا ہے۔

ان کلمات کی لفظیں مختصر اور عبارت تو چھوٹی ہوتی ہے مگر معنی وسیع اور گہرائی رکھتے ہیں۔

یہ جملے مسجع بھی ہیں اور رواں بھی۔ مختصر بھی ہیں اور کسی قدر غیر مختصر بھی۔ اخلاقی بھی ہیں اور فلسفی بھی۔ مثلاً

(۱) اَلْبَسْ لِكُلِّ حَالَةٍ لُبُوسَهَا، إِمَّا نَعِيمَهَا وَإِمَّا بُؤُوسَهَا

خوشحالی ہو یا پریشانی، ہر حال میں ویسا ہی رنگ اختیار کرو۔

(۲) ثَارَ حَابِلُهُمْ عَلَى نَابِلِهِمْ۔

ان کا نہتا ان کے ہتھیار بند پر جا پڑا۔

(۳) اَلْيَوْمَ خَمْرٌ وَغَدًا أَمْرٌ۔

آج عشرت میں اور کل اصل معاملہ۔

(۴) إِنَّ الْبُغَاثَ بِأَرْضِنَا يَسْتَنْسِرُ۔

ہمارے علاقے میں حقیر پرندے بھی شاہین بن جاتے ہیں۔

(۵) إِنْ كُنْتَ رِيحًا فَقَدْ لَاقَيْتَ إِعْصَارًا۔

اگر ہوا بن جاؤ تو مدتوں رہو گے۔

(۶) حَسْبُكَ مِنَ الْقِلَادَةِ مَا أَحَاطَ بِالْعُنُقِ
مَا أَحَاطَ بِالْقِلَادَةِ۔

گلو بند کے لئے اس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ وہ گردن بند ہے۔

یہ ہے عربی ادب جاہلیت کا مختصر ترین جائزہ، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

اَلْكَلَامُ الَّذِي يُفْصِلُ مِنْهُ تَصْوِيرُ الْمَعَانِي
النَّفْسِيَّةِ وَالِاجْتِمَاعِيَّةِ، وَفِيهِ مَظْهَرٌ مِنْ قُوَى
الْعَقْلِ وَالتَّفْكِيرِ۔

میرا خیال ہے کہ عرب جاہلیت کے پاس اس قسم کا نثری لٹریچر موجود نہیں، اسواسطے کہ ایسا ادب اسوقت پروان ہوتا ہے، جب تمدن پھیل چکا ہو، ضروریات تہذیب مکمل ہوں۔

وَلَا أَحْسَبُ أَنَّ لِلْعَرَبِ الْجَاهِلِيَّةِ حَظًّا
مِنْ هٰذَا النَّوْعِ لِأَنَّ النَّثْرَ بِهٰذَا الْمَعْنَى لَا يَظْهَرُ
وَلَا يَنْفَجُّ إِلَّا حَيْثُ تَكُونُ الْحَضَارَةُ وَارِفَةَ
الظِّلَالِ كَامِلَةَ الْأَسْبَابِ، تَدْعُو إِلَيْهَا حَالَتُهَا

اس زمانے میں نظری طور پر جماعتوں میں تنظیم، نظام میں ہم آہنگی اور حکیمانہ آئین جاری ہوتے ہیں۔ تحریر، یا تالیف کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے۔

---

[1] کتاب تاریخ الادب جلد ۲ صفحہ ۲۳۰۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الطَّبِيعِيَّةُ إِلَى تَنْظِيمِ الْجَمَاعَاتِ وَضَبْطِ أَنْظِمَتِهَا وَشُئُونِهَا بِقُيُودِ الْعَقْلِ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْكِتَابَةَ أَوِ التَّدْوِينَ وَإِذَا عَدَدْنَا لَهُمْ نَثْرًا فَإِنَّمَا هُوَ :-

آج کا ادیب جب جاہلیت کی نثر پر گفتگو کرتا ہے تو اُسے کم و بیش چار چیزیں ملتی ہیں۔

(أ) حَدِيثٌ يَدُورُ بَيْنَهُمْ فِي شُئُونِ الْمَعِيشَةِ

(أ) وہ باتیں جن کا تعلق ان کی روزمرہ زندگی سے ہے۔

(ب) أَوْ جُمَلٌ قَصِيرَةٌ تَتَضَمَّنُ حِكْمَةً، أَوْ مَثَلًا سَائِرًا لِحَكِيمٍ مِنَ الْحُكَمَاءِ

(ب) فلسفہ آمیز جملے یا کسی حکیم کی زبان سے نکلی ہوئی کہاوتیں۔

(ج) أَوْ كَلَامٍ يَقُومُ بِهِ نَابِغَةُ مُشَافَهَةُ الْمُلُوكِ وَفِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ الْقَبَائِلِ، أَوِ الْحَضِّ عَلَى الْقِتَالِ، أَوْ فِي التَّفَاخُرِ وَالتَّنَافُرِ۔

(ج) بادشاہوں سے مکالمے، قبائلی اصلاح، جنگی تحریک، فخریہ یا ہجویہ تقریریں۔

وَلَيْسَ فِي هٰذَا كُلِّهِ شَيْءٌ مِنْ مَظَاهِرِ الْفَنِّ الَّذِي نَجِدُهُ فِي شِعْرِهِمْ۔ (المجمل جلد ۱ ص ۱۵)

لیکن اس ذخیرے میں ہمیں کوئی ایسی فنی روشنی نہیں ملتی جو ان کے شعری ادب میں عام ہے۔

شعری ادب

عربوں کا شعری ادب :-

ابن سلام جمحی نے خوب کہا ہے کہ :-

دِيوَانُ عِلْمِهِمْ، وَمُنْتَهَى حِكْمَتِهِمْ، بِهِ يَأْخُذُونَ، وَإِلَيْهِ يَصِيرُونَ۔

ان کے علم کا دفتر، حکمت و فلسفہ کی معراج ہے، یہی ان کی ابتدا اور یہی انتہا ہے۔

ادب جاہلیت کے محسن اعظم ابو تمام نے اس فکر کو "نو بابوں" پر تقسیم کیا ہے :-

۱۔ حماسہ (فخریہ و بہادرانہ) ۲۔ مراثی (حزنیہ شاعری) ۳۔ نسیب (غزل) ۴۔ الاضیاف والمدائح (مدح و صفات) ۵۔ باب الصفات (بیانیہ شاعری) ۶۔ السیر والنعاس (سفر و حالات سفر، عوامی شاعری)، ۷۔ ملح (تلمیحی شاعری) ۹۔ مذمت النساء (عورت)

سلہ محمد بہجۃ الاثری نے "المجمل فی تاریخ الادب العربی" میں ان ابواب کو یوں تقسیم کیا ہے :- ادب و حکمۃ، فخر و حماسہ، وصف، غزل و نسیب، مدیح، رثا، ہجا، عتاب، اعتذار جس میں نابغہ زیبانی منفرد ہے (صفحہ ۴۰ و ۵۲)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ان آثار و تاریخی پس منظر میں اسلام کا ادب :۔

اس پسِ منظر میں اسلام، وحدت فکر، پیام، علم و عمل لے کر آیا۔ تشکیل کردار و معاشرہ اور عظمت امن و اہمیت نثر لے کر آیا۔ خانہ جنگیاں ختم ہوگئیں۔ قصیدوں کو خانہ کعبہ میں لٹکایا جانا بند ہوگیا۔ فخر و ہجو کے اجتماعات کی اہمیت باقی نہ رہی۔ قرآن، ایک واضح راستہ، روشن منارہ اور مثالی ادبی زبان لے کر آیا، قریش کی بولی، سادگی ادا، مطالب کی گہرائی، اصلاح و اخلاق کی گیرائی اور اعجاز کی بلندیوں نے آفاق کے ذہن اور قلموں کے رُخ موڑ دیئے، دعوت قرآن و تبلیغ احکام کے لئے نظم کے بجائے نثر اور شاعر کے بجائے خطیب اور میلوں کے بجائے مسجدوں کی صفیں اور سنجیدہ اجتماعات ہونے لگے۔ اس دعوت کا نقیب اور دین کا زعیم، اپنے ماضی کے کردار، اور حال کی عظمت کو جلو میں لئے ختم نبوت کے منصب دار کی حیثیت سے جب بھی بولا، جو بھی پیام دیا، اس کے لئے نثر ہی کو تجویز فرمایا، نتیجہ یہ کہ اس تحریک کے تاثر سے عربی نثر متاثر ہوئی اور خطیب اُبھرنے لگے۔

اس عہد کا عربی ادب معتدل اور مہذب ادب ہے، کیونکہ اب تک ادیبوں میں ذہنی آوارگی تھی اسلام نے ایک مقصد، ایک موضوع اور ایک اسلوب دیا، چنانچہ نظم و نثر ایک آہنگ پر آنے لگے، ان کے ادب میں "قرآن" اور "حدیث" کا پرتو پڑنے لگا۔ اسلام نے نثر میں خطبوں، تقریروں، مکالموں کے علاوہ مختصر اور طولانی احکام بیانیہ مضمون اور خطوط کا نمایاں اضافہ ہوا۔

اس ادب کی تخلیق میں "کعب بن لوی" جیسے مشہور خطیب کی نسل کے بے مثال مجاہد "ابو طالب" سب سے پہلے شاعر اور خطیب ہیں۔ حضرت ابو طالبؑ پہلے مسلمان ہیں جن کا خطبۂ نکاح تاریخوں میں محفوظ ہے۔ وہ اسلام کے پہلے شاعر ہیں، ان کا قصیدہ :۔

خَلِيلَيَّ مَا أُذْنِي لِأَوَّلِ عَاذِلٍ ۔۔۔ بِصَفْوَاءَ فِي حَقٍّ وَلَا عِنْدَ بَاطِلٍ

میرے دوستو، میرے کان پہلے ملامت کرنے والے کی ملامت پر غور نہیں کرتے، نہ حق میں نہ باطل میں

لوگوں کا کہنا ہے یہ لامیہ عرب کے بہترین لامیوں میں ہے۔

علی بن ابی طالبؑ کا ادبی پسِ منظر :۔

ابو طالبؑ کی ادبی قدر و قیمت، ان کی نثری و شعری قابلیت کا اعتراف ایک طرف، قریش کی زبان و ادب دوسری طرف، گھر کا شخصیت ساز ماحول، اور تمثال گر ماں باپ کی نگاہ توجہ کے ساتھ ساتھ ہمت، جرأت، شجاعت، ذہنی استقامت اور ماحول پر چھا جانے کی صلاحیتیں سونے پر سہاگہ بنی ہوئی تھیں۔ آغاز دعوت کے وقت علیؑ کی عمر نو دس

دیوان شیخ الابا طح اور زہرۃ الادبانی شرح لامیۃ شیخ البطحا۔ طبع حیدریہ نجف ۱۳۵۶ھ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

سال بھی بتائی گئی ہے۔ اور سب نے لکھا ہے کہ ۲۷ رجب ۱۰ھ بعثت سے ۲۸ صفر ۱۱ھ تک کوئی موقع ایسا نہیں جب تلوار، قلم یا زبان سے دشمن کو جواب نہ دیا ہو، ہر وقت بحثیں، دن بھر مکالمے رہتے ہوں گے، ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ سب سے پہلے مددگار، جوان سال مجاہد، پُرجوش حامی ہونے کی وجہ سے زیادہ تر ان معرکوں سے دوچار ہوئے، پیغمبرؐ کے کاتب و پیامبر ہونے کی وجہ سے اہم سے اہم تر خط لکھے۔ اور سورۂ برأت کی تبلیغ یامن میں کامیابی بتاتی ہے کہ اس عہد کے بولنے والوں میں علیؑ نڈر، تیز زبان اور عظیم الشان مقرر تھے۔

تاریخ حسب معمول تقریروں کے نقل کرنے میں بخیل ہے۔ لیکن ذکر اذکار کے طور پر جو کچھ لکھا ہے، اس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی تک لوگوں کو نثر سے اتنی دلچسپی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے "فن پارے"، پسند عام کی سند حاصل کرتے۔ البتہ "قرآن" ان کی زبان کا وظیفہ اور پسندیدہ ترین سرمایہ تھا، کہ بحث و مناظرہ، قصص و بیانات کا بڑا بھاری ذخیرہ ہے۔

۱۱ھ کے بعد عربوں کے معاشی، تمدنی اور ذہنی حالات میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگا۔ لڑائیاں عربی سرحدوں سے آگے بڑھ گئیں۔ دعوت کے لئے غیر قوموں اور دوسری زبان والوں سے پالا پڑا۔ اس لئے تحریر و تقریر میں طول، سلاست اور تفہیمی انداز زیادہ ہونے لگا۔ نظم میں بھی جدید رجحانات نمایاں ہو گئے، اور نثر میں بھی "تخلیق" کا عمل شروع ہوا، ہر ایک کا اپنا اپنا انداز اور الگ الگ اسلوب تھا۔ ایران در دم آنے جانے سے جو نتائج رونما ہو سکتے تھے وہ بھی نمایاں ہوئے۔ جاحظ کا کہنا ہے:-

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ إِنَّا لَا نَعْرِفُ الْخُطَبَ إِلَّا لِلْعَرَبِ وَالْفُرْسِ وَأَمَّا الْهِنْدُ فَإِنَّمَا لَهُمْ مَعَانٍ مُدَوَّنَةٌ، وَكُتُبٌ مُجَلَّدَةٌ، لَا تُضَافُ إِلَى رَجُلٍ مَعْرُوفٍ وَلَا إِلَى عَالِمٍ مَوْصُوفٍ، وَإِنَّمَا هِيَ كُتُبٌ مُتَوَارِثَةٌ، وَآدَابٌ عَلَى وَجْهِ الدَّهْرِ سَائِرَةٌ مَذْكُورَةٌ۔

مختصر یہ کہ ہم عربوں اور ایرانیوں کے علاوہ کسی کی تقریروں سے واقف نہیں، کیونکہ اہل ہند کے پاس ایک علم ہے جو کسی آدمی کی طرف منسوب نہیں، بلکہ صدیوں سے وہ ان کے پاس چلا آرہا ہے، اور وہ کتابیں نسلوں سے متوارث ہیں جس کے آداب نامعلوم مدت سے رائج ہیں۔

وَلِلْيُونَانِيِّينَ فَلْسَفَةٌ وَصِنَاعَةُ مَنْطِقٍ وَكَانَ صَاحِبُ الْمَنْطِقِ نَفْسُهُ بَكِيَّ اللِّسَانِ غَيْرَ مَوْصُوفٍ بِالْبَيَانِ، مَعَ عِلْمِهِ بِتَمْيِيزِ الْكَلَامِ وَتَفْصِيلِهِ وَمَعَانِيهِ وَبِخَصَائِصِهِ وَهُمْ

یونانیوں کے پاس فلسفہ و منطق تو ہے، مگر لطف یہ ہے کہ خود ان کا موجد فن، کم سخن تھا، اور اس کی قوت گویائی کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ کلام، انداز کلام، تفصیلات و حقائق و خصوصیات سے باخبر تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَزْعُمُونَ اَنَّ جَالِينُوسَ كَانَ اَنْطَقَ النَّاسِ وَ لَمْ يَذْكُرُوهُ بِالْخَطَابَةِ، وَلَا بِهٰذَا الْجِنْسِ مِنَ الْبَلَاغَةِ۔

یونانیوں کے خیال میں جالینوس بہت بڑا بولنے والا تھا۔ اس کے باوجود اس کی خطابت یا بلاغت کا ذکر نہیں ہے۔

وَفِي الْفُرْسِ خُطَبَاءُ اِلَّا اَنَّ كُلَّ كَلَامٍ لِلْفُرْسِ وَكُلَّ مَعْنًى لِلْعَجَمِ فَاِنَّمَا هُوَ عَنْ طُولِ فِكْرَةٍ وَعَنِ اجْتِهَادٍ وَخَلْوَةٍ وَعَنْ مُشَاوَرَةٍ وَمُعَاوَنَةٍ، وَعَنْ طُولِ التَّفَكُّرِ، وَدِرَاسَةِ الْكُتُبِ وَحِكَايَةُ الثَّانِي عِلْمُ الْاَوَّلِ، وَزِيَادَةُ الثَّالِثِ فِي عِلْمِ الثَّانِي، حَتّٰى اجْتَمَعَتْ بِشَارَتِلْكَ الْفِكَرِ عِنْدَ اٰخِرِهِمْ۔

ایران میں البتہ خطیب گزرے ہیں، لیکن ایرانیوں کی ہر گفتگو، اور عجمیوں کی ہر تقریر، ایک گہری فکر، اور دور رس اجتہاد کا نتیجہ ہوا کرتی تھی، اس میں خلوت پسندی، مشورہ میں احتیاط و ہمدردی ہے۔ ان کے علم کو دوسرے نے پہلے اور تیسرے نے دوسرے سے لیا اور بڑھایا اور آخر میں سب کا نچوڑ آخری شخص کے پاس آگیا۔

وَكُلُّ شَيْءٍ لِلْعَرَبِ، فَاِنَّمَا هُوَ بَدِيهَةٌ، وَارْتِجَالٌ وَكَاَنَّهُ اِلْهَامٌ۔ وَلَيْسَتْ مُعَانَاةٌ وَلَا مُكَابَدَةٌ، وَلَا اِجَالَةَ فِكْرَةٍ وَلَا اِسْتِعَانَةٌ۔ وَاِنَّمَا هُوَ اَنْ يُصَرِّفَ وَهْمَهُ اِلَى الْكَلَامِ، وَاِلَى رَجَزِ يَوْمِ الْخِصَامِ، اَوْ حِينَ يَمْتَحُ عَلٰى رَاْسِ بِئْرٍ، اَوْ يَحْدُو بَعِيرًا، وَعِنْدَ الْمُقَارَعَةِ وَالْمُنَاقَلَةِ، اَوْ عِنْدَ صِرَاعٍ اَوْ فِي حَرْبٍ۔ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ يُصَرِّفَ وَهْمَهُ اِلٰى جُمْلَةِ الْمَذْهَبِ وَاِلَى الْعَمُودِ الَّذِي يَقْصِدُ، فَتَاْتِيهِ الْمَعَانِي اِرْسَالًا، وَتَنْثَالُ عَلَيْهِ الْاَلْفَاظُ اِنْثِيَالًا، ثُمَّ لَا يُقَيِّدُهُ عَلٰى نَفْسِهِ وَلَا يَدْرُسُهُ اَحَدٌ مِنْ وُلْدِهِ۔

رہے عرب، تو ان کے پاس جو کچھ ہے ارتجالاً اور فوراً ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے الہام ہے کہ تکلف و محنت و امداد وغیرہ کا نام بھی نہیں آتا، مقرر یا متکلم گفتگو کرنا چاہتا ہے، یا میدان میں لڑنے آتا اور رجز سناتا ہے۔ کنویں پر پانی کے لئے آتا اور گیت گاتا ہوا اونٹ ہنکا رہا ہے اور "حدی" (ترانہ) پڑھتا ہے۔ جنگ یا کشتی یا اور کسی موقع پر وہ پہلے اسلوب وغیرہ کو نہیں دیکھتا۔ وہ واقعہ کے نتائج کو دیکھ کر رواں و مسلسل انداز میں سوچے بغیر بولتا ہے۔ پھر نہ ان باتوں کو قلم بند کرتا ہے نہ اپنے بچوں کو سکھاتا ہے اس لئے وہ سب کے سب اَن پڑھ تھے۔ لکھنا نہیں جانتے تھے سادہ مزاج و تکلف سے ناآشنا تھے۔ ہاں باتیں کرنا خوب جانتے تھے۔ ہر ایک بہترین مقرر تھا۔

وَكَانُوا اُمِّيِّينَ، لَا يَكْتُبُونَ وَمَطْبُوعِينَ لَا يَتَكَلَّفُونَ، وَكَانَ الْكَلَامُ الْجَيِّدُ عِنْدَهُمْ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَكْثَرَ، وَهُمْ عَلَيْهِ أَقْدَرُ وَأَقْهَرُ، وَكُلُّ وَاحِدٍ فِي نَفْسِهِ أَنْطَقُ، وَمَكَانُهُ مِنَ الْبَيَانِ أَرْفَعُ۔ وَخُطَبَاؤُهُمْ أَوْجَزُ، وَالْكَلَامُ عَلَيْهِمْ أَسْهَلُ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ أَيْسَرُ مِنْ أَنْ يَفْتَقِرُوا إِلَى تَحَفُّظٍ، أَوْ يَحْتَاجُونَ إِلَى تَدَارُسٍ، وَلَيْسَ هُمْ كَمَنْ حَفِظَ عِلْمَ غَيْرِهِ، وَاحْتَذَى عَلَى كَلَامِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، فَلَمْ يَحْفَظُوا إِلَّا مَا عَلِقَ بِقُلُوبِهِمْ، وَالْتَحَمَ بِصُدُورِهِمْ، وَاتَّصَلَ بِعُقُولِهِمْ مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ، وَلَا تَقَصُّدٍ وَلَا تَحَفُّظٍ، وَلَا طَلَبٍ، وَإِنَّ شَيْئًا الَّذِي فِي أَيْدِينَا جُزْءٌ مِنْهُ۔

یہ مقرر مختصر گو، سہل پسند اور ایسے کہ ان کی تقریروں کے لیے یاد کرنے کی ضرورت نہ پڑے، یا پڑھنے کی احتیاج نہ ہو۔ نہ ان کا یہ دستور تھا کہ دوسروں سے سیکھ کر ان کے انداز پر چلتے اور ماضی کی روایتوں کو دُھراتے۔

ان کے دلوں میں جو بیٹھ گئی وہ رہ گئی، ورنہ یاد کرنے کا سوال ہی نہ تھا۔ ان کو پہلے سے نیت کرنے، تیار ہونے جستجو کرنے کی فکر نہیں تھی۔

آج جو ذخیرہ ہمارے پاس ہے وہ اس خزانے کا ایک معمولی سا حصہ ہے۔

(البیان والتبیین جلد ۳ صفحہ ۲۰-۲۱)

اسلامی ادب کے بارے میں جاحظ کا یہ بیان بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جس کے تفصیلی تجزیے کے بجائے صرف یہ کہتا ہے کہ یونان و ایران و ہند کے ادب سے واقفیت کی راہیں کھلنے کے بعد بھی خالص عربی ماحول میں "ادب" کوئی مقام نہیں حاصل کر سکا تھا۔ اس دور کے ادبی نمونے بڑی حد تک محفوظ ہیں، اور معاصرین و متاخرین نے ان کو حتے الامکان بچانے کی کوشش کی، کہ لوگوں کو اس دور کے اکابر اور بڑی شخصیتوں سے عقیدت، ارادت اور دلی وابستگی تھی اور ان کا ادبی دور انھیں بڑوں کا مرہون کرم ہے، بقول حسن سندوبی:۔

وَكَانَتِ الْمَادَّةُ الَّتِي يُكَوِّنُونَ بِهَا مَعَارِفَهُمْ وَيُرَبُّونَ بِهَا مَعْلُومَاتِهِمْ لَا تَكَادُ تَخْرُجُ عَنْ حَدِّ الْحِفْظِ، لِكِتَابِ اللهِ الْكَرِيمِ وَمَا ثَبَتَ لَدَيْهِمْ مِنْ أَحَادِيثِ الرَّسُولِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَاسْتِظْهَارِ الْجَيِّدِ مِنْ كَلَامِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَخُطَبِهِمُ الْجَامِعَةِ ـــ لَا سِيَّمَا خُطَبُ الْإِمَامِ عَلِيٍّ وَرَسَائِلُهُ الْبَلِيغَةُ، وَكَلِمَاتُهُ الْبَارِعَةُ ....." (مقدمہ بیان تبیین۔ جاحظ ص ۵-۶)

وہ مواد جس سے ان ادیبوں کے ادب کی تکمیل اور ان کے معلومات میں باقاعدگی ہوتی تھی وہ مندرجہ ذیل حدود میں گھرا ہوا تھا:۔

قرآن (جس کے حافظ تھے) احادیث خلفائے راشدین کے کلمات و خطبات ـــ خصوصاً امام حضرت علیؑ کی تقریریں اور معیاری ادب نواز خطوط اور بے مثال کلمات ....."

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس دور کے ادیبوں میں "عبداللہ بن عباس" جیسا ادیب و مفسر عام طور پر حضرت علیؑ کا شاگرد رشید مانا جاتا ہے۔ خود جناب ابن عباس نے بار بار علیؑ کی ادبیت اور اس سے تاثر کو ظاہر کیا ہے۔ کبھی کہا:۔

مَا انْتَفَعْتُ بِمِثْلِ هٰذَا الْكَلَامِ۔ اس کلام کے مقابلے میں کسی کلام سے اتنا نفع مجھے نہیں ہوا۔

انھوں نے خطبات علیؑ کو خاص طور پر حفظ کیا تھا۔ ابوذر کی خارا شگاف و اثر انگیز تقریریں پیغمبر کریمؐ کے کردار اور علیؑ کے زور کلام کی حامل ہیں۔

کلام علیؑ کی تاثیر زائی کے فنّی وجوہ

"حسن زیات" کے بقول تو امیر المومنینؑ کی زندگی، قرآن و حدیث، تربیت رسولؐ اور ذاتی بلند نگاہی سے نورانی تھی۔ لیکن فنی و انتقادی نقطۂ نظر سے ان اسباب کو معلوم کرنا بھی آسان ہے، جن کے ماتحت اس کلام نے عربی ادب کو متاثر کیا۔ یہ اسباب درحقیقت کلام علیؑ کے مجموعی خصوصیات ہیں، جن سے دوسرے صحابہؓ کا کلام خالی ہے۔ مثلاً

ا۔ کلام علیؑ موضوع، مواد، ہیئت اور مقدار کے لحاظ سے تمام صحابہ کے کلام سے زیادہ ہے۔ اس میں

الف۔ خطبے اور تقریریں۔ ب۔ خط اور معاہدے۔ ج۔ دعائیں اور مناجاتیں۔ د۔ کلمات قصار، اور فیصلے۔ ہ۔ اشعار اور رجزیں۔

اس ذخیرے میں اصول دین، احکام کی تشریح تفسیر، نفسیات، واقعات، مشاہدات، فلسفہ، مناظر، جدت اخلاق، قانون مملکت، اصول حیات سے بحثیں ہیں۔

صرف خطبات (جن میں چھوٹے بڑے خطبے داخل ہیں) کم از کم چار سو کے قریب ہیں۔ خطوط کی تعداد بھی سَو، سَوا سَو سے کم نہیں۔ مختصر جملے ابھی تک اندازے سے باہر ہیں، اشعار اگرچہ کم ہیں مگر اہمیت اتنی ضرور ہے کہ بعض ممالک کے عربی نصاب میں مدتوں رائج رہے۔ اس تاثیر میں، ابن عباس اور علامہ زمخشری[1] جیسے ادیب مفسر، ہمام و صعصعہ جیسے عابد، حارث اعور و جاحظ جیسی شخصیتیں شریک ہیں۔

---

[1] تفسیر کشاف طبع کلکتہ صفحہ ۵۱۷ میں ہے:۔

وَنَاهِيكَ فِي خُطَبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي أَيَّامِ صِفِّينَ وَمَشَاهِدِهِ مَعَ الْبُغَاةِ وَالْخَوَارِجِ مِنَ الْبَلَاغَةِ وَالْبَيَانِ، وَلَطَائِفِ الْمَعَانِي وَبَلِيغَاتِ الْمَوَاعِظِ وَالنَّصَائِحِ

صفین اور دوسرے باغیوں یا خارجیوں سے جنگ کے موقعوں پر امیر المومنینؑ کے خطبے کافی ہیں۔ کہ ان میں بلاغت بیان، بہترین مطالب اور مؤثر ترین وعظ و نصیحت ہے ....."

(جار اللہ زمخشری م ۵۳۸ھ)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۔ اثر آفرینی کا دوسرا سبب کلام کی ہمواری اور اسلوب کی یکساں بلند آہنگی ہے۔ ادب و تاریخ کی چھوٹی بڑی کتابوں میں پھیلے ہوئے کلام کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دو تین (اور صرف دو تین) مقامات کے علاوہ حضرت کا کلام ایک غیبی سروش، روحانی سکون، معصومانہ انداز اور غیر مشتعل یا غیر منفعل انداز کا آئینہ دار ہے۔

وہ مقامات کہ جہاں غیر معمولی اسلوب نظر آتا ہے (جیسے خطبۂ شقشقیہ) وہ بھی درحقیقت اس پس منظر کے لحاظ سے جو کچھ بھی جناب امیرؑ سے متعلق تھا۔ اسی طرح دوسرے مقامات، خصوصاً جب ان کلمات کا دوسرے اشخاص کے اقدامی یا جوابی گفتگو سے تقابلی مطالعہ کیا جائے۔

گفتگو میں نشیب و فراز کا اندازہ لگانے کے لئے[1]، ماہر فن کا عام فن پارہ کار آمد نہیں ہوتا، بلکہ انتہائی خوشی، انتہائی غصہ اور انتہائی غم یعنی جوش آفریں مقامات لائق مطالعہ ہوتے ہیں۔ امیر المومنینؑ کے لئے انتہائی جوش آفریں کے کئی موقعے ہو سکتے تھے۔ مثلاً

وفات پیغمبر، وفات جناب معصومہ، خود اپنے آخری لمحات حیات، کہ ان موقعوں میں جوش یاس، شدت غم، فراوانی جذبات کا اظہار غیر شعوری طور پر ہو سکتا تھا۔

لیکن آپ دیکھیں گے کہ حضرت ان موقعوں پر ایک معیاری صبر اور مثالی قرار پیش کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ کے غسل کے وقت فرمایا ہے:۔

بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ، وَأَخْبَارِ السَّمَاءِ وَخَصَصْتَ حَتّٰى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ، وَعَمَّمْتَ حَتّٰى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً وَلَوْلَا أَمْرُكَ بِالصَّبْرِ، وَنَهْيُكَ عَنِ الْجَزَعِ لَأَنْفَدْنَا عَلَيْكَ مَاءَ الشُّؤُونِ، وَلَكَانَ الدَّاءُ مُمَاطِلًا، وَالْكَمَدُ مُحَالِفًا وَقَالِيًا لَكَ ـــ وَلٰكِنَّهُ لَا يُمْلَكُ رَدُّهُ

میرے ماں باپ نثار! یا رسول اللہؐ آپ کی موت سے ایسی باتیں ختم ہو گئیں جو کسی اور کے مرنے سے نہیں ہو سکتی تھیں۔ نبوت کا سلسلہ جاتا رہا، غیب کی خبریں بند ہو گئیں آسمانی پیام رک گئے۔ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی تو دوسروں کی ضرورت نہ رہی، اور مل بیٹھے تو تمام انسان ایک سطح پر کر دیے۔ آپ نے خاموشی کا حکم اور تڑپنے سے روکا نہ ہوتا، تو میں اپنی آنکھوں سے آنسو ختم کر دیتا۔ اور یہ سانحہ جان لیوا، اور غم جانفرسا ہونے کے بعد بھی اپنی تاثیر ختم نہ کرتا ـــ اس کے بعد بھی آنسو پلٹائے اور نازل شدہ

[1] اس سلسلے میں حارث کا قول آگے پڑھیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا يُسْتَطَاعُ دَفْعُهُ۔

بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! اُذْكُرْنَا عِنْدَ رَبِّكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ بَالِكَ۔

غم ہٹانا ممکن نہیں۔

میرے ماں باپ صدقے! ہمیں بھی اپنے پروردگار کے سامنے یاد کر لیجئے گا۔ اور ہمیں بھی ذہن میں رکھئے گا۔

(نہج البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ شرح عبدالحمید)

حضرت معصومہ کے موقعہ دفن پر فرمایا تھا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَنِّيْ وَعَنْ اِبْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِيْ جِوَارِكَ، وَالسَّرِيْعَةِ اللَّحَاقِ بِكَ۔ قَلَّ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِيْ وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِيْ، اِلَّا اَنَّ لِيْ فِي التَّاَسِّيْ بِعَظِيْمِ فُرْقَتِكَ، وَفَادِحِ مُصِيْبَتِكَ مَوْضِعَ تَعَزٍّ۔ فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِيْ مَلْحُوْدِ قَبْرِكَ وَفَاضَتْ بَيْنَ نَحْرِيْ وَصَدْرِيْ نَفْسُكَ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ فَلَقَدْ ۔۔۔ تَرَجَّعَتِ الْوَدِيْعَةُ، وَاُخِذَتِ الرَّهِيْنَةُ، اَمَّا حُزْنِيْ فَسَرْمَدٌ، وَاَمَّا لَيْلِيْ فَمُسَهَّدٌ۔ اِلٰى اَنْ يَخْتَارَ اللّٰهُ لِيْ دَارَكَ الَّتِيْ اَنْتَ بِهَا مُقِيْمٌ، وَسَتُنَبِّئُكَ اِبْنَتُكَ بِتَضَافُرِ اُمَّتِكَ عَلٰى هَضْمِهَا، فَاَحْفِهَا السُّؤَالَ وَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ، هٰذَا وَلَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ، وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمَا، سَلَامَ مُوَدِّعٍ لَا قَالٍ وَلَا سَئِمٍ فَاِنْ اَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ، وَاِنْ اَقُمْ فَلَا عَنْ سُوْءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّٰهُ الصَّابِرِيْنَ

(نہج عبدہ حمید۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)

یا رسول اللہ! میرا اور اپنی اس حاضر ہونے والی بیٹی کا سلام قبول کیجئے، کہ وہ آپ کے پڑوس میں آ رہی ہیں اور بہت جلدی آپ سے مل رہی ہیں ـــــ یا رسول اللہ! آپ کی صاحبزادی کے غم میں میرا صبر تھوڑا، اور برداشت کم ہے۔

لیکن آپ کے فراق کا صدمہ میرے لئے صبر آموز ہے، کہ میں نے وہ سخت ترین سانحہ، اور عظیم الشان واقعہ دیکھا ہی نہیں، بلکہ آپ کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتارا، میرے ہی آغوش میں آپ نے آخری سانس لی، ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون ـــ یا رسول اللہ ـــ مجھ سے آپ کی امانت واپس لے لی گئی، اب میرا غم تو ہوش افزا ہے، جب تک بھی زندہ رہوں۔

آپ کی بیٹی آپ کو امت کی بیداد سنائیں گی، ذرا پوچھ لیں، حالانکہ آپ کی رحلت کو نہ تو زیادہ دن گزرے نہ آپ کی یاد فراموش ہوئی۔

اچھا پھر آپ دونوں سے رخصت ہوتا ہوں، لیکن یہ وداع گھبرا کر اور دل تنگ ہو کر نہیں۔ بلکہ اگر اسے رہوں (اور غمزدہ) تو وعدۂ خدا پر شبہ نہیں ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خود اپنی رحلت کے وقت فرمایا :-

أَيُّهَا النَّاسُ! كُلُّ أَمْرِئٍ لَاقٍ مَا يَفِرُّ مِنْهُ فِي فِرَارِهِ، وَالْأَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ، وَالْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ۔

لوگو! جس سے لوگ بھاگ رہے ہیں اس سے بہرحال دوچار ہونا ہے۔ موت تو جان کی آخری منزل ہے اس سے بھاگنا ہی اس کے پاس جانا ہے۔

كَمْ اطَّرَدْتُ الْأَيَّامَ أَبْتَغِي مَكْنُونَ هٰذَا الْأَمْرِ، فَأَبَى اللّٰهُ إِلَّا إِخْفَاءَهُ هَيْهَاتَ! عِلْمٌ مَخْزُونٌ۔

میں مدتوں اس راز کی جستجو میں رہا، لیکن خدا نے اسے پوشیدہ تر ہی رکھا — ہاں — وہ ایک بھید ہے۔

أَمَّا وَصِيَّتِي: فَاللّٰهَ، لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا — وَمُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ، أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ، وَأَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ — وَخَلَّاكُمْ ذَمٌّ — مَا لَمْ تَشْرُدُوا۔ حَمَلَ كُلُّ امْرِئٍ مَجْهُودَهُ، وَخَفَّفَ عَنِ الْجَهَلَةِ۔

میری وصیت ہے کہ شرک نہ کرنا، اور محمد مصطفےٰؐ کی اہمیت اور حضرت کی سنت کو فراموش نہ کرنا — ان دونوں (توحید و نبوت) ستونوں کو قائم، اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ خدا تمھیں ہر عیب سے بچائے۔ ہر ایک نے میرے احکام اپنے امکان بھر مانے اور جہالت سے بچا۔

رَبٌّ رَحِيمٌ، وَدِينٌ قَوِيمٌ، وَإِمَامٌ عَلِيمٌ — أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَأَنَا الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَغَدًا مُفَارِقُكُمْ.....

یاد رہے! خدا رحیم ہے، دین استوار ہے، امام بھی باخبر ہے — میں کل تمھارا ہم نشین اور آج عبرت، اور کل تمھیں چھوڑنے والا ہوں گا.....

بیعت سقیفہ کے موقع پر کوئی مشتعل تقریر یا تحریر تاریخوں میں نہیں، جنگ جمل وصفین ونہروان میں کسی انتقامی یا غیر اخلاقی، مشتعل یا ناہموار گفتگو نہیں فرمائی۔ جوابی کلام مخاطب کے انداز میں اس وقت ملتا ہے، جب عوام میں غلط فہمی یا حق کے چھپنے یا اس کے ذلیل ہونے کا موقع ہوا ہے۔

۳۔ یقین کی پختگی، بیان کا خلوص اور خلوص کا رچاؤ، اعتقادات و معارف کی وہ جلوہ گری ہے کہ سننے والے تو جو اثر لیتے ہوں گے وہ تو مسلم ہے، آج بھی پڑھنے والا، ایک دنیائے الہام و نوائے سروش، زبان علیؑ کا مصدائے موج اعجاز میں امتیاز نہیں کر سکتا کہ: (فوق کلام المخلوق) بشری انداز ادا سے بلند تر، و ممتاز نظر آتا ہے۔

حمد و ثنا، توحید و عرفاں، تفسیر و حدیث، فلسفہ و سائنس، اخلاق و قانون، زندگی و موت، دنیا و آخرت، مادہ و روح، ارضیات و فلکیات پھر جو کچھ اس ماحول میں کہا جا سکتا تھا فرمایا، اور اس معیار پر کہ عقل انسانی دنگ ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ظاہر ہے کہ ایسی تخلیق ہر شعور کو متاثر کرتی ہے، لاشعور پر اس کا اثر ہوتا ہے، اور ناممکن ہے کہ ایسے ادب سے دوچار ہونے والا ادیب اپنے فن میں اس سے متاثر نہ ہو۔

۴۔ بے ساختگی، اور آمد کلام علیؑ کا بہت بڑا اور اہم خاصہ ہے۔

ادب پارے کی تخلیق میں، تراش خراش، کانٹ چھانٹ اور اصلاح کو بڑا دخل ہوتا ہے، اور ایسے ادیب کے بارے میں جو رائے قائم کی جائے وہ ایک طرف اور ارتجالیہ ادب پر رائے دوسری طرف بڑی اہمیت رکھتی ہے، خلفاء راشدین، جن کے ادب سے عربی ادب کا تاثر مشہور ہے، اپنی تقریروں کے لحاظ سے تین قسم کے تھے، خطیب، ادیب جیسے جناب ابوبکرؓ و عمرؓ، کم سخن و غیر خطیب جیسے جناب عثمانؓ، ان میں سے بقول حضرت عثمان اوّل الذکر دو حضرات تقریریں تیار کر کے آتے تھے (ملاحظہ ہو البیان والتبیین جلد ۲ صہ ۱۹۵) پھر حضرت عمر شعر کے حسن و قبح کے جوہری تھے مگر تقریر (مجلسی گفتگو اور بعض خطبوں) کے لئے ان کا قول ہے:۔

ما یتصعّدنی کلامٌ کما یتصعّدنی خُطبۃُ النِکاحِ۔	مجھے خطبۂ نکاح جیسی اُلجھن کسی گفتگو کے موقعے پر نہیں ہوتی۔

لیکن علیؑ کے خطابیے فوری اور ارتجالی، فی البدیہ اور بے ساختہ ہوتے تھے۔ پشت فرس، فرش مسجد، منبر و بازار، ہر جگہ ان کا اعلان کہ سَلُونِی، قَبلَ اَن تَفقِدُونِی۔ جو پوچھنا ہو پوچھ لو ——— !

لوگ پوچھتے تھے، اور آپ بتاتے تھے۔ اور اس طرح کہ اس سے پہلے تو کیا، اس کے بعد بھی شاید کسی نے نہیں بتایا۔ حارث اعور کہتے ہیں:۔

وَاللہِ لَقَد رَأَیتُ عَلِیًّا، وَاِنَّہ لَیَخطُبُ قَاعِدًا کَقَائِمٍ، وَمُحَارِبًا کَمُسَالِمٍ ——— یُرِیدُ بِقَولِہٖ: قَاعِدًا "خُطبَۃَ النِکَاحِ"۔ (البیان والتبیین جلد ۱ صہ ۱۱۔ از جاحظ)	بخدا میں نے علیؑ کو دیکھا کہ وہ بزم میں بیٹھ کر بھی ویسی ہی تقریر کرتے تھے جیسے (منبر پر) کھڑے ہو کر اور جنگ میں بھی وہی انداز کلام تھا جیسا کہ صلح میں ——— بیٹھ کر خطبۂ نکاح ہوتا تھا۔

۵۔ امیر المومنینؑ دوسرے صحابہ کے مقابلے میں خود مؤلف و مصنف بھی تھے۔ انھوں نے قرآن لکھا، حدیثیں جمع کیں، خود اپنے تاثرات و تعلیمات قلمبند فرمائے۔ خلفائے راشدین و عام صحابہ میں سے کسی نے بھی، حضرت جیسے آثار قلم نہیں چھوڑے۔

"حضرت کا وصیت نامہ"، دستور "بنام مالک اشتر"، جیسے گرانقدر ادبی و فلسفی تصنیفات کی قیمت و اہمیت کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

کون انکار کر سکتا ہے۔

۶۔ آخری بات یہ ہے کہ علیؑ اپنے معاصرین میں اسلوب قرآن سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ ان کے کلام کو فوق کلام مخلوق کہا جانے لگا۔

حضرت کی تحریر و تقریر میں قافیہ سنجی، روانی، اشارات نگاری، سجع اور معرّا انداز بالکل قرآن و خطب نبی کی طرح ہیں جسے عربی ادب کا کوئی ماہر جھٹلا نہیں سکتا۔

عربی ادب پر ان تاثرات کی نشاندہی

اصل میں ایسے ثبوت فراہم کرنے کی کوشش اسوقت کرنا پڑتی ہے، جب کہ کوئی شخص ہمارا سابقہ دعوے نہ مانے۔ اور شاید آج تک کوئی ایسا صاحب قلم اور کوئی زبان گویا اس تاثیر و تاثر کی منکر نہیں ہوئی لیکن موضوع کو اُجاگر اور روشن کرنے کیلئے چند بیانات حاضر ہیں:۔

۱۔ ابوالاسود دؤلی (متوفی ۶۷ھ) سے حضرتؑ نے چند منٹ کچھ باتیں کی تھیں کہ عربی ادب کا بنیادی اور پہلا قلعہ "علم نحو" تیار ہو گیا۔ اور آج تک عربی ادب و زبان اسی سرچشمہ کے آب حیات سے سیراب ہو رہی ہے۔

۲۔ عربوں میں کلام علیؑ کی روایت اور شہرت اتنی عام تھی کہ ان کے بولنے والے غیر شعوری طور پر حضرت کے جملے اور اسلوب اپناتے اور بے ساختہ طور پر ان ملفوظات گرامی کو استعمال کرتے تھے۔ مثلاً ابن عبد ربہ نے (العقد الفرید جلد ۲ صـ ۳۳ میں) لکھا ہے:۔

اَلْعُتْبِیْ، قَالَ: قَالَ، عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْاَھْتَمِ، مَاتَ لِیْ اِبْنٌ وَاَنَا بِمَکَّۃَ فَجَزِعْتُ عَلَیْہِ جَزَعًا شَدِیْدًا، فَدَخَلَ عَلَیَّ اِبْنُ جُرَیْجٍ یُعَزِّیْنِیْ، فَقَالَ لِیْ: "یَا اَبَا مُحَمَّدٍ! اُسْلُ صَبْرًا وَاحْتِسَابًا، قَبْلَ اَنْ تَسْلُوَا غَفْلَۃً وَنِسْیَانًا، کَمَا تَسْلُوَا الْبَھَائِمُ"

——— وَھٰذَا الْکَلَامُ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ یُعَزِّی الْاَشْعَثَ بْنَ قَیْسٍ اِبْنَ لَہٗ وَمِنْہُ اَخَذَ اِبْنُ جُرَیْجٍ۔ وَقَدْ ذَکَرَہٗ حَبِیْبٌ فِیْ شِعْرِہٖ:

بروایت عتبی، عبداللہ بن اہتم نے کہا کہ: ان کا ایک لڑکا مر گیا (ان دنوں یہ مکّے میں تھے) اس غم میں بہت بیچین ہوئے۔ ابن جریج ماتم پرسی و تعزیت کیلئے آئے اور کہا:۔

"ابو محمد، راضی برضا رہ کر صبر کرو، اس سے پہلے کہ لاشعوری طور پر صبر کرنا پڑے، جو حیوانوں کی جیسی بیچارگی ہوگی۔

ابن عبد ربہ، لکھتے ہیں کہ یہ علی ابن ابی طالب کے کلام سے ماخوذ ہے، جیسے حبیب نے اپنے شعروں میں لکھا ہے:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَالَ عَلِيٌّ، فِي التَّعَازِي لِأَشْعَثَ وَخَافَ عَلَيْهِ بَعْضَ تِلْكَ الْمَآثِمِ: أَتَصْبِرُ لِبَلْوَىٰ عَزَاءٍ وَحَسْبَةً فَتُؤْجَرَ، أَمْ تَسْلُو سُلُوَّ الْبَهَائِمِ۔

وقال علی ....

ہوا یہ کہ علیؑ اشعث کے لڑکے کی تعزیت کے لیے آئے اور فرمایا:

——— أَتَىٰ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْأَشْعَثَ، يُعَزِّيهِ عَنِ ابْنِهِ فَقَالَ:

"إِنْ تَحْزَنْ فَقَدِ اسْتُحِقَّتْ ذٰلِكَ مِنْكَ الرَّحِمُ وَإِنْ تَصْبِرْ فَإِنَّ فِي اللّٰهِ خَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ مَعَ أَنَّكَ إِنْ صَبَرْتَ جَرَىٰ عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَأَنْتَ مَأْجُورٌ وَإِنْ جَزِعْتَ عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَأَنْتَ آثِمٌ"

"اگر غم کرتے ہو، تو واقعی تمھیں حق ہے کہ خون تھا، ہاں اگر صبر کروگے تو خدا ہر مرنے والے کا نعم البدل بھی دیتا ہے، اور یہ بھی کہ مشیت خدا جاری ہو چکی ہے، تمھیں ثواب صبر ملے گا۔ لیکن اگر روئے پیٹے تو موت رک نہیں سکتی اور تمھیں بہر حال گناہ ہوگا۔"

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

(الف) حضرت کا کلام ادیبوں پر چھایا ہوا تھا کہ شاعر و نثار دونوں جانتے ہیں۔

(ب) حبیب اور عتبی دونوں اس بات کو محسوس کرتے تھے، اور نشان دہی بھی کی۔

(ج) سید رضی اس جیسے اہم اور پُر تاثیر کلام سے واقف تھے اور نہج البلاغۃ میں اہتمام کے ساتھ ایسی ہی چیزوں کو محفوظ کیا ہے۔

چنانچہ ابن عبد ربہ کے نقل کردہ جملوں کو یوں لکھا ہے:۔

إِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْأَكَارِمِ، وَإِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ۔

یا شریفوں کی طرح صبر کرو، ورنہ جانوروں کی طرح خاموش ہونا پڑے گا۔

پھر ایک دوسری روایت بھی لکھی ——— (دیکھئے صفحات نہج طبع ایران قدیم ۲۰۵ و ۲۹۵)

"روایت و شوق مطالعہ کے بعد درس و تدریس، جمع و تالیف کا دور آیا، اور ادیبوں نے جمع و تالیف قلمبند و تحریر کرنے کی طرف توجہ کی۔ چنانچہ اسی دور میں عبداللہ حر جعفی، جو معاویہ کا طرفدار تھا، کلام علی کا شیدائی ہوا، اور اپنی آزادہ روی کے باوجود کلام علیؑ کو "خطب امیر المومنین" کے نام سے جمع کر کے چھوڑ گیا۔

خلیل نے "دائرۂ معارف علوی" میں لکھا ہے:۔

"مالک اشتر بہ حارث اعور ہمدانی کہ خود فقیہ و از

ایک مرتبہ حارث (جو فقیہ تھے) خطبۂ جمعہ میں حاضر تھے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

صاحبان اسرار علی است، روزے کہ غائب از استماع خطبۂ جمعہ امام بود۔ نوشتہ آنرا می داد کہ من آنرا نوشتہ ام"

تو مالک اشتر نے حضرت سے سُن کر لکھا ہوا خطبہ حارث کو دیا کہ لیجئے یہ میں نے لکھا۔

اور یہ ایک ہی لکھنے والے نہ تھے بلکہ اور بہت سے لوگ تھے جو خطبے یا قضایا وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ حسن بصری جن کے اقوال و کلمات علماء ادب نے بڑے اہتمام سے نقل کئے ہیں (خصوصاً جاحظ نے) یہ بھی حاضر ہوتے اور لکھتے تھے بلکہ ان کے لئے تو یہ واقعہ بھی ہے کہ :-

حسن بصری در بصرہ کنار جمعیت انبوہ مسجد با قلم دوات مشغول بود۔ امیر المومنین از بالائے منبر او را صدا زد، کہ:- "اے حسن! چہ کار کنی؟"

حسن بصری، مسجد بصرہ میں ایک مجمع میں قلم دوات لئے بیٹھے لکھ رہے تھے کہ۔ حضرت علیؑ نے منبر پر سے آواز دی: "حسن کیا کر رہے ہو؟"

گفت :-

حسن نے کہا۔

"کلام شما را می نویسم کہ بعد روایت کنم!"

"آپ کا کلام قلمبند کر رہا ہوں کہ روایت (نشر) کروں!"

(دائرہ معارف علوی بخش اوّل صفحہ ۶۶)

ہم نے "ماخذ نہج البلاغۃ" کے عنوان سے ایسے اشخاص کی نشان دہی کی ہے (ملاحظہ ہو سرفراز لکھنؤ، رجب نمبر ۱۹۵۲ء نیز منہاج نہج البلاغۃ از سبط الحسن صاحب نیموی، اور مقالہ جناب امتیاز علی صاحب عرشی) یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ عربی لٹریچر میں یہ پہلا ادبی ذخیرہ کتابوں کی شکل اختیار کر سکا۔ اور اس طرح کلام علیؑ نے عربی ادب کو متاثر کیا: چنانچہ

پہلی صدی کے مشہور مؤلفین و مرتبین کلام علیؑ کے نام | (۱) حارث اعور (۲) مالک اشتر (۳) زید بن وہب جہنی (متوفی ۹۶ھ) (۴) عبداللہ بن ابی رافع۔

دوسری صدی میں | (۱) نصر بن محمد مزاحم (اس کی کتاب وقعۃ الصفین آج بھی موجود ہے) (۲) اسماعیل بن مہران سکونی (۳) ابو منذر ہشام بن محمد کلبی سائب متوفی ۲۰۴ھ (۴) ابو مخنف لوط بن یحییٰ۔

تیسری صدی میں | (۱) محمد بن عمر قدسی متوفی ۲۰۷ھ (۲) ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد سعید متوفی ۲۸۳ھ (۳) ابو الحسن مدائنی متوفی ۲۱۵ھ (۴) عبداللہ بن احمد (شہید کربلا) بن عامر (شہید صفین) (۵) ابراہیم بن ظہیر فرازی (۶) ابو محمد مسعدہ بن صدقہ عبدی۔

چوتھی صدی میں | (۱) ابو القاسم محمد عظیم بن عبداللہ حسنی (۲) عبدالعزیز بن یحییٰ جلودی متوفی ۳۳۰ھ (۳) ابو الخیر (رازی (۴) ابراہیم بن سلیمان نہشمی (۵) علی بن محمد بن عبداللہ مدائنی متوفی ۳۳۵ھ (۶) عبیداللہ بن ابی زید انباری (۷) قاضی بن سلامہ مولف "دستور معالم الحکم"۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اسی زمانے میں مسعودی متوفی ۳۴۶ھ نے لکھا ہے:۔

"وَالَّذِیْ حَفِظَ النَّاسُ عَنْهُ مِنْ خُطَبِهٖ فِیْ سَائِرِ مَقَامَاتِهٖ، اَرْبَعُمِائَةِ خُطْبَةٍ وَنَیِّفٌ وَّ ثَمَانُوْنَ خُطْبَةً یُوْرِدُهَا عَلَی الْبَدِیْهَةِ تَدَاوَلَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَنْهُ قَوْلًا وَّعَمَلًا"

ان میں سے جو خطبے لوگوں کو یاد رہ گئے وہ چار سو اسی سے کچھ زیادہ ہیں۔ جنھیں حضرت علی بدیہی اور ارتجالی طور پر دیتے تھے، یہ خطبے لوگوں میں قول و عمل کے طور پر رائج ہیں۔

(مروج الذہب جلد ۲ صـ ۴۵ طبع مصر ۱۳۴۶ھ)

پانچویں صدی میں اور جن لوگوں نے کام کیا وہ تو کیا مگر "اشعر ہاشمین"، ادیب بے مثال، نقیب الطالبین، سید محمد ابوالحسن رضی موسوی مولود ۳۵۹ھ متوفی ۴۰۶ھ نے بے شمار آخذ اور لاتعداد روایات میں سے اپنے معیاری ذوق کے مطابق "کلام علیؑ" کا انتخاب مرتب کیا۔

اس انتخاب کا اثر کیا ہوا، اسے ہم بعد میں لکھیں گے۔ اس موقع پر یہ کہتے چلیں کہ بیان کردہ فہرست میں دینوری متوفی ۲۸۰ھ، جاحظ متوفی ۲۵۵ھ، طبری متوفی ۳۱۰ھ، ابن درید ۳۲۱ھ، ابن شعبہ حلبی ۳۲۰ھ ابن سلام جمحی مبرد متوفی ۲۸۶ھ، ابن عبد ربہ متوفی ۳۲۸ھ اور شیخ ..... متوفی ۴۱۳ھ اور ان کی کتابیں مستزاد ہیں، علمائے حدیث کے مجموعے بھی ملائے جائیں تو خدا جانے یہ باب کس قدر وسیع ہو جائے۔

۳۔ تمام بڑے انشا پرداز کلام علیؑ سے مستفید ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ چنانچہ عربی ادب کا عظیم ترین ادیب و فن کار "عبدالحمید بن یحییٰ" متوفی ۱۳۲ھ کہا کرتا تھا:۔

"حَفِظْتُ سَبْعِیْنَ خُطْبَةً مِنْ خُطَبِ الْاَصْلَعِ، فَفَاضَتْ ثُمَّ فَاضَتْ ــــ"

میں نے امیر المومنینؑ کے ستر خطبے یاد کئے ــــ کہ ادب میں روانی آئی اور ایسی کہ .....

(شرح نہج ابن ابی ..... جلد ۱ صـ) ....."

زَعَمَ اَهْلُ الدَّوَاوِیْنِ اَنَّهٗ لَوْلَا كَلَامُهٗ صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَخُطْبَهٗ وَبَلَاغَتُهٗ فِیْ مَنْطِقِهٖ مَا اَحْسَنَ اَحَدٌ اَنْ یَّكْتُبَ اِلٰی اَمِیْرِ جُنْدٍ وَّلَا اِلٰی رَعِیَّتِهٖ۔

شاہان و خلفاء عرب کے انشا پردازوں کا کہنا ہے کہ اگر حضرت علیؑ کا کلام اور حضرت علیؑ کے خطبے نہ ہوتے تو کوئی شخص بھی اپنے امیر لشکر یا اپنی رعایا کو دو سطریں بھی نہ لکھ سکتا۔

(فوائد رضویہ جلد ۲ صـ ۵۲۲ ــــ درضمن تذکرہ ابن حمید)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ابن مقفع متوفے ۱۴۲ھ جیسے ماہر و صاحب طرز ادیب کے لئے حسن سندوبی مصحح البیان والتبیین نے لکھا ہے :-

شَرِبْتُ مِنَ الْخُطَبِ رِيًّا، وَلَمْ أَضْبِطْ لَهَا رِوَيًّا، فَفَاضَتْ ثُمَّ فَاضَتْ۔

(حاشیہ ج ۱ ص ۱۰۹)

میں نے (علیؑ کے) خطبوں سے پوری طرح سیرابی حاصل کی، اور کوئی راستہ باقی نہ چھوڑا۔ چنانچہ موجودہ روانی اسی کا اثر ہے۔

ابن ابی الحدید نے ابن نباتہ متوفے ۳۷۴ھ کا قول نقل کیا ہے کہ :-

حَفِظْتُ مِنَ الْخَطَابَةِ كَنْزًا لَا يَزِيدُهُ الْإِنْفَاقُ إِلَّا سَعَةً وَكَثْرَةً — حَفِظْتُ مِائَةَ فَصْلٍ مِنْ مَوَاعِظِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

میں نے تقریروں کا وہ خزانہ حفظ کیا ہے کہ جس کا استعمال اس میں اضافہ ہی کر رہا ہے، اور وہ خزانہ، علیؑ کے سو یاد کردہ خطبے ہیں۔

(شرح نہج جلد ۱ صہ طبع مصر)

متداول درس، اور نصاب تعلیم میں کلام علیؑ کا ہونا اس کی تاثیر زائی کی دلیل ہے۔ تمام شارحین نہج البلاغہ (جو سنّوں کے لگ بھگ ہیں) اس کے مدرس و معلم رہ چکے ہیں، اور آج بھی حضرت کا کلام داخل درس ہے۔ حضرت کی دعائیں، اشعار، قضایا اور فیصلے، ادب و ادیب کے لئے حرز جاں ہیں۔ کیونکہ آپ کا کلام محمد عبدہ، محمد حسن نائل مرصفی، عبدالحمید خیاط، عبدالحمید محی الدین، فواد افرام، عمر فروخ، علی نقی فیض الاسلام، جرجی جیسے زندہ ادیبوں کے لئے بھی ایک اعجاز، دم عیسےٰ، اور فوق البشر ہے۔

احمد حسن زیات، تاریخ ادب عربی میں لکھتے ہیں :-

لَا نَعْلَمُ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ فِيمَنْ سَلَفَ وَخَلَفَ أَفْصَحَ مِنْ "عَلِيٍّ" فِي الْمَنْطِقِ ..... وَوَصْفُهُ الطَّاوُسَ، وَالْخُفَّاشَ وَالدُّنْيَا، وَعَهْدُهُ الْأَشْتَرَ النَّخَعِيَّ — إِنْ صَحَّ ذٰلِكَ — تُعَدُّ مِنْ مُعْجِزَاتِ اللِّسَانِ الْعَرَبِيِّ۔

(ص ۱۷۳، طبع عاشر)

رسول اللہؐ کے بعد ماضی اور حال میں "علیؑ" سے بڑا فصیح اور مقرر نہیں ملتا ..... حضرتؑ کے خطبے طاؤس، خفاش اور دنیا پر تقریریں، اور مالک اشتر کے نام دستور، عربی ادب کے معجزوں میں شمار ہوتے ہیں۔

عمر فروخ "دراسہ نہج البلاغہ" میں لکھتے ہیں :-

يَأْتِي نَهْجُ الْبَلَاغَةِ فِي الْمَرْتَبَةِ الثَّالِثَةِ بَعْدَ

کلام علیؑ کا انتخاب نہج البلاغہ، قرآن حدیث کے بعد کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَلقُرآنِ الکَرِیمِ وَالحَدِیثِ الشَّرِیفِ، وَاِنَّ الفَاظَہٗ وَتَرَاکِیبَہٗ وَمَافِیہِ مِنْ اَوجُہِ البَلَاغَۃِ وَرَاءَ کُلِّ نَقدٍ وَفَوقَ کُلِّ اِستِدرَاکٍ۔ (صدا طبع ۱۹۴۴ء)

درجہ رکھتی ہے کہ اس کی لفظیں، ترکیبیں اور ان دونوں کی ادبیت تنقید و تبصرہ سے بلند ہے۔

چند مآخذ

اَلبَیَانُ وَالتَّبیِین	جاحظ	طبع مصر ۱۹۳۲ء تصحیح حسن سندوبی
اَلعِقدُ الفَرِید	اِبنُ عَبدِ رَبِّہ	طبع مصر ۱۳۲۱ھ
مُقَدِّمَہ	اِبنُ خَلدُون	طبع قاہرہ ۱۳۲۹ھ
جَوَاہِرُ الاَدَب ج ۲	سَیِّد اَحمَد ہَاشِمی	مطبعہ سعادت مصر ۱۳۵۶ھ
اَلتَّارِیخُ الاَدَبُ العَرَبِی	حَسَن زَیَّات	طبع عاشر مصر
اَلمُجمَلُ فِی التَّارِیخِ آدَابُ العَرَبِ ج ۱	مُحَمَّد بَہجَۃُ الاَثَرِی	بغداد ۱۹۲۹ء
تَارِیخُ اَدَبِ اللُّغَۃِ العَرَبِیَّہ ج ۲	مُحَمَّد بَک دَیَّاب	مطبعہ ترقی، مصر ۱۹۱۰ء ۱۳۱۸ھ
فِہرِسُ الطُّوسِی	مُنتَجَبُ الدِّین	طبع کلکتہ
فِہرِستُ نَجَاشِی	عَلَّامَہ اَبُوالعَبَّاس	بمبئی
فِہرِستُ کُتُبِ خَطِّی کِتَابخَانَہ عُمُومِی مَعَارِف ج ۱	عَبدُالعَزِیز	طبع مصر ۱۳۱۳ھ
دِیوَانُ شَیخُ الاَبَاطِح		نجف ۱۳۵۶ھ
اَلرَّوَائِع (۱)	فُؤَاد اَفرَام	بیروت ۱۹۳۷ء
نَہجُ البَلَاغَۃِ الاِمَامِ عَلِیؑ	ڈاکٹر عُمَر فرُوخ	بیروت ۱۹۴۴ء
مِنہَاجُ نَہجُ البَلَاغَۃ	سِبطُ الحَسَن	لکھنؤ ۱۹۵۴ء
شَرحُ نَہجُ البَلَاغَۃ	اِبنُ اَبِی الحَدِید	طبع مصر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بَابُ الْمُخْتَارِ مِنْ حِكَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَوَاعِظِهِ وَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ الْمُخْتَارُ مِنْ أَجْوِبَةِ مَسَائِلِهِ فِي الْكَلَامِ الْقَصِيرِ الْخَارِجِ فِي سَائِرِ أَغْرَاضِهِ

اقوال حکمت ـــــ مواعظ ـــــ جوابات ـــــ مختصر کلمات (رضی)

۱۔ قال علیہ السلام: كُنْ فِي الْفِتْنَةِ كَابْنِ اللَّبُونِ لَا ظَهْرٌ فَيُرْكَبَ وَلَا ضَرْعٌ فَيُحْلَبَ۔

۱۔ فتنے میں حضرت نے فرمایا: "ابن لبون" کی طرح رہو، کہ نہ پیٹھ سواری کے قابل نہ تھن دوھنے کے لائق۔ (جدھر چاہے جائے) آزاد و خود مختار ہوتا ہے۔

۲۔ وقالؑ: أَزْرَى بِنَفْسِهِ مَنِ اسْتَشْعَرَ الطَّمَعَ، وَرَضِيَ بِالذُّلِّ مَنْ كَشَفَ ضُرَّهُ، وَهَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ مَنْ أَمَرَّ عَلَيْهَا لِسَانَهُ

۲۔ بے وقار جس نے لالچ کو عادت بنا لیا، اُس نے اپنے آپ کو باعیب بنا لیا، اُس نے اپنی پریشانیاں بیان کر دیں وہ ذلت پر راضی ہو گیا۔ اور جس کی زبان اس پر حاکم ہو گئی۔ اُس کا نفس خود ہی بے وقار ہے۔

۳۔ اَلْبُخْلُ عَارٌ وَالْجُبْنُ مَنْقَصَةٌ، وَالْفَقْرُ يُخْرِسُ الْفَطِنَ عَنْ حُجَّتِهِ، وَالْمُقِلُّ غَرِيبٌ فِي بَلْدَتِهِ، وَالْعَجْزُ آفَةٌ، وَالصَّبْرُ شَجَاعَةٌ، وَالزُّهْدُ ثَرْوَةٌ، وَالْوَرَعُ جُنَّةٌ۔

۳۔ ذلتیں اور عزتیں۔ کنجوسی رسوائی ہے اور بزدلی کمی ہے۔ تنگدستی سمجھ دار آدمی کو اپنی حجت کے وقت گونگا بنا دیتی ہے (سرمایہ دار کی بات ہی مانی جاتی ہے) غریب اپنے وطن میں بھی بے وطن ہے۔ عاجزی آفت ہے اور صبر بہادری، زہد مالداری اور پرہیزگاری (جہنم سے) بچاؤ کا آلہ ہے۔

۴۔ نِعْمَ الْقَرِينُ الرِّضَا، وَالْعِلْمُ وِرَاثَةٌ كَرِيمَةٌ وَالْآدَابُ حُلَلٌ مُجَدَّدَةٌ وَالْفِكْرُ مِرْآةٌ صَافِيَةٌ

۴۔ اچھی چیزیں۔ راضی برضا رہنا بہترین ساتھی اور علم قیمتی ترکہ اور اچھی عادتیں نئے زیور اور (قوت) فکر صاف آئینہ ہے۔

۵۔ صَدْرُ الْعَاقِلِ صُنْدُوقُ سِرِّهِ وَالْبَشَاشَةُ حِبَالَةُ الْمَوَدَّةِ، وَالِاحْتِمَالُ قَبْرُ الْعُيُوبِ۔ وَرُوِيَ ... اَلْمُسَالَسَةُ خَبْءُ الْعُيُوبِ۔

۵۔ جاذبیت کے ذرائع۔ عقلمند کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے اور چہرے کی شگفتگی محبت کا جال ہے (ہنس کر ملو آدمی خواہ مخواہ مانوس ہوگا) (قوت) برداشت، عیوب کی قبر ہے۔

۱؎ اس کے بعد "وقال علیہ السلام" کو "وقالؑ" اور پھر اسے بھی حذف کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس کا ترجمہ "حضرت نے فرمایا" زائد سمجھا گیا۔ کیونکہ ہر قول پر نمبر سلسلہ ہے۔ ترجمے میں میں نے عنوان بھی لکھ دیے ہیں۔

۲؎ دو سال کا اونٹ۔ م ح

۳؎ بعض نسخوں میں "خباء العیوب" ہے۔ خباء معنے خیمہ۔ م۔ از فیض الاسلام۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آخری جملے کے لئے ایک روایت یہ بھی ہے "اَلسَّلَامَۃُ حُبُّ الْعُیُوْبِ"، صلح جوئی عیبوں کو چھپانا ہے۔

۶۔ مَنْ رَضِیَ عَنْ نَفْسِہٖ کَثُرَ السَّاخِطُ عَلَیْہِ، وَالصَّدَقَۃُ دَوَاءٌ مُنْجِحٌ، وَاَعْمَالُ الْعِبَادِ فِیْ عَاجِلِھِمْ، نُصْبُ اَعْیُنِھِمْ فِیْ اٰجِلِھِمْ۔

۶۔ مفید و مضر باتیں۔ جو اپنے آپ کو سب کچھ سمجھے اس سے بگڑنے والے بہت ہوتے ہیں۔ اور صدقہ نجات بخش دوا ہے۔ اور لوگوں کے دنیاوی اعمال آخرت میں اُن کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

۷۔ اِعْجَبُوْا لِھٰذَا الْاِنْسَانِ، یَنْظُرُ بِشَحْمٍ وَیَتَکَلَّمُ بِلَحْمٍ، وَیَسْمَعُ بِعَظْمٍ وَیَتَنَفَّسُ مِنْ خَرْمٍ۔

۷۔ حواس خمسہ کی حقیقت۔ اس انسان پر حیرت کرو! چربی سے دیکھتا ہے۔ گوشت سے بولتا ہے، ہڈیوں سے سنتا ہے اور ایک شگاف (ناک کے بانسہ) سے سانس لیتا ہے۔

۸۔ اِذَا اَقْبَلَتِ الدُّنْیَا عَلٰی اَحَدٍ اَعَارَتْہُ مَحَاسِنَ غَیْرِہٖ، وَاِذَا اَدْبَرَتْ عَنْہُ سَلَبَتْہُ مَحَاسِنَ نَفْسِہٖ۔

۸۔ اقبال کی پہچان۔ جب کسی قوم پر دنیا جھکتی ہے تو دوسروں کی نیکیاں اسے دے دیتی ہے اور جب منہ پھیرتی (زوال آتا) ہے تو خود اُس کی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے (نیز دیکھئے جملہ ۳۳۲)

۹۔ خَالِطُوا النَّاسَ مُخَالَطَۃً اِنْ مُتُّمْ مَعَھَا بَکَوْا عَلَیْکُمْ وَاِنْ عِشْتُمْ حَنُّوْا اِلَیْکُمْ

۹۔ زندگی کیونکر گزارو۔ لوگوں سے اس طرح میل جول رکھو کہ اگر مر جاؤ تو روئیں اور اگر زندہ رہو تو تم سے ملنا چاہیں۔

۱۰۔ اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّکَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ عَنْہُ شُکْرًا لِلْقُدْرَۃِ عَلَیْہِ[1]۔

۱۰۔ شکر؟ جب اپنے دشمن پر قابو پا جاؤ تو اُس کو معاف کر کے نعمت کا شکر ادا کرو۔

۱۱۔ اَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ اکْتِسَابِ الْاِخْوَانِ، وَاَعْجَزُ مِنْہُ مَنْ ضَیَّعَ مَنْ ظَفَرَ بِہٖ مِنْھُمْ۔

۱۱۔ مجبور و لاچار۔ سب سے زیادہ عاجز و لاچار وہ شخص ہے جو دوستوں کو فراہم نہ کر سکے اور اس سے زیادہ مجبور وہ ہے جو دوست پانے کے بعد چھوڑ دے۔

۱۲۔ قَالَ[2] فِی الَّذِیْنَ اعْتَزَلُوا الْقِتَالَ مَعَہٗ خَذَلُوا الْحَقَّ وَلَمْ یَنْصُرُوا الْبَاطِلَ۔

۱۲۔ یہ غیر جانبدار۔ جن لوگوں نے حضرت کے ساتھ جنگ میں حصہ نہ لیا، اُن کے بارے میں فرمایا: اُنھوں نے حق کو چھوڑ دیا! اور باطل کی مدد (بھی) نہ کی؟

---

[1] ابن ابی الحدید، محمد عبدہ نہج طبع قدیم ایران نے اس جملے کو عہ کے ساتھ لکھا۔ لیکن فیض الاسلام کا نسخہ اسی طرح ہے۔

[2] المجتنیٰ ص۴۹ ..... شکرا المقدرۃ علیہ۔ مرح۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۳۔ إِذَا دَصَلَتْ إِلَيْكُمْ أَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوا أَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ۔

۱۳۔ زوالِ نعمت۔ جب تم پر نعمتوں کا آغاز ہو جائے، تو ناشکری کر کے انتہائی اور آخری نعمتوں کو آنے سے نہ روکو۔

۱۴۔ مَنْ ضَيَّعَهُ الْأَقْرَبُ، أَتِيحَ لَهُ الْأَبْعَدُ۔

۱۴۔ قریب اور دُور والے۔ جسے قریب کے لوگ چھوڑ دیں اُسے دُور والے اپنا لیتے ہیں۔

۱۵۔ مَا كُلُّ مَفْتُونٍ يُعَاتَبُ۔

۱۵۔ احتیاط و معذور۔ ہر مبتلائے فتنہ کو برا نہیں کہا جا سکتا۔

۱۶۔ تَدِلُّ الْأُمُورُ لِلْمَقَادِيرِ حَتَّى يَكُونَ الْحَتْفُ فِي التَّدْبِيرِ۔

۱۶۔ تقدیر و تدبیر۔ تمام باتیں قضا و قدر کی تابع فرمان ہیں، چنانچہ بہت سی تدبیریں (کامیابی کے بجائے ناکامی اور) موت بن جاتی ہیں۔ (دیکھئے فقرہ ۴۵۲)

۱۷۔ سُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَوْلِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: "غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ"، فَقَالَ: إِنَّمَا قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ وَالدِّينُ قُلٌّ، فَأَمَّا الْآنَ وَقَدِ اتَّسَعَ نِطَاقُهُ وَضَرَبَ بِجِرَانِهِ فَامْرُءٌ وَمَا اخْتَارَ۔

۱۷۔ خضاب، ایک حدیث کا مطلب۔ آنحضرتؐ کا ایک ارشاد "اپنے بڑھاپے کو بدلو" (خضاب لگاؤ) اور یہودیوں سے مشابہ نہ بنو" کا مطلب پوچھا گیا! حضرتؑ نے فرمایا: حضورؐ نے یہ اُسوقت ارشاد فرمایا تھا جب (اہل) دین کم تھے (کہ پہچانے جا سکیں) اور اب اس کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے اور اس نے اپنا سینہ زمین پر ٹکا دیا ہے۔ اس لئے ہر شخص کی پسند ہے۔

۱۸۔ وَقِيلَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَوْ غَيَّرْتَ شَيْبَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! — فَقَالَ الْخِضَابُ زِينَةٌ وَنَحْنُ فِي قَوْمٍ مُصِيبَتُهُمْ بِرَسُولِ اللهِ۔

۱۸۔ پیغمبرؐ کی وفات پر علیؑ کا سوگ۔ کسی نے کہا: یا علیؑ اگر آپ خضاب لگا لیتے (تو کیا اچھا ہوتا)؟ حضرتؑ نے فرمایا: (ہاں) خضاب زینت تو ہے۔ مگر ہماری قوم (اہل بیت) مصیبت میں ہیں!

مصیبت سے مُراد وفات پیغمبر ہے۔ رضیؒ — (ترتیب کتاب میں اس کا نمبر ۴۶۶ سے اوپر ہے۔ مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے یہاں لکھ دیا ہے۔ م ع)

۱۹۔ مَنْ جَرَى فِي عِنَانِ أَمَلِهِ عَثَرَ بِأَجَلِهِ۔

۱۹۔ اُمید اور موت۔ جس نے اپنی باگ ڈور اُمیدوں کے ہاتھ میں دی، اُس نے موت کی ٹھوکر کھائی۔

۲۰۔ أَتِيحُوا ذَوِي الْمُرُوءَةِ عَثَرَاتِهِمْ

۲۰۔ شریفوں کی غلطیاں۔ جوانمرد (بلند ہمتوں) کی غلطیوں

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَمَا يَعْثُرُ مِنْهُمْ عَاثِرٌ إِلَّا وَيَدُهُ بِيَدِ اللّٰهِ يَرْفَعُهُ۔

ٹھوکر دوں سے چشم پوشی کرو، جب ان (خوش کردار دوں) سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو دست خداوندی (یعنی امداد غیبی) انھیں اُٹھا لیتا ہے، تو توفیقات ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔

۲۱۔ قُرِنَتِ الْهَيْبَةُ بِالْخَيْبَةِ، وَالْحَيَاءُ بِالْحِرْمَانِ وَالْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوا فُرَصَ الْخَيْرِ۔

۲۱۔ وقت کی قدر کرو۔ ڈر کے ساتھ ناکامی اور حیا[1] کے ساتھ ناکامی ہے اور فرصت (کی گھڑی تو) ایسے گزرتی ہے جیسے بادل، اسلئے فرصت کے وقت اُٹھ بیٹھو۔

۲۲۔ لَنَا حَقٌّ فَإِنْ أَعْطَيْنَاهُ وَإِلَّا رَكِبْنَا أَعْجَازَ الْإِبِلِ وَإِنْ طَالَ السُّرَى۔

۲۲۔ حق اور صبر۔ (خلافت) ہمارا حق ہے اگر ان لوگوں نے موقع دیا (تو اس ناقے پر سوار ہولیں گے) ورنہ اس کے پیچھے بیٹھے رہیں گے (اور صبر کریں گے) چاہے سفر کتنا ہی طولانی ہو۔

(یہ جملہ عجیب فصاحت کا مالک ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر ہمارا حق ہمیں نہ دیا گیا تو ہم کو ذلیل کیا جائے گا۔ کیونکہ اونٹ کے پیچھے غلام اور قیدی ہی بیٹھتے ہیں۔ رضی

ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ یہ جملہ یوم سقیفہ یا یوم شوریٰ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔)

۲۳۔ مَنْ أَبْطَأَ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ حَسَبُهُ۔ (ن نسبہ)

۲۳۔ عمل اور نسب۔ جس کا عمل سست ہو، اس کو اس کا خاندان تیز رفتار (شخصیت) نہیں کرتا۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۳۷۹)

۲۴۔ مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِغَاثَةُ الْمَلْهُوفِ، وَالتَّنْفِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ۔

۲۴۔ کفارۂ گناہ۔ بڑے گناہوں کے کفاروں میں سے مصیبت زدہ کی فریاد رسی، اور مبتلائے رنج کی تکلیف دور کرنا ہے۔

۲۵۔ يَا بْنَ آدَمَ إِذَا رَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعَمَهُ، وَأَنْتَ تَعْصِيهِ فَاحْذَرْهُ۔

۲۵۔ گناہ سے ڈرو۔ فرزند آدم، جب دیکھتے ہو کہ خدا برابر نعمتیں دے رہا ہے اور پھر تم گناہ کرو۔ تو ڈرو!

۲۶۔ مَا أَضْمَرَ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا ظَهَرَ فِي

۲۶۔ راز۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو دل میں کوئی بات چھپائے

---

[1] بقول محمد عبدہ حیا کی حد سے زیادتی مضر ہے اور علامہ فیض الاسلام نے پیغمبر کی ایک روایت نقل کی ہے کہ:۔ "اَلْحَيَاءُ حَيَاءَانِ، حَيَاءُ عَقْلٍ وَحَيَاءُ حُمْقٍ، فَحَيَاءُ الْعَقْلِ هُوَ الْعِلْمُ، وَحَيَاءُ الْحُمْقِ هُوَ الْجَهْلُ"۔ حیا دو طرح کی ہے، عقلمندی کی حیا جسے علم اور حماقت کی حیا جسے جہل کہتے ہیں۔ مرتضیٰ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لِلَّنَاتِ لِسَانِهٖ وَصَفَحَاتِ وَجْهِهٖ۔

اور اس کی زبان کی اتفاقی گفتگو اور چہرے (کے اُتار چڑھاؤ) سے ظاہر نہ ہو جائے۔

۲۷۔ اَمْشِ بِدَآئِكَ مَا مَشٰى بِكَ۔

۲۷۔ ہمت کرو۔ بیماری میں جہاں تک چل سکو چلو۔

۲۸۔ اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَاءُ الزُّهْدِ۔

۲۸۔ زہد؟ بہترین زہد زہد کو چھپانا ہے۔

۲۹۔ اِذَا كُنْتَ فِيْ اِدْبَارٍ وَالْمَوْتُ فِيْ اِقْبَالٍ فَمَا اَسْرَعَ الْمُلْتَقٰى۔

۲۹۔ مڈبھیڑ۔ جب تم واپس جا رہے ہو اور موت تمہاری طرف بڑھ رہی ہو، تو یہ مڈبھیڑ کتنی جلد ہو گی۔

۳۰۔ اَلْحَذَرَ اَلْحَذَرَ فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ سَتَرَ، حَتّٰى كَاَنَّهٗ غَفَرَ۔

۳۰۔ پردہ پوشی۔ (خدا سے) ڈرو! خدا کی قسم اُس نے (گناہوں کو) یہاں تک چھپایا کہ گویا بخش دیا!

۳۱۔ وَسُئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْاِيْمَانِ فَقَالَ: اَلْاِيْمَانُ عَلٰى اَرْبَعَةِ دَعَآئِمَ: عَلَى الصَّبْرِ وَالْيَقِيْنِ وَالْعَدْلِ وَالْجِهَادِ وَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الشَّوْقِ، وَالشَّفَقِ وَالزُّهْدِ وَالتَّرَقُّبِ فَمَنِ اشْتَاقَ اِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ الشَّهَوَاتِ وَمَنْ اَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اجْتَنَبَ الْمُحَرَّمَاتِ وَمَنْ زَهِدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالْمُصِيْبَاتِ وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِي الْخَيْرَاتِ وَالْيَقِيْنُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلٰى تَبْصِرَةِ الْفِطْنَةِ وَتَاَوُّلِ الْحِكْمَةِ وَمَوْعِظَةِ الْعِبْرَةِ وَسُنَّةِ الْاَوَّلِيْنَ فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي الْفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ وَمَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ عَرَفَ الْعِبْرَةَ وَمَنْ عَرَفَ الْعِبْرَةَ فَكَاَنَّمَا كَانَ فِي الْاَوَّلِيْنَ۔

۳۱۔ ایمان کے چار ستون۔ حضرت علیؑ سے فرمایا کہ ایمان کے چار ستون ہیں: (۱) صبر۔ (۲) یقین۔ (۳) عدل۔ (۴) جہاد۔ صبر کے چار شعبے ہیں: (۱) شوق۔ (۲) خوف۔ (۳) زہد۔ (۴) اُمید۔ تو جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات سے الگ ہو جاتا ہے اور جسے آتش (جہنم) کا خوف ہوتا ہے وہ حرام سے بچتا ہے۔ اور جو دنیا سے زہد کرتا ہے اُسے مصیبتیں ہلکی معلوم ہوتی ہیں اور جسے موت کی اُمید ہوتی ہے وہ نیک اعمال (کرنے میں) جلدی کرتا ہے۔ یقین کی چار شاخیں ہیں، نکتہ رسی میں نظر حقائق تک پہونچنا عبرتوں سے نصیحت، اور سابقین کے اچھے طریقے ــــ تو جس نے نکتہ رسی میں نظر پیدا کر لی اُس کے لئے حکمت واضح ہو گئی، اور جس کے واسطے حکمت واضح ہو گئی وہ عبرت کو پہچان گیا، اور جو عبرت کو سمجھ گیا وہ گویا گزشتہ انسانوں میں رہ چکا۔

لہ دیکھئے حضرت کا وصیت نامۂ اول بنام امام حسنؑ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْعَدْلُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ : عَلٰى غَائِصِ الْفَهْمِ وَغَوْرِ الْعِلْمِ وَزُهْرَةِ الْحُكْمِ وَرَسَاخَةِ الْحِلْمِ. فَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ، وَمَنْ عَلِمَ غَوْرَ الْعِلْمِ صَدَرَ عَنْ شَرَائِعِ الْحُكْمِ وَمَنْ حَلُمَ لَمْ يُفَرِّطْ فِيْ اَمْرِهٖ وَعَاشَ فِي النَّاسِ حَمِيْدًا۔

عدل کے چار شعبے ہیں: سمجھ کی باریک بینی، علم کی گہرائی، فیصلوں کی خوبی، حلم میں ثابت قدمی — یعنی جس نے باریک بینی سے کام لیا اُس نے علم کی گہرائی سمجھ لی، اور جس نے علم کی گہرائی سمجھ لی وہ (صحیح) فیصلوں کی گھاٹیوں سے سیر و سیراب (کامیاب) پلٹا، اور جس نے حلم کو اپنایا وہ اپنے معاملے میں حد سے آگے نہیں بڑھتا اور لوگوں میں قابلِ تعریف زندگی بسر کرتا ہے۔

وَالْجِهَادُ مِنْهَا عَلٰى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ وَشَنَاٰنِ الْفَاسِقِيْنَ. فَمَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ شَدَّ ظُهُوْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ نَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ اَرْغَمَ اُنُوْفَ الْمُنَافِقِيْنَ، وَمَنْ صَدَقَ فِي الْمَوَاطِنِ قَضٰى مَا عَلَيْهِ وَمَنْ شَنِئَ الْفَاسِقِيْنَ وَغَضِبَ لِلّٰهِ غَضِبَ اللّٰهُ لَهٗ، وَاَرْضَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جہاد کی چار قسمیں ہیں: (۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) مشکل مقامات پر سچائی (۴) بدکاروں سے دشمنی — جو امر بالمعروف کرے وہ مومنوں کو مدد پہونچاتا ہے اور جو نہی عن المنکر کرے وہ منافقوں کو رسوا کرتا ہے اور جو اہم مقامات پر سچ بولے اُس نے اپنا حق ادا کر دیا، اور جس نے بدکاروں سے دشمنی کی اور قربۃً الی اللہ اُن سے ناراض ہوا۔ خدا اُس کی طرف سے فاسق سے ناراض، اور اس شخص سے قیامت کے دن راضی ہوگا۔

وَالْكُفْرُ عَلٰى اَرْبَعِ دَعَائِمَ:۔
عَلَى التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ وَالزَّيْغِ وَالشِّقَاقِ۔ فَمَنْ تَعَمَّقَ لَمْ يُنِبْ اِلَى الْحَقِّ وَمَنْ كَثُرَ نِزَاعُهٗ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ وَمَنْ زَاغَ سَاءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ، وَحَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ وَسَكِرَ سُكْرَ الضَّلَالَةِ وَمَنْ شَاقَّ وَعُرَتْ عَلَيْهِ طُرُقُهٗ، وَاَعْضَلَ عَلَيْهِ اَمْرُهٗ وَضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهٗ۔

کفر کے چار رکن ہیں:۔
(۱) کُرید (بیکار کی چھان بین) (۲) لڑائی (فضول کی بحث بحد افراط (۳) حق سے مُڑنا (تفریط) (۴) افتراق اور دشمنی — جو بے کار کی چھان بین کرتا ہے وہ حق کی طرف نہیں پلٹا۔ اور جو بے علمی کی وجہ سے زیادہ لڑے گا وہ راہِ راست دیکھنے سے ہمیشہ عاجز رہے گا اور جو حق سے پھر جائے اُسکے نزدیک اچھائیاں بُرائی بن جائیں گی اور بُرائیاں اچھی۔ اور گمراہی کا نقشہ چھا جائے گا اور جو افتراق و دشمنی کرے گا اس پر اسی کے راستے دشوار اور کاربار سخت اور چھٹکارا پانا مشکل ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالشَّكُّ عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى التَّمَارِيْ وَالْهَوْلِ، وَالتَّرَدُّدِ، وَالْاِسْتِسْلَامِ، فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَاءَ دِيْنًا لَمْ يُصْبِحْ لَيْلُهٗ وَمَنْ هَالَهٗ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَمَنْ تَرَدَّدَ فِي الرَّيْبِ وَطِئَتْهُ سَنَابِكُ الشَّيَاطِيْنِ وَمَنِ اسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ هَلَكَ فِيْهِمَا ـــــ

اور شک کے چار حصّے ہیں: (۱) اظہار قوت کے لئے بحث (و مقابلہ) (۲) (بلا وجہ کا) ڈر (۳) پریشانی (۴) غلامی (باطل) ـــ اب جس نے بلا وجہ مقابلے کو دین سمجھا، اُس کی شام (گمراہی) صبح (ہدایت) نہ بنے گی اور جسے سامنے کی چیزوں سے ہول آئے وہ پچھلے پیروں پلٹ جائے گا (اقدام کر ہی نہ سکے گا) جو شبہوں میں متردد ہوگا اُسے شیطانوں کے قدم روندڈالیں گے اور جو دنیا و آخرت کو تباہ کرنے کے لئے جُھک گیا (اور باطل کی برتری مان لی) وہ دونوں جگہ مرا (کہیں کا نہ رہا) ـــ اس کے بعد یہ سلسلہ طولانی ہے جو مقصد کتاب اور طول کی وجہ سے چھوڑ دیا۔[1] رضیؒ

۳۲۔ فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنْهُ وَ فَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِّنْهُ۔

۳۲۔ عمل، نیک کام کرنے والا، نیکی سے بہتر اور بدکار بدی سے بدتر ہے۔

۳۳۔ كُنْ سَمْحًا وَّلَا تَكُنْ مُبَذِّرًا، وَكُنْ مُقَدِّرًا وَلَا تَكُنْ مُقَتِّرًا۔

۳۳۔ سخی بنو۔ سخی بنو مگر فضول خرچ نہیں! اور حساب کتاب رکھو، مگر سخت گیر بھی نہ ہو جاؤ۔

۳۴۔ اَشْرَفُ الْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى۔

۳۴۔ دولت مندی۔ سب سے بڑی دولت مندی یہ ہے کہ اُمیدیں چھوٹ جائیں۔

۳۵۔ مَنْ اَسْرَعَ اِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُوْنَ قَالُوْا فِيْهِ مَا لَا يَعْلَمُوْنَ۔

۳۵۔ عام رجحان کے خلاف کچھ کرنا۔ جو شخص لوگوں کے پاس وہ چیزیں لے کر جاتا ہے جسے پسند نہیں کیا جاتا۔ اُس کے لئے لوگ نامعلوم باتیں کہنے لگتے ہیں۔

۳۶۔ مَنْ اَطَالَ الْاَمَلَ اَسَاءَ الْعَمَلَ۔

۳۶۔ طول امل۔ جو طولانی اُمیدیں رکھے گا وہ اپنا کردار تباہ کر دے گا۔

حضرتؑ شام تشریف لئے جا رہے تھے، راستے میں انبار (عراق کا شہر) کے زمینداروں سے ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ حضرت کو دیکھ کر پیدل ہو گئے اور سامنے (رکاب میں) دوڑنے لگے۔ حضرت نے فرمایا:۔

---

[1] ملاحظہ ہو اصول کافی "کتاب الایمان والکفر" نیز دیکھئے کلام نمبر ۲۵۹ جو اس حدیث کا ابتدائی حصّہ ہے۔ مرح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۷۔ مَا هٰذَا الَّذِیْ صَنَعْتُمُوْهُ ؟
اُنھوں نے کہا: خُلُقٌ مِّنَّا نُعَظِّمُ بِهٖ اُمَرَآءَنَا۔

وَاللّٰهِ مَا يَنْتَفِعُ بِهٰذَا اُمَرَآءُكُمْ وَاِنَّكُمْ لَتَشْقَوْنَ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فِیْ دُنْيَاكُمْ وَتَشْقَوْنَ بِهٖ فِیْ اٰخِرَتِكُمْ وَمَا اَخْسَرَ الْمَشَقَّةَ وَرَآءَهَا الْعِقَابُ وَاَرْبَحَ الدَّعَةَ مَعَهَا الْاَمَانُ مِنَ النَّارِ۔

۳۷۔ آدابِ اسلام۔ تم یہ کیا کر رہے ہو؟
— یہ ہماری تہذیب ہے، جس کے ماتحت اپنے حاکموں کی تعظیم کرتے ہیں! آپ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اس سے تمھارے حاکموں کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ بلکہ اس طرح تم اپنے اوپر دنیا میں مشقت اُٹھاتے ہو اور اس کے بدلے آخرت میں بدبختی لیتے ہو اور اس کے بعد (آخرت) کی تکلیف بڑی نقصان دہ ہے۔ جس میں عذاب ہے۔ اور کس قدر نفع بخش ہے۔ وہ راحت جس کے ساتھ جہنم سے بچت ہے۔

۳۸۔ لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

يَا بُنَیَّ احْفَظْ عَنِّیْ اَرْبَعًا وَاَرْبَعًا لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ: اِنَّ اَغْنَى الْغِنٰى الْعَقْلُ وَاَكْبَرَ الْفَقْرِ الْحُمْقُ وَاَوْحَشَ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ، وَاَكْرَمَ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ۔

يَا بُنَیَّ! اِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْاَحْمَقِ فَاِنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يَّنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ۔ وَاِيَّاكَ وَمُصَادَقَةَ الْبَخِيْلِ، فَاِنَّهٗ يَقْعُدُ عَنْكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهِ، وَاِيَّاكَ! وَمُصَادَقَةَ الْفَاجِرِ فَاِنَّهٗ يَبِيْعُكَ بِالتَّافِهِ، وَاِيَّاكَ! وَمُصَادَقَةَ الْكَذَّابِ، فَاِنَّهٗ كَالسَّرَابِ يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيْدَ وَيُبَعِّدُ عَلَيْكَ الْقَرِيْبَ۔

۳۸۔ امام حسنؑ سے۔ اے بیٹا! چار (مثبت) اور چار (منفی) باتیں) یاد کرلو! اگر ان کے پیش نظر کام کیا تو کبھی نقصان نہ اُٹھاؤ گے! (۱) سب سے بڑی دولت عقل ہے (۲) اور سب سے بڑی فقیری حماقت (بیوقوفی) ہے (۳) اور سب سے بڑی وحشت خود پسندی ہے (۴) اور سب سے زیادہ قابل عزت حسب اور خوش اخلاقی ہے۔

اے فرزند! خبردار! احمق سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ چاہے گا کہ نفع پہونچائے مگر کرادے گا نقصان۔ کنجوس سے بھی نہ ملو! اس لئے کہ وہ تمھاری ضرورتوں سے بھی تمھیں روک دے گا۔ اور دیکھو، بدکار سے بھی دوستی نہ کرنا، وہ تو معمولی قیمت پر بھی تمھیں بیچ دے گا، اور جھوٹے سے بھی میل جول ٹھیک نہیں، وہ تو سراب ہے، کہ دور کو قریب اور قریب کو دور کردے گا (دھوکا دے گا) اپنے کو بیگانہ، بیگانے کو اپنا بنا کے دکھائے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۹۔ لَا قُرْبَةَ بِالنَّوَافِلِ إِذَا أَضَرَّتْ بِالْفَرَائِضِ۔

۳۹۔ نوافل اور فرائض۔ جب فرائض کو نقصان پہونچے تو نوافل سے رضائے خدا نہیں ملتی (پہلے واجب پھر سُنّت) دیکھیے جملہ ۲۷۲

۴۰۔ لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِهٖ وَقَلْبُ الْأَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِهٖ۔

۴۰۔ عقلمند کی زبان۔ اس کے دل کے پیچھے اور احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

(یہ عجیب بلیغ و برمحل مطلب ہے، مُراد یہ ہے کہ عقلمند "غور" سے مشورہ اور "فکر" سے حکم لے کر زبان کھولتا ہے۔ بیوقوف سوچ بچار اور رائے کے جانچنے سے پہلے زبانی بک بک کر دیتا ہے، گویا صاحب ہوش کی زبان دل کی پابند، اور احمق کا دل زبان کا تابع ہے ——— رضیؒ ——— ایک دوسری روایت یوں ہے :۔

قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِي فِيْهِ وَلِسَانُ الْعَاقِلِ فِي قَلْبِهٖ۔

احمق کا دل مُنہ میں اور عقلمند کی زبان اُس کے دل میں ہوتی ہے۔ (مطلب دونوں کا ایک ہی ہے ——— رضیؒ)

۴۱۔ لِبَعْضِ أَصْحَابِهٖ فِي عِلَّةٍ اِعْتَلَّهَا: جَعَلَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ شَكْوَاكَ حَطًّا لِسَيِّئَاتِكَ۔ فَإِنَّ الْمَرَضَ لَا أَجْرَ فِيْهِ، وَلٰكِنَّهٗ يَحُطُّ السَّيِّئَاتِ وَيَحُتُّهَا حَتَّ الْأَوْرَاقِ۔ وَإِنَّمَا الْأَجْرُ فِي الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ، وَالْعَمَلِ بِالْأَيْدِي وَالْأَقْدَامِ وَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يُدْخِلُ بِصِدْقِ النِّيَّةِ وَالسَّرِيْرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ۔

۴۱۔ ایک عیادت کے موقع پر۔ حضرتؑ کے ایک صحابی بیمار تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا: خدا تمہاری اس بیماری کو تمہارے گناہوں کے معاف کرنے کا سبب بنائے، کیونکہ بیماری کی کوئی جزا نہیں، لیکن وہ گناہوں کو کم کرتی اور اس طرح گراتی ہے جیسے درختوں کی پتّیاں۔ بدلہ (جزا) تو زبان کی بات، ہاتھ پیر کے عمل پر چلنا خدا نیک نیتی اور پاک دلی کی وجہ سے جس بندے کو چاہے گا جنت دے گا ——— (سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ بیماری کا کوئی صلہ نہیں، کیونکہ مرض تو اُن چیزوں میں سے ہے کہ جس کا عوض نہیں ہو سکتا، کہ عوض خداوند عالم کے ان افعال کے مقابلے میں ہوتا ہے جو وہ اپنے بندے پر بطور تکلیف و اذیت نازل کرے جیسے مصائب و امراض وغیرہ۔ اور اجر و ثواب انسانی افعال کی مزدوری ہے۔ اس فرق کو حضرتؑ نے اپنے علم خصوصی اور رائے مبارک سے واضح فرمایا ہے)۔

۴۲۔ يَرْحَمُ اللّٰهُ خَبَّابَ ابْنَ الْأَرَتِّ فَلَقَدْ أَسْلَمَ رَاغِبًا، وَهَاجَرَ طَائِعًا، وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ، وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ وَعَاشَ

۴۲۔ خباب ابن ارت کی یاد۔ خباب پر خدا کی رحمت! وہ شوق سے اسلام لائے، خوشی خوشی ہجرت کی، ضرورت بھر ملنے پر قناعت کی، (احکام و مقدرات) خدا پر مطمئن رہے۔ مجاہدانہ زندگی گزاری۔ خوش قسمت ہے!

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُجَاهِدًا ۔ طُوبٰى لِمَنْ ذَكَرَ الْمَعَادَ وَعَمِلَ لِلْحِسَابِ وَقَنِعَ بِالْكَفَافِ وَرَضِيَ عَنِ اللّٰهِ۔

جو قیامت کو یاد رکھے، احساب (قیامت) کے لئے عمل کرے، ضرورت بھر ملنے پر صبر کرے ۔ خدا سے اُس کی دین پر راضی و مطمئن رہے۔

۴۳۔ لَوْ ضَرَبْتُ خَيْشُومَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِي هٰذَا عَلٰى اَنْ يُّبْغِضَنِي مَا اَبْغَضَنِي وَلَوْ صَبَبْتُ الدُّنْيَا بِجَمَّاتِهَا عَلَى الْمُنَافِقِ عَلٰى اَنْ يُّحِبَّنِي مَا اَحَبَّنِي، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ قُضِيَ فَاقْتُضِيَ عَلٰى لِسَانِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَنَّهٗ قَالَ: يَا عَلِيُّ لَا يُبْغِضُكَ مُؤْمِنٌ وَلَا يُحِبُّكَ مُنَافِقٌ۔

۴۳۔ حُبِّ علیؑ۔ اگر میں اپنی اس تلوار سے مردِ مومن کو سخت تکلیف دوں کہ وہ مجھے دشمن رکھے، تو اس سے یہ نہ ہوگا۔ اور اگر دُنیا منافق پر نعمتیں برسا دے کہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو وہ ہرگز مجھے نہ چاہے گا ۔ بات یہ ہے کہ خدا نے رسولؐ کی زبانی یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا: "علی تمہیں مومن، دشمن، اور کافر دوست نہ رکھے گا"

۴۴۔ سَيِّئَةٌ تَسُوْءُكَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ حَسَنَةٍ يُّعْجِبُكَ۔

۴۴۔ خود پسندی۔ جو غلطی بارگاہ خداوندی میں تمہیں تکلیف دے، وہ اس اچھے عمل سے بہتر ہے جو تمہیں خود پسند کر دے۔

۴۵۔ قَدْرُ الرَّجُلِ عَلٰى قَدْرِ هِمَّتِهٖ، وَصِدْقُهٗ عَلٰى قَدْرِ مُرُوْءَتِهٖ، وَشَجَاعَتُهٗ عَلٰى قَدْرِ اَنَفَتِهٖ، وَعِفَّتُهٗ عَلٰى قَدْرِ غَيْرَتِهٖ۔

۴۵۔ معیارِ شرف۔ ہر شخص کی حیثیت اس کی ہمت بھر، اور سچائی مروت کے مطابق، شجاعت، غیرت کے لحاظ سے اور پاکدامنی شرم کے معیار پر ہوتی ہے (عملی صفات سے شخصی درجہ معین کرو)

۴۶۔ اَلظَّفَرُ بِالْحَزْمِ، وَالْحَزْمُ بِاِجَالَةِ الرَّاْيِ، وَالرَّاْيُ بِتَحْصِيْنِ الْاَسْرَارِ۔

۴۶۔ کامیابی کا راز۔ فتح خود اعتمادی پر، اور خود اعتمادی بار بار سوچنے اور سوچنا، حفاظتِ راز پر موقوف ہے۔ (اگر راز فاش ہو تو کامیابی کی قطعی تدبیر غیر یقینی ہوتی ہے۔ م)

۴۷۔ اِحْذَرُوْا صَوْلَةَ الْكَرِيْمِ اِذَا جَاعَ وَاللَّئِيْمِ اِذَا شَبِعَ

۴۷۔ شریف اور پاجی کا غصہ۔ بھوکے شریف، اور پیٹ بھرے کمینے کے حملے سے بچو۔

۴۸۔ قُلُوْبُ الرِّجَالِ وَحْشِيَّةٌ فَمَنْ تَاَنَّفَهَا اَقْبَلَتْ عَلَيْهِ۔

۴۸۔ انسان کا دل۔ انسانوں کے دل وحشی ہیں جو انہیں موہ لے اُسی پر جھک جاتے ہیں۔

۴۹۔ عَيْبُكَ مَسْتُوْرٌ مَّا اَسْعَدَكَ جَدُّكَ۔

۴۹۔ اقبال۔ جب تک قسمت ساتھ ہے عیب چھپے ہوئے ہیں۔ (دیکھئے فقرہ ۸۰)

۱؎ محمد عبدہ کے نسخے میں اسے مستقل اور جداگانہ ارشاد کیا گیا ہے۔ م ح۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۵۰۔ اَوْلَی النَّاسِ بِالْعَفْوِ اَقْدَرُھُمْ عَلَی الْعُقُوْبَۃِ۔

۵۰۔ معاف کرنا۔ معافی دینے کا تو اُسے ہی حق ہے جو سب سے زیادہ سزا دینے پر قادر ہو۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۱۰۷)

۵۱۔ اَلسَّخَاءُ مَا کَانَ اِبْتِدَآءً فَاَمَّا مَا کَانَ عَنْ مَّسْاَلَۃٍ فَحَیَآءٌ وَّتَدَنُّمٌ۔

۵۱۔ سخاوت؟ یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے عطا ہو۔ لیکن جو سوال کے بعد ہو، وہ شرم (کا تحفظ) اور مذمت سے بچاؤ ہے (سخاوت نہیں)

۵۲۔ لَا غِنٰی کَالْعَقْلِ وَلَا فَقْرَ کَالْجَھْلِ وَلَا مِیْرَاثَ کَالْاَدَبِ وَلَا ظَھِیْرَ کَالْمُشَاوَرَۃِ۔

۵۲۔ چار چیزیں۔ عقل سے زیادہ بے نیازی، جہالت سے بڑھ کر محتاجی، آداب سے بہتر ترکہ، مشورے سے بہتر پشت پناہ نہیں۔

۵۳۔ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ: صَبْرٌ عَلٰی مَا تَکْرَہُ وَصَبْرٌ عَمَّا تُحِبُّ۔

۵۳۔ دو صبر۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ناپسند چیز پر صبر، اور محبوب چیز (کے نہ ملنے) پر صبر۔

۵۴۔ اَلْغِنٰی فِی الْغُرْبَۃِ وَطَنٌ وَالْفَقْرُ فِی الْوَطَنِ غُرْبَۃٌ۔

۵۴۔ دولت و غربت۔ مسافرت میں دولتمندی، وطن (کا مزہ دیتی ہے) اور غربت وطن کو مسافرت بنا دیتی ہے۔

۵۵۔ اَلْقَنَاعَۃُ مَالٌ لَّا یَنْفَدُ۔

۵۵۔ قناعت۔ وہ مال ہے جو ختم نہیں ہوتا — (رضی فرماتے ہیں کہ حدیث پیغمبرؐ بھی یوں ہی مروی ہے[1])

۵۶۔ اَلْمَالُ مَادَّۃُ الشَّھَوَاتِ۔

۵۶۔ مال۔ خواہشات کا سرچشمہ ہے۔

۵۷۔ مَنْ حَذَّرَکَ کَمَنْ بَشَّرَکَ۔

۵۷۔ جو تمہیں (بُری بات سے) ڈرائے وہ گویا تمہیں خوشی کی بشارت دیتا ہے۔

۵۸۔ اَللِّسَانُ سَبُعٌ اِنْ خُلِّیَ عَقَرَ۔

۵۸۔ زبان۔ درندہ ہے کہ اگر چھوڑ دو (جو چاہے کہے) تو کاٹ لے۔

۵۹۔ اَلْمَرْاَۃُ عَقْرَبٌ حُلْوَۃُ اللَّبْسَۃِ۔

۵۹۔ عورت۔ خوش معاشرت بچھو ہے۔ (ساتھ رہو تو خوشی ضرور ہوتی ہے مگر ڈنک مارنے سے نہیں رُکتی)۔

۶۰۔ اِذَا حُیِّیْتَ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیِّ بِاَحْسَنَ مِنْھَا وَاِذَا اُسْدِیَتْ اِلَیْکَ یَدٌ فَکَافِئْھَا

۶۰۔ جواب ہدیہ۔ اگر کوئی سلام (یا ہدیہ) پیش کرے تو اس سے بہتر جواب دو، اور اگر کوئی تم پر احسان کرے تو اس سے

---

[1] دیکھئے درج گہر طبع تہران ۱۳۶۶ھ حرف ق حدیث ۴۱۲۷ م ح نیز یہ ملاحظہ ہو ۴۶۷۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِمَا يُرْبِي عَلَيْهَا وَالْفَضْلُ مَعَ ذٰلِكَ لِلْبَادِي۔

بڑھ چڑھ کر بدلہ دو۔ اس کے بعد بھی شرف پہلے کو رہے گا۔

۶۱۔ اَلشَّفِيْعُ جَنَاحُ الطَّالِبِ۔

۶۱۔ سفارش کرنے والا، سائل کا بازو ہے۔

۶۲۔ اَهْلُ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ يُسَارُ بِهِمْ وَهُمْ نِيَامٌ۔

۶۲۔ دنیا والے، اُن مسافروں کی طرح ہیں، جنکو قافلہ (سوار کر) لئے جا رہا ہو، اور وہ (غافل) سو رہے ہوں۔

۶۳۔ فَقْدُ الْاَحِبَّةِ غُرْبَةٌ۔

۶۳۔ دوستوں کی جدائی، مسافرت ہے (جو وطن میں دوست نہ ہوں اُسے وطن کا کیا مزہ)

۶۴۔ فَوْتُ الْحَاجَةِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِهَا اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهَا۔

۶۴۔ نا اہل سے سوال، ضرورت کا پورا نہ ہونا، نا اہل سے مانگنے سے زیادہ آسان ہے۔

۶۵۔ لَا تَسْتَحِ مِنْ اِعْطَاءِ الْقَلِيْلِ فَاِنَّ الْحِرْمَانَ اَقَلُّ مِنْهُ۔

۶۵۔ ناکام نہ پھیرو۔ (سائل کو) کم دینے سے شرم نہ کرو، اس لئے کہ ناکام واپس کرنا اس سے بھی کم ہے۔

۶۶۔ اَلْعَفَافُ زِيْنَةُ الْفَقْرِ وَالشُّكْرُ زِيْنَةُ الْغِنٰى۔

۶۶۔ زینت غنی و محتاج۔ محتاجی کی زینت ہے پاک دامنی، اور دولت مندی کا حُسن ہے شکر۔

۶۷۔ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَا تُرِيْدُ فَلَا تُبَلْ كَيْفَ كُنْتَ۔

۶۷۔ ناکامی کے بعد۔ اگر تمہاری خواہش کے مطابق کام نہ ہو تو "کیسے تھے" (یعنی ماضی کی کامیابیوں) کی پروا (اور ان کا خیال) نہ کرو۔

۶۸۔ لَا يَرٰى الْجَاهِلُ اِلَّا مُفْرِطًا اَوْ مُفَرِّطًا

۶۸۔ جاہل، ہمیشہ یا افراط کرتا ہے یا تفریط۔

۶۹۔ اِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْكَلَامُ۔

۶۹۔ کمال عقل۔ جب عقل پختہ ہوتی ہے تو (آدمی کی) گفتگو کم ہو جاتی ہے۔

۷۰۔ اَلدَّهْرُ يُخْلِقُ الْاَبْدَانَ وَيُجَدِّدُ

۷۰۔ دنیا کی عادت۔ یہ زمانہ بدن کو بوسیدہ (کمزور)

سلہ ابن میثم، ابن ابی الحدید کی شرحوں، فیض الاسلام اور نسخہ مطبوعہ ایران ۱۳۱۸ھ میں اسی طرح ہے، لیکن محمد عبدہٗ کا نسخہ ہے مَا كُنْتَ اور اُنھوں نے مطلب بھی کچھ اور لکھا ہے جلد ۲ صفحہ ۱۵۷۔ م ح۔ میرا ترجمہ مختلف شرحوں کے مطالعے کے بعد ہے، اور علامہ فیض الاسلام سے مختلف فیض الاسلام نے لکھا ہے: "ہر گاہ بہ آں چہ می خواہی نہ رسیدی پس بہر حال مستی باک نہ داشتہ باش۔ زیرا کہ برائے نہ رسیدہ اندوہ بخود راہ دادن بے خردی است) صفحہ ۱۱۰۷۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الآمالَ، وَيُقَرِّبُ الْمَنِيَّةَ، وَيُبَاعِدُ الْأُمْنِيَّةَ، مَنْ ظَفِرَ بِهِ نَصِبَ وَ مَنْ فَاتَهُ تَعِبَ۔

کرتا ہے، اور اُمیدوں کو نیا کرتا رہتا ہے، موت کو قریب اور آرزوؤں کو دُور کرتا رہتا ہے۔ جو یہاں کامیاب ہو جاتا ہے وہ تھک جاتا ہے جسے ناکامی ہوتی ہے۔

۷۱۔ مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَامًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَبْدَءَ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ، وَلْيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ، وَمُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَمُؤَدِّبُهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَمُؤَدِّبِهِمْ۔

۷۱۔ قائد کا فرض۔ جو شخص اپنے تئیں عوام کا قائد بنائے اُسے چاہیے کہ دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنی ذات کو تعلیم دے، اور اس کا کردار اس کی زبان سے پہلے ادب سکھائے (اور نمونہ دکھائے) اور اپنے نفس کو مؤدب کرنے اور قابل بنانے والا دوسروں کو تعلیم دینے والے سے زیادہ قابل تعظیم و عزت ہے۔

۷۲۔ نَفَسُ الْمَرْءِ خُطَاهُ إِلَى أَجَلِهِ۔

۷۲۔ یہ سانسیں۔ انسان کا (ہر) نفس موت کی طرف ایک قدم (بڑھاتا) ہے۔

۷۳۔ كُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ۔

۷۳۔ فنا ہی فنا۔ ہر قابل شمار (موجود) چیز کم (اور ختم) ہو گی، اور ہر اُمید کی بات (سامنے) آئے گی

۷۴۔ إِنَّ الْأُمُورَ إِذَا اشْتَبَهَتْ اُعْتُبِرَ بِأَوَّلِهَا۔

۷۴۔ شبہہ کا حل۔ جب معاملات میں اشتباہ ہو جائے تو ان کے آغاز سے نتیجہ نکالو (ابتدا معلوم ہو جائے تو حال اور مستقبل آئینہ ہو جائے گا۔ م ح)

۷۵۔ ضرار بن ضمرہ ضبابی معاویہ کے پاس گئے تو معاویہ نے جناب امیر المومنینؑ کے بارے میں کچھ پوچھا۔ ضرار نے کہا: معاویہ گواہ رہو، میں نے حضرتؑ کو ایک موقع پر دیکھا، کہ تاریکی شب اپنے پردے ڈالے ہوئے تھی، حضرت محراب میں کھڑے، داڑھی پکڑے اس طرح بے چین تھے جیسے کسی کو سانپ کاٹ لے، اس طرح رو رہے تھے جیسے ستم رسیدہ روتا ہے اور فرماتے تھے:۔ (رضیؒ)

يَا دُنْيَا! يَا دُنْيَا! إِلَيْكِ عَنِّي، أَبِي تَعَرَّضْتِ؟ أَمْ إِلَيَّ تَشَوَّقْتِ؟ لَا حَانَ حِينُكِ، هَيْهَاتَ! غُرِّي غَيْرِي! لَا حَاجَةَ لِي فِيكِ۔ قَدْ طَلَّقْتُكِ ثَلَاثًا

اری اے دُنیا، میرے سامنے سے دُور ہو! کیا مجھے (اپنا چسب) دکھاتی ہے؟ یا مجھ سے ملنے کا شوق ہے؟ تجھے یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہو — دُور ہو کمبخت! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکا دے، مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں، میں نے تو تجھے تین طلاق دیے، جس کے بعد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا رَجْعَةَ فِيهَا فَعَيْشُكِ قَصِيرٌ وَّ خَطَرُكِ يَسِيرٌ وَّ اَمَلُكِ حَقِيرٌ۔ اٰهٍ مِنْ قِلَّةِ الزَّادِ! وَطُوْلِ الطَّرِيْقِ! وَ بُعْدِ السَّفَرِ وَعَظِيْمِ الْمَوْرِدِ۔

رجوع (تعلقات بحال ہونے) کی گنجائش ہی نہیں۔ تیری زندگی مختصر، تیری اہمیت کچھ بھی نہیں۔ تیری امید بیکار ہیں! افسوس! سامان سفر کم، راستہ طولانی، سفر لمبا اور منزل (حساب کتاب، قیامت) سنگین ہے!

۷۶۔ تقدیر۔ ایک شامی نے پوچھا: کیا ہمارا سفر شام تقدیر خدا سے ہوا تھا؟ جس کے جواب میں حضرتؑ نے ایک طویل تقریر[1] کی جس کا انتخاب یہ ہے:۔

وَيْحَكَ لَعَلَّكَ ظَنَنْتَ قَضَاءً لَازِمًا وَقَدَرًا حَاتِمًا؟ ۔ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ لَبَطَلَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، وَسَقَطَ الْوَعْدُ وَالْوَعِيْدُ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَمَرَ عِبَادَهٗ تَخْيِيْرًا، وَّ نَهَاهُمْ تَحْذِيْرًا، وَّكَلَّفَ يَسِيْرًا، وَلَمْ يُكَلِّفْ عَسِيْرًا، وَّ اَعْطٰى عَلَى الْقَلِيْلِ كَثِيْرًا وَّ لَمْ يُعْصَ مَغْلُوْبًا، وَلَمْ يُطَعْ مُكْرِهًا وَّ لَمْ يُرْسِلِ الْاَنْبِيَاءَ لَعِبًا وَّلَمْ يُنْزِلِ الْكُتُبَ لِلْعِبَادِ عَبَثًا، وَّلَا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا "ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ

غدا تم پر رحم کرے! تم شاید (اس کا مطلب) یہ سمجھے کہ قضا و قدر لازمی اور حتمی (اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اسی کی وجہ سے عمل پر مجبور) ہے۔؟ اگر یہ (صحیح) ہوتا تو ثواب عذاب غلط تھا، وعدہ (جنت) وعید (جہنم) بیکار تھا۔! بیشک خدا نے حکم دیا ہے (مگر) عمل میں اختیار دیا ہے، اور روکا ہے (مگر تنبیہ کے طور پر) جبر نہیں۔ اُس نے تو تھوڑے سے عمل پر بہت دیا۔ اس کی نافرمانی اسے مغلوب بنا کر نہیں ہوئی (کہ بندہ کو حکم دیا کہ میرا حکم ٹھکرا کر سرکش بنو اور میں مجبور بنا دیکھتا رہوں۔م) اور نہ اس کی اطاعت جبراً ہوئی اور نہ اُس نے رسول بے کار بھیجے، نہ یہ کتابیں فضول نازل فرمائیں۔ نہ زمین و آسمان کو بلا سبب پیدا کیا (بقول قرآن) "یہ خیال تو

---

[1] ابن عبدربہ نے شیخ (حدیث) ابوالحسین سے یہ روایت اپنی کتاب "عقد الفرید" میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کی ہے.... حضرتؑ نے اس کے جواب میں فرمایا: "وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ! مَا وَطِئْنَا مَوْطِئًا وَلَا هَبَطْنَا وَادِيًا اِلَّا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهٖ"۔

شیخ (شامی) نے پوچھا: فَعِنْدَ اللّٰهِ اَحْتَسِبُ عَنَائِيْ، مَا اَرٰى لِيْ مِنَ الْاَجْرِ شَيْئًا؟

حضرتؑ نے فرمایا: مَهْ؟ اَيُّهَا الشَّيْخُ! لَقَدْ عَظَّمَ اللّٰهُ اَجْرَكُمْ، وَاَنْتُمْ سَائِرُوْنَ وَفِيْ مَعْنًى مَصِيْرِكُمْ وَاَنْتُمْ مُنْصَرِفُوْنَ وَلَمْ تَكُوْنُوْا فِيْ شَيْءٍ مِنْ حَالَاتِكُمْ مُكْرَهِيْنَ، وَلَا اِلَيْهَا مُضْطَرِّيْنَ۔

شیخ شامی نے کہا: (جب یہ ہے) تو "قضا و قدر" ہمیں لے گئی کا کیا مطلب؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: وَيْحَكَ (ملاحظہ ہو متن شرح ابن ابی الحدید جلد ۴ صفحہ ۲۷۶)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَفَرُوْا، فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔

اُن لوگوں کا ہے جو کافر ہیں اور کافروں کے لئے ویل (عذاب) جہنم ہے۔" (س ۳۰ ی ۲)[1]

۷۷۔ خُذِ الْحِكْمَةَ اَنّٰى كَانَتْ، فَاِنَّ الْحِكْمَةَ تَكُوْنُ فِيْ صَدْرِ الْمُنَافِقِ فَتَلْجَلِجُ فِيْ صَدْرِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ فَتَسْكُنَ اِلٰى صَوَاحِبِهَا فِيْ صَدْرِ الْمُؤْمِنِ۔

۷۷۔ **حکمت**۔ حکمت جہاں سے ملے لے لو! اس لئے کہ دانائی منافق کے دل میں بے چین رہتی ہے۔ یہاں تک کہ قلب مومن میں پہونچ کر اپنے مانند دوسروں سے جا ملتی ہے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا ہے۔ (رضیؒ)

۷۸۔ اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَخُذِ الْحِكْمَةَ وَلَوْ مِنْ اَهْلِ النِّفَاقِ۔

۷۸۔ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ تو حکمت چاہے منافق ہی سے ملے مگر لے لو۔

۷۹۔ قِيْمَةُ كُلِّ امْرِئٍ مَا يُحْسِنُهٗ۔

۷۹۔ **صاحب فن کی قیمت**۔ ہر شخص کی قیمت، اُس کا شہ کار ہے۔

(بقول رضیؒ اس جملے کی قیمت نہیں معین کی جا سکتی، نہ اس کے مقابلے میں کوئی حکمت ٹھہر سکتی ہے۔ نہ دوسرا جملہ اس سے ٹکر لے سکتا ہے۔ منہ) یہ جملہ جاحظ نے البیان والتبیین جلد ۲ صفحہ ۶ اور ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں کئی جگہ لکھا ہے۔ م)

۸۰۔ اُوْصِيْكُمْ بِخَمْسٍ لَوْ ضَرَبْتُمْ اِلَيْهَا اٰبَاطَ الْاِبِلِ لَكَانَتْ لِذٰلِكَ اَهْلًا، لَا يَرْجُوْنَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا رَبَّهٗ وَلَا يَخَافَنَّ اِلَّا ذَنْبَهٗ وَلَا يَسْتَحْيِيَنَّ اَحَدُكُمْ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَنْ يَّقُوْلَ لَا اَعْلَمُ، وَلَا يَسْتَحْيِيَنَّ اَحَدٌ اِذَا لَمْ يَعْلَمِ الشَّيْءَ اَنْ يَّتَعَلَّمَهٗ وَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ فَاِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْاِيْمَانِ

۸۰۔ **پانچ نصیحتیں**۔ میں پانچ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں، جس کے لئے اگر سواریاں (اونٹ) تیار کرنا، اور سفر کرنا پڑیں، تو بھی ٹھیک ہے۔ (۱) تم میں سے کوئی خدا کے علاوہ کسی سے اُمید نہ کرے (۲) اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے ڈرے بھی نہیں (۳) جب کسی کے سوال کا جواب نہ آتا ہو تو "نہیں معلوم" کہنے میں شرم نہ کرنا (۴) نامعلوم بات کو معلوم کرنے میں حیا نہ کرنا (۵) صبر

---

[1] شیخ نے یہ سُن کر کہا: پھر وہ قضا و قدر کون سی دو چیزیں ہیں جن کے بغیر ہم نہیں چلے تھے؟
حضرت نے فرمایا: هُوَ الْاَمْرُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُكْمُ! پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، (س ۱۷، ی ۲۳)
شیخ مطمئن ہو کر اُٹھا اور یہ شعر پڑھنے لگا ؎ اَنْتَ الْاِمَامُ الَّذِيْ نَرْجُوْا بِطَاعَتِهٖ يَوْمَ النُّشُوْرِ مِنَ الرَّحْمٰنِ رِضْوَانَا
اَوْضَحْتَ مِنْ دِيْنِنَا مَا كَانَ مُلْتَبِسًا جَزَاكَ رَبُّكَ عَنَّا فِيْهِ اِحْسَانَا
(شرح مذکور صفحہ ۲۰۔ ترجمہ کے لئے دیکھئے فیض الاسلام صفحہ) کلمہ ۷۷، جاحظ نے البیان والتبیین جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ میں لکھا ہے)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَلَا خَيْرَ فِي جَسَدٍ لَا رَأْسَ مَعَهُ وَلَا فِي إِيمَانٍ لَا صَبْرَ مَعَهُ۔

ضرور کرو، کیونکہ صبر وایمان میں وہ رشتہ ہے جو سر اور جسم میں ہے۔ جس بدن پر سر نہ ہو وہ بدن کس کام کا اور وہ ایمان نہیں جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔ (دیکھئے بیان جلد ۲ صفحہ ۶ عقد جلد ۱ صفحہ ۲۹۸)

۸۱۔ لِرَجُلٍ أَفْرَطَ فِي الثَّنَاءِ عَلَيْهِ، وَكَانَ لَهُ مُتَّهِمًا: أَنَا دُونَ مَا تَقُولُ وَفَوْقَ مَا فِي نَفْسِكَ۔

۸۱۔ ایک مدّاح کی مدح سرائی کا جواب۔ ایک شخص حضرتؑ کی بہت تعریف کر رہا تھا، اور تھا مشتبہ (منافق) تو حضرتؑ نے فرمایا: جو تم کہہ رہے ہو، اس سے کم، اور جو تمہارے دل میں ہے اُس سے کہیں زیادہ بہتر ہوں۔

۸۲۔ بَقِيَّةُ السَّيْفِ أَبْقَى عَدَدًا وَأَكْثَرُ وَلَدًا۔

۸۲۔ مجاہد کی اولاد۔ جہاد (عزت) میں زندہ بچ رہنے والے تعداد کی بقا پاتے ہیں اور اُن کی اولاد زیادہ ہوتی ہے (قابل انتساب خاندان اور کثیر التعداد افراد مُراد ہیں)۔

۸۳۔ مَنْ تَرَكَ قَوْلَ "لَا أَدْرِي" أُصِيبَتْ مَقَاتِلُهُ۔

۸۳۔ نہیں معلوم۔ جو "لا ادری" (نہیں معلوم) کہنا چھوڑ دے اس کی قتل گاہ اس تک پہنچتی ہے (ذلیل ہو جاتا ہے۔ فیض)

۸۴۔ رَأْيُ الشَّيْخِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ جَلَدِ الْغُلَامِ، وَرُدِّيَ مِنْ مَشْهَدِ الْغُلَامِ۔

۸۴۔ بُڈھے کی رائے۔ پُرانے آدمی کی رائے مجھے نوجوان کی بہادری (یا حاضری) سے زیادہ محبوب ہے۔ (حضرتؑ کا یہ جملہ عربی مثل بن گیا۔ م ح۔ (البیان جلد ۱ صفحہ ۷[1])

۸۵۔ عَجِبْتُ لِمَنْ يَقْنَطُ وَمَعَهُ الْاِسْتِغْفَارُ۔

۸۵۔ استغفار۔ مجھے تعجب ہوتا ہے جب کوئی شخص استغفار (توبہ) کے ہوتے ہوئے مایوس نظر آتا ہے۔ (نیز دیکھئے جلد ۴ کی حدیث ۴۰۹۔ فیض)۔

۸۶۔ امام محمد باقر علیہ السّلام نے امیر المومنینؑ سے روایت فرمائی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا:۔

كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا فَدُونَكُمُ

زمین پر عذاب خدا سے دو پناہیں تھیں۔ ان میں سے ایک تو اُٹھا لی گئی۔ اب دوسری چیز سے وابستہ رہو۔ وہ امان جو

---

[1] جناب عرشی صاحب نے اس جملے کے دو ماخذ بتائے ہیں: بیان تبیین جاحظ اور عقد الفرید۔ مولوی محمد شفیع نے تتمہ صوان الحکمہ کے حاشیہ صفحہ ۱۶۷ پر (۱) مجمع الامثال میدانی (مطبع مصر ۱۳۱۰ھ) ۱: ۱۹۷، اور کتاب الامثال (طبع حیدر آباد ۱۳۵۱ھ صفحہ ۶۵ میں بھی۔ اس کے علاوہ دستور الحکم میں بھی میں نے دیکھا ہے۔ م ح۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الْآخَرَ فَتَمَسَّكُوا بِهٖ: أَمَّا الْأَمَانُ الَّذِيْ رُفِعَ فَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ۔ وَأَمَّا الْأَمَانُ الْبَاقِيْ فَالْاِسْتِغْفَارُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ"

اُٹھالی گئی، وہ (ذات) رسالتمآبؐ تھی۔ اور وہ پناہ جو باقی ہے وہ استغفار ہے۔ ارشاد باری ہے۔ "خدا ان لوگوں پر عذاب نہ کرے گا جب تک (اے رسولؐ) تم ان میں ہو۔ اور خدا اُس وقت تک بھی عذاب نہ کرے گا، جب تک یہ لوگ مغفرت مانگتے رہیں۔" (س ۸ ی ۳۳ یہ بہترین استنباط ہے۔ رضی)

۸۷۔ مَنْ أَصْلَحَ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ أَصْلَحَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ، وَمَنْ أَصْلَحَ أَمْرَ اٰخِرَتِهٖ أَصْلَحَ اللّٰهُ لَهٗ أَمْرَ دُنْيَاهُ، وَمَنْ كَانَ لَهٗ مِنْ نَفْسِهٖ وَاعِظٌ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ۔

۸۷۔ اصلاح۔ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان حالات کی اصلاح کرے، خدا اس کے اور لوگوں کے تعلقات درست کردے گا، اور جو آخرت کے معاملات ٹھیک کرلے خدا اُس کے معاملات دنیا میں ٹھیک کردے گا اور جس کا نفس اس کا نصیحت گر ہو اس کا خدا نگراں ہوتا ہے۔

۸۸۔ اَلْفَقِيْهُ كُلُّ الْفَقِيْهِ مَنْ لَمْ يُقَنِّطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَلَمْ يُؤْيِسْهُمْ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ، وَلَمْ يُؤْمِنْهُمْ مِنْ مَكْرِ اللّٰهِ۔

۸۸۔ فقیہ کی تعریف۔ فقیہ اور پورا فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس نہ کرے، اور خدا کی طرف سے حاصل ہونے والی مسرتوں سے ناامید نہ کرے، اور خدا کی تدبیر جزا سے مطمئن نہ کردے۔

۸۹۔ اَوْضَحُ الْعِلْمِ مَا وُقِفَ عَلَى اللِّسَانِ، وَأَرْفَعُهٗ مَا ظَهَرَ فِي الْجَوَارِحِ وَالْأَرْكَانِ۔

۸۹۔ معیاری علم۔ سب سے معمولی درجے کا علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور بلند ترین وہ جو اعضاء و جوارح (و عمل) سے ظاہر ہو۔

۹۰۔ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ: فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكَمِ۔

۹۰۔ دل اور حکمت۔ یقیناً یہ دل اسی طرح تھک جاتے ہیں جیسے بدن۔ اس لئے ان کے لئے بہترین حکمتیں تلاش کرو۔

۹۱۔ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ لِأَنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى فِتْنَةٍ۔

۹۱۔ فتنہ؟ تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہا کرے کہ "خدایا فتنے سے بچا"، کیونکہ کوئی بھی ایسا نہیں جو فتنے میں مشغول نہ ہو۔ ہاں پناہ ہی مانگنا ہو تو فتنے کی گمراہیوں سے پناہ مانگو ——

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلٰكِنْ مَنِ اسْتَعَاذَ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ: "وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"، وَمَعْنٰى ذٰلِكَ اَنَّهٗ يَخْتَبِرُهُمْ بِالْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ لِيَتَبَيَّنَ السَّاخِطُ لِرِزْقِهٖ وَالرَّاضِيْ بِقِسْمِهٖ، وَاِنْ كَانَ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمَ بِهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَلٰكِنْ لِتَظْهَرَ الْاَفْعَالُ الَّتِيْ بِهَا يُسْتَحَقُّ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ، لِاَنَّ بَعْضَهُمْ يُحِبُّ الذُّكُوْرَ وَيَكْرَهُ الْاِنَاثَ وَبَعْضُهُمْ يُحِبُّ تَثْمِيْرَ الْمَالِ وَيَكْرَهُ اِنْثِلَامَ الْحَالِ۔

(فتنہ کے معنے تو قرآن نے یہ بتائے ہیں — "یہ سمجھ لو کہ تمھارا مال اور اولاد فتنہ ہے" (س ۸ ی ۲۸) جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا مال و اولاد کے ذریعے سے اپنے بندے کو آزماتا ہے کہ اس کی عطا سے ناراض اور اس کی تقسیم پر مطمئن کون ہے، اگرچہ خدا ان کے دلوں سے باخبر ہے لیکن یہ اس لئے کیا کہ ان کے ایسے افعال کھل جائیں جس سے وہ ثواب یا عذاب کے مستحق ہیں، کیونکہ ان میں سے کچھ لڑکوں کو چاہتے اور لڑکیوں سے نفرت کرتے ہیں، اور کچھ لوگ مال کے نفع سے محبت رکھتے ہیں، اور انھیں حال کی شکستگی ناپسند ہے۔

(یہ تفسیر نادر ہے۔ رضی)

۹۲۔ خیر کے بارے میں حضرتؑ سے پوچھا گیا: فرمایا

لَيْسَ الْخَيْرُ اَنْ يَكْثُرَ مَالُكَ وَ وَلَدُكَ وَلٰكِنَّ الْخَيْرَ اَنْ يَكْثُرَ عِلْمُكَ وَاَنْ يَعْظُمَ حِلْمُكَ، وَاَنْ تُبَاهِيَ النَّاسَ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ، فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَمِدْتَ اللّٰهَ وَاِنْ اَسَاتَ اسْتَغْفَرْتَ اللّٰهَ، وَلَا خَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِرَجُلَيْنِ: رَجُلٍ اَذْنَبَ ذُنُوْبًا فَهُوَ يَتَدَارَكُهَا بِالتَّوْبَةِ وَرَجُلٍ يُسَارِعُ فِي الْخَيْرَاتِ وَلَا يَقِلُّ عَمَلٌ مَعَ

"خیر" کا یہ مطلب نہیں کہ تم اپنا مال اور اپنی اولاد بڑھا لو۔ خیر کا مطلب ہے کہ اپنا علم بڑھاؤ اور اپنی بردباری میں عظمت پیدا کرو، اور لوگوں سے عبادت باری کر کے برتری حاصل کرو۔ تو اگر اچھا کام کیا تو حمد خدا بجا لائے، اور اگر برا کام ہو جائے تو استغفار کرو — اور دنیا میں خیر صرف دو آدمیوں کے لئے ہے: ایک تو وہ شخص (صاحب خیر ہے) جو گناہ کرتا ہے اور ان کا تدارک توبہ سے کر لیتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جو نیک عمل میں جلدی کرتا ہے اور جو عمل تقوے کے ساتھ کیا جائے وہ کم نہیں ہوتا اور جو عمل

ن۔ ابن ابی الحدید وغیرہ میں ہم کی جگہ عبدہ ہے۔ م ح۔ لہ وَهٰذَا مِنْ غَرِيْبِ مَا سَمِعَ مِنْهُ فِي التَّفْسِيْرِ۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

التَّقْوٰی وَکَیْفَ یَقِلُّ مَا یُتَقَبَّلُ ؟

قبول ہو جائے وہ کم ہو بھی کیسے سکتا ہے۔

۹۳۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِالْاَنْبِیَآءِ اَعْلَمُھُمْ بِمَا جَآءُوْا بِہٖ۔ ثُمَّ تَلَا "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا"، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ وَلِیَّ مُحَمَّدٍ مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَاِنْ بَعُدَتْ لُحْمَتُہٗ وَ اِنَّ عَدُوَّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَی اللّٰہَ وَاِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُہٗ۔

۹۳۔ پیغمبروں کے مقرب لوگ۔ لوگوں میں پیغمبروں کے مقرب وہ ہیں جو ان کے لائے ہوئے احکام و علوم کو سب سے زیادہ جانتے ہوں، حضرتؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ابراہیمؑ سے قریب رکھنے والے وہ ہیں جنھوں نے اُن کی پیروی کی، اور یہ نبیؐ اور اہل ایمان۔ حضرت ابراہیمؑ سے قریب ہیں (س ۳ ی ۶۸) بلاشبہ محمد مصطفےٰؐ کے دوست اور ولی وہی لوگ ہیں جو خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور آنحضرتؐ کے دشمن وہ ہیں جو خدا کی نافرمانی کرتے ہیں، چاہے خاندانی رشتے سے کتنے ہی قریب ہوں۔

۹۴۔ حضرتؑ نے ایک حروریؔ کے بارے میں سُنا کہ وہ تہجد اور قرآن پڑھتا ہے۔ تو فرمایا:

نَوْمٌ عَلٰی یَقِیْنٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوۃٍ فِیْ شَکٍّ۔

یقین کی نیند (دین کے بارے میں) شک کی نماز سے بہتر ہے۔

(دین کے اصول و فروع پر یقین کے بعد سونا ایسی نماز سے بہتر ہے جس میں شک اور حق کے بارے میں تذبذب ہو۔ م ع)

۹۵۔ اِعْقِلُوا الْخَبَرَ اِذَا سَمِعْتُمُوْہُ عَقْلَ رِعَایَۃٍ، فَاِنَّ رُوَاۃَ الْعِلْمِ کَثِیْرٌ وَرُعَاتُہٗ قَلِیْلٌ۔

۹۵۔ درایت۔ جب خبر سُنو تو اُسے شرائط کے ساتھ سمجھو، کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں مگر اس کی دیکھ بھال کرنے والے کم ہیں۔

۹۶۔ حضرتؑ نے کسی کو "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" (۲) کہتے سُن کر فرمایا:۔

اِنَّ قَوْلَنَا اِنَّا لِلّٰہِ۔ اِقْرَارٌ عَلٰی اَنْفُسِنَا بِالْمُلْکِ وَقَوْلَنَا "وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"، اِقْرَارٌ عَلٰی اَنْفُسِنَا بِالْھُلْکِ۔

ہمارا یہ کہنا کہ "ہم خدا کے لئے ہیں"، یہ اقرار ہے (کہ خدا) ہماری جانوں کا مالک ہے۔ اور یہ کہنا کہ "اور ہم اسی طرف پلٹ جائیں گے"، یہ اقرار ہے۔ کہ ہماری جانیں فنا پذیر ہیں۔

۹۷۔ ایک شخص کی زبان سے اپنی تعریف سُن کر فرمایا:۔

---

(۱) حروراء کوفے کے قریب ایک میدان تھا، جہاں خارجی جمع ہو کر جنگ نہروان کے لئے تیار ہوئے تھے (حروراء کے خارجی)

(۲) س ۲ ی ۱۵۶۔ (م ع)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَعْلَمُ بِيْ مِنْ نَفْسِيْ، وَاَنَا اَعْلَمُ بِنَفْسِيْ، مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا خَيْرًا مِّمَّا يَظُنُّوْنَ، وَاغْفِرْ لَنَا مَا لَا يَعْلَمُوْنَ۔

خدایا تو میرے بارے میں زیادہ واقف ہے اور میں اپنے بارے میں ان سے زیادہ باخبر ہوں۔ خدایا ہمیں ان کے خیال کے مطابق اچھا بنا دے اور جو باتیں یہ نہیں جانتے انہیں معاف فرما دے۔

۹۸۔ لَا يَسْتَقِيْمُ قَضَاءُ الْحَوَائِجِ اِلَّا بِثَلَاثٍ: بِاسْتِصْغَارِهَا لِتَعْظُمَ، وَبِاسْتِكْتَامِهَا لِتَظْهَرَ، وَبِتَعْجِيْلِهَا لِتَهْنُؤَ۔

۹۸۔ عطا کی شرطیں۔ سوالات پورے کرنے کا سوال تین باتوں کے بعد ہوتا ہے۔ (عطا) کو حقیر سمجھ کر، اس کو ظاہر ہونے سے چھپانا۔ اور اس احسان کو خوشگوار بنانے کے لئے جلدی کرنا۔ (یعنی کسی کو دو تو اس شرط پر کہ بہت کچھ دینے کے بعد بھی سمجھے کہ کم ہے، مشہور نہ کیا جائے، اور جو کچھ دو اسے جلدی دو کہ وہ انتظار کی زحمت نہ اٹھائے۔ مترجم)

۹۹۔ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُقَرَّبُ فِيْهِ اِلَّا الْمَاحِلُ، وَلَا يُظَرَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْفَاجِرُ، وَلَا يُضَعَّفُ فِيْهِ اِلَّا الْمُنْصِفُ يَعُدُّوْنَ الصَّدَقَةَ فِيْهِ غُرْمًا وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنًّا وَالْعِبَادَةَ اِسْتِطَالَةً عَلَى النَّاسِ! فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُوْنُ السُّلْطَانُ بِمَشُوْرَةِ الْاِمَاءِ وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ وَتَدْبِيْرِ الْخِصْيَانِ۔

۹۹۔ پیشین گوئی۔ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں چغل خور مقربین دربار ہوں گے، اور سمجھ دار نہیں سمجھے جائیں گے مگر بدکار، اور کمزور نہ سمجھیں گے مگر انصاف دار کو۔ صدقے کو نقصان سمجھیں گے۔ صلۂ رحم کو احسان، اور عبادت کو لوگوں پر احسان سمجھ کر کیا جائے گا۔

اس زمانے میں لونڈیوں اور لڑکوں کے مشوروں اور خواجہ سراؤں کی تدبیروں سے سلطنت کی جائے گی۔

۱۰۰۔ حضرتؑ کو پھٹے پرانے کپڑے پہنے دیکھ کر کچھ چہ میگوئیاں ہوئیں تو حضرتؑ نے فرمایا:۔

يَخْشَعُ لَهُ الْقَلْبُ وَتَذِلُّ بِهِ النَّفْسُ وَيَقْتَدِيْ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

(اس لباس سے) دل میں فروتنی، نفس میں انکسار پیدا ہوتا ہے اور مومن اس کی تقلید کرتے ہیں (کہ ان کا امیر جب اس لباس میں ہے تو اس لباس میں ذلت نہیں ہے)

۱۰۱۔ اِنَّ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ عَدُوَّانِ

۱۰۱۔ دنیا و آخرت۔ دو متضاد دشمن ہیں اور دو مختلف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُتَفَاوِتَانِ، وَسَبِيلَانِ مُخْتَلِفَانِ، فَمَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا أَبْغَضَ الْآخِرَةَ وَعَادَاهَا، وَهُمَا بِمَنْزِلَةِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، وَمَاشٍ بَيْنَهُمَا كُلَّمَا قَرُبَ مِنْ وَاحِدٍ بَعُدَ مِنَ الْآخَرِ، وَهُمَا ضَرَّتَانِ۔

راستے ہیں، تو جو آدمی دُنیا کو چاہتا ہے وہ اور اس سے محبت کرتا ہے وہ آخرت سے دشمنی رکھتا ہے اور وہ دونوں مشرق و مغرب کی طرح ہیں، اور ان دونوں کے بیچ میں چلنے والا (درمیانہ رفتار) جب ایک سے قریب ہوتا ہے تو دوسرے سے دُور ہو جاتا ہے اور یہ تو دونوں سوکنیں ہیں۔

۱۰۲۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ: میں نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا کہ رات کے وقت بستر سے اُٹھ کر باہر تشریف لائے اور ستاروں کو دیکھ کر فرمایا:۔

يَا نَوْفُ! أَرَاقِدٌ أَنْتَ أَمْ رَامِقٌ؟۔ فَقُلْتُ: بَلْ رَامِقٌ قَالَ: يَا نَوْفُ! طُوبَى لِلزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا الرَّاغِبِينَ فِي الْآخِرَةِ، أُولَئِكَ قَوْمٌ اتَّخَذُوا الْأَرْضَ بِسَاطًا، وَتُرَابَهَا فِرَاشًا وَمَاءَهَا طِيبًا، وَالْقُرْآنَ شِعَارًا وَالدُّعَاءَ دِثَارًا، ثُمَّ قَرَضُوا الدُّنْيَا قَرْضًا عَلَى مِنْهَاجِ الْمَسِيحِ۔ يَا نَوْفُ! إِنَّ دَاوُدَ قَامَ فِي مِثْلِ هَذِهِ السَّاعَةِ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ إِنَّهَا لَسَاعَةٌ لَا يَدْعُو فِيهَا عَبْدٌ إِلَّا اسْتُجِيبَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَشَّارًا أَوْ عَرِيفًا أَوْ شُرْطِيًّا أَوْ صَاحِبَ عَرْطَبَةٍ أَوْ صَاحِبَ كُوبَةٍ

نوف! سو رہے ہو، یا جاگتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی! جاگ رہا ہوں۔ فرمایا: نوف!

دنیا سے کنارہ کشوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کا کیا کہنا، یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے زمین کو تخت، خاک کو بچھونا، اور پانی کو خوش گوار، قرآن و دعا کو اوڑھنا بچھونا (شب و روز کا مشغلہ) بنا لیا اور حضرت عیسےٰؑ کی طرح دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔

نوف! داؤدؑ رات کی اسی گھڑی میں کھڑے فرماتے تھے: یہ وہ وقت ہے جس میں کسی بندے نے دعا نہ کی مگر یہ کہ قبول ہوئی۔ بشرطیکہ وہ تحصیلدار، سُراغ رساں، پولیس اور سازندہ نہ ہو۔

۱۰۳۔ إِنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ لَكُمْ حُدُودًا

۱۰۳۔ احساس فرض۔ خدا نے کچھ فرائض تم پر واجب کئے ہیں۔ انھیں ضائع نہ کرنا، کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے آگے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَنَهَاكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَسَكَتَ لَكُمْ عَنْ اَشْيَاءَ — وَلَمْ يَدَعْهَا نِسْيَانًا فَلَا تَتَكَلَّفُوْهَا۔

نہ بڑھنا، اُس نے کچھ چیزوں سے روکا ہے تو انھیں ہتک نہ کرنا۔ کچھ چیزوں کے بارے میں سکوت ہے — اور یہ سکوت بھول چوک کی وجہ سے نہیں ہے (بلکہ مصلحت کی وجہ سے ہے) — لہٰذا انھیں معلوم کرنے کی تکلیف نہ اُٹھانا۔

۱۰۴۔ لَا يَتْرُكُ النَّاسُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ لِاسْتِصْلَاحِ دُنْيَاهُمْ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُوَ اَضَرُّ مِنْهُ۔

۱۰۴۔ دین کے بجائے دنیا۔ لوگ دین کی جو چیز بھی دنیا کے لئے ہاتھ سے دیتے ہیں کہ دنیا ٹھیک ہو۔ خدا اُس سے زیادہ مضرت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

۱۰۵۔ رُبَّ عَالِمٍ قَدْ قَتَلَهُ جَهْلُهُ، وَعِلْمُهُ مَعَهُ لَا يَنْفَعُهُ۔

۱۰۵۔ عالم کا جہل۔ بہت سے عالم ہیں جن کے جہل نے انھیں تباہ کر دیا حالانکہ علم ان کے پاس تھا مگر اس سے فائدہ نہ اُٹھایا۔

۱۰۶۔ لَقَدْ خُلِقَ بِنِيَاطِ الْاِنْسَانِ بَضْعَةٌ هِيَ اَعْجَبُ مَا فِيْهِ وَذٰلِكَ الْقَلْبُ وَلَهُ مَوَادُّ مِنَ الْحِكْمَةِ وَاَضْدَادٌ مِنْ خِلَافِهَا: فَاِنْ سَنَحَ لَهُ الرَّجَاءُ اَذَلَّهُ الطَّمَعُ، وَاِنْ هَاجَ بِهِ الطَّمَعُ اَهْلَكَهُ الْحِرْصُ۔ وَاِنْ مَلَكَهُ الْيَاْسُ قَتَلَهُ الْاَسَفُ، وَاِنْ عَرَضَ لَهُ الْغَضَبُ اِشْتَدَّ بِهِ الْغَيْظُ، وَاِنْ اَسْعَدَهُ الرِّضٰى نَسِيَ التَّحَفُّظَ، وَاِنْ نَالَهُ الْخَوْفُ شَغَلَهُ الْحَذَرُ، وَاِنِ اتَّسَعَ لَهُ الْاَمْنُ اِسْتَلَبَتْهُ الْغِرَّةُ، وَاِنْ اَفَادَ مَالًا اَطْغَاهُ الْغِنٰى وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ فَضَحَهُ الْجَزَعُ، وَاِنْ عَضَّتْهُ الْفَاقَةُ شَغَلَهُ الْبَلَاءُ

۱۰۶۔ دل۔ اس انسان کے اعصاب میں ایک گوشت کا ٹکڑا لٹک رہا ہے جس میں ایک تعجب انگیز چیز ہے جسے "دل" کہتے ہیں۔ اس میں حکمت کی صلاحیت اور اس کے خلاف (جہالت) اور اضداد کی صفات بھی ہیں۔ اگر اُمید پیدا ہوتی ہے تو لالچ ذلیل کر دیتا ہے اور اگر لالچ جوش مارتا ہے تو حرص تباہ کر دیتی ہے (کیونکہ وہ لالچ کو اُمید سمجھتا ہے اور وہ آگے جھک پڑتا ہے۔ ابن ابی الحدید) اور اگر یاس چھا جاتا ہے تو غم حسرت مار ڈالتا ہے، اور اگر غصہ سامنے آتا ہے تو غیظ زور کرتا ہے۔ اور اگر رضا اور پسندیدگی مدد کرتی ہے تو تحفظ بھلا دیتا ہے اور اگر خوف آلیتا ہے تو حذر (توجہ کو اپنی طرف موڑ لیتا ہے اور اگر اطمینان موقع میں وسعت دیتا ہے تو خود فراموشی اُسے چھین لیتی ہے۔ اگر مال فائدہ دیتا ہے تو دولتمندی سرکش کر دیتی ہے اور اگر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو گھبراہٹ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَإِنْ جَهَدَهُ الْجُوعُ قَعَدَ بِهِ الضَّعْفُ وَإِنْ أَفْرَطَ بِهِ الشِّبَعُ كَظَّتْهُ الْبِطْنَةُ، فَكُلُّ تَقْصِيرٍ بِهِ مُضِرٌّ، وَكُلُّ إِفْرَاطٍ لَهُ مُفْسِدٌ۔

رسوا کر دیتی ہے اور اگر ضرورت تنگ کرتی ہے تو بلا میں الجھا لیتی ہیں، اگر بھوک ستاتی ہے تو کمزوری بٹھا دیتی ہے، اور اگر پیٹ زیادہ بھر جاتا ہے تو شکم سیری سانس لینے میں تکلیف پیدا کر دیتی ہے۔ غرض یہ کہ تفریط اسکے نقصان، اور افراط اُسے تباہ کر دیتی ہے۔

۱۰۷۔ نَحْنُ النَّمَرُقَةُ الْوُسْطَى بِهَا يَلْحَقُ التَّالِي وَإِلَيْهَا يَرْجِعُ الْغَالِي۔

۱۰۷۔ اہل بیت۔ ہم مسند نشین صدر محفل (صراط مستقیم) ہیں، جہاں پیچھے رہنے والے آتے اور آگے بڑھ جانے والے پلٹ کر آتے ہیں۔

۱۰۸۔ لَا يُقِيمُ أَمْرَ اللهِ سُبْحَانَهُ إِلَّا مَنْ لَا يُصَانِعُ وَلَا يُضَارِعُ وَلَا يَتَّبِعُ الْمَطَامِعَ۔

۱۰۸۔ دین کا تحفظ۔ خدا سے تعلقات اُسی وقت قائم رہ سکتے ہیں جب تک حق سے مدارات اور اُس سے قریبی تعلق نہ پیدا کرے اور لالچ کی چیزوں کے پیچھے چلنا چھوڑ دے۔

۱۰۹۔ سہل بن حنیف انصاری واسپی صفین کے بعد کوفے میں وفات پا گئے۔ سہل حضرتؑ کے محبوب ترین لوگوں میں تھے۔ اس موقع پر حضرتؑ نے فرمایا:۔

لَوْ أَحَبَّنِي جَبَلٌ لَتَهَافَتَ۔

اگر پہاڑ مجھ سے محبت کرتے تو وہ پھٹ پڑتے۔

مطلب[1] یہ ہے کہ پہاڑ پر بھی مصیبتیں آجاتیں، اور یہ حالت ہمیشہ متقی اور نیکو کار لوگوں کی رہتی ہے حضرتؑ کے اس فقرے کی طرح ہے کہ فرمایا:۔

مَنْ أَحَبَّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَسْتَعِدَّ لِلْفَقْرِ جِلْبَابًا۔

جو ہم اہل بیت سے محبت کرے اُسے فقر کی چادر اوڑھنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

(اس کی شرح بیان کردہ مطلب کے علاوہ بھی کی گئی ہے جس کا یہ موقع نہیں[2]۔ رضیؒ)

۱۱۰۔ لَا مَالَ أَعْوَدُ مِنَ الْعَقْلِ، وَلَا وَحْدَةَ أَوْحَشُ مِنَ الْعُجْبِ، وَلَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ وَلَا كَرَمَ كَالتَّقْوَى

۱۱۰۔ کچھ اچھی چیزیں۔ عقل سے زیادہ مفید کوئی مال نہیں، اور خود پسندی سے زیادہ وحشت خیز کوئی تنہائی نہیں، تدبیر سے بہتر عقل نہیں، تقوے سے بہتر کرم نہیں، تہذیب و ادب کے مقابلے میں

---

[1] ترجمہ عبارت سید رضیؒ [2] شارحین نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ محمد عبدہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ "جو ان سے محبت کرے وہ اسے فالصۃً اللہ سمجھے طلب دنیا کیلئے نہیں۔ میرے خیال میں اس کی تشریح فقرہ ۲۰۹ سے ہوتی ہے کہ میں بعید ہے مومنین اور مال داروں کا سردار ہو۔ م ع

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا مِيْرَاثَ كَالْأَدَبِ وَلَا قَائِدَ كَالتَّوْفِيْقِ، وَلَا تِجَارَةَ كَالْعَمَلِ الصَّالِحِ وَلَا رِبْحَ كَالثَّوَابِ وَلَا وَرَعَ كَالْوُقُوْفِ عِنْدَ الشُّبْهَةِ، وَلَا زُهْدَ كَالزُّهْدِ فِي الْحَرَامِ وَلَا عِلْمَ كَالتَّفَكُّرِ وَلَا عِبَادَةَ كَأَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَلَا إِيْمَانَ كَالْحَيَاءِ وَالصَّبْرِ، وَلَا حَسَبَ كَالتَّوَاضُعِ وَلَا شَرَفَ كَالْعِلْمِ وَلَا مُظَاهَرَةَ أَوْثَقُ مِنَ الْمُشَاوَرَةِ۔

کوئی ترکہ نہیں، توفیق سے اچھا کوئی رہنما نہیں، نیک عمل سے اچھی کوئی تجارت نہیں۔ ثواب سے بہتر کوئی منافع نہیں ورع کا مطلب (یہی) یہ ہے کہ شبہے کے موقع پر ٹھہر جائے حرام سے بچنے سے بہتر کوئی زہد نہیں۔ غور و فکر سے بہتر کوئی علم نہیں، فرائض کی ادائیگی سے اچھی کوئی عبادت نہیں۔ ایمان کی حقیقت ہے حیا اور صبر۔ انکساری سے بہتر کوئی شرف نہیں، علم سے بہتر عزت نہیں۔ مشورے سے بہتر کوئی اقدام بھروسے کے قابل نہیں۔

۱۱۱۔ إِذَا اسْتَوْلَى الصَّلَاحُ عَلَى الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ ثُمَّ أَسَاءَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ لَمْ تَظْهَرْ مِنْهُ خَزِيَةٌ، فَقَدْ ظَلَمَ وَإِذَا اسْتَوْلَى الْفَسَادُ عَلَى الزَّمَانِ وَأَهْلِهِ فَأَحْسَنَ رَجُلٌ الظَّنَّ بِرَجُلٍ فَقَدْ غَرَّرَ۔

۱۱۱۔ اچھے بُرے خیالات کا محل۔ جب دُنیا اور دُنیا والوں کے حالات ٹھیک ہوں (امن و امان ہو) تو ایسے وقت اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص کے لئے بُرا خیال کرے جس سے کوئی نقصان نہ پہونچا ہو، تو یہ آدمی ظلم کرتا ہے۔ اور جب زمانہ بُرا آشوب ہو اور لوگوں کی حالت خراب ہو، اُس وقت اگر کوئی شخص کسی کے بارے میں اچھا خیال کرے تو وہ دوسروں کو دھوکا دیتا ہے۔

۱۱۲۔ کسی نے عرض کیا: امیر المومنینؑ کیسا مزاج ہے؟ فرمایا:۔

كَيْفَ يَكُوْنُ حَالُ مَنْ يَفْنِيْ بِبَقَائِهِ وَيَسْقَمُ بِصِحَّتِهِ، وَيُؤْتَى مِنْ مَأْمَنِهِ!

اُس کا حال ہی کیا، جو اپنی بقا کے ہاتھوں فنا ہوگا، صحت کے بعد بیمار ہوگا، جو اپنی پناہ (دنیا) سے (قبر میں پکڑ کر) لایا جائے گا۔

۱۱۳۔ كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَمَغْرُوْرٍ بِالسِّتْرِ عَلَيْهِ وَمَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيْهِ! وَمَا ابْتَلَى اللّٰهُ أَحَدًا بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ

۱۱۳۔ امتحان۔ بہت لوگ وہ ہیں جو احسان اور نعمتوں کی وجہ سے (جہنم) کے قریب ہو رہے ہیں، اور بہت لوگ ایسے ہیں، جو گناہوں کے پوشیدہ رہنے سے جری ہو گئے ہیں، اور بہت سے آدمی ہیں جو نیک نامی کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہیں۔ خدا نے اس شخص

لہ اس کی دوسری روایت کے لئے دیکھئے فقرہ ۴۵۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَهُ۔

کی طرح دُنیا میں مہلت دے کر کسی اور کو نہیں آزمایا۔

۱۱۴۔ هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ وَمُبْغِضٌ قَالٍ۔

۱۱۴۔ دوست اور دشمن۔ میرے سلسلے میں دو طرح کے لوگ تباہ ہوئے، حد سے بڑھنے والا دوست (کہ خدا کہنے لگے) اور آگے بڑھا ہوا دشمن (دیکھئے فقرہ ۴۶۲)

۱۱۵۔ إِضَاعَةُ الْفُرْصَةِ غُصَّةٌ۔

۱۱۵۔ تضیع اوقات۔ وقت فرصت کا ہاتھ سے دینا غم کا سبب ہے۔

۱۱۶۔ مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْحَيَّةِ لَيِّنٌ مَسُّهَا، وَالسُّمُّ النَّاقِعُ فِي جَوْفِهَا، يَهْوِي إِلَيْهَا الْغِرُّ الْجَاهِلُ، وَيَحْذَرُهَا ذُو اللُّبِّ الْعَاقِلُ۔

۱۱۶۔ دُنیا۔ دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھونے میں نرم، اور پیٹ میں خطرناک زہر، ناسمجھ جاہل (دیکھ کے) ٹوٹ پڑتا ہے اور صاحب عقل و دانشمند ڈرتا ہے۔

۱۱۷۔ حضرت سے قریش کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

أَمَّا بَنُو مَخْزُومٍ فَرَيْحَانَةُ قُرَيْشٍ تُحِبُّ حَدِيثَ رِجَالِهِمْ، وَالنِّكَاحَ فِي نِسَائِهِمْ، وَأَمَّا بَنُو عَبْدِ شَمْسٍ فَأَبْعَدُهَا رَأْيًا وَأَمْنَعُهَا لِمَا وَرَاءَ ظُهُورِهَا، وَأَمَّا نَحْنُ فَأَبْذَلُ لِمَا فِي أَيْدِينَا وَأَسْمَحُ عِنْدَ الْمَوْتِ بِنُفُوسِنَا وَهُمْ أَكْثَرُ وَأَمْكَرُ وَأَنْكَرُ، وَنَحْنُ أَفْصَحُ وَأَنْصَحُ وَأَصْبَحُ۔

(قریش کے اس وسیع خاندان کی شاخوں میں سے) بنو مخزوم قریش کے پھول ہیں، ان کے مردوں کی باتیں محبوب، اور ازدواجی زندگی میں ان کی عورتیں (خوش سلیقہ)، اور بنی عبد شمس دور کی سوچنے والے، افتاد اور مصیبت میں پیش بندی کرنے والے، اور ہم (بنی ہاشم) جو ہاتھ میں ہو اُسے عطا کرنے والے، موت (جنگ) کے وقت جان پیش کرنے والے (بنی عبد شمس) اکثریت میں ہیں، چالاک اور بدصورت ہیں اور ہم (ہاشمی) فصیح، مخلص اور خوبصورت ہیں۔

۱۱۸۔ شَتَّانَ مَا بَيْنَ عَمَلَيْنِ: عَمَلٌ تَذْهَبُ لَذَّتُهُ وَتَبْقَى تَبِعَتُهُ، وَعَمَلٌ تَذْهَبُ مَؤُونَتُهُ وَيَبْقَى أَجْرُهُ۔

۱۱۸۔ دو عمل۔ ایسے دو عملوں میں کتنا فرق ہے: ایک وہ عمل جس کی لذت ختم اور بھگتان باقی رہے گا، اور وہ عمل جس کی زحمت ختم اور ثواب باقی رہے گا۔

۱۱۹۔ ایک جنازے کی مشایعت فرما رہے تھے کہ ایک آدمی کی ہنسی سن کر فرمایا:۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

كَأَنَّ الْمَوْتَ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا كُتِبَ
وَكَأَنَّ الْحَقَّ فِيهَا عَلَى غَيْرِنَا وَجَبَ وَ
كَأَنَّ الَّذِي نَرَى مِنَ الْأَمْوَاتِ سَفْرٌ
عَمَّا قَلِيلٍ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ نُسَوِّيهِمْ
أَجْدَاثَهُمْ وَنَأْكُلُ تُرَاثَهُمْ كَأَنَّا مُخَلَّدُونَ بَعْدَهُمْ
ثُمَّ نَسِينَا كُلَّ وَاعِظٍ وَوَاعِظَةٍ وَ
رُمِينَا بِكُلِّ جَائِحَةٍ. طُوبَى لِمَنْ ذَلَّ
فِي نَفْسِهِ وَطَابَ كَسْبُهُ وَصَلَحَتْ
سَرِيرَتُهُ وَحَسُنَتْ خَلِيقَتُهُ وَأَنْفَقَ
الْفَضْلَ مِنْ مَالِهِ، وَأَمْسَكَ الْفَضْلَ
مِنْ لِسَانِهِ، وَعَزَلَ عَنِ النَّاسِ
شَرَّهُ، وَسِعَتْهُ السُّنَّةُ، وَلَمْ يُنْسَبْ
إِلَى بِدْعَةٍ۔

جیسے موت ہم (شرکائے جنازہ کے) علاوہ دوسروں کے لئے ہے، یا موت کا حق دنیا میں غیروں پر لازمی ہے۔ یا یہ مرنے والے جنھیں ہم دیکھتے ہیں بہت جلدی واپس آجائیں گے ان کو قبروں میں اس طرح رکھتے ہیں گویا ہم ان کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے، اس کے بعد ہم ہر واعظ اور اس کے وعظ کو بھول جاتے ہیں (یہ مردوں اور عورتوں کے جنازے بھول جاتے ہیں) ــــ مبارک ہیں وہ جن کا نفس مطیع اور رام ہوگیا، جن کا عمل نیک ہے، اور باطن پاک ہے، ان کا نتیجہ اچھا ہو اور جنھوں نے اپنے مال کا بقیہ حصہ (راہ خدا میں) صرف کیا، زبان سے شر دور کیا، اپنے نقصان کو لوگوں (تک پہونچنے) سے روک لیا۔ (کسی کو نقصان نہیں پہونچایا) سنت (نبی) دشوار نہ سمجھی، اور بدعت سے رشتہ نہ جوڑا (بعض لوگ اس کلام کو اور اس سے پہلا کلام رسول اکرم کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں ــــ رضیؒ)

۱۲۰۔ غَيْرَةُ الْمَرْأَةِ كُفْرٌ وَغَيْرَةُ الرَّجُلِ إِيمَانٌ۔

۱۲۰۔ شرم۔ عورت کے لئے شرم کفر، اور مرد کی شرم ایمان ہے (کیونکہ عورت کی شرم و حمیت مرد کو اس عورت سے روک سکتی ہے جو حلال کو حرام کرنے کے برابر ہے، اور مرد کی غیرت یعنی زنا سے بچنا مستلزم ایمان ہے[1])۔

۱۲۱۔ لَا نَسَبَ أَقْرَبُ مِنَ الْإِسْلَامِ نَسَبَةً لَمْ يَشْبُهَا أَحَدٌ قَبْلِي: الْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ وَالتَّسْلِيمُ هُوَ الْيَقِينُ وَالْيَقِينُ هُوَ التَّصْدِيقُ وَالتَّصْدِيقُ هُوَ الْإِقْرَارُ وَالْإِقْرَارُ هُوَ الْأَدَاءُ وَالْأَدَاءُ هُوَ الْعَمَلُ۔

۱۲۱۔ حقیقی اسلام۔ میں اسلام کی وہ تعریف کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ اسلام کے معنے ہیں تسلیم، تسلیم کا مطلب ہے یقین، اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق سے مراد ہے اقرار، اور اقرار ادا، اور ادا عمل کو کہتے ہیں۔

---

[1] ترجمہ حاشیہ محمد عبدہٗ جو مطابق ہے ابن میثم اور نہج الاسلام سے، لیکن ابن ابی الحدید نے کچھ اور مطلب لکھا ہے (ملاحظہ ہو مجلد رابع صفحہ ۳۰۲ م ع)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۲۲۔ عَجِبْتُ لِلْبَخِيْلِ يَسْتَعْجِلُ الْفَقْرَ الَّذِيْ مِنْهُ هَرَبَ، وَ يَفُوْتُهُ الْغِنٰى الَّذِيْ إِيَّاهُ طَلَبَ۔ فَيَعِيْشُ فِي الدُّنْيَا عَيْشَ الْفُقَرَاءِ وَيُحَاسَبُ فِي الْاٰخِرَةِ حِسَابَ الْاَغْنِيَاءِ وَعَجِبْتُ لِلْمُتَكَبِّرِ الَّذِيْ كَانَ بِالْاَمْسِ نُطْفَةً وَّ يَكُوْنُ غَدًا جِيْفَةً وَعَجِبْتُ لِمَنْ شَكَّ فِي اللّٰهِ وَهُوَ يَرٰى خَلْقَ اللّٰهِ وَعَجِبْتُ لِمَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ وَهُوَ يَرٰى مَنْ يَمُوْتُ وَعَجِبْتُ لِمَنْ اَنْكَرَ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى وَهُوَ يَرَى النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى وَعَجِبْتُ لِعَامِرِ دَارِ الْفَنَاءِ وَتَارِكِ دَارِ الْبَقَاءِ۔

۱۲۲۔ بُری صفتیں۔ مجھے کنجوس پر تعجب ہوتا ہے جو اس فقیری کے لیے جلدی کرتا ہے جس سے بھاگا ہے، اور اس سرمایہ داری کو ہاتھ سے دیتا ہے جس کو ڈھونڈھا تھا، وہ (مال خرچ نہ کرکے) دنیا میں محتاجوں کی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں مالداروں کا سا حساب دیتا ہے۔ اور مجھے اس متکبر پر تعجب ہوتا ہے جو کل نطفہ تھا اور دوسرے دن مُردہ ہو جائے گا اور خدا کے بارے میں شک کرنے والے پر حیرانی ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی مخلوق دیکھتا ہے (اور پھر انکار کرتا ہے) اور اس پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دوسری مرتبہ خلقت (حشر) کا انکار کرتا ہے حالانکہ پہلی تخلیق (قبل فنا) اس کے پیش نظر ہے۔

۱۲۳۔ مَنْ قَصَّرَ فِي الْعَمَلِ اُبْتُلِيَ بِالْهَمِّ وَلَا حَاجَةَ لِلّٰهِ فِيْمَنْ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْ مَالِهٖ وَنَفْسِهٖ نَصِيْبٌ۔

۱۲۳۔ بے عمل۔ جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے خدا اُسے مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ خدا کو اس کی کیا ضرورت جس کے مال اور جس کی جان میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

۱۲۴۔ تَوَقَّوُا الْبَرْدَ فِيْ اَوَّلِهٖ وَ تَلَقَّوْهُ فِيْ اٰخِرِهٖ فَاِنَّهٗ يَفْعَلُ فِي الْاَبْدَانِ كَفِعْلِهٖ فِي الْاَشْجَارِ: اَوَّلُهٗ يُحْرِقُ وَاٰخِرُهٗ يُوْرِقُ۔

۱۲۴۔ صحت۔ سردی کے آغاز سے بچو، اور آخر میں جاؤ، (بہت احتیاط کی ضرورت نہیں کہ بدن عادی ہو جاتا ہے) کیونکہ سردی جسم پر وہ عمل کرتی ہے جو درختوں پر کہ شروع میں جلا دیتی ہے اور آخر میں پتے نکالتی ہے۔

۱۲۵۔ عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوْقَ فِيْ عَيْنِكَ۔

۱۲۵۔ عظمت خالق۔ تمہاری نگاہ میں مخلوق کو حقیر کر دے گی۔

۱۲۶۔ وَقَدْ رَجَعَ مِنْ صِفِّيْنَ فَاَشْرَفَ عَلَى الْقُبُوْرِ بِظَاهِرِ الْكُوْفَةِ۔

۱۲۶۔ قبرستان دیکھ کر۔ صفین سے واپس تشریف لا رہے تھے، راستے میں کوفے کے باہر قبرستان پر پہونچے تو فرمایا:

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَا أَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوحِشَةِ وَالْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَالْقُبُورِ الْمُظْلِمَةِ يَا أَهْلَ التُّرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَا أَهْلَ الْوَحْشَةِ أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَاحِقٌ، أَمَّا الدُّورُ فَقَدْ سُكِنَتْ وَأَمَّا الْأَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ وَأَمَّا الْأَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟

اے ڈراؤنے شہر! اے ویران مکان! اے تاریک قبروں! اور اے خاک کے رہنے والے! اے مسافرو، اے تنہا، اے وحشت کے مقامات کے باشندو! تم ہمارے لئے پہلے پہونچ گئے، اور ہم تمہارے بعد آنے اور تم سے ملنے والے ہیں، وہ (تمہارے) مکان آباد ہو گئے، تمہاری بیویاں بیاہ دی گئیں، مال تقسیم ہو گئے، یہ خبر تو ہم نے سنائی، تم بتاؤ کیا خبر ہے؟

ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا لَوْ أُذِنَ لَهُمْ فِي الْكَلَامِ لَأَخْبَرُوكُمْ أَنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى۔

پھر ساتھیوں کی طرف رُخ کر کے فرمایا: اگر انھیں بولنے کی اجازت مل جائے، تو یہ تمہیں خبر دیں گے کہ بہترین سامان سفر "تقوے" ہے۔ (البیان جلد ۳ ص ۹۹ عقد جلد ۲ ص ۶۰)

۱۲۷۔ وَقَدْ سَمِعَ رَجُلًا يَذُمُّ الدُّنْيَا فَقَالَ:

۱۲۷۔ دنیا کی تعریف کسی کو سُنا کہ وہ دنیا کی مذمت کر رہا ہے، تو فرمایا:

أَيُّهَا الذَّامُّ لِلدُّنْيَا الْمُغْتَرُّ بِغُرُورِهَا الْمُنْخَدِعُ بِأَبَاطِيلِهَا! أَتَغْتَرُّ بِالدُّنْيَا ثُمَّ تَذُمُّهَا، أَنْتَ الْمُتَجَرِّمُ عَلَيْهَا أَمْ هِيَ الْمُتَجَرِّمَةُ عَلَيْكَ؟ مَتَى اسْتَهْوَتْكَ أَمْ مَتَى غَرَّتْكَ؟ أَبِمَصَارِعِ آبَائِكَ مِنَ الْبِلَى، أَمْ بِمَضَاجِعِ أُمَّهَاتِكَ تَحْتَ الثَّرَى؟ كَمْ عَلَّلْتَ بِكَفَّيْكَ؟ وَكَمْ مَرَّضْتَ بِيَدَيْكَ؟ تَبْتَغِي لَهُمُ الشِّفَاءَ وَ

اے دُنیا کو بُرا کہنے والے، اور اس کے دھوکے میں آنے والے، اس کے غلط وعدوں کے فریب میں مبتلا! دنیا کے پھندے میں پھنسنے کے بعد اسے بُرا کہتا ہے۔ تو نے جرم کیا ہے یا اس نے تیرا کچھ بگاڑا ہے؟ اس نے تجھے کب للچایا اور کب دھوکا دیا؟ (کیا اس سے دھوکا دیا کہ) تیرے کہنہ مقبرے (دکھائے) یا خاک کے نیچے تیری ماؤں کی آرام گاہوں سے؟ کتنے ایسے موقعے آئے جب تو نے اپنے ہاتھوں بیماروں کی تیمارداری کی، کتنی مرتبہ اُن کے لئے علاج چاہا۔ اُن کے لئے تندرستی چاہی، طبیبوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

تَسْتَوْصِفُ لَهُمُ الْأَطِبَّاءَ، غُدَاةَ لَا
يُغْنِي عَنْهُمْ دَوَاءُكَ وَلَا يُجْدِي عَلَيْهِمْ
بُكَاءُكَ، لَمْ يَنْفَعْ أَحَدُهُمْ إِشْفَاقُكَ
وَلَمْ تُسْعِفْ فِيهِ بِطَلْبَتِكَ، وَلَمْ
تَدْفَعْ عَنْهُ بِقُوَّتِكَ، وَقَدْ مَثَّلَتْ
لَكَ بِهِ الدُّنْيَا نَفْسَكَ وَبِمَصْرَعِهِ
مَصْرَعَكَ۔

دواؤں کے فائدے پوچھے؟ صبح کو تمہاری دواؤں نے انہیں (موت سے) بے پروانہ کیا، نہ تمہارے رُدنے نے انھیں فائدہ پہونچایا، تمہاری بے چینی اور تمہاری خواہش (صحت) نے انھیں نفع نہ دیا، نہ تمہاری قوت نے موت کو دُور کیا (اس وقت) دُنیا نے تیرے لئے تمثیل پیش کی، اور اس (مریض) کو مار کے تمہاری موت (دکھائی)۔

إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ صِدْقٍ لِمَنْ
صَدَقَهَا، وَدَارُ عَافِيَةٍ لِمَنْ فَهِمَ
عَنْهَا، وَدَارُ غِنًى لِمَنْ تَزَوَّدَ مِنْهَا
وَدَارُ مَوْعِظَةٍ لِمَنِ اتَّعَظَ بِهَا، مَسْجِدُ
أَحِبَّاءِ اللهِ، وَمُصَلَّى مَلَائِكَةِ اللهِ،
وَمَهْبِطُ وَحْيِ اللهِ، وَمَتْجَرُ أَوْلِيَاءِ اللهِ
اكْتَسَبُوا فِيهَا الرَّحْمَةَ وَرَبِحُوا فِيهَا
الْجَنَّةَ۔

دنیا اس کے لئے سچائی کا گھر ہے جو اس کے ساتھ سچا ہے، جو اسے سمجھ گیا اُس کے لئے تندرستی کی جگہ ہے، یہ سرمایہ داری کا ٹھکانا ہے جو اس سے سامانِ سفر لے، اور نصیحت کا مقام، جو نصیحت حاصل کرے۔ یہ تو دوستان خدا کی مسجد، اُس کے ملائکہ کا مصلّے، وحی کی منزل، اولیاء اللہ کی تجارت گاہ ہے جس میں وہ رحمت کماتے ہیں اور جنت کا نفع اُٹھاتے ہیں۔

فَمَنْ ذَا يَذُمُّهَا وَقَدْ آذَنَتْ
بِبَيْنِهَا، وَنَادَتْ بِفِرَاقِهَا، وَنَعَتْ
بِأَهْلِهَا فَمَثَّلَتْ لَهُمْ بِبَلَائِهَا الْبَلَاءَ
وَشَوَّقَتْهُمْ بِسُرُورِهَا إِلَى السُّرُورِ،
رَاحَتْ بِعَافِيَةٍ وَابْتَكَرَتْ بِفَجِيعَةٍ
تَرْغِيبًا وَتَرْهِيبًا وَتَخْوِيفًا وَتَحْذِيرًا
فَذَمَّهَا رِجَالٌ غَدَاةَ النَّدَامَةِ وَ
حَمِدَهَا آخَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ذَكَّرَتْهُمُ

کون اس کی مذمت کرتا ہے؟ اسے اس نے تو اپنی جدائی اور فراق کا اعلان کر دیا، اس نے اپنا اور اپنے رہنے والوں کا تعارف کرا دیا۔ لوگوں کے لئے اس کی آزمائشوں کی بلا مثال پیش کر دی، انھیں اپنے سرور کا شوقین بنا کر مسرور بنا دیا، وہ رات آرام میں گزارتی ہے۔ اور صبح کرتی ہے تو مصیبت کے ساتھ، شوق دلاتی ہے، ڈراتی ہے، خوف زدہ کرتی ہے، دھمکاتی ہے۔ تو صبح کو شرمندہ ہونے والے بُرا کہتے ہیں، اور دوسرے (یعنی کامیاب) قیامت کے دن اس کی تعریف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الدُّنْيَا فَتَذَكَّرُوْا وَحَدَّثَتْهُمْ فَصَدَّقُوْا وَوَعَظَتْهُمْ فَاتَّعَظُوْا!

کرتے ہیں۔ انھیں دُنیا نے یاد دلائی تو یہ یاد کرنے لگے، اس نے ان سے باتیں کیں، جس کی انھوں نے تصدیق کی۔ انھیں نصیحت کی تو یہ مان گئے۔

۱۲۸۔ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكٌ يُنَادِيْ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ: "لَدُوْا لِلْمَوْتِ وَاجْمَعُوْا لِلْفَنَاءِ، وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ"

۱۲۸۔ اعلانِ غیبی۔ خدا کا ایک فرشتہ ہے جو روز اعلان کرتا ہے: موت کے لئے پیدا کرو، فنا کے لئے جمع کرو ویران ہونے کے لئے آباد کرو۔

۱۲۹۔ اَلدُّنْيَا دَارُ مَمَرٍّ لَا دَارُ مَقَرٍّ، وَالنَّاسُ فِيْهَا رَجُلَانِ: رَجُلٌ بَاعَ نَفْسَهٗ فَاَوْبَقَهَا وَرَجُلٌ ابْتَاعَ نَفْسَهٗ فَاَعْتَقَهَا۔

۱۲۹۔ دُنیا۔ ایک راستہ ہے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ اس میں دو طرح کے آدمی ہیں: ایک وہ جس نے دل بیچ دیا تو دنیا نے اُسے تباہ کر دیا، اور ایک نے اپنا نفس اس سے خرید لیا، تو دنیا نے اُسے آزاد کر دیا۔

۱۳۰۔ لَا يَكُوْنُ الصَّدِيْقُ صَدِيْقًا حَتّٰى يَحْفَظَ اَخَاهُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِيْ نَكْبَتِهٖ، وَغَيْبَتِهٖ وَوَفَاتِهٖ۔

۱۳۰۔ دوستی کا معیار۔ دوست اُس وقت تک دوست نہیں، جب تک تین باتوں کا خیال نہ کرے: مصیبت میں (ہمدردی) غیر حاضری میں (حفظ ناموس) اور مرنے کے بعد (ذکرِ خیر)

۱۳۱۔ مَنْ اُعْطِيَ اَرْبَعًا لَمْ يُحْرَمْ اَرْبَعًا: مَنْ اُعْطِيَ الدُّعَاءَ لَمْ يُحْرَمِ الْاِجَابَةَ، وَمَنْ اُعْطِيَ التَّوْبَةَ وَلَمْ يُحْرَمِ الْقَبُوْلَ، وَمَنْ اُعْطِيَ الْاِسْتِغْفَارَ لَمْ يُحْرَمِ الْمَغْفِرَةَ، وَمَنْ اُعْطِيَ الشُّكْرَ لَمْ يُحْرَمِ الزِّيَادَةَ۔

۱۳۱۔ چار باتیں۔ جسے چار چیزیں مل گئیں۔ وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا۔ دعا کے بعد حاجت روائی، توبہ کے بعد قبولیت، استغفار کے بعد مغفرت اور شکر کے بعد زیادتی (نعمت) سے محروم نہیں رہتا۔

اس کلام کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے، دعا کے بارے میں ارشاد ہے: "اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ"[1] استغفار کے لئے ہے "وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"[2] اور شکر کے لئے فرمایا "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ"[3] اور توبہ کے لئے "اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا"[4]

---

[1] س ۴۰ ی ۶۰ "تم مجھے پکارو میں اُس کو سنوں گا" [2] س ۴ ی ۱۱۰ "جو شخص بُرا کام کرے گا یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو خدا کو غفور و رحیم پائے گا" [3] س ۱۴ ی ۷ "اگر شکر کرو گے تو میں (نعمت میں) اضافہ کروں گا" [4] س ۴ ی ۱۷ "خدا اُن لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو گناہ ناواقفیت کی وجہ سے کرتے اور جلد ہی توبہ کرتے ہیں، ان لوگوں کی توبہ خدا قبول فرماتا ہے کہ وہ علیم و حکیم ہے۔ ابن ابی الحدید کی رائے میں یہ حضرت ہی کا کلام ہے، لیکن فیض الاسلام نے ترجمہ میں (سید رضی فرماید) لکھا ہے میرے خیال میں یہ بے محل اضافہ ہے۔ م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۳۲۔ اَلصَّلٰوۃُ قُرْبَانُ کُلِّ تَقِیٍّ، وَالْحَجُّ جِھَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ، وَلِکُلِّ شَیْءٍ زَکٰوۃٌ وَّ زَکٰوۃُ الْبَدَنِ الصِّیَامُ، وَجِھَادُ الْمَرْأَۃِ حُسْنُ التَّبَعُّلِ۔

۱۳۲۔ فروع دین۔ نماز ہر متقی کے لئے تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے، روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے، عورت کا جہاد ہے شوہر کے ساتھ اچھی زندگی بسر کرنا۔

۱۳۳۔ اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَۃِ وَمَنْ اَیْقَنَ بِالْخَلَفِ جَادَ بِالْعَطِیَّۃِ۔

۱۳۳۔ صدقہ۔ صدقہ دے کر رزق مانگو، اور جو عوض (حساب) کا یقین رکھتا ہے وہ عطا میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔

۱۳۴۔ تَنْزِلُ الْمَعُوْنَۃُ عَلٰی قَدْرِ الْمُؤْنَۃِ۔

۱۳۴۔ توفیق الٰہی۔ زحمتوں کے لحاظ سے توفیقاتِ خدا نازل ہوتی ہیں۔

۱۳۵۔ مَا عَالَ امْرُءٌ اِقْتَصَدَ۔

۱۳۵۔ کفایت شعاری۔ جس شخص نے (کفایت شعاری اور) میانہ روی سے کام لیا وہ محتاج نہ ہوا۔

۱۳۶۔ قِلَّۃُ الْعِیَالِ اَحَدُ الْیَسَارَیْنِ وَالتَّوَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَالْھَمُّ نِصْفُ الْھَرَمِ۔

۱۳۶۔ اہل وعیال کی کمی ایک قسم کی سرمایہ داری (و آسانی ہے) اور دوستی و محبت آفرینی آدھی عقل ہے اور غم و رنج آدھا بڑھاپا۔

۱۳۷۔ یَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلٰی قَدْرِ الْمُصِیْبَۃِ وَمَنْ ضَرَبَ عَلٰی فَخِذِہٖ عِنْدَ مُصِیْبَتِہٖ حَبِطَ اَجْرُہٗ۔

۱۳۷۔ صبر اور مصیبت۔ صبر مصیبت کے مطابق ملتا ہے۔ جس نے اپنی مصیبت کے وقت زانو پیٹا، اُس کا ثواب ضبط ہو گیا۔

۱۳۸۔ کَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالظَّمَاءُ، وَکَمْ مِنْ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّھَرُ وَالْعَنَاءُ حَبَّذَا نَوْمُ الْاَکْیَاسِ وَاِفْطَارُھُمْ

۱۳۸۔ بے کار عمل۔ بہت سے روزے دار ہیں جنھیں روزے سے صرف بھوک اور پیاس ملتی ہے، اور بہت سے راتوں کو عبادت کرنے والے ہیں، جن کے کھڑے رہنے سے جاگنے اور زحمت کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ سمجھ داروں کی نیند اور بیداری کا کیا کہنا (کہ جو کچھ ہے مفید)

۱۳۹۔ سُوْسُوْا اِیْمَانَکُمْ بِالصَّدَقَۃِ وَحَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ وَادْفَعُوْا

۱۳۹۔ صدقہ۔ صدقہ دے کر اپنے ایمان کا انتظام کرو اور زکوٰۃ دے کر مال بچاؤ، اور دعا سے بلاؤں کے طوفان

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ۔ ڈھکیل دو۔

۱۴۰۔ کمیل سے میدان میں باتیں کمیل بن زیاد کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میدان میں لے گئے جب صحرا میں پہونچے تو ایک لمبی سانس لی اور فرمایا:۔

يَا كُمَيْلُ ابْنَ زِيَادٍ! إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ أَوْعِيَةٌ فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا، فَاحْفَظْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ:۔

کمیل! یہ دل برتن ہیں، ان میں سے اچھا وہ ہے جو زیادہ محفوظ رکھتا ہے۔ تم سے جو میں کہوں اُسے یاد رکھو:۔

اَلنَّاسُ ثَلَاثَةٌ: فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ وَمُتَعَلِّمٌ عَلَى سَبِيلِ نَجَاةٍ، وَهَمَجٌ رَعَاعٌ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ يَمِيلُونَ مَعَ كُلِّ رِيحٍ، لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِنُورِ الْعِلْمِ وَلَمْ يَلْجَؤُا إِلَى رُكْنٍ وَثِيقٍ۔

لوگ تین قسم کے ہیں: عالم ربانی، نجات (وعلم دین) کے راستے کا طالب علم، اور یہ کمزور و فضول اشخاص، جو ہر چیخنے والے کے پیچھے، اور ہر ہوا کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے عقل کے نور سے روشنی نہ لی، کسی مضبوط رکن سے پناہ نہ لی۔

يَا كُمَيْلُ! اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ، اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَأَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُو عَلَى الْإِنْفَاقِ، وَصَنِيعُ الْمَالِ يَزُولُ بِزَوَالِهِ۔

کمیل! علم مال سے بہتر ہے، کہ علم تمھاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کو بچاتے پھرتے ہو، اور مال خرچ ہونے سے کم ہو جاتا ہے علم استعمال کرنے سے نشوونما پاتا ہے۔ مالی مصنوعات مال کے ختم ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔

يَا كُمَيْلَ بْنَ زِيَادٍ! مَعْرِفَةُ الْعِلْمِ دِينٌ يُدَانُ بِهِ، بِهِ يَكْسِبُ الْإِنْسَانُ الطَّاعَةَ فِي حَيَاتِهِ وَجَمِيلَ الْأُحْدُوثَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُومٌ عَلَيْهِ۔

اے کمیل! معرفت علم ایک مذہب ہے، جس کے لوگ پرستار ہیں۔ اس کے سہارے انسان زندگی میں عبادت (کا فائدہ) حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد اچھا (نتیجہ و) فکر ذکر۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم (فنا کا غلام)۔

يَا كُمَيْلَ بْنَ زِيَادٍ! هَلَكَ خُزَّانُ الْأَمْوَالِ وَهُمْ أَحْيَاءٌ وَالْعُلَمَاءُ بَاقُونَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ أَعْيَانُهُمْ مَفْقُودَةٌ وَأَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوبِ مَوْجُودَةٌ۔

کمیل! مال کے جمع کرنے والے اپنی زندگی میں ہلاک ہو گئے، اور علماء، زمانہ جب تک باقی ہے باقی ہیں (باقی رہیں گے) ان کے اجسام اٹھ گئے مگر دلوں میں، تصویریں ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

هَا. إِنَّ هٰهُنَا لَعِلْمًا جَمًّا (وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ) لَوْ أَصَبْتُ لَهُ حَمَلَةً بَلَى أَصَبْتُ لَقِنًا غَيْرَ مَأْمُونٍ عَلَيْهِ مُسْتَعْمِلًا آلَةَ الدِّيْنِ لِلدُّنْيَا وَمُسْتَظْهِرًا بِنِعَمِ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ وَبِحُجَجِهِ عَلَى أَوْلِيَائِهِ أَوْ مُنْقَادًا لِحَمَلَةِ الْحَقِّ لَا بَصِيْرَةَ لَهُ فِي أَحْنَائِهِ يَنْقَدِحُ الشَّكُّ فِي قَلْبِهِ لِأَوَّلِ عَارِضٍ مِنْ شُبْهَةٍ أَلَا، لَا ذَا وَلَا ذَاكَ أَوْ مَنْهُوْمًا بِاللَّذَّةِ سَلِسَ الْقِيَادِ لِلشَّهْوَةِ أَوْ مُغْرَمًا بِالْجَمْعِ وَالِادِّخَارِ، لَيْسَا مِنْ رُعَاةِ الدِّيْنِ فِي شَيْءٍ، أَقْرَبُ شَيْءٍ شَبَهًا بِهِمَا الْأَنْعَامُ السَّائِمَةُ. كَذٰلِكَ يَمُوْتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيْهِ.

اَللّٰهُمَّ بَلَى، لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ إِمَّا ظَاهِرًا مَشْهُوْرًا وَإِمَّا خَائِفًا مَغْمُوْرًا، لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَبَيِّنَاتُهُ. وَكَمْ ذَا وَأَيْنَ؟ أُولٰئِكَ — وَاللّٰهِ — الْأَقَلُّوْنَ عَدَدًا، وَالْأَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا: يَحْفَظُ اللّٰهُ بِهِمْ حُجَجَهُ وَبَيِّنَاتِهِ حَتّٰى يُوْدِعُوْهَا نُظَرَاءَهُمْ وَيَزْرَعُوْهَا

یاد رکھو! یہاں — اپنے سینۂ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا — بے انتہا علم ہے۔ کاش اس کے اٹھانے والے مل جاتے — ہاں کچھ حاصل کرنے کے شوقین ہیں مگر ان کے لئے اطمینان نہیں، کیونکہ یہ لوگ دین کو (تحصیل) دنیا کا آلہ بنانے والے ہیں، وہ خدا کی نعمتوں کو (شکر ادا کرنے کے بجائے) بندوں پر جتانے والے ہیں اور اس کی حجتوں (عقل و علم) سے اولیاء اللہ (پر برتری چاہنے والے ہیں) یا پھر ایسے ہیں جو حق کے پرستار تو ہیں مگر ان کے گوشہائے دماغ میں بصیرت نہیں۔ پہلا شبہہ جو ان کے دل میں پیدا ہوتا ہے وہ شک کی چنگاریاں چمکا دیتا ہے لیکن دونوں میں کوئی اس (علم) کے قابل نہیں۔ ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جو لذتوں کے از حد شوقین، خواہشات کے بہت جلد مطیع ہونے والے یا جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی پر فریفتہ ہیں۔ یہ دونوں (یعنی عیاش اور زر اندوز) بھی دین کے محافظ اور کسی کام کے نہیں ہیں۔ ان سے ملتے جلتے تو چرنے والے جانور ہیں اور بس اسی حد سے (عالم کو صحیح وارث نہ ملنا) علما کے ساتھ ساتھ علم بھی مر جاتا ہے۔

لیکن، زمین حجت خدا (امام) سے خالی نہیں رہتی۔ یا وہ ظاہر و معلوم ہوگا یا خوف اعدا سے پردۂ غیب میں ہوگا اور یہ (وجود امام) اس لئے ہے کہ کہیں حجت الٰہی اور بینات خدا[1] وندی سے زمین خالی نہ ہو جائے، یہ لوگ کتنے ہیں اور کہاں ہیں؟ (یعنی تھوڑے ہیں اور عوام کے ہنگاموں سے دور) یہ لوگ — بخدا — عدد میں کم، اور خدا کے یہاں عزت میں زیادہ ہیں، جن سے خدا اپنی حجتوں اور آیتوں (احکام اسلام و سیرت پیغمبر) کی حفاظت کراتا ہے (یہ حفاظت اسوقت تک ہوتی ہے کہ) جب تک کہ وہ

---

[1] قرآن و سنت و احکام شریعت وغیرہ۔ مترجم

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي قُلُوبِ أَشْبَاهِهِمْ، هَجَمَ بِهِمُ
الْعِلْمُ عَلَى حَقِيقَةِ الْبَصِيرَةِ وَبَاشَرُوا
رُوحَ الْيَقِينِ وَاسْتَلَانُوا مَا اسْتَوْعَرَهُ
الْمُتْرَفُونَ، وَأَنِسُوا بِمَا اسْتَوْحَشَ
مِنْهُ الْجَاهِلُونَ وَصَحِبُوا الدُّنْيَا
بِأَبْدَانٍ أَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ
الْأَعْلَى، أُولَئِكَ خُلَفَاءُ اللهِ فِي
أَرْضِهِ وَالدُّعَاةُ إِلَى دِينِهِ آهِ آهِ
شَوْقًا إِلَى رُؤْيَتِهِمْ! اِنْصَرِفْ يَا
كُمَيْلُ إِذَا شِئْتَ۔

(امام) اپنے جیسے (معصوم) کو وہ امانت سپرد نہیں کر دیتا (اس کا منصب پورا نہیں ہوتا) وہ ان حقائق کو اپنے جیسے منصب دار (معصوم) کے دل میں بو دیتے ہیں، ان پر بصیرت و علم حقیقی ایک ساتھ نازل ہوتا ہے، یہ لوگ سکونِ یقین سے جا ملتے ہیں، اور عشرت پسند انسانوں کی سختیاں نرم کر لیتے ہیں جس سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے۔ یہ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔ دنیا میں یہ ایسے جسموں کے ساتھ رہتے ہیں جن کی روحیں منزل بلند (حضورِ خداوندی) میں رہتی ہیں — یہ زمین پر نائبین خدا ہیں اور اس کے دین کے داعی — ہائے، ان (سب) کو دیکھنے کا شوق ہے — اچھا کمیل جب دل چاہے تو چلے جاؤ۔

۱۴۱۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ۔

۱۴۱۔ زبان۔ انسان زبان (کے پردے) میں چھپا ہوا ہے۔

۱۴۲۔ هَلَكَ امْرُؤٌ لَمْ يَعْرِفْ قَدْرَهُ۔

۱۴۲۔ عزت کا راز۔ جسے اپنی قیمت معلوم نہیں، وہ تباہ ہو گیا۔

۱۴۳۔ لِرَجُلٍ سَأَلَهُ أَنْ يَعِظَهُ: لَا
تَكُنْ مِمَّنْ يَرْجُو الْآخِرَةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ،
وَيُرَجِّي التَّوْبَةَ بِطُولِ الْأَمَلِ يَقُولُ
فِي الدُّنْيَا بِقَوْلِ الزَّاهِدِينَ وَيَعْمَلُ
فِيهَا بِعَمَلِ الرَّاغِبِينَ إِنْ أُعْطِيَ مِنْهَا
لَمْ يَشْبَعْ وَإِنْ مُنِعَ مِنْهَا لَمْ يَقْنَعْ يَعْجِزُ
عَنْ شُكْرِ مَا أُوتِيَ وَيَبْتَغِي الزِّيَادَةَ
فِيمَا بَقِيَ، يَنْهَى وَلَا يَنْتَهِي وَ
يَأْمُرُ بِمَا لَا يَأْتِي، يُحِبُّ
الصَّالِحِينَ وَلَا يَعْمَلُ عَمَلَهُمْ
وَيُبْغِضُ الْمُذْنِبِينَ وَهُوَ

۱۴۳۔ وعظ کی فرمائش پر۔ ان میں سے نہ ہونا جو بغیر عمل آخرت کی تمنا کرتے ہیں، اور طول امل کے ساتھ توبہ کو ملتوی کرتا رہتا ہے۔ دنیا کے لئے زاہدوں کی سی باتیں کرتا ہے اور دنیا پرستوں کے جیسے عمل، اگر دنیا سے کچھ ملتا ہے تو پیٹ نہیں بھرتا، اور اگر محروم کر دیا جاتا ہے، تو صبر نہیں کرتا، جو ملا اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہے، جو (نعمت) باقی ہے اس میں زیادتی چاہتا ہے۔ اُسے رُوکا جاتا ہے مگر وہ (ہوس رانی سے) نہیں رُکتا۔ ایسی چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے جنھیں بجا نہیں لاتا۔ گناہ گاروں سے دشمنی رکھتا ہے۔ مگر خود بھی ان میں کا ایک ہے۔ گناہوں کی زیادتی کی بنا پر موت کو پسند نہیں کرتا اور ایسے عمل پر قائم ہے جن سے موت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَحَدُهُمْ يَكْرَهُ الْمَوْتَ لِكَثْرَةِ ذُنُوبِهِ
وَيُقِيمُ عَلَى مَا يَكْرَهُ الْمَوْتُ لَهُ،
إِنْ سَقِمَ ظَلَّ نَادِمًا وَإِنْ صَحَّ آمِنَ
لَاهِيًا، يُعْجِبُ بِنَفْسِهِ إِذَا عُوفِيَ وَ
يَقْنَطُ إِذَا بُتِلِيَ إِنْ أَصَابَهُ بَلَاءٌ
دَعَا مُضْطَرًّا، وَإِنْ نَالَهُ رَخَاءٌ أَعْرَضَ
مُغْتَرًّا تَغْلِبُهُ نَفْسُهُ عَلَى مَا يَظُنُّ
وَلَا يَغْلِبُهَا عَلَى مَا يَسْتَيْقِنُ، يَخَافُ
عَلَى غَيْرِهِ بِأَدْنَى مِنْ ذَنْبِهِ وَيَرْجُو
لِنَفْسِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ عَمَلِهِ، إِنِ اسْتَغْنَى
بَطِرَ وَفُتِنَ، وَإِنِ افْتَقَرَ قَنَطَ وَوَهَنَ
يُقَصِّرُ إِذَا عَمِلَ، وَيُبَالِغُ إِذَا سَأَلَ
إِنْ عَرَضَتْ لَهُ شَهْوَةٌ أَسْلَفَ الْمَعْصِيَةَ
وَسَوَّفَ التَّوْبَةَ، وَإِنْ عَرَتْهُ مِحْنَةٌ
انْفَرَجَ عَنْ شَرَائِطِ الْمِلَّةِ. يَصِفُ
الْعِبْرَةَ وَلَا يَعْتَبِرُ وَيُبَالِغُ فِي
الْمَوْعِظَةِ وَلَا يَتَّعِظُ فَهُوَ بِالْقَوْلِ
مُدِلٌّ، وَمِنَ الْعَمَلِ مُقِلٌّ، يُنَافِسُ
فِيمَا يَفْنَى، وَيُسَامِحُ فِيمَا يَبْقَى،
يَرَى الْغُنْمَ مَغْرَمًا وَالْغُرْمَ مَغْنَمًا
يَخْشَى الْمَوْتَ وَلَا يُبَادِرُ الْفَوْتَ
يَسْتَعْظِمُ مِنْ مَعْصِيَةِ غَيْرِهِ مَا
يَسْتَقِلُّ أَكْثَرَ مِنْهُ مِنْ نَفْسِهِ، وَ

ناپسند ہوتی ہے۔ اگر بیمار ہو جاتا تو شرمندہ ہوتا (اور پچھتاتا) ہے، اور جب تندرست ہوتا ہے تو مطمئن ہو کر بے فکر بھی بن جاتا ہے۔ تندرستی میں اپنے اوپر ناز کرتا اور آزمائش میں مایوس ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی امتحان آ پڑتا ہے تو پکار اٹھتا ہے، اور اگر آرام نصیب ہو جائے تو دیوانہ بن جاتا ہے۔ خیالات میں اس کا نفس اس پر مسلط ہے، لیکن یقین میں غالب نہیں۔ دوسرے معمولی گناہ پر ڈرتا ہے لیکن اپنے لئے اپنے عمل سے زیادہ (اجر) کی امید رکھتا ہے۔ اگر فراغت و اطمینان نصیب ہوتا ہے تو مغرور و دیوانہ ہو جاتا ہے اور اگر محتاج ہوتا ہے تو (خدا سے) مایوس اور سست (عقیدہ) ہو جاتا ہے۔ عمل کرتا ہے تو کوتاہی کے ساتھ، مگر جب سوال کرتا ہے تو بڑے زور میں، اگر ہوس پیدا ہوتی ہے تو (اقدام) گناہ میں جلدی اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے اور اگر کوئی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے تو دین کی پابندیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ عبرتوں کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ مگر خود سبق نہیں لیتا۔ وعظ (گوئی) میں بڑا مبالغہ کرتا ہے مگر خود نصیحت قبول نہیں کرتا، تو گویا وہ قول پر ناز کرتا ہے لیکن عمل میں کچھ نہیں۔ فنا ہونے والی چیزوں میں مقابلہ کرتا ہے اور باقی رہنے والی چیزوں میں سستی کرتا ہے، وہ نفع (اخروی) کو نقصان اور نقصان (آخرت) کو نفع سمجھتا ہے۔ موت سے ڈرتا ہے مگر فنا کی طرف نہیں بڑھتا، غیروں کے ان گناہوں کو بہت سمجھتا ہے، جو اس کے اکثر گناہوں کے مقابلے میں کم ہیں اور اپنے ان عبادات کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جو دوسروں کے مقابلے میں حقیر ہیں اس کے اکثر طرح یہ دوسروں پر طنز کرتا ہے اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

يَسْتَكْثِرُ مِنْ طَاعَتِهِ مَا يَحْقِرُهُ مِنْ طَاعَةِ غَيْرِهِ۔ فَهُوَ عَلَى النَّاسِ طَاعِنٌ وَلِنَفْسِهِ مُدَاهِنٌ اَللَّغْوُ مَعَ الْاَغْنِيَاءِ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنَ الذِّكْرِ مَعَ الْفُقَرَاءِ يَحْكُمُ عَلَى غَيْرِهِ لِنَفْسِهِ وَلَا يَحْكُمُ عَلَيْهَا لِغَيْرِهِ وَيُرْشِدُ غَيْرَهُ وَيُغْوِي نَفْسَهُ فَهُوَ يُطَاعُ وَيَعْصِي وَيَسْتَوْفِي وَلَا يُوْفِي، وَيَخْشَى الْخَلْقَ فِي غَيْرِ رَبِّهِ، وَلَا يَخْشَى رَبَّهُ فِي خَلْقِهِ۔

اپنے سلسلے میں سہل انگار، دولتمندوں کے ساتھ فضولیات، فقیروں کے ساتھ بیٹھ کر یادِ خدا کرنے سے زیادہ پسند کرتا ہے۔ اپنے فائدے کیلئے دوسروں کو نقصان کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ مگر دوسروں کیلئے اپنے نقصان کا فیصلہ نہیں کرتا (چاہے صحیح ہی کیوں نہ ہو) دوسروں کی رہنمائی کرتا ہے، خود گمراہ ہوتا ہے۔ لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں اور وہ خود معصیت کرتا ہے اپنا حق پورا لیتا ہے مگر دوسروں کا حق ادا نہیں کرتا۔ راہ خدا کے علاوہ انسانوں سے ڈرتا ہے (قریبۃً اہل اللہ نہیں) اور اس کی مخلوق کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا (اگر کتاب میں اس کلام کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا، تو مفید وعظ، حکمت بالغہ اور مبصر کی بصیرت اور متفکر ناظرین کی عبرت کے لئے کافی تھا۔ رضیؒ)

۱۴۴۔ لِكُلِّ امْرِئٍ عَاقِبَةٌ حُلْوَةٌ اَوْ مُرَّةٌ۔

۱۴۴۔ آخرت۔ ہر ایک کو نتیجہ دیکھنا ہے۔ خوشگوار و شیریں یا ناگوار اور تُرش۔

۱۴۵۔ لِكُلِّ مُقْبِلٍ اِدْبَارٌ، وَمَا اَدْبَرَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ۔

۱۴۵۔ ہر کمالے را..... ہر آنے والا (اقبال) پلٹے (ادبار) گا، جو گیا وہ گویا کہ تھا ہی نہیں۔

۱۴۶۔ لَا يَعْدَمُ الصَّبُوْرُ الظَّفَرَ، وَاِنْ طَالَ بِهِ الزَّمَانُ۔

۱۴۶۔ صبر کا نتیجہ۔ صابر کامیابی نہیں ضائع کرتا، چاہے کتنا ہی زمانہ گزرے (کامیاب ضرور ہوگا)

۱۴۷۔ اَلرَّاضِي بِفِعْلِ قَوْمٍ كَالدَّاخِلِ فِيْهِ مَعَهُمْ وَعَلَى كُلِّ دَاخِلٍ فِي بَاطِلٍ اِثْمَانِ: اِثْمُ الْعَمَلِ بِهِ، وَاِثْمُ الرِّضَا بِهِ۔

۱۴۷۔ رضامندی۔ کسی قوم کے عمل پر راضی رہنے والا گویا ان کا شریک کار ہے اور ہر غلطی میں شریک ہونے والے کے دو گناہ ہیں۔ ایک تو عمل کرنا، دوسرے اس پر راضی ہونا۔

۱۴۸۔ اِعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ مَرِنِي اَوْتَادِهَا۔

۱۴۸۔ وعدے۔ عہد و پیمان کی میخوں کو مضبوط کر لو۔

۱۴۹۔ عَلَيْكُمْ بِطَاعَةِ مَنْ لَا تُعْذَرُوْنَ بِجَهَالَتِهِ۔

۱۴۹۔ اطاعت امام۔ تمہیں اس کی پیروی کرنا واجب ہے جس سے ناواقفیت کی حالت میں معذور نہ سمجھے جاؤ گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۵۰۔ قَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ، وَقَدْ هُدِيتُمْ إِنِ اهْتَدَيْتُمْ وَأُسْمِعْتُمْ إِنِ اسْتَمَعْتُمْ۔

۱۵۰۔ **حجتیں ختم**۔ اگر تم دیکھ سکتے ہو تو تمھیں (حقائق و بصائر) دکھا دیے گئے ہیں، اگر ہدایت چاہتے تو رہنمائی کی جا چکی، اگر سُننا ہوتا تو (احکام) سُنائے جا چکے۔

۱۵۱۔ عَاتِبْ أَخَاكَ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَارْدُدْ شَرَّهُ بِالْإِنْعَامِ عَلَيْهِ۔

۱۵۱۔ **اصلاحِ دوست**۔ اپنے دوست کو احسان کر کے راضی کر لو اور انعام دے کر اس کے شر سے بچو۔

۱۵۲۔ مَنْ وَضَعَ نَفْسَهُ مَوَاضِعَ التُّهَمَةِ فَلَا يَلُومَنَّ مَنْ أَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ۔

۱۵۲۔ **شبہ کی جگہ**۔ جو اپنے آپ کو تہمت کے مقامات پر رکھے (بازاریوں اور بدکرداروں میں بیٹھے) تو بُرا خیال کرنے والے کو بُرا نہ کہو۔

۱۵۳۔ مَنْ مَلَكَ اسْتَأْثَرَ، وَمَنِ اسْتَبَدَّ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَمَنْ شَاوَرَ الرِّجَالَ شَارَكَهَا فِي عُقُولِهَا۔

۱۵۳۔ **مشورہ**۔ جو مالک (صاحبِ اختیار) ہوتا ہے وہ اپنی رائے کا ہوتا ہے، اور خود رائی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔ لوگوں سے مشورہ کرنے والا، لوگوں کی عقلوں میں شریک ہو جاتا ہے۔

۱۵۴۔ مَنْ كَتَمَ سِرَّهُ كَانَتِ الْخِيَرَةُ بِيَدِهِ۔

۱۵۴۔ **رازدار**۔ جس نے اپنا راز چھپایا اُس نے خوبی اور بہتری کو پایا۔

۱۵۵۔ اَلْفَقْرُ الْمَوْتُ الْأَكْبَرُ۔

۱۵۵۔ **محتاجی**۔ غربت و افلاس بڑی موت ہے۔

۱۵۶۔ مَنْ قَضَى حَقَّ مَنْ لَا يَقْضِي حَقَّهُ فَقَدْ عَبَدَهُ[1]۔

۱۵۶۔ **حاجت روائی**۔ جس نے کسی ایسے کا حق ادا کر دیا، جو اسکا حق ادا نہیں کرتا۔ اُس نے ایسے شخص کو غلام بنا لیا۔

۱۵۷۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ

۱۵۷۔ **معصیت خالق میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے**۔

۱۵۸۔ لَا يُعَابُ الْمَرْءُ بِتَأْخِيرِ حَقِّهِ إِنَّمَا يُعَابُ مَنْ أَخَذَ مَا لَيْسَ لَهُ۔

۱۵۸۔ **تاخیرِ حق اور حق تلفی**۔ کسی کا حق ادا کرنے میں دیر کرنے سے کسی کو بُرا نہیں کہا جائے گا، ہاں بغیر استحقاق کسی چیز کے لینے والے کا عیب بیان کیا جائے گا۔

۱۵۹۔ اَلْإِعْجَابُ يَمْنَعُ مِنَ الْازْدِيَادِ

۱۵۹۔ **خود پسندی**۔ (کسی بات کو) بڑھانے نہیں دیتی۔

۱۶۰۔ اَلْأَمْرُ قَرِيبٌ وَالْاصْطِحَابُ

۱۶۰۔ **موت قریب ہے**۔ اور ساتھ تھوڑی دیر کے لیے،

---

[1] نسخہ فیض الاسلام میں عَبَدَهُ بلا تشدید ہے۔ م ح

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قَلِيلٌ۔

(پھر جُدائی)۔

۱۶۱۔ قَدْ اَضَاءَ الصُّبْحُ لِذِی عَيْنَيْنِ۔

۱۶۱۔ عبرت۔ آنکھ والوں کے لئے صبح روشنی پھیلا چکی۔

۱۶۲۔ تَرْكُ الذَّنْبِ اَهْوَنُ مِنْ طَلَبِ التَّوْبَةِ۔

۱۶۲۔ گناہ نہ کرنا۔ گناہ چھوڑنا، توبہ کرنے سے آسان ہے۔

۱۶۳۔ كَمْ مِنْ اَكْلَةٍ تَمْنَعُ اَكْلَاتٍ۔

۱۶۳۔ احتیاط۔ اکثر یہ ہوا ہے کہ ایک لقمے نے کئی (وقت کی) غذاؤں کو روک دیا ہے (بہت سے اقدام بُرے نتائج کے سبب ہوتے ہیں۔ م ح)

۱۶۴۔ اَلنَّاسُ اَعْدَاءُ مَا جَهِلُوْا۔

۱۶۴۔ جہالت۔ لوگ جس سے ناواقف ہیں اُس کے دشمن ہیں[1]

۱۶۵۔ مَنِ اسْتَقْبَلَ وُجُوْهَ الْاٰرَاءِ عَرَفَ مَوَاقِعَ الْخَطَاءِ۔

۱۶۵۔ مشورہ۔ جو شخص رائے کے راستوں سے پیش آمد کا خیر مقدم کرتا ہے اُسے غلطی کے مقامات معلوم ہو جاتے ہیں۔

۱۶۶۔ مَنْ اَحَدَّ سِنَانَ الْغَضَبِ لِلّٰهِ قَوِیَ عَلٰى قَتْلِ اَشِدَّاءِ الْبَاطِلِ۔

۱۶۶۔ رضائے خدا کے لئے ناراضگی۔ جو خدا کے لئے ناراضگی کا نیزہ تیز کرے گا وہ باطل پر تعصّب رکھنے والوں کے قتل و تباہ پر قابو پا جائے گا۔

۱۶۷۔ اِذَا هِبْتَ اَمْرًا فَقَعْ فِيْهِ، فَاِنَّ شِدَّةَ تَوَقِّيْهِ اَعْظَمُ مِمَّا تَخَافُ مِنْهُ۔

۱۶۷۔ عزم۔ جب کسی کام سے ڈر لگتا ہو تو اُس میں جا پڑو، کیونکہ کسی چیز سے بچاؤ اُس سے ڈرنے سے زیادہ اہم ہے۔

۱۶۸۔ اٰلَةُ الرِّيَاسَةِ سَعَةُ الصَّدْرِ۔

۱۶۸۔ سرداری۔ سرداری فراخ حوصلگی سے حاصل ہوتی ہے۔

۱۶۹۔ اُزْجُرِ الْمُسِيْٓءَ بِثَوَابِ الْمُحْسِنِ۔

۱۶۹۔ بدکار کو دفع کرو۔ محسن کے ثواب کا ذکر کرکے۔ (نیک کردار کی تعریف بدکردار کی توہین کا سبب ہے۔ م ح)

۱۷۰۔ اُحْصِدِ الشَّرَّ مِنْ صَدْرِ غَيْرِكَ

۱۷۰۔ شر سے بچنے کی تدبیر۔ شر کی جڑ دوسرے کے دل سے

---

[1] قرآن میں ہے "كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا" (س ۱۰ ی ۳۹)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

بِقَلْعِهٖ مِنْ صَدْرِكَ۔

۱۷۱۔ اَللِّجَاجَةُ تَسُلُّ الرَّأْیَ۔

۱۷۲۔ اَلطَّمَعُ رِقٌّ مُؤَبَّدٌ۔

۱۷۳۔ ثَمَرَةُ التَّفْرِیْطِ اَلنَّدَامَةُ، ثَمَرَةُ الْحَزْمِ اَلسَّلَامَةُ۔

۱۷۴۔ لَا خَیْرَ فِی الصُّمْتِ عَنِ الْحُکْمِ کَمَا اَنَّهٗ لَا خَیْرَ فِی الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ۔

۱۷۵۔ مَا اخْتَلَفَتْ دَعْوَتَانِ اِلَّا کَانَتْ اِحْدٰهُمَا ضَلَالَةً۔

۱۷۶۔ مَا شَکَکْتُ فِی الْحَقِّ مُنْذُ اُرِیْتُهٗ۔

۱۷۷۔ مَا کَذَبْتُ وَلَا کُذِبْتُ وَلَا ضَلَلْتُ وَلَا ضُلَّ بِیْ۔

۱۷۸۔ لِلظَّالِمِ الْبَادِیْ غَدًا بِکَفِّهٖ عَضَّةٌ۔

۱۷۹۔ اَلرَّحِیْلُ وَشِیْکٌ۔

۱۸۰۔ مَنْ اَبْدٰی صَفْحَتَهٗ لِلْحَقِّ هَلَکَ عِنْدَ جَهَلَةِ النَّاسِ۔

۱۸۱۔ مَنْ لَّمْ یُنْجِهِ الصَّبْرُ اَهْلَکَهُ الْجَزَعُ۔

۱۸۲۔ وَاعَجَبًا اَتَکُوْنُ الْخِلَافَةُ بِالصَّحَابَةِ وَلَا تَکُوْنُ بِالصَّحَابَةِ

یوں کا ٹوکہ (پہلے) اپنے سینے سے اُسے اُکھیڑ ڈالو۔

۱۷۱۔ زبردستی کی بحث۔ بات کی پیچ رائے کو کند (بیکار) کر دیتی ہے۔

۱۷۲۔ طمع۔ لالچ دائمی غلامی ہے۔

۱۷۳۔ دُور اندیشی اور کوتاہی۔ کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی اور دُور اندیشی کا پھل سلامتی ہے۔

۱۷۴۔ خاموشی اور گویائی۔ فیصلے کے وقت خاموشی اسی طرح بُری ہے جیسے ناواقفیت و جہالت کی بات کرنا۔

۱۷۵۔ دو دعوتیں۔ جب بھی دو دعوتوں میں اختلاف ہو تو اس وقت ایک گمراہی (ضرور) ہو گی۔

۱۷۶۔ علیؑ کا اسلام۔ میں نے حق میں کبھی شک نہیں کیا، جب سے اُسے دیکھا ہے۔

۱۷۷۔ کردار علیؑ۔ نہ میں جھوٹ بولا، نہ جھوٹ بُلوایا جا سکا نہ کبھی گمراہ ہوا نہ مجھے گمراہ کرایا گیا۔

۱۷۸۔ ظلم کا نتیجہ۔ ظالم، کل اپنے ہاتھ کی بوٹیاں کاٹے گا، (قرآن میں "وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ": س ۲۵، ی: ۲۷)

۱۷۹۔ سفر قریب ہے۔

۱۸۰۔ حق پرست۔ جس نے اپنا رُخ حق کی طرف کیا، وہ جاہلوں کے نزدیک تباہ ہو گیا۔

۱۸۱۔ صبر۔ جسے صبر نے نجات نہ دی اُسے جزع فزع نے تباہ کر دیا (صبر ہلاک نہیں کرتا)۔

۱۸۲۔ دلیل خلافت۔ تعجب ہے! صحابی ہونا خلافت کا سبب تو ہے، لیکن یہی خلافت قرابت صحابت دونوں کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْقَرَابَةِ۔ ساتھ نہیں مل سکتی۔

اسی مطلب کے لئے امیر المومنینؑ کے دو شعر بھی مروی ہیں:۔

فَإِنْ كُنْتَ بِالشُّورٰى مَلَكْتَ أُمُورَهُمْ فَكَيْفَ بِهٰذَا وَالْمُشِيرُونَ غُيَّبُ

وَإِنْ كُنْتَ بِالْقُرْبٰى حَجَجْتَ خَصِيمَهُمْ فَغَيْرُكَ أَوْلٰى بِالنَّبِيِّ وَأَقْرَبُ

اگر تم نے مشورے کے ذریعے ان (آسمانوں) کے معاملات پر قبضہ کیا، تو یہ غلط تھا، کیونکہ مشورہ دینے والے (اہم آل نبی) تو موجود نہ تھے، اور اگر رشتے کی دلیل سے حریف کو چپ کیا تو تمہارا غیر (علیؑ) تو نبیؐ سے زیادہ قریب اور تم سے بہتر ہے۔

۱۸۳۔ إِنَّمَا الْمَرْءُ فِي الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا وَنَهْبٌ تُبَادِرُهُ الْمَصَائِبُ وَمَعَ كُلِّ جُرْعَةٍ شَرَقٌ، وَفِي كُلِّ أَكْلَةٍ غُصَصٌ وَلَا يَنَالُ الْعَبْدُ نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرٰى وَلَا يَسْتَقْبِلُ يَوْمًا مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِفِرَاقِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ فَنَحْنُ أَعْوَانُ الْمَنُونِ وَأَنْفُسُنَا نَصْبُ الْحُتُوفِ، فَمِنْ أَيْنَ نَرْجُو الْبَقَاءَ وَهٰذَا اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ لَمْ يَرْفَعَا مِنْ شَيْءٍ شَرَفًا إِلَّا أَسْرَعَا الْكَرَّةَ فِي هَدْمِ مَا بَنَيَا، وَتَفْرِيقِ مَا جَمَعَا!

۱۸۳۔ وعظ۔ دنیا میں انسان نشانہ ہے، جس پر موت تیر چلاتی رہتی ہے اور لوٹے ہوئے (لاوارث) قافلے کی طرح ہے کہ مصیبتیں ہر طرف سے آتی ہیں، اسے ہر گھونٹ میں اچھو، اور ہر نوالے میں دکھ ہے۔ کسی شخص کو دوسری نعمت اسی وقت ملتی ہے جب پہلی نہ رہے، نہ وہ زندگی کے نئے دن کا استقبال کرتا ہے مگر جب کہ موت کا ایک دن کم کر دیتا ہے، ہم تو موت کے مددگار ہیں اور فنا کے نشانے، تو پھر ہم بقا کی امید کیسے کریں؟ جب کہ یہ دن رات کسی چیز کو بلند نہیں ہوتے دیکھتے مگر یہ کہ دونوں اس بنائی ہوئی چیز کو گرانے کے لئے جلدی سے پلٹ پڑتے ہیں۔ پھر خود ان دونوں نے جسے جمع کیا اُسے متفرق کر دیتے ہیں۔

۱۸۴۔ يَابْنَ آدَمَ! مَا كَسَبْتَ فَوْقَ قُوتِكَ فَأَنْتَ فِيهِ خَازِنٌ لِغَيْرِكَ۔

۱۸۴۔ زر اندوزی۔ اے ابن آدم! یہ جو تو نے اپنی ضرورت سے زیادہ مہیا کیا ہے، اس کے لئے دوسروں کا خزانچی ہے (تم خرچ نہیں کرتے دوسرے اڑائیں گے)

۱۸۵۔ إِنَّ لِلْقُلُوبِ شَهْوَةً وَإِقْبَالًا وَإِدْبَارًا فَأْتُوهَا مِنْ قِبَلِ شَهْوَتِهَا

۱۸۵۔ اصلاح دل۔ دلوں کی کچھ خواہشیں اور مثبت منفی رجحانات ہیں۔ تو تم (دل کو قابو میں رکھنے کے لئے) خواہشات

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَاِتْبَالِهَا فَاِنَّ الْقَلْبَ اِذَا اُكْرِهَ عَمِيَ۔

(مثبت رجحانات کے رُخ سے آؤ کہ بآسانی اس کی اصلاح ہو سکے) کیونکہ جب دل کو مجبور کیا جاتا ہے تو وہ نابینا ہو جاتا ہے (ضد میں جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے)

۱۸۶۔ حضرت فرمایا کرتے تھے: مَتٰی اَشْفِیْ غَیْظِیْ اِذَا غَضِبْتُ؟ اَحِیْنَ اَعْجِزُ عَنِ الْاِنْتِقَامِ فَیُقَالُ لِیْ لَوْ صَبَرْتَ؟ اَمْ حِیْنَ اَقْدِرُ عَلَیْهِ فَیُقَالُ لِیْ لَوْ عَفَوْتَ؟

۱۸۶۔ غصہ اور علیؑ۔ جب مجھے غصہ آئے تو اسے کیسے اُتاروں۔ اُس وقت جب انتقام سے عاجز ہوں۔ اور کہنے والے (میری بے بسی دیکھ کر کہیں) کاش صبر کر لیا ہوتا؟ یا اختیار (انتقام) کے وقت۔ تو لوگ کہتے۔ کیا اچھا ہوتا کہ معاف کر دیتے؟ (اس لئے غصہ ٹال کر، اس جواب ہی کا موقع ہی نہ آنے دوں۔ مرح)

۱۸۷۔ حضرتؑ ایک مزبلے کی طرف سے گزرے، جہاں ایک مُردار پڑا تھا۔ فرمایا:۔

هٰذَا مَا بَخِلَ بِهِ الْبَاخِلُوْنَ وَفِیْ خَبَرٍ اٰخَرَ اَنَّهٗ قَالَ هٰذَا مَا كُنْتُمْ تَتَنَافَسُوْنَ فِیْهِ بِالْاَمْسِ۔

۱۸۷۔ مُردار دیکھ کر۔ یہی وہ ہے جس کو بخیل بچاتے تھے۔ دوسری روایت ہے۔ یہی ہے جس کے لئے کل تک تم مقابلہ اور رشک کرتے تھے!

۱۸۸۔ لَمْ یَذْهَبْ مِنْ مَالِكَ مَا وَعَظَكَ۔

۱۸۸۔ نقصان میں فائدہ۔ جو (مال) تمہیں نصیحت کر جائے (اور تجربہ دے جائے) وہ مال گیا نہیں (باقی ہے کہ فائدہ دے رہا ہے)

۱۸۹۔ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْاَبْدَانُ فَابْتَغُوْا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ۔

۱۸۹۔ حکمت۔ یہ دل اسی طرح گھبرا جاتے ہیں جس طرح بدن سُست ہو جاتے ہیں۔ اس لیئے ان کے واسطے فلسفیانہ راستے اختیار کرو۔ (کہ جذبات زندہ رہیں)

۱۹۰۔ خارجیوں کو کہتے سُنا: "لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ" تو فرمایا:۔ كَلِمَةُ حَقٍّ یُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ۔

بات سچی ہے، مگر ان کی مُراد باطل (سے) ہے۔

۱۹۱۔ فِیْ صِفَةِ الْغَوْغَاءِ: هُمُ الَّذِیْنَ اِذَا اجْتَمَعُوْا غَلَبُوْا، وَاِذَا تَفَرَّقُوْا لَمْ یُعْرَفُوْا۔ وَقِیْلَ۔ بَلْ قَالَ

۱۹۱۔ ہنگامہ پرور۔ یہ لوگ وہ ہیں جو جمع ہو کر مسلط ہو جاتے ہیں، اور جب منتشر ہوتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے ——— ایک قول یہ ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا ——— یہ لوگ جب جتھا بنا لیتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُمُ الَّذِينَ إِذَا اجْتَمَعُوا ضَرُّوا وَإِذَا تَفَرَّقُوا نَفَعُوا فَقِيلَ: قَدْ عَرَفْنَا مَضَرَّةَ اجْتِمَاعِهِمْ فَمَا مَنْفَعَةُ انْتِشَارِهِمْ؟ فَقَالَ: يَرْجِعُ أَصْحَابُ الْمِهَنِ إِلَى مِهَنِهِمْ فَيَنْتَفِعُ النَّاسُ بِهِمْ كَرُجُوعِ الْبَنَّاءِ إِلَى بِنَائِهِ، وَالنَّسَّاجِ إِلَى مَنْسَجِهِ وَالْخَبَّازِ إِلَى مَخْبَزِهِ۔

ہیں تو نقصان پہونچاتے ہیں اور جب منتشر ہوتے ہیں تو فائدہ پہونچاتے ہیں۔

کسی نے عرض کی: ہمیں ان کے جماؤ کا نقصان تو معلوم ہے، مگر ان کے انتشار سے فائدہ کب ہوا؟ — فرمایا: محنت کرنے والے (مزدور و دست کار) اپنے کاروبار کو جانے لگے، اس سے لوگوں کو فائدہ ہوا جیسے معمار (اپنے مکانوں میں آ گئے جہاں مرمت کر رہے تھے)۔

۱۹۲۔ ایک مجرم حضرت کے سامنے لایا گیا جس کے ساتھ جمِ غفیر تھا، حضرت نے فرمایا:

لَا مَرْحَبًا بِوُجُوهٍ لَا تُرَى إِلَّا عِنْدَ كُلِّ سُوءٍ

خدا ان صورتوں کا برا کرے جو برائی ہی میں دکھائی دیتی ہیں۔

۱۹۳۔ إِنَّ مَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ مَلَكَيْنِ يَحْفَظَانِهِ فَإِذَا جَاءَ الْقَدَرُ خَلَّيَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَإِنَّ الْأَجَلَ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ۔

۱۹۳۔ قضاء الٰہی۔ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب حکم خدا آتا ہے تو دونوں اس شخص کو حکم الٰہی کے مقابلے میں تنہا چھوڑ دیتے ہیں یقیناً موت مضبوط سپر (حفاظت) ہے۔

۱۹۴۔ طلحہ اور زبیر نے کہا کہ ہم آپ سے بیعت تو کر رہے ہیں مگر خلافت میں ہمیں شریک رکھیے گا۔ فرمایا:

لَا وَلَكِنَّكُمَا شَرِيكَانِ فِي الْقُوَّةِ وَالِاسْتِعَانَةِ وَعَوْنَانِ عَلَى الْعَجْزِ وَالْأَوَدِ۔

نہیں! لیکن تم دونوں قوت (بڑھانے) امداد (عام) میں شریک ہو۔ اور (میرے) عاجز آنے اور انتہائی زحمت کے وقت مددگار ہوگے۔

۱۹۵۔ أَيُّهَا النَّاسُ! اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِنْ قُلْتُمْ سَمِعَ وَإِنْ أَضْمَرْتُمْ عَلِمَ وَبَادِرُوا الْمَوْتَ الَّذِي إِنْ هَرَبْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ وَإِنْ أَقَمْتُمْ أَخَذَكُمْ وَإِنْ نَسِيتُمُوهُ ذَكَرَكُمْ۔

۱۹۵۔ موت! لوگو! خدا سے ڈرو، وہ خدا جس سے اگر تم نے کہا، تو سن لیا، اور اگر کچھ چھپایا، تو اس نے جان لیا۔ موت کی طرف بڑھو کہ اگر تم بھاگو گے تو وہ پا جائے گی اور اگر ٹھہرے تو گرفتار کرے گی اور اگر اسے بھول جاؤ گے تو وہ تمہیں یاد کرے گی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۱۹۶۔ لَا يُزَهِّدَنَّكَ فِي الْمَعْرُوفِ مَنْ لَا يَشْكُرُهُ لَكَ، فَقَدْ يَشْكُرُ لَكَ عَلَيْهِ مَنْ لَا يَسْتَمْتِعُ بِشَيْءٍ مِنْهُ وَقَدْ تُدْرِكُ مِنْ شُكْرِ الشَّاكِرِ أَكْثَرَ مِمَّا أَضَاعَ الْكَافِرُ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔

۱۹۶۔ نصیحت۔ وہ شخص تجھے نیکی میں پہلوتہی نہ کرنے دے۔ جو تیرے احسان پر شکر گزار نہ ہو (اور احسان کا بدلہ نہ دے کر) جس سے وہ تجھے ممنون کرے، کبھی ناشکرے کی احسان فراموشی سے زیادہ، شکر گزار کا شکر دے دیتا ہے۔ اور (یہ کیا کم ہے کہ) خدا احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۹۷۔ كُلُّ وِعَاءٍ يَضِيقُ بِمَا جُعِلَ فِيهِ إِلَّا وِعَاءَ الْعِلْمِ فَإِنَّهُ يَتَّسِعُ بِهِ۔

۱۹۷۔ علم کی خاصیت۔ ہر برتن اس سے بھر جاتا ہے جو اس میں رکھا جائے سوائے ظرف علم (عقل) کے کہ وہ علم سے بڑھتا جاتا ہے۔

۱۹۸۔ أَوَّلُ عِوَضِ الْحَلِيمِ مِنْ حِلْمِهِ أَنَّ النَّاسَ أَنْصَارُهُ عَلَى الْجَاهِلِ۔

۱۹۸۔ بردباری کا اثر۔ بردبار کا اس کے حلم سے پہلا عوض یہ ملتا ہے کہ لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے معاون ہوتے ہیں۔

۱۹۹۔ إِنْ لَمْ تَكُنْ حَلِيمًا فَتَحَلَّمْ، فَإِنَّهُ قَلَّ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ إِلَّا أَوْشَكَ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ۔

۱۹۹۔ بردباری۔ اگر بردبار نہیں ہو تو بننے کی کوشش کرو۔ کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی کسی جماعت سے مشابہ ہوا مگر یہ کہ انھیں میں شمار کیا گیا ہے۔

۲۰۰۔ مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ رَبِحَ، وَمَنْ غَفَلَ عَنْهَا خَسِرَ، وَمَنْ خَافَ أَمِنَ، وَمَنِ اعْتَبَرَ أَبْصَرَ، وَمَنْ أَبْصَرَ فَهِمَ وَمَنْ فَهِمَ عَلِمَ۔

۲۰۰۔ علم۔ جس نے اپنے نفس کا جائزہ لیا وہ نفع میں رہا، جس نے غفلت کی اُسے گھاٹا ہوا، اور جو (خدا سے) ڈرا وہ بے خوف ہو گیا (غیر خدا اور عذاب سے) اور جس نے عبرت حاصل کی اس نے (حقیقت کو) دیکھ لیا وہ سمجھ گیا، اور جو سمجھ گیا اُسے علم (یقین) ہو گیا۔

۲۰۱۔ لَتَعْطِفَنَّ الدُّنْيَا عَلَيْنَا بَعْدَ شِمَاسِهَا عَطْفَ الضَّرُوسِ عَلَى وَلَدِهَا۔ وَتَلَا عَقِيبَ ذٰلِكَ: "وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ"۔

۲۰۱۔ عروج آلِ محمدؐ۔ دنیا ہم سے برگشتہ ہونے کے بعد اس طرح ملے گی جیسے بدمزاج اونٹنی اپنے بچے پر جھکتی ہے — پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: "اور ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ زمین پر مظلوم رہنے والوں پر احسان کریں اور انھیں امام بنائیں اور وارث (حاکم) بھی"۔

(س ۲۸ ی ۵)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۰۲۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ تَقِيَّةَ مَنْ شَمَّرَ تَجْرِيْدًا وَّجَدَّ تَشْمِيْرًا، وَاَكْمَشَ فِيْ مَهَلٍ، وَّبَادَرَ عَنْ وَّجَلٍ وَنَظَرَ فِيْ كَرَّةِ الْمُوْئِلِ وَعَاقِبَةِ الْمَصْدِرِ، وَمَغَبَّةِ الْمَرْجِعِ۔

۲۰۲۔ وعظ۔ خدا سے اس طرح ڈرو جیسے کوئی تنہا سفر کے لیے کمر کس لے، اور تیاری میں کوشش کرے، اور وقت فرصت (کام کرنے میں) تیزی کرے، ڈر سے بچنے کے لیے سبقت کرے، اور منزل میں واپسی کے لئے غور کرے، اور جائے بازگشت و منزل واپسیں کا نتیجہ سمجھ لے۔

۲۰۳۔ اَلْجُوْدُ حَارِسُ الْاَعْرَاضِ، وَالْحِلْمُ رِدَاءُ السَّفِيْهِ، وَالْعَفْوُ زَكَاةُ الظَّفَرِ وَاسْتُلُّوْا سُخِيْمَةَ مَنْ عَذَرَ وَالْاِسْتِشَارَةُ عَيْنُ الْهِدَايَةِ، وَقَدْ خَاطَرَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِرَاْيِهٖ وَالصَّابِرُ يُنَاضِلُ الْحِدْثَانَ، وَالْجَزِعُ مِنْ اَعْوَانِ الزَّمَانِ وَاَشْوَكُ الْغِنٰى تَرْكُ الْمُنٰى، وَكَمْ مِنْ عَقْلٍ اَسِيْرٍ عِنْدَ هَوًى اَمِيْرٍ وَمِنَ التَّوْفِيْقِ حِفْظُ التَّجْرِبَةِ وَالسَّوْدَةِ قَرَابَةٌ مُسْتَفَادَةٌ، وَلَا تَامَنَنَّ عَلُوْلًا۔

۲۰۳۔ چند مفید باتیں۔ سخاوت آبرو کی محافظ ہے اور حلم بیوقوف کا دہانہ بند ہے (کہ وہ بول کر رسوائی سے بچتا ہے) معافی کامیابی کی زکوٰۃ ہے۔ بے وفا سے علیحدگی ہی اس کا بدلہ ہے شوریٰ طلبی ہی ہدایت ہے۔ جو رائے سے بے فکر ہو وہ مصیبت میں پڑتا ہے، اور صبر مصائب زمانہ سے مقابلہ کرتا ہے، اور جزع فزع (مصیبت میں بے حواسی) زمانے کا (بے رحمی میں) مددگار ہے اور سب سے بڑی دولت مندی ترک آرزو ہے۔ کتنی ہی عقلیں ہیں جو ہیر ہوا و ہوس امرا ہیں۔ تجربہ یاد رکھنا ایک توفیق خدا ہے، محبت ایک مفید رشتے داری ہے، جو خود ہی دل تنگ ہو اس سے مطمئن نہ رہو کہ نہ معلوم کس وقت کیا کر گزرے۔

۲۰۴۔ عُجْبُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اَحَدُ حُسَّادِ عَقْلِهٖ۔

۲۰۴۔ خود پسندی۔ انسان کا اپنے اوپر ناز کرنا خود اس کی عقل کا ایک نقص ہے۔

۲۰۵۔ اَغْضِ عَلَى الْقَذٰى، وَاِلَّا لَمْ تَرْضَ اَبَدًا۔

۲۰۵۔ بے فکری۔ تکلیفوں سے نظر پھیر لو ورنہ کبھی خوش نہ رہو گے۔

۲۰۶۔ مَنْ لَانَ عُوْدُهٗ كَثُفَتْ اَغْصَانُهٗ۔

۲۰۶۔ انکساری۔ جس کی شاخ نرم ہو گی اس میں ٹہنیاں زیادہ ہوں گی (با اخلاق سے محبت کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں)

۲۰۷۔ اَلْخِلَافُ يَهْدِمُ الرَّاْيَ۔

۲۰۷۔ اختلاف۔ اختلاف رائے کو بیکار کر دیتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۰۸۔ مَنْ نَالَ اسْتَطَالَ۔

۲۰۸۔ منعم۔ جسے کچھ مل جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے۔

۲۰۹۔ فِیْ تَقَلُّبِ الْاَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ۔

۲۰۹۔ انسانیت کی کسوٹی۔ حالات کے انقلاب میں مردوں کے جوہر معلوم کئے جاتے ہیں (زندگی کے نشیب و فراز نفسیات بدلتے ہیں۔ م ح)۔

۲۱۰۔ حَسَدُ الصَّدِیْقِ مِنْ سُقْمِ الْمَوَدَّةِ۔

۲۱۰۔ دوست کی بیماری۔ دوست سے حسد محبت کا مرض ہے۔

۲۱۱۔ اَکْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُوْلِ تَحْتَ بُرُوْقِ الْمَطَامِعِ۔

۲۱۱۔ لالچ۔ لالچ کی چمک اکثر عقلوں کے چت ہونے کی جگہ ہے۔

۲۱۲۔ لَیْسَ مِنَ الْعَدْلِ اَلْقَضَاءُ عَلَی الثِّقَةِ بِالظَّنِّ۔

۲۱۲۔ بدگمانی۔ انصاف یہ نہیں ہے کہ خیال پر فیصلہ کر دیا جائے۔ (س ۴۹ ی ۱۲)

۲۱۳۔ بِئْسَ الزَّادُ اِلَی الْمَعَادِ الْعُدْوَانُ عَلَی الْعِبَادِ۔

۲۱۳۔ ظلم۔ قیامت کے لئے بدترین سامان بندگانِ خدا پر ظلم ہے۔

۲۱۴۔ مِنْ اَشْرَفِ اَفْعَالِ الْکَرِیْمِ غَفْلَتُهٗ عَمَّا یَعْلَمُ۔

۲۱۴۔ شریف کی علامت۔ کریم شریف کا سب سے اچھا عمل یہ ہے کہ وہ (دوسروں کی) معلوم (غلطیوں) کو نظر انداز کر دیا کرے۔

۲۱۵۔ مَنْ کَسَاهُ الْحَیَاءُ ثَوْبَهٗ لَمْ یَرَ النَّاسُ عَیْبَهٗ۔

۲۱۵۔ شرم۔ جسے شرم اپنا (خلعت) لباس پہنا دیتی ہے، لوگ اُس کے عیب نہیں دیکھ پاتے (وہ عیب کم کرتا ہے)۔

۲۱۶۔ بِکَثْرَةِ الصَّمْتِ تَکُوْنُ الْهَیْبَةُ وَ بِالنَّصَفَةِ یَکْثُرُ الْمُوَاصِلُوْنَ، وَ بِالْاِفْضَالِ تَعْظُمُ الْاَقْدَارُ، وَ بِالتَّوَاضُعِ تَتِمُّ النِّعْمَةُ وَ بِاحْتِمَالِ الْمُؤَنِ یَجِبُ السُّؤْدَدُ، وَ بِالسِّیْرَةِ الْعَادِلَةِ یُقْهَرُ الْمُنَاوِیْ، وَ بِالْحِلْمِ عَنِ السَّفِیْهِ یَکْثُرُ الْاَنْصَارُ عَلَیْهِ۔

۲۱۶۔ چند خوبیوں کا تعارف۔ زیادہ خاموش رہنے سے رعب، انصاف سے ہمدردی کرنے والے زیادہ ہوتے ہیں اور احسان سے عزت بڑھتی ہے، تواضع سے خدا کی نعمتیں پوری ہوتی ہیں، محنت برداشت کرنے سے سرداری و قیادت ضروری ہو جاتی ہے۔ خوش کرداری سے دشمن زیر ہوتا ہے، احمق سے بردباری مددگاروں کی زیادتی کا سبب ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۱۷۔ اَلْعَجَبُ لِغَفْلَةِ الْحُسَّادِ عَنْ سَلَامَةِ الْاَجْسَادِ۔

۲۱۷۔ حاسدوں سے۔ حاسدوں کی اس غفلت پر تعجب ہے کہ وہ تندرست کیسے ہیں؟

۲۱۸۔ اَلطَّامِعُ فِیْ وَثَاقِ الذُّلِّ۔

۲۱۸۔ لالچی۔ لالچ کرنے والا ذلت کے بندھنوں میں (جکڑا ہوا) ہے۔

۲۱۹۔ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْاِیْمَانِ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ: اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ۔

۲۱۹۔ ایمان کی تعریف۔ حضرتؑ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: ایمان کے معنے ہیں: دل سے پہچاننا، زبان سے ماننا، اعضاء و جوارح سے عمل کرنا۔

۲۲۰۔ مَنْ اَصْبَحَ عَلَی الدُّنْیَا حَزِیْنًا فَقَدْ اَصْبَحَ لِقَضَاءِ اللّٰهِ سَاخِطًا، وَمَنْ اَصْبَحَ یَشْکُوْ مُصِیْبَةً نَزَلَتْ بِهٖ فَاِنَّمَا یَشْکُوْ رَبَّهٗ، وَمَنْ اَتٰی غَنِیًّا فَتَوَاضَعَ لَهٗ لِغِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِهٖ۔ وَمَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَهُوَ مِمَّنْ کَانَ یَتَّخِذُ اٰیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَمَنْ لَهِجَ قَلْبُهٗ بِحُبِّ الدُّنْیَا اِلْتَاطَ قَلْبُهٗ مِنْهَا بِثَلَاثٍ: هَمٍّ لَا یُغِبُّهٗ وَحِرْصٍ لَا یَتْرُکُهٗ، وَاَمَلٍ لَا یُدْرِکُهٗ۔

۲۲۰۔ مضر عادتیں۔ جو دنیا میں غمگین صبح کرتا ہے (شکر خدا نہیں کرتا) وہ قضا و قدر الٰہی سے ناراض ہے، اور جو نازل شدہ مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے خدا کا شکوہ کرتا ہے۔ جو سرمایہ دار کے پاس جائے اور اُس کی دولت سے متاثر ہو کر اُس کی تعظیم کرے اُس کا دو تہائی دین گیا۔ جو قرآن پڑھنے کے باوجود جہنم میں جائے وہ وہ ہے جو آیات خدا کو مذاق جانتا ہے۔ جس نے محبتِ دنیا میں دل لگا لیا اُسے تین چیزیں لگ جائیں گی:۔

(۱) مسلسل غم۔

(۲) لگاتار لالچ۔

(۳) ناکام آرزوئیں۔

۲۲۱۔ اَلْقَنَاعَةُ مُلْکٌ وَبِحُسْنِ الْخُلُقِ نَعِیْمٌ۔

۲۲۱۔ قناعت۔ ملک قناعت کافی ہے حسنِ خلق سب سے زیادہ (کافی) نعمت ہے۔

۲۲۲۔ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً، فَقَالَ

۲۲۲۔ ایک آیت۔ آیۂ فلنحیینہ..... (ہم نیک کردار کو بہترین زندگی دیں گے س ۱۶ ی ۹۷) کا مطلب پوچھا گیا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

هِيَ الْقَنَاعَةُ۔

تو فرمایا:۔ (اس زندگی سے) مُراد ہے قناعت۔

۲۲۳۔ شَارِكُوا الَّذِي قَدْ أَقْبَلَ عَلَيْهِ الرِّزْقُ فَإِنَّهُ أَحْلَقُ لِلْغِنَى، وَأَجْدَرُ بِإِتْبَالِ الْحَظِّ عَلَيْهِ۔

۲۲۳۔ شرکت۔ خوش حال (کے کاروبار میں) سے ساجھا کرو، کیونکہ وہ غنا (دولتمندی) کے لائق اور منافع اندوزی کے لئے زیادہ قابل ہے (غریب کو جو ملے گا کھا جائے گا جس سے شریک کو فائدہ کم ملے گا، سرمایہ دار فراخ حوصلہ ہوگا)۔

۲۲۴۔ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ" الْعَدْلُ الْإِنْصَافُ وَالْإِحْسَانُ التَّفَضُّلُ۔

۲۲۴۔ ایک آیت "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ ..... (س ۱۶ ی ۹۰) خدا احسان عدل کا حکم دیتا ہے۔ میں مطلب ہے انصاف، احسان، کرم و تفضل۔

۲۲۵۔ مَنْ يُعْطِ بِالْيَدِ الْقَصِيرَةِ يُعْطَ بِالْيَدِ الطَّوِيلَةِ۔ وَمَعْنَى ذَلِكَ إِنَّمَا يُنْفِقُهُ الْمَرْءُ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَجْعَلُ الْجَزَاءَ عَلَيْهِ عَظِيمًا كَثِيرًا وَالْيَدَانِ هُهُنَا عِبَارَتَانِ عَنِ النِّعْمَتَيْنِ، فَفَرَّقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ نِعْمَةِ الْعَبْدِ وَنِعْمَةِ الرَّبِّ بِالْقَصِيرَةِ وَالطَّوِيلَةِ فَجَعَلَ تِلْكَ قَصِيرَةً وَهَذِهِ طَوِيلَةً لِأَنَّ نِعَمَ اللَّهِ أَبَدًا تَضْعُفُ عَلَى نِعَمِ الْمَخْلُوقِينَ أَضْعَافًا كَثِيرَةً إِذْ كَانَتْ نِعَمُ اللَّهِ أَصْلَ النِّعَمِ كُلِّهَا، فَكُلُّ نِعْمَةٍ إِلَيْهَا تَرْجِعُ وَمِنْهَا تَنْزِعُ۔

۲۲۵۔ احسان کا بدلہ احسان۔ جو چھوٹے ہاتھ سے دے گا بڑے ہاتھ سے پائے گا۔ (اس کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنے مال میں سے نیکی اور خیرات کے لئے اگر تھوڑا بھی دیتا ہے تو خدا اُس کا بدلہ بہت زیادہ دیتا ہے ــــ حضرتؑ نے بندے کے احسان اور خدا کے انعام کو چھوٹے بڑے کی تفریق سے ممتاز فرما کر اسے چھوٹا اور اُسے بڑا قرار دیا۔ کیونکہ خداوندی نعمتیں بندوں کی نعمتوں سے ہمیشہ بہت زیادہ ہوتی ہیں کہ وہ تمام نعمتوں کی اصل ہیں، یعنی ہر نعمت پلٹ کے وہیں جاتی اور اُسی سے نکلتی ہے ــــ رضیؒ۔

۲۲۶۔ قَالَ لِابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۲۲۶۔ امام حسنؑ سے۔ فرمایا، کسی کو مقابلے کے لئے نہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا تَدْعُوْنَ إِلَى مُبَارِزَةٍ، وَإِنْ دُعِيْتَ إِلَيْهَا فَأَجِبْ، فَإِنَّ الدَّاعِيَ بَاغٍ وَالْبَاغِيْ مَصْرُوْعٌ۔

للکارو، اور اگر تمہیں پکارا جائے تو منظور کرلو (اور میدان میں جوابی طور پر دفاع کے لئے آجاؤ) کیونکہ (مقابلے کو) پکارنے والا باغی ہوتا ہے[1]۔

۲۲۷۔ خِيَارُ خِصَالِ النِّسَاءِ شِرَارُ خِصَالِ الرِّجَالِ: اَلزَّهْوُ وَالْجُبْنُ وَالْبُخْلُ، فَإِذَا كَانَتِ الْمَرْأَةُ مَزْهُوَّةً لَمْ تُمَكِّنْ مِنْ نَفْسِهَا، وَإِذَا كَانَتْ بَخِيْلَةً حَفِظَتْ مَالَهَا وَمَالَ بَعْلِهَا وَإِذَا كَانَتْ جَبَانَةً فَرِقَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَعْرِضُ لَهَا۔

۲۲۷۔ مرد و عورت کی عادتیں۔ عورتوں کی اچھی عادتیں مردوں کی بدترین صفتیں ہیں: اِترانا، بزدلی، کنجوسی۔ جب عورت اترانی ہو تو وہ اپنے اوپر کسی کو قابو نہیں حاصل کرنے دیتی اور جب کنجوس ہو تو اپنا اور شوہر کا مال بچاتی ہے اور جب بزدل ہوتی ہے تو ہر آنے والی مصیبت (عزت و ناموس وغیرہ) سے ڈرتی ہے۔

۲۲۸۔ قِيْلَ لَهٗ: صِفْ لَنَا الْعَاقِلَ؟ فَقَالَ: هُوَ الَّذِيْ يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهٗ! فَقِيْلَ فَصِفْ لَنَا الْجَاهِلَ؟ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ ــــ يَعْنِيْ أَنَّ الْجَاهِلَ هُوَ الَّذِيْ لَا يَضَعُ الشَّيْءَ مَوَاضِعَهٗ، فَكَأَنَّ تَرْكَهٗ لِصِفَتِهٖ صِفَةٌ لَهٗ، إِذْ كَانَ بِخِلَافِ وَصْفِ الْعَاقِلِ۔

۲۲۸۔ عاقل؟ کسی نے پوچھا عقلمند کی تعریف فرمائیں۔ فرمایا: جو ہر چیز کو اُس کے موقع پر استعمال کرے! اُس نے کہا، اب جاہل کے متعلق فرمائیں۔ فرمایا: کہہ چکا! ــــ مطلب یہ کہ جاہل وہ ہے جو چیزوں کو برمحل استعمال نہ کرے۔ گویا تعریف نہ کرنا ہی تعارف ہے۔ کیونکہ عقلمند کی تعریف کے خلاف ہی ہوگی۔ ــــ رضیؒ

۲۲۹۔ وَاللّٰهِ لَدُنْيَاكُمْ هٰذِهٖ أَهْوَنُ فِيْ عَيْنِيْ مِنْ عِرَاقِ خِنْزِيْرٍ فِيْ يَدِ مَجْذُوْمٍ۔

۲۲۹۔ دنیا علیؑ کی نظر میں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری یہ دنیا تو میرے نزدیک کوڑھی کے ہاتھ میں سؤر کی بے گوشت ہڈی سے زیادہ قابل نفرت ہے۔

۲۳۰۔ إِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَغْبَةً،

۲۳۰۔ عبادت کا معیار۔ جو لوگ خدا کی عبادت شوق

---

[1] ابن ابی الحدید دینجا مینویسد، نشنیدیم امام علیہ السلام ہرگز کسے را مبارزہ طلبیدہ باشد بلکہ یا خود آنحضرتؑ خواندہ شدہ و یا مبارز می طلبیدہ پس آں بزرگوار بجانب او می رفت از پایش درمی آورد۔ فیض الاسلام (نیز دیکھئے شرح مذکور جلد ۲۹ صفحہ ۲۴۴) م ح

تِلْكَ عِبَادَةُ التُّجَّارِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ رَهْبَةً فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْعَبِيدِ، وَإِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰهَ شُكْرًا فَتِلْكَ عِبَادَةُ الْأَحْرَارِ۔

میں کرتے ہیں تو ان کی عبادت تاجرانہ ہے اور جو ڈر کے عبادت بجالاتے ہیں اُن کی عبادت غلامانہ ہے اور جو لوگ شکر نعمت کے طور پر عبادت کرتے ہیں اُن کی عبادت آزادوں کی سی ہے۔

۲۳۱۔ اَلْمَرْأَةُ شَرٌّ كُلُّهَا، وَشَرُّ مَا فِيهَا أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

۲۳۱۔ یہ عورت۔ عورت سراپا آفت ہے اور اس سے زیادہ آفت یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں!

۲۳۲۔ مَنْ أَطَاعَ النَّوَانِيَ ضَيَّعَ الْحُقُوقَ وَمَنْ أَطَاعَ الْوَاشِيَ ضَيَّعَ الصَّدِيقَ۔

۲۳۲۔ سستی اور چغل خوری۔ جو سستی کا فرمانبردار بنا، اُس نے حقوق کھوئے اور جس نے چغلخور کی بات مانی اُس نے دوست کھویا۔

۲۳۳۔ اَلْمَحْرَاثُ الْمُغْصَبُ فِي الدَّارِ رَهْنٌ عَلَى خَرَابِهَا۔

۲۳۳۔ غصبی مال۔ گھر میں لوٹ کا (کی) ایک اینٹ یا) پتھر ویرانے کے ہاتھ رہن ہے۔ حرام مال کی تعمیر مٹتے رہے گی۔ م

(یہ جملہ پیغمبر سے بھی مروی ہے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دونوں کلام مشتبہ ہو جائیں کہ دونوں پانی ایک کنوئیں اور دونوں کا انڈا لاہوا ایک ہی ڈول کا ہے۔ سید رضیؒ)

۲۳۴۔ يَوْمُ الْمَظْلُومِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الظَّالِمِ عَلَى الْمَظْلُومِ۔

۲۳۴۔ مظلوم کی باری۔ مظلوم کا دل ظالم کے لئے ظالم کے اُس دن سے زیادہ سخت ہے جو ظالم کو مظلوم کے خلاف ملا تھا۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۲۳۰)۔

۲۳۵۔ اِتَّقِ اللّٰهَ بَعْضَ التُّقَى وَإِنْ قَلَّ، وَاجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللّٰهِ سِتْرًا وَإِنْ رَقَّ۔

۲۳۵۔ تقوے۔ خدا سے ڈرو چاہے کچھ (وہ خوف کتنا ہی) کم ہو، اور خدا کے اور اپنے بیچ میں ایک (حیا و شرم کا) پردہ رکھو، چاہے وہ کتنا ہی پتلا ہو۔

۲۳۶۔ إِذَا ازْدَحَمَ الْجَوَابُ خَفِيَ الصَّوَابُ۔

۲۳۶۔ جواب۔ جب جواب مبہم ہوتے ہیں تو حق واضح نہیں ہوتا۔

۲۳۷۔ إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالَى فِي كُلِّ نِعْمَةٍ حَقًّا، فَمَنْ أَدَّاهُ زَادَهُ مِنْهَا، وَمَنْ قَصَّرَ فِيهِ خَاطَرَ بِزَوَالِ نِعْمَتِهِ۔

۲۳۷۔ شکر نعمت۔ خداوند عالم کا ہر نعمت میں حق ہے، جو اس حق کو ادا کرے گا اُسے نعمت میں زیادتی نصیب ہوگی، اور جو کوتاہی کرے گا وہ زوال نعمت میں مبتلا ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۳۸۔ إِذَا كَثُرَتِ الْمَقْدِرَةُ قَلَّتِ الشَّهْوَةُ۔

۲۳۸۔ بارور ٹہنی۔ جب اختیارات زیادہ ہوتے ہیں تو خواہشات کم ہو جاتے ہیں۔

۲۳۹۔ إِحْذَرُوا نِفَارَ النِّعَمِ فَمَا كُلُّ شَارِدٍ بِمَرْدُودٍ۔

۲۳۹۔ شکر نعمت۔ نعمتوں کے حق ادا نہ کر کے انھیں دور کرنے سے ڈرو کہ ہر گئی ہوئی چیز واپس نہیں آیا کرتی۔

۲۴۰۔ اَلْكَرَمُ أَعْطَفُ مِنَ الرَّحِمِ۔

۲۴۰۔ احسان۔ کرم رشتۂ قرابت سے زیادہ مہربان کن چیز ہے۔

۲۴۱۔ مَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهُ۔

۲۴۱۔ حسن ظن۔ اگر کسی کو تمھارے بارے میں اچھا خیال ہو، تو اُسے اچھا کر دکھاؤ (اس کے خیال کو سچ کر دو)۔

۲۴۲۔ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ مَا أَكْرَهْتَ نَفْسَكَ عَلَيْهِ۔

۲۴۲۔ بہترین عمل۔ بہترین عمل وہ ہے جس پر تم اپنے نفس کو مجبور کر دو۔

۲۴۳۔ عَرَفْتُ اللّٰهَ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ وَحَلِّ الْعُقُودِ۔ (وَنَقْضِ الْهِمَمِ)

۲۴۳۔ وجود خدا کی نئی دلیل۔ میں نے خدا کو ارادوں کے ٹوٹنے اور بندھنوں کے کھلنے سے پہچانا۔

۲۴۴۔ مَرَارَةُ الدُّنْيَا حَلَاوَةُ الْآخِرَةِ وَحَلَاوَةُ الدُّنْيَا مَرَارَةُ الْآخِرَةِ۔

۲۴۴۔ تلخی و شیرینی۔ دنیا کی ترشی آخرت کا مزہ، اور آخرت کی شیرینی و خوشگواری دنیا کی تلخی ہے۔

۲۴۵۔ فَرَضَ اللّٰهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيرًا مِنَ الشِّرْكِ، وَالصَّلٰوةَ تَنْزِيهًا عَنِ الْكِبْرِ، وَالزَّكٰوةَ تَسْبِيبًا لِلرِّزْقِ، وَالصِّيَامَ ابْتِلَاءً لِإِخْلَاصِ الْخَلْقِ، وَالْحَجَّ تَقْوِيَةً لِلدِّينِ، وَالْجِهَادَ عِزًّا لِلْإِسْلَامِ، وَالْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ مَصْلَحَةً لِلْعَوَامِّ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَدْعًا لِلسُّفَهَاءِ، وَصِلَةَ الرَّحِمِ مَنْمَاةً لِلْعَدَدِ، وَالْقِصَاصَ حَقْنًا لِلدِّمَاءِ، وَإِقَامَةَ الْحُدُودِ إِعْظَامًا لِلْمَحَارِمِ،

۲۴۵۔ کچھ حکم اور اُن کے اسباب۔ خدا نے ایمان اس لئے فرض کیا کہ شرک سے طہارت رہے، نماز اس لئے کہ تکبر سے پاک رہیں، زکوٰۃ رزق کے لئے، روزہ مخلوقات خدا سے خلوص کی آزمائش کے لئے، جہاد عزت اسلام کے لئے، امر بالمعروف اصلاح عوام کے لئے، نہی عن المنکر بے وقوفوں کو روکنے کے لئے، صلۂ رحم تعداد افراد خاندان میں اضافہ کے لئے (اگر آپس میں تعاون نہ ہو، تو خاندان خاندان نہیں رہتا) اور خون کا بدلہ خوں ریزی بند کرنے کے لئے، اور سزاؤں کا حکم ممنوعات کی حفاظت کے لئے، اور شراب کی ممانعت عقل کی حفاظت کے لئے، اور چوری سے بچنے کا حکم

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَتَرْكِ شُرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِيْنًا لِلْعَقْلِ، وَمُجَانَبَةِ السَّرِقَةِ إِيْجَابًا لِلْعِفَّةِ، وَتَرْكِ الزِّنَا تَحْصِيْنًا لِلنَّسَبِ، وَتَرْكِ اللِّوَاطِ تَكْثِيْرًا لِلنَّسْلِ، وَالشَّهَادَاتِ اِسْتِظْهَارًا عَلَى الْمُجَاحَدَاتِ، وَتَرْكِ الْكَذِبِ تَشْرِيْفًا لِلصِّدْقِ، وَالسَّلَامَ اَمَانًا مِنَ الْمَخَاوِفِ وَالْاِمَامَةَ نِظَامًا لِلْاُمَّةِ، وَالطَّاعَةَ تَعْظِيْمًا لِلْاِمَامَةِ۔

عفت کو باقی رکھنے کے لیے، اور زنا کو ترک کرنے کا حکم نسب کے بچاؤ کے لیے، اور لواطت چھوڑنے کا حکم زیادتی نسل کے واسطے۔ اور گواہیاں اس لیے قرار دیں کہ انکار (حق) کرنے والوں پر غلبہ حاصل کیا جائے، اور جھوٹ کو چھوڑا یا سچ کی عزت افزائی کے لیے، اور سلام خوفناک مصائب سے امان، اور امامت کو اُمت کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے، اور اس کی اطاعت منصب امامت کی عظمت کے پیش نظر ہے۔

٢٤٦۔ حضرتؑ فرمایا کرتے تھے:۔

اَحْلِفُوا الظَّالِمَ اِذَا اَرَدْتُمْ يَمِيْنَهٗ بِاَنَّهٗ بَرِيْءٌ مِنْ حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ، فَاِنَّهٗ اِذَا حَلَفَ بِهَا كَاذِبًا عُوْجِلَ الْعُقُوْبَةَ، وَاِذَا حَلَفَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَمْ يُعَاجَلْ لِاَنَّهٗ قَدْ وَحَّدَ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ۔

حلف کے الفاظ۔ جب ظالم سے حلف اور قسم لینا ہو تو یہ کہلواؤ کہ "وہ قوت و طاقت خدا سے بری ہے" کیونکہ جب جھوٹی قسم کھائی جائے گی تو عذاب میں جلدی ہوگی اور جب قسم کھائی جائے گی۔ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" کے ساتھ تو عذاب میں اس لیے جلدی نہیں ہوتی کہ وہ خدا کی توحید کا اقرار کرتا ہے۔

٢٤٧۔ نصیحت۔ ابن آدم! اپنے نفس کے سرپرست بنو، اپنے مال سے وہ کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ اس مال سے تمہارے بعد کام لیا جائے گا (ہر مالدار یہ چاہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا مال نیک کاموں میں خرچ ہو۔ کیا اچھا ہو کہ وہ خود ہی اپنے تئیں وارث سمجھ لے)۔

٢٤٧۔ يَا بْنَ اٰدَمَ! كُنْ وَصِيَّ نَفْسِكَ وَاعْمَلْ فِيْ مَالِكَ مَا تُؤْثِرُ اَنْ يُعْمَلَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِكَ۔

٢٤٨۔ جلد بازی۔ تیزی ایک قسم کا پاگل پن ہے۔ کیونکہ جلد باز شرمندہ ہوتا ہے اور اگر شرمندہ نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا پاگل پن پختہ ہو چکا ہے۔

٢٤٨۔ اَلْعَجَلَةُ ضَرْبٌ مِنَ الْجُنُوْنِ، لِاَنَّ صَاحِبَهَا يَنْدَمُ، فَاِنْ لَمْ يَنْدَمْ فَجُنُوْنُهٗ مُسْتَحْكَمٌ۔

٢٤٩۔ صحت اور حسد۔ جسم کی تندرستی حسد کی کمی پر (بھی)

٢٤٩۔ صِحَّةُ الْجَسَدِ مِنْ قِلَّةِ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

الحسد۔

ہے، (حسد آدمی کو پگھلاتا رہتا ہے)۔

۲۵۰۔ حضرتؑ نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا:۔

يَا كُمَيْلُ! مُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَرُوحُوا فِي كَسْبِ الْمَكَارِمِ، وَيُدْلِجُوا فِي حَاجَةِ مَنْ هُوَ نَائِمٌ فَوَالَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَوْدَعَ قَلْبًا مَسْرُورًا إِلَّا خَلَقَ اللهُ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ السُّرُورِ لُطْفًا فَإِذَا نَزَلَتْ بِهِ نَائِبَةٌ جَرَى إِلَيْهَا كَالْمَاءِ فِي انْحِدَارِهِ حَتّٰى يَطْرُدَهَا عَنْهُ كَمَا تُطْرَدُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ۔

کمیل! اپنے آدمیوں کو حکم دو، کہ عزت و بزرگی حاصل کرنے کے لئے صبح کو سفر کریں اور غافل اور سوئے ہوئے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے شام کو سفر کریں۔ (یعنی صبح و شام انھیں عزت و حاجت روائی کا خیال رہے) اُس خدا کی قسم! جس کی قوت سامعہ میں تمام آوازوں کی گنجائش ہے، جس نے کسی کے دل میں سُرور ودیعت کیا، خدا (اس مسرت انگیزی کے صلے میں) ایک لطف کی تخلیق کرتا ہے۔ اور جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ لطف اس کی طرف اس طرح بڑھتا ہے جیسے نشیب کی طرف پانی پھر اس بلا کو اس طرح بھگا دیتا ہے جیسے دوسروں کا اونٹ اپنی چراگاہ سے بھگایا جائے۔

۲۵۱۔ إِذَا مَلَقْتُمْ فَتَاجِرُوا اللهَ بِالصَّدَقَةِ۔

۲۵۱۔ صدقہ۔ جب مفلس بے زر ہو جاؤ، تو صدقے کر خدا سے لین دین کرو۔

۲۵۲۔ اَلْوَفَاءُ لِأَهْلِ الْغَدْرِ غَدْرٌ عِنْدَ اللهِ، وَالْغَدْرُ بِأَهْلِ الْغَدْرِ وَفَاءٌ عِنْدَ اللهِ۔

۲۵۲۔ وفا اور بے وفائی۔ بے وفاؤں سے وفاداری خدا کے نزدیک بے وفائی اور بے وفاؤں سے بے وفائی خدا کے نزدیک وفاداری ہے۔

۲۵۳۔ كَمْ مِنْ مُسْتَدْرَجٍ بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَمَغْرُورٍ بِالسَّتْرِ عَلَيْهِ، وَمَفْتُونٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِيهِ وَمَا ابْتَلَى اللهُ سُبْحَانَهُ أَحَدًا بِمِثْلِ الْإِمْلَاءِ لَهُ۔

۲۵۳۔ امتحان۔ بہت لوگ وہ ہیں جو احسان اور نعمتوں کی وجہ سے (جہنم) کے قریب ہو رہے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو گناہوں سے پوشیدہ رہنے سے جری ہو گئے ہیں، اور بہت سے آدمی ہیں جو نیک نامی کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہیں۔ خدا نے اس شخص کی طرح دنیا میں مہلت دے کر کسی اور کو نہیں آزمایا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اس جیسا ارشاد پہلے لکھا جا چکا ہے مگر دوبارہ بیان کرنے میں مزید فائدہ ہے۔ رضیؒ۔ (ترجمہ ملاحظہ ہو جلد ۳ ص ۱۱۳ م ع)

فَصْلٌ نَذْكُرُ فِيهِ شَيْئًا مِنْ اِخْتِيَارِ غَرِيبِ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَلْمُحْتَاجُ اِلَى التَّفْسِيرِ:۔

——— نوٹ تشریح طلب بہترین ادبی جملے ———

(ا) فِي حَدِيثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوبُ الدِّينِ بِذَنَبِهِ، فَيَجْتَمِعُونَ اِلَيْهِ كَمَا يَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ۔

(ا) حضرتؑ کا ایک ارشاد ہے کہ: جب یہ ہوگا تو دین کا سب سے بڑا سردار (امام آخر) قیام کرے گا اور لوگ اس کے گرد اس طرح جمع ہوں گے جیسے بادل کے ٹکڑے خریف کی فصل میں آتے ہیں۔

يَعْسُوبُ الدِّينِ: اَلسَّيِّدُ الْعَظِيمُ الْمَالِكُ لِاُمُورِ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ وَالْقَزَعُ قِطَعُ الْغَيْمِ الَّتِي لَا مَاءَ فِيهَا۔

"یعسوب الدین" عظیم الشان سردار، لوگوں کے معاملات کا مختار۔ "اَلْقَزَعُ": بادل کے وہ ٹکڑے جن میں پانی نہ ہو۔

(ب) وَفِي حَدِيثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "هٰذَا الْخَطِيبُ الشِّحْشَحُ"، يُرِيدُ الْمَاهِرَ بِالْخُطْبَةِ الْمَاضِيَ فِيهَا وَكُلُّ مَاضٍ فِي كَلَامٍ اَوْ سَيْرٍ فَهُوَ شِحْشَحٌ، وَالشِّحْشِحُ فِي غَيْرِ هٰذَا الْمَوْضِعِ۔ اَلْبَخِيلُ، اَلْمُسِكُ۔

(ب) یہ جملہ ہے کہ: "یہ مقرر شحشح (۱) ہے" (۲) مراد ہے خطابت میں ماہر اور (فن تقریر میں) ڈوبا ہوا۔ اور ہر وہ شخص جو تیز زبان و تیز رفتار ہو اُسے "شحشح" کہتے ہیں ایسے موقع کے علاوہ "شحشح" کنجوس اور ممسک کو کہتے ہیں۔

(ج) وَفِي حَدِيثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "اِنَّ لِلْخُصُومَةِ قُحَمًا": يُرِيدُ بِالْقُحَمِ الْمَهَالِكَ لِاَنَّهَا تُقْحِمُ اَصْحَابَهَا فِي الْمَهَالِكِ وَالْمَتَالِفِ فِي الْاَكْثَرِ، وَمِنْ ذٰلِكَ "قُحَمُ الْاَعْرَابِ" وَهُوَ اَنْ تُصِيبَهُمُ السَّنَةُ فَتَعَرَّتْ

(ج) ——— جھگڑے میں قحم ہے"۔ قحم سے مراد ہے "تباہیاں" کیونکہ ان سے لوگ تباہی و بربادی میں جا پڑتے ہیں۔

"قُحَمُ الْاَعْرَابِ" (صحرانشین عربوں کی سختیاں) سے مراد یہ ہے قحط اور کال ان پر قبضہ کر لیتا ہے، اور

۱؎ ابن ابی الحدید میں شحیح ہے۔ م ع یہ فصل "غریب الحدیث" ابو عبید القاسم بن سلام ہروی میں ہے۔ عرشی

۲؎ صعصعہ بن صوحان عبدی صحابی خاص امیر المومنینؑ مراد ہیں۔ جاحظ کہتا ہے کہ صعصعہ بہت بڑے فصیح مقرر تھے۔ ابن ابی الحدید جلد ۱۹ ص ۳۵۵

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَمْوَالَهُمْ فَذٰلِكَ تَفَحُّصُهَا فِيهِمْ وَقِيلَ فِيهِ وَجْهٌ آخَرُ، وَهُوَ أَنَّهَا تُفْحِصُهُمْ بِلَادَ الرِّيفِ، أَيْ تَحْوِجُهُمْ إِلَى دُخُولِ الْحَضَرِ عِنْدَ مَحْوِلِ الْبَلَدِ۔

اس طرح کہ ان کا مال متاع ضائع ہو جاتا ہے اور اس کے دوسرے معنے یہ ہیں بیابانوں کی خشکی کی وجہ سے وہ شاداب مقامات اور شہروں میں جانے اور "بدوی" زندگی چھوڑنے پر مجبور ہوتے۔

(د) وَفِي حَدِيثِهِ: إِذَا بَلَغَ النِّسَاءُ نَصَّ الْحَقَائِقِ فَالْعَصَبَةُ أَوْلَى۔

(د) ـــ جب عورتیں "نصِّ حقائق" (حد کمال) پر پہونچ جائیں تو دھیال والے زیادہ حقدار ہیں (شادی بیاہ کے لئے)

وَيُرْوَى نَصُّ الْحِقَاقِ وَالنَّصُّ مُنْتَهَى الْأَشْيَاءِ وَمَبْلَغُ أَقْصَاهَا، كَالنَّصِّ فِي السَّيْرِ لِأَنَّهُ أَقْصَى مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ الدَّابَّةُ، وَتَقُولُ نَصَصْتُ الرَّجُلَ عَنِ الْأَمْرِ إِذَا اسْتَقْصَيْتَ مَسْأَلَتَهُ عَنْهُ لِتَسْتَخْرِجَ مَا عِنْدَهُ فِيهِ فَنَصُّ الْحِقَاقِ يُرِيدُ بِهِ الْإِدْرَاكَ لِأَنَّهُ مُنْتَهَى الصِّغَرِ وَالْوَقْتُ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ الصَّغِيرُ إِلَى حَدِّ الْكَبِيرِ وَهُوَ مِنْ أَفْصَحِ الْكِنَايَاتِ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ وَأَعْرَبِهَا يَقُولُ: فَإِذَا بَلَغَ النِّسَاءُ ذٰلِكَ فَالْعَصَبَةُ أَوْلَى بِالْمَرْأَةِ مِنْ أُمِّهَا إِذَا كَانُوا مَحْرَمًا مِثْلُ الْإِخْوَةِ وَالْأَعْمَامِ وَيَتَزَوَّجُهَا إِنْ أَرَادُوا ذٰلِكَ۔

ایک روایت ہے ـــ نصّ الحِقاق۔ نصّ: کسی چیز کی انتہا، اور درجے کا آخر۔ جیسے "رفتار میں نص" یعنی جانور کی انتہائی رفتار ـــ محاورہ ہے "نَصَصْتُ الرَّجُلَ عَنِ الْأَمْرِ" (فلاں آدمی سے مکمل تحقیق کر لی) اُس وقت کہتے ہیں جب سوالات انتہا تک پہونچ جائیں اور اصل بات نکل آئے تو "نصُّ الحِقاق" سے بلوغ مُراد ہے کیونکہ بلوغ ہی کمسنی کی انتہا، اور وہ زمانہ ہے جب کم سن بڑھنے کی حد میں داخل ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ بہترین اور عجیب کنایہ ہے "حضرت کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت اس عمر (معین) پر پہونچے تو اس کے پدری عزیز زیادہ بہتر ہیں کیونکہ وہ اس کے محرم بھی ہیں۔ جیسے بھائی، چچا اور شادی کرنے کے لئے بھی یہی بہتر ہیں اگر یہ چاہیں۔

وَالْحِقَاقُ مُحَاقَّةُ الْأُمِّ لِلْعَصَبَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَهُوَ الْجِدَالُ وَالْخُصُومَةُ

اور ـــ حِقاق ـــ محاقّہ ـــ سے ہے جس کے معنے ہیں، لڑکی کی دھیال سے ماں کا جھگڑنا اور ہر ایک کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَقَوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِلْآخَرِ: أَنَا أَحَقُّ مِنْكَ بِهٰذَا، يُقَالُ مِنْهُ حَاقَقْتُهُ حِقَاقًا مِّثْلَ جَادَلْتُهُ جِدَالًا۔

یہ کہنا کہ "اس سلسلے میں ہم زیادہ حقدار ہیں"۔ جَادَلْتُہٗ جِدَالًا کی طرح حَاقَقْتُہٗ حِقَاقًا بھی کہا جاتا ہے۔

وَقَدْ قِيْلَ: إِنَّ نَصَّ الْحِقَاقِ بُلُوْغُ الْعَقْلِ، وَهُوَ الْإِدْرَاكُ، لِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَرَادَ مُنْتَهَى الْأَمْرِ الَّذِيْ تَجِبُ فِيْهِ الْحُقُوْقُ وَالْأَحْكَامُ وَمَنْ رَوَاهُ نَصَّ الْحَقَائِقِ فَإِنَّمَا أَرَادَ جَمْعَ حَقِيْقَةٍ۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ـــــ نَصُّ الْحِقَاق ـــــ سے مُراد ہے شعور کی پختگی۔ یہ بھی بلوغ ہوا کیونکہ حضرت کی مُراد ہے وہ انتہائے معاملہ جس میں حقوق لازم اور احکام واجب ہو جاتے ہیں ـــــ جن لوگوں نے "نصّ الحقائق" مانا ہے وہ حقائق کو "حقیقۃ" کی جمع مانتے ہیں۔

هٰذَا مَعْنًى مَا ذَكَرَهُ أَبُوْ عُبَيْدَ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ[1] وَالَّذِيْ عِنْدِيْ إِنَّ الْمُرَادَ بِنَصِّ الْحِقَاقِ هٰهُنَا بُلُوْغُ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَدِّ الَّذِيْ يَجُوْزُ فِيْهِ تَزْوِيْجُهَا وَتَصَرُّفُهَا فِيْ حُقُوْقِهَا تَشْبِيْهًا بِالْحِقَاقِ مِنَ الْإِبِلِ وَهِيَ جَمْعُ حِقَّةٍ وَحِقٍّ وَهُوَ الَّذِيْ اسْتَكْمَلَ ثَلَاثَ سِنِيْنَ وَدَخَلَ فِي الرَّابِعَةِ، وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَبْلُغُ إِلَى الْحَدِّ الَّذِيْ يُتَمَكَّنُ فِيْهِ مِنْ رُكُوْبِ ظَهْرِهِ وَنَصِّهِ فِيْ سَيْرِهِ، وَالْحَقَائِقُ أَيْضًا جَمْعُ حِقَّةٍ، فَالرِّوَايَتَانِ جَمِيْعًا تَرْجِعَانِ إِلَى مَعْنًى وَاحِدٍ وَهٰذَا أَشْبَهُ بِطَرِيْقَةِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ أَوَّلًا۔

یہ معنے ابو عبیدہ قاسم بن سلامؒ نے بتائے ہیں۔ میری رائے میں اس موقع پر اس جملے سے مُراد ہے لڑکی کا اس عمر میں پہونچنا کہ وہ شادی کے لائق اور حقوق میں متصرف ہو سکے۔ "حِقَاقُ الْإِبِلِ" کی تشبیہ کے طور پر ـــــ اور یہ "حِقَّۃٌ"، "وحِقٌّ" کی جمع ہے۔ جو تین برس پورے کر کے چوتھے برس میں داخل ہونے والے اونٹ کے بچے کا نام ہے۔ اس وقت وہ سواری کے لائق اور تیز رفتاری کے کام آتا ہے ـــــ حقائق بھی حِقَّۃٌ کی جمع ہے۔ اس طرح دونوں روایتیں ایک ہی مطلب ادا کرتی ہیں۔ ہمارے بیان کردہ معنے پہلے بیان کے مقابلے میں عربوں کے اسلوب بیان و فکر سے زیادہ قریب ہیں۔

(٨) وَفِيْ حَدِيْثِهٖ: إِنَّ الْإِيْمَانَ يَبْدُوْ

(٨) ـــــ ایمان دل میں ایک "نُقطہ" نقطہ کی طرح ظاہر ہوتا

---

[1] ابو عبیدہ بن سلام جو لغت حدیث ادب و فقہ و روایت میں بہت بڑا عالم اور مشہور شخص ہے حج سے فارغ ہو کر ۲۲۳ھ (یا ۲۲۴ یا ۲۲۴) میں انتقال کیا۔ فیض الاسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لُمْظَةً فِي الْقَلْبِ كُلَّمَا ازْدَادَ الْإِيمَانُ ازْدَادَتِ اللُّمْظَةُ۔

وَاللُّمْظَةُ: مِثْلُ النُّكْتَةِ أَوْ نَحْوِهَا مِنَ الْبَيَاضِ، وَمِنْهُ قِيلَ: فَرَسٌ أَلْمَظُ إِذَا كَانَ بِجَحْفَلَتِهِ شَيْءٌ مِنَ الْبَيَاضِ۔

(و) وَفِي حَدِيثِهِ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهُ الدَّيْنُ الظَّنُونُ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهِ لِمَا مَضَى إِذَا قَبَضَهُ۔

فَالظَّنُونُ: الَّذِي لَا يَعْلَمُ صَاحِبُهُ أَيَقْبِضُهُ مِنَ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ أَمْ لَا، فَكَأَنَّهُ الَّذِي يَظُنُّ بِهِ فَتْرَةً يَرْجُوهُ وَمَرَّةً لَا يَرْجُوهُ، وَهُوَ مِنْ أَفْصَحِ الْكَلَامِ، وَكَذَلِكَ كُلُّ أَمْرٍ تَطْلُبُهُ وَلَا تَدْرِي عَلَى أَيِّ شَيْءٍ أَنْتَ مِنْهُ فَهُوَ ظَنُونٌ وَعَلَى ذَلِكَ قَوْلُ الْأَعْشَى:

مَا يَجْعَلُ الْجُدَّ الظَّنُونَ الَّذِي
جُنِّبَ الصَّوْبَ اللَّجِبَ الْمَاطِرِ
مِثْلَ الْفُرَاتِيِّ إِذَا مَا طَمَا
يَقْذِفُ بِالْبُوصِيِّ وَالْمَاهِرِ

وَالْجُدُّ: الْبِئْرُ الْعَادِيَةُ فِي الصَّحْرَاءِ وَالظَّنُونُ الَّتِي لَا يُعْلَمُ هَلْ فِيهَا مَاءٌ أَمْ لَا۔

ہے۔ جتنا ایمان بڑھتا ہے وہ نقطہ بڑھتا جاتا ہے۔

لُمْظَہ: سفید نقطہ یا نقطے جیسی چیز کو کہتے ہیں۔ اسی سے محاورہ ہے "فَرَسٌ أَلْمَظُ" وہ گھوڑا مراد ہوتا ہے جس کے نیچے والے ہونٹ پر سفید نشان ہو۔

(و) ــــ جب کسی شخص کا قرضہ کسی پر ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ قرضہ ملنا بھی ہے یا نہیں۔ اگر اسے لے لے اور سال گزر گیا ہو تو واجب ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔

ظَنُون: وہ قرض جس کا مالک یہ نہ جانتا ہو کہ اُسے ملے گا بھی یا نہیں۔ گویا وہ ایک مرتبہ خیال کرتا ہے کہ مل جائے گا پھر خیال کرتا ہے کہ نہ ملے گا ــــ یہ فصیح تریں بات ہے اسی طرح ہر وہ مطالبہ جس کے لئے یہ فیصلہ نہ ہو سکے کہ اس کا نتیجہ تمہارے حق میں مفید ہوگا یا نہیں اُسے "ظَنُون" کہتے ہیں ــــ اس کی سند اعشیٰ کا یہ کلام ہے:۔

جس کنوئیں کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں وہ کنواں دھواں دھار بارش کے وقت باقی نہیں رہتا ــــ جیسے فرات کا پانی کہ سیلاب کے وقت کشتیوں اور ماہر شناوروں کو ڈبو دیتا ہے[1]۔

جُدّ: پرانا کنواں "ظنون" وہ کنواں جس کے لئے معلوم نہ ہو کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔

---

[1] اس تمثیل سے اشارہ ہے کہ بخیل و سخی دونوں برابر نہیں ــــ فیض الاسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

(ز) وَفِي حَدِيثِهِ: إِنَّهُ شَيَّعَ جَيْشًا يُغْزِيهِ فَقَالَ: اعْتَزِلُوا عَنِ النِّسَاءِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَمَعْنَاهُ اصْدُفُوا عَنْ ذِكْرِ النِّسَاءِ وَشُغْلِ الْقَلْبِ بِهِنَّ وَامْتَنِعُوا مِنَ الْمُقَارَبَةِ لَهُنَّ لِأَنَّ ذَلِكَ يَفُتُّ فِي عَضُدِ الْحَمِيَّةِ وَيَقْدَحُ فِي مَعَاقِدِ الْعَزِيمَةِ وَيَكْسِرُ عَنِ الْعَدُوِّ وَيَفُتُّ عَنِ الْعِبَادِ فِي الْغَزْوِ وَكُلُّ مَنِ امْتَنَعَ مِنْ شَيْءٍ فَقَدْ أَعْذَبَ عَنْهُ، وَالْعَاذِبُ وَالْعُذُوبُ الْمُمْتَنِعُ مِنَ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ۔

(ز) ——— حضرتؐ کسی لشکر کو جنگ کے لیے رخصت فرما رہے تھے۔ اُس سے فرمایا: جہاں تک ہو سکے عورتوں سے الگ رہنا۔ مطلب یہ کہ: عورتوں کے تذکرے سے بچنا، دل ان سے نہ لگنے پائیں۔ ان سے قربت نہ کرو کہ اس سے غیرت کا بازو کمزور اور مضبوط ارادے زخمی ہوتے ہیں، اور دشمن آدمی کو شکست دیتا ہے اور انسان کو جنگ میں جانے اور کوشش کرنے سے روکتا ہے۔ جو چیز بھی کسی چیز سے رُوکے اُس کے لیے کہتے ہیں۔ "اعذب عنہ"

عاذب اور عذوب: کھانے پینے سے چھوٹا ہوا۔

(ح) وَفِي حَدِيثِهِ: كَالْيَاسِرِ الْفَائِجِ يَنْتَظِرُ أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ۔

الْيَاسِرُونَ: هُمُ الَّذِينَ يَتَضَارَبُونَ بِالْقِدَاحِ عَلَى الْجُزُورِ، وَالْفَائِجُ الْقَاهِرُ الْغَالِبُ، يُقَالُ قَدْ فَلَجَ عَلَيْهِمْ وَفَلَجَهُمْ وَقَالَ الرَّاجِزُ:

"لَمَّا رَأَيْتُ فَائِجًا قَدْ فَلَجَا"

(ح) ——— اس جوئے باز کی طرح جو اپنے تیروں سے پہلی کامیابی کا منتظر ہو۔ (دیکھیے خطبہ ۲۳)

یاسرون: وہ لوگ جو خریدے ہوئے ذبح کیے جانے والے اونٹ کے سر پر تیر مار کے جوا کھیلتے ہیں ——— فائج: جیتنے والا۔ کہتے ہیں فلج علیہم اور فلجہم: (ان سے جیت گیا) یا رجز خواں کہتے ہیں:

(جب جیتنے والے کو دیکھا کہ جیت گیا)

(ط) وَفِي حَدِيثِهِ: كُنَّا إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ۔

وَمَعْنَى ذَلِكَ إِنَّهُ إِذَا عَظُمَ الْخَوْفُ

(ط) ——— جب جنگ زوروں پر ہوتی تھی تو ہم آنحضرتؐ کی پناہ لیتے تھے، کیونکہ ہم میں سب سے زیادہ دشمن کے نزدیک حضرت ہی ہوتے تھے۔

مطلب یہ کہ جب دشمن کا رعب بڑھ جاتا تھا اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنَ الْعَدُوِّ وَاشْتَدَّ عِضَاضُ الْحَرْبِ فَزِعَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى قِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: بِنَفْسِهِ فَيُنْزِلُ اللهُ تَعَالَى النَّصْرَ عَلَيْهِمْ بِهِ وَيَامَنُونَ مِمَّا كَانُوا يَخَافُونَهُ بِمَكَانِهِ۔

وَقَوْلُهُ: "إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ" كِنَايَةٌ عَنِ اشْتِدَادِ الْأَمْرِ وَقَدْ قِيلَ فِي ذَلِكَ أَقْوَالٌ أَحْسَنُهَا: أَنَّهُ شَبَّهَ حَمْيَ الْحَرْبِ بِالنَّارِ الَّتِي تَجْمَعُ الْحَرَارَةَ وَالْحُمْرَةَ بِفِعْلِهَا وَلَوْنِهَا وَمِمَّا يُقَوِّي ذَلِكَ قَوْلُ رَسُولِ اللهِ وَقَدْ رَأَى مُجْتَلَدَ النَّاسِ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَهِيَ حَرْبُ هَوَازِنَ: الْآنَ حَمِيَ الْوَطِيسُ، وَالْوَطِيسُ مُسْتَوْقَدُ النَّارِ فَشَبَّهَ رَسُولُ اللهِ مَا اسْتَحَرَّ مِنْ جِلَادِ الْقَوْمِ بِاحْتِدَامِ النَّارِ وَشِدَّةِ إِنْهَابِهَا۔

إِنْقَضَى هٰذَا الْفَصْلُ وَرَجَعْنَا إِلَى سُنَنِ الْغَرَضِ الْأَوَّلِ فِي هٰذَا الْبَابِ۔

جنگ زیادہ تیزی سے کاٹنے لگتی تھی تو مسلمان اس طرف پہونچتے تھے جہاں خود حضرتؐ جنگ میں مصروف ہوتے تھے اور خدا حضرتؐ کی برکت سے فتح و نصرت عطا فرماتا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا خوف جاتا رہتا تھا۔

—"اِذَا اَحْمَرَّ الْبَاْسُ"— سختی کی طرف اشارہ ہے —اس سلسلے میں کئی قول ہیں جس میں سب سے اچھی رائے یہ ہے کہ: آپ نے شدتِ جنگ کی تشبیہ دی ہے "آگ کی اس تیزی سے جس میں گرمی بھی ہو اور سُرخی بھی"— اس کی مزید تقویت آنحضرتؐ کی اس روایت سے ہوتی ہے— کہ جنگ حنین میں لوگوں کی سخت کوشی کو دیکھ کر فرمایا۔ (حنین کی لڑائی قبیلۂ ہوازن سے ہوئی تھی) "اب تو تنور جنگ گرم ہو گیا"۔ وطیس کے معنے "جہاں آگ سُلگائی جائے"، انگیٹھی— رسول اللہؐ نے قوم کی سرگرمی کو آگ بھڑکنے اور اُس کی شعلہ فشانی سے تشبیہ دی ہے۔

یہ حصّہ ختم— اب ہم پھر پہلے اسلوب کو شروع کرتے ہیں۔

۲۵۴۔ لَمَّا بَلَغَهُ إِغَارَةُ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْأَنْبَارِ فَخَرَجَ بِنَفْسِهِ مَاشِيًا حَتَّى أَتَى النُّخَيْلَةَ، فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ، وَقَالُوا:۔

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! نَحْنُ نَكْفِيكَهُمْ

۲۵۴۔ ایک واقعہ۔ جب آپ کو خبر ملی کہ لشکر معاویہ نے انبار (عراق کا ایک شہر) پر حملہ کر دیا ہے، تو آپ بنفس نفیس نخیلہ تک پیدل آئے، لوگوں نے آپ کو روکا اور کہا:۔

امیر المومنین! ہم ان کے لیے بہت ہیں! حضرتؑ نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا تَكْفُونَنِي أَنْفُسَكُمْ فَكَيْفَ تَكْفُونَنِي غَيْرَكُمْ؟ إِنْ كَانَتِ الرَّعَايَا قَبْلِي لَتَشْكُو حَيْفَ رُعَاتِهَا فَإِنِّي الْيَوْمَ لَأَشْكُو حَيْفَ رَعِيَّتِي كَأَنِّي الْمَقُودُ وَهُمُ الْقَادَةُ أَوِ الْمَوْزُومُ وَهُمُ الْوَزَعَةُ.

جواب دیا کہ: خدا کی قسم جب تم میرے لئے کافی نہیں (میں چاہتا ہوں کہ تمہارا نقصان نہ ہو مگر تم ساتھ نہیں دیتے) تو غیر کے لئے کیا کافی ہوگے؟ پہلے زمانے میں رعایا اپنے حاکم کے ظلم سے شاکی تھی، اور میں آج کل اپنی رعایا کے ستم پر نالاں ہوں، گویا وہ قائد اور میں اُن کا پیرو ہوں، وہ فرمانروا اور میں فرمانبردار ہوں۔ (کوئی بات میری نہیں مانتے)

فَلَمَّا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا الْقَوْلَ فِي كَلَامٍ طَوِيلٍ قَدْ ذَكَرْنَا مُخْتَارَهُ فِي جُمْلَةِ الْخُطَبِ، تَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَمُرْنَا بِأَمْرِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ نَفْعَلْهُ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَأَيْنَ تَقَعَانِ مِمَّا أُرِيدُ؟

یہ جملہ حضرتؑ کے ایک طولانی کلام کا حصہ ہے جسے ہم نے انتخاباً "خطبوں" میں درج کیا ہے (دیکھئے خطبہ ۲۷) اس گفتگو کو سن کر ایک شخص آگے بڑھا اور کہا "میں اپنا اور اپنے بھائی کا ذمہ دار ہوں، جو حکم دینا چاہیں دیں ہم اس کو پورا کریں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا: دو آدمیوں سے میرا منصوبہ کیا پورا ہوگا؟

۲۵۵۔ وَقِيلَ إِنَّ الْحَارِثَ ابْنَ حَوْطٍ أَتَاهُ فَقَالَ: أَتُرَانِي أَظُنُّ أَصْحَابَ الْجَمَلِ كَانُوا عَلَى ضَلَالَةٍ؟ فَقَالَ: يَا حَارِثُ إِنَّكَ نَظَرْتَ تَحْتَكَ وَلَمْ تَنْظُرْ فَوْقَكَ فَحِرْتَ! إِنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ الْحَقَّ فَتَعْرِفَ أَهْلَهُ، وَلَمْ تَعْرِفِ الْبَاطِلَ فَتَعْرِفَ مَنْ أَتَاهُ، فَقَالَ الْحَارِثُ: فَإِنِّي أَعْتَزِلُ مَعَ سَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

۲۵۵۔ غیر جانبدار جنگ جمل۔ حارث بن حوط حضرتؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: کیا یہ جنگ جمل والے گمراہ تھے؟ فرمایا: حارث! تم نے نیچے دیکھا (جمل والوں کی باتیں سنیں) اور اپنے اوپر نہ دیکھا (میری دلیلیں نہ سنیں) نتیجہ یہ ہوا کہ پریشان ہو۔ تم نے حق ہی کو نہ پہچانا کہ اہل حق معلوم ہوتے اور باطل کو نہیں دیکھا کہ باطل پرستوں کو پہچانتے! حارث نے کہا:۔ میں تو سعد بن مالک (ابی وقاص) اور عبداللہ ابن عمر کے ساتھ غیر جانبدار رہا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: سعد اور عبداللہ نے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

إِنَّ سَعْدًا وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَنْصُرَا الْحَقَّ وَلَمْ يَخْذُلَا الْبَاطِلَ۔

حق کی مدد تو نہ کی مگر باطل کو چھوڑا بھی نہیں۔
(البیان والتبیین جلد ۲ صـ ۳۶ میں بھی اشارہ ہے)

۲۵۶۔ صَاحِبُ السُّلْطَانِ كَرَاكِبِ الْأَسَدِ: يُغْبَطُ بِمَوْقِعِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَوْضِعِهِ۔

۲۵۶۔ مصاحب بادشاہ۔ بادشاہ کا مصاحب شیر سوار ہے لوگ تو اس کے درجے کی تمنا کرتے ہیں۔ مگر اصل حیثیت وہی خوب جانتا ہے (کہ جان ہتھیلی پر ہے)۔

۲۵۷۔ اُحْسِنُوا فِي عَقِبِ غَيْرِكُمْ تُحْفَظُوا فِي عَقِبِكُمْ۔

۲۵۷۔ ذکر خیر۔ دوسرے کی غیر موجودگی میں ذکر خیر کرو کہ تمہاری غیر حاضری میں تمہارا تذکرہ اچھی لفظوں میں ہوگا۔

۲۵۸۔ إِنَّ كَلَامَ الْحُكَمَاءِ إِذَا كَانَ صَوَابًا كَانَ دَوَاءً، وَإِذَا كَانَ خَطَأً كَانَ دَاءً۔

۲۵۸۔ فلسفی کی بات۔ فلسفی کی بات اگر ٹھیک ہوتی ہے تو دوا، اور اگر غلط ہوتی ہے تو مرض ہوتی ہے (اس لیے حکیم کو سوچ سمجھ کر بولنا، اور سننے والے کو غور کرنے کے بعد عمل کرنا چاہیے۔ مرتب)

۲۵۹۔ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَنْ يُعَرِّفَهُ مَا الْإِيمَانُ فَقَالَ: إِذَا كَانَ غَدٌ فَأْتِنِي حَتَّى أُخْبِرَكَ عَلَى أَسْمَاعِ النَّاسِ، فَإِنْ نَسِيتَ مَقَالَتِي حَفِظَهَا عَلَيْكَ غَيْرُكَ فَإِنَّ الْكَلَامَ كَالشَّارِدَةِ يَنْفَقُهَا هٰذَا وَيُخْطِئُهَا هٰذَا۔

۲۵۹۔ ایمان؟ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ: ایمان کسے کہتے ہیں؟ فرمایا، کل آنا تو میں لوگوں کے سامنے بیان کروں گا، کہ اگر تم بھول جاؤ تو دوسرے یاد دلا دیں۔ کیونکہ بات وحشی شکار ہے ایک سے نکل جاتا ہے اور دوسرا پکڑ لیتا ہے۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا مَا أَجَابَهُ بِهِ فِيمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ وَهُوَ قَوْلُهُ: الْإِيمَانُ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ

حضرتؒ کا جواب اسی جلد میں صـ ۳۱ پر لکھا گیا ہے کہ ایمان کے چار شعبے ہیں۔

۲۶۰۔ يَا بْنَ آدَمَ لَا تَحْمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِي لَمْ يَأْتِكَ عَلَى يَوْمِكَ الَّذِي قَدْ أَتَاكَ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ مِنْ عُمُرِكَ يَأْتِ اللّٰهُ فِيهِ بِرِزْقِكَ۔

۲۶۰۔ فکر فردا۔ فرزند آدم! آج کے دن آنے والے دن کی فکر نہ کر اس لیے کہ اگر اس دن تیری زندگی ہے تو خدا تیرا رزق بھی اسی کے ساتھ لائے گا۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۳۰۲)۔

۲۶۱۔ أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى

۲۶۱۔ دوستی اور دشمنی کا گر۔ اپنے دوست سے ذرا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَّا، وَابْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَّا، عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَّا۔

سنبھل کے دوستی رکھو، ممکن ہے کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن سے دشمنی میں حد سے نہ بڑھو۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست بن جائے۔

۲۶۲۔ اَلنَّاسُ فِي الدُّنْيَا عَامِلَانِ: عَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا قَدْ شَغَلَتْهُ دُنْيَاهُ عَنْ أُخْرَاهُ يَخْشَىٰ عَلَىٰ مَنْ يُخَلِّفُهُ الْفَقْرَ وَيَأْمَنُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ، فَيُفْنِي عُمُرَهُ فِي مَنْفَعَةِ غَيْرِهِ۔ وَعَامِلٌ عَمِلَ فِي الدُّنْيَا لِمَا بَعْدَهَا فَجَاءَهُ الَّذِي لَهُ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ عَمَلٍ، فَأَحْرَزَ الْحَظَّيْنِ مَعًا وَمَلَكَ الدَّارَيْنِ جَمِيعًا، فَأَصْبَحَ وَجِيهًا عِنْدَ اللّٰهِ، لَا يَسْأَلُ اللّٰهَ حَاجَةً فَيَمْنَعُهُ۔

۲۶۲۔ دو کردار۔ دنیا میں دو طرح کے عمل کرنے والے ہیں: دنیا میں دنیا کے لئے عمل کرنے والے، اسے تو دنیا نے اپنی طرف متوجہ کر کے آخرت سے بے تعلق کر دیا۔ یہ اپنے بعد والوں (اولاد و اعزہ) کے لئے مفلسی سے ڈرتا ہے اور اپنے بارے میں مطمئن ہے تو یہ اپنی زندگی دوسرے کے نفع میں ختم کر دیتا ہے (۲) وہ عمل کرنے والا جو آخرت کے لئے دنیا میں عمل کرتا ہے اور دنیاوی ضروریات عمل دنیا کے بغیر مل جاتی ہیں۔ تو اس نے ایک ساتھ دونوں مزے اٹھائے، دونوں گھروں کا مالک ہوا۔ اور خدا کی بارگاہ میں معزز ہوا کہ اس سے کوئی ایسا سوال نہیں کیا تھا جس سے وہ منع کرتا (اور یہ دعا کر کے شرمندہ ہوتا)۔

وَرُوِيَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِي أَيَّامِهِ حِلْيُ الْكَعْبَةِ وَكَثْرَتُهُ، فَقَالَ قَوْمٌ: لَوْ أَخَذْتَهُ فَجَهَّزْتَ بِهِ جُيُوشَ الْمُسْلِمِينَ كَانَ أَعْظَمَ لِلْأَجْرِ وَمَا تَصْنَعُ الْكَعْبَةُ بِالْحِلْيِ؟ فَهَمَّ عُمَرُ بِذٰلِكَ وَسَأَلَ عَنْهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالْأَمْوَالُ أَرْبَعَةٌ:

۲۶۳ جناب عمر اور آرائش کعبہ۔ روایت ہے کہ حضرت عمر کے سامنے خانہ کعبہ کے آرائشی سامان کا تذکرہ ہوا اور یہ (بھی کہا گیا) کہ وہ (بہت) کافی تعداد میں ہے۔ جسے سن کر کچھ لوگوں نے کہا، اگر وہ سامان لے لیا جائے تو اسلامی لشکر کے کام آئے اور اس طرح خدا بھی خوش ہوگا۔ کعبے کو اس سامان آرائش سے فائدہ کیا؟ حضرت عمر نے اس مال کے لینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن حضرت علیؑ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: پیغمبرؐ پر قرآن نازل کیا گیا، اس میں چار طرح کے مالوں کا بیان ہے: مسلمانوں کا مال، پیغمبرؐ نے یہ مال وارثوں پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَمْوَالُ الْمُسْلِمِينَ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْوَرَثَةِ فِي الْفَرَائِضِ، وَالْفَيْءُ فَقَسَّمَهُ عَلَى مُسْتَحِقِّيهِ وَالْخُمُسُ فَوَضَعَهُ اللهُ حَيْثُ وَضَعَهُ وَالصَّدَقَاتُ: فَجَعَلَهَا اللهُ حَيْثُ جَعَلَهَا وَكَانَ حَلْيُ الْكَعْبَةِ فِيهَا يَوْمَئِذٍ فَتَرَكَهُ اللهُ عَلَى حَالِهِ، وَلَمْ يَتْرُكْهُ نِسْيَانًا وَلَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ مَكَانًا، فَأَقِرَّهُ حَيْثُ أَقَرَّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: لَوْلَاكَ لَافْتَضَحْنَا، وَتَرَكَ الْحَلْيَ بِحَالِهِ۔

تقسیم کر دیا۔
(۲) مال غنیمت، جسے مستحقوں کے حوالے کیا۔
(۳) خمس، تو وہ جن کے لئے خدا کا حکم ہوا تھا انھیں ملا۔
(۴) صدقہ و خیرات، اسے بھی خدا نے جس جس کے لئے فرمایا تھا وہ ہے۔ رہا سامان کعبہ تو یہ اُس وقت بھی تھا، لیکن خدا نے اسے بحال رکھا اور بھول کر نہیں (بلکہ جان بوجھ کر) نہ یہ کہ اُسے وہ جگہ معلوم نہ تھی۔ اس لئے یہ سب اسی طرح رہنے دو، جیسے خدا اور رسول نے چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: اگر آپ نہ ہوتے تو ہم رسوا ہوتے۔ اور سامان اسی طرح چھوڑ دیا۔

۲۶۴۔ وَرُوِيَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُفِعَ إِلَيْهِ رَجُلَانِ سَرَقَا مِنْ مَالِ اللهِ أَحَدُهُمَا عَبْدٌ مِنْ مَالِ اللهِ وَالْآخَرُ مِنْ عُرْضِ النَّاسِ، فَقَالَ: أَمَّا هَذَا فَهُوَ مِنْ مَالِ اللهِ وَلَا حَدَّ عَلَيْهِ مَالُ اللهِ أَكَلَ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَعَلَيْهِ الْحَدُّ فَقَطَعَ يَدَهُ۔

۲۶۴۔ ایک مقدمہ۔ حضرتؑ کے پاس دو چور لائے گئے۔ یہ دونوں غلام تھے۔ ایک بیت المال کی ملکیت تھا، دوسرا کسی آدمی کی۔ آپ نے فرمایا: یہ تو مال خدا سے ہے، اس لئے اس پر کوئی حد نہیں کہ ملکیت خدا میں سے ایک کا دوسرے سے نقصان ہوا ہے۔ ہاں دوسرے کو سزا دی جائے۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۲۶۵۔ لَوْ قَدِ اسْتَوَتْ قَدَمَايَ مِنْ هَذِهِ الْمَدَاحِضِ لَغَيَّرْتُ أَشْيَاءَ۔

۲۶۵۔ امیر المومنین کا ارادہ۔ اگر ان اُلجھنوں (لڑائیوں) سے سنبھلنے کا موقع ملا تو بہت سی رائج (غلط) باتیں بدل دوں گا۔

۲۶۶۔ إِعْلَمُوا عِلْمًا يَقِينًا أَنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ لِلْعَبْدِ وَإِنْ عَظُمَتْ حِيلَتُهُ، وَاشْتَدَّتْ طَلِبَتُهُ، وَقَوِيَتْ قَلِيبَتُهُ، أَكْثَرَ مِمَّا سُمِّيَ لَهُ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ، وَلَمْ يَحُلْ بَيْنَ الْعَبْدِ فِي ضَعْفِهِ وَقِلَّةِ حِيلَتِهِ وَبَيْنَ أَنْ يَبْلُغَ مَا سُمِّيَ لَهُ

۲۶۶۔ مُقدّر۔ اسے یقینی بات سمجھو کہ خدا کسی بندے کو چاہے اُس کی تدبیر کتنی ہی اہم اور مطالبہ کتنا ہی سخت اور چالاکی کیسی ہی مضبوط ہو۔ ذکر حکیم (لوح محفوظ) میں معین شدہ حصے سے زیادہ نہیں دیتا۔ اور کسی کی کمزوری اور بیچارگی اور تقدیر کی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَالْعَارِفُ لِهٰذَا الْعَامِلُ بِهٖ اَعْظَمُ النَّاسِ رَاحَةً فِیْ مَنْفَعَةٍ: وَالتَّارِكُ لَهُ الشَّاكُّ فِیْهِ اَعْظَمُ النَّاسِ شُغْلًا فِیْ مَضَرَّةٍ، وَرُبَّ مُنْعَمٍ عَلَیْهِ مُسْتَدْرَجٌ بِالنَّعْمٰی، وَرُبَّ مُبْتَلًی مَصْنُوْعٌ لَهٗ بِالْبَلْوٰی، فَزِدْ اَیُّهَا الْمُسْتَمِعُ فِیْ شُكْرِكَ وَقَصِّرْ مِنْ عَجَلَتِكَ، وَقِفْ عِنْدَ مُنْتَهٰی رِزْقِكَ۔

معین شدہ بات میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی۔ اس راز کو جاننے اور اس کے اوپر عمل کرنے والا بڑی راحت و آسائش میں ہے اور اس نکتے کو چھوڑنے اور اس میں شک کرنے والا، وہ سب سے زیادہ مضرت میں مشغول ہے (پریشانی کے لیے تیار ہے) بہت سے دولت اور قسمت والے ہیں جو آہستہ آہستہ عذاب کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بہت سے احسانوں میں گھرے ہوئے بلاؤں میں گرفتار ہیں۔ تو اے سننے والے! شکر میں زیادتی کر اور جلد بازی میں سستی کر دے اور رزق و دولت کی انتہا پر (جو تیرے ہاتھ آچکی ہو) رک جا (لالچ نہ کر)۔

۲۶۷۔ لَا تَجْعَلُوْا عِلْمَكُمْ جَهْلًا وَّیَقِیْنَكُمْ شَكًّا، اِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْمَلُوْا، وَاِذَا تَیَقَّنْتُمْ فَاَقْدِمُوْا۔

۲۶۷۔ یقین محکم اور عمل پیہم۔ اپنی جہالت کو علم اور یقین کو شک نہ بناؤ، جب کچھ علم ہو تو عمل کرو، اور یقین ہو جائے تو اقدام بھی کرو۔

۲۶۸۔ اِنَّ الطَّمَعَ مَوْرِدٌ غَیْرُ مُصْدِرٍ وَضَامِنٌ غَیْرُ وَفِیٍّ، وَرُبَّمَا شَرِقَ شَارِبُ الْمَاءِ قَبْلَ رِیِّهٖ وَكُلَّمَا عَظُمَ قَدْرُ الشَّیْءِ الْمُتَنَافَسِ فِیْهِ عَظُمَتِ الرَّزِیَّةُ لِفَقْدِهٖ، وَالْاَمَانِیُّ تَعْمِیْ اَعْیُنَ الْبَصَائِرِ وَالْحَظُّ یَاْتِیْ مَنْ لَا یَاْتِیْهِ۔

۲۶۸۔ اُمیدیں۔ لالچ وہ چشمہ ہے جہاں سے واپسی نہیں ہوتی۔ یہ وہ ضمانت گیر ہے جو وفادار نہیں۔ کبھی پانی پینے والے کو سیراب ہونے سے پہلے اُچھو ہو جاتا ہے (بہت سے لالچی وقت آنے سے پہلے نتیجہ بھگت لیتے ہیں) جس پسندیدہ چیز کی قدر زیادہ ہوگی اُس کے جانے پر رنج زیادہ ہوگا (لہٰذا کسی سے زیادہ دل نہ لگاؤ) اُمیدیں بصیرت کی نگاہیں اندھی کر دیتی ہیں قسمت کا لکھا اُس تک پہونچ جاتا ہے جو چاہے وہ (کوشش نہ کرے)

۲۶۹۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ تُحَسِّنَ فِیْ لَامِعَةِ الْعُیُوْنِ عَلَانِیَتِیْ، وَتُقَبِّحَ فِیْمَا اُبْطِنُ لَكَ سَرِیْرَتِیْ مُحَافِظًا عَلٰی رِیَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِیْ بِجَمِیْعِ مَا اَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَیْهِ مِنِّیْ فَاُبْدِیَ لِلنَّاسِ حُسْنَ

۲۶۹۔ دُعا۔ خدایا! تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے تو خوش کردار ہوں۔ لیکن میرا باطن تیرے سامنے بدہیئت ہو، لوگوں کو دکھانے کے لیے ظاہر کو بچائے رکھوں لیکن حقیقت پر تو مجھ سے زیادہ باخبر ہو۔ گویا لوگوں کو اپنا ظاہر حسین اور تیری بارگاہ میں اعمال بد پیش ہوتے رہیں۔ یعنی تیرے بندوں کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ظَاهِرِی، وَاُفْضِیَ اِلَیْكَ بِسُوْءِ عَمَلِیْ تَقَرُّبًا اِلٰی عِبَادِكَ وَتَبَاعُدًا مِّنْ مَرْضَاتِكَ۔

محبوب اور تیری مرضیوں سے دُور ہو جاؤں۔

۲۷۰۔ لَا وَالَّذِیْ اَمْسَیْنَا مِنْهُ فِیْ عُبَرِ لَیْلَةٍ دَهْمَاءَ تَكْثُرُ عَنْ یَوْمٍ مَّا كَانَ كَذَا كَذَا۔

۲۷۰۔ ظہور مہدیؑ۔ نہیں، اس کی قسم جس کی قدرت کی مدد سے ہم نے اس تاریک اور اندھیری رات (پریشانیاں اور باطل) بسر کرنے کا موقع دیا۔ یہ رات آنے والے دن سے زیادہ خطرناک ہوگی۔ یہ اور وہ..... نہ ہوگا۔

۲۷۱۔ قَلِیْلٌ تَدُوْمُ عَلَیْهِ اَرْجٰی مِنْ كَثِیْرٍ مَّمْلُوْلٍ مِّنْهُ۔

۲۷۱۔ استقلال۔ وہ تھوڑا جس کو قرار اور دوام ہو وہ تنگ دل کرنے والے زیادہ سے زیادہ اُمید آفریں ہے۔ (دیکھئے فقرہ ۴۳۷)

۲۷۲۔ اِذَا اَضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْفُضُوْهَا۔

۲۷۲۔ نافلہ چھوڑ دو۔ جب نافلوں سے فرائض پر مخالف اثر پڑے تو انہیں چھوڑ دو۔ (دیکھئے جملہ ۳۹۰ مرح)۔

۲۷۳۔ مَنْ تَذَكَّرَ بُعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ۔

۲۷۳۔ تیاری۔ جسے سفر کی طولانی (مسافت) یاد ہو وہ (پہلے سے) تیاری بھی کرتا ہے۔

۲۷۴۔ لَیْسَتِ الرُّؤْیَةُ مَعَ الْاَبْصَارِ فَقَدْ تُكَذِّبُ الْعُیُوْنُ اَهْلَهَا، وَلَا یَغُشُّ الْعَقْلُ مَنِ اسْتَنْصَحَهٗ۔

۲۷۴۔ عقل۔ "دیکھنا" آنکھوں (ہی) سے نہیں ہوتا کبھی یہ آنکھیں آنکھ والے کو غلط بھی دکھاتی ہیں۔ لیکن نصیحت طلب آدمی کو عقل دھوکا نہیں دیتی۔

۲۷۵۔ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِّنَ الْغِرَّةِ۔

۲۷۵۔ نصیحت قبول کرنے میں رُکاوٹ۔ تمہارے اور نصیحت میں بے توجہی کا پردہ حائل (ہوتا) ہے۔

۲۷۶۔ جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ وَعَالِمُكُمْ مُسْتَوْفٌ۔

۲۷۶۔ افراط و تفریط۔ تمہارے جاہل (اپنی غلط کاری میں) آگے بڑھ جاتے ہیں اور جاننے بوجھنے ٹالتے رہتے ہیں۔

۲۷۷۔ قَطَعَ الْعِلْمُ عُذْرَ الْمُتَعَلِّلِیْنَ۔

۲۷۷۔ عالم کی مشکل۔ علم بہانہ تراش لوگوں کے عذر ختم کر دیتا ہے۔

۲۷۸۔ كُلُّ مُعَاجَلٍ یَسْاَلُ الْاِنْظَارَ،

۲۷۸۔ وقت کی قدر کرو۔ ہر عجلت پسند مہلت کا وقت

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَكُلُّ مُؤَجِّلٍ يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ۔

چاہتا ہے (کہ اور عمل کرے) اور ہر صاحب فرصت مستقبل کا بہانہ ڈھونڈھتا ہے (اور کچھ نہیں کرتا)۔

٢٧٩۔ مَا قَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ طُوبَى لَهُ وَإِلَّا وَقَدْ خَبَأَ لَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سُوءٍ۔

٢٧٩۔ خوشی ناپائدار ہے۔ جس سے لوگ "مبارک باد" کہتے ہیں۔ زمانے نے اُس کے لئے ایک بُرا دن چھپا رکھا ہے۔

٢٨٠۔ حضرتؑ سے قضاؤ قدر کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا:۔

طَرِيقٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ، وَبَحْرٌ عَمِيقٌ فَلَا تَلِجُوهُ، وَسِرُّ اللهِ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ۔

قضاؤ قدر تاریک راستہ ہے اس پر نہ چلو! یہ گہرا سمندر ہے، اس میں نہ پھاندو، یہ خدا کا راز ہے اس میں زبردستی تکلیف نہ اُٹھاؤ۔

٢٨١۔ إِذَا أَرْذَلَ اللهُ عَبْدًا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ۔

٢٨١۔ محروم علم۔ جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے علم اُس پر حرام ہو جاتا ہے۔

٢٨٢۔ كَانَ لِي فِيمَا مَضَى أَخٌ فِي اللهِ، وَكَانَ يُعَظِّمُهُ فِي عَيْنِي صِغَرُ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ وَكَانَ خَارِجًا مِنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ فَلَا يَشْتَهِي مَا لَا يَجِدُ وَلَا يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ، وَكَانَ أَكْثَرُ دَهْرِهِ صَامِتًا فَإِنْ قَالَ بَزَّ الْقَائِلِينَ وَنَقَعَ غَلِيلَ السَّائِلِينَ، وَكَانَ ضَعِيفًا مُسْتَضْعَفًا فَإِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثُ غَابٍ وَصِلُّ وَادٍ لَا يُدْلِي بِحُجَّةٍ حَتَّى يَأْتِيَ قَاضِيًا وَكَانَ لَا يَلُومُ أَحَدًا عَلَى مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِي مِثْلِهِ حَتَّى يَسْمَعَ اعْتِذَارَهُ وَكَانَ لَا يَشْكُو وَجَعًا إِلَّا عِنْدَ بُرْئِهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ مَا يَقُولُ وَلَا يَقُولُ مَا

٢٨٢۔ ابو ذر یا عثمان بن مظعون کی یاد۔ گزشتہ زمانے میں میرا راہ خدا میں ایک دوست تھا کہ اس کی نظر میں دنیا کی بے قدری نے میری نگاہ میں اس کی عظمت بڑھا دی تھی۔ اس کا شکم اس پر غالب نہ تھا، جسے نہ پاتا تھا اُس کی خواہش بھی نہ کرتا تھا اور جسے پا جاتا تھا اُس کو بڑھاتا بھی نہ تھا۔ وہ دن کے اکثر حصّے میں خاموش رہتا تھا، اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کے لئے گنجائشِ گفتگو ختم کر دیتا تھا اور پوچھنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ اگر حق گوئی کا وقت ہوتا تو وہ جنگل کا شیر اور صحرا کا اژدہا تھا۔ جو دلیل بھی پیش ہوتی وہ اس کا فیصلہ کر دیتا تھا۔ وہ کسی ایسی بات پر ملامت نہ کرتا تھا جس کی ایسی بات پر عذر کیا جاتا ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس (غلط کار) کی معافی سُن لیتا تھا۔ وہ کسی درد کی شکایت اس کے اچھا ہونے کے بعد کرتا تھا (کہ کفرانِ نعمت نہ ہو) جو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا يَفْعَلُ وَكَانَ اِنْ غُلِبَ عَلَى الْكَلَامِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَى السُّكُوْتِ وَكَانَ عَلَى اَنْ يَسْمَعَ اَحْرَصَ مِنْهُ عَلَى اَنْ يَتَكَلَّمَ وَكَانَ اِذَا بَدَهَهُ اَمْرَانِ نَظَرَ اَيُّهُمَا اَقْرَبُ اِلَى الْهَوٰى، فَخَالَفَهُ فَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْخَلَائِقِ فَالْزَمُوْهَا وَتَنَافَسُوْا فِيْهَا، فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِيْعُوْهَا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اَخْذَ الْقَلِيْلِ خَيْرٌ مِّنْ تَرْكِ الْكَثِيْرِ۔

کرتا تھا وہ کہتا، اور جو نہ کرتا تھا وہ مُنھ سے نہ نکالتا تھا، اگر اس کے بُولنے پر قبضہ کر لیا جاتا تھا کہ فضول باتیں کرنے لگتے تھے) تو اس کی خاموشی پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ایسے موقع پر وہ بُول دے) وہ (اچھی بات) سُننے کا بُولنے سے زیادہ شوقین تھا۔ اگر انھیں وہ کام کرنا پڑے تو وہ دیکھتا تھا کہ خواہش نفس سے زیادہ قریب کون ہے، جو ہوتا اُسے چھوڑ دیتا۔ تو ان اخلاق و عادات کو تم بھی اپناؤ اور اس میں کوشش کرو۔ اور اگر یہ درجہ نہ مل سکے تو یہ سمجھ لو کہ تھوڑا حاصل کر لینا بہت چھوڑنے سے اچھا ہے۔

۲۸۳۔ لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللّٰهُ عَلٰى مَعْصِيَتِهٖ لَكَانَ يَجِبُ اَنْ لَّا يُعْصٰى شُكْرًا لِنِعَمِهٖ۔

۲۸۳۔ نافرمانی خدا۔ اگر خدا نے گناہ سے نہ ڈرایا ہوتا تو جب بھی گناہ نہ کرنا چاہیے تھے تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو جاتا۔

۲۸۴۔ اشعث بن قیس کے لڑکے کی تعزیت میں فرمایا:۔

يَا اَشْعَثُ! اِنْ تَحْزَنْ عَلٰى ابْنِكَ فَقَدِ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذٰلِكَ الرَّحِمُ۔ وَاِنْ تَصْبِرْ فَفِى اللّٰهِ مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ خَلَفٌ۔

اشعث! اگر اپنے فرزند پر غم کرو گے تو تمھاری محبت کا یہی تقاضا ہے اور اگر صبر کرو گے تو خدا کی طرف سے ہر مصیبت میں بدلہ ہے۔

يَا اَشْعَثُ! اِنْ صَبَرْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاْجُوْرٌ، وَاِنْ جَزِعْتَ جَرٰى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَاَنْتَ مَاْزُوْرٌ۔ يَا اَشْعَثُ! اِبْنُكَ سَرَّكَ وَهُوَ بَلَاءٌ وَّفِتْنَةٌ، وَحَزَنَكَ وَهُوَ ثَوَابٌ وَّرَحْمَةٌ۔

اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو خدا کا فیصلہ جاری ہو چکا۔ اب تمھیں اجر ملے گا اور اگر گھبرا اُٹھے تو بھی خدا کا فیصلہ تو جاری ہو چکا۔ ہاں گناہگار ضرور ہو گے۔ اشعث! تمھارا فرزند تمھیں خوش تو کرتا تھا مگر وہ امتحان و آزمائش تھی۔ اب تمھیں غمگیں کیا تو اس میں ثواب اور رحمت ہے۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۴۰۷) (العقد جلد ۲ ص ۳۳)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۲۸۵۔ رسول اللہ ؐ کی قبر مبارک پر دفن کرتے وقت فرمایا:۔

إِنَّ الصَّبْرَ لَجَمِيلٌ إِلَّا عَنْكَ وَ إِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيحٌ إِلَّا عَلَيْكَ وَإِنَّ الْمُصَابَ بِكَ لَجَلِيلٌ وَإِنَّهُ قَبْلَكَ وَ بَعْدَكَ لَجَلَلٌ۔

صبر اچھی چیز ہے، مگر آپ کے بارے میں نہیں، اور جزع فزع بُری ہے مگر آپ پر؟ آپ کا غم تو بہت بڑا غم ہے اور آپ سے پہلے یا بعد تو کچھ بھی نہیں!

۲۸۶۔ لَا تَصْحَبِ الْمَائِقَ! فَإِنَّهُ يُزَيِّنُ لَكَ فِعْلَهُ، وَيَوَدُّ أَنْ تَكُونَ مِثْلَهُ۔

۲۸۶۔ احمق کا ساتھ۔ بے وقوف کو دوست نہ بناؤ کہ وہ اپنے کام خوب صورت کرکے دکھائے گا اور یہ چاہے گا کہ تم بھی اُس کے جیسے ہو جاؤ۔

۲۸۷۔ کسی نے مشرق و مغرب کا فاصلہ پوچھا تو حضرتؑ نے فرمایا:۔

مَسِيرَةُ يَوْمٍ لِلشَّمْسِ۔

سُورج کے ایک دن کی مسافت!

۲۸۸۔ أَصْدِقَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ وَأَعْدَاؤُكَ ثَلَاثَةٌ۔ فَأَصْدِقَاؤُكَ: صَدِيقُكَ وَصَدِيقُ صَدِيقِكَ وَعَدُوُّ عَدُوِّكَ۔

۲۸۸۔ تین دوست اور تین دشمن۔ تمہارے دوست اور دشمن دونوں تین تین طرح کے ہیں ــ دوست تو یہ ہیں: (۱) تمہارا دوست (۲) تمہارے دوست کا دوست (۳) اور تمہارے دشمن کا دشمن۔

وَأَعْدَاؤُكَ: عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِيقِكَ وَصَدِيقُ عَدُوِّكَ۔

اور دشمن یہ ہیں: (۱) تمہارا مخالف (۲) تمہارے دوست کا دشمن (۳) تمہارے دشمن کا دوست۔

۲۸۹۔ ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ اپنے دشمن کو نقصان پہونچانے کے لئے اُکٹا اپنا نقصان کرنے کو ہے تو فرمایا:۔

إِنَّمَا أَنْتَ كَالطَّاعِنِ نَفْسَهُ لِيَقْتُلَ رَدِيفَهُ۔

تمہاری وہ حالت ہے جیسے کوئی اپنے ردیف (ہمنشین شتر) کو مارنے کے لئے اپنے اوپر نیزہ مارے۔

۲۹۰۔ مَا أَكْثَرَ الْعِبَرَ وَأَقَلَّ الِاعْتِبَارَ۔

۲۹۰۔ عبرتیں۔ عبرتیں کس قدر ہیں؟ مگر اُن کا اثر لینے والے کتنے کم ہیں؟

۲۹۱۔ مَنْ بَالَغَ فِي الْخُصُومَةِ أَثِمَ وَمَنْ تَقَصَّرَ فِيهَا ظَلَمَ، وَلَا يَسْتَطِيعُ

۲۹۱۔ جھگڑنے والے۔ لڑائی جھگڑے میں جو حد سے بڑھا وہ گناہگار، اور جس نے کوتاہی کی وہ مارا گیا۔ مگر جھگڑنے والے کا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ مَنْ خَاصَمَ۔

خدا سے ڈرنا (اور معتدل ہونا) ممکن نہیں۔

۲۹۲۔ مَا أَهَمَّنِي ذَنْبٌ أُمْهِلْتُ بَعْدَهُ حَتّٰى أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَأَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ۔

۲۹۲۔ گناہ کے بعد مہلت کی قدر کرو۔ (معصوم ہونے کے بعد میری رائے یہ ہے) کہ مجھے گناہ کبھی اہم نہ معلوم ہوتا اگر گناہ کے بعد اتنی مہلت ملتی کہ اسمیں نماز کی دو رکعتیں پڑھکر خدا سے مغفرت کی دعا مانگتا۔

۲۹۳۔ حضرتؑ سے پوچھا گیا کہ: خدا باوجود اتنی کثرت کے تمام خلقت کا حساب کیسے کرے گا؟ فرمایا:

كَمَا يَرْزُقُهُمْ عَلٰى كَثْرَتِهِمْ۔

جیسے اتنا زیادہ ہوتے ہوئے انھیں رزق دیتا ہے۔

پھر کہا گیا: وہ ان کا کیسے حساب لے گا، جب یہ لوگ اُسے دیکھیں گے نہیں:۔

فَقَالَ: كَمَا يَرْزُقُهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ۔

فرمایا: جیسے اُنھیں دیکھے بغیر رزق دیتا ہے۔

۲۹۴۔ رَسُولُكَ تَرْجُمَانُ عَقْلِكَ وَكِتَابُكَ أَبْلَغُ مَا يَنْطِقُ عَنْكَ۔

۲۹۴۔ خط اور قاصد۔ تمھارا قاصد تمھاری عقل کا ترجمان ہے (جو وہ کہے گا اس سے تمھاری عقلمندی کا اندازہ لگایا جائے گا) اور تمھارا خط تمھاری طرف سے بولنے والوں میں سب سے زیادہ مؤثر ہے۔

۲۹۵۔ مَا الْمُبْتَلَى الَّذِي قَدِ اشْتَدَّ بِهِ الْبَلَاءُ بِأَحْوَجَ إِلَى الدُّعَاءِ مِنَ الْمُعَافَى الَّذِي لَا يَأْمَنُ الْبَلَاءَ۔

۲۹۵۔ دعا کا محتاج۔ وہ شخص جس پر مصیبت زیادہ سخت ہو وہ دعا کا اس سے زیادہ محتاج نہیں ہے جو بلا سے بے خوف ہو (یعنی وہ زیادہ محتاج دعا ہے کہ) ابھی بلا نہیں آئی۔

۲۹۶۔ اَلنَّاسُ أَبْنَاءُ الدُّنْيَا وَلَا يُلَامُ الرَّجُلُ عَلٰى حُبِّ أُمِّهِ۔

۲۹۶۔ ایک طنز۔ لوگ دنیا کی اولاد ہیں اور کسی کو ماں کی محبت پر برا نہیں کہا جاتا۔

۲۹۷۔ إِنَّ الْمِسْكِينَ رَسُولُ اللّٰهِ فَمَنْ مَنَعَهُ فَقَدْ مَنَعَ اللّٰهَ۔ وَمَنْ أَعْطَاهُ فَقَدْ أَعْطَى اللّٰهَ۔

۲۹۷۔ یہ سائل؟ یہ محتاج خدا کے قاصد ہیں جس نے انھیں نہ دیا اُس نے خدا کو نہ دیا اور جس نے اُنھیں دیا اُس نے خدا کو دیا۔

۲۹۸۔ مَا زَنَى غَيُورٌ قَطُّ۔

۲۹۸۔ زنا۔ غیرت دار کبھی زنا نہیں کرتا۔

۲۹۹۔ كَفَى بِالْأَجَلِ حَارِسًا۔

۲۹۹۔ محافظ۔ موت کا ہی محافظ ہونا کافی ہے (کہ موت سے پہلے مر نہیں سکتا۔ فیض)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۰۰۔ يَنَامُ الرَّجُلُ عَلَى الثَّكْلِ وَلَا يَنَامُ عَلَى الْحَرَبِ۔

۳۰۰۔ دولت اور اولاد کا مقابلہ۔ آدمی اولاد کے مرنے پر آرام کر لیتا ہے مگر دولت چھن جانے پر سونے نہیں پاتا۔

اس کے معنے یہ ہیں کہ اولاد کے قتل ہونے پر صبر کر لیتا ہے مگر مال کے چھن جانے پر صبر نہیں کرتا۔ رضیؒ

۳۰۱۔ مَوَدَّةُ الْآبَاءِ قَرَابَةٌ بَيْنَ الْأَبْنَاءِ وَالْقَرَابَةُ أَحْوَجُ إِلَى الْمَوَدَّةِ مِنَ الْمَوَدَّةِ إِلَى الْقَرَابَةِ

۳۰۱۔ محبت کا سلسلہ اور اثر۔ اجداد کی محبت اولاد کا رشتہ ہے اور رشتہ کی ضرورت محبت سے زیادہ ضروری ہے۔ بمقابل محبت اور قرابت کے۔ (ابن ابی الحدید نے اس کی بہت اچھی مثال دی ہے کہ کسی سے پوچھا گیا: کیوں بھئی تمھیں دوست سے محبت ہے یا بھائی سے؟ اُس نے کہا اگر بھائی دوست ہے تو وہی زیادہ محبوب ہے! ــــ فیض الاسلام)

۳۰۲۔ اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ۔

۳۰۲۔ مومن کی فراست۔ مومنوں کی دُور رسی سے ڈرو کہ خدا نے ان کی زبانوں پر حق (اور ہو جانے والی بات) کو رکھ دیا ہے۔ (بقول ابن میثمؒ، آنحضرتؐ کی حدیث ہے "اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ" مومن کی فراست سے بچو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے اور اسی کے الہام سے بولتا ہے)۔

۳۰۳۔ لَا يَصْدُقُ إِيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللهِ سُبْحَانَهُ أَوْثَقَ مِنْهُ بِمَا فِي يَدِهِ۔

۳۰۳۔ خدا پر بھروسہ۔ کسی بندے کا ایمان اُس وقت تک سچا اور پختہ نہیں ہوتا جب تک اُسے اپنے قبضہ و اختیار سے زیادہ قبضہ و اختیار خدا (کی چیز) پر بھروسہ نہ ہو۔

۳۰۴۔ انس بن مالک جب بصرے سے آئے تو اُن کو طلحہ اور زبیر کے پاس بھیجا کہ وہ رسول اللہؐ کے سُنے ہوئے کچھ احادیث یاد دلائیں جو انہی دونوں سے متعلق ہیں۔ یہ اُن کے پاس گئے اور یہ گفتگو ٹال گئے اور (حضرتؑ کے پاس) آکر کہا: "میں یہ بات ہی بھول گیا"۔ اس پر حضرتؑ نے فرمایا:۔

اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَضَرَبَكَ اللهُ بِهَا بَيْضَاءَ لَامِعَةً لَا تُوَارِيهَا الْعِمَامَةُ۔

اگر تم جھوٹ بولتے ہو، تو خدا تمھیں ایسی چمکدار سفیدی میں مبتلا کرے کہ جسے پگڑی نہ چھپا سکے۔

(چمکدار سفیدی) یعنی برص ــــــ اس کے بعد یہ بیماری چہرے پر نمایاں ہوئی، چنانچہ وہ جب بھی نظر آتے تھے تو نقاب پوش ــــ رضیؒ)

۳۰۵۔ إِنَّ لِلْقُلُوبِ إِقْبَالًا وَإِدْبَارًا فَإِذَا أَقْبَلَتْ فَاحْمِلُوهَا عَلَى النَّوَافِلِ

۳۰۵۔ نفسیات۔ دلوں کا ایک مثبت رجحان ہوتا ہے اور منفی۔ تو جب دل جھکے تو اسے نوافل پر لگا دو اور جب کھنچے تو فقط

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاقْتَصِرُوا بِهَا عَلَى الْفَرَائِضِ۔

فرائض پر اکتفا کرو۔ کہ عبادت میں حضور قلب شرط ہے۔

۳۰۶۔ فِي الْقُرْآنِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ۔

۳۰۶۔ قرآن۔ قرآن میں تمہارے اگلوں کی خبریں، پچھلوں کی باتیں اور تمہارے درمیانی احکام ہیں۔

۳۰۷۔ رُدُّوا الْحَجَرَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ فَإِنَّ الشَّرَّ لَا يَدْفَعُهُ إِلَّا الشَّرُّ۔

۳۰۷۔ اینٹ کا جواب ..... پتھر جس طرف سے آئے اُدھر ہی پھینک دو، کہ شرارت کا جواب شرارت ہے۔

۳۰۸۔ قَالَ لِكَاتِبِهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ:۔

۳۰۸۔ اصول کتابت۔ اپنے منشی عُبید اللہ بن ابی رافع سے فرمایا:۔

أَلْقِ دَوَاتَكَ، وَأَطِلْ جِلْفَةَ قَلَمِكَ وَفَرِّجْ بَيْنَ السُّطُورِ وَقَرْمِطْ بَيْنَ الْحُرُوفِ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَجْدَرُ بِصَبَاحَةِ الْخَطِّ۔

دوات صاف رکھو! قلم کی زبان لمبی ہو، سطروں کا فاصلہ کافی، اور حروف کو ملا کر لکھو، (کٹے کٹے نہ ہوں) اس لئے کہ یہ (بات) خط و تحریر کے نکھار کا سبب ہے۔

۳۰۹۔ أَنَا يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَالُ يَعْسُوبُ الْفُجَّارِ۔

۳۰۹۔ میں؟ مومنوں کا یعسوب ہوں اور بدکاروں کا یعسوب مال ہے۔

(اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن میرا اتباع کرتے ہیں اور بدکار مال کی فرمانبرداری کرتے ہیں جیسے شہد کی مکھی اپنے یعسوب کی فرمانبردار ہوتی ہے۔ رضیؒ) (دیکھئے فقرہ ۱۰۹ مرح)

۳۱۰۔ قَالَ لَهُ بَعْضُ الْيَهُودِ: مَا دَفَنْتُمْ نَبِيَّكُمْ حَتّٰى اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ!

فَقَالَ لَهُ: إِنَّمَا اخْتَلَفْنَا عَنْهُ لَا فِيهِ، وَلٰكِنَّكُمْ مَا جَفَّتْ أَرْجُلُكُمْ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰى قُلْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ: اجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ۔ قَالَ: "إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ"۔

۳۱۰۔ یہودی سے مکالمہ۔ کسی یہودی نے کہا، آپ کے نبی ابھی دفن نہیں ہوئے تھے کہ (اُمت میں) اختلاف ہو گیا۔

فرمایا: ہمارا اختلاف دین ہی پر تھا اصل میں تو نہ تھا، لیکن (دریائے نیل سے نکل کر) ابھی تمہارے پیر بھی تو نہ سوکھے تھے کہ تم نے اپنے نبی (حضرت موسیٰؑ) سے کہہ دیا کہ "ہمارے لئے بھی ویسے خدا بنا دیجئے جیسے ان کے ہیں" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "تم بڑی جاہل قوم ہو"۔ (س ۷ ی ۱۳۸)

۳۱۱۔ قِيلَ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ غَلَبْتَ الْأَقْرَانَ؟

۳۱۱۔ ترقی کا راز۔ حضرتؑ سے پوچھا گیا کہ آپ دشمن پر کیونکر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَقَالَ: مَا لَقِيتُ أَحَدًا إِلَّا أَعَانَنِي عَلَى نَفْسِهِ۔

(يُومِي بِذَلِكَ إِلَى تَمَكُّنِ هَيْبَتِهِ فِي الْقُلُوبِ)۔

۳۱۲۔ قَالَ لِابْنِهِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ: يَا بُنَيَّ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْفَقْرَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَإِنَّ الْفَقْرَ مَنْقَصَةٌ لِلدِّينِ مَدْهَشَةٌ لِلْعَقْلِ، دَاعِيَةٌ لِلْمَقْتِ۔

۳۱۳۔ قَالَ لِسَائِلٍ سَأَلَهُ عَنْ مُعْضِلَةٍ: سَلْ تَفَقُّهًا وَلَا تَسْأَلْ تَعَنُّتًا، فَإِنَّ الْجَاهِلَ الْمُتَعَلِّمَ شَبِيهٌ بِالْعَالِمِ، وَإِنَّ الْعَالِمَ الْمُتَعَسِّفَ شَبِيهٌ بِالْجَاهِلِ۔

۳۱۴۔ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ الْعَبَّاسِ وَقَدْ أَشَارَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ لَمْ يُوَافِقْ رَأْيَهُ: لَكَ أَنْ تُشِيرَ عَلَيَّ وَأَرَى، فَإِنْ عَصَيْتُكَ فَأَطِعْنِي۔

۳۱۵۔ رُوِيَ أَنَّهُ لَمَّا وَرَدَ الْكُوفَةَ قَادِمًا مِنْ صِفِّينَ مَرَّ بِالسَّبَابِيِّينَ فَسَمِعَ بُكَاءَ النِّسَاءِ عَلَى قَتْلَى صِفِّينَ وَخَرَجَ إِلَيْهِ حَرْبُ ابْنُ شُرَحْبِيلَ

چھا گئے؟ فرمایا: میں جس سے لڑا، اُس نے مجھے اپنے اوپر قابو دیا۔

(اس سے اشارہ ہے کہ حضرتؑ کی ہیبت دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ رضیؒ)

۳۱۲۔ احتیاج۔ اپنے فرزند محمد حنفیہ سے فرمایا: بیٹا! میں تمہارے سلسلے میں احتیاج سے پناہ مانگتا ہوں کہ یہ چیز دین میں نقص، عقل میں گھبراہٹ اور (زبردستی کی) دشمنی کی داعی ہے۔

۳۱۳۔ جاہل نما۔ ایک سائل نے ایک مشکل کے بارے میں سوال کیا، تو فرمایا: سمجھنے کے لئے پوچھو، امتحان اور پریشان کرنے کے واسطے نہیں۔ کیونکہ جاہل طالب علم عالم کے مانند اور عالم زور آور جاہل کی طرح ہوتا ہے۔

۳۱۴۔ مشورہ اور طریق کار۔ عبداللہ بن عباس نے ایک مشورہ دیا جو حضرت کی رائے میں ٹھیک نہ تھا، فرمایا: تمہارا کام ہے مشورہ دینا، میں غور کروں گا، اگر مخالفت کروں تو تم میری اطاعت کرو (کہ میں امام ہوں حق سوچتا ہوں[1])

۳۱۵۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ صفین سے کوفے واپس آئے تو قبیلہ شبامی کی آبادی سے گزرے۔ ان کی عورتوں کو مقتولین صفین پر روتے سنا اور (اسی وقت) حرب بن شرحبیل شبامی جو اس قبیلے کا معزز آدمی تھا،

---

[1] ابن عباس نے مشورہ دیا تھا کہ معاویہ کو شام اور کوفہ، زبیر اور بصرہ طلحہ کے ماتحت کر دیں۔ فیض الاسلام

ابن ابی الحدید لکھتا ہے: صابی نے لکھا ہے کہ اگر رعایا اور حاکم کی رائے ہمیشہ ایک ہی ہے تو پھر حاکمیت کا تصور بدل جائے۔" م ع

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

السَّبَابِيُّ وَكَانَ مِنْ وُجُوهِ قَوْمِهِ۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ: أَتَغْلِبُكُمْ نِسَاؤُكُمْ عَلَى مَا أَسْمَعُ، أَلَا تَنْهَوْنَهُنَّ عَنْ هٰذَا الرَّنِينِ؟ وَأَقْبَلَ حَرْبٌ يَمْشِي مَعَهُ وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَاكِبٌ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَإِنَّ مَشْيَ مِثْلِكَ مَعَ مِثْلِي فِتْنَةٌ لِلْوَالِي وَمَذَلَّةٌ لِلْمُؤْمِنِ۔

حضرت کی خدمت میں آیا۔ حضرت نے فرمایا: کیا یہ عورتیں جیسا کہ میں سن رہا ہوں (کہ رو رو کر) تم لوگوں پر چھا جائیں گی؟ کیا تم انھیں منع نہیں کرتے کہ شور نہ مچائیں! (حرب حضرت کے ساتھ چلتا رہا، آپ سواری پر تھے۔ فرمایا) جاؤ، اس لئے کہ تمہاری طرح (پیدل) چلنا مجھ (ایسے سوار) کے ساتھ حاکم کے لئے تکبّر اور مومنوں کے لئے ذلت کی بات ہے۔

۳۱۶۔ قَالَ: وَقَدْ مَرَّ بِقَتْلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ: بُؤْسًا لَكُمْ لَقَدْ ضَرَّكُمْ مَنْ غَرَّكُمْ فَقِيلَ لَهُ: مَنْ غَرَّهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَقَالَ: الشَّيْطَانُ الْمُضِلُّ وَالْأَنْفُسُ الْأَمَّارَةُ بِالسُّوءِ غَرَّتْهُمْ بِالْأَمَانِيِّ فَسَحَتْ لَهُمْ بِالْمَعَاصِي، وَوَعَدَتْهُمُ الْإِظْهَارَ فَاقْتَحَمَتْ بِهِمُ النَّارَ۔

۳۱۶۔ جنگ نہروان میں خارجی مقتولین کی طرف گزرتے ہوئے فرمایا: وائے ہو تم پر! جس نے تمھیں ورغلایا اُس نے تمھیں دھوکا دیا۔ کسی نے پوچھا: امیر المومنین، انھیں کس نے ورغلایا؟ — جواب دیا: گمراہ کرنے والے شیطان، اور نفس امارہ نے، انھیں اُمیدوں سے ورغلایا، اور گناہوں کو پھیلایا، کامیابی کا وعدہ کیا اور جہنّم میں لے کر کود پڑا۔

۳۱۷۔ اِتَّقُوا مَعَاصِيَ اللّٰهِ فِي الْخَلَوَاتِ فَإِنَّ الشَّاهِدَ هُوَ الْحَاكِمُ۔

۳۱۷۔ گناہ درون پردہ۔ تنہائیوں میں گناہ کرنے سے ڈرو، کہ جو گواہ ہے وہی حاکم بھی ہے۔

۳۱۸۔ لَمَّا بَلَغَهُ قَتْلُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ حُزْنَنَا عَلَيْهِ عَلَى قَدْرِ سُرُورِهِمْ بِهِ إِلَّا أَنَّهُمْ نَقَصُوا بَغِيضًا وَنَقَصْنَا حَبِيبًا۔

۳۱۸۔ موت محمد بن ابی بکر۔ قتل محمد بن ابی بکر کی خبر سن کر فرمایا: — محمد پر ہمارا غم اتنا ہی ہے، جتنا اِن (معاویہ والوں) کو سرور ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُن کا دشمن اور ہمارا دوست کم ہو گیا۔

۳۱۹۔ اَلْعُمُرُ الَّذِي أَعْذَرَ اللّٰهُ فِيهِ إِلَى ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ سَنَةً۔

۳۱۹۔ ساٹھ سال۔ وہ عمر جس میں خدا انسان کے عذر قبول کرتا ہے، وہ ساٹھ سال ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۲۰۔ مَا ظَفِرَ مَنْ ظَفِرَ الْاِثْمُ بِهٖ وَالْغَالِبُ بِالشَّرِّ مَغْلُوْبٌ۔

۳۲۰۔ معیارِ کامیابی۔ جو گناہ کرکے کامیاب ہوا وہ کامیاب نہیں بلکہ شر کے ذریعے فاتح بننے والا مغلوب و شکست خوردہ ہے۔

۳۲۱۔ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ فَرَضَ فِیْ اَمْوَالِ الْاَغْنِیَاءِ اَقْوَاتَ الْفُقَرَاءِ فَمَا جَاعَ فَقِیْرٌ اِلَّا بِمَا مُنِعَ بِہٖ غَنِیٌّ وَاللّٰہُ تَعَالٰی جَدُّہٗ سَائِلُھُمْ عَنْ ذٰلِکَ۔

۳۲۱۔ سرمایہ دار اور بھوکا۔ خداوند عالم نے سرمایہ داروں کے مال میں محتاجوں کی روزی رکھی ہے۔ تو جو فقیر بھی بھوکا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مال دار نے اسے محروم رکھا اور خدائے بزرگ و برتر ان لوگوں سے اس کا جواب طلب کرے گا۔

۳۲۲۔ اَلْاِسْتِغْنَاءُ عَنِ الْعُذْرِ اَعَزُّ مِنَ الصِّدْقِ بِہٖ۔

۳۲۲۔ کردار میں سچائی۔ عذر کی ضرورت نہ رکھنا (صاف اور واضح کردار پیش کرنا) عذر کی سچائی (اور معقولیت) سے زیادہ بہتر ہے (کیونکہ عذر پھر عذر ہے)۔

۳۲۳۔ اَقَلُّ مَا یَلْزَمُکُمْ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ اَنْ لَا تَسْتَعِیْنُوْا بِنِعَمِہٖ عَلٰی مَعَاصِیْہِ۔

۳۲۳۔ سب سے معمولی فرض۔ (حقوق) خدا کے سلسلے میں کم از کم یہ کرو کہ اس کی نعمتوں سے اس کے گناہ میں مدد نہ لو۔

۳۲۴۔ اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ جَعَلَ الطَّاعَۃَ غَنِیْمَۃَ الْاَکْیَاسِ عِنْدَ تَفْرِیْطِ الْعَاجِزَۃِ۔

۳۲۴۔ عقلمند کا نفع۔ خداوند بزرگ و برتر نے سمجھدار لوگوں کے لئے عبادت کو نفع بخش چیز بنایا، جب عاجز و کمزور سستی کرے۔

۳۲۵۔ اَلسُّلْطَانُ وَزَعَۃُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ۔

۳۲۵۔ بادشاہ زمین پر خدا کی طرف سے پاسبان ہے۔

۳۲۶۔ فِیْ صِفَۃِ الْمُؤْمِنِ: اَلْمُؤْمِنُ بِشْرُہٗ فِیْ وَجْھِہٖ وَحُزْنُہٗ فِیْ قَلْبِہٖ، اَوْسَعُ شَیْءٍ صَدْرًا، وَاَذَلُّ شَیْءٍ نَفْسًا، یَکْرَہُ الرِّفْعَۃَ، وَیَشْنَأُ السُّمْعَۃَ طَوِیْلٌ غَمُّہٗ، بَعِیْدٌ ھَمُّہٗ، کَثِیْرٌ صَمْتُہٗ، مَشْغُوْلٌ وَقْتُہٗ، شَکُوْرٌ، صَبُوْرٌ، مَغْمُوْرٌ بِفِکْرَتِہٖ، ضَنِیْنٌ بِخَلَّتِہٖ، سَھْلُ الْخَلِیْقَۃِ لَیِّنُ الْعَرِیْکَۃِ نَفْسُہٗ

۳۲۶۔ مومن؟ مومن کی خوشی چہرے پر اور غم دل میں ہوتا ہے اس کا سینہ کشادہ اور اپنے تئیں حقیر سمجھتا ہے، سربلندی کو ناپسند کرتا ہے، بسیار گوئی کی بات کو برا سمجھتا ہے۔ اس کا غم (آخرت) بڑا، ہمت بلند، خاموشی زیادہ، وقت مصروف رہتا ہے۔ وہ بڑا شکر گزار، بڑا صبر کرنے والا، تفکر میں ڈوبا ہوا، اپنی ضرورت کے لئے سوال کرنے میں بہت بخیل، اخلاق نرم، طبیعت پانی ہوتی ہے۔ اس کا نفس (صبر میں) ٹھوس اور سخت پتھر سے زیادہ سخت، اور (انکساری میں)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَصْلَبُ مِنَ الصَّلْدِ وَهُوَ أَذَلُّ مِنَ الْعَبْدِ۔

غلام سے زیادہ حقیر ہوتا ہے۔

۳۲۷۔ اَلْغِنَى الْأَكْبَرُ، اَلْيَأْسُ عَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ۔

۳۲۷۔ سیر چشمی۔ سب سے بڑی سرمایہ داری ہے دوسرے کی چیزوں کی اُمید نہ کرنا۔

۳۲۸۔ اَلْمَسْئُولُ حُرٌّ حَتَّى يَعِدَ۔

۳۲۸۔ وعدہ۔ جس سے کسی چیز کا مطالبہ کیا جائے وہ آزاد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وعدہ کرے (پھر وہ اُس کا غلام ہے)۔

۳۲۹۔ لَوْ رَأَى الْعَبْدُ الْأَجَلَ وَمَسِيرَهُ لَأَبْغَضَ الْأَمَلَ وَغُرُورَهُ۔

۳۲۹۔ موت اور اُمید۔ اگر انسان موت اور اُس کی رفتار پر غور کر لیتا تو اُمید اور اُس کی دلفریبی سے نفرت کرنے لگتا۔

۳۳۰۔ لِكُلِّ امْرِئٍ فِي مَالِهِ شَرِيكَانِ۔ اَلْوَارِثُ وَالْحَوَادِثُ۔

۳۳۰۔ دو شریک۔ ہر آدمی کے مال میں دو ساجھے دار ہیں۔ وارث اور حوادث زمانہ (کچھ مال یہ لے لیتے ہیں، کچھ وہ) ——

۳۳۱۔ اَلدَّاعِي بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِي بِلَا وَتَرٍ۔

۳۳۱۔ عالم بے عمل۔ بے عمل بُلانے والے (رہنما) تیر کے بغیر تیر انداز ہیں۔

۳۳۲۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ: مَطْبُوعٌ وَمَسْمُوعٌ وَلَا يَنْفَعُ الْمَسْمُوعُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمَطْبُوعُ۔

۳۳۲۔ علم کی قسمیں۔ علم دو طرح کے ہیں: مطبوع (فطرت میں رچا بسا کہ عمل سے ظاہر ہو) اور مسموع (سُن لیا، مگر عمل ندارد)۔ مسموع علم جب تک مطبوع نہ ہو فائدہ مند نہیں۔

۳۳۳۔ صَوَابُ الرَّأْيِ بِالدُّوَلِ: يُقْبِلُ بِإِقْبَالِهَا وَيَذْهَبُ بِذِهَابِهَا۔

۳۳۳۔ کرشمۂ اقبال۔ رائے کی صحت (دوربینی) حکومت کے ساتھ ہے، جس کے اقبال سے وہ قابل قبول اور ادبار سے وہ رائے مہمل ہوتی ہے (چاہے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو۔ نیز دیکھئے جملہ ۸)

۳۳۴۔ اَلْعَفَافُ زِينَةُ الْفَقْرِ، وَالشُّكْرُ زِينَةُ الْغِنَى۔

۳۳۴۔ عفت و شکر۔ عفت مُفلسی اور شکر دولت مندی کی زینت ہے۔

۳۳۵۔ يَوْمُ الْعَدْلِ عَلَى الظَّالِمِ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ الْجَوْرِ عَلَى الْمَظْلُومِ۔

۳۳۵۔ مظلوم کی باری۔ انصاف کا دن ظالم کے لئے مظلوم پر ستم کے دن سے زیادہ سخت ہوگا (دیکھئے فقرہ ۲۳۴)

۳۳۶۔ اَلْأَنَاةُ مَحْفُوظَةٌ وَالسَّرَائِرُ مَبْلُوَّةٌ[1]

۳۳۶۔ احتیاط۔ باتیں یاد رکھی جاتی ہیں۔ رازوں کی آزمائش

---

[1] مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ کوئی بات مُنھ سے نہیں نکلتی مگر یہ کہ رقیب اور عتید نامی دو فرشتے اس کے گواہ ہیں۔ س ۵۰ ی ۱۸

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَبْلُوَّةٌ وَ (كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ) وَالنَّاسُ مَنْقُوصُونَ مَدْخُولُونَ إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ۔ سَائِلُهُمْ مُتَعَنِّتٌ، وَمُجِيبُهُمْ مُتَكَلِّفٌ، يَكَادُ أَفْضَلُهُمْ رَأْيًا يَرُدُّهُ عَنْ فَضْلِ رَأْيِهِ الرِّضَى وَالسُّخْطُ وَيَكَادُ أَصْلَبُهُمْ عُودًا تَنْكَؤُهُ اللَّحْظَةُ وَتَسْتَحِيلُهُ الْكَلِمَةُ الْوَاحِدَةُ۔

اور بھید کھولے جاتے ہیں[1] اور ہر نفس[2] اپنے کئے کا پابند ہے، اور لوگ ناقص و باعیب ہیں، سوائے ان کے جنھیں خدا نے معصوم بنایا ہے۔ انسانوں میں سوال کرنے والے تو پریشان کر دیتے ہیں۔ ان کا سوال پورا کرنے والے اپنے اوپر جبر کرتے ہیں (خوشی سے نہیں دیتے) ان میں وزنی رائے رکھنے والے (باحیثیت اشخاص) اپنی بلند نگاہی سے پسندیدہ و ناپسندیدہ بات کو مانتا یا ٹالتا ہے اور سخت مزاج ایک ترچھی نظر سے رائے کو نقصان پہونچاتا ہے اور ایک لفظ سے بات بدل دیتا ہے۔

۳۳۷۔ مَعَاشِرَ النَّاسِ، اِتَّقُوا اللّٰهَ فَكَمْ مِنْ مُؤَمِّلٍ مَا لَا يَبْلُغُهُ، وَبَانٍ مَا لَا يَسْكُنُهُ وَجَامِعٍ مَا سَوْفَ يَتْرُكُهُ وَلَعَلَّهُ مِنْ بَاطِلٍ جَمَعَهُ وَمِنْ حَقٍّ مَنَعَهُ، أَصَابَهُ حَرَامًا وَاحْتَمَلَ بِهِ آثَامًا فَبَاءَ بِوِزْرِهِ، وَقَدِمَ عَلَى رَبِّهِ أَسَفًا لَاهِفًا، قَدْ (خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ، ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ)

۳۳۷۔ وعظ۔ لوگو! خدا سے ڈرو، اور دیکھو کتنے ایسے اُمیدوار ہیں جو کامیابی نہیں پاتے، اور کتنے گھر بنانے والے ہیں جو ان میں رہ نہیں پاتے۔ اور کتنے جمع کرنے والے ہیں جو چھوڑ جائیں گے اور (پھر لطف یہ ہے کہ) وہ مال ناجائز ہو سکتا ہے جس سے کسی کا حق روکا گیا ہو، تو (اس طرح) حرام ملا، اور وہ گناہ اُٹھائے جس کے بوجھ میں دبا اور خدا کے سامنے غم و فریاد کرتا حاضر ہوا "دنیا و آخرت میں گھاٹا اُٹھایا، اور یہی کھلا ہوا گھاٹا ہے"۔ (س ۲۲ ی ۱۱)

۳۳۸۔ مِنَ الْعِصْمَةِ تَعَذُّرُ الْمَعَاصِي۔

۳۳۸۔ گناہ نہ کر سکنا۔ عصمت کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ گناہ کر ہی نہ سکے۔

۳۳۹۔ مَاءُ وَجْهِكَ جَامِدٌ يُقْطِرُهُ السُّؤَالُ فَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تُقْطِرُهُ۔

۳۳۹۔ سوال۔ تمھارے چہرے کی آب (آبرو) ابھی باقی ہے۔ سوال (کرنے سے) اس کا جوہر نکال لیتا ہے، تو یہ سمجھ لینا کہ اس کا جوہر (عزت) کسے دیتے ہو۔

۳۴۰۔ اَلثَّنَاءُ بِأَكْثَرَ مِنَ الْاِسْتِحْقَاقِ

۳۴۰۔ تعریف و مدح خوانی کی حد۔ حق سے زیادہ کسی کی

---

[1] يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ جس دن راز کھولے جائیں گے۔ س ۸۶ ی ۹۔ [2] س ۷۴ ی ۳۸۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَلَقٌ، وَالتَّصْبِيرُ عَنِ الْاِسْتِحْقَاقِ عَيٌّ أَوْ حَسَدٌ۔

تعریف" چاپلوسی" ہے اور استحقاق سے کم "عاجزی" یا "حسد" ہے (قابل تعریف کی تعریف کرو مگر افراط و تفریط مناسب نہیں۔ م ح)

۳۴۱۔ أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَهَانَ بِهِ صَاحِبُهُ۔

۳۴۱۔ سب سے بڑا گناہ۔ (خدا کے نزدیک) سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ گار معمولی سمجھ لے۔

۳۴۲۔ مَنْ نَظَرَ فِي عَيْبِ نَفْسِهِ، اِشْتَغَلَ عَنْ عَيْبِ غَيْرِهِ، وَمَنْ رَضِيَ بِرِزْقِ اللّٰهِ لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مَا فَاتَهُ، وَمَنْ سَلَّ سَيْفَ الْبَغْيِ قُتِلَ بِهِ، وَمَنْ كَابَدَ الْأُمُورَ عَطِبَ، وَمَنِ اقْتَحَمَ اللُّجَجَ غَرِقَ، وَمَنْ دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوءِ اتُّهِمَ، وَمَنْ كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَؤُهُ، وَمَنْ كَثُرَ خَطَؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَمَنْ قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ، وَمَنْ قَلَّ وَرَعُهُ مَاتَ قَلْبُهُ، وَمَنْ مَاتَ قَلْبُهُ دَخَلَ النَّارَ۔ وَمَنْ نَظَرَ فِي عُيُوبِ النَّاسِ فَأَنْكَرَهَا ثُمَّ رَضِيَهَا لِنَفْسِهِ فَذٰلِكَ الْأَحْمَقُ بِعَيْنِهِ وَالْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ، وَمَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنْيَا بِالْيَسِيرِ، وَمَنْ عَلِمَ أَنَّ كَلَامَهُ مِنْ عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ۔

۳۴۲۔ بنیادی باتیں۔ جو اپنے عیب کو دیکھتا ہے وہ دوسرے کے عیب دیکھنے سے بچتا ہے، اور جو خدا کی دی ہوئی نعمت پر راضی رہتا ہے وہ کسی چیز کے جانے پر غم نہیں کرتا۔ جو بغاوت کی تلوار کھینچتا ہے وہ قتل ہوتا ہے۔ جو (بہت سے) کاموں میں محنتیں کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے اور جو (بلاؤں کے) بھنوروں میں گھستا ہے وہ ڈوب جاتا ہے۔ جو برے راستے میں جاتا ہے اُس پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ جو باتیں زیادہ کرے گا وہ غلطیاں کرے گا۔ اور جو غلطیاں کرے گا اُس کی حیا کم ہوگی۔ جس میں شرم کم ہوگی اُس میں پرہیزگاری کم ہوگی، اور جس میں پرہیزگاری کم ہے اُس کا دل مُردہ ہے اور جس کا دل مر گیا وہ جہنّم میں گیا، (کہ کافر ہے)۔ جو غیروں کے عیب دیکھتا اور ناپسند کرتا ہے، پھر اپنے لئے وہی کردار پسند کرتا ہے (اصل میں) وہی احمق ہے۔ اور قناعت لازوال دولت ہے، جو موت کو زیادہ یاد کرے وہ دنیا کی تھوڑی سی نعمت پر راضی ہوگا۔ اور جسے یہ معلوم ہو کہ اس کا کلام عمل کے مطابق ہی ہے۔ (جو کر رہا ہوں وہی کہہ رہا ہوں) وہ کم بولے گا، مگر اُس وقت ضرور بولے گا) جب ضرورت ہو۔

۳۴۳۔ لِلظَّالِمِ مِنَ الرِّجَالِ ثَلَاثُ

۳۴۳۔ ظالم کی پہچان۔ ظالم آدمیوں کے تین دستور ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عَلَامَاتٍ: يَظْلِمُ مَنْ فَوْقَهُ بِالْمَعْصِيَةِ وَمَنْ دُونَهُ بِالْغَلَبَةِ وَيُظَاهِرُ الْقَوْمَ الظَّلَمَةَ۔

(۱) اپنے سے بلند کی نافرمانی کرکے ظلم کرتے ہیں۔ (۲) اور کمزور کو دبا کر (۳) اور ظالموں کی پشت پناہی کرکے ستم ڈھاتے ہیں۔

۳۴۴۔ عِنْدَ تَنَاهِي الشِّدَّةِ تَكُونُ الْفَرَجَةُ وَعِنْدَ تَمَادِي الْبَلَاءِ يَكُونُ الرَّخَاءُ۔

۳۴۴۔ درد کا حد سے گزرنا..... جب سختی انتہا تک پہونچتی ہے تو آسانی پیدا ہوتی ہے اور جب بلا کی کڑیاں کستی ہیں تو اُمید (کی کرن) پھوٹتی ہے۔

۳۴۵۔ (امام علیہ السلام نے اپنے کسی صحابی سے فرمایا۔)

لَا تَجْعَلَنَّ أَكْثَرَ شُغْلِكَ بِأَهْلِكَ وَوَلَدِكَ: فَإِنْ يَكُنْ أَهْلُكَ وَوَلَدُكَ أَوْلِيَاءَ اللهِ فَإِنَّ اللهَ لَا يُضِيعُ أَوْلِيَاءَهُ وَإِنْ يَكُونُوا أَعْدَاءَ اللهِ فَمَا هَمُّكَ وَشُغْلُكَ بِأَعْدَاءِ اللهِ۔

بال بچّے۔ بال بچوں کو اپنی سب سے بڑی مشغولیت نہ بناؤ کیونکہ اگر یہ خدا والے ہیں تو اللہ اپنے چاہنے والوں کو بے کار نہیں کرتا۔ اور اگر دشمنانِ خدا ہیں تو کہاں تم اور کہاں خدا کے دشمنوں میں دل لگانا۔

۳۴۶۔ أَكْبَرُ الْعَيْبِ أَنْ تَعِيبَ مَا فِيكَ مِثْلُهُ۔

۳۴۶۔ عیب جوئی۔ سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تم (کسی پر) وہ عیب لگاؤ جو تم میں خود ہے۔

۳۴۷۔ حضرتؑ کے سامنے کسی نے کسی کے لڑکے کی ولادت پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا لِيَهْنِكَ الْفَارِسُ[1] شہسوار مبارک ہو۔

لَا تَقُلْ ذٰلِكَ! وَلٰكِنْ قُلْ شَكَرْتَ الْوَاهِبَ وَبُورِكَ لَكَ فِي الْمَوْهُوبِ، وَبَلَغَ أَشُدَّهُ وَرُزِقْتَ بِرَّهُ۔

مبارک باد فرزند۔ یہ نہ کہو! بلکہ یہ کہو کہ "خدا کا شکر کرو۔ تمہیں یہ عطیہ (الٰہی) مبارک ہو، جوان ہو نیک ہو۔"

۳۴۸۔ آپ کے کسی گورنر نے ایک عظیم الشان عمارت بنوائی (جسے ملاحظہ فرما کر) آپ نے فرمایا:۔

أَطْلَعَتِ الْوَرِنُ رُءُوسَهَا۔ إِنَّ الْبِنَاءَ يَصِفُ لَكَ الْغِنَى۔

یہ رو پہلی سکے اپنا سر نکالے ہیں۔ عمارت سرمایہ داری کی غمازی کر رہی ہے۔

---

[1] جس طرح زمانۂ جاہلیت میں سلام ہوتا تھا کہ "اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا" اسی طرح ولادت فرزند کی مبارکباد ان الفاظ میں دی جاتی تھی جس سے حضرتؑ نے منع فرمایا۔ ابن ابی الحدید ص۴۰۰ (م ح)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۴۹۔ حضرتؑ سے کہا گیا اگر کسی کے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اُسے رزق کہاں سے ملے گا؟ آپ نے فرمایا:۔

مِنْ حَيْثُ يَأْتِيهِ أَجَلُهُ۔ جدھر سے اُس کی موت آئے گی۔

۳۵۰۔ حضرتؑ نے ایک قوم سے ان کے مرنے والے کی تعزیت میں فرمایا:۔

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَيْسَ لَكُمْ بَدَأَ وَلَا إِلَيْكُمْ انْتَهَى، وَقَدْ كَانَ صَاحِبُكُمْ هٰذَا يُسَافِرُ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ۔ قَالَ فَعُدُّوهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَإِنْ قَدِمَ عَلَيْكُمْ وَإِلَّا قَدِمْتُمْ إِلَيْهِ۔

یہ بات نہ تو تمہارے یہاں سے شروع ہوئی، نہ تمہارے اوپر ختم ہوئی (بلکہ اسی طرح لوگ مرتے رہتے ہیں) اور یہ آدمی تو سفر بھی کرتا تھا؟ لوگوں نے عرض کی، جی ہاں۔ فرمایا، تو سمجھ لو کہ وہ کسی سفر میں ہے اگر پلٹ آیا تو، ورنہ تم اُس کے پاس چلے جاؤ گے۔

۳۵۱۔ وعظ۔ لوگو! ہونا یہ چاہیے کہ جس طرح نگاہ قدرت تمہیں (تصور) عقاب سے لرزاں دیکھتی ہے اسی طرح نعمت میں بھی خوف زدہ دیکھے۔ بے شک جس کے ہاتھ کی (دولت و) ملکیت میں وسعت ہو اور وہ (سرمایہ دار) اسے عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے (اور احتیاط نہ کرے) تو گویا وہ خوف عذاب سے بے پروا ہے، اور جو تنگدست ہو اور اس حالت حسرت کو امتحان و آزمائش نہ سمجھے۔ اس نے گویا (اُمیدگاہ) ثواب و رضا خداوندی کو ہاتھ سے دے دیا۔

۳۵۱۔ أَيُّهَا النَّاسُ لِيُرَكُمُ اللّٰهُ مِنَ النِّعْمَةِ وَجِلِينَ كَمَا يُرَاكُمْ مِنَ النِّعْمَةِ فَرِقِينَ، إِنَّهُ مَنْ وُسِّعَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اسْتِدْرَاجًا فَقَدْ أَمِنَ مَخُوفًا وَمَنْ ضُيِّقَ عَلَيْهِ فِي ذَاتِ يَدِهِ فَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ اخْتِيَارًا فَقَدْ ضَيَّعَ مَأْمُولًا۔

۳۵۲۔ وعظ۔ اے غفلت کے قیدیو! ڈرو، اس لئے کہ دنیا کی بلندیوں پر چڑھنے والے کو اس عمل سے مصائب شب و روز کے دانتوں کی آواز کے علاوہ کوئی ڈرا نہیں سکتا، لوگو! اپنے نفس کی تہذیب کرو اور اُس کی بُری عادتوں کو روک دو۔

۳۵۲۔ يَا أَسْرَى الرَّغْبَةِ! أَقْصِرُوا فَإِنَّ الْمُسْرِعَ عَلَى الدُّنْيَا لَا يَزُوعُهُ مِنْهَا إِلَّا صَرِيفُ أَنْيَابِ الْحَدَثَانِ۔ أَيُّهَا النَّاسُ! تَوَلَّوْا مِنْ أَنْفُسِكُمْ تَأْدِيبَهَا وَعَادِلُوا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا۔

۳۵۳۔ حسن ظن۔ جو بات کوئی کہے تو اُس کے لئے بُرا

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۵۳۔ لَا تَظُنَّنَّ بِكَلِمَةٍ خَرَجَتْ مِنْ

اَحَدٍ سُوْءًا وَاَنْتَ تَجِدُ لَهَا فِي الْخَيْرِ مَحْمَلًا۔

خیال اُس وقت تک نہ کرو۔ جب تک اس کا کوئی اچھا مطلب نکل سکے۔

۳۵۴۔ اِذَا كَانَتْ لَكَ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ حَاجَةٌ فَابْدَاْ بِمَسْاَلَةِ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ ثُمَّ سَلْ حَاجَتَكَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يُّسْاَلَ حَاجَتَيْنِ فَيَقْضِيَ اِحْدٰهُمَا وَيَمْنَعَ الْاُخْرٰى۔

۳۵۴۔ صلوٰۃ کی اہمیت۔ جب بھی خدا سے دُعا کرنا ہو تو اُس کی ابتدا پیغمبرؐ کے لئے دعائے درود سے کرو۔ پھر اپنی حاجت طلب کرو۔ کیونکہ خدا اس سے کہیں زیادہ بزرگ ہے کہ اس سے دو درخواستیں کی جائیں، اور وہ ایک کو پورا کرے اور دوسری سے رُوک دے۔

۳۵۵۔ مَنْ ضَنَّ بِعِرْضِهٖ فَلْيَدَعِ الْمِرَاءَ۔

۳۵۵۔ ریاکاری۔ جسے اپنی آبرو عزیز ہو اُسے ریاکاری چھوڑ دینا چاہیئے۔

۳۵۶۔ مِنَ الْخُرْقِ الْمُعَاجَلَةُ قَبْلَ الْاِمْكَانِ وَالْاَنَاةُ بَعْدَ الْفُرْصَةِ۔

۳۵۶۔ حماقت۔ بے وقوفی کی باتوں میں ایک یہ ہے کہ امکان سے پہلے جلد بازی اور فرصت کے بعد سستی کی جائے۔

۳۵۷۔ لَا تَسْاَلْ عَمَّا لَا يَكُوْنُ فِي الَّذِيْ قَدْ كَانَ لَكَ شُغْلٌ۔

۳۵۷۔ بے فائدہ سوال! نہ ہونے والی بات کے لئے سوال نہ کرو، کیونکہ جو ہو چکا وہی تمہارے لئے بہت ہے۔

۳۵۸۔ اَلتَّفَكُّرُ مِرْاٰةٌ صَافِيَةٌ وَالْاِعْتِبَارُ مُنْذِرٌ نَاصِحٌ وَكَفٰى اَدَبًا لِنَفْسِكَ تَجَنُّبَكَ مَا كَرِهْتَهٗ لِغَيْرِكَ۔

۳۵۸۔ تفکر۔ فکر صاف آئینہ ہے، اور عبرتیں ڈرانے والی (عذاب سے دھمکانے والی) ناصح ہیں، اور تمہارے (گناہوں سے) بچنے اور احتیاط کرنے کے لئے وہی چیزیں بہت ہیں جنہیں دوسروں میں دیکھ کر تم ناپسند کرتے ہو۔ (نیز دیکھئے فقرہ ۴۰۵)

۳۵۹۔ اَلْعِلْمُ مَقْرُوْنٌ بِالْعَمَلِ فَمَنْ عَلِمَ عَمِلَ وَالْعِلْمُ يَهْتِفُ بِالْعَمَلِ فَاِنْ اَجَابَهٗ وَاِلَّا ارْتَحَلَ عَنْهُ۔

۳۵۹۔ علم و عمل۔ علم عمل سے وابستہ ہے، جسے علم ہوگا وہ عمل بھی کرے گا، اور علم تو عمل کو پکارتا ہے اگر عمل اُس پر لبیک کہتا ہے تو خیر، ورنہ وہاں سے کوچ کر جاتا ہے۔

۳۶۰۔ اَيُّهَا النَّاسُ مَتَاعُ الدُّنْيَا حُطَامٌ مُوْبِيٌ فَتَجَنَّبُوْا مَرْعَاةً

۳۶۰۔ وعظ۔ لوگو! سامانِ دُنیا ہلاکت آفریں ہے، تو ایسی چراگاہ سے بچو جہاں سے سفر کرنا ٹھہرنے سے زیادہ نفع بخش ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

قُنْعَتُهَا أَحْظَى مِنْ طُمَأْنِينَتِهَا وَبُلْغَتُهَا
أَزْكَى مِنْ ثَرْوَتِهَا، حُكِمَ عَلَى مُكْثِرِيهَا
بِالْفَاقَةِ وَأُعْنِيَ مَنْ عُنِيَ عَنْهَا
بِالرَّاحَةِ وَمَنْ رَاقَهُ زِبْرِجُهَا أَعْقَبَتْ
نَاظِرَيْهِ كَمَهًا[1] وَمَنِ اسْتَشْعَرَ الشَّعَفَ
بِهَا مَلَأَتْ مَسَامِعَهُ أَشْجَانًا لَهُنَّ
رَقْصٌ عَلَى سُوَيْدَاءِ قَلْبِهِ. هَمٌّ
يَشْغَلُهُ، وَهَمٌّ يَحْزُنُهُ. كَذَلِكَ حَتَّى
يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ فَيُلْقَى بِالْفَضَاءِ مُنْقَطِعًا
أَبْهَرَاهُ، هَيِّنًا عَلَى اللهِ فَنَاؤُهُ، وَعَلَى
الْإِخْوَانِ إِلْقَاؤُهُ، وَإِنَّمَا يَنْظُرُ الْمُؤْمِنُ
إِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الْاِعْتِبَارِ وَيَقْتَاتُ
مِنْهَا بِبَطْنِ الْاِضْطِرَارِ، وَيَسْمَعُ فِيهَا
بِأُذُنِ الْمَقْتِ وَالْإِبْغَاضِ، وَإِنْ قِيلَ
أَثْرَى قِيلَ أَكْدَى، وَإِنْ فُرِحَ لَهُ
بِالْبَقَاءِ حُزِنَ لَهُ بِالْفَنَاءِ، هٰذَا
وَلَمْ يَأْتِ يَوْمٌ فِيهِ يُبْلِسُونَ.

جہاں کی واجبی روزی دولت مندی سے زیادہ پاک ہے
یہاں کے سرمایہ داروں پر احتیاج کا حکم لگا دیا گیا ہے اور
جو اس سے بے پروا ہیں، انھیں راحت سے امداد دی گئی ہے
اور جسے اس دنیا کی چمک دمک بھا گئی نتیجے میں اُسے
نابینائی ملے گی، اور جس نے اس سے فریفتگی کو شعار
بنایا اُس کا دل ان غموں سے بھر جائے گا۔ جو اس کے
سویدائے قلب پر قبضہ کریں گے۔ ایک وہ غم جو اسے لگائے
رکھے ہمیشہ غمگین بنائے رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کی
گردن دبائی جاتی ہے اور میدان (قبرستان) میں ڈال
دیا جاتا ہے، اس کی گردن کی دونوں رگیں ٹوٹی ہوئی
ہوتی ہیں (تار نفس شکستہ ہو جائے گا) خدا پر اس کو موت
دینا، اور عزیزوں پر اسے دفن کرنا (زیادہ) تکلیف دہ
نہیں ہوتا۔ مومن ہی دنیا کو عبرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور
بمجبوری شکم بھر اس سے لیتا ہے، اس سے غصے اور ناراضگی کے
کانوں سے سنتا ہے۔ یہاں اگر (کسی کے لئے) کہا جاتا ہے کہ
"دولتمند ہو گیا"، تو (فوراً) کہا جاتا ہے "محتاج ہو گیا"، اور
اگر زندگی دے کر خوش کیا گیا تو فنا کر کے غمگین بھی بنایا گیا۔ یہ حالات
ہیں اور ابھی ان (انسانوں) کا وہ دن نہیں آیا جس میں وہ بالکل مایوس ہو جائیں گے۔

۳۶۱۔ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ وَضَعَ الثَّوَابَ
عَلَى طَاعَتِهِ، وَالْعِقَابَ عَلَى مَعْصِيَتِهِ
زِيَادَةً لِعِبَادِهِ عَنْ نِقْمَتِهِ وَحِيَاشَةً
لَهُمْ إِلَى جَنَّتِهِ.

۳۶۱۔ ثواب و عذاب کی بنیاد۔ خدا نے ثواب اطاعت
اور عقاب گناہ پر قرار دیا ہے تاکہ اپنے بندے
قہر و غضب سے بچا کر کے جنت کی طرف
بھیج سکے۔

---

[1] کَمَہٌ:۔ مادرزاد نابینائی۔ شَعَفٌ:۔ دل جلی۔ زِبْرِجٌ:۔ زینت۔ رَقْصٌ:۔ اچک لینا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۶۲۔ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى فِيهِمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ، وَمِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، مَسَاجِدُهُمْ يَوْمَئِذٍ عَامِرَةٌ مِنَ الْبِنَاءِ، خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، سُكَّانُهَا وَعُمَّارُهَا شَرُّ أَهْلِ الْأَرْضِ مِنْهُمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَإِلَيْهِمْ تَأْوِي الْخَطِيئَةُ، يَرُدُّونَ مَنْ شَذَّ عَنْهَا فِيهَا وَيَسُوقُونَ مَنْ تَأَخَّرَ عَنْهَا إِلَيْهَا، يَقُولُ اللهُ سُبْحَانَهُ فَبِي حَلَفْتُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولَئِكَ فِتْنَةً أَتْرُكُ الْحَلِيمَ فِيهَا حَيْرَانَ وَقَدْ فَعَلَ، وَنَحْنُ نَسْتَقِيلُ اللهَ عَثْرَةَ الْغَفْلَةِ۔

۳۶۲۔ مستقبل۔ لوگوں پر وہ زمانہ بھی آئے گا جب ان کے ماحول میں قرآن کے نشان، اور اسلام کا نام رہ جائے گا۔ ان کی مسجدیں تعمیری لحاظ سے آباد (خوبصورت) اور ہدایت کے لحاظ سے ویران ہوں گی (اسلامی شہروں کے) رہنے والے اور آباد کار بدترین اہل زمین ہوں گے۔ فتنہ انھیں سے اُٹھے گا اور غلط کاریاں وہیں پناہ لیں گی۔ جو اس آفت سے بچ گئے ہوں گے انھیں اس بلا میں پھر واپس لے آئیں گے اور جو پیچھے رہ گئے ہوں گے انھیں بھی کھینچ بلائیں گے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں وہ بلا بھیجوں گا کہ حلیم حیران رہ جائیں گے — بے شک یہی ہوگا — اور ہم خدا سے غفلتوں کی ٹھوکروں سے محفوظ رہنے کی دُعا کرتے ہیں۔

۳۶۳۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرتؑ منبر پر کھڑے ہونے سے اور خطبے سے پہلے اکثر فرماتے تھے:۔

أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللهَ فَمَا خُلِقَ امْرُؤٌ عَبَثًا فَيَلْهُوَ، وَلَا تُرِكَ سُدًى فَيَلْغُوَ، وَمَا دُنْيَاهُ الَّتِي تَحَسَّنَتْ لَهُ بِخَلَفٍ مِنَ الْآخِرَةِ الَّتِي قَبَّحَهَا سُوءُ النَّظَرِ عِنْدَهُ، وَمَا الْمَغْرُورُ الَّذِي ظَفَرَ مِنَ الدُّنْيَا بِأَعْلَى هِمَّتِهِ كَالْآخِرِ الَّذِي ظَفَرَ مِنَ الْآخِرَةِ بِأَدْنَى سُهْمَتِهِ۔

لوگو خدا سے ڈرو! کہ ایک شخص بھی بیکار نہیں پیدا کیا گیا کہ وہ کھیل کود میں لگ جائے، نہ کسی کو آزاد چھوڑا گیا کہ وہ لغویات میں پڑ جائے۔ جس نے اپنی غلط نگاہی سے آخرت کو خراب کر دیا، اس کی اچھی بنائی ہوئی دنیا اس کے لئے (آخرت کی) اچھی جانشین نہیں ہے اور نہ دنیا میں کامیاب ہونے والا مبتلائے فریب اُس شخص سے بلند ہمت ہے جو آخرت سے تھوڑا حصہ بھی پا گیا ہے۔

۳۶۴۔ لَا شَرَفَ أَعْلَى مِنَ الْإِسْلَامِ وَلَا عِزَّ أَعَزُّ مِنَ التَّقْوَى، وَلَا مَعْقِلَ أَحْصَنُ مِنَ الْوَرَعِ، وَلَا شَفِيعَ أَنْجَحُ

۳۶۴۔ اسلام اور شرف۔ اسلام سے بہتر شرف، اور تقوے سے اچھی عزت اور ورع (پرہیزگاری) سے زیادہ مضبوط پناہ گاہ، توبہ سے زیادہ کامیاب سفارش کرنے والا،

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنَ التَّوْبَةِ، وَلَا كَنْزَ أَغْنَى مِنَ الْقَنَاعَةِ، وَلَا مَالَ أَذْهَبُ لِلْفَاقَةِ مِنَ الرِّضَى بِالْقُوتِ وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلَى بُلْغَةِ الْكِفَافِ فَقَدِ انْتَظَمَ الرَّاحَةَ وَتَبَوَّءَ خَفْضَ الدَّعَةِ وَالرَّغْبَةُ مِفْتَاحُ النَّصَبِ وَمَطِيَّةُ التَّعَبِ وَالْحِرْصُ وَالْكِبْرُ وَالْحَسَدُ دَوَاعٍ إِلَى التَّقَحُّمِ فِي الذُّنُوبِ، وَالشَّرُّ جَامِعُ مَسَاوِي الْعُيُوبِ۔

قناعت سے عمدہ غنی کرنے والا خزانہ، اور ضروری روزی پر خوش رہنے سے زیادہ محتاج کو دور کرنے والا مال (دنیا میں) کوئی بھی نہیں اور جس نے کفایت بھر روزی پر اکتفا کر لی اس نے سکون کا انتظام کر لیا، اور فراغتِ اطمینان میں گھر بنا لیا۔ شوق تھکن کی کنجی اور تکان کی سواری اور لالچ، تکبر و حسد گناہوں میں داخل ہونے کے سبب ہیں، اور شر تمام برے عیوب کا جامع ہے۔

۳۶۵۔ قَالَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ:۔

يَا جَابِرُ! قِوَامُ الدِّينِ وَالدُّنْيَا بِأَرْبَعَةٍ عَالِمٌ مُسْتَعْمِلٌ عِلْمَهُ، وَجَاهِلٌ لَا يَسْتَنْكِفُ أَنْ يَتَعَلَّمَ وَجَوَادٌ لَا يَبْخَلُ بِمَعْرُوفِهِ وَفَقِيرٌ لَا يَبِيعُ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ، فَإِذَا ضَيَّعَ الْعَالِمُ عِلْمَهُ اسْتَنْكَفَ الْجَاهِلُ أَنْ يَتَعَلَّمَ وَإِذَا بَخِلَ الْغَنِيُّ بِمَعْرُوفِهِ بَاعَ الْفَقِيرُ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ۔

يَا جَابِرُ! مَا كَثُرَتْ نِعَمُ اللّٰهِ عَلَى عَبْدٍ كَثُرَتْ حَوَائِجُ النَّاسِ إِلَيْهِ فَمَنْ قَامَ لِلّٰهِ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلدَّوَامِ وَالْبَقَاءِ وَمَنْ لَمْ يَقُمْ فِيهَا بِمَا يَجِبُ عَرَّضَهَا لِلزَّوَالِ وَالْفَنَاءِ۔

۳۶۵۔ دین و دنیا کا دار و مدار۔ جابرؓ بن عبداللہ انصاری (صحابی پیغمبرؐ) سے فرمایا:

جابر! دین و دنیا کا مدار چار (آدمیوں) پر ہے (۱) وہ عالم جو اپنا علم کام میں لائے (۲) وہ جاہل جو (نامعلوم باتوں کے) حاصل کرنے میں عیب محسوس نہ کرے۔ (۳) وہ سخی جو اپنی عطا میں کنجوسی نہ کرے (۴) اور وہ فقیر جو اپنی آخرت دنیا کے ہاتھ نہ بیچے۔ جب عالم اپنا علم ضائع کرتا ہے، تو جاہل تحصیلِ علم سے نفرت کرتا ہے، اور جب غنی اپنے احسان سے ہاتھ روکتا ہے تو فقیر اپنی آخرت دنیا کے ہاتھوں بیچ ڈالتا ہے۔

جابر! جن پر خدا کا انعام زیادہ ہوتا ہے، اسی سے لوگوں کی ضرورتیں وابستہ ہوتی ہیں۔ تو جو ایسے موقعوں پر رضائے الٰہی پر قائم رہتے ہیں وہ اپنی نعمتوں کو جاودانیت کے لئے پیش کرتے ہیں اور جو واجبات کا خیال نہیں رکھتا وہ زوال و فنا کی بھینٹ چڑھاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۶۶۔ رَوَى ابْنُ جَرِيرِ الطَّبَرِيُّ فِي تَارِيخِهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى الْفَقِيهِ وَكَانَ مِمَّنْ خَرَجَ لِقِتَالِ الْحَجَّاجِ مَعَ ابْنِ الْأَشْعَثِ۔ إِنَّهُ قَالَ فِيهَا كَانَ يَحُضُّ بِهِ النَّاسَ عَلَى الْجِهَادِ: إِنِّي سَمِعْتُ عَلِيًّا۔ رَفَعَ اللّٰهُ دَرَجَتَهُ فِي الصَّالِحِينَ وَآتَاهُ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ وَالصِّدِّيقِينَ يَقُولُ يَوْمَ لَقِينَا أَهْلَ الشَّامِ:۔

أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ! إِنَّهُ مَنْ رَأَى عُدْوَانًا يُعْمَلُ بِهِ وَمُنْكَرًا يُدْعَى إِلَيْهِ فَأَنْكَرَهُ بِقَلْبِهِ فَقَدْ سَلِمَ وَبَرِئَ، وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِلِسَانِهِ فَقَدْ أُجِرَ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهِ وَمَنْ أَنْكَرَهُ بِالسَّيْفِ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَكَلِمَةُ الظَّالِمِينَ هِيَ السُّفْلَى فَذٰلِكَ الَّذِي أَصَابَ سَبِيلَ الْهُدَى وَقَامَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَنَوَّرَ فِي قَلْبِهِ الْيَقِينُ۔

۳۶۶۔ نیت کا اثر۔ عبداللہ بن ابی لیلے الفقیہ (حضرتؑ کے محترم صحابی) جو حجاج اور ابن اشعث کی لڑائی میں حضرتؑ کی طرف سے لڑنے گئے تھے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: حضرتؑ لوگوں کو جہاد کے لئے اُبھارتے تھے، میں نے سُنا کہ علی: خدا صالحین میں ان کو بڑا درجہ اور صدیقین و شہدا کا ثواب انھیں مرحمت فرمائے کہ جب ہم شامیوں کے مقابلے میں آئے تو آپ نے فرمایا:۔

مومنو! جو دیکھے کہ ظلم ہو رہا ہے اور منکر خداوندی کی دعوت دی جا رہی ہے پھر اُسے دل سے ناپسند کرے تو وہ محفوظ و بری ہے اور جو زبان سے (اظہار ناپسندیدگی) کرے اسے عوض بھی دیا گیا، بلکہ وہ اپنے ساتھی (منکر بقلب) سے اچھا ہے۔ اور جس نے تلوار سے اظہار ناپسندیدگی کیا تاکہ نام خدا بلند اور ظالموں کا نام ذلیل ہو، اُس نے ہدایت کا رستہ بھی پایا اور صراط مستقیم پر بھی ٹھہرا اور دل میں یقین نے نور بھی دیا۔

۳۶۷۔ فِي كَلَامٍ آخَرَ يَجْرِي هٰذَا الْمَجْرَى فَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ لِلْمُنْكَرِ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ فَذٰلِكَ الْمُسْتَكْمِلُ لِخِصَالِ الْخَيْرِ، وَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَتَارِكٌ بِيَدِهِ فَذٰلِكَ

۳۶۷۔ اسی موضوع (امر بالمعروف و نہی عن المنکر) پر حضرتؑ کا ایک اور کلام ہے: ان میں سے کچھ لوگ منکر کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہاتھ سے بھی، زبان و دل سے بھی، یہ وہ ہیں جنھوں نے اچھے صفات میں کمال چاہا ہے اور ان میں وہ بھی ہیں جو زبان و دل سے تو اظہار ناپسندیدگی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مُتَمَسِّكٌ بِخَصْلَتَيْنِ مِنْ خِصَالِ الْخَيْرِ وَمُضَيِّعٌ خَصْلَةً وَمِنْهُمُ الْمُنْكِرُ بِقَلْبِهِ وَالتَّارِكُ بِيَدِهِ وَلِسَانِهِ فَذٰلِكَ الَّذِي ضَيَّعَ أَشْرَفَ الْخَصْلَتَيْنِ مِنَ الثَّلَاثِ وَتَمَسَّكَ بِوَاحِدَةٍ۔ وَمِنْهُمْ تَارِكٌ لِإِنْكَارِ الْمُنْكَرِ بِلِسَانِهِ وَقَلْبِهِ وَيَدِهِ، فَذٰلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ، وَمَا أَعْمَالُ الْبِرِّ كُلُّهَا وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عِنْدَ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ إِلَّا كَنَفْثَةٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ وَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ، وَأَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ۔

کرتے ہیں لیکن ہاتھ سے چھوڑ رکھا ہے۔ اس نے دو اچھی صفتیں حاصل کرلیں اور ایک خصلت سے ہاتھ دھو لیا، وہ بھی ہیں جو دل سے نفرت کرتے ہیں لیکن زبان اور ہاتھ سے کچھ نہیں کرتے۔ انھوں نے تین میں سے دو بہترین خصلتیں چھوڑ دیں اور ایک کو اپنا لیا۔ ایک ایسا شخص ہے جو منکر باتوں کو زبان، دل اور ہاتھ کسی سے نہیں روکتا۔ یہ زندہ لاش ہے۔ (یوں سمجھنا چاہیے کہ) تمام نیک اعمال امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے جنگ کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر میں کلی (چلّو بھر پانی) اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر موت سے قریب اور روزی میں کمی نہیں کرتے (کہ اس ڈر سے اسے نہ اپنایا جائے)" اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہی جائے۔"

۳۶۸۔ وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا تَغْلِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْجِهَادِ، الْجِهَادُ بِأَيْدِيكُمْ، ثُمَّ بِأَلْسِنَتِكُمْ، ثُمَّ بِقُلُوبِكُمْ فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ بِقَلْبِهِ مَعْرُوفًا وَلَمْ يُنْكِرْ مُنْكَرًا قُلِبَ فَجُعِلَ أَعْلَاهُ أَسْفَلَهُ وَأَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ۔

۳۶۸۔ ابو جحیفہ[1] کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنینؑ کو کہتے سنا کہ، پہلے پہل تو جہادوں میں سے دستی جنگ میں شکست پاؤ گے پھر زبانی اصلاح جوئی سے (ہاتھ دھو دو گے) پھر زبانی اور آخر میں دل سے، تو جو دل سے معروف کو پسند اور منکر کو ناپسند نہ کرے تو خدا اس کا دل الٹ دے گا اور اس کو زیر و زبر کر دے گا۔

۳۶۹۔ إِنَّ الْحَقَّ ثَقِيلٌ مَرِيءٌ، وَإِنَّ الْبَاطِلَ

۳۶۹۔ حق و باطل۔ بے شک حق بھاری اور تلخ ہے

---

[1] وہب بن عبداللہ سوائی جنھیں حضرتؐ وہب الخیر فرماتے تھے، حضرتؑ کے معتبر صحابی اور بیت المال کوفہ کے مہتمم تھے۔ فیض الاسلام

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خَفِيفٌ وَّبِيٌّ۔

۳۷۰۔ لَا تَأْمَنَنَّ عَلٰى خَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَذَابَ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ "فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ" وَلَا تَيْأَسَنَّ لِشَرِّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ لِقَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ إِنَّهٗ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ"۔

باطل ہلکا اور دبا انگیز ہے۔

۳۷۰۔ امت اسلام و عذاب۔ نیک عمل مسلمان عذاب خدا سے بے فکر نہ ہوں کہ خدا نے فرمایا ہے "سزائے خدا سے کافروں کے علاوہ کوئی مطمئن نہیں[1] اور اس امت کے شریر و بدکار کو رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ارشاد باری ہے "رحمت باری سے کافروں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا[2]۔

۳۷۱۔ اَلْبُخْلُ جَامِعٌ لِمَسَاوِي الْعُيُوْبِ وَهُوَ زِمَامٌ يُقَادُ بِهٖ إِلٰى كُلِّ سُوْءٍ۔

۳۷۱۔ بخل۔ کنجوسی تمام برائیوں کی جامع ہے اور یہ وہ لگام ہے جس سے ہر برائی کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

۳۷۲۔ اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَإِنْ لَّمْ تَأْتِهٖ أَتَاكَ فَلَا تَحْمِلْ هَمَّ سَنَتِكَ عَلٰى هَمِّ يَوْمِكَ كَفَاكَ كُلُّ يَوْمٍ مَّا فِيْهِ، فَإِنْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَيُؤْتِيْكَ فِيْ كُلِّ غَدٍ جَدِيْدٍ مَا قَسَمَ لَكَ وَإِنْ لَّمْ تَكُنِ السَّنَةُ مِنْ عُمُرِكَ فَمَا تَصْنَعُ بِالْهَمِّ لِمَا لَيْسَ لَكَ، وَلَنْ يَسْبِقَكَ إِلٰى رِزْقِكَ طَالِبٌ، وَلَنْ يَّغْلِبَكَ عَلَيْهِ غَالِبٌ وَلَنْ يُّبْطِئَ عَنْكَ مَا قَدْ قُدِّرَ لَكَ۔ وَقَدْ مَضٰى هٰذَا الْكَلَامُ فِيْمَا تَقَدَّمَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ إِلَّا أَنَّهٗ هٰهُنَا أَوْضَحُ وَأَشْرَحُ، فَلِذٰلِكَ كَرَّرْنَاهُ عَلَى الْقَاعِدَةِ الْمُقَرَّرَةِ فِيْ أَوَّلِ هٰذَا الْكِتَابِ

۳۷۲۔ رزق۔ روزی دو طرح کی ہے: ایک وہ جسے تم تلاش کرتے ہو، دوسری وہ جو تم کو تلاش کرتی ہے کہ اگر تم اس کے پاس نہ جاؤ تو وہ تمہارے پاس آجائے گی۔ تو سال بھر کی فکر آج ہی نہ کرو۔ ہر روز کے حالات اُس دن کے لئے بہت ہیں۔ اب اگر تمہاری عمر ایک سال ہے تو خداوند عالم ہر نئے دن اُس کا مقسوم دے گا۔ اور اگر سال بھر کی عمر نہیں ہے تو پھر ایسی فکر سے کیا فائدہ جس میں تمہارا کچھ نہیں۔ پھر تمہاری روزی تک کوئی بڑھنے والا پہونچ نہیں سکتا اور غالب آنے والا قبضہ نہیں کر سکتا اور جو مقدر میں ہے اُس میں تاخیر نہیں ہو سکتی ــــ (یہ کلام پہلے بھی (ف ۲۶۰) گزر چکا ہے۔ لیکن یہاں زیادہ توضیح و تشریح ہے۔ لہذا ہم نے دیباچہ کتاب کے مقررہ اصول کے مطابق اسے مکرر درج کیا ہے۔ (رضی)

---

[1] س ۷، ی ۹۹ [2] س ۱۲ ی ۸۷۔ دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ نہ اُس کے غضب سے اطمینان تام ہے نہ مکمل مایوسی۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۷۳۔ رُبَّ مُسْتَقْبِلِ يَوْمًا لَيْسَ بِمُسْتَدْبِرِهٖ، وَمَغْبُوْطٍ فِيْ أَوَّلِ لَيْلِهٖ قَامَتْ بَوَاكِيْهِ فِيْ اٰخِرِهٖ۔

۳۷۳۔ اندیشۂ فردا۔ بہت سے لوگ نئے دن کا استقبال کرتے ہیں اور پلٹ نہیں پاتے (کہ موت آجاتی ہے) اور بہت سے سرِشام قابلِ رشک ہوتے ہیں مگر رات گئے ان پر رونے والیاں روتی ہیں۔

۳۷۴۔ اَلْكَلَامُ فِيْ وِثَاقِكَ مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ بِهٖ فَإِذَا تَكَلَّمْتَ بِهٖ صِرْتَ فِيْ وِثَاقِهٖ، فَاخْزُنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزُنُ ذَهَبَكَ وَوَرِقَكَ، فَرُبَّ كَلِمَةٍ سَلَبَتْ نِعْمَةً وَجَلَبَتْ نِقْمَةً۔

۳۷۴۔ سمجھ کے بولو۔ بات تمہاری قید میں ہے مگر جب تک چپ ہو، اور جب بول دیتے ہو تو تم اس کے پابند ہو گئے۔ تو زبان (کے الفاظ) کی اس طرح حفاظت کرو جیسے اپنے سونے اور چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔ بہت سی لفظیں نعمت چھین لیتی اور عذاب حاصل کر لیتی ہیں

۳۷۵۔ لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ بَلْ لَا تَقُلْ كُلَّ مَا تَعْلَمُ۔ فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قَدْ فَرَضَ عَلٰى جَوَارِحِكَ كُلِّهَا فَرَائِضَ يَحْتَجُّ بِهَا عَلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۳۷۵۔ سمجھ کے بولو۔ جو نہ جانتے ہو وہ نہ کہو بلکہ ہر معلوم بات بھی نہ کہو، کیونکہ خداوند عالم نے تمہارے تمام اعضا و جوارح پر کچھ فرائض مقرر کئے ہیں جن سے قیامت کے دن حجت قائم کی جائے گی۔

۳۷۶۔ اِحْذَرْ أَنْ يَّرَاكَ اللّٰهُ عِنْدَ مَعْصِيَتِهٖ، وَيَفْقِدَكَ عِنْدَ طَاعَتِهٖ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ وَإِذَا قَوِيْتَ فَقَوِّ عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ، وَإِذَا ضَعُفْتَ فَاضْعُفْ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ۔

۳۷۶۔ گناہ نہ کرو۔ ڈرو! کہ کہیں خدا اپنی معصیت کے وقت تمہیں نہ دیکھ لے اور عبادت کے موقع پر تمہیں نہ پائے، ورنہ تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔ اگر طاقت ہو، تو عبادت الٰہی کے لئے اور اگر کمزور ہو تو گناہ خداوندی کرنے میں۔

۳۷۷۔ اَلرُّكُوْنُ إِلَى الدُّنْيَا مَعَ مَا تُعَايِنُ مِنْهَا جَهْلٌ، وَالتَّقْصِيْرُ فِيْ حُسْنِ الْعَمَلِ إِذَا وَثِقْتَ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ غَبْنٌ وَالطُّمَأْنِيْنَةُ إِلٰى كُلِّ أَحَدٍ قَبْلَ الْاِخْتِبَارِ لَهٗ عَجْزٌ۔

۳۷۷۔ سچی بات۔ دنیا میں یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اس کی طرف جھکنا، جہالت ہے، اور اچھے اعمال میں یقین ثواب کے بعد غفلت برتنا گھاٹا، اور ہر ایک پر آزمائش سے پہلے بھروسہ (کرنے کا نام) سستی ہے۔

۳۷۸۔ مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ أَنَّهٗ

۳۷۸۔ دنیا۔ خدا کی بارگاہ میں ذلت دنیا کے لئے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

لَا يُعْصَى إِلَّا فِيهَا، وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا۔

(یہ کیا کم) ہے کہ اس کا گناہ نہیں ہوتا ہے اور اس (خدا) کی بارگاہ سے جب کچھ ملتا ہے تو دنیا چھوڑ کر ہی ملتا ہے۔

۳۷۹۔ مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: مَنْ فَاتَهُ حَسَبُ نَفْسِهِ، لَمْ يَنْفَعْهُ حَسَبُ آبَائِهِ۔

۳۷۹۔ کردار۔ جس کا عمل اسے سست کردے اسے خاندان (کا تقدس) آگے نہیں بڑھا سکتا[1]۔ اور دوسری روایت ہے جس نے ذاتی وجاہت کھو دی آباؤ اجداد کا شرف اُس کے کیا کام آئے گا۔ (دیکھئے فقرہ ۲۳)

۳۸۰۔ مَنْ طَلَبَ شَيْئًا نَالَهُ أَوْ بَعْضَهُ۔

۳۸۰۔ کوشش۔ جو کسی چیز کے لئے تلاش کرتا ہے اُس کو مکمل یا نامکمل طور پر حاصل (ضرور) کر لیتا ہے۔

۳۸۱۔ مَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ، وَمَا شَرٌّ بِشَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ، وَكُلُّ نَعِيمٍ دُونَ الْجَنَّةِ مَحْقُورٌ، وَكُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ عَافِيَةٌ۔

۳۸۱۔ نیکی کے بعد دوزخ یعنی چہ؟ وہ نیکی بھی کوئی نیکی ہے جس کے بعد جہنم ہو اور وہ شر شر نہیں جس کے بعد جنت ملے۔ جنت کے علاوہ ہر نعمت حقیر، اور جہنم کے مقابلے میں ہر مصیبت عافیت ہے۔

۳۸۲۔ أَلَا وَإِنَّ مِنَ الْبَلَاءِ الْفَاقَةَ وَأَشَدُّ مِنَ الْفَاقَةِ مَرَضُ الْبَدَنِ وَأَشَدُّ مِنْ مَرَضِ الْبَدَنِ مَرَضُ الْقَلْبِ۔ أَلَا وَإِنَّ مِنَ النَّعِيمِ سَعَةَ الْمَالِ، وَأَفْضَلُ مِنْ سَعَةِ الْمَالِ صِحَّةُ الْبَدَنِ، وَأَفْضَلُ مِنْ صِحَّةِ الْبَدَنِ تَقْوَى الْقَلْبِ۔

۳۸۲۔ صحت۔ یاد رہے کہ غربت و احتیاج بلا ہے اور احتیاج سے زیادہ سخت ہے۔ جسمانی بیماری اور جسمانی بیماری سے سخت ہے قلبی مرض (کفر و فسق و نفاق) آگاہ ہو، کہ مالی خوش حالی اور اس سے بہتر صحت بدن اور اس سے افضل تقوائے قلب۔

۳۸۳۔ لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ: فَسَاعَةٌ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّهُ، وَسَاعَةٌ يَرُمُّ مَعَاشَهُ، وَسَاعَةٌ يُخَلِّي بَيْنَ نَفْسِهِ وَبَيْنَ لَذَّتِهَا فِيمَا يَحِلُّ وَيَجْمُلُ

۳۸۳۔ نظام اوقات۔ مومن کے تین وقت ہیں، (اس کی مصروفیت یہ ہے) ایک وقت وہ خدا سے مناجات کرتا ہے، ایک وقت وہ جب وہ معاش (و ضروریاتِ زندگی) کے لئے (کام کرتا ہے) اور (تیسرا وہ وقت)

---

[1] (دیکھئے فقرہ ۲۲)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَيْسَ لِلْعَاقِلِ أَنْ يَكُونَ شَاخِصًا إِلَّا فِي ثَلَاثٍ: مَرَمَّةٍ لِلْمَعَاشِ، أَوْ خَطْوَةٍ فِي مَعَادٍ، أَوْ لَذَّةٍ فِي غَيْرِ مُحَرَّمٍ۔

جب وہ اپنے نفس اور لذاتِ حلال و دلنوازی میں مصروف رہے ــــ عقلمند آدمی کو سفر کا حق نہیں مگر تین مقصدوں کے لئے :- اصلاح معاش، سفر (برائے ثواب) آخرت اور حلال آسائش و راحت کے لئے۔

۳۸۴۔ إِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُبَصِّرْكَ اللّٰهُ عَوْرَاتِهَا، وَلَا تَغْفُلْ فَلَسْتَ بِمَغْفُولٍ عَنْكَ۔

۳۸۴۔ خدا غافل نہیں۔ دنیا سے الگ رہو، خدا تمہیں اس کے عیوب دکھلائے گا۔ خدا سے غافل نہ ہو کہ وہ تم سے غافل نہیں۔

۳۸۵۔ تَكَلَّمُوا تُعْرَفُوا فَإِنَّ الْمَرْءَ مَخْبُوءٌ تَحْتَ لِسَانِهِ۔

۳۸۵۔ تقریر؟ بولو کہ پہچان لئے جاؤ، کیونکہ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔

۳۸۶۔ نِعْمَ الطِّيبُ الْمِسْكُ خَفِيفٌ مَحْمِلُهُ، عَطِرٌ رِيحُهُ۔

۳۸۶۔ مشک؟ مشک کی خوشبو بھی کیا چیز ہے؟ عطر دان (ناف) ہلکا، بو عطر بیز۔

۳۸۷۔ ضَعْ فَخْرَكَ، وَاحْطُطْ كِبْرَكَ وَاذْكُرْ قَبْرَكَ۔

۳۸۷۔ یادِ قبر۔ فخر چھوڑ دو، تکبر گرا دو۔ قبر کو یاد رکھو۔

۳۸۸۔ خُذْ مِنَ الدُّنْيَا مَا أَتَاكَ، وَتَوَلَّ عَمَّا تَوَلَّى عَنْكَ، فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَفْعَلْ فَاجْمِلْ فِي الطَّلَبِ۔

۳۸۸۔ تلاشِ معاش۔ دنیا سے خدا جو دے دے لو، جو (مال) تم سے منہ پھیرے تو تم بھی ادھر نہ دیکھو اور اگر یہ نہ کرو تو کسبِ معاش میں اچھا راستہ اختیار کرو (جائز و مباح)

۳۸۹۔ رُبَّ قَوْلٍ أَنْفَذُ مِنْ صَوْلٍ۔

۳۸۹۔ بات۔ بہت سی باتیں حملہ (قتل) سے زیادہ اثر انگیز ہوتی ہیں۔

۳۹۰۔ كُلُّ مُقْتَصِرٍ عَلَيْهِ كَافٍ۔

۳۹۰۔ قناعت۔ ہر اکتفا کرنے والی چیز کافی ہے (زیادہ کی ضرورت نہیں)

۳۹۱۔ اَلْمِنِيَّةُ وَلَا الدَّنِيَّةُ، وَالتَّقَلُّلُ وَلَا التَّوَسُّلُ وَمَنْ لَمْ يُعْطَ قَاعِدًا لَمْ يُعْطَ قَائِمًا وَالدَّهْرُ يَوْمَانِ يَوْمٌ لَكَ وَيَوْمٌ عَلَيْكَ،

۳۹۱۔ موت یا عزت۔ موت قبول ہے مگر ذلت گوارا نہیں، تھوڑے پر (گزارہ دو) لیکن وسیلہ (دست سوال) منظور نہیں، جسے بیٹھ کے (روزی) نہ ملی اُسے کھڑے ہو کے بھی

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَإِذَا كَانَ لَكَ فَلَا تَبْطَرْ، وَإِذَا كَانَ عَلَيْكَ فَاصْبِرْ۔

دی جائے گی (قسمت کا کھیل ہے) اور زمانہ کے دو دن ہیں۔ تمھارے حق میں (اقبال کے دن) ایک تمھارے خلاف (ادبار) جب اقبال کے دن ہوں تو اترانا نہیں، اور جب ادبار کے دن ہوں تو صبر کرنا۔

۳۹۲۔ إِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ حَقًّا وَإِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ حَقًّا، فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ أَنْ يُطِيعَهُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي مَعْصِيَةِ اللهِ سُبْحَانَهُ، وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ أَنْ يُحَسِّنَ اسْمَهُ، وَيُحَسِّنَ أَدَبَهُ وَيُعَلِّمَهُ الْقُرْآنَ۔

۳۹۲۔ اولاد کا حق۔ بیٹے کا باپ پر اور باپ کا بیٹے پر حق ہے۔ باپ کا حق تو یہ ہے کہ اولاد اُس کی اطاعت کرے ہر بات میں سوائے معصیت خدا کے۔ اور اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ:۔ (۱) نام اچھا رکھے۔ (۲) اخلاق اچھے بنائے۔ (۳) قرآن کی تعلیم دے۔

۳۹۳۔ اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَالرُّقَى حَقٌّ، وَالسِّحْرُ حَقٌّ۔ وَالطِّيَرَةُ لَيْسَتْ بِحَقٍّ وَالْعَدْوَى لَيْسَتْ بِحَقٍّ وَالطِّيبُ نُشْرَةٌ وَالْعَسَلُ نُشْرَةٌ وَالرُّكُوبُ نُشْرَةٌ وَالنَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ نُشْرَةٌ۔

۳۹۳۔ اثر انگیز چیزیں۔ نگاہ بد، جادو ٹونا تو ہیں۔ مگر فال وشگون کچھ نہیں، اور مرض کا ایک سے دوسرے میں منتقل کرنا غلط ہے۔ خوشبو شہد سواری اور سبزے کو دیکھنا بھی (ایک جادو ہے (کہ دل و دماغ پر اثر کرتا ہے)

۳۹۴۔ مُقَارَبَةُ النَّاسِ فِي أَخْلَاقِهِمْ أَمْنٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ۔

۳۹۴۔ معاشرتی ہم آہنگی۔ لوگوں سے ان کی معاشرتی ہم آہنگی ان کے خطرات سے پناہ ہے (کہ وہ اجنبی نہ سمجھیں۔ مرتب)

۳۹۵۔ حضرتؑ نے کسی ایسے شخص سے جو آپ سے بات کر رہا تھا۔ اور اثنائے گفتگو میں کوئی ایسی بات کہی جو اُس کے شایان شان نہ تھی، فرمایا:۔

لَقَدْ طِرْتَ شَكِيرًا، وَهَدَرْتَ سَقْبًا،

پَر نکلتے ہی اُڑنے لگے اور بچپنے ہی میں بلبلانے لگے۔

شَکِیر سے یہاں مُراد ہے طائر کے وہ رُویں جو پَر نکلنے اور قوت و طاقت آنے سے پہلے نکلتے ہیں۔

سَقْب۔ چھوٹا اونٹ۔ جو پورا نر بننے سے پہلے نہیں بلبلاتا۔ (رضیؒ)

۳۹۶۔ مَنْ أَرَادَ إِلَى مُتَفَاوِتٍ خَذَلَتْهُ الْحِيَلُ۔

۳۹۶۔ استقلال۔ جس نے مختلف کاموں کو (بیک وقت) کرنا چاہا۔ اُس کی تدبیروں نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا (ایک وقت میں ایک کام کرو)۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۳۹۷۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ـــــ کے معنے پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا:۔

إِنَّا لَا نَمْلِكُ مَعَ اللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَمْلِكُ إِلَّا مَا مَلَّكَنَا، فَمَتَى مَلَّكَنَا مَا هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنَّا كَلَّفَنَا، وَمَتَى أَخَذَهُ مِنَّا وَضَعَ تَكْلِيفَهُ عَنَّا۔

(مطلب یہ ہے کہ) ہم اللہ کے ساتھ کسی کام میں اُس کے شریک نہیں، ہم اُسی کے مالک ہیں جس کا مالک اُس نے ہمیں بنایا، اور جب وہ کوئی چیز ہم سے لے لیتا ہے تو ہماری ذمّے داری برطرف کر دیتا ہے (یعنی نہ پہلے مالک تھے نہ آئندہ مالک رہیں گے۔ م ح)

۳۹۸۔ آپ نے سُنا کہ جناب عمار بن یاسر رحمہ اللہ، مغیرہ بن شعبہ کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں، فرمایا:۔

دَعْهُ يَا عَمَّارُ! فَإِنَّهُ لَمْ يَأْخُذْ مِنَ الدِّينِ إِلَّا مَا قَارَبَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَعَلَى عَمْدٍ لَبَّسَ عَلَى نَفْسِهِ لِيَجْعَلَ الشُّبُهَاتِ عَاذِرًا لِسَقَطَاتِهِ۔

عمار انھیں چھوڑو! انھوں نے تو دین سے صرف اتنا ہی لیا ہے جو دُنیا سے قریب کر دے۔ اور جانتے بُوجھتے اپنے لیے معاملات کو مشتبہ کر لیا ہے کہ ان شبہوں کو اپنی لغزشوں کے عذر بنا لے۔ (انھیں دین و مذہب سے کیا واسطہ؟)

۳۹۹۔ مَا أَحْسَنَ تَوَاضُعَ الْأَغْنِيَاءِ لِلْفُقَرَاءِ طَلَبًا لِمَا عِنْدَ اللّٰهِ! وَأَحْسَنُ مِنْهُ تِيهُ الْفُقَرَاءِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ اتِّكَالًا عَلَى اللّٰهِ۔

۳۹۹۔ فقیروں کی شاہی۔ سرمایہ داروں کا فقیروں سے جُھک کے ملنا اگر خوشنودی خدا کے لیے ہو تو کتنا اچھا ہے، اور اس سے اچھا یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے فقیر مالداروں سے ناز کریں۔

۴۰۰۔ مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ امْرَأً عَقْلًا إِلَّا لِيَسْتَنْقِذَهُ بِهِ يَوْمًا مَا۔

۴۰۰۔ عقل کا فائدہ۔ خدا نے آدمی کو عقل صرف اس لئے دی ہے کہ اس کی مدد سے ایک دن (قیامت) نجات حاصل کر سکیں۔

۴۰۱۔ مَنْ صَارَعَ الْحَقَّ صَرَعَهُ۔

۴۰۱۔ حق سے ٹکر کا نتیجہ۔ جو حق سے جنگ کرے گا۔ حق اُسے شکست دے گا۔

۴۰۲۔ اَلْقَلْبُ مُصْحَفُ الْبَصَرِ۔

۴۰۲۔ دل۔ دل آنکھ کا مصحف ہے (جو یہ دیکھتی اُسے دل محفوظ کرتا، اگر وہ عبرت نہیں لیتا تو دل ہی نہیں)۔

۴۰۳۔ اَلتُّقَى رَئِيسُ الْأَخْلَاقِ۔

۴۰۳۔ تقوے۔ تقوے صفات و اخلاق کا سردار (تمام صفتیں تقوے کی تابع ہیں)

۴۰۴۔ لَا تَجْعَلَنَّ ذَرَبَ لِسَانِكَ عَلَى

۴۰۴۔ استاد کی عزت کرو۔ اپنی زبان کی تیزی اُس پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَنْ اَنْطَقَكَ، وَبَلَاغَةَ قَوْلِكَ عَلٰى مَنْ سَدَّدَكَ۔

نہ آزما، جس نے تمہیں بولنا سکھایا، اور اپنی چرب زبانی (اُسے) نہ دکھاؤ، جس نے تمہیں سیدھا کیا۔

۴۰۵۔ كَفَاكَ اَدَبًا لِنَفْسِكَ اِجْتِنَابُ مَا تَكْرَهُهُ مِنْ غَيْرِكَ۔

۴۰۵۔ ایک نکتہ، ایک دفتر۔ تمہیں اپنے نفس کی اصلاح کے لئے یہی کافی ہے کہ جو باتیں دوسرے کے لئے ناپسند کرتے ہو اُن سے بچو (دیکھئے فقرہ ۳۵۸)

۴۰۶۔ مَنْ صَبَّرَ صَبْرَ الْاَحْرَارِ، وَاِلَّا سَلَا سُلُوَّ الْاَغْمَارِ۔

۴۰۶۔ تعزیت۔ جس نے خود سے صبر کر لیا، اُس نے آزاد اور شریفانہ صبر کیا، ورنہ احمقوں کی طرح تسلی تو ہو ہی جائے گی۔ یا۔

۴۰۷۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرتؑ نے اشعث بن قیس سے تعزیت ادا کر کے فرمایا:۔

اِنْ صَبَرْتَ صَبْرَ الْاَكَارِمِ، وَاِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ۔

اگر معزز لوگوں کی طرح صبر کر لیا تو خیر، ورنہ جانوروں کی طرح چپ ہونا (پڑے گا) کہ یہ غم تازیانہ بن کر (تمہیں چپ کرا دے گا) (دیکھئے فقرہ ۲۸۴)

۴۰۸۔ فِيْ صِفَةِ الدُّنْيَا: اَلدُّنْيَا تَغُرُّ وَتَضُرُّ وَتَمُرُّ، اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمْ يَرْضَهَا ثَوَابًا لِاَوْلِيَائِهٖ وَلَا عِقَابًا لِاَعْدَائِهٖ وَاِنَّ اَهْلَ الدُّنْيَا كَرَكْبٍ بَيْنَا هُمْ حَلُّوْا اِذْ صَاحَ بِهِمْ سَائِقُهُمْ "فَارْتَحَلُوْا"۔

۴۰۸۔ دُنیا کا تعارف۔ یہ دُنیا؟ دُھوکا دیتی ہے، نقصان پہونچاتی ہے، گزر جاتی ہے (یوں سمجھو کہ خدا نے نہ تو اپنے اولیا کے لئے اسے ثواب میں دینا پسند کیا، اور نہ دشمنوں کو سزا کے لئے تجویز کیا۔ ان اہل دُنیا کی تو وہ مثل ہے کہ جیسے قافلہ ابھی اُترا ہی تھا کہ ان کو ہنکوے نے "چلو چلو" کی چیخ لگا دی۔

۴۰۹۔ اپنے صاحبزادے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:۔

يَا بُنَيَّ! لَا تُخَلِّفَنَّ وَرَاءَكَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا، فَاِنَّكَ تُخَلِّفُهُ لِاَحَدِ رَجُلَيْنِ: اِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيْتَ بِهٖ، وَاِمَّا رَجُلٍ عَمِلَ فِيْهِ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَشَقِيَ بِمَا

بیٹا! دُنیا میں اپنے بعد کچھ چھوڑ کے نہ جانا کہ اگر چھوڑ کے جاؤ گے تو دو میں سے ایک آدمی ضرور (حصے دار) ہوگا۔ یا وہ جو خدا کا عبادت گزار ہو، تو وہ شخص اس مال کی بدولت خوش نصیب رہا (کہ راہ خدا میں خرچ کر دیا) اور تم اسی مال سے بدقسمت رہے کہ جمع کر کے مر گئے اور کچھ نہ کیا، یا وہ آدمی ایسا ہوگا کہ معصیتِ خدا کرتا ہو، تو وہ تمہارے جمع کردہ مال کی وجہ سے بدنصیب ہوا۔ کیونکہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

جَمَعْتَ لَهُ فَكُنْتَ عَوْنًا لَهُ عَلَى مَعْصِيَتِهِ وَلَيْسَ أَحَدُ هٰذَيْنِ حَقِيقًا أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَيُرْوَى هٰذَا الْكَلَامُ فِي جِرَابٍ آخَرَ وَهُوَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الَّذِي فِي يَدَيْكَ مِنَ الدُّنْيَا قَدْ كَانَ لَهُ أَهْلٌ قَبْلَكَ وَهُوَ صَائِرٌ إِلَى أَهْلٍ بَعْدَكَ وَإِنَّمَا أَنْتَ جَامِعٌ لِأَحَدِ رَجُلَيْنِ: رَجُلٍ عَمِلَ فِيمَا جَمَعْتَهُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَسَعِدَ بِمَا شَقِيتَ بِهِ، أَوْ رَجُلٍ عَمِلَ فِيهِ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَشَقِيَ بِمَا جَمَعْتَ لَهُ، وَلَيْسَ أَحَدُ هٰذَيْنِ أَهْلًا أَنْ تُؤْثِرَهُ عَلَى نَفْسِكَ وَلَا أَنْ تَحْمِلَ لَهُ عَلَى ظَهْرِكَ فَارْجُ لِمَنْ مَضَى رَحْمَةَ اللّٰهِ وَلِمَنْ بَقِيَ رِزْقَ اللّٰهِ۔

تم عمل بد میں اُسکے مددگار ہوئے (نہ تم دولت چھوڑتے نہ وہ اس سے سامان عیش کرتا) اسلئے ان دونوں میں سے کوئی بھی اسکا مستحق نہیں کہ تم اپنے نفس پر اسکے لئے ایثار کرو! یہی کلام ایک اور طریقے سے بھی روایت ہے اور وہ یہ ہے کہ:۔

بعد حمد و ثنا، دنیا جو تمہارے سامنے (یا تمہارے قبضہ میں) ہے اس کے مالک تم سے پہلے بھی تھے اور تمہارے بعد بھی دوسروں کے پاس جائے گی۔ اور تم دو میں سے ایک شخص کیلئے جمع کر رہے ہو۔ وہ یا تو تمہارے ذخیرے کو اطاعت خدا میں خرچ کرے گا اور اس طرح تم جس کے ذریعے ناکام رہے۔ اس سے کامیاب ہوگا۔ یا وہ وارث اس دولت کو معصیت خدا میں صرف کرے گا تو جو تم نے اُس کے لئے جمع کیا اس سے وہ شخص شقی ہوگیا، تو ان دونوں میں سے ایک بھی اس کا مستحق نہیں کہ تمہیں اپنے اوپر مقدم کرو۔ اور نہ یہ کہ اپنی پیٹھ پر بوجھ لادو (طریق کار یہ ہو کہ) جو چلا جائے اُسے رحمت خدا اور جو باقی رہے اُسے رزق خدا سمجھو (اور بس)۔

۴۱۰۔ کسی نے حضرتؑ کے سامنے "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" کہا، جسے سُن کر فرمایا:۔

ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! أَتَدْرِي مَا الْاِسْتِغْفَارُ؟ إِنَّ الْاِسْتِغْفَارَ دَرَجَةُ الْعِلِّيِّينَ وَهُوَ اِسْمٌ وَاقِعٌ عَلَى سِتَّةِ مَعَانٍ:۔ أَوَّلُهَا: النَّدَمُ عَلَى مَا مَضَى۔ وَالثَّانِي: الْعَزْمُ عَلَى تَرْكِ الْعَوْدِ إِلَيْهِ أَبَدًا، وَالثَّالِثُ أَنْ تُؤَدِّيَ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ حُقُوقَهُمْ حَتَّى تَلْقَى اللّٰهَ أَمْلَسَ لَيْسَ عَلَيْكَ تَبِعَةٌ وَالرَّابِعُ: أَنْ تَعْمِدَ إِلَى كُلِّ فَرِيضَةٍ عَلَيْكَ ضَيَّعْتَهَا فَتُؤَدِّيَ حَقَّهَا، وَالْخَامِسُ أَنْ تَعْمِدَ إِلَى

اے بدبخت! معلوم بھی ہے کہ "استغفار" ہے کیا چیز؟ استغفار "علیین" کا درجہ ہے۔ یہ جملہ چھ معنوں میں بولا جاتا ہے:۔

پہلے گزشتہ پر ندامت۔ دوسرے: ہمیشہ (فعل ممنوع (حرام) نہ کرنے کا ارادہ۔ تیسرے: بندوں کے حق حتی اس طرح ادا کرنا کہ خدا سے پاک دامن و بری الذمہ ملو! چوتھے: ہر وہ فریضہ جو تم نے ضائع کیا ہے اُسے بجا لاکر اس کا حق ادا کرنا۔ پانچویں مال حرام سے پیدا شدہ گوشت خم جہنم سے گھلا کر کھال اور ہڈی ایک کر دیں اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

اللَّحْمِ الَّذِي نَبَتَ عَلَى السُّحْتِ فَتَنْزِيبُهُ بِالْأَحْزَانِ حَتَّى تَلْصُقَ الْجِلْدَ بِالْعَظْمِ وَيَنْشَأَ بَيْنَهُمَا لَحْمٌ جَدِيدٌ، وَالسَّادِسُ: أَنْ تُذِيقَ الْجِسْمَ أَلَمَ الطَّاعَةِ كَمَا أَذَقْتَهُ حَلَاوَةَ الْمَعْصِيَةِ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَقُولُ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔

(اس کے بعد حلال وطیب مال سے) نیا گوشت پیدا ہو۔ چھٹے: جس کو اطاعت میں زحمت کا اس طرح مزہ چکھاؤ، جیسے معصیت کی شیرینی کا چٹخارا لگایا ہے اُس وقت کہہ سکتے ہو۔

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ"

۴۱۱۔ اَلْحِلْمُ عَشِيرَةٌ۔

۴۱۱۔ حلم وبُردباری (خود) ایک خاندان ہے (کہ اس سے ہمدردی عام ہوتی ہے)

۴۱۲۔ مِسْكِينُ ابْنُ آدَمَ: مَكْتُومُ الْأَجَلِ مَكْنُونُ الْعِلَلِ، مَحْفُوظُ الْعَمَلِ، تُؤْلِمُهُ الْبَقَّةُ وَتَقْتُلُهُ الشَّرْقَةُ، وَتُنْتِنُهُ الْعَرْقَةُ۔

۴۱۲۔ یہ بیچارہ انسان؟ ابن آدم بڑا غریب ہے! اس کی موت نامعلوم، اسباب پوشیدہ، عمل محفوظ، مچھر دُکھ دیتا ہے، اُچھو قتل کر دیتا ہے، اور پسینہ بدبودار بنا دیتا ہے۔

۴۱۳۔ وَرُوِيَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ فَمَرَّتْ بِهِمُ امْرَأَةٌ جَمِيلَةٌ فَرَمَقَهَا الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ أَبْصَارَ هٰذِهِ الْفُحُولِ طَوَامِحُ، وَإِنَّ ذٰلِكَ سَبَبُ هِيَابِهَا فَإِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى امْرَأَةٍ تُعْجِبُهُ فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّمَا هِيَ امْرَأَةٌ كَامْرَأَتِهِ۔ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ كَافِرًا مَا أَفْقَهَهُ؟ فَوَثَبَ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ۔ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: رُوَيْدًا إِنَّمَا هُوَ سَبٌّ بِسَبٍّ أَوْ عَفْوٌ عَنْ ذَنْبٍ۔

۴۱۳۔ نظر بازی۔ حضرتؑ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک حسین عورت اُدھر سے گزری جسے بعض لوگوں نے دزدیدہ نگاہی سے دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا:۔ ان مردوں کی نگاہیں ہوائی ہیں، اور یہ بات جوشِ شہوت (حرام) کا باعث ہے تو جب تم میں سے کوئی کسی خوبصورت عورت کو دیکھے تو اپنی بیوی سے پیاس بجھائے، کیونکہ عورت عورت برابر ہے (اس طرح ہوس کا فوری علاج ہو جائے گا اور جذبات آگے نہ بڑھنے پائیں گے)

ایک خارجی نے کہا:..... کس قدر عالم دین ہیں؟! (یہ بدزبانی سُن کر) لوگ آگے بڑھے کہ اس کو قتل کر دیں، حضرتؑ نے فرمایا: ٹھہرو گالی کا بدلہ گالی ہے یا غلطی سے درگزر۔

۴۱۴۔ لَقَدْ رَشَدَ مَنْ عَقَلَكَ مَا أَوْضَحَ لَكَ سُبُلَ غَيِّكَ مِنْ رُشْدِكَ۔

۴۱۴۔ عقل کا فائدہ۔ تمہاری عقل کا یہی فائدہ کافی ہے کہ اُس نے تمہاری گمراہی کا راستہ راہ ہدایت سے الگ کر کے واضح کر دیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۱۵۔ اَفْعَلُوا الْخَيْرَ وَلَا تَحْقِرُوا مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّ صَغِيرَهُ كَبِيرٌ وَقَلِيلَهُ كَثِيرٌ، وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنَّ أَحَدًا أَوْلَى بِفِعْلِ الْخَيْرِ مِنِّي فَيَكُونَ وَاللّٰهِ كَذٰلِكَ، إِنَّ لِلْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَهْلًا فَمَهْمَا تَرَكْتُمُوهُ مِنْهُمَا كَفَاكُمُوهُ أَهْلُهُ۔

۴۱۵۔ نیکی کو غنیمت جانو۔ اچھے کام کرو اور اس میں سے کسی بات کو بے وقعت نہ سمجھو کہ اس میں معمولی سی بات بھی بہت اور کم، زیادہ ہے۔ اور یہ بھی نہ کہو کہ نیکی کرنے کے لیے مجھ سے تو بہتر فلاں ہے — کہ خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا (خیر و شر کے کچھ لوگ ہیں تو اگر تم اُسے چھوڑ دو گے۔ تو تمہارے بدلے وہی لوگ کام کریں گے۔

۴۱۶۔ مَنْ أَصْلَحَ سَرِيرَتَهُ أَصْلَحَ اللّٰهُ عَلَانِيَتَهُ وَمَنْ عَمِلَ لِدِينِهِ كَفَاهُ اللّٰهُ أَمْرَ دُنْيَاهُ۔ وَمَنْ أَحْسَنَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ أَحْسَنَ اللّٰهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ۔

۴۱۶۔ دل صاف ہونا چاہیئے۔ جس کا ضمیر ٹھیک ہوگا اللہ اُس کا ظاہر بھی درست رکھے گا اور جو اسکے دین کیلئے عمل کرے گا، خدا اُسکے معاملات دنیا کو درست کر دیگا، اور جو اپنے اور خدا کے درمیانی معاملات کو ٹھیک رکھے گا خدا اُسکے اور بندوں کے معاملات بحال رکھے گا۔

۴۱۷۔ اَلْحِلْمُ غِطَاءٌ سَاتِرٌ، وَالْعَقْلُ حُسَامٌ قَاطِعٌ، فَاسْتُرْ خَلَلَ خُلُقِكَ بِحِلْمِكَ، وَقَاتِلْ هَوَاكَ بِعَقْلِكَ۔

۴۱۷۔ حلم و عقل۔ حلم پردہ پوش (عیوب) حجاب اور عقل تیز تلوار ہے۔ تو اپنے اخلاق کی کمزوریاں حلم سے چھپاؤ، اور اپنے خواہشات کو عقل (کی تلوار) سے قتل کرو۔

۴۱۸۔ إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَخُصُّهُمُ اللّٰهُ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ فَيُقِرُّهَا فِي أَيْدِيهِمْ مَا بَذَلُوهَا، فَإِذَا مَنَعُوهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ ثُمَّ حَوَّلَهَا إِلَى غَيْرِهِمْ۔

۴۱۸۔ اللہ والے۔ خدا کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو خدا نے اپنی نعمتوں کیلئے مخصوص کیا ہے تاکہ دوسروں کو فائدہ ہو۔ خدا انھیں نعمتیں دیتا ہے جسے وہ دوسروں کو عطا کرتے ہیں اور اگر وہ ان نعمتوں کو روک رکھتے ہیں تو خدا ان سے لے کر ان کے علاوہ دوسروں کو دیدیتا ہے۔

۴۱۹۔ لَا يَنْبَغِي لِلْعَبْدِ أَنْ يَثِقَ بِخَصْلَتَيْنِ الْعَافِيَةِ، وَالْغِنَى، بَيْنَا تَرَاهُ مُعَافًى إِذْ سَقِمَ وَبَيْنَا تَرَاهُ غَنِيًّا إِذِ افْتَقَرَ۔

۴۱۹۔ صحت و دولت کا کیا بھروسہ۔ کسی کو دو حالتوں پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے، صحت اور دولتمندی کو، کہ ابھی تندرست دیکھتے ہو اور ابھی بیمار اور ابھی غنی ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد محتاج۔

۴۲۰۔ مَنْ شَكَا الْحَاجَةَ إِلَى مُؤْمِنٍ فَكَأَنَّمَا شَكَاهَا إِلَى اللّٰهِ، وَمَنْ شَكَاهَا إِلَى كَافِرٍ فَكَأَنَّمَا شَكَا اللّٰهَ۔

۴۲۰۔ سوال؟ جو اپنی ضرورت مومن سے بیان کرتا ہے وہ گویا خدا سے عرض کرتا ہے اور جو کافر سے شکایت و درخواست کرتا ہے وہ گویا خدا کی شکایت کرتا ہے (یعنے اگر مانگو تو مومن سے، کافر سے سوال نہ کرو۔ ع)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۲۱۔ فِیْ بَعْضِ الْاَعْیَادِ: اِنَّمَا ھُوَ عِیْدٌ لِّمَنْ قَبِلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ، وَشَکَرَ قِیَامَہٗ۔ وَکُلُّ یَوْمٍ لَّا یُعْصَی اللّٰہُ فِیْہِ فَھُوَ یَوْمُ عِیْدٍ۔

۴۲۱۔ کسی عید کے موقع پر:۔
یہ عید تو اُسی کی ہے جس کے روزے خدا قبول کرے، اور عبادت منظور ہو جائے اور (اصل میں تو) جس دن بھی خدا کی نافرمانی نہ کی جائے وہ یوم عید ہے۔

۴۲۲۔ اِنَّ اَعْظَمَ الْحَسَرَاتِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَسْرَۃُ رَجُلٍ کَسَبَ مَالًا فِیْ غَیْرِ طَاعَۃِ اللّٰہِ فَوَرِثَہٗ رَجُلٌ فَاَنْفَقَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ فَدَخَلَ بِہِ الْجَنَّۃَ وَدَخَلَ الْاَوَّلُ بِہِ النَّارَ۔

۴۲۲۔ سب سے بڑی حسرت۔ قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اُس آدمی کی حسرت ہے جو گناہ کر کے کمائی کرتا تھا اور اُسے ایسوں کے لیے چھوڑ آیا ہو جو اُسے راہِ خدا میں خرچ کر کے جنت لے لے اور پہلا (مال چھوڑ آنے والا) اسی کی وجہ سے جہنم میں جائے۔

۴۲۳۔ اِنَّ اَخْسَرَ النَّاسِ صَفْقَۃً وَّ اَخْیَبَھُمْ سَعْیًا رَجُلٌ اَخْلَقَ بَدَنَہٗ فِیْ طَلَبِ اٰمَالِہٖ وَلَمْ تُسَاعِدْہُ الْمَقَادِیْرُ عَلٰی اِرَادَتِہٖ فَخَرَجَ مِنَ الدُّنْیَا بِحَسْرَتِہٖ وَقَدِمَ عَلَی الْاٰخِرَۃِ بِتَبِعَتِہٖ۔

۴۲۳۔ کشتۂ اُمّید۔ سب سے گھاٹے کا سودا اور سب سے ناکام کوشش کرنے والا وہ ہے جس نے اپنا بدن اپنی اُمیدوں کو حاصل کرنے میں گھلا دیا ہو، اور مشیت خدا اس کا ساتھ نہ دے وہ دنیا سے حسرتیں لے کر، قیامت میں اس کی ندامت و تکلیف لے کر پہونچے۔

۴۲۴۔ اَلرِّزْقُ رِزْقَانِ: طَالِبٌ وَّمَطْلُوْبٌ فَمَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا طَلَبَہُ الْمَوْتُ حَتّٰی یُخْرِجَہٗ عَنْھَا، وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَۃَ طَلَبَتْہُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَسْتَوْفِیَ رِزْقَہٗ مِنْھَا۔

۴۲۴۔ دو رزق۔ رزق دو طرح کے ہیں: (۱) طالب۔ (۲) مطلوب: جو دُنیا کو طلب کرتا ہے اُسے موت ڈھونڈھتی ہے یہاں تک کہ وہ یہاں سے نکل جاتا ہے، اور جو آخرت کو ڈھونڈھتا ہے اُسے دُنیا تلاش کرتی ہے، یہاں تک اُس کی روزی اُسے نصیب ہو جاتی ہے۔

۴۲۵۔ (الف) اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ ھُمُ الَّذِیْنَ نَظَرُوْا اِلٰی بَاطِنِ الدُّنْیَا اِذَا نَظَرَ النَّاسُ اِلٰی ظَاھِرِھَا وَاشْتَغَلُوْا بِاٰجِلِھَا اِذَا اشْتَغَلَ النَّاسُ بِعَاجِلِھَا فَاَمَاتُوْا مِنْھَا

۴۲۵۔ اولیاء اللہ؟ "اولیاء اللہ" وہ ہیں جو دنیا کے باطن کو اُس وقت دیکھتے ہیں جب عام لوگ ظاہر کو دیکھتے ہیں اور وہ لوگ اس کے نتیجے میں لگے رہتے ہیں جبکہ دنیا والے اس کے فوری فائدوں میں اُلجھے ہوتے ہیں تو وہ (اولیاء) اُسے فنا کر دیتے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مَاخَشُوا اَنْ يَّمِيْتَهُمْ، وَتَرَكُوْا مِنْهَا مَاعَمِلُوْا اَنَّهٗ سَيَتْرُكُهُمْ، وَرَاَوْا اِسْتِكْثَارَ غَيْرِهِمْ مِّنْهَا اِسْتِقْلَالًا، وَّدَرْكَهُمْ لَهَا فَوْتًا، اَعْدَاءُ مَاسَالَمَ النَّاسُ وَسِلْمُ مَاعَادَى النَّاسُ بِهِمْ عُلِمَ الْكِتَابُ وَبِهٖ عَلِمُوْا، وَبِهِمْ قَامَ الْكِتَابُ وَبِهٖ قَامُوْا، لَا يَرَوْنَ مَرْجُوًّا فَوْقَ مَا يَرْجُوْنَ، وَلَا مَخُوْفًا فَوْقَ مَا يَخَافُوْنَ۔

ہیں جس سے انھیں یہ ڈر ہوتا ہو کہ انھیں ہلاک کر دے گا۔ اور جو دنیا کے لیے کرتے ہیں اُسے اسلیے چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ انھیں چھوڑ دیں گے۔ وہ دوسروں کی زیادتی (مال و منال) کو کم اور ان کے پا جانے کو فوت ہونا مانتے ہیں۔ جس سے عوام کی صلح ہو یہ اُس کے دشمن اور عوام جس سے دشمنی کرتے ہیں (دین) اُس سے صلح کرتے ہیں۔ لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور انھوں نے سب کچھ قرآن سے حاصل کیا۔ ان سے قرآن قائم یہ قرآن کے سہارے زندہ ہیں۔ ان کی اُمید سے بڑی اُمید اور اُن کے خوف سے بڑا خوف ہے نظر نہیں آتا (ان کے تصورات و اعمال معصومانہ ہیں)۔

۴۲۶۔ (ب) اُذْكُرُوْا انْقِطَاعَ اللَّذَّاتِ وَبَقَاءَ التَّبِعَاتِ۔

۴۲۶۔ لذت و حسرت۔ لذتوں کے ختم اور بُرے نتائج کو یاد رکھو (کہ لذتوں پر فریفتہ نہ ہو سکو گے)۔

۴۲۷۔ اُخْبُرْ تَقْلِهٖ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّرْوِيْ هٰذَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ، وَمِمَّا يُقَوِّيْ اَنَّهٗ مِنْ كَلَامِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، مَاحَكَاهُ ثَعْلَبٌ۔ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْاَعْرَابِيِّ قَالَ: قَالَ الْمَاْمُوْنُ لَوْلَا اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ اُخْبُرْ تَقْلِهٖ لَقُلْتُ اَنَا: اَقْلِهٖ تَخْبُرْ۔

۴۲۷۔ ظاہر پر نہ جاؤ۔ آزما لو۔ دشمن ہو جاؤ گے۔

کچھ لوگ اسے رسول اللہ سے مروی بتاتے ہیں لیکن میری رائے (کہ یہ امیر المومنینؑ کا کلام ہے) اس لئے قوی ہے کہ ثعلب کہتے ہیں کہ ابن اعرابی نے بیان کیا کہ مامون نے کہا کہ اگر علیؑ نے "اُخْبُرْ تَقْلِهٖ" نہ کہا ہوتا تو میں کہتا: "اَقْلِهٖ تَخْبُرْ"، دشمن ہو آزما لیے جاؤ گے اور اپنے عیوب معلوم کر سکو گے ــــ گویا مامون کے نزدیک بھی یہ حضرتؑ کا کلام تھا۔

۴۲۸۔ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَفْتَحَ عَلٰى عَبْدٍ بَابَ الشُّكْرِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الزِّيَادَةِ،

۴۲۸۔ نعمت اور شکر۔ خدا کا یہ کام نہیں کہ کسی کے لئے شکر کا دروازہ کھول (توفیق) دے اور (نعمت میں) زیادتی کا

لہ خَبَرَ۔ يَخْبُرُ کا امر ہے۔ اُخْبُرْ اور تَقْلِهٖ: قلی یقلی سے امر، یہ مامون کا خیال (دعوت دشمنی دیتا ہے، اور وہ بھی بلا سبب) حضرتؑ کا مطلب یہ ہو کہ آزمائش کے بعد وہ مومن نہ نکلے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَلَا لِيَفْتَحَ عَلَى عَبْدٍ بَابَ التَّوْبَةِ وَيُغْلِقَ عَنْهُ بَابَ الْمَغْفِرَةِ۔

دروازہ بند کرے، نہ یہ کہ کسی پر توبہ کا دروازہ کھول کر مغفرت کا دروازہ بند کرے۔

۴۲۹۔ اَوْلَى النَّاسِ بِالْكَرَمِ مَنْ عُرِّفَتْ فِيهِ الْكِرَامُ۔

۴۲۹۔ کرم پیشہ۔ لوگوں پر کرم کرنے کا زیادہ مستحق تو وہ ہے جس میں بزرگوں اور کریموں کے (صفات) نے جڑیں جمالی ہوں۔

۴۳۰۔ وَسُئِلَ مِنْهُ أَيُّمَا أَفْضَلُ الْعَدْلُ أَوِ الْجُودُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَلْعَدْلُ يَضَعُ الْأُمُورَ مَوَاضِعَهَا، وَالْجُودُ يُخْرِجُهَا مِنْ جِهَتِهَا، وَالْعَدْلُ سَائِسٌ عَامٌّ وَالْجُودُ عَارِضٌ خَاصٌّ فَالْعَدْلُ أَشْرَفُهُمَا وَأَفْضَلُهُمَا۔

۴۳۰۔ عدل یا جود؟ کسی نے حضرتؑ سے پوچھا عدل و سخاوت میں کون بہتر ہے؟ فرمایا: عدل معاملات کو برمحل انجام دیتا ہے اور جود: ان کو آگے بڑھاتا ہے (کہ اس کے معنے ہی ہیں حق سے زیادہ دینا) اور عدل: عام منتظم ہے۔ جود خاص عارض (صفت لاحق) ہے۔ کسی کو فائدہ ہوتا ہے کوئی محروم) اس لیے عدل اشرف اور جود سے افضل ہے۔ (۱۶۴)

۴۳۱۔ اَلنَّاسُ أَعْدَاءُ مَا جَهِلُوا۔

۴۳۱۔ جہالت کا اثر۔ لوگ جس سے ناواقف ہیں اُسکے دشمن ہیں

۴۳۲۔ اَلزُّهْدُ كُلُّهُ بَيْنَ كَلِمَتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: (لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ) وَمَنْ لَمْ يَأْسَ عَلَى الْمَاضِي وَلَمْ يَفْرَحْ بِالْآتِي فَقَدْ أَخَذَ الزُّهْدَ بِطَرَفَيْهِ۔

۴۳۲۔ روح زہد قرآن! مکمل زہد قرآن کی دو لفظوں میں ہے "تاکہ جو ہاتھ سے نکل جائے اُس کا غم نہ کریں، اور جو ملے اُس پر خوش (وارفتہ) نہ ہوں۔ گویا جس نے گزشتہ پر حسرت اور ملی ہوئی چیز پر مسرت نہ کی اُس نے زُہد کے اول و آخر کو پالیا۔

۴۳۳۔ اَلْوِلَايَاتُ مَضَامِيرُ[1] الرِّجَالِ۔

۴۳۳۔ حکومتیں انسانوں کیلئے میدان امتحان ہیں۔

۴۳۴۔ مَا انْتَقَضَ النَّوْمَ لِعَزَائِمِ الْيَوْمِ۔

۴۳۴۔ نیند کا پسِ منظر۔ نیند کس قدر دن کے ارادوں کو توڑتی ہے۔

۴۳۵۔ لَيْسَ بَلَدٌ بِأَحَقَّ بِكَ مِنْ بَلَدٍ خَيْرُ الْبِلَادِ مَا حَمَلَكَ۔

۴۳۵۔ مومن کا وطن۔ کوئی شہر (آبادی) تمہارے لیے دوسرے شہر سے زیادہ حقدار نہیں ہے۔ بہترین شہر وہ ہے جو تمہیں برداشت کرلے (مرد مسلم کا وطن کوئی نہیں جہاں بھی ماحول مل جائے وہی اُس کا گھر ہے)

---

[1] مضامیر، جمع مضمار۔ وہ میدان جہاں گھوڑا آزمایا جاتا ہے کہ دوڑ کیسی ہے۔ م ح۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۳۶۔ وَقَدْ جَاءَهُ نَعْيُ الْأَشْتَرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ، وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ جَبَلًا كَانَ فِنْدًا، وَلَوْ كَانَ حَجَرًا لَكَانَ صَلْدًا: لَا يَرْتَقِيهِ الْحَافِرُ وَلَا يُوفِي عَلَيْهِ الطَّائِرُ ــ وَالْفَنْدُ: الْمُنْفَرِدُ مِنَ الْجِبَالِ ــ

۴۳۶۔ مالک اشترؓ کی موت پر حضرتؑ نے مالک اشترؓ کی خبر وفات سُن کر فرمایا:۔

مالک۔ کیا کہنا مالک کا! خدا کی قسم اگر (مالک) پہاڑ ہوتا تو اکیلا (عظیم الشان) اور اگر پتھر ہوتا تو سخت چٹان جس پر سُم دار حیوان چڑھ نہ سکتے۔ اور نہ طائر اس پر پرواز کر سکتے (ناقابل فتح پہاڑ ہوتا) فند: وہ سب پہاڑوں سے الگ ہو۔

۴۳۷۔ قَلِيلٌ مَدْدُومٌ عَلَيْهِ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ مَمْلُولٍ مِنْهُ۔

۴۳۷۔ استقلال۔ کم ہو مگر دائمی تو وہ اس زیادہ سے بہتر جس سے آدمی دل تنگ ہو جائے (دیکھئے فقرہ ۴۷۱)

۴۳۸۔ إِذَا كَانَ فِي رَجُلٍ خَلَّةٌ رَائِقَةٌ فَانْتَظِرُوا أَخَوَاتِهَا۔

۴۳۸۔ ایک بات سے دھوکا نہ کھاؤ۔ جب کسی آدمی میں پسندیدہ صفت دیکھو تو دوسری صفات کا انتظار نہ کرو۔

۴۳۹۔ لِغَالِبِ ابْنِ صَعْصَعَةَ[1] أَبِي الْفَرَزْدَقِ فِي كَلَامٍ دَارَ بَيْنَهُمَا: مَا فَعَلَتْ إِبِلُكَ الْكَثِيرَةُ؟ قَالَ: دَعَتْهَا الْحُقُوقُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ذٰلِكَ أَحْمَدُ سُبُلِهَا۔

۴۳۹۔ فرزدقؔ کے والد سے! غالب بن صعصعہ والد فرزدق سے کسی گفتگو کے سلسلے میں فرمایا: تم نے اپنے وہ بہت سے اونٹ کیا کئے؟ انھوں نے کہا: لوگوں کے حقوق نے ختم و تقسیم کرا دیے۔ فرمایا: اس مال کا یہ سب سے زیادہ قابل تعریف راستہ تھا۔

۴۴۰۔ مَنِ اتَّجَرَ بِغَيْرِ فِقْهٍ فَقَدِ ارْتَطَمَ فِي الرِّبَا۔

۴۴۰۔ فقہ اور تجارت۔ جو بغیر علم فقہ تجارت کرے گا وہ سود میں ڈوب جائے گا (کہ ربوٰا کا معاملہ بہت باریک ہے۔ م ح)

۴۴۱۔ مَنْ عَظَّمَ صِغَارَ الْمَصَائِبِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ بِكِبَارِهَا۔

۴۴۱۔ صبر۔ جو چھوٹی مصیبت کو بڑا سمجھے گا وہ اس سے بڑی بلاؤں میں گھرے گا۔

۴۴۲۔ مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ هَانَتْ عَلَيْهِ شَهَوَاتُهُ۔

۴۴۲۔ احساس برتری۔ جسے اپنا نفس معزز معلوم ہوگا۔ خواہشات نفس اُس کے لئے حقیر ہوں گے۔

۴۴۳۔ مَا مَزَحَ امْرُؤٌ مُزْحَةً إِلَّا مَجَّ

۴۴۳۔ ہنسی مذاق۔ جو شخص ایک مرتبہ بھی (فضول) مذاق

---

[1] صعصعہ بڑے سخی تھے جیسا کہ فرزدق۔ م ح۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مِنْ عَقْلِهٖ مَحَبَّةً۔

کرتا ہے وہ اپنی عقل کا ایک حصہ ختم کر دیتا ہے۔

۴۴۴۔ زُهْدُكَ فِيْ رَاغِبٍ فِيْكَ نُقْصَانُ حَظٍّ، وَ رَغْبَتُكَ فِيْ زَاهِدٍ فِيْكَ ذُلُّ نَفْسٍ۔

۴۴۴۔ دوستی۔ جو تمہاری طرف مائل ہو اُس سے الگ رہنا قسمت کی کمی ہے۔ اور تمہارا اُس کی طرف جھکنا جو تم سے کنارہ کشی چاہتا ہو، یہ نفس کی ذلت ہے۔

۴۴۵۔ مَا زَالَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ حَتّٰى نَشَاَ ابْنُهُ الْمَشْئُوْمُ عَبْدُ اللّٰهِ۔

۴۴۵۔ عبداللہ بن زبیر۔ زبیر ہم اہل بیت کے گرویدہ تھے۔ یہاں تک پر ان کا فرزند مشئوم عبداللہ جوان ہوا۔

۴۴۶۔ مَا لِابْنِ اٰدَمَ وَالْفَخْرِ: اَوَّلُهٗ نُطْفَةٌ وَّاٰخِرُهٗ جِيْفَةٌ، لَا يَرْزُقُ نَفْسَهٗ وَلَا يَدْفَعُ حَتْفَهٗ۔

۴۴۶۔ اوّل و آخر۔ یہ فرزند آدم کو کیا ہو گیا کہ فخر کرتا ہے حالانکہ اس کی ابتدا نجس پانی (نطفے) سے اور انتہا مُردار ہے نہ تو اپنے تئیں پانی دے سکتا ہے، نہ اپنی موت ٹال سکتا ہے۔

۴۴۷۔ اَلْغِنٰى وَالْفَقْرُ بَعْدَ الْعَرْضِ عَلَى اللّٰهِ۔

۴۴۷۔ فقیری و دولتمندی۔ غنی اور فقیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک خدا کے سامنے پیش نہ کر دیا جائے۔

۴۴۸۔ عَنْ اَشْعَرِ الشُّعَرَآءِ فَقَالَ: اِنَّ الْقَوْمَ لَمْ يَجْرُوْا فِيْ حَلْبَةٍ تُعْرَفُ الْغَايَةُ عِنْدَ قَصَبَتِهَا، فَاِنْ كَانَ وَلَا بُدَّ فَالْمَلِكُ الضِّلِّيْلُ يُرِيْدُ اِمْرَؤَ الْقَيْسِ۔

۴۴۸۔ سب سے بڑا شاعر۔ کسی نے پوچھا: سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ فرمایا: قوم نے اس میدان (سب شعرا جاہلیت) ایک ہی میدان (اسلوب) میں نہیں دوڑے کہ نشانہ اُڑاتے وقت تیز رفتار و کامیاب پہچان لیا جائے اور اگر (فیصلہ) ضروری ہے تو پھر مَلِكُ الضِّلِّيْل (امرؤ القیس)۔

۴۴۹۔ اَلْاَحْرُّ يَدَعُ هٰذِهِ اللُّكَاظَةَ لِاَهْلِهَا؟ اِنَّهٗ لَيْسَ لِاَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلَّا الْجَنَّةَ، فَلَا تَبِيْعُوْهَا اِلَّا بِهَا۔

۴۴۹۔ غیرت دار سے خطاب! کیا کوئی جوانمرد اب ہے! جو اس چبائے ہوئے نوالے (دنیا) کو اس کے مالک (کافر و منافق) کے لئے چھوڑ دے؟ (یاد رہے کہ) تمہارے نفس کی قیمت جنت ہی ہے۔ تو اسے جنت ہی (کی قیمت) پر بیچنا۔

۴۵۰۔ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ: طَالِبُ عِلْمٍ وَّطَالِبُ دُنْيَا۔

۴۵۰۔ دو بھوکے۔ دو بھوکے ایسے ہیں جن کا پیٹ نہیں بھرتا۔ طالب علم، و طالب دنیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۵۱۔ عَلَامَةُ الْاِیْمَانِ اَنْ تُؤْثِرَ الصِّدْقَ حَیْثُ یَضُرُّكَ عَلَی الْكَذِبِ حَیْثُ یَنْفَعُكَ، وَاَنْ لَّا یَكُوْنَ فِیْ حَدِیْثِكَ فَضْلٌ عَنْ عِلْمِكَ، وَاَنْ تَتَّقِیَ اللّٰهَ فِیْ حَدِیْثِ غَیْرِكَ۔

۴۵۱۔ ایمان کی پہچان۔ یہ ہے کہ جھوٹ کے مقابلے میں سچ کو وہاں بھی اپنائے جاہے وہ نقصان بھی دے۔ اور تمہاری باتوں کو تمہارے علم سے برتری نہ ہو (کہ جانتے تھوڑا ہو اور بولو بہت) اور دوسروں کے بارے میں کچھ کہتے وقت خدا سے ڈرو!۔

۴۵۲۔ یَغْلِبُ الْمِقْدَارُ عَلَی التَّدْبِیْرِ حَتّٰی تَكُوْنَ الْاٰفَةُ فِی التَّدْبِیْرِ۔ وَقَدْ مَضٰی هٰذَا الْمَعْنٰی فِیْمَا تَقَدَّمَ بِرِوَایَةٍ تُخَالِفُ هٰذِهِ الْاَلْفَاظَ۔

۴۵۲۔ تدبیر پر بھروسہ ہی کیا؟ قضا و قدر (انسان) کے اندازہ و حساب پر غالب آجاتی ہے۔ بلکہ تدبیر میں آفت بھی آجاتی ہے۔ یہ مطلب ایک اور روایت کے مطابق باختلاف الفاظ پہلے بھی بیان ہو چکا۔ رضیؒ ــــ (دیکھئے ۱۶)

۴۵۳۔ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ تَوْءَمَانِ یُنْتِجُهُمَا عُلُوُّ الْهِمَّةِ۔

۴۵۳۔ بلند ہمتی۔ حلم اور نرم مزاجی دونوں جوڑی دار ہیں جن دونوں کا نتیجہ ہے بلند ہمتی۔

۴۵۴۔ اَلْغِیْبَةُ جُهْدُ الْعَاجِزِ۔

۴۵۴۔ غیبت۔ عاجز کی آخری کوشش ہے (کہ بس نہیں چلتا تو عیوب بیان کرو۔

۴۵۵۔ رُبَّ مَفْتُوْنٍ بِحُسْنِ الْقَوْلِ فِیْهِ۔

۴۵۵۔ غلط فہمی۔ بہت سے لوگ (آدمی کی) شہرت سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

۴۵۶۔ اَلدُّنْیَا خُلِقَتْ لِغَیْرِهَا، وَهِیَ لَمْ تُخْلَقْ لِنَفْسِهَا۔

۴۵۶۔ دنیا خود کچھ بھی نہیں۔ دنیا دوسروں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ خود کچھ بھی نہیں (یہ گزرگاہ ہے)۔

۴۵۷۔ اِنَّ لِبَنِیْ اُمَیَّةَ مُرُوْدًا یَجْرُوْنَ فِیْهِ وَلَوْ قَدِ اخْتَلَفُوْا فِیْمَا بَیْنَهُمْ ثُمَّ كَادَتْهُمُ الضِّبَاعُ لَغَلَبَتْهُمْ۔

۴۵۷۔ بنی اُمیہ۔ ان بنی اُمیہ کے لئے مہلت ہے، جس میں وہ (خوب) گھوڑے دوڑائیں گے۔ پھر ان کے آپس میں اختلاف ہوں گے (پھر یہ عالم ہوگا کہ جیسے) قریب ہوگا کہ بھیڑیے انھیں آدبوچیں گے۔

وَالْمُرُوْدُ هٰهُنَا مُفْعُلٌ مِّنَ الْاِرْوَادِ وَهُوَ الْاِمْهَالُ وَالْاِنْظَارُ، وَهٰذَا مِنْ

مُرُوْدٌ: ارواد سے مُفْعُلٌ: مفعول کے وزن پر ہے اس کے معنے ہیں مہلت دینا اور یہ فصیح ترین بے مثال جملہ ہے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

أَفْصَحِ الْكَلَامِ وَأَغْرَبِهِ، فَكَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَبَّهَ الْمُهْلَةَ الَّتِي هُمْ فِيهَا بِالْمِضْمَارِ الَّذِي يَجْرُونَ فِيهِ إِلَى الْغَايَةِ، فَإِذَا بَلَغُوا مُنْقَطَعَهَا انْتَقَضَ نِظَامُهُمْ بَعْدَهَا۔

گویا حضرتؑ نے "مہلت" کو جس میں وہ ہیں اس میدان سے تشبیہ دی ہے جس میں وہ حد (مسافت) تک (گھوڑے) دوڑاتا ہے۔ اور جب انتہا تک پہونچ جاتا ہے تو اس کے بعد ان کی ترتیب وغیرہ ٹوٹ جاتی ہے۔

۴۵۸۔ فِي مَدْحِ الْأَنْصَارِ: هُمْ وَاللّٰهِ رَبَّوُا الْإِسْلَامَ كَمَا يُرَبَّى الْفَلُوُّ مَعَ غِنَائِهِمْ بِأَيْدِيهِمِ السِّبَاطِ وَأَلْسِنَتِهِمُ السِّلَاطِ۔

۴۵۸۔ انصار کی تعریف۔ خدا کی قسم انھیں لوگوں نے اسلام کو اپنی لاپروائی اور استغنا کے باوجود اس طرح پالا جیسے سال بھر کا گھوڑے کا وہ بچہ جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو، پالا جاتا ہے۔ اپنے کھلے ہاتھوں اور تیز زبان کے ساتھ۔

۴۵۹۔ الْعَيْنُ وِكَاءُ السَّهِ۔

۴۵۹۔ آنکھ۔ آنکھ پشت (انسان) کا بندھن ہے ——

وَهٰذِهِ مِنَ الْاِسْتِعَارَاتِ الْعَجِيبَةِ الْغَرِيبَةِ، كَأَنَّهُ شَبَّهَ السَّهَ بِالْوِعَاءِ، وَالْعَيْنَ بِالْوِكَاءِ، فَإِذَا أُطْلِقَ الْوِكَاءُ لَمْ يَنْضَبِطِ الْوِعَاءُ، وَهٰذَا الْقَوْلُ فِي الْأَشْهَرِ الْأَظْهَرِ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَقَدْ رَوَاهُ قَوْمٌ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكَرَ ذٰلِكَ الْمُبَرِّدُ فِي الْكِتَابِ الْمُقْتَضَبِ فِي بَابِ اللَّفْظِ بِالْحُرُوفِ، وَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَى هٰذِهِ الْاِسْتِعَارَةِ فِي كِتَابِنَا الْمَوْسُومِ بِمَجَازَاتِ الْآثَارِ النَّبَوِيَّةِ۔

(اور یہ عجیب و غریب استعارات میں سے ہے، گویا پشت کو برتن اور آنکھ کو اس کی بندش فرمایا ہے، کہ جب بندش کھل جاتی ہے تو برتن کی چیز محفوظ نہیں رہتی۔ یہ فقرہ مشہور اور بظاہر (صحیح طور پر) پیغمبرؐ کا کلام[1] ہے۔ لیکن کچھ لوگوں نے اسے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ جیسا کہ مبردؒ نے دو کتابیں "المقتضب"، "باب اللفظ بالحروف" میں ذکر کیا ہے، اور ہم نے اس "استعارہ" پر اپنی کتاب "مجازات آثار نبویہ" میں گفتگو کی ہے۔

---

[1] شرح ابن تیم نے خاتمہ حدیث میں لکھا ہے "فَإِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ اسْتُطْلِقَ الْوِكَاءُ"

[2] مبرد مولف "کتاب الکامل" وغیرہ ابوالعباس محمد بن یزید بصری متوفی بغداد ۲۸۵ھ۔

[3] سید رضیؒ کی روایات نبی پر ادبی بحث۔ یہ کتاب بھی مجازات قرآن کی طرح سے چھپ گئی ہے۔ مرتب۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۶۰۔ فِي كَلَامٍ لَّهٗ: وَلِيَهُمْ وَالٍ فَاَقَامَ وَاسْتَقَامَ حَتّٰى ضَرَبَ الدِّيْنُ بِجِرَانِهٖ۔

۴۶۰۔ نبیؐ۔ اس نے لوگوں پر حکومت کی حکومت کو سیدھا کرنا چاہا تو وہ سیدھی اور بحال ہوگئی یہاں تک کہ دین مطمئن ہوگیا۔ (فتنہ و فساد باقی نہ رہا)

۴۶۱۔ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ عَضُوْضٌ يَعَضُّ الْمُوْسِرُ فِيْهِ عَلٰى مَا فِيْ يَدَيْهِ وَلَمْ يُؤْمَرْ بِذٰلِكَ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ: (وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ) تَنْهَدُ فِيْهِ الْاَشْرَارُ، وَتُسْتَذَلُّ فِيْهِ الْاَخْيَارُ، وَيُبَايِعُ الْمُضْطَرُّوْنَ، وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّيْنَ۔

۴۶۱۔ آنے والے دن۔ لوگوں پر کاٹ کھانے والے (سخت) دن آنے والے ہیں، دولت مند اپنے قبضہ کی دولت کو دانتوں سے پکڑیں گے (بخل کریں گے) حالانکہ انھیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے "خدا کے فضل کو آپس میں نہ بھولو" (س ۲ ی ۲۳۷) اس زمانے میں اوباش سربلند اور نیک لوگ ذلیل ہوں گے اور مجبور خرید و فروخت کریں گے (یعنے دوکان دار انھیں ضرورت مند جان کر جو چاہیں گے لیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مجبوروں سے تجارت کرنے کو منع فرمایا ہے" (کہ اس طرح ظلم ہوتا ہے)۔

۴۶۲۔ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ وَّبَاهِتٌ مُفْتَرٍ ــ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ! هَلَكَ فِيَّ رَجُلَانِ: مُحِبٌّ غَالٍ، وَّمُبْغِضٌ قَالٍ۔

۴۶۲۔ دو گمراہ۔ میرے سلسلے میں دو شخص تباہ ہوں گے افراط پسند محبت اور افترا پرداز بہتان تراش ــــ یہ فقرہ حضرتؑ کے ارشاد: هلك فيّ رجلان: محبٌّ غالٍ ومبغضٌ قالٍ کی طرح ہے۔ (دیکھئے فقرہ ۱۱۴)

۴۶۳۔ وَسُئِلَ عَنِ التَّوْحِيْدِ وَالْعَدْلِ فَقَالَ: اَلتَّوْحِيْدُ اَنْ لَّا تَتَوَهَّمَهٗ، وَالْعَدْلُ اَنْ لَّا تَتَّهِمَهٗ۔

۴۶۳۔ توحید و عدل؟ توحید کے معنے یہ ہیں کہ اس کو وہم میں بھی نہ لایا جا سکے، اور عدل یہ ہے کہ اس پر تہمت نہ لگائی جائے (کہ اس نے یہ کیا اور وہ یہ نہیں کرتا)

۴۶۴۔ لَا خَيْرَ فِي الصَّمْتِ عَنِ الْحُكْمِ، كَمَا اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِي الْقَوْلِ بِالْجَهْلِ۔

۴۶۴۔ بے محل خاموشی۔ فیصلے کے وقت چپ رہنے میں اسی طرح کوئی خوبی نہیں جیسے نامعلوم بات کے کہنے میں۔ (دیکھئے فقرہ ۱۷۳)۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۶۵۔ فِي دُعَاءٍ اسْتَسْقَى بِهِ: اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ذُلَلَ السَّحَائِبِ دُوْنَ صِعَابِهَا۔

وَهٰذَا مِنَ الْكَلَامِ الْعَجِيْبِ لِفَصَاحَةٍ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَبَّهَ السَّحَائِبَ ذَوَاتِ الرُّعُوْدِ وَالْبَوَارِقِ وَالرِّيَاحِ وَالصَّوَاعِقِ بِالْاِبِلِ الصِّعَابِ الَّتِيْ تَقْمِصُ بِرِحَالِهَا وَتَتَوَقَّصُ بِرُكْبَانِهَا وَشَبَّهَ السَّحَائِبَ الْخَالِيَةَ مِنْ تِلْكَ الرَّوَائِعِ بِالْاِبِلِ الذُّلُلِ الَّتِيْ تُحْتَلَبُ طَيِّعَةً وَتُقْتَعَدُ مُسْهِلَةً۔

۴۶۵۔ طلب بارش کی دُعا۔ اے اللہ! ہمیں مطیع بادلوں سے سیراب فرما سرکشی و سخت نہیں۔

یہ حیرت خیز فصاحت بھرا کلام ہے۔ کیونکہ حضرتؑ نے کڑک اور چمک دار بادلوں کو آندھی اور بجلی کے موسم کو "ابل صعاب" (سرکش اونٹ) سے تشبیہ دی ہے کہ وہ اونٹ دو پیروں پر کھڑا ہوتا اور کجاوہ نہیں کسنے دیتا، اور سوار نہیں ہونے دیتا۔ اور ان ہولناک چیزوں سے خالی بادلوں کو "ابل ذلل" (مطیع اونٹ) سے تشبیہ دی ہے کہ وہ خوشی خوشی دودھ اور بہت نرم سواری دیتے ہیں۔

(فقرہ ۱۸ ترتیب کتاب میں یہاں ہے۔ م ح)

۴۶۶۔ مَا الْمُجَاهِدُ الشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَعْظَمَ اَجْرًا مِمَّنْ قَدَرَ فَعَفَّ، لَكَادَ الْعَفِيْفُ اَنْ يَّكُوْنَ مَلَكًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ۔

۴۶۷۔ اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَّا يَنْفَدُ۔

وَقَدْ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْكَلَامَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ۔

۴۶۶۔ پاک دامن۔ راہ خدا میں لڑنے اور شہید ہونے والا اس سے زیادہ لائق ثواب نہیں جتنا وہ، کہ جسے اختیار (گناہ) ہو، پھر وہ پاکدامن رہے۔ پاکدامن فرشتوں میں فرشتہ بننے کے قریب ہوتا ہے۔

۴۶۷۔ قناعت۔ قناعت وہ مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں نے اسے پیغمبرؐ سے روایت کیا ہے۔

(دیکھئے فقرہ ۵۵)

۴۶۸۔ لِزِيَادِ ابْنِ اَبِيْهِ۔ وَقَدِ اسْتَخْلَفَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْعَبَّاسِ عَلٰى فَارِسَ وَاَعْمَالِهَا فِيْ كَلَامٍ طَوِيْلٍ كَانَ بَيْنَهُمَا، نَهَاهُ فِيْهِ عَنْ تَقْدِيْمِ الْخَرَاجِ، اِسْتَعْمِلِ الْعَدْلَ وَاحْذَرِ الْعَسْفَ وَالْحَيْفَ، فَاِنَّ الْعَسْفَ يَعُوْدُ بِالْجَلَاءِ وَالْحَيْفَ يَدْعُوْ اِلَى السَّيْفِ۔

۴۶۸۔ حاکم کی سختی۔ زیاد بن ابیہ کو عبداللہ بن عباس کی قائم مقامی میں فارس اور متعلقہ علاقے کا گورنر مقرر فرمایا۔ تو ایک طولانی گفتگو کرتے ہوئے جس میں خراج کو پہلے وصول کرنے سے روکا تھا یہ بھی فرمایا: عدل کو کام میں لاؤ، اور ظلم و ستم سے ڈرو کیونکہ سختیاں نتیجہ میں ملک خالی کر دیتی ہیں۔ اور ظلم جنگ پر مجبور کرتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

۴۶۹۔ أَشَدُّ الذُّنُوبِ مَا اسْتَخَفَّ بِهِ صَاحِبُهُ۔

۴۶۹۔ بڑا گناہ۔ سب سے بڑا گناہ وہ ہے جسے گناہ گار معمولی سمجھ لے۔ (دیکھئے ۳۴۱)

۴۷۰۔ مَا أَخَذَ اللّٰهُ عَلَى أَهْلِ الْجَهْلِ أَنْ يَتَعَلَّمُوا حَتّٰى أَخَذَ عَلَى أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يُعَلِّمُوا۔

۴۷۰۔ تعلیم۔ خدا نے جاہلوں سے تعلیم حاصل کرنے کا عہد عالموں سے تعلیم دینے کے عہد کے بعد لیا ہے (عالم پر تعلیم دینا واجب ہے)۔

۴۷۱۔ شَرُّ الْإِخْوَانِ مَنْ تُكُلِّفَ لَهُ۔ لِأَنَّ التَّكْلِيفَ مُسْتَلْزِمٌ لِلْمَشَقَّةِ وَهُوَ شَرٌّ لَازِمٌ عَنِ الْأَخِ الْمُتَكَلَّفِ لَهُ فَهُوَ شَرُّ الْإِخْوَانِ۔

۴۷۱۔ تکلف۔ سب سے برا دوست وہ ہے، جس کے لئے تکلف کرنا پڑے کیونکہ تکلف زحمت کا سبب ہے، اور یہ اس دوست کا شر اور عیب ہے جس کے لئے تکلف کرنا پڑے۔ اسی لئے وہ بدترین دوست ہے۔ (رضیؒ)

۴۷۲۔ إِذَا احْتَشَمَ الْمُؤْمِنُ أَخَاهُ فَقَدْ فَارَقَهُ۔ يُقَالُ: حَشَمَهُ وَاحْتَشَمَهُ إِذَا أَغْضَبَهُ وَقِيلَ أَخْجَلَهُ، وَاحْتَشَمَهُ طَلَبَ ذٰلِكَ لَهُ، وَهُوَ مَظِنَّةُ مُفَارَقَتِهِ۔

۴۷۲۔ برانگیختگی۔ جب کوئی مومن اپنے بھائی کو برانگیختہ کرے تو گویا اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ (عربی میں) کہا جاتا ہے حَشَمَهُ وَاحْتَشَمَهُ جب غصہ دلایا جائے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں: شرمندہ کیا وَاحْتَشَمَهُ: یعنے کسی کا غصہ یا شرمندگی) چاہا۔ اور یہ بات جدائی کا خیال پیدا کرتی ہے۔ رضیؒ۔

وَهٰذَا حِينُ انْتِهَاءِ الْغَايَةِ بِنَا إِلَى قَطْعِ الْمُخْتَارِ مِنْ كَلَامِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ حَامِدِينَ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ مِنْ تَوْفِيقِنَا لِضَمِّ مَا انْتَشَرَ مِنْ أَطْرَافِهِ وَتَقْرِيبِ مَا بَعُدَ مِنْ أَقْطَارِهِ وَمُقَرِّدِينَ السَّرْمَ كَمَا شَرَطْنَا أَوَّلًا عَلَى تَفْضِيلِ أَوْرَاقٍ مِنَ الْبَيَاضِ فِي آخِرِ كُلِّ بَابٍ مِنَ الْأَبْوَابِ لِيَكُونَ لِاقْتِنَاصِ الشَّارِدِ، وَاسْتِلْحَاقِ الْوَارِدِ، وَمَا عَسٰى أَنْ يَظْهَرَ لَنَا بَعْدَ الْغُمُوضِ، وَيَقَعَ إِلَيْنَا بَعْدَ الشُّذُوذِ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا، وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

وَذٰلِكَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ أَرْبَعِ مِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الرُّسُلِ وَالْهَادِي إِلَى خَيْرِ السُّبُلِ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ نُجُومِ الْيَقِينِ۔

امیر المومنین علیہ السلام کے کلام کا انتخاب ختم ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس منتشر اور پھیلے ہوئے کام کو سمیٹنے کا موقع دیا۔ اب ارادہ ہے کہ باقی سارے صفحات اور ہر جلد کے آخر میں، جو منتخبات رہ گئے ہیں انھیں بھی جمع کر دوں ——— توفیق خدا ہی پر بھروسہ ہے ———

رجب سنہ ۴۰۰ھ ——— ہمارے سردار و آقا محمدؐ نبی آخر الزماں، اُن کی اولاد اور ستارہ ہائے ہدایت صحابہ پر خدا کی رحمت ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

خطبۂ معجزہ

از حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید ظفر الحسن صاحب قبلہ پرنسپل مدرسہ جواد یہ بنارس

(مبارک پور اعظم گڈھ)

تاریخ کے ہاتھوں عہد بہ عہد اوراق زمین پر افراد انسانی کی طرح اُن کے کارناموں کی فہرست بھی طویل و عریض ہوتی چلی آرہی ہے لیکن اس طومار میں حقیقی انسان اور سچے کارنامے بہت کم نظر آتے ہیں۔ شائد اسی لیے عقلائے زمانہ نے انسانیت کی حد بندی کرتے ہوئے یہ نظریہ قائم کر دیا کہ "اَلْمَرْءُ بِاَصْغَرَیْہِ قَلْبِہٖ وَلِسَانِہٖ" (دل و زبان کی دو مختصر ترین چیزوں کا نام انسان ہے) مگر جب اس نظریہ کے عملی پہلو تلاش کیے جاتے ہیں یا کسی صحیح مصداق کی جستجو کی جاتی ہے تو دنیا کی بڑی بڑی قوتیں ناکام رہ جاتی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس وقت میں تمام عالم کے لیے اس نظریہ کا ایک مکمل عملی انسان پیش کر رہا ہوں۔ خود نہیں، تاریخ کے حوالے سے۔ من گھڑت نہیں۔ غیروں کی زبان سے۔ تاریخ امم شاہد ہے کہ دل و زبان کی قوت و بیان جیسا کہ اسلام کے سچے خدمت گزار محمدؐ کے حقیقی شاگرد "علی" میں دیکھے گئے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت میں بھی نہیں پائے گئے۔ علیؑ کی شجاعت (جس کا تعلق دل سے ہے) سے تو دنیا واقف ہے لہذا سر دست اس سے قطع نظر کرتا ہوں۔ البتہ ان کی فصاحت و بلاغت (جس کا تعلق زبان سے ہے) سے بہت کم لوگ واقف ہوں گے۔ افسوس یہ ہے کہ دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے بعد جب عام تحریروں کا لطف مٹ جاتا ہے تو پھر علیؑ کے "معجزنما اسلوب" کی شان دوسری زبانوں میں کیا باقی رہ سکتی ہے۔ اسی سے ہمت بھی نہیں ہوتی تھی کہ اس موضوع پر قلم اُٹھاؤں لیکن کیا عجب کہ عام حضرات کے لیے یہ کوئی بالکل نئی چیز ثابت ہو۔

ابن ابی الحدید اپنی شرح نہج البلاغہ میں ناقل ہیں کہ ایک دن "صحابہ کرام" میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ حروف تہجی میں سب سے زیادہ کثیر الاستعمال حرف کون سا ہے۔ طے ہوا کہ کلام میں "الف" بغیر کام نہیں چل سکتا۔ یہ سُن کر علی ابن ابی طالب کھڑے ہو گئے اور فی البدیہہ ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا جو مفہوم کے اعتبار سے نہایت پر مغز اور بلیغ، لفظوں کے لحاظ سے انتہائی پُر اثر اور فصیح ہے پھر لطف یہ ہے کہ مقفیٰ ہوتے ہوئے بھی ابتدا سے آخر تک "آورد" کی طرح "الف" سے بھی خالی ہے۔

اسی خطبہ کے متعلق کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی اپنی کتاب مطالب السئول میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ یہ وہ خطبہ ہے جسے حضرت نے علم بیان کی پوری رعایت کے ساتھ بغیر الف کے ارتجالاً پیش فرمایا ہے، یہ خطبہ آپ کے مختلف النوع علوم اور طرح طرح کے فضائل کا خزانہ ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ صرف عنایت ربانی تھی جس نے علوم و حکم کے باب صرف

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

آپ کے لیے کھول رکھے تھے یہاں تک کہ اُس کے خالص وطیب حصّہ کو آپ کے لیے پیش کر دیا اور آپ کے قلب و زبان کے لیے معرفتِ حکمت و فصل خطاب کو مخصوص کر دیا"

دو معتبر اور غیر جانب دار شہادت پیش کرنے کے بعد اب میں اصل خطبہ تحریر کرتا ہوں۔ لیکن اسے اُپج کہا جائے یا جدّت پسندی کہ باوجود نااہل ہونے کے میں نے اس امر کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ میں بھی کہیں الف نہ آنے پائے اور بقدرِ فہم صحیح ترجمہ سے عدول بھی نہ ہو۔ اگرچہ سارا ترجمہ آورد سے دست و گریبان ہے لیکن مجبوری عذر خواہ ہے اور وہ بھی اُردو زبان کی جس کی لفظیں محدود اور اضافی علامتیں کثیر الاستعمال ہیں۔ بہر حال باخبر حضرات "تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا" کو مدِّ نظر رکھیں اور ناواقف لوگ عاجز کے کلام سے مقتدر کے کلام کی رفعت و بلندی کا اندازہ لگائیں۔ اِدھر غور و فکر ہے اور اُس طرف ارتجال؛ یہاں خاطی کا قلم ہے اور وہاں لسان اللہ کا دہن چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

(خطبہ)

حَمِدْتُ مَنْ عَظُمَتْ مِنَّتُهٗ، وَسَبَغَتْ نِعْمَتُهٗ، وَسَبَقَتْ رَحْمَتُهٗ غَضَبَهٗ وَنَفَذَتْ مَشِیْئَتُهٗ وَبَلَغَتْ حُجَّتُهٗ، وَعَدَلَتْ قَضِیَّتُهٗ حَمِدْتُ حَمْدَ مُقِرٍّ بِرُبُوْبِیَّتِهٖ، مُتَخَضِّعٍ لِّعُبُوْدِیَّتِهٖ، مُتَنَصِّلٍ مِنْ خَطِیْئَتِهٖ، مُتَفَرِّدٍ بِتَوْحِیْدِهٖ، مُسْتَعِیْذٍ مِنْ وَعِیْدِهٖ، مُؤَمِّلٍ مِنْهُ مَغْفِرَةً تُنْجِیْهِ، یَوْمَ یُشْغَلُ عَنْ قَضِیْکَتِهٖ وَبَنِیْهِ، وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَرْشِدُهٗ، وَنَسْتَهْدِیْهِ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ، وَشَهِدْتُّ لَهٗ شَهُوْدَ عَبْدٍ مُخْلِصٍ مُوْقِنٍ، وَفَرَدْتُّهٗ تَفْرِیْدَ مُؤْمِنٍ مُتَیَقِّنٍ، وَوَحَّدْتُهٗ تَوْحِیْدَ عَبْدٍ مُذْعِنٍ، لَیْسَ لَهٗ شَرِیْکٌ فِیْ مُلْکِهٖ، وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ فِیْ

(ترجمہ)

مستحق حمد ہے وہ معبود جس کی عظمت خیر مبنیٰ مکمل نعمت، غضب سے بڑھی ہوئی رحمت، ہمہ گیر مشیت، محیط حجت، درست فیصلے مجھے دعوتِ حمد دے رہے ہیں۔

جس طرح کوئی ربوبیت سے متمسک، عبودیت میں مستغرق، توحید میں متفرد، لغزش سے بری، دھمکیوں سے خوف زدہ، محشر کی کس مپرسی میں بخششوں کی طرف متوجہ ہو کر معبود کی تعریف کرے، بعینہٖ یونہیں میں بھی مدح گستر ہوں۔

ہم معبود ہی سے رشد و مدد و رہبری کے متمنی ہیں وہی مستعان ہم سب کے لیے مرکزِ تدین و موجب توکّل ہے۔ عبدِ مخلص کی طرح ہم وجودِ معبود کے مقر ہیں، مومنِ متقین کی طرح متفرد سمجھتے ہیں، مضبوط عقیدہ بندے کی طرح فرد

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فِي صُنْعِهٖ، جَلَّ عَنْ مُشِيْرٍ وَّوَزِيْرٍ، وَعَنْ عَوْنٍ
وَّمُعِيْنٍ وَّنَصِيْرٍ وَّظَهِيْرٍ، عَلِمَ فَسَتَرَ، وَ
بَطَنَ فَخَبَرَ، وَمَلَكَ فَقَهَرَ، وَعُصِيَ فَغَفَرَ،
وَعُبِدَ فَشَكَرَ، وَحَكَمَ فَعَدَلَ لَنْ يَزُوْلَ
وَلَمْ يَزَلْ، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ وَهُوَ
قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّبَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ رَبٌّ
مُتَعَزِّزٌ بِعِزَّتِهٖ، مُتَمَكِّنٌ بِقُوَّتِهٖ، مُتَقَدِّسٌ
بِعُلُوِّهٖ، مُتَكَبِّرٌ بِسُمُوِّهٖ، لَيْسَ يُدْرِكُهٗ
بَصَرٌ، وَلَمْ يُحِطْ بِهٖ نَظَرٌ، قَوِيٌّ مَنِيْعٌ بَصِيْرٌ
سَمِيْعٌ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ، عَجَزَ عَنْ وَصْفِهٖ
مَنْ يَصِفُهٗ، وَضَلَّ عَنْ نَعْتِهٖ مَنْ يَعْرِفُهٗ،
قَرِيْبٌ فِي بُعْدِهٖ، وَبَعِيْدٌ فِي قُرْبِهٖ، يُجِيْبُ
دَعْوَةَ مَنْ يَّدْعُوْهُ، وَيَرْزُقُهٗ، وَيَحُبُّوْهُ،
ذُوْ لُطْفٍ خَفِيٍّ، وَبَطْشٍ قَوِيٍّ، وَرَحْمَةٍ
مُوْسِعَةٍ، وَعُقُوْبَةٍ مُوْجِعَةٍ، رَحْمَتُهٗ جَنَّةٌ
عَرِيْضَةٌ، مُوْنِقَةٌ، وَعُقُوْبَتُهٗ جَحِيْمٌ مَّدْوُدَةٌ
مُوْبِقَةٌ۔

وَشَهِدْتُ بِبَعْثِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِهٖ
وَعَبْدِهٖ وَصَفِيِّهٖ وَنَبِيِّهٖ وَنَجِيِّهٖ وَحَبِيْبِهٖ
وَخَلِيْلِهٖ، بَعَثَهٗ فِي خَيْرِ عَصْرٍ وَّحِيْنِ
فَتْرَةٍ وَكُفْرٍ رَحْمَةً لِّعَبِيْدِهٖ وَمِنَّةً لِّمَزِيْدِهٖ
خَتَمَ بِهٖ نُبُوَّتَهٗ، وَشَيَّدَ بِهٖ حُجَّتَهٗ
فَوَعَظَ وَنَصَحَ، وَبَلَّغَ وَكَدَحَ رَؤُفٌ
بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَّحِيْمٌ سَخِيٌّ رَضِيٌّ

فرید تسلیم کرتے ہیں نہ کوئی ملک میں شریک ہے، نہ صنعت
گری میں دستگیر، وہ مشیر و وزیر کے مشوروں سے برتر ہے نیز
مدد و مدد کنندہ، ہم پشت و ہمسر کی ضرورت سے مستغنی، قدرت
ہم سب کی لغزشوں کو خوب سمجھتی ہے مگر مخفی رکھتی ہے وہ تو
تہ کی چیزوں سے بھی خبر رکھتی ہے وہ حکومت میں سب کو
منظم رکھتی ہے، حکم سے سرکشی کے وقت بھی عفو کے قلم کو حرکت
دیتی ہے، لوگ بندگی کرتے ہیں تو قدرت عوض شکریہ
پیش کرتی ہے فیصلہ میں ہمیشہ عدل کو مدنظر رکھتی ہے۔ وہ ہمیشہ
سے ہے ہمیشہ رہے گی۔ معبود کی مثل و نظیر نہ کوئی چیز تھی، نہ
ہے، نہ ہوگی، وہ ہر شے سے پہلے ہے نیز ہر شے کے بعد ہے
وہ عزت سے معزز ہے، قوت سے متمکن، بزرگی کی وجہ سے
مقدس ہے، برتری کی وجہ سے متکبر، چشم مخلوق نہ معبود حقیقی
کو دیکھ سکتی ہے نہ کسی کی نظر محیط ہو سکتی ہے وہ قوی
و منیع، سمیع و بصیر، رؤف و رحیم ہے وصف کنندہ
معبود کی غیر محدود صفتوں کو دیکھ کر گنگ ہیں بلکہ
معرفت کے مدعی بھی حقیقی تعریف سے گم گشتہ ہیں۔ وہ
نزدیک ہوتے ہوئے دور ہے، دور ہوتے ہوئے
نزدیک ہے۔ یہ قدرت ہی تو ہے جو ہر دعوت پر
لبیک کہتی ہے، رزق دیتی ہے بلکہ ضرورت سے
بڑھ کر بھی بخش دیتی ہے۔ وہی تو مخفی مروت قوی
شوکت کی مظہر نیز وسیع رحمت، تکلیف دہ عقوبت
کی مصدر ہے۔ یہ وہی ہستی تو ہے جس کی رحمت لمبی چوڑی
قبول صورت جنت ہے، جس کی عقوبت وسیع و مہلک
خیز دوزخ ہے میری ہستی بعثت محمدؐ کی مصدق ہے جو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَنَبِيٍّ زَكِيٍّ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ وَتَسْلِيمٌ وَبَرَكَةٌ
وَتَعْظِيمٌ وَتَكْرِيمٌ مِنْ رَبٍّ غَفُورٍ رَحِيمٍ
قَرِيبٍ مُجِيبٍ۔ حَكِيمٍ وَصَّيْتُكُمْ وَنَفْسِي
مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَنِي بِوَصِيَّةِ رَبِّكُمْ وَذَكَّرْتُكُمْ
بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِرَهْبَتِهِ، تَسْكُنْ
قُلُوبُكُمْ، وَخَشْيَتِهِ تَزْدَادُ مُوعَكُمْ، وَ
تَقِيَّتِهِ تُنْجِيكُمْ قَبْلَ يَوْمٍ يُبْلِيكُمْ وَتَذْهَلُكُمْ
يَوْمَ يَفُوزُ فِيهِ مَنْ ثَقُلَ وَزْنُ حَسَنَتِهِ خَفَّ
وَزْنُ سَيِّئَتِهِ وَلْتَكُنْ مَسْئَلَتُكُمْ وَ
تَمَلُّقُكُمْ مَسْئَلَةَ ذُلِّ خُضُوعٍ، وَشُكْرٍ وَ
خُشُوعٍ، بِتَوْبَةٍ وَنُزُوعٍ وَقَدَمِ وَرُجُوعٍ
وَلْيَغْتَنِمْ كُلُّ مُعْتَنِمٍ مِنْكُمْ صِحَّتَهُ، قَبْلَ
سَقَمِهِ وَشَبِيبَتَهُ، قَبْلَ هَرَمِهِ وَسَعَتَهُ
قَبْلَ فَقْرِهِ، وَفَرَاغَتَهُ قَبْلَ شُغْلِهِ وَحَيَاتَهُ
قَبْلَ سَفَرِهِ، وَحَيَوَتَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ (فَكَمْ مِمَّنْ)
يَهِنُ وَيَهْرَمُ وَيَمْرَضُ مِنْ قَبْلِ تَكَبُّرٍ وَتَهَرُّمٍ
وَسَقَمٍ، يَمَلُّهُ طَبِيبُهُ وَيُعْرِضُ عَنْهُ
حَبِيبُهُ وَيَنْقَطِعُ عُمْرُهُ وَيَتَغَيَّرُ عَقْلُهُ
ثُمَّ قِيلَ هُوَ مَوْعُوكٌ، وَجِسْمُهُ مَنْهُوكٌ،
ثُمَّ جِدَّ فِي نَزْعٍ شَدِيدٍ، وَحَضَرَهُ كُلُّ قَرِيبٍ
وَبَعِيدٍ، فَشَخَصَ بَصَرُهُ، وَلَمَعَ نَظَرُهُ وَ
رَشَحَ جَبِينُهُ، وَعَطِفَ عِرْنِينُهُ، وَسَكَنَ
حَنِينُهُ، وَحَزِنَتْهُ نَفْسُهُ، وَبَكَتْهُ عِرْسُهُ وَ
حُفِرَ رَمْسُهُ، وَبَتَّ مِنْهُ وَلَدُهُ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ

رسول عربی عبد حقیقی۔ برگزیدہ نبی، شریف خصلت،
حبیب و خلیل ہیں، وہ حضرت بہترین عہد مگر کفر و
بے عملی کے دور میں منصب نبوّت پر متمکن ہوئے۔
بندوں پر رحم کرتے ہوئے، منت و کرم میں مزید توقی
دیتے ہوئے قدرت نے کل کمی پوری کر دی یعنی محمدؐ پر
نبوّت ختم کر کے حجت مستحکم کر دی۔

حضرت نے بھی لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے میں
کوئی کمی نہیں کی بلکہ بھرپور جد و جہد کی۔ وہ حضرت جملہ
مومنین کے لیے شفیع ہمدرد، رحم دل، سخی، پسندیدہ
و برگزیدہ ولی تھے۔ رب رحیم، قریب مجیب و حکیم کی
طرف سے محمد عربی پر رحمت و تسلیم نیز برکت و تعظیم و تکریم
کی بڑھتی (کثرت) ہو۔ گروہ موجود! میرے ذریعہ سے
تم لوگوں کے لیے رب قدیر کی وصیت، نبی کریم کی سنت
پیش ہو رہی ہے جس میں تم سب کے لیے نیز میرے لیے
نصیحت و موعظت کے دفتر ہیں؛ تم پر فرض ہے کہ تم
میں وہ ڈر موجود ہو جس سے خود تمھیں لوگوں کے دل کو
سکون میسر ہو، وہ خوف مخفی ہو جس کی موجودگی میں چشم
نم سے سیل بہ نکلے، وہ تقیہ ہو جو بوسیدگی کے دن سے
پہلے ہی کل مہلکوں سے محفوظ کر دے، نیز روز محشر سے بیفکر
کر دے جبکہ نیکیوں کی تول وزنی، بدیوں کی تول سبک ہونے
کی وجہ سے بشر کو عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہو گی۔

تم لوگوں پر یہ بھی فرض ہے کہ خضوع و خشوع، توبہ
و رجوع، ذلّت و شرمندگی کی صورت سے معبود کی خدمت
میں عرض و معروض و تملق کرو۔ نیز تم لوگ موقع کو

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

عدده، وَشُمَّ جَمْعُهُ وَذَهَبَ بَصَرُهُ
وَسَمْعُهُ وَمُدَّ وَجُرِّدَ وَعُرِّيَ وَغُسِّلَ
وَنُشِّفَ وَسُجِّيَ، وَبُسِّطَ لَهُ وَهُيِّئَ وَ
نُشِرَ عَلَيْهِ كَفَنُهُ، وَشُدَّ مِنْهُ ذَقَنُهُ وَ
قُمِّصَ وَعُمِّمَ وَوُدِّعَ وَسُلِّمَ، وَحُمِّلَ
فَوْقَ سَرِيرٍ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ بِتَكْبِيرٍ بِغَيْرِ
سُجُودٍ وَتَعْفِيرٍ وَنُقِلَ مِنْ دُورٍ مُزَخْرَفَةٍ
وَقُصُورٍ مُشَيَّدَةٍ وَحُجُرٍ مُنَجَّدَةٍ وَجُعِلَ
فِي ضَرِيحٍ مَلْحُودٍ، وَضِيقٍ مُرْصُودٍ،
بِلَبِنٍ مَنْضُودٍ، مُسَقَّفٍ بِجُلُمُودٍ، وَهِيلَ
عَلَيْهِ حُفْرَهُ، وَحُثِيَ عَلَيْهِ مَدَرُهُ وَحُقِّقَ
حَصْرُهُ، وَنُسِيَ خَبَرُهُ، وَبَرِحَ عَنْهُ وَلِيُّهُ
وَصَفِيُّهُ وَنَدِيمُهُ وَسَمِيُّهُ وَحَمِيمُهُ،
وَتَبَدَّلَ بِهِ قَرِينُهُ وَحَبِيبُهُ، فَهُوَ حَشْوُ
قَبْرٍ وَرَهِينُ قَعْرٍ، يَسْعَى بِجَمِيعِ دُودُ
لَحْدِهِ، وَيَسِيلُ صَدِيدُهُ، مِنْ مَنْخَرِهِ
يُسْعَقُ بِرُمَّةِ طَمِّهِ وَيَنْشِفُ دَمُهُ
وَيَرِمُّ عَظْمُهُ حَتَّى يَوْمَ حَشْرِهِ، فَيُنْشَرُ مِنْ
قَبْرِهِ حِينَ يُنْفَخُ فِي صُوَرٍ وَيُدْعَى
بِحَشْرٍ وَنُشُورٍ، فَكَمْ بُعْثِرَتْ قُبُورٌ وَ
حُصِّلَتْ سَرِيرَةُ صُدُورٍ، وَجِيءَ بِكُلِّ
نَبِيٍّ وَصِدِّيقٍ وَشَهِيدٍ، يُؤْخَذُ لِلْفَصْلِ
قَدِيرٌ، بِعَبْدِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ، فَكَمْ مِنْ
زَفْرَةٍ تَعْنِيتٍ وَحَسْرَةٍ تَضِيقُ فِي مَوْقِفٍ مُهِيلٍ

غنیمت سمجھو، مرض سے پہلے صحت کی قدر کرو، پیرفرتوت
ہونے سے پہلے پیری کی عزت کرو، فقیری سے پہلے دولت
کی توقیر کرو، مشغولیت سے پہلے وقت فرصت کو مدنظر
رکھو، سفر سے پیشتر حضر کی قدر کرو، مرنے سے پہلے زندگی
کی حقیقت کو سمجھ لو، نہ معلوم کتنے ہوں گے جو ضعیف و
کمزور و مریض بن گئے ہوں جن کی کیفیت یہ ہوگی کہ خود
طبیب (نسخہ لکھتے لکھتے) تھکن محسوس کرنے لگیں گے،
دوست بھی پرہیز کرنے لگیں گے عمر ختم کے قریب ہوگی
عقل و فہم منہ موڑ چکے ہوں گے کچھ لوگ
یہ کہہ رہے ہوں گے کہ یہ تو (جھوٹوں سے) پٹی ہوئی صورت
ہے، جسم بھی (پتلی چھڑی کی طرح) مدقوق ہے کہ یک بیک
نزع کی کیفیت شروع ہوگی نزدیک و دور کے سب لوگ
موجود ہوں گے۔ مریض کے دیدوں کی گردش سلب ہوگی
ٹکٹکی بندھی ہوگی، جبین عرق ریز، بینی کج، تکلیف دہ چیخ
میں سکون، بس نفس میں رنج و غم کی کیفیت محسوس ہو رہی
ہوگی۔ بیوی رو پیٹ رہی ہوگی، بچے یتیم ہو رہے ہوں گے،
لحد درست ہو رہی ہوگی۔ عزیزوں میں تفرقہ کی نیو پڑ رہی
ہوگی۔ ترکہ کی تقسیم ہوتی ہوگی مگر خود میت چشم و گوش سے
بے تعلق ہوگی نوبت یہ پہنچے گی کہ لوگ جسم کے حصے کھینچ کھینچ
کر درست کر دیں گے پھر بدن سے کپڑے دور کریں گے
یونہی برہنہ غسل دیں گے، پھر دھو پونچھ کر کسی چیز پر
رکھ دیں گے بعدہٗ کفن میں لپیٹیں گے۔ پہلے میت کی
ٹھڈی کی بندش کریں گے پھر قمیص دے کر سر پر پگڑی لپیٹ
دیں گے۔ پھر تسلیم کر کے رخصت کریں گے یعنی کسی تخت پر

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَ مَشْهَدٍ جَلِيْلٍ بَيْنَ يَدَيْ مَلِكٍ
عَظِيْمٍ وَ بِكُلِّ صَغِيْرٍ وَ كَبِيْرٍ
عَلِيْمٍ وَ حِيْنَئِذٍ يُلْجِمُهُ عَرَقُهُ
وَ يَحْضُرُهُ فَلَقُهُ عِبْرَتُهُ غَيْرُ مَرْحُوْمَةٍ
وَ صَرْخَتُهُ غَيْرُ مَسْمُوْعَةٍ وَ حُجَّتُهُ
غَيْرُ مَقْبُوْلَةٍ وَ تَبَلَّغَتْ حَرِيْرَتُهُ
وَ نُشِرَ صَحِيْفَتُهُ فَنَظَرَ فِيْ سُوْءِ عَمَلِهِ
وَ شَهِدَتْ عَلَيْهِ عَيْنُهُ بِنَظَرِهِ وَ يَدَاهُ
بِبَطْشِهِ وَ رِجْلُهُ بِخُطُوِّهِ وَ فَرْجُهُ
بِمَسِّهِ وَ جِلْدُهُ بِلَمْسِهِ فَسَلْسَلَ
جِيْدَهُ وَ غُلَّتْ يَدَاهُ۔

وَ سِيْقَ يُسْحَبُ (فَسُحِبَ)
وَحْدَهُ فَوَرَدَ جَهَنَّمَ بِكَرْبٍ وَ
شِدَّةٍ فَظَلَّ يُعَذَّبُ فِيْ جَحِيْمٍ
وَ يُسْقَى شُرْبَةً مِنْ حَمِيْمٍ تَشْوِيْ
وَجْهَهُ وَ تَسْلُخُ جِلْدَهُ وَ تَضْرِبُهُ
زَبَانِيَتُهُ بِمَقَامِعَ مِنْ حَدِيْدٍ وَ
يَعُوْدُ جِلْدُهُ بَعْدَ نُضْجِهِ كَجِلْدٍ جَدِيْدٍ۔
يَسْتَغِيْثُ فَتُعْرِضُ عَنْهُ خَزَنَةُ
جَهَنَّمَ وَ يَسْتَصْرِخُ فَيَلْبَثُ
حِقْبَةً يَنْدَمُ يَعُوْدُ بِرَبٍّ قَدِيْرٍ
مِنْ شَرِّ كُلِّ مَصِيْرٍ وَ نَسْئَلُهُ
عَفْوَ مَنْ رَضِيَ عَنْهُ وَ مَغْفِرَةَ
مَنْ قَبِلَهُ۔

میت کو رکھ دیں گے پھر بغیر سجدے کے فریضہ سے تکبیر کہہ کر سب لوگ سبک دوش ہوں گے نیز میت کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ پھر زیب و زینت دیے ہوئے گھر مضبوط و مستحکم بنے ہوئے قصر، سربلند و مزین محل سے منتقل کر کے لحد بنی ہوئی قبر پہلے سے درست کیے ہوئے گڈھے کے سپرد کر دیں گے، جس پر سنگ و خشت کو بہم کر کے (معمولی سی) چھت درست کر دیں گے پھر کچھ مٹی کچھ ڈھیلے سے گڈھے کو بھر دیں گے یہیں پر لوگ جدید مصیبت کو دیکھ کر، معبود کی خدمت میں حضوری کو یقینی سمجھیں گے لیکن خود مردے کو سہو محو کر دیں گے۔ دوست ہمدم، ہم مشرب، عزیز قریب دفن سے پلٹنے کے بعد دوسرے دوست و رفیق ڈھونڈھ لیں گے مگر میت غریب بیکسی کے گھر میں گر ہے بلکہ قبر کے پیٹ میں لقمہ ہے کیفیت یہ ہے کہ لحد کے کیڑے بےحس جسم پر دوڑ رہے ہیں۔ نتھنوں سے رطوبت بہہ رہی ہے۔ کیڑے مکوڑے گوشت و پوست کو چھلنی کر رہے ہیں۔ خون پی رہے ہیں، ہڈیوں کو بوسیدہ کر رہے ہیں۔ یوم محشر تک یہی صورت رہے گی۔ پھر صور پھونکنے کے وقت حشر و نشر کے لیے طلب ہوں گے۔ یہی تو وہ وقت ہے کہ قبروں کی جستجو ہو گی سینے کے مخفی خزینے پیش ہوں گے نبی، صدیق، شہید، (یعنی محمدؐ، علیؑ، حسنینؑ) محشر میں طلب ہوں گے۔ پھر رب قدیر کی طرف سے جو کہ خبیر و بصیر ہے سب کے فیصلے ہوں گے۔ ملک عظیم کے پیش نظر جوہر چھوٹی بڑی چیز سے مطلع ہے، محشر کے زبردست، پُرہول موقف میں نہ معلوم کتنے زندگی کش شیون بلند ہوں گے، نہ معلوم کتنی دبی ہوئی حسرتیں پوری ہوں گی (یعنی ظلم پیشہ گروہ سے مظلوموں کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

وَهُوَ وَلِيُّ مَسْئَلَتِيْ وَ مُنْجِحُ
طَلِبَتِيْ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنْ تَعْذِيْبِ
رَبِّهٖ جُعِلَ فِيْ جَنَّتِهٖ بِعِزَّتِهٖ وَخُلِّدَ
فِيْ قُصُوْرٍ مُشَيَّدَةٍ وَمَلَكَ بِحُوْرٍ عِيْنٍ
وَّحَفَدَةٍ وَطِيْفَ عَلَيْهِ بِكُئُوْسٍ وَ
سُكِّنَ خَطِيْرَةَ قُدْسٍ وَّ تَقَلَّبَ
فِيْ نَعِيْمٍ وَسُقِيَ مِنْ تَسْنِيْمٍ وَّشُرِبَ
مِنْ عَيْنٍ سَلْسَبِيْلٍ وَّمُزِجَ لَهٗ
بِزَنْجَبِيْلٍ مُخْتَمٍ بِمِسْكٍ وَغَيْرِ مُسْتَدِيْمٍ
لِلْمُلْكِ مُسْتَشْعِرٍ لِلسُّرُوْرِ يَشْرَبُ مِنْ
خُمُوْرٍ فِيْ رَوْضٍ مُغْدَقٍ لَيْسَ يُصْدَعُ
مِنْ شُرْبِهٖ وَلَيْسَ يُنْزَفُ لُبُّهٗ
هٰذِهٖ مَنْزِلَةُ مَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ وَ
حَذَّرَ نَفْسَهٗ مَعْصِيَتَهٗ وَتِلْكَ عُقُوْبَةُ
مَنْ جَحَدَ مَشِيَّتَهٗ وَسَوَّلَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ
مَعْصِيَتَهٗ فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَّحُكْمٌ
عَدْلٌ وَخَبَرُ قَصَصٍ قُصَّ وَوَعْظٍ
بِهٖ نُصَّ تَنْزِيْلٌ مِنْ حَكِيْمٍ
حَمِيْدٍ، نَزَلَ بِهٖ رُوْحُ قُدُسٍ
مُبِيْنٍ عَلٰى قَلْبِ نَبِيٍّ مُهْتَدٍ
رَشِيْدٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ رُسُلٌ سَفَرَةٌ
مُكْرَمُوْنَ بَرَرَةٌ عُذْتُ بِرَبٍّ
عَلِيْمٍ رَحِيْمٍ كَرِيْمٍ مِنْ
شَرِّ كُلِّ رَجِيْمٍ۔

کے حقوق ملیں گے، یہی وہ وقت ہے جبکہ گلے گلے پسینہ میں سب غرق ہوں گے، جہنم کے شعلے ہر طرف سے گھیرے ہوں گے چشم حسرت سے مسلسل جھڑی بندھنے کے بعد بھی رحمت کے در مسدود چیخیں بیسود، دلیلیں مردود ہوں گی۔ جرم حد کو پہونچ چکے ہوں گے دفتر عمل کھلے رکھے ہونگے پیش نظر بُرے عمل ہوں گے۔ چشم مجرم، نظر کی لغزش کی، دست ظلم تعدی کے، قدم غلط روش کے، جلد بدن غیر محرم سے ملنے کے، جسم کے مخفی حصے لمس و تقبیل کے خود بخود مقر ہوں گے ــــ ختم حجت کے بعد طوق در گردن، دست بہ زنجیر کھینچتے گھسیٹتے دوزخ کی طرف لے چلیں گے پھر کرب و شدت کی معیت میں جہنم کے سپرد کر دیں گے پس طرح طرح کی عقوبتیں شروع ہوں گی پینے کے لیے خون، پیپ پیش کریں گے جس کی وجہ سے صورت جھلسی ہوئی معلوم ہوگی۔ جسم کی جلد گل گل کے گر رہی ہوگی۔ لوہے کے گرز سے فرشتے پیٹ رہے ہوں گے۔ جلد بدن جل جل کے گرتی ہوگی، دوسری نئی جلد بنتی ہوگی بدنصیب کے رونے پیٹنے کی طرف سے جہنم کے موکل فرشتے بھی منہ پھیر رہے ہوں گے۔ غرضکہ یونہیں مدتوں چیخ نیز شرمندگی کیفیت میں بسر ہوگی ــــ ہم رب قدیر سے ہر طرح کے فتنہ و شر سے طلب حفظ کرتے ہیں وہ جن لوگوں سے خوش ہو کر جس مقبولیت کی صف میں جگہ دیئے ہوئے ہے ہم بھی کچھ ویسی ہی مغفرت و مقبولیت کے متمنی ہیں کیونکہ وہی ہستی ہم سب کے ہر مقصود و مطلب کی متکفل ہے بیشک جو لوگ معبود کی عقوبتوں سے ایک چلن ہونے کی وجہ سے بچ گئے وہ عزت معبود ہی کے طفیل سے جنت میں پہنچیں گے، سربلند و مستحکم محلوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھہریں گے جس جگہ عیش و عشرت کے لیے حوریں ملیں گی، خدمت کے لیے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

فَلْيَتَضَرَّعْ مُنْتَصِرٌ عُلُمُ وَ
لْيَبْتَهِلْ مُبْتَهِلُكُمْ وَ لْيَسْتَغْفِرْ كُلُّ
مَرْبُوْبٍ مِنْكُمْ لِيْ وَ لَكُمْ وَحَسْبِيْ
رَبِّيْ وَحْدَهٗ۔

لوگ موجود ہوں گے، شیشہ و خُم گردش میں ہوں گے۔ مقدس منزلوں میں مقیم ہوں گے۔ لغتوں میں کروٹیں بدلتے ہوں گے۔ تسنیم و سلسبیل کو مطمئن ہو کر پیتے ہوں گے جس کے ہر جرعے طرح طرح کی خوشبوؤں میں بسے ہوں گے۔ یہ سب چیزیں ہمیشگی کی ملکیت ہوں گی جس میں سُرور کی حس قوی ہو گی، ہرے بھرے چمن میں مے نوشی ہو گی۔ نوشوں کو نہ درد سر کی تکلیف ہو گی نہ کوئی دوسری زحمت ہو گی ——— مگر یہ منزلت خوف و خشیت سے متصف لوگوں کی ہے جو نفس کی سرکشیوں سے ہر وقت خطرے میں رہتے ہیں (یعنی حرص و ہوس کے پھندوں سے بچ کر نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں) بیشک جو لوگ حق کے منکر ہوں، مذکورہ حقیقتوں کو بھولے بیٹھے ہوں، معصیت کوشی میں نڈر ہوں، پُر فریب نفس کے دھوکے میں پڑے ہوں، وہ معبود حقیقی کی طرف سے عقوبت کے مستحق ہیں۔ کیونکہ درست فیصلہ معتدل حکم یہی ہے (دیکھو رب سے بہتر قصہ، رب سے کھری نصیحت حکیم مطلق کی تنزیل ہے جسے جبریل پہلے سے رہبر کل حضرت محمدؐ کے قلب محترم کے سپرد کر چکے ہیں مکرم و نیک منش سفیروں کی طرف سے حضرت پر درود و رحمت ہو۔ ہم ہر لعین و رجیم دشمن کے شر سے بچنے کے لیے رب علیم رحیم کریم سے مدد طلب کرتے ہیں۔ تم لوگ بھی تضرع کرو۔ گریہ میں مشغول رہو۔ نیز تم میں ہر شخص جو نعمت رب سے بہرہ ور ہے خود نیز میرے لیے طلب مغفرت کرے۔ بس میرے لیے رب قدیر کی ہستی بہت ہے۔ فقط

(منقول از سرفراز رجب نمبر ۱۳۵۶ھ)

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

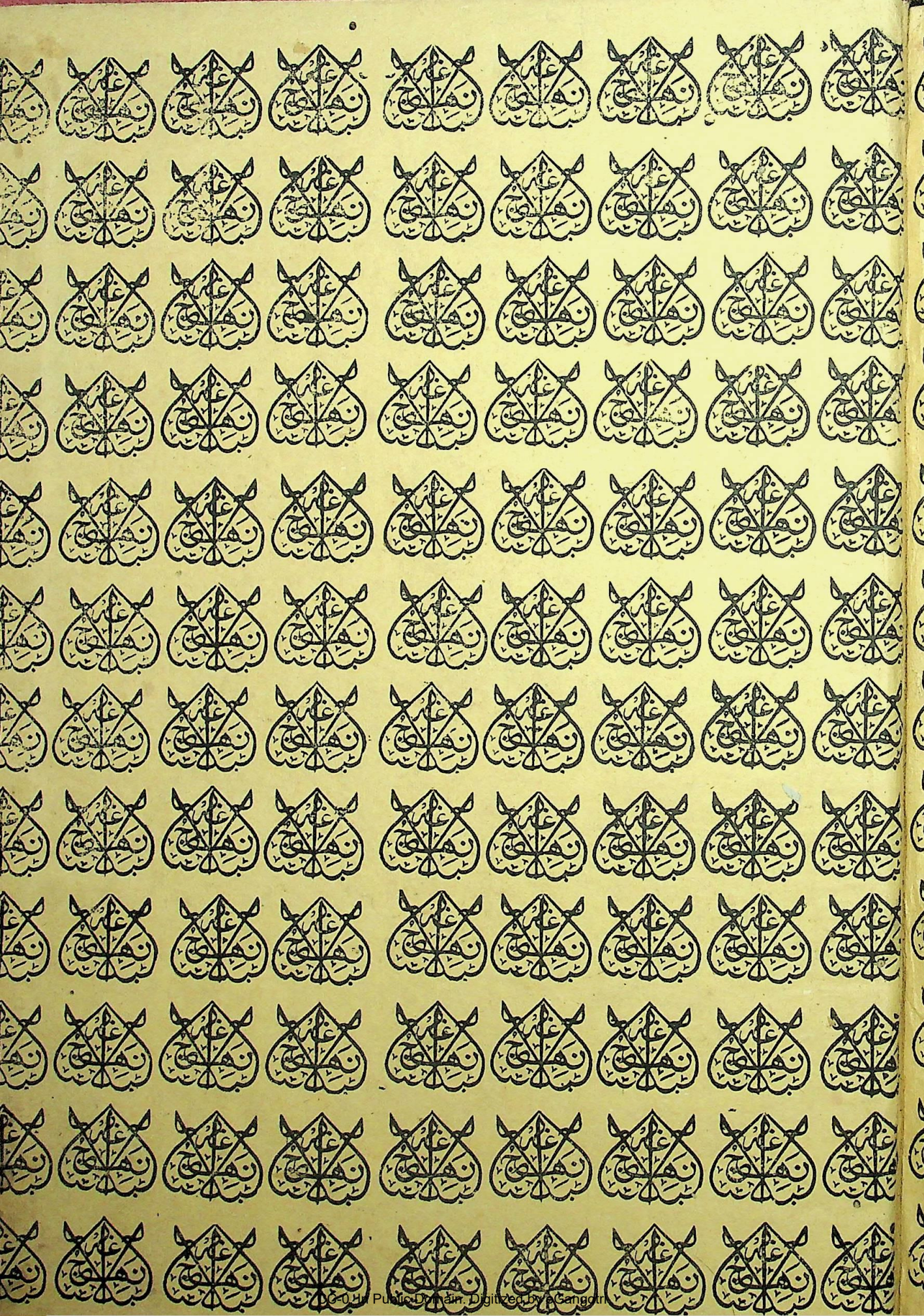
CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri